تاریخ اسلام کی ۸۰۰ شخصیات کے احوال، اقوال اور مرویات پر مشتمل مستند و بے مثال کتاب

حلیۃ الاولیاء اردو
و
طبقات الاصفیاء

اولیاء کی عظمت پر مؤلف کا مقدمہ، مہاجرین صحابہ کرامؓ اور اہل صفہ صحابہ کرامؓ بشمول انبیاء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تذکرہ
حضرت ابوبکر صدیقؓ تا حضرت ابوہریرہؓ



امام حافظ علامہ ابونُعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی شافعی

دارالاشاعت
اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

تاریخ اسلام کی ۸۰۰ شخصیات کے احوال، اقوال اور مرویات پر مشتمل مستند و بے مثال کتاب

حلیۃ الاولیاء اردو

و

طبقات الاصفیاء

حصہ اوّل

اولیاء کی عظمت پر مولف کا مقدمہ، مہاجرین صحابہ کرامؓ اور اہل صفہ صحابہ کرامؓ بشمول انبیاء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تذکرہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ تا حضرت ابوہریرہؓ

امام حافظ علامہ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی شافعی

مترجم
مولانا محمد اصغر مغل فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی

طباعت : جنوری ۲۰۰۶ء علمی گرافکس

ضخامت : 648 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی

بیت القرآن اردو بازار کراچی

ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد

مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور

بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور

مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
At Continenta (London) Ltd.
Cooks Road, London E15 2PW

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلیۃ الاولیاء

حصہ اول و دوم

تالیف: الامام الحافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی رحمہ اللہ

حلیۃ الاولیاء

حصہ دوم

ختم شد

حلیۃ الاولیاء حصہ اول

مقدمہ از مؤلفؒ

حمد وصلوٰۃ...... حضرت شیخ مؤلف امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحٰق بن موسیٰ بن مہران اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو کائنات اور اس کی تمام اشیاء کو وجود بخشنے والا ہے۔ تمام زمانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ عقول واجسام کا خالق ہے۔ اپنی دوستی کے لئے برگزیدہ ہستیوں کو منتخب کرنے والا ہے۔ دین برہان کے ساتھ اپنے نیک بندوں کے اسرار کو روشن کرنے والا ہے۔ شیاطین شرار کو بصیرت ویقین کے نور سے محروم کر کے تاریکی وظلمت میں دھکیلنے والا ہے۔ نطق ولسان کو اپنی معرفت بخشنے والا ہے۔ روز قیامت اتمام حجت کیلئے اور اپنی نشانیوں کے اظہار کیلئے ہتھیلیوں اور پوروں کو زبان بخشنے والا ہے۔ تاکہ تنزیل کی بات بھی ثابت ہو اور دلیل ولسان باہم مطابق ہوں۔ پس پروردگار لوگوں پر انبیاء ومرسلین کے ذریعے حجت تام کرنے والا ہے۔ اپنے سچے راستے کو ان برگزیدہ لوگوں کے لئے روشن کرنے والا ہے، جن کو انبیاء کا خلفاء بنایا، پاکدامن لوگوں کا دوست بنایا، انہیں میں سے عالی مرتبت مقربین منتخب کئے۔ پست لوگوں کے انساب سے ان کو منزہ کیا۔ معرفت وحق کے ساتھ انکو حمایت بخشی۔ تصدیق واتباع کے ساتھ انکو ثابت قدم کیا۔ معرفت بالائے معرفت کے ساتھ انکو اپنا مقرب بنایا۔ حق سے مفارقت کو انکے لئے سزا ٹھیرایا۔ دین کی خدمت کو گلے لگانا ان پر لازم کیا۔ اپنے رسول کی شریعت کی موافقت کرنا ان پر لازم کیا۔

حمدِ الٰہی کے بعد صلاۃ وسلام ہو اس عظیم ذات پر جس نے خدا کی طرف سے دین کا پیغام پہنچایا اور شریعت کی راہ استوار کی۔ امرِ خداوندی کو لے کر کھڑا ہوا اور حق کا اعلان کیا اور اپنے متبعین کے لئے خیر وبرکت کے درخت اگائے ...... یعنی درود وسلام ہو محمد ﷺ اور آپکے دوسرے بھائیوں پر یعنی انبیاء ومرسلین پر، آپ کی آل اور آپ کے منتخب اصحاب پر۔

امابعد! اے مخاطب! اللہ تجھے خیر کی توفیق بخشنے میں اللہ عزوجل سے مدد مانگتے ہوئے تیری فرمائش کو قبول کرتا ہوں اور یہ کتاب تالیف کرتا ہوں، جو ایک برگزیدہ جماعت کے کلام اور احوال پر مشتمل ہے۔ وہ جماعت امت کے صوفیاء اور ائمہ کی ہے۔ جن کا ذکرِ خیر انکے طبقات کی ترتیب پر ہوگا، یعنی پہلے صحابہ، پھر تابعین پھر تبع تابعین اور پھر ان کے بعد آنے والے باصفا لوگوں کا ذکر خیر درجہ بدرجہ ہوگا۔

انہی لوگوں نے دلائل وحقائق کو جانا۔ حالات کا مقابلہ کیا۔ باغہائے بہشت کے ساکن ہوئے۔ دنیوی تعلقات اور دنیوی بکھیڑوں کو خیر باد کہا۔ طعن وتشنیع کرنے والے، کھود کرید کرنے والے، بلند وبانگ دعوے کرنے والے...... کاہلوں اور حوصلہ شکنوں، محض لباس وقول کے ساتھ حلیہ بدلنے والوں اور عقیدہ ومسلک کے گمراہ لوگوں سے براءت کا اظہار کیا۔

اس کتاب کی تالیف اس وجہ سے پیش آئی کہ بہت سے فساق وفجار اور ملحدین وکفار ہر سو چہار اطراف میں اپنے ملحدانہ خیالات اور اپنی ذاتی اختراعات کو بزرگوں کی طرف منسوب کر رہے تھے...... اگر چہ وہ جھوٹ اور باطل شئ سے بلند رتبہ لوگوں کی شان میں کسی قباحت کو پیدا نہیں کر سکتے۔ لہذا یہ سعی محض اس بنیاد پر ہے کہ کذاب اور متکبر لوگوں سے اظہار براءت کر کے صادقین اور حق پر کمربستہ لوگوں کو ان سے مبرا وممتاز کیا جائے۔

اس لئے کہ ہمارے اسلاف واکابر اپنے خاص احوال اور علم وذکر میں اپنی الگ شان رکھتے ہیں۔ بحمد اللہ میرے دادا محمد یوسف البنار رحمہ اللہ بھی ان بزرگوں میں سے تھے جو اللہ کے ہو رہے تھے اور بہت سے لوگوں کی اصلاح کا سبب تھے، یوں بھی اولیاء اللہ کی نقصِ شان کو ہم کیسے برداشت کر سکتے ہیں جبکہ ان کے ایذاء رساں اللہ کے ساتھ اعلان جنگ کرنے والے ہیں، جیسا کہ فرمان نبوی ہے:

(یہاں سے مصنف رحمہ اللہ احادیث ہوں یا بزرگوں کے واقعات یا ان کے اقوال جو بھی ان کو سند کے ساتھ پہنچے ہیں، ان تمام احادیث، واقعات اور اقوال وغیرہ کو سلسلہ وار نمبروں کے ساتھ بیان کرتے جائیں گے۔ اس طرح مکمل کتاب میں تقریباً پندرہ ہزار سات سو نوے نمبرات ہیں جن کو ذیل کی ایک نمبر حدیث سے شروع کیا جاتا ہے بحمد اللہ وبعونہ۔ اصغر)

اولیاءاللہ کی علامات

۱-خدا کے دوست اور دشمن ابراہیم بن محمد بن حمزہ، ابوعبیدہ محمد بن احمد بن مؤمل وابراہیم بن عبداللہ محمد بن اسحاق سراج: محمد بن اسحاق بن کرامۃ، خالد بن مخلد، سلیمان بن بلال، شریک بن عبداللہ بن ابی نمر، عطاء کی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ عزوجل فرماتے ہیں: جس نے میرے کسی ولی کو ایذاء دی، یقیناً اس کے لئے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ اور کوئی بندہ میرا قرب اس چیز سے زیادہ کسی اور شیٔ سے زیادہ حاصل نہیں کرسکتا جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔ بندہ مسلسل نوافل کے ساتھ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے...... حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ پس اگر وہ بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں اور اگر پناہ مانگتا ہے تو اس کو پناہ دیتا ہوں اور میں کسی کام کو کرنے میں اتنا متردد نہیں ہوتا جتنا کہ مؤمن بندے کی روح قبض کرنے میں، وہ اسکو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے ناپسند کرنے کو اچھا نہیں سمجھتا۔[1]

۲- قاضی ابواحمد محمد بن احمد بن ابراہیم، حسن بن علی بن نصر ابومحمد بن مثنیٰ، حسن بن ابی سلمۃ بن ابی کبشہ، ابوعامر عقدی، عبدالواحد، عروۃ کی سند سے حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پروردگار عزوجل فرماتے ہیں: جس نے میرے کسی ولی کو ایذاء دی پس اس سے میری جنگ حلال ہوگئی۔[2]

۳-سلیمان بن احمد، یحیٰ بن ایوب، سعید بن ابی مریم، نافع بن یزید، عیاش بن عیاش، عیسیٰ بن عبدالرحمٰن، زید بن اسلم عن ابیہ کی سند کے ساتھ...... حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ (میرے والد ماجد) حضرت عمرؓ بن خطاب نے حضرت معاذؓ بن جبل کو رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر روتے ہوئے پایا۔

پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا: ایک چیز مجھے رلا رہی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا: تھوڑا سا دکھاوا

۱۔ صحیح البخاری ۸/ ۱۳۱، السنن للبیھقی ۳/ ۳۴۶، ۱۰/ ۲۱۹. صفة الصفوة ۱/ ۴۹. مشکاة ۲۲۶۶. اتحاف السادة المتقین ۱۰/ ۳۰۴. کنز العمال ۲۱۳۲۷. تفسیر القرطبی ۶/ ۱۳۵. تلخیص الحبیر ۳/ ۱۱۷

۲۔ مجمع الزوائد ۲/ ۲۴۷. الاولیاء لابن ابی الدنیا ۴۵. اتحاف السادة المتقین ۴/ ۲۷۷. تلخیص الحبیر ۳/ ۱۱۷

بھی شرک ہے اور جس نے اللہ کے اولیاء سے دشمنی مول لی یقیناً اس نے اللہ سے اعلان جنگ کر دیا۔[1]

اولیاء اللہ کی نشانیاں...... حضرت مؤلف فرماتے ہیں: جان لے! اولیاء اللہ کی کچھ ظاہری صفات ہوتی ہیں اور کچھ مشہور علامات ہوتی ہیں۔ عقلاء اور صالحین ان کی محبت اور دوستی کی وجہ سے انکے تابع فرمان ہو جاتے ہیں۔ اور انکے بلند رتبہ پر شہداء اور انبیاء بھی رشک کرتے ہیں: جیسا کہ ذیل کی حدیث میں آیا:

۴-محمد بن جعفر بن ابراہیم، جعفر بن محمد الصائغ، مالک بن اسماعیل وعاصم بن علی، قیس بن الربیع، عمارة بن القعقاع، ابی زرعة، عمرو بن جریر،...... حضرت عمرؓ بن خطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو انبیاء ہیں نہ شہداء، لیکن اللہ کی طرف سے قیامت کے روز ان کو ملنے والے رتبے پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں اور انکے اعمال کیا ہیں؟ تاکہ ہم بھی ان سے محبت رکھیں۔ فرمایا وہ ایسی قوم ہیں جو محض اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھیں گے، بغیر کسی آپس کی رشتہ داری کے اور بغیر کسی مال کے لین دین کے۔ اللہ کی قسم ان کے چہرے مجسم نور ہونگے اور وہ نور کے منبروں پر بیٹھے ہونگے اور جب دوسرے لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے انکو کوئی خوف نہ ہوگا، دوسرے لوگ غم واندوہ میں مبتلا ہوں گے تو انکو کوئی غم لاحق نہ ہوگا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے تلاوت فرمائی:

ألا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون (یونس ۶۲)

خبردار! اللہ کے اولیاء پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔[2]

مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں اولیاء اللہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ وہ اپنے ہم نشینوں کو ذکر کا شوق اور اس کی رغبت دلاتے ہیں اور اپنے دوستوں کو نیکی کی راہ پر لگا دیتے ہیں۔

۵-انصار کے آزاد کردہ غلام...... سلیمان بن احمد، احمد بن علی الابار، ہیثم بن خارجة، رشید بن سعد، عبداللہ بن الولید التجیبی، ابی منصور سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرو بن الجموح کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

میرے بندوں میں سے میرے اولیاء اور میری مخلوق میں سے میرے محبوب بندے وہ ہیں جو میرا ذکر کرتے رہتے ہیں اور میں ان کا ذکر کرتا رہتا ہوں۔[3]

۶-احمد بن یعقوب المعدل، الحسن بن علویة، اسماعیل بن عیسی، الہیاج بن بسطام، مسعر بن کدام، بکیر بن الاخنس، ابوسعیدؓ سے مروی رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا اللہ کے اولیاء کون ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جب انہیں دیکھا جائے تو خدا یاد آ جائے۔[4]

۷-جعفر بن محمد بن عمر، ابو حصین القاضی، یحیی بن عبدالحمید، داود العطار، عبداللہ بن عثمان بن خثیم، شہر بن حوشب، حضرت اسماءؓ بنت یزید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تم کو تمہارے بہترین لوگ نہ بتاؤں؟ صحابہؓ نے عرض کیا کیوں نہیں! فرمایا: وہ لوگ جب

۱ـ سنن ابن ماجة ۳۹۸۹. اتحاف السادة المتقين ۳/۱۴۴. الدر المنثور ۴/۲۵۷

۲ـ سنن النسائی ۸/۲۷، وسنن ابی داؤد ۳۵۲۷، والدر المنثور ۳/۳۱۰، ومشكاة المصابيح ۵۰۱۲، ۵۰۱۳، والترغيب والترهيب ۴/۲۱م واتحاف السادة المتقين ۶/۱۷۵.

۳ـ مسند الامام أحمد بن حنبل ۳/۴۳۰، والدر المنثور ۳/۳۱۰.

۴ـ مجمع الزوائد ۱۰/۷۸.

انہیں دیکھا جائے تو خدا کی یاد آجائے۔[1]

مؤلف فرماتے ہیں اولیاء اللہ کی صفات میں سے ہے کہ وہ فتنوں میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہتے ہیں اور (دنیاوی) مشقتوں سے بچے ہوتے ہیں۔

۸- ابو احمد محمد بن احمد ابراہیم، محمد بن القاسم بن الحجاج، الحکم بن موسیٰ، اسماعیل بن عیاش، مسلم بن عبید اللہ، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ خواص بندے ہیں۔ جن کو وہ اپنی رحمت سے روزی دیتا ہے اور جب انکو موت دیتا ہے تو موت کے بعد اپنے سایۂ عافیت میں انکو زندہ رکھتا ہے۔ وہ وہ لوگ ہیں جن پر فتنے تاریک رات کی طرح چھا جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ان سے عافیت میں رہتے ہیں۔[2]

مؤلف فرماتے ہیں نیز انکی صفات میں سے ہے کہ وہ کھانے پینے اور لباس واطوار میں بے حال ہوتے ہیں۔ شدت وحادثات میں اگر وہ خدا پر قسم کھالیں تو خدا انکی قسمیں پوری فرماتا ہے۔

۹- ابو اسحٰق بن حمزۃ، احمد بن شعیب بن یزید، اسحٰق بن احمد، ابراہیم بن یوسف، محمد بن عزیز، سلامۃ بن روح، عقیل، ابن شہاب، حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللہ کے کچھ بندے) کتنے ضعیف، کمزور اور مفلس حال ہوتے ہیں اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ انکی قسم پوری فرمادیتے ہیں۔ انہی میں سے حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔[3]

راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت براءؓ بن مالک مشرکین کے خلاف ایک لڑائی میں شریک ہوئے۔ اس لڑائی میں مشرکین مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا چکے تھے۔ مسلمانوں نے حضرت براءؓ کو کہا: اے براء! نبی ﷺ نے تجھے فرمایا ہے کہ اگر تو کسی معاملے میں اپنے رب پر قسم اٹھالے تو تیرا رب تیری قسم پوری کردے گا۔ پس ابھی تو (مشرکین کے خلاف) کوئی قسم اٹھا۔ حضرت براءؓ نے قسم اٹھائی اور بارگاہ ایزدی میں عرض کیا: اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو ہمیں مشرکین پر غلبہ عطا فرمادے۔ پس اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو مشرکین پر غلبہ حاصل ہوگیا۔

اسی طرح جنگ سوس میں مسلمانوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ لوگوں نے براءؓ کو عرض کیا اپنے رب کو قسم دیں۔ حضرت براء نے عرض کیا: اے پروردگار! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو ہمیں ان پر غلبہ عطا کر اور مجھے اپنے پیغمبر ﷺ کے ساتھ ملادے۔ لہذا مسلمانوں کو کفار پر غلبہ نصیب ہوا اور حضرت براءؓ شہید ہوگئے۔

۱۰- محمد بن احمد بن الحسن، محمد بن نصر الصائغ، ابراہیم بن حمزۃ الزبیری، ابن ابی حازم، کثیر بن یزید، ولید بن رباح۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت سے پراگندہ حال، مفلس ونادار جن سے لوگ نظریں پھیر لیں اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ انکی

۱۔ مسند الامام أحمد بن حنبل ۶/ ۴۵۹، والسنن الکبری للبیهقی ۳/ ۱۷۱، ۱۰/ ۱۹۳، وموارد الظمآن ۱۹۱۹، والأدب المفرد للبخاری ۳۲۳، والأولیاء لابن أبی الدنیا ۱۲، والترغیب والترهیب للمنذری ۳/ ۴۰۸، ومجمع الزوائد ۷/ ۲۳۴، ۸/ ۹۳، وتفسیر ابن کثیر ۸/ ۲۱۸، والمطالب العالیة لابن حجر ۳۹۷۴.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲/ ۳۸۵، والأولیاء لابن ابی الدنیا ۳، ومجمع الزوائد ۱۰/ ۲۶۵، وکنز العمال ۱۱۲۴۲.

۳۔ المستدرک للحاکم ۳/ ۲۹۱، ۲۹۲، ودلائل النبوة للبیهقی ۶/ ۳۶۸، والکامل لابن عدی ۳/ ۱۱۶۱، والجامع الصغیر للسیوطی ۶۴۱۲.

قسم پوری فرمادیں ا۔

حضرت مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان بزرگوں کے یقین کی طاقت سے چٹانیں شق ہوجاتی ہیں اور انکے ہاتھ کے اشارے سے سمندر راستہ دیتے ہیں۔

۱۱-عبداللہؓ بن مسعود کی کرامت ......سہل بن عبداللہ العستری، حسین بن اسحٰق، داؤد بن رشید، ولید بن مسلم، ابن لہیعۃ، عبداللہ بن ہبیرۃ، حنش الصنعانی، عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے کہ انہوں نے کسی کے درد والے کان میں قرآن کی آیت پڑھی تو وہ صحیح ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہؓ بن مسعود سے دریافت فرمایا: تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا تھا؟ آپؓ نے عرض کیا میں نے:

افحبستم انما خلقناکم عبثاً و انکم الینا لا ترجعون (الآیۃ المؤمن ۱۱۵)

ختم سورت تک پڑھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص یقین کے ساتھ اس کو پہاڑ پر بھی پڑھے تو وہ اپنی جگہ سے ٹل جائے۔۲

۱۲-صحابہ کا سمندری موجوں کو مسخر کرنا ......ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن یزید الکوفی، محمد بن فضیل، صلت بن مطر، قدامۃ بن حماطۃ بن اخت سہم بن منجاب، ......قدامہ بن حماطہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سہم بن منجاب سے سنا: وہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت العلاءؓ بن الحضرمی کے ساتھ جہاد میں شرکت کی۔ ہم چلتے چلتے ایسے علاقے تک پہنچے کہ اس سے پہلے ہمارے درمیان سمندر حائل تھا۔ حضرت العلاءؓ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی:

یا علیم یا حلیم یا علی یا عظیم انا عبید ک وفی سبیلک نقاتل عدو ک اللھم فاجعل لنا الیھم سبیلاً.

اے علیم! اے حلیم! اے عالی شان! اے عظمت والے! ہم تیرے غلام اور بندے ہیں اور تیری راہ میں تیرے دشمن سے لڑنے نکلے ہیں۔ اے اللہ ان تک ہمارے پہنچنے کا راستہ بنا۔

راوی کہتے ہیں: اس دعا سے سمندر نے ہمیں راستہ دیدیا اور ہم سمندر میں گھس گئے۔ اور پانی ہمارے گھوڑوں کی زین کو نہیں پہنچ رہا تھا۔ حتی کہ ہم سمندر سے نکل کر دشمنوں تک پہنچ گئے۔

۱۳-کافر گورنر پر مسلمانوں کی ہیبت ......ابوحامد بن جبلۃ، محمد بن اسحٰق الثقفی، یعقوب بن ابراہیم الولید بن شجاع، عبداللہ بن بکر، حاتم بن ابی صغیرۃ، سماک بن حرب، حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں میں نے حضرت العلاءؓ بن الحضرمی میں تین ایسی باتیں دیکھی ہیں کہ ہر بات دوسری سے عجیب تر تھی۔ ایک مرتبہ ہم چلے جا رہے تھے کہ حتی کہ ہم بحرین پہنچے اور چلتے چلتے سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ حضرت العلاءؓ نے فرمایا: چلتے رہو۔ آپؓ نے سمندر پر پہنچ کر اپنی سواری اس میں ڈال دی اور چل پڑے......ہم بھی آپ کے پیچھے ہولئے۔ سمندر ہماری سواریوں کے گھٹنوں تک نہیں پہنچ رہا تھا۔ اس حال میں ہمیں ابن مکعبر (مشرک) نے دیکھ لیا جو اس علاقے پر کسری کا گورنر تھا۔ اس نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! ہم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے اور پھر وہ کشتی میں بیٹھ کر فارس کو کوچ کرگیا۔

حضرت مؤلفؒ فرماتے ہیں اولیاء اللہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ وہ قوموں اور زمانوں میں (عملاً) سابقین ہوتے ہیں

ا۔ المستدرک للحاکم ۲۹۱/۳، واتحاف السادۃ المتقین للزبیدی ۷/۶، وکشف الخفاء للعجلونی ۲۹۲/۱، ۲۹۳، وتخریج الاحیاء للعراقی ۵۱۲/۱، وکنز العمال ۲۹۲۵، ومشکل الآثار للطحاوی ۲۹۲/۱، ۲۹۳، الجامع الصغیر للسیوطی ۴۴۰۱، وفیض القدیر ۱۵/۴.

۲۔ تاریخ بغداد للخطیب ۳۱۳/۱۲، وتفسیر ابن کثیر ۴۹۰/۵، وتفسیر القرطبی ۱۵۷/۱۲، والدر المنثور ۱۷/۵، وعمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ۶۲۵، والأذکار للنووی ۱۲۱، وکنز العمال ۲۶۸۲، ومجمع الزوائد ۱۱۵/۵.

اور انکے اخلاص کے سبب سے لوگوں پر بارش ہوتی ہے اور ان کے طفیل لوگوں کی مدد کی جاتی ہے۔

۱۴-عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، سعید بن ابی مریم، یحییٰ بن ایوب، ابن عجلان[۱]، عیاض بن عبداللہ، عبداللہؓ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر زمانے میں میری امت کے اندر سابقین رہیں گے۔[۲]

سابقین سے مراد نیکیوں میں آگے بڑھنے والے اولیاء اللہ کا مخصوص طبقہ۔

۱۵-سلیمان بن احمد، محمد بن الخزر الطبرانی، سعید بن ابی زید، عبداللہ بن ہارون الصوری، الاوزاعی، الزہری، نافع، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر زمانے میں میری امت میں پانچ سو بہترین لوگ رہیں گے، چالیس ابدال رہیں گے۔ پانچ سو میں سے کچھ کم ہوں گے اور نہ چالیس میں سے کم ہوں گے مگر (ان کی خانہ پری کردی جائے گی اس طرح کہ) ابدال میں سے جو کم ہونگے، پانچ سو خیار میں سے اس کا خلاء پر کردیا جائے گا۔ اور چالیس میں سے انکی کمی کو پورا کیا جائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں انکے اعمال بتادیجئے۔ فرمایا:

وہ لوگ اپنے اوپر ظلم کرنے والے سے درگزر کریں گے اور اپنے ساتھ برا سلوک کرنے والے کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں گے اور جو مال اللہ عزوجل نے ان کو دیا ہوگا وہ اس کے ذریعہ دوسرے لوگوں کی غم خواری کریں گے۔[۳]

۱۶-محمد بن احمد بن الحسن، محمد بن السری القنطری، قیس بن ابراہیم بن قیس السامری، عبدالرحمٰن بن یحییٰ الارمنی، عثمان بن عمارۃ، معافی بن عمران، سفیان ثوری، منصور، ابراہیم، حضرت اسود حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے تین سو ایسے خواص بندگان ہیں جن کے قلوب حضرت آدمؑ کے قلب جیسے ہیں اور چالیس ایسے خواص بندگان ہیں جن کے قلوب موسیٰؑ کے قلب جیسے ہیں اور سات ایسے برگزیدہ خواص ہیں جنکے قلوب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب جیسے ہیں۔ اور پانچ ایسے اولوالعزم خواص ہیں جن کے دل حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دل جیسے ہیں اور اللہ عزوجل کے تین ایسے خواص بندگان ہیں جنکے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل جیسے ہیں اور مخلوق میں ایک ایسا خاص بندۂ خدا ہے جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل کی مانند ہے۔

سو جب اس ایک کی موت آجاتی ہے تو اللہ عزوجل تین میں سے اسکی جگہ پر فرمادیتے ہیں اور جب تین میں سے کوئی مرجاتا ہے تو پانچ میں سے اس کی جگہ پر کردی جاتی ہے۔ اور جب پانچ میں سے کوئی مرجاتا ہے تو سات میں سے اس کی جگہ پر کردی جاتی ہے۔ اور جب سات میں سے کوئی انتقال کرجاتا ہے تو چالیس میں سے اس کا خلاء پر کردیا جاتا ہے۔ اور جب چالیس میں سے کوئی انتقال کرجاتا ہے تو تین سو میں سے کوئی اس کی جگہ آجاتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی مرجاتا ہے تو عامۃ الناس میں سے کوئی اس کی جگہ پر کردیتا ہے۔ پس انہی خاصان خدا کی بدولت اہل زمین کو خدا زندگی اور موت دیتا ہے اور انہی کی بدولت بارش ہوتی ہے اور انہی کے طفیل نباتات اگتی ہیں اور مصیبتیں ختم ہوتی ہیں۔

---

[۱] اس روایت میں ایک راوی محمد بن عجلان ہے جس کو امام بخاری نے ضعیف شمار کیا ہے لہذا یہ روایت محل کلام ہے، فیض القدیر للمناوی ۲۸۸/۵ (اصغر)

[۲] کنزالعمال ۳۴۶۲۷، والحاوی للسیوطی ۲/۲۵۴، والجامع الصغیر للسیوطی ۷۳۲۷،

[۳] یہ حدیث علامہ ابن جوزیؒ نے موضوعات (من گھڑت احادیث) میں ذکر کی ہے۔ (الموضوعات ۱۵۱/۳) والفوائد المجموعۃ للشوکانی ۲۴۵ واللآلی المصنوعۃ للسیوطی ۲/۱۷۷، واتحاف السادۃ المتقین للزبیدی ۶/۲۹۴، ۸/۳۸۶، وکنز العمال ۳۴۵۹۱، وتذکرۃ الموضوعات الفتنی، والسلسلۃ الضعیفۃ ۹۲۵، وفیض القدیر للمناوی ۲/۲۶۱،

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا گیا: انکے سبب سے زندگی وموت کیسے دی جاتی ہے؟ فرمایا: وہ اللہ عزوجل سے امت کی کثرت کا سوال کرتے ہیں پس امت کثیر ہو جاتی ہے اور وہ سرکش لوگوں کے خلاف بددعا کرتے ہیں تو انکی بیخ کنی کر دی جاتی ہے۔ وہ بارش طلب کرتے ہیں تو بارش برسادی جاتی ہے وہ سوال کرتے ہیں تو زمین نباتات دیتی ہے، وہ دعائیں کرتے ہیں تو بلاء و مصیبتیں دفع کر دی جاتی ہیں ۔[1]

۱۷-محمد ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبدالوہاب بن الضحاک، ابن عباس، صفوان بن عمرو...... حضرت خالد بن معدان حضرت حذیفہؓ بن الیمان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری امت کے ہر گروہ میں ایک طبقہ ہوگا جو پراگندہ حال اور گرد آلود ہوگا، میں ہی ان کا مقصود نظر ہونگا، وہ میری اتباع کریں گے۔ کتاب اللہ کو قائم کریں گے۔ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے، خواہ انہوں نے مجھے دیکھا نہ ہو۔

۱۸-سلیمان بن احمد، بکر بن سہل، عمرو بن ہاشم، سلیمان بن ابی کریمۃ، ...... ہشام بن عروہ اپنے والد عروہؓ سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو میرے متعلق سوال کرے یا اسکو خواہش ہو کہ مجھے دیکھے تو اسے چاہیے کہ غبار آلود، بھوک سے نڈھال اور عفت دار شخص کو دیکھ لے، جس نے (مکان کی تعمیر میں) اینٹ پر اینٹ نہ رکھی ہوگی اور (چھت پر) سرکنڈا نہ لگایا ہوگا (یعنی مکان وجائیداد کے جھنجٹ سے آزاد ہوگا)۔ اس کا کل علم اٹھالیا گیا ہے پس اس کو تلاش کرو۔ پس آج دوڑ کا میدان ہے اور کل سبقت کا دن، انجام کار جنت ہے یا جہنم۔[2]

شیخ مؤلف فرماتے ہیں: اولیاء اللہ نے دنیا کے باطن کو دیکھا لہذا اس کو چھوڑ دیا۔ اس کی ظاہری رونق اور خوبصورتی کو بھی دیکھا چنانچہ اس کی پستی اور گھٹیاپن کو انہوں نے اچھی طرح جانچ لیا ہے۔

۱۹-آخرت کے راہی، عیسیٰؑ کا فرمان ......ابوبکر احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو احمد، غوث بن جابر، محمد بن داؤد ابو داؤد، حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: اے عیسیٰ: اللہ کے اولیاء کی صفات کیا ہیں جن پر قیامت کے دن خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہونگے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ جنہوں نے اس وقت دنیا کے باطن پر نظر رکھی جب کہ دنیا دار اس کی ظاہری فریب کاریوں کو دیکھ رہے تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے دنیا کے انجام کار کو دیکھا جبکہ لوگ اس کی موجودہ رنگینیوں کو دیکھ رہے تھے ...... پس انہوں نے اپنی ان خواہشات کو قتل کر دیا جو ان کے اخلاق کو عیب دار کر سکتی تھیں اور ان دنیاوی چیزوں کو چھوڑ دیا جنکے متعلق گمان تھا کہ وہ انکو چھوڑ دیں گی اور دنیا میں کثرت کے ساتھ دین پر ثابت قدمی رکھی۔ وہ لوگ دنیا کا ذکر فناء کے ساتھ کرتے ہیں اور دنیا کے دیئے ہوئے غموں پر خوش ہوتے ہیں۔ انکے پاس دنیا کی جاہ و حشمت آئی تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور ناحق بلندی و رفعت آئی اس کو پس پشت ڈال دیا۔ انکے پاس دنیا اپنی تمام تر زیب و زینت کے ساتھ ظاہر ہوئی مگر انہوں نے کبھی اس کی پرواہ نہ کی حتی کہ انکے آباد خانے اور ان کے گھر ویران ہو گئے۔ مگر انہوں نے ان کو تعمیر نہ کیا۔ انکی دنیاوی امنگیں انکے سینوں میں مرکھپ گئیں مگر انہوں نے کبھی اسکو زندہ کرنے کی کوشش نہ کی۔ بلکہ انہوں نے تو از خود اپنی دنیا برباد کی اور اس کے عوض دار آخر آباد کیا ..... وہ لوگ دنیا کے عوض آخرت کی وہ چیزیں خریدتے رہے جو ہمیشہ ان کے لئے باقی رہیں گی۔

اسی سبب وہ خوش و خرم رہتے ہیں کیونکہ انہوں نے اہل دنیا کو دیکھ لیا ہے کہ وہ دنیا پر مدہوش مرے پڑے ہیں جس کی وجہ سے

[1] علامہ ابن جوزی نے اس روایت کو من گھڑت احادیث میں شمار کیا ہے، اصغر۔ الموضوعات لابن الجوزی ۱۵۰/۳، ومیزان الاعتدال ۵۵۴۹.

مصیبتیں اور آفتیں ان پر مسلسل نازل ہورہی ہیں، لہذا انہوں نے موت کی یاد زندہ کرلی اور زندگی کا تذکرہ ختم کردیا۔ وہ لوگ اللہ عزوجل سے محبت رکھتے ہیں اور اس کے ذکر کو محبوب رکھتے ہیں اس کے نور سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ دنیا کی ظلمتوں کو روشن کرتے ہیں۔ انکے لئے عجیب خبر ہے اور عجیب خبر ہے۔ انہی کے بدولت کتاب اللہ نافذ ہے جبکہ وہ خود اس کے طفیل قائم ودائم ہیں۔ کتاب نے ان کا تذکرہ کیا اور انہوں نے کتاب کا ذکر اپنی زبان کا ورد بنالیا۔ انکے ذریعہ کتاب کا علم حاصل ہوتا ہے اور وہ کتاب سے علم حاصل کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ وہ لوگ کسی دینے والے کو اور نہ اس کی دَین کو دیکھتے ہیں اور نہ کسی کی امان وپناہ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ بلکہ صرف اللہ کی عطا اور پناہ کی آس رکھتے ہیں۔ نہ کسی سے ڈرتے ہیں سوائے اس (خدا) کے جس سے انکو ڈرایا جاتا ہے۔

(حضرت مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ دھوکے کی آنکھ کے ساتھ دنیا کو للچائی نظروں سے دیکھنے سے محفوظ ہوتے ہیں بلکہ دنیا میں اپنے محبوب خدا کی صنعت وکارگری کو غوروفکر اور دیدۂ عبرت کے ساتھ دیکھتے ہیں۔

۲۰- **موسیٰ کو فرعون کی طرف بھیجتے ہوئے خدا کی نصیحتیں**...... احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سفیان بن وکیع، ابراہیم بن عیینہ، وفاء بن ایاس، سعید بن جبیر، ابن عباسؓ سے مروی ہے آپؓ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ وہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا: تم اس کے لباس سے رعب اور دھوکہ میں نہ آجانا جو میں نے اس کو پہنایا ہے۔ اس کی پیشانی میرے دستِ قدرت میں ہے وہ کوئی بات یا اشارہ صرف میری اجازت کے ساتھ ہی کرسکتا ہے اور تم کو اس کی زیب وزینت دھوکہ میں نہ ڈال دے جس کو اپنانے سے اس کو منع کیا گیا ہے۔ اگر میں تم کو دنیا کی زیب وزینت کے ساتھ مزین کرنا چاہتا تو ایسی زینت تم کو بخش دیتا کہ فرعون بھی اس سے قطعاً عاجز ہوتا، میں ایسا کرسکتا تھا۔ اور تمہاری یہ حالت (فقیری) اس وجہ سے نہیں ہے کہ تمہاری میرے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہے، بلکہ میں تم کو کرامت وشرافت کا وہ لباس پہنانا چاہتا ہوں جو تمہارا نصیب ہے۔ دنیا کی فانی زینت کے ساتھ تمہارا نصیب کم نہیں کرنا چاہتا۔ میں اپنے دوستوں کو دنیا سے ایسے بچاتا ہوں جیسے چرواہا اپنے اونٹ کو خارشی اونٹوں کے باڑے میں جانے سے بچاتا ہے۔ پس میں اپنے محبوب بندوں کو دنیا کی تروتازگی سے یوں دور رکھتا ہوں جس طرح چرواہا اپنے اونٹ کو ہلاکت زدہ چراگاہوں میں جانے سے دور رکھتا ہے۔ میں چاہتا ہوں فقر ومسکنت کے ساتھ اپنے دوستوں کے مراتب بلند کروں اور انکے دلوں کو دنیا کی محبت سے پاکیزہ رکھوں۔ اسی نشانی وعلامت کے ساتھ تو وہ پہچانے جاتے ہیں اور اسی کے باعث وہ فخر کرتے ہیں۔

اے موسیٰ یاد رکھ! جس نے میرے کسی ولی کو خوفزدہ کیا اس نے میرے ساتھ دشمنی کا اعلان کردیا۔ اور میں کل قیامت کے دن اپنے اولیاء کا انتقام لینے والا ہوں۔

۲۱- احمد بن السری، حسن بن علویۃ القطان، اسماعیل بن عیسی، اسحٰق بن بشیر، جویبر، ضحاک، حضرت ابن عباسؓ سے اور مصنف کے والد عبداللہ کی مکمل سند کے ساتھ حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو ارشاد فرمایا: تم کو اس کی دنیاوی زیب وزینت اور ممنوعات دنیوی رعب اور تعجب میں نہ ڈالے دیں۔ اور ہاں! تم ان چیزوں کی طرف اپنی نظریں نہ اٹھانا۔ یہ دنیا کی خوشنمائی اور عیش پرستوں کی زینت ہے۔ اگر میں تم کو دنیا کی زینت کے ساتھ مزین کرنا چاہتا تو ایسا کردیتا کہ فرعون دیکھ کر عاجز، ششدر اور حیران رہ جاتا۔ لیکن میں تم دونوں کو اس سے بچانا چاہتا ہوں۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہوں اور پہلے بھی کبھی میں نے اپنے اولیاء کے لئے ان چیزوں کو اختیار نہیں کیا۔ میں انکو دنیا کی عیش وعشرت اور فراخیوں سے یوں دور رکھتا ہوں جس طرح مہربان چرواہا اپنی

بکریوں کو ہلاکت خیز چراگاہوں سے دور رکھتا ہے اور میں ان کو دنیا کی رنگینیوں اور عیش عشرتوں سے یوں دور رکھتا ہوں جس طرح شفیق چرواہا اپنے اونٹوں کو خارش زدہ اونٹوں کے باڑے سے دور رکھتا ہے۔

اپنے اولیاء کے ساتھ میرا یہ سلوک اس وجہ سے نہیں کہ انکی میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ یہ اس لئے ہے تا کہ وہ آخرت میں میرے اکرام واعزاز سے اپنا پورا پورا حصہ حاصل کرلیں، دنیا اور اس کی خواہشات اس میں کمی نہ کرسکیں۔

جان لے! زہد فی الدنیا سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی زینت نہیں جس کو بندے اختیار کریں۔ یہی متقیوں کی زیب وزینت ہے۔ پرہیزگاروں پر دنیا کا ایسا لباس ہوتا ہے جس سے عاجزی اور وقار ٹپکتا ہے۔ انکے چہروں پر سجدوں کی وجہ سے ایک خاص نشانی ہوتی ہے۔ یہی میرے پکے دوست ہیں۔ جب تو ان سے ملے عاجزی وفروتنی سے مل، اپنے دل اور زبان کو انکے لئے بچھا بچھا دے۔ جان لے! جس نے میرے کسی دوست کی اہانت کی یا اس کو خوفزدہ کیا، پس اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ وجدل کر دیا اور اپنی ذات میرے آگے پیش کر دی اور مجھے لڑائی کے لئے بلالیا۔

میں اپنے دوستوں کی مدد کرنے میں سب سے زیادہ تیز ہوں۔ پس جس نے مجھے جنگ کی دعوت دے دی ہے کیا اس کا گمان ہے وہ میرے سامنے ٹھہر سکے گا؟ یا اس کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھ سے دشمنی مول لے کر مجھے عاجز کر دے گا؟ یا اس کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھ سے سبقت لے جائے گا یا مجھ سے بچ جائے گا؟ ہرگز نہیں ...... میں اپنے دوستوں کا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بھرپور انتقام لینے والا ہوں۔ میں اپنے دوستوں کی مدد کسی اور کے بھروسہ پر نہیں چھوڑتا۔

اسماعیل بن عیسیٰ اپنی حدیث میں یہ اضافہ کرتے ہیں: جان لے اے موسیٰ! میرے اولیاء وہ ہیں جنہوں نے اپنے دلوں میں میرا خوف بٹھالیا ہے پس خوف انکے جسموں اور کپڑوں پر عیاں ہے اور انکی وجہ سے وہ جدوجہد میں مبتلا ہیں اسکے سبب وہ قیامت میں کامیاب وکامران ہوں گے۔ وہ لوگ اپنی موت کو یاد رکھتے ہیں اور اپنی نشانیوں کے سبب پہچانے جاتے ہیں۔ جب تو ان سے ملے تو اپنے نفس کو انکے آگے ذلیل وپست رکھ۔

۲۲- ابوالحسن احمد بن محمد بن مقسم، عباس بن یوسف الشکلی، محمد بن عبدالملک، ...... عبداللہ الباری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ذوالنون المصری رحمہ اللہ سے عرض کیا مجھے ابدال کی صفات بیان فرمایئے فرمایا: تم نے مجھ سے گھور تاریکیوں کے متعلق سوال کیا ہے۔ خیر! اے عبدالباری میں تمہارے لئے ان تاریکیوں سے پردہ اٹھاؤں گا۔ سنو! وہ لوگ ایسی قوم ہیں جو اللہ عزوجل کا ذکر دلوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ پروردگار عزوجل کی عظمت اور اس کی بزرگی کو جانتے ہوئے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں۔ اللہ نے اپنی محبت کے طفیل انکو چمکدار نور سے منور کیا ہے۔ ہدایت کے علم انکے لئے بلند کئے۔ اپنی مدد کے لئے انکو بہادروں کے مقام پر کھڑا کیا۔ اپنی نافرمانی سے بچنے میں ان کو صبر وقوت عطا کی۔ اپنے مراقبہ کے ساتھ انکے بدنوں کو پاکیزہ کیا۔ اچھا برتاؤ کرنے والوں کے ساتھ انکو اچھا کیا۔ اپنی محبت کے دھاگوں سے بنے جوڑے انکو پہنائے۔ اپنی خوشنودی کے تاج انکے سروں پر چمکائے۔ انکے دلوں میں غیب کے خزانے رکھے۔ پس وہ اللہ سے وصل اور ملاقات کے لیے بے تاب ہیں۔ انکے رنج وغم کا محور ایک خدا ہے۔ ان کی آنکھیں اسکو پردہ سے دیکھتی ہیں۔ اللہ نے اپنے قرب کے طفیل انکو اس مقام پر کھڑا کر دیا ہے جہاں سے وہ پروردگار کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ پروردگار نے انکو اہل معرفت کی اطباء کی کرسیوں پر بٹھایا اور پھر فرمایا: اگر میرے فقراء میں سے کوئی علیل وبیمار تمہارے پاس آئے تو اس کی دوا دارو کرو۔ اگر کوئی میرے فراق کا مریض آئے تو اس کا علاج کرو۔ یا کوئی مجھ سے خوفزدہ شخص آئے تو اسکو مجھ سے امید دلاؤ۔ اگر کوئی بے خوف شخص آئے تو اس کو مجھ سے ڈراؤ۔ اگر کوئی میرے وصل کا خواہشمند آئے تو اسکو مبارکباد دو۔ اگر کوئی مجھ سے بچھڑا شخص آئے تو اس کو میری طرف لوٹا دو۔ اگر کوئی میری راہ میں لڑنے سے بزدلی دکھانے والا آئے تو اسکو شجاعت وبہادری کا حوصلہ دلاؤ۔ اگر کوئی میرے فضل سے

مایوس شخص آئے تو اس کو میرے وعدے یاد دلاؤ۔ اگر کوئی میرے احسان کا امیدوار آئے تو اس کو خوشخبری دو۔ اگر مجھ سے اچھی امیدیں باندھ کر آئے تو اس کی ڈھارس بندھاؤ۔ اگر کوئی مجھ سے محبت کرنے والا آئے تو اس کو عزت دو۔ اگر کوئی میری تعظیم کرنے والا آئے تم بھی اس کی تعظیم کرو۔ اگر کوئی میری راہ کا متلاشی شخص آئے تو اس کی رہنمائی کرو۔ اگر کوئی احسان کے بعد برائی کرنے والا آئے تو اس کو عتاب وسرزنش کرو۔ اگر کوئی میرے لئے تم سے وصل کا خواہش مند ہو تو اس کے ساتھ میل جول کرو۔ جو تم سے غائب ہو جائے اسکی خبر لو۔ اگر کوئی تم پر کسی طرح کا بوجھ ڈال دے اس کی مدد کرو۔ جو میرے واجب حق میں بھی کوتاہی کرے اسکو چھوڑ دو۔ جو کوئی غلطی کر بیٹھے اسکو نصیحت کرو۔ میرے دوستوں میں سے کوئی مریض ہو جائے تو اس کی عیادت کرو۔ کوئی رنج وغم میں مبتلا ہو جائے تو اس کو بشارت دو۔ اگر کوئی بے آسرا شخص تم سے پناہ مانگے اس کو پناہ دو۔

اے میرے اولیاء! تمہارے لئے ہی میں کسی پر عتاب کرتا ہوں۔ تمہاری طرف ہی رغبت رکھتا ہوں۔ تم ہی سے وفاداری طلب کرتا ہوں۔ تمہارے لئے ہی خدمتگار چنتا ہوں۔ جبکہ تم سے اپنی خدمت چاہتا ہوں اور اسی لئے تمہارے ساتھ خصوصیت برتتا ہوں۔ کیونکہ میں سرکشوں سے خدمت لینا نہیں چاہتا۔ نہ متکبرین سے وصل چاہتا ہوں، نہ خلط ملط لوگوں سے راہ ورسم رکھنا چاہتا ہوں نہ دھوکہ پسند لوگوں سے بات چیت کرنا چاہتا۔ نہ بڑائی پسند لوگوں سے قرب چاہتا ہوں، نہ باطلین سے ہم نشینی چاہتا ہوں اور نہ ہی شر پسندوں کی دوستی چاہتا ہوں۔

اے میرے دوستو! میری طرف سے تم کو بہترین بدلہ ملنے والا ہے۔ میری عطاء تمہارے لئے بہترین عطا ہوگی۔ میرا خرچ کرنا تمہارے لئے بہترین خرچ کرنا ہوگا اور میرا افضل تم پر سب سے زیادہ ہوگا۔ میں تمہارے ساتھ سب سے اچھا معاملہ کرتا ہوں تمہارے لئے میرا مطالبہ سخت ترین مطالبہ ہے۔ میں دلوں کو منتخب کرنے والا ہوں۔ میں علام الغیوب ہوں۔ میں ہر حرکت دیکھ رہا ہوں۔ ہر لحظہ کو ملاحظہ کرتا ہوں۔ دلوں کے تمام بھید جانتا ہوں۔ فکر کے میدان کا عالم ہوں۔ پس تم میری طرف بلانے والے بن جاؤ۔ میرے سوا کوئی صاحب بادشاہت تم کو گھبراہٹ اور رعب میں نہ ڈال دے۔ جو تم سے دشمنی مول لے گا میں اس کا دشمن ہوں۔ جو تم سے دوستی رکھے گا میں اس کا دوست ہوں۔ جو تم کو ایذاء دے گا میں اس کو ہلاک کردوں گا جو تمہارے ساتھ اچھا سلوک رکھے گا میں اس کو اچھا بدلہ دوں گا اور جو تم کو چھوڑے گا میرے نزدیک وہ مبغوض ہوگا۔

حضرت شیخ مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ خاصانِ خدا خدا اور اس کی محبت میں غرق رہتے ہیں اور اس کے حکم اور وعدے کے پابند ہوتے ہیں۔

۲۳-سلیمان بن احمد، ابن منصور المدائنی، محمد بن اسحق المسیبی، عبداللہ بن محمد بن الحسن بن عروۃ، ہشام بن عروۃ، عن ابیہ،......حضرت عائشہؓ آپ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا اے پروردگار! مجھے بتا تیری مخلوق میں تیرے نزدیک کون سب سے زیادہ باعزت ہے؟ فرمایا: وہ شخص جو میری مرضیات کی طرف اس طرح دوڑتا ہے جس طرح گدھ اپنی خواہشات کی طرف دوڑتا ہے اور وہ شخص جو میرے نیک بندوں کے ساتھ ایسی محبت رکھتا ہے جیسے بچے کے ساتھ محبت کی جاتی ہے۔ اور وہ شخص جو میری محرمات کے توڑنے پر چیتے کی طرح غضبناک ہو جاتا ہے کیونکہ چیتا جب غضب آلود ہوتا ہے تو وہ لوگوں کے کم زیادہ ہونے کی پرواہ نہیں کرتا۔ (بلکہ حملہ آور ہو جاتا۔) [1]

۲۴-ذوالنون مصریؒ کا عارفانہ کلام......ابونعیم، ابوہ عبداللہ، احمد بن محمد بن مصقلۃ، ابوعثمان سعید بن عثمان الحناط، ابوالفیض ذوالنون

[1] اتحاف السادۃ المتقین ۹/۲۲۶، ومجمع الزوائد للھیثمی ۷/۲۵۶.

بن ابراہیم المصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کچھ لوگ اس کے صالحین باصفا بندے ہیں اور کچھ لوگ اس کے اچھے بندگان ہیں۔ حاضرین میں سے کسی نے پوچھا: اے ابوالفیض! انکی علامت کیا ہے؟ فرمایا: وہ لوگ جو راحت وآرام کو خیر باد کہہ چکے ہیں طاعتِ خداوندی میں اپنی جانوں کو صرف کر چکے ہیں۔ جاہ و مرتبے کو چھوڑ چکے ہیں۔ پھر فرمایا

منع القران بوعده ووعيده ......مقيل العيون بليلها ان تهجعا

فهمواعن الملك الكريم كلامه...........فهماتذل له الرقاب وتخضعاً

اس کے وعدے اور وعید کو سن کر سواری کی رسی کھینچ لی۔ آنکھوں کا آرام اچاٹ ہوگیا۔

کریم ذات کا کلام تھا کہ اس کے آگے گردنیں جھک گئیں۔

حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا: اے ابوالفیض! اللہ آپ پر رحم کرے، یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: افسوس! تو نہیں جانتا؟ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی پیشانیوں کے لئے سواریوں کو تکیہ بنالیا۔ خاکِ ارض کو اپنے پہلوؤں کے لئے بچھونا بنالیا۔ قرآن ان لوگوں کے خون اور گوشت میں رچ بس گیا اور اس نے انکو انکی بیویوں سے دور کر دیا۔ ساری ساری رات ان کو پابہ رکاب رکھا۔ پس ان لوگوں نے قرآن کو اپنے دلوں پر رکھ لیا اور ان کے دل اس کے لئے واہو گئے۔ پھر انہوں نے قرآن کو اپنے سینوں ملایا تو وہ کھل گئے۔ انکی ساری پریشانیاں اور کلفتیں اس کی بدولت دور ہو گئیں۔ ان لوگوں نے قرآن کو اپنی تاریکیوں میں چراغ بنالیا۔ اپنی نیند کے لئے بچھونا بنالیا۔ اپنے راستے کے لئے نشانِ سفر بنالیا۔ اپنی صحبت کے لئے دلیل و راہ نما بنالیا۔ اور لوگ رنج و خوشی میں ہیں، سو رہے ہیں اور جاگ رہے ہیں، کھا رہے ہیں اور روزے بھی رکھتے ہیں، امن اور خوف میں ہیں......لیکن وہ بندگان خاصان خوفزدہ اور چوکنے ہیں۔ ڈرے، سہمے، مستعد اور تیار بیٹھے ہیں۔ عمل کے فوت ہو جانے کے ڈر سے برق رفتار ہیں۔

موت کو لبیک کہنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ آنے والے سانحۂ موت کو چھوٹا نہیں سمجھتے۔ متوقع عذاب وثواب کی وجہ سے وہ قرآن کے راستوں پر گامزن ہیں۔ خالص اللہ کیلئے قربانیوں کو پیش کرنے کے ساتھ مخلص ہیں۔ رحمٰن کے نور سے منور ہیں۔ پس وہ اس بات کے منتظر ہیں کہ قرآن انکے ساتھ اپنا وعدہ پورا کر دے، ان کو اپنے عمدہ مقام (جنت) میں سکونت بخشے اور اپنی وعیدوں اور سزاؤں سے انکو امن بخشے۔

پس انہوں نے اس قرآن کے طفیل اپنی مرضیات کو پالیا۔ اسکی بدولت ابھرے سینے والیوں کو گلے لگالیا۔ اسکے ذریعے عذاب وعقاب سے مامون ہو گئے، کیونکہ انہوں نے دنیا کی رنگینیوں کو غضب آلود نگاہوں کے ساتھ چھوڑ دیا۔ مہربان نگاہوں کے ساتھ آخرت کے ثواب کو دیکھ لیا۔ فنا پذیر کے بدلے ہمیشہ باقی رہنے والی شی کو خرید لیا۔ واہ! کیا ہی خوب انہوں نے تجارت کی ہے کہ دونوں جہانوں کا نفع پالیا (دین و دنیا دونوں بھلائیوں کو جمع کرلیا)۔ دونوں فضیلتوں کا شرف حاصل کرلیا۔ تھوڑے دنوں کے صبر کے بدلے وہ منزلوں کو پا گئے۔ عذاب والے دن کے ڈر سے تھوڑے سے توشے پر دنیا کے سفر کو پورا کرلیا۔ انہوں نے مہلت کے دنوں میں خیر کی طرف جلدی کی حوادثِ زمانہ کے خوف سے امورِ خیر میں سبقت کی۔ اپنے دنوں کو لہو ولعب میں برباد نہیں کیا۔

باقی رہنے والی نیکیوں کے لئے سختیوں اور مشقتوں میں گھس گئے۔ اللہ کی قسم! مشقت نے انکی طاقت کو ختم کر دیا۔ تکلیف اور مصیبت نے انکا رنگ بدل دیا۔ انہوں نے شعلوں والی آگ کو یاد رکھا۔ خیر کی طرف سبقت کی۔ خواہشات کو ختم کرلیا۔ شکوک واوہام اور خلش کوئی سے بری ہو گئے۔ پس وہ عمدہ کلام والے گونگے ہیں۔ اچھی نگاہ والے اندھے ہیں۔ ان کی صفات بیان کرنے سے زبان قاصر ہے وہ لوگ وہی تو ہیں جنکے طفیل عذاب ٹل جاتے ہیں۔ برکات کا نزول ہوتا ہے۔ زبان اور ذوق میں سب سے میٹھے ہیں۔ عہد و پیمان میں سب سے زیادہ وفا کرنے والے ہیں۔ وہ مخلوق خدا کے لئے چراغ ہیں۔ شہروں کے منارے ہیں۔ تاریکیوں میں روشنی کی قندیلیں

ہیں۔رحمت کی کانیں ہیں۔حکمت کے چشمے ہیں۔امت کے ستون ہیں۔بچھونوں سے انکے پہلو دور رہتے ہیں۔وہ لوگ معذرت کو سب سے زیادہ قبول کرنے والے ہیں۔عفو ودرگزر ان کا شیوہ ہے۔جودوسخا انکی فطرت ہے۔پس انہوں نے مشتاق دلوں کے ساتھ اللہ کے ثواب پر نظر کی۔انکی سواریاں دنیا سے دور ہو گئیں۔انہوں نے دنیا سے اپنی امیدوں کو ختم کر لیا۔انکے رب کے خوف نے ان کے مالوں میں انکی کوئی خواہش اور طلب نہیں چھوڑی۔پس اے مخاطب! تو ان کو دیکھے گا کہ وہ مالوں سے خزانے بھرنا نہیں چاہتے۔اور نہ اونوں سے ریشم بنانا چاہتے۔نہ وہ عمدہ سواریوں کے دلدادہ ہیں نہ پختہ محلات کے خواہشمند۔ہاں! لیکن انہوں نے اللہ کی توفیق کے ساتھ دیکھا اور خدا نے ان پر الہام کیا چنانچہ وہ کچھ دنوں کے لئے صبر پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے اپنے جسموں کو محرمات میں پڑنے سے باز رکھا۔انواع واقسام کے کھانوں سے اپنے ہاتھوں کو روک لیا۔اپنی جانوں کو گناہوں سے بچالیا۔اور سیدھے راستے پر گامزن ہو گئے۔رشد وہدایت کے لئے منہمک ہو گئے۔اہل دنیا کے ساتھ انکی آخرت سنوارنے میں شریک ہو گئے۔مصیبتوں پر صبر کیا۔امیدوں کا گلہ گھونٹ دیا۔موت اور اس کی پیش آمدہ سختیوں سے ڈر گئے۔قبر اور اس کی تنگی سے خوفزدہ ہو گئے۔منکر نکیر کے سوال وجواب اور زجر وتوبیخ سے کانپ گئے۔خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے انکے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

شیخ مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ لوگ تاریکیوں کے چراغ ہیں۔رشد وہدایت کے چشمے ہیں۔بھیدوں کے مالک ہیں۔اور بناوٹ سے پاک اخلاص کے صاف ستھرے چشمے ہیں۔

۲۵-عبداللہ بن محمد،ابواحمد محمد بن احمد،فضل بن الحباب،شاذ بن فیاض،ابوقحذم،ابی قلابۃ،عبداللہؓ بن عمرؓ بن خطاب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ حضرت معاذؓ بن جبل کے پاس سے گزرے۔دیکھا کہ حضرت معاذؓ رو رہے ہیں۔دریافت کیا: اے معاذ! آپ کو کیا چیز رُلا رہی ہے؟ عرض کیا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین بندے وہ گمنام اتقیاء ہیں کہ اگر غائب ہوں تو کوئی انکی تلاش کی حاجت محسوس نہ کرے اور اگر حاضر ہوں تو پہچانے نہ جائیں (اور لائق التفات نہ ہوں) پس وہی لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔[1]

۲۶-ابوعمرو بن حمدان،حسن بن سفیان،ابوموسیٰ اسحٰق بن ابراہیم الہروی،ابومعاویۃ عمرو بن عبدالجبار السنجاری،عبیدۃ بن حسان،عبدالحمید بن ثابت بن ثوبان مولیٰ حضور اکرم ﷺ،......ثوبانؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھا آپ ﷺ نے فرمایا:

بشارت ہو اخلاص والوں کے لئے؟ یہ لوگ ہدایت کی روشن قندیلیں ہیں،انکے طفیل تمام تاریک فتنے چھٹ جاتے ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ لوگ حق کی رسی کو تھامنے والے،فضل خداوندی کے لئے کوشاں رہنے والے اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہیں۔[2]

۲۷-محمد بن احمد بن الحسن،بشر بن موسیٰ،یحییٰ بن اسحٰق السلیحینی،ابن لہیعۃ،خالد بن ابی عمران،قاسم بن محمد،حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جانتے ہو سایہ خداوندی کی طرف سبقت کرنے والے کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی ۳۸۸/۷، ومیزان الاعتدال للذھبی ۹۰۸۷، ولسان المیزان ۵۷۹/۶، وکشف الخفا للعجلونی ۵۴۲/۱.

۲۔ اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی ۲۳۶/۸، والدر المنثور ۲۳۷/۲، وکنز العمال ۵۲۶۸، والجامع الصغیر ۵۲۸۹، وفیض القدیر للمناوی وقال: وفیہ عمرو بن عبد الجبار السنجاوی أورده فی الضعفاء، قال ابن عدی، روی عن عمہ مناکیر، وعبیدہ بن حسان أورده الذھبی فی ذیل الضعفاء والمتروکین.

ہیں! فرمایا: وہ لوگ جنکو حق دیا جائے تو وہ قبول کرلیں، جب ان سے حق مانگا جائے تو دیدیں اور لوگوں کے لئے یونہی فیصلے کریں جس طرح اپنی جانوں کے لئے کرتے ہیں۔[1]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے یحییٰ بن اسحٰق سے بھی اس کے مثل کلام نقل کیا ہے۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ وہ لوگ کھلے بندوں خوش وخرم رہتے ہیں اور خلوت میں افسردہ وپژمردہ رہتے ہیں۔ شوقِ ملاقات اور پاکیزہ روح ان کو خوش رکھتی ہے اور ہجر وفراق کا خوف انکو غمزدہ کردیتا ہے۔

۲۸۔ اللہ کے خواص بندے، الحدیث...... عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبداللہ بن محمد بن زکریا، سلمۃ بن شبیب، ولید بن اسماعیل الحرانی، شیبان بن مہران، خالد بن المغیرۃ بن قیس عن مکحول، عیاض بن غنم۔

عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ مجھے درجات علی میں ملأ اعلیٰ نے بتایا ہے کہ میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنے رب کی رحمت وسیع ہونے پر جہراً (اور علانیۃً خوش ہوتے ہیں اور) ہنستے ہیں۔ اور اپنے رب کے عذاب کے خوف سے سراً اندر ہی اندر روتے ہیں۔ صبح وشام اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں۔ اپنی زبانوں کے ساتھ امید وڈر کی حالت میں اس کو پکارتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں کو اس کے آگے پھیلا کر پست اور بلند آواز کے ساتھ اس سے سوال کرتے ہیں۔ اپنے قلوب کے ساتھ اس کی ملاقات کے اول وآخر مشتاق ہوتے ہیں۔ انکا بوجھ لوگوں پر ہلکا ہے۔ لیکن اپنی جانوں پر بہت زیادہ ہے۔ وہ لوگ ننگے قدموں زمین پر چیونٹی کی مثل عاجزی وفروتنی کے ساتھ چلتے ہیں۔ وسیلہ کے ساتھ قربِ خداوندی پاتے ہیں۔ بوسیدہ کپڑے زیب تن کرتے ہیں۔ براہِ (حق) کی اتباع کرتے ہیں۔ فرقان کی تلاوت کرتے ہیں۔ قربانیاں قربان گاہ میں پیش کرتے ہیں۔ ان پر اللہ کی طرف سے گواہ فرشتے اور نگہبان فرشتے مقرر ہیں۔ ان پر خدا کی نعمتیں ظاہر ہیں۔ وہ لوگ نور فراست سے بندوں کو جان لیتے ہیں دنیا میں غور وفکر کرتے ہیں۔ انکے جسم زمین پر ہوتے ہیں لیکن ان کی نگاہیں آسمان میں ہوتی ہیں۔ انکے قدم زمین پر ہوتے ہیں اور قلوب آسمان میں۔ انکے پاکیزہ نفوس زمین پر ہوتے ہیں اور دل عرش پر۔ اور انکی ارواح دنیا میں ہوتی ہیں اور عقلیں آخرت کی سوچ میں۔ پس ان کے لئے وہی ہے جو وہ چاہیں گے۔ انکی قبریں تو دنیا میں ہیں لیکن ان کا مقام اللہ عزوجل کے پاس ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ذیل کی آیت مبارک تلاوت فرمائی:

ذالک لمن خاف مقامی وخاف وعید

یہ اس شخص کے لئے ہے جو میرے آگے کھڑا ہونے سے اور میری وعید سے ڈر گیا۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ لوگ حقوق کی ادائیگی میں آج اور کل کے انتظار میں تاخیر نہیں کرتے۔ اور طاعات کو بغیر کمی کے پورا پورا بجالاتے ہیں۔

۲۹۔ سلیمان بن احمد، محمد بن موسیٰ الایلی، عمر بن یحییٰ الایلی، حکیم بن حزام، ابی جناب الکلبی، ابی الزبیر، حضرت جابرؓ حضور اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے اس کے بندے پر تین واجب حقوق ہیں۔ جب وہ اللہ کے حقوق میں سے کسی حق کو دیکھے تو اس کو آنے والے دنوں تک مؤخر نہ کردے۔ اور یہ کہ وہ عمل صالح جو علی الاعلان کرنا چاہیے اسکو علی الاعلان کرے، ان لوگوں کے علم میں لاکر جو اس کو خفیہ کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے عمل کے ساتھ ساتھ اپنی نیک امیدوں کی بجا آوری میں بھی مصروف رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے

---

[1] مسند الامام احمد بن حنبل ۶/۶۷، وتفسیر ابن کثیر ۷/۲۹۰، ومشکاۃ المصابیح للبغوی ۳۷۱۱، وکنز العمال ۴۳۲۶۸، وکتاب الزہد للامام احمد ۳۰.

ہاتھ مبارک سے تین کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ شخص اللہ کا ولی ہے۔ [1]

۳۰-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، داؤد بن المحبر، میسرہ بن عبدربہ، حنظلہ بن وداعہ، عن ابیہ، حضرت براء بن عازب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے کچھ خواص بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ جنت کے اعلیٰ درجات میں جگہ مرحمت فرمائیں گے اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند ہیں۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ سب سے عقل مند کیسے ہوئے؟ فرمایا وہ اللہ رب العزت کی طرف سبقت کرنے میں کوشش کرتے ہیں اور اس کو راضی کرنے کے لئے جلدی کرتے ہیں۔ دنیا، اس کی جاہ وحشمت اور اس کی ناز و نعم سے اعراض برتتے ہیں۔ دنیا ان کے آگے ذلیل و حقیر ہوتی ہے۔ پس وہ لوگ تھوڑی مشقت برداشت کرتے ہیں اور طویل آرام کرتے ہیں۔ [2]

تصوف کی حقیقت

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم نے اولیاء اور اصفیاء کے چند مناقب اور مراتب کو ذکر کئے ہیں۔ اب تصوف کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں۔ تصوف اہل شارات اور اہل عبارات کے نزدیک صفاء اور وفاء سے ماخوذ ہے۔

تصوف لغوی حقیقت کے اعتبار سے من جملہ چار چیزوں میں سے کسی ایک سے ماخوذ ہے۔

اول تصوف صوفانہ سے ماخوذ ہے۔ صوفانہ کے معنیٰ سبزی اور گرد و غبار دونوں آتے ہیں۔ دوم تصوف صوفۃ سے ماخوذ ہے۔ صوفۃ قدیم زمانے کی ایک جماعت ہے جو حاجیوں کی دیکھ بھال اور خانہ کعبہ کی خدمت کرتی تھی۔ سوم تصوف صوفۃ القفا سے ماخوذ ہے اس کے معنی گدی پر اگنے والے بال ہیں۔ چہارم تصوف صوف سے ماخوذ ہے۔ صوف بھیڑ کی اون کو کہتے ہیں۔

اگر تصوف کو صوفانہ سے ماخوذ تسلیم کیا جائے جس کے معنی سبزی کے آتے ہیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ پہلے برگزیدہ مسلمانوں نے اللہ عزوجل کی توحید کو تسلیم کیا تو اللہ عزوجل نے سبزی اور گھاس پات وغیرہ ایسی چیزوں کے ساتھ انکو قناعت پر راضی کیا جس سے کسی دوسری مخلوق کو ذبح کرنے کی تکلیف دیئے بغیر شکم سیری کی حاجت پوری کرلی جائے۔ جیسے کہ اولین مہاجرین مسلمین کے ساتھ اس کی بار بار نوبت آئی مثلاً......

۳۱-محمد بن احمد بن الحسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو احمد، یزید بن ہارون، اسماعیل بن ابی خالد بن ابی، قیس بن ابی حازم، سعدؓ بن وقاص فرماتے ہیں: اللہ کی قسم میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں تیر چلایا۔ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اس حال میں جہاد کرتے تھے کہ ہمارے پاس کھانے کے لئے کوئی شئے میسر نہ ہوتی تھی۔ بیری کے پتے کھا کھا کر ہماری باچھیں زخمی ہوگئی تھیں حتیٰ کہ کوئی بھی ہمارا ساتھی اس طرح خشک پاخانہ کرتا تھا جس طرح بکری مینگنی کرتی ہے۔

اور اگر تصوف کو صوفۃ سے ماخوذ بنایا جائے جس سے مراد حاجیوں اور خانہ کعبہ کی خدمت کرنے والا قدیم قبیلہ ہے تو اس صورت میں صوفیاء کے لئے اس لفظ کے استعمال کی توجیہ یہ ہوگی کہ صوفی دنیا کے رنج و غم سے چھٹکارا پالیتا ہے۔ اپنے مال سے دنیا ہی میں فائدہ اٹھالیتا ہے اور اپنی آخرت کے لئے ذخیرہ کرلیتا ہے۔ دنیا کے اندر رہتے ہوئے ہلاکت خیزیوں سے بچ جاتا ہے۔ بیتے لمحوں سے توشہ پالیتا ہے۔ اپنے اوقات کی حفاظت کرلیتا ہے۔ اور ائمہ ہدایت کی پیروی میں چل کر موت کی سختیوں سے نجات پالیتا ہے اور ہلاکتوں

[1] کنز العمال ۳۳۳۱۵.

[2] المطالب العالیۃ لابن حجر ۳۲۹۹، وتنزیہ الشریعۃ ۲۱۶/۱.

سے بچ جاتا ہے۔اس کی مثال میں مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۳۲-محمد بن الفتح،حسن بن احمد بن صدقة،محمد بن عبدالنور الخزاز،احمد بن المفضل الکوفی،سفیان،حبیب بن ابی ثابت،عاصم بن ضمرة علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے علی: جب لوگ نیکی کے دروازوں میں اپنے خالق کا قرب حاصل کرتے ہیں تو پروردگار انکو رشد وہدایت کی عقل دے کر اپنا قرب بخشتا ہے۔اور بلند درجات نواز تا ہے۔دنیا میں لوگوں کے نزدیک بھی بلند رتبہ دیتا ہے اور آخرت میں اپنے ہاں اعلیٰ مرتبہ نوازتا ہے۔[1]

۳۳-محمد بن احمد بن الحسن،جعفر بن محمد الفریابی،ابراہیم بن ہشام بن یحیی بن یحیی الغسانی،ہشام بن یحیی بن یحیی الغسانی،یحیی بن یحیی الغسانی،ادریس الخولانی......

حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابراہیم کے صحیفوں میں کیا تھا؟ فرمایا: اس میں تمام امثال تھیں۔اوران میں یہ تھا کہ عمل کرنے والے پر لازم ہے کہ جب تک وہ مغلوب العقل نہ ہو اپنے اوقات کو یوں تقسیم کرے!ایک وقت میں اپنے پروردگار عزوجل سے ذکر ومناجات کرے۔ایک وقت میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ایک وقت مخلوقات الٰہی میں غور وفکر کے لئے وقف کردے۔اور ایک وقت میں اپنے کھانے پینے کی حاجات پوری کرے۔[2]

اور اگر لفظِ تصوف صوف القفا (گدی کے بال) سے ماخوذ ہو تو اس کے معنی ہوں گے کہ صوفی حق کی طرف مائل ہوتا ہے۔اس کے لئے مخلوق سے منہ موڑ لیتا ہے۔اسکے عوض کسی بدلے کا ارادہ کرتا ہے اور نہ حق سے پھرنا چاہتا ہے۔

اس کی مثال میں مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۳۴-ابراہیمؑ کے نذرِ آتش کئے جانے سے متعلق چند احادیث ......قاضی عبداللہ بن محمد بن عمر،عبداللہ بن العباس الطیالسی،عبدالرحیم بن محمد بن زیاد،ابوبکر بن عیاش،حمید،حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: آگ والے روز ابراہیم علیہ السلام کو آگ پر پیش کیا گیا تو آپؑ نے آگ کو دیکھا اور فرمایا:

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

اللہ ہم کو کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔[3]

۳۵-عبداللہ بن محمد بن جعفر،محمد بن محمد بن سلیمان،سلیمان بن توبة،سلام بن سلیمان الدمشقی،اسرائیل،ابی حصین،ابی صالح،ابوہریرةؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا: حسبی اللہ ونعم الوکیل۔

۳۶-ابوعمرو بن حمدان،حسن بن سفیان،حسن بن سلیمان،ابوجعفر الرازی،عاصم بن بہدلة،ابی صالح،حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تو آپؑ نے (بارگاہ خداوندی میں) عرض کیا: اے اللہ! تو آسمانوں میں اکیلا ہے اور میں زمین پر تیری عبادت کرنے والا اکیلا ہوں۔[4]

۱۔ میزان الاعتدال ۶۲۵.　　۲۔ اتحاف السادة المتقین ۳۹/۹، والدر المنثور ۳۴۱/۶.

۳۔ کنز العمال ۳۲۲۸۸.

۴۔ تاریخ ابن عساکر ۱۴۷/۲، (التهذيب) وتاريخ بغداد ۳۴۶/۱۰، وتفسير ابن كثير ۳۴۵/۵، والبداية والنهاية ۱۳۶/۱، والدر المنثور ۳۲۲/۴، ومجمع الزوائد ۲۰۱/۸، وكنز العمال ۳۲۲۸۶، ۳۲۲۸۷، ۳۲۳۰۱.

۳۷-ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن عمر القواریری، معاذ بن ہشام عن ابیہ، عامر الاحول، عبدالملک بن عامر، نوف البکالی سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

اے پروردگار! زمین میں میرے سوا کوئی تیری بندگی کرنے والا نہیں ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تین ہزار فرشتے ابراہیم علیہ السلام کی تسکینِ قلب کے لئے نازل فرمائے اور آپ نے آگ میں تین یوم تک انکی امامت فرمائی۔

۳۸-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، شیبان ابو ہلال، بکر بن عبداللہ المزنی فرماتے ہیں جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جانے لگا تو ساری مخلوق اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑائی: اے پروردگار! تیرا دوست آگ میں ڈالا جارہا ہے، ہمیں اجازت مرحمت فرما کہ ہم اس کو بجھائیں۔ پروردگار نے ارشاد فرمایا: وہ میرا دوست ہے۔ اس کے سوا زمین پر میرا کوئی دوست نہیں۔ اور میں اس کا رب ہوں اور میرے سوا اس کا کوئی رب نہیں ہے۔ اگر وہ تم سے مدد چاہتا ہے تو تم کو اس کی مدد کرنے کی اجازت ہے ورنہ تم اسکو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ پھر بارش کا نگراں فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کیا یارب! تیرا دوست آگ کی نذر ہورہا ہے، مجھے اجازت مرحمت ہو تو میں آگ کو بارش کے ساتھ سرد کردوں؟۔ فرمایا: وہ میرا دوست ہے اسکے سوا زمین پر میرا کوئی دوست نہیں ہے۔ میں اس کا رب ہوں اور میرے سوا اس کا کوئی رب نہیں ہے۔ اگر وہ تجھ سے مدد چاہتا ہے تو تو اس کی مدد کردے ورنہ چھوڑ دے۔ چنانچہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے اپنے رب ہی سے دعا کی، لہذا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجا۔ چنانچہ اس دن آگ مشرق و مغرب ہر جگہ ٹھنڈی ہوگئی اور بکری کا ایک پایہ پکانے کے قابل نہ رہی۔

۳۹-احمد بن السندی، حسن بن علویہ، اسماعیل، اسحق بن بشر، مقاتل اور سعید رحمہما اللہ فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام کو آگ برد کرنے کے لئے لایا گیا اور آپ کے کپڑے اتار گئے رسی سے آپ کو باندھا گیا اور منجنیق میں رکھا گیا تو آسمان، زمین، پہاڑ، سورج، چاند، عرش، کرسی، بادل، ہوا اور ملائکہ سب ہی رو پڑے۔ سب نے کہا: اے پروردگار! ابراہیم تیرا بندہ ہے، نذر آتش کیا جارہا ہے۔ ہمیں اس کی مدد کرنے کی اجازت دیجئے۔ پروردگار عزوجل نے سب کو ارشاد فرمایا: میرے بندے نے میری ہی عبادت کی ہے اور اس کو میری محبت میں ایذاء کا سامنا ہے۔ اگر وہ مجھے پکارے گا تو میں اس کو جواب دوں گا لیکن اگر وہ تم سے مدد کا خواہاں ہے تو تم کو اس کی مدد کرنے کی اجازت ہے۔ چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ کی طرف اچھال دیا گیا تو آپ علیہ السلام منجنیق اور آگ کے درمیان تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا السلام علیکم اے ابراہیم! میں جبریل ہوں کیا تم کو میری ضرورت ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری حاجت تو نہیں ہے۔ مجھے تو اللہ رب العزۃ کی حاجت ہے۔ پھر آپ آگ میں ڈال دیئے گئے تو آپ کے آگ میں گرنے سے قبل اسرافیل علیہ السلام آگ پر متوجہ ہوئے اور آگ کو حکم دیا اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور باعث سلامتی ہوجا۔!

اگر اللہ رب العزت آگ کو ٹھنڈی ہونے کے ساتھ ساتھ سلامتی والی ہوجانے کا حکم نہ فرماتے تو وہ تکلیف دہ حد تک ٹھنڈی ہوجاتی۔

۴۰-حسین بن محمد بن علی، یحیی بن محمد مولی بنی ہاشم، یوسف القطان، مہران بن ابی عمر، اسماعیل بن ابی خالد، منہال بن عمرو رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے خبر پہنچی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو چالیس پچاس یوم تک آپ آگ کے احاطہ میں رہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ زندگی کے ان دنوں سے اچھے رات دن مجھے کبھی میسر نہیں ہوئے۔ میری خواہش ہوئی کہ ساری زندگی ہی اس آگ کی نذر ہوجائے۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر تصوف کو معروف لفظ صوف سے ماخوذ سمجھا جائے، جس کے معنیٰ اون کے ہیں تو اس کا مطلب

ہوگا کہ صوفیا کو اون کا لباس اختیار کرنے کی وجہ سے صوفیاء کہا جانے لگا۔ کیونکہ اون کی پیدائش اور نشوونما میں انسان کوئی کلفت نہیں اٹھاتا بلکہ اس کو پہن کر اپنی نخوت اور غرور کو ختم کر لیتا ہے۔ کیونکہ اون ذلت و مسکنت کا پہناوا ہے اور انسان کو قناعت کا عادی بناتا ہے۔ ہم "ملبس صوف" کتاب میں اس کے نتائج کا ذکر کر چکے ہیں۔

۴۱-حضرت امام جعفر بن محمد الصادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ظاہری زندگی کو اپنائے وہ سُنّی ہے یعنی سنت پر گامزن۔ اور جو آپ ﷺ کی باطنی زندگی کو اختیار کرے وہ صوفی ہے، باطنی زندگی سے مراد آپ علیہ السلام کے پاکیزہ اخلاق اور رجوع الی الآخرت ہے۔ چنانچہ جس شخص نے رسول ﷺ کی مرغوب اشیاء میں اپنا دل لگالیا اور آپ علیہ السلام کی کراہت فرمودہ اشیاء سے نفرت اختیار کی پس وہ تمام غلاظتوں سے صاف ہوگیا اس صفائی کی بناء پر اس کو صوفی کہا جاتا ہے۔ "فقد صفا من الکدر یعنی صوفی ہوگیا، صاف ہوگیا، اور گندگی سے پاک ہوگیا اور اغیار سے نجات پالی"۔ اور جو شخص آپ علیہ السلام کے نشانِ سفر اور طریقۂ زندگی سے منحرف ہوگیا اور اپنے نفس کے حکم پر عمل پیرا ہوگیا، اپنے پیٹ اور شرمگاہ کی خواہشات کا ہو کر رہ گیا تو وہ شخص درحقیقت تصوف سے خالی ہوگیا۔ اب وہ شخص اندھیروں کا مسافر اور پیش آمدہ خطرناک احوال سے غافل ہے۔

۴۲-وہ لوگ جن کے اعمال اکارت اور ضائع گئے ......ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، داؤد بن المحبر، نصر بن طریف، منصور بن المعتمر، ابوسویدؓ بن غفلۃ فرماتے ہیں:......حضرت ابوبکرؓ ایک دن باہر نکلے، نبی کریم ﷺ سے آپ کا سامنا ہوا۔ آپؓ نے استفسار کیا: یارسول اللہ! آپ کو کس چیز کے ساتھ مبعوث کیا گیا؟ فرمایا عقل کے ساتھ۔ عرض کیا: ہم کس طرح عقل کو اختیار کر سکتے ہیں؟ فرمایا: عقل کی انتہا نہیں ہے لیکن جس شخص نے اللہ کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام جانا تو اس کو عاقل کہا جائے گا...... پھر وہ مزید راہِ خدا میں کوشش کرے۔ لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کرے اور مصیبتوں پر صبر کرے لیکن عقل کا سہارا نہ لے جو اس کو صحیح حکم الٰہی پر گامزن رکھے اور منہیات الٰہی سے باز رکھے تو ایسے لوگ بدترین اعمال والے ہیں جنکی دنیا میں کی گئی عبادتیں اکارت گئیں اور وہ اپنے آپ کو اچھے عمل کرنے والے سمجھتے رہے۔

۴۳-عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن عمران بن الجنید، محمد بن عبدک، سلیمان بن عیسٰی، ابن جریج، عطاء، حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے عقل کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا: جس شخص میں تینوں حصے ہوں وہ کامل العقل ہے اور جس شخص میں کوئی حصہ نہ ہو اس کا عقل سے کوئی واسطہ نہیں۔ اللہ عزوجل کی معرفت۔ اللہ عزوجل کی طاعت۔ اللہ عزوجل کے حکم پر صبر۔[1]

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پس ایسے شخص کو تصوف کی طرف کیسے منسوب کیا جاسکتا ہے کہ جب اللہ عزوجل کی معرفت سے اسکا واسطہ پڑے تو وہ اس میں دوسری غیر مستند باتوں کو خلط ملط کردے اور معرفتِ حقیقی سے اعراض کرے اور جب اس سے طاعت الٰہی اور اس کے نتائج کا مطالبہ کیا جائے تو وہ جہالت کا اظہار کرے اور اس کی عقل خبط ہوجائے۔ اور جب کسی مشقت اور مصیبت کے ساتھ اس کی آزمائش کی جائے جس پر صبر واجب ہے تو وہ بجائے صبر کے جزع فزع اور ہائے واویلا کرے۔

علماء صوفیاء نے تصوف کے بارے میں کلام کیا ہے اور اس کی حدود متعین کی ہیں اور اس کی انواع واقسام پر مفصل بحث کی ہے۔ چنانچہ:

۴۴-تصوف کے بارے میں جنید بغدادیؒ کا کلام......شیخ ابونعیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے جعفر بن محمد بن نصیر خواص نے لکھا کہ مجھے ازدیار بن سلیمان فارسیؒ نے بیان کیا کہ میں نے جنید بن محمد رحمہ اللہ (بغدادی) کو تصوف کے بارے میں کئے گئے سوال کے جواب

۱۔ الموضوعات لابن الجوزی ۱/۱۷۲، واللآلی المصنوعۃ للسیوطی ۱/۶۶، واتحاف السادۃ المتقین ۱/۴۷۳، والدر المنثور ۱/۱۵۹.

میں فرماتے ہوئے سنا:

تصوف دس معانی پر مشتمل نام ہے۔ پہلا یہ کہ دنیا کی ہر شی میں کثرت کے بجائے قلت پر اکتفاء کرے۔ دوسرا یہ کہ اسباب پر بھروسہ کرنے کی بجائے اللہ عزوجل پر قلب کا اعتماد رکھے۔ تیسرا یہ کہ نفلی طاعات کے ساتھ فرض پورا کرنے میں رغبت رکھے۔ چوتھا یہ کہ دنیا چھوٹ جانے پر صبر کرے اور دست سوال اور زبان شکوہ دراز نہ کرے۔ پانچواں یہ کہ قدرت کے باوجود کسی بھی شی کے حصول کے وقت (حلال حرام وغیرہ کی) تمیز رکھے۔ چھٹا یہ کہ تمام مشغولیات کے مقابلے میں اللہ کے ساتھ شغل رکھنے کو ترجیح دے۔ ساتواں یہ کہ تمام اذکار کے مقابلے میں ذکر خفی کو فوقیت دے۔ آٹھواں یہ کہ وساوس آنے کے باوجود اخلاص کو ثابت اور پختہ رکھے۔ نواں یہ کہ شک کی وجہ سے یقین کو متزلزل نہ ہونے دے۔ دسواں یہ کہ اضطراب اور وحشت کو چھوڑ کر اللہ عزوجل کے ساتھ انس اور سکون حاصل کرے...... پس جو شخص ان صفات کا حامل ہو وہ اس نام کا یعنی صوفی کہلانے کا مستحق ہے ورنہ وہ کاذب ہے۔

۴۵۔ **صوفی کے کلام اور سکوت کی صفت** ...... شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمیں محمد بن احمد بن یعقوب نے عبداللہ بن محمد بن میمون سے نقل کیا کہ انہوں نے حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے صوفی کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: صوفی وہ ہے جب بولے تو اس کی زبان حقائق سے پردہ اٹھائے اور اگر سکوت اختیار کرے تو اسکے اعضاء و جوارح دنیا سے ترک تعلقات کی گواہی دیں۔

۴۶ ابو محمد از دیار بن سلیمان، جعفر بن محمد کے واسطہ سے ابوالحسن المزین کا قول نقل کرتے ہیں۔ تصوف ایسی قمیص ہے جو اللہ نے لوگوں کو پہنائی ہے پس اگر لوگوں کو اس پر شکر کی توفیق ہوتی ہے تو ٹھیک ورنہ اللہ عزوجل لوگوں سے اس کے بارے میں حجت فرمائے گا۔

۴۷۔ خواص رحمہ اللہ سے تصوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا عامۃ الناس سے اس کی حقیقت اوجھل ہے سوائے اہل معرفت کے، اور وہ انتہائی قلیل ہیں۔

۴۸۔ مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابوالفضل نصر بن ابی نصر الطوسی کو سنا انہوں نے ابوبکر بن الشاقف سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے جنید بغدادی رحمہ اللہ سے تصوف کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: ہر گھٹیا اخلاق سے پاک ہونا اور ہر اچھے اخلاق کو اپنانے کا نام تصوف ہے۔

۴۹۔ **تصوف کی حقیقت شبلیؒ کی زبانی** ...... ابوالفضل الطوسی نے ابوالحسن فرغانی سے سنا، ابوالحسن فرماتے ہیں میں نے ابوبکر شبلی رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ عارف کی کیا علامات ہیں؟ شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا: عارف کا سینہ کھلا، قلب زخمی اور جسم بے حال ہوتا ہے۔ فرغانی فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا یہ عارف کی علامات ہوئیں اور عارف کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا: عارف وہ ہے جو اللہ عزوجل کو پہچان لے، اس کی معرفت حاصل کر لے، اللہ عزوجل کی مراد اور منشاء کی معرفت حاصل کر لے، اللہ عزوجل کے حکم پر عمل پیرا ہو جائے، اللہ عزوجل کی منہیات سے اجتناب کرے اور اللہ عزوجل کے بندوں کو اس کی راہ کی طرف بلائے۔

فرغانی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یہ تو عارف ہوا اور صوفی کون ہے؟ فرمایا: جس شخص کا قلب صاف ہو گیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کے طریقہ کو اپنایا، دنیا کو اپنے پیچھے پھینک دیا اور خواہشات کو مشقت کا مزہ چکھایا وہ صوفی ہے۔ فرغانی نے عرض کیا: یہ تو صوفی ہے اور تصوف کیا ہے؟ شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا: احوال کو قابو میں کرنا، دنیا سے کنارہ کرنا اور تکلف سے اعراض کرنا۔ فرغانی نے عرض کیا: اس سے مزید بہتر تصوف کیا ہے؟ فرمایا: علام الغیوب کی بارگاہ میں قلب مصفیٰ کا نذرانہ کرنا۔ فرغانی نے عرض کیا: اس سے اعلیٰ تصوف کیا ہے؟ شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ کی تعظیم کرنا اور اس کے بندگان کے ساتھ شفقت کا معاملہ رکھنا۔ فرغانی نے عرض کیا: اس سے بڑھ کر صوفی کی صفات کیا ہیں؟ فرمایا جو ہر گندگی سے صاف ہو گیا، رزیل و پست اخلاق سے پاک ہو گیا، فکر الٰہی سے بھر گیا اور اس کے نزدیک

سونا اور مٹی برابر ہو گیا وہ عظیم ترین صوفی ہے۔

۵۰- ابوالفضل نصر بن ابی نصر، علی بن محمد مصری سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سری سقطی رحمہ اللہ سے تصوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: تصوف ایسے اخلاق کریمانہ کا نام ہے جو اپنے حامل شخص کو کرم قوم سے ملا دیں۔

۵۱- مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابو ہمام عبدالرحمن بن مجیب صوفی سے صوفی کے بارے میں سوال کیا گیا تو میں نے انکو فرماتے ہوئے سنا: صوفی اپنے نفس کو ذبح کرنے والا، اپنی خواہشات کو رسوا کرنے والا، اپنے دشمن (شیطان) کو نقصان پہنچانے والا، مخلوق کو نصیحت کرنے والا، ہمیشہ خوف خدا رکھنے والا، ایسا شخص ہوتا ہے جو عمل کا مستحکم ہوتا ہے امیدوں اور آرزوؤں سے دور رہتا ہے وسوسوں اور خلل اندازی سے محفوظ ہوتا ہے۔ لغزشوں کو درگزر کرتا ہے۔ نیز جان لے! اس کا عذر ہی اس کا سرمایہ ہے۔ اس کا رنج اس کا ہنر ہے، اسکی عیش و عشرت قناعت میں پوشیدہ ہے۔ وہ حق کا عارف ہے۔ خدا کی چوکھٹ پر سرنگوں ہے۔ دنیا کے بکھیڑوں سے پاک ہے۔ وہ نیکی کا کاشتکار ہے۔ محبت کا گھنا شجر ہے۔ اور اپنے عہد و پیمان کا راعی ہے۔

حضرت شیخ مؤلف فرماتے ہیں حلیۃ الاولیاء کے علاوہ ایک دوسری کتاب میں ہم نے تصوف اور اس کے بارے میں مشائخ کے کلام کو مزید تفصیل سے ذکر کیا ہے اور انکی مختلف انداز کی متنوع عبارتیں سپرد قلم کی ہیں جو در حقیقت انکے اپنے حالات کی عکاس تحریرات ہیں۔ فی الجملہ صوفیاء کا کلام تین انواع پر مشتمل ہے: توحید کی طرف اشارات۔ باطنی فیوض و مراتب کا حصول۔ مرید اور اسکے احوال پر کلام۔ پھر ہر نوع اپنے اندر بے شمار مسائل اور فروع رکھتی ہے۔ جبکہ صوفیاء کے اصول میں سے سب سے اصل عرفانِ حق ہے یعنی معرفت باری تعالیٰ، اسکے بعد اس کے احکام پر عمل اور پھر اس حالت پر دوام و استمرار۔

۵۲- محمد بن احمد بن حمدان، حسن بن ابی سفیان، امیۃ بن بسطام، یزید بن زریع، روح بن القاسم، اسماعیل بن امیۃ، یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی، ابی معبد، ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تم کتاب کی حامل قوم کے پاس جا رہے ہو، لہٰذا سب سے اول چیز جس کی تم انکو دعوت دو اللہ عزوجل کی عبادت ہے۔ جب وہ اللہ عزوجل کو جان لیں تو انکو بتاؤ کہ اللہ عزوجل نے انپر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔ جب وہ اس کو مان لیں تو انکو بتاؤ کہ اللہ عزوجل نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو انکے مالداروں سے وصول کر کے انہی کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی۔[۱]

۵۳- پہلے کس علم کا حصول ضروری ہے...... عبدالرحمن بن العباس، ابراہیم بن اسحٰق الحربی، احمد بن یونس، زہیر بن معاویہ، خالد بن ابی کریمۃ، عبداللہ بن المسور، عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے نادر علوم سکھا دیجئے! آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اصل علم حاصل کر لیا؟ جو نادر علم کو تلاش کر رہے ہو! عرض کیا: اصل علم کیا ہے؟ فرمایا: کیا تم نے رب کی معرفت حاصل کر لی؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: پھر تم نے اسکا کتنا حق ادا کر دیا؟ عرض کیا: جتنا اللہ نے چاہا۔ فرمایا: تم نے موت کو پہچان لیا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: اس کے لئے کس قدر تیاری کر لی؟ عرض کیا: جتنی اللہ نے چاہی۔ فرمایا: جاؤ پہلے ان چیزوں کو مضبوط کرو۔ پھر آ جانا میں تم کو نادر علوم سکھا دوں گا۔[۲]

تصوف حقیقی کی بنیاد چار ارکان پر ہے...... حضرت شیخ ابو نعیم فرماتے ہیں تصوف حقیقی کی بنیاد چار ارکان پر ہے۔

۱۔ صحیح البخاری ۲/۲۷، ۹/۱۴۰، وصحیح مسلم، کتاب الایمان ۳۱، والسنن الکبری للبیهقی ۴/۱۰۱، وسنن الدارقطنی ۲/۱۳۶، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۱/۴۲۶، وفتح الباری ۱۳/۳۴۷.

۲۔ تنزیه الشریعة المرفوعة لابن عراق ۱/۲۷۷.

اول اللہ عزوجل کی معرفت، اسکے اسماء وصفات اور افعال کی معرفت: دوم نفس اور اس کے شرور کی معرفت، دشمن کے وساوس، مکروفریب اور گمراہیوں کی معرفت۔ سوم دنیا، اس کے دھوکے، اس کی رنگینیوں اور اس کے فناء پزیر ہونے کی معرفت اور اس سے احتراز اور اجتناب کی معرفت۔ چہارم یہ کہ ان چیزوں کی معرفت کاملہ کے بعد اپنے نفس کو مجاہدے اور مشقت کا دائمی عادی بنائے نیز اوقات کی حفاظت کرے۔ طاعت الٰہی کو غنیمت سمجھے۔ راحت و آرام اور لذت وعیش کی زندگی سے جدائی اختیار کرے۔ کرامات کے پیچھے پڑنے سے احتراز کرے۔ لیکن زندگی کے ضروری معاملات سے ناطہ نہ توڑ لے۔ نہ بے جا تاویلات اور باتوں کی طرف مائل ہو۔ تعلقات دنیوی سے اعراض کرے۔ دل کو یادِ خدا سے دور کرنے والی چیزوں سے اپنا دامن جھاڑ دے۔

تمام غموں کو ایک غم بنالے۔ مال ومتاع کی ترقی اور اضافے کا خواہشمند نہ ہو۔ مہاجرین وانصار کی اتباع کرنا اپنا شیوۂ زندگی بنالے۔ جاگیر وجائیداد سے کنارہ کرے۔ راہ خدا میں خرچ کرنے اور ایثار کرنے کو ترجیح دے۔ اگر ان اوصاف کے ساتھ زمین اور اس کی آبادی اس پر تنگ ہو جائے تو پہاڑوں اور جنگلوں کی طرف نکل جائے۔ اور نگاہوں اور انگلیوں کا نشانہ بننے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ جو کہ انوار وبرکات سے دوری کا باعث ہے۔ پس ان صفات سے متصف لوگ اتقیاء اخفیاء، غرباء اور مکرم لوگ ہیں۔ انکا عقیدہ اور معاملہ خدا کے ساتھ بالکل درست ہے اور انکا راز مضمر ہے۔

۵۴- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، محمد بن عمر الواقدی، بکیر بن مسمار، عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد سعدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

اللہ پاک گمنام، غنی دل اور متقی بندے کو محبوب رکھتے ہیں۔[1]

۵۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سفیان بن وکیع، عبداللہ بن رجاء، ابن جریج، ابن ابی ملیکۃ، عبداللہؓ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محبوب ترین لوگ اللہ کے نزدیک غرباء ہیں۔ دریافت کیا گیا: غرباء کون ہیں؟ فرمایا: اللہ کے دین کو لے کر بھاگنے والے۔ اللہ پاک ان کو روز قیامت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ مبعوث فرمائیں گے۔[2]

۵۶- ابوغانم سہل بن اسماعیل الفقیہ الواسطی، عبداللہ بن الحسن، اسحق بن وہب، عبدالملک بن یزید، ابوعوانہ، الاعمش، ابی وائل، عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے فرمایا: جب اللہ پاک کسی بندے کو پسند فرماتے ہیں تو اس کو اپنے لئے خاص کر چن لیتے ہیں اور بیوی بچوں میں اس کو مشغول نہیں ہونے دیتے۔ نیز فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کسی دین دار کا دین سلامت نہیں رہے گا سوائے اس شخص کے جو اپنے دین کو لے کر ایک بستی سے دوسری بستی بھاگے، ایک گھاٹی سے دوسری گھاٹی اور ایک کھوہ سے دوسری کھوہ میں بھاگے۔

۵۷- سلیمان بن احمد، عباس بن الفضل، عبداللہ بن محمد بن عائشۃ، عبدالعزیز بن مسلم القسملی، لیث، عبیداللہ بن زحر، علی بن یزید، القاسم، حضرت ابوامامہؓ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارے نزدیک قابل رشک مؤمن تھوڑے مال والا نماز روزے کا پابند شخص ہے، جو اپنے رب کی احسن طریقے سے عبادت کرے اور دل میں اس کی عظمت کا پاس رکھے، لوگوں میں یوں مل جل کر عام بندہ بنا رہے

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الزھد ۱۱، ومسند الامام احمد ۱/۱۶۸، وشرح السنۃ للبغوی ۱۵/۲۲، ومشکاۃ المصابیح للتبریزی ۵۲۸۴، واتحاف السادۃ المتقین ۸/۳۱، ۳۰۸، والبدایۃ والنھایۃ ۷/۲۸۳، والترغیب والترھیب ۴۳۹، والعزلۃ للبستی ۱۲، وتخریج الاحیاء للعراقی ۲/۲۲۵، ۳/۱۷۴، وکشف الخفا ۱/۲۸۷.

۲۔ کنز العمال ۵۹۳۰، الزھد للامام احمد ۱۴۹.

کہ اس کی طرف انگلیاں نہ اٹھیں۔اس کی معیشت اور روزی گذران کے بقدر ہو اور اس پر دل سے قانع وصابر ہو جائے جلد ہی اسکا بلاوا آجائے۔اس پر رونے والے بھی تھوڑے ہوں اور پس ماندہ مال وراثت بھی قلیل ہو۔[۱]

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ لوگوں شریف احوال اور عمدہ اخلاق کے مالک ہوتے ہیں انکا مقام بلند اور سوال رشک آمیز ہوتا ہے۔

۵۸-صلوٰۃ التسبیح ......سلیمان بن احمد، ابراہیم بن احمد بن برۃ الصعانی، ہشام بن ابراہیم ابوالولید المخزومی، موسیٰ بن جعفر بن ابی کثیر، عبدالقدوس بن حبیب، مجاہد:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے انکو فرمایا: اے لڑکے! کیا میں تجھے ایک ہدیہ نہ کروں؟ کیا میں تجھے ایک بخشش نہ کروں؟ کیا میں تجھے ایک عطیہ نہ دوں؟ ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیوں نہیں یارسول اللہ! پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: رات دن میں ایک مرتبہ چار رکعت یوں ضرور پڑھ! سورہ فاتحہ اور سورۃ پڑھنے کے بعد "سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر" پندرہ مرتبہ پڑھ پھر رکوع کر اور اس میں (تسبیح کے بعد) دس مرتبہ اسکو پڑھ پھر کھڑے ہو کر (تحمید کے بعد) دس مرتبہ پڑھ۔ پھر ہر رکعت میں اسی طرح کر۔ آخری رکعت میں تشہد کے بعد لیکن سلام سے پہلے یہ دعا پڑھ:

اللهم انی اسئلک توفیق اهل الهدی ،واعمال اهل الیقین، ومناصحة اهل التوبة ،وعزم اهل الصبر ، وجداهل الخشیة ،وطلبة اهل الرغبة،وتعبداهل الورع ،وعرفان اهل العلم، حتی اخافک ،اللهم انی اسئلک مخافة تحجزنی عن معاصیک ،وحتی اعمل بطاعتک عملاً استحق به رضاک ،وحتی اناصحک فی التوبة خوفاً منک ،وحتی اخلص لک النصیحة حباً لک ،وحتی اتوکل علیک فی الأمور حسن الظن بک سبحان خالق النور.

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت یافتہ لوگوں جیسی توفیق کا، اہل یقین کے اعمال کا، اہل توبہ کے خلوص کا، مہاجرین کے عزم کا، اہل خشیت کی سعی وکوشش کا، اہل شوق کی طلب کا، پرہیزگاروں کی عبادت کا، اہل علم کی معرفت کا، جس سے میں تجھ سے ڈرنے لگوں .....اے اللہ میں تجھ سے ایسا خوف مانگتا ہوں جو مجھے تیری تمام نافرمانیوں سے باز رکھے۔ اور جس کے طفیل میں تیری ایسی فرمانبرداری کروں کہ تیری رضا کا سزاوار ہو جاؤں۔ اور اس خوف کی بدولت میں تجھ سے خالص اور سچی توبہ مانگوں اور تجھ سے خالص تیرے لئے محبت کروں۔ اور تجھ سے نیک خواہشات رکھتے ہوئے تجھ پر کامل بھروسہ کرنے لگوں بے شک پاک ہے تو اے نور کو پیدا کرنے والے!

۱۔ سنن الترمذی ۲۳۴۷، وسنن ابن ماجة ۴۱۱۷، ومسند الامام احمد ۲۵۵/۵، والمستدرک ۱۲۳/۴، والمعجم الکبیر للطبرانی ۲۴۲/۸، وزوائد الزهد للامام احمد ۱۱، والزهد لابن المبارک ۵۴، والأمالی للشجری ۲۰۱/۲، العلل المتناهیة لابن الجوزی ۱۴۷/۲، والاسرار المرفوعة ۴۸۴، وفیض القدیر ۴۲۷/۲.

ابن القطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ کی طرف اس روایت کی نسبت غلط ہے۔ المنار میں ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ اس کو عبداللہ بن زحر علی بن یزید نے روایت کیا ہے اور وہ قاسم سے روایت کرتے ہیں اور یہ رواۃ ضعیف ہیں۔ امام حاکم کے اس روایت کو صحیح قرار دینے پر علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اس پر گرفت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ روایت ضعف میں اپنی مثل آپ ہے۔ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام ترمذی اور امام ابن ماجہ دونوں نے اسکو ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث قابل صحت نہیں۔ اسکے رواۃ مجہول اور ضعیف ہیں بلکہ ممکن ہے کہ یہ روایت انکی خود ساختہ ہی ہو۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن عباس! جب توبہ کرے گا اللہ پاک تیرے تمام گناہ معاف کردے گا چھوٹے بڑے، نئے پرانے، پوشیدہ، علانیہ، جان بوجھ کر کئے ہوئے اور بھول سے کئے ہوئے ہر طرح کے گناہ معاف کردے گا۔[۱]

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کے خاص اولیاء مخلوق خدا کی طرف خدا کے سفیر ہوتے ہیں۔ حق نے ان کو اپنا اسیر اور گرویدہ بنا رکھا ہے۔ ہجر و فراق نے انکو مضطرب کر دیا ہے۔ بے چینی اور حیرانی نے انکو پراگندہ حال کر دیا ہے۔

۵۹۔ حضور ﷺ کی معاذؓ بن جبل کو نصائح...... عباس بن محمد الکنانی، ابو الحریش الکلابی، علی بن یزید بن بہرام، عبدالملک بن ابی کریمۃ، ابی حاجب، عبدالرحمن بن غنمؓ حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! مؤمن بندہ حق کا اسیر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اس پر نگہبان مقرر ہے۔ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں، شکم، شرمگاہ حتی کہ اسکا پلکیں جھپکانا، مٹی کے ریزوں کے ساتھ اس کا کھیلنا اور آنکھوں میں سرمہ لگانا الغرض اس کی ہر حرکت پر نگہبان فرشتہ مقرر ہے۔ مؤمن کا قلب مامون نہیں ہوتا، اسکے اعضاء و جوارح پر سکون نہیں ہوتے اور اس کا اضطراب اور بے چینی ختم نہیں ہوتی۔ وہ صبح و شام موت کی تلوار اپنے سر پر لٹکی دیکھتا ہے۔ پس تقویٰ اسکا ہم نشین ساتھی ہے۔ قرآن اس کا رہبر و رہنما ہے۔ خوف خدا اس کی حجت ہے۔ شرافت اس کی سواری ہے۔ تدبیر و احتیاط اسکی ساتھی ہے۔ خشیتِ الٰہی اسکا شعار ہے۔ نماز اس کے لئے جائے پناہ ہے۔ روزہ اس کے لئے ڈھال ہے۔ صدقہ اس کی آزادی (کا پروانہ) ہے۔ سچائی اس کی وزیر ہے۔ حیاء اس کی سرپرست ہے۔ ان تمام چیزوں کے پیچھے اس کا پروردگار گھات لگائے ہوئے ہے (اور وہ اس کی ہر ہر حرکت پر نگران ہے)۔

اے معاذ! قرآن نے مؤمن کو بہت سی خواہشات نفس اور شہوات سے قید میں کر رکھا ہے۔ اس کے اور اس کی ہلاکت خیزیوں کے درمیان حائل ہو کر اسکو مرضیات الٰہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ اے معاذ! میں تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ اور تجھے ان باتوں سے منع کرتا ہوں جن سے مجھے جبرئیل نے منع کیا۔ پس میں تجھے قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ خدا نے جو تم کو دیا ہے اس کے ساتھ کوئی اور تم سے زیادہ سعادت مند ہو جائے۔[۲]

۶۰۔ ابو عمرو بن حمدان، حسین بن سفیان، محمد بن یحیی بن عبدالکریم، حسین بن محمد، ابی عبداللہ القشیری، ابی حاجب، عبدالرحمن، معاذ مثلہ وعن غالب بن شہر عن معاذ مثلہ وعن مکحول عن عبدالرحمن بن غنم عن حضرت معاذؓ مذکورہ تین سلسلہ اسناد سے بھی اس کے مثل روایت مروی ہے۔[۳] حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اولیاء اللہ حق کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ اور حق کے ساتھ ہی ان کا مرنا جینا ہوتا ہے۔ حق کے سوا مخلوقات سے اعراض کرتے ہیں اور حق میں مشغول ہو کر تسلی پاتے ہیں۔

۶۱۔ تین باتیں ایمان کی مٹھاس ہیں...... عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابو داؤد، شعبۃ، اخبرنی قتادۃ، حضرت انسؓ بن مالک نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین باتیں جس شخص میں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت پالے گا۔ اللہ اور اس کا رسول ہر چیز سے زیادہ اس کے نزدیک محبوب ہوں۔ اس کو نذر آتش کیا جانا اس سے کہیں زیادہ محبوب ہو کہ وہ کفر میں پڑے جبکہ اللہ نے اس کو کفر سے نکال لیا ہے۔ اور یہ کہ جس سے بھی محبت کرے محض اللہ کے لئے کرے۔[۴]

۱۔ الترغیب والترھیب ۴۷/۱، واتحاف السادۃ المتقین ۴۷۷/۳، ومجمع الزوائد ۸ی/۲۸۲، وکنز العمال ۲۱۵۴۹.

۲،۳۔ تفسیر ابن کثیر ۳۱۹/۸، واتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۲۵، ۱۰۳.

۴۔ صحیح البخاری ۱۰/۱، ۱۲،، ۲۵/۹، وصحیح مسلم، کتاب الایمان ۶۷، وسنن النسائی ۹۴/۸، ومسند الامام أحمد ۱۰۳/۳، ۱۷۴، ۲۳۰، وموارد الظمآن ۲۸۵، ومصنف عبد الرزاق ۲۰۳۲۰، وفتح الباری ۶۰/۱، ۷۲، واتحاف السادۃ المتقین ۵۴۷/۵، والترغیب والترھیب ۱۴/۴، وسنن ابن ماجۃ ۴۰۳۳.

۶۲- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوہ احمد، عبدالوہاب، ایوب، ابی قلابۃ، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

تین باتیں جس شخص میں پائی جائیں وہ ایمان کی لذت پائے گا یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ کسی سے محبت کرے تو اللہ ہی کے لئے کرے۔ اور اسلام کی دولت ملنے کے بعد کفر میں جانا ایسا ہی ناگوار ہو جیسا کہ آگ میں جانا ناگوار ہوتا ہے۔[1]

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت معاذؓ وغیرہ کی روایات سے واضح ہوتا ہے کہ تصوف احوال شاقہ اور پاکیزہ اخلاق کا نام ہے۔ (کیفیات والے) احوال صوفیاء کو اپنی سختیوں اور جانفشانیوں کا اسیر بنالیتے ہیں۔ وہ لوگ اخلاق کا علم حاصل کرتے ہیں اور انکو اپنی زندگی کا اسوہ بنالیتے ہیں۔ حق کی خدمت خلوص کے ساتھ بجالاتے ہیں۔ حیرت اور شک کے راستوں سے دور رہتے ہیں۔ حق سے انقطاع اور وقفے سے محفوظ رہنے کی سعی کرتے ہیں۔ حق جل شانہ کے ساتھ ہی انس حاصل کرتے ہیں۔ اسی کے ساتھ آرام اور سکون پاتے ہیں پس وہ لوگ دلوں کے بادشاہ ہیں۔ اپنے نور فراست کے ساتھ امور غیب میں جھانکتے ہیں۔ محبوب ذات کبریاء کا مراقبہ کرتے ہیں۔ حق سے منحرف شخص کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ حق کے لئے جنگ کرتے ہیں۔ وہ صحابہ اور تابعین کی راہ کے راہرو ہیں۔ اور ان لوگوں کے ہم سفر ہیں جو انکی راہ پر گامزن ہیں جو ظاہر ابد حال ہیں۔ بقاء وفناء کے راز جانتے ہیں۔ اخلاص اور ریاء کے درمیان تمیز رکھتے ہیں۔ چھوٹے بڑے وساوس اور عزم ونیت کی باریکیوں سے آگاہ ہیں۔ وہ لوگ دل کے بھیدوں کا محاسبہ کرنے والے ہیں۔ رازوں کے امین ہیں۔ نفوس امارہ کی مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ غور وفکر اور ذکر واذکار کے ساتھ شیطان وسوسہ انداز سے بچتے ہیں۔ قرب حق کا حصول چاہتے ہیں۔ اور راہ حق کی جدوجہد میں سستی وکمزوری سے احتراز کرتے ہیں۔

ان نفوس قدسیہ کی عزت وحرمت کی اہانت دین سے عاری شخص ہی کرتا ہے۔ انکے احوال کا دعوی بیوقوف شخص کرتا ہے۔ اور انکے عقیدے کو عالی ہمت شخص اپناتا ہے۔ اور ان کی دوستی کا ہاتھ مضبوط شخص پکڑتا ہے۔ پس یہ لوگ آفاق کے سورج ہیں۔ انکی زیارت کیلئے گردنیں اٹھی ہوتی ہیں۔ انہی نفوس قدسیہ کی ہم اقتداء کرتے ہیں اور مرتے دم تک انہی کی طرف دوستی اور محبت کا ہاتھ بڑھاتے رہیں گے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اب ہم ہر اس صحابی کا ذکر کرتے ہیں جو کسی بھی واقعے اور اچھی صفت کے ساتھ مشہور ہے فتور اور کسل مندی سے محفوظ ہیں۔ اچھی یادگاریں اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ حق کی راہ سے کوئی تعب اور ملال اسکو منحرف کرنے والی نہیں ہے۔ چنانچہ مہاجرین میں سے سب سے پہلے رئیس المہاجرین کے ذکر کے ساتھ ان صفحات کو منور کرتے ہیں۔

نوٹ: مصنف ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ تمام بزرگوں کو سلسلہ وار ذکر فرمائیں گے۔ سب سے پہلے ایک نمبر سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر خیر شروع ہوگا اور آخر کتاب تک چھ سو اٹھاسی ۶۸۸ بزرگان دین کے اقوال اور عبرت خیز واقعات بیان کریں گے سب سے آخر میں حضرت محمد بن الحسین الخشوعی رحمہ اللہ کا ذکر ہوگا۔

مقدمہ مصنف تمام شد

محمد اصغر غفرہ اللہ

۱۔ صحیح البخاری ۱/ ۱۰، ۱۲، ۹/ ۲۵، وصحیح مسلم، کتاب الایمان ۶۷، وسنن النسائی ۸/ ۹۴، ومسند الامام أحمد ۳/ ۱۰۳، ۱۷۴، ۲۳۰، وموارد الظمآن ۲۸۵، ومصنف عبد الرزاق ۲۰۳۲۰، وفتح الباری ۱/ ۶۰، ۷۲، واتحاف السادة المتقين ۵/ ۵۴۷، والترغيب والترهيب ۴/ ۱۴، وسنن ابن ماجة ۴۰۳۳.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ[۱]

حضرت ابوبکر صدیقؓ سابق بالتصدیق ملقب بالعتیق اور من جانب اللہ مؤید بالتوفیق ہیں۔ حضر و سفر میں حضور ﷺ کے رفیق ہیں۔ زندگی کے ہر موڑ پر مہربان دوست ہیں...... بلکہ موت کے بعد بھی روضہ اطہر میں آپ ﷺ کے انیس ہیں۔ خدائے ذوالجلال نے اپنے مقدس کلام میں فخر کے ساتھ آپکو یاد فرمایا جسکی وجہ سے آپ کو تمام لوگوں پر فوقیت حاصل ہوئی اور رہتی دنیا تک آپ کے شرف و بزرگی کا علم بلند رہے گا۔ آپؓ کی بلندی تک کوئی صاحب طاقت و بصارت نظر نہیں اٹھا سکتا۔ پروردگار اپنے مقدس کلام میں فرماتا ہے:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (سورۃ توبہ ۴۰)

(ابوبکر صدیقؓ) دو میں سے دوسرا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے۔

اسی طرح آپؓ کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے:

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ

تم میں سے کوئی اس شخص کا ہمسر نہیں ہوسکتا جس نے فتح سے پہلے (راہ خدا میں) خرچ کیا اور قتال کیا۔

اس طرح کی بہت سی آیات و احادیث ہیں جو روز روشن کی طرح عیاں ہیں اور آپ کی فضیلت و منقبت پر دلالت کرتی ہیں۔ ہر صاحب فضل پر آپکی فضیلت بلند ہے۔ ہر مقابل اور حریف پر آپ فائق ہیں۔ تمام حالات میں آپ کی انفرادیت قائم رہی۔ جب جب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپؓ کو راہِ حق کی طرف بلایا تو آپ نے فوراً لبیک کہا۔ اور سب کچھ راہِ خدا میں پروانہ وار لٹا کر مال و متاع سے خالی ہو گئے۔ توحید الٰہی کو قائم کرنا آپ کا ہدف اور نشان منزل تھا۔ جس کی وجہ سے پریشانیوں اور مصیبتوں نے آپ کو ہدف بنا لیا۔ دھن دولت سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر زاہد بن گئے اور مخلوق سے منہ موڑ کر حق کی راہ پر چل پڑے۔

تصوف کی حقیقت بھی یہی ہے کہ ہزار راستوں کو چھوڑ کر حق کی رسی کو تھام لیا جائے۔

۱۔ طبقات ابن سعد ۲۶/۹، ۲۸، والاصابۃ ۴۸۰۸، والکامل لابن الأثیر ۱۶۰/۲، وتاریخ الطبری ۴۶/۴، وصفۃ الصفوۃ ۸۸/۱، وتاریخ الیعقوبی ۴۶/۲، وتاریخ الخمیس ۱۹۹/۲، والریاض النضرۃ ۴۴، ۱۸۷، ومنہاج السنۃ ۱۱۸/۳، والبدء والتاریخ ۷۶/۵، والاعلام ۱۰۲/۴۔

۶۳۔ **حضور ﷺ کی وفات کا واقعہ**...... مصنف ابو نعیم احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمیں ابو بکر بن خلاد نے، انہیں احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، انہیں یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں ہمیں لیث بن سعد نے عقیل سے روایت کیا انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہوئے خبر دی ہے کہ:

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور حضرت عمرؓ لوگوں کو خطاب کر رہے تھے اس وقت حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے اور حضرت عمرؓ کو فرمایا: بیٹھ جاؤ اے عمر! لیکن حضرت عمرؓ نے شدت جذبات کی وجہ سے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پھر انکو بیٹھنے کا فرمایا پھر حضرت ابو بکرؓ نے شہادت دی اور لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

امابعد! تم میں سے جو شخص (محمد رسول اللہ ﷺ) کی عبادت کیا کرتا تھا وہ سمجھ لے کہ بے شک محمد وفات پا گئے ہیں۔ اور جو شخص اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا تو اسے جان لینا چاہیے کہ اللہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ومامحمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افئن مات أو قتل انقلبتم علی اعقابکم (الآیۃ آل عمران ۱۴۴)

اور محمد (ﷺ) تو صرف (خدا کے) پیغمبر ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ (اور مرتد ہو جاؤ گے) اور جو الٹے پاؤں پھرے گا تو خدا کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا۔ اور خدا شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں اللہ کی قسم: لوگ ایسے محسوس ہو رہے تھے گویا انہوں نے یہ آیت مبارکہ پہلے کبھی سنی نہیں تھی حضرت ابو بکرؓ نے تلاوت کی تو انکو معلوم ہوا۔ پھر تمام لوگوں نے اس آیت مبارکہ کو پلے باندھ لیا اس کے بعد ہم کسی بشر کو اس کے علاوہ کچھ تلاوت کرتے نہ سنتے تھے۔

ابن شہاب راوی فرماتے ہیں: مجھے حضرت سعید بن المسیب تابعی رحمہ اللہ نے خبر دی کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے ابو بکرؓ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا تو میں (شدت غم سے) گھٹنوں کے بل گر گیا اور میرے قدموں نے میرا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا اور میں زمین بوس ہو گیا اور مجھے یقین آ گیا کہ رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے ہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو بکرؓ عزت و وفاداری کے پیکر انسان تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف کی حقیقت: بندہ کا یکتا و تنہا ذات کے ساتھ یکتا و تنہا رہ جانا ہے۔

۶۴۔ سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبد الرزاق، معمر، زہری، عروۃ بن الزبیرؓ کے سلسلہ سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے وہ فرماتی ہیں:

جب قریش نے ابن الدغنہ کی ذمہ داری حضرت ابو بکرؓ کے متعلق قبول کر لی تو قریش ابن الدغنہ کو بولے کہ: ابو بکر کو کہو کہ وہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کیا کرے۔ اپنے گھر میں جتنی چاہے نماز پڑھے اور جتنا چاہے قرآن پڑھے۔ اور ہم کو ایذاء نہ دے اور اپنے گھر کے علاوہ کہیں نماز کا اعلان (اذان) بھی نہ کیا کرے۔ لہذا حضرت ابو بکرؓ نے اس پر عمل کیا اور اپنے گھر کے صحن میں (جائے نماز یعنی عارضی مسجد) بنالی۔ اسی میں نماز پڑھتے اور قرآن کریم کی تلاوت فرماتے۔ یہاں بھی مشرکین کی عورتیں اور بچے آپ کے اردگرد جمع ہونے لگے۔ وہ آپ کے قرآن پڑھنے کو سنتے اور تعجب کرتے اور آپ کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہتے۔ حضرت ابو بکرؓ قرآن پڑھتے تو آپؓ اپنے آنسوؤں کو نہ روک پاتے اور رو پڑتے تھے۔

اس چیز سے قریش مکہ کو پھر خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں انکے بیوی بچے کلام الٰہی کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔لہذا انہوں نے دوبارہ ابن الدغنہ کو پیغام دے کر بلوایا اور ابوبکرؓ کے پاس بھیجا۔ابن الدغنہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے: اے ابوبکر! آپ جانتے ہیں میں نے آپکی ذمہ داری قبول کی ہے۔لہذا آپ یا تو اسی پر بس کر دیں یا میرا ذمہ چھوڑ دیں۔کیونکہ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ عرب لوگ میرے دیئے ہوئے ذمہ کی رسوائی سنیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں تیرا ذمہ تجھے لوٹاتا ہوں اور اللہ اور اسکے رسول کے ذمہ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ان دنوں رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے۔

۶۵-عبداللہ بن محمد، احمد بن علی بن الجارود، عبداللہ بن سعید الکندی، عبداللہ بن ادریس الخولانی، حسین بن محمد، حسن، حمید، جریر، ابواسحق الشیبانی، ابی بکر بن ابی موسیٰ، اسود بن ہلال کے سلسلۂ سند کے ساتھ مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا: ان دو آیتوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا (الاحقاف ۱۳)

جن لوگوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے پھر اس پر ڈٹ گئے۔

والذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم (الانعام ۸۲)

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہیں ملایا۔

لوگوں نے جواب دیا: اللہ ہمارا رب ہے اور اس پر مضبوط ہو گئے اور دوسرا دین اختیار نہیں کیا۔اور نہ اپنے ایمان کو گناہ کے ظلم کے ساتھ ملایا۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: تم نے ان آیتوں کو غیر محل پر محمول کیا ہے۔ان آیتوں کا مطلب ہے انہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر کسی اور کی طرف التفات نہیں کیا۔اور اپنے ایمان کو شرک کے ظلم کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا۔

مؤلف شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیقؓ دنیا کی رنگینیوں سے دور اور آخرت کی یاد میں منہمک رہنے والے تھے۔

تصوف دنیا سے کنارہ کشی اور اس کے مال ومتاع سے بے التفاتی کا نام ہے۔

۶۶-احمد بن اسحق، ابوبکر بن ابی عاصم، حسن بن علی وفضل بن داؤد، عبدالصمد بن عبدالوارث، عبدالواحد بن زید، اسلم، مرۃ الطیب، زید بن ارقم کے سلسلۂ سند کے ساتھ مروی ہے کہ:

حضرت ابوبکرؓ نے پانی طلب فرمایا: آپ کے پاس ایک برتن لایا گیا جس میں پانی اور شہد ملا ہوا تھا۔حضرت ابوبکرؓ نے پینے کی غرض سے اسکو منہ کے قریب کیا لیکن پھر آپ رو پڑے اور مجلس میں دیگر حاضرین بھی رو پڑے۔آپ چپ ہو گئے لیکن لوگوں کے آنسو نہ تھمے تو آپ پر بھی دوبارہ گریہ طاری ہو گیا۔لوگوں کو خیال آیا کہ اس کیفیت میں تو آپ سے رونے کی وجہ بھی نہیں پوچھی جاسکے گی لہذا وہ خاموش ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ کو بھی قدرے سکون میسر ہوا۔پھر لوگوں نے دریافت کیا: کس چیز نے آپ کو رُلایا؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔آپ ﷺ کسی غیر مرئی چیز (ان دیکھی شئ) کو اپنے سے دور کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: پرے ہٹ! پرے ہٹ! حالانکہ میں انکے ساتھ کسی اور کو نہ دیکھ رہا تھا۔میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کسی شئ کو اپنے سے دور فرما رہے تھے جبکہ مجھے آپ کے ساتھ کوئی شئ نظر نہیں آرہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دنیا تھی جو میرے سامنے بن سنور کر آئی تھی۔میں نے اس کو کہا مجھ سے ہٹ جا تو وہ ہٹ گئی اور کہنے لگی: اللہ کی قسم! آپ تو مجھ سے بچ گئے، لیکن آپ کے بعد آنے والے مجھ سے نہ بچ سکیں گے۔حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں: اسی سے مجھے خوف پیدا ہوا کہ وہ مجھ پر غالب ہو گئی ہے اور اسی بات نے مجھے رلا دیا۔[۱]

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۸/ ۸۱، وکنز العمال ۱۸۵۹۸.

شیخ مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکرؓ راہِ حق میں جدوجہد سے نہ ہٹتے تھے اور حدود الٰہی سے تجاوز نہ کرتے تھے۔
قول: تصوف راہِ طریقت میں مالک الملک کی طرف مسلسل جدوجہد کا نام ہے۔

۶۷-ابوبکر صدیقؓ کا کھایا ہوا کھانا قے کرنا...... ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، یعقوب بن سفیان، عمرو بن منصور المصری، عبدالواحد بن زید اسلم الکوفی، مرۃ الطیب کے سلسلہ سند کے ساتھ حضرت زیدؓ بن ارقم سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک غلام تھا جو کما کر لاتا تھا۔ ایک رات وہ آپ کے پاس کچھ کھانا لایا۔ آپ نے اس میں ایک لقمہ لیا۔ غلام نے کہا: کیا بات ہے آپ ہر رات سوال کرتے تھے آج آپ نے سوال نہیں کیا؟ (کہ یہ کھانا کہاں سے لائے؟) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: بھوک نے مجھے نڈھال کر رکھا تھا۔ تم بتاؤ کہاں سے لائے یہ؟ عرض کیا: میں نے زمانہ جاہلیت میں کسی کیلئے تعویز اور جھاڑ پھونک کیا تھا۔ انہوں نے مجھے کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آج جب میں انکے پاس سے گزرا تو انکے ہاں شادی کا کھانا تیار تھا۔ لہٰذا اس میں سے انہوں نے مجھے بھی دیدیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دیتا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ منہ میں ڈالا اور کھایا ہوا قے کرنے لگے۔ لیکن وہ نکل نہ رہا تھا۔ کسی نے کہا یہ پانی سے نکلے گا۔ آپ نے پانی کا برتن منگوایا اور پانی پی پی کر قے کرنے کی کوشش کرتے رہے حتیٰ کہ اسکو باہر پھینک دیا۔ پھر آپ کو کسی نے کہا: اللہ آپ رحم فرمائے یہ (تکلیف) اس لقمے کی نحوست سے پہنچی۔ آپؓ نے فرمایا: اگر یہ لقمہ میری جان لے کر نکلتا تب بھی میں اسکو نکالتا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے:

ہر جسم جس نے حرام سے پرورش پائی جہنم اس کے لئے زیادہ مستحق ہے۔[1]

اس سے مجھے خوف ہوا کہیں میرے جسم کی معمولی پرورش بھی اس لقمے سے نہ ہو جائے۔
عبدالرحمٰن بن القاسم نے اپنے والد قاسم سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اسکے مثل روایت کیا ہے۔
سکندر بن محمد بن المنکدر نے اپنے والد محمد سے انہوں نے حضرت جابرؓ سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔
حضرت شیخ مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکرؓ مشکل کاموں میں سبقت فرماتے تھے کیونکہ ان میں ثواب کی امید زیادہ کی جاتی ہے۔
تصوف خدا کے وصل وشوق کی گرمی میں راحت وسکون پانے اور محبوب سے ملنے کی آس رکھنے میں ہے۔

۶۸-محمد بن احمد بن الحسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان بن عیینہ، ولید بن کثیر، ابن تدرس، اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کے سلسلہ سند سے مروی ہے ایک پکارنے والا آل ابی بکر کے پاس آیا۔ اس نے ابوبکرؓ کو کہا اپنے ساتھی (محمد ﷺ) کی خیر خبر لو۔ آپ فوراً ہمارے پاس سے نکلے، آپ کے بالوں کی مینڈھیاں بنی ہوئی تھیں۔ آپ مسجد میں داخل ہوئے اور یہ کہہ رہے تھے: افسوس تم لوگوں پر! کیا تم ایسے شخص کے قتل کے درپے ہو جو کہتا ہے: اللہ میرا رب ہے۔ حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے کھلی نشانیاں لیکر آیا ہے پس لوگ رسول اللہ ﷺ (کو مارنے) سے ہٹ گئے اور ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ ہماری طرف لوٹے تو آپ کا حال یہ تھا کہ آپؓ بالوں کے جس حصے پر ہاتھ پھیرتے وہ آپکے ہاتھ میں آجاتے اس حالت میں بھی آپؓ کی زبان پر یہ مبارک کلمات جاری تھے تبارکت یا ذالجلال والاکرام، تبارکت یا ذالجلال والاکرام. اے ذوالجلال والاکرام تیری ذات بابرکت ہے۔ اے ذوالجلال والاکرام تیری ذات بابرکت ہے۔

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۲۲۶/۵، ۸/۲، ۱۰، وکشف الخفا ۱۷۶/۲. وکنز العمال ۹۲۵۹، ۳۵۲۹۵، والدر المنثور ۲۸۴/۲، والجامع الصغیر ۶۲۹۶، وفیض القدیر ۱۸/۵.
اس میں ایک راوی عبدالواحد بن زید ہے جس کو محدثین نے متروک قرار دیا ہے۔ جس کی بناء پر یہ روایت اس سند کے ساتھ محل کلام ہے۔

حضرت شیخ مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکرؓ بڑی چیز (آخرت) کے بدلے میں حقیر چیز (دنیا) کو قربان فرمادیا کرتے تھے۔

قول: تصوف اپنی تمام کوششوں کونعمتوں کے مالک کے لئے وقف کردینا ہے۔

۶۹-**ابوبکر صدیقؓ کی سخاوت**...... علی بن احمد بن علی المصیصی ، ابوعطاء محمد بن ابراہیم بن صلت الطائی ، داؤد بن معاذ ، عبدالوارث بن سعید بن یونس بن عبید کے طریق سے حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں صدقہ لیکر حاضر ہوئے اور اس کو مخفی رکھا۔ اور عرض کیا یارسول اللہ! یہ میری طرف سے صدقہ ہے۔ اور بارگاہ الٰہی کے لئے میرے ہاں اور بھی ہے۔ پھر حضرت عمرؓ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں صدقہ لے کر حاضر ہوئے لیکن اسکو ظاہر کردیا اور عرض کیا یارسول اللہ! یہ میری طرف سے صدقہ ہے اور اللہ کے ہاں میرے لئے اس کا بدلہ ہے! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے عمر! تم نے بغیر تانت کے اپنی کمان کو چلہ چڑھانے کی کوشش کی ہے۔

تم دونوں کے صدقے کے درمیان ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ تمہاری باتوں کے درمیان فرق ہے۔[۱]

حضرت زید بن اسلم نے اپنے والد اسلمؒ کے حوالہ سے حضرت عمرؓ سے انکے مثل نقل فرمایا ہے۔

۷۰-سلیمان بن احمد ، علی بن عبدالعزیز ، ابوبکر الطلحی ، عبید بن غنام ، ابوبکر بن ابی شیبہ ، ابونعیم ، ہشام بن سعد ، زید بن ارقم ، حضرت زیدؓ بن ارقمؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اتفاق سے اس وقت میرے پاس مال تھا میں نے کہا اگر میں کبھی ابوبکر سے سبقت حاصل کرسکتا ہوں تو آج میں ان سے سبقت حاصل کرکے رہوں گا۔

لہذا اس خیال کے تحت میں اپنا نصف مال لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ سو میں نے عرض کیا: اتنا ہی اور ہے۔

جبکہ حضرت ابوبکرؓ اپنے پاس موجود سارا مال لے کر حاضرِ خدمت ہوگئے۔ ان سے بھی رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ ابوبکرؓ نے فرمایا انکے لئے میں اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے کہا میں کبھی بھی آپؓ سے کسی چیز میں سبقت حاصل نہیں کرسکتا۔[۲]

عبداللہ بن عمر العمری رحمہ اللہ نے نافع عن ابن عمر عن عمر کے طریق سے اسکو روایت کیا ہے۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکرؓ اصفیاء کی صف میں سب سے آگے اور بھائی چارگی میں سب سے زیادہ اخوت پسند تھے۔

قول: تصوف شوق الٰہی میں اطاعت کا طوق گلے میں ڈالنا اور دلوں کی صفائی میں دنیا کی آلودگیوں سے انکو صاف کرنا ہے۔

۷۱-**غارِ ثور کا واقعہ**..... عبداللہ بن محمد بن جعفر ، محمد بن العباس بن ایوب ، احمد بن محمد بن حبیب المؤدب ، ابومعاویہ ، ہلال بن عبدالرحمٰن ، عطاء بن ابی میمونہ ابومعاذ ، حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ جب غار (ثور) والی رات کا قصہ پیش آیا تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض

۱- کنز العمال ۳۲۶۳۳، ۳۵۶۶۶، والجامع الکبیر للسیوطی ۹۷۰/۱،

۲- سنن الترمذی ۳۶۷۵، وسنن أبی داؤد ۱۶۷۸، والسنن الکبری للبیہقی ۱۸۱/۴، واتحاف السادۃ المتقین ۱۰۳/۴، ۲۵۲/۶، وتخریج الاحیاء ۳۵۶/۲، وتفسیر ابن کثیر ۹/۷۸.

کیا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں غار میں پہلے داخل ہو کر سانپ یا کوئی اور موذی شئے ہو تو اس کا بندوبست کرلوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ۔ لہذا حضرت ابوبکرؓ غار میں داخل ہو کر اپنے ہاتھوں سے (سوراخوں کو) تلاش کر کے بند کرنے لگے۔ جہاں کہیں کوئی بل وغیرہ دیکھتے کپڑا پھاڑ کر اس کا منہ بند فرما دیتے حتی کہ سارا کپڑا اس کام آ گیا۔ لیکن ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ وہاں حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اندر داخل فرمایا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب صبح نمودار ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے دریافت فرمایا: اے ابوبکر! تمہارا کپڑا کہاں ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کپڑے کا ماجرا سنایا تو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی! اے اللہ قیامت کے روز ابوبکر کو جنت میں میرے درجے میں جگہ عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اللہ نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے۔[1]

۷۲- محمد بن احمد بن محمد الوراق، ابراہیم بن عبداللہ بن ایوب المخرمی، سلمۃ بن حفص السعدی، یونس بن بکیر، محمد بن اسحٰق، ہشام بن عروۃ، یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر، عن ابیہ عباد بن عبداللہ بن زبیر...... حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ نے حج کیا تو ابوبکرؓ کا مال حضور ﷺ کے دستِ تصرف میں تھا۔

۷۳- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، مصعب الزبیری، مالک بن انس، زید بن اسلم اپنے والد اسلمؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: رک جاؤ۔ اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اس نے مجھے ہلاکتوں میں ڈال دیا ہے۔

۷۴- عبدالرحمٰن بن الحسن، ہارون بن اسحٰق، عبدۃ، اسماعیل بن ابی خالد، طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا فرمان ہے: خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو ناتات میں مرا، پوچھا گیا ناتات کیا ہے؟ فرمایا اوائل اسلام (کی تکالیف کے زمانے) میں۔

۷۵- عبدالرحمٰن بن الحسن، ہارون بن اسحٰق، ابومعاویۃ، الاعمش، حضرت ابوصالح سے مروی ہے کہ جب خلافت ابوبکرؓ میں اہل یمن کا وفد آیا اور انہوں نے قرآن سنا تو اہل وفد رو پڑے۔ راوی کہتے ہیں: اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اسی طرح (اوائل اسلام میں) ہمارا حال تھا پھر قلوب پر سختی طاری ہوگئی۔

صاحب حلیہ فرماتے ہیں قست القلوب کے معنیٰ دل مضبوط ہو گئے اور اللہ کی معرفت پر مطمئن ہو گئے۔

حضرت ابوبکرؓ کے الفاظ ہیں "ھکذا کنا ثم قست القلوب" مذکورہ دونوں معنی اس سے مراد لئے جا سکتے ہیں (مترجم)

۷۶- حسین بن محمد بن سعید، محمد بن عزیز، سلامۃ بن روح، عقیل، ابن شہاب، عروۃ بن الزبیر اپنے والد حضرت زبیرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک مرتبہ لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: اے مسلمانوں اللہ عزوجل سے حیا کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب میں کھلی فضا میں حاجت کے لئے جاتا ہوں تو خدا سے حیاوشرم کرتے ہوئے اپنے اوپر کپڑا ڈال لیتا ہوں۔

ابن المبارک رحمہ اللہ نے یونس سے اس کے مثل روایت کی ہے۔

۷۷- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، مالک بن مغول، ابی السفر سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ بیمار پڑے تو لوگ آپکی عیادت کے لئے حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا: اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپکے لئے طبیب کا بندوبست کر دیں؟ فرمایا: طبیب مجھے دیکھ چکا ہے۔ لوگوں نے استفسار کیا: پھر اس نے کیا تجویز کیا؟ فرمایا: اس نے کہا ہے: انی فعال لما ارید ...... میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین ۲/۲۵۲، ۷/۶۸، والدر المنثور ۳/۲۴۲، وکنز العمال ۳۲۶۲۵، والجامع الکبیر للسیوطی برقم ۹۹۳۸.

۷۸-سلیمان بن احمد، ابوالزنباع، سعید بن عفیر، علوان بن داؤد البجلی، حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف، صالح بن کیسان، حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف اپنے والد حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے مرض الوفات میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے (جواب کے بعد) فرمایا: میں نے دنیا کو دیکھا وہ متوجہ ہو چکی ہے لیکن ابھی پوری طرح آئی نہیں ہے، عنقریب وہ آ جائے گی۔ اور تم ریشم کے پردے بناؤ گے۔ دیباج کے تکیے بناؤ گے۔ اون کے تکیوں اور بستروں سے تکلف محسوس کرو گے، انکو تم سعدان کے کانٹوں کی طرح سمجھو گے۔ اللہ کی قسم تم میں سے کسی کی ناحق گردن ماردی جائے میرے نزدیک یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ وہ دنیا کی ایسی تاریکیوں میں بھٹکتا پھرے۔

۷۹-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ولید بن مسلم، الاوزاعی، یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے: کہاں ہیں خوبصورت چہروں والے؟ جو اپنی جوانیوں پر ناز کرتے تھے؟ کہاں ہیں وہ بادشاہ، جنہوں نے شہر بنائے اور انکے گرد فصیلوں کے ساتھ قلعے تعمیر کئے؟ کہاں ہیں وہ فاتحین، کامیابی جنگوں میں جنکے قدم چومتی تھی؟ زمانے نے ان کا نام ونشان مٹا ڈالا۔ اب وہ قبروں کے گھور اندھیروں میں پڑے ہیں۔ افسوس! افسوس! نجات! نجات!۔

۸۰-حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ..... عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن ابی شیبہ، محمد بن فضیل، عبدالرحمٰن بن اسحٰق، عبداللہ القرشی، عبداللہ بن عکیم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا امابعد!

میں تم کو اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور تم کو تاکید کرتا ہوں کہ اس کی حمد وثناء کرو جس کا وہ اہل ہے۔ خدا سے امید وبیم کی حالت میں رہو، خدا سے الحاح وزاری کے ساتھ سوال کرو۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ذکریا علیہ السلام اور انکے اہل بیت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: انہم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغباً ورھباً وکانوا لنا خاشعین. (الانبیاء ۹۰)

یہ لوگ بڑھ چڑھ کر نیکیاں کرتے تھے۔ اور ہمیں امید وخوف سے پکارتے تھے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے۔

پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! جان لو، اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بدلے تمہاری جانوں کو گروی رکھ لیا ہے۔ اس پر تم سے بھاری عہد وپیمان بھی لئے ہیں۔ تم سے تھوڑی سی فانی زندگی خرید لی ہے۔ اور باقی رہنے والی بہت سی زندگی تم کو بخش دی ہے۔ یہ تمہارے بیچ اللہ کی کتاب ہے اسکے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اس کا نور کبھی بجھ نہیں سکتا۔ اس کی بات کی تصدیق کرو۔ اس سے نصیحت حاصل کرو۔ تاریکی کے دن کے لئے اس سے نور بصیرت حاصل کر لو۔ اللہ نے تم کو عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ تم پر کراماً کاتبین نگران مقرر کر دیے ہیں۔ جو تم کرتے ہو وہ انکے علم میں ہے۔ بندگان خدا! جان لو، تم ایک مقررہ وقت کی طرف صبح وشام کر رہے ہو۔ جس کا علم تم سے مخفی رکھا گیا ہے۔

اگر تم سے ہو سکے کہ تمہاری عمر اس حال میں پوری ہو کہ تم اللہ کے کام میں مشغول ہو تو ایسا ضرور کرو اور یہ اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے لہذا تم موت آنے سے قبل بڑھ چڑھ کر نیکی کرتے رہو۔ کہیں برے اعمال پر تمہارا انجام بد نہ ہو جائے۔ بہت سے لوگوں نے اپنی عمریں دوسروں کے لئے داؤ پر لگا دیں جبکہ اپنی ذات کو بھول گئے۔ میں تم کو روکتا ہوں کہ تم انکے مثل نہ بن جانا۔ خبردار! خبردار! نجات! نجات! موت تمہارے تعاقب میں ہے، جو تیزی سے آن دبوچے گی۔

۸۱-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوعبید القاسم بن سلام، ازہر بن عمیر، ابوالہذیل، عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ خدا را! اپنے فقر وفاقہ (اور ہر حال) میں اس سے ڈرتے رہو، اور اسکی حمد وثناء کرتے رہو جس کا وہ اہل ہے۔ اس سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے رہو بے شک وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔

راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے گزشتہ عبداللہ بن علیم کی روایت کی طرح ارشاد فرمایا پھر فرمایا:

جان لو! کہ جو عمل خالصتاً اللہ کے لئے تم نے کیا ہو بس وہی تم نے اپنے رب کی عبادت کی ہے اور اپنے حق کی حفاظت کرلی ہے۔ پس گزرتے دنوں میں اپنے لئے اعمال کا توشہ تیار کرلو۔ اور نوافلوں کا ذخیرہ اکٹھا کرلو۔ پس تمہارے فقر و حاجت کے وقت یہ سب تمہارے کام آئیں گی۔ اے اللہ کے بندو! سوچ بچار تو کرو۔ تم سے پہلے لوگ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں؟ کہاں ہیں وہ شاہان دنیا؟ جنہوں نے زمین کے سینے کو چاک کیا اور اس پر آبادکاری کی؟ آج ان کا نام ونشان تک نہیں، آج وہ یوں ہیں گویا کبھی تھے ہی نہیں، اور وہ قبروں کی تاریکیوں میں پڑے ہیں۔

فتلک بیوتھم خاویۃ بما ظلموا (النمل ۵۲)

یہ دیکھو ان کے گھر خالی اور ویران پڑے ہوئے ہیں۔ انکے ظلم کے سبب سے۔

ھل تحس منھم من احد او تسمع لھم رکزا (مریم ۹۸)

کیا تم ان میں سے کسی ایک کو بھی محسوس کرتے ہو یا کسی کی آہٹ بھی سنتے ہو؟

کہاں ہیں تمہارے وہ دوست اور بھائی بند؟ جن کو تم پہچانتے تھے؟ وہ اپنے کئے کو پہنچ گئے۔ کوئی شقاوت کو پہنچا تو کسی نے سعادت پالی۔ اللہ اور اس کی مخلوق میں سے کسی کے درمیان کوئی رشتہ داری یا قرابت نہیں ہے، جس کی وجہ سے وہ خدا سے خیر پالے۔ یا اپنے سے کوئی برائی دفع کرلے۔ اس کا راستہ تو صرف اس کی اطاعت اور اتباع ہے۔ دیکھو! وہ نیکی نیکی نہیں ہے جس کی پاداش جہنم ہو۔ وہ شر شر نہیں ہے جس کا بدلہ جنت ہو۔ بس مجھے یہ ہی کہنا تھا اور میں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے مغفرت کا طالب ہوں۔

۸۲-سلیمان بن احمد، احمد بن عبدالوہاب بن نجدۃ، ابوالمغیرۃ، حریز بن عثمان، نعیم بن نمحہ سے منقول ہے، فرماتے ہیں حضرت ابوبکرؓ کے فرمودات خطبہ میں سے ہے:

لوگو! کیا تم کو معلوم ہے تم ایک مقررہ مدت کی طرف صبح وشام کرتے ہوئے پیش قدمی کر رہے ہو؟ پھر آپؓ نے گزشتہ سے پیوستہ عبداللہ بن حکیم والی روایت کے ارشادات بیان فرمائے۔

پھر فرمایا: اس بات میں کوئی خیر نہیں ہے جس سے اللہ کی رضا مطلوب نہ ہو۔ اس مال میں کوئی خیر نہیں ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے۔ اس شخص میں کوئی خیر نہیں ہے، جس کی جہالت اس کی بردباری پر غالب آجائے۔ اور اس شخص میں بھی کوئی خیر (کا ذرہ) نہیں جو اللہ کے بارے میں کسی ملامت زن کی ملامت کی پرواہ کرے۔

۸۳-محمد بن احمد بن الحسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، فطر بن خلیفہ، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سابط سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عمرؓ کو بلایا۔ اور فرمایا: اے عمر! اللہ سے ڈر۔ جان لے! اللہ کا کوئی حکم جو دن میں ادا کرنا ضروری ہے اللہ اس کو رات میں قبول نہ فرمائے گا۔ اور رات کا عمل دن میں قبول نہ فرمائے گا۔ اور پروردگار کسی نفل کو قبول نہ فرمائیں گے جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے۔ اور نامۂ اعمال ان لوگوں کا بھاری ہوگا جنہوں نے دنیا میں حق کی اتباع کر کے آخرت میں نیکیوں کا پلہ جھکالیا۔ اور میزان ان پر غالب آگیا۔ اور قیامت کے دن ان لوگوں کا نامۂ اعمال ہلکا رہ جائے گا جنہوں نے دنیا میں باطل کی اتباع کر کے آخرت میں اپنا نامہ اعمال ہلکا کردیا اور میزان میں وہ ہلکے رہ گئے۔ اور کل جس میزان میں حق رکھا جائے اس پر لازم ہے کہ وہ بھاری ہو جائے۔ اور کل جس میزان میں باطل رکھا جائے گا اس پر لازم ہے کہ وہ ہلکی رہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر انکے اچھے اعمال کے ساتھ کیا ہے اور انکی سیئات سے درگزر کرلیا ہے، پس جب میں ان کو یاد کرتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہیں ان میں داخل ہونے سے رہ نہ جاؤں اور اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کا ذکر انکی برائیوں کے ساتھ فرمایا ہے اور ان کی نیکیوں کو ان پر رد کردیا ہے، سو جب انکو یاد

کرتا ہوں تو خوف آتا ہے کہیں ان میں شامل نہ ہو جاؤں۔

بندہ کو خدا سے امید اور ڈر دونوں رکھنے چاہئیں، بے جا امیدیں باندھنے سے احتراز کرے اور اس کی رحمت سے مایوس بھی ہرگز نہ ہو۔

سو اگر تو نے میری ان باتوں کو یاد رکھا تو موت سے زیادہ کوئی چیز تجھے اچھی نہ ہوگی اور اگر ان وصیتوں کو ضائع کر دیا تو موت سے زیادہ کوئی چیز تجھے مبغوض نہ ہوگی۔ حالانکہ موت سے تو چھٹکارا نہیں پا سکتا۔

۸۴- عبدالرحمٰن بن حسن، جعفر بن محمد الواسطی، خالد بن مخلد، سلیمان بن بلال، علقمۃ بن ابی علقمۃ، حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: میں نے ایک مرتبہ (نئے) کپڑے پہنے اور گھر میں آتے جاتے اپنے دامن کو دیکھنے لگی یوں کپڑوں کی طرف میری توجہ مبذول ہوگئی۔ حضرت ابوبکرؓ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے عائشہ! تو جانتی ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اپنی نظر ہٹالی ہے؟

۸۵- احمد بن السندی، حسن بن علویہ، اسماعیل بن عیسیٰ، اسحٰق بن بشر، ابن سمعان، محمد بن زید، حضرت عروۃ بن زبیرؓ سے مروی ہے حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں ایک مرتبہ میں نے اپنی نئی چادر زیب تن کی اور اس کو دیکھنے لگی، مجھے وہ پسند آگئی، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: کیا دیکھ رہی ہے! اللہ تعالیٰ تجھے نہیں دیکھ رہے۔ میں نے عرض کیا وہ کیوں؟ فرمایا: کیا معلوم نہیں کہ جب کسی بندہ کے دل میں دنیا کی زیب و زینت کی وجہ سے عجب پیدا ہو جائے پروردگار عزوجل اس سے ناراض ہو جاتے ہیں، حتی کہ وہ اس چیز سے الگ ہو جائے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے وہ چادر اتار دی اور صدقہ کر دی، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: ممکن ہے اب یہ تمہارے اس گناہ کا کفارہ بن جائے۔

۸۶- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابوالمغیرۃ، عتبہ، ابوضمرۃ حبیب بن ضمرۃ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایک فرزند کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ وہ جوان بار بار تکیے کی طرف دیکھ رہا تھا، پھر جب اس کی وفات ہو چکی تو لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا: ہم آپ کے بیٹے کو دیکھ رہے تھے کہ وہ تکیہ کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔ پھر لوگوں نے وہ تکیہ اٹھایا تو اس کے نیچے سے پانچ یا چھ دینار برآمد ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی اور (افسوس کے ساتھ) فرمایا: میرا نہیں خیال کہ تیری کھال اس کی (سزا کی) گنجائش رکھتی ہوگی۔

۸۷- ابوبکر محمد بن احمد بن محمد، احمد بن محمد بن عمر، محمد بن ہشام، ابوابراہیم الترجمانی، عاصم بن طلیق، ابن سمعان، ابوبکر بن محمد الانصاری سے مروی ہے حضرت ابوبکرؓ کو کہا گیا اے خلیفۂ رسول! کیا آپ اہل بدر کو (سرکاری کاموں پر) عامل نہیں بنائیں گے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں ان کا مرتبہ دیکھتا ہوں تو مجھے یہ بات ناپسند محسوس ہوتی ہے کہ انکو دنیا (کی آلودگیوں) میں ملوث کروں۔

۸۸- محمد بن احمد بن الحسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عمہ ابوبکر، سعید بن عمر، سفیان، اسماعیل، حضرت قیس سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو پانچ اوقیہ سونے میں خریدا جبکہ وہ پتھروں سے مارے جاتے تھے۔ فروخت کرنے والوں نے کہا: اگر آپ صرف ایک اوقیہ پر ہی اڑ جاتے تو ہم اس کو ایک اوقیہ کے بدلے بھی فروخت کر دیتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اگر تم سو اوقیہ سے کم پر رضامند نہ ہوتے تب بھی میں اس کو خرید کر رہتا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر خیر مکمل ہوا۔

(۲) عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امت کے عظیم انسان حضرت عمر فاروقؓ عالی مقام اور بلند شان کے مالک تھے۔ اللہ نے آپ کے ذریعے اپنے حبیب صادق ومصدوق کی دعوت حقہ کو غلبہ عطا فرمایا۔ آپؓ کے ذریعہ حق اور لغویات کے درمیان فرق کیا۔ آپ علیہ السلام کو انکے ذریعے تقویت بخشی۔ حضرت فاروقؓ نے حضور علیہ السلام کے لئے توحید کے میدانوں کو ہموار کیا۔ مصائب کے منہ بند کئے۔ آپؓ کے طفیل دعوتِ اسلام کو سر بلندی نصیب ہوئی۔ اللہ کا کلمہ مضبوط ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو عسکری قوت وشوکت عطا فرمائی جس کی بدولت دنیا میں اسلام کی حکومت راسخ ہوگئی۔ توحید کے لئے مسلمانوں کی پست آواز بلند ہوگئی۔ مسلمان اپنے کمزور حال ہونے کے بعد ثابت قدم اور مضبوط ہوگئے۔ اللہ کی طرف سے آپؓ کو حق الیقین ایمان نصیب ہوا جس کی بدولت آپ نے مشرکین کی تمام چالیں ان پر الٹ دیں۔ آپؓ نے انکی کثرت اور طاقت کی طرف کبھی التفات نہ فرمایا۔ انکی روک ٹوک اور داد ودہش کی کبھی پروانہ کی۔ صرف اس ذات پر بھروسہ کیا جو سب کی خالق اور سب کو کافی ہے۔ اور اس ذات سے مدد حاصل کی جو کفار کی بیخ کنی کرنے والی اور انکا علاج کرنے والی ہے۔ آپؓ نے اس بوجھ کو اٹھایا جو رسول علیہ السلام نے اٹھایا تھا۔ اور شدائد ومصائب پر صبر کیا کیونکہ اسی میں خدا کا وصل مضمر ہے۔ اور آپؓ نے ہر پروردۂ عیش وعشرت سے دوری اختیار کی اور ہر اس شخص کو گلے لگایا جس نے دین کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔

آپؓ تمام صحابہ کے درمیان باطل پرستوں سے برسرِ پیکار رہنے کے لئے آگے آگے تھے۔
آپؓ کی رائے انجانے میں خدا کے حکم کے موافق ہوتی تھی۔

سکینہ (اور خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت) آپ کی زبان کے ساتھ بولتی تھیں۔ حکمت وبصیرت آپکے بیان سے مترشح ہوتی تھی۔ آپؓ حق کی طرف مائل اور حق کے لئے برسرِ پیکار رہتے تھے۔ دوسروں کے بوجھوں کو اٹھانے والے تھے۔ اللہ کے حکم کی تعمیل میں کسی نفع کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔

کہا گیا ہے: تصوف مصیبتوں میں مشقتوں کو برداشت کرنے کا نام ہے۔

۸۹- ابو محمد عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس، یونس بن حبیب، ابوداؤد، زہیر، ابی اسحٰق، حضرت براءؓ سے مروی ہے فرمایا: احد کے دن ابوسفیان بن حرب مسلمانوں کے پاس آیا اور آواز دے کر پوچھا کیا تم میں محمد ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو جواب نہ دو۔ ابوسفیان نے پھر آواز لگائی، کیا تم میں محمد ہیں؟ لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ ابوسفیان نے تیسری مرتبہ پھر وہی سوال دھرایا۔ کیا تم میں محمد ہیں؟ لوگوں نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ اسکے بعد اس نے سوال کیا: کیا تمہارے درمیان ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق) ہیں؟ لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے تین مرتبہ یہ سوال دھرایا۔ اس کے بعد پوچھا کیا تم میں عمر بن الخطاب ہیں؟ تین مرتبہ یہ سوال بھی دھرایا مگر

ا۔ الكامل لابن الأثير ۳/۱۹، وتاريخ الطبری ۱/۱۸۷، ۲۱۷، ۲/۳، ۸۲، وتاريخ اليعقوبی ۱/۱۰۱، وتاريخ الخميس ۱/۲۵۹، ۲،۲۳۹، واخبار الفضلة لوكيع ۱/۱۰۵، والبدء والتاريخ ۵/۸۸، ۱۶۷، والكنى والأسماء ۱/۷، والاسلام والحضارة العربية ۲/۱۱۱، ۳۶۳، والاعلام ۵/۴۶.

کوئی جواب نہ آیا؟ پھر ابوسفیان کہنے لگا: شاید یہ سب پورے ہو چکے ہیں (شہید ہو چکے ہیں)۔ اس بات پر حضرت عمر بن الخطاب اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے اور بولے اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے۔ یہ رہے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر! اور ہم سب زندہ ہیں۔ ہماری طرف سے تجھ کو بھی ایک براءدن دیکھنا نصیب ہوگا۔ ابوسفیان نے کہا: یہ دن بدر والے دن کا جواب ہے۔ اور جنگ ڈول کی مانند ہے۔ پھر بولا: ہبل کی جئے، ہبل کی جئے۔ (ہبل مشرکین کا ایک بت تھا)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو جواب دو لوگوں نے استفسار کیا: یارسول اللہ! کیا جواب دیں۔ فرمایا: کہو (اللہ اعلیٰ واجل) اللہ کی شان بلند اور عظیم ہے۔

(لوگوں نے یہ جواب دیا تو) ابوسفیان نے دوسرا نعرہ بلند کیا "لنا العزی و لا عزی لکم" ہمارے پاس عزیٰ (بت) ہے جو تمہارے پاس نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو جواب دو لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا جواب دیں؟ فرمایا: کہو "اللہ مولانا و لا مولیٰ لکم" اللہ ہمارا رب ہے اور تمہارا کوئی رب نہیں۔[1]

۹۰- عبداللہ بن ابراہیم بن ایوب، ابومعشر الدارمی، عبدالواحد بن غیاث، حماد بن سلمۃ النبانی، حضرت عکرمہؓ سے مروی ہے ابوسفیان بن حرب نے جب نعرہ لگایا: ہبل کی جئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ بن خطاب کو فرمایا کہو: "اللہ اعلیٰ و اجل" اللہ اعلیٰ و بزرگ ہے۔ ابوسفیان نے (یہ سن کر) کہا "لنا عزی و لا عزی لکم" ہمارا عزی ہے تمہارا عزی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ کو فرمایا کہو: "اللہ مولانا و الکفرون لا مولی لھم" اللہ ہمارا آقا و مالک ہے اور کافروں کا کوئی آقا و مالک نہیں۔[2]

۹۱- فاروق الخطابی، زیاد الخلیلی، ابراہیم بن المنذر، محمد بن فلیح، ہارون، موسیٰ بن عقبۃ، ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ احد کے دن ابوسفیان نے نعرہ مارا: ہبل کی جیت اور یوں وہ اپنے معبودوں کے ساتھ فخر کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! سنیں یہ دشمن خدا کیا کہہ رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بھی پکارو: اللہ ہی کی فتح ہے وہی سب سے بزرگ و برتر ہے۔[3]

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ چونکہ جرات اور بہادری میں اپنی مثال آپ تھے اس لئے آپ ﷺ نے دشمن کو للکارنے کے لئے آپؓ کو منتخب فرمایا: نیز رفاقت نبوت میں عمرؓ کے جوہر بے مثال آپ علیہ السلام پر عیاں تھے اور توحید کے لئے عمرؓ کی شدت تو سب پر عیاں تھی جس سے شفقت نبوت نے بھی روک ٹوک نہیں فرمائی اس لئے یہ خصوصیت آپ ہی کا حق تھی۔

حضرت عمر دین کا علی الاعلان اظہار فرماتے تھے۔ جبکہ نیکی کے اعمال کو مخفی رکھتے تھے۔

تصوف نام ہے پوشیدہ حق کو ظاہر کرنے کا۔

۹۲- حضرت عمرؓ کا واقعۂ اسلام ...... محمد بن احمد بن الحسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عمہ ابوبکر بن ابی شیبۃ، یحیی بن یعلی الاسلمی، عبداللہ بن المؤمل، ابی الزبیر، حضرت جابرؓ سے مروی ہے وہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کا قول انہی سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میرے اسلام کی ابتداء یوں پیش آئی کہ ایک مرتبہ میری ہمشیرہ کو دردِ زہ لاحق ہوا پس میں گھر سے نکل کر بیت اللہ پہنچا، آ کر غلاف کعبہ کو تھاما یہ ایک سیاہ رات کا واقعہ ہے۔

اسی اثناء میں نبی کریم ﷺ بیت اللہ میں تشریف لائے اور حجرِ اسود کے پاس پہنچے آپ نے اپنے نعلین مبارک زیب قدم کئے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے اللہ کی توفیق کے بقدر نماز ادا فرمائی اور لوٹ گئے۔ میں نے کوئی ایسی عجیب آواز سنی جو اس سے پہلے کبھی

۱، ۲: صحیح البخاری ۸۰/۴، ومسند الامام احمد ۴۶۳/۱، ۲۹۳، ودلائل النبوۃ للبیھقی ۲۱۳/۳، وتاریخ ابن عساکر ۳۹۸/۶ (التھذیب) وفتح الباری ۳۴۹/۷، وتفسیر القرطبی ۷۶/۹.

۳: دلائل النبوۃ للبیھقی ۲۱۳/۳. صحیح البخاری ۸۰/۴، ومسند الامام احمد ۴۶۳/۱، ۲۹۳، ودلائل النبوۃ للبیھقی ۲۱۳/۳، وتاریخ ابن عساکر ۳۹۸/۶، (التھذیب) وفتح الباری ۳۴۹/۷، وتفسیر القرطبی ۷۶/۹.

میرے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ چنانچہ میں بھی بیت اللہ سے نکل کر آپکے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے آواز دی کون ہے؟ میں نے کہا: عمرؓ! آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تو مجھے رات میں چھوڑتا ہے نہ دن میں (ہر وقت درپے ایذاء رہتا ہے) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں مجھے شدید خوف محسوس ہوا کہ کہیں آپ مجھ پر کوئی بددعا نہ کر دیں۔ چنانچہ میں نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

اشھد ان لاالہ الااللہ وانک رسول اللہ

حضور ﷺ نے مجھے فرمایا: اس کو چھپائے رکھنا۔ میں نے عرض کیا: قسم ہے اس پاک ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے شرک کا جس طرح علی الاعلان ارتکاب کیا حق کا بھی خوب اعلان کروں گا۔[1]

۹۳- محمد بن احمد بن الحسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ، عبدالحمید بن صالح، محمد بن ابان، اسحٰق بن عبداللہ بن ابان بن صالح، مجاہد، ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ آپ کو کس وجہ سے فاروق کہا جاتا ہے؟ فرمایا: مجھ سے تین روز قبل حضرت حمزہؓ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ پھر اللہ نے مجھے بھی اسلام کے لئے شرح صدر فرمادیا۔ تب میں نے کہا: "اللہ لاالہ الاھولہ الاسماء الحسنی" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تمام اچھے نام اسی کو لائق ہیں۔ پھر روئے زمین پر کوئی جان مجھے رسول اکرم ﷺ سے محبوب نہیں رہی۔ پھر میں نے پوچھا: محمد کہاں مل سکتے ہیں؟ میری ہمشیرہ نے کہا آپ ﷺ صفاء پر ارقمؓ بن ارقم کے گھر ہیں۔ میں وہاں پہنچا تو حضرت حمزہؓ حضور کے دیگر رفقاء کے ساتھ آپکی خدمت میں تھے۔ رسول اکرم ﷺ اندر کمرے میں تشریف فرما تھے۔ میں نے دروازے پر دستک دی تو رفقاءِ رسول ﷺ باہر آئے۔ حضرت حمزہؓ نے ان سے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: عمر آئے ہیں۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ باہر نکل آئے اور عمر کے کپڑوں کو کھینچ کر چھوڑ دیا۔ شدت ہیبت کا عمر پر ایسا غلبہ ہوا کہ وہ گھٹنوں کے بل گر گئے۔ پھر سرکار دوعالم ﷺ نے پوچھا: اے عمر! تم باز نہیں آؤ گے؟ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں : میں نے فوراً کلمہ پڑھ لیا۔

اشھدان لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ واشھدان محمداً عبدہ ورسولہ.

یہ سننا تھا کہ دار ارقم میں موجود تمام رفقاء رسول نے اس قدر زور سے اللہ اکبر کہا کہ مسجد حرام میں موجود لوگوں نے اس کی بازگشت سنی۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں پھر میں نے خدمت اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ! ہم مریں یا جئیں! کیا ہم ہر حال میں حق پر نہیں ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا قسم ہے میری جان کے مالک کی! تم مرو یا جیو ہر حال میں حق پر ہو۔ عمرؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: پھر چھپانا کس بات کا؟ قسم ہے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کرنے والی ذات کی آپ ضرور نکلیں گے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ہم کو دو گروہوں میں نکالا۔ ایک میں حضرت حمزہؓ تھے اور دوسری میں میں تھا۔ ازدحام کی وجہ سے ہم آٹے کی طرح پس رہے تھے۔ حتی کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہو گئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ قریش نے مجھ اور حمزہؓ کو (آپ کے ساتھ) دیکھا تو انکو ایسی چوٹ اور تکلیف پہنچی کہ اس سے پہلے کبھی ایسی چوٹ نہ پہنچی تھی۔

اس دن رسول اکرم ﷺ نے مجھے فاروق نام دیا۔ اور اللہ نے حق وباطل کے درمیان فرق فرمادیا۔[2]

۹۴- ابوبکر الطلحی، ابوحصین القاضی الوادعی، یحیی بن عبدالحمید، حصین بن عمرو، مخارق، طارق، حضرت عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ابھی صرف ۳۹ انتالیس اشخاص مسلمان ہوئے ہیں اور میں چالیسواں مسلمان تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے دین کو غالب کر دیا اور انکی مدد فرمائی اور اسلام کو عزت بخشی۔

یحیی عن ابیہ عن عمہ عبدالرحمٰن بن صفوان عن طارق عن عمرؓ کے طریق سے بھی یہ روایت مروی ہے۔

۱۔ المصنف لابن ابی شیبۃ ۱۴/۳۱۹.

۲۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم ۱/۸۰. مشکاۃ للتبریزی ۶۰۳۴. کنز العمال ۳۵۷۴۲

۹۵-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، علی بن میمون العطار، حسن البزاز، اسحق بن ابراہیم الحنینی، اسامہ بن زید بن اسلم، عن ابیہ، عن جدہ، حضرت عمرؓ کے غلام حضرت اسلمؒ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ہم کو فرمایا: کیا خیال ہے تمہارا اگر تم پسند کرو تو میں تم کو اپنے اسلام کا آغاز بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور۔ فرمایا: میں لوگوں میں حضور ﷺ سے عداوت مول لینے میں سب سے زیادہ پیش پیش تھا ایک مرتبہ میں صفاء کے نزدیک جس گھر میں آپ قیام پزیر تھے (یعنی دار ارقم) میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے میری قمیص کو کھینچا اور فرمایا: اے ابن خطاب! اسلام لے آ۔ اے اللہ اس کو بخش دے، حضرت عمر فرماتے ہیں یہ سن کر میں نے کلمۂ اسلام پڑھ لیا۔

اشهدان لا اله الاالله و اشهدانک رسول الله.

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

چنانچہ میرا کلمہ پڑھنا تھا کہ حاضرین نے اس زور سے نعرۂ (اللہ اکبر) بلند کیا کہ اس کی آواز مکہ کی گلیوں میں سنی گئی۔

اس وقت تک مسلمان پوشیدہ تھے چونکہ جب کوئی شخص مسلمان ہو جاتا تھا تو کفار اس کو تکلیف رسانی کے درپے ہو جاتے تھے۔ اور اسکو مارتے تھے اور وہ انکو مارتا تھا۔ چنانچہ میں بھی اپنے ماموں کے پاس آیا اور حقیقت حال اسکو گوش گذار کی۔ لیکن اس نے گھر میں گھس کر دروازہ بھیڑ لیا اور میرے دل کی مراد نہ بر آئی (کہ وہ مجھے مارتے تو میں بھی ان کو مزہ چکھاتا) پھر میں ایک دوسرے قریش کے سردار کے پاس پہنچا اور اس کو اپنا اسلام قبول کرنا سنایا۔ لیکن وہ بھی گھر میں گھس گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ لوگوں کو طرح طرح مارا جاتا ہے اور مجھے کوئی ہاتھ نہیں لگا رہا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے کہا تو اپنے اسلام کو سب پر ظاہر کرنا چاہتا ہے ناں؟ میں نے کہا: بالکل! اس نے کہا: جب لوگ بیت اللہ میں جمع ہو کر بیٹھ جائیں تو تم فلاں شخص کے پاس جا کر اپنے دین سے پھرنے کی خبر پہنچادو۔ کیونکہ اس شخص سے کوئی بھی راز راز نہیں رہتا۔ چنانچہ میں اس کے پاس آیا اور اس کو کہا تجھے معلوم ہے کہ میں تمہارے دین سے پھر گیا ہوں۔ لہذا اس شخص کا یہ سننا تھا کہ اس نے فوراً بلند آواز سے اعلان کیا: ابن خطاب بددین ہو چکا ہے۔ ابن خطاب بددین ہو چکا ہے۔ پھر میرے ماموں نے آکر اعلان کیا کہ میں اپنے بھانجے کو پناہ دیتا ہوں، لہذا اس کو کوئی شخص چھونے کی جرات نہ کرے۔ چنانچہ لوگوں کی بھیڑ مجھ سے چھٹ گئی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی مسلمان زدوکوب کیا جائے اگر ایسا کوئی ناخوشگوار حادثہ پیش آئے تو میں اس کی خبر گیری کروں۔ میں نے پھر (اپنے دل میں) کہا اور مسلمان تو دین میں ستائے جائیں اور میں محفوظ رہوں۔ چنانچہ دوبارہ جب کفار مسجد حرام میں جمع ہوئے تو میں اپنے ماموں کے پاس آیا اور کہا آپ سن رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کیا؟ میں نے کہا: آپ کی پناہ کو میں آپ پر واپس کرتا ہوں۔ ماموں نے کہا: ایسا مت کر۔ لیکن میں باز نہ آیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں چنانچہ میں پیٹتا رہا اور خود بھی پیٹتا رہا حتی کہ اللہ نے اسلام کو غلبہ عنایت فرمادیا۔[۱]

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ حق گوئی میں ممتاز تھے۔ قطع رحمی اور فراق سے دور تھے۔ احکامات خداوندی کو صحیح صحیح مشہور کرنے میں آگے آگے تھے۔

تصوف بھی حق کی موافقت اور خلق سے مفارقت کا نام ہے۔

۹۶-محمد بن احمد بن مخلد، محمد بن یونس الکدیمی، عثمان بن عمر، شعبہ، قیس بن مسلم، طارق بن شہاب، حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ہم آپس میں کہتے تھے کہ کوئی فرشتہ ہے جو عمر کی زبان سے بولتا ہے۔

۹۷-محمد بن احمد بن الحسن، حسن بن علی بن الولید، عبدالرحمٰن بن نافع، مروان بن معاویہ، یحیٰ بن ایوب البجلی، شعبی، عن ابی جحیفہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے: ہم اس بات کو بالکل بعید نہیں سمجھتے تھے کہ سکینہ عمرؓ کی زبان سے بولتی ہے۔ (سکینہ رحمت خداوندی اور اس کے

۱۔ دلائل النبوۃ للبیهقی ۲/۲۱۳. دلائل النبوۃ لابی نعیم ۱/۸۰. مشکاة للتبریزی ۶۰۳۴. کنز العمال ۳۵۷۴۲

علاوہ بہت سے اچھے معانی میں استعمال ہوتی ہے)۔

۹۸-سعد بن محمد بن اسحٰق، محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ، طاہر بن ابی احمد، ابوہ ابواحمد، ابواسرائیل، ولید بن العیز ار، عمرو بن میمون علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ہم اصحاب رسول کثیر تعداد میں تھے اور کہتے تھے کہ سکینہ ہے جو عمرؓ کی زبان سے بات کرتی ہے۔

۹۹-سلیمان بن احمد، عمرو بن ابی طاہر، سعید بن ابی مریم، عبداللہ بن عمر، جہم بن ابی الجہم، مسور بن مخرمۃ، حضرت ابوہریرہؓ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور اس کے دل پر جاری کر دیا ہے۔[1]

۱۰۰-محمد بن علی بن مسلم، محمد بن یحیٰی بن المنذر، سعید بن عامر، جویریۃ بن اسماء، نافع، حضرت ابن عمرؓ اپنے والد محترم حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا: تین باتوں میں پروردگار عزوجل نے میری موافقت فرمائی۔ مقام ابراہیم پر، حجاب میں اور بدر کے قیدیوں میں۔

حمید نے اس کو روایت کیا اور علی بن زید زہری نے حضرت انسؓ سے بھی اس کے مثل روایت نقل کی ہے۔

فائدہ: مقام ابراہیم کے متعلق عمرؓ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا یہاں دو رکعت نماز شروع ہو جائیں تو اچھا ہے۔ چنانچہ پروردگار نے آسمان سے اسکا حکم قرآن میں نازل فرما دیا۔ پھر ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اگر پردہ کا حکم ہو جائے تو بہتر ہو چنانچہ آسمان سے قرآن میں پردہ کے نزول کا حکم آیا۔ اس طرح بدر کے قیدیوں کے بارے میں جو مشورہ حضرت عمرؓ نے دیا وہی حکم خدا کی مشیت ٹھہرا۔

ان سب مواقع پر حضرت عمرؓ نے جن الفاظ کے ساتھ مشورہ دیا خدا نے انہی الفاظ کو قرآن کا حصہ بنا دیا۔ (اصغر)

۱۰۱-محمد بن احمد بن الحسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابونوح قراد، عکرمۃ بن عمار، سماک ابوزمیل، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مجھے حضرت عمرؓ نے فرمایا: جب بدر کا دن تھا اللہ نے مشرکین کو کھلی شکست سے دوچار کیا۔ ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی قید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے مشاورت فرمائی، فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! تیری (ان قیدیوں کے متعلق) کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا آپ مجھے فلاں شخص (جو کہ حضرت عمرؓ کا رشتہ دار تھا) حوالہ فرمائیں میں اس کی گردن اڑاتا ہوں اور عقیل پر علیؓ کو قدرت دیں وہ اپنے سگے بھائی کی گردن اڑائیں، حمزہؓ کو فلاں پر قدرت دیں وہ ان کی گردن اڑائیں تاکہ اللہ عزوجل جان لے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کی کوئی محبت نہیں ہے۔ یہ لوگ ان کفار قریش کے سرغنہ، ائمہ اور پیشوا ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے میری بات کا ارادہ نہیں فرمایا۔ اور مشرکین سے فدیہ لے کر ان کو گلو خلاصی مرحمت فرما دی۔ جب اگلے دن میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ اور ابوبکرؓ بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بتائیے آپ کو اور آپ کے رفیق کو کیا چیز ہے جو رلا رہی ہے؟ اگر مجھے رونا آیا تو میں بھی روؤں گا ورنہ آپ دونوں کے رونے کو دیکھ کر رونے کی کوشش کروں گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھیوں کے فدیہ لینے کی وجہ سے عذاب الٰہی اس درخت سے زیادہ قریب پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہیں:

"ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرة" سے لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم . تک (الانفال ۶۷-۶۸)

۱- سنن الترمذی ۳۶۸۲، ومسند الامام احمد ۲/۵۳، ۴۰۱، والمستدرک ۳/۸۶، ۸۷، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱/۳۳۹، ۱۹/۱۳/۳۱۳، وموارد الظمآن ۲۱۸۳، ۲۱۸۵، والسنة لابن ابی عاصم، ۲/۵۸۱، وتاریخ أصبهان لابی نعیم ۲/۲۲۷، وطبقات ابن سعد ۳/۱/۱۹۳، ۲/۲/۹۹، والمصنف لابن ابی شیبة ۱۲/۲۵۱.

پیغمبر کو شایاں نہیں کہ اس کے قبضہ میں قیدی ہوں اور وہ (ان کافروں کو قتل کر کے) زمین میں بکثرت خون (نہ) بہائے۔تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور خدا غالب حکمت والا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں پھر اللہ نے مسلمانوں کے لئے غنیمت کے اموال کو حلال فرمادیا۔لیکن جب آئندہ سال کا معرکہ پیش آیا تو مسلمانوں نے جو فدیہ وصول کیا اسی کے بقدر سزا دی گئی۔چنانچہ ستر مسلمان شہید ہو گئے۔نبی کریم ﷺ کے رفقاء (عارضی طور پر) آپ سے بھاگ گئے۔آپکے سامنے کے چار دندان مبارک شہید ہو گئے، سر پر جو خود (جنگی ٹوپی) تھی اسکی کڑیاں آپکے سر میں گھس گئیں اور خون آپکے چہرے کو تر کر گیا۔پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

"اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا قلتم انی ھذا، قل ھو من عند انفسکم، ان اللہ علی کل شی قدیر" (ال عمران ۱۶۵)

(بھلا یہ) کیا (بات ہوئی کہ) جب (احد کے دن کفار کے ہاتھوں) تم پر مصیبت پڑی حالانکہ (جنگ بدر میں) اس سے دو چند مصیبت تمہارے ہاتھوں سے ان پر پڑ چکی ہے تو (اب) تم چلا اٹھے کہ (ہائے یہ) آفت کہاں سے آ پڑی؟ کہہ دو کہ یہ تمہاری شامت اعمال ہے (کہ تم نے فدیہ لیا) بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔[1]

۱۰۲-**حضرت عمرؓ کی بارگاہِ نبوت میں جرات** ......سلیمان بن احمد، محمد بن شعیب الاصبہانی، احمد بن ابی سریج الرازی، عبید اللہ بن موسیٰ، اسرائیل، ابراہیم بن مہاجر، مجاہد، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب بدر کے قیدیوں کو قید کر لیا تو ابو بکرؓ سے مشورہ لیا ابو بکرؓ نے عرض کیا: یہ آپ کی قوم اور خاندان والے ہیں۔لہذا آپ ان کو آزاد کر دیجئے۔پھر آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے مشورہ طلب کیا تو عمرؓ نے عرض کیا: آپ ان کو قتل کر دیجئے۔بالآخر آپ ﷺ نے ان سے فدیہ لے لیا۔پھر اللہ پاک نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

"ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ" سے **لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم** . تک (الانفال ۶۷-۶۸)

پھر آپ ﷺ عمرؓ سے ملے تو فرمایا قریب تھا کہ ہم پر تیری مخالفت میں عذاب نازل ہو جاتا۔[2]

۱۰۳-ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبدالوہاب بن الضحاک، اسماعیل بن عیاش فرماتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو فرماتے ہوئے سنا:

جب عبداللہ بن ابی سلول کی وفات ہو گئی تو رسول اکرم ﷺ کو ان پر نماز پڑھنے کے لئے بلایا گیا۔جب آپ ﷺ اس (منافق) پر نماز کے ارادے سے کھڑے ہوئے تو میں وہاں سے پھر گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ اللہ کے دشمن کی نماز جنازہ پڑھائیں گے جو یوں کہتا ہے؟ اور میں عبداللہ بن ابی سلول کی باتیں گنوانے لگا رسول اللہ ﷺ مسکراتے رہے۔

حتی کہ میں نے بہت ہی زیادہ (باتیں) کر دیں۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! مجھے چھوڑ! مجھے (پڑھنے نہ پڑھنے کا) اختیار دیا گیا تھا۔لہذا میں نے پڑھنے کو ترجیح دی۔چونکہ منافقین کے لئے فرمایا گیا ہے کہ (استغفار کریں) یا نہ کریں۔اگر آپ ستر بار بھی انکے لئے استغفار کریں تب بھی اللہ انکو معاف نہ فرمائے گا پس اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اگر ستر مرتبہ سے زائد استغفار کرنے میں اس کے لئے بخشش ممکن ہے تو میں زیادتی کر لیتا۔پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے ساتھ بھی چلے۔حتی کہ اس کی قبر پر کھڑے رہے

۱۔ مسند الامام أحمد ۱/۳۱، ۳۳.

۲۔ الدر المنثور ۳/۲۰۲، والمستدرک ۲/۳۲۹، وأسباب النزول للواحدی ۶۰.

تا آنکہ اس کی تدفین سے فارغ ہو گئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اب مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئے ہوئے جرأت آمیز رویے پر تعجب ہوتا ہے۔ حالانکہ اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ پھر اللہ کی قسم تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ یہ دو آیتیں نازل ہوئیں:

ولاتصل علی احد منهم مات ابداً ولاتقم علی قبره (التوبۃ ۸۴،۸۵)

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی حتی کہ اللہ عزوجل نے آپ کو اپنے پاس بلالیا۔[۱]

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پھر حضرت عمرؓ نے اپنی تمام تر سعی وجہد مفارقت خلق میں صرف کردی جس کے صلے میں اللہ نے ان کی موافقتِ حق میں وحی نازل فرمائی۔ چنانچہ رسول علیہ السلام کو منافقین پر نماز پڑھنے سے روک دیا گیا۔ اور وصول فدیہ کے معاملے سے درگذر کیا گیا۔

۱۰۴-**عمر بن الخطاب کا اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد نہ کرنا**...... سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، الزہری، سالم، ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں اپنے والد مکرم (حضرت عمرؓ) کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا میں لوگوں کے درمیان ایک بات گردش کرتی سن رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ کے گوش گذار کردوں؟ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ (اپنے بعد) خلافت کے لئے کسی کو نامزد نہیں فرما رہے آپ ایک مثال لے لیجئے کہ اگر آپکے اونٹوں یا بکریوں کا کوئی چرواہا ہو اور وہ انکو چھوڑ کر آپکے پاس چلا آئے تو آپ بھی خیال کریں گے کہ اس نے جانوروں کو تباہی کے سپرد کردیا۔ لہذا انسانوں کی تو جانوروں سے زیادہ رعایت قابل ملحوظ ہے؟ حضرت عمرؓ یہ بات سن کر کچھ دیر کے لئے سوچ میں گم ہو گئے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا:

پروردگار عزوجل اپنے دین کی حفاظت فرمائے گا۔ اور میں کسی کو خلیفہ منتخب نہیں کرتا۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں فرمایا۔ لیکن اگر میں کسی کو خلافت کیلئے منتخب کروں تو اس کی بھی گنجائش ہے کیونکہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا خلیفہ چنا تھا۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں اللہ کی قسم انکے رسول اکرم ﷺ اور ابوبکرؓ کے یوں ذکر فرمانے سے میں جان گیا کہ آپؓ حضور اکرم ﷺ کے مقابلے میں کسی کی متابعت قبول نہیں فرمائیں گے اور خلاصہ کلام اپنی جانب سے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمائیں گے۔

۱۰۵-**خواب میں آپ ﷺ کا عمرؓ کو روزے کی حالت میں بوسہ لینے سے منع فرمانا**...... ابوبکر الطلحی، عبید بن غنام، ابوبکر بن ابی شیبۃ، ابواسامۃ، عمرو بن حمزۃ، سالم، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ دیکھا کہ آپ میری طرف التفات نہیں فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے؟ فرمایا: کیا تم روزے کی حالت میں بوسہ نہیں لیتے؟ میں نے عرض کیا: قسم ہے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کرنے والی ذات کی! آئندہ میں روزہ کی حالت میں کبھی بوسہ نہیں لوں گا۔[۲]

۱۰۶-سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، اسد بن موسیٰ، یحیی بن المتوکل، ابوسلمۃ بن عبیداللہ بن عمر، عن ابیہ، عن جدہ...... ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے نئی قمیص زیب تن فرمائی۔ پھر مجھے چھری لانے کو فرمایا۔ پھر فرمایا اے بیٹے! میری قمیص کی آستین کو اپنی طرف کھینچو اور میری انگلیوں کے پوروں تک آستینیں اپنے ہاتھ سے پکڑ کر زائد حصہ کاٹ دو۔ ابن عمرؓ نے دونوں آستینوں کا بڑھا ہوا حصہ کاٹ دیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے عرض کیا: اباجان اگر آپ فرمائیں تو میں قینچی کے ساتھ اسکو برابر کردوں؟ فرمایا: چھوڑ دو بیٹے! میں نے

۱۔ صحیح البخاری ۲/۱۲۱، ۶/۸۵، وسنن النسائی ۴/۶۴، ۶۸، وسنن الترمذی ۳۰۹۷، ومسند الامام احمد ۱/۱۶، وتفسیر الطبری ۱۰/۱۴۲، ومصابیح السنۃ ۳/۱۳۱.

۲۔ المطالب العالیۃ ۹۸۳، وکنز العمال ۲۴۴۰۴.

رسول اکرم ﷺ کو یونہی دیکھا ہے۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں اس کے بعد وہ قمیص آپ کے بدن مبارک پر ہمیشہ رہی حتی کہ چھوٹی پڑ گئی اور اکثر میں اس کے دھاگے آپؓ کے قدموں پر گرتے دیکھا کرتا تھا۔

۱۰۷-سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، عبداللہ بن محمد بن المغیرۃ، مالک بن مغول، نافع، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عراق سے حضرت عمرؓ کے دربار خلافت میں کافی سارا مال آیا۔ آپؓ نے اسکو تقسیم فرمانا شروع کر دیا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے امیر المؤمنین! اگر کسی آنے والے دشمن یا کسی پیش آمدہ مصیبت کے واسطے بھی کچھ مال پس انداز کر لیں تو بہتر ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تجھے کیا ہو گیا اللہ کی تجھ پر پھٹکار پڑے۔ شیطان تیری زبان سے بات کر رہا ہے۔ اللہ نے مجھے اس مال کے بارے میں واضح حجت عطا فرمائی ہے اور اللہ کی قسم میں آنے والی کل کی خاطر آج کے روز خدا کی نافرمانی ہرگز نہیں کر سکتا۔ ہاں لیکن رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کے لئے جو کچھ بندوبست کیا وہ میں بھی کروں گا۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ حقائق کے شیفتہ اور بطلان پرستی سے کنارہ کش تھے۔

تصوف نام ہے کھرے کے لئے کھوٹے کو چھوڑنا۔

۱۰۸-حسن بن محمد بن کیسان، اسماعیل بن اسحق القاضی، حجاج بن منہال، حماد بن سلمۃ، علی بن یزید بن جدعان، عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ، الاسودؓ بن صریع سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں اپنے رب کی حمد وثنا کرتا ہوں اور آپ کی بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تیرا پروردگار عزوجل تعریف کو بہت پسند فرماتا ہے۔ پھر میں آپ کے ساتھ معروف گفتگو ہو گیا اور آپ کو اشعار سنانے لگا۔ حضرت اسودؓ فرماتے ہیں پھر ایک دراز قامت شخص جس کے سر کے اگلے حصے کے بال اڑے ہوئے تھے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کی آمد پر آپ ﷺ نے مجھے خاموش ہونے کا حکم دیا۔ پھر وہ شخص آیا اور کچھ دیر آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد چلا گیا۔ میں پھر آپ کے ساتھ محو کلام ہو گیا۔ وہ شخص دوبارہ آیا اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے دوبارہ خاموش کرا دیا۔ وہ شخص حسب سابق کچھ دیر بات چیت کر کے چلا گیا۔ دو یا تین مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا۔ پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ شخص کون ہے جس کے لئے آپ نے مجھے بار بار چپ کرایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عمر ہے یہ ایسا آدمی ہے جو باطل کو پسند نہیں کرتا۔[1]

۱۰۹-سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ الحضرمی، مصعب بن بکار السعدی، ابراہیم بن سعد، الزہری، عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ، الاسود التیمی، عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃؓ سے مروی ہے کہ حضرت اسود تیمیؓ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا اور آپ کے ساتھ معروف ہو گیا اور آپ کو شعر سنانے لگا اسی دوران ایک بلند بانسہ شخص حاضر ہوا اور رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: تم (ذرا) ٹھہرو۔ پھر جب وہ شخص چلا گیا تو مجھے فرمایا سناؤ میں پھر آپ کے ساتھ محو گفتگو ہو گیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ شخص پھر حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ٹھہرو، پھر جب وہ چلا گیا تو فرمایا بولو۔ میں نے عرض کیا اللہ کے پیغمبر! بتائیں تو سہی یہ کون شخص ہے جب بھی وہ آیا تو آپ نے مجھے فرمایا ٹھہر جاؤ اور اس کے جانے کے بعد فرمایا اب بولو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عمر بن خطاب ہے باطل سے اس کو کچھ سروکار نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ کا اسود صحابی کو حضرت عمرؓ کے متعلق خبر دینا کہ یہ شخص باطل کو پسند نہیں کرتا اس کا مطلب ہے یعنی جو شخص کسی کی مدح سرائی کو پیشہ اور کمائی کا ذریعہ بنالے اور اس کی یہ حرص ولالچ اسکو خوشامد پسند لوگوں کی وادیوں میں گھسیٹتی پھرے اور اس کی یہ ملمع سازی

[1] ۱۰۶۔ مسند الامام احمد ۳/۴۳۵، والمستدرک للحاکم ۳/۶۱۴، ۶۱۵، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱/۲۵۸، ۲۶۵، والکامل لابن عدی ۵/۱۷۶۳۔

مجالس ومحافل کو عیب دار بنائے اور وہ لالچ وطمع کا غلام غیر مستحق شخص کی تعریف وتوصیف میں مبالغہ آرائی کرے اور کسی رفیع المرتبت شخص کی شان کو گرائے بوجہ اس کے اس ہجو گو کو عطیہ سے محروم کرنے کے اور یوں وہ اپنی حرص کی فطرت سے مجبور ہو کر خدا کے پست کردہ کو بلند کرنے کی کوشش کرے یا خدائے لایزل کے رفعت عطا کردہ کو نیچے گرانے کی کوشش کرے تو اس طرح کی حرفت اور پیشہ سراسر باطل ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ بن خطاب کے متعلق فرمایا: یہ باطل کو پسند نہیں کرتا۔ جبکہ صحیح شعر باطل نہیں بلکہ جواز کے درجہ میں ہے جس کی اللہ پاک صاحب علم وفن کو صلاحیت مرحمت فرماتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بھی اشعار پڑھا کرتے تھے،

۱۱۰- سلیمان بن احمد، ابو یزید القراطیسی، اسد بن موسیٰ، مبارک بن فضالۃ، حسن، اسودؓ بن صریع سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کو اشعار سنایا کرتا تھا۔ جبکہ مجھے نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی خاص پہچان نہ تھی۔ ایک مرتبہ ایک چوڑے شانوں اور سر کے اگلے حصہ سے اڑے ہوئے بالوں کا مالک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ کسی نے شور مچادیا چپ ہو جاؤ چپ ہو جاؤ۔ میں نے کہا: اس کی ماں اس کو روئے! یہ کون ہوتا ہے جس کی وجہ سے میں نبی کریم ﷺ کو اشعار سنانے سے خاموش ہو جاؤں؟ کسی نے کہا: یہ عمر بن خطاب ہے۔ حضرت اسودؓ فرماتے ہیں: تب میں نے یہ سمجھ لیا کہ اللہ کی قسم! اس کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ اگر مجھے یہ اشعار گاتے ہوئے سن لے تو مجھ سے بات چیت کئے بغیر مجھے پاؤں سے گھسیٹتا ہوا بقیع تک لے جائے۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ شرک اور عناد سے پاک اور معرفت ومحبت سے لبریز بندگانِ خدا کا یہی راستہ ہے کہ کوئی باطل قول یا فعل انکو خدا سے غافل نہ کر سکے اور حق کی طرف انکے التفات اور توجہ کو کوئی حالت ختم نہ کر سکے۔ وہ لوگ ہمیشہ کامل حال اور مضبوط دل کے ساتھ حق کے شیدائی ہوتے ہیں۔ حضرت عمرؓ ذلت ومسکنت کے ساتھ قوت اور عزت کے مالک مولیٰ کو تلاش کرتے تھے۔ اور اس کی اطاعت شعاری میں ہر طرح کی آسودہ حالی اور نفرت وکراہت کو پس پشت ڈال دیتے تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف مراتب دنیا سے کنارہ کر کے مرتبہ علیا کی طرف ملتفت ہونا ہے۔

۱۱۱- محمد بن احمد، عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ المقری، یحییٰ بن الربیع، سفیان، عن ایوب الطائی، قیس بن مسلم، طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرؓ ملک شام تشریف لائے تو راستے میں ایک جگہ پانی آ گیا۔ آپؓ اپنے اونٹ سے اترے اور اپنے نعلین پاؤں سے نکال کر ہاتھ میں لے لئے۔ پھر اونٹ کی مہار لے کر پانی میں گھس گئے۔ (افواج اسلامیہ کے سربراہ) حضرت ابوعبیدہؓ نے عرض کیا: اہل زمین کے نزدیک آپ نے بہت بڑا کام کر لیا۔ (کہ خلیفہ وقت ہوتے ہوئے اتنا پستی کا کام کیا) حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کے سینے پر ہاتھ مار کر افسوس بھرے لہجے میں فرمایا: کاش! تمہارے علاوہ کوئی اور یہ بات کرتا اے ابوعبیدہ! تم لوگ انسانیت کے ذلیل ترین لوگ تھے۔ پھر اللہ نے اپنے رسول کے صدقے تم کو (دنیا میں) معزز بنا دیا۔ پس جب بھی تم عزت کو کسی اور راستے سے تلاش کرو گے خدا تعالیٰ تم کو ذلت سے دوچار کر دے گا۔

امام اعمش رحمہ اللہ نے قیس بن مسلم سے انسؓ کی روایت مثل روایت نقل فرمائی ہے۔

۱۱۲- عبیداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، اسماعیل، حضرت قیس سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے ارض شام میں رنجہ قدمی فرمائی تو لوگ آپکی پیشوائی اور استقبال کو نکلے۔ آپؓ اپنے اونٹ پر سوار تھے۔ لوگوں نے کہا! اے امیر المومنین! اگر آپ (اعلیٰ نسل کے) ترکی گھوڑے پر سوار ہو جائیں تو بہتر ہوگا کیونکہ قوم کے سردار اور عظماء سے آپ کی ملاقات ہوگی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں تمہیں ایسا نہیں سمجھتا تھا۔ پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے فرمایا: عزت تو وہاں ہے تم لوگ میرے اونٹ کا راستہ چھوڑ دو۔

۱۱۳- حضرت عمرؓ کا اپاہج بڑھیا کے کام کاج کیلئے روز جانا...... محمد بن معمر، یحییٰ بن عبداللہ الاوزاعی سے مروی ہے ایک مرتبہ

حضرت عمرؓ رات کی تاریکی میں باہر نکلے۔ حضرت طلحہؓ نے انکو دیکھ لیا۔ حضرت عمرؓ ایک گھر میں داخل ہوئے پھر وقفہ کے بعد دوسرے گھر میں داخل ہوئے۔ صبح ہوئی تو حضرت طلحہؓ اس گھر میں پہنچے اور دیکھا کہ ایک اندھی اور اپاہج بڑھیا ہے۔ حضرت طلحہؓ نے اس سے دریافت کیا: یہ شخص جو تیرے پاس آتا ہے اسکا کیا ماجرا ہے؟ بڑھیا گویا ہوئی! یہ فلاں فلاں وقت سے میرے پاس حاضری دے رہا ہے میرے گھر کے کام کاج کرتا ہے اور گندگی صاف کرتا ہے۔ حضرت طلحہؓ اپنے آپ سے مخاطب ہو کر بولے گم ہو جائے تو اپنی ماں سے اے طلحہ! کیا عمر کے نقش قدم پر تو چل سکتا ہے؟

۱۱۴- ابو محمد بن حیان، محمد بن عبداللہ بن رستہ، شیبان، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالصمد، ابوالاشہب، حضرت حسن سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کا ایک کوڑی پر گزر ہوا تو وہیں رک گئے۔ آپ کے رفقاء کو اس گندگی سے اذیت محسوس ہوئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ ہے تمہاری دنیا جس کی تم لالچ کرتے ہو اور اس کے گن گاتے ہو۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ" عیش وعشرت اور لذت وآرام سے کوسوں دور رہ کر باقی رہنے والی زندگی کے متلاشی تھے۔ مشقتوں کے عادی اور شہوات وخواہشات سے نالاں تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف جان کو سختیوں کا عادی بنانا ہے اور یہی عمدہ مقام ہے۔

۱۱۵- **حضرت عمرؓ کا اپنی جان پر سختی کرنا**..... احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوالہیثم محمد بن یعقوب الربانی، عبیداللہ بن نمیر، ثابت، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کا شکم مبارک (بھوک اور سختی سے) گڑگڑانے لگا۔ یہ ایام قحط کے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی جان پر گھی ممنوع کر رکھا تھا صرف زیتون کے تیل پر اکتفاء فرماتے تھے۔ (جب شکم مبارک میں تکلیف ہوئی تو) اس میں انگلی مار مار کر فرمانے لگے جتنا گڑگڑانا ہے گڑگڑا اتارہ۔ جب تک لوگوں سے فاقہ کی سختی ختم نہیں ہو جاتی ہمارے پاس تیرے لئے یہی کچھ ہے۔

۱۱۶- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یزید بن مروان، اسماعیل بن ابی خالد، مصعب، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ (ام المؤمنین) حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ بن خطاب نے اپنے والد حضرت عمرؓ سے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! آپ ان کپڑوں سے اچھے اور نرم کپڑے زیب تن فرمایا کریں اور موجودہ کھانے سے اچھا کھانا تناول فرمایا کریں۔ اللہ عزوجل نے رزق وافر مہیا کر رکھا ہے اور مال کی بہتات ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں اس معاملے میں تمہاری مخالفت کرتا ہوں۔ کیا تمہیں رسول اکرم ﷺ کی مشقت والی زندگی بھول گئی۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضور کی زندگی کے اس قدر مصائب وشدائد کے حوالے دیئے کہ حضرت حفصہ کو رُلا دیا۔ پھر فرمایا: (اے بیٹی!) اللہ کی قسم تم نے جو کچھ کہا (وہ میں نے سنا) لیکن اللہ کی قسم مجھ سے جس قدر ممکن ہوگا میں ان کی اتباع کروں گا۔ پھر کہیں شاید میں انکی آخرت کی راحت والی زندگی میں انکا شریک ہوسکوں۔

۱۱۷- یوسف بن یعقوب النجیرمی، حسن بن المثنی، عفان، جریر بن حازم، حضرت حسن فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: واللہ! اگر میں پسند کروں تو تم سے اچھا اور نرم لباس پہن سکتا ہوں۔ اچھا کھانا اور سب سے اچھی زندگی بسر کرنے کا متحمل ہوں۔ اللہ کی قسم میں سینے کے عمدہ گوشت، گھی، آگ پر بھنے ہوئے گوشت اور چپاتیوں سے ناواقف نہیں ہوں۔ لیکن بات یہ ہے کہ میں نے اللہ عزوجل کا فرمان سنا ہے جس میں پروردگار نے نعمت وآسائش پانے والی قوم کو عار دلائی ہے فرمان الٰہی ہے:-

اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا. (الاحقاف ۲۰)

تم نے اپنی اچھی چیزیں دنیاوی زندگی میں پالی ہیں اور ان کے ساتھ فائدہ اٹھا چکے ہو۔

۱۱۸- عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن الحسن، احمد بن سعید، عبداللہ بن وہب، عمرو بن الحارث، سعید بن ابی ہلال، موسیٰ بن سعد، حضرت سالم بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب فرمایا کرتے تھے: اللہ کی قسم! ہم بھی چاہتے ہیں عیش وعشرت کرنا (اور ہمارا دل بھی کرتا ہے) کہ چھوٹی بکری کو بھوننے کا حکم دیں اور میدے کی روٹی بنوائیں اور مشکیزے میں نبیذ بنوائیں۔ جب گوشت زچکور کی طرح ہوجائے تو اس کو کھائیں اور مشکیزے کا مشروب نوش کریں۔ لیکن پھر ہم یہ ارادہ کرلیتے ہیں کہ ان عمدہ اشیاء کو آخرت کے لئے بچالیں کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے:۔

اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا. (الاحقاف ۲۰)

تم نے اپنی اچھی چیزیں دنیاوی زندگی میں پالی ہیں اور ان کے ساتھ فائدہ اٹھا چکے ہو۔

۱۱۹- عبداللہ بن محمد، ابن ابی سہل، ابوبکر بن ابی شیبۃ، سفیان بن عیینہ، ابی فروۃ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عراق سے کچھ لوگوں کا وفد حضرت عمرؓ بن خطاب کے ہاں حاضر ہوا۔ حضرت عمرؓ نے (کھانے کے دوران) انکو دیکھا گویا وہ محض لحاظ اور مروت کا پاس رکھتے ہوئے کھا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے انکو مخاطب ہوکر فرمایا: اے باشندگان عراق اگر میں چاہوں تو میں بھی تمہاری طرح عمدہ کھانے بنواسکتا ہوں لیکن ہم دنیا سے جو کچھ پاتے ہیں وہ اپنی آخرت کے لئے باقی رکھتے ہیں۔ کیا تم نے ایک قوم کے متعلق اللہ عزوجل کا فرمان نہیں سنا:۔

اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا. (الاحقاف ۲۰)

تم نے اپنی اچھی چیزیں دنیاوی زندگی میں پالی ہیں اور ان کے ساتھ فائدہ اٹھا چکے ہو۔

۱۲۰- عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن محمد بن مسلم، ابومعاویۃ، الاعمش، حبیب بن ابی ثابت اپنے کسی ساتھی کے حوالہ سے حضرت عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اہل عراق کا ایک وفد جن میں جابر بن عبداللہ بھی تھے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمرؓ ایک بڑا تھال لائے جس میں روٹی اور زیتون کے تیل کا کھانا بنا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے انکو فرمایا: لو کھاؤ۔ لیکن انہوں نے اسکو چارو ناچار زہر مار کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم سے یہ کھانا کھایا نہیں جارہا؟ کیا کھانا چاہتے ہو؟ کھٹا میٹھا، ذائقہ دار، ٹھنڈا اور گرم؟ پھر تم اس کو اپنے شکموں کے حوالے کروگے؟۔

۱۲۱- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، شجاع بن الولید، خلف بن حوشب سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے اس بات کو دیکھ لیا اور جانچ لیا کہ جب بھی میں دنیا کا ارادہ کرتا ہوں تو آخرت کا نقصان ہوتا ہے اور جب آخرت کا ارادہ کرتا ہوں تو دنیا ہاتھ سے جاتی ہے پس جب معاملہ یوں الجھ جائے تو تم فانی شے کا نقصان برداشت کرلو۔

۱۲۲- عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، عبداللہ بن محمد العبسی، عبداللہ بن ادریس، اسماعیل بن ابی خالد، سعید ابن ابی بردہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا:

امابعد! کامیاب اور سعادت مند داعی وہ ہے جس کی وجہ سے اس کی رعایا کا بھلا ہو۔ اور بدبخت داعی وہ ہے جس کی وجہ سے اس کی رعایا بدبخت ہوجائے۔ (ناجائز) چرنے سے اجتناب کرو ورنہ تیرے ارکان مملکت بھی چرتے پھریں گے پھر تیری مثال اس جانور کی طرح ہوگی جس نے زمین کے سبزے کو دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑا اور کھا کھا کر موٹا ہوگیا اور وہی موٹاپا اس کے لئے موت کا پیامبر ثابت ہوا

والسلام علیک۔

۱۲۳- ابومحمد بن حیان، ابویحییٰ الرازی، ہناد بن السری، محمد بن فضیل، سری بن اسماعیل، عامر شعبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت

ابوموسیٰؓ کو لکھا:

جس کی نیت خلوص پر مبنی ہو اللہ پاک اس کے اور مخلوق کے درمیان معاملات کے لئے کافی ہو جاتے ہیں اور جو شخص لوگوں کے لئے ایسے دکھاوے کا لبادہ اوڑھے جس کا درونِ قلب سے کوئی واسطہ نہ ہو...... اللہ پاک ایسے شخص کو رسوا فرما دیتے ہیں۔ پس اے مخاطب! تمہارا کیا خیال ہے جلد حاصل ہونے والے معمولی رزق اور پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے درمیان کون سا افضل ہے؟ (والسلام)

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپؓ کے یکتا اقوال حقیقتِ حال کا راستہ دکھاتے ہیں۔

۱۲۴- احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابومعاویۃ، الاعمش، حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کا قول ہے: ہم نے زندگی کا بہترین راز صبر میں پالیا۔

۱۲۵- ابوبکر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابومعاویۃ و وکیع، ہشام بن عروۃ...... حضرت عروۃؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ خطبہ میں ارشاد فرمایا: جان لو کہ لالچ فقر ہے۔ (لوگوں سے) مایوس ہونا غنیٰ اور مالداری ہے۔ کیونکہ جب کسی شے سے ناامیدی ہو جاتا ہے تو انسان اس سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

ابن وہب رحمہ اللہ نے ثوری عن ہشام عن زید بن صلت کے سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت عمرؓ سے اس کو نقل کیا ہے۔

۱۲۶- عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد، احمد بن سعید ابن وہب، ابوحامد بن جبلۃ، محمد بن اسحٰق الثقفی، عبداللہ، محمد بن فضیل، زکریا بن ابی زائدۃ، عامر شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

اللہ کی قسم! میرا دل خدا کے لئے اس قدر نرم ہو گیا کہ مکھن بھی اتنا نرم نہیں ہو گا اور خدا ہی کے لئے میرا دل اس قدر سخت ہو گیا کہ پتھر بھی اس کے سامنے سخت نہ ہو گا۔

۱۲۷- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن بشر، مسعر، عون بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

توابین (توبہ کرنے والوں) کے ساتھ مجالست اپناؤ کیونکہ وہ لوگ سب سے زیادہ نرم دل واقع ہوتے ہیں۔

۱۲۸- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سفیان بن عیینہ، حضرت ابوخالدؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

اے بندگانِ خدا! کتاب اللہ کے لئے برتن بن جاؤ اور علم کے سرچشمے بن جاؤ اور خدا سے دن دن کا رزق مانگو۔

۱۲۹- ابن حیان، ابویحیٰ الرازی، ہناد بن السری، ابومعاویۃ، اعمش حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں تیری راہ میں اپنا مال اور اپنی جان خرچ کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے اس کو فرمایا: تم کو ایسی بات کرنے سے باز رہنا چاہیے۔ اگر کبھی آزمائش آجائے تو صبر کرے ورنہ عافیت پر خدائے عزوجل کا شکر ادا کرے۔

فائدہ: انسان کو از خود خدا سے کسی مشکل کو طلب نہ کرنا چاہیے اگر خدا کی طرف سے کوئی حادثہ یا دشمنوں کے ساتھ جنگ پیش آجائے تو پھر کھلے دل کے ساتھ جان مال خرچ کرے اور صبر کرے ورنہ معمول کی زندگی میں عافیت پر خدا کا شکر ادا کرے۔

۱۳۰- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ولید بن شجاع بن الولید، شجاع بن الولید، زیاد بن خیثمۃ، محمد بن جحادۃ، حبیب بن ابی ثابت، یحیٰ بن جعدۃؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کا فرمان ہے اگر تین باتوں کا مزہ نہ ہوتا تو میں خدا سے ملاقات کو زیادہ پسند کرتا۔ اللہ کے سامنے سر ٹیکنے کا مزہ، ایسی مجالس میں شرکت کا مزہ جن میں اس طرح اچھا کلام منتخب کیا جاتا ہے جس طرح عمدہ کھجوروں کو چن لیا جاتا ہے اور اللہ کے راستے میں چلنے کا مزہ۔

خسیب منصور بن المعتمر، ثوری اور مسعودی سے اسکو روایت کیا گیا ہے۔

۱۳۱-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سلیمان بن داؤد، شعبۃ، سلیمان التیمی، ابوعثمان النہدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: موسم سرما عبادت گزاروں کے لئے غنیمت ہے۔

تیمی رحمہ اللہ سے زائدہ اور ایک جماعت نے اسکو نقل کیا ہے۔

۱۳۲-ابراہیم بن محمد بن الحسین، ابوکریب، مطلب بن زیاد، عبداللہ بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے چہرہ مبارک پر رونے کی وجہ سے دو سیاہ گڑھے پڑ گئے تھے۔

۱۳۳-عبداللہ بن محمد بن عطاء محمد بن ابی سہا، ابوبکر بن ابی شیبۃ، عفان، جعفر بن سلیمان، ہشام بن الحسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ پڑھتے پڑھتے کسی آیت پر گزرتے تو ان کا گلہ رندھ جاتا اور اس قدر روتے کہ (بے حال ہوکر) گر جاتے۔ پھر گھر میں پڑے رہتے حتیٰ کہ لوگ عیادت کو آتے اور آپ کو مریض سمجھنے لگتے۔

۱۳۴-محمد بن حمید عبداللہ بن زیدان، ابوکریب، ابن ادریس، عبدالرحمٰن بن اسحٰق، عن محارب بن دثار، ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز ادا کی تو آپکے رونے کی آواز تین صفوں کے بعد بھی سنائی دی۔

۱۳۵-محمد بن احمد بن الحسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان، جعفر بن برقان، ثابت بن حجاج فرماتے ہیں حضرت عمرؓ بن خطاب کا فرمان ہے:

تم اپنے نفوس کا وزن کرلو قبل اس سے کہ ان کا وزن کیا جائے اور ان کا محاسبہ کرلو قبل اس سے کہ انکا محاسبہ کیا جائے کیونکہ کل حساب کے روز تمہارے لئے اپنی جانوں کا محاسبہ کرنا آسان ہوجائے گا۔ اور بڑی پیشی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلو جس کے متعلق آیا ہے:۔

یومئذ تعرضون لاتخفی منکم خافیۃ (الحاقۃ ۱۸)

اس دن تم کو پیش کیا جائے گا تو تم سے کوئی شئ مخفی نہ رہے گی۔

۱۳۶-عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن مسلم، ہناد، ابومعاویۃ، جویبر، ضحاک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا: کاش میں اپنے گھر والوں کے لئے ایک مینڈھا ہوتا۔ وہ ایک عرصہ تک مجھے کھلا پلا کر موٹا تازہ کرتے۔ حتیٰ کہ جب میں خوب فربہ ہوجاتا تو گھر والوں کے کچھ مہمان آتے اور پھر میرا کچھ حصہ بھون لیا جاتا اور کچھ حصے کا سالن بنا کر کھالیا جاتا پھر مجھے وہ کھاتے اور نکال دیتے اور میں بشر نہ ہوتا۔

۱۳۷-محمد بن علی، عبداللہ بن محمد، علی بن الجعد، شعبہ، عاصم بن عبیداللہ، ابن عمرؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کا سر میری ران پر تھا، یہ آپ کے مرض الوفات کا واقعہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میرا سر زمین پر رکھ دو۔ میں نے عرض کیا: آپ کا سر میری ران پر ہو یا زمین پر...... آپ پریشان نہ ہوں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا: نہیں تم زمین پر رکھ دو۔ چنانچہ میں نے آپ کا سر زمین پر رکھ دیا۔ پھر آپ نے (آہ وزاری کے ساتھ) کہا: ہلاکت وتباہی ہے میری اور میری ماں کی!! اگر پروردگار نے مجھ پر رحم نہ فرمایا۔

۱۳۸-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، یعقوب بن ابراہیم، ابن علیہ، ایوب السختیانی، ابن ابی ملیکۃ، مسورؓ بن مخرمہ سے مروی ہے کہ وفات سے قبل جب آپ کو نیزہ مارا گیا تو ایک مرتبہ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین کے برابر سونا ہوتا تو میں خدا کے عذاب کو دیکھنے سے قبل اس کے عوض سارا سونا قربان کردیتا۔

۱۳۹-محمد بن معمر، ابوشعیب الحرانی، یحیٰ بن عبداللہ، الاوزاعی، سماک، عبداللہؓ بن عباسؓ فرماتے ہیں جب حضرت عمرؓ کو نیزہ مارا گیا تو میں آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: امیرالمؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو، اللہ نے آپ کے ذریعے شہروں کو فتح کرادیا۔ نفاق کا

قلہ فتح کرایا اور رزق کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا امارت سے متعلق تم میری تعریف کررہے ہو اے ابن عباس؟ عرض کیا: امارت اور غیر امارت دونوں وقتوں کی بات کررہا ہوں۔ حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے تصرف میں میری جان ہے میری خواہش ہے کہ میں اس باب خلافت سے اس طرح نکل جاؤں کہ مجھ پر ثواب ہو نہ عذاب۔

۱۴۰-**خلافت اسلامیہ کے امیر کا لباس**......ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، بہز، جعفر بن سلیمان، مالک بن دینار، حضرت حسنؒ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپؓ نے خطبہ دیا جبکہ آپ خلیفۂ وقت تھے۔ اس وقت آپ کے بدن مبارک پر جو چادر تھی اس میں بارہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

۱۴۱-محمد بن معمر، عبداللہ بن الحسن الحرانی، یحییٰ بن عبداللہ البابلی، الاوزاعی، داؤد بن علی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا: اگر نہر فرات کے کنارے کوئی بکری کسی سبب سے ہلاک ہوجائے تو مجھے اندیشہ ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کی بازپرس فرمائے گا۔

۱۴۲-محمد بن معمر، ابوشعیب الحرانی، یحییٰ بن عبداللہ البابلی، الاوزاعی، یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا: اگر کوئی منادی آسمان سے یہ نداء دے کہ اے انسانو! تم سب جنت میں جاؤ گے سوائے ایک شخص کے، تو مجھے خوف ہے کہ وہ شخص میرے سوا کوئی نہ ہوگا۔ اور اگر منادی یوں نداء دے کہ اے انسانو! تم سب جہنم میں داخل ہوگے سوائے ایک شخص کے تو مجھے (خدا سے) امید ہے کہ وہ شخص میں ہونگا۔

۱۴۳-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابومعمر، عبدالعزیز الدراوردی، عبیداللہ بن عمر، حضرت نافع فرماتے ہیں حضرت عمرؓ اور آپ کے فرزند (یعنی میرے والد) ابن عمرؓ کی نیکی میں کوئی امتیاز اور فرق اس وقت تک نہ ہوتا تھا جب تک دونوں بات نہ کرتے یا ایسا کوئی عمل نہ کرتے جو دونوں میں امتیاز کردے۔

ابن عیینہ نے زہری، عبیداللہ بن عبداللہ کے حوالہ سے اس کے مثل روایت نقل فرمائی ہے۔

۱۴۴-محمد بن علی بن حبیش، ابوشعیب الحرانی، عبداللہ بن محمد العبسی، عبدالواحد بن زیاد، عبدالرحمٰن بن اسحٰق، رجل قرشی، ابن عکیمؒ مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ دعا مانگا کرو۔

اللهم اجعل سريرتي خيراً من علانيتي واجعل علانيتي حسنة.

اے اللہ! میرے باطن کو میرے ظاہر سے اچھا بنادے اور میرے ظاہر کو اچھا بنادے۔[1]

۱۴۵-ابوحامد بن جبلۃ، محمد بن اسحٰق، محمد بن الصباح، سفیان، مسعر، ابی صخرۃ، جامع بن شداد، اسود بن بلال الحاربی سے منقول ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو ولایت سونپی گئی تو آپ برسرِ منبر کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا: اے لوگو میں دعا مانگتا ہوں تم امین کہتے جاؤ۔ پھر دعا کی: اے اللہ میں سخت خُو ہوں مجھے نرم کردیجئے۔ میں بخیل ہوں مجھے سخی بنادیجئے اور میں کمزور و ناتواں ہوں مجھے توانا اور

۱۔ مشكلة المصابيح للتبريزي ۲۵۰۴، وكنز العمال ۳۷۳۳، والجامع الكبير للسيوطي ۱/۷۰۶، والجامع الصغير للسيوطي ۲۱۳۴۔

معمولی فرق کے ساتھ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کو نقل فرمایا اور امام ترمذی کی طرف اس روایت کو منسوب کیا اور حضرت عمرؓ سے اسکو نقل کرنا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے الجامع الصغیر میں بھی امام ترمذی کے حوالہ سے اسکو نقل کیا اور طویل الفاظ کے ساتھ نقل کیا۔ نیز وہاں بھی اس روایت کو عمرؓ سے نقل کرنا ضعیف قرار دیا۔

طاقتور بنا دیجئے۔

۱۴۶- ابراہیم بن عبداللہ، ابوالعباس الثقفی، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد، عن ہشام، زید بن اسلم اپنے والد اسلمؒ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو یوں دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! میرا قتل ایسے کسی شخص کے ہاتھوں نہ ہو جس نے تجھے سجدہ کیا ہو، کہیں وہ اس کی وجہ سے قیامت کے روز مجھ پر غالب آ جائے۔

۱۴۷- سلیمان بن احمد، ابراہیم بن ہشام، امیہ بن بسطام، یزید بن زریع، روح بن القاسم، زید بن اسلمؒ اپنے والد سے اور وہ حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں: میں نے حضرت عمرؓ کو دعا کرتے ہوئے سنا:

اے اللہ مجھے اپنی راہ میں قتل ہونا نصیب فرما اور اپنے نبی کے شہر میں موت نصیب فرما۔ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا: یہ کیسے ممکن ہے؟ فرمایا: اللہ پاک جب چاہے گا کر دے گا۔

۱۴۸- محمد بن احمد بن یعقوب، احمد بن عبدالرحمن، یزید بن ہارون، یحییٰ بن سعید الانصاری، حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے وادیٔ بطحاء میں ایک جگہ اپنے ہاتھوں سے مٹی ہموار کی پھر اسی پر اپنی چادر کا حصہ بچھا کہ چت لیٹ گئے پھر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کرنے لگے: اے اللہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں میرے اعصاب کمزور پڑ گئے ہیں میری رعایا بکھر چکی ہے۔ پس مجھے اس حال میں اپنے پاس بلا لے کہ میں ضائع نہ ہو جاؤں اور زیادتی کرنے والا نہ ہوں۔

۱۴۹- عبداللہ بن محمد بن عطاء، محمد بن شبل، عبداللہ بن محمد العبسی، ابن فضیل، لیث، ...... سلیم بن حنظلہ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؓ اپنی دعا میں فرماتے تھے:

اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے اچانک (موت کے شکنجہ میں) پکڑ لے، یا مجھے غفلت میں چھوڑ دے یا مجھے غافلین میں شمار کرے۔

۱۵۰- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، یعقوب الدورقی، روح، شعبۃ، عبداللہ بن خراش اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب اپنے خطبہ میں یوں دعا مانگتے تھے: اے اللہ! اپنی رسی کے ساتھ ہماری حفاظت فرما اور اپنے دین پر ہمیں ثابت قدم رکھ۔

۱۵۱- **خدا کی بارگاہ میں حضرت عمرؓ کا حساب بارہ برس تک چلنا**...... ابوبکر احمد بن السدی، حسن بن علویۃ، اسماعیل بن عیسیٰ، حجاج بن بسطام، روح بن القاسم، زید بن اسلمؒ، عبداللہؓ بن عمرؓ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ بات یہ تھی کہ میں زیادہ سے زیادہ (اپنے والد ماجد) حضرت عمرؓ کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ چنانچہ ایک دن میں نے خواب دیکھا ایک عالی شان محل ہے۔ میں نے پوچھا یہ کس کا ہے؟ کہا: یہ عمر بن خطاب کا ہے۔ پھر محل سے حضرت عمرؓ باہر تشریف لائے۔ آپ پر چادر زیب تن تھی اور یوں محسوس ہو رہا تھا گویا ابھی غسل فرما کر نکلے ہیں میں نے عرض کیا: آپکے ساتھ کیا کچھ بیتی؟ فرمایا: بھلا ہو گیا۔ قریب تھا کہ عرش مجھ پر گر جاتا۔ لیکن میں نے اپنے پروردگار کو انتہائی مغفرت کرنے والا پایا۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا مجھے تم سے جدا ہوئے کتنا عرصہ بیت گیا ہے؟ میں نے عرض کیا: بارہ برس۔ فرمایا اب جا کر حساب کتاب سے گلوخلاصی ہوئی ہے۔

۱۵۲- ابوبکر، حسن بن جعفر، منجاب بن الحارث، علی بن شہر، محمد بن عمرو، یحییٰ بن عبدالرحمن، حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ فرماتے ہیں میں حضرت عمرؓ کا ہمسایہ تھا۔ میں نے حضرت عمرؓ سے بڑھ کر افضل انسان کوئی نہیں دیکھا۔ آپ کی رات نماز میں اور دن روزے اور لوگوں کی حاجت روائی میں بسر ہوتے تھے۔ جب حضرت عمرؓ وفات فرما گئے تو میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ مجھے خواب میں عمرؓ کی زیارت

ہو جائے۔ چنانچہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عمرؓ مدینہ کے بازار کی طرف سے، سر پر عمامہ باندھے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا تو آپؓ نے جواب دیا۔ پھر میں نے عرض کیا: آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: بہتر ہے۔ میں نے پوچھا: آپ کے ساتھ کیا ماجرا پیش آیا؟ فرمایا: میں ابھی حساب کتاب سے فارغ ہوا ہوں۔ قریب تھا کہ عرش تلے دب جاتا اگر میں اپنے رب کو رحیم نہ پاتا۔

۱۵۳- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبداللہ بن ادریس، محمد بن عجلان، ابراہیم بن مرۃ، محمد بن شہاب سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا:

ایسے کسی کام میں مشغول مت ہو جس کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں۔ اپنے دشمن سے دور رہو۔ دوستی کے لئے صرف امانت دار کو منتخب کرو۔ کیونکہ امین کے برابر قوم کا کوئی فرد نہیں اور فاجر شخص کا ساتھ مت اختیار کرو۔ ورنہ وہ تمہیں گناہ کی راہ پر لگائے گا اور اس کو کبھی اپنا رازداں مت بناؤ بلکہ اپنے معاملات کا مشورہ ایسے لوگوں سے کیا کرو جو اللہ عزوجل سے ڈرتے ہیں۔

۱۵۴- حسن بن عجلان الوراق، عبداللہ بن عبدالمقری، محمد بن عثمان، یوسف بن ابی امیۃ الثقفی، حکم بن ہشام، عبدالملک بن عمیر، ابن زبیرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا:

اللہ کے خاص بندے وہ ہیں جو باطل کو چھوڑ کر اس کو موت کی نیند سلا دیتے ہیں اور حق کا بول بالا کر کے اس کو زندگی بخشتے ہیں۔ انکو نعمہائے خداوندی کا مژدہ سنایا گیا تو وہ سحر آگین ہو گئے۔ عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا تو خوف ان کے بدن سے چھلکنے لگا۔ وہ خدا سے خوفزدہ ہو کر دوبارہ اطمینان کی پناہ میں نہیں آئے۔ آنکھوں سے معائنہ کئے بغیر اس یقین کی دولت سے مالا مال ہو گئے جس کو کوئی شی ڈگمگا نہیں سکتی۔ خوف انکی رگ وپے میں یوں سرایت کر گیا کہ باقی رہنے والی زندگی کے مقابلہ میں انہوں نے ہر چیز سے اپنی راہ منقطع کر لی۔ پس زندگی انکے لئے نعمت ہے لیکن موت کرامت ہے۔ جس کے سبب حورعین سے انکا بندھن بندھے گا اور نوعمر حشم وخدم ان کی خدمت کے لئے مقرر کر دیے گئے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا ذکرِ خیر تمام ہوا۔

(۳) عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1]

خلیفۂ ثالث، مطیع وفرماں بردار، ذوالنورین، خائف خدا، ذوالہجرتین، مُصَلّی الی القبلتین ...... عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان خاصانِ حق میں سے تھے جن کی منقبت خدائے عزوجل نے یوں بیان فرمائی۔

جولوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے پھر تقوی اختیار کیا اور ایمان لائے پھر تقوی اختیار کیا اور احسان کیا۔ (ترجمہ المائدہ: ۹۳)

آپؓ دن رات بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز رہتے ، آخرت سے ڈرتے اور اپنے رب سے آس لگائے رکھتے تھے۔ آپؓ کی خاص الخاص صفات سخاوت وحیا اور خوف ورجاء تھیں ۔ دن کے وقت جود وسخا اور صوم وصیام آپ کا محبوب عمل تھا اور رات کو بارگاہ خداوندی میں سجود وقیام آپ کا خاص عمل تھا۔ آپؓ کو ابتلائے آزمائش اور نجات خداوندی کی خوشخبری عنایت کی گئی۔

تصوف راہ حق میں مصروف عمل رہ کر منزل تک رسائی پانے کا نام ہے۔

۱۵۵- محمد بن احمد بن الحسن ، بشر بن موسیٰ ، خلاد بن یحییٰ ، مسعر ، ابوعون الثقفی ، محمد بن حاطب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ بن عفان کا ذکر چل پڑا حضرت حسن بن علی کرم اللہ وجہہما نے فرمایا: ابھی امیر المؤمنین (حضرت علیؓ ذکر عثمان کرنے) آئیں گے چنانچہ حضرت علیؓ تشریف لائے اور فرمایا: عثمانؓ ان لوگوں میں سے تھے جن کے متعلق ارشاد خداوندی ہوا:

وہ لوگ ایمان لائے اور پرہیز کیا اور ایمان لائے پھر پرہیز کیا اور نیکی کی اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (المائدہ ۹۳)

۱۵۶- ابوبکر بن موسیٰ البابسیری ، عمر بن الحسن ، ابن شبہ ، ابوخلف صاحب الحریر ، یحییٰ البکاء ، ابن عمرؓ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں: ارشاد خداوندی ہے:

(بھلا مشرک اچھا ہے) یا وہ جو رات کے وقتوں میں زمین پر پیشانی رکھ کر اور کھڑے
ہو کر عبادت کرتا ہے اور آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔ (الزمر ۹)

سے مراد حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں۔

۱۵۷- سلیمان بن احمد ، احمد بن عمرو الربیعی ، زکریا ابن یحییٰ المنقری ، الاصمعی ، عبدالاعلی السامی ، عبیداللہ بن عمر ، عن نافع ، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: عثمان میری امت میں سب سے زیادہ حیادار معزز ومکرم ہیں۔[2]

۱۵۸- محمد بن علی بن حبیش ، عمر بن ایوب ، ابومعمر ، ہشیم ، کوثر بن حکیم ، نافع ، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: میری

۱- الکامل لابن اثیر (حوادث سنۃ ۳۵) وغایۃ النہایۃ ۱/۵۰۷، وشرح نہج البلاغۃ ۲/۲۱، والبدء والتاریخ ۵/۷۹، ۱۹۳، ۲۰۸، وتاریخ الطبری ۵/۱۳۵، وصفۃ الصفوۃ ۱/۱۱۲، وتاریخ الخمیس ۲/۲۵۴، والمحبر ۳۷۷، والکنی والاسماء ۱/۸، ومنہاج السنۃ ۲/۱۸۶، ۳/۱۶۵، والریاض النضرۃ ۲/۸۲، ۱۵۲، والاسلام والحضارۃ العربیۃ ۲/۱۳۸، ۳۷۳، والاعلام ۴/۲۱۰.

۲- کنز الاعمال ۳۲۸۰۶، والجامع الصغیر ۵۳۸۱، وعزاہ للمصنف فی ھذا الکتاب وضعفہ، وقال المناوی فی فیض القدیر ۴/۳۰۲، یہ روایت ضعیف ہے۔ فیض القدیر میں علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت کو طبرانی اور دیلمی نے نقل کیا ہے۔ اس میں ایک راوی ذکریا بن یحییٰ المنقری ہے۔ اور ایک راوی ابوسعید بن یونس ہے جس کو امام ذہبی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

امت کے سب سے زیادہ حیادار انسان عثمانؓ بن عفان ہیں [1]

۱۵۹-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبدالصمد، ابوجمیع، حضرت حسنؒ سے مروی ہے انہوں نے حضرت عثمانؓ اور آپکی حیاداری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اگر آپؓ کمرہ میں (تنہا) ہوں اور دروازہ بھی بند ہو تب بھی آپ پانی ڈالنے کے لئے کپڑے نہ اتارتے تھے۔ نیز شدت حیاء کی وجہ سے آپؓ کمر سیدھی نہ کرتے تھے۔

۱۶۰-سلیمان بن احمد، طاہر بن عیسیٰ، سعید بن ابی مریم، ابن لہیعۃ، حارث بن یزید، علی بن رباح رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: قریش کے تین اشخاص سب سے زیادہ بارونق چہرے والے، اچھے اخلاق والے اور سب سے زیادہ حیاء دار تھے، اگر وہ تجھ سے بات کریں تو کبھی جھوٹ نہ بولیں گے اگر تو ان سے بات کرے تو کبھی تجھے نہیں جھٹلائیں گے: ابوبکر صدیق، عثمان بن عفان اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۱۶۱-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، حماد بن خالد، زبیر بن عبداللہ اپنی ایک دادی سے جنکا نام زہیمہ تھا روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں: حضرت عثمانؓ صائم الدہر تھے اور رات کے اول پہر کو چھوڑ کر ساری ساری رات عبادت کرتے تھے

۱۶۲-**ایک نماز میں پورا قرآن پڑھنا**...... ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، ابوعلقمۃ الفروی (عبداللہ بن محمد)، عثمان بن عبدالرحمٰن التیمی، عبدالرحمٰن تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک رات میں نے مقام (ابراہیم) پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا چنانچہ میں عشاء کی نماز پڑھ کر مقام ابراہیم میں نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ میں کھڑا تھا کہ کسی شخص نے میرے شانوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا۔ وہ حضرت عثمانؓ بن عفان تھے۔ پھر آپؓ نے سورۃ فاتحہ سے قرآن پڑھنا شروع کیا حتی کہ پورا قرآن کریم ختم کر لیا پھر رکوع اور سجدہ کر کے نماز تمام کی۔ پھر جوتے اٹھالئے۔ عبدالرحمٰن تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں معلوم نہیں اس سے پہلے بھی آپ نے کچھ نماز ادا کی یا نہیں۔

یزید بن ہارون نے محمد بن عمرو، محمد بن ابراہیم، عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے سلسلہ سند سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

۱۶۳-سلیمان بن احمد، ابوزید القراطیسی، اسد بن موسیٰ، سلام بن مسکین، محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان کی بیوی (نائلہ) کہتی ہیں کہ جب دشمنوں نے حضرت عثمانؓ کو قتل کے ارادے سے گھیرے میں لے لیا تو آپؓ اس بات سے صرف نظر کر کے کہ وہ قتل کر دیے جائیں گے تمام تمام رات عبادت میں معروف رہتے اور صرف ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔

۱۶۴-ابواحمد الغطریفی وسلیمان بن احمد، ابوخلیفۃ، حفص بن عمر الحوضی، حسن بن ابی جعفر، مخلد، شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت مسروق کی ملاقات اشتر سے ہوئی حضرت مسروق نے پوچھا: تم نے عثمانؓ کو قتل کر دیا؟ اشتر نے کہا: ہاں۔ مسروق رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم نے صائم الدھر اور قائم اللیل شخص کے قتل سے اپنے ہاتھ خون آلود کیے ہیں۔

۱۶۵-حسین بن علی، ابراہیم بن محمد، محمود بن خداش، ابومعاویۃ، عاصم، حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان کو جب قتل کیا گیا تو انکی بیوی نے قاتلوں سے فرمایا: تم نے ایسے شخص کو قتل کر ڈالا جو ساری ساری رات جاگ کر ایک رکعت میں قرآن کریم مکمل کرتا تھا۔

انس بن مالکؓ سے یوں مروی ہے کہ ایک بڑی جماعت نے اس کو حضرت انس بن سیرین سے نقل کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عثمانؓ کو ان مصائب اور بلوی میں آزمائش کی پہلے خبر دیدی گئی تھی (بزبان مہبط وحی رسول اکرم ﷺ)۔ چنانچہ ان سخت ترین حالات میں آپ کسی قسم کے جزع وفزع کرنے سے محفوظ رہے اور صبر وشکر کر کے بارگاہ حق کا قرب

---

[1] کنز العمال ۳۲۷۹۲، والسنۃ لابن ابی عاصم ۲/۵۸۷، والجامع الکبیر ۱/۱۱۲۱.

پاتے رہے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف بلویٰ پر صبر کر کے نجویٰ (خدا سے مناجات) کی حلاوت حاصل کرنے کا نام ہے۔

۱۶۶- قتل اور جنت کی بشارت ...... محمد بن معمر، محمود بن المروزی، حامد بن آدم، عبداللہ بن المبارک، سفیان بن غیاث، ابی عثمان النہدی، ابی موسیٰ الاشعری، ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ میں باغہائے (مدینہ) میں سے کسی باغ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ کوئی شخص آیا اور اس نے دروازہ پر دستک دی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ان کے لئے دروازہ کھول دو اور ایک مصیبت پر انکو جنت کی خوشخبری دیدو۔ ان کو مصیبت (قتل) لاحق ہوگی۔ ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ عثمانؓ بن عفان ہیں میں نے ان کو خبر سنائی تو فرمانے لگے: اللہ مددگار ہے۔[۱]

۱۶۷- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، ہمام، قتادہ، محمد بن سیرین، محمد بن عبید الحلی، عبیداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ مدینہ کے کسی نخلستان میں تھے۔ ایک پست آواز شخص نے آنے کی اجازت طلب کی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: انکو اندر آنے کی اجازت دو اور انکو خوشخبری دو کہ انکو ایک آزمائش سے واسطہ پڑے گا جس کے نتیجہ میں وہ جنت کے حقدار ہوں گے[۲]۔ عبیداللہؓ فرماتے ہیں میں نے آنے والے صاحب کو اجازت اور خوشخبری دی وہ عثمانؓ بن عفان تھے۔ آپؓ اس اطلاع پر حمد وثناء الٰہی بجالائے اور قریب آ کر بیٹھ گئے۔

۱۶۸- ابومحمد بن حیان، محمد بن عبداللہ بن رستہ، ہریم بن عبدالاعلیٰ، معتمر بن سلیمان، ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: انکو اندر آنے کی اجازت دو اور ایک مصیبت کی وجہ سے جنت کی خوشخبری دو[۳]۔ حضرت عثمانؓ نے (سن کر) فرمایا: میں اللہ سے صبر کا سوال کرتا ہوں۔

۱۶۹- محمد بن احمد بن الحسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں مجھے ابوسہلہ نے بیان کیا کہ جس دن قتل کے ارادے سے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا گیا تو حضرت عثمانؓ بن عفان نے فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ کیا تھا آج میں اس پر کاربند رہ کر صبر اختیار کرتا ہوں۔

حضرت قیس فرماتے ہیں۔ لوگوں کو اس عہد کی حقیقت کا اندازہ تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے کسی صحابی سے راز و نیاز کی کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں؟ لوگوں نے دریافت فرمایا: کیا ہم ابوبکرؓ کو بلالائیں؟ فرمایا: نہیں۔ پھر دریافت کیا: عمرؓ کو؟ فرمایا: نہیں۔ دریافت کیا علیؓ کو فرمایا نہیں۔ آخر حضرت عثمانؓ کو بلا کر لایا گیا۔ پھر آپ ﷺ ان سے سرگوشیوں میں کچھ بات چیت فرماتے رہے جنہیں سن کر حضرت عثمانؓ کا رنگ بار بار بدلتا تھا[۴]۔

۱۷۰- احمد بن شداد، عبداللہ بن احمد بن اسید، احمد بن سنان، عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں حضرت عثمانؓ کی فضیلت ومنقبت میں دو باتیں ایسی تھیں جو حضرات ابوبکرؓ اور عمرؓ میں بھی نہ تھیں: آپؓ کا اس حد تک صبر اختیار کئے رکھنا کہ اس کی نوبت قتل پر منتج ہوئی۔ دوسری خاص بات آپؓ کا تمام لوگوں کو ایک مصحف شریف (قرآن کریم) پر جمع کرنا تھی۔

۱۔ صحیح البخاری ۱۶/۵، ۵۹/۸، وصحیح مسلم، کتاب الصحابۃ ۲۸، وسنن الترمذی ۳۷۱۰، ومسند الامام أحمد ۴۰۶/۴، والأدب المفرد للبخاری ۹۶۵، ومشکاۃ المصابیح ۶۰۷۵، وفتح الباری ۴۳/۷، ۵۹۷/۱۰.

۲،۳۔ صحیح البخاری ۱۰/۵، ۶۹/۹، ۸۵، ۱۱۰، وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ ۲۹، وسنن الترمذی ۳۷۱۰، ومسند الامام أحمد ۱۶۵/۱، ۴۰۸/۴، والأدب المفرد ۱۵۱، والمعجم الکبیر للطبرانی ۳۲۷/۱۲.

۴۔ مسند الامام أحمد ۲۱۴/۶، وسنن ابن ماجہ ۱۱۳، والمصنف لابن أبی شیبۃ ۴۵/۱۲. وطبقات ابن سعد ۴۶/۱/۳.

اس کے علاوہ حضرت عثمانؓ رضائے الٰہی پانے کے لئے مال کی بے دریغ قربانی دیا کرتے تھے۔آپ کے مال سے بندگان خدا کے لئے نفلی صدقات وخیرات کا چشمہ بہتا رہتا تھا۔جبکہ آپ خود اپنے مال میں سے تھوڑے سے حصے اور معمولی لباس پر قناعت پزیر رہتے تھے۔

منتہائے فضیلت پانے کے لئے وسیلۂ حق اختیار کرنا تصوف ہے۔

۱۷۱-عثمان بن عفان کا دو مرتبہ جنت خریدنا......محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، عیسیٰ بن المسیب، ابو زرعۃ، ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے دو مرتبہ سرکار رسول اللہ ﷺ سے جنت خریدی ایک مرتبہ جب بئر رومہ کو مسلمانوں کے لئے خرید کر وقف فرمایا۔دوسری مرتبہ جب جیش العسرت (جنگ تبوک) کے لئے سامان جہاد فراہم کیا۔

۱۷۲-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، فاروق الخطابی، ابو مسلم الکجی، حجاج بن نصر، سکن بن المغیرۃ، ولید بن ابی ہشام، فرقد بن ابی طلحہ، عبدالرحمٰن بن ابی حباب سلمیؓ فرماتے ہیں جب نبی کریم نے ﷺ جیش عسرت کے موقع پر لوگوں کو ترغیب دی تو حضرت عثمانؓ بن عفان نے فرمایا: مجھ پر سو اونٹ بمع ٹاٹ اور پالان وغیرہ کے لازم ہوئے۔حضور اکرم ﷺ نے دوبارہ مسلمانوں کو راہ خدا میں مال خرچ کرنے پر ابھارا (چونکہ یہ سفر انتہائی دور دراز کا تھا اور مسلمان فوجیوں کے پاس زادراہ کے لئے کچھ سامان سفر نہ تھا) چنانچہ حضرت عثمانؓ ہی دوبارہ بولے: مجھ پر سو اونٹ اور لازم ہوئے بمع ساز وسامان کے۔رسول اکرم ﷺ نے پھر لوگوں کو اکسایا اس مرتبہ بھی حضرت عثمانؓ بولے: مجھ پر مزید سو اونٹ بمع ساز وسامان کے لازم ہوئے۔راوی عبدالرحمٰن فرماتے ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ (خوشی سے) ہاتھ ہلا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: عثمان پر کوئی گرفت اور مؤاخذہ نہیں اگر آج کے بعد وہ کوئی عمل نہ کریں۔[1]

۱۷۳- سلیمان بن احمد، حسین بن اسحٰق التستری، رجاء بن مصعب الاذنی، محمد بن اسحٰق الصعانی، عامر الشعبی، مسروقؒ عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے جیش العسرۃ کے موقع پر حضرت عثمانؓ بن عفان کو بار بار آتے جاتے دیکھا تو آپؐ نے انکو یہ دعا دی:

اے اللہ! عثمان کی مغفرت فرما وہ جب بھی آئیں اور جائیں، جو پوشیدہ رکھیں اور جو ظاہر کریں اور جو سراً کریں یا جہراً کریں انکی ہر طرح سے مغفرت فرما۔[2]

محمد بن اسحٰق الصعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے امام شعبی رحمہ اللہ سے صرف یہ ایک حدیث سنی ہے۔

۱۷۴-محمد بن علی بن نصر الوراق، یوسف بن یعقوب الواسطی، زکریا بن یحییٰ دحمویہ، عمر بن ہارون البلخی، عبداللہ بن شوذب، عبداللہ بن قاسم، کثیر مولیٰ سمرۃ، عبدالرحمٰنؓ بن سمرۃ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں جیش العسرۃ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔حضرت عثمانؓ ایک ہزار دینار لے کر آئے اور آپ ﷺ کے قدموں میں بکھیر کر چلے گئے۔پھر گئے اور ہزار دینار لے کر آئے اور آپ ﷺ کے قدموں میں بکھیر کر چلے گئے۔پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ان دیناروں کو الٹ پلٹ کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ فرما رہے ہیں: آج کے بعد عثمان کوئی عمل بھی کریں انہیں کوئی نقصان نہیں۔[3]

۱۔سنن الترمذی ۳۷۰۰، ومسند الامام احمد ۷۵/۴، وطبقات ابن سعد ۵۵/۷، وتفسیر ابن کثیر ۱۷۱/۴، ومجمع الزوائد ۸۵/۹.

۲۔کنز العمال ۳۲۸۴۶. والجامع الکبیر ۹۷۹۱.

۳۔تاریخ ابن عساکر ۱۱۱/۱. (التھذیب).

ضمرۃ نے اس روایت کو ابن شوذب عن کثیر بن ابی کثیر مولی عبدالرحمٰن بن سمرۃ کے طریق سے عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت کیا ہے۔

۱۷۵-آج کے بعد عثمانؓ پر کوئی حرج نہیں ...... محمد بن عمر بن مسلم، محمد بن ابراہیم بن زیاد، عبدالحمید بن عبداللہ الحلوانی، حبیب بن ابی حبیب (کاتب مالک)، مالک، نافع، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ جیش العسرت کی تیاری فرمانے لگے تو حضرت عثمان بن عفانؓ ایک ہزار دینار لے کر آئے اور فداہ ابی وامی ﷺ کی جھولی میں ڈال دیئے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا مانگی:

اے اللہ عثمان کو فراموش نہ کی جیئگا۔ پھر فرمایا آج کے بعد عثمان پر کوئی حرج نہیں کوئی عمل کریں یا نہ کریں۔[1]

۱۷۶-ابوحامد بن جبلۃ، محمد بن اسحٰق، محمد بن الصباح، سفیان، ابن ابی عروبۃ، حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک ہزار لوگوں کو ساز وسامان کے ساتھ سواری دی جن میں پچاس گھوڑے بھی تھے۔

۱۷۷-امیر المؤمنین کی حالتِ امیری ...... ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، اسحٰق بن سلیمان، ابوجعفر، یونس، حضرت حسنؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے عثمانؓ کو مسجد میں ایک کپڑے میں لپٹے پڑے دیکھا اور آپ کے پاس کوئی نہ تھا۔ امیر المؤمنین ہونے کے باوجود آپ کا یہ حال تھا۔

۱۷۸-سلیمان بن احمد، ابوزید القراطیسی، اسد بن موسیٰ، ابن لہیعۃ، ابوالاسود، عن عبید اللہ، عبدالملک بن شداد ابن الہاد سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے ایک جمع کے موقع پر حضرت عثمانؓ کو بر سر منبر دیکھا آپ کے جسم اطہر پر ایک معمولی سی عدنی ازار بند تھی جس کی قیمت بمشکل چار پانچ درہم ہوگی اور اوپری جسم پر کوئی چادر تھی۔

۱۷۹-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن عیسی، خلف الخزاز، یونس بن عبید، حضرت حسنؓ سے مسجد میں قیلولہ کرنے والوں کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: میں نے عثمانؓ بن عفان کو مسجد میں قیلولہ کرتے ہوئے دیکھا جبکہ آپؓ خلیفہ بھی تھے۔ جب آپ اٹھے تو پتھروں کے نشان آپکے جسم پر نمایاں تھے۔ جبکہ آپکے متعلق یہ کہا جاتا تھا آپ امیر المؤمنین ہیں امیر المؤمنین۔

۱۸۰-احمد بن عبداللہ بن احمد، جعفر بن محمد بن الفضل، محمد بن حمیر، اسماعیل بن عیاش، شرحبیل بن مسلم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ (کی درویشی کا یہ عالم تھا کہ) لوگوں کو امیروں والے کھانے کھلاتے اور پھر گھر جا کر خود سرکہ اور زیتون سے روٹی کھاتے۔ اور کوئی عام سالن بھی استعمال نہ فرماتے۔

۱۸۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، شیبان، محمد بن راشد، سلیمان بن موسی سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ کو اطلاع دے کر کچھ لوگوں کو دیکھنے کے لئے بلایا گیا جو کسی غلط کام میں مصروف تھے۔ آپؓ تشریف لائے تو وہ لوگ وہاں سے ہٹ کر جا چکے تھے آپؓ نے انکے آثار دیکھ کر اس بات پر اللہ کی حمد کی کہ آپ نے انکو مبتلائے عصیان حالت میں نہ دیکھا۔ پھر آپؓ نے ایک غلام آزاد فرمایا۔

۱۸۲-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابوسلمۃ الحرانی، ابی عبدالرحیم، فرات بن سلیمان، میمون بن مہران ہمدانی رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو ایک خچر پر سوار دیکھا حالانکہ آپ خلیفہ وقت تھے۔ اور آپ نے اپنے پیچھے اپنے غلام نائل کو بٹھا رکھا تھا۔

۱۸۳-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن بکر بن علی بن مسعدۃ، عبداللہ بن الرومی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: اگر میں جنت اور جہنم کے درمیان ہوں اور مجھے معلوم نہ ہو کہ مجھے کسی

۱۔ کنز العمال ۳۲۸۴۵، والجامع الکبیر ۹۹۵۳۔

طرف جانے کا حکم دیا جائے گا تو میری خواہش ہوگی کہ میں مٹی ہو جاؤں قبل اس سے کہ مجھے کسی طرف جانے کا حکم دیا جائے۔

۱۸۴-عثمانؓ کی حیاداری...... ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبۃ بن سعید، لیث بن سعد، عبداللہ بن عامر بن ربیعۃ سے مروی ہے کہ ہم (محاصرہ کے دن) گھر میں حضرت عثمانؓ کے پاس تھے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے کبھی زنا نہیں کیا جاہلیت میں اور نہ زمانہ اسلام میں اور اسلام میں میری حیاداری میں اضافہ ہی ہوا۔

۱۸۵-سلیمان بن احمد، عبداللہ بن محمد بن سعید بن ابی مریم، محمد بن یوسف الفریابی، سفیان الثوری، صلت بن دینار، عقبہ بن صہبان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے اپنی شرمگاہ سے متعلق فرمایا کہ جب سے میں مسلمان ہوا کبھی میں نے دائیں ہاتھ سے اسکو چھوا تک نہیں۔

۱۸۶-فاروق الخطابی، ابو مسلم الکشی، علی بن عبداللہ المدینی، ہشام بن یوسف، عبداللہ بن بجیر، حضرت عثمانؓ کے غلام ہانی فرماتے ہیں حضرت عثمانؓ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ آنسوؤں سے آپکی ریش مبارک تر ہو جاتی۔

۱۸۷-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابو داؤد، حریث بن السائب، حسن، حمران بن ابان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے سوائے خالی روٹی کے عمدہ کھانے، میٹھا پانی اور سایہ دار گھر ابن آدم کیلئے زائد نعمت ہے۔ ابن آدم کی اسمیں کوئی فضیلت نہیں ہے[1]

۱۸۸-سلیمان بن احمد، احمد بن عبدالوہاب بن نجدۃ، یحییٰ بن صالح الوحاظی، سلیمان بن عطاء الجزری، مسلمۃ بن عبداللہ الجہنی، ابو مشجعہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم حضرت عثمانؓ بن عفان کی معیت میں ایک مریض کی عیادت کو گئے۔ حضرت عثمانؓ نے اس مریض کو فرمایا: کہو "لا الہ الا اللہ" مریض نے کہہ لیا پھر فرمایا: قسم ہے میری جان کی مالک کی، اس شخص نے کلمہ کے ساتھ اپنی خطاؤں کو پھینک کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ ابو مشجعہ راوی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا آپ نے ایسی کوئی بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یا آپ اپنی طرف سے بیان فرما رہے ہیں؟ فرمایا: نہیں تندرست کے لئے یہ زیادہ گناہوں کو مٹانے والا ہے[2]

☆☆☆

۱۔ تاریخ أصبهان، للمصنف ۱/۲۵۴.

۲۔ اتحاف السادة المتقين للزبيدي ۱۰/۲۷۵، وكنز العمال ۲۵۶۸۳.

(۴) حضرت علیؓ بن ابی طالب[1]

آپ قوم کے سردار، اللہ تعالیٰ اور اس کی شریعت سے محبت رکھنے والے، باب مدینۃ العلم، بہترین واعظ، اشارات کا استنباط کرنے والے، مہتدین کے علم، مطیعین کے نور، متقین کے والی، امام العادلین، اسلام قبول کرنے میں اسبق، فیصلہ کرنے میں اجدل، علم میں اعظم، علم میں اوفر، متقین کے پیشوا، عارفین کی زینت، حقائق توحید سے باخبر کرنے والے عاقل اور لسان سائل کے حامل، عہد کا ایفاء کرنے کے مصداق، فتنوں کا قلع قمع کرنے والے، امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے والے اور دشمنان اسلام کا ڈٹ کر مقابلہ کرکے اور ان کو نیست ونابود کرنے والے تھے۔

۱۸۹- خیبر کی فتح...... ابراہیم بن محمد بن یحیٰ، محمد بن اسحٰق ثقفی، قتیبہ بن سعید، یعقوب بن عبدالرحمٰن، ابو حازم کے سلسلۂ سند سے سہل بن سعد کی روایت منقول ہے کہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیبر کے روز فرمایا: آج میں علَم اللہ اور اس کے رسول کے محبوب کے ہاتھ میں دوں گا، اور من جانب اللہ اسی کے ذریعہ خیبر فتح ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے اضطراب کی حالت میں شب گزاری کہ نا معلوم وہ کون خوش نصیب انسان ہوگا۔ صبح ہوئی تو آپ علیہ السلام نے صحابۂ کرام سے حضرت علیؓ کے بابت استفسار فرمایا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ بعد ازاں رسالت مآب ﷺ نے حضرت علی کو بلوا کر ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک لگایا اور ان کے لئے صحت کی دعا بھی فرمائی، کچھ دیر بعد شیر خدا کی آنکھوں سے الم کا ازالہ ہوگیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو علم عطاء فرمایا حضرت علی نے عرض کیا یارسول اللہ! دشمنان اسلام کے کلمہ پڑھنے تک میں ان سے قتال کرتا رہوں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے علی! تم ان کے پاس پہنچنے کے بعد اولاً انہیں اسلام کی دعوت دینا، اور ان کو حقوق اللہ سے آگاہ کرنا، کیوں کہ تمہاری وجہ سے ایک انسان کا راہ راست پر آنا تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

۱۹۰- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، داؤد، عمر، ابو راشد مثنیٰ بن زرعہ، محمد بن اسحٰق، بریدۃ بن سفیان اسلمی کے والد سفیان کے سلسلۂ سند سے سلمۃ بن اکوعؓ کا قول مروی ہے ایک بار آپ علیہ السلام نے حضرت صدیق اکبرؓ کو قلعۂ خیبر کی طرف روانہ فرمایا، لیکن وہ بسیار کوشش کے بعد بلا فتح واپس آگئے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کل میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں علم دوں گا جسکے ذریعہ خیبر فتح ہوگا اور وہ شخص میدان جنگ سے راہ فرار اختیار نہیں کرے گا۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلوایا اس وقت ان کی آنکھوں میں درد تھا آپ نے ان کی آنکھوں

۱۔ الکامل لابن الاثیر (حوادث سنة ۴۰) وتاریخ الطبری ۸۳/۶. والبدء والتاریخ ۷۳/۵. وصفة الصفوة ۱۱۸/۱، ومقاتل الطالبین ۱۴، وشرح نهج البلاغة ۵۷۹/۲. ومنهاج السنة ۲/۳، ۷۳، وصفة الصفوة ۱۱۸/۱. ومقاتل الطالبین ۱۴، وشرح نهج البلاغة ۵۷۹/۲، ومنهاج السنة ۲/۳، ۲/۴، وتاریخ الخمیس ۲۷۶/۲، وتاریخ المسعودی ۲/۲، ۳۹، والاسلام والحضارة العربیة ۱۴۱/۲. والریاض النضرة ۱۵۳/۲، ۲۴۹، والاصابة.

۲۔ صحیح البخاری ۷۳/۴، ۲۳/۵، ۱۷۱، وصحیح مسلم، کتاب الفضائل ۳۴، ومسند الامام احمد ۳۳۳/۵. وفتح الباری ۷۰/۷، ۴۷۶، وشرح السنة للبغوی ۱۱۲/۱۴. ودلائل النبوة للبیهقی ۲۰۵/۴، وخصائص الامام علی للنسائی ۱۳، والمستدرک ۱۰۹/۳، واتحاف السادة المتقین ۱۸۸/۷.

میں تھوک ڈالا پھر فرمایا: یہ جھنڈا لو اور اس وقت تک لڑتے رہو جب تک خدا تمہارے ہاتھوں فتح عطا نہ فرمائے۔ راوی سلمۃ بن الاکوع کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت علیؓ نے سفر شروع فرمایا میں نے بھی ان کے ساتھ رخت سفر باندھ لیا، اور ہم چلتے رہے حتی کہ حضرت علی نے قلعہ کے نیچے ایک عظیم پتھر پر علم نصب فرما دیا۔ قلعہ کے اوپر ایک یہودی نے حضرت علیؓ کو دیکھ کر ان سے سوال کیا کہ آپ کون ہیں؟ شیر خدا نے فرمایا میں علی ہوں، اس یہودی نے کہا پھر فتح تمہاری ہوگی، کیوں کہ ہماری کتاب ''توراۃ'' میں اسی طرح مرقوم ہے۔[1]

شیخ فرماتے ہیں بریدہ عن ابیہ کے طریق سے یہ حدیث غریب ہے کیونکہ اس میں ایسی زیادتی ہے جس کی کوئی مثال اور تابع نہیں ہے۔ جبکہ یہی حدیث یزید بن ابی عبید عن سلمۃ بن الاکوع کے طریق سے صحیح ہے۔

۱۹۱- احمد بن یعقوب بن مہرجان المعدل، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابراہیم بن اسحٰق ضبی، قیس بن ربیع، لیث بن ابی سلیم، ابن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے حضرت حسن بن علی سے مروی ہے ایک موقع پر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! سید العرب (عرب کے سردار حضرت علیؓ) کو بلاؤ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ سید العرب نہیں ہو؟ اس وقت آپ علیہ السلام نے فرمایا میں اولاد آدم کا اور حضرت علی عرب کے سردار ہیں۔ پھر حضرت علی کے پہنچنے کے بعد آپ ﷺ نے انصار کو بلوا کر ان سے فرمایا اے انصار یہ بات بواسطہ جبرئیل کے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمائی ہے۔[2]

ابو بشر نے سعید بن جبیر عن عائشہ کے طریق سے اس کو نقل کیا ہے۔

۱۹۲- محمد بن احمد بن علی، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابراہیم بن محمد بن میمون، علی بن عیاش، حارث بن حصیرۃ، قاسم بن جندب کے سلسلۂ سند سے انسؓ کا قول مروی ہے، ایک بار آپ ﷺ نے میرے ذریعہ وضوء فرما کر دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے انس! اس باب سے داخل ہونے والا سید المسلمین ہوگا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں دل ہی دل میں دعا کرتا رہا کہ اے اللہ داخل ہونے والے کا تعلق انصار سے ہو، کچھ دیر بعد اس باب سے حضرت علیؓ داخل ہوئے حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج آپ ﷺ نے میرے متعلق عجیب بات ارشاد فرمائی ہے! آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا۔[3]

جابر جعفی نے ابی الطفیل عن انسؓ سے اس کو نقل کیا ہے۔

۱۹۳- ابو احمد محمد بن احمد جرجانی، حسن بن سفیان، عبدالحمید بن بحر، شریک، سلمۃ بن کہیل کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے فرمان نبوی ﷺ ہے: میں حکمت کا گھر اور علی اس کا باب ہے۔[4]

اصبغ بن نباتہ اور حارث نے علی سے اس کے مثل نقل کیا ہے اور مجاہد نے عن ابن عباس عن رسول اللہ ﷺ سے اس کے مثل نقل

۱۔ صحیح البخاری ۴/۷۳، ۵/۲۳، ۱۷۱، وصحیح مسلم، کتاب الفضائل ۳۴، ومسند الامام أحمد ۵/۳۳۳. وفتح الباری ۷/۷۰، ۴۷۶، وشرح السنة للبغوی ۱۴/۱۱۲. ودلائل النبوة للبیهقی ۴/۲۰۵، وخصائص الامام علی للنسائی ۱۳، والمستدرک ۳/۱۰۹، واتحاف السادة المتقین ۷/۱۸۸.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۳/۹۰، ومجمع الزوائد ۹/۱۳۲. وکنز العمال ۳۶۴۴۸.

۳۔ الموضوعات لابن الجوزی ۱/۳۷۶، واللآلیء المصنوعة للسیوطی ۱/۱۸۶، وتاریخ أصبهان للمصنف ۲/۷۱، ومجمع الزوائد ۱/۲۱۶. یہ روایت موضوع ہے۔

۴۔ سنن الترمذی ۳۷۲۷، والزهد لابن المبارک ۳۱۴، ومشکاة المصابیح ۶۰۸۷، واتحاف السادة المتقین ۶/۲۴۴، والموضوعات ۱/۳۴۹، ۳۵۰، واللآلی المصنوعة ۱/۱۷۰، والفوائد المجموعة ۳۴۸، وتنزیه الشریعة ۳۷۷، وتخریج الاحیاء ۲/۱۸۸.

کیا ہے۔

۱۹۴-محمد بن عمر بن غالب، محمد بن احمد بن ابی خیثمہ، عباد بن یعقوب، موسیٰ بن عثمان حضرمی، اعمش، مجاہد کے سلسلۂ سند سے ابن عباس کی روایت ہے کہ فرمان نبوی ﷺ ہے: اللہ نے کوئی آیت ایسی نازل نہیں فرمائی جس میں "یاایھاالذین آمنوا" سے خطاب کیا گیا ہو مگر اس میں علی مؤمنین کے سردار اور امیر مراد ہیں۔[1]

۱۹۵-جعفر بن محمد بن عمر، ابو حصین وادی، یحییٰ بن عبدالحمید، شریک، ابی یقظان، ابووائل کے سلسلۂ سند سے حذیفہ بن الیمان کا قول مروی ہے۔ایک موقع پر صحابہؓ نے حضرت علی کے بابت آپ علیہ السلام سے استفسار فرمایا کیا آپ علی کو خلیفہ نہیں بنائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم علی کو ولایت سپرد کردو تو تم علی کو ہادی مہدی اور تمہیں صراط مستقیم پر چلانے والا پاؤ گے۔[2]

نعمان بن ابی شیبہ جندی نے ثوری عن ابی اسحاق عن زید بن یثیع عن حذیفہ کی سند سے اس کو نقل کیا ہے۔

۱۹۶-سلیمان بن احمد، عبداللہ بن وہیب غزی، ابن ابی السری، عبدالرزاق، نعمان بن ابی شیبہ جندی، سفیان ثوری، ابواسحٰق، زید بن یثیع کے سلسلۂ سند سے حذیفہؓ کا قول مروی ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے: اگر تم علی کو خلیفہ بناؤ اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ان کو خلیفہ بناؤ گے تو تب تم ان کو ہادی و مہدی پاؤ گے، جو تم کو شریعتِ بیضاء پر چلائے گا۔[3]

ابراہیم بن ہراسہ نے ثوری عن ابی اسحاق عن زید بن یثیع عن علیؓ کے طریق سے اس کو روایت فرمایا ہے۔

۱۹۷- زید بن جناح قاضی، اسحٰق بن محمد بن مہران، محمد بن مہران، ابراہیم بن ہراسۃ، ابن اسحٰق، زید بن یثیع، علی کے سلسلۂ سند سے گزشتہ روایت کی مانند آپ علیہ السلام کا قول مروی ہے۔

۱۹۸-ابواحمد غطریفی، ابوالحسن بن ابی مقاتل، محمد بن عبید بن عتبہ، محمد بن علی وہبی کوفی، احمد بن عمران بن سلمۃ، سفیان ثوری، منصور، ابراہیم، علقمہ کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعود کا قول مروی ہے:

میرے سامنے حضور علیہ السلام سے حضرت علیؓ کے بابت سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حکمت دس اجزاء پر تقسیم کئے جانے کے بعد نو اجزاء علیؓ کو اور باقی ایک جز دیگر لوگوں کو عطاء کی گئی ہے۔[4]

۱۹۹-ابوبکر بن خلاد، محمد بن یونس کدیمی، عبداللہ بن داؤد خریبی، ہرمز بن حوران، ابی عون، ابی صالح حنفی کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے۔

ایک بار میری درخواست پر آپ علیہ السلام نے مجھے دین پر استقامت کی تلقین فرمائی، میں نے جواب میں عرض کیا واللہ ربی وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب، آپ نے فرمایا اے ابوالحسن تجھے علم مبارک ہو علم کے خزانوں سے نوازے جانے کی خوشخبری سناتا ہوں۔[5]

۱۔ الدر المنثور ۱/۱۰۴، وکنز العمال ۳۲۹۲۰، والجامع الکبیر ۱/۶۹۵، وعزاہ لمصنف عن ابن عباس.
۲۔ کنز العمال ۳۲۹۶۶.
۳۔ العلل المتناھیۃ لابن الجوزی ۱/۲۵۲.
۴۔ العلل المتناھیۃ لابن الجوزی ۱/۲۳۹، والبدایۃ والنھایۃ ۷/۳۶۰، وکنز العمال ۳۲۹۸۲، ۳۶۴۶۱، والجامع الکبیر للسیوطی ۱/۲۰۷، وعزاہ للمصنف، والازدی فی الضعفاء، وابو علی الحسن بن علی البرذعی فی معجمہ، وابن النجار، وابن الجوزی فی الواھیات عن ابن مسعود)
۵۔ المستدرک ۳/۳۰۴، وتاریخ ابن عساکر ۲/۳۲۹، (التھذیب) والدر المنثور ۳/۳۴۷، وکنز العمال ۳۶۵۲۴.

۲۰۰-ابوالقاسم نزیر بن جناح القاضی، اسحٰق بن محمد بن مروان، محمد بن مروان، عباس بن عبیداللہ، غالب بن عثمان الہمدانی، ابومالک، عبیدۃ، شقیق کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے: قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے کوئی حرف ایسا نہیں جس کا کوئی ظاہر اور باطن نہ ہو اور علی بن ابی طالب کے پاس ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔

۲۰۱-ابوبکر محمد بن حسن، محمد بن سلیمان بن حارث، عبیداللہ بن موسیٰ، اسماعیل بن ابی خالد، ابواسحٰق کے سلسلۂ سند سے ہبیرۃ بن یریم کی روایت ہے: ایک روز حضرت حسن بن علی نے خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا:

اے لوگو! کل گزشتہ تم سے اولین وآخرین میں علم کے اعتبار سے افضل انسان جدا ہو گیا۔ آپ ﷺ جب بھی انہیں جھنڈا دے کر کہیں بھیجتے تو فتح کے بغیر آپ کی واپسی نہیں ہوتی تھی۔ جبریلؑ آپ کے دائیں طرف اور میکائیل بائیں طرف ہوتے تھے آپؓ نے کوئی درہم چھوڑا نہ دینار، صرف سات سو (درہم) آپ کی عطاء میں سے بچ گئے تھے جن سے آپ ایک غلام خریدنا چاہتے تھے۔[1]

۲۰۲-محمد بن جعفر بن ہیثم، جعفر بن محمد صائغ، قبیصہ بن عقبہ، سفیان، حبیب بن ابی ثابت، سعید بن جبیر کے سلسلۂ سند سے ابن عباس کی روایت منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا: حضرت ابی ہم میں سب سے بڑے قاری اور حضرت علیؓ سب سے بڑے قاضی ہیں۔

۲۰۳-ابراہیم بن احمد بن ابی حصین، محمد بن عبداللہ حضرمی، خلف بن خالد عبدی بصری، بشر بن ابراہیم انصاری، ثور بن یزید، خالد بن معدان کے سلسلۂ سند سے معاذؓ بن جبل کی روایت منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے علی میں تمہارے ساتھ نبوت کے ذریعہ جھگڑتا ہوں اور میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ نیز اللہ نے تمہیں سات فضائل سے نوازا ہے کوئی قریشی ان میں تم سے نہیں جھگڑ سکتا۔ ایمان لانے میں سب سے اول، عہد الٰہی کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے، امر الٰہی کو سب سے زیادہ قائم کرنے والے، برابری اور انصاف کے ساتھ تقسیم کرنے والے، رعیت میں عدل ومساوات قائم کرنے والے، فیصلہ کرنے میں سب سے زیادہ صاحب بصیرت، اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مرتبہ والے۔[2]

۲۰۴-محمد بن مظفر، عبداللہ بن اسحٰق، ابراہیم انماطی، قاسم بن معاویہ انصاری، عصمہ بن محمد، یحیٰ بن سعید انصاری، سعید بن مسیب کے سلسلۂ سند سے ابوسعید خدریؓ کی روایت منقول ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: تجھے سات ایسے فضائل میسر ہیں، قیامت کے دن جن میں تجھ سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ایمان لانے میں سب سے اول، عہد الٰہی کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے، امر الٰہی کو سب سے زیادہ قائم کرنے والے، برابری اور انصاف کے ساتھ تقسیم کرنے والے، رعیت میں عدل ومساوات قائم کرنے والے، فیصلہ کرنے میں سب سے زیادہ صاحب بصیرت، قیامت کے روز اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مرتبہ والے۔[3]

۲۰۵-عمر بن احمد بن عمر قاضی قصبانی، علی بن عباس بجلی، احمد بن یحیٰ، حسن بن حسین، ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحٰق عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے شعبیؒ سے مروی ہے، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے میرے متعلق ارشاد فرمایا مسلمانوں کے سید اور متقیوں کے امام حضرت علی کو خوش آمدید! حضرت علی سے پوچھا گیا: آپ نے کس شی پر شکر ادا کیا؟ فرمایا: میں نے اللہ کی عطا کردہ نعمت پر اس کی حمد وثناء کی۔ اور ان نعمتوں پر شکر کی توفیق مانگی اور مزید عطا کا سوال کیا۔

۲۰۶-محمد بن حمید، علی بن سراج مصری، محمد بن فیروز، ابوعمرو لاہز بن عبداللہ، معمر بن سلیمان، عن ابیہ، ہشام بن عروۃ، عن ابیہ کے سلسلۂ سند

---

[1] تاريخ أصبهان، للمصنف ۱/۴۵.

[2] الموضوعات لابن الجوزی ۱/۳۴۳، واللآلی المصنوعة ۱/۱۶۷، وتنزیه الشریعة ۱/۳۵۲، وكنز العمال ۳۲۹۹۴.

[3] اللآلی المصنوعة ۱/۱۶۱ وكنز العمال ۳۲۹۹۵. یہ روایت ضعیف ہے۔

[4] کشف الخفا للعجلونی ۲/۴۱۰، وكنز العمال ۳۳۰۰۹، ۳۶۵۲۷.

سے حضرت انس کی روایت منقول ہے آپ علیہ السلام نے میرے ذریعہ برزۃ اسلمی کو پیغام بھیجا اور فرمایا: اے ابو برزہ اسلمی! اللہ تعالیٰ نے علی کے بارے میں مجھ سے عہد لیا ہے کہ علی ہدایت کے علم، ایمان کے منارے، میرے اولیاء کے امام، اور میرے فرمانبرداروں کے نور ہیں۔ اے ابو برزہ! علی بن ابی طالب کل قیامت کے دن میرے امین ہونگے، میرے جھنڈے کو اٹھانے والے ہونگے اور علی میرے رب کی رحمت کے خزانوں کی کنجی ہیں۔[1]

۲۰۷- ابوبکر طلحی، محمد بن علی بن دحیم، عباد بن سعید بن عباد جعفی، محمد بن عثمان بن ابی بہلول، صالح بن ابی اسود، ابو مطہر رازی، اعمش ثقفی، سلام جعفی کے سلسلۂ سند سے ابو برزہؓ سے مروی ہے کہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

اللہ تعالیٰ نے علی کے بارے میں مجھ سے عہد لیا تو میں نے عرض کیا یارب العالمین! مجھے بیان کیجئے کہ وہ عہد کیا ہے؟ فرمایا: سنو میں نے عرض کیا میں ہمہ تن گوش ہوں۔ فرمایا: علی ہدایت کے علم، میرے اولیاء کے امام، اور میرے فرمانبرداروں کے نور ہیں۔ یہ وہی کلمہ ہیں جن کو میں نے متقیوں کیلئے لازم کر دیا ہے۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اس بات کی علی کو خوشخبری دیدو۔ چنانچہ علی آئے تو میں نے ان کو بشارت دیدی۔ علیؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اللہ کا بندہ ہوں اس کے قبضۂ قدرت میں ہوں اگر وہ مجھے عذاب دے تو میرے گناہوں کی وجہ سے مجھے عذاب ہوگا اور اگر میرے لئے یہ نعمتیں تمام کر دے جو آپ نے بیان فرمائی ہیں تو اللہ میرا اور ان کا مالک ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! علی کا دل دھودے اور ایمان کو اس کے دل کی بہار بنادے۔ اللہ نے فرمایا: میں نے ایسا کر دیا۔ اور نیز ان کو ایسی مصیبت کا سامنا ہوگا جو تیرے اصحاب میں سے کسی کو نہیں ہوگا۔ حضور ﷺ نے عرض کیا یا اللہ! یہ میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے خدارا! کچھ رحم فرمایئے! اللہ نے فرمایا: یہ بات لکھی جاچکی ہے اور ان کو یہ مصیبت پہنچ کر رہے گی۔[2]

۲۰۸- سعد بن محمد صیرفی، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابراہیم بن محمد بن میمون، حکم بن ظہیر، السدی، عبد خیر، حضرت علیؓ فرماتے ہیں آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد میں نے قسم اٹھائی کہ میں قرآن کو جمع کرنے سے قبل اپنی چادر نہیں اتاروں گا چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔

۲۰۹- ابوبکر بن مالک، محمد بن یونس السامی، ابوبکر حنفی، فطر بن خلیفہ، اسماعیل بن رجاء، عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے ابو سعید خدریؓ کی روایت منقول ہے۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں: ایک بار ہم آپ علیہ السلام کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ ﷺ کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا حضرت علی نے آپ ﷺ کی جوتی لیکر اسے صحیح کر دیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو! میرے تنزیل قرآن پر قتال کرنے کی مانند تم میرے بعد تاویل قرآن پر قتال کرو گے۔ ابو سعیدؓ فرماتے ہیں میں نکلا تا کہ اس کی خبر لوگوں کو سنادوں لیکن کوئی اس خبر کو سن کر خوش نہ ہوا۔[3]

۲۱۰- محمد بن عمر بن سلم، ابو محمد قاسم بن محمد بن جعفر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب، عن ابیہ، عن ابیہ، جعفر، عن ابیہ محمد بن عبداللہ، عن ابیہ محمد، عن ابیہ عمر کے سلسلۂ سند سے علیؓ کا قول مروی ہے:

فرمان نبوی ﷺ ہے: اے علی! اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں تجھے قریب کروں اور تجھے علم سکھاؤں تا کہ تو اس کو محفوظ رکھے۔ اور یہ آیت "وتعیھا اذن واعیة" ترجمہ تا کہ اس کو محفوظ کرنے والے کان محفوظ کرلیں۔ میرا علم یہ کہتا ہے کہ اس سے تیرے کان مراد ہیں۔[4]

۱۔ الموضوعات لابن الجوزی ۱/۳۸۸، والکامل لابن عدی ۷/۲۶۰۰.

۲۔ العلل المتناھیة ۱/۲۳۶، واللآلی المصنوعة ۱/۱۸۸.

۳۔ مسند الامام احمد ۳/۸۲، والمستدرک ۳/۱۲۳، ودلائل النبوة للبیھقی ۶/۴۳۵، وموارد الظمآن ۲۲۰۷، وشرح السنة ۱۰/۲۳۳، والعلل المتناھیة ۱/۲۳۹، والبدایة والنھایة ۶/۲۴۷، ۷/۳۰۵، ومجمع الزوائد ۵/۱۸۶، ۹/۱۲۳.

۴۔ الدر المنثور ۶/۲۶۰، وتفسیر الطبری ۲۹/۳۶، وکنز العمال ۳۶۵۲۵، وتفسیر القرطبی ۱۸/۲۶۴.

۲۱۱-حسن بن علی بن خطاب، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، احمد بن یونس، ابوبکر بن عیاش، نصیر، سلیمان احمسی، عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے اللہ کی قسم! میں قرآن کی ہر آیت کے نزول اور مقام نزول سے واقف ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے قلب عاقل اور لسانِ سائل سے نوازا ہے۔

۲۱۲-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد، مسعر، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے:

حضرت علیؓ سے ان کی ذات کے بابت سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا مجھے ہر سوال کے جواب سے نوازا گیا ہے۔

۲۱۳-احمد بن یعقوب بن مہرجان العدل، محمد بن حسین بن حمید، محمد بن تسنیم، علی بن حسین بن عیسیٰ بن زید، عن جدہ عیسیٰ بن زید، اسماعیل بن ابی خالد، عمرو بن قیس، منہال بن عمرو، ابوذرؓ کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے فرمایا: میں نے فلاں فتنہ کی آنکھ پھوڑی تھی اگر میں نہ ہوتا تو فلاں فلاں قتل نہ ہوتے۔

۲۱۴-ابوبکر خلاد، احمد بن علی الخراز، عبدالرحمٰن بن حفص طنافسی، زیاد بن عبداللہ، ابواسحٰق، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر، سلیمان کے سلسلۂ سند سے ابوسعید خدریؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ کے سامنے علی کی بابت شکایت کی گئی، آپ ﷺ نے لوگوں کو اس سے منع فرما کر فرمایا علی کی شکایت نہ کرو، علی سب سے زیادہ خوف خدا رکھنے والے ہیں۔[1]

۲۱۵-سلیمان بن احمد، ہارون بن سلیمان المصری، سعد بن بشر الکوفی، عبدالرحیم بن سلیمان، یزید بن ابی زیاد، اسحٰق بن کعب بن عجرۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے کہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

اے لوگو علی کو برا بھلا مت کہو۔ وہ اللہ کی ذات میں غرق انسان ہیں۔[2]

۲۱۶-عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن محمد الجمال، ابومسعود، سہل بن عبدربہ، عمرو بن ابی قیس، مطرف، منہال بن عمرو، عن التیمی کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کا قول مروی ہے کہ ہم آپس میں بات چیت کرتے تھے کہ آپ علیہ السلام نے حضرت علی کے تقریباً ستر فضائل بیان فرمائے ہیں جبکہ کسی اور کے اس قدر فضائل نہیں گنوائے۔

اطاعت وفرمانبرداری حضرت علیؓ کی شان تھی اور آپؓ نیکی اور گناہ سے بچنے میں خدا کی ذات پر بھروسہ رکھتے تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف پوشیدہ دلوں کو مقلب القلوب کی طرف موڑنے کا نام ہے۔

۲۱۷-محمد بن احمد بن حمدان، حسن بن سفیان، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد، عقیل، محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، اسماعیل بن ابی کریمۃ، محمد بن سلمۃ، ابی عبدالرحیم، زید بن ابی انیسہ، زہری، علی بن حسین، کے سلسلۂ سند سے ان کے والد حسینؓ کا قول مروی ہے وہ اپنے والد حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں ایک بار آپ ﷺ شب میں بوقت تہجد ہمارے ہاں تشریف لائے آپ ﷺ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر فرمایا تم نماز (تہجد) نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں جب اللہ تعالیٰ چاہے گا ہم نماز پڑھیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ لوٹ گئے اور کوئی بات نہیں فرمائی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں آپ ﷺ کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا کہ آپ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارتے جا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں:

وکان الانسان اکثر شیء جدلاً (الکہف ۵۴)

انسان بہت زیادہ جھگڑالو ہے۔

۱۔ مجمع الزوائد ۹/۱۳۰۔

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۹/۱۴۸، وکنز العمال ۳۳۰۱۷، والاحادیث الضعیفۃ ۸۹۵۔

حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف، صالح بن کیسان، شعیب بن حمزہ اور کئی لوگوں نے اس روایت کو امام زہریؒ سے نقل کیا ہے۔
بخاری ومسلم نے اس کو قتیبہ بن سعید سے تخریج فرمایا ہے۔[1]

حضرت علی رضوان اللہ علیہ وسلامہ علیہ اوراد پر مواظبت فرمانے والے اور کڑے وقت کیلئے توشوں کو گروی رکھوانے والے تھے
کہا گیا ہے کہ تصوف مطلوب کو پانے کیلئے محبوب کی طرف رغبت رکھنے کا نام ہے۔

۲۱۸- ابوبکر بن خلاد، احمد بن ابراہیم ملحان، یحیٰی بن بکیر، لیث بن سعد، یزید بن عبداللہ بن الہاد، محمد بن کعب قرظی، شبث بن ربعی کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

کچھ قیدی آپ علیہ السلام کی خدمت میں لائے گئے، شب کو حضرت علی نے فاطمہ سے فرمایا تم آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ سے ایک آدھ قیدی مانگ لاؤ۔ چنانچہ حضرت فاطمہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی لیکن حیاء کی وجہ سے ساکت رہیں پھر دوسری شب بھی آپ گئیں لیکن حیاء کی وجہ سے گزشتہ شب کے مانند خاموش رہیں پھر تیسری شب ہم دونوں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ ﷺ سے اپنا مقصد بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کی ہزار نیکیوں والی صبح وشام کی تسبیح تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے مذکورہ تسبیح پڑھنے کا مستقل معمول بنالیا، اور جنگ صفین والی رات کے علاوہ کبھی میں نے اس کا ناغہ نہیں کیا اس شب بھی شب کے ختم ہونے کے وقت میں نے مذکورہ تسبیح پڑھ لی تھی۔[2]

۲۱۹- محمد بن جعفر بن ہیثم، محمد بن احمد بن ابی العوام، یزید بن ہارون، عوام بن حوشب، عمرو بن مرۃ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے آپ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے، آپ ﷺ میرے اور فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے، پھر آپ ﷺ نے ہمیں گزشتہ تسبیح کی تعلیم دی، کہ جب ہم اپنے بستروں پر آئیں تو ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہہ لیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: اس کے بعد کبھی بھی میرے اس معمول میں فرق نہیں آیا۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کیا صفین کی رات بھی کوئی فرق نہیں آیا فرمایا: ہاں جنگ صفین کی رات بھی اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔

حکم اور مجاہد نے ابن ابی لیلیٰ سے اس کو نقل کیا ہے۔

۲۲۰- ابوعلی محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عباس بن ولید، عبدالواحد بن زیاد، جریری، ابوالورد کے سلسلۂ سند سے ابن اعبد کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت علیؓ نے مجھے فرمایا: اے ابن اعبد جانتے ہو کھانے کا کیا حق ہے؟ ابن اعبد نے عرض کیا: ابن ابی طالب! کیا ہے کھانے کا حق؟ فرمایا: کھانے کی ابتدا میں بسم اللہ اللهم بارک لنا فیما رزقتنا، پھر فرمایا: کھانے سے فراغت کے بعد اس کا شکر جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا اس کا شکر کیا ہے؟ فرمایا: آخر میں الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا کہنا۔ نیز فرمایا اے ابن عبد میری زوجہ فاطمہ بنت رسول ہونے کے باوجود خود چکی چلاتی تھی، اور پانی اٹھا کر لانے کی وجہ سے ان کی گردن پر نشان پڑ گئے تھے، اور گھر میں جھاڑو دینے کی وجہ سے ان کے کپڑے غبار آلود ہو جاتے تھے، اور چولہے میں آگ جلانے کی وجہ سے ان کے کپڑے میلے ہو جاتے تھے۔ مذکورہ تمام امور خانہ داری کی وجہ سے گویا وہ ایک مستقل مشقت میں مبتلا تھیں، ایک بار آپ علیہ السلام کے پاس کہیں سے چند قیدی

۱۔ صحیح البخاری ۹/ ۱۳۱، ۱۶۸، وصحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین ۲۰۶، وسنن النسائی ۳/ ۲۰۵، ومسند الامام احمد ۱/ ۲۷۷، والمصنف لعبد الرزاق ۲۲۴۴، وفتح الباری ۱۳/ ۳۱۳، والأدب المفرد ۹۵، وصحیح ابن خزیمہ ۱۱۴۰۔

۲۔ اتحاف السادۃ المتقین ۷/ ۵۰۹، وکنز العمال ۴۱۹۷۷۔

آئے میں نے ان سے کہا کہ اے فاطمہ! تم اپنے والد کے پاس جا کر ان سے ایک خادم لے آؤ۔

اس کے بعد شبث بن ربعی عن علی سے منقول کلام کے مانند پورا کلام نقل کیا گیا۔

حضرت علیؓ کو جب زندگی میں مشقت اور تنگ دستی جزو لازم بن گئی تو آپ نے مخلوق سے اعراض برتا اور کسب حلال اور محنت مزدوری میں مشغول ہو گئے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف اسباب میں احتیاط کرنا اور مقدرات کی طرف نگاہ کرنا ہے۔

۲۲۱-حضرت علیؓ کے پر مشقت احوال ...... محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسماعیل بن علیہ، عبداللہ بن محمد، احمد بن علی بن مثنیٰ، ابو ربیع، حماد، ایوب سختیانی کے سلسلۂ سند سے مجاہد کا قول مروی ہے:

ایک روز حضرت علیؓ عمامہ باندھے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے، فرمانے لگے ایک بار میں مدینہ میں شدید بھوک کا شکار ہو گیا، جسکی وجہ سے میں مزدوری کی تلاش میں مدینہ کے اطراف میں نکل گیا، وہاں پر کھجور کے عوض ایک خاتون کی میں نے مزدوری کی، ہر ڈول کے عوض ایک کھجور اجرت طے پائی میں نے سولہ ڈول پانی کے کھینچے حتیٰ کہ میرے ہاتھ شل ہو گئے۔ پھر میں عورت کے پاس گیا اور سولہ کھجوریں لیکر میں آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، اور میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کھجوریں آج کی میری مزدوری کا عوض ہیں، پھر آپ ﷺ نے بھی میرے ساتھ کچھ کھجوریں تناول فرمائیں۔

حماد بن زید اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ میں نے سولہ یا سترہ ڈول نکالے پھر ہاتھ دھوئے اور کھجوریں لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے میرے لئے خیر کی دعا فرمائی اور مجھے اچھے کلمات ارشاد فرمائے۔

موسیٰ الطحان نے مجاہدؒ سے اس کے مثل روایت نقل فرمائی ہے۔

۲۲۲-احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن حکیم اودی، شریک، موسیٰ طحان، مجاہد کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

ایک بار مجھے بھوک نے ستایا تو میں ایک باغ کے مالک کے پاس گیا اس نے مجھ سے کہا کنویں سے چند ڈول پانی نکالو، ایک ڈول کے عوض ایک کھجور ہوگی، چنانچہ میں نے چند ڈول پانی نکال کر اس کے عوض مالک سے کھجوریں وصول کر لیں، بعد ازاں میں پانی پی کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا مٹھی بھر کھجور میرے ساتھ تھیں، آپ ﷺ نے بھی ان کھجوروں میں سے چند کھجوریں تناول فرمائیں اور میں نے بھی کچھ کھجوریں کھائیں۔

آپ نیکوکاروں اور زاہدین کی زینت کے ساتھ رنگے ہوئے تھے۔

۲۲۳-ابو الفرج احمد بن جعفر نسائی، محمد بن جریر، عبدالاعلیٰ بن واصل، مخول بن ابراہیم، علی بن حزور، اصبغ بن نباتہ کے سلسلۂ سند سے عمار بن یاسر کا قول مروی ہے:

ایک بار آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک ایسی چیز سے مزین فرمایا ہے جس سے اچھی چیز کے ساتھ آج تک کسی کو مزین نہیں فرمایا، یہ اللہ کی زینت ہے اس کے نیک بندوں کیلئے۔ اور یہ زہد فی الدنیا ہے۔ پس نہ دنیا کو تم سے کچھ سروکار اور نہ تم کو دنیا سے کوئی حاجت۔ اور اللہ ہی نے تمہارے قلب میں مساکین کی محبت ڈالی ہے، چنانچہ آپ ان کے پیروکار ہونے پر اور وہ آپ کے امام ہونے پر خوش ہیں۔[1]

---

[1] کنز العمال ۳۳۰۵۳.

۲۲۴-ابوبکر طلحی، ابوحصین قاضی، ابوطاہر احمد بن عیسٰی بن عبداللہ عکبری، ابن ابی فدیک، ہشام بن سعد، زید بن اسلم کے سلسلۂ سند سے علی بن حسین کا قول مروی ہے وہ فرماتے ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا:

قیامت کے روز دنیا انتہائی حسین وجمیل شکل میں اللہ کے سامنے لائی جائیگی، وہ عرض کرے گی یا اللہ آپ مجھے اپنا کوئی ولی ہبہ کردیں۔ اللہ کی طرف سے جواب آئیگا تو اس لائق نہیں ہے کہ میں اپنا کوئی دوست تیرے حوالہ کروں۔ اس کے بعد بوسیدہ کپڑے کی مانند لپیٹ کر اسے آگ میں ڈالدیا جائیگا۔

آپؓ دنیا سے کنارہ کش تھے اس لئے دنیا کی حقیقت سے آپ کیلئے پردہ اٹھ گیا تھا آپ کو ہدایت اور بصارت نصیب ہوئی اور اندھے پن کے سارے پردے اٹھ گئے تھے۔

۲۲۵-ابوذر محمد بن حسین بن یوسف الوراق، ابن حسین بن حفص، علی بن حفص عبسی، نصیر بن حمزۃ، عن ابیہ جعفر بن محمد، محمد بن علی بن حسین، حسین بن علی کے سلسلۂ سند سے علیؓ بن ابی طالب کا قول مروی ہے کہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

اللہ تعالیٰ زاہد کو دنیا میں بلا تعلم علم اور بغیر کسی واسطہ کے ہدایت سے نوازتے ہیں اور اسے بصیر بنادیتے ہیں اور پردے اس سے اٹھادیتے ہیں۔[۱]

حضرت علیؓ اللہ کی ذات کے عالم تھے آپ کے سینۂ اقدس میں ذات باری تعالیٰ کا عرفان موجزن تھا۔

کہا گیا ہے کہ حق سے حجاب اٹھانے کا نام تصوف ہے۔

۲۲۶-احمد بن ابراہیم بن جعفر، محمد بن یونس سامی، ابونعیم، حبان بن علی، مجاہد، شعبی کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کا قول مروی ہے: حضرت علیؓ نے زید بن صوحان کے پاس پیغام بھیجا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: اے امیر المؤمنین! میں آپ کو اللہ کی ذات کا علیم نہیں جانتا، یہ جانتا ہوں کہ اللہ کی آپ کے دل میں بہت عظمت ہے۔

۲۲۷-خدا کیا ہے؟ علیؓ کا یہود کو جواب...... ابوبکر بن محمد بن حارث، فضل بن الحباب جمحی، مسدد، عبدالوارث بن سعید، محمد بن اسحٰق کے سلسلۂ سند سے نعمان بن سعد کی روایت ہے:

نعمان بن سعد کہتے ہیں ایک بار میری موجودگی میں دار الامارۃ میں حضرت علیؓ کے پاس نوف بن عبداللہ آئے، اور حضرت علی سے کہا اے امیر المؤمنین! دروازہ پر چالیس افراد پر مشتمل یہودی جماعت کھڑی ہے۔ اور وہ آپ سے چند سوالات کرنے آئے ہیں۔ حضرت علیؓ نے ان کو بلوا کر ان سے کہا سوال کرو۔

انہوں نے حضرت علیؓ سے اللہ تعالیٰ کی حقیقت وماہیت اور کیفیت کے بارے میں چند مختلف سوالات کئے۔ حضرت علیؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا اے یہود! سنو اور مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ تم کسی اور سے سوال کروگے یا نہیں: میرا رب عزوجل وہ اول ہے کسی شی سے اس کی ابتداء نہیں ہوئی۔ وہ کسی شی سے مل کر نہیں بنا۔ وہ حلول ہوجانے والی شی نہیں۔ وہ کسی شبیہ کی حامل ذات نہیں جس کو کوئی مکان گھیر سکے۔ وہ پردہ میں بند نہیں جو کسی مخصوص جگہ پر موجود ہو۔ وہ عدم کے بعد وجود پذیر نہیں ہوا کہ جس کی وجہ سے کہا جائے کہ وہ حادث ہے۔ بلکہ وہ اس بات سے عظیم تر ہے کہ اشیاء میں سے کسی شی کی کیفیت کے ساتھ اس کو مخصوص کیا جائے۔ وہ لازوال ہے۔ کسی زمانے کے اختلاف سے وہ زائل ہونے والا نہیں۔ نہ ایک شان کے دوسری شان کے ساتھ بدلنے کی وجہ سے وہ زائل ہونے والا۔ وہ شبیہوں کے ساتھ کیسے موصوف کیا جاسکتا ہے؟۔ وہ فصیح زبانوں کے ساتھ کیسے تعریف کیا جاسکتا ہے؟۔ وہ اشیاء میں سے نہیں تھا کہ کہا جائے وہ

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۱/ ۲۰۳، ۸/ ۸۷، ۹/ ۳۳۳. وکنز العمال ۶۱۴۹.

ان اشیاء سے جدا ہو گیا۔ نہ اس سے کوئی شی بنی ہے کہ کہا جائے وہ بن گیا۔ بلکہ وہ ہر کیفیت سے پاک ہے۔ وہ شہ رگ سے قریب تر ہے شبہ وشکل میں ہر شی سے بعید تر ہے۔ اس کے بندوں کا کوئی لحظہ اس سے مخفی نہیں۔ کسی لفظ کی بازگشت بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ ہوا کا کوئی بھنور اس سے اوجھل نہیں۔ کسی قدم کی آہٹ اور کسی مسکراہٹ کا کھلنا اس سے چھپا ہوا نہیں...... انتہائی تاریک رات میں بھی یہ چیزیں اس سے پوشیدہ نہیں۔ چمکتے چاند کی روشنی اس پر نہیں چھا سکتی۔ سورج کے روشن ہالہ کی کوئی کرن اس سے باہر نہیں۔ آنے والی رات کے متوجہ ہونے اور جانے والے دن کے پیٹھ پھیرنے...... الغرض وہ ہر شی کو محیط ہے۔ وہ ہر مکان، ہر گھڑی، ہر لحظہ، ہر مدت اور ہر انتہاء کو پوری طرح جانتا ہے۔ انتہائیں تو مخلوق کیلئے بیان کی جاتی ہیں۔ حد تو اس کے غیر کیلئے منسوب کی جاتی ہیں۔ اشیاء پہلے پہل اصول کے ساتھ پیدا نہیں ہوئی ہیں۔ نہ پہلے زمانے کے ساتھ متصف ہو کر پیدا ہوئی ہیں کہ اس سے پہلے وقت کو ابتداء قرار دیا جائے۔ بلکہ رب نے جب چاہا ان کو پیدا کر دیا اور ان کو تخلیق وافزائش بخش دی۔ اور جو چاہی صورت بخشی اور کیا ہی حسین صورتیں بخشی ہیں۔ وہ اپنی بلندی میں تنہا ہے کوئی شی اس کیلئے رکاوٹ نہیں۔ اس کی مخلوق کی اطاعت سے اس کا کوئی نفع نہیں۔ پکارنے والوں کیلئے اس کا جواب آنا فانا ہے۔ آسمان وزمین میں ملائکہ اس کی اطاعت کیلئے کمربستہ ہیں۔ بوسیدہ مردوں کے متعلق اس کا علم ایسا ہے جیسے زندوں کے متعلق۔ آسمان عالی کے متعلق اس کا علم ایسا ہے جیسے زمین کی آخری تہہ اور ہر شی کے متعلق اس کا علم۔ بہت سی آوازوں کا جمع ہونا اس کو پریشان اور متحیر نہیں کرتا۔ مختلف زبانوں کا سننا اس کو کسی ایک سے مشغول نہیں کرتا۔ وہ تمام مختلف آوازوں کو سننے والا ہے۔ بغیر کسی اعضاء وجوارح ان کو سننے اور جواب دینے والا ہے۔ مدبر ہے۔ بصیر ہے۔ تمام امور کا عالم ہے۔ وہ الحی القیوم ذات ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلا جوارح وادوات کے اور بغیر ہونٹ اور لھوات کے ہم کلام ہوا ہے۔ اس کے بارے میں حد بندی کا قول کرنے والا اس کی حقیقت سے جاہل ہے، اے مخاطب! اگر تو قرآن وبرہان کے خلاف خدا کی توصیف کرنا چاہتا ہے تو مجھے اسرائیل، میکائیل اور جبریل علیہم الصلوات کی توصیف بیان کر اور تو نہیں کر سکتا پھر جب تو مخلوق کی توصیف نہیں بیان کر سکتا تو خالق کی توصیف تجھ سے کیونکر ممکن ہے جو کہ نوم وا ونگھ سے پاک ہے۔ تمام آسمان وزمین پر اسی کی حکومت ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

نعمان کی یہ روایت غریب ہے۔ ابن اسحاق نے بھی اس کو مرسلاً روایت کیا ہے۔

۲۲۸-عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابراہیم بن محمد بن حارث، سلمۃ بن شبیب، احمد بن ابی الحواری، ابوالفرج کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

معرفت الٰہیہ کے بغیر صغرسنی میں مر کر جنت میں جانے سے کبرسنی میں معرفت الٰہیہ کے حصول کے ساتھ دنیا سے جانا مجھے زیادہ پسند ہے۔

۲۲۹-محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ضرار بن صرد علی بن ہاشم بن برید، محمد بن عبداللہ بن ابی رافع، عمر بن علی بن حسین کے والد کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

لوگوں کا سب سے بڑا خیر خواہ اور خدا کو سب سے زیادہ جاننے والا وہ شخص ہے جو لا الہ الا اللہ والوں کی سب سے زیادہ تعظیم کرے اور سب سے زیادہ ان کے ساتھ محبت رکھے۔

۲۳۰-احمد بن سندی، حسن بن علویہ قطان، اسماعیل بن عیسیٰ عطار، اسحٰق بن بشر، مقاتل، قتادہ کے سلسلۂ سند سے خلاس بن عمرو کی روایت منقول ہے: وہ فرماتے ہیں

ایک روز ہمارے سامنے ایک خزاعی شخص نے حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ اے امیر المومنین! کیا آپ نے حضور ﷺ سے اسلام کی تفصیل سنی ہے؟ حضرت علی نے جواب میں فرمایا: میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ اسلام کی بنیاد چار چیزوں پر ہے، صبر، یقین،

جہاد اور عدل۔ پھر صبر کی چار شاخ ہیں۔ شوق، شفقت، زہد اور انتظار۔ جنت کا شائق شہواۃ سے دور رہتا ہے اور دوزخ سے خائف حرام سے محفوظ رہتا ہے۔ زاہد کے لئے مصائب آسان کر دی جاتی ہیں اور موت کا منتظر خیرات کی طرف جلدی کرنے والا ہوتا ہے۔

اسی طرح یقین کی بھی چار چار شاخیں ہیں۔ فطانت اور ذہانت کو نگاہوں میں رکھنا، حکمت کی تاویل اور تفسیر جاننا، عبرت اور نصیحت کی معرفت رکھنا اور سنت کی اتباع کرنا۔ پس جس شخص نے فطانت کو جان لیا اس نے حکمت کی تاویل کر لی اور جس نے حکمت کی تاویل کر لی اس نے عبرت کی معرفت حاصل کر لی۔ اور جس نے عبرت کی معرفت حاصل کر لی اس نے سنت کی اتباع کر لی۔ اور جس نے سنت کی اتباع کر لی وہ اولین میں شامل ہو گیا۔

اسی طرح جہاد کی بھی چار شاخیں ہیں امر بالمعروف، نہی عن المنکر، ہر جگہ سچائی کو اختیار کرنا اور فاسقین سے دشمنی رکھنا۔ پس جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مؤمن کی پیٹھ مضبوط کی اور جس نے نہی عن المنکر کیا اس نے منافق کی ناک خاک میں ملا دی۔ جس نے سچائی کو پلے باندھ لیا اس نے اپنا فریضہ پورا کر دیا اور اپنے دین کی حفاظت کر لی۔ جس نے فاسقین سے دشمنی مول لی اس نے اللہ کیلئے غصہ کیا اور جس نے اللہ کیلئے غصہ کیا اللہ اس کیلئے غصہ کرے گا۔

اسی طرح عدل کی بھی چار شاخیں ہیں سمجھ اور فہم کو انتہائی غور کے ساتھ استعمال کرنا، علم کو تر و تازہ رکھنا، شریعت کے احکام معلوم رکھنا اور حلم و بردباری کے باغ میں رہنا۔ پس جس نے سمجھ اور فہم کو انتہائی غور کے ساتھ استعمال کیا اس نے جملہ علوم کی تفسیر و تشریح پالی اور جس نے علم کو تر و تازہ رکھا اس نے شریعت کے احکام معلوم کر لئے۔ جس نے شریعت کے احکام حاصل کر لئے وہ حلم و بردباری کے باغوں کا ساکن ہو گیا اور حلم و بردباری میں رہنے والا کسی کام میں کوتاہی نہیں کیا کرتا وہ لوگوں میں یوں جیا کرتا ہے کہ سب اس سے راحت و آرام میں ہوتے ہیں۔

خلاص بن عمرو نے اس کو یونہی مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بعض رواۃ نے الاسلام کی تشریح میں یہ کلام نقل کیا ہے جبکہ اصبغ بن نباتہ نے الایمان کی تشریح میں حضرت علیؓ سے مرفوعاً یہ کلام نقل کیا ہے۔ حارث نے اس کو حضرت علیؓ سے مرفوعاً مختصراً نقل کیا ہے۔ قبیصہ بن جابر نے اس کو حضرت علیؓ کے کلام کے طور پر نقل کیا ہے۔ اسی طرح علاء بن عبدالرحمٰن نے بھی اس کو حضرت علی کا کلام نقل کیا ہے۔

۲۳۱- ابوالحسن احمد بن یعقوب بن المہر جان، ابوشعیب الحرانی، یحییٰ بن عبداللہ، اوزاعی کے سلسلۂ سند سے یحییٰ بن ابی کثیر کی روایت منقول ہے کہ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا: کیا ہم آپ کی حفاظت اور چوکیداری نہ کریں؟ فرمایا: آدمی کی حفاظت اس کی موت کیا کرتی ہے۔

علامہ ابونعیمؒ فرماتے ہیں اسی طرح حضرت علیؓ سے بہت سی عمدہ باتیں اور دقیق اشارات منقول ہیں۔

۲۳۲- علی بن محمد بن اسماعیل الطوسی و ابراہیم بن اسحٰق، ابوبکر بن خزیمہ، علی بن حجر، یوسف بن زیاد، یوسف بن ابی المتند، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے: عمل کی قبولیت کیلئے عمل سے زیادہ شدت کے ساتھ اہتمام کرو۔ کیونکہ تقویٰ کے ساتھ کوئی عمل قلیل نہیں ہوتا اور یوں بھی جو عمل قبولیت کو پہنچ جائے وہ قلیل کیسے ہو سکتا ہے!!!۔

۲۳۳- عمر بن محمد بن عبدالصمد، حسن بن محمد بن عفیر، حسن بن علی، خلف بن تمیم، عمر بن رحال، علاء بن مسیب، عبد خیر کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! مال و اولاد کی کثرت کے بجائے علم و حلم اور عبادت کی کثرت نیز نیکی پر حمد الٰہی اور معاصی پر توبہ تمہارے لئے نفع مند ہے۔ اور دنیا میں فقط دو شخصوں کے لئے خیر ہے۔ گناہ کر کے توبہ کرنے والے اور مسارعت الی الخیرات کرنے والے کے لئے۔ اور تقویٰ

ا۔ اتحاف السادۃ المتقین ۹/۷، و کنز العمال ۲۳۸۹، الکاف الشاف لابن حجر ۳۰.

کے ساتھ کوئی عمل قلیل نہیں ہوتا اور جو عمل قبولیت کو پہنچ جائے وہ قلیل کیسے ہو سکتا ہے؟۔

۲۳۴-سلیمان بن احمد، اسحق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ابن طاؤس، عکرمہ بن خالد کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ سے منقول ہے:

اے لوگو میری پانچ باتوں کو مضبوطی سے پکڑلو۔ جب تم اونٹوں پر سوار ہو تو ان کو تھکانے سے قبل آرام دو، اللہ سے امید وابستہ رکھو، اپنے گناہ سے ڈرتے رہو، غیر معلوم بات کے متعلق سوال کرتے رہو۔ سوال کے وقت غیر معلوم شیء کے بارے میں اللہ اعلم کہو۔ صبر کی حیثیت ایمان کے سامنے بقیہ جسم کے سامنے سر کی حیثیت کی مانند ہے۔ غیر صابر کا ایمان غیر کامل ہے۔

۲۳۵-ابوبکر طلحی، محمد بن عبداللہ الحضرمی، عون بن سلام، ابومریم، زبید، مہاجر بن عمیر کے سلسلۂ سند سے حضرت علی بن ابی طالب کا قول مروی ہے:

اے لوگو اتباع خواہش اور طول امل تمہارے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ کیوں کہ اتباع ہویٰ حق سے دور کرنے والی اور طول امل آخرت کو بھلانے والی ہے۔ اے لوگو! دنیا پیٹھ پھیر چکی ہے۔ اور آخرت آنے کیلئے متوجہ ہو چکی ہے۔ ہر ایک کے اپنے بیٹے ہیں۔ لوگو اہل دنیا کے بجائے اہل آخرت بنو، کیوں کہ آج عمل ہے اور حساب نہیں اور کل حساب ہوگا عمل نہیں ہوگا۔

ثوری اور ایک جماعت نے اس کے مثل حضرت علیؓ سے مرسلاً نقل کیا ہے۔ اور انہوں نے مہاجر بن عمیر کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

ابونعیمؒ فرماتے ہیں: مجھے یہ حدیث امام الدارقطنیؒ نے میرے شیخ کے واسطہ سے مجھے پہنچائی ہے اور میں نے اس کو اسی طریق سے لکھا ہے۔

۲۳۶-محمد بن جعفر و علی بن احمد، اسحق بن ابراہیم، محمد بن یزید ابوہشام، محاربی، مالک بن مغول، جعفی، سدی کے سلسلۂ سند سے ابواراکہ کی روایت منقول ہے:

ایک روز نماز فجر کے بعد سے طلوع شمس تک حضرت علی افسردہ بیٹھے رہے۔ اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! تم صحابہ سے بہت دور نکل گئے ہو۔ اللہ کی قسم! ان کی صبح افسردگی، پریشانی اور غبار آلود حالت میں ہوتی تھی۔ گویا ان کے سامنے کوئی میت رکھی ہوتی تھی۔ وہ رات بسر کرتے تو تلاوت قرآن کرتے ہوئے اپنے قدموں اور پیشانیوں کے بل رات بسر کرتے تھے۔ جب وہ اللہ کا ذکر کرتے تو گویا ہوا والے دن میں درخت ہل ہلا رہا ہے۔ ان کی آنکھیں روتیں تو اللہ کی قسم! ان کے کپڑے بھیگ جاتے تھے۔ اور اللہ کی قسم اب تو لوگ غفلت کا شکار ہو کر رات گزارتے ہیں۔

۲۳۷-عبداللہ بن محمد، ابویحییٰ رازی، ہناد، ابن فضیل، لیث، حسن کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے۔

اجنبی انسان کے لئے خوشخبری ہے جو لوگوں کو جانتا ہو لیکن اسے کوئی نہ جانتا ہو۔ اللہ نے رضوان کے ساتھ اس کی جان پہچان کرادی ہو۔ ایسے لوگ ہدایت کے چراغ ہیں اللہ پاک ان سے تمام تاریک فتنے کھول دیتے ہیں۔ اللہ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا وہ لوگ تشہیر و ناموری چاہتے ہیں اور نہ ظلم و جفا کرتے ہیں اور نہ ہی اتراتے ہیں اور دکھلاوا کرتے ہیں۔

۲۳۸-عبداللہ الاصفہانی، ابوجعفر محمد بن ابراہیم بن حکم، یعقوب بن ابراہیم دورقی، شجاع بن ولید، زیاد بن خیثمہ، ابواسحق، عاصم بن ضمرۃ کے سلسلۂ سند سے حضرت علی کا قول مروی ہے:

لوگوں کو رحمت الٰہی سے مایوس نہ کرنے والا، ان کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والا، گناہوں سے اجتناب کی دعوت دینے والا اور قرآن کو مضبوطی سے پکڑنے والا انسان ہی حقیقت میں فقیہ ہے۔ بلاعلم عبادۃ، بلا فہم علم اور بلا تدبر قرات بے فائدہ ہے۔

۲۳۹-محمد بن علی بن حبیش، عمہ احمد بن حش، مخزومی، محمد بن کثیر، عمرو بن قیس، عمر بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے حضرت علی کا قول مروی ہے:

اے لوگو علم کے چشمے، سحر کے چراغ، بوسیدہ لباس اور پاکیزہ قلب والے بن جاؤ، اس کی برکت سے آسمانوں میں تمہارے

تذکرے ہوں گے۔

۲۴۰- ابو محمد بن حبان، عبداللہ بن محمد بن زکریا، سلمۃ بن شبیب، سہل بن عاصم، عبدۃ، ابراہیم بن مجاشع، عمرو بن عبداللہ، ابو محمد یمانی، بکر بن خلیفہ کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! اگر تم بچھڑے کی مانند بے تابی کے ساتھ روؤ، کبوتر کی مانند گڑگڑاؤ، راہبوں کی طرح خدا کے ہو جاؤ پھر تم اپنے اموال اور اولاد کو چھوڑ کر اللہ کی طرف نکلو اور اس کی قربت اور اس کے ہاں بلند رتبہ کی تلاش کرو یا اپنے ان گناہوں سے مغفرت طلب کرو جن کو اس کے فرشتوں نے لکھ لیا ہے تو یہ اس ثواب سے بہت تھوڑا ہوگا جو میرے خیال میں اللہ نے تمہارے لئے لکھا ہے اور میں تم پر اس کے شدید عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اللہ کی قسم! اگر تمہاری آنکھیں اس کے ڈر اور اس کی امید میں بہہ پڑیں پھر تم رہتی دنیا تک جیو اور تمہارے اوپر کسی مشقت کا سایہ نہ پڑے تو تم پر سب سے بڑی نعمت یہ ہوگی کہ تم کو اسلام کی ہدایت بخشی۔ اور تم رہتی دنیا تک عمل کرتے رہو پھر بھی تم اپنے عمل کی بدولت جنت کے مستحق نہیں ہو سکتے بلکہ یہ تو اسی کا رحم ہوگا جس کی وجہ سے تم پر رحم کیا جائے گا اور جس کی وجہ سے اس کی جنت میں تم میں سے عدل پسند لوگ جائیں گے اللہ ہم کو اور تم کو تائبین اور عابدین میں سے بنائے۔

۲۴۱- حضرت علیؓ کا عارفانہ کلام...... ابراہیم بن محمد بن الحسن، احمد بن ابراہیم بن ہشام دمشقی، ابو صفوان قاسم بن یزید بن عوانہ، ابن حارث، ابن عجلان، جعفر بن محمد کے والد کے سلسلۂ سند سے ان کے دادا سے یہ روایت منقول ہے:

ایک بار حضرت علیؓ کے سامنے ایک شخص کو دفن کیا گیا دفن کے وقت میت کے ورثاء پر شدید گریہ طاری ہو گیا۔ حضرت علی نے ان سے فرمایا: اگر تم پر احوال برزخ منکشف ہو جائیں جو تمہاری میت پر منکشف ہیں تو تم حواس باختہ ہو جاؤ، اپنی میت کو بھول جاؤ، موت اس وقت تک تمہارے دروازے پر دستک دیتی رہے گی جب تک تم میں سے کوئی ایک باقی ہے۔ تم سب نے اس دنیا سے جانا ہے۔

پھر آپؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے اللہ کے بندو! میں تم کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں جس کی بہت سی مثالیں تم کو بار بار دی جا چکی ہیں۔ تمہاری عمروں کے مقررہ وقت طے کئے جا چکے ہیں۔ تمہارے لئے وہ کان اللہ نے رکھ دیئے ہیں جو ہر بات کو محفوظ رکھیں گے اور ایسی نگاہیں رکھی ہیں جن سے ہر طرح کا پردہ اٹھ جائے گا۔ ایسے دل رکھے ہیں جو ہر بات کو سمجھیں گے اللہ نے تم کو عبث اور بے کار پیدا نہیں کیا اور نہ تم سے پہلوتہی کی۔ بلکہ کامل اور پوری پوری نعمتوں کے ساتھ تمہارا اکرام کیا ہے۔ عمدہ ترین عطیوں سے تم کو نوازا ہے۔ ہر شئی کو تمہارے لئے گن گن رکھا ہے۔ اچھا اور برا بدلہ تمہارے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو۔ طلب میں کوشش اور محنت کرو۔ عمل میں جلدی کرو۔ نعمتوں اور لذتوں کو توڑنے والی شئی کو یاد رکھو۔ دنیا کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی نہیں ہیں۔ اس کی مصیبتوں سے کسی متکبر کا غرور امن نہیں دے سکتا، کسی افواہ ساز کا قول نہیں بچا سکتا، کسی باطل کی طرف مائل شخص کی فیک کوئی فائدہ پہنچا سکتی، جو کئی کترا کر گزرتا ہے تو کبھی پیٹھ دے کر جاتا ہے اپنی شہوتوں میں بدمست ہے۔ اے اللہ کے بندو! عبرتوں کے ساتھ نصیحت پکڑو، آیات اور نشانیوں کے ساتھ عبرت حاصل کرو۔ خدا کے ڈراووں کے ساتھ ڈرو۔ پند و وعظ کے ساتھ نفع حاصل کرو۔ موت اپنے پنجے تمہارے لئے گاڑ چکی ہے۔ مٹی کے گھر میں تم کو ملا چکی ہے۔ صور پھونکنے کے ساتھ ہولناک امور تم پر آنے والے ہیں۔ قبروں کے پھٹنے، میدان محشر کے تیار ہونے، حساب کیلئے کھڑے ہونے، جبار کی قدرت کے احاطہ میں آنے کے بڑے بڑے ہولناک واقعات پیش آنے والے ہیں۔ جس دن ہر نفس کے ساتھ محشر کی طرف ایک ہنکانے والا ساتھ ہوگا اور اس کے عمل کا ایک گواہ بھی ساتھ ہوگا:

واشرقت الارض بنور ربها ووضع الكتاب وجيء بالنبيين والشهداء وقضى بينهم بالحق وهم لايظلمون. (الزمر ۶۹)

ترجمہ: جس دن زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور اعمال کی کتاب کھول کر رکھ دی جائے گی اور پیغمبر اور دوسرے گواہ حاضر

کئے جائیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۔

اس دن تمام بلاد اور شہر تھرا اٹھیں گے۔منادی نداء دے گا۔وہ دن ملاقات کا دن ہوگا پنڈلی سے پردہ اٹھ جائے گا۔سورج بے نور ہو جائے گا۔محشر میں درندے آپس میں مل جائیں گے۔رازوں سے پردہ اٹھ جائے گا۔شریروں کیلئے وہ دن ہلاکت کا دن ہوگا۔دل کانپ جائیں گے اہل جہنم کیلئے اللہ کی طرف سے ڈانٹ پھٹکار ہوگی۔جہنم ان کیلئے اپنے آنکڑے اور ناخن نکال لے گی۔اس دن جہنم جہنمیوں پر بری طرح چیخے اور چلائے گی۔اس کی آگ ابل رہی ہوگی۔اس کی ہوائیں جلائے دے رہی ہونگی۔اس میں رہنے والا ان ہواؤں میں سانس نہیں لے سکے گا۔نہ اس کی مرنے کی حسرتیں پوری ہو سکیں گی۔اس کی تکلیفیں بھی ختم نہ ہونگی۔ان کے ساتھ ملائکہ ہونگے جوان کو کھولتے پانی اور جہنم کے داخلہ کی خوشخبری دیں گے۔وہ لوگ خدا سے پردہ میں ہونگے۔اس کے دوستوں سے دور پرے ہونگے۔جہنم کی طرف ہی آئیں اور جائیں گے۔اے اللہ کے بندو! اس شخص کی طرح ڈرو جو ڈرا اور جدا ہو گیا۔خوفزدہ ہوا اور کوچ کیلئے چل پڑا محتاط ہو کر دیکھا اور ڈر گیا۔پھر تلاش میں نکلا اور نجات کیلئے بھاگ پڑا۔قیامت کیلئے تیار ہو گیا اور توشہ کمر پر رکھ لیا۔یاد رکھو! خدا انتقام کیلئے کافی ہے اور دیکھنے والا ہے۔اعمال کی کتاب کیلئے مضبوط فریق اور حجت والا ہے۔جنت کا ثواب بخشنے میں کفایت والا اور جہنم کا عذاب دینے میں بھی کافی ووافی ہے۔پس میں اپنے لئے اور تمہارے لئے بھی استغفار کرتا ہوں۔

۲۴۲-سلیمان بن احمد،ابو مسلم کشی،عبدالعزیز بن خطاب،سہل بن شعیب،ابو علی صیقل،عبدالاعلی کے سلسلۂ سند سے نوف بکالی کی روایت مروی ہے:

ایک رات حضرت علیؓ باہر نکلے اور ستاروں کی طرف دیکھا پھر فرمایا: اے نوف! تم سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا جاگ رہا ہوں اے امیر المؤمنین! حضرت علی نے فرمایا: زاہدین فی الدنیا اور راغبین فی الآخرت کے لئے خوشخبری ہے۔انہی لوگوں نے زمین اور اس کی خاک کو بستر بنایا۔اس کا پانی مشروب بنایا۔قرآن اور دعا کو ذریعہ ہدایت سمجھا۔اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرز پر دنیا سے بے التفاتی کی۔اے نوف اللہ نے حضرت عیسیٰ سے بذریعہ وحی فرمایا کہ بنی اسرائیل میں اعلان کرو کہ پاک قلوب صاف ہاتھ اور جھکی نظروں کے ساتھ میرے گھر میں داخل ہوں۔کیوں کہ میں کوئی دعا بھی قبول نہیں کرتا جب تک اس کے پاس کوئی ظلم کی تاریکی ہو۔

اے نوف! شاعر اور نجومی نہ بننا، نہ پولیس والا، نہ (جھوٹا) خبر رساں اور نہ ٹیکس لینے والا بننا۔

ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام رات کے کسی پہر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اس ساعت کوئی کھڑا ہو کر دعا نہیں مانگتا مگر اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔بشرطیکہ وہ نجومی، پولیس والا، (جھوٹا) خبر رساں، ٹیکس والا اور گانے بجانے والا نہ ہو۔

۲۴۳-حبیب بن حسن،موسیٰ بن اسحٰق،سلیمان بن احمد،محمد بن عثمان بن ابی شیبہ،ابو نعیم ضرار بن صرد،ابو احمد محمد بن محمد بن احمد الحافظ، محمد بن حسین الخثعمی،اسماعیل بن موسیٰ فزاری،عاصم بن حمید خیاط،ثابت بن ابی صفیہ ابو حمزۃ الثمالی،عبدالرحمٰن بن جندب کے سلسلۂ سند سے کمیل بن زیاد سے مروی ہے:

ایک روز حضرت علی میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جبان کے اطراف کی طرف لے گئے،صحراء میں پہنچ کر حضرت علی ایک جگہ تشریف فرما ہوئے اور ایک ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا: اے کمیل بن زیاد!

میری بات توجہ سے سنو لوگ تین قسم پر ہیں عالم ربانی،متعلم اور گمراہ۔اے برادرم! علم مال سے بہتر ہے کیوں کہ علم تیرا محافظ اور تو مال کا محافظ ہے۔عمل سے علم میں اضافہ اور خرچ سے مال میں کمی آتی ہے۔عالم لوگوں میں محبوب ہوتا ہے۔نیز علم اطاعت الٰہی کا سبب ہے۔اہل ثروت و دولت کے دنیا سے جانے کے ساتھ ساتھ ان کا نام بھی زائل ہو گیا، لیکن علماء کے دنیا سے جانے کے بعد بھی ان کا نام لوگوں کے قلوب میں باقی ہے۔

پھر آپ نے دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہاں ایک علم ہے اگر تم اس کو اٹھانے والوں کو پہنچا دو مگر بات یہ ہے کہ اس کے اٹھانے والے پر اطمینان نہیں رہا۔ وہ دین کا علم دنیا کیلئے حاصل کرتا ہے اللہ کی حجتوں کے ساتھ اس کی کتاب پر غالب آتا ہے۔ اللہ کی نعمتوں کے ساتھ اس کے بندوں پر اتراتا ہے۔ یا وہ اہل حق کی اتباع بھی کرتا ہے تو اس میں کوئی بصیرت نہیں جھلکتی۔ ایسے علم اٹھانے والے کے دل میں شک پہلے ہی جگہ بنالیتا ہے۔ نہ پہلا راہ راست پر نہ دوسرا کامیاب۔ وہ عالم لذات میں منہمک ہے۔ خواہشات کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے۔ مال ذخیرہ کرنے اور جمع کرنے میں دن رات لگا ہوا ہے۔ یہ دونوں شخص دین کے داعی کیسے ہو سکتے ہیں؟ ان کی مثال تو چوپائے جانور ہیں۔ اسی طرح علم بھی ایسے لوگوں کے ساتھ مر جاتا ہے۔

لیکن اللہ جانتا ہے کہ زمین اللہ کے حق کو قائم کرنے والوں سے بھی کبھی خالی نہیں ہوتی، تاکہ اللہ کی حجتیں اور اس کی بینات باطل اور بے کار نہ ہو جائیں۔ لیکن ایسے نفوس قدسیہ تھوڑی تعداد میں ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ کے ہاں ان کی بڑی توقیر ہوتی ہے۔ ان کے ذریعہ اللہ اپنی حجتوں کا دفاع کرتا ہے حتی کہ پھر دوسرے لوگ آ کر ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں وہ حق کی آبیاری کرتے ہیں۔ علم ان کے پاس حقیقی شکل میں آتا ہے۔ جس شی سے عیش پسند لوگ کتراتے ہیں وہ اس کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ جن چیزوں سے جاہلوں کو وحشت ہوتی ہے انہی چیزوں سے ان کو انس اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ ان کے اجسام تو دنیا میں ہیں لیکن ان کی نگاہیں اعلیٰ منظر کو نگران ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے شہروں میں اس کے خلفاء ہیں۔ اس کے دین کے داعی ہیں۔ ہائے ہائے ان کو دیکھنے کا کس قدر شوق ہے! پس میں اپنے اور تیرے لئے اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ اگر چاہو تو کھڑے ہو جاؤ۔

شیخ فرماتے ہیں حضرت علیؓ سے زہد اور قلت کے متعلق جو منقول ہوا ہے اور عبادت اور خوف جو ان کے متعلق مشہور ہوا ہے اس کی کچھ مثالیں:

کہا گیا ہے تصوف سامان دنیوی سے اتر کر بلندیوں کی طرف چڑھنا ہے۔

۲۴۴- حضرت علیؓ کا زہد...... ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وہب بن اسماعیل، محمد بن قیس، علی بن ربیعہ والی کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کے متعلق منقول ہے:

ایک بار ابن النباج نے حضرت علی کو آ کر خبر دی کہ اس وقت بیت المال سونے چاندی سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت علی ابن النباج کے سہارے بیت المال تشریف لے گئے اور فرمایا:

یہ میری خطاء ہے اور بہترین اموال اس میں ہیں اور ہر خاطی کا ہاتھ اس کے منہ میں ہے۔

پھر فرمایا: اے ابن النباج! میرے پاس کوفہ کے لوگوں کو لاؤ پھر لوگوں میں منادی کرادی گئی پھر آپ نے تمام مال لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اور ساتھ ساتھ فرماتے رہے اے سونا! اے چاندی! میرے پاس سے جا، ہا! ہا!۔ حتی کہ ایک درہم چھوڑا اور نہ ایک دینار پھر بیت المال میں چھڑکاؤ کرنے کا حکم دیا اس کے بعد حضرت علیؓ نے بیت المال میں دو رکعت نفل ادا کی۔

۲۴۵- ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن عمر، عمر، ابن نمیر، ابوحیان تیمی کے سلسلۂ سند سے مجمع تیمی کی روایت مروی ہے۔

حضرت علیؓ بیت المال میں صفائی کر کے اس میں نماز پڑھتے تھے، اور یہ امید رکھتے تھے کہ قیامت کے روز یہ جگہ میرے لئے گواہی دے گی۔

۲۴۶- ابوبکر بن خلاد، اسحٰق بن حسن حربی، مسدد، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ، عبدالوارث بن سعید، ابوعمرو بن علاء کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کی روایت منقول ہے: ایک بار حضرت علیؓ نے اثناء خطبہ میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! خدا کی قسم میرے پاس اس ایک بوتل کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اور یہ میرے غلام دیہاتی نے مجھے ہبہ کی ہے۔

۲۴۷-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سفیان بن وکیع، ابو غسان، ابوداؤد مکفوف، عبداللہ بن شریک کے سلسلۂ سند سے ان کے دادا کی روایت ہے:

ایک بار حضرت علی کو فالودہ پیش کیا گیا، تو انہوں نے اسے سامنے رکھ کر فرمایا یہ بہت عمدہ خوشبو، عمدہ رنگ اور لذیذ شیء ہے۔ لیکن اس کی عادت ڈالکر میں نفس کو خراب کرنا نہیں چاہتا۔

۲۴۸-عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، ہناد، وکیع، سفیان، عمرو بن قیس ملائی کے سلسلۂ سند سے عدی بن ثابت کی روایت ہے: حضرت علیؓ کو فالودہ پیش کیا گیا تو انہوں نے اسے تناول نہیں فرمایا۔

۲۴۹-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن ابراہیم، عبدالصمد، عمران کے سلسلۂ سند سے زیاد بن ملیح کی روایت ہے: حضرت علی کو فالودہ کی مانند کوئی شیء پیش کی گئی حضرت علی نے اسے لوگوں کے سامنے رکھ دیا۔ لوگوں نے تو اسے سامنے رکھ کر کھانا شروع کردیا لیکن حضرت علیؓ نے فرمایا: اسلام نوخیز اور گمراہ نہیں ہے لیکن قریش نے اس جیسی چیز کو دیکھا تو ایک دوسرے سے لڑ پڑے۔ پھر آپ نے اسے استعمال نہیں فرمایا۔

۲۵۰-حسن بن علی وراق، محمد بن احمد بن عیسیٰ، عمرو بن تمیم، ابونعیم، اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر کے سلسلۂ سند سے عبدالملک بن عمیر کی روایت منقول ہے کہ ایک ثقفی شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علی نے ان کو عکبری پر عامل مقرر کیا، اور ان سے فرمایا کہ ظہر کے وقت میرے پاس آنا۔ چنانچہ ظہر کے وقت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دروازہ پر دربان کی عدم موجودگی کی وجہ سے میں سیدھا اندر چلا گیا۔ اس وقت حضرت علی تشریف فرما تھے، ان کے سامنے ایک پیالہ اور پانی کا لوٹا رکھا تھا۔ اس کے بعد حضرت علی نے اپنا تھیلا منگوایا جسکی مہر سیل زدہ تھی۔ حضرت علی نے اس کی مہر توڑ کر اس میں سے کچھ ستو نکالا اور پیالہ میں ڈال کر لوٹے سے اس میں پانی ڈالا۔ اسکے بعد اسے حضرت علی سمیت ہم سب نے نوش کیا۔ پھر میں نے ان سے عرض کیا اے علی! عراق میں طعام کی بہتات کے باوجود آپ کا یہ کھانا کیوں؟ جواب میں فرمایا میں نے ازراہ بخل اس پر مہر نہیں لگائی، بلکہ کفایت شعاری کی وجہ سے میں نے ایسا کیا ہے۔

۲۵۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابومعمر، ابواسامہ، سفیان کے سلسلۂ سند سے اعمش کا قول مروی ہے، حضرت علی کے لئے مدینہ سے کوئی معمولی شئے آتی تھی جسے وہ صبح وشام کھاتے تھے۔ (جبکہ کوفہ میں مال کی فراوانی تھی لیکن احتیاط کی وجہ سے نہ کھاتے تھے۔)

۲۵۲-احمد بن جعفر بن سلم، احمد بن ابی الحسین صوفی، یحییٰ بن یوسف رقی، عباد بن العوام، ہارون بن عنترہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کی روایت منقول ہے۔ عنترہؓ فرماتے ہیں:

ایک بار میں حضرت علیؓ کے پاس گیا، وہ اس وقت چادر ڈالے ہوئے تھے، اور ان پر کپکپی طاری تھی، میں نے عرض کیا اے علی! اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیت المال میں سے مال کے استعمال کی اجازت کے باوجود آپ کی یہ حالت ہے؟ حضرت علی نے جواب میں فرمایا: خدا کی قسم میں نے تمہارے مال سے کوئی چیز استعمال نہیں کی، چادر بھی میں مدینہ سے لایا تھا۔

۲۵۳-حضرت علیؓ کی تنگ دستی کے حالات ...... محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن حکیم، محمد بن علی، ابوالقاسم البغوی، علی بن الجعد، شریک، عثمان بن ابی زرعۃ کے سلسلۂ سند سے زید بن وہب کی روایت منقول ہے:

ایک بار بصریوں کا ایک وفد حضرت علی کے پاس آیا، ان میں سے ایک جعد بن نعجہ نامی خارجی شخص نے حضرت علی پر لباس کے بارے میں عتاب کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میرا لباس فاخرانہ لباس نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کو میرے لباس کی اقتداء کرنی چاہیے۔

۲۵۴-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو عبداللہ سلمی، ابراہیم بن عیینہ، ثوریؒ کے سلسلۂ سند سے عمرو بن قیس کا قول مروی ہے:

حضرت علی سے کپڑے میں پیوند نہ لگانے کے بابت سوال کیا گیا تو فرمایا: اصل چیز تزکیۂ قلب ہے۔اسی کی مؤمن کو اقتداء کرنی چاہئے۔

۲۵۵-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن مطیع، ہشیم، اسماعیل بن سالم کے سلسلۂ سند کے ساتھ ابو سعید ازدی سے مروی ہے:

ایک بار حضرت علیؓ بازار تشریف لائے اور فرمانے لگے کسی کے پاس قمیص ہے؟ جو تین درہم میں اسے فروخت کرنا چاہے؟ ایک شخص نے کہا میرے پاس ہے۔پھر وہ جا کر ایک قمیص لایا جو حضرت علیؓ کو پسند آئی۔آپؓ فرمانے لگے یہ تو تین درہم سے زیادہ کی ہے! آدمی نے کہا: نہیں یہی اس کی قیمت ہے۔راوی کہتے ہیں میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپؓ نے اپنی تھیلی سے تین دراہم نکالے اور مالکِ قمیص کو دیدیئے پھر آپ نے قمیص زیب تن فرمائی تو اس کی آستینیں لٹک رہی تھیں آپ نے کہہ کر زائد حصہ کٹوا دیا۔

۲۵۶-محمد بن عمر سلم، موسیٰ بن عیسیٰ، احمد بن محمد تی، بشر بن ابراہیم، مالک بن مغول، شریک، علی بن ارقم کے سلسلۂ سند سے ان کے والد سے منقول ہے:

میں نے حضرت علی کو بازار میں تلوار فروخت کرتے دیکھا۔حضرت علی فرما رہے تھے مجھ سے اس تلوار کو کون خریدے گا اس تلوار نے کئی مرتبہ آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس سے غم کو دور کیا ہے۔اگر میرے پاس ازار کے پیسے ہوتے تو میں اسے کبھی فروخت نہ کرتا۔

۲۵۷-سلیمان بن احمد، محمد بن حمویہ اہوازی، حسن بن سنان حنظلی، سلیمان بن حکم، شریک بن عبداللہ، علی بن ارقم کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

میں نے حضرت علی کو بازار میں تلوار فروخت کرتے دیکھا اس کے بعد انہوں نے گزشتہ روایت کی مانند روایت نقل کی۔

۲۵۸-ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، زکریا بن یحییٰ کسائی، ابن فضیل، اعمش، مجمع التیمی کے سلسلۂ سند سے یزید بن محجن سے منقول ہے:

ایک بار رحبہ مقام پر میرے سامنے حضرت علی نے تلوار منگوا کر اسکے فروخت کا اعلان کیا، اور فرمایا اگر میرے پاس ازار کے پیسے ہوتے تو میں کبھی اسے فروخت نہ کرتا۔

۲۵۹-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن نمیر و ابو اسامہ، ابو حیان التیمی، مجمع التیمی کے سلسلۂ سند سے ابو رجاء سے منقول ہے: ابو رجاء کہتے ہیں:

میرے سامنے حضرت علی تلوار سونتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا کون مجھ سے یہ تلوار خریدے گا۔اگر میرے پاس ازار کی رقم ہوتی تو میں کبھی بھی ایسا نہ کرتا۔ابو رجاء کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! اس کو میں خریدتا ہوں لیکن وظیفہ ملنے تک میں ادھار کروں گا۔

ابو اسامہ کہتے ہیں پھر جب عطیات ملے تو حضرت علیؓ نے ابو رجاء کو وہ تلوار دیدی۔

۲۶۰-محمد بن حسن الیقطینی، حسین بن عبداللہ الرقی، محمد بن عوف، محمد بن خالد بصری، حسن بن زکریا ثقفی کے سلسلۂ سند سے عنبہ نحوی کا قول مروی ہے۔میں حسن بن ابی حسن کے پاس آیا ان کے پاس بنی ناجیہ کوئی آدمی آیا ہوا تھا اس نے حسن کو کہا اے ابو سعید سنا ہے آپ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے جو کچھ کیا اس سے بہتر تھا کہ وہ مدینہ کی گھاس کھا لیتے۔حضرت حسن نے فرمایا: اے بھتیجے! یہ باطل بات ہے۔جس سے ناحق خون حلال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اللہ کی قسم لوگوں سے ایک تیر گم ہو گیا تھا۔واللہ حضرت علیؓ اللہ کا مال کبھی چوری کرنے

والے نہیں تھے۔نہ اللہ کے حکم سے سرتابی کرنے والے تھے۔انہوں نے قرآن کے تمام حقوق کو ادا کیا ہے اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام۔حتی کہ اس شی نے ان کو عمدہ باغوں جا چھوڑا۔اے کمینہ صفت انسان یہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

۲۶۱-سلیمان بن احمد، محمد بن زکریا غلابی، عباس، بکار ضبی، عبدالواحد بن ابی عمرو اسدی، محمد بن سائب کلبی کے سلسلۂ سند سے ابو صالح کا قول مروی ہے:

ایک بار ضرار بن ضمرۃ کنانی معاویہ کے پاس آئے۔حضرت امیر معاویہؓ نے کہا مجھے حضرت علیؓ کے اوصاف بیان کرو!اس نے کہا کیا آپ مجھے اس سے معاف نہیں رکھیں گے؟ حضرت امیر معاویہ نے فرمایا: میں آپ کو اس وقت تک معاف نہیں کروں گا جب تک آپ میرے سامنے حضرت علیؓ کے اوصاف بیان نہیں کرو گے۔حضرت ضرار بن ضمرہ نے فرمایا: تب تو مجبوری ہے۔لو سنو:

علی فیصلہ کن بات کرتے تھے۔عادل تھے۔علم وحکمت کے چشمے ان سے جاری ہوتے تھے۔دنیا اور اس کی آرائش سے کوسوں دور تھے۔شب بیدار تھے۔ہمیشہ متفکر رہتے تھے۔نفس کا محاسبہ کرنے والے تھے۔ہم میں سے جب کوئی جاتا تو اسے قریب کرتے تھے۔ہمارے ہر سوال کا جواب دیتے تھے۔اتنے رعب دار تھے کہ کسی کو ان کے سامنے بات کرنے کی جرات نہیں ہوتی تھی۔تکلم کے وقت گویا ان کے دہن سے موتی جھڑتے تھے۔اہل دین کی تعظیم کرتے تھے۔مساکین سے محبت فرماتے تھے۔ان کے دور حکومت میں کسی نے ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا۔ان کے عدل کی وجہ سے کمزور انسان ناامید نہیں ہوتا تھا۔میں نے شب کو ان کو روتے دیکھا ہے۔دنیا سے کہتے کہ میرا تیرا کوئی تعلق نہیں ہے۔تیری عمر کم ہے۔

ضرار کہتے ہیں میں حضرت علیؓ کے اوصاف بیان کرتا رہا حتی کہ آنسو آپ کی ریش مبارک کو تر کرتے رہے اور آپ اپنی آستین کے ساتھ ان کو پونچھتے رہے۔حتی کہ حاضرین بھی رونے پر قابو نہ رکھ سکے پھر معاویہؓ نے فرمایا: ابوالحسن (علیؓ) ایسے ہی تھے۔

۲۶۲-احمد بن محمد بن موسیٰ، عبداللہ بن احمد بن عامر الطائی، احمد بن عامر الطائی، علی بن موسیٰ رضا، عن ابیہ، جعفر بن محمد، ابیہ علی، حسین بن علی کے سلسلۂ سند سے ان کے والد حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

تین عمل اشد ترین ہیں اپنے نفس سے کسی کا حق دلوانا، ہر حال میں ذکر الٰہی کرنا اور دوسرے بھائی کی مالی حاجت کا خیال رکھنا۔

۲۶۳-احمد بن محمد بن موسیٰ، علی بن ابی قربہ، نصر بن مزاحم، عن مزاحم، عمرو بن شمرو، محمد بن سوقہ کے سلسلۂ سند سے عبدالواحد دمشقی کا قول مروی ہے:

صفین کے روز حوشب خیری نے حضرت علیؓ کو اللہ کا واسطہ دیکر کہا اے علی جنگ بند کر دو، ہم آپ کا عراق کا راستہ چھوڑتے ہیں۔آپ ہمارا شام کا راستہ چھوڑ دیں۔اس سے خونریزی کا سد باب ہو جائیگا۔حضرت علیؓ نے جواب میں فرمایا: اے ام ظلیم کے بیٹے! اگر دین میں مداہنت کی گنجائش ہوتی تو میں تمہاری بات قبول کر لیتا۔یہ میرے لئے بھی آسان تر تھی۔لیکن یہ چیز عند اللہ ناپسندیدہ ہے کہ خدا کی نافرمانی ہوتی رہے اور ہم دین میں مداہنت اور سکوت سے کام لیں۔

۲۶۴-محمد بن احمد بن الحسن، بشر بن موسیٰ، محمد بن سعید اصبہانی، شریک، عاصم بن کلیب، محمد بن کعب کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ کے دور میں میں نے دیکھا کہ ہم بھوک کی وجہ سے بطن پر پتھر باندھتے تھے......لیکن آج ہمارے پاس (بیت المال میں) چالیس ہزار دینار صدقہ کے موجود ہیں۔

۲۶۵-احمد بن علی بن محمد مرہبی، سلمۃ بن ابراہیم، اسماعیل حضرمی کہیلی، ابوعلی، عن ابیہ، عن جدہ، عن سلمۃ بن کہیل کے سلسلۂ سند سے مجاہد کا قول مروی ہے۔

حضرت علی کے پیروکار حلماء، علماء، روزے کی وجہ سے خشک ہونٹوں والے ......وہ بہترین لوگ تھے جو اپنی عبادت کی وجہ سے راہب محسوس ہوتے تھے۔

۲۶۶- محمد بن عمرو بن سلم، علی بن عباس البجلی، بکار بن احمد، حسن بن الحسین، محمد بن عیسیٰ بن زید، عن ابیہ، عن جدہ کے سلسلۂ سند سے علی بن حسین کا قول مروی ہے:

ہمارے پیروکار خشک ہونٹوں والے اور ہمارے امام اطاعت الٰہی کی دعوت دینے والے ہیں۔

۲۶۷- فہد بن ابراہیم بن فہد، محمد بن زکریا الغلابی، بشر بن مہران، شریک، اعمش، زید بن وہب کے سلسلۂ سند سے حذیفہؓ کا قول مروی ہے: فرمان رسول ﷺ ہے: جو میری موت مرنا چاہے میری زندگی جینا چاہے اور اس یاقوتی سرکنڈے کو تھامنا چاہے جو اللہ نے اپنے ہاتھ پیدا فرمایا پھر اس کو کہا ہو جا تو وہ ہو گیا تو اسے چاہیے کہ وہ علی بن ابی طالب کو میرے بعد امیر بنائے[۱]۔

اس روایت کو شریک نے بھی اعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم کی سند سے روایت کیا ہے۔ نیز سدی نے اس کو زید بن ارقم سے روایت کیا ہے اور ابن عباس نے بھی اس کو روایت کیا ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

۲۶۸- محمد بن مظفر، محمد بن جعفر بن عبدالرحیم، احمد بن محمد بن یزید بن سلیم، عبدالرحمٰن بن عمران بن ابی لیلیٰ، یعقوب بن موسیٰ الہاشمی، ابن ابی رواد، اسماعیل بن امیہ، عکرمہ کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کا قول مروی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: جو میری موت مرنا چاہے میری زندگی جینا چاہے اور جنت عدن کا رہائشی بننا چاہے جسے اللہ نے اپنے ہاتھ سے اگایا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ علی بن ابی طالب کو میرے بعد امیر بنائے۔ اور اس کے مقرر کردہ امیر کو امیر بنائے، میرے بعد ائمہ کی پیروی کرے کیونکہ وہ میرے خاندان والے ہیں وہ میری مٹی سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان کو علم وفہم عطا کیا گیا ہے۔ ہلاکت ہے ان کی فضیلت سے انکار کرنے والوں اور ان سے میرا رشتہ توڑنے والوں کیلئے اللہ ایسے لوگوں کو میری شفاعت نصیب نہ فرمائے[۲]۔

ابونعیمؒ فرماتے ہیں اہل بیت سے دوستی رکھنے والے وہ خشک ہونٹوں والے (روزہ دار) ہیں۔ اپنی پیشانیوں کو خدا کے آگے بچھائے رکھتے ہیں۔ اپنی جانوں میں فناء کو سامنے رکھتے ہیں۔ دنیا کو ترجیح دینے والے سرکشوں سے کنارہ کرتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی راحت کو خیرباد کہا۔ شہوات سے اعراض کیا۔ مختلف اقسام کے کھانوں اور مشروبات کو ترک کیا...... آخر وہ رسولوں کے درجہ پر چل پڑے، اولیاء وصدیقین کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ فناء پذیر دنیا کو چھوڑ دیا باقی رہنے والی آخرت میں مشغول ہو گئے۔ انعام اور فضل کرنے والی نعمتوں کی مالک ذات کے پڑوس میں مقیم ہو گئے۔

خلفاء اربع راشدین مہدیین کا مختصر تذکرہ تمام ہوا۔

۲۰۱- کنز العمال ۳۳۱۹۸، وأمالی الشجری ۱۳۶/۱، واللآلی المصنوعة ۱۹۱/۱، والأحادیث الضعیفة ۸۹۳، ۸۹۴. یہ روایت ضعیف ہے۔

(۵) طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ [۱]

آپ مشہور و معروف عارف، عمدہ احوال کے مالک، نفس و مال کے فیاض، ایفاء عہد کے حامل، رضاء الٰہی کے حصول کے لئے کوشش کرنے والے، فراخی و تنگدستی میں راہ خدا میں مال خرچ کرنے والے اور تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف احوال کو اچھا رکھنے اور بوجھوں کو کم کرنے کا نام ہے۔

۲۶۹- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، ابن مبارک، اسحٰق بن یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ، عیسیٰ بن طلحہ کے سلسلہ سند سے حضرت عائشہ کا قول مروی ہے:

حضرت ابوبکر یوم احد کے تذکرہ کے وقت فرماتے کہ اس روز حضرت طلحہ نے بڑی قربانی دی۔ واپس لوٹنے والوں میں سب سے پہلا فرد میں ہی تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے اور ابوعبیدۃ بن جراح کو حضرت طلحہ کی خبر گیری کا حکم دیا، کیوں کہ وہ اس وقت زخمی تھے۔ سب سے پہلے ہم نے آپ علیہ السلام کا حال درست کیا، بعد ازاں ہم حضرت طلحہ کے پاس گئے، اس وقت ان کے جسم پر ستر سے زائد تیر تلوار اور نیزوں کے زخم تھے اور ان کی ایک انگلی بھی ضائع ہو گئی تھی۔ پھر ہم نے ان کی حالت درست کی۔

۲۷۰- سلیمان بن احمد، یحییٰ بن عثمان بن صالح، سلیمان بن ایوب بن سلیمان بن طلحہ بن عبید اللہ، عن ابیہ ایوب، عن جدہ سلیمان، موسیٰ بن طلحہ کے سلسلہ سند سے ان کے والد طلحہ بن عبید اللہ کا قول مروی ہے:

احد سے واپسی پر آپ علیہ السلام منبر پر جلوہ افروز ہوئے، آپ نے حمد و ثناء کے بعد قرآن کی درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه (الآیۃ الاحزاب ۲۳)

اس میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں۔

ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ حضرت طلحہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میرے جسم پر دو سبز چادریں تھیں، آپ ﷺ نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ ان ہی میں سے ہیں۔ [۲]

۲۷۱- علی بن احمد بن علی المصیصی، ہیثم بن خالد، عبدالکبیر بن معانی، صالح بن موسیٰ طلحی، معاویہ بن اسحٰق، عائشہ بنت طلحہ کے سلسلہ سند سے ام المؤمنین حضرت عائشہ کا قول مروی ہے:

ایک بار میں گھر کے اندر اور صحابۂ کرام صحن میں بیٹھے تھے۔ اسی اثناء میں طلحہ بن عبید اللہ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا: جو شخص زمین پر اس شخص کو دیکھنا چاہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنی نذر کو پورا کر لیا تو وہ حضرت طلحہ

۱۔ طبقات ابن سعد ۱۵۲/۳، وتهذيب التهذيب ۲۰/۵، والبدء والتاريخ ۸۲/۵، والجمع بين رجال الصحيحين ۳۲۰، وغاية النهاية ۳۴۲/۱، والرياض النضرة ۲۴۹/۲، ۸۷۲، وصفة الصفوة ۱۳۰/۱، وذيل المذيل ۱۱ وتهذيب ابن عساكر ۷۱/۷، والمحبر ۳۵۵، ورغبة الآمل ۱۶/۳، ۸۹، اللباب ۸۸/۲، والاعلام ۲۲۹/۳.

(۲) دلائل النبوة للبيهقي ۳۶۳/۳، والبداية والنهاية ۳۰/۴، والمطالب العالية ۴۳۲۷، وكنز العمال ۳۰۰۲۵، وتاريخ ابن عساكر ۷۷/۷ (التهذيب)

کو دیکھ لے۔[۱]

۲۷۲-حسن بن محمد بن کیسان نحوی، اسماعیل بن اسحٰق قاشی، علی بن عبداللہ المدینی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، سفیان بن عیینہ، طلحہ بن یحیٰی بن طلحہ کے سلسلۂ سند سے قتیبہ کا قول مروی ہے۔

ایک روز حضرت طلحہ کو مغموم دیکھ کر میں نے ان سے اسکی وجہ دریافت کی؟ فرمایا مال کی کثرت کی وجہ سے پریشان ہوں۔ میں نے کہا اسے تقسیم کردو، فرمایا تقسیم کرنے کے بعد بھی ایک درہم بچا ہوا ہے۔

طلحہ بن یحیٰی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ کے خازن سے ان کے مال کی مقدار معلوم کی تو انہوں نے چار لاکھ (دینار یا درہم) بتائی۔

۲۷۳-حبیب بن حسن، خلف بن عمرو حمیدی، سفیان بن عیینہ، مجالد، شعبی کے سلسلۂ سند سے قبیصہ بن جابر کا قول مروی ہے: میں حضرت طلحہ کی صحبت میں رہا ہوں وہ بلا سوال لوگوں کو مال عطاء کرتے تھے۔

۲۷۴-ابو حامد بن جبلۃ، محمد بن اسحٰق، محمد بن الصباح، سفیان کے سلسلۂ سند سے عمرو بن دینار کا قول مروی ہے:

حضرت طلحہ کی یومیہ آمدنی ایک ہزار درہم تھی۔

۲۷۵-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، سفیان، طلحہ بن یحیٰی، کے سلسلۂ سند سے سعدی بنت عوف کا قول مروی ہے: حضرت طلحہ کی یومیہ آمدنی ایک ہزار درہم تھی۔ داد و دہش کی وجہ سے آپؓ طلحۃ الفیاض سے مشہور تھے۔

۲۷۶-حسن بن محمد بن کیسان، اسماعیل بن اسحٰق القاضی، نصر بن علی، اصمعی، نافع بن ابی نعیم، محمد بن عمران کے سلسلۂ سند سے حضرت طلحہ کی اہلیہ کا قول مروی ہے:

ایک روز حضرت طلحہ نے ایک لاکھ درہم صدقہ کیا۔ لیکن پھر مسجد اس وجہ سے نہ جاسکے کیونکہ آپ کے کپڑے کا کونا پھٹا ہوا تھا۔

۲۷۷-ابوبکر بن مالک، احمد بن حنبل، حنبل، روح بن عبادۃ، عوف کے سلسلۂ سند سے حسن کا قول مروی ہے: حضرت طلحہ نے ایک زمین سات لاکھ درہم کی فروخت کی۔ اس پوری شب حضرت طلحہ پریشان رہے۔ صبح ہوتے ہی تمام مال لوگوں میں تقسیم فرمادیا۔

(۶) زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ[۳]

مولف کتاب کا قول ہے: آپ ثابت قدم، بہادر، زیرک، اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والے، اعداء اسلام سے قتال کرنے والے، اور راہ خدا میں خرچ کرنے والے تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف وفاداری، ثابت قدمی اور خدا کیلئے مال اور محنت خرچ کرنے کا نام ہے۔

۲۷۸-سلیمان بن احمد، ابو یزید قراطیسی، اسد بن موسیٰ، عبداللہ بن وہب، لیث بن سعد، ابی الاسود کے سلسلۂ سند سے منقول ہے ابی الاسودؒ فرماتے ہیں زبیر بن عوام آٹھ سال کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں ہجرت فرمائی۔ ان کے چچا انہیں

۱- المعجم الکبیر للطبرانی ۷۶/۱، وتفسیر ابن کثیر ۳۹۴/۶، وتفسیر الطبری ۹۴/۲۱، وتاریخ ابن عساکر ۸۰/۷،

۲- طبقات ابن سعد ۱۵۵/۱/۳، والمطالب العالیۃ ۴۰۱۴، والدر المنثور ۱۹۱/۵. والاحادیث الصحیحۃ ۱۲۵، ومجمع الزوائد ۱۴۸/۹، وکنز العمال ۳۶۵۹۸.

۳- تہذیب ابن عساکر ۳۵۵/۵، والجمع ۱۵۰، صفۃ الصفوۃ ۱۳۲/۱، وذیل المذیل ۱۱، وتاریخ الخمیس ۱۷۲/۱. والریاض النضرۃ ۲۶۴، ۲۸۰، الاعلام ۴۳/۲.

شدید تکلیف میں مبتلا کرتے اور چٹائی میں لپیٹ دیتے اور ان کو آگ میں جھلساتے اور کہتے کہ کفر کی طرف لوٹ جاؤ، لیکن زبیر جواب میں فرماتے میں کبھی بھی کفر اختیار نہیں کروں گا۔

۲۷۹- ابوعلی بن الصواف، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابی وعمی ابی بکر، ابواسامہ، ہشام بن عروۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد عروہ کی روایت منقول ہے:

حضرت زبیر سولہ سال کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے، اور تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

۲۸۰- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حماد بن اسامہ، ہشام بن عروۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کی روایت منقول ہے: ایک روز حضرت زبیر کو خیال آیا کہ آپ ﷺ کو کسی نے گزند پہنچائی ہے۔ حضرت زبیر اسی وقت تلوار سونت کر آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھ کر حضرت زبیر اور ان کی تلوار کے لئے دعا فرمائی۔

۲۸۱- سلیمان بن احمد، یوسف بن یزید قراطیسی، اسد بن موسیٰ، سکین بن عبدالعزیز، حفص بن خالد، کے سلسلۂ سند سے ایک موصلی شیخ کا قول مروی ہے۔

ایک سفر میں حضرت زبیرؓ کے ساتھ تھا۔ ارض قفر میں حضرت زبیر کو جنابت پیش آ گئی۔ حضرت زبیر نے مجھ سے فرمایا کہ میرے اردگرد پردہ کرلو، تاکہ میں غسل کرلوں، اس وقت میں نے ان کے جسم پر متعدد زخم کے نشانات دیکھے۔

میرے استفسار پر فرمایا: یہ تمام زخم راہ خدا میں آپ ﷺ کے ساتھ پیش آئے ہیں۔

۲۸۲- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوعامر عدوی، حماد بن سلمۃ کے سلسلۂ سند سے علی بن زید کا قول مروی ہے حضرت زبیر کو ایک دیکھنے والے نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے جسم اور سینے پر زخم کے متعدد نشانات تھے۔

۲۸۳- قاضی عبداللہ بن محمد بن عمر، نوح بن منصور، زبیر بن بکار، ابوغزیہ محمد بن موسیٰ انصاری، عبداللہ بن مصعب بن ثابت، ہشام بن عروۃ، فاطمہ بنت منذر بن زبیر کے سلسلۂ سند سے فاطمہ کی دادی اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کا قول مروی ہے:

ایک بار زبیرؓ بن عوام نے صحابہ کی مجلس کے پاس سے گزرتے ہوئے حسان بن ثابت کو اشعار کہتے دیکھا۔ اس موقع پر حسانؓ نے زبیرؓ کی مدح میں بھی درج ذیل اشعار کہے۔

حضرت زبیر نے بارہا آپ ﷺ سے اپنی تلوار کے ساتھ تکلیف دور کی۔
اللہ ان کو اس کا بدلہ عطاء فرمائے وہ اپنے اور پہلے زمانہ کے بے مثال
انسان ہیں وہ افضل الناس ہیں تیرا ان کی تعریف کرنا کسی ہمسر سے
بہت بہتر ہے۔

۲۸۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ولید بن مسلم کے سلسلۂ سند سے سعید بن عبدالعزیز کا قول مروی ہے:

زبیر بن عوام کو ایک ہزار غلام خراج دیتے تھے۔ لیکن شب کو گھر پہنچتے وقت زبیرؓ کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ تمام مال لوگوں میں تقسیم کردیتے تھے۔

۲۸۵- ابوحامد بن جبلہ، سراج، حسن بن صباح بن عطیۃ اوزاعی نہیک بن مریم کے سلسلۂ سند سے مغیث بن کی کا قول مروی ہے:

حضرت زبیر کو ایک ہزار غلام خراج ادا کرتے تھے، لیکن زبیرؓ اس سب کو لوگوں میں تقسیم کردیتے تھے۔

۲۸۶- ابواحمد غطریفی، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، ہشام بن عروۃ، عن ابیہ، کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن زبیر کا قول مروی ہے:

میرے والد نے جنگ جمل کے روز وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے بیٹے! مشکل وقت میں میرے مولیٰ سے مدد طلب کرنا،

میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ کا مولیٰ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ۔ پھر میں نے دیکھا کہ ان کا ترکہ صرف غابہ کی دوزمینیں ہیں، جبکہ قرض بیس لاکھ تھا۔

چنانچہ والد کے قرض کے مسئلہ میں جب میں نے اللہ کی طرف رجوع کیا تو میرا مسئلہ حل ہوگیا۔ اور مکمل طور پر قرض کی ادائیگی کے بعد بھی ورثاء کے حصہ میں کثیر مال آیا۔

۲۸۷- ابوسعید حسن بن محمد بن ولید تستری، احمد بن یحییٰ بن زہیر، علی بن حرب، اسحٰق بن ابراہیم کوفی، ابوسہل، حسن وزائدۃ، شریک، جعفر الاحمر کے سلسلۂ سند سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا قول مروی ہے:

جنگ جمل کے روز زبیرؓ کے جنگ میں عدم شمولیت کی وجہ سے ان کے لڑکے نے ان کو بزدلی کا طعنہ دیا۔ زبیرؓ نے فرمایا میں نے بزدلی کے بجائے رسول اللہ سے سنی ہوئی ایک بات کی وجہ سے جنگ نہ کرنے پر قسم اٹھائی ہے، ان کے لڑکے نے قسم کے کفارہ کے طور پر ایک غلام کو بیس ہزار دینار دیدیئے، لیکن اس کے باوجود بھی حضرت زبیر جنگ میں شامل نہیں ہوئے۔ اور یہ شعر فرماتے ہوئے رخصت ہوگئے:

ترک الامور التی اخشی عواقبها.........فی الله احسن فی الدنیاوفی الدین

بہت سے کام چھوڑنا صرف اس وجہ سے ہے کہ میں ان کے انجام کے متعلق اللہ سے ڈرتا ہوں اور یہی دین ودنیا دونوں کیلئے بہتر ہے۔

۲۸۸- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، سعید بن عامر، محمد بن عمرو بن علقمہ کے سلسلۂ سند سے ابواسامہ کا قول مروی ہے:

جب قرآن کی درج ذیل آیت:

ثم انکم یوم القیامة عند ربکم تختصمون (زمر آیت ۳۱)

پھر تم سب قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑو گے (اور جھگڑا فیصلہ کردیا جائیگا)

نازل ہوئی تو حضرت زبیر نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا اس روز دنیا میں نزاع کی طرح ہم نزاع کریں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں حضرت زبیر نے فرمایا پھر تو معاملہ بڑا سخت ہوگا۔

۲۸۹- ابوبکر طلحی، حسین بن جعفر، ضرار بن صرد، عبدالعزیز دراوردی، محمد بن عمر، یحییٰ بن خاطب، عبداللہؓ بن زبیرؓ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

جب قرآن کی درج ذیل آیت:

ثم انکم یوم القیامة عند ربکم تختصمون (زمر آیت ۳۱)

پھر تم سب قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑو گے (اور جھگڑا فیصلہ کردیا جائیگا)

نازل ہوئی تو حضرت زبیر نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا دنیا میں ہمارے درمیان جن چیزوں کا جھگڑا تھا اس روز ان سب کے متعلق ہم نزاع کریں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں حضرت زبیر نے فرمایا پھر تو معاملہ بڑا سخت ہوگا۔

(۷) سعدؓ بن ابی وقاص[1]

آپ اسلام لانے کے اعتبار سے قدیم، اسلام قبول کرنے کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ اسلام کی خاطر تکالیف برداشت کرنے والے، دین کی خاطر مال وقبیلہ کو قربان کرنے والے اور دشمنان اسلام کے خلاف آپ ﷺ کی معاونت کرنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ امارت میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ آپؓ کی بدولت متعدد شہر اور گاؤں فتح ہوئے پھر آخر میں سب کچھ خیر باد کہہ کر گوشہ نشین ہو گئے...... حتیٰ کہ گوشہ نشینوں کے امام بن گئے۔

۲۹۰- سلیمان بن احمد، ابوزید قراطیسی، اسد بن موسیٰ، یحییٰ بن ابی زائدۃ، ہاشم بن ہاشم، سعید بن المسیب کے سلسلۂ سند سے حضرت سعدؓ کا قول مروی ہے:

جس روز میں اسلام لایا اس روز کوئی دوسرا اسلام نہیں لایا۔ سات روز تک اسی طرح ماجرا رہا اور میں اسلام لانے میں تیسرے نمبر پر تھا۔

۲۹۱- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد الطیالسی، شعبۃ، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم کے سلسلۂ سند سے سعدؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ کے زمانہ میں روٹی کی جگہ درخت کے پتے ہماری غذا ہوتی تھی اور ہم بکری کی مانند مینگنیاں کرتے تھے۔

۲۹۲- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد الطیالسی، ابراہیم بن سعد، زہری، سعید بن میتب کے سلسلۂ سند سے حضرت سعدؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون کو تجرد (عدم شادی) کی اجازت نہیں دی اگر اجازت ہوتی تو ہم بھی اس پر عمل کرتے۔

۲۹۳- محمد بن احمد بن مخلد، ابو اسماعیل ترمذی، ابراہیم بن یحییٰ بن ہانی، محمد بن احمد بن اسحاق، بکر بن احمد بن مقبل، محمد بن یزید اسقاطی، ابراہیم بن یحییٰ بن ھانی، عن ابیہ، موسیٰ بن عتبہ، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم کے سلسلۂ سند سے حضرت سعد کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے میرے حق میں تیراندازی کی درستی اور دعا کی قبولیت کے لئے دعا فرمائی۔[2]

امام ترمذی کی روایت سے موسیٰ بن عقبہ ساقط ہیں۔

۲۹۴- محمد بن عاصم، حسین بن ابی معشر، سفیان بن وکیع، یونس بن بکیر، محمد بن اسحق، صالح بن کیسان کے سلسلۂ سند سے بعض آل سعدؓ کا قول مروی ہے:

ہم نے آپ ﷺ کے مکہ کے زمانۂ قیام میں بڑی تکالیف برداشت کی ہیں۔ ایک شب میں آپ ﷺ کے ساتھ باہر نکلا اور پیشاب کرنے لگا اچانک مجھے کسی شی کا احساس ہوا دیکھا تو وہ ایک اونٹ کی کھال کا ٹکڑا تھا میں نے اس کو دھو پکا کر کھالیا اور اس پر پانی نوش کرلیا اس کی وجہ سے تین دن تک بھوک سے میرا گزارہ ہو گیا۔

۲۹۵- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، عباس بن الفضل، مبروک بن فضالۃ کے سلسلۂ سند سے حسن کی روایت منقول ہے:

۱- الریاض النضرۃ ۲/۲۹۲، ۳۰۱. وتاریخ الخمیس ۱/۴۹۹، والتہذیب ۳/۴۸۳. والبدء والتاریخ ۵/۸۴، والجمع بین رجال الصحیحین ۱۵۷، وصفۃ الصفوۃ ۱/۱۳۸، وتہذیب ابن عساکر ۶/۹۳. ونکت الھمیان ۱۵۵، والکنی والاسماء ۱/۱۱، وطبقات ابن سعد ۶/۲. والاصابۃ ۳۱۸۷، والاعلام ۳/۸۷.

۲- المستدرک ۳/۵۰۰، والمصنف لعبد الرزاق ۲۰۴۲۳، وتاریخ ابن عساکر ۶/۹۹. (التہذیب) وتاریخ بغداد ۱/۱۴۴.

ایک روز عتبہ بن غزوان نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: میں ساتویں نمبر پر اسلام لایا تھا۔ آپ کے زمانہ میں ہم درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے تھے۔ اسکی وجہ سے ہمارے جبڑے زخمی ہو گئے تھے۔ حضرت سعدؓ جو امیر مصر ہیں سات میں سے صرف وہ اور میں باقی ہیں۔

۲۹۶- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، اسحٰق بن ابراہیم، عثمان بن ابی شیبہ، جریر، مغیرۃ الضبی، مصعب بن سعد بن ابی وقاص، عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے آپ ﷺ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! مجھے تنگدستی کے بجائے تمہاری خوشحالی سے زیادہ خطرہ ہے۔ تم کو مصیبتوں میں آزمایا گیا تو تم کامیاب نکلے جبکہ دنیا بہت میٹھی اور سرسبز و شاداب ہے۔[1]

۲۹۷- محمد بن احمد بن الحسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن مہدی، سفیان الثوری، سعد بن ابراہیم، عامر بن سعد بن ابی وقاص کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ مکہ میں میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ جبکہ سعدؓ اس بات سے پریشان تھے کہ ان کی موت ایسی جگہ میں آئے جہاں سے وہ ہجرت کر چکے تھے۔ بہر حال حضرت سعدؓ فرماتے ہیں: اس وقت میری صرف ایک لڑکی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تمام مال صدقہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمام کے بجائے ثلث صدقہ کرو اور یہ بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے تم دنیا سے چلے جاؤ اور لوگ تمہارے مال سے فائدہ اٹھائیں لیکن تمہارے اہل پریشان ہوں۔[2]

۲۹۸- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، محمد بن عمر واقدی، بکر بن مسمار، عامر بن سعد اور ان کے والد حضرت سعدؓ کے سلسلۂ سند سے فرمان رسول منقول ہے:

اللہ تعالیٰ پوشیدہ رکھنے والے غنی متقی کو پسند کرتا ہے۔[3]

۲۹۹- محمد بن احمد بن الحسین، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابوعامر العقدی، کثیر بن زید، مطلب بن عبداللہ، عمر بن سعد کے سلسلۂ سند سے ان کے والد حضرت سعدؓ کا قول مروی ہے انہوں نے اپنی اولاد کو فرمایا:

اے میرے لڑکے! کیا تم مجھے فتنہ پرستوں کا سردار بنانا چاہتے ہو؟ میں اس وقت تک قتال نہیں کروں گا جب تک کہ ایسی تلوار مجھے نہ لا کر دی جائے جس کو میں مسلمان پر ماروں تو وہ اس سے اچٹ جائے اور اگر کافر کو ماروں تو اس کا کام تمام کر دے۔ بہر حال میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا، کیوں کہ میں نے آپ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ تقویٰ کو مخفی رکھنے والا غنی انسان عند اللہ محبوب ہے۔[4]

۳۰۰- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان، عبداللہ بن بشر کے سلسلۂ سند سے ایوب سختیانی کا قول مروی ہے:

ایک بار سعدؓ بن ابی وقاص، ابن مسعود، ابن عمر اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اجمعین کی مجلس میں فتنہ کا ذکر کیا گیا۔ سعدؓ نے

۱۔ الترغیب والترهیب ۱۸۴/۴، ومجمع الزوائد ۲۴۵/۱۰، والمطالب العالیة ۳۱۵۳، والجامع الصغیر ۱۹۸۷، وعزاه للمصنف والبیهقی فی الشعب عن سعد، وضعفه، وقال المناوی فی فیض القدیر ۲۵۴/۵.

۲۔ صحیح البخاری ۴/۴، ۸۱/۷، ومسند الامام أحمد ۱۷۲/۱، وفتح الباری ۳۶۹/۵، ۴۹۷/۹.

۳، ۴۔ صحیح مسلم، کتاب الزهد ۱۱، ومسند الامام أحمد ۱۶۸/۱، ومشکاة المصابیح ۵۲۸۴، وشرح السنة ۲۲/۱۵، والعزلة للسبعی ۱۲، واتحاف السادة المتقین ۳۱/۸، ۳۰۸، والترغیب والترهیب للمنذری ۳۳۹/۳، وکشف الخفا ۲۸/۰۱

فرمایا: میں فتنہ میں شمولیت کے بجائے گھر میں گوشہ نشینی کو ترجیح دوں گا۔

۳۰۱-سلیمان بن احمد، اسحق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ایوب کے سلسلۂ سند سے ابن سیرین کی روایت منقول ہے:

سعدؓ بن ابی وقاص سے کہا گیا: اہل شوریٰ میں سے ہونے کے باوجود آپ قتال سے گریز کیوں کر رہے ہو؟ فرمایا: میں ہرگز قتال نہیں کروں گا تا آنکہ دو آنکھ، ایک زبان اور دو لبوں والی تلوار مجھے لا کر نہ دی جائے جس سے کافر و مسلمان میں تفریق ہو...... اس وقت میں جہاد کی نیت سے اس سے قتال کروں گا۔

۳۰۲-حبیب بن حسن، عمر بن حفص السدوسی، عاصم بن عدی، شعبہ، یحیٰی بن حصین کے سلسلۂ سند سے طارق بن شہاب سے منقول ہے:

خالد اور سعد کے درمیان چپقلش کے زمانہ کے دوران ایک شخص نے سعدؓ کے سامنے خالدؓ کی برائی کی۔ سعدؓ نے اسے منع کرتے ہوئے کہا: اب تک ہمارا معاملہ دین کے ضرر کو نہیں پہنچا ہے۔

(۸) سعیدؓ بن زید[۱]

آپ کا مکمل نام سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہے۔ آپ حق گو، راہ خدا میں مال خرچ کرنے والے، خواہش کے خلاف کام کرنے والے، فقط اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے، مستجاب الدعوات، حضرت عمرؓ سے قبل اسلام قبول کرنے والے، جنگ بدر میں حاضر ہونے والے، امارت و ریاست سے کوسوں دور رہنے والے، نفس کو مغلوب کرنے والے، دنیا میں سبقت نہ کرنے والے، فتنہ و شر دور سے کنارہ کش، اخروی بلندیوں کے حصول کے لئے کوشاں، دنیاوی مراتب سے بعد اختیار کرنے والے اور خواہش نفس کے خلاف چلنے والے تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

۳۰۳-محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحیٰی بن سعید، صدقہ بن مثنیٰ کے سلسلۂ سند سے ریاح بن حارث کی روایت منقول ہے:

ایک بار مغیرہؓ کوفیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد اکبر میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آ کر سعیدؓ کا پوچھنے لگا۔ مغیرہ نے اسے اپنے پاؤں کی طرف بٹھا دیا۔ پھر ایک کوئی شخص آ کر مغیرہ کے سامنے گالی دینے لگا۔ مغیرہ سے سوال کیا گیا کہ یہ کس کو گالی دے رہا ہے انہوں نے فرمایا حضرت علیؓ کو۔ ایک شخص (حضرت سعیدؓ) نے کہا: اے مغیرہ! آپ کے سامنے صحابہ پر سب و شتم ہوتا ہے، لیکن آپ کچھ نہیں کہتے اور میں علی الیقین کہتا ہوں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے: ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور سعد بن مالک جنتی ہیں۔ اور ایک نویں صحابی بھی جنتی ہیں میں چاہوں تو اس کا نام بھی بتا سکتا ہوں[۲]۔ اہل مسجد نے شور مچایا کہ اللہ کیلئے نویں کا نام بتاؤ۔ انہوں نے فرمایا: تم نے اللہ کا واسطہ دیدیا ہے تو سنو میں نواں ہوں اور آپ علیہ السلام دسویں ہیں۔ پھر فرمایا: کوئی شخص جو رسول اللہ کے ساتھ کبھی غبار آلود ہوا ہو وہ تم میں سے ہر شخص سے افضل ہے خواہ تم کو نوح علیہ السلام کی عمر دیدی جائے اور تم پوری عمر نیک عمل کرتے رہو۔

عبدالواحد بن زیاد نے صدقہؒ سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۳۰۴-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، علی بن عاصم، حصین، ہلال بن یساف کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن

۱۔ طبقات ابن سعد ۳/۲۷۵، وتهذيب ابن عساكر ۶/۱۲۷. وصفة الصفوة ۱/۱۴۱. وذيل المذيل ۱۴. والرياض النضرة ۲/۳۰۲، ۳۰۶. والاعلام ۳/۹۴.

۲۔ سنن أبي داؤد ۴۶۵۰، وسنن الترمذي ۳۷۴۷، وسنن ابن ماجه ۱۳۳، ومسند الامام أحمد ۱/۱۸۷، ۱۸۸، ۱۹۳، والسنة لابن أبي عاصم ۲/۶۱۹، ۶۲۰، واتحاف السادة المتقين ۸/۴۲۱، ۹/۲۸۰.

ظالم المازنی کا قول مروی ہے:

حضرت معاویہ کوفہ سے جاتے وقت حضرت مغیرہ کو کوفہ کا عامل مقرر کر گئے تھے۔ حضرت مغیرۃ نے خطباء کو خطبہ میں حضرت علی پر سب وشتم کا حکم کیا۔ میں اس وقت سعیدؓ بن زید کے پاس تھا۔ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے وہاں سے لے گئے اور مجھ سے فرمایا جنتی شخص پر لعنت کا حکم دینے والے اس ظالم کو دیکھو! میں حضرت علی کے جنتی ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔

۳۰۵-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، عارم ابوالنعمان، حماد بن زید، ہشام بن عروۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کی روایت منقول ہے:

ایک بار اروی بنت اویس نے خلیفہ مروان کو سعیدؓ بن زید کے بابت شکایت کی کہ انہوں نے میری زمین کے ایک حصہ پر ناحق قبضہ کرلیا ہے لہٰذا آپ اسکا فیصلہ کردیں، سعیدؓ نے کہا کہ میں نے ایسا بالکل نہیں کیا۔ کیوں کہ میرے سامنے یہ حدیث رسول ہے:

ناحق ایک بالشت زمین پر قبضہ کرنے والے کے گلے میں ساتوں زمین کا طوق ڈالا جائیگا۔[1]

نیز سعیدؓ نے بددعا دیکر کہا اگر یہ خاتون جھوٹی ہے اے اللہ اس کی بصارت زائل کردے اور اسے اس کی زمین میں موت دیدے۔ چنانچہ اسکی بصارت زائل ہوگئی اور وہ کچھ عرصہ بعد اپنی زمین کے کنویں میں گر کر مرگئی۔

۳۰۶-محمد بن احمد بن حمدان، حسن بن سفیان، حرملہ بن یحییٰ، ابن وہب، عبداللہ بن عمر العمری، نافع کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول مروی ہے:

مروان نے سعیدؓ بن زید کے پاس اروی کی شکایت کے بابت گفتگو کرنے کے لئے چند افراد کو بھیجا۔ سعید نے فرمایا یہ مجھ پر بہتان ہے۔ کیوں کہ میں نے آپ علیہ السلام کو کہتے سنا ہے کہ ناحق ایک بالشت زمین پر قبضہ کرنے والے کے گلے میں ساتوں زمین کا طوق بنا کر ڈالا جائیگا۔[2]

نیز فرمایا اگر میں صادق ہوں تو اے اللہ! اس کی بصارت زائل فرما کر اسے اسکی زمین میں موت دیدے۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا۔

عبداللہ بن عبدالمجید نے عبیداللہ بن عمر سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۳۰۷-ابومحمد بن حبان، محمد بن سلیمان، بشر بن آدم، عبیداللہ بن عبدالمجید کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن عمر العمری نے گزشتہ روایت کی مانند نقل کیا ہے۔

۳۰۸-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، احمد بن عیسیٰ، ابن وہب، یونس کے سلسلۂ سند سے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کا قول مروی ہے

اروی نے مروان کو سعید کے بارے میں شکایت کی۔ سعیدؓ نے کہا اگر وہ جھوٹی ہے تو اے اللہ اس کی بصارت زائل کر کے اسے اس کی زمین میں موت دیدینا اور اے باری تعالیٰ! میری سچائی بھی لوگوں پر ظاہر فرمانا۔ چنانچہ اروی کا حال حضرت سعید کی بددعاء کے مطابق ہوا اور اللہ نے لوگوں پر حضرت سعیدؓ کا صدق ظاہر فرمادیا۔

۳۰۹-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن رمح بن مہاجر، ابن لہیعۃ، محمد بن زید بن مہاجر کے سلسلۂ سند سے ابوغطفان المری کا قول مروی ہے:

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱/۱۲۱. وتاریخ بغداد ۹/۳۶۱، والکنی للدولابی ۱/۱۳۲. والجامع الکبیر ۱/۷۸۳، وعزاه للمصنف، وابن جریر، والبغوی والطبرانی عن یعلی بن مره الثقفی، والمصنف عن ابی ثابت ایمن بن یعلی الثقفی.

۲۔ صحیح البخاری ۳/۱۷۱، ۴/۳۰، وصحیح مسلم، کتاب المساقاة ۱۴۲، ومسند احمد ۶/۶۴، ۲۵۲، فتح الباری ۵/۱۰۳. وسنن الدارمی ۲/۲۶۷.

اروٰی بنت اویس نے مروان سے حضرت سعیدؓ کے خلاف مدد طلب کی۔ مروان نے عاصم بن عمر کو سعیدؓ کے پاس بھیجا۔ سعیدؓ نے فرمایا اس نے کذب سے کام لیا ہے۔ نیز سعید نے اروٰی کے بارے میں مذکورہ بددعاء کی جو بالآخر قبول ہوئی۔[1]

(۹) عبدالرحمٰن بن عوف[2]

آپ بہت بڑے مالدار ہونے کے باوجود شاکر، قانع، راہ خدا میں خرچ کرنے والے، فتنوں اور ضلالت سے اللہ کی پناہ طلب کرنے والے، فکر آخرت کے حامل، اللہ کے ماسوا سے نہ ڈرنے والے، فیاض، ظاہراً و باطناً دنیا کی فنائیت پر یقین رکھنے والے، مالداروں کے سردار اور یتامیٰ و مساکین کا خیال رکھنے والے تھے۔

۳۱۰- محمد بن احمد بن یعقوب، احمد بن عبدالرحمٰن، یزید بن ہارون، ابوالمعلیٰ جریری، میمون بن مہران کے سلسلۂ سند سے ابن عمرؓ سے منقول ہے:

عبدالرحمٰن بن عوف نے اصحاب شوریٰ سے فرمایا: کیا تم میرے فیصلہ پر راضی ہو جاؤ گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا سب سے پہلے میں آپ کے فیصلہ کو قبول کروں گا، اس لئے کہ میں نے آپ ﷺ کو آپ کی بابت فرماتے سنا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف اہل ارض و سماء کے امین ہیں۔[3]

۳۱۱- سلیمان بن احمد، ابویزید قراطیسی، اسد بن موسیٰ، عمارۃ بن زاذان، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت عائشہ نے ایک آواز سنی جس سے پورا مدینہ ہل گیا، حضرت عائشہ نے اس کی بابت تحقیق کی۔ انہیں بتایا گیا کہ شام سے سات سو سواریوں پر مشتمل عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا (مال سے لدا) قافلہ آیا ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: میرے سامنے آپ علیہ السلام نے فرمایا: عبدالرحمٰن بن عوف گھسٹ گھسٹ کر جنت میں جائیں گے۔ جب ابن عوف کو قول عائشہ کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فرمایا: میں یہ سب کچھ مال جوان سواریوں پر لدا ہوا ہے بلکہ یہ سواریاں، ان کے پالان اور ان کی رسیاں تک راہ خدا میں خرچ کرتا ہوں۔[4]

۳۱۲- جعفر بن محمد بن عمرو، ابوحصین الوادعی، یحیٰ بن عبدالحمید، عبداللہ بن جعفر مخزومی، ام بکر بنت المسور بن مخرمہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد مسور بن مخرمہ کا قول مروی ہے:

ایک بار ابن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کو چالیس ہزار دینار کے عوض زمین کا ایک ٹکڑا فروخت کیا۔ لیکن ابن عوف نے وہ تمام اموال بنی زہرہ اور فقراء مسلمین اور امہات المؤمنین میں تقسیم فرما دیا۔ مسور فرماتے ہیں میرے ساتھ کافی مال حضرت عائشہؓ کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ میرے بعد تم پر صرف صالحین توجہ دیں گے۔[5]

پھر فرمایا: اللہ ابن عوف کو جنت کی نہر سلسبیل سے پلائے۔

۱۔ صحیح البخاری ۳/ ۱۷۱، ۴/ ۳۰، وصحیح مسلم، کتاب المساقاۃ ۱۴۲، ومسند أحمد ۶/ ۶۴، ۲۵۲، فتح الباری ۵/ ۱۰۳. وسنن الدارمی ۲/ ۲۶۷.

۲۔ صفۃ الصفوۃ ۱/ ۱۳۵، وتاریخ الخمیس ۲/ ۲۵۷، والبدء والتاریخ ۵/ ۸۶، والریاض النضرۃ ۲/ ۲۸۱، ۲۹۱، والجمع بین رجال الصحیحین ۲۸۱، والاصابۃ ۵۱۷۱. والاعلام ۳/ ۳۲۱.

۳۔ الجامع الکبیر ۲/ ۳۱.

۴۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱/ ۹۰، ۶/ ۳۳. واتحاف السادۃ المتقین ۸/ ۲۱۶، وکنز العمال ۳۳۵۰۰. ۳۶۶۷۶.

۵۔ کنز العمال ۳۳۴۹۳، ۳۷۸۱۸.

۳۱۳-حبیب بن حسین، ابومعشر الدارمی، احمد بن بدیل، محاربی، عمار بن سیف، اسماعیل بن ابی خالد کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن ابی اوفیٰ کا قول مروی ہے:

ایک بار حضور علیہ السلام نے ابن عوفؓ سے تاخیر کی وجہ دریافت فرمائی۔ابن عوفؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مال کے حساب کی وجہ سے تاخیر ہوئی ہے۔ اور حساب کی وجہ مال کی کثرت ہے۔ پھر عرض کیا: یارسول اللہ! میں مصر سے آئی ہوئی ایک صد سواریاں (بمع اموال کے) مدینہ کے دیہاتیوں پر صدقہ کرتا ہوں۔[1]

۳۱۴-محمد بن علی بن حبیش، جعفر بن محمد الفریابی، سلیمان بن عبدالرحمٰن الدمشقی، خالد بن یزید بن ابی مالک، عن ابیہ، عن عطاء بن ابی رباح، ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کے سلسلۂ سند سے ان کے والد حضرت عبدالرحمٰنؓ کا قول مروی ہے۔

آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے ابن عوف! تم اغنیاء میں سے ہو اور تم گھسٹ گھسٹ کر جنت میں داخل ہوگے۔ لہذا تم پاؤں سے چل کر جنت میں جانے کے لئے مہمان کا اکرام کرو، مسکین کو کھانا کھلاؤ اور سائل کا خیال رکھو۔[2]

۳۱۵-سلیمان بن احمد، ابویزید قراطیسی، اسد بن موسیٰ، عبداللہ بن مبارک، معمر کے سلسلۂ سند سے زہری کی روایت منقول ہے:

ابن عوف نے دور نبوی ﷺ میں چار ہزار درہم، پھر چالیس ہزار درہم پھر چالیس ہزار دینار صدقہ کئے۔ پھر پانچ صد سواریاں بمع مال کے راہ خدا میں خرچ کیں۔ آپ کا عام مال تجارت سے حاصل ہوتا تھا۔

۳۱۶-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، ابوہمام السکونی، حسین بن علی کے سلسلۂ سند سے جعفر بن برقان کا قول مروی ہے: ابن عوفؓ کے متعلق تیس ہزار باندیاں صدقہ کرنے کا مجھے علم ہوا ہے۔

۳۱۷-ابوعمر بن حمدان، حسن بن سفیان، دحیم بن ابی فدیک، ابن ابی ذئب، مسلم بن جندب کے سلسلۂ سند سے نوفل بن ایاس ہذلی کا قول مروی ہے:

ابن عوفؓ ہمارے بہت اچھے ہمنشین تھے۔ ایک روز ہم نے ان کے سامنے گوشت روٹی رکھی تو وہ پرنم ہوکر فرمانے لگے: آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل جو کی روٹی سے سیر ہوئے بغیر اس دنیا سے چلے گئے ...... لیکن آج ہمارا یہ حال ہے۔

۳۱۸-محمد بن احمد بن الحسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبۃ، سعد بن ابراہیم اپنے والد کے سلسلۂ سند سے اپنے دادا کی روایت نقل کرتے ہیں:

ایک روز ابن عوفؓ کے سامنے کھانا لایا گیا تو فرمایا حضرت حمزۃ اور حضرت مصعبؓ بن عمیر کے قتل کے وقت ان کا کفن بھی پورا نہیں تھا، حالانکہ وہ مجھ سے افضل تھے اور ہمارا یہ حال ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ جنت کی نعمتیں ہمیں دنیا ہی میں مل گئی ہیں۔ پھر آپ نے کھانا نہیں کھایا۔

۳۱۹-محمد بن ایوب الرازی، مسدد، معتمر بن سلیمان کے والد کے سلسلۂ سند سے حضرمی کی روایت منقول ہے:

ایک بار دور نبوی ﷺ میں آپ ﷺ کے سامنے ایک عمدہ قرات کرنے والے کی قرات پر ابن عوف کے علاوہ سب پر گریہ طاری ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر عبدالرحمٰن کی آنکھ نہیں جاری ہوئی تو کیا ہوا ان کا دل تو رو رہا ہے۔[3]

۱۔ تنزیہ الشریعۃ ۱/۱۳۱. ولسان المیزان ۶/۳۵۱. وتاریخ جرجان ۲۴۵.

۲۔ المستدرک ۳/۳۱۱، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۲۱۱، ۲۷۰، ۲۷۲، وطبقات ابن سعد ۳/۱/۹۳. والموضوعات لابن الجوزی ۲/۱۳. وتخریج الاحیاء ۳/۲۶۰.

۳۔ کنز العمال ۳۳۴۹۷. والمطالب العالیۃ ۴۰۰۹.

۳۲۰-سلیمان بن احمد، عبدالرحمٰن بن جابر الطائی، بشر بن شعیب بن ابی حمزۃ، عن ابیہ، عن الزہری، ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کے سلسلۂ سند سے ابن عوفؓ کا قول منقول ہے:

مصائب کے وقت ہم نے صبر سے اور خوشحالی کے وقت بغیر صبر کے کام لیا۔

۳۲۱-سلیمان بن احمد، ابویزید قراطیسی، اسد بن موسیٰ، ابراہیم بن سعد بن ابراہیم عن ابیہ عن جدہ کے سلسلۂ سند سے منقول ہے: ابراہیم کہتے ہیں جس روز حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا انتقال ہوا میں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

ابن عوف چلے گئے میں نے ان کا اچھا زمانہ پایا لیکن وہ مجھے زمانہ مصائب میں چھوڑ گئے۔

(۱۰) ابوعبیدۃؓ بن جراح[۱]

آپ امین، رشید، عامل، زاہد، امین الامۃ، فقط اسلام کی خاطر لوگوں سے دشمنی اور دوستی قائم کرنے والے، موت تک قلیل زاد پر صبر کرنے والے، اور حقیقتاً قرآنِ کریم کی درج ذیل آیت کے مصداق تھے:

لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ (المجادلۃ:۲۲)

(ترجمہ) اور جو لوگ خدا پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہیں دیکھو گے خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندانی ہی کیوں نہ ہوں۔

آپ دنیاوی اعتبار سے کمزور، ذوالجبر تین، دعاؤں کا اہتمام کرنے والے، اخروی بلندیوں کے لئے کوشاں، عبادت گزار، دنیا سے متاثر نہ ہونے والے اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے مشتاق تھے۔

۳۲۲-ابوبکر محمد بن الحسن، ابوعمارۃ محمد بن احمد بن المہندس، ابوعقیل الجمال وحید بن ربیع، ابواسامہ، عمر بن حمزۃ العمری، سالم عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے ابن عمرؓ کی روایت مروی ہے فرمان نبوی ﷺ ہے:

ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کے امین ابوعبیدۃ بن جراح ہیں۔[۲]

زہری نے اس کو عن سالم عن عمرو کوثر بن حکیم عن نافع عن ابن عمر عن عمرو عبدالرحمٰن بن غنم عن عبداللہ بن ارقم عن عمر کی سندوں سے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت ابوبکر، ابن مسعود، حذیفہ، خالد بن الولید، انس اور عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کی امانت داری سے متعلق روایات منقول ہیں۔

۳۲۳-**ابوعبیدہؓ کا اپنے والد کو قتل کرنا**...... سلیمان بن احمد، ابویزید قراطیسی، اسد بن موسیٰ ضمرۃ کے سلسلۂ سند سے ابن شوذب کی روایت مروی ہے:

جنگ بدر میں ابوعبیدۃ کے والد آپؓ کو قتل کے ارادے سے تلاش کرتے رہے حضرت ابوعبیدہؓ ان سے اعراض برتتے رہے لیکن جب ان کے والد بار بار ان کو مارنے کی غرض سے ان کے آڑے آنے لگے تو بالآخر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے ان کو قتل کر دیا: ان کے اپنے والد کو قتل کرنے پر قرآن کی درج ذیل آیت نازل ہوئی:

۱۔ صفۃ الصفوۃ ۱/۱۴۲، البدء والتاریخ ۵/۸۷. وتھذیب ابن عساکر ۷/۱۵۷، وتاریخ الخمیس ۲/۲۴۴. والریاض النضرۃ ۲/۳۰۷، والاعلام ۲/۲۵۲، والاصابۃ، وطبقات ابن سعد.

۲۔ صحیح البخاری ۵/۳۲، وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ ۵۳، ومسند الامام أحمد ۳/۱۸۹. ۲۴۵، والسنن الکبریٰ للبیھقی ۶/۲۱۰، ۱۷۱، ۳، وفتح الباری ۷/۹۳. والمصنف لابن أبی شیبۃ ۱۲/۱۳۵.

لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آبائھم او ابنائھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان (المجادلۃ ۲۲)

جو لوگ خدا پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں انہی کے دلوں میں خدا نے ایمان کو لکھ دیا ہے۔

۳۲۴-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابواسامہ، ابوہلال، قتادۃ کے سلسلۂ سند سے ابوعبیدۃ بن جراح کا قول مروی ہے:

کوئی گورا ہو یا کالا، آزاد ہو یا غلام، عربی ہو یا عجمی جس کے متعلق مجھے علم ہو کہ وہ تقوی میں مجھ سے زیادہ ہونے کی وجہ سے افضل ہے تو میری یہ خواہش ہوگی کہ میں اس کے طعام کا کوئی حصہ ہوتا۔

۳۲۵-عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابوخالد الاحمر، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرزاق، معمر، ہشام بن عروۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد عروۃ کی روایت منقول ہے:

ایک بار حضرت عمر نے ابوعبیدۃ کو کجاوے کی چٹائی پر لیٹ کر اس کے پالان کو تکیہ بنائے ہوئے دیکھا تو ان سے بستر پر نہ لیٹنے کی وجہ دریافت کی؟ انہوں نے فرمایا یہی میرے لئے آرام دہ ہے۔

معمر اپنی روایت میں کہتے ہیں: جب حضرت عمرؓ ملک شام تشریف لائے تو ان کے استقبال کیلئے عوام الناس اور ان کے بڑے بڑے سردار حاضر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا میرے بھائی کہاں ہیں؟ لوگوں نے پوچھا کون آپ کے بھائی؟ فرمایا: ابوعبیدہ۔ عرض کیا گیا: وہ ابھی پہنچنے والے ہیں۔ جب آپ آگئے تو حضرت عمرؓ اتر کر ان سے بغل گیر ہوئے اور ان کے گھر میں تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ نے وہاں صرف تلوار، تیروں کا ترکش اور کجاوہ پایا اس کے بعد معمر نے مذکورہ روایت کی طرح باقی روایت نقل فرمائی۔

۳۲۶-محمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن مقری، حیوۃ، ابوصخر، زید بن اسلم کے سلسلۂ سند سے ان کے والد اسلم کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا میرے سامنے کسی چیز کی تمنا کرو ایک شخص نے کہا کاش یہ گھر سونے سے بھرا ہوا ہوتا تو میں اسے راہ خداہ میں خرچ کردیتا۔

پھر حضرت عمر نے وہی سوال کیا پھر اسی قسم کا جواب دیا گیا، پھر حضرت عمر نے سہ بارہ سوال کیا ان کے ساتھیوں نے کہا آپ خود ہی اسکا جواب ارشاد فرمادیں۔ اس وقت حضرت عمر نے فرمایا کاش یہ گھر ابوعبیدۃ بن جراح جیسے لوگوں سے بھرا ہوا ہوتا۔

۳۲۷-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ہشام بن ولید، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، یزید بن ہارون، جریر بن عثمان، نمران بن مخر ابی الحسن کا قول مروی ہے:

ایک بار ابوعبیدۃ نے لشکر میں چلتے ہوئے فرمایا بہت سے سفید پوش افراد دین کے اعتبار سے میلے ہوتے ہیں اور بہت سے اپنے کو مکرم سمجھنے والے حقیر ہوتے ہیں۔ اے لوگو! قدیم سیئات کو جدید حسنات سے ختم کرو۔ نیکی زمین و آسمان کے خلاء کے مساوی سیئات کو بھی ختم کردیتی ہے۔

۳۲۸-عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد العبسی، وکیع، سفیان، ثور بن یزید، خالد بن معدان کے سلسلۂ سند سے ابوعبیدۃ بن جراح کا قول مروی ہے۔

مومن کا قلب دن میں متعدد بار چڑیا کی طرح الٹ پلٹ ہوتا ہے۔

(۱۱) عثمان بن مظعون!

انہی بزرگان باصفا میں سے ایک دین کے پابند، غم وفکر کے مالک، خدا کی راہ میں آنکھ گنوانے والے، ذوالہجر تین عثمان بن مظعون ہیں۔

اللہ کیلئے قبول کرنے میں پیش پیش، دنیا کی بلندیوں میں پیچھے رہنے والے، عبادت خداوندی کے ستون اور راہِ خدا کے سرفروش تھے۔ دنیا ان میں کوئی عیب نہیں لگا سکی اور ان کو دین کی بلندی سے نیچے نہیں لا سکی۔ آپ نے ملاقاتِ محبوب میں جلدی کی اور غموم واوہام سے نجات پالی۔

۳۲۹- حبیب بن حسن، محمد بن یحییٰ، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحٰق، صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کے سلسلۂ سند سے بعض حضرات کا قول مروی ہے:

صحابہ کرام جب مشقت کے زمانہ میں تھے، حضرت عثمان بن مظعون ولید کی امان کے زمانہ میں خود آرام میں ہونے کے باوجود صحابہ کرام کو پریشان دیکھ کر ولید کے پاس گئے اور اس سے کہا میں تیری امان تجھے واپس کرتا ہوں۔ اس نے وجہ دریافت کی تو ابن مظعون نے کہا صحابہ کرام کے پریشان ہونے کی وجہ سے میں بھی ان کی طرح جوارِ الٰہی (خدا کی پناہ) کو پسند کرتا ہوں اور میں کسی مشرک کی پناہ میں نہیں آنا چاہتا۔ ولید نے کہا: جس طرح میں نے تم کو علانیہ امان دی تھی......اسی طرح تم بھی علانیہ اسے ختم کرو۔ چنانچہ ابن مظعون نے ولید کے ہمراہ مسجد میں جا کر علانیہ ولید کی امان کے ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ پہلے ولید نے کہا یہ عثمان ہے جو میری پناہ مجھے واپس کرنا چاہتا ہے۔ عثمانؓ نے کہا میں نے ولید کو بہت اچھا وعدہ پورا کرنے والا پایا ہے لیکن میں خدا کے سوا کسی کی پناہ میں نہیں آنا چاہتا۔ اس کے بعد ابن مظعون قریش کی مجلس میں بیٹھ گئے۔ اس وقت لبید بن ربیعہ بن مالک بن کلاب القیسی اشعار کہہ رہے تھے۔ ابن مظعون کے پہنچنے کے بعد لبید نے درج ذیل شعر کہا:

اللہ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے۔

ابن مظعون نے ان کی تصدیق کی۔ اس نے پھر کہا:

تمام نعمتیں زوال پذیر ہیں۔

ابن مظعون نے اس مرتبہ اس کی تکذیب کر کے کہا جنت کی نعمتیں دائمی ہیں۔

اس پر ابن مظعون اور لبید میں کشیدگی بڑھ گئی حتیٰ کہ ایک شخص نے ابن مظعون کی آنکھ کو نقصان پہنچا دیا۔ اس وقت ولید نے ابن مظعون کو طعنہ دیکر کہا اگر تم میری امان میں ہوتے تو ایسا نہ ہوتا۔ ابن مظعون نے کہا اے ابوعبد شمس! میں تجھ سے بڑے عزت والے اور قادرِ مطلق کی امان میں ہوں۔ پھر عثمانؓ نے آنکھ کی تکلیف پر درج ذیل اشعار کہے:

اگر رضاءِ الٰہی کے خاطر میری آنکھ کو تکلیف پہنچی ہے تو پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ کیوں کہ
من جانب اللہ اس کے عوض مجھے اجرِ جزیل ملے گا اور اے قوم! رضاءِ الٰہی کو حاصل کرنے
والا شخص سعید ہوتا ہے۔ تمہارے مجھ پر گمراہی کا فتویٰ لگانے کے باوجود میں دینِ محمد ﷺ
کا پابند ہوں۔ انشاء اللہ قیامت کے روز اللہ ہمارے مابین فیصلہ فرمائیگا۔

پھر حضرت علیؓ نے عثمانؓ کی آنکھ کی تکلیف دیکھ کر درج ذیل اشعار کہے:

۱۔ طبقات ابن سعد ۳/۳۸۶، والاصابة ۵۴۵۵. وصفة الصفوة ۱/۱۷۸. وتاريخ الخميس ۱/۱۱۴. والاعلام ۴/۲۱۴.

کیا یہ لوگ دین محمد ﷺ کی طرف دعوت دینے والے پر گمراہی کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی بھی فحاشی سے باز نہیں آئیں گے۔ ابن مظعون کو تکلیف پہنچانے کی وجہ سے ہم ان سے ناراض ہیں۔ کیا وہ تکلیف دینے کے وقت ان کے قتل سے مامون ہو گئے تھے۔ عنقریب ان کو عبرت ناک سزا ملے گی۔

۳۳۰۔ جعفر بن محمد بن عمرو، ابوحصین قاضی، یحییٰ بن عبدالحمید، ابراہیم بن سعد، زہری، خارجہ بن زید کے سلسلۂ سند سے ام علاءؓ سے مروی ہے، ام العلاء کہتی ہیں:

ابن مظعون نے ہمارے گھر میں وفات پائی، شب میں میں نے ابن مظعون پر اپنی آنکھ کو پرنم دیکھا۔ جب میں نے یہ بات آپ ﷺ سے نقل کی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ان کا عمل تھا۔

۳۳۱۔ فاروق الخطابی، زیاد بن الخلیل، ابراہیم بن المنذر، محمد بن فلیح، موسیٰ بن عقبہ کے سلسلۂ سند سے ابن شہاب کا قول مروی ہے:

حبشہ قریش کی تجارت گاہ تھا۔ آپ ﷺ نے بھی صحابہ کرام کو بغرض تجارت حبشہ جانے کو فرمایا، چنانچہ حضرت عثمان بن مظعون کی امارت میں ایک قافلہ حبشہ گیا اور ان کی واپسی سے قبل سورۃ نجم نازل ہوگئی۔ ابن مظعون واپسی میں کفار مکہ کے مسلمانوں سے عناد کی بنا پر مکہ میں داخل نہ ہو سکے...... حتیٰ کہ ولید بن مغیرۃ کی امان کے بعد مکہ میں داخل ہوئے۔

۳۳۲۔ عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، حماد بن سلمہ، علی بن زید، یوسف بن مہران کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کا قول مروی ہے:

حضرت رقیہ بنت رسول ﷺ کی وفات ابن مظعون کی وفات کے بعد ہوئی۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا میری صاحبزادی ہمارے بہترین انسان عثمان بن مظعون کے ساتھ جا ملی۔[۱]

۳۳۳۔ ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، سفیان بن وکیع، ابن وہب، عمرو بن حارث، زیاد کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کا قول مروی ہے:

ابن مظعون کی وفات کے وقت آپ علیہ السلام ابن مظعون کے پاس تشریف لے گئے اور ان پر جھک گئے پھر سر اٹھایا اور دوبارہ جھک گئے پھر تیسری مرتبہ بھی جھکے اس مرتبہ جب اٹھے تو حاضرین نے دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں لہذا اصحابہ کرامؓ بھی رو پڑے۔ جب آپ ﷺ نے ان کا رونا ملاحظہ کیا تو استغفر اللہ استغفر اللہ کرنے لگے۔ پھر فرمایا: عثمان چلے گئے لیکن ان کے ایمان میں کسی شیء کا اختلاط نہیں ہوا۔[۲]

۳۳۴۔ ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابی سیار بن حاتم، جعفر بن اسماعیل، ایوب کے سلسلۂ سند سے عبدربہ بن سعید مدنی کا قول مروی ہے:

ابن مظعون کی وفات کے وقت آپ ﷺ عثمان کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ان کو بوسہ دیکر فرمایا اے عثمان دنیا کے نقصانات سے تم محفوظ رہے۔[۳]

۳۳۵۔ عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسین، ابوربیع رشدینی، ابن وہب، یونس بن یزید کے سلسلۂ سند سے ابن شہاب سے مروی ہے:

۱۔ مسند الامام أحمد ۶/ ۳۷۱، ۳۳۵، و مجمع الزوائد ۳/ ۱۷. وطبقات ابن سعد ۳/ ۱/ ۲۹۰، ۸/ ۲۴. والمعجم الكبير للطبرانی ۹/ ۲۵.

۲۔ العلل المتناهية ۲/ ۲۷۹، والمصنف لابن ابی شیبة ۲/ ۵۳۵، والتاريخ الكبير ۱/ ۲۲۵، ۹/ ۳. ۳۔ كنز العمال ۳۳۶۱۰.

ایک روز ابن مظعون پھٹی ہوئی چادر ڈالکر مسجد میں داخل ہوئے۔ پھر ابن مظعون نے اس پر چمڑے کا پیوند لگایا۔ اس وقت آپ ﷺ اور صحابہ رو پڑے اور آپ نے فرمایا: اے صحابہ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب صبح وشام تم لباس تبدیل کروگے، اور تمہارے سامنے یکے بعد دیگرے پیالے رکھے جائیں گے اور تمہارے گھروں پر خانہ کعبہ کی طرح پردے لٹکے ہوں گے۔

کچھ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کاش وہ حالت آجائے ہم تو آسانی اور سہولت میں ہو جائیں گے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا ہوگا لیکن تم آج اس حال میں ان سے بہتر ہو۔[1]

۳۳۶-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، قیس بن الربیع، عاصم بن عبیداللہ، قاسم کے سلسلۂ سند سے عائشہؓ کا قول مروی ہے:

میں نے آپ علیہ السلام کو ابن مظعون کی میت کو بوسہ دیتے دیکھا۔

۳۳۷-محمد بن احمد بن عمر، احمد بن عمر، عبداللہ بن محمد بن عبید، ہارون فروی، ابوعلقمہ کے سلسلۂ سند سے زید بن اسلم کا قول مروی ہے:

ابن مظعون کی وفات کے بعد آپ ﷺ نے ان کی تجہیز وتکفین کا حکم فرمایا۔ تدفین کے بعد ان کی اہلیہ نے کہا اے ابو سائب! (عثمان بن مظعون کی کنیت) تجھے جنت کی بشارت ہو۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم کو اس کا کیسے علم ہوا؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے شوہر دن میں روزہ رکھتے اور شب کو عبادت کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس کے بجائے یہ کہتی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھنے والے تھے تو یہ بھی کافی تھا۔[2]

۳۳۸-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عمر بن محمد بن الحسن، محمد بن الحسن، شریک کے سلسلۂ سند سے ابواسحٰق سبیعی کا قول مروی ہے:

ایک بار ابن مظعون کی اہلیہ پراگندہ حالت میں ازواج مطہرات کے پاس گئیں۔ انہوں نے ان سے پراگندگی کی وجہ دریافت کی۔ ان کی اہلیہ نے کہا: میرے شوہر دن کو روزہ رکھتے ہیں اور شب کو عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ (یعنی ذریعہ معاش کوئی نہیں ہے۔ اس) کی وجہ سے آپ ﷺ نے ابن مظعون کو بلوا کر اس پر تنبیہ فرمائی اور فرمایا: کیا تمہارے لئے میرا اسوہ کافی نہیں ہے؟[3]

حضرت عثمانؓ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیوں نہیں! اس کے بعد ایک بار ان کی اہلیہ اچھی حالت میں بھی ازواج مطہرات کے پاس آئیں۔ پھر شوہر کی وفات پر انہوں نے درج ذیل شعر کہے:

> اے ابن مظعون کی وفات پر رونے والی آنکھ! وہ ابن مظعون جس نے خالق کی رضا میں
> راتیں بسر کیں۔ خوش خبری ہو اس مدفون شخص کیلئے، بقیع کو بھی خوشخبری ہو کہ اس میں عثمان
> کا ٹھکانہ بنا، کہ اس کی وجہ سے بقیع کی زمین روشن ومنور ہوگئی۔ اس کی وفات پر ہمارا قلب
> مسلسل غمزدہ ہے...... حتی کہ ہم مرجائیں۔

(۱۲) مصعب بن عمیر الداریؓ[4]

آپ شریعت سے محبت رکھنے والے، قرآن کے قاری، احد میں شریک ہونے والے، سید المتقین، عہد الٰہی کو پورا کرنے والے، تصنع سے پاک اور خوف خدا رکھنے والے تھے۔

۱۔ سنن الترمذی ۲۴۷۶، وکنز العمال ۶۱۷۲، ۶۲۳۰. ومشکاۃ المصابیح ۵۳۶۶، والجامع الکبیر ۶۳۲/۱.

۲۔ کتاب الأولیاء لابن أبی الدنیا ۷۲.

۳۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۲۸۱/۱۹، وطبقات ابن سعد ۲۸۷/۱/۳.

۴۔ طبقات ابن سعد ۸۲/۳، والاصابۃ ۸۰۰۴، وصفۃ الصفوۃ ۱۵۲/۱، واسد الغابۃ ۳۸۶/۴، والاعلام ۲۴۸/۷

کہا گیا ہے کہ تصوف پاکیزہ باغوں میں انسیت کو تلاش کرنے کا نام ہے۔

۳۳۹-سلیمان بن احمد، محمد بن عمرو بن خالد، عمرو بن خالد، ابن لہیعہ، ابوالاسود کے سلسلۂ سند سے عروۃ بن زبیر کی روایت منقول ہے:

انصار مدینہ آپ ﷺ سے مطمئن ہو کر آپ ﷺ پر اسلام لے آئے اور آئندہ سال موسم حج پر حاضر ہونے کا وعدہ کر کے مدینہ چلے گئے۔ مدینہ پہنچنے کے بعد انہوں نے آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ آپ ﷺ ہمارے پاس قرآن وسنت کی دعوت دینے کے لئے کسی مبلغ کو بھیج دیں۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے بنی عبدالدار کے بھائی حضرت مصعب بن عمیر کو مبلغ بنا کر مدینہ بھیجا۔ آپؓ بنی غنم کے اسعد بن زرارہ کے ہاں فروکش ہو گئے اور سعدؓ بن معاذ کے پاس جا کر اسلام کی دعوت اور تعلیم دینے میں مصروف ہو گئے۔ حتیٰ کہ مدینہ کے انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی بچا ہو گا جس میں اسلام نہ آیا ہو۔ عمرو بن الجموح (جو اسلام دشمنی میں پیش پیش تھے وہ) بھی اسلام لے آئے اور ان لوگوں کے بت ٹوٹ گئے...... پھر مصعبؓ واپس آ گئے۔

۳۴۰-فاروق الخطابی، زیاد بن الخلیل، ابراہیم بن المنذر، محمد بن فلیح، موسیٰ بن عقبہ، کے سلسلۂ سند سے ابن شہاب کی روایت منقول ہے:

اہل عقبہ نے بیعت رسول ﷺ کے بعد معاذ بن عفراء اور رافع بن مالک کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ ہمارے پاس کسی مبلغ کو بھیج دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر کو ان کی طرف مبلغ بنا کر بھیج دیا۔ چنانچہ ان کی تبلیغی کاوشوں کی بدولت اکثر لوگ حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے حتیٰ کہ مدینہ کے انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی بچا ہو گا جس میں اسلام نہ آیا ہو۔ عمرو بن الجموح (جو اسلام دشمنی میں پیش پیش تھے وہ) بھی اسلام لے آئے اور ان لوگوں کے بت ٹوٹ گئے۔ بعد ازاں حضرت مصعبؓ واپس تشریف لے آئے۔ آپ کو مقری (قاری) کہہ کر یاد کیا جاتا تھا۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی مدینہ آمد سے قبل حضرت مصعب ہی نے سب سے پہلے لوگوں کو جمعہ کے لئے جمع فرمایا تھا۔

۳۴۱-ابراہیم بن عبداللہ واحمد بن حسن، محمد بن اسحٰق السراج، قتیبہ بن سعید، حاتم بن اسماعیل، عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن ابی فروۃ، قطن بن وہب کے سلسلۂ سند سے عبید بن عمیر کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے مصعب بن عمیر کو احد کے روز مقتول دیکھ کر قرآن کی درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه (الاحزاب ۲۳)

مؤمنین میں سے کچھ لوگوں نے اللہ سے کیا ہوا عہد سچ کر دکھایا۔

۳۴۲-سلیمان بن احمد، عمر بن حفص السدوسی، ابو بلال الاشعری، یحییٰ بن العلاء، عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن ابی فروۃ، قطن بن وہب کے سلسلۂ سند سے ابن عمیر کی روایت منقول ہے:

آپ ﷺ نے یوم الاحد میں حضرت مصعب اور دیگر مقتولین کو دیکھ کر فرمایا اے شہداء! میں گواہی دیتا ہوں تم عنداللہ زندہ ہو۔ اے لوگو! تم ان کی زیارت کرو اور ان پر سلام بھیجو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی ان پر سلام نہیں بھیجتا مگر یہ جواب دیتے ہیں قیامت تک یہی رہے گا۔[۱]

۳۴۳-ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابراہیم الحورانی، عبدالعزیز بن عمیر، زید بن ابی زرقاء، جعفر بن برقان، میمون بن مہران، یزید بن اصم کے سلسلۂ سند سے عمرؓ بن خطاب کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے حضرت مصعب کو دنبہ کی کھال میں ملبوس دیکھ کر صحابہ سے فرمایا اس شخص کو جسکے قلب کو اللہ نے روشن فرما دیا دیکھو، میں نے ان کی عیش و عشرت والی زندگی بھی دیکھی ہے ان کے والدین ان کو سب سے اچھا کھانا اور سب سے اچھا مشروب دیتے تھے۔

۱۔ کنز العمال ۲۹۸۹۴. واتحاف السادۃ المتقین ۲۲۳/۴، ۷۸/۱۰. مجمع الزوائد ۶۰/۳، ۱۲۳/۶.

لیکن اللہ اور اس کے رسول کی محبت کی وجہ سے ان میں کس قدر تبدیلی آئی اور نوبت بایں رسید۔[1]

(١٣) عبداللہ بن جحشؓ[2]

آپؓ اپنے رب پر قسم اٹھانے والے اور محبت الٰہی کو قلب میں جگہ دینے والے، سب سے پہلے اسلامی جھنڈا قائم کرنے والے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے اور شرکاء احد میں سے تھے۔ آپ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب آپ علیہ السلام کی پھوپھی تھی۔ آپ کی بہن زینب بنت جحشؓ سے حضور ﷺ نے رشتہ ازدواج قائم کیا۔

کہا گیا ہے کہ تصوف عالی رتبہ تک رسائی کیلئے راستہ تلاش کرنے کا نام ہے۔

٣٤٤- محمد بن احمد بن الحسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ، محمد بن فضیل، عاصم کے سلسلۂ سند سے شعبی کی روایت منقول ہے:

دین اسلام میں سب سے پہلے ابن جحش نے جھنڈے کی ابتدا کی۔ نیز سب سے قبل ابن جحش کا حاصل کیا ہوا مال غنیمت تقسیم کیا گیا۔

٣٤٥- سلیمان بن احمد، طاہر بن عیسیٰ المصری، اصبغ بن الفرج، ابن وہب، ابوصخر، یزید عبداللہ بن قسیط، اسحٰق بن سعد بن ابی وقاص کے سلسلۂ سند سے ان کے والد سعد بن ابی وقاص کی روایت منقول ہے:

سعد کہتے ہیں: میرے سامنے احد کے روز ابن جحش نے کہا کیا تم اللہ سے دعا نہیں کرتے؟ چنانچہ پہلے گوشہ نشین ہو کر عبداللہ بن جحش نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! کل ایسے دشمن سے میرا مقابلہ کروا، جو مجھے مارے میں اسے ماروں پھر وہ میرے ناک اور کان کاٹ دے...... جب کل کو تجھ سے میری ملاقات ہو تو تو کہے: اے عبداللہ! کس نے تیرے کان اور ناک کاٹ ڈالے؟ میں کہوں یہ تیرے اور تیرے رسول کی راہ میں کاٹے گئے ہیں۔ اور تو کہے تو نے سچ کہا۔ حضرت سعد کہتے ہیں میں نے ان کو اگلے روز دیکھا چنانچہ ان کی دعا قبول ہوئی اور وہ اسی طرح راہ خدا میں شہید کئے گئے اور ان کی ناک اور کان دھاگے میں پروئے ہوئے تھے۔

٣٤٦- احمد بن محمد بن الحسن، محمد بن اسحٰق الثقفی، حسن بن الصباح، سفیان، ابن جدعان کے سلسلۂ سند سے ابن مسیب کی روایت منقول ہے:

ابن جحش نے احد کے روز دعا کی اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ کل میری دشمن سے ایسی مڈبھیڑ کروا کہ ہمارے درمیان سخت مقابلہ ہو اور وہ میرا پیٹ پھاڑ دے پھر وہ میرے ناک اور کان کاٹ دے...... جب کل کو تجھ سے میری ملاقات ہو تو تو کہے: اے عبداللہ! کس نے تیرے کان اور ناک کاٹ ڈالے؟ میں کہوں یہ تیرے اور تیرے رسول کی راہ میں کاٹے گئے ہیں۔ اور تو کہے تو نے سچ کہا۔ سعید بن المسیب کہتے ہیں مجھے خدا سے امید ہے کہ اس نے جس طرح ابن جحش کی پہلی دعا قبول کی اسی طرح آخری دعا بھی قبول کی ہوگی۔

(١٤) عامر بن فہیرہ

آپ متبع شریعت، حسد سے پاک، موت کے بعد جن کے جسم کو اٹھا لیا گیا، داعیٔ اسلام اور ہجرت کے موقع پر آپ علیہ السلام کے خادم تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف اچھی موت چاہنے کا نام ہے جس میں فرشتوں کی طرف سے پیغام نکاح ملے۔

---

[1] اتحاف السادة المتقين ٩/٥٣٨، وتخريج الاحياء ٣/٢٨٧.

[2] الاصابة ٣/٤٥٧. وامتاع الأسماع ١/٥٥، وحسن الصحابة ٣٠٠، المحبر ٨٦. ١١٦، والاعلام ٤/٧٦.

۳۴۷-احمد بن محمد بن الحسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، محمد بن عبداللہ بن نمیر، یونس بن بکیر، ہشام بن عروۃ عن ابیہ کے سلسلہ سند سے قول عائشہ مروی ہے:

ہجرت کے موقع پر صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ، عامر بن فہیرہ اور بنی الدیل کے ایک رہبر آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔

۳۴۸-سلیمان بن احمد، احمد بن عمرو بن الخلال، یعقوب بن حمید، یوسف بن ماجشون عن ابیہ کے سلسلہ سند سے اسماء بنت ابی بکر کا قول مروی ہے:

حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ ہجرت کے موقع پر نکلے تو تین رات غار میں روپوش رہے۔ اس دوران ابوبکرؓ کے غلام جوان کی بکریاں چراتے تھے یعنی حضرت عامر بن فہیرہ آپ ﷺ اور ابوبکرؓ کو برابر دودھ پہنچاتے رہے۔ آپؓ رات کی تاریکی میں غار کے دونوں ساتھیوں سے جدا ہوتے اور صبح تک چرواہوں کے پاس چراگاہ میں پہنچ جاتے تھے۔ اور شام کو ان کے ساتھ چلتے ہوئے اپنی رفتار سست کر لیتے حتیٰ کہ رات کی تاریکی جب چھا جاتی تو آپؓ اپنی بکریوں کو لے کر غار میں پہنچ جاتے تھے۔ جبکہ چرواہے سمجھتے کہ وہ ان کے ساتھ ہیں۔

۳۴۹-ابواحمد محمد بن احمد، احمد بن الحسن، خلف بن سالم، ابواسامہ، ہشام بن عروۃ عن ابیہ کے سلسلہ سند سے قول عائشہ مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عامر بن فہیرہ ہجرت کیلئے نکلے...... حتیٰ کہ مدینہ پہنچ گئے۔ حضرت عامر بئر معونہ کے دن شہید کئے گئے اور ان کے ساتھی عمرو بن امیہ قید کر لئے گئے۔ عمرو کو عامر بن الطفیل نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ عامر بن فہیرہ ہیں۔ ابن طفیل نے کہا میں نے ان کو دیکھا کہ قتل کے بعد ان کی نعش آسمان کی طرف اٹھی جا رہی ہے حتیٰ کہ میں ان کو زمین اور آسمان کے درمیان بلند ہوتا دیکھتا رہا۔

۳۵۰-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، زہری کے سلسلہ سند سے ابی بن کعب کا قول مروی ہے:

حضور ﷺ نے بنی سلیم کی طرف ایک وفد بھیجا جس میں حضرت عامر بن فہیرہ بھی تھے۔ عامر بن الطفیل جوان کی گھات میں تھا اس نے ان اصحاب رسول کو بئر معونہ کے مقام پر پالیا اور ان کو قتل کر دیا۔ عامر بن فہیرہ بھی اسی بئر معونہ کے روز شہید کئے گئے۔ زہری کے بقول دشمنوں نے ان کا جسم تلاش کیا لیکن وہ ان کے ہاتھ نہیں لگا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ ان کو ملائکہ نے دفن کر دیا ہے۔

۳۵۱-حبیب بن حسن، محمد بن یحیٰ، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد بن اسحٰق، ہشام بن عروۃ کے والد کے سلسلہ سند سے عامر بن طفیل ایک شخص کا قول نقل کرتے ہیں: میں نے عامر کو شہادت کے بعد آسمان کی طرف اٹھتے دیکھا، حتیٰ کہ وہ آسمان سے بھی اوپر اٹھا لئے گئے۔

(۱۵) عاصم بن ثابت[۱]

آپ ظاہر و باطنی گندگیوں سے پاک، اللہ کے وعدہ کو پورا کرنے والے، اور زندگی میں اللہ تعالیٰ سے وفا کرنے والے تھے اسی وجہ سے وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے آپ کے جسم کو محفوظ رکھا۔

بعض کا قول ہے: دنیا کی طرف رغبت کرنے کے بجائے آخرت کی طرف رغبت کرنے کا نام تصوف ہے۔

۳۵۲-محمد بن احمد بن حسن، ابوشعیب حرانی، ابوجعفر نفیلی، محمد بن سلمۃ حرانی، محمد بن اسحٰق کے سلسلہ سند سے عاصم بن عمرو بن قتادہ کا قول مروی ہے:

۱۔ حسن الصحابۃ ۲۷، ۲۹۲، والاصابۃ ۴۳۴۰، والمنحبر ۱۱۸، والمرزبانی ۲۷۱، والاعلام ۳/۲۴۸.

عاصمؓ کے سر کی من جانب اللہ حفاظت ...... آپ ﷺ نے چھ افراد پر مشتمل مرثد بن ابی مرثد کی امارت میں ایک دستہ بھیجا تھا ان میں عاصم بن ثابت اور خالد بن البکیر بھی تھے۔ جب یہ لوگ مقام رجیع پر پہنچے تو قبیلہ ہذیل نے ان کو اپنی امان کی پیشکش کی۔ مرثد اور عاصم نے تو کہا ہم کبھی بھی کسی مشرک کی پناہ یا وعدہ پر یقین نہیں کریں گے۔ آخر انہوں نے ان سے قتال کیا حتیٰ کہ ان کو شہید کر ڈالا۔ عاصم بن ثابت کو قتل کرنے کے بعد ہذیل کا ارادہ تھا کہ ان کے سر کو ہم سلافہ بنت سعد بن شہید کے ہاتھوں فروخت کر دیں۔ اس نے نذر مانی تھی کہ اگر وہ عاصم کے سر کو پالے تو اس کی کھوپڑی میں شراب پئے گی۔ کیونکہ جنگِ احد کے موقع پر عاصم کے ہاتھوں اس کے دو بیٹے قتل ہوئے تھے۔

چنانچہ جب قبیلہ ہذیل کے مشرکین نے ان کے سر کو کاٹنا چاہا تو شہد کی مکھیوں نے ان کے سر کو ڈھانک لیا۔ مشرکین نے کہا چلو شام کو جب یہ مکھیاں ان سے چھٹ جائیں گی ہم ان کا سر کاٹ لیں گے۔ لیکن پھر بارش کا ایسا ریلا آیا کہ وہ حضرت عاصمؓ کے سر کو بہا لے گیا۔

درحقیقت حضرت عاصم نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ کسی مشرک کو چھوئیں گے اور نہ کسی مشرک کو اپنا جسم چھونے دیں گے کیونکہ مشرک ناپاک ہیں۔

حضرت عاصمؓ نے اپنی زندگی میں اللہ سے کیے ہوئے عہد کا پاس رکھا تو اللہ تعالیٰ نے بعد الوفات ان کی حفاظت فرمائی۔

جب یہ واقعہ حضرت عمرؓ کو پہنچا تو آپؓ نے فرمایا: اللہ نے مؤمن کی حفاظت کی۔

۳۵۳-عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابراہیم بن عبداللہ بن معدان، احمد بن سعید، ابن وہب، عمرو بن حارث، عبدالرحمٰن بن عبداللہ الزہری کے سلسلۂ سند سے بریدۃ بن سفیان اسلمی کی روایت منقول ہے:

آپ علیہ السلام نے عاصم بن ثابت، زید بن دثنہ، خبیب بن عدی اور مرثد بن ابی مرثد پر مشتمل ایک دستہ (دعوت کی غرض سے) بنی لحیان کی طرف بھیجا۔ لیکن دشمن ان سے درپئے قتال ہو گئے۔ انہوں نے بھی دشمن سے قتال کیا لیکن مجبوراً عاصم کے علاوہ سب نے دشمن سے امان حاصل کر لی۔ البتہ عاصم نے کہا میں آج کسی مشرک کا عہد قبول نہیں کروں گا۔ پھر انہوں نے یہ دعا فرمائی اے باری تعالیٰ! میرے تیرے دین کی حفاظت کرنے کے مانند تو بھی میرے خون کی حفاظت فرما۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل چند اشعار کہتے ہوئے دشمنوں سے قتال کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ ترجمہ

> مجھے کوئی مرض نہیں اور میں سخت جان تیر و کمان کا ترکش ہوں۔ اگر میں دشمن سے قتال نہ کروں تو میری ماں (کے مجھے جننے) کا کوئی فائدہ نہیں۔ موت حق ہے اور زندگی باطل۔
> جو امر پروردگار نے طے کر دیا وہ انسان پر پڑنے والا ہے اور انسان اس کی طرف بھاگنے والا ہے۔

عاصم نے یوم احد میں بنی عبدالدار کے تین اہم فرد قتل کیے تھے۔ آپؓ احد میں تیر اندازی کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے: لے! یہ ابن الافلح کی طرف سے ہے۔ اس وقت سلافہ نے عاصم کی کھوپڑی میں شراب نوشی کی قسم اٹھائی تھی۔ اسی قسم کو انہوں نے اب پورا کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے عاصم کا جسم دشمن کے ہاتھ نہیں لگنے دیا۔

(۱۶) خبیب بن عدی

آپ ثابت قدمی اختیار کرنے والے اور دین کے معاملہ میں صبر سے کام لینے والے تھے، جن کو اللہ کی راہ میں سولی دی گئی۔

کہا گیا ہے تصوف دین کی حفاظت پر صعوبتوں کو برداشت کرنے کا نام ہے۔

۳۵۴- حبیب بن حسن، محمد بن یحییٰ، احمد بن محمد، ابراہیم بن سعد، ابن شہاب الزہری، عمر بن اسید بن حارثہ ثقفی کے سلسلۂ سند سے ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے۔

آپ علیہ السلام نے عاصم بن ثابت انصاری کی امارت میں ایک دستہ تیار فرمایا۔ جس میں خبیب بن عدی بھی تھے۔ یہ دستہ چلتے چلتے دشمنوں کے چنگل میں آ گیا دشمن نے اسلحہ وغیرہ حوالہ کرنے کی شرط کے ساتھ انہیں امان دینے کا وعدہ کیا۔ امیر قافلہ عاصم نے فرمایا: میں کافر کی امان قبول نہیں کروں گا اس لئے وہ قتال کرتے کرتے سات ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔ باقی ماندہ تین ساتھی مشرکین کے عہد پر ان کے ہاتھوں امان میں آ گئے۔ کچھ مسافت کے بعد دشمن نے غلبہ کرتے ہوئے تینوں کے ہاتھ باندھ دیئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ تمہارا پہلا دھوکہ ہے اس لئے میں تمہارے ساتھ ہرگز نہیں جاؤں گا چنانچہ وہ بھی قتال کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ پھر مکہ پہنچ کر واقعۂ بدر کا بدلہ لینے کیلئے خبیب اور زید کو انہوں نے بنو حارث کو فروخت کر دیا۔ خبیب نے ہی یوم بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا خبیب ایک عرصہ تک ان کے پاس اسیر رہے۔ اسیری کے دوران من جانب اللہ ان کی بڑی غیبی مدد ہوئی۔ غیر موسم میں یومیہ انگور کا ایک خوشہ تناول فرماتے۔ ایک عرصہ بعد جب انہوں نے خبیب کے قتل کا ارادہ کیا تو خبیب نے ان سے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ مہلت ملنے پر خبیب نے دو رکعت نماز پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں التجا کرتے ہوئے کہا: اے باری تعالیٰ ان کو چن چن کر قتل کر اور ان میں سے کسی کو بھی زندہ مت چھوڑ۔ اس کے بعد خبیب نے درج ذیل شعر کہے:

ایمان کی حالت میں ہر حال میں قتل ہونے کو پسند کرتا ہوں۔ یہ تکالیف دین محمدی ﷺ پر ہونے کی خاطر دی جا رہی ہیں۔ اللہ میرے ان کٹے پھٹے ٹکڑوں میں برکت دے۔

اس کے بعد ابو سروعۃ عقبہ بن حارث نے خبیب کو قتل کر دیا۔ حضرت خبیب پہلے مسلمان تھے جنہوں نے ظلماً قتل ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کی سنت جاری کی۔

۳۵۵- محمد بن احمد بن حسن، ابو شعیب الحرانی، ابو جعفر نفیلی، محمد بن سلمہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن ابی نجیح کے سلسلۂ سند سے حجیر بن ابی اہاب کی باندی ماریہ جو بعد میں مسلمان ہو گئی تھیں...... کی روایت منقول ہے:

خبیب میرے گھر میں محبوس تھے۔ ایک روز میں نے غیر موسم میں ان کے ہاتھ میں انسان کے سر کے جسم کی مانند انگوروں کا خوشہ دیکھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں: عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے: بنی حارث حضرت خبیب کو لے کر مقام تنعیم کی طرف نکلے تا کہ ان کو قتل کریں۔ حضرت خبیب نے کہا اگر تم مجھے دو رکعت پڑھنے کی مہلت دیدو تو اچھا ہے۔ انہوں نے اجازت دیدی۔ پھر آپؓ نے بہت اچھی طرح دو رکعت نماز پڑھی پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اگر تم یہ نہ سمجھتے کہ میں موت کے خوف سے نماز میں دیر کر رہا ہوں تو مزید نماز پڑھتا پھر انہوں نے آپؓ کو اٹھا کر لکڑی سے باندھا تو آپ نے کہا اے اللہ! ہم نے تیرے رسول کے پیغام کو پہنچایا اب تو ہماری طرف سے اپنے رسول کو ہم پر بیتا سارا ماجرا بتا دے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مشرکین نے حضرت خبیب کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو آپؓ نے یہ اشعار پڑھے:

میرے گرد و پیش گروہ جمع ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے قبائل اور تمام مجمعوں کو بھی جمع کر لیا ہے، یہی کیا بلکہ اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بھی جمع کر لیا ہے۔ جبکہ میں جزع و فزع کے قریب ہو گیا ہوں۔ اللہ ہی سے میں شکوہ کرتا ہوں...... غربت کے بعد مصیبت کا اور لوگوں کے مجھے پچھاڑنے کا۔ پس عرش والے ہی نے مجھے اس پر صبر کی توفیق دی جو وہ میرے

ساتھ سلوک روا رکھنا چاہتے ہیں۔انہوں نے مجھے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا ارادہ کیا ہے اور میری اب جینے کی طمع یاس کی نذر ہو چکی ہے۔انہوں نے مجھے موت کا علاج کفر کا پیالہ تجویز کیا ہے۔میری آنکھیں بہہ رہی ہیں بغیر کسی جزع وفزع کے۔مجھے موت کا کوئی ڈر نہیں،ڈر ہے تو اس بات کا کہ جہنم کی آگ جھلسا دینے والی ہے۔یہ سب خدا کیلئے ہے اگر وہ چاہے تو ٹکڑے ٹکڑے جوڑوں میں برکت ڈال دے۔پس مجھے کوئی پرواہ نہیں جب میں اسلام کی حالت میں قتل ہوؤں......کہ کس کروٹ اللہ کیلئے موت کی پچھاڑ کھاتا ہوں۔

(۱۷) جعفر بن ابی طالب[1]

آپ بے مثال واعظ،فیاض،عارف،مساکین کے میزبان،ذوالہجرتین ومصلی الی القبلتین،دنیا سے بے ثبات،مخلوق سے کنارہ کش اور ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ ہونے والے تھے۔

بعض کا قول ہے:مخلوق سے بعد اختیار کر کے یکسوئی کے ساتھ تعلق مع اللہ اختیار کرنا تصوف ہے۔

۳۵۶-سلیمان بن احمد،محمد بن زکریا الغلابی،عبداللہ بن رجاء،اسرائیل،ابواسحٰق،بردۃ کے سلسلہ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے ہم مسلمانوں کو جعفر کے ساتھ ارض نجاشی کی طرف جانے کا حکم فرمایا۔جب قریش کو ہمارے جانے کا علم ہوا تو انہوں نے عمرو بن عاص اور عمارۃ بن ولید کو شاہِ حبشہ کے پاس بھیجا۔چنانچہ انہوں نے شاہ حبشہ کے دربار میں پہنچ کر ان کی خدمت میں ہدایا پیش کئے اور ان کے سامنے سجدہ کیا۔پھر ہمارے خلاف باتیں کیں۔نجاشی نے ان کی باتوں سے متاثر ہو کر ہمیں بلوایا۔جب ہم دربار میں پہنچے تو ان کے خادموں نے ہمیں سجدہ کا حکم　حضرت جعفر نے فرمایا:ہم اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں کرتے ہیں۔نجاشی نے پوچھا اسکی وجہ کیا ہے؟ حضرت جعفر نے فرمایا:ہمیں ہمارے رسول ﷺ نے فقط اللہ کی عبادت کرنے،نماز روزہ ادا کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اس کے بعد عمرو بن عاص نے کہا:اے نجاشی!یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے مخالف ہیں۔شاہ نجاشی نے حضرت جعفر سے حضرت عیسیٰ کے بارے میں موقف واضح کرنے کا کہا۔حضرت جعفر نے فرمایا:حضرت عیسیٰ ہمارے نزدیک اللہ کی روح اور اسکا کلمہ ہیں۔اللہ نے ان کو ابن مریم کے بطن سے پیدا فرمایا اور ان کو کسی مرد نے نہیں چھوا۔اس کے بعد نجاشی نے ایک علم بلند کر کے پادریوں کی جماعت سے کہا:تم ان کے موقف کی بابت کیا کہتے ہو؟ کیا اس سے بہتر موقف ہے تمہارے پاس؟ پھر نجاشی نے کہا:میں تمہارے رسول کے بارے میں رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتا ہوں اگر میں بادشاہ نہ ہوتا تو میں خود چل کر ان کی جوتیوں کو بوسہ دیتا اور حضرت جعفر سے فرمایا کہ میں تم کو حبشہ میں اقامت کی کھلی اجازت دیتا ہوں۔نیز شاہ نجاشی نے ہمارے لئے کھانے پانی کے انتظام کا بھی حکم جاری کیا اور کفار کے ہدایا واپس کرنے کا حکم دیا۔[2]

۳۵۷-جعفرؓ بن ابی طالب اور نجاشی کا مکالمہ......حبیب بن الحسن،محمد بن یحیٰی،احمد بن محمد بن ایوب،ابراہیم بن سعد،محمد بن اسحاق،ابن شہاب الزہری،ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کی سند سے مروی ہے،حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:

۱۔الاصابۃ ۱/۲۱۳۷،وصفۃ الصفوۃ ۱/۲۰۵،ومقاتل الطالبین ۳،وطبقات ابن سعد ۴/۲۲.والاعلام بفضائل الشام ۱۱۵،والاعلام ۲,۱۲۵.

۲۔البدایۃ والنہایۃ ۳/۷۰،والمصنف لابن ابی شیبۃ ۱۴/۳۴۶.

جب ہم سرزمین نجاشی میں پہنچ گئے تو وہاں ہم نے بہترین پڑوسی نجاشی کا پڑوس اختیار کیا۔ ہم اپنے پسندیدہ دین پر ایمان لانے میں ثابت قدم رہے، اللہ کی عبادت بجالاتے رہے۔ ہمیں کسی قسم کی تکلیف تھی اور نہ کوئی اذیت دہ بات سنتے تھے۔ پھر قریش نے عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص کو ہدایا دے کر نجاشی اور اس کے عالموں کے پاس بھیجا۔ نجاشی نے اصحاب رسول ﷺ کو بلایا۔ چنانچہ ہم سب لوگ نجاشی کے دربار کی طرف چل پڑے۔ ہم آپس میں کہنے لگے کہ ہم نجاشی سے کیا بات کریں؟ پھر ہم نے اتفاق کیا کہ بس جو ہمارے نبی نے ہمیں تعلیم دی ہے وہی کہیں گے...... جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ جب ہم نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے عالموں کو بھی بلا رکھا تھا۔ انہوں نے اپنی آسمانی کتابیں کھول رکھی تھیں۔ نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا: وہ کون سا دین ہے، جس کی وجہ سے تم لوگ اپنی قوم سے بچھڑ گئے ہو؟ جبکہ تم میرے دین میں داخل ہوئے اور نہ موجودہ اقوام میں سے کسی اور کے دین میں داخل ہوئے؟

اس موقع پر حضرت جعفر بن ابی طالب نے مسلمانوں کی طرف سے بات چیت کی اور فرمایا:

اے بادشاہ! ہم ایک جاہل قوم تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ مردار کا گوشت کھاتے تھے۔ فحش کاموں کا ارتکاب کرتے تھے۔ قطع رحمی کرتے تھے اور امان کو توڑتے تھے۔ ہم میں سے قوی ضعیف کو کھا جاتا تھا۔ ہم اسی زبوں حالی کا شکار تھے کہ اللہ نے ہمارے درمیان اپنا ایک رسول بھیجا۔ ہم اس کا نسب، اس کی امانت داری، سچائی اور پاکدامنی کو خوب اچھی طرح پہلے سے جانتے تھے۔ اس نے ہم کو اللہ کی طرف بلایا کہ ہم اس کی توحید کا اقرار کریں اور اس کی پرستش کریں۔ نیز ہم کو حکم دیا کہ ہم ان بتوں اور پتھروں کو چھوڑ دیں جن کو ہم اور ہمارے باپ دادا عرصہ سے پوجتے آئے ہیں۔ ہمیں سچائی، امانت داری، صلہ رحمی اور حسن سلوک کا حکم دیا۔ اور محرمات اور خون بہانے سے منع کیا۔ نیز فحش کاموں، جھوٹی گواہی، یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن پر تہمت لگانے سے روکا۔ ہمیں حکم دیا کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ ہمیں نماز قائم کرنے، روزے رکھنے اور زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح حضرت جعفرؓ نے بہت سے اسلامی امور کا بیان کیا۔ پھر فرمایا:

اے بادشاہ! ہم اس نبی پر ایمان لے آئے ہیں۔ ہم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ وہ برگزیدہ شخص اپنے رب کے پاس سے جو کچھ لے کر آیا ہے ہم اس کی اتباع کرتے ہیں۔ اس کے کہنے پر ہم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ جو اس نے حرام قرار دیا ہم اس کو حرام جانتے ہیں اور جو اس نے حلال بتایا صرف اسی کو اپنے لئے حلال جانتے ہیں۔

لیکن اس بات پر ہماری قوم نے ہم پر ظلم ڈھائے۔ ہمیں مختلف عذاب دیئے۔ ہمارے دین میں ہمیں آزمائش سے دوچار کیا تاکہ ہم اس بھلے دین سے پھر جائیں اور اللہ عزوجل کی عبادت کو چھوڑ کر بتوں اور پتھروں کی پوجا شروع کر دیں۔ پہلے جن خبیث اشیاء کو حلال سمجھتے تھے دوبارہ ان کا ارتکاب کریں۔ پس جب انہوں نے ہم پر عذاب توڑے، ہمیں ظلم کا تختہ مشق بنایا، ہماری راہ تنگ کر دی اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان آڑ بن گئے.......... تب جا کر ہم تیرے وطن آئے ہیں۔ ہم نے دوسروں کو چھوڑ کر تیرے ملک کو پسند کیا اور تیرے پڑوس کو ترجیح دی ہے۔ ہم نے امید کی ہے کہ ہم کو تیری پناہ میں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔

نجاشی نے کہا: کیا وہ رسول...... اللہ کے پاس سے جو کچھ لایا ہے اس میں سے تمہارے ساتھ اب کچھ ہے؟ حضرت جعفرؓ نے فرمایا: جی ہاں! پھر آپؓ نے نجاشی کے دربار میں سورۂ کہف کی ابتدائی آیات تلاوت کیں...... حتیٰ کہ نجاشی رو پڑا۔ اللہ کی قسم! اس کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ نیز اس کے عالم بھی رو پڑے اور ان کی آسمانی کتابیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔

نجاشی نے کہا: اللہ کی قسم! یہ اور جو موسیٰ کا کلام تھا ایک ہی نور سے نکلا ہے۔ پھر مشرکین کے دونوں ایلچیوں سے فرمایا: تم میرے پاس سے چلے جاؤ، اللہ کی قسم! میں ان لوگوں کو تمہارے سپرد ہرگز نہیں کروں گا۔ پھر ہمیں فرمایا: تم جاؤ آج سے تمہارے لئے میری سرزمین جائے پناہ ہے۔ تمہیں جو چھوئے گا اس سے ہماری جنگ ہے۔ تمہیں جو چھوئے گا اس سے ہماری جنگ ہے۔ تمہیں

جو چھوئے گا اس سے ہماری جنگ ہے۔ قسم بخدا! مجھے پہاڑ کے برابر سونا ملے اس کے بدلہ کہ میں تم کو تکلیف پہنچاؤں مجھے قطعاً پسند نہیں ہے۔ پھر حکم دیا کہ ان دونوں کے ہدایا واپس کر دیئے جائیں، مجھے ان کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! اللہ نے بھی مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی تھی جب اس نے مجھے میرا ملک واپس دلایا تھا تو میں اس کیلئے کیسے رشوت وصول کر سکتا ہوں۔ اور اس نے مجھے لوگوں کا مطیع نہیں بنایا کہ میں اس کے خلاف لوگوں کی اطاعت کروں۔

چنانچہ مشرکین مکہ کے دونوں قاصد نامراد ہو کر نکلے اور ان کے تحفے تحائف بھی ان کے منہ پر مار دیئے گئے۔ اور ہم مسلمان نجاشی کے پاس بہترین جگہ میں بہترین پڑوسی کے پاس فروکش ہو گئے۔

۳۵۸- محمد بن علی، حسین بن مودود حرانی، محمد بن یسار، معاذ بن معاذ، ابن عون، عمیر بن اسحٰق کے سلسلۂ سند سے عمرو بن عاص کا قول مروی ہے:

جب ہم باب نجاشی پر پہنچے تو میں نے کہا عمرو بن عاص کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔ اسی وقت میرے خلف سے آواز آئی کہ اللہ کے گروہ کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔ نجاشی نے ان کی آواز سن کر مجھ سے قبل ان کو اجازت دیدی۔ پھر میں داخل ہوا اس وقت بادشاہ تخت پر اور جعفر ان کے سامنے کھڑے تھے۔ اور اس کے ساتھی اس کے گرد و پیش تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ ان کو دیکھ کر حسد کی وجہ سے میں جعفر کے مقابلہ میں نجاشی کے زیادہ قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ اور جعفر کو میں نے اپنی پشت پر کر لیا اور اس کے ہر دو ساتھیوں کے درمیان اپنا ایک ساتھی بٹھا دیا۔

۳۵۹- محمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابوبکر بن ابی شیبہ، خالد بن مخلد، عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز، الزہری، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کا قول مروی ہے:

نجاشی نے جعفر کو طلب کر کے نصاریٰ کو جمع کیا۔ اسکے بعد جعفر کو قرآن پڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت جعفر نے ان کے سامنے قرآنی سورۃ کٓھٰیٰعٓصٓ تلاوت کی جس سے سامعین کی آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ اس پر نبی ﷺ پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی:

تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق (المائدہ ۸۳)

تو ان کی آنکھیں دیکھے گا کہ آنسوؤں سے بہہ رہی ہیں کیونکہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔

۳۶۰- جعفرؓ اور مساکین مسلمین...... ابوبکر بن خلاد، اسماعیل بن اسحٰق قاضی، ابراہیم بن حمزۃ زہری، عبدالعزیز بن محمد دراوردی، ابن ابی ذئب، مقبری کے سلسلۂ سند سے ابوہریرۃ کا قول مروی ہے:

میں شراب نوشی اور حریر پوشی کا عادی نہیں تھا۔ بھوک کی وجہ سے میں کسی کو قرآن کی ایک آیت سکھا دیا کرتا تھا تاکہ وہ مجھے کھانا کھلا دے۔ جعفرؓ مساکین کا بہت خیال رکھتے تھے وہ ہمیں کھانا کھلانے گھر لے جاتے۔ بعض مرتبہ کچھ اور نہ ہوتا تو وہ گوندلے آتے ہم اسی کو چاٹ چاٹ کر گزارہ کر لیا کرتے تھے۔

۳۶۱- سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ الحضرمی، عبداللہ بن سعید کندی، اسماعیل بن ابراہیم تیمی، ابراہیم ابواسحٰق مخزومی، سعید مقبری کے سلسلۂ سند سے ابوہریرۃؓ کا قول مروی ہے:

حضرت جعفرؓ مساکین سے محبت کرتے، ان سے باتیں کرتے اور ان کی خبر گیری کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ علیہ السلام ان کو ابوالمساکین کہتے تھے۔[۱]

۱۔ کنز العمال ۳۶۹۰۷، ۳۶۹۰۹۔

۳۶۲-محمد بن مظفر، عبداللہ بن صالح بخاری، یعقوب بن حمید، مغیرۃ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سعید بن ابی ہند، نافع کے سلسلۂ سند سے ابن عمر کا قول مروی ہے:

غزوۂ موتہ میں جعفرؓ کے جسم پر ہم نے ستر سے زائد تیر اور نیزے کے زخم دیکھے۔

۳۶۳-عبداللہ بن محمد، علی بن اسحٰق، ابوشیبہ کوفی، اسماعیل بن ابان، ابواویس، عبداللہ بن عمر، نافع کے سلسلۂ سند سے ابن عمر کا قول مروی ہے: ہم نے یوم موتہ میں جعفر کو غیر موجود پا کر تلاش کیا تو وہ مقتولین میں پڑے ملے۔ ان کے جسم پر نوے سے زائد زخم تھے۔ اور یہ سب نشان جسم کے سامنے والے حصہ میں تھے۔

۳۶۴-حبیب بن حسن، محمد بن عیسٰی، احمد بن محمد، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحٰق، ابن عباد بن عبداللہ بن زبیر کے سلسلۂ سند سے ان کے والد عباد جو غزوہ موتہ میں شریک تھے کا قول مروی ہے:

اللہ کی قسم میں نے جعفرؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے سے اترے اور اس کو ناکارہ کیا پھر اس وقت تک قتال کرتے رہے جب تک کہ جنگ کرتے کرتے شہید نہ ہو گئے۔

ابراہیم بن سعد عن ابن اسحاق کے علاوہ کسی اور مؤرخ کا قول ہے کہ جعفرؓ قتال کے وقت یہ شعر پڑھتے رہے تھے:

واہ جنت! اس کا قرب اور اسکا ٹھنڈا پانی کیا ہی خوب ہیں۔ یقیناً اہل روم ہلاکت
کے دہانہ پر پہنچ گئے ہیں کیونکہ بڑے جنگجوؤں کے ساتھ ان کی ملاقات ہو گئی ہے۔

(۱۸) عبداللہ بن رواحۃ الانصاریؓ[۱]

آپ قرآنی آیات میں غور و فکر کرنے والے، علم برداری میں صابر، دنیا سے زہد اختیار کرنے والے، لقاءِ الٰہی کے مشتاق اور بلقاء میں شہید ہونے والوں میں سے تھے۔

کہا گیا ہے کہ مصائب برداشت کر کے انس اور رضا کی منازل طے کرنے کا نام تصوف ہے۔

۳۶۵[۱]-محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، حسن بن سہل، عبدالرحمٰن بن محمد محاربی، محمد بن اسحٰق، محمد بن جعفر بن زبیر کے سلسلۂ سند سے عروۃ بن زبیر کا قول مروی ہے:

ابن رواحہ نے شام سے موتہ کی طرف روانگی کا ارادہ کیا تو لوگ ان کو الوداع کرنے آئے۔ ان پر گریہ طاری ہو گیا۔ لوگوں نے ان سے گریہ کی وجہ دریافت کی، انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم مجھے دنیا کی کوئی محبت نہیں ہے اور نہ تم سے جدائی کا ڈر۔ لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:

وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتماً مقضیاً (مریم ۷۱)

تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اس کو جہنم پر سے گزرنا ہے یہ بات تیرے رب پر لازم ہے۔

پھر فرمایا: مجھے یہ تو پتہ ہے کہ جہنم سے گزرنا ہے لیکن یہ علم نہیں کہ اس سے سلامتی کے ساتھ عبور ہو گا یا نہیں۔

۳۶۶-فاروق بن عبدالکبیر، زیاد بن خلیل، ابراہیم، محمد بن فلیح، موسیٰ بن عقبہ کے سلسلۂ سند سے ابن شہاب الزہری کا قول مروی ہے:

۱۔ تهذيب ۲۱۲/۵، وامتاع الاسماع ۲۷۰/۱، والاصابة ۴۶۶۷، وصفة الصفوة ۱۹۱/۱، وتهذيب ابن عساكر ۳۸۷/۷، وطبقات ابن سعد ۷۹/۳، وشرح الشواهد ۱۰۰، وحسن الصحابة ۳۵، والكامل لابن الاثير ۸۶/۲، والمحبر ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۳، والاعلام ۸۶/۴.

ابن رواحہ کی ارض موتہ کو روانگی کے وقت ان کو روتا ہوا دیکھ کر ان کے اہل خانہ بھی رو پڑے۔ابن رواحہ نے فرمایا اللہ کی قسم مجھے موت کا ڈر ہے اور نہ تم سے کوئی عشق، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:

مامنکم الاوارد ھاکان علی ربک حتماً مقضیاً (مریم ۷۱)

تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اس کو جہنم پر سے گزرنا ہے یہ بات تیرے رب پر لازم ہے۔

پھر فرمایا: مجھے یہ یقین ہے کہ جہنم سے گزرنا ہے لیکن یہ علم نہیں کہ اس سے سلامتی کے ساتھ نجات ہوگی یا نہیں۔

۳۶۷-حبیب بن حسن، محمد بن یحیٰ، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحٰق، محمد بن جعفر بن زبیر کے سلسلۂ سند سے عروۃ بن زبیر کا قول مروی ہے:

جب لوگ موتہ کی طرف نکلنے کیلئے تیار ہو گئے تو فرمایا: اللہ تمہارے ساتھ ہو اور تم سے مصائب کو دور کرے۔حضرت عبداللہ بن رواحہ نے فرمایا:

میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور دشمن کے سخت حملہ کا سوال کرتا ہوں۔نیز میں اللہ سے کلیجہ اور آنتوں سے پار ہو جانے والے تیر کا سوال کرتا ہوں۔حتیٰ کہ لوگ میری قبر پر گزرتے ہوئے مجھے غازی کے نام سے پکاریں اور کہیں تو نے صحیح راہ پالی۔

اس کے بعد ابن رواحہ لشکر کے ساتھ روانہ ہو گئے۔مسلمانوں کو اطلاع ملی کہ ہرقل نے بلقاء میں پڑاؤ ڈالا ہوا ہے۔ایک لاکھ رومی جنگجو اس کے ساتھ ہیں۔نیز لخم، جذام، بلقین، بھرا اور بلی ...... عرب قبیلوں کے ایک لاکھ جنگجو بھی ان کے ساتھ آملے ہیں۔لہذا مسلمان دو راتیں ٹھہرے رہے اور کہنے لگے: ہم آپ ﷺ کو صورت حال لکھ بھیجتے ہیں۔جس میں دشمن کی تعداد کا ذکر کر دیں گے۔

اس وقت ابن رواحہ نے لوگوں کو جنگ پر برانگیختہ کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کی قسم! تم اسی چیز سے گھبرا رہے ہو جس کیلئے نکلے ہو اور وہ ہے شہادت۔ہم لوگ کبھی دشمن سے تعداد، قوت اور کثرت کی بناء پر نہیں لڑے۔ہم ہمیشہ صرف اس دین کو لے کر لڑے ہیں جس کے ساتھ اللہ نے ہم کو عزت سے نوازا ہے۔سو چلو دو میں سے ایک سعادت تو لازمی ہے فتح یا شہادت۔لوگوں نے ابن رواحہ کی تصدیق کی اور جنگ کیلئے چل کھڑے ہوئے۔

۳۶۸-محمد بن احمد بن الحسن، ابوشعیب حرانی، ابوجعفر نفیلی، محمد بن سلمۃ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن ابی بکر کے سلسلۂ سند سے زید بن ارقم کی روایت منقول ہے: زید بن ارقم کہتے ہیں میں ایک یتیم تھا اور عبداللہ بن رواحہ کی پرورش میں تھا۔جنگ موتہ کے سفر میں میں ان کے ساتھ نکلا تھا۔میں ان کے پالان کے پیچھے بیٹھتا تھا۔ایک رات جب قافلہ محو سفر تھا میں نے ان کو پرسوز اشعار کہتے ہوئے سنا، جس میں وہ شہادت کی طلب کر رہے تھے۔میں ان کو سن کر رو پڑا۔آپؓ نے کوڑا اٹھایا اور فرمایا: اے بے وقوف! تجھے کیا غم ہے اگر اللہ مجھے شہادت نصیب کرے اور تو میرے اس کجاوے پر اکیلا بیٹھا واپس ہو۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں مجھے عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے بیان کیا اور کہا: مجھے ایسے شخص نے بتایا جو اس غزوہ میں شریک تھا اور میرا کفیل بھی تھا کہ جب حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما شہید ہو گئے تو اسلامی علم حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اٹھا لیا۔آپؓ گھوڑے پر چڑھ کر آگے بڑھے لیکن نفس میں بار بار تردد ہو رہا تھا اور آگے بڑھنے میں رکاوٹ کر رہا تھا۔آخر حضرت عبداللہ نے یہ اشعار پڑھے:

اے نفس! تجھے طوعاً یا کرہاً میدان جنگ میں اترنا پڑے گا۔جنگ کے لئے لوگوں کے تیار
ہونے کے بعد جنت کو تیرا ناپسند کرنا تعجب خیز ہے۔اے نفس! اطمنان سے زندگی گزارتے
ہوئے تجھے ایک عرصہ ہو گیا حالا ایک نطفہ کے علاوہ تیری حقیقت کچھ نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے یہ شعر بھی پڑھے:

اے نفس! اگر تو جنگ نہیں کرے گا پھر بھی مرے گا ضرور۔ یہ موت کا حمام ہے جس میں
تجھے ضرور داخل ہونا ہے۔ تو نے جو بھی خواہش کی تو نے پائی۔ پس اگر تو نے اپنے دونوں
ساتھیوں کا کام کیا تو ہدایت پا گیا۔

دونوں ساتھیوں سے مراد حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ ہیں۔ پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ اترے۔ جب نیچے آئے تو ان کے پاس میرے چچازاد بھائی گوشت کا ایک ٹکڑا لے کر آئے اور کہنے لگے اس سے اپنی کمر سیدھی کر لو۔ ان دنوں میں تم کو بہت شدائد کا مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ حضرت عبداللہ نے گوشت کا وہ ٹکڑا لیا اور نوچنے لگے۔ اچانک لوگوں کی ایک جانب سے کچھ شور سنائی دیا۔ حضرت عبداللہ اپنے آپ سے کہنے لگے: تو دنیا میں مشغول ہے۔ پھر وہ ٹکڑا پھینک دیا اور تلوار تھامی اور آگے بڑھ کر قتال کرنے لگے...... حتیٰ کہ جام شہادت نوش کیا۔

شریک جنگ راوی کہتے ہیں جب قوم جنگ کی چکی میں پس رہی تھی ادھر مدینہ میں رسول اللہ ﷺ صحابہ کو وحی سے سب حالات بیان کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: زید نے جھنڈا اٹھایا اور قتال کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ پھر جعفر نے جھنڈا اٹھایا اور وہ بھی قتال کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ پھر آپ خاموش ہو گئے۔ جس کی وجہ سے انصار کے چہروں سے رنگ اڑ گیا اور وہ یہ سمجھے کہ عبداللہ کے متعلق کوئی ایسی بات پیش آئی ہے جس کو نبی کریم ﷺ ناپسند کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے خواب کی حالت میں دکھایا گیا کہ جنت میں یہ تینوں حضرات سونے کی چارپائیوں پر خوابیدہ ہیں جبکہ عبداللہ کی چارپائی دونوں سے کچھ کنارے میں ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے پوچھا یہ ایسا کیوں ہے؟ تو کسی نے کہا: اس کے دونوں ساتھی گذر چکے ہیں اور اب عبداللہ میں کچھ تردد کی حالت ہے۔

۳۶۹-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ابن عیینہ، ابن جدعان، کے سلسلہ سند سے سعید بن مسیب کا قول مروی ہے:

فرمان نبوی ﷺ ہے: میں نے زید، ابن رواحہ اور جعفر کو جنت میں موتیوں کے محل میں تخت پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ زید اور ابن رواحہ کی گردن میں صدود (کچھ بل) تھا اور جعفر کی گردن مستقیم تھی۔ مجھے بتایا گیا کہ موت کے وقت ان دونوں نے کچھ اعراض کیا جس کی وجہ ان کی گردنوں میں بل آ گیا جبکہ جعفر نے نہیں کیا جس کی وجہ ان کی گردن سیدھی ہے۔[1]

ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ابن رواحہ نے روانگی کے وقت درج ذیل شعر کہے:

اے نفس میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ تجھے خوشی یا بلا خوشی میدان کارزار میں اترنا پڑے گا۔
اے نفس! ایک طویل عرصہ سے تو سکون کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ دیکھ! جنت کی خوشبو کتنی
عمدہ خوشبو ہے۔

(۱۹) انس بن نضر[2]

آپ ثابت قدم، مدد الٰہی کو پانے والے، بدر میں حاضر نہ ہو سکنے کے بعد احد میں شہادت حاصل کرنے والے اور خوشبوؤں میں بسنے والے تھے۔ آپؓ نے اعضاء کی قربانی دے کر آخرت کی کامیابیاں حاصل کر لیں۔

کہا گیا ہے کہ تصوف باد نسیم کے جھونکے کھانے اور دار التسنیم کا شوق رکھنے کا نام ہے۔

۳۷۰-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، عبداللہ بن ابی بکر سہمی، حمید کے سلسلہ سند سے انسؓ بن مالک کا قول مروی ہے:

۱۔ مجمع الزوائد ۶/۱۶۰، والمصنف لعبد الرزاق ۹۵۶۲۔ ۲۔ الاصابہ

حضرت انس بن مالک کے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے کیونکہ وہ اس وقت موجود نہیں تھے۔حاضر ہونے کے بعد انہوں نے حسرت کے ساتھ فرمایا تھا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ پہلے ہی معرکہ میں شریک نہیں ہو سکا، اگر مجھے اب کسی معرکہ میں شرکت کا موقع مل جائے تو میں بہت کچھ کروں گا۔

پھر احد کے روز جب لوگ اولاً پسپا ہوئے تو انس بن نضر نے دعا کی کہ اے اللہ ان مشرکین نے جو کیا میں اس سے بری ہوں اور ان مسلمین نے جو کوتاہی دکھائی میں اس کی معذرت کرتا ہوں۔ پھر تلوار سونت کر جنگ احد میں شرکت کے لئے چلے۔راستہ میں سعد بن معاذ سے ملاقات ہونے پر فرمایا: اے سعد! قسم بخدا! مجھے جبل احد سے جنت کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔

حضرت سعدؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تھا: یارسول اللہ! اس کے بعد انس کے ساتھ کیا بیتی یہ مجھے معلوم نہیں ہو سکا۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ بعد میں ہم نے ان کو مقتولین میں تلاش کیا تو اس وقت ان کے جسم پر اسی سے زیادہ زخم تھے اور ان کی بہن نے ان کے کپڑوں سے انہیں شناخت کیا تھا کیونکہ ان کی شکل نا قابل شناخت تھی۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ بعد میں جب یہ آیت نازل ہوئی:

"من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه" (الاحزاب ۲۳)

ترجمہ: مؤمنین میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔

تو ہم کہتے تھے کہ یہ آیت حضرت انس بن نضر اور ان کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۲۰) عبداللہ ذوالبجادین[۱]

آپ فکر آخرت میں مستغرق، قرآن کی تلاوت کرنے والے، دنیا سے کنارہ کش اور دو عمرین رضی اللہ عنہما سے بھائی چارگی قائم کرنے والے تھے۔ آپ علیہ السلام نے خود اپنے دست مبارک سے آپ کو قبر میں اتارا اور آپ کی وفات پر اظہار افسوس فرمایا۔

۲۷۱-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، محمد بن نضر ازدی، ابن اصبہانی، یحیٰی بن یمان، منہال بن خلیفہ، حجاج بن ارطاۃ، عطاء کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ بذات خود عبداللہ ذوالبجادین کی قبر میں داخل ہوئے، چراغ روشن کیا اور آپ ﷺ نے ان کو قبلہ کی جانب سے قبر میں داخل فرمایا اور ان کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں اور فرمایا اے عبداللہ! تم پر اللہ کی رحمت ہو، تم اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور قرآن کی تلاوت کرنے والے تھے۔[۲]

۲۷۲-رشک صحابہ صحابی ......محمد بن احمد بن جعفر، محمد بن حفص، اسحٰق بن ابراہیم، سعد بن صلت، اعمش، ابووائل کے سلسلۂ سند سے عبداللہ (بن مسعود) کا قول مروی ہے: غزوۂ تبوک میں میں نے خود دیکھا کہ آپ ﷺ اور شیخین یعنی حضرات ابی بکر اور عمر حضرت ذوالبجادین کی قبر میں ہیں اور آپ ﷺ شیخین کو فرما رہے ہیں اپنے بھائی کو میری جانب سے لاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے خود ان کو قبلہ کی جانب سے قبر میں داخل فرمایا اور لحد میں ٹیک لگائی۔ پھر آپ ﷺ نے بقیہ کام شیخین کے سپرد کیا اور باہر نکل آئے۔ تدفین کے بعد رو بقبلہ ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں ان سے راضی ہوں ...... آپ بھی ان سے راضی ہو جائیں۔ یہ شب کا واقعہ ہے[۳]۔ اس وقت میری شدید خواہش ... کہ کاش! ذوالبجادین کی جگہ میں ہوتا۔ میں ان سے پندرہ برس قبل اسلام لایا تھا۔

۱۔ الاصابہ واسد الغابہ۔ ۲۔ سنن الترمذی ۱۰۵۷، والسنن الکبری للبیهقی ۴/۵۵، ومشکاۃ المصابیح ۱۷۰۶. وکنز العمال ۴۲۵۹۴. والدر المنثور ۳/۲۸۵. ۳۔ البدایة والنهایة ۵/۱۸.

۲۷۳-حبیب بن حسن، محمد بن یحیٰی، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحٰق، محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی کے سلسلۂ سند سے عبداللہؓ بن مسعود کا قول مروی ہے:

غزوۂ تبوک کی شب میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ نصف شب کو میں نے لشکر کے گوشہ میں آگ کا شعلہ جلتے دیکھا۔ میں اسکی طرف گیا تو وہاں آپ ﷺ اور شیخین موجود تھے اور ذوالبجادین کی وفات ہو چکی تھی۔ یہ حضرات ان کی قبر تیار کر رہے تھے۔ تدفین کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا: اے اللہ! میں ان سے راضی ہوں تو بھی ان سے راضی ہو جا۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ کاش میں ان کی جگہ ہوتا۔[1]

مصنفؒ کی ایک تنبیہ

نوٹ: مصنف علامہ ابونعیمؒ فرماتے ہیں اس طبقہ کے بہت سے اصحاب رسول ﷺ کا ذکر ہم سے رہ گیا ہے جن کا نبی کریم ﷺ کی زندگی میں انتقال ہو گیا تھا۔ کیونکہ دیگر مصنفین نے ان کا اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیا، جہاں سے ہم نقل کر پاتے۔ جیسے حضرت زید بن الدثنہ جو مقام رجیع میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہید ہوئے۔ منذر بن عمرو بن عمرو اور حرام بن ملحان جو بئر معونہ میں شہید ہوئے۔ لیکن ہم نے ان کے کچھ احوال کتاب المعرفۃ میں بیان کئے ہیں۔ یہ لوگ دنیا کی شادابی کو نہیں دیکھ پائے اور اوائل اسلام میں ہی اپنے رب سے رضاء و رغبت کے ساتھ جا ملے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۲۷۴-محمد بن احمد بن علی بن مخلد، حارث بن ابی اسامہ، روح بن عبادۃ، سعید بن ابی عروبہ، قتادۃ کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کا قول مروی ہے:

رعل، ذکوان اور عصیہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے اپنی قوم کے خلاف مدد طلب کی۔ آپ ﷺ نے انصار کے ستر افراد جو قراء مشہور تھے کا ایک دستہ ان کے ساتھ کر دیا۔ یہ لوگ دن میں لکڑیاں اکٹھی کرتے تھے اور رات کو قرآن پڑھتے تھے لیکن بئر معونہ کے قریب انہوں نے فریب کرتے ہوئے اس دستہ کو شہید کر دیا۔ جب آپ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ایک ماہ تک نماز فجر میں ان کے خلاف دعائے قنوت پڑھی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں ہم ان کے زمانہ میں یہ آیت تلاوت کرتے تھے:

بلغوا عنا قومنا انا لقینا ربنا فرضی عنا و ارضانا

ہماری طرف سے اپنی قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب مل لئے وہ ہم سے راضی ہو گیا اور اس نے ہم کو بھی راضی کر دیا ہے۔
لیکن پھر یہ آیت اٹھالی گئی اور منسوخ ہو گئی۔

اس کو ثابت البنانی نے حضرت انسؓ بن مالک سے روایت کیا ہے۔

۲۷۵-سلیمان بن احمد بن ایوب، علی بن صقر، عفان بن مسلم، سلیمان بن مغیرۃ، ثابت کے سلسلۂ سند سے انس بن مالک سے مروی ہے:

ستر انصاری ایسے تھے جن میں صاحب طاقت دن کو لکڑیاں جمع کرتے اور پانی بھرتے اور جو صاحب حیثیت ہوتے وہ بکریوں کے ساتھ اپنا گزر بسر کرتے اور شب میں یہ سب لوگ اپنے معلم سے قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ صبح ہوتے ہی حجرۂ رسول

---

[1] البدایۃ والنہایۃ ۱۸/۵۔

ﷺ کے گرد پروانہ وار جمع ہو جاتے۔ خبیبؓ کے قتل کے بعد آپ ﷺ نے اس دستہ کو دشمن (بنی طفیل) کے مقابلہ میں روانہ فرما دیا۔ ان میں میرے ماموں حرام بن ملحان بھی تھے۔ چلتے چلتے بنو سلیم کے ایک قبیلہ پر ان کا گزر ہوا۔ حضرت حرام نے امیر لشکر سے کہا ہم ان کو کہتے ہیں کہ ہماری تم سے کوئی جنگ نہیں ہے، اسلئے تم ہمارے راستہ میں رکاوٹ مت بنو۔ امیر لشکر نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ حرام ان کے پاس گئے تو ان کے ایک شخص نے حرام کو ایک نیزہ مارا جو آر پار ہو گیا۔ اس وقت حضرت حرام نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے تمام صحابہ کو قتل کر دیا حتیٰ کہ کوئی خبر دینے کیلئے بھی زندہ نہ بچا۔ آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے اس سریہ پر سب سے زیادہ دکھ کا اظہار فرمایا اور ہر نماز فجر میں ان کے دشمن کے خلاف بددعائیں کرتے رہے۔

(۲۱) عبداللہ بن مسعود[۱]

آپ پہلے پہل ہجرت کرنے والے، احکام خداوندی کو خوب جاننے والے معمر بزرگ، قاریٔ قرآن، معلم، فقیہ، رموز و اسرار کے مالک، صاحب الوسلیہ والفضیلہ، رسول اللہ کے رفیق، نجیب، وزیر اور رقیب، معبود حق کے عابد، شاہدِ مشہود، ایفاء عہد کے محافظ اور مستجاب الدعوات تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف دینی محافل میں حضوری، عہد و پیمان کی پاسداری اور حدود کی نگہبانی کا نام ہے۔

۲۷۶- ابن مسعودؓ کی فضیلت ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابونعیم، الاعمش، ابراہیم کے سلسلۂ سند سے علقمہؒ کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے حضرت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عبداللہؓ بن مسعود کے بابت شکایت کی کہ وہ قرآن کو اوپری دل کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم گھبرا گئے اور غضب ناک ہو کر بولے: میں تم سے ان کے بارے میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ ایک شب میں حضرت صدیق اکبرؓ کے گھر میں تھا۔ اس وقت ہم آپ ﷺ کی خدمت میں کسی کام میں مشغول تھے۔ فارغ ہو کر ہم باہر آئے۔ پھر آپ ﷺ کے دائیں بائیں ہم چلتے رہے حتیٰ کہ مسجد میں پہنچ کر ہم نے ایک شخص کی قراۃ کی آواز سنی۔ آپ ﷺ کھڑے ہو کر توجہ کے ساتھ اس کا قرآن سننے لگے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! لیکن آپ نے مجھے ٹہوکا دیا کہ چپ رہ۔ پھر وہ شخص رکوع سجدہ کر کے بیٹھ گیا اور استغفار میں مشغول ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا سوال کر تیرا سوال پورا کیا جائیگا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن کے نزول کی طرح پڑھنے کا ارادہ کرنے والا ابن مسعود کی طرح پڑھے۔ اس وقت ہمیں معلوم ہوا کہ وہ عبداللہ بن مسعود ہیں حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی میں ابن مسعود کو بشارت سنانے گیا تو انہوں نے فرمایا تم سے قبل حضرت صدیق اکبر مجھے یہ بشارت سنا گئے ہیں۔ اور میں کبھی حضرت صدیقؓ سے کسی نیک کام میں سبقت نہیں لے جا سکا۔[۲]

ثوری اور زائدہ نے اعمش سے اس کے مثل روایت نقل کی ہے۔ حبیب بن حسان نے زید بن وہب عن عمر کے طریق سے اس کو روایت کیا ہے۔ شعبہ، زہیر، حجاج اور خدیج نے ابی اسحاق عن ابی حمیر بن مالک کے طریق سے اور عاصم نے ذر عن عبداللہ کے طریق سے اس کو نقل کیا ہے۔

۱۔ الاصابۃ ۴۹۵۵، وغایۃ النہایۃ ۱/۴۵۸، والبدء والتاریخ ۹۷/۵، وصفۃ الصفوۃ ۱/۱۵۴، وتاریخ الخمیس ۲/۲۵۷، والبیان والتبیین ۲/۵۶، والاعلام ۴/۱۳۷.

۲۔ المستدرک ۱/۵۲۳، ۵۲۶، ۲/۲۲۷، ۳/۳۱۷، ومسند الامام احمد ۱/۲۶، ۳۸، ۳۸۲، ۴۳۷، ۴۴۵، والسنن الکبریٰ للبیھقی ۱/۴۵۲، ۲/۵۳،۱، والمعجم الکبیر للطبرانی ۹/۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۱۸/۳۰۸، ۳۰۹، والسنۃ لابن أبی عاصم ۱/۲۶۸، ۲/۲۶/۳۷، وموارد الظمآن ۲۴۳۶، وصحیح ابن خزیمہ ۱۱۵۶، والمصنف لابن أبی شیبۃ ۱۰/۵۲۰.

۳۷۷-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، عمر بن ثابت، ابواسحق، ابوحمید بن مالک کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعود کا قول مروی ہے: میں نے آپ ﷺ سے قرآن کی ستر سورتیں یاد کیں اس وقت زید بن ثابت بچہ تھے۔ اور جو میں حضور اقدس ﷺ کے دہانِ اقدس سے حاصل کیا اس کو دہراتا رہتا ہوں۔

ثوری اور اسرائیل نے ابی اسحاق سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۳۷۸-سلیمان بن احمد، عبدان بن احمد، حسن بن مدرک، یحییٰ بن حماد، ابوعوانہ، ابی بشر، سلیمان بن قیس، ابوسعید ازدی کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

میں نے حضور علیہ السلام سے ستر سورتیں از بر یاد کی ہیں، اس وقت زید بن ثابت بچہ ہونے کی وجہ سے بچوں کے ہمراہ کھیلتے تھے اور ان کے بالوں کی مینڈھی بندھی ہوتی تھی۔

۳۷۹-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، حماد بن سلمۃ، عاصم، ذر کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

میں بچپن میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چراتا تھا۔ ایک بار ابوبکرؓ کے ہمراہ آپ علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: تمہارے پاس دودھ ہو تو ہمیں پلاؤ۔ میں نے کہا: کہ میں مالک کے بجائے امین ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک بکری کا بچہ منگوایا جس سے ابھی نر نے جفتی نہیں کی تھی۔ ابوبکرؓ نے اسے پکڑا اور آپ ﷺ نے دعا کر کے اس سے دودھ دوہا، پھر دونوں نے اسے نوش کیا۔ پھر آپ ﷺ نے تھنوں کو فرمایا: واپس اپنی سابقہ حالت پر لوٹ جاؤ۔ چنانچہ وہ ویسے ہی ہو گئے۔ مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا میں نے آپ سے عرض کیا اس مبارک کلام میں سے مجھے بھی کچھ سکھایئے! آپ ﷺ نے فرمایا: تم تو معلم غلام ہو۔

میں نے آپ ﷺ سے قرآن کی ستر سورتیں یاد کی ہیں، جن میں مجھ سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔[1]

اس کو ابوایوب افریقی اور ابوعوانہ نے عاصم سے مذکورہ روایت کے مثل نقل کیا ہے۔

۳۸۰-عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن علی بن مثنیٰ، سعید بن اشعث، ہشیم بن شراخ، اعمش، یحییٰ بن وثاب، علقمہ کے سلسلۂ سند سے عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے لوگوں کے میری قرأۃ کے بجائے زید کی قرأۃ کے مطابق تلاوت کرنے پر مجھے تعجب ہے۔ حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن کی ستر سورتیں یاد کی تھیں...... جبکہ زید ابھی بچے تھے اور بالوں کی لٹیں لٹکائے مدینہ میں ادھر ادھر پھرتے رہتے تھے۔

۳۸۱-**عبداللہؓ بن مسعود کی خصوصیت**...... ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، معاویہ بن عمرو، حسن بن عبداللہ، ابراہیم بن سوید، عبدالرحمٰن بن یزید کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

آپ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: میں تمہیں گھر میں پردہ اٹھا کر آنے جانے کی اور میری باتیں سننے کی اجازت دیتا ہوں تاوقتیکہ اس سے منع نہ کردوں۔[2]

ثوری، حفص، ابن ادریس اور عبدالواحد بن زیاد نے حسن سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۳۸۲-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، ابراہیم، مغیرۃ کے سلسلۂ سند سے علقمہ کا قول مروی ہے:

علقمہ کہتے ہیں میں ایک بار ملک شام گیا وہاں ابوالدرداءؓ کی مجلس میں بیٹھا۔ ایک بار ابوالدرداءؓ نے مجھ سے فرمایا تم کون ہو؟

۱۔ مسند الامام احمد ۱/۳۸۹، ۴۶۲، والمعجم الکبیر للطبرانی ۹/۷۶، ۷۷. ودلائل النبوۃ للبیھقی ۲/۱۷۱، ودلائل النبوۃ للمصنف ۱۱۳، والمصنف لابن ابی شیبۃ ۱۱/۵۱۰.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۹/۸۴۱۹، وطبقات ابن سعد ۳/۱/۱۰۹، والمصنف لابن ابی شیبۃ ۱۲/۱۱۲.

میں نے کہا میں اہل کوفہ میں سے ہوں۔ آپؓ نے فرمایا: کیا تمہارے درمیان صاحب الوساد والسواک نہیں ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ حضور ﷺ کی مسواک، تکیہ، کھجور اور جوتے سنبھالتے تھے اس کی طرف اشارہ ہے۔

ابوعوانہ اور اسرائیل نے مغیرہ سے اس کو نقل کیا ہے۔

۳۸۳- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، مسعودی، عباس عامری کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن شداد بن الهاد کا قول مروی ہے:

ابن مسعودؓ صاحب الوساد والسواک والسواد والنعلین تھے۔

۳۸۴- عبداللہ بن محمد، ابوبکر بن ابی عاصم، ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن ابی عبیدۃ، عن ابیہ، اعمش، قاسم بن عبدالرحمن عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

میں چھٹے نمبر پر اسلام لایا تھا۔ اس وقت روئے زمین پر ہم چند نفوس کے علاوہ کوئی مسلمان نہیں تھا۔

۳۸۵- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، عبدالعزیز بن ابان، فطر بن خلیفہ کے سلسلۂ سند سے ابووائل کا قول مروی ہے:

ابن مسعود کی موجودگی میں حذیفہؓ نے فرمایا: اصحاب محمد ﷺ میں سے جن کو حفظ کی دولت میسر ہوئی وہ جانتے ہیں کہ ابن مسعود ان میں قیامت کے روز سب سے زیادہ قریب الوسیلہ ہوں گے۔

۳۸۶- محمد بن احمد بن حسین، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، ابواسحٰق، ...... السند الثانی شعبہ، ابواسحٰق، اعمش کے سلسلۂ سند سے ابووائل کے واسطہ سے حذیفہؓ کا قول مروی ہے:

اصحاب محمد ﷺ میں سے جن کو حفظ کی دولت میسر ہوئی وہ جانتے ہیں کہ ابن مسعود ان میں قیامت کے روز سب سے زیادہ قریب الوسیلہ ہوں گے۔

ابی وائل سے اس کو روایت کرنے میں واصل الاحدب و جامع بن ابی راشد و ابوعبیدہ و ابوسناد الشیبانی و حکیم بن جبیر شامل ہیں۔ نیز عبدالرحمن بن یزید نے حضرت حذیفہؓ سے اس کو روایت کیا ہے۔

۳۸۷- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، ابواسحٰق کی سند سے مروی ہے: عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں: ہم نے حذیفہؓ سے سب سے بڑے متبع سنت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ابن مسعود کا نام بتایا۔ نیز فرمایا: اصحاب محمد ﷺ میں سے جن کو حفظ کی دولت میسر ہوئی وہ جانتے ہیں کہ ابن مسعود ان میں قیامت کے روز سب سے زیادہ قریب الوسیلہ ہوں گے۔

اسرائیل اور شریک نے ابی اسحاق سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۳۸۸- فاروق الخطابی، ابومسلم الکشی، حجاج بن منہال، یوسف بن یعقوب النجیرمی، حسن بن مثنیٰ و عفان، حماد، عاصم، ذر کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

میں رسول اللہ ﷺ کیلئے مسواک توڑا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ہوا چلنے کی وجہ سے میری پنڈلیوں سے کپڑا ہٹ گیا۔ میری پنڈلیاں کمزور اور پتلی پتلی تھیں۔ حاضرین دیکھ کر ہنسنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیوں ہنستے ہو! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میزان میں یہ احد سے زیادہ وزنی ہونگی۔[1]

جریر اور علی بن عاصم نے مغیرہ عن ام موسیٰ عن علی بن ابی طالب علیہ السلام کے طریق سے اس کو نقل کیا ہے۔

۳۸۹- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، ابواسحٰق، ابوعبیدہ عن ابیہ، (اعمش، قاسم بن عبدالرحمن عن ابیہ عن عبداللہ بن

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۹/۷۵، ۱۹/۲۸، والمستدرک ۳/۳۱۷، والبدایۃ والنہایۃ ۷/۱۶۳، ۹/۱۳۰، وکنز العمال ۳۳۴۵۰.

مسعود) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

ایک شب میرے نماز پڑھنے کے دوران آپ ﷺ اور شیخین میرے پاس سے گزرے آپ ﷺ نے فرمایا سوال کرو تمہارا سوال پورا کیا جائے گا ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یہ سن کر میں ابن مسعود کے پاس گیا تو عبداللہ نے کہا میری ایک دعا ہے میں اسے مانگنا نہیں بھولوں گا: اے اللہ! میں ایسا ایمان مانگتا ہوں جو پرانا نہ ہو، ایسی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہو، آنکھ کی ایسی ٹھنڈک مانگتا ہوں جو زائل نہ ہو اور جنت الخلد میں آپ ﷺ کا ساتھ مانگتا ہوں۔

اعمش نے ابی اسحاق سے بھی اس کے مثل نقل کیا ہے اور عاصم نے ذر عن عبداللہ کے طریق سے اس کو نقل کیا ہے۔

۳۹۰- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، عبدالعزیز بن محمد، شریک بن ابی نمر کے سلسلۂ سند سے عون بن عبداللہ بن عتبہ کا قول مروی ہے:

ایک روز ابن مسعودؓ دعا کر رہے تھے کہ آپ ﷺ حضرات شیخین کے ساتھ ان کے نزدیک سے گزرے۔ گزرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ اس کا سوال پورا کیا جائیگا ۔ بعد میں ابوبکرؓ نے ابن مسعود سے اس دعا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا وہ دعا یہ ہے:

لا الہ انت وعدک حق ولقاءک حق الجنة حق والنار حق ورسلک حق
وکتابک حق والنبیون حق ومحمد ﷺ حق

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ! تیرا وعدہ سچا ہے، تجھ سے ملاقات یقینی ہے، جنت حق ہے،
جہنم حق ہے، تیرے رسول حق ہیں، تیری کتاب حق ہے، تیرے انبیاء حق ہیں اور آپ ﷺ کی حمد حق ہے۔

سعید بن ابی الحسام نے شریک سے اس کو روایت کیا ہے۔ اور عون اور عبداللہؓ بن مسعود کے درمیان سعید بن مسیب کو داخل کیا ہے۔

۳۹۱- سلیمان بن احمد، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سعید بن ابی ربیع السمان، سعید بن سلمہ بن ابی حسام، شریک بن ابی نمر، عون بن عبداللہ، سعید بن مسیب کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

گزشتہ دعا کے دوران آپ ﷺ میرے نزدیک سے گزرے اور آپ ﷺ نے گزشتہ قول کے مانند ارشاد فرمایا:

۳۹۲- حبیب بن حسن، ابراہیم بن شریک، ابراہیم بن اسماعیل عن ابیہ اسماعیل، یحیٰ بن سلمہ بن کہیل، سلمہ، ابوزعراء کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کی روایت منقول ہے: کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عبداللہ بن مسعود کے عہد کو لازم پکڑو ۔

۳۹۳- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، فطر بن خلیفہ، کثیر بیاع النوی، عبداللہ بن ملیل کے سلسلۂ سند سے حضرت علی کا قول مروی ہے فرمان نبوی ﷺ ہے: ہر نبی کو سات باوفا رفیق ضرور عطاء کئے گئے اور مجھے درج ذیل چودہ باوفا رفیق عطا کئے گئے ہیں:
(۱) حمزہؓ (۲) جعفرؓ (۳) علیؓ (۴) حسنؓ (۵) حسینؓ (۶) ابوبکرؓ (۷) عمرؓ (۸) عبداللہؓ بن مسعود (۹) ابوذرؓ (۱۰) مقدادؓ (۱۱) حذیفہؓ

۱۔ المسند للامام احمد ۱/۲۶، ۳۸، ۳۸۶، ۴۳۷، ۴۴۵، والسنن الکبری للبیھقی ۱/۴۵۲، ۲/۱۵۳. والمستدرک ۱/۵۲۳، ۵۲۶، ۲/۲۲۷، ۳/۳۱۷، وموارد الظمآن ۲۲۳۶.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۹/۶۳.

۳۔ الاحادیث الصحیحة ۱۲۳۳.

(۱۲) عمارؓ (۱۳) سلمانؓ (۱۴) اور بلالؓ ہے۔[1]

میتب بن نجبہ نے بھی حضرت علیؓ سے اس کے مثل نقل کیا ہے اور رفقاء کی جگہ رقباء کا لفظ ذکر کیا ہے۔

۳۹۴-محمد بن احمد بن الحسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبہ، ابی اسحاق، ابی الاحوص سے مروی ہے، ابی الاحوص کہتے ہیں: جب حضرت ابن مسعودؓ کی وفات ہوگئی تو میں ابوموسیٰ اور ابومسعود رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا۔ ایک دوسرے کو کہہ رہا تھا: تمہارا کیا خیال ہے کہ ابن مسعودؓ نے اپنے جیسا کوئی شخص پیچھے چھوڑا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: لوسنو! جب ہم کو آپ ﷺ کے دربار میں شرف یابی سے روک دیا جاتا تھا تو ان کو پھر بھی اجازت مل جاتی تھی اور جب ہم غائب ہوتے تھے تو وہ حاضر باش رہتے تھے۔ (اب تم خود سوچ لو کہ ان کے مثل کوئی ہوگا)۔

۳۹۵-سلیمان بن احمد، محمد بن نصر، معاویہ بن عمرو، زائدۃ، اعمش کے سلسلۂ سند سے زید بن وہب کی روایت منقول ہے:

ایک روز میرے سامنے ابوموسیٰ اشعریؓ اور حذیفہؓ نے ایک دوسرے سے سوال کیا کہ تم نے آپ علیہ السلام سے فلاں حدیث سنی ہے؟ دونوں نے نفی میں جواب دیا۔ پھر حذیفہؓ نے کہا ابن مسعود کا دعویٰ ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے وہ حدیث سنی ہے۔ ابو موسیٰؓ نے فرمایا ان کی بات صحیح ہے کیوں کہ جب ہم کو آپ ﷺ کے دربار میں شرف یابی سے روک دیا جاتا تھا تو ان کو پھر بھی اجازت مل جاتی تھی اور جب ہم غائب ہوتے تھے تو وہ حاضر باش رہتے تھے۔

۳۹۶-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، یوسف بن موسیٰ، ابومعاویہ، اعمش کے سلسلۂ سند سے زید بن وہب کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت عمرؓ نے ابن مسعودؓ کو دیکھ کر فرمایا: یہ شخص کس قدر فقہ سے بھرا ہوا ہے!۔

۳۹۷-حبیب بن حسن، عمر بن حفص، عاصم بن علی، مسعودی، ابوحصین کے سلسلۂ سند سے ابوعطیہ کا قول مروی ہے:

ابوموسیٰ اشعریؓ فرمایا کرتے تھے ابن مسعودؓ جیسے بڑے عالم کی موجودگی میں ہم سے کوئی مسئلہ نہ پوچھو۔

۳۹۸-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، ابوہمام سکونی، یحییٰ بن زکریا، مجالد، عامر کے سلسلۂ سند سے ابوموسیٰؓ کا قول مروی ہے:

ابن مسعود کی موجودگی میں مسائل کے سلسلہ میں انہی کی طرف رجوع کرو۔

۳۹۹-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ، جریر، اعمش، عمرو بن مرۃ، ابوالبختری کا قول مروی ہے:

کچھ لوگوں نے حضرت علیؓ سے ابن مسعود کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا وہ عالم القرآن والسنۃ ہیں اور علم میں کافی ہیں۔

۴۰۰-محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، مسعود، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے:

حضرت علیؓ سے ابن مسعودؓ کے بابت سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا انہوں نے قرآن پڑھا اور اس میں غور وفکر کیا حتیٰ کہ اس میں کفایت کر گئے۔

ذیل میں ابن مسعودؓ کے اقوال آفات سے حفاظت اور اوقات کی حفاظت کے بارے میں نقل کئے جاتے ہیں۔

کہا گیا ہے تصوف معاملہ کو صحیح رکھنا ہے تاکہ نزول خیر صحیح ہو۔

۴۰۱-**ابن مسعودؓ کے اقوال** ......احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن محمد محاربی، مالک بن مغول، ابویعفور، میتب بن رافع کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۲۶۵/۶، وتاریخ ابن عساکر ۳۰۹/۳، ۲۱۳/۴، ۳۲۱/۱۰، (التھذیب) ومجمع الزوائد ۱۵۶/۹. وکنز العمال ۳۳۶۹۱.

حامل قرآن (جس سے حافظ اور عالم دونوں مراد ہیں) کو چاہئے کہ جب لوگ خوابیدہ ہوں تو وہ اپنی رات کی حفاظت کرے۔ جب لوگ دن میں کھاپی رہے ہوں تو وہ رب کی رضاء کیلئے بھوکا ہو۔ جب لوگ مسرور اور سرشار ہوں تو وہ رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہو۔ جب لوگ ہنس رہے ہوں تو وہ گریہ وزاری کو اپنا شعار بنائے۔ جب لوگ باہم مل جل رہے ہوں تو وہ خاموش ہو۔ اور جب لوگ تکبر اور بڑائی کا شکار ہوں تو وہ خشوع وخضوع سے مالا مال ہو۔ نیز حامل قرآن کو چاہئے کہ وہ رونے والا اور رنجیدہ خاطر ہو۔ حکیم، حلیم، علیم اور پرسکون ہو۔ اور حامل قرآن کو چاہیے کہ وہ خشک رو نہ ہو، غافل نہ ہو، شور وشغب مچانے والا نہ ہو، چیخ وپکار کرنے والا نہ ہو اور سخت اخلاق نہ ہو۔

۴۰۲-کام کاج سے فارغ انسان ناپسندیدہ ہے...... سلیمان بن احمد، محمد بن علی صائغ، سعید بن منصور، ابوعوانہ، اعمش، یحیٰ بن وثاب کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

دنیا اور آخرت کسی کے بھی عمل سے فارغ انسان مجھے ناپسند ہے۔

۴۰۳-عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابومعاویہ، اعمش، مسیب بن رافع کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعود کا قول مروی ہے: میں ایسے شخص سے ناراض ہوں جس کو میں بالکل فارغ دیکھوں کہ وہ دنیا کے کام میں مشغول ہے اور نہ آخرت کے کام میں۔

۴۰۴-سلیمان بن احمد بن النضر ازدی، معاویہ بن عمرو، زائدۃ، اعمش، خیثمہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

میں تم میں سے کسی کو رات کا مردار اور دن کا قطرب نہ پاؤں۔

مصنفؒ فرماتے ہیں ابوبکر بن مالک سے میں نے سنا کہ عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ کو ابن عیینہ نے بیان کیا کہ قطرب وہ شخص ہے جو کبھی یہاں بیٹھ گیا اور کبھی وہاں۔

۴۰۵-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحیٰ، مسعر، زبید، مرۃ کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہؓ کا قول مروی ہے:

اے انسان! نماز میں مشغولیت تک تو بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹانے والا ہے اور ایسے انسان کے لئے بالآخر دروازہ کھل کر رہے گا۔

۴۰۶-احمد بن جعفر، عبداللہ بن، احمد بن، احمد بن حنبل، وکیع، مسعر، معن کی سند سے حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے فرمایا:

کوشش کر کہ تو باوضو رہے اور جب تو اللہ کا کلام سنے: یاایھا الذین آمنوا...... تو اپنے کانوں کو اس کی طرف لگادے کیونکہ یہ کسی خیر کا حکم ہے یا کسی شر سے ممانعت کی جارہی ہے۔

۴۰۷-قرآن سے خالی گھر ویران ہے...... سلیمان بن احمد، الدبری، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ابی اسحٰق، ابوالاحوص کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے؟

قرآن کریم اللہ کا دستر خوان ہے، جو اس سے کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ حاصل کرلے۔ کتاب اللہ کی تلاوت سے خالی گھر خیر سے خالی ہوتا ہے اور وہ بے آباد گھر کی مانند ہے۔ نیز فرمایا شیطان سورۃ بقرۃ کی تلاوت کی آواز سن کر گھر سے بھاگ جاتا ہے۔

۴۰۸-عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، عبدالرحمٰن بن محمد محاربی، ہارون بن عنترۃ، عبدالرحمٰن بن اسود کے والد کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! تمہارے قلوب برتن کے مانند ہیں، لہذا تم انہیں فقط قرآن کے ساتھ مشغول رکھو۔

۴۰۹-ابواحمد غطریفی، ابوخلیفہ، مسلم بن ابراہیم، قرۃ بن خالد، عون بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

علم کثرت روایت کے بجائے خشیت الٰہی کا نام ہے۔

۴۱۰-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن فضیل، یزید بن ابی زیاد، ابراہیم کے سلسلۂ سند سے علقمہ کا قول مروی

ہے ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے: اے لوگو! علم حاصل کر کے اس پر عمل کرو۔
۴۱۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن، معاویہ بن صالح، عدی بن عدی کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:
علم حاصل نہ کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔ علم کے حصول کے بعد غیر عامل کے لئے ہلاکت ہے۔ آپ نے سات بار مذکورہ کلمات ارشاد فرمائے۔
۴۱۲-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، یحیی بن اسحٰق، ابوعوانہ، ہلال الوزان، عبداللہ بن عکیم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن مسعودؓ بات چیت سے پہلے ہاتھ ہلاتے۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپ نے ہاتھ ہلا کر فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر انسان سے تنہائی میں سوال کرے گا کہ اے انسان! کس چیز نے تجھے میرے بارے میں دھوکہ میں ڈالا تو نے انبیاء کی بات کیوں قبول نہیں کی؟ اور تو نے علم پر عمل سے پہلوتہی کیوں اختیار کی تھی۔
۴۱۳-محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار مسعودی، قاسم کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:
میں سمجھتا ہوں کہ انسان کو وہ علم بھلا دیا جاتا ہے جس کو وہ جانتا ہے...... اس خطاء کی وجہ سے جس پر وہ عمل کرتا ہے۔
مصنفؒ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دنیا کی فضولیات سے محتاط، اپنے نفس، احوال اور اوراد پر رونے والے اور عطیۂ خداوندی توحید کی وجہ سے خدا سے امید رکھنے والے تھے۔
کہا گیا ہے: تصوف نفس کو نجات پر رغبت دلانے کا نام ہے خوف اور امید کی حالت رکھتے ہوئے۔
۴۱۴-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، ہشیم، یزید بن ابی زیاد، ابوجحیفہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے: دنیا کا خالص اور اچھا حصہ چلا گیا ہے اور گدلا حصہ باقی ہے۔ آج موت ہر مسلمان کیلئے تحفہ ہے۔
۴۱۵-عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبداللہ بن ادریس، یزید بن ابی زیاد، ابی جحیفہ کی سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: دنیا جبل کی چوٹی کا پانی ہے جس کا اچھا پانی تو ختم ہو گیا ہے جبکہ نیچے کا گدلا پانی باقی ہے۔
۴۱۶-سلیمان بن احمد، عمر بن حفص سدوسی، عاصم بن علی، مسعودی، علی بن بذیمہ، قیس بن حبتر کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:
دو چیزیں موت اور فقر جنکو عام طور پر ناپسند سمجھا جاتا ہے کتنی ہی عمدہ ہیں اور اللہ کی قسم! دو چیزوں میں سے ایک تو ضرور ہے مالداری یا فقر۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کس کے ساتھ آزمایا جاتا ہوں۔ اگر مالداری میسر ہوگی تو اس میں لوگوں پر مہربانی کا موقع ملے گا اور اگر فقر پیش آیا تو صبر کا موقع ملے گا۔
۴۱۷-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابویزید، مسعودی، عون بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:
انسان اس وقت تک ایمان کی حقیقت حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ فقر فی الحلال کو غنی فی الحرام اور تواضع کو شرف پر ترجیح نہ دے۔ نیز حمد و ذم اس کے نزدیک برابر نہ ہو جائیں۔
۴۱۸-ابومحمد بن حیان، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، ہناد بن سری، ابومعاویہ، اعمش، شمر بن عطیہ، مغیرہ بن سعد بن الاخرم، عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:
اللہ کی قسم! جو شخص صبح اسلام کی حالت میں کرے اور شام کو بھی اسی حالت پر قائم ہو تو کوئی شی اس کیلئے نقصان دہ نہیں ہے۔
۴۱۹-عبداللہ بن احمد، محمد بن سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، ابومعاویہ، اعمش، ابراہیم تیمی، حارث بن سوید کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول

مروی ہے:
قسم اس ذات کی! جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میری آل کے پاس صبح کے وقت اور نہ شام کے وقت ایسی کوئی شئ میسر ہوتی جس سے کوئی خیر حاصل کی جائے یا اس سے کوئی تکلیف دور کی جائے۔ مگر الحمد للہ اللہ عزوجل کو یہ علم ہے کہ عبداللہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

۴۲۰- احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحیی بن سعید، مجالد، عامر بن مسروق کی سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس ایک شخص نے کہا: مجھے اصحاب الیمین (جنت کے دوسرے درجہ کے اہل) میں سے ہونا پسند نہیں بلکہ میں تو چاہتا ہوں کہ اصحاب المقربین (جنت کے پہلے درجہ والوں) میں شامل ہو جاؤں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: لیکن یہاں ایک شخص ہے جو چاہتا ہے کہ وہ مر جائے تو دوبارہ اس کو اٹھایا ہی نہ جائے۔

۴۲۱- سلیمان بن احمد، محمد بن علی صائغ، سعید بن منصور، ابو معاویہ، سری بن یحیی، حسن کے سلسلہ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:
جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا کر کے اگر مجھے اختیار دیا جائے کہ ان دونوں میں سے کسی شئ کو پسند کر لو یا مٹی ہو جانے کو تو میں مٹی ہو جانے کو پسند کروں گا۔

۴۲۲- عبداللہ بن محمد، محمد بن اسد، ابو داؤد الطیالسی، شعبہ، اعمش، ابراہیم تیمی، حارث بن سوید کے سلسلہ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:
اگر لوگ میری حقیقت سے واقف ہوتے تو میرے سر پر خاک ڈالتے۔

۴۲۳- **ابن مسعودؓ کی ہمدردی اور خوف آخرت**...... عبدالرحمن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، ابو ولید، مبارک بن فضالہ، حسن کے سلسلہ سند سے ابو احوص کا قول مروی ہے:
ابو الاحوص فرماتے ہیں: ہم ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؓ کے پاس آپ کے تین خوبصورت فرزند بیٹھے تھے۔ ہم ان کی طرف دیکھنے لگے تو آپ سمجھ گئے اور فرمایا: شاید تم ان کو دیکھ کر مجھ پر رشک کر رہے ہو۔ ہم نے کہا: کیوں نہیں! کون نہیں چاہے گا کہ اس کی بھی ایسی اولاد ہو؟ آپؓ نے چھت کی طرف سر اٹھایا وہاں ایک پرندہ نے انڈے دیئے ہوئے تھے آپؓ نے فرمایا: میں ان بیٹوں کو دفن کر کے مٹی سے ہاتھ جھاڑ لوں مجھے یہ اس سے زیادہ پسند ہے کہ اس پرندے کے انڈے نیچے گر کر ٹوٹ جائیں۔

۴۲۴- عبدالرحمن بن عباس، ابراہیم حربی، مسدد، اسماعیل، جریری، ابو عثمان کے سلسلہ سند سے ابو مسعود کا قول مروی ہے:
کہ وہ کوفہ میں حضرت ابن مسعودؓ کی مجلس میں بیٹھتے تھے۔ ایک دن آپؓ اپنے چبوترہ پر بیٹھے تھے اور آپ کے نیچے آپ کی دو خوبصورت اور صاحب حیثیت بیویاں بیٹھی تھیں۔ ان دونوں سے آپ کی خوبصورت اولاد بھی تھی۔ اچانک ابن مسعود کے سر پر ایک چڑیا چہچہائی اور پھر اس نے آپ کے سر پر بیٹ کر دی۔ ابن مسعود نے اسے صاف کر کے فرمایا: اس چڑیا کی موت سے مجھے آل عبداللہ کی موت زیادہ پسند ہے۔

۴۲۵- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابو عبدالرحمن مقری، سعید بن ایوب، عبداللہ بن ولید، عبدالرحمن بن حجیرۃ عن ابیہ کے سلسلہ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے، آپ فرماتے تھے:
اے لوگو! شب و روز کے مرور کے ساتھ تمہاری عمر کم ہو رہی ہے۔ تمہارے اعمال محفوظ ہو رہے ہیں۔ موت اچانک آنے والی ہے۔ خیر کی کھیتی بونے والے کو خیر اور شر کی کھیتی بونے والے کو ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہر ایک اپنی اگائی ہوئی کھیتی کے مطابق فصل

کاٹے گا۔ سست رو اپنے عمل کے ساتھ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ حریص اس شی کو نہیں پا سکتا جو اس کے مقدر میں نہیں لکھی۔ جس کو خیر ملی اللہ ہی نے اسے عطا کی ہے اور جس کو شر سے نجات ملی اللہ ہی نے اس کی حفاظت فرمائی ہے۔ پرہیز گار لوگ سردار ہیں۔ فقہاء امت کے قائدین ہیں اور ان سے مجالست رکھنا خیر میں زیادتی کا سبب ہے۔

۴۲۶-ابو احمد محمد بن احمد و سلیمان بن احمد، ابو خلیفہ، مسلم بن ابراہیم، قرۃ بن خالد کے سلسلۂ سند سے ضحاک بن مزاحم کا قول مروی ہے:

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک مہمان اور اس کا مال اس کے پاس عاریت ہے۔ مہمان رخصت ہونے والا ہے اور عاریت اپنے اہل کے پاس پہنچنے والی ہے۔

۴۲۷-محمد بن علی، عبداللہ بن محمد بغوی، علی بن جعد، شریک، عبدالملک بن عمیر، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کے سلسلۂ سند سے ان کے والد عبداللہؓ بن مسعود کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے ابن مسعود سے جامع نافع کلمات کی تعلیم کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔ قرآن کے مطابق زندگی بسر کرو۔ بعید و بغیض ہونے کے باوجود اس سے حق کو قبول کرو اور حبیب و قریب ہونے کے باوجود اس کی طرف سے آئے ہوئے باطل کو رد کرو۔

۴۲۸-عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن سلم، ہناد بن سری، ابن نمیر، موسیٰ بن عبیدۃ، ابو عمرو کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

حق ثقیل اور کڑوا اور باطل خفیف و شیریں ہوتا ہے۔ اور بہت سی خواہشیں طویل رنج و غم مسلط کر دیتی ہیں۔

۴۲۹-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز و بشر بن موسیٰ، ابو نعیم، اعمش، یزید بن حیان، عیسیٰ بن عقبہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

خدا کی قسم زمین پر زبان سے بڑھ کر کوئی شئے نقصان دہ اور لمبی مدت تک قید کیے جانے کے قابل نہیں ہے۔

۴۳۰-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحیٰی، مسعر، معن کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے: اے لوگو! دلوں کی بھی خواہش اور توجہ ہوتی ہے اور دلوں پر بھی غبار اور پردہ چھا جاتا ہے۔ پس جب ان میں خواہش اور توجہ پیدا ہو تو موقع غنیمت جانو اور جب ان پر پردہ پڑ جائے تو ان کو چھوڑ دو اور ان کو شہوت پرستی سے بچاؤ۔

۴۳۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، جریر، منصور، محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید کے والد کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! قساوت قلبی پیدا کرنے والی چیزوں سے اجتناب کرو۔ اور جو شی تمہارے دل میں کھٹکے کا باعث بنے اسے چھوڑ دو۔

۴۳۲-عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابو یحیٰی رازی، ہناد بن سری، ابو احوص، سعید بن مسروق کے سلسلۂ سند سے منذر سے منقول ہے:

کچھ صحت مند موٹی گردنوں والے دیہاتی ابن مسعودؓ کے پاس آئے۔ لوگوں نے ان پر بڑا رشک کیا۔ اس موقع پر ابن مسعود نے فرمایا کافر جسماً صحت مند اور قلباً مریض ہوتا ہے جبکہ مسلم قلباً صحت مند اور جسماً مریض ہوتا ہے۔ اے لوگو! قلباً مریض ہونے اور جسماً صحت مند ہونے کی حالت میں اللہ کے نزدیک تمہاری وقعت نالی کے کیڑے سے زیادہ نہیں ہے۔

۴۳۳-عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، وکیع، اسماعیل بن ابی خالد، عن اخیہ، ابو عبیدۃ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

تم اپنے خزانے کو ایسی جگہ رکھو جہاں اس کو کیڑے نہ کھائیں اور وہ چوروں سے بھی محفوظ رہے۔ کیونکہ انسان کا دل اس کے

خزانے کے ساتھ انکار رہتا ہے۔

۴۳۴-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، سفیان، قیس بن مسلم کے سلسلۂ سند سے طارق کا قول مروی ہے:

عتریس بن عرقوب شیبانی نے ابن مسعود کے سامنے کہا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے والا انسان ہلاک ہو گیا۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا: بلکہ اپنے قلب کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے والا انسان ہلاک ہو گیا۔

۴۳۵-ابواحمد محمد بن محمد، سلیمان بن احمد، ابوخلیفہ، ابوولید، شعبہ، ابواسحٰق، ابواسود کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

صالحین گزر گئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے والے لوگ رہ گئے۔

۴۳۶-حبیب بن حسن، عمیر بن حفص، عاصم بن علی، مسعودی کے سلسلۂ سند سے قاسم کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے ابن مسعودؓ سے وصیت کی درخواست کی۔ ابن مسعود نے فرمایا گھر کو لازم پکڑو، زبان کی حفاظت کرو اور گزشتہ گناہوں پر ندامت اختیار کرو۔

۴۳۷-ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزۃ، محمد بن یحیٰی بن سلیمان، عاصم بن علی مسعودی، اعمش کے سلسلۂ سند سے ابووائل کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے ابن مسعود کے سامنے کہا: زاہدین فی الدنیا اور راغبین فی الاخرۃ کہاں چلے گئے؟...... ابن مسعود نے فرمایا وہ اصحاب جابیۃ تھے۔ ان پانچ سو مسلمانوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے بغیر نہ لوٹیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے سر منڈا دیئے اور دشمن سے جا لڑے اور سب قتل ہو گئے سوائے ان کے ایک حال بتانے والے کے۔

۴۳۸-عبداللہ بن محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابومعاویہ، اعمش، عمارۃ، عبدالرحمٰن بن یزید کے سلسلۂ سند سے عبداللہ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! تم صحابہ سے صیام وصلوٰۃ کے اعتبار سے بڑھے ہوئے ہو اور وہ پھر بھی تم سے بہتر کیوں ہوئے؟ کیونکہ وہ تم سے ازہد فی الدنیا اور ارغب فی الآخرت تھے۔

۴۳۹-عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، محمد بن مقاتل، ابن مبارک، سفیان، علاء بن میتب، ابراہیم کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

مؤمنین کے لئے لقاءِ الٰہی کے علاوہ کسی شی میں راحت نہیں ہے۔

۴۴۰-فتنوں کا دور...... محمد بن حمید، احمد بن الحسن، ابویاسر عمار بن نصر، محمد بن مہان، یزید بن ابی زیاد، ابراہیم النخعی، علقمہ کی سند سے حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب فتنے تمہیں مغالطہ میں ڈال دیں گے۔ اس وقت تم سنت کو تھام لینا۔ ان فتنوں میں بچہ بڑا ہو جائے گا اور بڑا بوڑھا ہو جائے گا۔ اگر ان سے کوئی بات چھوٹے گی تو ایک دوسرے کو کہے گا: تو نے سنت ترک کر دی۔ (حالانکہ وہ سنت نہیں ہو گی لیکن لوگوں کو سنت اور بدعت کا فرق مٹ جائے گا)۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ کب ہو گا؟ فرمایا: جب تمہارے قرآء زیادہ ہو جائیں گے۔ علماء کم ہو جائیں گے۔ امراء زیادہ ہو جائیں گے۔ امانت دار تھوڑے رہ جائیں گے۔ دنیا اور آخرت کا عمل خلط ملط ہو جائے گا اور اللہ کے لئے علم نہیں حاصل کیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: اس وقت تم پر ایسا زمانہ آجائے گا۔[1]

محمد بن نبہان نے اسی طرح مرفوعاً روایت کیا ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ سے یہ روایت موقوف مشہور ہے۔

۴۴۱-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن جعفر ورکانی، شریک، ابوحصین، یحیٰی بن وثاب، مسروق کے سلسلۂ سند سے

۱- ۳۱۱۳۸

ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

جب تم میں سے کوئی روزہ کی حالت میں صبح کرے تو وہ کچھ چلے پھرے۔ اور دائیں ہاتھ کے صدقہ کو بائیں ہاتھ سے بھی پوشیدہ رکھو اور نفلی نماز گھر میں پڑھو۔

۴۴۲-سلیمان بن احمد، محمد بن نضر، معاویہ بن عمرو، زائدۃ، اعمش، سلمۃ بن کہیل، ابو احوص کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے: اے لوگو گزشتہ لوگوں کی اقتداء کرو، کیوں کہ موجودین پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔ کیوں کہ اگر کوئی ایمان لے آیا تو لے آیا اور کفر کر لیا تو کر لیا اسے کوئی فکر نہیں۔ کیونکہ زندہ کا کوئی پتہ نہیں کب کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔

۴۴۳-حبیب بن حسن، عمرو بن حفص سدوسی، عاصم بن علی مسعودی، سلمۃ بن کہیل، عبدالرحمٰن بن یزید کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے، فرمایا:

اے لوگو! امعہ نہ ہو جاؤ۔ لوگوں نے پوچھا امعہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ شخص جو کہے کہ میں لوگوں کے ساتھ ہوں اگر وہ ہدایت پر ہیں تو میں بھی ہدایت پر ہوں اگر وہ گمراہ ہیں تو میں بھی گمراہی پر ہوں۔ بلکہ تم کو اپنے آپ کو مجبور کرنا چاہئے کہ خواہ دنیا کچھ بھی ہو جائے وہ کفر اختیار نہیں کرے گا۔ (اے لوگو مستقل مزاجی اختیار کرو)۔

۴۴۴-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ابو اسحٰق، ابو عبیدۃ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

تین باتوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں اگر چوتھی بات پر بھی قسم اٹھالوں تو میں جھوٹا نہیں ہوں گا۔ عنداللہ وہ شخص جو اسلام میں حصہ رکھتا ہے اور وہ شخص جس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں...... دونوں مساوی نہیں ہیں۔ انسان دنیا و آخرت میں سے ایک جگہ (عیش وعشرت کا مالک اور اس کا) والی بنے گا۔ قیامت کے روز انسان اپنے محبوب لوگوں کے ساتھ ہی اٹھے گا۔ اور چوتھی شئی اگر میں اس پر قسم اٹھاؤں تو بری ہو جاؤں گا وہ یہ ہے کہ اگر اللہ نے دنیا میں کسی کی پردہ پوشی فرمائی ہے تو آخرت میں بھی ضرور اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

۴۴۵-انگارہ پکڑنا کاش! کاش! کرنے سے بہتر ہے...... عبداللہ بن محمد، ابو عبداللہ محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، عباد بن عوام، سفیان بن حسین، ابوالحکم، ابووائل کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

قیامت کے روز کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جس کی یہ تمنا نہ ہو کہ وہ دنیا میں صرف کفایت کے بقدر ہی کھاتا تو بہت اچھا ہوتا۔ اور کوئی بھی شخص کسی حالت میں صبح وشام کرے کچھ پرواہ نہیں اگر وہ شک وشبہ والی بات سے بری ہو اور انسان کو آگ میں جل جانا اس بات سے کہیں بہتر ہے کہ جس کام کا اللہ نے فیصلہ کر دیا ہو اس کیلئے کہے: کہ کاش ایسا نہ ہوتا۔

۴۴۶-سلیمان بن احمد، بشر بن موسیٰ، یحییٰ بن اسحٰق، حماد بن سلمۃ، عبداللہ بن مکرز کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

اے لوگو اللہ کے ہاں شب وروز کا کوئی اعتبار نہیں۔ آسمان وزمین کی روشنی اسی کے نور سے نکلی ہے۔ اس کے ہاں ایک دن دنیاوی دنوں کے اعتبار سے بارہ گھڑیوں کا ہے۔ اس کے سامنے تمہارے گزشتہ دن کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ تین گھنٹے ان میں نظر کرتا ہے۔ حاملین عرش، عرش کے گرد رہنے والے فرشتے اور مقربین فرشتے اس کی تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں۔ پھر رحمٰن تین گھڑیوں تک رحمت کی نظر کرتا ہے حتیٰ کہ رحمت سے بھر جاتا ہے۔ یہ چھ گھڑیاں ہو گئیں۔ بعد ازہ وہ تین گھنٹے ارحام میں غور کرتا ہے، جس کے متعلق ارشاد ہے:

یصورکم فی الارحام کیف یشاء وہ رحموں میں تمہاری صورت بناتا ہے جیسے چاہتا ہے۔

یھب لمن یشاء اناثاویھب لمن یشاء الذکور او یزوجھم ذکراناواناثاویجعل من یشاء عقیماً (الشوریٰ ۵۰)

اور جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے بیٹے
عطاء کرتا ہے۔یا بیٹے بیٹی دونوں عطاء کرتا ہے۔اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔
یہ نو گھڑیاں ہوئیں۔پھر تین گھنٹے ارزاق کے معاملہ میں غور کرتا ہے جس کے متعلق فرمان باری ہے:

یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر (الشوریٰ ۱۲)

وہ جس کیلئے چاہتا ہے رزق کھول دیتا ہے۔اور (جس کیلئے چاہتا ہے رزق) تنگ کر دیتا ہے۔

کل یوم ھو فی شان (الرحمٰن ۲۹) وہ ہر گھڑی ایک نئی شان میں ہوتا ہے۔یہ کل بارہ گھنٹے ہو گئے۔اے لوگو! یہ تمہاری شان ہے اور تمہارے پروردگار کی شان ہے۔

۴۴۷-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، سفیان، ابوقیس اودی، ہذیل بن شرحبیل کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

دنیا کا ارادہ کرنے والے کو آخرۃ کے اعتبار سے اور آخرت کا ارادہ کرنے والے کو دنیا کے اعتبار سے نقصان ہوتا ہے۔اے لوگو! دائمی چیز کے بجائے فانی چیز کا نقصان برداشت کرلو۔

۴۴۸-محمد بن اسحٰق بن ایوب، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، حبیب بن حبان، میتب بن رافع، ایاس العجلی کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

جس نے دنیا میں بڑائی اختیار کی اللہ قیامت کے دن اس سے بڑائی فرمائیں گے۔جس نے دنیا میں دکھلاوا کیا اللہ قیامت میں اس کے ساتھ دکھلاوا کریں گے۔جس نے تعظیم کی خاطر بڑا بننے کی کوشش کی اللہ اسے گرادیں گے اور جس نے عاجزی برتتے ہوئے پستی اختیار کی اللہ اس کو بلند فرمادیں گے۔

۴۴۹-محمد بن اسحٰق بن ایوب، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، عمرو بن ثابت، عبدالرحمٰن بن عباس کی سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا:

کتاب اللہ سب سے اصدق کتاب، کلمۂ تقویٰ سب سے زیادہ مضبوط کلمہ، ملت ابراہیمی تمام ملل میں بہترین ملت، تمام سنن میں سنت نبوی ﷺ احسن السنت، تمام طریقوں میں انبیاء کا طریقہ سب سے بہترین طریقہ، تمام باتوں میں بہترین بات ذکر الٰہی اور تمام امور میں نئے پیدا کردہ امور بدترین امور ہیں۔قلیل اور کفایت کرنے والا غافل کرنے والے سے زیادہ بہتر ہے۔قیامت کی ندامت سب سے بدتر ندامت اور ہدایت کے بعد ضلالت سب سے بدتر ضلالت ہے۔بہترین غنیٰ نفس کا غنیٰ، بہترین توشہ تقویٰ، قلب کا اعمٰی (اندھا) سب سے برا اعمٰی، شراب نوشی تمام گناہوں کی جڑ، خواتین شیطان کی رسیاں، نوحہ جاہلیت کا عمل، کذب سب سے برا گناہ، مؤمن کو گالی دینا فسق، اس سے قتال کفر اور سود سب سے برا ذریعہ معاش ہے۔

شہداء کی موت بہترین موت ہے۔بلاء و مصیبت کو پہچاننے والا اس پر صبر کرتا ہے۔متکبر انسان ذلیل ہوتا ہے۔ابلیس کا پیروکار اللہ کا نافرمان ہوتا ہے اور اللہ کے نافرمان کو عذاب ہوگا۔

(۲۲) عمار بن یاسر[۱]

آپ کا مکمل نام ابوالیقظان عمارؓ بن یاسر ہے۔ آپ پکے مؤمن، اسلام کو دل و جان سے قبول کرنے والے، آزمائش کے وقت ثابت قدمی کا مظاہر کرنے والے، تکالیف پر صبر سے کام لینے والے اور سابقین و اولین میں سے تھے۔ دورِ نبوی ﷺ میں سرکشوں سے قتال میں سبقت کرنے والے تھے۔ آپ کی آمد پر آپ علیہ السلام مسرت کا اظہار فرما کر آپ کو دعائیں دیتے تھے۔ آپ دنیا کی زینت سے دور، نفس پر غالب، انصارِ دین کو بلند کرنے والے، اور امام الھدیٰ کی اتباع کرنے والے تھے۔ اہل بدر میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو کوفہ پر امیر مقرر کر کے اہل کوفہ کو لکھا کہ میں تمہاری طرف آپ علیہ السلام کے ایک رقیب کو امیر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ جنت آپ کی مشتاق تھی۔ آپ موت تک حصولِ جنت کے لئے کوشاں رہے۔ حتیٰ کہ اپنے احباب حضرت محمد ﷺ اور آپ کے صحابہؓ سے جا ملے۔

بعض کا قول ہے دنیا میں مصائب برداشت کر کے آخرت میں جنت حاصل کرنے کا نام تصوف ہے۔

۴۵۰- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، حسن بن حماد الوراق واحمد بن مقدام، عثام بن علی، اعمش، ابواسحٰق کے سلسلۂ سند سے ہانی بن ہانی کا قول مروی ہے:

ہمارے سامنے حضرت علیؓ نے عمارؓ کی آمد پر مرحبا بالطیب المطیب فرمایا۔ یعنی خوش آمدید پاکیزہ شخص کو۔ نیز فرمایا میں نے آپ ﷺ سے ان کے بارے میں سنا ہے کہ عمار سرتا قدم ایمان سے بھرپور ہے۔[۲]

۴۵۱- ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، محمد بن حمید، سلمۃ بن فضل، ابن اسحٰق، حکیم بن جبیر، سعید بن جبیر کے سلسلۂ سند سے ابن عباس کا قول مروی ہے:

فرمانِ نبوی ﷺ ہے عمار سرتا قدم ایمان سے بھرپور ہے۔[۳]

۴۵۲- **آلِ یاسر کو دنیا میں جنت کی بشارت** ...... ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، عبدالعزیز بن ابان، قاسم بن فضل، عمرو بن مرۃ، سالم بن ابی جعد کے سلسلۂ سند سے عثمانؓ بن عفان کا قول مروی ہے:

ایک بار بطحاء میں رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہوگئی۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ آپ ﷺ عمار اور ام عمار کے پاس سے گزرے جن کو عذاب دیا جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے آلِ یاسر! تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔[۴]

عبدالملک الجدی نے قاسم بن الفضل سے اس کے مثل روایت نقل کی ہے۔

۴۵۳- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، جریر، منصور کے سلسلۂ سند سے مجاہد کا قول مروی ہے:

۱۔ طبقات ابن سعد ۳/۲۴۶، ۶/۱۴، والتاریخ الکبیر للبخاری ۷/ت ۱۰۷. والصغیر ۱/۷۹، ۸۴، ۸۵، والجرح والتعدیل ۶/ت ۲۱۶۵. والاستیعاب ۳/۱۱۳۵. والجمع بین رجال الصحیحین ۱/۳۹۹، وانساب القرشیین ۱۵۷. وسیر النبلاء ۱/۴۰۶، والعبر ۱/۲۵، ۳۸، ۴۰، والکاشف ۲/ت ۴۰۵۸. وتھذیب التھذیب ۷/۴۰۸، ۴۱۰. والاصابۃ ۲/ت ۵۷۰۴، وتھذیب الکمال ۲۱/۲۱۵. وشذرات الذھب ۱/۳۲، ۴۵، ۴۷.

۲۔ المصنف لابن ابی شیبہ ۱۲/۱۱۸. وکنز العمال ۳۳۵۳۰.

۳۔ المصنف لابن ابی شیبۃ ۱۱/۲۲. والایمان لابن ابی شیبۃ ۹۱، ۹۲. وفتح الباری ۷/۹۲. وکنز العمال ۳۳۵۴۰. ۳۳۵۴۱. واسباب النزول للواحدی ۱۹۰.

۴۔ المستدرک ۳/۳۸۳، والمطالب العالیۃ ۴۰۳۴. وکنز العمال ۳۷۳۶۶. ۳۷۳۶۸، والبدایۃ والنھایۃ ۳/۵۹.

سب سے پہلے اسلام لانے والے سات افراد یہ ہیں حضور ﷺ، ابوبکرؓ، خبابؓ، صہیبؓ، بلالؓ، عمارؓ اور ان کی والدہ سمیہ ام عمارؓ۔ حضور اقدس ﷺ کی حفاظت تو آپ کے چچا جناب ابو طالب نے فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حفاظت ان کے ہم قوم لوگوں نے کی۔

بقیہ لوگوں کو قریش مکہ نے لوہے کی زرہیں پہنائیں اور ان کو تپتی دھوپ میں ڈالا۔ جو اللہ نے ان کی قسمت میں لکھا تھا اس کے مطابق انہوں نے بہت تکالیف اٹھائیں۔ جب شام کا وقت ہوتا تو ملعون ابو جہل ایک برچھی ساتھ لے کر آتا اور ان مسلمانوں کو گالیاں دیتا اور ان کو ڈانٹ ڈپٹ کرتا (اور برچھی چبھو چبھو کر تکلیف دیتا تھا)۔[۱]

۴۵۴- محمد بن علی الیقطینی، حسین بن عبداللہ الرقی، حکیم بن سیف، عبیداللہ بن عمرو، عبدالکریم، ابی عبیدہ محمد بن عمار کی سند سے مروی ہے حضرت عمارؓ کو اپنے معبودوں کی تعریف کرنے پر مجبور کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ آئے اور ان سے آپ کی ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے پوچھا پیچھے سے کیا معاملہ پیش آیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! بہت برا معاملہ پیش آیا مجھے انہوں نے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک آپ نہیں آ گئے اور میں ان کے معبودان باطلہ کی تعریف کر بیٹھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے دل کو کیسا پاتے ہو؟ عرض کیا: میرا دل ایمان پر مطمئن اور مضبوط ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر دوبارہ وہ ستائیں تو تم پھر بھی (مجبوراً) کہہ سکتے ہو۔[۱]

۴۵۵- محمد بن احمد بن علی، محمد بن یوسف بن طباع، ابو نعیم، سفیان، ابو اسحٰق، ہانی بن ہانی کے سلسلہ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت عمارؓ نے آپ علیہ السلام اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرما کر مرحبا بالطیب المطیب فرمایا۔ یعنی خوش آمدید پاکیزہ شخص کو۔[۲]

زہیر اور شریک وغیرہ نے ابی اسحاق سے اس کو روایت کیا ہے۔

۴۵۶- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبداللہ بن عامر بن زرارۃ، یحییٰ بن ذکریا، عن ابیہ، ابو اسحٰق، ہانی بن ہانی کے سلسلہ سند سے حضرت علیؓ سے منقول و مروی ہے:

حضرت عمارؓ کبھی اس سے اور کبھی اس سے سورتیں یاد کرتے تھے۔ یہ بات نبی کریم ﷺ کو ذکر کی گئی تو آپ ﷺ نے عمار کو فرمایا: تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ حضرت عمارؓ نے عرض کیا: کیا آپ نے سنا کہ میں نے کبھی غیر قرآن کو قرآن کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہو؟ آپ نے فرمایا: نہیں تو آپؓ نے عرض کیا: یہ سارا طیب ہے۔[۳]

۴۵۷- سلیمان بن احمد، عباس بن حمدان، محمد بن سعید بن سوید کوفی، سعید بن سوید کوفی، عبدالرحمٰن بن قاسم، ابو امامہ کے سلسلہ سند سے حضرت عمارؓ بن یاسر کا قول مروی ہے، فرمایا:

تین باتیں جس نے حاصل کر لیں گویا اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔ آپ کے کسی ساتھی نے عرض کیا: اے ابوالیقظان! وہ کون سی تین باتیں ہیں جن کے متعلق آپ کا خیال ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: جس نے کم میں سے خرچ کیا، اپنے نفس سے انصاف کیا اور عالم کو سلام کیا۔ (اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔)[۴]

۴۵۸- محمد بن احمد بن حسن، ابو شعیب حرانی، ابو جعفر نفیلی، محمد بن سلمۃ، محمد بن اسحٰق، محمد بن یزید بن خثیم، محمد بن کعب قرظی، ابو بدیل بن خثیم کے سلسلہ سند سے عمارؓ بن یاسر کا قول مروی ہے:

میں اور علیؓ غزوہ عشیرہ میں جاتے ہوئے شب کو ایک کھجور کے درخت کے نیچے مٹی پر سو گئے۔ آپ ﷺ نے خود آ کر علی کو اپنے

۱۔ المستدرک ۳۵۷/۳. ونصب الرایۃ ۱۵۸/۴.

۲۔ سنن الترمذی ۳۷۹۸، وسنن ابن ماجۃ ۱۴۶، والمستدرک ۳۸۸/۳. والمسند لاحمد بن حنبل ۱۲۶/۱، ۱۳۰. ومشکاۃ المصابیح ۶۲۲۶.

۳۔ کنز العمال ۳۱۱۲.

۴۔ مجمع الزوائد ۵۷/۱.

قدم مبارک سے بیدار فرمایا، اس وقت ہمارے جسم خاک آلود تھے۔

۴۵۹-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ثوری، اعمش، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن سلمۃ کا قول مروی ہے:

حضرت علی نے حمام سے نکلنے والے دو شخصوں سے سوال کیا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم مہاجرین میں سے ہیں۔ علیؓ نے فرمایا: تم کاذب ہو کیوں کہ مہاجر تو عمار بن یاسر ہیں۔

۴۶۰-حضور ﷺ کا معجزہ...... جعفر بن محمد بن عمرو، ابو حصین وادعی، یحیٰی بن الحمانی، خالد بن عبداللہ، عطاء بن سائب کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری اور میسرۃ کا قول مروی ہے:

حضرت عمارؓ کو جنگِ صفین کے روز دودھ پیش کیا گیا۔ آپؓ نے نوش کر کے فرمایا: آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کے بعد میرے بطن میں کوئی چیز نہیں جائیگی۔ اس کے بعد عمارؓ قتال میں مشغول ہو گئے اور بالآخر قتال کرتے کرتے دنیا سے چلے گئے۔[1]

۴۶۱-سلیمان بن احمد، حسن بن علی عمیری، محمد بن سلیمان بن ابی رجاء، ابو معشر جعفر بن عمرو الضمری کے سلسلۂ سند سے ابو سنان دؤلیؓ کا قول مروی ہے:

میں نے دیکھا کہ صفین کے روز عمارؓ نے دودھ طلب فرمایا۔ چنانچہ دودھ لایا گیا تو فرمایا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔ آج میں بھی اپنے دوستوں سے ملاقات کا متمنی ہوں۔ آپ ﷺ کے بقول یہ میری آخری غذا ہے۔ پھر فرمایا خدا کی قسم اگر دشمن ہمیں عبرت ناک شکست بھی دیدے اور ہمیں مقام ہجر کی چوٹیوں تک دھکیل دے تو پھر بھی میں ان کا حق پر ہونا تسلیم نہیں کروں گا۔[2]

۴۶۲-ابو احمد محمد بن اسحٰق عسکری، احمد بن سہل بن ایوب، سہیل بن عثمان، عبداللہ بن نمیر، موسیٰ بن محمد انصاری، ابوالملیح انصاری کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ سے منقول ہے:

میں نے آپ ﷺ کے سامنے حضرت عمارؓ کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ یہ تمہارے ساتھ ایک عظیم معرکہ میں شریک ہونگے، جس کا بہت اجر اور بہت تذکرہ ہوگا اور اس کی تعریف اچھی شی ہے۔[3]

۴۶۳-محمد بن مظفر، احمد بن سعید بن عروۃ، احمد بن عثمان بن حکیم، قبیصہ، سفیان، سدی، عبداللہ البہی کے سلسلۂ سند سے ابن عمرؓ کا قول مروی ہے۔ (جنگ صفین میں) حضرت عمار کے سوا میں کسی کو نہیں جانتا کہ وہ اللہ اور یوم آخرت کیلئے لڑنے نکلا ہو۔

۴۶۴-محمد بن اسحٰق بن ابراہیم، احمد بن سہل بن ایوب، علی بن بحر، سلمۃ بن ابرش، عمران طائی، کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کا قول مروی ہے: فرمان رسول ہے:

جنت چار افراد عمار، علی، سلمان اور مقداد کی مشتاق ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔[4]

۴۶۵-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحیٰی، سفیان، اعمش، ابراہیم تیمی کے سلسلۂ سند سے حارث بن سوید کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے حضرت عمرؓ کے سامنے حضرت عمارؓ کی برائی کی۔ حضرت عمارؓ کو جب معلوم ہوا تو فرمایا اے اللہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اسے دونوں گھاٹیوں کے بیچ میں روند ڈال اور اس کیلئے دنیا کشادہ فرما۔

۴۶۶-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن مہدی، اسود بن شیبان کے سلسلۂ سند سے خالد بن نمیر کا

۱۔ تاریخ بغداد ۱/۱۵۲۔ ۲۔ اتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۳۳۰، ومجمع الزوائد ۹/۲۹۸۔

۳۔ الجامع الکبیر للسیوطی ۲۹۶۔۴، وکنز العمال ۳۳۵۳۹۔

۴۔ المعجم الکبیر للسیوطی ۶/۲۶۳، ومجمع الزوائد ۹/۱۱۷، ۳۰۷۔

قول مروی ہے:

حضرت عمارؓ بہت زیادہ خاموش طبع اور انتہائی افسردہ رہتے تھے۔ وہ اکثر فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے۔

۴۶۷-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، جریر، ابوسنان، عبداللہ بن ابی ہذیل کا قول مروی ہے:

حضرت ابن مسعود نے گھر تعمیر کروایا تو حضرت عمارؓ کو اسکی زیارت کے لئے مدعو کیا۔ حضرت عمارؓ نے گھر دیکھ کر فرمایا مضبوط عمارت تعمیر کی ہے۔ آپ کی امیدیں لمبی لیکن موت قریب ہے۔

۴۶۸-حضرت عمارؓ کا رضائے الٰہی کی جستجو کرنا...... احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، داؤد بن عمرو وازرق بن علی، حسان بن ابراہیم، محمد بن سلمۃ بن کہیل، سلمۃ، ذر سعید بن عبدالرحمٰن ابذی کا قول مروی ہے:

حضرت عمار نے ایک روز دریائے فرات کے کنارہ چلتے ہوئے فرمایا

اے باری تعالیٰ اگر مجھے علم ہو کہ آپ کو مجھ سے زیادہ راضی کرنے والی شی یہ ہے کہ میں گر کر اپنے آپ کو ہلاک کر دوں تو میں اس کیلئے بصد خوشی تیار ہوں اور اگر مجھے علم ہو کہ مجھ سے آپ کو راضی کرنے والی بات یہ ہے کہ میں اس فرات میں چھلانگ لگا کر غرق ہو جاؤں تو میں کر گزروں گا۔

(۲۳) خباب بن الارتؓ[۱]

آپ کا مکمل نام ابوعبداللہ خباب بن الارت مولیٰ بنی زہرہ ہے۔ آپ خوشی سے اسلام قبول کرنے والے، طیب قلب سے ہجرت کرنے والے، پوری زندگی جہاد میں بسر کرنے والے، اسلام کے خاطر مصائب پیش آنے پر صبر وشکر سے کام لینے والے اور فقراء مہاجرین وسابقین میں سے تھے۔ آپ علیہ السلام کے ساتھ مجالست اختیار کرنے اور ذکر الٰہی سے انس حاصل کرنے والے تھے۔ بعض مواقع پر آپ اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں قرآنی آیات نازل ہوئیں۔

۴۶۹-ابوحامد احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحٰق الثقفی، عبداللہ بن عمر، محمد بن فضیل، عن ابیہ کے سلسلہ سند سے کردوس الغطفانی کا قول مروی ہے:

خباب بن الارت چھٹے نمبر پر اسلام لائے تھے۔

۴۷۰-سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، حسن بن علی حلوانی، یحیٰی بن آدم، وکیع، عن ابیہ، ابی اسحٰق کے سلسلہ سند سے معدی کرب کا قول مروی ہے: معدی کربؓ کہتے ہیں:

ایک مرتبہ ہم عبداللہؓ بن مسعود کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے سورۂ شعراء پڑھنا چاہی۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: یہ میرے پاس نہیں ہے اس کو تم ابوعبداللہ خباب بن الارت سے حاصل کرو۔

۴۷۱-مسعد بن محمد الصیرفی، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، سعید بن عمرو اشعثی، سفیان بن عیینہ، مسعر، قیس بن مسلم کے سلسلہ سند سے طارق

۱- طبقات ابن سعد ۱۶۴/۳، ۱۴/۶، والتاریخ الکبیر ۳/ت ۷۳۰، والجرح ۳/ت ۱۸۱۷. والاستیعاب ۴۳۷/۲، والجمع ۱۲۴/۱، واسد الغابة ۹۸/۲. وسیر النبلاء ۳۲۳/۲، والکاشف ۲۷۷/۱، والاصابة ۴۶۶/۱، وتهذیب الکمال [illegible]

ابن شہاب کا قول مروی ہے:

خباب مہاجرین اولین میں سے تھے۔اللہ کے راستے میں انہوں نے بڑی تکالیف برداشت کیں۔

۴۷۲-احمد بن محمد بن جبلہ، ابوعباس سراج، اسحٰق بن ابراہیم الحنظلی، جریر، بیان بن بشر کے سلسلۂ سند سے شعبیؒ کا قول مروی ہے:

حضرت عمرؓ نے حضرت خبابؓ سے کفار کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف کے بابت سوال کیا؟ خبابؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنی پشت دکھائی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسی پشت تو میں نے کبھی نہیں دیکھی۔خباب نے فرمایا: میری اس پشت کو آگ میں داغا جاتا تھا اور آگ کو میری پشت کی چربی بجھاتی تھی۔

۴۷۳-عبداللہ بن جعفر بن اسحٰق موصلی، محمد بن احمد بن مثنیٰ، جعفر بن عون، اسماعیل بن ابی خالد، قیس کے سلسلۂ سند سے خباب کا قول مروی ہے:

ایک روز آپ ﷺ خانہ کعبہ کے سایہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ ہم نے آپ سے دعاء کی درخواست کی؟ آپ ﷺ سرخ چہرہ لئے ہوئے بیٹھ گئے اور فرمایا: تم سے پہلے جو مسلمان تھے ان میں کسی کو بھی پکڑا جاتا اور دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا لیکن پھر بھی اس کو اس کے دین سے کوئی شیٔ نہیں روک سکتی تھی۔یا کسی کا لوہے کی کنگھی کے ساتھ گوشت ادھیڑا جاتا اور اس کو اس کے دین سے کوئی شیٔ نہیں روک سکتی تھی۔جبکہ اللہ پاک اس دین کے ماننے والوں کیلئے ایسا امن قائم فرمادے گا کہ تم میں سے کوئی بھی سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا اور اس کو خدا کے سواء کسی کا خوف نہیں ہوگا اور بھیڑیا بکریوں پر نگہبانی کرے گا۔لیکن بات یہ ہے کہ تم ایک جلد باز قوم ہو۔[1]

۴۷۴-سلیمان بن احمد، محمد بن یحییٰ بن مندۃ، خالد بن یوسف سمتی، ابوعوانہ، مغیرۃ، شعبی کے سلسلۂ سند سے خباب کا قول مروی ہے:

کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ مشرکین عذاب والے دن اس سے جو سوال کرتے وہ مان لیتا تھا سوائے خبابؓ کے۔آپؓ فرماتے ہیں مشرکین مکہ مجھے گرم پتھر پر لٹا کر بھی مجھ سے کسی بات کی امید نہیں رکھتے تھے۔

۴۷۵-**حضرت خبابؓ کی تکالیف** ......عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، ابواسحٰق کے سلسلۂ سند سے حارثہ بن مضرب کا قول مروی ہے:

ایک روز ہم خباب کے پاس گئے تو وہ (جگہ جگہ سے) داغے ہوئے تھے۔انہوں نے فرمایا: ابتداء اسلام میں سب سے زیادہ تکالیف مجھے دی گئیں۔آپ ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس ایک درہم بھی نہیں ہوتا تھا اور آج میرے پاس اس گھر کے کونے میں چالیس ہزار درہم ہیں۔اگر آپ ﷺ کی طرف سے موت کی تمنا کرنا ممنوع نہ ہوتا تو میں ضرور موت کی تمنا کرتا۔

۴۷۶-ابوبکر بن مالک، موسیٰ بن اسحٰق انصاری، عبدالحمید بن صالح، ابوشہاب، اعمش، ابواسحٰق کے سلسلۂ سند سے حارثہ بن مضرب کا قول مروی ہے:

ہم حضرت خبابؓ کے پاس گئے ہم نے خباب کو دیکھا کہ ان کے بطن کو سات جگہوں سے داغا گیا ہے۔خباب نے فرمایا اگر موت کی تمنا کرنا شرعاً ممنوع نہ ہوتا تو میں مشرکین مکہ کی تکالیف کی وجہ سے موت کی تمنا کرتا۔[2] کسی نے کہا آپ نبی کریم ﷺ کی صحبت اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری کی شروعات بتائیں۔آپؓ نے اس کے بجائے فرمایا: مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ آپ ﷺ کے پاس جانے تک یہ دراہم میرے پاس باقی نہ رہ جائیں...... یہ چالیس ہزار درہم گھر میں رکھے ہوئے ہیں۔

۱۔السنن الکبری للبیهقی ۵/۹، ۱۰/۲۰۲، ودلائل النبوة للبیهقی ۶/۳۱۷، واتحاف السادة المتقین ۹/۱۴۳.

۲۔صحیح البخاری ۹/۱۰۴، وسنن أبی داؤد باب ۱۳ من الجنائز، وسنن رواه النسائی ۴/۳، وسنن ابن ماجه ۴۲۶۵، والمستدرک ۳/۳۸۳. وکشف الخفا ۲/۵۲۵.

۴۷۷۔سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، اسد بن موسیٰ، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل و یحیی بن آدم، اسرائیل، ابو اسحق کے سلسلۂ سند سے حارثہ بن مضرب کا قول مروی ہے:

ہم حضرت خبابؓ کے پاس گئے ہم نے خباب کو دیکھا کہ ان کو سات جگہوں سے داغا گیا ہے۔خباب نے فرمایا اگر موت کی تمنا کرنے سے نبی کریم ﷺ نے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں موت کی تمنا کرتا۔ا

یحیی بن آدم یہ اضافہ کرتے ہیں کہ حضرت خبابؓ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اپنے کو دیکھا تھا کہ ایک درہم بھی میرے پاس نہ ہوتا تھا اور اب میرے گھر کے کونے میں چالیس ہزار درہم رکھے ہوئے ہیں۔ پھر آپؓ کا کفن لایا گیا تو آپؓ روپڑے اور فرمانے لگے حضرت حمزہؓ کے کفن کیلئے سوائے ایک چادر کے کچھ نہ تھا جب اس کے ساتھ سر ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور جب پاؤں پر اس کو ڈالا جاتا تو سر کھل جاتا...... حتیٰ کہ وہ چادر ان کے سر کی طرف کر دی گئی اور ان کے قدموں پر اذخر کے پتے ڈال دیئے گئے۔

۴۷۸۔عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، سعید بن یحیی بن سعید، ابن ادریس، عن ابیہ ادریس، منہال بن عمر کی سند سے مروی ہے ابی وائل شقیق بن سلمہ فرماتے ہیں ہم خبابؓ کے مرض الوفاۃ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔انہوں نے فرمایا اس تابوت میں اسی ہزار درہم ہیں، خدا کی قسم نہ تو میں نے ان کو دھاگہ سے باندھا اور نہ ہی کسی سائل کو ان سے محروم کیا۔ اسکے بعد رونے لگے۔ ہم نے عرض کیا: آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: اس لئے روتا ہوں کہ میرے ساتھی چلے گئے اور دنیا ان پر کوئی قدغن نہ لگا سکی اور ہم ان کے بعد رہ گئے ہیں اور ان دراہم کیلئے ہم مٹی کے سوا کوئی جگہ نہیں پاتے ہیں۔

ابو اسامہ ادریس سے نقل کرتے ہیں کہ آپؓ نے یہ بھی فرمایا: میری خواہش ہے کہ یہ دراہم مینگنیاں وغیرہ ہوتے۔

۴۷۹۔محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان، ابو حاتم عبدالصمد بن محمد خطیب استراباذی، ابونعیم عبدالملک بن محمد بن عدی، اسحق بن ابراہیم طلحی و عفان بن سیار، مسعر بن کدام، قیس بن مسلم کے سلسلۂ سند سے طارق بن شہاب کا قول مروی ہے:

کچھ اصحاب رسول ﷺ نے حضرت خباب کی عیادت کی اور کہنے لگے: اے ابو عبداللہ! آپ کو خوش خبری ہو کہ کل آپ اپنے دوستوں اور بھائیوں سے ملنے والے ہیں۔حضرت خباب یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا: مجھے اور کوئی غم نہیں، غم ہے تو اس بات کا کہ تم نے ایسی قوم کا ذکر کیا ہے اور مجھے ان کا بھائی کہا ہے کہ وہ تو اپنا پورا پورا اجر لے گئے اور مجھے خوف ہے کہ میرے گزشتہ اعمال کا ثواب بس وہی ہو جو مجھے اس دنیا میں مل گیا۔روایت میں عفان کے الفاظ ہیں۔

۴۸۰۔عبدالرحمٰن بن عباسی، ابراہیم بن اسحق حربی، ابونعیم، عیسیٰ بن میتب، قیس بن ابی حازم کا قول مروی ہے:

میں حضرت خبابؓ کے پاس حاضر ہوا ان کا جسم سات جگہوں سے آگ سے داغا ہوا تھا۔آپؓ نے فرمایا: اے قیس! اگر میں نے رسول اکرم ﷺ سے نہ سنا ہوتا کہ آپ نے موت کی دعا مانگنے سے منع فرمایا ہے تو میں ضرور اس کی دعا کرتا۔

۴۸۱۔محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان، اسماعیل بن ابی خالد کے سلسلۂ سند سے قیس کا قول مروی ہے:

ہم حضرت خبابؓ کی عیادت کو گئے۔آپؓ کو پیٹ میں سات جگہوں پر داغا گیا تھا۔اگر ہم نے رسول اکرم ﷺ سے نہ سنا ہوتا کہ آپ نے موت کی دعا مانگنے سے منع فرمایا ہے تو میں ضرور اس کی دعا کرتا۔ پھر فرمایا: ہم سے پہلے لوگ گزر گئے اور انہوں نے دنیا سے کچھ نہ لیا۔ہم ان کے بعد باقی بچ گئے ہیں اور ہم کو اس قدر دنیا ملی ہے کہ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس کو کہاں خرچ کرے

ا۔صحیح البخاری ۹/۱۰۴، وسنن ابی داؤد باب ۱۳ من الجنائز، وسنن رواہ النسائی ۴/۳، وسنن ابن ماجہ ۴۲۶۵، والمستدرک ۳/۴۴۳. و کشف الخفا ۲/۵۲۵.

سوائے اس کے کہ اس کو مٹی کی نذر کردے (تعمیر وغیرہ میں)۔لیکن مسلمان کو ہر جگہ خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے سوائے مٹی میں لگانے کے۔

۴۸۲-ابوبکر طلحی، عبید بن غنام، ابوبکر بن ابی شیبہ، احمد بن مفضل، اسباط بن نصر، سدی، ابوسعید ازدی، ابوالکنود کے سلسلۂ سند سے خباب کا قول مروی ہے:

ایک بار اقرع بن حابس تیمی اور عیینہ بن حصن الفزاری آپ ﷺ کے پاس آئے۔ اس وقت عمار، صہیب، بلال اور خباب آپ ؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں کہنے لگے ہمارے آنے کے وقت غرباء کو آپ اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں۔ آپ ﷺ نے ہاں بھر دی۔

پھر انہوں نے کہا آپ ﷺ ہمارے لئے اپنے ذمہ ایک معاہدہ کسی چیز پر لکھوا دیں چنانچہ آپ ﷺ نے صحیفہ اور حضرت علی ؓ کو لکھنے کے لئے طلب فرمایا۔ بلال وغیرہ اس وقت ایک گوشہ میں بیٹھے تھے۔ اچانک حضرت جبرئیل امین یہ آیات لے کر نازل ہوئے:

ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ماعلیک من حسابھم من شیٔ و مامن حسابک علیھم من شیٔ فتطردھم فتکون من الظالمین و کذالک فتنابعضھم ببعض لیقولوا اھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا الیس اللہ باعلم من الشاکرین و اذاجائک الذین یؤمنون بآیاتنا (الانعام ۵۲ تا ۵۴)

"اور جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں (اور) اسکی ذات کے طالب ہیں ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالو ان کے حساب (اعمال) کی جواب دہی تم پر کچھ نہیں اور تمہارے حساب کی جواب دہی ان پر کچھ نہیں (بس ایسا نہ کرنا)۔ اگر ان کو نکالو گے تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ اسی طرح ہم نے بعض لوگوں کی بعض سے آزمائش کی ہے کہ (جو دولتمند ہیں وہ غریبوں کی نسبت) کہتے ہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے ہم میں سے فضل کیا ہے! (خدا نے فرمایا) بھلا خدا کیا شکر کرنے والوں سے واقف نہیں ہے"

عمار وغیرہ کہتے ہیں کہ مذکورہ آیات کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے وہ صحیفہ پھینک کر ہمیں بلالیا۔ جب ہم آپ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم پر سلامتی ہو۔ پھر ہم آپ ﷺ کے اس قدر قریب ہو کر بیٹھ گئے کہ ہمارے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ مل گئے۔ یوں رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بیٹھنے لگے۔ جب آپ اٹھنے کا ارادہ کرتے تو ہم کو چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے۔ اس کے بعد پھر اللہ نے درج ذیل قرآنی آیات نازل فرمائیں:

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ و لاتعد عیناک عنھم (الکہف ۲۸)

(ترجمہ) اور جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں ان کے ساتھ اپنے آپ کو پابند کرو اور تمہاری نگاہیں ان سے (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ کا یہ حال ہو گیا کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے جب ہم آپ کے اٹھنے کا وقت جان لیتے تو ہم خود ہی اٹھ جاتے اور پھر آپ ﷺ اٹھ کر تشریف لے جاتے تھے ورنہ ہمارے اٹھنے سے پہلے کبھی نہ اٹھا کرتے تھے۔

۴۸۳-حضرت علی ؓ کی حضرت خباب ؓ کو خراج تحسین ...... سلیمان بن احمد، محمد بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، محمد بن عبدالملک واسطی، معلی بن عبدالرحمن، منصور بن ابی الاسود، اعمش کے سلسلۂ سند سے زید بن وہب کا قول مروی ہے:

زید فرماتے ہیں صفین سے واپسی پر ہم حضرت علی کے ساتھ تھے، باب کوفہ کے نزدیک پہنچ کر ہمیں سات قبریں نظر آئیں،

حضرت علیؓ نے ان کے بارے میں معلومات لیں۔لوگوں نے کہا:اے علی!آپ کے صفین کی طرف تشریف لے جانے کے بعد حضرت خباب کی وفات ہوگئی۔انہوں نے اسی جگہ کوفہ کی پشت پر تدفین کی وصیت کی تھی۔اس وقت حضرت علیؓ نے فرمایا:

رغبت سے اسلام لانے والے،خوشی سے ہجرت کرنے والے اور مجاہد بن کر زندگی گزارنے والے خباب پر اللہ رحم فرمائے۔اسلام کے خاطر انہوں نے سخت تکالیف برداشت کیں۔عمل صالح کرنے والے انسان کے اجر کو اللہ ضائع نہیں کرتا۔اس کے بعد فرمایا آخرت کو یاد کرنے والے،حساب کے لئے عمل کرنے والے،قلیل پر گزارہ کرنے والے اور اللہ سے راضی ہونے والے کے لئے خوشخبری ہے۔

(۲۴) بلال بن رباح[۱]

آپ سید،عابد،گوشہ نشین،حضرت صدیق اکبر کے آزاد کردہ غلام،صاحب فضل،دین کے بارے میں تکالیف برداشت کرنے والے،آپ ﷺ کے خازن اور متوکل انسان تھے۔

بعض کا قول ہے علائق کو ختم کر کے وثائق کے حصول کا نام تصوف ہے۔

۴۸۵-ابوبکر الطلحی،حسین بن جعفر،احمد بن یونس،عبدالعزیز الماجشون،ابن المنکدر،کی سند سے مروی ہے کہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے:ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں جنہوں نے ہمارے دوسرے سردار حضرت بلالؓ کو آزاد کر دیا۔

۴۸۶-حبیب الحسن،سہل بن ابی سہل،محمد بن عبداللہ،یزید بن ہارون،حسام بن مصک،قتادہ،قاسم بن ربیعہ،زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:بلالؓ بہترین انسان ہیں اور موذنوں کے سردار ہیں۔[۲]

۴۸۶-**حضرت بلال حبشیؓ کا اسلام کی خاطر تکالیف اٹھانا**......حبیب بن الحسن،محمد بن یحی،احمد بن محمد بن ایوب،ابراہیم بن سعد،محمد بن اسحاق،ہشام بن عروہ بن الزبیر عن ابیہ کی سند سے مروی ہے کہ حضرت ورقہ بن نوفل حضرت بلال کے پاس سے گزرے۔حضرت بلالؓ کو عذاب دیا جا رہا تھا۔جبکہ حضرت بلالؓ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے:"احد احد" اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے۔ورقہ نے حضرت بلال کو کہا اے بلال "احد احد" کرتے رہو۔پھر حضرت ورقہ امیہ بن خلف کی طرف متوجہ ہوئے۔جو حضرت بلال کو یہ تکالیف دے رہا تھا۔اس کو فرمایا:اگر تو نے اس کو ان تکلیفوں کی بھینٹ چڑھا کر مار دیا تو میں قسم اٹھاتا ہوں کہ اس کو حنان بناؤں گا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت بلالؓ کے پاس سے گزرے اور وہ مشرک آپؓ کے ساتھ یہ ظالمانہ سلوک کر رہا تھا۔حضرت ابوبکرؓ نے امیہ کو کہا:کیا تو اس مسکین کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا؟کب تک تو یہ سلسلہ جاری رکھے گا؟امیہ نے کہا تم نے ہی اس کو خراب کیا ہے کہ (اپنے پہلے دین سے پھیر دیا)۔لہذا اب تم ہی اس کو اس تکلیف سے آزاد کراؤ۔حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:میں اس کو آزاد کراؤں گا۔میرے پاس ایک حبشی غلام ہے جو اس سے زیادہ طاقتور اور مضبوط ہے اور وہ تمہارے مشرکانہ دین پر ہے۔وہ میں تم کو دیتا ہوں ......تم مجھے بلال دیدو۔امیہ نے اس کو قبول کر لیا۔لہذا حضرت صدیقؓ نے بلالؓ کے ساتھ اس کا تبادلہ

۱۔ طبقات ابن سعد ۳/۲۳۲، ۷/۳۸۵، والتاریخ الکبیر ۲/۱/۱۰۶. والجرح ۱/۱/۳۹۵، والاستیعاب ۱/۱۷۸، ۱۸۲، وأسد الغابة ۱/۲۰۶، ۲۰۹، والکاشف ۱/۱۶۵. وسیر النبلاء ۱/۳۴۷، ۳۶۰، والاصابة ۱/۱۶۵، وتهذیب الکمال ۴/۲۸۸.

۲۔ المستدرک ۳/۲۸۵، والمعجم الکبیر للطبرانی ۵/۳۱۳ والکامل لابن عدی ۲/۸۴۰. ومجمع الزوائد ۱/۳۲۶، ۹/۳۰۰، وتاریخ ابن عساکر ۳/۳۱۳، ۱۰/۳۲۹ (التهذیب).

کیا اور پھر فوراً آزاد کر دیا۔ اس کے بعد حضرت صدیقؓ نے مکہ سے ہجرت سے قبل ایسے ہی چھ اور مسلمانوں کو آزاد کرایا۔ حضرت بلالؓ ان میں سب سے اول تھے۔

محمد بن اسحاقؒ فرماتے ہیں ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت بلالؓ کا تعلق قبیلہ بنی جمع سے تھا۔ آپؓ نے انہی کے ہاں پرورش پائی تھی۔ آپ کا نام بلال بن رباح تھا۔ رباح آپ کی والدہ کا نام تھا۔ آپ اسلام کے سچے بندے تھے۔ قلب کے پاکیزہ شخص تھے امیہ بن خلف آپؓ کو تپتی دھوپ میں مکہ کی سنگلاخ وادی بطحاء میں لے جاتا اور پشت کے بل چت لٹا دیتا تھا پھر آپ کے سینے پر پتھر کی بڑی چٹان رکھ دیتا تھا۔ پھر کہتا کہ تم اسی حال میں رہو گے...... حتیٰ کہ مر جاؤ یا محمد کو جھٹلاؤ اور لات وعزیٰ کی پرستش کرو۔ لیکن آپؓ مجسم صبر واستقلال کے پہاڑ تھے کہ مصیبتیں سہتے ہوئے بھی "احد احد" کہتے رہتے۔

حضرت عمارؓ نے مذکورہ باتوں پر مشتمل حضرت بلالؓ کے بارے میں اشعار کہے:۔

اللہ تعالیٰ بلال اور ان کے آزاد کنندہ ابوبکر کو بہترین جزاء عطاء فرمائے اور ان کے مخالفین ابوجہل اور فاکہ کو رسوا کرے۔ انہوں نے بلال کی زندگی کو ان کے لئے اذیت ناک بنا دیا تھا۔ اور ان کے قلب خوف خدا سے کلیۃً خالی تھے جب کہ کوئی ذی عقل اس سے غافل نہیں ہوتا۔ ذی عقل رب الانام کی توحید کا قائل ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ میرا اکیلا رب ہے۔ اس ذی عقل نے نے فرمایا میں قتل کے خوف سے شرک کو اختیار نہیں کر سکتا۔ اے ابراہیم، یونس، موسیٰ اور عیسیٰ کے رب! میرے دشمنوں کا صفایا فرما دے۔ جو آل غالب میں سے ہیں، وہ ظلم وسرکشی کے سایہ میں پلتے ہیں اور عدل سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

۴۸۷۔ محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عن ابیہ عثمان بن ابی شیبہ، عن عمی ابی بکر، ابن ابی بکیر، زائدۃ، عاصم، عن زرؒ کے سلسلۂ سند سے عبداللہ کا قول مروی ہے:

سب سے قبل سات افراد نے اسلام ظاہر کیا۔ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمار، ام عمار سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد رضی اللہ عنہم۔ ان میں سے ایک بلال حبشی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے دشمنوں کو آپ ﷺ کے چچا نے باز رکھا۔ حضرت ابوبکرؓ کی حفاظت ان کی قوم نے فرمائی۔ جبکہ بقیہ سب حضرات کو مشرکین نے اپنی ظلم کی چکی میں لے لیا۔ ان کو لوہے کے لباس پہناتے اور دن کی تیز دھوپ میں نیچے ڈال دیتے۔ ان میں سے سب مشرکین کی بات کسی صورت ظاہراً تسلیم کر لیتے تھے، لیکن حضرت بلالؓ نے اپنی جان اللہ کی راہ میں بالکل بے قیمت کر دی تھی۔ لہٰذا مشرکین ان کو رسی سے باندھ کر بچوں کے حوالہ کر دیتے اور بچے ان کو مکہ کے گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بھی ان کی زبان پر احد احد جاری رہتا تھا۔

۴۸۸۔ سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوحذیفہ، عمارۃ بن زاذان، ثابت کے سلسلۂ سند سے انسؓ کا قول مروی ہے: فرمان رسول ہے: بلالؓ حبشہ ہجرت کرنے والوں میں پہلے پہل فرد ہیں۔[1]

۴۸۹۔ سلیمان بن احمد، احمد بن خلید، ابوتوبہ، معاویۃ بن سلام، زید بن اسلم کے سلسلۂ سند سے عبداللہ ہوذنی کا قول مروی ہے:

میں نے بلالؓ سے آپ ﷺ کے نفقہ کی صورت کے بابت سوال کیا تو انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ آپ کے مبعوث ہونے سے وفات تک آپ کے مالی حالات کا حساب کتاب میرے ذمہ تھا۔ تو مسلم مفلس کی آمد پر میں ہی آپ ﷺ کے حکم سے قرض لیکر اس کے طعام ولباس کا بندوبست کرتا تھا۔

۴۹۰۔ ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، عاصم بن علی، قیس بن ربیع، ابی حصین، یحییٰ بن وثاب، مسروق کے سلسلۂ سند سے عبداللہ کا

۱۔ تفسیر الطبری ۲۲/ ۶۶، ومجمع الزوائد ۹/ ۳۰۵، والمصنف لابن ابی شیبۃ ۱۲/ ۱۵۲. وطبقات ابن سعد ۳/ ۱/ ۱۶۵، ۷/ ۱۱۲، والدر المنثور ۶/ ۱۵۴.

قول مروی ہے:

آپ ﷺ حضرت بلال کے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے ان کے پاس کھجور کا ڈھیر دیکھ کر فرمایا یہ کس کے لئے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ اور آپ کے مہمانوں کے لئے میں نے ان کو جمع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال تم جہنم کے دھویں سے نہیں ڈرتے...... جمع کے بجائے خرچ کرتے رہو اور عرش والے سے کمی کا خوف مت کرو۔[1]

۴۹۱- سلیمان بن احمد، محمد بن علی صائغ، حسن بن علی حلوانی، عمران بن بنان، طلحہ، یزید بن سنان، ابی المبارک، ابوسعید خدری کے سلسلۂ سند سے بلالؓ کا قول مروی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا:

اے بلال! غنی کے بجائے فقر کی حالت میں دنیا سے جاؤ۔ بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے مال کو پوشیدہ مت رکھو، اور اس سے سائل کو مت محروم کرو۔ بلال نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یا تو اس کو اختیار کرو ورنہ جہنم کی آگ ہے۔[2]

۴۹۲- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، عفان، حماد سلمۃ، ثابت کے سلسلۂ سند سے انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اللہ کی ذات میں اس قدر خوف زدہ کیا گیا کہ کسی کو نہیں کیا گیا ہوگا اور مجھے اس قدر اللہ کے بارے میں اذیتیں دی گئیں کہ کسی کو نہیں دی گئیں۔ اور ایک ایک ماہ تک میرے اور بلال کے لئے کھانے کے واسطے کچھ نہیں ہوتا تھا، سوائے اتنی معمولی شی کے جو بلال کی بغل میں آجائے۔[3]

۴۹۳- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، عبدالعزیز بن ابی سلمۃ، محمد بن منکدر کے سلسلۂ سند سے جابرؓ کا قول مروی ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے:

میں نے جنت میں اپنے سامنے قدموں کی آواز سن کر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس کے بارے میں سوال کیا انہوں نے فرمایا: یہ بلال ہیں۔[4]

۴۹۴- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابوبکر بن ابی شیبہ، زید بن الحباب، حسین بن واقد، عبداللہ بن بریدۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے کہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

میں نے جنت میں جوتوں کی آواز سنی تو سوال کرنے پر مجھے بتایا گیا کہ یہ بلال ہیں۔ میں نے بلال سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا میں ہمیشہ باوضو رہتا ہوں۔ اور نیز ہمیشہ وضوء کے بعد دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔[5]

ابوحیان نے ابی زرعہ عن عمرو بن جریر عن ابی ہریرہ کے طریق سے اس کے مثل روایت نقل فرمائی ہے۔

۱۔ اللآلی المصنوعة ۲/۱۶۹ وکنز العمال ۱۶۱۸۶. والجامع الکبیر للسیوطی ۱/۱۴۳، ۲/۵۴۷، وعزاہ للحکیم الترمذی عن ابن مسعود، والبیهقی فی الشعب عن ابی هریرة، وللطبرانی عن ابن مسعود، وابی الخدری، وابی هریرة ثلاثتهم عن بلال.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱/۳۲۳، والترغیب والترهیب للمنذری ۲/۵۲.

۳۔ سنن الترمذی ۲۴۷۲، ومسند الامام أحمد ۳/۲۸۶، وموارد الظمآن ۲۵۲۸. ومشکاة المصابیح ۵۲۵۳، والشمائل للترمذی ۷۴، والترغیب والترهیب ۴/۱۸۹ واتحاف السادة المتقین ۹/۸۸، والدر المنثور ۵/۱۴۲.

۴۔ فتح الباری ۷/۴۰، واتحاف السادة المتقین ۹/۳۰.

۵۔ کنز العمال ۳۶۸۷۷. والمعجم الکبیر للطبرانی ۱/۳۲۰.

۴۹۵-ابوحامد بن جبلہ بن اسحق، ابو کریب، ابو معاویہ، اسماعیل کے سلسلۂ سند سے قیس کا قول مروی ہے:

ابو بکرؓ نے حضرت بلال کو پانچ اوقیہ کے عوض خرید کر آزاد کیا تھا۔ بلال نے ابو بکر سے کہا اگر آپ نے مجھے اللہ کے لئے خریدا ہے تو مجھے آزاد کر دیجئے تا کہ میں اللہ کیلئے کوئی کام کروں، ورنہ اگر خدمت کیلئے مجھے خریدا ہے تو اپنا خادم بنا لیجئے۔ ابو بکر نے پرنم ہو کر فرمایا میں نے تم کو اللہ کے لئے آزاد کر دیا ہے...... لہذا اب تم آزاد ہو جہاں جانا چاہو چلے جاؤ اور اللہ کیلئے عمل کرتے رہو۔

۴۹۶-ابو حامد، محمد بن اسحق، حسن بن عیسیٰ، ابن مبارک، معمر، عطاء خراسانی کے سلسلۂ سند سے سعید بن مسیب کا قول مروی ہے:

ابو بکرؓ کے دور خلافت میں حضرت بلالؓ نے شام جانے کی تیاری کر لی۔ ابو بکرؓ نے منع کیا اور فرمایا: اے بلال میں نہیں سمجھتا کہ تم ہمیں اس حال میں چھوڑ کر کہیں جاؤ گے۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا: اگر آپ نے مجھے اللہ کے لئے آزاد کیا ہے تو پھر مجھے منع مت کیجئے اور اگر اپنی ذات کیلئے آزاد کیا ہے تو آپ کو مجھے روکنے کا کلی اختیار ہے۔ اس کے بعد ابو بکرؓ نے ان کو اجازت دیدی۔ لہذا حضرت بلالؓ شام گئے اور وہیں وفات پائی۔

(۲۵) صہیب بن سنان بن مالک[۱]

آپ پہلے پہل ہجرت کرنے والے، راہ خدا میں مال خرچ کرنے والے، تاجر، نفس کو مغلوب کرنے والے، دین میں عقل مند، اپنے رب کیلئے گھومنے والے اور اسی کیلئے حملہ کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات کو جلد قبول کرنے والے تھے۔

بعض کا قول ہے: فضولیات کو ترک کر کے اصولیات کے حصول اور رب سے ملاقات کیلئے تیار رہنے کا نام تصوف ہے۔

۴۹۷-ہر غزوہ، ہر سریہ اور ہر بیعت میں **شریک صحابی**...... محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، عبداللہ بن زبیر حمیدی، سلیمان بن احمد، محمد بن ابراہیم بن نصر، ہارون بن عبداللہ الحمال و محمد بن حسن مخزومی، علی بن عبدالحمید بن زیاد بن صیفی بن صہیب، عن ابیہ، عن جدہ کے سلسلۂ سند سے صہیبؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ کی زندگی میں کوئی بھی بیعت ہوتی اس میں میں ضرور شریک ہوتا تھا۔ نیز میں آپ ﷺ کی وفات تک تمام غزوات اور سرایا غرض ہر موقعہ پر آپ ﷺ کے ساتھ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کے دائیں یا بائیں منڈلاتا رہتا۔ اگر آپ کے سامنے خوف ہوتا تو میں سامنے چلا جاتا اور اگر پیچھے سے دشمنوں کا ڈر ہوتا تو پیچھے پہنچ جاتا تھا۔ میں نے کبھی بھی آپ ﷺ کو اپنے اور دشمنوں کے بیچ میں نہیں چھوڑا۔

یہ روایت محمد بن حسن کے الفاظ کے مطابق ذکر کی گئی ہے جو سب سے کامل ہے،

۴۹۸-ابو بکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، عفان، حماد بن سلمۃ، علی بن زید بن جدعان کے سلسلۂ سند سے سعید بن مسیب کا قول مروی ہے:

صہیبؓ جب آپ ﷺ کے پاس ہجرت کرنے کے لئے نکلے اس موقع پر کفار مکہ نے ان کے راستہ میں بڑی رکاوٹیں پیدا کیں انہوں نے ترکش سے سارے تیر نکال کر قریش مکہ سے کہا: میں تم سے ان تیروں کے ختم ہونے تک لڑتا رہوں گا۔ بعد ازاں تم سے اپنی تلوار سے لڑوں گا۔ اس لئے تم جو چاہو کرو البتہ اگر تم مکہ میں رکھا ہوا میرا مال لینا چاہو تو لے لو، چنانچہ وہ اس پر راضی ہو گئے۔ پھر جب

۱۔ طبقات ابن سعد ۲۲۶/۳۔ والتاریخ الکبیر ۴/ت ۲۹۶۳۔ والصغیر ۴۸/۱، ۵۱، ۶۹، والجرح ۴/ت ۱۹۵۰۔ والاستیعاب ۷۲۶/۲، والجمع ۲۲۷/۱، وسیر النبلاء ۱۷/۲۔ والکاشف ۲/ت ۲۴۳۶۔ والعبر ۴۴/۱۔ وتهذيب التهذيب ۴۳۸/۴، والاصابة ۲/ت ۴۱۰۴۔ شذرات الذهب ۴۷/۱۔ وتهذيب الكمال ۲۳۷/۱۳۔

صہیب مدینہ میں آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا: ابو یحیٰ نے کامیاب تجارت کی۔ ابو یحیٰ نے کامیاب تجارت کی۔[۱] اسی موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں:

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ (البقرہ ۲۰۷)

لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو اپنی ذات کو خدا کیلئے خرید لیتے ہیں۔

۴۹۹۔ سلیمان بن احمد، احمد بن محمد المعینی الاصبہانی، زید بن حریش، یعقوب بن محمد، حصین بن حذیفہ، عن ابیہ وعمومتہ، سعید بن مسیب کے سلسلۂ سند سے صہیب کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ ہجرت لئے نکلے۔ ان کے ساتھ میں نے بھی نکلنے کا عزم صمیم کیا، لیکن قریش کے چند جوانوں نے میرے راستہ میں رکاوٹیں پیدا کر دیں۔ اس پوری رات میں کھڑا کھڑا پھرتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ سمجھے کہ مجھے پیٹ کی تکلیف ہے، میں کہاں جاسکوں گا اور وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے جبکہ مجھے کوئی تکلیف نہیں تھی۔ پس میں اللہ کیلئے نکل پڑا۔ لیکن راستے میں مجھے ان میں سے چند لوگوں نے پکڑ لیا اور مجھے واپس کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے ان کو کہا: دیکھو میں تم کو سونے کے چند اواقی اور دو اچھے جوڑے دیتا ہوں، جو مکہ میں ہیں۔ اس کے بدلہ تم میرا راستہ چھوڑ دو۔ انہوں نے آمادگی کا اظہار کیا۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ مکہ گیا اور دروازے کی چوکھٹ کے نیچے جگہ کھودنے کو کہا کہ اس کے نیچے سونے کے سکے ہیں اور اس کے بعد تم فلاں عورت کے پاس جاؤ اور اسے یہ نشانی دکھا کر دو جوڑے وصول کر لو۔ اس کے بعد میں وہاں سے نکلا اور رسول اللہ ﷺ کے قباء سے نکلنے سے پہلے پہنچ گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ابو یحیٰ نے منافع بخش تجارت کی ہے۔ ابو یحیٰ نے منافع بخش تجارت کی ہے۔ ابو یحیٰ نے منافع بخش تجارت کی ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھ سے پہلے آپ تک کوئی پہنچا نہیں پھر آپ کو یہ خبر صرف جبرئیل امین علیہ السلام نے ہی دی ہوگی۔[۲]

۵۰۰۔ حضرت صہیبؓ کی فضیلت ...... سلیمان بن احمد، محمد بن ابراہیم بن شعیب الغسال اصبہانی، ہارون بن عبداللہ، محمد بن حسن بن زبالہ، علی بن عبدالحمید بن زیاد بن صیفی بن وہب، عن ابیہ، عن جدہ کے سلسلۂ سند سے صہیب کا قول مروی ہے۔

ہجرت کے موقع پر مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو تلاش کیا اور غار کی طرف بھی متوجہ ہو کر واپس ہو گئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے مجھے یاد فرماتے ہوئے ابوبکر کو میری تلاش میں دو یا تین بار نکالا۔ ابوبکر نے جواب دیا یا رسول اللہ میں نے ان کو نماز کی حالت میں پایا، جسکی وجہ سے میں نے ان کی نماز کو قطع کرنا نا مناسب سمجھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بہتر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی۔ فجر کے بعد میں زوجۂ ابوبکر ام رومان کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا وہ دونوں چلے گئے ہیں اور انہوں نے تمہارے لئے بھی اپنے زاد راہ میں کچھ توشہ رکھا ہے۔ صہیبؓ فرماتے ہیں پس میں بھی اس کے بعد اپنے گھر سے تلوار اور تیر وکمان اٹھا کر ہجرت کیلئے نکلا...... حتیٰ کہ میں مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ اس وقت آپ ﷺ اور حضرت صدیق بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صدیقؓ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور مجھے اس آیت کے نزول کی خوشخبری سنائی جو میرے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میں نے حضرت صدیق اکبرؓ کو کچھ ملامت کی اور آپ نے عذر معذرت کی۔ آپ ﷺ مجھے دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اور آپ ﷺ نے مجھے کامیاب تجارت کرنے کی مبارکباد دی۔[۳]

۵۰۱۔ محمد بن علی بن حبیش، احمد بن عبدالرحمٰن بن مرزوق، صالح بن حرب، اسماعیل بن یحیٰ، عبیداللہ بن عمیر، نافع، ابن عمر کے سلسلۂ سند سے صہیبؓ کا قول مروی ہے: فرمان نبوی ﷺ ہے:

۱، ۲، ۳۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۸/ ۳۳۔ وطبقات ابن سعد ۳/ ۱/ ۱۶۳۔ وتاریخ ابن عساکر ۶/ ۴۵۳۔ والبدایۃ والنہایۃ ۳/ ۱۷۳۔ ۷/ ۳۱۹ وکنز العمال ۳۳۳۵۴۔

انسان جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنے مال کو یوں یوں دائیں اور بائیں خرچ نہ کرے۔[1]

۵۰۲-محمد بن علی بن حبیش، جعفر بن محمد الفریابی، ابوجعفر النفیلی، محمد بن الحسن الیقطینی، حسین بن عبداللہ الرقی، حکیم بن سیف، عبیداللہ بن عمرو، عبداللہ بن محمد بن عقیل، حمزہ بن صہیب، عن ابیہ صہیب کی سند سے مروی ہے کہ:

حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت صہیب کو فرمایا: اے صہیب! تم لاولد ہو لیکن تم نے اپنی کنیت رکھ لی ہے۔ اسی طرح تم رومی شخص ہو جبکہ عرب کی طرف اپنے کو منسوب کرتے ہو۔ یہ کیا بات ہے؟ حضرت صہیبؓ نے فرمایا: جہاں تک کنیت کی بات ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کنیت دی ہے اور مجھے ابو یحیٰ کہہ کر یاد کرتے رہے ہیں۔ رہی بات نسب کی تو میں نمر بن قاسط (عرب) قبیلہ کا آدمی ہوں۔ میں موصل (اس وقت کی رومی سلطنت اور موجودہ عراقی سلطنت کے شہر) میں غلام تھا مجھے وہاں قید کر کے لایا گیا تھا۔ اس لئے مجھے اپنا اہل اور نسب معلوم ہوا۔

زہیر بن محمد نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے اس کو روایت کیا اور اس میں ابوبکر بن مالک کے بیان کردہ الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

۵۰۳-عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن مہدی، زہیر، عبداللہ بن محمد بن عقیل، حمزہ بن صہیب کی سند سے مروی ہے کہ حضرت صہیبؓ لوگوں کو زیادہ زیادہ کھانا کھلاتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا: اے صہیب! تم بہت زیادہ کھانا کھلاتے ہو اور یہ اسراف ہے۔ حضرت صہیبؓ نے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو کھانا کھلائے اور سلام کا جواب دے۔ پس یہی بات مجھے اس پر اکساتی ہے۔

یحیٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے صہیب سے اس کے مثل روایت نقل کی ہے۔

۵۰۴-ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحاق بن راہویہ، محمد بن بشر، محمد بن عمرو بن علقمہ، یحیٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب، کی سند سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت صہیبؓ کو فرمایا: میں نے اسلام میں تم پر تین باتوں کو قابل اعتراض پایا ہے۔ تم نے ابو یحیٰ کنیت اختیار کی۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "**لم نجعل له من قبل سميا**" اور ہم نے اس سے پہلے (یہ) نام کسی کیلئے تجویز نہیں کیا۔ (مریم)۔ اسی طرح کوئی شی تمہارے پاس آتی نہیں کہ پہلے ہی تم اس کو خرچ کر ڈالتے ہو۔ تیسری بات یہ کہ تم نمر بن قاسط کی طرف کیوں منسوب کئے جاتے ہو؟ جبکہ تم مہاجرین اولین میں سے ہو جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ (جن کو غلط نام کی طرف منسوب ہونے کی کوئی حاجت نہیں ہے)۔

حضرت صہیبؓ نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ کا یہ کہنا کہ میں نے ابو یحیٰ کنیت اختیار کر لی ہے، اس کی وجہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ابو یحیٰ کنیت سے بلاتے رہے ہیں۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ میں بہت خرچ کرتا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "**وما انفقتم من شیء فهو يخلفه**" اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو اللہ اس کا اچھا بدلہ دیتا ہے۔ (سبا ۳۹)۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ میں نمر بن قاسط کی طرف منسوب کیوں ہوں! تو جان لیں کہ عرب ایک دوسرے کو قید کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح عرب کے ایک قبیلہ نے مجھے قید کر لیا اور مجھے کوفہ میں بیچ دیا میں نے ان کی زبان سیکھ لی۔ اگر میں رومیوں سے ہوتا تو انہی کی طرف منسوب ہوتا۔

۵۰۵-سلیمان بن احمد، محمد بن حسین بن مکرم، احمد بن عبیداللہ بن کردی، سالم بن نوح، جریری، ابی السلیل کی سند سے مروی ہے کہ حضرت صہیبؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کیلئے کھانا تیار کیا اور آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ میں آپ کے روبرو کھڑا ہوا اور کھانے کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے شرکاء کی طرف اشارہ کیا کہ ان

---

[1] تاریخ بغداد ۹/۳۱۷، وکنز العمال ۱۶۱۷۸.

کیلئے بھی لائے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ دو یا تین مرتبہ آپ ﷺ نے پوچھا اور میں نے یہی جواب دیا پھر تیسری مرتبہ میں نے عرض کیا ہاں ان کے لئے بھی لایا ہوں۔ حالانکہ یہ تھوڑا سا کھانا تھا جو میں نے تیار کیا تھا۔ پھر آپ ﷺ اور آپ کے رفقاء نے مل کر اس کو کھایا پھر بھی کھانا بچ گیا۔

۵۰۶- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، سعید بن منصور، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ہشیم، عبدالحمید بن جعفر، حسن بن محمد انصاری کی سند سے مروی ہے نمر بن قاسط قبیلے کے ایک شخص نے کہا میں نے صہیب بن سنان سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

جو شخص کسی عورت سے کسی مہر پر شادی کرے اور اس کا مہر کی ادائیگی کا ارادہ نہ ہو تو درحقیقت اس نے عورت کو اللہ کے نام کے ساتھ دھوکہ دیا اور اس کی شرم گاہ کو باطل کے ساتھ اپنے لئے حلال کیا۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حال میں ملے گا کہ وہ زانی ہوگا۔ اور جو شخص کسی سے قرض لے اور اس کی ادائیگی کا ارادہ نہ کرے گویا اس نے اس شخص کو اللہ کے نام پر دھوکہ دیا اور اس کے مال کو باطل کے ساتھ اپنے لئے حلال جانا..... وہ شخص بھی قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ چور ہوگا۔[1]

۵۰۷- ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزۃ، محمد بن یحییٰ طلحی، عمار بن خالد، عبدالحکیم بن منصور، یونس بن عبید ثابت، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سلسلہ سند سے صہیب کا قول مروی ہے:

صہیبؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات کی ایک نماز پڑھی۔ جب آپ مڑے تو ہماری طرف ہنستے ہوئے متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم مجھ سے سوال نہیں کرو گے کہ میں کیوں ہنسا؟ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مسلمان بندے کے لئے اللہ جو بھی فیصلہ کرتے ہیں وہ سارے کا سارا خیر ہے اور کوئی ایسا شخص نہیں جس کے لئے اللہ تمام فیصلے خیر کے کرے سوائے بندہ مسلمان کے۔[2]

سلیمان بن مغیرہ اور حماد بن سلمان نے اس کے مثل ثابت سے روایت کیا ہے۔

۵۰۸- فاروق خطابی، ابومسلم کشی، ابوعمر ضریر، حماد بن سلمۃ، ثابت بنانی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سلسلہ سند سے صہیب کا قول مروی ہے

رسول اللہ ﷺ کچھ دن صبح کی نماز کے بعد اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے (ہوئے کچھ پڑھتے) تھے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ نماز کے بعد آپ اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے ہیں جبکہ پہلے کچھ نہ پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا: ہم سے پہلے ایک نبی تھے جو اپنی امت کی کثرت سے خوش ہوئے۔ اس امت کے لوگ لمبی عمریں پاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے امت کے پیغمبر کی طرف وحی کی کہ تیری امت کی بھلائی تین باتوں میں سے ایک میں ہے، ان میں سے ایک کو قبول کرلو۔ میں ان کے اوپر موت کو مسلط کردوں یا دشمن کو یا بھوک کو۔ پیغمبر نے امت کو یہ بات بتائی اور ان کی منشاء طلب کی۔ انہوں نے عرض کیا ہمیں بھوک سہنے کی تو طاقت نہیں، نہ دشمن سے لڑنے کی طاقت ہے اور موت کو ہم قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ تین دنوں کے اندر اس امت کے ستر ہزار افراد موت کے گھاٹ اتر گئے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: پس آج میں اللہ سے عرض کرتا ہوں اے اللہ! میں تیرا ہی ارادہ کرتا ہوں، تیرے نام ہی سے حملہ کرتا ہوں اور تیرے نام ہی سے قتال کرتا ہوں۔[3]

۱- الجامع الکبیر ۹۴۹۴. والمعجم الصغیر ۱/ ۴۳. والمعجم الکبیر ۸/ ۴۱. ومجمع الزوائد ۴/ ۱۳۱. وکنز العمال ۴۴۷۰۶. والترغیب والترھیب ۲/ ۴۸۷. ۲- المعجم الکبیر للطبرانی ۸/ ۴۸. وکنز العمال ۷۸۴۷. ۳- المعجم الکبیر للطبرانی ۸/ ۴۸. والمسند ۴/ ۳۳۲، ۳۳۳، ۴/ ۳۳۲.

۵۰۹-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، حماد بن سلمۃ، ثابت، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے صہیب کا قول مروی ہے آپ علیہ السلام نے قرآنی آیت "للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ" ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اچھائی کی نیکی ہے اور زیادتی ہے۔(یونس ۲۶) تلاوت فرما کر فرمایا اہل جنت کے جنت میں دخول کے بعد ایک منادی ان سے کہے گا ابھی اللہ کا ایک وعدہ باقی ہے۔ اہل جنت کہیں گے: اللہ نے اپنے تمام وعدے ہم سے پورے کردیئے کیا ہمارے چہرے سفید نہیں کردیئے اور کیا ہمارے اعمال نامے بھاری نہیں کردیئے اور کیا ہمیں جنت میں داخل نہیں کردیا۔ ہمارے خیال میں اب کچھ باقی نہیں رہا یہ سوال وجواب تین مرتبہ ہوگا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ تمام اہلِ جنت کو اپنا دیدار کرائیگا۔ یہ دیدار الٰہی اہل جنت کے لئے سب سے بڑی نعمت ہوگی۔[1]

۵۱۰-سلیمان بن احمد، ابراہیم بن ہاشم، عمرو بن حصین، ابومحمد بن حبان، ابن رستہ، عمر بن مالک راسبی، فضیل بن سلیمان، موسیٰ بن عقبہ، عطاء بن ابی مروان اسلمی، عن ابیہ، عبدالرحمٰن بن مغیث، کعب احبار کے سلسلۂ سند سے صہیب کا قول مروی ہے:

آپ علیہ السلام اکثر و بیشتر درج ذیل دعا فرمایا کرتے تھے۔

اللھم لست باله استحدثناه ولا برب ابتدعناه ولا كان لنا قبلك من الٰہ نلجاالیہ وندرک ولا اعانک علیٰ خلقنا احدفنشر که فیک تبارکت وتعالیت"

اے باری تعالیٰ آپ ہمارے حادث یا ایجاد کردہ رب نہیں ہیں، نہ آپ سے قبل کوئی رب تھا جسکی ہم پناہ حاصل کریں اور آپ کو چھوڑ دیں، ہماری تخلیق پر آپ کا کوئی معاون و مددگار بھی نہیں ہے جسکو ہم آپ کا شریک ٹھہرائیں، آپ بابرکت ذات ہیں اور بلند شان کے مالک ہیں۔

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد اسی طرح دعا فرمایا کرتے تھے۔

یہ الفاظ عمرو بن الحصین کے ہیں۔ عمر بن مالک راسبی یہ اضافہ کرتے ہیں: ولا رب یبید ذکرہ ولا کان معک الٰہ فندعوہ ونتضرع الیہ ولا اعانک علیٰ خلقنا فنشک فیک ان الفاظ کا عبدالرحمٰن بن مغیث نے اپنی روایت میں ذکر نہیں کیا جن کا ترجمہ یہ ہے اور نہ آپ ایسے رب ہیں جس کا ذکر ختم ہوجائے گا اور نہ آپ کے ساتھ کوئی معبود ہے جس کو ہم پکاریں اور اس کی طرف عاجزی کریں اور نہ ہماری تخلیق پر آپ کا کوئی مددگار ہے جس کی وجہ سے ہم آپ کی ذات میں شک کریں۔

۵۱۱-ابوبکر طلحی، عبید بن غنام، جعفر بن ابی الحسن خوارزمی، عبداللہ بن عبیداللہ بن اسحٰق بن اسحٰق بن محمد بن عمران بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ، ابی عبیداللہ بن اسحٰق، حسین بن حذیفہ، عن ابیہ حذیفہ، ابی صیفی کے سلسلۂ سند سے صہیب کا قول مروی ہے فرمان رسول ﷺ ہے: سبقت کرنے، سفارش کرنے، اللہ کی طرف بلانے والے حقیقت میں مہاجرین ہیں۔ خدا کی قسم! قیامت کے روز وہ گردن پر اسلحہ لٹکا کر جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ جنت کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کہ تم کون ہو؟ وہ جواب دیں گے ہم مہاجرین ہیں۔ پھر داروغہ ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارا حساب ہوچکا ہے؟ پس وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر جائیں گے اور ان کے ترکش کے تیر بکھر جائیں گے۔ پھر وہ اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ کے حضور عرض کریں گے: اے باری تعالیٰ! سب کچھ تیری راہ میں قربان کرنے کے بعد بھی ہم سے حساب کا سوال کیا جارہا ہے!۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سونے کے پر ان کو عطاء کرے گا، جن کو زبرجد اور یاقوت جڑا ہوگا، ان کے ذریعہ وہ اڑ کر جنت میں پہنچ جائیں گے۔ پس یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

الحمد لله الذی اذھب عنا الحزن ان ربنا لغفور شكور الذی احلنا دار المقامة

---

[1] سنن الترمذی ۲۵۵۲. ۳۱۰۵. ومنحة المعبود للساعاتی ۲۸۴۲.

من فضله لا یمسنا فیها نصب و لا یمسنا فیها لغوب. (فاطر۳۴،۳۵)

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم سے رنج کو دور کر دیا بے شک ہمارا پروردگار مغفرت کرنے والا اور قدردان ہے۔ جس نے ہمیں اپنے فضل سے اقامت کے گھر میں اتارا جس میں ہمیں کوئی تکلیف ہے اور نہ کوئی شوروشغب۔

صہیبؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پس ان کے لئے جنت میں ایسے گھر ہوں گے جن سے دنیا میں ان کا مرتبہ معلوم ہوگا۔[1]

(۲۶) ابوذر غفاریؓ[2]

آپ عابد، زاہد، قانع، موحد اور چوتھے نمبر پر اسلام قبول کرنے والے تھے۔ قبل از احکام الشرع ہی بت پرستی اور معاصی سے اجتناب کرنے والے، آپ علیہ السلام کے دعوئی نبوت کی شہرت سے قبل ہی عبادت کرنے والے اور اول وہ شخص تھے.... جنہوں نے رسول علیہ السلام کو اسلام کا مسنون سلام کیا۔ آپؓ فقط اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے، سب سے پہلے علم البقاء پر کلام کرنے والے، دین کے خاطر مشقتیں برداشت کرنے والے اور موت تک مخلوق سے کنارہ کشی اختیار کرنے والے تھے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ رسول اللہ ﷺ کے خادم تھے، جنہوں نے اصول کا علم حاصل کیا فضولیات کو ترک کیا۔

کہا گیا ہے تصوف خدا کی طرف رجوع کرنا اور اس کی طرف دوسروں کو راستہ بتانے کا نام ہے۔

۵۱۲- محمد بن اسحٰق بن ایوب، یوسف بن یعقوب قاضی، سلیمان بن حرب، ابو ہلال محمد بن سلیم، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن صامت کا قول مروی ہے:

ایک بار ابوذرؓ نے مجھ سے فرمایا اے میرے بھتیجے! میں نے قبل از اسلام بھی چار برس نماز پڑھی ہے۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ کس کی عبادت کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا آسمانوں کے خدا کی۔ پھر میں نے ان سے ان کے قبلہ کے بابت سوال کیا، انہوں نے فرمایا: جس طرف اللہ نے میرا رخ پھیر دیا وہی میرا قبلہ تھا۔

۵۱۳- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابوالنضر، سلیمان بن مغیرۃ، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن صامت کا قول مروی ہے:

ایک بار ابوذرؓ نے مجھ سے فرمایا اے بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات سے تین سال پہلے تک نماز پڑھی ہے۔ میں نے پوچھا کس کے لئے پڑھی؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لئے۔ پھر میں نے ان سے ان کے قبلہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا جس طرف اللہ تعالیٰ میرا رخ کر دیتا وہی میرا قبلہ تھا۔ میں عشاء کی نماز پڑھتا حتی کہ جب رات کا آخری پہر ہوتا تو میں گر جاتا اور مجھ میں سکت نہ رہتی حتی کہ سورج بلند ہو جاتا۔

۵۱۴- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، عبداللہ بن رومی، نضر بن محمد، عکرمہ بن عمار، ابوزمیل، مالک بن مرثد، عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

میں چوتھے نمبر پر اسلام لایا تھا اور مجھ سے پہلے صرف تین افراد اسلام لائے تھے۔

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۶/۵۰ا.

۲۔ الاستیعاب ۴/۱۶۵۲. وتهذیب الکمال ۷۳۵۱، ۳۳/۲۹۴، وسیر اعلام النبلاء ۲/۴۶.

۵۱۵-سلیمان بن احمد، ابو عبدالملک احمد بن ابراہیم قرشی، محمد بن عائذ، ولید بن مسلم، ابو طرفہ عباد بن الریان اللخمی، عروۃ بن رویم، عامر بن لدین، ابو لیلیٰ اشعری کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

میرے اسلام لانے کی صورت یہ ہوئی کہ ہمیں قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا چنانچہ میں اپنی ماں اور بھائی انیس کو اپنے سسرال مقام نجد کی طرف لیکر چلا۔ جب ہم وہاں پہنچے انہوں نے ہمارا خوب اکرام کیا۔ قبیلے کا ایک شخص میرے ماموں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ انیس نے آپ کی مخالفت کی ہے۔ میرے ماموں کے دل میں اس کی کسک پیدا ہوئی۔ جب میں اونٹوں کو چرا کر واپس پہنچا تو ان کو روتے ہوئے پایا۔ میں نے پوچھا آپ کے رونے کا کیا سبب ہے ماموں! انہوں نے مجھے ساری خبر سنائی۔ میں نے کہا اللہ حفاظت فرمائے ہم فحش کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اسی میں ایک طویل زمانہ سے مبتلا ہیں۔ پھر میں نے اپنے بھائی اور ماں کو لیا حتی کہ ہم مکہ پہنچ گئے میں مکہ آیا، چونکہ مجھے خبر پہنچ چکی تھی کہ یہاں کوئی بددین، یا مجنون یا جادوگر رہتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ شخص کہاں ملے گا لوگوں نے کہا وہ سامنے دیکھو، میں آپ ﷺ کی طرف چلا گیا اور ان کی حفاظت کرنے کی کوشش کی، اس کے بعد کفار مکہ نے خوب میری پٹائی کی۔ ہڈی پتھر وغیرہ مجھے دے دے کر مارنے لگے حتی کہ میں اپنے ہی خون میں نہا گیا۔ پھر میں خانہ کعبہ آیا اور خانہ کعبہ کے پردوں اور عمارت کے درمیان چھپ گیا۔ وہاں میں نے تیس دنوں تک روزے رکھے نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا سوائے آب زم زم نوش کرنے کے۔ جب میں رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا تو ابو بکرؓ نے میرا ہاتھ تھاما اور کہنے لگے اے ابوذر! میں نے عرض کیا لبیک ابو بکر! آپ نے فرمایا: کیا آپ جاہلیت میں بھی خدا کی عبادت کرتے تھے؟ جی ہاں، مجھے یاد ہے کہ میں سورج نکلنے کے وقت نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا اور مسلسل نماز پڑھتا رہتا حتی کہ سورج کی تپش مجھے ستانے لگتی، پھر میں بوجھل ہو کر گر جاتا حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا تم کس طرف رخ کرتے تھے؟ میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا سوائے اس کے کہ اللہ پاک جہاں میرا رخ کر دیتے وہیں میں نماز پڑھ لیتا حتی کہ اللہ نے مجھے اسلام سے مشرف فرما دیا۔

۵۱۶-ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، قطن بن نسیر، جعفر بن سلیم، ابو طاہر، ابو یزید مدنی، ابن عباس کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

مکہ میں اسلام لانے کے بعد اور قرآن کا کچھ حصہ سیکھنے کے بعد میں نے آپ ﷺ سے اسلام کے ظاہر کرنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے تمہارے قتل کا خوف ہے۔ میں نے عرض کیا مجھے قتل کی پرواہ نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا اور میں نے مسجد جا کر اسلام کا اظہار کر دیا۔ پھر کیا تھا، کفار مکہ چاروں طرف سے مجھ پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے مار مار کر مجھے سرخ پتھر کی طرح بنا دیا، مجھے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم کو میں نے اس سے منع نہیں کیا تھا؟ میں نے عرض کیا میرے دل میں اسلام ظاہر کرنے کی حاجت تھی میں نے ایسا کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اب تم اپنے مقام پر چلے جاؤ، میرے غلبے کے بعد آجانا۔

۵۱۷-حبیب بن حسن، ابو مسلم کشی، عمرو بن حکام، مثنیٰ بن سعید کے سلسلۂ سند سے ابو جمرۃ کا قول مروی ہے:

ابن عباس نے میرے سامنے فرمایا: ابوذر نے ابتدا میں آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو آپ ﷺ کا میرے لئے حکم ہو میں اس پر تیار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب تم چلے جاؤ، میرے ظہور کے بعد آجانا۔ ابوذر نے کہا میں اسلام کا اظہار کئے بغیر نہیں جاؤں گا۔ اس کے بعد ابوذر نے علی الاعلان اسلام ظاہر فرما دیا۔ پھر کیا تھا کفار بد دینی کا طعنہ دیتے ہوئے چاروں طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے۔ اور مار مار کر ان کا حلیہ بگاڑ دیا حضرت عباسؓ کا ان پر سے گزر ہوا تو بمشکل انہوں نے ابوذرؓ کو کفار کے چنگل سے آزاد کیا اور کفار کو کہا اے قریش کے گروہ تم تاجر لوگ ہو اور تمہارا گزر بنو غفار کے قبیلے سے ہوتا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا راستہ بند کر دیا جائے؟ پھر جا کر کفار نے انھیں چھوڑا۔ آئندہ روز حضرت ابوذرؓ نے گزشتہ دن کی طرح دوبارہ اسلام کا اظہار کیا۔ قریش مکہ پھر آپ کی پٹائی کرنے لگے۔ حضرت عباسؓ نے دوبارہ آکر ان کو چھڑایا۔[۱]

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۷/۱۶۸. وکنز العمال ۳۶۸۹۹.

۵۱۸-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، مقری، سلیمان بن مغیرۃ، حمید بن ہلال، عبداللہ بن صامت کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے: میں مکہ آیا تو اہل وادی نے خوب میری پٹائی کی، اور پتھر ہڈی وغیرہ دے دے کر مارے حتیٰ کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا، جب اٹھا تو میں ایک سرخ پتھر کی مانند تھا۔

۵۱۹-محمد بن اسحٰق بن ایوب، یوسف بن یعقوب، سلیمان بن حرب، ابو ہلال راسبی، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے ابن صامت کا قول مروی ہے:

ابوذرؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ مکہ آنے کے بعد کفار مکہ چاروں طرف سے مجھ پر ٹوٹ پڑے، حتیٰ کہ انہوں نے سرخ پتھر کی مانند کر کے مجھے چھوڑا، دوسرے روز میری حالت کچھ صحیح ہوئی تو زمزم کے پاس آ کر اس کے پانی سے غسل کر کے اسے نوش کیا، اور ایک ماہ تک زمزم کے علاوہ میں نے کچھ نہیں کھایا، حتیٰ کہ میں بہت لاغر ہو گیا، پھر ایک روز آپ علیہ السلام طواف کے لئے تشریف لائے تو سب سے قبل میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ فرمایا۔[۱]

۵۲۰-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، سلیمان بن مغیرۃ، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے ابن صامت کا قول مروی ہے:

ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو اس وقت آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تھے، میں نے السلام علیک کہا جواب میں آپ ﷺ نے وعلیکم السلام فرمایا۔ پس میں پہلا شخص تھا جس نے اسلام کا سلام کیا۔

۵۲۱-عبداللہ بن جعفر، حسین بن علی بن ہذیل واسطی، طوسی، محمد بن حرب، یحییٰ بن ابی زکریا غسانی، اسماعیل بن ابی خالد بدیل بن میسرۃ، عبداللہ بن صامت کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

میرے دوست آپ ﷺ نے مجھے چند چیزوں کی وصیت فرمائی مساکین سے محبت کرنا، اپنے سے کم درجے کے لوگوں پر نظر کرنا اور اپنے سے اونچے درجے کے لوگوں کو نہ دیکھنا، حق بات کہنا اگرچہ وہ کڑوی ہی ہو اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔[۲]

۵۲۲-محمد بن معمر، ابوشعیب حرانی، یحییٰ بن عبداللہ، اوزاعی، مرثد ابو کبیر کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

ایک بار ابوذرؓ سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے صدقہ لینے والے نے مجھ پر زیادتی کی ہے اور مجھ سے زیادہ مال وصول کیا ہے۔ کیا میں ایسا کر سکتا ہوں کہ زیادتی کے بقدر اپنا مال چھپا لوں جس کا وہ صدقہ نہ لے سکیں؟ ابوذرؓ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم مال کو سامنے رکھو۔ ان کو یہ کہو کہ جو تمہارا حق بنتا ہے صرف وہ لو اور جو تمہارا حق نہیں بنتا اسے چھوڑ دو۔ اس کے باوجود بھی اگر وہ تم پر ظلم کریں تو یہ زیادتی قیامت کے دن تمہارے اعمال نامہ میں رکھی جائے گی۔

حضرت ابوذرؓ کے سر پر ایک قریشی جوان کھڑا تھا اس نے کہا: کیا آپ کو امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ نے فتویٰ دینے سے منع نہیں کیا تھا؟ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: کیا تم میرے نگہبان ہو؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میرے گلے پر چھری بھی رکھ دو اور میں سمجھوں کہ میں نے ایسی کوئی بات جو رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اس کو چھری چلنے سے پہلے نافذ کر سکتا ہوں تو میں اس سے ہرگز نہیں چوکوں گا۔

۵۲۳-محمد بن احمد بن محمد، عبداللہ بن محمد بن عبدالکریم، حسن بن اسماعیل بن راشد رملی، ضمرۃ بن سعید، ابن شوذب، مطرف، حمید بن ہلال، ابن صامت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

۱۔ السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۴۷/۲، ۱۴۷/۵۔ والمصنف لابن ابی شیبۃ ۳۱۸/۱۴۔ وفتح الباری ۴۶/۱۱۔

۲۔ کنز العمال ۱۴۳۸۶۔

عبداللہ بن الصامت فرماتے ہیں میں اپنے چچا حضرت ابوذرؓ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ابوذرؓ نے ان سے ربذہ کی طرف جانے کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا ہم صبح وشام آپ کے پاس صدقہ کے مویشی بھیجتے رہیں گے۔ (آپ ان کا دودھ نوش کرتے رہنا۔) ابوذرؓ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں تمہاری دنیا مبارک ہو۔ ہمیں اپنے دین اور اپنے رب کے ساتھ تنہا چھوڑ دو۔

اس وقت عبدالرحمٰن بن عوف کا مال تقسیم کیا جا رہا تھا اور حضرت کعبؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے کعبؓ سے کہا مال جمع کر کے راہ خدا میں خرچ کرنے اور صدقہ کرنے والے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ جو جگہ جگہ اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کرتا ہے! کعبؓ نے فرمایا: مجھے اس کے بارے میں خیر کی امید ہے۔ ابوذرؓ نے غضبناک ہو کر کعب احبار پر عصا اٹھا کر فرمایا: تم کیا کہہ رہے ہو اے یہودی عورت کے بیٹے! کیا یہ صاحب مال قیامت کے روز مال کے عوض بچھو کا ڈسنا پسند کرے گا؟۔

۵۲۴- سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، احمد بن ابی معاویہ، موسیٰ بن عبیدۃ کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن خراش کا قول مروی ہے:

میں نے ابوذرؓ کو ربذۃ میں ایک خیمہ میں دیکھا۔ ان کے پاس انکی اہلیہ بھی بیٹھی تھی۔ ابوذرؓ سے سوال کیا گیا کہ آپ کی کوئی اولاد زندہ ہے؟ ابوذرؓ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہم سے ہماری اولاد کو فانی گھر سے اٹھا لیا اور ہمیشہ کے گھر میں اس کو ہمارے لئے ذخیرہ کر دیا۔ آپؓ کو دوسری شادی کا کہا گیا تو فرمایا: مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے ایسی عورت جو (اولاد کی وجہ سے) مجھے بلند نام کرے پسند نہیں بلکہ میرے لئے ایسی عورت صحیح ہے جو میرا نام پست کرے۔ لوگوں نے کہا: آپ کچھ اچھا اور نرم بستر لے لیں! فرمایا: اے اللہ ہماری مغفرت فرما۔ تم اپنے لئے جو چاہو کرو مجھے چھوڑ دو۔

۵۲۵- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ عفان، ہمام، قتادۃ، ابوقلابہ کے سلسلۂ سند سے ابو اسماء رحبی کا قول مروی ہے:

ایک روز میں ابوذرؓ کے پاس ربذۃ گیا، ان کے پاس ان کی بیوی پراگندہ و پریشان حال بیٹھی تھی۔ ابوذرؓ نے فرمایا میری عورت چاہتی ہے کہ میں (اقتدار کیلئے) عراق جاؤں لیکن پھر اہل عراق اپنی دنیا کے ساتھ مجھ پر متوجہ ہونگے...... حالاں کہ آپ ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ جہنم کے پل سے پہلے ایک راستہ ہے جو بہت پھسلن کا باعث ہے اور ہم اس پر اقتدار کے بوجھ کے ساتھ پہنچیں اس سے کہیں بہتر ہے کہ ہم اس سے آرام کے ساتھ نجات پا جائیں بجائے بوجھل ہونے کے۔

۵۲۶- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یزید، محمد بن عمرو کے سلسلۂ سند سے ابوبکر بن منکدر کا قول مروی ہے:

امیر شام حبیب بن مسلمۃ نے ابوذرؓ کی خدمت میں تین سو دینار ھدیۃً بھیجے اور کہلوایا کہ ان کو اپنی ضروریات میں خرچ کر لیں۔ ابوذرؓ نے ان کو واپس کرتے ہوئے فرمایا: کیا انہوں نے ہم سے زیادہ دھوکہ کھانے والا کوئی اور نہیں پایا۔ ہمیں صرف ایک سایہ درکار ہے جس میں بیٹھ جائیں۔ کچھ بکریاں جو ہمارے پاس شام کو آجایا کریں اور ایک باندی جو ہماری خدمت کر سکے۔ اس کے بعد جو بھی زائد ہو اس سے ہم ڈرتے ہیں۔

۵۲۷- سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، ابوحصین عبداللہ بن احمد بن یونس، احمد بن یونس، بکر بن عیاش، ہشام بن حسان کے سلسلۂ سند سے محمد بن سیرین کا قول مروی ہے:

ایک شخص کو ابوذرؓ کی مفلسی کا علم ہوا اس نے تین سو دینار ابوذرؓ کی خدمت میں بھیجے، ابوذرؓ نے فرمایا کیا اس کو میرے علاوہ کوئی دوسرا نظر نہیں آیا۔ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا ہے چالیس درہم کے مالک کے لئے سوال کرنا درست نہیں اور اس وقت میری ملک میں چالیس درہم، چالیس بکری اور ماہنان ہے (غالباً یہ آپ کی لونڈی کا نام تھا)۔

۵۲۸- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یزید بن ہارون، محمد بن عمرو، عراک بن مالک کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا

قول مروی ہے:

اے لوگو! میں قیامت کے دن تم سے سب سے زیادہ آپ ﷺ کے قریب ہوں گا، کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو اس حال پر رہے گا جس حال پر میں اسے چھوڑ کر جا رہا ہوں تو وہ قیامت کے روز سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔ خدا کی قسم! میں آج تک اسی حال پر ہوں۔

۵۲۹- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابو معاویہ، اعمش، ابراہیم تیمی کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے: مجھے چند لوگوں نے جائداد بنانے کا مشورہ دیا۔ میں نے ان سے کہا: میں امیر نہیں بننا چاہتا.... مجھے ہر روز دودھ یا پانی کا ایک گھونٹ اور ہر ہفتہ گندم کا ایک قفیز ملنا ہی میرے لئے کافی ہے۔

۵۳۰- محمد بن علی بن حبیش، یوسف بن موسیٰ بن عبداللہ مروزی، عبداللہ بن خبیق، یوسف بن اسباط، سفیان ثوری، خبیب بن حسان، ابراہیم تیمی کے والد کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ کے زمانہ میں میرا کھانا (ہفتہ بھر کا) فقط ایک صاع ہوتا تھا اور انشاء اللہ موت تک میرا توشہ یہی رہیگا۔

۵۳۱- سلیمان بن احمد، محمد بن فضل سقطی، ابراہیم بن مستمر عروقی، اسحٰق بن ادریس، بکار بن عبداللہ بن عبیدۃ، ایاس بن سلمۃ بن اکوع کے والد کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے: ایک روز آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر! تم مرد صالح ہو اور میرے بعد تم آزمائش میں مبتلا ہو گے۔ میں نے پوچھا: اللہ کی ذات کی وجہ سے مجھ پر آزمائش آئیگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں نے کہا مرحباً بامر اللہ۔

۵۳۲- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سفیان بن وکیع، سفیان بن عیینہ، علی بن زید کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے بنو امیہ نے مجھے قتل اور فقر کی دھمکیاں دیں۔ لیکن مجھے بھی زمین کی پشت سے اس کا بطن زیادہ محبوب ہے اور فقر مجھے مالداری سے زیادہ محبوب ہے۔ ایک شخص نے کہا: اے ابوذر! جب بھی آپ لوگوں کے پاس بیٹھتے ہیں تو وہ آپ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں؟ فرمایا: کیونکہ میں ان کو مال جمع کرنے سے منع کرتا ہوں۔

۵۳۳- سلیمان بن احمد، محمد بن علی بن حبیش، ابو شعیب حرانی، عفان بن مسلم، ہمام، قتادۃ، سعید بن ابی حسن، ابن صامت کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جو بھی سونا یا چاندی جمع کیا جائے وہ اپنے مالک کیلئے آگ کا انگارہ ہے الا یہ کہ اس کو خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے۔

۵۳۴- ابوذرؓ کی دنیا سے نفرت...... ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالصمد، عبداللہ بن بجیر کے سلسلۂ سند سے ثابت کا قول مروی ہے:

ایک روز ابوذرؓ ابوالدرداءؓ کے پاس سے گزرے۔ ابوذرؓ نے ابوالدرداءؓ کو مکان کی تعمیر کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: تم نے پتھروں کو لوگوں کی پشت پر اٹھوا رکھا ہے۔ ابوالدرداءؓ نے فرمایا: یہ میں گھر بنوا رہا ہوں۔ ابوذرؓ نے پھر پہلے والی بات ارشاد فرمائی۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا: اے بھائی لگتا ہے تم اس کو اچھا نہیں سمجھتے ہو؟ فرمایا: میں تم پر سے اس حال میں گزروں کہ تم اپنے گھر کی گندگی میں ہو اس سے کہیں زیادہ مجھے پسند ہے کہ تم کو اس موجودہ حال میں دیکھوں۔

۵۳۵- عبداللہ الاصفہانی وابو محمد بن حیان، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سعید، ابن وہب، یحییٰ بن عبید بن زحر کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ

کا قول مروی ہے: ہمیشہ کے بجائے لوگ جانے کے لئے دنیا میں آئے ہیں، لیکن وہ فانی چیز کی تعمیر میں لگ گئے ہیں۔ موت وفقر کتنی ہی لذیز چیزیں ہیں۔

۵۳۶-عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابو یحیٰی رازی، ہناد بن سری، عبوۃ بن سلیمان، عمرو بن میمون، عن ابیہ، عبداللہ بن سیدان کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

مال میں تین شرکاء ہیں۔ آفت سماوی جو تیرے حکم کی محتاج نہیں وہ کبھی بھی ہلاکت اور موت کی صورت میں اتر سکتی ہے۔ دوسرا تیرا وارث جو منتظر ہے کہ کب تیرا سر موت کی چوکھٹ پر ٹکے اور وہ تیری کھٹیا اٹھا کر تجھے مٹی کے حوالہ کرے۔ اور تیسرا شریک تو خود ہے۔ اگر تو پہلے دو شریکوں سے عاجز نہیں بننا چاہتا تو ہمت سے کام لے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون (آل عمران ۹۲)

اے لوگو! تم اپنی محبوب شی ءخرچ کئے بغیر نیکی نہیں حاصل کر سکتے ہو۔

حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: یہ اونٹ میری پسندیدہ ترین چیز ہیں پس میں ان کو اپنے نفس کیلئے آگے بھیجتا ہوں۔

۵۳۷-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، سفیان، عمار دہنی کے سلسلۂ سند سے شعبہ کا قول مروی ہے:

ایک شخص کے نفقہ پیش کرنے پر ابوذرؓ نے فرمایا: خدمت کے لئے بیوی، دودھ کے لئے بکری اور بوجھ اٹھانے کے لئے گدھے ہمارے لئے کافی ہیں، ایک چادر کے ضرورت سے زائد ہونے پر مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے اس حالت میں میں تمہارا نفقہ کیسے قبول کروں۔

۵۳۸-ابو محمد بن حیان، ابو یحیٰی الرازی، ہناد بن سری، ابو معاویہ، اعمش، سلمۃ بن کہیل، ابن الابرق غفاری کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

عنقریب ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں صاحب مال پر رشک کیا جائیگا۔ جس طرح زکوۃ وصول کرنے والا سرکاری نمائندہ تم پر رشک کرتا ہے۔

۵۳۹-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر، جریری، ابی السلیل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوذرؓ کی بیٹی آپؓ کے پاس آئی۔ اس کے جسم پر اون کے دو کپڑے تھے۔ گال اس کے پچکے ہوئے تھے اور اس کے ہاتھ میں ایک برتن تھا۔ حضرت ابوذرؓ کے پاس ان کے ساتھی بھی بیٹھے تھے۔ بیٹی کہنے لگی: اے ابا جان! کسان اور کاشت کار کہتے ہیں کہ آپ کے یہ سکے کھوٹے ہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: اے بیٹی ان کو رکھ دے۔ الحمدللہ! تیرے باپ نے اس حال میں صبح کی ہے کہ وہ سونے کا مالک تھا اور نہ چاندی کا، سوائے ان کھوٹے سکوں کے۔

۵۴۰-احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحیٰی بن سعید، سفیان، سلیمان، ابراہیم تیمی کے والد کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

دو درہموں والے سے ایک درہم والے کے مقابلہ میں سخت حساب ہوگا۔

۵۴۱-ابو محمد بن حیان، ابو یحیٰی رازی، ہناد بن سری، ابو معاویہ، اعمش، مجاہد، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے: اے لوگو اگر تمہیں اس چیز کا علم ہو جائے جسکا مجھے علم ہے تو تم اپنی عورتوں سے انبساط حاصل نہ کرو اور تم کو بستروں پر سکون حاصل نہ ہو۔ کاش اللہ تعالیٰ مجھے درخت بنا دیتا جسے کاٹ دیا جاتا اور اس کا پھل توڑ کر کھا لیا جاتا۔

۵۴۲-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر، حازم عبدی کے سلسلۂ سند سے ایک مصری شیخ کا قول مروی ہے: ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ جنت کے طالب کو چاہئے کہ وہ دنیا کے مال سے بے نیازی برتے۔

۵۴۳-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبدالرحمٰن بن فضالہ، بکر بن عبداللہ کے سلسلۂ سند ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

کھانے میں نمک کے ضروری ہونے کی طرح دعا کے لئے بھی نیکی کا ہونا ضروری ہے۔

۵۴۴-عبداللہ الاصفہانی، محمد بن ابراہیم بن یحیٰی، یعقوب دورقی، عبدالرحمٰن، قرۃ بن خالد، عون بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

گناہوں سے توبہ کرنے والا اور متقی انسان لوگوں میں سے بہترین افراد ہیں۔

۵۴۵-عبداللہ بن محمد، عبداللہ بن محمد بن عمران، حسین مروزی، ہیثم بن جمیل، صالح مری کے سلسلۂ سند سے محمد بن واسع کا قول مروی ہے: ابوذرؓ کی وفات کے بعد ایک بصری شخص نے ام ذرؓ سے ابوذرؓ کی عبادت کے بارے میں سوال کیا۔ام ذرؓ نے فرمایا ابوذرؓ تمام دن متفکر رہتے تھے۔

۵۴۶-ابواحمد محمد بن احمد غطریفی، ابوخلیفہ، ابوظفر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے حضرت عثمانؓ کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے ابوذرؓ کو آرام کے لئے کوئی جگہ تلاش کرتے دیکھا تو انہوں نے فرمایا میں آرام کے لئے کوئی جگہ تلاش کر رہا ہوں، کیوں کہ میرا نفس میری سواری ہے، اگر میں نے اس کے ساتھ نرمی نہیں کی تو پھر وہ بھی مجھے میری منزل تک نہیں پہنچائے گا۔

۵۴۷-عثمان بن محمد عثمانی، ابوبکر اہوازی، حسن بن عثمان، محمد بن ادریس، محمد بن روح، عمران بن عمر کے سلسلۂ سند سے سفیان ثوریؒ کا قول مروی ہے:

ایک روز ابوذرؓ نے کعبہ کے سامنے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا: اے لوگو! سفر میں جانے کے وقت تم اس کی تیاری کرتے ہو؟ لوگوں نے اثبات میں جواب دیا۔ ابوذرؓ نے فرمایا قیامت کا سفر بڑا طویل ہے۔ لہذا اس کے لئے بھی تم تیاری کرو۔ اس کے بعد فرمایا بڑے بڑے امور کیلئے تیاری کرو۔ عظیم دن کی تپش سے حفاظت کے لئے روزہ رکھو۔ قبر کی وحشت سے بچنے کے لئے تہجد کی پابندی کرو۔ عظیم دن میں پیشی کے لئے اچھی بات کہو ورنہ سکوت اختیار کرو اور اس روز کی سختی سے بچنے کے لئے مال صدقہ کرو۔ دنیا میں فقط طلب آخرت یا طلب حلال کے لئے مجلس کرو اور مال فقط اہل خانہ اور راہ خدا میں خرچ کرو۔ اے لوگو! طمع نے تم کو ہلاک کر دیا کبھی بھی تمہاری طمع پوری نہیں ہوگی۔

۵۴۸-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبداللہ بن محمد اپنے ایک شیخ کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول نقل کرتے ہیں:

اے لوگو! قبر کی وحشت دور کرنے کے لئے تہجد پڑھو، قیامت کے روز کی گرمی اور اس کی سختی سے حفاظت کے لئے روزہ رکھو اور مال صدقہ کرو۔ اے لوگو! میں تمہیں یہ باتیں برائے خیر خواہی کہہ رہا ہوں۔

۵۴۹-ہر مسئلہ کا حل...... حبیب بن حسن، ابومسلم کشی، عبدالرحمٰن بن حماد شعیثی، کہمس، ابوالسلیل کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

آپ علیہ السلام مجھے بار بار قرآن کی درج ذیل آیت:

"ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب" (الطلاق ۲)

اور جو اللہ سے ڈرا اللہ اس کیلئے ہر مشکل سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق مہیا کرے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔

سنایا کرتے تھے۔

۵۵۰-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن ابی بکر المقدمی، معتمر بن سلیمان، کہمس، ابی السلیل کے سلسلۂ سند سے ابو ذرؓ کا قول مروی ہے، فرمان رسول ﷺ ہے:

اے ابوذر! اگر لوگوں کو قرآن کی درج ذیل آیت "**ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب**" (الطلاق ۲،۳) کا علم ہوتا تو یہ آیت ان کے لئے کافی ہو جاتی۔[۱]

۵۵۱-ابوذرؓ کا وعظ......محمد بن احمد بن حسن، جعفر فریابی، سلیمان بن احمد، احمد بن انس بن مالک، ابراہیم بن ہشام بن یحییٰ غسانی، عن ابیہ، عن جدہ، ابوادریس خولانی کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

ایک بار میں مسجد گیا تو آپ علیہ السلام تن تنہا مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کو فرمایا چنانچہ میں نے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کی۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے نماز کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا نماز کم ہو یا اکثر وہ بہترین چیز ہے۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے افضل الاعمال کے بابت سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ایمان کے اعتبار سے کون اکمل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو حسن اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہے۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے اسلم الناس کے بابت سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جسکی زبان وہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے افضل کونسی ہجرت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا معاصی کا ترک کرنا۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ کونسی نماز سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا طویل قیام والی نماز۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے روزہ، جہاد اور غلام کے بارے میں یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا فرض روزہ کی پابندی کرنا، راہ خدا میں قتل ہو جانا اور وہ غلام آزاد کرنا سب سے زیادہ افضل ہے جو مہنگا ہو اور سب سے زیادہ اللہ کا فرمانبردار ہو، پھر یہی سوال میں نے آپ ﷺ سے صدقہ کے بارے میں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھوڑے میں سے بھی فقیر کی حاجت پوری کرنا۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ نے آپ ﷺ پر سب سے بڑی کونسی آیت نازل کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا آیت الکرسی۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے انبیاء کی تعداد کے بابت سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ پھر میں آپ ﷺ سے رسولوں کے بابت سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تین سو تیرہ۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سب سے اول نبی کے بابت سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے آسمانی کتب کے بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا حضرت شیث پر پچاس، حضرت خنوخ (ادریس) پر تیس، حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ پر دس دس صحیفے نازل کئے گئے۔ اور چار کتابیں توراۃ، انجیل، زبور، اور قرآن نازل کی گئیں۔ پھر میرے سوال کرنے پر آپ ﷺ نے فرمایا صحف ابراہیمی امثال اور صحف موسیٰ عبرت پر مشتمل ہیں۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے مزید وصیت کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تقویٰ اختیار کرو کیوں کہ وہ تمام امور کی جڑ ہے۔ نیز فرمایا قرآن کی تلاوت کرو کیوں کہ وہ زمین میں نور اور آسمان میں ذکر کا ذریعہ ہے۔ نیز فرمایا: کثرت ضحک (ہنسی مذاق) سے اجتناب کرو، کیونکہ وہ قلب کو مردہ کرنے اور چہرہ کے نور کو ختم کرنے والی ہے۔

نیز فرمایا سکوت اختیار کرو، کیوں کہ یہ شیطان کو دفع کرنے والا ہے۔ نیز فرمایا جہاد کو لازم پکڑو، کیوں کہ وہ میری امت کی رہبانیت ہے۔ نیز فرمایا مساکین سے محبت اور ان کی مجالست کو لازم پکڑو، نیز فرمایا ہمیشہ اپنے سے اعلیٰ درجہ کے لوگوں پر نظر کرنے کے بجائے ادنیٰ پر نظر کرو۔ نیز فرمایا قرابتداروں کی طرف سے قطع تعلقی کے باوجود بھی ان سے صلہ رحمی کرو۔ نیز فرمایا اللہ کے بارے میں کسی

---

[۱] کنز العمال ۴۲۶۶۲، ۴۲۶۶۳، ۴۲۶۴۴۔

بھی ملامت کی پرواہ نہ کرو۔ نیز فرمایا حق بات کہو اگرچہ وہ کڑوی کیوں نہ ہو۔ اس کے بعد میرے سینہ پر ہاتھ مار کر آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! تدبیر سے بڑھ کر عقل مندی نہیں۔ معاصی سے اجتناب کرنے سے بڑھ کر کوئی تقوی نہیں۔ حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی حسب نسب نہیں ہے[1]

یہ الفاظ حسن بن سفیان کے ہیں۔

۵۵۲- عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن عباس بن ایوب، محمد بن مرزوق، یحیی بن سعید، ابن جریج، عطاء، عبید بن عمیر کے سلسلۂ سند سے ابو ذرؓ کا قول مروی ہے:

ایک بار میں مسجد گیا تو آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ میں آپ ﷺ کی خلوت کو موقع غنیمت سمجھ کر آپ کے پاس جا کر بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے گزشتہ نصائح فرمائیں۔ اس موقع پر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ صحف ابراہیم وموسیٰ کی باتیں قرآن میں بھی ہیں؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب ارشاد فرمایا: اے ابوذر! **قد افلح من تزکی** (سورت) پڑھو۔

۵۵۳- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن خالد بن عبداللہ، خالد بن عبداللہ، ابن ابی لیلیٰ، حکم، عبدالرحمن بن ابی لیلی کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

میں نے ہر چیز کے بابت آپ ﷺ سے سوال کیا...... حتی کہ میں نے آپ ﷺ سے نماز میں کنکریوں کو ہٹانے کے متعلق بھی سوال کیا جس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: ایک مرتبہ ہٹالو یا رہنے دو۔

۵۵۴- ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، اسحق بن راھویہ، وھب بن جریر، ابیہ جریر، محمد بن اسحق، بریدة بن سفیان کے سلسلۂ سند سے قرظی کا قول مروی ہے:

ابوذر ربذہ کی طرف نکلے تو وہاں ان کو تقدیر نے آلیا، آپؓ نے ربذۃ میں وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو مجھے غسل دیکر اور کفنا کر راستہ پر ڈال دینا۔ اس کے بعد سب سے پہلے گزرنے والے قافلہ سے میرا حال بیان کر دینا کہ یہ ابوذر حضور ﷺ کے صحابی ہیں تم لوگ اس کے غسل اور کفن پر ہماری مدد کرو۔ چنانچہ سب سے قبل عراق سے آنے والے ابن مسعودؓ کے قافلہ کا گزر ہوا تو ہم نے ان کو ابوذرؓ کا پیغام پہنچا دیا۔

۵۵۵- **حضرت ابوذرؓ کا آخری وقت اور حضور ﷺ کا معجزہ**...... ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عباس بن الولید، احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحاق الثقفی، حسن بن الصباح، یحیی بن سلیم، عبداللہ بن عثمان بن خثیم، مجاہد، ابراہیم بن الاشتر، ابیہ الاشتر کی سند سے مروی ہے کہ:

ام ذرؓ کہتی ہیں: جب حضرت ابوذرؓ کی وفات کا وقت آیا تو میں رو پڑی۔ ابوذر نے پوچھا تم کس وجہ سے رو رہی ہو؟ میں نے عرض کیا: آپ کے کفن کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ میرا بھی ایسا کوئی کپڑا نہیں ہے جو آپ کو کفن کیلئے کافی ہو جائے اور نہ آپ کے پاس ایسا کوئی کپڑا۔ ابوذرؓ نے فرمایا: تو مت رو کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے ایک جماعت کو جس میں بھی شریک تھا فرمایا: تم میں سے ایک شخص صحراء میں وفات پائے گا۔ مؤمنین کی ایک جماعت اس کے جنازے وغیرہ کیلئے حاضر ہو جائے گی۔ اب اس جماعت میں سے کوئی شخص نہیں بچا جو کسی بستی میں نہ مرا ہو یا کسی جماعت کے ہمراہ شہید نہ ہوا ہو۔ بس میں ہی اکیلا اس صحراء میں

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۲/۱۶۸، واتحاف السادة المتقین ۷/۳۲۳، ۸/۱۶۵. والترغیب والترهیب ۳/۴۰۵، ومشکاة المصابیح ۵۰۶۶. وتفسیر ابن کثیر ۲/۳۲۶، وتخریج الاحیاء ۳/۵۰. وتاریخ ابن عساکر ۶/۲۵۸. وکنز العمال ۸۷۳۴.

مرنے کیلئے باقی بچا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھے جھوٹ بولا گیا ہے۔ ام ذرؓ نے عرض کیا: اب تو حجاج کے قافلہ بھی منقطع ہوگئے ہیں۔ اب یہاں کون سا قافلہ آئے گا؟ لہذا وہ ایک ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھنے لگیں، کوئی نظر نہیں آیا تو واپس لوٹ آئیں اور دیکھا کہ ابوذرؓ مزید بیمار ہو گئے ہیں۔ وہ پھر ٹیلہ کی طرف آئیں۔ اس مرتبہ دیکھا کہ ایک قافلہ ہے جس کو ان کی سواریاں لئے آرہی ہیں، گویا کجاووں پر ہیولے بیٹھے ہوں۔ حضرت ام ذرؓ نے کپڑا ہلا ہلا کر ان کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ حتیٰ کہ وہ متوجہ ہو کر ان کے پاس آئے۔ قافلہ والوں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ ام ذر نے کہا: ایک مسلمان شخص ہے جو مرنے کے قریب ہے تم اس کو کفن دفن دیدو۔ انہوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ ام ذر نے کہا: ابوذرؓ۔ چنانچہ قافلہ والے سب اپنی سواریوں کو ہانک لائے اور اپنے اپنے کوڑے اونٹوں کو باندھ دیئے۔ پھر آپؓ کے پاس پہنچے۔

حضرت ابوذرؓ نے ان کو فرمایا: تم کو خوشخبری ہو...... کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے ایک جماعت کو جس میں بھی شریک تھا فرمایا: تم میں سے ایک شخص صحراء میں وفات پائے گا۔ مؤمنین کی ایک جماعت اس کے جنازے وغیرہ کیلئے حاضر ہو جائے گی۔ اب اس جماعت میں سے کوئی شخص نہیں بچا جو کسی بستی میں نہ مرا ہو یا کسی جماعت کے ہمراہ شہید نہ ہوا ہو۔ بس میں ہی اکیلا اس صحراء میں مرنے کیلئے باقی بچا ہوں۔ تم سن رہے ہو! دیکھو اگر میرے پاس یا میری عورت کے پاس ایسا کوئی کپڑا ہوتا جو میرے کفن کیلئے کافی ہو جاتا تو میں اسی میں مکفون ہوتا۔ سنو! میں تم کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے ایسا کوئی شخص کفن نہ دے جو کسی علاقے کا امیر ہو، یا احوال بتانے والا نجومی ہو، یا سرکاری عامل ہو، یا ڈاکیہ ہو۔

پس قافلہ میں کوئی شخص نہ تھا جس میں ابوذرؓ کی تمام باتیں پوری ہوں...... سوائے ایک انصاری شخص کے۔ اس نے کہا: اے چچا! میں تم کو کفن دوں گا کیونکہ جو باتیں آپ نے ذکر کی ہیں میں ان تمام باتوں سے بری ہوں۔ میں آپ کو ایک اس چادر میں کفن دوں گا جو آپ مجھ پر دیکھ رہے ہیں۔ اور مزید دو کپڑوں جو میری ماں کے بنے ہوئے سوت سے تیار کیا گیا ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: ہاں تم مجھے کفن دو۔ آخر اس انصاری شخص نے آپؓ کو کفن دیا۔ اس قافلہ میں حجر ابن الادبر اور مالک بن الاشتر بھی تھے اور یہ سب یمانی تھے۔[1]

(۲۷) عتبہ بن غزوان[2]

آپ امارت و بادشاہت میں بھی زاہد رہنے والے، علاقوں کی ولایت سے دستبردار ہونے والے اور ساتویں نمبر پر اسلام لانے والے تھے۔ آپ نے بصرہ کی جامع مسجد اور اس کے منبر کی تعمیر کی تکمیل کے بعد امارت سے استعفیٰ دیدیا تھا۔ آپ نے بھی ربذۃ میں وفات پائی۔ دنیا کی بے ثباتی اور حوادثات زمانہ پر آپ نے بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔

۵۵۶- محمد بن اسحٰق بن ایوب، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، سلیمان بن احمد، فضیل بن محمد الملطی، ابونعیم، قرۃ بن خالد، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے خالد بن عمیر کا قول مروی ہے:

ایک روز عتبہ بن غزوان نے خطبہ کے اثناء میں فرمایا: اے لوگو دنیا فانی ہے اور تم خود بھی جہان فانی میں ہو، اس میں سے صرف

۱۔ المسند للامام أحمد ۱۵۵/۵ والمستدرک ۳۴۵/۳، وطبقات ابن سعد ۱/۴/۱۷۱، ۱۷۲. وموارد الظمآن ۲۲۶۰. ودلائل النبوة للبیهقی ۴۰۱/۶، ۴۰۲. والترغیب والترهیب ۲۲۰/۴. ومجمع الزوائد ۳۱۳/۳. والبدایة والنهایة ۲۳۵/۶، وکنز العمال ۳۶۸۹۲.

۲۔ طبقات ابن سعد ۹۸/۳، ۵/۷. والتاریخ الکبیر ۶/ت ۳۱۸۴. والجرح ۶/ت ۲۰۶۰. والاستیعاب ۱۰۲۶/۳، والجمع ۳۹۹/۱، والکامل لابن الأثیر ۱۱۱/۲. وسیر النبلاء ۳۰۴/۱. واسد الغابة ۳۶۳/۳. والکاشف ۲/ت ۳۷۱۹. وتهذیب التهذیب ۱۰۰/۷. والاصابة ۲/ت ۵۴۱۱، وشذرات الذهب ۲۷/۱. وتهذیب الکمال ۳۱۷/۱۹.

اتنا حصہ باقی ہے جتنا برتن کی تہہ میں کچھ باقی رہ جاتا ہے۔لہذا تم دارابدی کے لئے تیاری کرو۔کیونکہ اس گھر سے تم کو منتقل ہو جانا ہے۔ پس تم یہاں سے جس قدر ہو سکے خیر لے کر جاؤ۔میں تکبر سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ اپنی جان میں بڑا ہوں اور خدا کے ہاں بے وقعت ہو جاؤں۔اللہ کی قسم! میرے بعد تم کو امراء کی طرف سے آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔اللہ کی قسم! ہمیشہ نبوت نہیں رہتی ......بعد میں ملوکیت اور مطلق العنانی کا دور آجاتا ہے۔میں ساتویں نمبر پر اسلام لایا تھا۔آپ ﷺ کے زمانہ میں ہم نے روٹی کی جگہ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کیا ہے۔ایک مرتبہ مجھے ایک چادر ملی جس کو میں نے دو ٹکڑے کر لیا۔ایک حصہ میں نے حضرت سعد بن مالکؓ کو دیدیا اور دوسرے سے خود گزارہ کیا۔اب ان سات اشخاص میں سے کوئی باقی نہیں اگر ہے بھی تو وہ کسی نہ کسی شہر کا حاکم ہے۔ہائے تعجب اور افسوس! جہنم اتنی گہری ہے کہ اگر اس میں پتھر لڑھکایا جائے تو ستر سال تک وہ گہرائی میں سفر کرتا رہے گا۔قسم ہے جان کے مالک کی! اس جہنم کو بالکل بھرا جائے گا۔اور کیا تم کو یہ خوشی نہیں ہوتی کہ جنت کے ہر دو کواڑوں کے بیچ میں چالیس سال تک کا سفر ہے۔ایک وقت ایسا آئے گا کہ ان پر اس قدر رش ہوگا کہ وہ دروازے چڑ چڑا اٹھیں گے۔

۵۵۷-محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو عبیدۃ، فضیل بن عیاض، ابو سعد مولیٰ بنی ہاشم، شعبہ، ابو اسحٰق، قیس بن ابی حازم کے سلسلۂ سند سے عتبہ بن غزوان کا قول مروی ہے:

میں ساتویں نمبر پر اسلام لایا آپ ﷺ کے زمانہ میں ہم نے درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کیا۔حتیٰ کہ ہم میں سے کوئی بھی شخص اس طرح حاجت کرتا تھا جیسے بکری مینگنیاں کرتی ہے، اس میں کوئی چیز ملی نہیں ہوتی۔

(۲۸) مقداد بن اسود[۱]

آپ کا مکمل نام مقداد بن عمرو بن ثعلبہ مولیٰ الاسود بن عبد یغوث ہے۔آپ قبولیت اسلام میں سابق، یوم جنگ کے شہسوار اور صاحب کرامات انسان تھے۔آپ نے حضور ﷺ کو کھلانے اور پلانے پر کمر باندھ لی تھی۔آپ نے ہمیشہ جہاد و عبادت کو دیگر چیزوں پر ترجیح دی۔آپؓ سرکاری منصب اور فتنوں سے ہمیشہ دور رہے۔

۵۵۸-محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عن ابیہ، عمہ ابو بکر، یحییٰ بن بکیر، زائدۃ، عاصم، زر کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

سب سے قبل اسلام ظاہر کرنے والے سات شخص تھے۔حضور ﷺ، ابو بکر، عمار، ام عمار سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد رضی اللہ عنہم اجمعین۔ان میں سے ایک مقداد بھی تھے۔دیگر افراد کی طرح انہیں بھی کفار کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔حضور ﷺ کی حفاظت تو ان کے چچا ابو طالب نے کی۔ابو بکرؓ کی حفاظت ان کی قوم کے لوگوں نے کی۔بقیہ افراد کو مشرکین نے ظلم کے ہاتھوں پر اٹھالیا۔کفار ان کو لوہے کی قمیصیں پہناتے اور انہیں تپتی دھوپ میں ڈال دیتے تھے۔

۵۵۹-حبیب بن حسن، ابراہیم بن عبداللہ بن ایوب، علی بن شبرمہ کوفی، شریک، ابو ربیعہ ایادی، عبداللہ بن بریدۃ کے والد کے سلسلۂ سند سے آپ ﷺ کا قول مروی ہے:

اللہ تعالیٰ نے مجھے چار افراد سے محبت کا حکم دیا اور مجھے خبر دی کہ خود بھی اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے۔اے علی! تم ان میں

۱۔طبقات ابن سعد ۳/۱۶۱، ۱۶۳، والتاریخ الکبیر ۸/ت ۲۱۲۶. والجرح ۸/۱۹۴۲. والاستیعاب ۴/۱۴۸۰. والجمع ۵۱۵/۲، وسیر النبلاء ۱/۳۸۵، والعبر ۱/۳۴، والکاشف ۳/ت ۵۷۱۰، والاصابۃ ۳/ت ۸۱۸۳. وتھذیب التھذیب ۲۸۵/۱۰، وشذرات الذھب ۱/۳۹، وتھذیب الکمال ۲۵۲/۲۸.

سے ہو اور ان میں مقداد، ابوذر اور سلمان بھی ہیں۔[1]

۵۶۰-مخلد بن جعفر، محمد بن جریر، محمد بن عبید محاربی، اسماعیل بن ابراہیم، مخارق، طارق کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

مجھے مقداد کے کئی کاموں میں حاضری کا موقع ملا۔ ہر موقع پر میری شدید خواہش ہوئی کہ میں دنیا بھر کا خزانہ بھی دے کر وہ فضیلت حاصل کرلوں۔ مقداد شہسوار انسان تھے۔ حضور ﷺ جب بھی غصہ میں ہوتے تو آپ کے رخسار سرخ ہوجاتے۔ ایک بار غصہ میں آپ ﷺ کا چہرہ سرخ تھا۔ اسی اثناء میں مقداد نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ! خوشخبری لیں، ہم موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں ہیں...... جنہوں نے موسیٰ کو جنگ کے موقع پر کہا تھا کہ:

اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون (المائدہ ۲۴)

(اے موسیٰ!) آپ اپنے رب کے ساتھ جائیے اور قتال کیجئے ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

خدا کی قسم! ہر موڑ پر ہم آپ ﷺ کے شانہ بشانہ ہوں گے۔ آپ کے دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے ہر طرف سے لڑیں گے...... حتیٰ کہ اللہ عزوجل آپ کو فتح عطا فرما دیں۔

۵۶۱-حبیب بن حسن، محمد بن یحییٰ مروزی، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد کے سلسلۂ سند سے محمد بن اسحٰق کا قول مروی ہے:

بدر کے موقع پر آپ ﷺ کے صحابہ سے مشورہ کے وقت حضرت مقداد نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ حکم خداوندی کے مطابق عمل کیجئے۔ خدا کی قسم! ہم آپ کا ہر حکم بسر و چشم قبول کریں گے۔ ہم موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں ہیں...... جنہوں نے موسیٰ کو جنگ کے موقع پر کہا تھا کہ:

اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون (المائدہ ۲۴)

(اے موسیٰ!) آپ اپنے رب کے ساتھ جائیے اور قتال کیجئے ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

بلکہ ہم آپ کو کہتے ہیں کہ آپ اپنے رب کی مدد کے ساتھ ہم کو لے چلئے ہم قتال کریں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ ہمیں برک الغماد (دور دراز جگہ) میں لے جائیں گے تو آپ کے ساتھ ساتھ ہونگے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی اور ان کیلئے دعائے خیر کی۔

۵۶۲-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد الطیالسی، سلیمان بن مغیرۃ، ثابت بنانی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے مقدادؓ کا قول مروی ہے:

ایک بار ہم تین ساتھیوں نے اس قدر مشقت اور برداشت کی کہ قریب تھا ہمارے کان اور آنکھیں ضائع ہوجائیں۔ ہم مختلف صحابہ سے ملتے رہے مگر کسی نے ہماری خبر گیری نہیں کی...... حتیٰ کہ ہم آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ اور ہم نے آپ ﷺ کے ہمراہ اقامت کرلی۔ اس وقت آپ کے اہل خانہ کے پاس تین بکریاں تھیں۔ ان کا دودھ آپ ﷺ ہمارے مابین تقسیم فرماتے تھے۔ ہم آپ ﷺ کا حصہ اٹھا کر رکھ دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ بیدار سن لیتا تھا اور سونے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا تھا۔ ایک روز ابلیس نے مجھے بہکایا کہ اگر آپ ﷺ کے حصہ کا دودھ بھی میں نوش کرلوں تو کیا حرج ہے کیونکہ نبی ﷺ کی تو انصار خدمت کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کے حصہ کا دودھ نوش کرلیا لیکن بعد میں آپ ﷺ سے خوف زدہ رہا...... کہ کہیں آپ ﷺ مجھے کوئی بددعا نہ دیدیں اور ہم ہلاک ہوجائیں۔ جب کہ میرے دونوں ساتھی اپنے حصہ کا دودھ پی کر سو گئے۔ جبکہ مجھے نیند نہیں

[1] المستدرک ۳/۱۳۰، وسنن الترمذی ۳۷۱۸. وسنن ابن ماجة ۱۴۹، ومشکاة المصابیح ۶۲۴۹. ولسان المیزان ۳/۳۳۳. والکامل لابن عدی ۳/۱۱۳۷. والتاریخ الکبیر ۹/۳۱.

آرہی تھی۔ میں اپنی ایک چادر آنکھوں پر رکھتا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں پر رکھتا تو سر کھل جاتا تھا۔

حتی کہ آپ ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ نے نماز پڑھ کر دعا فرمائی۔ پھر اپنے دودھ کو دیکھا تو کچھ نظر نہیں آیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے اور میں ڈر گیا کہ اب آپ ﷺ میرے حق میں بددعا فرمائیں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا فرمائی:

اللهم اطعم من اطعمني واسق من سقاني

اے اللہ اس کو کھلا جس نے مجھے کھلایا اور اس کو پلا جس نے مجھے پلایا۔

چنانچہ میں نے چھری اٹھائی اور چادر لی، پھر میں فربہ بکری کی تلاش میں کھڑا ہو گیا تا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کیلئے ذبح کروں۔ لیکن دیکھا تو سب دودھ سے بھری پڑی ہیں۔ میں نے اسی وقت ایک بکری کا دودھ دوھ کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس دودھ میں اس قدر برکت ہوئی کہ آپ ﷺ نے اور میں نے کئی بار اسے نوش کیا۔ حتیٰ کہ میں ہنس پڑا اور بقیہ دودھ میں نے زمین پر ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے مقداد! یہ تمہاری برائیوں میں سے ایک بات ہے۔ تب میں نے آپ ﷺ کو ساری بات بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ صرف اللہ کی رحمت تھی اگر میں تیرے دونوں ساتھیوں کو بھی اٹھا لیتا تو وہ بھی اس سے پی لیتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم اس ذات کی! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا جب آپ نے پی لیا اور آپ کا بچا ہوا میں نے پی لیا تو اوروں کی مجھے کوئی پرواہ نہیں۔[1]

حماد بن سلمہ نے ثابت سے اس کے مثل نقل کیا ہے اور طارق بن شہاب نے مقداد سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۵۶۳- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسود بن عامر، ابوبکر بن عیاش، اعمش، سلیمان بن میسرۃ، طارق بن شہاب کے سلسلۂ سند سے مقداد بن اسود کا قول مروی ہے:

مدینہ آمد کے بعد آپ ﷺ نے ہماری دس دس آدمیوں کی جماعت بنادی، میں آپ ﷺ کی جماعت والے افراد میں تھا۔ اس وقت ہمارے پاس فقط ایک بکری تھی، اسی کا دودھ دوھ کر ہم نوش کرتے تھے۔

ابن غیاث نے اعمش سے عن قیس بن مسلم عن طارق کی سند سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۵۶۴- ابوبکر بن احمد بن سدی، موسیٰ بن ہارون حافظ، عباس بن الولید، بشر بن مفضل، ابوعون، عمیر بن اسحٰق، کے سلسلۂ سند سے مقداد کا قول مروی ہے: ایک بار آپ ﷺ نے مجھے امیر بنادیا۔ واپسی پر آپ ﷺ نے مجھ سے حال دریافت فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسا لگا گویا کہ تمام لوگ میرے ماموں ہیں (جو طرح طرح سے میری خدمت کرنے پر مامور ہیں)۔ آئندہ میں کسی کام پر امیر نہیں بنوں گا جب تک کہ زندہ ہوں۔

۵۶۵- محمد بن محمد، احمد بن موسیٰ بن اسحٰق خطمی، احمد بن محمد بن اصفر، مسلم بن ابراہیم، سواد بن ابی اسود، ثابت کے سلسلۂ سند سے انس کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے حضرت مقداد کو ایک سریہ کا امیر بنا کر بھیجا۔ واپسی پر آپ ﷺ نے ان سے احوال لئے اور پوچھا اے ابو معبد امارت کو کیسے پایا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اٹھایا جاتا اور بٹھایا جاتا...... جس سے میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ شاید میں دوسرے لوگوں پر افضل ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بات تو ہے اب تمہاری مرضی ہے اس کو قبول کر و یا چھوڑ دو۔ تب میں نے عرض کیا:

۱۔ المستدرک ۱۳۰/۳، وسنن الترمذی ۳۷۱۸. وسنن ابن ماجة ۱۴۹، ومشكاة المصابيح ۶۲۴۹. ولسان الميزان ۳۳۳/۳. والكامل لابن عدی ۱۱۳۷/۳. والتاريخ الكبير ۳۱/۹.

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا آئندہ میں دو آدمیوں کا بھی امیر نہیں بنوں گا۔[1]

۵۶۶-سلیمان بن احمد، بکر بن سہل، عبداللہ بن صالح، معاویہ بن صالح، عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر کے سلسلۂ سند سے ان کے والد جبیر کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت مقدادؓ کسی کام سے ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے کہا تشریف رکھیں ہم آپ کے کام میں جاتے ہیں آپ بیٹھ گئے اور فرمایا: میں ابھی ایک قوم کے پاس سے گزرا تو میں نے انہیں فتنہ کی تمنا کرتے دیکھا کہ جن مصائب کا سامنا حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب کو ہوا وہ مصائب ہمیں بھی پیش آئیں۔ مجھے ان کی بات پر بڑا تعجب ہوا۔ حالانکہ خدا کی قسم میں نے اللہ کے رسول کو فرماتے سنا ہے: نیک بخت ہے وہ شخص جسے فتنوں سے محفوظ رکھا جائے اور اگر اسے آزمائش میں مبتلا کر دیا جائے تو وہ صبر سے کام لے۔[2] نیز میں اس حدیث رسول ﷺ پر کہ انسان کا قلب جوش مارنے والی ہانڈی سے بھی جلد بدلنے والا ہے، کے سننے کے بعد کسی شخص کے بابت جنتی ہونے کی گواہی نہیں دے سکتا جب تک کہ مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اسکی موت کس حالت میں آئی ہے۔

۵۶۷-جعفر بن محمد بن عمرو، ابو حصین الوادعی، یحیی الحمانی، عبداللہ بن المبارک، صفوان بن عمرو، عبدالرحمٰن بن نفیر، عن ابیہ نفیر کی سند سے مروی ہے نفیر کہتے ہیں ایک دن ہم حضرت مقدادؓ بن اسود کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص گذرا۔ اور حضرت مقدادؓ سے کہنے لگا: خوشخبری ہے ان دو آنکھوں کیلئے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ اللہ کی قسم ہماری بھی چاہت ہے کہ ہم بھی آپ کی طرح رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے اور آپ جن معرکوں میں شریک ہوئے ان میں ہم بھی شریک ہوتے۔ آپ نے حضور ﷺ سے عمدہ باتیں سنی ہیں۔

حضرت مقدادؓ ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: کسی کو یہ تمنا نہیں کرنی چاہئے کہ جس موقع سے اللہ نے اسے غائب رکھا وہ اس میں حاضر ہوتا۔ وہ نہیں جانتا کہ اگر وہ حاضر ہوتا تو کیا نقصان دہ امر پیش آتا۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کو بہت سی ایسی قوموں نے بھی پایا، جن کو اللہ عزوجل جہنم میں منہ کے بل گرا دیں گے۔ جنہوں نے آپ علیہ السلام کی تصدیق کی اور نہ آپ کی بات کو قبول کیا۔ کیا تم اللہ کی حمد نہیں کرتے کہ جب اللہ نے تم کو پیدا کیا تو تم صرف اپنے رب ہی کو معبود جانتے تھے اور نبی ﷺ کی تصدیق کرتے تھے۔ دوسرے لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور تم کو محفوظ رکھا گیا۔ اللہ کی قسم! حضور ﷺ کو سب سے سخت حالت میں مبعوث کیا گیا ایسے حالات میں کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا گیا۔ اس وقت ایسی جہالت اور دین سے دوری کا دور تھا کہ مشرکین بتوں کی عبادت سے افضل دین کوئی سمجھتے ہی نہ تھے۔ ایسے میں حضور ﷺ فرقان لے کر آئے جس نے حق اور باطل کے درمیان امتیاز کر دیا۔ والد اور اولاد کے درمیان جدائی اور فراق کر دیا۔ کوئی بھی شخص اپنے کسی نہ کسی عزیز کو کافر دیکھتا تھا۔ جبکہ اللہ عزوجل نے اس کا دل ایمان کیلئے کھول دیا تھا۔ اب وہ جانتا تھا کہ جہنم جانے والا تباہ و برباد ہو گیا...... لہذا اپنے مسلمان ہونے کے باوجود اس کی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوتی تھیں کیونکہ اس کا بھائی والد یا بیٹا تو جہنم میں جا رہا ہے۔ یہی بات ہے جس کیلئے دعا کرنے کا اللہ نے ہمیں حکم فرمایا:

ربنا هب لنا من ازواجنا وذرياتنا قرة اعين (الفرقان ۷۴)

اے پروردگار! ہمیں ہماری ازواج اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔

۵۶۸-محمد بن احمد، حسن بن محمد بن حمید، جریر، اعمش تیمی کے سلسلۂ سند سے حارث بن سوید کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت مقدادؓ ایک سریہ میں تھے کہ دشمن نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ امیر لشکر نے اعلان کیا کہ کوئی شخص اپنی سواری کو کھڑا

۱۔ الكنى للدولابي ۱/۸۷، ومجمع الزوائد ۵/۲۰۱.

۲۔ السنة لابن ابي عاصم ۱/۱۰۲، ومجمع الزوائد ۷/۲۱۱، وتاريخ بغداد ۳/۱۲۹. ومسند الامام احمد ۶/۴. والمستدرك ۲/۲۸۹، وكنز العمال ۱۲۱۲. والاحاديث الصحيحة.

نہ کرے۔ ایک شخص نے لاعلمی میں اپنی سواری کھڑی کردی۔ امیر لشکر نے حکم عدولی پر اسے سزا دی۔ اس شخص نے حضرت مقدادؓ کو شکایت کردی۔ حضرت مقدادؓ اسی وقت امیر لشکر کے پاس آئے اوران کو اس شخص سے معافی مانگنے کا کہا۔ امیر لشکر نے اس سے معافی مانگی حضرت مقدادؓ کی واپسی پر اس شخص نے کہا خدا کی قسم! میں اسلام سے محبت کی حالت میں اس دنیا سے جاؤں گا۔

۵۶۹-عبداللہ بن محمد، ابوبکر بن ابی عاصم، حوطی، بقیۃ، حریز بن عثمان، عبدالرحمٰن بن میسرۃ حضرمی کے سلسلہ سند سے ابوراشد حبرانیؒ کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت مقدادؓ غزوہ میں تشریف لے جارہے تھے کہ ابوراشد حبرانی نے کہا: اللہ نے آپ کو معذور قرار دیدیا ہے آپ نے فرمایا قرآنی آیت "انفروا خفافا وثقالا" کے نزول کے بعد گھر میں بیٹھے رہنے کی ہمارے لئے گنجائش نہیں۔

(۲۹) سالم مولیٰ ابی حذیفہ[۱]

آپ جید حافظ عمدہ قاری اور امام تھے۔ آپ کتاب اللہ کے ساتھ گفتگو کرنے والے اور مخلص عابد تھے۔

۵۷۰-فاروق خطابی وحبیب بن حسن، ابومسلم کشی، ابوولید طیالسی، شعبۃ، عمرو بن مرۃ، ابراہیم، مسروق کے سلسلہ سند سے عبداللہ بن عمروؓ کی روایت منقول ہے، فرمان رسول ﷺ ہے:

اے لوگو چار افراد کا قرآن سنو ابن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے[۲]

۵۷۱-سالم کی ابوبکر وعمر جیسے حضرات کی امامت کرانا...... یوسف بن یعقوب النجیرمی، حسن بن مثنیٰ، عفان، حفص بن غیاث، ابن جریج، نافع، ابن عمر، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ہشام بن عمار، انس بن عیاض، عبیداللہ بن عمر، نافع، کے سلسلہ سند سے ابن عمرؓ کا قول مروی ہے:

جب مہاجرین اولین نے نبی کریم ﷺ سے قبل مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ان کی امامت حضرت سالم کروایا کرتے تھے کیونکہ یہ ان میں سب سے زیادہ قرآن کو یاد کرنے والے تھے۔ جبکہ ان میں حضرات شیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی موجود ہوتے تھے۔

۵۷۲-محمد بن علی بن حبیش، احمد بن حماد بن سفیان، ذکریا بن یحیٰی بن ابان، ابوصالح کاتب اللیث، ابن لہیعۃ، عبادۃ بن نسی، عبدالرحمٰن بن غنم، عبداللہ بن ارقم کے سلسلہ سند سے حضرت عمر کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے سالم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: سالم اللہ تعالیٰ سے شدید محبت رکھنے والے ہیں۔[۳]

حبیب بن نجیح نے عبدالرحمٰن بن غنم سے اس کو روایت کیا ہے۔

۵۷۳-سعید بن سلیمان، یونس بن بکیر، محمد بن اسحٰق، جراح بن منہال، حبیب بن نجیح کے سلسلہ سند سے عبدالرحمٰن بن غنم کا قول مروی ہے: حضرت عثمان کے زمانہ میں میں عبداللہ بن ارقم کے پاس گیا۔ عبداللہ نے فرمایا میں ابن عباس اور مسور بن مخرمہ کے ہمراہ حضرت عمرؓ کے مرض الوفاۃ میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے ہمارے سامنے قول رسول ﷺ بیان کیا کہ سالم مولیٰ ابی حذیفہ محبت الٰہی میں شدید ہیں اور اگر وہ اللہ عزوجل سے ڈرنے والے نہ ہوتے تو اس کی نافرمانی کرتے۔[۴]

۱۔ طبقات ابن سعد ۳/۹۳، وتاریخ الطبری ۳/۲۸۸، ۲۹۱، ۴/۲۲۷.

۲۔ صحیح البخاری ۵/۳۴، ۳۵. وصحیح مسلم، کتاب الفضائل الصحابۃ ۱۱۸، ومسند الامام احمد ۲/۳۲۷، (التھذیب) وتاریخ بغداد ۸/۱۶۰. ومنحۃ المعبود للساعاتی ۱۸۹۴. ۱۸۹۵. والبدایۃ والنہایۃ ۶/۳۷۹،

۳،۴۔ اتحاف السادۃ المتقین ۹/۲۱۸. وتخریج الاحیاء للعراقی ۴/۳۲۱. والدر المنتثرۃ ۱۲۶. وکشف الخفا ۲/۴۴۶.

عبدالرحمٰن بن غنم کہتے ہیں کہ اس کے کچھ روز بعد ابن عباس سے میری ملاقات ہوئی میں نے ان کے سامنے ابن ارقم کا گزشتہ قول ذکر کیا تو انہوں نے اسکی تصدیق فرما کر مزید تسلی کے لئے مجھے مسور بن مخرمہ کے پاس بھیجا۔ چنانچہ میں مسور کے پاس گیا اور میں نے ان کے سامنے ابن ارقم کا قول بیان کیا تو انہوں نے فرمایا ابن ارقم سے سننے کے بعد کسی کی تصدیق کی ضرورت نہیں ہے۔

۵۷۴-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق ثقفی سراج، محمود بن خداش، مروان بن معاویہ، سعید، شہر بن حوشب کے سلسلۂ سند سے حضرت عمر کا قول مروی ہے:

اگر میں سالم کو خلیفہ بنادوں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ مجھ سے اسکی وجہ دریافت کریں تو میں بارگاہ الٰہی میں بصد التجاء عرض کروں گا کہ میں نے ارشادِ رسول ﷺ ''کہ سالم محبت الٰہی میں شدید ہیں'' کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔[1]

۵۷۵-محمد بن احمد بن علی، احمد بن ہیثم، مسلم بن ابراہیم، بشر بن مطر بن حکیم بن دینار القطعی، عمرو بن دینار وکیل آل الزبیر، مالک بن دینار کے سلسلۂ سند سے ایک انصاری شیخ کے حوالہ سے سالمؓ کی روایت منقول ہے، فرمان رسول ﷺ ہے:

قیامت کے روز جبل تہامہ کے مثل کثیر اعمال والی قوم کو دربار الٰہی میں لایا جائیگا پھر اللہ تعالیٰ ان کی تمام نیکیوں کو اکارت فرما کر ان کو دوزخ میں داخل کردے گا۔ حضرت سالمؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کونسی قوم ہوگی تاکہ میں ان سے احتراز کروں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایسے روزہ دار اور نمازی پرہیزی ہونگے جو حرام سے اجتناب نہ کرتے ہونگے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ضائع فرمادیں گے۔

مالک بن دینارؒ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! یہ نفاق ہے۔ پھر معلیٰ بن زیادؒ نے کہاہاں اے ابو یحییٰ تم نے سچ کہا اللہ کی قسم یہ نفاق ہے۔[2]

(۳۰) عامر بن ربیعہ[3]

آپ کا پورا نام ابوعبداللہ عامر بن ربیعہ ہے۔ آپ زاہد اور شرکاء بدر میں سے ہیں۔ آپ مساجد اور دیگر مقامات کو ذکر الٰہی سے آباد کرنے والے، فتنوں سے محفوظ اور سلامتی کی حالت میں زندگی بسر کرنے والے تھے۔

۵۷۶-سلیمان بن احمد، احمد بن حماد بن زغبۃ، سعید بن ابی مریم، یحییٰ بن ایوب، یحییٰ بن سعید کا قول مروی ہے:

میں نے سنا ہے کہ فتنہ کے زمانہ میں ایک شب عامر نماز پڑھ کر سوئے تو خواب میں ان سے کہا گیا کہ بیدار ہو کر اللہ سے اس فتنہ سے پناہ طلب کرو جس سے صالحین پناہ طلب کرتے ہیں، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد عامر بیمار ہوگئے ...... حتیٰ کہ جنازہ کے لئے گھر سے باہر ان کا لاشہ نکالا گیا۔

۵۷۷-یحییٰ بن سعید قطان، یحییٰ بن سعید انصاری کے سلسلۂ سند سے ابن عامر سے مروی ہے:

حضرت عثمانؓ پر لوگوں کے اعتراض کے وقت میرے والد شب میں نماز پڑھ کر دعاء کرتے یاالٰہی اپنے نیک بندوں کی حفاظت کے مانند میری بھی اس فتنہ سے حفاظت فرما۔ اس کے بعد عامر کا جنازہ ہی گھر سے باہر نکلا۔

۵۷۸-محمد بن علی، ابو عباس بن قتیبہ، محمد بن متوکل عسقلانی، عبدالرزاق، معمر، ابن طاؤس کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی

۱۔ کشف الخفاء ۲/۷/۴۴

۲۔ الدر المنثور ۵/۶۷. واتحاف السادۃ المتقین ۸/۸۶. ۱۰/۲۷.

۳۔ طبقات ابن سعد ۳/۳۸۶، والتاریخ الکبیر ۶/ت ۲۹۴۳. والجرح ۶/ت ۱۷۹۰، والاستیعاب ۲/۷۹۰، والجمع ۱/۳۷۵، وسیر النبلاء ۲/۳۳۳. والکاشف ۲/۲۵۴۹. والاصابۃ ۲/ت ۴۳۸۱. وتہذیب التہذیب ۵/۶۲. وتہذیب الکمال ۱۴/۱۷. وشذرات الذھب ۱/۴۰.

ہے:

حضرت عثمانؓ کے قتل کے فتنہ کے وقوع کے وقت ایک شخص نے اپنے اہل سے کہا مجھے مجنون ہونے کی وجہ سے زنجیروں سے باندھو۔ پھر حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد اس نے اہل خانہ کو بیڑیاں کھولنے کا حکم دیا اور کہا تمام تعریفیں مجھے جنون سے شفا دینے اور قتل عثمان سے دور رکھنے والی ذات کے لئے ہیں۔

ابن طاؤسؒ سے اس کو کئی حضرات نے روایت کیا ہے اور اس شخص کا نام جس کے متعلق یہ روایت منقول ہے عامر بن ربیعہ ہے۔

۵۷۹- محمد بن احمد بن محمد، احمد بن موسیٰ الحطمی، قاسم بن نصر مخرمی، احمد بن قاسم لیثی، ابو ہمام محمد بن زبرقان، موسیٰ بن عبیدۃ، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے والد کے سلسلۂ سند سے عامر بن ربیعہ کا قول مروی ہے:

ایک عرب میرے پاس آیا، میں نے اس کا خوب اعزاز و اکرام کیا، اس نے مجھ سے کہا میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں زمین کا ایک نہایت ہی عمدہ ٹکڑا پیش کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اسی زمین کا ایک ٹکڑا آپ اور آپکی اولاد کی ضروریات کے لئے میں آپ کے نام وقف کرنا چاہتا ہوں۔ عامر نے جواب میں فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ قرآن کی درج ذیل آیت نے مجھے دنیا سے غافل کر دیا ہے:

اقترب للناس حسابهم وهم فی غفلة معرضون . (الانبیاء ۱)

لوگوں کا حساب (اعمال کا وقت) نزدیک آپہنچا ہے اور وہ غفلت میں (پڑے اس سے) منہ پھیر رہے ہیں۔

حضرت مصنفؒ فرماتے ہیں: وہ شئی جس نے آپؓ کو زہد اور فقر پر مضبوط کیا اور آپ کو اللہ کے ذکر سے ہمیشہ سرشار رکھا...... نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور غزوات و سرایا میں شمولیت ہے۔

۵۸۰- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، یزید بن ہارون، مسعودی، ابوبکر بن حفص، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

جب آپ ﷺ ہمیں کسی سریہ میں روانہ کرتے تھے...... تو ہمارے پاس زاد راہ صرف کھجور کا ایک تھیلا ہوتا تھا۔ امیر لشکر ایک ایک مٹھی کھجور تقسیم کر دیتے تھے۔ آہستہ آہستہ ایک ایک کھجور کی نوبت آجاتی تھی۔ عامر کے بیٹے عبداللہ نے عرض کیا: اے اباجان! ایک کھجور کیا کفایت کرتی ہوگی؟ فرمایا: یہ نہ پوچھو بیٹا! اس کی اہمیت ہمیں اس وقت معلوم ہوئی جب وہ بھی نہ رہی۔

۵۸۱- علی بن احمد مصیصی، احمد بن خلید حلبی، ابونعیم، ابوربیع سمان، عاصم بن عبیداللہ، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد عامر کا قول مروی ہے:

ایک تاریک شب میں میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا، ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ ایک شخص نے پتھر صاف کر کے نماز کے لئے جگہ بنائی، پھر نماز ادا کی گئی۔ صبح کو معلوم ہوا نماز میں ہمارا رخ غیر قبلہ کی طرف تھا، ہم نے آپ ﷺ کو اس سے مطلع کیا، اس وقت قرآن کی درج ذیل آیت نازل ہوئی:

ولله المشرق والمغرب فاينما تولوا فثم وجه الله (بقرۃ ۱۱۵)

اور مشرق اور مغرب سب خدا ہی کا ہے تم جدھر رخ کرو ادھر خدا کی ذات ہے بیشک خدا صاحب وسعت اور باخبر ہے۔

۵۸۲- جعفر بن محمد بن عمرو، محمد بن حسین الوادعی، یحییٰ بن عبدالحمید، شریک، عاصم بن عبیداللہ، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

ایک بار آپ ﷺ کے پیچھے نماز میں ایک شخص کو چھینک آگئی۔ اس شخص نے نماز ہی میں کہا (الحمد لله كثيرا طيبا مباركا

فیہ کما یرضی ربنا عزوجل وبعد الرضی والحمدللہ علیٰ کل حال) آپ ﷺ نے سلام پھیر کر اس کے قائل کا نام دریافت فرمایا، اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے مذکورہ کلمات کہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے بارہ فرشتوں کو اس کے لکھنے میں سبقت کرتے ہوئے دیکھا۔[۱]

۵۸۳-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، عبداللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن قاسم، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کی روایت منقول ہے، فرمان رسول ﷺ ہے:

مجھ پر ایک بار درود بھیجنے والے پر اللہ دس بار رحمت نازل کرتا ہے۔ اب تمہاری مرضی ہے کہ تم مجھ پر کم یا زیادہ درود بھیجو۔[۲]

۵۸۴-شعبہ، عاصم بن عبیداللہ، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

میں نے آپ ﷺ کو اثناء خطبہ میں فرماتے سنا مجھ پر درود بھیجنے والے کے لئے درود کے بھیجنے تک فرشتے دعائیں کرتے ہیں اب تم کم یا زیادہ جتنا چاہو مجھ پر درود بھیجو تمہاری مرضی ہے۔[۳]

(۳۱) ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ

آپ قانع، پاکدامن، ظریف الطبع، آپ علیہ السلام کی کفالت میں زندگی بسر کرنے والے، ترک سوال اور بادشاہوں سے کنارہ کشی کی وجہ سے جنت کی سیر کرنے والے تھے۔

۵۸۵-حضرت ثوبان اہل بیت میں سے ...... فاروق خطابی، ابومسلم کشی، عبداللہ بن عبدالوہاب جحمی، خالد بن حارث، ظریف بن عیسیٰ عنزی کے سلسلۂ سند سے یوسف بن عبدالحمید کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت ثوبانؓ نے میرے کپڑے اور انگوٹھی کو دیکھ کر فرمایا: تم ان کا کیا کرو گے؟ انگوٹھی تو بادشاہوں کے لئے ہوتی ہے۔ یوسف کہتے ہیں: اس کے بعد میں نے انگوٹھی نہیں پہنی۔ نیز فرمایا: ایک بار آپ ﷺ نے حضرت علیؓ اور فاطمہؓ وغیرہ کے لئے دعاء فرمائی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں بھی اہل بیت سے ہوں؟ آپ نے فرمایا سوال کیلئے امیر کے دروازہ پر جانے سے قبل تک تم اہل بیت سے ہو۔

۵۸۶-حبیب بن حسن، عاصم بن علی، حبیب بن حسن، ابومسلم کشی، عاصم، ابن ابی ذئب، محمد بن قیس، عبدالرحمٰن بن یزید بن معاویہ کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کا قول مروی ہے: حضور ﷺ نے فرمایا: جو مجھے ایک چیز کی ضمانت دے گا اس کو میں جنت کی ضمانت دوں گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میں بھی اس کا مصداق ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسکا مصداق بننے کے لئے سوال ترک کردو۔ چنانچہ اس

---

[۱] صحیح مسلم، کتاب المساجد باب ۲۷، رقم: ۱۴۹. وسنن أبی داؤد، کتاب استفتاح الصلاة باب ۲، وسنن النسائی ۱۳۳/۲، ومسند الامام أحمد ۱۰۶/۳، ۱۶۸، ۱۸۸، ۲۵۲، والسنن الکبری للبیهقی ۲۲۸/۳. وصحیح ابن خزیمة ۴۶۷، وفتح الباری ۲۸۷/۲، ۶۰۰/۱۰. ومجمع الزوائد ۱۰۷/۲. وشرح السنة ۱۱۶/۳.

[۲] سنن الترمذی ۴۸۴، ۴۸۵، والمستدرک ۵۵۰/۱. ومسند الامام أحمد ۱۶۸/۲. والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۳/۵. والصغیر ۲۰۹/۱، ۴۸/۲، ومجمع الزوائد ۱۶۲/۱۰. ۱۶۳، وأمالی الشجری ۱۳۰/۱، وکشف الخفا ۳۵۶/۲.

[۳] اتحاف السادة المتقین ۴۸/۵. وکنز العمال ۲۲۰۴.

[۴] طبقات ابن سعد ۴۲۴/۷، والتاریخ الکبیر ۱۸۱/۱/۲. والجرح ۴۶۹/۱/۱. والاستیعاب ۲۱۸/۱، وأسد الغابة ۲۴۹، ۲۵۰. والکاشف ۱۷۵/۱، وسیر النبلاء ۱۵/۳، والاصابة ۲۰۴/۱، وتهذیب الکمال ۴۱۳/۴.

کے بعد اگر ثوبان کے اونٹ سے کوڑا بھی گر جاتا تو اس کے لئے بھی کسی سے سوال نہیں کرتے تھے۔ بلکہ از خود اتر کر اسے اٹھاتے تھے۔

۵۸۷-سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، عبداللہ بن معاذ، معاذ، شعبہ، عاصم احول، ابو عالیہ کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کی روایت منقول ہے، فرمان رسول ﷺ ہے:

مجھے ایک چیز کی ضمانت دینے والے کو میں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ حضرت ثوبانؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں ضمانت دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر آئندہ کسی سے سوال مت کرنا۔ اس کے بعد حضرت ثوبانؓ کا اگر اونٹ پر بیٹھے ہوئے کوڑا بھی نیچے گر جاتا تو وہ کسی سے سوال کرنے کے بجائے خود اتر کر اس کو اٹھاتے تھے۔[1]

۵۸۸-ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، امیہ بن بسطام، عباس بن ولید، یزید بن زریع، سعید، قتادۃ، سالم بن ابی جعد، معدان بن ابی طلحہ کے سلسلۂ سند سے ثوبان کا قول مروی ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے:

بلاضرورت سوال کرنے والے کے چہرہ پر قیامت کے روز عیب کا نشان ہوگا۔[2]

۵۸۹-ابو احمد محمد بن احمد، حسن بن سفیان، امیہ بن بسطام، یزید بن زریع، سعید، قتادۃ، سالم، معدان کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کا قول مروی ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے:

ورثہ میں خزانہ چھوڑنے والے کا مال قیامت کے روز گنجے سانپ کی شکل میں صاحب مال کو ڈسے گا۔ اس سانپ کی دو آنکھیں ہونگی اور اس کو صاحب مال کہے گا: ہائے تیری ہلاکت! تو کون ہے؟ سانپ کہے گا: میں تیرا وہ خزانہ ہوں جس کو تو نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ پھر وہ سانپ اس کا پیچھا کرتا رہے گا حتیٰ کہ اس کا ہاتھ چباڈالے گا اسی طرح آہستہ آہستہ اس کا سارا جسم نگل جائے گا۔[3]

۵۹۰-ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبدالوہاب بن ضحاک، ابو عبدالرحمٰن عیسیٰ بن یزید اعرج، ارطاۃ بن منذر، ابو عامر کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کی روایت مروی ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے:

سونا چاندی جمع کر کے دنیا سے جانے والے کو قیامت کے روز قدموں سے ٹھوڑی تک تلوار سے داغا جائے گا۔ ابو عامر کہتے ہیں: مجھے حضرت ثوبانؓ نے فرمایا: اے ابو عامر! اگر تمہارے پاس بکری ہو اور اس کا دودھ باقی بچ جاتا ہو اس دودھ کو بھی تقسیم کر دو۔[4]

۵۹۱-عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ بن مسعود، سعید بن سلیمان، مبارک بن فضالۃ، مرزوق ابی عبداللہ حمصی، ابو اسماء کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کا قول مروی ہے، فرمان رسول ﷺ ہے:

اے لوگو! عنقریب چاروں طرف سے لوگ تم پر اقوام عالم کو دعوت دیں گے۔ جس طرح کھانے پر لوگ ایک دوسرے کو دعوت دیتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہماری قلت کی وجہ سے ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہاری تعداد زیادہ ہوگی لیکن سیلاب کے خس و خاشاک کی طرح تم بے اہمیت ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے قلب سے تمہارا رعب ختم کر دے گا۔ اور

۱۔ المستدرک ۱/۴۱۲، والمعجم الکبیر للطبرانی ۲/۹۵. واتحاف السادۃ المتقین ۹/۳۰۴. وکشف الخفا ۱/۴۹۹ وکنز العمال ۱۶۶۹۷، ۲۰۰۰۹.

۲۔ مسند الامام احمد ۱/۴۶۶، والسنن الکبری للبیهقی ۷/۲۵، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۱۵۶، واتحاف السادۃ المتقین ۴/۱۶۰. ۹/۳۰۴.

۳۔ المستدرک ۱/۳۸۸، وصحیح ابن خزیمۃ ۲۲۵۵. وموارد الظمآن ۸۰۳. والمطالب العالیۃ ۸۷۱، ومجمع الزوائد ۳/۶۴، وتفسیر الطبری ۱۰/۸۷. وتفسیر ابن کثیر ۲/۵۲۱. ۴/۸۳.

۴۔ المسند الامام احمد ۵/۲۶۸، وکنز العمال ۶۲۹۲، ۶۲۹۴، والجامع الکبیر للسیوطی ۱/۷۱۱.

تمہارے قلوب میں دنیا کی محبت اور موت سے نفرت پیدا کرے گا۔[۱]

۵۹۲-مؤمن کیلئے بہترین مال ......ابواحمد بن محمد بن احمد: عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، جریر، منصور، سالم بن ابی جعد کے سلسلۂ سند سے ثوبان کا قول مروی ہے:

ایک موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ مہاجرین نے کہا: کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ کونسا مال بہتر ہے! حضرت عمرؓ نے ان کی خواہش پر یہی سوال آپ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لسان ذاکر، قلب شاکر اور زوجہ مؤمنہ تمہارے لئے بہترین مال ہے۔ یہ تمہارے ایمان میں تمہاری مدد کریں گے۔[۲]

ابوالاحوص اور اسرائیل نے اس کے مثل منصر سے روایت نقل کی ہے۔ نیز اس کو عمرو بن مرہ نے بھی سالم سے روایت کیا ہے۔

۵۹۳-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، عبداللہ بن عمرو بن مرۃ، عن ابیہ، سالم بن ابی جعد کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کا قول مروی ہے:

سونا چاندی کے بابت نزول آیات کے بعد صحابہؓ نے بواسطہ عمرؓ آپ سے سوال کیا کہ ہمارے لئے کونسا مال افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قلب شاکر، زبان ذاکر اور زوجہ مؤمنہ جو آخرت کے کام پر تمہاری مدد کرے..... تمہارے لئے بہترین مال ہیں۔[۳]

اعمش نے اس کو سالم سے روایت کیا ہے۔

(۳۲) مولیٰ حضور ﷺ حضرت رافعؓ

آپ رذائل سے اجتناب کرنے والے، فکر آخرت رکھنے والے اور آپ علیہ السلام کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے۔

۵۹۴-سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، اسد بن موسیٰ، سفیان بن عیینہ، عمرو بن دینار کے سلسلۂ سند سے محمد بن سعید کا قول مروی ہے:

بنی سعید کے ایک شخص کے علاوہ تمام افراد نے ایک غلام کا اپنا اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ اس غلام نے باقیماندہ حصہ کے بارے میں آپ ﷺ سے سفارش کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے اسکی سفارش کر دی۔ مالک نے اپنا حصہ آپ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے بھی اسے آزاد کر دیا۔ اس کے بعد سے وہ اپنے کو "مولیٰ النبی" کہلواتے تھے، ان کا نام رافع ابوالبہی تھا۔

۵۹۵-سلیمان بن احمد، طالب بن قرۃ، محمد بن عیسیٰ طباع، قاسم بن موسیٰ، زید بن واقد، مغیث بن سمی کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن عمرو کی روایت مروی ہے:

حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے افضل شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مخموم القلب اور صادق اللسان مؤمن۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ مخموم القلب کیا ہے؟ فرمایا اللہ عزوجل سے ڈرنے والا...... جو ہر گناہ سے پاک ہو، اس میں سرکشی نہ ہو، دھوکہ نہ ہو اور نہ وہ کسی سے حسد رکھتا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس طرح کوئی ان صفات کا مالک بن سکتا ہے؟ فرمایا: جو شخص دنیا سے نفرت کرے اور آخرت سے محبت رکھے وہ ان صفات کا مالک بن سکتا ہے۔

صحابہ کہتے ہیں: ہم آپس میں صرف حضرت رافعؓ کو ہی ان صفات کا مالک سمجھتے تھے۔ نیز صحابہ نے پھر (خدمت نبوی ﷺ

۱۔ سنن ابی داؤد ۴۲۹۷، ومسند الامام أحمد ۲۷۸/۵، ومشکاۃ المصابیح ۵۳۶۹. والتاریخ الکبیر للبخاری ۳۴۰/۴، وتاریخ ابن عساکر ۳۷۰/۶، والاحادیث الصحیحۃ ۹۵۸.

۲، ۳۔ سنن ابن ماجۃ ۱۸۵۶. ومسند الامام أحمد ۲۸۲/۵، واتحاف السادۃ المتقین ۳۱۲/۵، ۴۸/۹، ۳۳۲، وتفسیر ابن کثیر ۸۱/۴، والمطالب العالیۃ ۳۱۰۲.

میں) عرض کیا: کون شخص اس کا حامل ہے؟ فرمایا: اچھے اخلاق والا مؤمن ہے۔[1]

(۳۴) اسلم ابورافع[2]

آپ جنگ بدر سے قبل اسلام قبول کرنے والے تھے۔ آپ نے ابتدا میں حضرت عباس کے ساتھ مل کر اسلام ظاہر نہیں کیا۔ بعد میں مدینہ میں آپ علیہ السلام کو قریش کا خط پہنچانے کے وقت اسلام ظاہر فرمایا اور آپ ﷺ کے ساتھ قیام کی تمنا ظاہر کی۔ لیکن آپ علیہ السلام نے عہد کی پاسداری کرتے ہوئے آپ کو واپس فرما دیا اور فرمایا ہم ایلچی کو محبوس کرتے ہیں اور نہ عہد شکنی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے آپؓ سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تم پر افلاس وفقر آئیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپؓ کو اس بات سے بھی منع فرمایا تھا کہ فاضل مال جمع کریں اور آپؓ کو اس کی سزا سے بھی آگاہ فرما دیا تھا۔

۵۹۶-سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، اسد بن موسیٰ، حاتم بن اسماعیل، کثیر بن زید، المطلب کے سلسلہ سند سے ابورافع کا قول مروی ہے:

ایک روز آپ ﷺ نے بقیع کے پاس سے گزرتے ہوئے اف اف کیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ میرے علاوہ کوئی نہیں تھا میں نے آپ ﷺ سے اف اف کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس قبر والے کو میں نے فلاں قبیلہ کا عامل بنایا تھا، اس نے اس وقت ایک چادر میں خیانت کی تھی، اب وہی چادر آگ بنکر اس پر پڑی ہوئی ہے۔[3]

۵۹۷-**ابورافع کا فقر اور مالداری** ...... عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابوبکر بن ابی عاصم، صالح بن زیاد و محمد بن علی، حسین بن محمد بن حماد و مغیرۃ بن عبدالرحمٰن، عثمان بن عبدالرحمٰن، ابوجعفر محمد بن اسماعیل، حسن بن علی حلوانی، یزید بن ہارون، جراح بن منہال، زہری، سلیم مولیٰ ابی رافع کے سلسلہ سند سے مولیٰ النبی ابی رافعؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابورافع! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو مفلس بن جائیگا؟ میں نے عرض کیا: کیا میں ابھی مفلس نہ بن جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ پھر پوچھا: تمہارے پاس کتنا مال ہے؟ میں نے عرض کیا چالیس ہزار درہم اور میں اس سب کو راہ خدا میں خرچ کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ صدقہ کردو اور کچھ اولاد کے لئے رہنے دو۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اولاد کا والدین پر کیا حق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ان کو قرآن کی تعلیم دو، تیراندازی سکھاؤ، تیراکی سکھاؤ اور اچھا حلال مال دے کر جاؤ۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ میں کب مفلس بنوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد۔

ابوسلیم فرماتے ہیں: کہ میں نے ابورافع کو بعد میں اس قدر مفلس دیکھا کہ وہ لوگوں میں اعلان کرتے تھے کون شیخ کبیر اعمیٰ پر صدقہ کرے گا؟ کون اس پر صدقہ کرے گا جسکے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: کہ میرے بعد تم پر مفلسی آئیگی۔ اے لوگو! اللہ کا ہاتھ علیا (سب سے اوپر)، معطی کا ہاتھ وسطیٰ (درمیان میں) اور سائل کا ہاتھ سفلی (سب سے نیچے) ہوتا ہے۔ بلاوجہ سوال کرنے والے کے چہرہ پر قیامت کے روز نشان ہوگا۔ غنی اور مالدار کے لئے صدقہ ناجائز ہے۔

راوی کہتے ہیں: کہ ایک بار میرے سامنے ایک شخص نے ابورافع کو چار درہم دیئے۔ ابورافع نے اصرار کے باوجود یہ کہہ کر "آپ ﷺ نے مجھے فضول مال جمع کرنے سے منع فرمایا" ایک درہم واپس کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ بعد میں ابورافع غنی ہو گئے تھے......

۱- اتحاف السادة المتقين ۷/۲۳۵، ۹/۳۲۶، والدر المنثور ۳/۲۹۱.

۲- طبقات ابن سعد ۴/۷۳. وتهذيب الكمال ۳۳/۳۰۱.

۳- كنز العمال ۱۱۲۰۳. والجامع الكبير ۲/۲۵۱.

حتیٰ کہ ان کے پاس زکوۃ وصول کرنے والا بھی آیا۔اسی حالت میں ان کی وفات ہوئی۔اسی وجہ سے فرمایا کرتے تھے کاش فقر کی حالت میں میری موت آتی۔آپؓ کسی غلام کو مکاتب صرف قیمت خرید پر ہی بناتے تھے۔زائد مال وصول نہ کرتے تھے۔[1]

(۳۴) سلمان فارسی[2]

اہل فارس میں سابق،عرصہ دراز تک بغیر صلہ کے مشقت جھیلنے والے،آخرت کے لئے ذخیرہ کرنے والے،حکمت کے مالک اور صاحب علم عابد تھے۔آپؓ اسلام کا جھنڈا بلند کرنے والے،آپ علیہ السلام کے نجیب ورفیق تھے۔جنت آپ کی مشتاق تھی۔قلیل پر کفایت کرنے والے اوردین کی خاطر مصائب برداشت کرنے والے تھے......جس کے صلہ میں اجر عظیم پا کر سرخرواور کامیاب ہوئے۔

بعض کا قول ہے: تکالیف برداشت کر کے محبت الٰہی کے حصول کا نام تصوف ہے۔

۵۹۸-سلیمان بن احمد،علی بن عبدالعزیز،ابوحذیفہ،عمارۃ بن زاذان،ثابت،کے سلسلۂ سند سے انسؓ کا قول مروی ہے،فرمان رسول ہے: میں عرب کا،صہیب روم کے،سلمان فارس کے اور بلال حبشہ کے سابق ہیں۔[3]

۵۹۹-ابوسعید احمد بن اتاہ بن شیبان عبادانی،حسن بن ادریس سجستانی،قتیبہ بن سعید،وسیم بن جمیل،محمد بن مزاحم،صدقہ،ابوعبدالرحمٰن سلمی کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

میں نے ایک بڑی خاتون سے شادی کی،رخصتی کی شب میرے ساتھی گھر تک میرے ساتھ آئے۔میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اب تم واپس چلے جاؤ۔میں نے بے وقوفوں کی طرح ان کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ میں نے گھر کو زیب وزینت سے آراستہ دیکھا تو میں نے کہا: کیا بات ہے اس گھر میں بخار آ گیا ہے یا کعبہ کندۃ میں منتقل ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا: دونوں باتوں میں سے کوئی بھی پیش نہیں آئی ہے۔سلمان کہتے ہیں آخر میں دروازہ کے پردہ کے علاوہ تمام پردے اتروا کر گھر میں داخل ہوا۔پھر بے تحاشا سامان دیکھ کر میں نے پوچھا یہ کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ اور آپکی اہلیہ کے لئے ہے۔میں نے کہا آپ ﷺ نے مجھے وصیت کی تھی دنیاوی مال تمہارے پاس ایک مسافر جتنا ہونا چاہیے۔پھر میں نے خادم دیکھ کر اس کے بارے میں لوگوں سے سوال کیا،لوگوں نے کہا: یہ آپ اور آپ کی اہلیہ کے لئے ہے۔میں نے کہا: اس سے بھی میرے خلیل (ﷺ) نے مجھے منع فرمایا ہے۔پھر میں نے اسکی سہیلیوں سے پوچھا کہ تم یہاں سے جاؤ گی یا نہیں؟ انہوں نے کہا ہم جاتی ہیں۔چنانچہ اسی وقت انہوں نے گھر خالی کر دیا۔پھر میں دروازہ بند کر کے اپنے اہلیہ کے پاس آ کر بیٹھا۔

میں نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیکر اس کے لئے برکت کی دعا کی۔پھر میں نے اس سے کہا تم میرے حکم کی تابعداری کرو گی؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔میں نے کہا اللہ کے رسول نے ایسے وقت میں ہمیں عبادت کا حکم فرمایا ہے۔چنانچہ ہم نے نماز پڑھی،پھر میں نے اس سے صحبت کی۔صبح ہونے پر میرے ساتھیوں نے مجھ سے احوال دریافت کئے،میرے سکوت پر تین بار انہوں نے یہ سوال مجھ سے کیا۔بالآخر میں نے ان سے کہا: گھروں پر دروازے اور پردے اسی لئے لگائے جاتے ہیں کہ اندر کی بات اندر رہے۔اس لئے تم

۱۔ کنز العمال ۳۵۳۴۵

۲۔ طبقات ابن سعد ۱۶/۲. ۳۱۸/۷. والتاریخ الکبیر ۴/ت۲۲۳۵، والجرح ۴/ت۱۲۸۹، واخبار اصبهان ۴۸/۱، وتاریخ بغداد ۱۶۳/۱، والاستیعاب ۶۳۴/۲، وسیر النبلاء ۵۰۵/۱، ۵۵۸. والکاشف ۱/ت۳۳۵۷. والعبر ۱۱۹/۱. والاصابة ۲/ت۳۳۵۷. وشذرات الذهب ۴۴/۱، وتهذیب التهذیب ۱۳۷/۴. وتهذیب الکمال ۲۴۵/۱۱.

۳۔ المستدرک ۲۸۴/۳، ۴۰۲. والمعجم الکبیر للطبرانی ۳۴/۸. وتاریخ أصبهان للمصنف ۴۹/۱. ومجمع الزوائد ۳۱۸/۹. (التهذیب) والکامل لابن عدی ۵۰۷/۲.

باہر کی باتوں کے بابت مجھ سے سوال کرو۔ کیوں کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ گھر کے اندر کی باتیں کرنے والے راستہ میں جفتی کرنے والے دو گدھوں کی طرح ہیں ہے۔[1]

۶۰۰-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن بکار صیرنی، حجاج بن فروخ واسطی، ابن جریج، عطاء کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کا قول مروی ہے:

حضرت سلمانؓ کی ایک سفر سے واپسی پر حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا: میں تم سے اللہ تعالیٰ کیلئے غلام ہونے پر خوش ہوں۔ حضرت سلمانؓ نے عرض کیا: پھر آپ میری شادی اپنے خاندان کی کسی عورت سے کرادیں! حضرت عمرؓ خاموش ہوگئے، (گویا یہ بات حضرت عمرؓ کو اچھی نہیں لگی)۔ حضرت سلمانؓ نے عرض کیا: آپ مجھے اللہ کا غلام بنانے پر تو خوش ہیں اپنی ذات کیلئے غلام بنانے پر کیوں خوش نہیں؟۔ پھر جب صبح ہوئی تو حضرت سلمانؓ کے پاس حضرت عمرؓ کے قاصد آئے۔ حضرت سلمانؓ کے پوچھنے پر فرمایا: ہم اس لئے آئے ہیں کہ آپ حضرت عمرؓ کو شادی کا پیغام دینے کا ارادہ ملتوی کردیں۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! آپؓ کی حکومت یا سلطنت نے مجھے اس بات کا خواہش مند نہیں کیا بلکہ میرا خیال تھا یہ نیک مرد ہیں ان کے خاندان کی کسی عورت سے شادی کروں گا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے اور اس سے کوئی نیک اولاد عطا فرمادے گا۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر آپؓ نے ایک کندی خاتون سے شادی کرلی۔ گھر کو مزین دیکھ کر فرمایا خانہ کعبہ اور بخار میں سے کونسی چیز یہاں منتقل ہوئی ہے۔ میرے خیال میں (آپ ﷺ) نے مجھے ایک مسافر کے سامان کے بقدر سامان رکھنے کی وصیت فرمائی اور یہ کہ منکوحہ کے علاوہ کوئی عورت نہ ہو۔ اس کے بعد سب خواتین گھر سے نکل گئیں۔ پھر سلمانؓ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا ایسے وقت آپ ﷺ نے ہمیں نماز کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ ہم دونوں نے نماز پڑھی۔ صبح کے بعد آپ مجلس میں بیٹھے تو بار بار ایک شخص کے حال دریافت کرنے کے جواب میں فرمایا: گھر سے باہر کی باتوں کے بابت سوال کرو، گھر کے اندر کی باتوں کے بابت سوال سے احتراز کرو۔

۶۰۱-محمد بن احمد بن الحسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، مسعر، عمرو بن مرہ، ابوالبختری کی سند سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ سے حضرت سلمانؓ کے متعلق پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا:

حضرت سلمانؓ پہلے علم اور آخری علم کے پیروکار ہیں اور جو ان کے پاس ہے اس کو کوئی نہیں پاسکتا۔

۶۰۲-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوغسان مالک بن اسماعیل، حبان بن علی، عبدالملک بن جریج، ابوحرب بن ابی اسود کے سلسلۂ سند سے زاذان کندی کا قول مروی ہے:

زاذان کہتے ہیں: ہم ایک روز حضرت علیؓ کے پاس تھے۔ آپؓ کو خوش گوار موڈ میں دیکھ کر ہم ان سے ان کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھنے لگے: فرمایا کس ساتھی کا حال بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا: حضور ﷺ کے کسی ساتھی کا حال بتائیں۔ فرمایا: تمام صحابیٔ رسول میرے ساتھی ہیں، کس کے متعلق بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا: حضرت سلمان فارسی کا حال بتائیں؟ فرمایا: لقمان حکیم جیسا تم میں سے کوئی ہوسکتا ہے؟ (وہ گویا لقمان حکیم ہیں)۔ وہ ہم میں سے اور اہل بیت میں سے ہیں۔ انہوں نے پہلے علوم حاصل کئے اور آخری علوم بھی حاصل کئے۔ نیز وہ توراۃ وقرآن دونوں کے ایسے عالم ہیں، جو نہ ختم ہونے والے سمندر ہیں۔

۶۰۳-اہل وعیال اور جسم وجان سب کا تم پر حق ہے...... عبداللہ بن محمد بن عطاء، احمد بن عمرو، بزاز، سری بن محمد کوفی، قبیصہ بن عقبہ، عمار بن زریق، ابوصالح، ام الدرداءؓ کے سلسلۂ سند سے ابوالدرداءؓ کا قول مروی ہے:

---

[1] کنز العمال ۲۴۹۰۷. وتاریخ ابن عساکر ۶/۲۰۶.

ایک روز سلمانؓ ابوالدرداء کے پاس تشریف لائے۔ ان کی بیوی ام الدرداءؓ کی پراگندہ حالت دیکھ کر سلمانؓ نے ان سے اسکی وجہ پوچھی، انہوں نے کہا: تمہارے بھائی کو میری ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ تو شب کو عبادت گزار اور دن میں روزہ دار رہتے ہیں اس کے بعد سلمانؓ نے ابوالدرداءؓ سے فرمایا: تم پر تمہارے اہل کا بھی حق ہے۔ اس وجہ سے نماز پڑھو، نیند کرو، روزہ رکھو اور افطار بھی کرو۔ جب اس بات کا علم آپ ﷺ کو ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا سلمان کو علم عطاء کیا گیا ہے۔[1]

اعمش نے ابن شمر بن عطیہ عن شہر بن حوشب عن ام الدرداءؓ سے اس کو روایت کیا ہے۔

۶۰۴- ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزۃ، احمد بن علی بن مثنیٰ، زہیر بن حرب، جعفر بن عون، ابوالعمیس، عون بن ابی جحیفہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

ایک بار سلمانؓ ابودرداءؓ کی زیارت کے لئے گئے۔ ام درداء کو پراگندہ حال دیکھا تو ان سے اسکی وجہ دریافت کی، انہوں نے فرمایا: آپ کے بھائی کے مسلسل نماز روزہ میں مشغول رہنے کی وجہ سے ان کو میری ضرورت ہی نہیں ہے۔ پھر ابودرداءؓ نے سلمانؓ کو کھانا پیش فرمایا۔ سلمانؓ نے کہا: تم بھی کھاؤ، انہوں نے فرمایا میرا روزہ ہے۔ سلمانؓ نے فرمایا جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاؤں گا چنانچہ دونوں نے کھایا۔ شب کو سلمان ان کے پاس رہے...... جب وہ نماز کے لئے بیدار ہوئے تو سلمانؓ نے فرمایا اے ابودرداء اللہ، اہل وعیال اور جسم سب کا تم پر حق ہے۔ اس لئے ہر ایک کا حق ادا کرو۔ روزہ رکھو، افطار بھی کرو، نماز پڑھو اور آرام بھی کرو اور اپنے اہل کے پاس بھی جاؤ۔ چنانچہ قبیل صبح دونوں نے نماز پڑھی۔ نماز فجر کے بعد ابودرداءؓ نے آپ ﷺ کو سلمانؓ کی باتوں سے آگاہ فرمایا تو آپ ﷺ نے سلمان کی باتوں کی تصدیق فرمائی۔[2]

۶۰۵- علم حاصل کرنے سے کم نہیں ہوتا...... ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبداللہ بن براد اشعری، محمد بن بشر، مسعر، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے:

ایک بار سلمانؓ ایک عبسی شخص کے رفیق بنے۔ اس عبسی نے دجلہ سے پانی نوش کیا۔ سلمان نے اسے مزید پانی نوش کرنے کا کہا، اس نے کہا میں سیراب ہو چکا ہوں، پھر سلمانؓ نے اس سے پوچھا: کیا پانی سے کچھ کم ہوا؟ اس نے کہا نہیں۔ سلمانؓ نے فرمایا اسی طرح علم حاصل کرنے سے کم نہیں ہوتا لہٰذا تم علم نافع حاصل کرو۔

۶۰۶- عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن حسن بن علی بن بحر، محمد بن مرزوق، عبید بن واقد، حفص بن عمر سعدی کے سلسلۂ سند سے ان کے چچا کا قول مروی ہے:

حضرت سلمانؓ نے حذیفہؓ سے فرمایا: اے بھائی! علم کثیر ہے اور عمر قصیر ہے لہٰذا دینی ضرورت کے مطابق علم ضرور حاصل کرو اور اس کے ماسوا کو چھوڑ دو کیونکہ اس پر تمہاری مدد کی جائے گی۔

۶۰۷- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، قتیبہ بن سعید، ابوکامل، ابوعوانہ، عطاء بن سائب کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے

ایک بار سلمانؓ ایک لشکر کے سپہ سالار بنے۔ انہوں نے ایک فارسی قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ لوگوں نے ان سے دشمن پر حملہ کی اجازت مانگی۔ سلمانؓ نے فرمایا: میں اس موقع پر آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق عمل کروں گا۔ اس کے بعد سلمانؓ نے اہل قلعہ سے فرمایا

۱- اتحاف السادۃ المتقین ۵/۱۶۷۔

۲- السنن الکبری للبیہقی ۴/۲۷۶، وکنز العمال ۲۵۴۰۳ بھذا اللفظ، وانظر الحدیث بالفاظہ فی: صحیح البخاری ۳/۵۱، ۷/۳۸۔ وصحیح مسلم، کتاب الصیام ۱۹۳۔ وصحیح ابن حبان، ۱۲۸۷ (موارد) وفتح الباری ۴/۲۱۸، ۹/۲۹۹، ۱۰/۵۳۱۔ والترغیب والترھیب ۲/۱۲۲۔

میں تمہارا فارسی شخص ہوں۔دیکھو یہ عرب میری کس قدر اطاعت کرتے ہیں۔اگر تم اسلام قبول کرلو تو جو حکم ہمارے لئے وہی تمہارے لئے اور جو ممانعت ہمارے لئے اسی کی ممانعت تمہارے لئے۔اگر تم نہیں مانو گے تو پھر ہم تم کو تمہارے دین پر چھوڑ دیں گے لیکن تم کو ذلت کے ساتھ ہمیں جزیہ دینا پڑے گا۔

لہٰذا تین باتوں میں سے ایک بات قبول کر لو اسلام، جزیہ یا جنگ۔انہوں نے کہا: ہم جنگ کے لئے تیار ہیں۔حضرت سلمانؓ نے تین روز تک ان کا انتظار کیا۔اس کے بعد ساتھیوں کو ان پر حملہ کی اجازت دیدی۔اللہ نے مسلمانوں کے ہاتھوں اس قلعہ کو آزاد کرادیا۔

حماد، جریر، اسرائیل اور علی بن عاصم نے عطاء سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۶۰۸-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، اسرائیل، ابی اسحٰق کے سلسلۂ سند سے ابولیلیٰ کندی کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت سلمانؓ صحابہ کی ایک جماعت جو بارہ یا تیرہ افراد پر مشتمل تھی کے ساتھ تھے۔نماز کے وقت سب نے ان کو امام بنانا چاہا تو حضرت سلمانؓ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: اللہ نے تمہاری وجہ سے مجھے ہدایت عطا فرمائی ہے، (تم مجھ سے افضل ہو) اس لئے میں ایسا نہیں کروں گا اور نہ تمہاری عورتوں سے بیاہ رچاؤں گا۔اس کے بعد ایک شخص نے چار رکعتیں پڑھائی۔سلمانؓ نے فرمایا: ہمارے لئے دو ہی کافی ہیں۔عبدالرزاق کہتے ہیں: آپ درحقیقت سفر میں تھے۔

۶۰۹-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ثوری، عن ابیہ، مغیرۃ بن شبل کے سلسلۂ سند سے طارق بن شہاب کا قول مروی ہے:

میں نے سلمانؓ کے معمولات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے ایک شب ان کے پاس گزاری۔شب کے آخری حصہ میں جاکر وہ بیدار ہوئے اور انہوں نے نماز پڑھی، جوان کا خیال تھا (کہ وہ تو ساری ساری رات نماز پڑھتے رہتے) ایسی بات نہیں نکلی۔پھر میں نے ان سے یہ بات بیان کی تو انہوں نے فرمایا: پانچ وقتہ نماز کی پابندی کرو یہ درمیانی گناہوں کیلئے کفارہ ہیں جب تک کہ وہ گناہ کبیرہ کی حد کو نہ پہنچیں۔اور جب رات ہوجاتی ہے تو لوگ تین قسموں میں منقسم ہوجاتے ہیں۔کچھ لوگ تو ایسے ہیں جن پر یہ رات وبال ہے نہ کہ فائدہ مند۔کچھ لوگ ایسے ہیں جن کیلئے یہ رات سراسر خیر ہے اور ان پر کچھ وبال نہیں۔اور کچھ لوگ ایسے ہیں جن پر اس رات کا وبال ہے اور نہ ان کیلئے کچھ فائدہ۔جن کیلئے یہ رات سراسر خیر ہے وہ ایسے بندگان خدا ہیں جو رات کی ظلمت اور تاریکی کو غنیمت سمجھتے ہیں جبکہ دوسرے لوگ محو خواب ہوتے ہیں۔وہ کھڑے ہوکر خدا کے آگے عبادت کرتے ہیں۔اور جن کیلئے یہ رات وبال ہے نہ نقصان وہ وہ لوگ عشاء کی نماز پڑھ کر سوجاتے ہیں۔پس تم شب میں بیدار ہوکر اللہ کی عبادت کرو۔غفلت اور گناہ میں پڑنے سے بچو۔قصد اور دوام کو لازم پکڑو۔

۶۱۰-قاسم بن احمد بن قاسم، محمد بن حسین خثعمی، عباد بن یعقوب، موسیٰ بن عمیر، ابوربیعہ ایادی، ابو بریدۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

فرمان رسول ﷺ ہے حضرت جبرئیل نے مجھ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے اصحاب میں چار شخصوں سے محبت کرتا ہے۔کسی حاضر نے کہا: یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: علی، سلمان، ابوذر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم اجمعین۔[1]

۶۱۱-محمد بن احمد بن حسن، جعفر بن محمد بن عیسیٰ، محمد بن حمید، ابراہیم بن المختار، عمران بن وہب الطائی کے سلسلۂ سند سے انسؓ کا قول مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: جنت چار افراد علی، مقداد، عمار اور سلمان کی مشتاق ہے۔رضی اللہ عنہم اجمعین۔[2]

۱۲۲۷۔ کنز العمال ۳۳۶۷۵. (۲) المستدرک ۱۳۷/۳. واتحاف السادة المتقين ۴۰۰/۱. وتاريخ ابن عساكر ۳۰۹/۳، ۲۰۰/۶، ۳۲۰/۱۰. وكنز العمال ۳۳۶۷۲.

۶۱۲-قبل از اسلام سلمان فارسیؓ کے احوال کا بیان...... حبیب بن حسن، حسین بن علی بن ولید فسوی، احمد بن حاتم، عبداللہ بن عبدالقدوس رازی، عبید المکتب، ابوطفیل عامر بن وائلہ کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

میں ایک دیہاتی انسان تھا، ہمارے لوگ پتھر کے ایک گھوڑے کی عبادت کرتے تھے......لیکن مجھے ان کا طریقہ غلط لگتا تھا۔ چنانچہ میں صحیح طریقہ کی تلاش میں نکلا۔ مجھے بتایا گیا کہ صحیح طریقہ مغرب کی طرف ہے۔ چنانچہ میں چلتے چلتے ارض موصل پہنچ گیا۔ میں نے اہل موصل سے ان کے بڑے عالم کے بابت پوچھا تو انہوں نے ایک صومعہ کی طرف مجھے بھیج دیا۔ وہاں پہنچ کر صومعہ کے پادری سے انکی خدمت میں رہنے کی درخواست کی۔ ان کی اجازت کے ساتھ میں چند سال ان کی خدمت میں رہا۔ حتی کہ ان کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ مجھے اس کے فراق میں رونا آ گیا۔ اس وقت انہوں نے مجھے روتے ہوئے دیکھا تو مجھ سے اس کی وجہ دریافت کی؟ میں نے کہا: آپ نے خوب میری تربیت کی لیکن اب میں کہاں جاؤں؟ انہوں نے فرمایا فلاں جگہ چلے جاؤ، ان کو میرا اسلام کہکر میری طرف سے ان کی خدمت میں رہنے کی درخواست پیش کر دینا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو پھر مجھ پر گریہ طاری ہوگیا۔ انہوں نے مجھے روم کے ایک پادری کے پاس بھیج دیا۔ پھر میں چند سال ان کی خدمت میں رہا پھر حسب سابق ان کی وفات کے وقت بھی مجھ پر گریہ طاری ہوگیا، انہوں نے مجھے روم کے ایک پادری کے پاس بھیج دیا۔ پھر میں چند سال ان کی خدمت میں رہا پھر حسب سابق ان کی وفات کے وقت مجھ پر گریہ طاری ہوگیا۔ انہوں نے مجھ سے وجہ پوچھی تو میں نے تمام واقعہ ان کے سامنے بیان کر دیا۔ انہوں نے کہا کوئی عالم میرے ذہن میں تو نہیں ہے۔ البتہ اس وقت ارض تہامہ میں ایک شخص کا ظہور ہونے والا ہے۔ اسلئے میری وفات کے بعد تم یہیں رہنا، جب حجازی قافلہ گزرے تو اس سے اس شخص کے ظہور کا پوچھنا اور اس کی نشانی یہ ہے کہ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ نیز وہ صدقہ کے بجائے ہدیہ کا مال کھائیگا۔

چنانچہ اس پادری کی وفات کے بعد میں وہیں گوشہ نشین ہوگیا۔ ہر گزرنے والے قافلہ کے بارے میں میں معلومات حاصل کرتا تھا۔ حتی کہ ایک روز مجھے بتایا گیا کہ یہ حجازی قافلہ گزر رہا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہاری زمین پر نبوت کا دعویٰ کرنے والے کسی شخص کا ظہور ہوا ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے ان سے کہا مجھے اپنا غلام بنا کر اپنے ساتھ لے چلو۔ میں راستہ میں تمہاری خدمت کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ کرلیا۔ اور مکہ پہنچنے کے بعد حبشیوں کے ساتھ مجھے ایک باغ میں مالی مقرر کر دیا۔ ایک روز میں طواف کے لئے آیا تو ایک خاتون سے میں نے آپ ﷺ کے بابت سوال کیا تو اس نے بتایا کہ شب کے آخری حصہ میں آپ حجر اسود کے پاس بیٹھتے ہیں اور صبح ہوتے ہی آپ ﷺ کے ساتھی آپ ﷺ سے منتشر ہو جاتے ہیں۔ پھر میں دوسرے روز صبح صبح آپ ﷺ کے پاس گیا اور میں مہر نبوۃ دیکھنے کے لئے آپ کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ آپ ﷺ سمجھ گئے۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر اٹھادی۔ میں نے مہر نبوت دیکھ کر دل میں کہا: یہ ایک نشانی ہوگئی۔ پھر دوسرے روز میں نے چند کھجوریں صدقہ کے نام سے آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیں۔ آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو حکم فرمایا کہ کھالو۔ لیکن خود بالکل نہیں کھائیں۔ میں نے کہا یہ دو نشانی ہوگئیں۔ پھر تیسری شب کچھ کھجور ہدیہ کے نام سے میں نے آپ ﷺ کو پیش کیں تو آپ ﷺ نے دیگر ساتھیوں کے ساتھ خود بھی تناول فرمائیں میں نے اسی وقت کھڑے ہو کر کلمہ پڑھ لیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے حال دریافت کیا تو میں نے تمام واقعہ آپ ﷺ کے سامنے بیان کر دیا۔

پھر میں آپ ﷺ کی کوشش اور دعاء کی برکت سے آزاد بھی ہوگیا۔[۱]

ثوریؒ نے عبید مکتب سے اس کو مختصراً روایت کیا ہے۔ جبکہ سلم بن صلت عبدی نے ابوالطفیل سے تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۱۔ تاریخ ابن عساکر ۶/۱۹۳. (التهذيب) وتاريخ بغداد ۱/ت ۱۲.

۶۱۳- سلیمان بن احمد، ابو حبیب یحیی بن نافع مصری، سعید بن ابی مریم، ابن لہیعہ، یزید بن ابی حبیب، سلم بن صلت عبدی، ابو طفیل بکری کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

میں ایک اصبہانی باشندہ تھا، ایک روز آسمانوں اور زمین کے خالق کے بارے میں میرے قلب میں خیال آیا۔ میں نے ایک خاموش شخص سے یہی سوال کیا تو اس نے مجھے اس کے لئے موصل کے ایک راہب کے پاس بھیج دیا۔ میں چند سال اسکی خدمت میں رہا۔ اس نے اپنی وفات کے وقت ایک دوسرے راہب کے پاس مجھے بھیج دیا۔ میں چند سال اسکی خدمت میں رہا اس نے وفات کے وقت عموریہ کے ایک شیخ کے پاس مجھے بھیج دیا۔ پھر میں نے چند سال اسکی خدمت کی، اس نے وفات کے وقت مجھ سے کہا کہ اس وقت میرے خیال میں زمین پر کوئی راہب نہیں ہے۔ البتہ سرزمین مکہ پر ایک شخص نبوۃ کا دعویٰ کرنے والا ہے، اسکی نشانی یہ ہے کہ اس کی قوم اسے ساحر، مجنون اور کاہن کہے گی اور وہ صدقہ نہیں کھائیگا، البتہ ہدیہ کھائیگا، اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوۃ ہوگی۔

سلمان کہتے ہیں کہ میں اسی انتظار میں رہا حتی کہ مدینہ سے ایک قافلہ آیا، میں نے ان سے آپ ﷺ کے بابت سوال کیا تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے ان کو غلام بنا کر اپنے ساتھ لے جانے پر راضی کر لیا۔ انہوں نے مدینہ پہنچنے کے بعد ایک باغ کے پودوں کو پانی دینے پر مجھے مقرر کر دیا۔ پھر ایک فارسی خاتون سے میں نے حضور علیہ السلام کے بارے میں معلوم کیا اس نے کہا کہ وہ صبح کے وقت آتے ہیں۔ صبح کو میں نے آپ ﷺ کی آمد پر آپکو چند کھجوریں ہبہ کیں، آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا صدقہ ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے دوسرے ساتھیوں کے سامنے رکھنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے خود اس سے کچھ تناول نہیں فرمایا۔ دوسرے روز میں نے کچھ کھجوریں ہدیۃً آپ کی خدمت میں پیش کیں تو آپ ﷺ نے صحابہ کے ساتھ خود بھی تناول فرمائیں۔ پھر میں نے مہر نبوۃ کا بھی مشاہدہ کر لیا ان تمام نشانیوں کے دیکھنے کے بعد میں نے آپ ﷺ پر کلمہ پڑھ لیا۔ اور آپ ﷺ کے سامنے تمام واقعہ بیان کر دیا۔

پھر نبی ﷺ نے حضرت سلمانؓ کو اس قیمت پر خرید لیا کہ سلمانؓ اپنے مالکان کو تین سو درخت کھجور کے لگا کر دیں گے اور چالیس اوقیہ سونا دیں گے۔ حضور ﷺ نے سلمانؓ کو فرمایا: درخت اگاؤ۔ انہوں نے درخت اگائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم ڈول کنویں میں ڈالو جب وہ بھر کر اوپر آجائے تو اسے اٹھا لو اور پودوں کی جڑ میں یہ پانی بہاؤ۔ حضرت بلالؓ نے حضور ﷺ کی تعلیم کے مطابق کام کیا تو درخت بہت اگ آئے۔ مالکان نے کہا: سبحان اللہ! ایسا غلام تو ہم نے کہیں دیکھا ہی نہیں۔ اس کی تو بڑی شان ہے۔ پھر لوگ بلالؓ کے پاس جمع ہو گئے اور نبی ﷺ نے (اصحاب سے لے کر) سونے کا ایک ٹکڑا حضرت بلالؓ کو دیا دیکھا گیا تو اس میں چالیس اوقیہ سونا تھا۔[1]

محمد بن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ عن محمود بن لبید عن ابن عباس عن سلمان کے طریق سے اس کو مکمل ذکر کیا ہے۔ ابن ابی ہند نے سماک عن سلامہ العجلی عن سلمان کی سند سے اس کو مکمل ذکر کیا ہے۔ جس میں حضرت سلمانؓ نے اپنے رامہرمزی ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اور سیار نے موسیٰ بن سعید راسبی عن ابی معاذ عن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن عن سلمان کی سند سے مکمل ذکر کیا ہے۔ اور اسرائیل نے ابو اسحاق السبیعی عن ابی قرہ کندی عن سلمان کی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۶۱۴- قاضی ابو احمد محمد بن احمد، محمد بن محمد بن سلیمان، عبداللہ بن عباس بن بختری، خالد بن حارث بن حباب، سلیمان تیمی، ابو المعہدی کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

دس سے زائد راہبوں کی خدمت میں رہنے کے بعد مجھے صحیح دین ملا ہے۔

۱۔ المسند للامام احمد ۵/۴۴۰. والسنن الکبری للبیهقی ۱۰/۳۲۱. والمستدرک ۲/۲۱۸. والمعجم الکبیر للطبرانی ۶/۲۸۵. ومجمع الزوائد ۴/۲۴۶.

۶۱۵-عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن شعیب تاجر، محمد بن عیسیٰ دامغانی، جریر، اعمش، ابوسفیان کے سلسلۂ سند سے جابرؓ کا قول مروی ہے:

حضرت سعدؓ نے سلمانؓ کے مرض الوفات میں ان کی عیادت کے موقع پر فرمایا: اے ابوعبداللہ! آپ کے لئے خوشخبری ہے، کیوں کہ اللہ کے رسول اس دنیا سے آپؓ سے راضی ہو کر گئے ہیں۔ سلمان نے فرمایا اے بھائی! یہ کیسے ہوگا جبکہ فرمان نبوی ﷺ ہے: اے لوگو! ایک مسافر کے توشہ کے مانند تمہارے پاس سامان دنیا ہونا چاہیے۔[1]

دامغانی نے جریر عن الاعمش عن ابی سفیان عن جابر کی سند سے اس کو روایت کیا ہے۔ اور ابومعاویہ وغیرہ نے عن الاعمش عن ابی سفیان عن اشیاخہ کے طریق سے اس کو روایت کیا ہے۔

۶۱۶-ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، ابومعاویہ، اعمش، ابوسفیان کے سلسلۂ سند سے بعض شیوخ کا قول مروی ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص سلمان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے ان کو دیکھ کر سلمان پر گریہ طاری ہوگیا۔ سعدؓ نے ان سے فرمایا: روتے کیوں ہو انشاء اللہ حوض کوثر پر تمہاری آپ علیہ السلام اور دیگر صحابہ سے ملاقات ہوگی۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے جاتے وقت تم سے راضی تھے۔ انہوں نے فرمایا میں فقط اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ آپ ﷺ نے ہم سے عہد لیتے ہوئے فرمایا تھا: اے لوگو ایک مسافر کی دنیا کے مساوی تمہارے پاس دنیا ہونی چاہیے۔ لیکن آج ہمارے اردگرد گاؤ تکیے لگے ہوئے ہیں۔ پھر سعدؓ نے ان سے وصیت کی درخواست کی تو فرمایا: اے سعد! جب کسی کام کا ارادہ کرو تو اللہ کو یاد کر لینا، جب کوئی فیصلہ کرو تو اللہ کو یاد کر لینا اور کوئی شی تقسیم کرو تب بھی خدا کو یاد رکھنا۔

مورق العجلی، حسن بصری، سعید بن المسیب اور عامر بن عبداللہ نے حضرت سلمانؓ فارسی سے اس کو روایت کیا ہے۔

۶۱۷-عبداللہ الاصفہانی، زکریا ساجی، عدبہ بن خالد، حماد بن سلمۃ حبیب، حسن، حمید کے سلسلۂ سند سے مورق عجلی کا قول مروی ہے:

سلمان پر وفات کے وقت گریہ طاری ہوگیا ان سے اسکی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا آپ ﷺ نے ہمیں وصیت فرمائی تھی کہ اے لوگو! ایک مسافر کے سامان کے بقدر اپنے پاس سامان رکھو۔[2] لیکن آج ہمارا حال اس کے برعکس ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وفات کے بعد ان کے گھر میں فقط بیس درہم کا سامان تھا۔

۶۱۸-ابویحیٰی محمد بن حسن بن کوثر، بشر بن موسیٰ، عبدالصمد بن حسان، سری بن یحیٰی کے سلسلۂ سند سے حسن کا قول مروی ہے:

وفات کے وقت سلمانؓ کو روتا دیکھ کر لوگوں نے ان سے اسکی وجہ دریافت کی کہ وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ تم سے راضی تھے، پھر تم کیوں روتے ہو؟ حضرت سلمانؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے موت کا کوئی خوف نہیں ہے، بلکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ایک وعدہ لیا تھا کہ تم میں سے کسی کا بھی توشہ ایک مسافر کے توشہ جتنا ہونا چاہئے۔[3]

۶۱۹-سعید بن میتب کی ذیل کی روایت کو مصنف کے والد عبداللہ الاصفہانی نے ابی زکریا ساجی، عدبہ بن خالد، حماد بن سلمۃ، علی بن زید کے سلسلۂ سند سے اپنے فرزند ابونعیم کو بیان کی...... حضرت سعید بن المسیب کا قول مروی ہے:

سعد بن مالک اور عبداللہ بن مسعود عیادت کے لئے سلمانؓ کے پاس تشریف لائے تو سلمانؓ پر گریہ طاری ہوگیا۔ انہوں نے فرمایا: اے سلمان! تم پر گریہ طاری کیوں ہوا؟۔ انہوں نے فرمایا آپ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ مؤمن کے پاس دنیاوی مال مسافر کے مال کے مساوی ہونا چاہیے لیکن آج ہم میں سے کسی نے اس عہد کا پاس نہیں رکھا۔[4]

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۳۲۹. والدر المنثور ۳/۲۳۸. وکنز العمال ۶۲۶۰.

۲۔ انظر التخریج السابق وطبقات ابن سعد ۴/۱/۶۵، ۶۶ واتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۹۴. وتخریج الاحیاء ۴/۱۰۴.

۳، ۴۔ انظر التخریج السابق واتحاف السادۃ المتقین ۹/۹۵. ۱۰/۳۲۹.

۶۲۰- عامر بن عبداللہ کی حدیث...... ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، حرملہ بن عیسیٰ، ابن وہب، ابو ہانی، ابو عبدالرحمٰن حبلی، عامر بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے سلمان الخیر کا قول مروی ہے:

ہم نے سلمانؓ کی وفات کے وقت ان پر غم کے آثرات دیکھ کر ان سے اصل وجہ پوچھی: اے سلمان! (رسول اللہ کے ساتھ غزوات میں شریک ہونے اور متعدد فتوحات کے حاصل ہونے کے باد جود) تم پر گریہ طاری کیوں ہوا؟ انہوں نے فرمایا اسکی وجہ فقط یہ ہے کہ اللہ کے رسول نے ہم سے جدا ہوتے وقت ہمیں ایک مسافر کے سامان کے بقدر توشہ رکھنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اسی بات نے مجھے رنجیدہ و غم زدہ کر رکھا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ سلمان کا مال جمع کیا گیا تو اس کی قیمت پندرہ درہم تھی۔[1]

عامر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ پندرہ دینار تھے اور باقی حضرات اس پر اتفاق کرتے ہیں کہ آپ کے متروکہ مال کی قیمت فقط دس درہم سے کچھ اوپر تھی۔

انس بن مالک نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہما سے اس کو نقل کیا ہے۔

۶۲۱- عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن عمرو والبزاز، حسن بن ابی الربیع جرجانی، عبدالرزاق، جعفر بن سلیمان، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے انسؓ کا قول مروی ہے:

میں سلمانؓ کے پاس گیا، میں نے انہیں روتا ہوا دیکھ کر ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا آپ ﷺ نے ایک مسافر کے زادِ راہ کے مساوی زادِ راہ رکھنے کی ہمیں تاکید فرمائی تھی۔ (لیکن موجودہ صورت حال کو دیکھ کر مجھے خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔)

۶۲۲- سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، محمد بن عبید بن میمون جدعانی، عتاب بن بشیر کے سلسلۂ سند سے علی بن بذیمہ کا قول مروی ہے:

حضرت سلمانؓ کے گھریلو سامان کو فروخت کیا گیا تو اس کی قیمت چودہ درہم سے متجاوز نہیں تھی۔

۶۲۳- سلیمان بن احمد، احمد بن داؤد مکی، قیس بن حفص دارمی، مسلمۃ بن علقمہ مازنی، داؤد بن ابی ہند، سماک بن حرب کے سلسلۂ سند سے سلامہ عجلی کا قول مروی ہے:

سلامہ کہتے ہیں: ایک بار گاؤں سے میرے بھانجے قدامہ میرے پاس آئے انہوں نے مجھ سے حضرت سلمان کی زیارت کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ اس کے لئے ہم نے مدائن کا سفر کیا۔ سلمانؓ اس وقت مدائن میں بیس ہزار مسلمانوں کے امیر تھے۔ آپؓ کے سامنے پہنچ کر میں نے ان سے کہا یہ میرے بھانجے قدامہ ہیں جو آپ کی محبت کی وجہ سے آپکو سلام کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ انہوں نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے فرمایا اللہ ان سے محبت کرے۔ اس وقت سلمانؓ کھجور کے پتوں سے ٹوکرے بنا رہے تھے۔

۶۲۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر ہشام کے سلسلۂ سند سے حسن کا قول مروی ہے: سلمان تیس ہزار مسلمانوں کے امیر تھے۔ اس وقت ان کا وظیفہ پانچ ہزار درہم تھا۔ اور وہ ایک چادر جسم پر ڈال کر لوگوں کو خطبہ دیتے تھے۔ اسی چادر کا کچھ حصہ سونے کے وقت بچھا لیتے اور کچھ حصہ اوڑھ لیتے تھے۔ جب آپ کی تنخواہ آتی تو مسلمانوں کیلئے واپس کر دیتے اور اپنا گزارہ اپنے ہاتھ کی کمائی پر کرتے تھے۔

۶۲۵- ابوبکر الطلحی، عبید بن غنام، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابواسامہ، مسعر، عمر بن قیس، عمرو بن ابی قرہ کندی کی سند سے مروی ہے۔ عمرو کہتے ہیں میرے والد ابو قرہ نے حضرت سلمانؓ کو کہا کہ وہ ان کی بہن سے شادی کر لیں، لیکن حضرت سلمانؓ نے اس سے انکار فرما دیا۔ بعد میں

۱- اتحاف السادۃ المتقین ۹/۹۵. ۱۰/۳۳۰. وصحیح ابن حبان ۲۴۸۰. (موارد) والترغیب والترهیب ۴/۲۲۳.

حضرت سلمانؓ نے ایک بقیرہ نامی لونڈی سے شادی کرلی۔

ادھر ابوقرہ کو علم ہوا کہ حضرت حذیفہؓ اور حضرت سلمانؓ کے درمیان باہمی تعلقات ہیں، لہذا ان کے واسطے بات چیت کی جائے۔ چنانچہ میرے والد ابوقرہ حضرت حذیفہؓ کی تلاش میں نکلے تو ان کو بتایا گیا کہ وہ اس وقت اپنے سبزی خانہ میں ہونگے۔ ابوقرہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت حذیفہؓ نے ایک لاٹھی اپنے کاندھے پر رکھی ہوئی ہے اور لاٹھی کے سرے میں ایک زنبیل لٹک رہی ہے جس میں سبزی وغیرہ ہے۔ یہ دونوں حضرات سلمانؓ کے گھر پہنچے...... پہلے حضرت حذیفہؓ اندر داخل ہوئے اور سلام کیا پھر حضرت سلمانؓ نے ابوقرہ کو بھی اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ وہاں ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی اور حضرت سلمانؓ کے سر کی طرف کچھ اینٹیں اور کچھ معمولی چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ (حضرت سلمانؓ ان کے آنے کا مقصد سمجھتے ہوئے) بولے: بیٹھو اس چٹائی پر جو تمہاری باندی نے اپنے لئے تیار کی ہے۔ (یعنی وہ اس چٹائی والی باندی سے شادی کر چکے ہیں اس لئے اب اس موضوع پر گفتگو ممکن نہیں۔)

۶۲۶-محمد بن احمد بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن عبداللہ بن عمار، معافی بن عمران، عبدالاعلیٰ بن ابی مساور، عکرمہ کے سلسلہ سند سے حارث بن عمیرہ کا قول مروی ہے:

میں چل کر مدائن پہنچا، وہاں میں نے بوسیدہ لباس میں ملبوس ایک شخص دیکھا وہ میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اے عبداللہ! اپنی جگہ پر جاؤ، میں نے ساتھ والے ساتھی سے اس کا نام پوچھا تو اس نے انکا نام سلمان بتایا۔ پھر وہ اپنے گھر چلا گیا اور سفید کپڑے تبدیل کر کے واپس آ کر مجھ سے کہنے لگا: کیا تم حارث بن عمیرۃ نہیں ہو؟ میں نے کہا ہاں، تم نے مجھے کیسے پہچان لیا؟ جبکہ ہماری یہ پہلی ملاقات ہے۔ انہوں نے فرمایا فرمان نبوی ﷺ ہے: عالم ارواح میں جن روحوں کی ملاقات ہوگئی تو ان میں انس پیدا ہو گیا۔ ورنہ ان میں اجنبیت برقرار رہی۔ اس لئے معلوم ہو گیا ہے کہ عالم ارواح میں ہماری روح کی ملاقات ضرور ہوئی ہوگی۔[۱]

۶۲۷-محمد بن احمد بن حسن، حسن بن علی بن ولید، محمد بن صباح، سعید بن محمد، موسیٰ جہنی، زید بن وہب کے سلسلہ سند سے عطیۃ کا قول مروی ہے:

میں نے ایک کھانے پر سلمانؓ کو دیکھا گویا وہ (روکھا پھیکا) کھانا زبردستی کھا رہے ہوں اور ساتھ ساتھ آپؓ یہ فرما رہے تھے یہ کھانا کافی ہے کافی ہے۔ کیوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ دنیا میں زیادہ سیر ہونے کے بقدر انسان آخرت میں زیادہ بھوکا ہوگا۔ اے سلمان! دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔

۶۲۸-ابواحمد محمد بن احمد عطریفی و محمد بن عاصم، ابوقاسم بغوی، علی بن جعد، شعبہ، عمرو بن مرۃ، ابوالبختری کے سلسلہ سند سے ایک عبسی شخص کا قول مروی ہے:

میں سلمانؓ کی خدمت میں رہا ہوں ایک بار انہوں نے کسریٰ کے خزائن کی فتح کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اللہ ہی نے تم کو یہ چیزیں عطا کی ہیں اور تمہارے ہاتھوں فتح کرائی ہیں۔ اللہ پاک چاہتے تو یہ خزانے محمد ﷺ کی زندگی میں عطا فرما دیتے حالانکہ صحابہ کرام کی صبح اس حالت میں ہوتی تھی کہ ان کے پاس درہم و دینار نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔ نہ ایک مٹھی کسی طعام کی۔ پھر اے بنی عبس کے

۱۔ صحیح البخاری ۴/۱۶۲. وصحیح مسلم، کتاب البر والصلة ۱۵۹، ۱۶۰. وسنن ابی داؤد ۴۸۳۴. ومسند الامام أحمد ۲/۲۹۵، ۵۲۷، ۵۳۹، والمعجم الكبير للطبراني ۶/۳۲۳. ۱۰/۲۸۳، وشرح السنة ۱۲/۵۷. ومشكاة المصابيح ۵۰۰۳، ۵۰۰۴، وتاريخ اصفهان للمصنف ۱/۲۳۸، ۲/۹۴. وتفسير ابن كثير ۲/۷۰. ۵/۱۳۷، ۷/۳۰۲، ۳۰۳، وتخريج الاحياء ۲/۱۵۹. والأدب المفرد ۹۰۰. والمطالب العالية ۳۴۴۸. ومجمع الزوائد ۸/۸۷. ۸۸. ۱۰/۲۷۳. وكشف الخفا ۱/۱۲۱. والدر المنثور ۱۳.

بھائی! ہم ان بہتے خزانوں کے پاس سے گذرے۔ پھر آپؓ نے دوبارہ فرمایا: اللہ ہی نے تم کو یہ چیزیں عطا کی ہیں اور تمہارے ہاتھوں فتح کرائی ہیں۔ اللہ پاک چاہتے تو یہ خزانے محمد ﷺ کی زندگی میں عطا فرما دیتے حالانکہ صحابہ کرام کی صبح اس حالت میں ہوتی تھی کہ ان کے پاس درہم و دینار نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔ نہ ایک مٹھی طعام ہی ہوتا تھا۔ پھر اے بنی عبس کے بھائی! ہم ان بہتے خزانوں کے پاس سے گذرے۔

اعمش اور مسعر نے عمرو سے اس کے مثل نقل کیا ہے اور عطاء بن السائب نے بھی ابوالبختری سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۶۲۹- ابومحمد بن حیان، ابو یحییٰ رازی، ہنا بن سری، وکیع، جعفر بن برقان، حبیب بن ابی مرزوق، میمون بن مہران کے سلسلۂ سند سے بنی عبدالقیس کے ایک شخص کا قول منقول ہے:

میں نے سلمان کو دیکھا کہ وہ ایک سریہ کے امیر تھے۔ اس وقت وہ گدھے پر سوار تھے اور ایک شلوار پہنی ہوئی تھی جس کے سرے پھڑ پھڑا رہے تھے۔ لشکر والے امیر کی آمد کا اعلان کر رہے تھے: امیر آ گئے ہیں امیر آ گئے ہیں۔ سلمانؓ نے فرمایا خیر و شر آج کے بعد شروع ہو گیا ہے۔

۶۳۰- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوصالح حکم بن موسیٰ، ضمرۃ کے سلسلۂ سند سے ابن شوذب کا قول مروی ہے:

حضرت سلمانؓ تمام سر کا حلق کرواتے تھے، ان سے اسکی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔

۶۳۱- سلیمان بن احمد، مسعدۃ بن سعد عطار، ابراہیم بن منذر، سفیان بن حمزۃ، کثیر بن زید کے سلسلۂ سند سے ولید بن رباح کا قول مروی ہے، سہل بن حنیف کہتے ہیں کہ سلمانؓ اور ایک شخص کے درمیان تنازع پیدا ہو گیا سلمان نے بارگاہ الٰہی میں التجا کرتے ہوئے فرمایا اے باری تعالیٰ اگر میں سچا ہوں تو اسے موت نہ دے جب تک اسے تین ہاتوں میں سے کوئی ایک پیش نہ آ جائے۔ جب آپؓ کا غصہ فرو ہو گیا تو میں نے عرض کیا: اے ابوعبداللہ! آپ نے اس کے خلاف کیا مانگا ہے؟ فرمایا: فتنۂ دجال، امیر کا فتنہ جو دجال کے فتنہ کی طرح ہوتا ہے اور وہ بخل و حرص کہ جس کو لاحق ہو جائے پھر وہ پرواہ نہیں کرتا کہ کہاں سے آ رہا ہے کہاں سے نہیں۔

۶۳۲- **حضرت سلمانؓ کا تقویٰ و احتیاط**...... محمد بن علی، عبداللہ بن محمد، المعمی، علی بن جعد، شعبۃ، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے: سلمان نے ایک شخص کو کھانے پر بلایا۔ (آپؓ اور وہ شخص کھانا کھا رہے تھے کہ) ایک مسکین آ گیا۔ مدعو شخص نے ایک ٹکڑا اٹھا کر اس کو دیدیا۔ سلمان نے اس شخص سے فرمایا جہاں سے ٹکڑا اٹھایا ہے وہیں رکھدو، کیوں کہ ہم نے تم کو...... کھانے کے لئے بلایا ہے۔ نہ کہ اس لئے کہ اجر کسی اور کیلئے ہو جائے اور وبال تم پر پڑ جائے۔ (کیونکہ اگر تم نے میری اجازت کے بغیر میرا کھانا کسی کو دیا تو اس کا ثواب تو میرے لئے ہوگا لیکن تم پر وبال ہوگا کہ کسی کی چیز کسی دوسرے کو بغیر اس کی اجازت کے عطا کی)۔

۶۳۳- محمد بن احمد حسن، عبداللہ بن احمد حنبل، احمد حنبل، محمد بن جعفر، شعبۃ، حبیب بن شہید کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن بریدۃ سے منقول ہے کہ حضرت سلمانؓ ہاتھ سے کما کر گوشت یا مچھلی خریدتے تھے۔ پھر مجذومین کو بلا کر اپنے ساتھ کھانا کھلاتے تھے۔

۶۳۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد حنبل، سفیان بن وکیع، ابوخالد احمر، ابوغفار کے سلسلۂ سند سے ابوعثمان نہدی کہتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ کا قول مروی ہے: کہ مجھے صرف اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھانا پسند ہے۔

۶۳۵- حبیب بن حسن، ابومسلم کشی، محمد بن عبداللہ انصاری، سلیمان تیمی، ابوعثمان کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

اگر لوگوں کو خدا کی طرف سے ضعیف کی مدد کا علم ہو جائے تو وہ غربت کو ترجیح دینے لگیں۔

۶۳۶- **ابوالدرداءؓ اور سلمانؓ کا ایک دوسرے کے ساتھ ایثار**...... سلیمان بن احمد، معاذ بن مثنیٰ، عبداللہ بن سوار، حماد بن سلمۃ

کے سلسلۂ سند سے ثابت بنانی کی روایت منقول ہے ابو درداءؓ ایک خاتون کو سلمانؓ سے شادی کیلئے خطبہ نکاح دینے کے واسطہ سلمانؓ کے ساتھ گئے۔ ابو درداء نے ان کے سامنے سلمانؓ کے فضائل پر روشنی ڈالی کہ وہ پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں اور وہ آپ لوگوں کی فلاں خاتون سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ تیار نہیں ہوئے۔ البتہ ابو درداءؓ سے شادی کرانے پر تیاری کر گئے۔ چنانچہ ابو درداءؓ نے اس سے شادی کر لی۔ جب باہر نکلے تو ابو درداءؓ نے شرماتے ہوئے سلمانؓ کو سارا قصہ بتایا۔ سلمانؓ نے فرمایا جس خاتون کا اللہ نے آپ کے حق میں فیصلہ فرمادیا تھا اس کو خطبہ دیتے ہوئے تو مجھے شرم آنی چاہئے۔

۶۳۷- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسماعیل بن ابراہیم ومحمد بن عبدالرحمٰن طفاوی، ایوب کے سلسلۂ سند سے ابو قلابہ سے مروی ہے:

ایک شخص نے سلمانؓ کو آٹا گوندھتے ہوئے دیکھ کر ان سے اسکی وجہ دریافت کی، سلمانؓ نے فرمایا: خادم کو میں نے کسی کام سے بھیجا ہے۔ اس لئے میں نے اس کو دو کاموں میں مشغول رکھنا ناپسند سمجھا۔ اس کے بعد اس شخص نے سلمانؓ سے کہا فلاں شخص نے آپ کو سلام کیا ہے۔ سلمانؓ نے فرمایا: اگر تم مجھے اسکا سلام نہ پہنچاتے تو یہ امانت میں خیانت کے مترادف ہوتا۔

۶۳۸- باہمی سلام کی اہمیت...... سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، یحیٰ بن ابراہیم بن محمد بن ابی عبیدۃ بن معن، عن ابیہ، عن ابیہ، اعمش کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے:

اشعث بن قیس اور جریر بن عبداللہ بجلی...... سلمانؓ کے پاس آئے، انہوں نے سلام کے بعد پوچھا: سلمان آپ ہی ہیں؟ سلمانؓ کے اثبات میں جواب دینے کے بعد انہوں نے دوسرا سوال کیا آپ صحابی ہیں؟ سلمان نے لاعلمی کا اظہار فرمایا: جس کی وجہ سے ان کو ان کے سلمانؓ ہونے کا شک پیدا ہو گیا۔ اس وقت سلمانؓ نے فرمایا میں نے آپ علیہ السلام کی زیارت اور آپ علیہ السلام کی مجالست اختیار کی ہے، باقی صحابیت سے میں نے اسلئے انکار کیا کہ صحابی تو وہ ہے جو آپ ﷺ کے ساتھ جنت میں جائیگا۔ اس کے بعد سلمانؓ نے ان سے پوچھا تم کس کام سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا ہم آپ کے بھائی ابو درداءؓ کے پاس سے آئے ہیں۔ سلمانؓ نے ان سے فرمایا: میرے نام سے ان کا عطاء کردہ ہدیہ میرے حوالہ کردو۔ انہوں نے عرض کیا ابو درداءؓ نے آپ کے نام سے ہمیں کوئی چیز نہیں دی۔ سلمانؓ نے فرمایا: یہ ضروری ہیکہ انہوں نے کچھ بھیجا ہو کیونکہ ان کی طرف سے جب بھی کوئی آیا ہے وہ اس ہدیہ کے ساتھ آیا ہے۔ وہ بہت پریشان ہو گئے اور کہنے لگے اگر آپ کو کسی مال کی ضرورت ہے تو ہم آپ کو دیدیتے ہیں باقی حضرت ابوالدرداءؓ نے آپ کیلئے کچھ نہیں بھیجا۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا: نہیں مجھے تو وہی ہدیہ چاہئے مجھے تمہارے اموال کی کوئی حاجت نہیں۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! انہوں نے ہمارے ساتھ آپ کیلئے کچھ نہیں بھیجا سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا تھا: کہ تم میں ایک ایسے شخص موجود ہیں کہ اگر وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کو کسی اور کی طلب نہ رہتی تھی۔ پس جب تم اس کے پاس جاؤ تو اس کو میری طرف سے سلام کہنا۔ اس وقت سلمانؓ نے فرمایا یہی سلام تو میں کہنا چاہتا تھا، ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑا کوئی ہدیہ نہیں ہے۔

۶۳۹- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، جریر، اعمش، علاء بن بدر، ابی نہیک کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن حنظلہ کا قول مروی ہے:

ہم ایک بار سلمانؓ کے لشکر میں تھے، ایک شخص نے سورۃ مریم کی تلاوت کی، ایک دوسرے شخص نے حضرت مریم اور ان کے لڑکے (حضرت عیسیٰ) کو گالی دیدی۔ ہم نے اسے مار مار کر خون آلود کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس مضروب نے سلمان سے شکایت کی سلمانؓ نے ہمیں بلوا کر ہم سے وجہ پوچھی تو ہم نے بتادیا کہ حضرت مریم اور ان کے لڑکے کو گالی دینے کی وجہ سے ہم نے اس کے ساتھ یہ

سلوک کیا ہے۔اس وقت سلمانؓ نے فرمایا: تم نے قرآن کی درج ذیل آیت پر غور کیوں نہیں کیا:

ولاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم کذلک زینا لکل امۃ عملھم ثم الی ربھم مرجعھم فینبئھم بما کانوا یعملون (الانعام ۱۰۸)

اور جن لوگوں کو یہ مشرک خدا کے سوا پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہنا کہ یہ بھی کہیں خدا کو بے ادبی سے بے سمجھے برا (نہ) کہہ بیٹھیں اسی طرح ہم نے ہر ایک فرقے کے اعمال (انکی نظروں میں) اچھے کر دکھائے ہیں پھر ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تب وہ ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے۔

اس کے بعد سلمانؓ نے فرمایا اے جماعت عرب! کیا تم اشرالناس نہیں تھے، لیکن اس کے باوجود اللہ نے تمہیں عزت عطاء کی، کیا تم اس کے ذریعہ لوگوں کا مواخذہ کرنا چاہتے ہو...... تم باز آجاؤ ورنہ اللہ یہ عزت تم سے سلب کر کے دوسروں کو دیدے گا۔اس کے بعد آپ ہمیں تعلیم دینے لگے اور فرمایا: مغرب اور عشاء کے درمیان بھی کچھ نوافل پڑھا کرو کیونکہ اس سے وہ ہلکان ہو جائے گا اور شروع رات کے بوجھ سے بچ جائے گا جو آخر رات کو اکارت کرنے والا ہے۔

ابواسرائیل الملائی نے اس کو علاء سے روایت کیا ہے۔

۶۴۰-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحیٰی بن آدم، یزید بن عبدالعزیز کے سلسلۂ سند سے اعمش کا قول مروی ہے میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے سلمانؓ سے ان کے لئے گھر تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے منع کردیا۔حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: آپ انکار کرنے میں عجلت سے کام نہ لیں پہلے سن لیں کہ ہم آپ کیلئے ایسا گھر بنانا چاہتے ہیں جس کی ایک جانب آپ کا سر ہو اور دوسری جانب آپ کے پاؤں تو اسی لمبائی میں وہ گھر ختم ہو جائے اور جب آپ کھڑے ہوں تو اس کی چھت آپ کے سر کو چھوئے۔حضرت سلمانؓ نے فرمایا: تم تو میرے دل میں بیٹھے ہو۔

۶۴۱-عبداللہ بن احمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن محمد بن سالم، ہناد بن سری، ابومعاویہ، اعمش، ابوظبیان، جریر کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا جریر کو فرمان منقول ہے:

اے جریر! اللہ کیلئے تواضع اختیار کر، کیوں کہ اللہ تعالیٰ متواضع انسان کو قیامت کے روز رفعت عطاء کرے گا۔اے جریر! دنیا میں لوگوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنا قیامت کے روز ان کے لئے تاریکی کا سبب ہوگا۔اس کے بعد ایک نہایت باریک لکڑی جو آپ کے ہاتھ میں صحیح طرح نظر بھی نہیں آرہی تھی ہاتھ میں لیکر فرمایا: اے جریر! اگر تم جنت میں اس کا سوال کرو تو تمہارا سوال پورا نہیں کیا جائیگا کیونکہ جنت میں اتنی سی لکڑی بھی نہیں ہے۔میں نے کہا جنت کے درخت کہاں جائیں گے؟ سلمان نے فرمایا جنت کے درختوں کی جڑ موتیوں اور سونے کی ہوگی اور اس کا بالائی حصہ پھلوں سے لدا ہوگا۔

جریر نے اس کے مثل ایک روایت قابوس بن ابی ظبیان عن ابیہ سے نقل فرمائی ہے۔

۶۴۲-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، اعمش، شمر بن عطیہ کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

اللہ کی نافرمانی میں زیادہ باتیں کرنے والا قیامت کے روز سب سے بڑا گناہ گار ہوگا۔

۶۴۳-محمد بن علی، ابوقاسم بغوی، علی بن جعد، زہیر، ابواسحٰق، حارثہ بن مضرب کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ فارسی کا قول مروی ہے:

میں اپنا کھانا خود تیار کرتا ہوں اس خوف سے کہ کہیں خادم کے متعلق بدگمان نہ ہو جاؤں (کہ وہ کھانے میں سے کھالیتا ہے)۔

ثوریؒ نے ابی اسحاق سے اس کے مثل ایک روایت نقل کی ہے۔

۶۴۴-ابراہیم بن عبداللہ، ابوعباس سراج، قتیبہ بن سعید، جریر، اعمش، عبید بن ابی جعد کے سلسلۂ سند سے ایک اشجعی شخص کا قول مروی

ہے:

ایک بار مدائن میں حضرت سلمانؓ کے بارے میں لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ اس وقت مسجد میں ہیں۔ اسی وقت ایک ہزار افراد ان کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت سلمانؓ نے ان کو بٹھا کر سورۃ یوسف کی تلاوت شروع کر دی۔ لوگوں نے آہستہ آہستہ مسجد میں سے نکلنا شروع کر دیا آخر میں صرف ایک سو کے قریب افراد رہ گئے۔ حضرت سلمانؓ نے غصہ میں فرمایا اے لوگو! تم (آپس کی بنائی ہوئی) باتیں سننا چاہتے تھے جبکہ میں نے تم کو اللہ کا کلام سنایا تو تم بھاگ گئے۔

۶۴۵- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، جریر، اعمش، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے سلمانؓ سے کہا: آج لوگوں میں بڑی اچھائی ہے۔ میں سفر میں تھا میں نے جب بھی کسی کے ہاں قیام کیا گویا وہ میرا سگا بھائی ہے، اس طرح وہ شخص راستے کے مہمان نوازوں کی باتیں سنانے لگا۔ سلمانؓ نے فرمایا: اے بھائی کے بیٹے! یہ ان کے ایمان کی علامت ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سواری پر اس کا بوجھ رکھا جاتا ہے تو وہ تیزی سے چل پڑتی ہے لیکن اگر مسافت لمبی ہو جائے (اور درمیان میں پڑاؤ نہ کیا جائے) تو وہ سست ہو جاتی ہے۔ (یعنی کسی کے ہاں لمبا قیام کرو گے تو تمہارے ساتھ بھی یہی صورت پیش آئے گی اور سابقہ لطف و مہربانی کم ہو جائے گی۔)

۶۴۶- حسن بن علان، محمد بن ہارون بن بدینا، محمد بن صباح، جریر، عطاء بن سائب، ابوالبختری کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے: ہر شخص کی کچھ اچھائیاں اور کچھ برائیاں ہوتی ہیں۔ جو شخص اپنی برائیاں درست کرنا چاہے تو اللہ پاک اس کی اچھائیاں درست فرما دیتے ہیں اور جو اپنی برائیاں مزید بگاڑنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اچھائیاں بھی بدنام کر دیتے ہیں۔

ثوریؒ اور وہب بن خالد نے عطاء سے اس کے مثل روایت کی ہے۔

۶۴۷- مکھی کا نذرانہ...... ابواحمد محمد بن احمد جرجانی، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، جریر، ابومعاویہ، اعمش، سلیمان بن میسرۃ طارق بن شہاب کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

گزشتہ زمانہ میں دو شخص ایک بت پرست قوم کے پاس سے گزرے، اس بت پرست قوم نے ان میں سے ایک سے کہا ہمارے بتوں کو کچھ نہ کچھ اگر چہ وہ مکھی کیوں نہ ہو...... نذرانہ میں پیش کرو۔ چنانچہ اس نے نذرانہ میں مکھی پیش کر دی۔ بعد میں اسکا انتقال ہو گیا وہ شخص اپنے عمل کی وجہ سے دوزخ میں چلا گیا۔ پھر انہوں نے دوسرے سے بھی یہی سوال کیا، اس کے انکار پر انہوں نے اسکو قتل کر دیا اور وہ جنت میں چلا گیا۔ دونوں میں سے ایک مکھی کی وجہ سے دوزخ اور دوسرا اسی کی وجہ سے جنت میں چلا گیا۔

شعبہ نے اس کے مثل قیس بن مسلم سے روایت کی اور جریر بن منصور نے منہال بن عمرو عن حیان بن مرثد عن سلمان کے طریق سے اس کو نقل کیا ہے۔

۶۴۸- ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، جریر، سلیمان تیمی، ابوعثمان کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

ایک شخص غلاموں پر خرچ کرنے اور دوسرا تلاوت اور ذکر میں شب بسر کرے تو تلاوت و ذکر کرنے والا افضل ہے۔

۶۴۹- درجہ بدرجہ انسان کا کفر کی طرف اترنا۔ ابومحمد بن حیان، احمد بن علی جارود، عبداللہ بن سعید کندی، حفص بن غیاث و ابویحیٰی تیمی، لیث، عثمان، زاذان کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے بارے میں برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اولاً اس سے حیاء چھین لیتا ہے جس کی وجہ سے تم اس کو ترش رو پاؤ گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے رحم و ترحم چھین لیتا ہے جس کی وجہ سے تم اس کو سخت خو اور بداخلاق پاؤ گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس

سے امانت داری چھین لیتا ہے، پس تم اس کو خائن پاؤ گے۔ پھر آخر میں اللہ اس سے اسلام کی دولت سلب کر لیتا ہے جسکی وجہ سے وہ لعین وملعون بن جاتا ہے۔

۶۵۰-عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابو یحیٰ عبدالرحمٰن بن محمد رازی، ہناد بن سری، وکیع، محمد بن قیس کے سلسلۂ سند سے سلم بن عطیۃ اسدی کا قول مروی ہے:

حضرت سلمانؓ ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت اس پر نزع کی کیفیت طاری تھی، اسے دیکھ کر سلمانؓ نے فرمایا: اے فرشتے! اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کر، مریض نے کہا فرشتہ کہہ رہا ہے کہ میں ہر مؤمن کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا ہوں۔

۶۵۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحیٰ بن سعید، زہیر، ابواسحٰق کے حوالہ سے اوس بن ضمعج کا قول مروی ہے:

ہم نے سلمانؓ سے وصیت کی درخواست کی، فرمایا: سلام کو رواج دو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور لوگوں کے آرام کے وقت اللہ کے حضور نماز پڑھو۔

۶۵۲-ابومحمد بن شعیب، عبداللہ بن محمد بغوی، عبداللہ بن محمد تیمی، حماد بن سلمۃ، سلیمان تیمی، ابوعثمان کے سلسلۂ سند سے سلمان کا قول مروی ہے:

جس بیابان زمین پر کوئی مسلمان شخص وضوء یا تیمم کر کے اذان کہتا ہے پھر اقامت کہہ کر نماز پڑھتا ہے تو اس قدر فرشتے اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے دونوں سرے نظر آنا ممکن نہیں۔

۶۵۳-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، مصعب بن عبداللہ، مالک بن انس کے سلسلۂ سند سے یحیٰ بن سعید کا قول مروی ہے:

ایک بار ابودرداءؓ نے بذریعہ خط سلمانؓ کو ارض مقدسہ (شام) تشریف لانے کی دعوت دی۔ سلمانؓ نے جواب میں لکھا: اے برادرم! ارض مقدسہ کے بجائے انسان اپنے عمل سے مقدس بنتا ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے حکمت کا کام شروع کر دیا ہے۔ یاد رکھو! اگر تمہارے علاج کی وجہ سے کوئی صحت یاب ہو گیا تو یہ تمہارے حق میں نیک شگونی ہے اور اگر تم جعلی طبیب بنے ہو تو لوگوں کو قتل کرنے سے ڈرو کیونکہ قتل کی سزا دوزخ ہے۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداءؓ جب بھی دو شخصوں کے درمیان فیصلہ فرماتے اور وہ واپس چل پڑتے تو ان کو دیکھ کر اپنے کو مخاطب کر کے فرماتے: اللہ کی قسم! اتم جعلی طبیب ہو۔

جریر نے یحیٰ بن سعید عن عبداللہ بن ہبیرہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت سلمانؓ نے ان کی طرف ایسا ہی خط لکھا۔

۶۵۴-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالصمد بن حسان، سری بن یحیٰ، مالک کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن دینار کا قول مروی ہے:

سلمانؓ نے ابودرداءؓ کو لکھا: مجھے معلوام ہوا ہے کہ تم حکیم بن گئے ہو، لیکن یہ خیال رکھنا کہ کہیں تم کسی کو قتل کر کے دوزخ کے مستحق نہ بن جاؤ۔

۶۵۵-**قلب اور جسم کی عجیب مثال**......ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، قاسم بن محمد عبسی، ابوبکر بن عیاش، اعمش، عمرو بن مرۃ، ابوالبختری کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

قلب اور جسم کی مثال ایک اندھے اور ایک لنجے کی ہے۔ لنجے نے اندھے کو کہا: میں ایک پھل دار درخت دیکھ رہا ہوں لیکن خود اٹھ کر پھل نہیں توڑ سکتا......لہذا تم مجھے اوپر اٹھاؤ۔ چنانچہ اندھے نے لنجے کو اوپر اٹھایا، اس نے پھل توڑ کر خود بھی کھایا اور اندھے کو بھی

کھلایا۔ دل ننگا ہے اور جسم اندھا ہے۔

۶۵۶- بعد المرگ سلمانؓ کی نصیحت ...... محمد بن علی، عبداللہ بن منعی، محمد بن جعفر ورکانی، ابومعشر، محمد بن کعب کے سلسلۂ سند سے مغیرۃ بن عبدالرحمٰن کی روایت منقول ہے:

سلمان فارسیؓ عبداللہ بن سلام سے ملے۔ دونوں نے اس میں معاہدہ کیا کہ دونوں میں سے جو پہلے دنیا سے جائیگا وہ دوسرے کو اپنی حالت سے آگاہ کریگا۔ چنانچہ سلمانؓ کی وفات پہلے ہوگئی۔ عبداللہ بن سلام نے خواب میں ان سے خیریت دریافت کی تو فرمایا میں خیریت سے ہوں، پھر عبداللہ نے ان سے پوچھا کونسے عمل کو تم نے افضل پایا؟ فرمایا: توکل کو میں نے عجب شئے پایا۔

علی بن زید اور یحی بن سعید انصاری نے حضرت سعید بن میتب سے اس کے مثل نقل کیا ہے، نیز حضرت سلمانؓ نے فرمایا: تم توکل کو لازم پکڑو...... توکل بہترین چیز ہے۔ توکل بہترین چیز ہے۔ توکل بہترین چیز ہے۔

۶۵۷- ابواحمد، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحق بن راہویہ، جریر، سلمان تیمی، ابوعثمان کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

فرعون کی بیوی (آسیہ) کو عذاب دینے والے جب فارغ ہو جاتے تو ملائکہ آسیہ پر اپنے پروں سے سایہ افگن ہو جاتے تھے اور جب انہیں عذاب میں مبتلا کیا جاتا تو اس وقت جنت میں ان کو اپنا محل نظر آتا تھا۔

۶۵۸- ابومحمد بن احمد، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحق بن راہویہ، جریر، سلمان تیمی، ابوعثمان کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے دو شیر بھوکے رکھے جاتے پھران کو آپ علیہ السلام پر چھوڑ دیا جاتا۔ بھوک کے باوجود وہ شیر ان کو اپنی زبان سے چاٹتے اور ان کے آگے سجدے میں پڑ جاتے تھے۔

۶۵۹- سلیمان بن احمد، اسحق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ثوری، حبیب بن ابی ثابت کے سلسلۂ سند سے نافع بن جبیر بن مطعم کی روایت مروی ہے:

حضرت سلمانؓ نماز کیلئے پرسکون جگہ کی تلاش کرتے تھے۔ ایک عورت علجہ نامی نے ان کو کہا: تزکیہ قلب حاصل کر کے جہاں چاہو نماز پڑھ لو۔ حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے اصل بات سمجھ میں آگئی۔

اس روایت کے مثل جعفر بن برقان نے میمون بن مہران سے روایت کی ہے۔

۶۶۰- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحق ثقفی، قتیبہ بن سعید، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان کے سلسلۂ سند سے میمون بن مہران کا قول مروی ہے:

حذیفہ اور سلمان رضی اللہ عنہما نے ایک نبطیہ عورت سے نماز کے لئے مکان کے بارے میں سوال کیا: اس نے کہا اس سے قبل تو تزکیہ قلب ضروری ہے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو کہا: کافر کے قلب سے حکمت کی بات حاصل کر۔

۶۶۱- سلیمان بن احمد علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، عبدالسلام بن حرب، عطاء بن سائب کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے:

حضرت سلمانؓ کے حصہ میں ایک لونڈی آئی۔ آپؓ نے فارسی میں اس کو کہا نماز پڑھ لو۔ اس نے انکار کر دیا۔ آپؓ نے فرمایا: اچھا خدا کو ایک سجدہ ہی کر لو، اس نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ آپؓ کو کسی نے کہا: اے ابوعبداللہ! اس کا سجدہ اس کو کیا فائدہ دے گا؟ (کیونکہ یہ تو کافرہ ہے) آپؓ نے فرمایا: اگر یہ ایک سجدہ بھی کر لیتی تو (میرا خیال تھا کہ خدا اس کو اسلام اور) پنج وقتہ نماز کی توفیق بخش دیتا۔ پس جس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اس کا خیر میں کوئی حصہ نہیں۔

۶۶۲- مؤمن اور فاجر کے مبتلائے آزمائش ہونے میں فرق ...... عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابویحیی رازی، ہناد بن سری، ابومعاویۃ

اعمش، عمارۃ کے سلسلۂ سند سے سعید بن وہب کا قول مروی ہے:

سعید کہتے ہیں میں حضرت سلمانؓ کے ساتھ ان کے ایک کندی دوست کی عیادت کیلئے گیا۔ حضرت سلمانؓ نے اس کو فرمایا: مؤمن بندہ من جانب اللہ بیماری میں مبتلا کیا جاتا ہے، پھر آزمائش کے دور ہونے کے بعد اس کو گزشتہ معاصی کے لئے کفارہ بنا دیا جاتا ہے اور وہ آئندہ احتیاط سے چلتا ہے۔ لیکن فاجر شخص میں بیماری سے شفایابی کے بعد بھی کوئی تبدیلی نہیں آتی ...... بلکہ اس کی حالت اپنی جگہ برقرار رہتی ہے۔ اس کی مثال تو اس اونٹ کی سی ہوتی ہے جس کو باندھ دیا جاتا ہے پھر کھول دیا جاتا ہے۔ اس کو نہیں پتہ چلتا کہ اس کو کس وجہ سے باندھا گیا تھا اور کس وجہ سے کھول دیا گیا۔

۶۶۳ - ابوبکر محمد بن احمد، عبدالرحمٰن بن داؤد، احمد بن عبدالوھاب، ابوالمغیرۃ، صفوان بن عمرو، ابوسعید وہبی کے سلسلۂ سند سے سلمان الخیر رضی اللہ عنہ کا قول مروی ہے:

مؤمن کی مثال اس مریض کی سی ہے جس کے ساتھ اس کا طبیب ہر حال میں موجود ہو۔ جو اس کا مرض اور دواء دونوں کو جانتا ہو۔ جب بھی مریض کو کسی مضر صحت شئ کی خواہش پیدا ہو تو وہ طبیب اس کو منع کر دے اور کہے کہ اس کے قریب بھی نہ لگ کیونکہ اگر یہ شئ تو نے استعمال کر لی تو یہ تجھ کو ہلاک کر دے گی۔ وہ اس کو مسلسل منع کرتا رہتا ہے ...... حتیٰ کہ وہ مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مؤمن بھی بہت سی چیزوں کی خواہش کرتا ہے، جن کے ساتھ دوسرے لوگ عیش اڑا رہے ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ پاک مؤمن کو منع فرماتے ہیں اور اس کو ان چیزوں سے باز رکھتے ہیں ...... حتیٰ کہ پھر اس کو موت دے کر جنت میں داخل کر دیتے ہیں۔

۶۶۴ - ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، کثیر بن ہشام کے سلسلۂ سند سے جعفر بن برقان کا قول مروی ہے:

مجھے تین چیزوں نے ہنسایا اور تین چیزوں نے رلایا۔ میں مؤمن کی امیدوں سے ہنستا ہوں جبکہ موت اس کی تلاش میں ہے، اس غافل پر بھی ہنستا ہوں جو اپنی غفلت سے نکلتا ہی نہیں ہے۔ اور مجھے منہ پھاڑ کر ہنسنے والے شخص پر بھی ہنسی آتی ہے کہ اس کو معلوم نہیں کہ وہ اپنے رب کو راضی کرنے والا ہے یا ناراض کرنے والا۔ اور مجھے تین چیزیں رلاتی ہیں محمد (ﷺ) اور اس کے یاروں کا بچھڑنا، موت کے وقت سختیوں کا پیش آنا اور تیسری چیز جو مجھے رلاتی ہے ...... خدا کے آگے کھڑا ہونا ہے کیونکہ مجھے علم نہیں کہ میں جہنم کی طرف لوٹوں گا یا جنت کی طرف بھیجا جاؤں گا۔

۶۶۵ - سلیمان بن احمد، محمد بن علی صائغ، محمد بن معاویہ، ہذیل بن بلال فزاری کے سلسلۂ سند سے سالم مولیٰ زید بن صوحان کا قول مروی ہے:

ایک بار میں اپنے ولی زید بن صوحان کے ساتھ بازار میں تھا کہ سلمانؓ نے ہمارے سامنے وہاں سے ایک وسق آٹا خریدا۔ زید نے ان سے کہا: اے ابوعبداللہ! صحابیٔ رسول ہونے کے باوجود آپ ایسا کر رہے ہیں؟ (کہ اتنا زیادہ طعام خرید رہے ہیں؟) سلمانؓ نے فرمایا: جب رزق موجود ہوتا ہے تو اس سے نفس کو اطمنان حاصل ہوتا ہے اور وہ عبادت کے لئے فارغ ہوتا ہے نیز وہ وساوس کا شکار نہیں ہوتا۔

۶۶۶ - احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوالمعتمر، سفیان بن عیینہ، ابن غنیۃ کے والد کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے: نفس جب اپنا رزق حاصل کر لیتا ہے تو مطمئن ہو جاتا ہے۔

۶۶۷ - حضرت سلمانؓ کا آخری وقت ...... ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، علی بن حجر، حماد بن عمرو، سعید بن معروف کے سلسلۂ سند سے سعید بن سوقۃ کا قول مروی ہے:

ایک بار ہم سلمانؓ کی عیادت کے لئے گئے آپؓ پیٹ کی بیماری میں مبتلا تھے، ہماری طویل مجالست سے تنگ ہو کر انہوں نے اپنی اہلیہ کو بستر کے اردگرد خوشبو چھڑکنے کا کہا کہ اب میرے پاس ایسی قوم آنے والی ہے جو انس ہے نہ جن۔ چنانچہ ان کی اہلیہ نے ان کی بات پوری کردی، پھر اسی وقت ہم واپس آ گئے۔ دوبارہ جب ہم گئے تو ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

۶۶۸-سلیمان بن احمد، احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، ابو ہاشم رفاعی، عبداللہ بن موسیٰ، شیبان، فراس، شعبی، نجزل کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کی اہلیہ بقیرۃ کا قول مروی ہے:

سلمانؓ وفات کے وقت مجھے بلایا اس وقت آپؓ چار دروازوں والے کمرے میں تھے۔ سلمانؓ نے فرمایا: ان سب دروازوں کو کھول دو کیونکہ زائرین آنے والے ہیں اور معلوم نہیں کہ وہ کس دروازے سے اندر داخل ہونگے!! چنانچہ ہم نے کھولدیئے۔ پھر انہوں نے مشک منگوائی اور برتن میں ڈال کر بستر کے اردگرد چھڑکنے کا حکم دیا۔ میں نے مشک چھڑک دی تو فرمایا: اب تم میرے پاس سے چلی جاؤ تھوڑی دیر کے بعد آ جانا۔ بقیرہ کہتی ہیں: پھر میں دوبارہ گئی تو ان کی روح پرواز کر چکی تھی اور وہ بستر پر یوں لیٹے ہوئے تھے گویا سورہے ہوں۔

(۳۵) ابوالدرداءؓ[۱]

آپ عارف متفکر، عالم متذکر، منعم اور نعماء الٰہیہ کو پہچاننے والے، فراخی و تنگدستی میں اللہ کی تخلیقات میں غور و فکر کرنے والے، تجارت پر عبادت کو ترجیح دینے والے، عمل پر دوام اختیار کرنے والے، لقاءِ الٰہی کے شائق، دنیاوی ہموم و فکرات سے خالی اور صاحب الحکم والعلوم تھے۔

کہا گیا ہے تصوف اللہ کی طرف لے جانے والے کے ساتھ مل کر شوق کی ریاضت کرنا ہے۔

۶۶۹-سلیمان بن احمد، ابوزرعۃ دمشقی، ابونعیم، مالک بن مغول کے سلسلۂ سند سے عون بن عبداللہ کا قول مروی ہے:

میں نے ام الدرداءؓ سے سوال کیا کہ ابو درداءؓ کا کونسا عمل افضل تھا؟ فرمایا آپؓ غور و فکر کرتے اور عبرت حاصل کرتے تھے۔
وکیع نے مالک سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۶۷۰-حبیب بن حسن، سلیمان بن احمد، یوسف قاضی، عمرو بن مرزوق، مسعودی کے سلسلۂ سند سے عون بن عبداللہ بن عتبہ کی روایت منقول ہے:

ام درداءؓ سے سوال کیا گیا کہ ابو درداءؓ کا اکثر عمل کیا تھا؟ فرمایا عبرت حاصل کرنا۔
اس روایت کو وکیع نے مسعودی سے روایت کیا ہے۔

۶۷۱-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، معاویۃ، اعمش، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے سالم بن ابی جعد سے مروی ہے:

ام درداءؓ سے سوال کیا گیا کہ ابو درداءؓ کا افضل عمل کیا تھا؟ ام درداءؓ نے فرمایا ابو درداء اکثر متفکر رہتے تھے۔

۶۷۲-سعید بن محمد بن ابراہیم، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابراہیم بن اسحٰق، قیس بن عمار دہنی، سالم بن ابی جعد، معدان کے سلسلۂ سند سے

[۱] آپ کا اسم گرامی عویمر ہے آپ کی ایک بیٹی الدرداء نامی تھی جس کی وجہ سے آپ کو ابوالدرداء کہا جانے لگا۔ مزید حالات کیلئے دیکھئے: الاصابة ۳/۶۱۱، وأسد الغابة ۴/۱۵۸. وسير النبلاء ۲/۳۳۵. وتهذيب الكمال ۲۲/۴۶۹.

ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

ایک گھڑی (خدا کی تخلیقات میں) غور وفکر کرنا ایک رات کی عبادت سے بہتر ہے۔

۶۷۳- ابن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابو مغیرۃ، جریر کے سلسلۂ سند سے حبیب بن عبداللہ کی روایت منقول ہے:

ایک شخص نے معرکہ میں جاتے وقت ابو درداءؓ سے وصیت کی درخواست کی تو فرمایا خوشحالی میں اللہ کو یاد کرو اللہ تنگدستی میں تم کو یاد کرے گا۔ اور جب کسی دنیاوی شی پر نظر پڑے تو سوچ لو کہ اس کا آخری انجام کیا ہے۔

۶۷۴- عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل،، ابوبکر بن ابی شیبہ، معاویہ بن ہشام، ثوری، اعمش، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے سالم بن ابی جعد سے مروی ہے:

ابو درداءؓ کے سامنے دو بیل جو کھیتی گاہ رہے تھے...... ان میں سے ایک کھڑا ہو گیا دوسرے نے بھی چلنا موقوف کر دیا۔ ابو درداءؓ نے فرمایا: اس میں بھی انسان کے لئے عبرت ہے۔

۶۷۵- ابو عمرو بن حمدان، احمد بن ابراہیم بن عبداللہ، عمرو بن زرارۃ، محاربی، علاء بن میتب، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

آپ علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کے ظہور کے وقت میرا مشغلہ تجارت تھا۔ میں نے تجارت اور عبادت کے جمع کرنے کی کوشش کی۔ لیکن نا کام رہا پھر میں تجارت کو ترک کر کے عبادت میں مشغول ہو گیا۔ اب یہ حالت ہو گئی ہے خدا کی قسم! اگر مسجد کے دروازہ پر میری دکان ہو اور اس سے یومیہ چالیس دینار کما کر راہ خدا میں صدقہ کروں اور میری نمازوں میں بھی خلل نہ آئے پھر بھی میں تجارت کا مشغلہ اختیار نہیں کروں گا۔ ان سے اسکی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا مجھے شدت حساب کا خوف دامن گیر ہے۔

اس کو محمد بن جنید التمار نے محاربی سے عمرو بن مرۃ عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے اور خیثمہ نے ابوالدرداءؓ سے اسکے مثل نقل کیا ہے۔

۶۷۶- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، ابو معاویہ، اعمش، خیثمہ کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے: میں آپ ﷺ کے دعویٰ نبوۃ سے قبل تاجر تھا۔ آپ ﷺ کے دعویٰ نبوت کے بعد میں نے عبادت وتجارت کو جمع کرنے کی کوشش کی، لیکن میں ناکام رہا، جسکی وجہ سے تجارت کو ترک کر کے میں عبادت میں مشغول ہو گیا۔

۶۷۷- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، عن ابیہ احمد، عبدالصمد، عبداللہ بن بجیر، ابو عبد رب کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

میں اسکو پسند نہیں کرتا کہ مسجد کے دروازہ پر میری دکان ہو اور اس میں خرید وفروخت کے ذریعہ تین سو دینار یومیہ میری آمدنی ہو اور میری نمازوں میں بھی خلل نہ آئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ نے خرید وفروخت کو حلال نہیں کیا اور سود کو حرام نہیں ٹھہرایا، اس سے میرا مقصد فقط قرآنی آیات "لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله" کا مصداق بننا ہے۔

۶۷۸- ابوالدرداءؓ کا مرتبہ...... احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابو علاء حسن بن سوار، لیث بن سعد، معاویہ بن صالح، ابو زاہریہ، جبیر بن نفیر کے سلسلۂ سند سے عوف بن مالک کا قول مروی ہے:

میں نے خواب میں ایک قبر کے اردگرد بکریوں کو چرتے اور مینگنی کرتے دیکھا، میں نے پوچھا یہ مقبرہ کس کا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ عبدالرحمٰن بن عوف کا ہے۔ کچھ دیر بعد وہ خود اندر سے تشریف لائے اور ان سے کہا: اے عوف! اللہ نے قرآن کے عوض ہمیں یہ عطاء کیا ہے۔ اگر میں اس ٹیلہ کے اوپر سے دیکھوں تو مجھے عجیب وغریب نعمتیں نظر آئیں گی...... جن کو آپ کی نگاہیں نہیں دیکھ سکتیں، نہ آپ کے کان ان کو سن سکتے ہیں اور نہ ہی آپ کے دل میں ان کا خیال آ سکتا ہے، یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے تجارت کے ترک کرنے پر

ابوالدرداءؓ کے لئے تیار کی ہیں۔

۶۷۹-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، عن ابیہ احمد، اسماعیل بن ابراہیم، یونس بن عبید، حسن کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے

صرف خورد ونوش کو نعمت الٰہی سمجھنے والا عملی اعتبار سے کمزور ہوتا ہے اور اس کا عذاب سامنے رہتا ہے۔ اور جو دنیا سے استغناء نہ کرے وہ دنیا سے (آخرت کیلئے) کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔

۶۸۰-ابومحمد بن حیان، احمد بن علی بن جارود، ابوسعید اشج، ابوخالد، حسن کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

(انسان پر ہر وقت بے شمار نعماء الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے رہتا ہے۔ اور) کتنی ہی خدا کی نعمتیں ایک خاموش رگ میں مضمر ہوتی ہیں۔

۶۸۱-سلیمان بن احمد، احمد بن معلیٰ، محمود بن خالد، عمرو بن عبدالواحد، اوزاعی، حسان بن عطیہ کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے: اے لوگو! صالحین سے محبت کرنے اور حق کو حق پہچاننے تک تم خیر پر رہو گے...... کیوں کہ حق کا عارف اس پر عامل کے مانند ہے۔ ابن المبارکؒ نے اس کے مثل اوزاعی سے روایت کی ہے۔

۶۸۲-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق ثقفی، محمد بن صباح، سفیان، مسعر کے سلسلۂ سند سے سے قاسم بن محمد کی روایت منقول ہے:

ابودرداءؓ ذی علم لوگوں میں سے تھے۔

۶۸۳-**ابوالدرداءؓ کا حلم اور قرآن کا نزول**...... محمد بن علی، حسین بن محمد بن حماد، عبدالوھاب حوطی، اسماعیل بن عیاش، ضمضم بن زرعہ کے سلسلۂ سند سے شریح بن عبید کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے ابودرداءؓ کو لعن طعن کرتے ہوئے کہا: اے قاریو! تمہارا کیا حال ہے کہ تم ہم سے بھی زیادہ بزدل ہو، جب تم سے سوال کیا جائے تو بخیل بن جاتے ہو اور جب تم کھاتے ہو تو سب سے بڑے لقمے اٹھاتے ہو! حضرت ابوالدرداءؓ نے سکوت اختیار فرمایا: لیکن کسی ذریعہ سے یہ بات فاروق اعظمؓ تک پہنچ گئی۔ انہوں نے ابودرداءؓ سے پوچھا تو انہوں نے جواب میں فقط اتنا فرمایا: اللہ اسکی مغفرت فرمائے۔ پھر حضرت عمرؓ کو فرمایا: کیا ہم جو بھی سنیں گے اس پر ان سے لڑیں جھگڑیں گے کیا؟ اس کے بعد حضرت عمرؓ اس قائل کے پاس گئے اور اس کو گردن سے پکڑ کے آپ ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا میں نے ازراہ مذاق ایسا کہا تھا۔ اسی وقت قرآن کی درج ذیل آیت نازل ہوئی:

ولئن سالتھم لیقولن انما کنانخوض و نلعب۔ (التوبہ ۶۵)

"اگر تم ان سے (اس بارے میں) دریافت کرو گے تو کہیں گے ہم تو یوں ہی بات چیت اور دل لگی کرتے تھے! کیا تم خدا اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے؟"

۶۸۴-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان، جعفر بن برقان، میمون بن مہران کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

علم حاصل نہ کرنے والوں کیلئے ہلاکت ہے اور خدا چاہتا تو ان کو علم سے روشناس کر دیتا۔ نیز صاحب علم کیلئے ہلاکت ہے اگر وہ اس پر عمل نہ کرے۔ آپ نے دوسری سات بار ارشاد فرمائی۔

۶۸۵-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسماعیل بن علیہ، ایوب سختیانی، ابی قلابہ کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! قرآن کی تعلیم، تعلق مع اللہ اور لوگوں سے لاتعلقی کے بغیر تم فقیہ نہیں بن سکتے۔

۶۸۶-ابراہیم بن عبیداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالہ، لقمان بن عامر کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

فقیہ شخص کی روزی سہل کر دی جاتی ہے۔

۶۸۷-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، داؤد بن عمرو، اسماعیل بن عیاش، شرحبیل بن مسلم، شریک بن نہیک کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

چلنے پھرنے، آنے جانے اور ہر حال میں اہل علم کی معیت اختیار کرنے والا انسان ہی اصل میں فقیہ ہے۔

۶۸۸-عقل منداور بے وقوف کی عبادت میں فرق ......احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، ابیہ احمد، یزید، ابوسعید کندی کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

عقل مندوں (عالموں) کی نینداور کھانا پینا بھی بے وقوفوں (جاہلوں) کی شب بیداری اور روزوں کو قدغن لگاتا ہے۔ متقی عاقل کی ایک ذرہ قلیل عبادت بے وقوف کی پہاڑ جیسی کثیر عبادت سے بہتر ہے۔

۶۸۹-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن مقری، مسعودی، ابوہیثم کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! جن چیزوں کی مشقت خدانے انسان پر لازم نہیں تم ان کی تکلیف انسانوں کو مت دو۔ محاسبہ کا کام خدا کیلئے چھوڑ دو۔ دوسروں کے بجائے اپنا محاسبہ کرو، کیوں کہ ایسا شخص راحت میں رہتا ہے۔ ورنہ جو شخص لوگوں کی باتوں کے پیچھے پڑے گا اس کا رنج وغم طویل ہو جائے گا اور وہ اپنی ہی آتشِ غیظ میں بھڑکتا رہے گا۔

۶۹۰-عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابومعاویہ، اعمش، عبداللہ بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اللہ کی عبادت یوں کرو گویا کہ وہ تمہارے سامنے ہے، اپنے کو مردوں میں شمار کرو، خوب سمجھ لو کہ قلیل مال مستغنی کرنے والا غافل کرنے والے کثیر مال سے بہتر ہے۔ نیکی بوسیدہ نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاتا۔

۶۹۱-عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، ابواسامہ، خالد بن دینار، معاویہ بن قرۃ کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

مال واولاد کی کثرت کے بجائے علم وحلم کی زیادتی، نیکی پر اللہ کا شکر کرنا اور برائی پر ندامت اختیار کرنا انسان کے لئے باعثِ خیر ہے۔

۶۹۲-ابوالدرداءؓ کی تین محبوب چیزیں ......محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، عبدالرحمٰن مقری، سعید بن ابی ایوب، عبداللہ بن ولید، عباس بن جلید حجری کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اگر تین باتوں کا مزہ نہ ہوتا تو میں موت کو زیادہ پسند کرتا، عباسؒ کہتے ہیں میں نے کہا: وہ کیا ہیں؟ فرمایا: دن ورات میں اگر اپنے خالق کیلئے اپنا چہرہ نہ بچھاتا ہوتا، دن کی کڑی دو پہروں میں پیاسا نہ رہتا ہوتا اور ان مجالس میں بیٹھنا نہ ہوتا جن میں عمدہ کلام عمدہ پھلوں کی طرح چنا جاتا ہے......تو مجھے دنیا میں جینے کا کوئی شوق نہ ہوتا۔ پھر فرمایا: تقویٰ کا کمال یہ ہے کہ بندہ اللہ سے ڈرے......حتیٰ کہ ایک ذرہ کے بارے میں بھی اس کا خوف دامن گیر رکھے۔ حتیٰ کہ وہ تھوڑا سا حلال بھی چھوڑ دے جس کے بارے میں حرام ہونے کا معمولی شبہ ہو۔ اس طرح وہ حرام اور اپنے درمیان مضبوط آڑ بنالے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ مبین میں انجام کار بیان فرمادیا ہے فرمان الٰہی ہے:

من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ (سورۃ الزلزال)

جس نے ایک ذرہ خیر کیا وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ایک ذرہ شر اختیار کیا اس کو بھی دیکھ لے گا۔

پھر فرمایا: اے انسان! قلیل برائی سے بچنے کو معمولی نہ سمجھ اور نہ قلیل نیکی کرنے کو تھوڑا خیال کر۔

۶۹۳-محمد بن بدر، حماد بن مدرک، عمرو بن مرزوق، زائدۃ، منصور، سالم بن ابی جعد کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! تمہارے علماء تبلیغ دین اور تمہارے جہال حصول علم کی کوشش نہیں کرتے! حالآنکہ خیر کا معلم اور متعلم دونوں کا اجر مساوی ہے۔اوران دونوں کے علاوہ دنیا کے کسی شخص میں خیر نہیں۔

۶۹۴-تمام لوگ تین قسموں پر منحصر ہیں ...... کے لوگوں پر محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، یحیٰی بن اسحٰق، فرج بن فضالہ، لقمان بن عامر کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

لوگ تین قسم پر ہیں: عالم، متعلم اور بیکار جس میں کوئی خیر نہیں (اور تمام لوگ ان تینوں میں منحصر ہیں)۔

۶۹۵-مخلد بن جعفر، حسن بن علویہ، علی بن جعد کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! علم حاصل کرو، کیوں کہ اجر میں عالم اور متعلم دونوں برابر ہیں اور ان دونوں کے علاوہ کسی شخص میں خیر نہیں ہے۔

۶۹۶-عبداللہ الاصفہانی، محمد بن ابراہیم بن یحیٰی، یعقوب بن ابراہیم، یزید بن ہارون، جویبر، ضحاک کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے اہل دمشق! تم دین کے اعتبار سے آپس میں بھائی اور گھروں میں آپس میں ہمسایہ ہو، لیکن تمہارے علماء تعلیم اور جہال تعلم پر گامزن نہیں ہیں۔اے لوگو! فکرِ آخرت کے بجائے تم رزق کی فکر میں مگن ہو۔کان کھول کر سنو! ایک قوم نے بڑے مضبوط محلات تعمیر کئے، بڑا مال جمع کیا اور لمبی لمبی امیدیں وابستہ کیں، لیکن ان کو ناکامی اور ذلت ورسوائی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوا۔اے لوگو! تعلیم حاصل کرو، کیوں کہ عالم اور متعلم اجر میں برابر ہیں اور لوگوں کے لئے ان دونوں کے علاوہ تیسرے کسی شخص میں خیر نہیں ہے۔

۶۹۷-علی بن احمد بن محمد، اسحٰق بن ابراہیم، سلم بن جنادۃ، عبداللہ بن نمیر، حجاج بن دینار، معاویۃ بن قرۃ، عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! رفع علم سے قبل علم حاصل کرو اور دنیا سے علماء کا کوچ رفع علم ہے۔اور درحقیقت لوگوں کی دو ہی قسمیں ہیں: عالم اور متعلم۔

۶۹۸-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن جعفر ورکانی، شریک، منصور، ابووائل کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! مجھے تم کو نیکی کی دعوت دینے پر من جانب اللہ ثواب کی امید ہے، خواہ مجھ سے اس پر عمل نہ ہو سکے۔

۶۹۹-احمد بن اسحٰق، محمد بن احمد بن سلیمان ہروی، احمد بن سعید، ابن وہب، معاویۃ بن صالح، ضمرۃ بن حبیب کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

کوئی شخص متقی نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ عالم نہ ہو اور کوئی اچھا عالم نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اس پر عمل نہ کرے۔

۷۰۰-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن مقری، سلیمان بن مغیرۃ، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے

قیامت کے روز مجھے سب سے زیادہ بارگاہ الٰہی میں حاضری کے موقع پر اس بات کا خوف دامن گیر ہے کہ مجھ سے یہ سوال کیا جائے: جو علم تم نے حاصل کیا تھا اس پر کیا عمل کیا؟۔

۷۰۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سریج بن یونس، ولید بن مسلم، علی بن حوشب کے والد کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

قیامت کے روز بارگاہ الٰہی میں حاضری کے موقع پر مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے کہ مجھ سے سوال کیا جائے اے عویمر! (آپؓ کا اصل نام) تم نے علم حاصل کیا یا جاہل کے جاہل رہے؟ اگر میں کہوں کہ میں نے علم حاصل کیا ہے تو کوئی ممانعت اور حکم

والی آیت باقی نہ رہے گی جس کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کیا تم نے آیت امر پر عمل لیا اور آیت خوف سے ڈرے۔

نیز فرمایا: میں غیر نافع علم، سیر نہ ہونے والے نفس اور قبول نہ کی جانے والی دعا سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

۷۰۲-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالۃ، لقمان بن عامر کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

میں اس بات سے بہت خوف زدہ ہوں کہ قیامت کے روز مخلوق کے روبرو پیشی کے موقع پر اللہ مجھ سے حصول علم اور پھر اس پر عمل کے بارے میں سوال کرے۔

۷۰۳-خادم رکھنے سے ممانعت ...... سلیمان بن احمد، اسحق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبدالرزاق، معمر کے سلسلۂ سند سے ان کے ایک ساتھی کی روایت منقول ہے:

ابودرداء نے سلمان رضی اللہ عنہما کو درج ذیل باتوں پر مشتمل خط لکھا۔

امابعد:

اے بھائی! بیماری اور مشغولیت سے قبل صحت وفراغت کو غنیمت سمجھ، کیونکہ بیماری کو بندے ٹالنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ مظلوم کی بددعاء سے ڈر۔ مسجد کو اپنا گھر بنالے، کیوں کہ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق مسجد ہر متقی کا گھر ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے جن کے گھر مساجد ہیں...... راحت وآرام اور سکون کا وعدہ کیا ہے۔ نیز پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گذر کر خدا تک پہنچنے کا وعدہ کیا ہے۔ اے بھائی! یتیم پر رحم کر، اسے اپنے سے قریب کر اور اس کو اپنے کھانے میں سے کھانا کھلا۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو قساوت قلبی دور کرنے کے لئے انہی باتوں کی وصیت فرمائی تھی۔ اتنا مال جمع کر! جس کا آسانی سے شکر ادا ہو سکے۔ کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: قیامت کے روز صاحب مال کو لایا جائے گا جس نے مال میں اللہ کی اطاعت کی ہوگی۔ وہ آگے آگے ہوگا، مال اس کے پیچھے پیچھے ہوگا۔ پل صراط پر گذرتے ہوئے جب بھی اس کو کوئی رکاوٹ آئے گی پیچھے سے اس کا مال اس کو کہے گا: چلو! چلو! تم نے اپنے مال میں اللہ کا حق ادا کر دیا ہے؟ نیز فرمایا: اور قیامت کے دن اس صاحب مال کو بھی لایا جائے گا جس نے اپنے مال میں اللہ کی حکم عدولی کی ہوگی، پل صراط پر گزرتے ہوئے اس کا مال اس کے کاندھوں کے درمیان ہوگا، وہ بار بار اس کو پھسلائے گا اور کہے گا تو ہلاک ہو، تو نے مجھ میں اللہ کا لازمی حق کیوں ادا نہیں کیا؟ وہ اسی طرح ہلاکت کو پکارتا رہے گا۔ اور اے بھائی! میں نے سنا ہے کہ تم نے ایک خادم رکھ لیا ہے۔ اے بھائی! خادم رکھنے کے بجائے اپنا کام خود کرو، کیوں کہ فرمان نبوی ﷺ ہے: بندہ مسلسل خدا سے قریب رہتا ہے جب تک وہ کسی خادم سے مدد نہ لے، جب وہ خادم رکھ لیتا ہے تو اس پر اس کا حساب واجب ہو جاتا ہے[۱]۔ میری اہلیہ ام الدرداءؓ نے مجھ سے ایک خادم رکھنے کا تقاضا کیا، حالانکہ میں ان دنوں مالدار تھا، لیکن حساب ہونے کی وجہ سے میں نے اس کو ناپسند سمجھا۔ اے میرے بھائی! قیامت کے دن میرا اور تیرا کون مددگار ہوگا اگر ہم سے پورا پورا حساب لیا گیا جبکہ ہمیں حساب کا خوف بھی نہ ہو۔ اور اے میرے بھائی! رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہونے کی وجہ سے دھوکہ میں مت پڑ جانا، کیونکہ ہم آپ ﷺ کے بعد ایک طویل مدت جی چکے ہیں اور اللہ ہی کو علم ہے آپ ﷺ کے بعد ہمارا کیا حال ہے؟

۱۔ المصنف لعبد الرزاق ۲۰۰۲۹. وکنز العمال ۲۵۰۸۷. ومکارم الاخلاق ۷۴، ۷۵.

ابن جابر اور مطعم بن مقدام نے اسی کے مثل ابوالدرداءؓ کا ایک خط حضرت سلمانؓ کے نام بروایت محمد بن واسع نقل کیا ہے۔

۷۰۴-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے ثابت بنانی کا قول مروی ہے:

خلیفہ یزید بن معاویہ نے ابودرداءؓ کو ان کی لڑکی الدرداء کے بارے میں پیغام نکاح بھیجا۔لیکن ایک شخص نے بالا صرار یزید سے اجازت لیکر اس لڑکی سے شادی کرلی۔لوگوں نے اس بات کی وجہ سے ابودرداءؓ کو عار دلائی، کہ خلیفہ کا پیغام نکاح مسترد کردیا اور ایک غریب شخص سے بیٹی بیاہ دی۔لیکن ابودرداءؓ نے ان کی اس بات پر کوئی توجہ نہیں دی اور فرمایا: میں نے درداء بیٹی کا خیال کیا ہے، اگر اس پر ایک بے غیرت شخص بڑا بن کر کھڑا ہو جاتا اور ایسے گھر میں وہ رہتی جس میں اس کی نظریں بھی چکا چوند ہوتی ہیں تو بتاؤ اس کا دین سلامت رہتا!۔

۷۰۵-ابوجعفر احمد بن محمد بن سلیمان، عبداللہ بن احمد مخزومی، ابوعوف عبدالرحمٰن بن مرزوق، داؤد بن مہران کا قول مروی ہے:

داؤد کہتے ہیں: میں فضیل بن عیاض کے سامنے دیر تک کھڑا رہا، ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں میں سمجھ رہا تھا کہ وہ مجھے دیکھ رہے ہیں۔آپ کافی دیر تک اسی حال میں رہے پھر انہوں نے گردن اٹھائی اور مجھ سے سوال کیا تم کب سے کھڑے ہوا ے بیٹے!؟ میں نے عرض کیا بہت دیر سے۔فرمایا: ہم کسی خیال میں تھے اور تم کسی خیال میں۔پھر انہوں نے حدیث سنائی کہ ہمیں سلیمان بن مہران (الاعمش) نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کرتے ہوئے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان سنایا:

اللہ اپنے نافرمان کو لوگوں کے قلوب میں مبغوض بنا دیتا ہے۔لیکن خود اسے معلوم بھی نہیں ہوتا۔پھر فضیل نے فرمایا: جانتے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔فرمایا: بندہ خلوت میں اللہ عزوجل کی نافرمانی کا ارتکاب کرتا ہے جس کی وجہ سے مؤمنین کے دلوں میں اللہ اس کی نفرت پیدا کردیتے ہیں۔

۷۰۶-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالہ، لقمان بن عامر کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے انسان! تیرے بھائی کا تجھ پر عتاب اس کے غائب ہونے سے بہتر ہے۔تیرے بھائی سے زیادہ تیرا کون خیر خواہ ہوگا؟ اپنے بھائی کو عطاء کر اور اس کے لئے نرم اور ملنسار بن۔اس سے حسد نہ کر ورنہ تو بھی اس کے مثل ہو جائے گا۔کل موت آنے والی ہے اسی وقت وہ تجھ سے اپنا منہ پھیرے گا! اور تم کسی کی موت کے بعد کیوں روتے ہو جبکہ اس کی زندگی میں اس سے ملنا بھی نہیں چاہتے۔

۷۰۷-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، داؤد بن عمر، عبثر، برد، حزام بن حکیم کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! اگر تمہیں مابعد الموت کے احوال معلوم ہو جائیں تو تم من پسند خورد و نوش اور سایہ دار گھروں کو چھوڑ کر سینہ پیٹتے ہوئے صحراؤں کی طرف نکل پڑو اور مسلسل تم پر گریہ طاری رہنے لگے اور تم انسان کے بجائے درخت بننے کی تمنا کرنے لگو جس کو کاٹ کر کھالیا جائے۔

۷۰۸-محمد بن علی بن حبیش، موسیٰ بن ہارون حافظ، ابوالربیع و داؤد بن رشید، بقیہ، بحیر بن سعید، خالد بن معدان، ابوعثمان یزید بن مرثد ہمدانی کی سند سے حضرت ابوالدرداءؓ سے منقول ہے: ایمان کی بلندی خدا کے حکم پر صبر، تقدیر پر رضامندی، توکل میں خلوص اور پروردگار عزوجل کیلئے ہر وقت سر تسلیم خم رہنا ہے۔

۷۰۹-ابوالدرداء کا خط..... محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، عبداللہ بن صالح کے سلسلۂ سند سے عبدالرحمٰن بن محمد محاربی کی روایت منقول ہے:

ابودرداءؓ نے بذریعہ خط اپنے ایک بھائی کو لکھا امابعد!

اے میرے بھائی! دنیا کے معاملہ میں تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے، تجھ سے پہلے بھی اس کے گھر والے تھے وہ چلے گئے اور تیرے بعد بھی اس کے گھر والے بنتے رہیں گے۔ اس دنیا سے تیرے فائدہ کی چیز وہی ہے جو تو اپنی آخرت کیلئے آگے بھیج دے۔ اس کے آثار تیری اولاد کی اصلاح پر منتج ہونگے۔ کیونکہ تو مر کر ایسی ذات کی طرف جانے والا ہے جہاں تیرا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا، جبکہ تم دنیا میں ایسی اولاد کیلئے مال جمع کرتے ہو جو تمہاری تعریف تک نہیں کرتی۔ یاد رکھو! تم دو طرح کی اولاد ہی کیلئے مال جمع کرتے ہو یا تو ایسی اولاد کیلئے جو اس مال میں اللہ کی اطاعت کرے گی، اس صورت میں وہ ایسے مال سے نیک بخت ہو جائے گی جس کے جمع کرنے کی وجہ سے تم بدبخت ہوئے۔ یا ایسی اولاد کیلئے جو اس سے خدا کی نافرمانی کا ارتکاب کرے گی۔ اس صورت میں وہ خود بدبخت ہو جائے گی اس مال کی بدولت جو تو نے اس کیلئے جمع کیا ہے۔ اللہ کی قسم! ان دونوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کیلئے تم اپنی کمر پر بوجھ لادو۔ لہذا آخرت کے معاملہ تم اس کو اپنی ذات پر ترجیح مت دو۔ جو گزر گئے ان کیلئے اللہ سے رحمت کی امید رکھو! اور جو پیچھے رہ جائیں گے ان کیلئے اللہ کی روزی پر اعتماد رکھو۔ والسلام

۷۱۰- احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ولید بن مسلم، صفوان بن عمرو، عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر عن ابیہ کی سند سے اور ولید کہتے ہیں ثور، خالد بن معدان، جبیر بن نفیر کی سند سے بھی مروی ہے، جبیر کہتے ہیں:

قبرص کی فتح کے بعد اس کے اہلیان میں تفریق کر دی گئی۔ کافر لوگ ایک دوسرے کو یاد کر کے رونے لگے: اس موقع پر ابودرداء بھی رونے لگے۔ جبیر کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے ابوالدرداء! یہ تو ہم مسلمانوں کیلئے خوشی کا وقت ہے، اس دن میں اللہ نے اسلام کو عزت عطا کی ہے۔ آپؓ نے روتے ہوئے فرمایا: افسوس اے جبیر! یہ دیکھو کہ جب کوئی قوم اللہ کی نافرمانی کرتی ہے تو وہ کس قدر اللہ کے ہاں بے وقعت ہو جاتی ہے۔ یہ قوم کیسی طاقت اور غلبہ والی تھی لیکن انہوں نے اللہ کا امر چھوڑ دیا تو اس حال کو پہنچ گئی جو تم دیکھ رہے ہو۔

۷۱۱- **آخرت کی یاد میں چند روایات** ...... احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ولید بن جابر، اسماعیل بن عبیداللہ کے سلسلۂ سند سے ام الدرداءؓ کا قول مروی ہے:

ابودرداءؓ نے بوقت وفات فرمایا: (موت کو بالکل سامنے دیکھتے ہوئے) کون میرے اس دن کے عمل کی طرح عمل کرے گا؟ میری اس گھڑی کی طرح کون عمل کرے گا؟ میرے اس لیٹنے کی طرح کون عمل کرے گا؟ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

ونقلب افئدتهم وابصارهم كمالم يؤمنوا به اول مرة (الانعام ۱۱۰)

اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ پلٹ دیں گے جیسے وہ اس پر پہلی بار ایمان نہیں لائے تھے۔

۷۱۲- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، معمر بن سلیمان رقی کے سلسلۂ سند سے فرات بن سلیمان کا قول مروی ہے:

ابودرداءؓ فرمایا کرتے تھے: مال جمع کرنے والے کے لئے ہلاکت ہے۔ وہ منہ بھرا ہوا مجنون ہے۔ لوگوں کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کو نظر آتا ہے اور خود کے پاس جو ڈھیر جمع ہے وہ اس کی آنکھوں سے اوجھل رہتا ہے۔ اگر اس کی طاقت میں ہو تو وہ کمانے کیلئے رات کو بھی دن میں شامل کر دے۔ ہلاکت ہے اس کیلئے سخت حساب اور شدید عذاب کی۔

۷۱۳- عبدالرحمن بن عباس بن عبدالرحمن، ابراہیم بن اسحق حربی، ہیثم بن خارجہ، اسماعیل بن عیاش کے سلسلۂ سند سے شرحبیل کا قول مروی ہے:

ابو درداءؓ جنازہ کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے: تم صبح کو چل پڑے شام کو ہم بھی آنے والے ہیں۔ یا تم شام کو چلے گئے ہم صبح کو آنے والے ہیں۔ موت بہت اچھی نصیحت ہے لیکن غفلت بھی سخت ہے۔ وعظ و نصیحت کیلئے موت کافی ہے۔ ایک ایک کر کے اچھے لوگ چلے گئے بے حلم لوگ رہ گئے ہیں۔

۷۱۴- عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن حربی، علی بن جعد، شعبۃ، معاویۃ بن قرۃ کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

لوگوں کے تین چیزوں کو ناپسند کرنے کے باوجود مجھے ان سے محبت ہے۔ فقر، مرض اور موت۔

۷۱۵- عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم حربی، علی بن جعد، شعبۃ، عمرو بن مرۃ عن شیخہ کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اللہ سے ملاقات کے اشتیاق کی وجہ سے میں موت کو پسند کرتا ہوں۔ تواضع پیدا کرنے کی وجہ سے فقر کو پسند کرتا ہوں۔ اور معاصی کے لئے کفارہ بننے کی وجہ سے مرض کو پسند کرتا ہوں۔

۷۱۶- عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، ابو ربیع رشدینی، ابن وہب، یحییٰ بن ایوب، خالد بن یزید کے سلسلۂ سند سے ابو ہلال کی روایت منقول ہے، ابو درداءؓ فرمایا کرتے تھے:

اے اہل دمشق! نہ کھائے جانے والے مال کو جمع کرنے، نہ رہنے والے گھروں کی تعمیر کرنے اور پوری نہ ہونے والی امیدوں کے وابستہ کرنے سے تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم سے پہلے لوگوں نے مال جمع کئے اور ان کی حفاظت کی، امیدیں باندھیں اور بہت لمبی باندھیں، عمارات تعمیر کیں اور خوب مضبوط کیں...... لیکن اس کے باوجود ناکامی کے علاوہ ان کو کچھ حاصل نہیں ہوا اور وہ سب تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ ان کی امیدیں دھوکہ کی نذر ہو گئیں، ان کے گھر انہی کیلئے قبر بن گئے۔ یہ قوم عاد تھی، جس نے عدن سے عمان تک مال و اولاد جمع کی۔ لوگو! کوئی ہے جو تمام آل عاد کا ترکہ مجھ سے دو درہموں کے عوض خریدے؟۔

۷۱۷- عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، ابو ربیع رشدینی، ابن وہب، یحییٰ بن ایوب، عمرو بن عیاش، صفوان بن عمرو کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے مال والو! اپنے اموال سے اپنے تن و توش موٹے کر لو قبل اس سے کہ یہ اموال ہمارے اور تمہارے لئے (موت کے بعد بے فائدہ اور) برابر ہو جائیں۔ ورنہ اب بھی ہم اور تم اس میں برابر ہیں تم ان کو صرف دیکھ دیکھ کر جیتے ہو اور ہم بھی تمہارے ساتھ ان کو دیکھ لیتے ہیں۔

نیز فرمایا: اے لوگو! کھانے سے سیرابی اور علم سے عدم سیرابی کے وقت تمہارے لئے خطرہ ہے۔

نیز فرمایا: تم میں سے وہ شخص بہترین ہے جو اپنے ساتھی کو کہے: آؤ ہم موت سے پہلے روزے رکھتے ہیں۔ اور وہ شخص بدترین ہے جو کہے: آؤ ہم کھائیں پئیں اور کھیل کود کریں۔

ایک قوم کو تعمیر میں مشغول دیکھ کر ابو درداءؓ نے ان سے فرمایا: تم دنیا کو نیا کرنے میں مشغول ہو جبکہ اللہ پاک اس کو خراب اور ویران کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ بے شک اللہ کا ارادہ ہی سب پر غالب ہے۔

۷۱۸- ابو محمد بن حیان، ابو یحییٰ رازی، ہناد بن سری، وکیع، اسامۃ بن زید کے سلسلۂ سند سے مکحول کی روایت منقول ہے:

ابو درداءؓ منہدم عمارتوں کے پاس جا کر کہتے: ہائے ویرانوں کے ویرانے! ان کے ہلاک ہو۔ ؟ والے مکین کہاں گئے۔

۷۱۹- حبیب بن حسن، عمرو بن حفص سدوسی، عاصم بن علی، ابو ہلال کے سلسلۂ سند سے معاویہ بن قرۃ کا قول مروی ہے ایک بار ابو درداءؓ بیمار پڑ گئے۔ آپ کے پاس آپ کے ساتھی آئے اور پوچھا اے ابوالدرداء! آپ کو کیا مرض ہے؟ فرمایا: مجھے گناہوں کا مرض ہے۔ لوگوں نے پوچھا: آپ کو کسی شئی کی خواہش ہے؟ فرمایا: میں جنت چاہتا ہوں۔ لوگوں نے کہا: ہم آپ کیلئے طبیب کو بلائیں؟ فرمایا: اسی نے

تو مجھے بستر پر لٹایا ہے۔

۷۲۰-عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن بشر، مسعر کی سند سے عون بن عبداللہ سے مروی ہے:

ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں جو تلاش کرتا ہے وہ پالیتا ہے، جو تکلیف دہ امور پر صبر نہیں کرتا وہ حالات سے عاجز آجاتا ہے۔ اگر تم لوگوں کو کاٹنا چاہو گے تو وہ تمہیں کاٹ دیں گے اور اگر تم ان کو چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ عون نے عرض کیا: پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: فقر و فاقہ والے دن کیلئے آج (مستحق) لوگوں کو قرض دو۔

۷۲۱-محمد بن علی بن حبیش، اسماعیل بن اسحاق سراج، داؤد بن رشید، ولید، سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ حضرت ابوالدرداءؓ کو کہا گیا کہ ہمارے لئے اللہ سے دعا کریں! فرمایا: میں تیرنا صحیح نہیں جانتا اور مجھے غرق ہونے کا خوف لگا رہتا ہے۔

۷۲۲-عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن عبداللہ بن رستہ، شیبان بن فروخ، ابوالاشہب، حسن کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! مجھے تمہارے علماء کے گمراہ ہونے اور منافق کے قرآن سے جدال کرنے کا خطرہ ہے۔ قرآن حق ہے۔ قرآن پر ایک راہنما منارہ ہے۔ جس طرح راستوں کے سروں پر منارہ ہوتا ہے۔ اور جو شخص دنیا سے غنی نہ ہو اس کیلئے دنیا بے فائدہ ہے۔

۷۲۳-احمد بن اسحٰق، عبداللہ بن سلیمان بن اشعث، محمود بن خالد، عمرو بن عبدالواحد، اوزاعی کے سلسلۂ سند سے بلال بن سعد کا قول مروی ہے: وہ فرماتے ہیں: حضرت ابودرداءؓ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں دل کے منتشر ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ دل کا انتشار کیا ہے؟ فرمایا: یہ کہ میرے لئے مختلف جگہوں میں مال رکھ دیا جائے۔

۷۲۴-محمد بن علی بن حبیش، اسحٰق بن سلمۃ، ابوہشام رفاعی، عبدالرحمٰن بن مہدی، معاویہ بن صالح، عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر کے والد جبیر کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

جن لوگوں کی زبان اللہ کے ذکر میں سرشار رہتی ہے ان میں سے ہر شخص جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوگا۔

۷۲۵-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن مہدی، سفیان، منصور کے سلسلۂ سند سے سالم کی روایت منقول ہے:

ابودرداءؓ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ سعد بن منبہ نے ایک سو غلام آزاد کئے ہیں، فرمایا: سو غلام بہت بڑا مال ہے اگر تم چاہو تو میں اس سے بھی افضل شئی بتاؤں! دن اور رات ہر وقت ایمان کو لازم پکڑنا اور زبان کا ذکر الٰہی میں مشغول رکھنا اس سے بدرجہا بہتر ہے۔

۷۲۶-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن مہدی، شعبۃ، عمران القصیر کی سند سے ابورجاء سے منقول ہے، ابودرداءؓ کا قول ہے:

میں ایک سو مرتبہ اللہ اکبر کہوں یہ مجھے سو دینار اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے عزیز ہے۔

۷۲۷-عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، ابواسامہ، عبدالحمید بن جعفر، صالح بن ابی عریب، کثیر بن مرۃ حضرمی کی سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سب سے اچھا عمل نہ بتاؤں؟ جو تمہارے مالک کے نزدیک محبوب ترین ہے، تمہارے درجات میں سب سے زیادہ اجر والا ہے، وہ عمل اس سے بہتر ہے کہ تم جنگ میں شریک ہو اور دشمن تمہاری گردن مارے اور تم دشمن کی گردن مارو، وہ عمل اللہ کی راہ میں دراہم و دنانیر خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ لوگوں نے کہا اے ابوالدرداء! وہ کیا عمل ہے؟ فرمایا: اللہ کا ذکر، اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

۷۲۸-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوعبداللہ محمد بن سالم طاکمی، فرج بن فضالہ، اسید بن وداعہ کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

مسلمان اور کافر فقط زبان کی وجہ سے (کلمہ شہادت پڑھنے اور نہ پڑھنے) کی وجہ جنت اور دوزخ میں جائیں گے۔ یہی زبان مؤمن کی ہو تو اللہ کے نزدیک سب سے اچھی ہے۔ اور یہی زبان کافر کی ہو تو اللہ کے ہاں سب سے مبغوض ہے۔

۷۲۹- عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابن نصیر، اسماعیل بن عمرو، مالک بن مغول کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

موت کو اکثر یاد کرنے والے کی خوشیاں کم ہو جاتی ہیں اور اس کا جسم گھٹ جاتا ہے۔

۷۳۰- عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، عبداللہ بن عمر، ابن خراش، عوام، ابراہیم تیمی کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے: موت کو بہت یاد کرنے والا ہنسی مزاق کم کرتا ہے اور وہ جسمانی کمزور ہوتا ہے۔

۷۳۱- عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم حربی، عبداللہ بن عمر ابو اسامۃ، عبدالرحمٰن بن یزید، اسماعیل بن عبید اللہ کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے باری تعالیٰ! مجھے بروں کے ساتھ زندہ مت رکھ اور مجھے صالحین کے ساتھ دنیا سے اٹھا۔

۷۳۲- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالہ کے سلسلۂ سند سے لقمان بن عامر کا قول مروی ہے:

ابو درداءؓ فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! عمل بد میں مجھے مبتلا مت فرما جسکی وجہ سے میں بروں کے نام سے پکارا جاؤں۔

۷۳۳- عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابو بکر بن ابی شیبہ، یزید بن ہارون، یحیٰی بن سعید، ابو بکر بن محمد کے سلسلۂ سند سے ابو عون کا قول مروی ہے، ابو درداءؓ فرمایا کرتے تھے: ہر گزرنے والی شب کے بعد جب میں صبح کرتا ہوں تو لوگ مجھے حسب سابق پاتے ہیں مگر میں خوب جانتا ہوں کہ ہر رات میں اللہ کی مجھ پر نعمتیں اترتی ہیں۔

۷۳۴- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحیٰی بن سعید، عبدالرحمٰن بن عمار، یحیٰی بن سعید، خلاد بن سائب کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے: ہر گزرنے والی رات جس میں میں سلامت رہتا ہوں اور کوئی تکلیف نہیں پہنچتی اور ہر گزرنے والا دن جس میں میں سلامت رہتا ہوں اور مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی تو میں سمجھتا ہوں کہ میں بہت بڑی عافیت میں ہوں۔

۷۳۵- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، محمد بن فضیل، حصین، سالم بن ابی جعد کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! کیا وجہ ہے کہ تم فکرِ آخرت کے بجائے دنیا کی فکر کرتے ہو؟ جس (دین) پر تم کو نگہبان بنایا گیا ہے اس کو تم ضائع کرتے ہو، میں تمہارے بدترین لوگوں کی بات بتاتا ہوں، وہ لوگ گھڑسواری میں اکڑتے ہیں، نمازوں میں کوتاہی کا شکار ہیں اور آخر میں نماز میں پہنچتے ہیں، وہ قرآن میں غور نہیں کرتے اور غلاموں کے آزاد کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔

۷۳۶- عبداللہ الاصفہانی، احمد بن محمد بن حسن، ربیع بن ثعلب، فرج بن فضالہ، لقمان بن عامر کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے

اے لوگو! مظلوم ویتیم کی بددعاء سے احتراز کرو، کیوں کہ وہ لوگوں کے آرام کے وقت شب میں اللہ کی طرف جاتی ہیں۔

۷۳۷- ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو جریر، منصور، ابو وائل کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اس شخص پر ظلم کرنے والا جس کا خدا کے سوا کوئی نہیں میرے نزدیک ابغض الناس ہے۔

۷۳۸- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، بکر بن مضر، عبید اللہ بن زحر، ہیثم بن خالد کے سلسلۂ سند سے ابن عنو کا قول مروی ہے: ہم نے ایک بار کریب بن ابرہہ سے ملاقات کی، اس وقت وہ سواری پر تھے اور ان کا غلام ان کے پیچھے بیٹھا تھا۔ اسو قت انہوں نے فرمایا: میرے سامنے ابو درداءؓ نے فرمایا بندہ اس وقت تک اللہ سے دور ہوتا رہتا ہے جب تک اس کے پیچھے کوئی چلتا رہتا ہے۔

۷۳۹-ابوبکر بن مالک،عبداللہ بن احمد بن حنبل،احمد بن حنبل،ولید بن مسلم،ابن جابر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:حضرت ابو درداءؓ جب بھی تہجد گزاروں کو تہجد میں قرآن پڑھتے سنا کرتے تو فرماتے:یہ لوگ قیامت سے قبل ہی اپنی جانوں پر رونے والے ہیں اوران کے قلوب اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے۔

ہیثم بن خارجہ نے ولید عن ابن جابر عن عطاء بن مرہ عن ابی الدرداءؓ کے طریق سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۷۴۰-عبداللہ بن محمد،محمد بن شبل،ابوبکر بن ابی شیبہ،محمد بن بشر،حکم بن فضیل،زید بن اسلم کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو!ہمیشہ خیر تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کی نفحات (برکات) کی جستجو کرو کیونکہ جس کو اللہ چاہتے ہیں اپنی رحمت سے وہ عطاء کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے پردہ پوشی اور امن وسکون کا سوال کرو۔

۷۴۱-عبداللہ الاصفہانی،ابراہیم بن محمد بن حسن،احمد بن سعید،ابن وہب،عمرو بن حارث اوران کے والد حارث کے سلسلۂ سند سے عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر کی روایت منقول ہے:ایک شخص نے حضرت ابوالدرداءؓ کو کہا:مجھے ایسے کلمات سکھا دیجئے جن سے اللہ مجھے فائدہ دے۔فرمایا:دو،تین،چار اور پانچ باتیں ہیں جوان پر عمل کرلے،اللہ کے ہاں اس کیلئے بلند درجات ہیں۔پھر فرمایا:حلال کے سوا کچھ نہ کھاؤ،حلال اور پاکیزہ شئ کے علاوہ کچھ نہ کماؤ،اپنے گھر میں پاکیزہ (شئ اور پاکیزہ) شخص کو ہی لاؤ،اللہ عزوجل سے سوال کرو کہ وہ تمہیں صرف دن دن کا رزق دیا کرے اور جب تم صبح کرو تو اپنے کو مردوں میں شمار کرو گویا کہ تم ان سے مل گئے ہو۔اپنی عزت وآبرو اللہ عزوجل کے سپرد کردو......پس جو شخص تمہیں گالی دے،برا بھلا کہے یا تم سے لڑائی کرے تم اس کو اللہ عزوجل کے سپرد کرکے کنارہ کرلو اور آخری بات یہ کہ جب بھی تم سے کوئی خطاء سرزد ہو جائے تو اللہ عزوجل سے استغفار کرو۔

۷۴۲-عبداللہ بن محمد بن جعفر،ابراہیم بن محمد بن حسن،عبدالجبار بن علاء،سفیان،خلف بن حوشب کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

بعض لوگوں کے سامنے بظاہر ہم ہنستے ہیں لیکن ہمارے قلوب ان پر لعنت کرتے ہیں۔

۷۴۳-عبداللہ الاصفہانی،ابراہیم بن محمد بن حسن،احمد بن سعید،ابن وہب،ابن لہیعۃ،بکر بن سوادۃ کے سلسلۂ سند سے خالد بن حدیر اسلمی کی روایت منقول ہے:

خالد کہتے ہیں:ایک بار میں ابو درداءؓ کے پاس گیا ان کے نیچے اور اوپر اون کی چادر اور پٹی تھی۔آپؓ بیمار تھے۔میں نے ان کی خدمت میں امیر المؤمنین کا بھیجا ہوا عمدہ بچھونا اور مرعزی چادر پیش کرنے کا پوچھا تو انہوں نے فرمایا:ہمارا ایک اصلی گھر ہے،ہمیں اس کی طرف کوچ کرنا ہے لہذا ہم اسی کیلئے عمل کریں گے۔

۷۴۴-محمد بن معمر،ابوشعیب حرانی،یحییٰ بن عبداللہ،اوزاعی،کے سلسلۂ سند سے حسان بن عطیہ کا قول مروی ہے:

ابو درداءؓ سے کچھ لوگوں نے میزبانی طلب کی۔لہذا آپؓ نے ان کی مہمان نوازی کی۔رات کو کچھ لوگوں کو عام سے بستر پر سلایا اور باقی لوگوں کو بغیر بستر کے ان کے اپنے کپڑوں میں سلایا۔جب صبح ہوئی تو حضرت ابوالدرداءؓ نے ان سے کچھ ناگواری محسوس کی آپؓ فرمانے لگے:ہمارا ایک گھر ہے جس کیلئے ہم سامان جمع کررہے ہیں اور اسی کی طرف ہم کو لوٹ کر جانا ہے۔

۷۴۵-سلیمان بن احمد،احمد بن مسعود،محمد بن کثیر،اوزاعی کے سلسلۂ سند سے حسان کا قول مروی ہے:

ابو درداءؓ نے اہل دمشق سے فرمایا:سالہا سال سے سیراب ہوکر کھانے کے باوجود تمہاری مجالس ذکر الٰہی سے خالی ہیں۔تمہارے علماء تعلیم دینے اور تمہارے جہال تعلیم حاصل کرنے سے دور کیوں ہیں؟اگر تمہارے علماء چاہیں تو اپنے علم میں مزید اضافہ

کر سکتے ہیں اور تمہارے جہال علم حاصل کرنا چاہیں تو خوب حاصل کر سکتے ہیں۔ لہذا جو شی تمہارے لئے مفید ہے اسے لے لو اور نقصان دہ شی کو جھٹک دو۔ خدا کی قسم! ہر امت خواہش پرستی اور اپنے کو اچھا سمجھنے کی وجہ سے ہلاک ہوئی ہے۔

۷۴۶-احمد بن بندار، ابوبکر بن ابی داود، علی بن خشرم، عیسیٰ بن یونس، اوزاعی کے سلسلۂ سند سے حسان بن عطیہ کا قول مروی ہے: ابو درداءؓ نے ایک شخص کو اپنے لڑکے کو آراستہ کرتے دیکھا تو فرمایا: یہ اس کی گمراہی کا سبب ہے۔

۷۴۷-احمد بن بندار، ابوبکر بن ابی داؤد، محمود بن خالد، عمرو بن عبدالواحد، اوزاعی کے سلسلۂ سند سے حسان بن عطیہ کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے حضرت ابودرداءؓ سے اپنے بھائی کا شکوہ کیا۔ ابودرداءؓ نے اس سے فرمایا عنقریب من جانب اللہ تمہاری مدد کی جائیگی۔ کچھ روز بعد شا کی ایک وفد کے ساتھ حضرت معاویہ کے پاس گیا تو انہوں نے ایک سو دینار اسے ہدیہ کئے اور اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔

۷۴۸-ابومحمد بن حیان، علی بن اسحٰق، حسین بن مروزی، ابن مبارک، یونس بن سیف، ابوکبشہ سلوکی کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

قیامت کے روز غیر عامل عالم...... اللہ کے ہاں سب سے بڑا بد بخت ہوگا۔

۷۴۹-احمد بن اسحٰق، عبداللہ بن سلیمان بن اشعث، علی بن خشرم، عیسیٰ بن یونس، اوزاعی کے سلسلۂ سند سے حسان بن عطیہ کا قول مروی ہے:

ابودرداءؓ فرمایا کرتے تھے: اے باری تعالیٰ! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ علماء کے قلوب مجھے لعنت کریں پوچھا گیا: وہ کیسے آپ کو لعنت کریں گے؟ فرمایا: جب وہ مجھ سے کراہت کرنے لگیں تو سمجھو کہ وہ مجھے لعنت کر رہے ہیں۔

۷۵۰-ابومحمد بن حیان، علی بن اسحٰق، حسین بن مروزی، ابن مبارک، خلف انصاری، یونس بن سیف، ابوکبشہ سلوکی کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھانے والا شخص قیامت کے روز عند اللہ اشر الناس ہوگا۔

۷۵۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حسن بن عبدالعزیز مصری، ایوب بن سوید، ابن جابر کے سلسلۂ سند سے عمیر بن ہانی کا قول مروی ہے:

ابودرداءؓ فرمایا کرتے تھے: جھٹلانے والے، نافرمانی کرنے والے اور نقضِ عہد کرنے والے کے لئے ہلاکت ہے۔ اس نے نیکی کی اور نہ سچائی اختیار کی۔

۷۵۲-عبداللہ بن محمد بن جعفر، علی بن اسحٰق، حسین، حسن، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر، ابوعبداللہ کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! تم بڑھاپے تک دنیا کی محبت میں مستغرق رہتے ہو، البتہ من جانب اللہ حفاظت کئے جانے والے اس سے مستثنیٰ ہیں لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

۷۵۳-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبداللہ بن یزید مقری، کہمس، عوف، عن رجل کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

تین چیزیں انسان کے کمال کی علامت ہیں: مصیبت کے وقت کسی سے شکوہ نہ کرنا، اپنا دکھ دوسروں پر عیاں نہ کرنا اور بزرگی کا دعویٰ نہ کرنا۔

۷۵۴-ابوعلی محمد بن احمد بن حسن، احمد بن یحیی حلوانی، سعید بن سلیمان، حفص، بیان کے سلسلۂ سند سے قیس کا قول مروی ہے ابودرداء اور سلمان رضی اللہ عنہما ایک دوسرے کو بذریعہ خط پیالہ والا واقعہ یاد دلاتے تھے۔ کیوں کہ ایک بار پیالہ اوراس کے کھانے نے ان کے سامنے اللہ کی تسبیح بیان کی تھی۔

۷۵۵-عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، ابواسامۃ، اعمش، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت ابوالدرداءؓ ایک ہانڈی کے نیچے آگ جلارہے تھے۔حضرت سلمانؓ پاس ہی موجود تھے۔اچانک حضرت ابوالدرداءؓ نے ہانڈی میں سے ایسی آواز سنی گویا کوئی بچہ اللہ کی تسبیح کررہا ہو۔پھر ہانڈی خودبخود الٹ کر اپنی جگہ پر پہنچ گئی...... جبکہ اس میں سے کوئی چیز نہیں گری۔ابودرداءؓ نے سلمانؓ سے فرمایا: عجیب چیز دیکھو، جو تم نے اور نہ تمہارے والد نے دیکھی ہوگی! ہانڈی سے تسبیح کی آواز آرہی ہے۔سلمانؓ نے فرمایا: اگر تم خاموش رہتے تو اس بھی عجیب تر چیزیں دیکھتے۔

۷۵۶-عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن فضیل، محمد بن سعید انصاری، عبداللہ بن یزید بن ربیعہ دمشقی کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

ایک شب میں مسجد میں گیا تو وہاں ایک شخص کو سجدہ ریز ہو کر دعاء کرتے دیکھا۔وہ بارگاہ الٰہی میں عرض کررہا تھا: اے باری تعالیٰ میں آپ سے خوف زدہ اور آپ کے عذاب سے امان کا طالب ہوں، مجھے اپنے عذاب سے امن دے کر میرا سوال پورا کردیجئے۔اے باری تعالیٰ میں سائل فقیر ہوں تجھ سے تیرے فضل کا خواہاں ہوں۔میں اپنے گناہوں کا عذر نہیں بیان کرتا اور نہ میں صاحب قوت ہوں جو اپنی مدد آپ کرسکوں...... میں تو تیری معافی کا خواستگار گناہ گار ہوں۔

پھر ابودرداءؓ بڑے تعجب کے عالم میں اپنے ساتھیوں کے سامنے مذکورہ کلمات بیان کرتے تھے۔

۷۵۷-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالہ، لقمان بن عامر کے سلسلۂ سند سے ام درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے باری تعالیٰ! ابودرداءؓ نے مجھ سے دنیا میں شادی کی۔لہذا آخرت میں میں ان سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ابودرداءؓ نے ان سے فرمایا پھر میری موت کے بعد دوسرے کسی سے شادی مت کرنا۔حضرت ام الدرداءؓ صاحب حسن و جمال تھیں، چنانچہ ابودرداءؓ کی وفات کے بعد آپؓ نے حضرت معاویہؓ سے ان کے اصرار کے باوجود شادی نہیں کی۔

۷۵۸-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ایوب کے سلسلۂ سند سے ابوقلابہؒ کا قول مروی ہے:

ابودرداءؓ کے سامنے ایک گناہ گار شخص کو ملامت کی گئی۔ابودرداءؓ نے ملامت کرنے والوں سے فرمایا: کنویں میں گرے ہوئے شخص کو تم نکالنے کی کوشش نہیں کروگے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ابودرداءؓ نے فرمایا: پھر تم اپنے بھائی کو ملامت مت کرو اور عافیت پر اللہ کا شکر ادا کرو۔انہوں نے حضرت ابودرداءؓ سے سوال کیا کہ کیا آپ اس کو برا نہیں سمجھتے ہو؟ انہوں نے فرمایا: میں اسکی ذات کے بجائے اس کے عمل کو برا سمجھتا ہوں۔

آپؓ کا فرمان ہے: اے لوگو! خوشحالی میں اللہ کو یاد کرو تو وہ تم کو بدحالی میں یاد کرے گا۔

مؤلفؒ فرماتے ہیں: ابوالدرداءؓ صاحب حکمت، عقل مند اور عالم وطبیب تھے۔آپ حکمت میں بہت کلام کرتے تھے۔آپؓ کے مواعظ بیش بہا مفید تھے۔مریضوں کیلئے آپ کی حکمت اور آپ کے علوم کامل شفاء تھے، جبکہ دنیا سے کنارہ کش اور مظلوم لوگوں کیلئے بہترین حفاظت کا ذریعہ تھے۔آپ کی نظر پر تاثیر اور آپ کا ذکر شفاء بخش تھا۔دنیا کی زیب وزینت کو دفع کرنے والے اور آخرت کے مراتب کو سمیٹنے والے تھے۔

۷۵۹-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن حنبل، ابومعمر، سفیان بن عیینہ، ابن ابی حسین، ابن ابی ملیکہ کے سلسلۂ سند سے یزید بن معاویہ

کا قول مروی ہے:

ابو درداءؓ علماء حکماء اور روحانی معالجین میں سے تھے۔

۷۶۰- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، داؤد بن رشید، سعید بن یعقوب، اسماعیل بن عیاش کے سلسلۂ سند سے محمد بن یزید رحبی کا قول مروی ہے:

ابو درداءؓ سے سوال کیا گیا کہ آپ انصاری ہونے کے باوجود شاعر نہیں ہیں؟ جبکہ ہر انصاری شاعر ہے! انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں، درج ذیل شعر میں نے ہی کہے ہیں:

یرید المرء ان یعطی مناه	ویأبی الله الا ما أراد
یقول المرء فائدتی ومالی	وتقوی الله افضل ما استفادا

انسان اپنی امیدوں کے پورا ہونے کا متمنی رہتا ہے، جبکہ اللہ کی مرضی کے مطابق ہی اس کی امیدیں پوری ہوسکتی ہیں۔ انسان مال کو نفع بخش شیء سمجھتا ہے جبکہ تقویٰ سے بڑی کوئی شی اس کے لئے نفع بخش نہیں ہے۔

۷۶۱- محمد بن محمد بن سوار قصری، محمد بن جعفر بن رمیس، محمد بن خلف، ابراہیم بن ہراسہ، سفیان ثوری، حبیب بن ابی ثابت کے سلسلۂ سند سے نافع بن جبیر کا قول مروی ہے:

ابو درداءؓ سے شعر نہ کہنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب میں گزشتہ دو شعر کہے۔

۷۶۲- محمد بن عبداللہ الکاتب، محمد بن عبداللہ الحضرمی، عبدالحمید بن صالح، ابو معاویہ، موسیٰ صغیر، ہلال بن یساف کے سلسلۂ سند سے ام درداءؓ کا قول مروی ہے:

میں نے ابو درداءؓ سے سوال کیا کہ کیا بات ہے تم اپنے مہمانوں کی وہ خاطر تواضع نہیں کرتے جو دوسرے لوگ کرتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے۔ بوجھوں والے لوگ اس کو عبور نہیں کرسکیں گے[1]۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس گھاٹی کیلئے ہلکا رہوں۔

۷۶۳- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عباس بن الولید بن صبیح الدمشقی، مروان بن محمد الطاہری، مسلمہ المعدل، عمیر بن ہانی، ابی العذراء، ام الدرداءؓ کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

فرمان نبوی ﷺ ہے: اے لوگو! اللہ کی عظمت کرو وہ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا[2]۔ راوی مروان نے اس کی تشریح میں کہا: یعنی اللہ کی فرمانبرداری کرو، اللہ تمہارے گناہ معاف فرمادیگا۔

یہ روایت حضرت ابوالدرداءؓ کی اس روایت کے مشابہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے تعجب کے ساتھ عرض کیا: خواہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں خواہ وہ زنا کرے اور چوری کرے اور خواہ ابوالدرداء کی ناک خاک آلود ہو[3]۔

۱۔ المستدرک ۵۷۴/۴، ومشکاۃ المصابیح ۵۲۰۴. واتحاف السادۃ المتقین ۲۸۴/۹، والدر المنثور ۳۵۴/۶. والجامع الکبیر ۶۲۷۳. وکنز العمال ۱۰۱۹۱.

۲۔ التاریخ الکبیر للبخاری ۶۳/۹. ومسند الامام احمد ۱۹۹/۵. ومجمع الزوائد ۳۱/۱، ۲۱۷/۱۰.

۳۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان ۱۵۱. ومسند الامام احمد ۳۸۲/۱، ۴۲۵، ۴۹۳، ۳۹۱، ۳۲۲/۴، ۳۴۶، ۴۰۴، ۱۶۶/۵، ۲۴۱، ۴۱۶، ۴۲۳. والسنن الکبری للبیہقی ۴۴/۷. والمعجم الکبیر للطبرانی ۲۰۴/۴، ۵۵/۷، ومجمع الزوائد ۱۷/۱، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۱۰۴.

۷۶۴-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، ہشام، قتادۃ، خلید بن عبداللہ العصری کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

فرمان نبوی ﷺ ہر صبح دو فرشتے اعلان کرتے ہیں جو جن وانس کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے، اے لوگو! اللہ کی طرف آؤ اور قلیل کفایت کرنے والا مال کثیر غافل کرنے والا مال سے افضل ہے۔[۱]

سلیمان تیمی، شیبان بن عبدالرحمٰن النحوی، ابوعوانہ اور سلام بن مسکین وغیرہ نے قتادہ سے اس کو نقل کیا ہے۔

۷۶۵-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابوکریب، محمد بن فضیل، محمد بن سعد، عبداللہ بن ربیعہ بن یزید، عائذ اللہ ابوادریس کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے، آپ ﷺ یوں دعا فرماتے تھے:

اللھم انی اسئلک حبک وحب من یحبک والعمل الذی یبلغنی حبک،

اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی واھلی والماء البارد[۲]

اے باری تعالیٰ! میں آپ اور آپ کے محبین اور آپ کے محبوب عمل کو پسند کرتا ہوں۔ اے باری تعالیٰ! اپنی محبت کو میرے نفس، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ میرے لئے محبوب بنادے۔

۷۶۶-محمد بن احمد بن حسن، احمد بن یوسف بن ضحاک، یوسف بن مصرف، زید بن الحباب، جنید بن العلا بن ابی وہرۃ، محمد بن سعید، اسماعیل بن عبیداللہ، ام الدرداء کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کی روایت منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

جس قدر ہوسکے دنیا کی فکرات سے خالی رہو۔ کیونکہ جس شخص کی سب سے بڑی فکر دنیا بن جائے اللہ تعالیٰ اس کے کام ضائع کردیتا ہے۔ فقر وفاقہ کا خوف ہروقت اس کے سر پر مسلط کردیتا ہے۔ جبکہ جس شخص نے اپنی سب سے بڑی فکر فکر آخرت بنالی...... اللہ تعالیٰ اس کے کام بنادیتا ہے۔ اس کے دل میں استغناء رکھ دیتا ہے۔ اور کوئی بندہ اپنے دل کو اللہ کے ساتھ نہیں لگاتا مگر اللہ تعالیٰ مؤمنین کے دلوں کو محبت اور دوستی کے ساتھ اس کی طرف مائل کردیتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ اس کو ہر خیر پہنچانے میں جلدی کرتا ہے۔[۳]

۷۶۷-سلیمان بن احمد، مطالب بن شعیب، بکر بن سہل، عبداللہ بن صالح، معاویہ بن صالح، ابوحلبس یزید بن میسرۃ، ام الدرداء کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کی روایت منقول ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے فرمایا: اے عیسیٰ! تمہارے بعد میں ایک ایسی امت بھیجوں گا جو بلا علم وحلم نعمت پر شکر اور مصیبت پر صبر سے کام لیگی۔ حضرت عیسیٰ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے باری تعالیٰ یہ بلاعلم وحلم کے کیسے ہوگا؟ اللہ نے فرمایا میں اپنے علم وحلم سے ان کو علم وحلم عطاء کروں گا۔[۴]

یہ چھ احادیث حضور ﷺ سے صحابہ میں سے صرف حضرت ابوالدرداءؓ نے روایت کی ہیں۔

۱۔ مسند الامام أحمد ۱۹۷/۵، واتحاف السادۃ المتقین ۲۸۴/۹، والمستدرک ۴۴۵/۲. ومجمع الزوائد ۱۲۲/۳. ۲۵۵/۱۰. وصحیح ابن حبان ۸۱۴، ۲۴۷۶، (موارد الظمآن) الترغیب والترھیب ۴۹/۲، ۵۳۷، ۱۱۸/۴.

۲۔ سنن الترمذی ۳۴۹۰. ومشکاۃ المصابیح ۲۴۹۶. وتاریخ ابن عساکر ۱۷۲/۵. (التھذیب) واتحاف السادۃ المتقین ۷۸/۵، ۵۴۹/۹. والجامع الکبیر ۹۹۳۹، وکنز العمال ۳۷۹۴.

۳۔ مجمع الزوائد ۲۴۷/۱۰، والترغیب والترھیب ۱۲۰/۴. والمطالب العالیۃ ۳۲۶۹. وکنز العمال ۶۰۷۷.

۴۔ المستدرک ۳۴۸/۱، والتاریخ الکبیر ۳۵۶/۱، والدر المنثور ۲۳۴/۵.

(۳۶) معاذ بن جبلؓ[1]

اجلۂ صحابۂ کرامؓ میں سے ایک ابوعبدالرحمٰن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ آپؓ پختہ عمل والے، لڑائی جھگڑے سے کنارہ کش، علماء کے پیشواء، کریم النفس، قاریٔ قرآن، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے لئے سرتسلیم خم کرنے والے، محبّ، ثابت قدم، نرم خوسردار، دریادل سخی، فتنوں سے محفوظ رہنے والے، بندوں اور ان کے اموال کے رکھوالے اور احوال وموانع سے محفوظ رہنے والے تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف انسانیت کے لئے اپنے آپ کو کھپانے اور معادن قدس کی تلاش کا نام ہے۔

۷۶۸- امت کے سب سے بڑے عالم...... عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، وہیب، خالد، ابوقلابہ، انسؓ۔ (دوسری سند) محمد بن جعفر بن ہیثم، جعفر بن محمد صائغ، قبیصہ، سفیان، خالد وعاصم، ابوقلابہ، انسؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں حلال وحرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبلؓ ہیں۔[2]

۷۶۹- محمد بن احمد بن حسن، احمد بن ابی عوف، سوید بن سعید، عمر بن عبیدہ، عمران، حسن وابان، انس بن مالکؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میری امت میں حلال وحرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبلؓ ہیں۔[3]

۷۷۰- عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، احمد بن یونس، سلام بن سلیمان، زید عمی، ابوصدیق ناجی، ابوسعید خدریؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

معاذؓ بن جبل لوگوں میں حلال وحرام کے سب سے بڑے عالم ہیں۔[4]

۷۷۱- ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، محمود بن خداش، مروان بن معاویہ، سعید بن ابی عروبہ، شہر بن حوشب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے (بوقت وفات) فرمایا: اگر معاذؓ بن جبل زندہ ہوتے تو میں انہیں خلیفہ نامزد کرتا۔ خدا تعالیٰ مجھ سے اسکی وجہ پوچھتا تو میں کہتا: میں اس شخص کو خلیفہ بنا کر آیا ہوں جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب علماء اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری دیں گے معاذؓ بن جبل ان میں نمایاں مرتبہ ومقام پر ہوں گے۔[5]

۷۷۲- ابراہیم بن عبداللہ، ابوعباس ثقفی، قتیبہ بن سعید، عبدالعزیز بن محمد، عمارہ بن خزیمہ، محمد بن کعب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

معاذ بن جبل شرافت وفضیلت میں امام العلماء ہیں۔[6]

۱۔ طبقات ابن سعد ۵۸۳/۳، ۳۸۷/۷. والتاریخ الکبیر ۷/ت ۱۵۵۴، والجرح ۸/ت ۱۱۱۰، والاستیعاب ۳/ت ۱۴۰۲، والجمع ۴۸۷/۲. وسیر النبلاء ۴۴۳/۱. والکاشف ۳/ت ۵۵۹۱. وتذکرۃ الحفاظ ۱۹/۱. والاصابۃ ۳/ت ۸۰۳۷. وتھذیب التھذیب ۱۸۶/۱۰. وتھذیب الکمال ۱۰۶/۲۸.

۲،۳۔ طبقات ابن سعد ۱۰۷/۲/۲، ۱۲۲/۲/۳، ۱۱۴/۷.

۴۔ الاحادیث الصحیحۃ ۱۲۲۴. وکنز العمال ۳۳۶۳۴. وتاریخ ابن عساکر ۲۰۲/۶. (التھذیب)

۵۔ الاحادیث الصحیحۃ ۱۰۹۱. وکنز العمال ۳۳۶۳۳. والجامع الکبیر ۵۷۴۸.

(عبارت یوں ہے: کان معاذ بین ایدیھم رتوۃ بحجر)

۶۔ مجمع الزوائد ۳۱۱/۹، وکنز العمال ۳۳۶۴۱، ۳۶۶۳۵ والاحادیث الصحیحۃ ۱۰۹۱.

یہ حدیث یحییٰ بن ایوب نے بھی عمارہ سے روایت کی ہے اور انہوں نے عمارہ اور محمد بن کعب کے درمیان محمد بن عبداللہ بن ازہر انصاری کا واسطہ ذکر کیا ہے۔

۷۷۳-سلیمان بن احمد، احمد بن حماد بن زغبہ، سعید بن ابی مریم، یحییٰ بن ایوب، عمارہ بن غربہ، محمد بن عبداللہ بن ازہر، محمد بن کعب قرظی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیث بالا کے مثل ارشاد فرمایا۔

۷۷۴-ابو حامد بن ثابت بن عبداللہ ناقد، علی بن ابراہیم، مطر، عبدۃ بن عبدالرحیم، ضمرہ بن ربیعہ، یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی، ابوعجفاء (یا ابو عجماء، سند میں عبدۃ کو شک ہوا ہے) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

ایک مرتبہ عمرؓ بن الخطاب سے کہا گیا: اگر آپ ہمیں کسی ایسے آدمی کے بارے میں وصیت کرتے جس کو ہم آپ کے بعد خلیفہ بنا لیتے؟ فرمایا: اگر میں معاذؓ بن جبل کو پالیتا میں انہیں خلیفہ بناتا پھر میں خدا تعالیٰ کے پاس جاتا اور خدا تعالیٰ مجھ سے اس کی بابت پوچھتا کہ تو امت محمد ﷺ پر کس کو خلیفہ مقرر کر کے آیا ہے؟ میں جواب دیتا: میں نے تیرے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے: کہ معاذؓ بن جبل قیامت کے دن علماء کے سامنے ایک جماعت کی حیثیت رکھتے ہوں گے۔[1]

۷۷۵- ابواسحٰق بن حمزہ، ابوخلیفہ، ابوولید، شعبہ، عمرو بن مرہ، ابراہیم، مسروق، عبداللہ بن عمروؓ سے بمثل حدیث مذکور مروی ہے۔

۷۷۶-قرآن کے چار صحابی عالم ...... ابوبکر طلحی، عبید بن عامر، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، اعمش، شقیق، عبداللہ بن عمروؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم قرآن مجید کو چار آدمیوں سے حاصل کرو اور پڑھو: ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعودؓ)، (نبی ﷺ نے ان کے نام سے ابتداء کی) معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہم کے آزاد کردہ غلام سالمؓ سے۔[2]

۷۷۷-احمد بن جعفر بن حمدان بصری، عبداللہ بن احمد دورقی (دوسری سند) ابواسحٰق بن حمزہ، یوسف قاضی، (دونوں) عمرو بن مرزوق، شعبہ، قتادہ، انسؓ بن مالک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چار اشخاص نے قرآن مجید جمع کیا ہے۔ اور وہ چاروں انصاری ہیں؛ ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم۔ قتادہ کہتے ہیں میں نے انسؓ سے پوچھا: ابوزید کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا: وہ میرے ایک چچا تھے۔

۷۷۸-شبیہِ ابراہیم علیہ السلام ...... سلیمان بن احمد، ابویزید قراطیسی، حجاج بن ابراہیم ازرق، عبداللہ بن عمرو، عبدالملک بن عمیر، ابو احوص وغیرہ، عبداللہ بن مسعودؓ (دوسری سند) احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحٰق سراج، سفیان بن وکیع، ابن علیہ، منصور بن عبدالرحمٰن، شعبی، فروہ بن نوفل اشجعی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن مسعودؓ نے فرمایا:

بے شک معاذؓ بن جبل ایک امت (پیشوا) اور قانت (اللہ کے فرمان بردار) اور یک طرفہ مخلص تھے۔ کسی نے کہا: یہ اوصاف تو ابراہیم علیہ السلام کے تھے؟ ابن مسعودؓ نے فرمایا: جی ہاں! میں بھولا نہیں ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ امت اور قانت کیا ہیں؟ میں نے کہا:

۱۔ کنز العمال ۳۳۶۳۶، ۳۳۶۳۸، ۳۳۶۳۹.

۲۔ صحیح البخاری ۴۵/۵، ۲۲۹/۶. وصحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب ۲۲، رقم: ۱۱۶. وسنن الترمذی ۳۸۱۰، ومسند الامام أحمد ۱۹۰/۲، ۱۹۱. والمستدرک ۲۲۵/۳. ومجمع الزوائد ۵۲/۹، ۳۱۱، وفتح الباری ۱۲۶/۷، ۴۶/۹. والمصنف لابن ابی شیبة ۵۱۸/۱۰، والاحادیث الصحیحة ۱۸۲۷.

اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ ابن مسعودؓ فرمانے لگے: امت وہ ہوتا ہے جو خیر کی تعلیم دے اور قانت وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا مطیع ہو۔ چنانچہ معاذؓ لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمانبردار تھے۔

۷۷۹- احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحٰق سراج، زیاد بن ایوب، ہشیم، سیار، شعبی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: بے شک معاذؓ بن جبل امت قانت (پیشوا اور مطیع) تھے۔ کسی نے کہا: امت و قانت تو ابراہیم علیہ السلام تھے؟ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: بے شک ہم معاذؓ کو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے، ان سے پوچھا گیا امت (پیشوا) کون ہوتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جو لوگوں کو خیر و بھلائی کی تعلیم دے وہ امت ہوتا ہے۔

یہ حدیث فراس بن یحییٰ نے شعبی عن مسروق عن عبداللہ بن مسعود کی سند سے روایت کی ہے۔ گویا یہ سند متصل ہے جبکہ متن والی سند بالا منقطع ہے چونکہ شعبی کی ملاقات عبداللہ بن مسعودؓ سے نہیں ہوئی۔

۷۸۰- معاذ بن جبل کی فضیلت ...... ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان، حبیب بن ابی مرزوق، عطاء بن ابی رباح......

ابومسلم خولانی کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں حمص کی جامع مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک حلقہ قائم ہے جس میں لگ بھگ تیس صحابہ کرامؓ بیٹھے ہیں اور سب سن کہولت کو پہنچ چکے ہیں۔ ان کے بیچ ایک سرگیں آنکھوں والا اور چمکدار دانتوں والا (خوبصورت) نوجوان بیٹھا ہوا ہے اور کوئی بات نہیں کرتا، خاموش بیٹھا ہوا ہے۔ (جبکہ اور لوگ بات چیت کر رہے ہیں) ان لوگوں کا جب کسی چیز میں اختلاف ہوتا ہے تو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ میں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے سے پوچھا: یہ کون ہستی ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ معاذؓ بن جبل ہیں۔ چنانچہ معاذؓ کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہوگئی۔ میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھا رہا تاوقتیکہ وہ اٹھ کر چلے گئے۔

۷۸۱- ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، زیاد بن ایوب، یزید بن ہارون، عبدالحمید بن جعفر، شہر بن حوشب، ابن غنم......

عائذ اللہ بن عبداللہ کہتے ہیں: میں ایک دن صحابہ کرامؓ کے ساتھ عمرؓ بن الخطاب کے ابتدائی دور خلافت میں مسجد میں داخل ہوا، میں ایک مجلس میں بیٹھ گیا جس کے شرکاء کی تعداد تیس سے کچھ اوپر تھی۔ وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ سے مروی حدیثوں کا ذکر کر رہے تھے۔ اس حلقے میں ایک خوبصورت شیریں کلام اور پختہ گندمی رنگ والا نوجوان بھی بیٹھا ہوا تھا، وہ عمر کے اعتبار سے حاضرین میں سے زیادہ نوجوان معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ جب بھی ان لوگوں کو کسی حدیث میں اشتباہ ہوتا فوراً اس نوجوان کی طرف رجوع کرتے۔ وہ انہیں کافی شافی جواب دیتا، وہ بذات خود کوئی حدیث نہیں بیان کرتا تھا اِلا یہ کہ حاضرین مجلس اس سے پوچھتے۔

میں نے جرات کر کے پوچھا: اے اللہ کے بندے! آپ کون ہیں؟ جواب دیا: میں معاذ بن جبل ہوں۔

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث اسی طرح میری کتاب میں عبدالحمید بن جعفر کی سند سے واقع ہوئی ہے۔ اس حدیث کو ایک بڑی جماعت نے بھی روایت کیا ہے اور سب نے ہی تقریباً یوں سند بیان کی ہے: عبدالحمید بن مہران، شہر بن حوشب (گویا متن والی سند میں عبدالحمید بن جعفر ہے جبکہ دیگر محدثین اسے عبدالحمید بن بہران ذکر کرتے ہیں)۔

۷۸۲- ابوحامد بن جبلہ، ابواسحٰق سراج، اسحٰق بن ابراہیم حنظلی، ابوعامر عقدی، ایوب بن یسار زہری، یعقوب بن زید......ابوبحریہ کہتے ہیں: میں ایک مرتبہ حمص کی جامع مسجد میں داخل ہوا، اچانک دیکھتا ہوں کہ مسجد میں ایک ہلکے گھنگریالے بالوں والا نوجوان بیٹھا ہوا ہے اور اس کے ارد گرد لوگ جمع ہیں۔ جب وہ بات کرتا ہے یوں لگتا ہے گویا کہ وہ اپنے منہ سے نور اور موتی نکال رہا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ معاذؓ بن جبل ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابو بحریہ کا نام یزید بن قطیب بن قطوف سکونی ہے۔

۷۸۳- احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحٰق، ابو کریب، غنام، اعمش، شمر، شہر بن حوشب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ جب بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے ہوتے اور معاذؓ بن جبل بھی ان میں موجود ہوتے تو صحابہؓ ان سے ڈرتے ہوئے ان کی طرف دیکھتے رہتے کہ کہیں معاذؓ ٹوک نہ دیں۔

۷۸۴- سلیمان بن احمد، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبدالرزاق، معمر، زہری، ابن کعب بن مالک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل خوبصورت نوجوان اور فیاض شخص تھے۔ اپنی قوم کے نوجوانوں میں سب سے بہتر نوجوان تھے۔ ان سے جو چیز بھی مانگی جاتی ضرور عطا کرتے تھے۔ (اس فیاضی کی وجہ سے) ان کا مال ادائے قرض کی بھینٹ چڑھ گیا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی کہ وہ قرض خواہوں سے چھوٹ کے متعلق) بات کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے بات کی لیکن قرض خواہوں نے کچھ نہ چھوڑا۔ اگر کسی کی بات پر کسی کے لئے (قرض) ترک کیا جاتا تو رسول اللہ ﷺ کی بات پر معاذؓ کا قرض چھوڑ اجاتا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے انہیں اپنے پاس بلایا پھر نبی ﷺ نے ان کا مال بیچ ڈالا اور اس سے حاصل ہونے والی رقم قرض خواہوں کے درمیان تقسیم کر دی اور معاذؓ کے پاس کچھ نہ رہا پھر جب انہوں نے حج کیا تو نبی ﷺ نے انہیں یمن بھیجا تا کہ کمی پوری کر سکیں، چنانچہ پہلے وہ آدمی جنہوں نے دعویٰ کی بنا پر مال کو رد کا وہ معاذؓ ہیں۔ پھر معاذؓ یمن سے ابو بکرؓ کے پاس تشریف لائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔

ابن مبارک نے معمر سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے، جبکہ یزید بن ابی حبیب وعمارہ بن غزیہ نے زہری، عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک کی سند سے روایت کی ہے۔

شیخ ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: معاذؓ کے قرض خواہ یہودی تھے تب ہی انہوں نے معاذؓ کو معاف نہیں کیا۔

۷۸۵- احمد بن محمد عبدالوہاب، ابوالعباس سراج، یوسف بن موسیٰ، ابو معاویہ، وکیع، اعمش، ابووائلؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ کا وصال ہوا تو لوگوں نے ابو بکرؓ کو خلیفہ بنالیا۔

(کچھ عرصہ قبل) رسول اللہ ﷺ نے معاذؓ کو یمن بھیجا ہوا تھا اور اب ابو بکرؓ نے عمرؓ کو امیر حج بنا کر مکہ بھیجا تھا۔ چنانچہ مکہ میں عمرؓ کی معاذؓ سے ملاقات ہوگئی اور معاذؓ کے پاس کچھ غلام تھے فرمایا: اہل یمن نے یہ غلام مجھے ہدیہ کیے ہیں اور یہ ابو بکرؓ کو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ تم ابو بکرؓ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ دوسرے دن معاذؓ نے حضرت عمرؓ سے پھر ملاقات کی اور فرمایا: اے ابن خطاب! آج رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں دوزخ کی طرف بڑھ رہا ہوں اور آپ مجھے اس میں جانے سے روک رہے ہیں لہذا مجھے آپ کی بات کی اتباع کے سوا چارہ کار نہیں ہے۔ چنانچہ معاذؓ غلاموں کو لے کر ابو بکرؓ کے پاس گئے اور کہنے لگے: اہل یمن نے یہ غلام مجھے ہدیہ کیئے ہیں اور یہ آپ کے لئے ہیں۔ ابو بکرؓ نے فرمایا: ہم نے آپ کا ہدیہ آپ کے سپرد کر دیا۔

پھر حضرت معاذؓ نماز کیلئے نکلے تو دیکھا کہ وہ غلام بھی نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپؓ نے غلاموں سے پوچھا تم لوگ یہ نماز کس کے لئے پڑھ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ عزوجل کے لئے فرمایا: پس تم سب اللہ کے لئے آزاد ہو۔

یہ حدیث یزید بن ابی حبیب اور عمارہ بن غزیہ نے زہری عن ابن کعب بن مالک عن کعب بن مالک کی سند سے روایت کی ہے

۷۸۶- معاذؓ بن جبل کے فرمودات ...... محمد بن مظفر، محمد بن محمد بن سلیمان، دحیم، ولید بن مسلم، ابن عجلان، زہری، ابوادریس خولانی

---

۱ ایک نسخہ میں ''ابن قطوف'' کا اضافہ ہے۔ اور خلاصہ یہ ہے کہ ابو بحریہ، عبداللہ بن قیس ہیں اور یزید بن قطیب (اسم مصغر) ابو بحریہ سے روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔

کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

معاذؓ بن جبل نے فرمایا: بے شک تمہارے پیچھے کچھ ایسے فتنے لگے ہوئے ہیں جن میں مال و دولت کی فروانی ہوگی اور قرآن مجید کھولا جائے گا حتی کہ مؤمن، منافق، چھوٹا، بڑا، سرخ وسیاہ سب اس کو پڑھیں گے۔ پھر عنقریب ایک کہنے والا کہے گا: کیا وجہ ہے کہ میں لوگوں کو قرآن مجید پڑھ پڑھ کر سناتا ہوں...... پھر بھی وہ میری اتباع نہیں کرتے؟ میرا گمان نہیں کہ لوگ میری اتباع کریں گے حتی کہ میں اپنی طرف سے ان کے لئے کوئی نئی چیز گھڑوں۔ سوتم اس کی ایجاد کردہ بدعت سے بچتے رہنا۔ چونکہ اس کی ایجاد کردہ بدعت سراسر گمراہی ہے۔

نیز میں تمہیں حکیم کی کجروی سے ڈراتا ہوں، بے شک شیطان کبھی حکیم کی صورت میں گمراہی والی بات کہہ دیتا ہے اور کبھی منافق بھی کلمۂ حق کہہ دیتا ہے۔ پس تم حق کو قبول کر لینا، چونکہ حق سراسر نور ہے۔ کسی حاضر شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! ہمیں معلوم نہیں کہ حکیم کبھی کبھار کیسے ندامت بھرا کلمہ کہہ دیتا ہے؟ فرمایا: وہ ایسا کلمہ ہے جس کا تم انکار کر دیتے ہو اور کہتے ہو: یہ کیسی بات ہے؟۔ وہ تمہیں نہیں پھیر سکتا اور کیا بعید کہ وہ رجوع کر لے اور واپس لوٹ آئے۔ بے شک عمل اور ایمان روزِ قیامت تک اپنی اپنی جگہ پر بدستور قائم وموجود ہیں جوان کی تلاش میں لگا رہتا ہے انہیں پالیتا ہے۔

۷۸۷- محمد بن علی، ابو عباس بن قتیبہ، یزید بن موہب، لیث بن سعد، عقیل، ابن شہاب، ابو یزید خولانی، یزید بن عمیرہ (جو معاذؓ کے اصحاب میں سے تھے ان) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ جب بھی کسی مجلس میں بیٹھتے تو کہتے: اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ کرنے والا اور انصاف کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کا نام برکت والا ہے۔ شک کرنے والے ہلاک ہو جائیں۔

معاذؓ نے ایک دن فرمایا: بے شک تمہارے پیچھے کچھ ایسے فتنے لگے ہوئے ہیں جن میں مال کی فراوانی ہوگی، قرآن مجید کھولا جائے گا حتی کہ مؤمن، منافق، مرد، عورت، چھوٹا، بڑا، آزاد اور غلام سب قرآن مجید پکڑیں گے۔ کیا بعید کہ ایک کہنے والا کہے: لوگوں کو کیا ہوا کہ میرے پیچھے نہیں چلتے...... حالانکہ میں نے قرآن مجید پڑھا ہے۔ وہ میرے پیچھے نہیں چلیں گے حتی کہ میں ان کے لئے کوئی نئی بات ایجاد کرلوں پس تم اس کی ایجاد کردہ بدعت سے بچنا۔ چونکہ اسکی ایجاد کردہ بدعت سراسر گمراہی ہے، میں تمہیں حکیم (وعالم) کی کجروی سے ڈراتا ہوں اس لئے کہ کبھی کبھار شیطان حکیم کی زبان پر بھی کلمۂ ضلالت جاری کر دیتا ہے اور (اسی طرح) کبھی کبھار منافق بھی کلمۂ حق کہہ دیتا ہے۔ فرمایا: حکیم کی خواہشات نفسانیہ سے لبریز کلام سے اجتناب کرو جس کے بارے میں تعجب سے کہا جاتا ہے کہ یہ کیا ہے؟۔ وہ تو شاید رجوع کر لے اور حق کی اتباع کر لے جب بھی حق اس کے کانوں میں پڑے، بے شک حق پر نور نمایاں ہوتا ہے۔ (جبکہ تم اسکی بات کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے ضلالت کے بندے بن جاؤ)۔

۷۸۸- ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن صندل، فضیل بن عیاض، سلیمان بن مہران، عمرو بن مرہ، عبداللہ بن سلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے معاذؓ بن جبل سے کہا: مجھے تعلیم دیجئے، فرمایا: کیا تم میری بات مانو گے؟ اس آدمی نے اثبات میں جواب دیا اور کہا: میں تو آپکی اطاعت اور آپکی بات ماننے کے لئے حریص ہوں۔ فرمایا: روزے رکھو اور افطار بھی کرو، نماز پڑھو اور نیند بھی کرو، حلال رزق کماؤ اور گناہ کا ارتکاب نہ کرو اور تم ہرگز مت مرو...... مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو۔

۷۸۹- احمد بن سہل بن موسیٰ، عمرو بن علی، عون بن بکر رابی، ثور بن یزید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل رات کو جب تہجد پڑھتے تو کہتے: یا اللہ! آنکھیں سو رہی ہیں اور ستاروں نے غار نگری ڈال رکھی ہے اور تو زندہ اور سب کا نگہبان ہے۔ یا اللہ! جنت کے لئے میری طلب بہت سست ہے اور دوزخ کی آگ سے میرا بھاگنا ضعیف و کمزور ہے۔ یا اللہ مجھے اپنے پاس سے ہدایت عطا فرما جو

مجھے قیامت کے دن کام آئے بے شک تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

۷۹۰-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سلیمان بن حیان، زیاد (قریش کا آزاد کردہ غلام) معاویہ بن قرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت معاذؓ بن جبل نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

اے پیارے بیٹے! جب تم نماز پڑھنے لگو تو قریب المرگ آدمی کی سی نماز پڑھو، تمہیں گمان نہ ہو کہ آئندہ پھر کبھی اس کی طرف لوٹ کر آؤ گے۔اے پیارے بیٹے! خوب جان لو! کہ بے شک مومن دو نیکیوں کے درمیان مرتا ہے، ایک وہ نیکی جو کر کے آگے بھیج دیتا ہے اور دوسری وہ نیکی جو اپنے پیچھے چھوڑ آتا ہے۔

۷۹۱-سلیمان بن احمد، سہل بن موسیٰ، محمد بن عبدالاعلیٰ، خالد بن حارث، ابن عون، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضرت معاذؓ کے پاس لایا گیا، اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی تھے اور اسے سلام کر کے رخصت کر رہے تھے۔آپؓ نے فرمایا: میں تمہیں دو باتوں کی وصیت کرتا ہوں اگر تو نے ان دونوں کی حفاظت کی تو تو بھی محفوظ رہے گا: ایک یہ کہ دنیا سے تمہیں جو حصہ ملنا ہے اس سے تم بے نیاز نہیں ہو اور تم بہ نسبت آخرت کے دنیا کے اس حصہ کو زیادہ محتاج ہو گے، لیکن اس کے باوجود آخرت کے حصہ کو دنیا کے حصہ پر ترجیح دو حتی کہ اسے اپنے لئے سمیٹ لو اور تم جہاں بھی جاؤ وہ تمہارے ساتھ ساتھ رہے گا۔

۷۹۲-محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحییٰ حلوانی، احمد بن عبداللہ بن یونس، فضیل بن عیاض، سلیمان، عمرو بن مرہ، عبداللہ بن سلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی معاذؓ کے پاس آیا اور رونا شروع کر دیا۔معاذؓ نے پوچھا: تم کیوں رو رہے ہو؟ کہنے لگا: بخدا! میں کسی قرابت (جو میرے اور آپ کے درمیان قائم ہو) کی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں اور نہ ہی دنیا کی وجہ سے رو رہا ہوں جو مجھے آپ کی طرف سے ملتی ہو۔لیکن میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میں آپ سے علم حاصل کرتا تھا اب مجھے خوف ہے کہ اب اسکا سلسلہ کہیں منقطع نہ ہو جائے۔ فرمایا: روؤ نہیں، چونکہ جو آدمی علم و ایمان کا ارادہ رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اسے نصیب فرما دیتا ہے۔جس طرح اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو عطا کیا تھا حالانکہ اس وقت علم و ایمان کا کہیں نام و نشان بھی نہیں تھا۔

۷۹۳-معاذ بن جبل کا اپنی دو بیویوں کے ساتھ انصاف برتنا...... ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد، یحییٰ بن سعید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل کی دو بیویاں تھیں، جس دن ایک کی باری ہوتی دوسری کے گھر میں وضو تک نہیں کرتے تھے۔پھر وہ دونوں ملک شام میں وبائی بیماری (طاعون) میں فوت ہو گئیں۔لوگ اپنے شغل میں تھے چنانچہ ان دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔دفن کرتے وقت معاذؓ نے قرعہ ڈالا کہ پہلے کس کو قبر میں داخل کریں۔

۷۹۴-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، لیث بن خالد بلخی، مالک بن انس، یحییٰ بن سعید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل کی دو بیویاں تھیں۔جب باری کے مطابق ایک کے پاس ہوتے تو دوسری کے پاس پانی تک بھی نہیں پیتے تھے۔

۷۹۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن صندل، فضیل بن عیاض، یحییٰ بن سعید، ابوزبیر، ایک آدمی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل نے فرمایا: اللہ عزوجل کے ذکر سے بڑھ کر اللہ کے عذاب سے ابن آدم کیلئے نجات دہندہ کوئی چیز نہیں۔ لوگوں نے پوچھا: کیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں شمشیر زنی بھی نجات دہندہ نہیں ہے؟ (تین مرتبہ لوگوں نے پوچھا) معاذؓ نے نفی میں جواب دیا اور فرمایا: مگر یہ کہ کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسقدر تلوار چلائے کہ تلوار چلاتے چلاتے ٹوٹ جائے۔

یہ حدیث ابوخالد احمر نے یحییٰ بن ابوزبیر عن طاؤس عن معاذؓ کی سند سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

۷۹۶-ولذکر اللہ اکبر...... ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، اسحٰق بن سلیمان "ح" احمد بن جعفر بن

حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، حجاج (دونوں) جریر بن عثمان، عن مشائخہ، ابو بحریہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل نے فرمایا:

آدمی کوئی عمل ایسا نہیں کرتا جو ذکر اللہ سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے نجات دہندہ ثابت ہو، لوگوں نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی ذکر اللہ سے بڑھ کر نجات دہندہ نہیں ہے؟ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں...... الا یہ کہ کوئی آدمی اسقدر اپنی تلوار چلائے کہ اسکی تلوار چلتے چلتے ٹوٹ جائے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں "ولذکر اللہ اکبر" اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے (عنکبوت ۴۵)۔

۷۹۷- محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحییٰ حلوانی، احمد بن یونس، زہیر، یحییٰ بن سعید، سعید بن میتب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل نے فرمایا: میں صبح سویرے سے رات تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہوں، یہ مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو کر صبح سویرے سے رات تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کروں۔

یہ حدیث لیث بن سعد اور ابن عیینہ نے بھی یحییٰ سے بمثل مذکور بالا روایت کی ہے۔

۷۹۸- ابو احمد غطریفی، عبداللہ بن محمد، اسحٰق بن ابراہیم حنظلی، عبدالملک بن عمرو، ایوب بن یسار، یعقوب بن زید، ابو بحریہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حمص کی جامع مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے معاذؓ کو سنا فرما رہے تھے: جسکو یہ بات خوش کرتی ہو کہ وہ بے خوف اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری دے وہ آذان ہوتے ہی پانچوں نمازوں کو قائم کرنے کا اہتمام کرے۔ چونکہ وہ سنن ہدایت میں سے ہیں (یعنی پانچوں نمازوں کو باجماعت ادا کرنا سنن ہدیٰ میں سے ہے) اور یہ ان سنتوں میں سے ہے جنہیں نبی کریم ﷺ نے جاری کیا ہے۔ نیز کوئی آدمی بھی یہ مت کہے کہ میرے گھر میں جائے نماز ہے، میں اپنے گھر پر ہی نماز پڑھ لوں گا۔ چونکہ اگر تم نے ایسا کر دیا تو تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کے تارک ہو گئے اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ترک کر دیا تم گمراہ ہو جاؤ گے۔

۷۹۹- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، واصل بن عبدالاعلیٰ، ابو بکر بن عیاش، اعمش، جامع بن شداد، اسود بن ہلال کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہم ایک مرتبہ معاذؓ بن جبل کے ساتھ چل رہے تھے، آپؓ ہمیں کہنے لگے: ہمارے پاس بیٹھو تا کہ ہم تھوڑی دیر ایمان کا تذکرہ کریں۔

۸۰۰- ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ولید بن مسلم، یزید بن ابی مریم، ابو ادریس خولانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ نے فرمایا: بے شک تم لوگوں کے پاس بیٹھتے ہو لامحالہ وہ بات چیت میں لگ جاتے ہوں گے۔ پس جب تم انہیں غفلت میں دیکھو تو فوراً اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ چونکہ اس موقع پر اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

ولید کا بیان ہے کہ یہ حدیث عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے ذکر کی گئی تو کہنے لگے: جی ہاں: مجھے ابو طلحہ حکیم بن دینار نے یہ حدیث سنائی ہے کہ صحابہ کرام کہا کرتے تھے کہ مقبول دعاء کی نشانی یہ ہے کہ جب تم لوگوں کو غفلت میں دیکھو فوراً اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ چونکہ یہ رغبت کا موقع ہے۔

۸۰۱- ابو محمد بن حیان، ابو یحییٰ رازی، ہناد بن سری، جریر، لیث، طاؤس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ معاذؓ ہمارے علاقے میں تشریف لائے۔ ہمارے کچھ بزرگوں نے ان سے درخواست کی کہ اگر آپ ہمیں حکم دیں ہم پتھروں اور لکڑیوں کا بندوبست کر دیں تاکہ آپ کے لئے ایک مسجد بنا دیں؟۔ معاذؓ نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ کہیں قیامت کے دن اسکو پیٹھ پر اٹھانے کا مجھے مکلف نہ بنایا جائے۔

۸۰۲- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبدالاعلیٰ بن حماد، مسلم بن خالد، ابن ابی حسین، ابن سابط، عمرو بن میمون اودی کے سلسلۂ سند

سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ معاذؓ بن جبل ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: اے بنی اود! میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں، تمہیں ضرور علم ہونا چاہیے کہ (ہم نے) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر جنت میں ٹھکانہ ہوگا یا دوزخ میں۔ وہاں ایسی اقامت ہوگی کہ کوچ کرنے کا نام تک نہیں لیا جائے گا اور ہمیشہ نہ مرنے والے جسموں میں رہنا ہوگا۔

۸۰۳- عبداللہ بن محمد بن جعفر، علی بن اسحٰق، حسین بن حسن، عبداللہ بن مبارک، سعید بن عبدالعزیز، یزید بن یزید بن جابر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بنؓ نے فرمایا: علم حاصل کرو جیسے تم چاہو، اس پر تمہیں ہرگز اللہ تعالیٰ اجر و ثواب نہیں دے گا حتی کہ تم علم پر عمل نہ کرو۔

ابونعیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نصیبی نے حدیث بالا کو ابن جابر عن جابر عن معاذؓ کے سلسلۂ سند سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۸۰۴- حبیب بن حسن، محمد بن حیان، محمد بن ابی بکر، بشر بن عباد، بکر بن حنیس، حمزہ نصیبی، یزید بن یزید بن جابر، یزید بن جابر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بن جبلؓ نبی ﷺ کی حدیث روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم علم حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس پر عمل کرو، پس اللہ تعالیٰ تمہیں ہرگز علم سے نفع نہیں بخشے گا حتی کہ تم (اس پر) عمل نہ کرلو۔[1]

۸۰۵- محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبہ، اشعب بن سلیم، رجاء بن حیوۃ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل نے فرمایا: (پہلے) تم جانی مشقت و مالی تنگدستی میں مبتلاء کیے گئے تھے اور عنقریب تمہیں خوشحالی کے فتنے میں مبتلا کیا جائے گا۔ مجھے تمہارے اوپر سب سے زیادہ عورتوں کے فتنے کا خوف ہے جس وقت کہ وہ سونے اور چاندی کے کنگن پہنیں گی۔ شام کے نرم و باریک کپڑے زیب تن کریں گی اور یمن کی خوشنما چادریں اوڑھ لیں گی پس وہ عورتیں مالدار کو تھکا دیں گی اور فقیر کو غیر موجود چیز حاضر کرنے کا مکلف بنائیں گی۔

یہ حدیث زبید بن معاذؓ نے اسی طرح روایت کی ہے۔

۸۰۶- محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، محمد بن طلحہ، زبید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ نے فرمایا: آگے مثل مذکورہ بالا کے حدیث مروی ہے۔

۸۰۷- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالقدوس بن بکر، محمد بن نضر حارثی کے سلسلۂ سند سے (مرفوعاً) مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل نے فرمایا: تین چیزیں جو آدمی کر لیتا ہے اسے مایوسی (ناپسندیدگی اور بغض و عناد) کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ہنسی بغیر تعجب کے، نیند بدون بیداری کے اور کھانا بغیر بھوک کے۔

۸۰۸- تمام صحابہ آپس میں بھائی بھائی ہیں..... سلیمان بن احمد، ابو زید قراطیسی، نعیم بن حماد، ابن مبارک، محمد بن مطرف، ابو حازم، عبدالرحمٰن بن سعید یربوع، مالک دارانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمرؓ بن خطاب نے چار سو دینار ایک تھیلی میں ڈالے اور غلام سے کہا: انہیں عبیدہؓ کے پاس لے جاؤ اور گھر میں ان کے پاس تھوڑی دیر ٹھہرو، دیکھو کہ وہ اس مال کے ساتھ کیا کریں گے؟ چنانچہ غلام تھیلی لے کر عبیدہؓ کے پاس لے آیا اور کہنے لگا: امیر المؤمنین نے آپ کو حکم دیا ہے کہ یہ دینار اپنی ضرورت میں صرف کرو۔ ابو عبیدہؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین پر رحم و کرم فرمائے۔ پھر لونڈی کو بلا کر کہنے لگے: یہ سات دینار فلاں کے پاس لے جا، یہ پانچ فلاں کے پاس اور یہ پانچ فلاں کے پاس حتی کہ اس طرح سب کے سب دینار ختم کر دیئے۔ پھر غلام حضرت عمرؓ کے پاس واپس لوٹ آیا اور

---

[1] امالی الشجری ۱/۶۲، وتخریج الاحیاء ۱/۶۳، وتاریخ بغداد ۱۰/۹۴، والکامل لابن عدی ۲/۴۵۹. واتحاف السادۃ المتقین ۱/۳۷۳.

انہیں ساری خبر سنادی۔ حضرت عمرؓ نے اتنے ہی دینار ایک تھیلی میں اور ڈال کر غلام کو معاذؓ کے پاس بھیجا اور اسے بھی کہا کہ تھوڑی دیر ان کے پاس ٹھہرنا اور دیکھنا کہ وہ ان دیناروں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ غلام دیناروں سے بھری ہوئی تھیلی معاذؓ کے پاس لے آیا اور کہنے لگا: امیر المؤمنین نے آپ کو حکم دیا ہے کہ یہ دینار اپنی ضرورت میں صرف کریں۔ معاذؓ نے فرمایا: امیر المؤمنین پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، پھر معاذؓ نے لونڈی کو بلایا اور کہا اتنے دینار فلاں گھر میں لے جا اور اتنے فلاں گھر میں۔ اتنے میں معاذؓ کی اہلیہ آگئیں اور کہنے لگیں: بخدا ہم مسکین ہیں لہٰذا ہمیں بھی دیجئے۔ چنانچہ اس وقت تھیلی میں صرف دو دینار باقی بچے تھے۔ معاذؓ نے بمعہ تھیلی کے دونوں دینار اہلیہ کی طرف اچھال دیئے۔ پھر غلام حضرت عمرؓ کے پاس واپس لوٹ آیا اور انہیں سارا واقعہ سنادیا۔ سن کر عمرؓ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: بے شک تمام صحابہ آپس میں بھائی بھائی ہیں (اور ایک دوسرے کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں)۔

۸۰۹- معاذ بن جبل، ابو عبیدہ اور عمر رضی اللہ عنہم کی باہم خط و کتابت ...... سلیمان بن احمد، ابو یزید قراطیسی، حجاج بن ابراہیم، (دوسری سند) عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی (ہر دو سند) مروان بن معاویہ، محمد بن سوقہ کہتے ہیں ایک مرتبہ میں نعیم بن ابی ہند کے پاس آیا انہوں نے مجھے دیکھا اور ایک کاغذ دکھایا، اس میں لکھا تھا:

از طرف ابو عبیدہ بن جراح و معاذ بن جبل بطرف عمرؓ بن الخطاب۔

السلام علیکم، اما بعد!

بے شک ہم دونوں آپ کو وصیت کرتے ہیں حالانکہ آپ ہم سے مہتم بالشان ہیں۔ اس امت کے سرخ و سیاہ سب ہی آپ کے پاس حصول عدل کے لئے آتے ہیں۔ پس با خوبی آپ دیکھ لیا کریں کہ اس وقت آپ کس حالت میں ہوتے ہیں۔ اے عمر! بے شک ہم آپ کو اس دن سے ڈراتے ہیں جس دن لوگوں کے سر جھکے ہوئے ہوں گے، دلوں کی اکڑ ختم ہو چکی ہوگی۔ تمام تر حجتوں کا خاتمہ ہو جائے گا صرف ایک اللہ کی حجت لوگوں پر غضب میں ہوگی۔ ساری مخلوق اس کے سامنے ذلیل و حقیر ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید لگائے ہوگی اور اس کے عقاب و عذاب سے خوفزدہ ہوگی۔ ہم کہتے ہیں کہ اس امت کا معاملہ عنقریب آخری زمانے میں ایسا ہوگا کہ ظاہراً تو آپس میں بھائی بھائی ہوں گے اور باطناً ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ آپ ہمارے خط کو اس مقام سے دور رکھیں جو مقام کہ ہمارے دلوں میں موجود ہے، ہم نے محض آپ کی خیر خواہی کے لئے یہ خط لکھا ہے والسلام علیک۔

عمرؓ نے انہیں جواب لکھا: عمر بن خطاب کی طرف سے ابو عبیدہؓ و معاذؓ کو۔

السلام علیکم: اما بعد!

مجھے آپ دونوں کا خط ملا آپ لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میرا معاملہ مہتم بالشان ہے اور مجھے اس امت کے سرخ و سیاہ سب کی ولایت سونپ دی گئی ہے۔ میرے سامنے اعلیٰ و ادنیٰ سب بیٹھے ہیں...... سو یاد رکھو! عمر کو اطاعت پر طاقت اور نافرمانی سے بچنے کی قوت صرف اللہ تعالیٰ ہی دینے والا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ: آپ مجھے اس چیز سے ڈراتے ہیں جس سے گزشتہ امتیں ڈرائی جاتی رہی ہیں۔ چنانچہ دن رات نے ہر جدید کو پرانا کر دیا اور بالآخر دن و رات نے موعود کو لا حاضر کیا...... حتیٰ کہ لوگ اپنے ٹھکانوں کی طرف سدھار گئے جنت میں یا دوزخ میں۔ آپ لوگوں نے لکھا ہے اس امت کا معاملہ آخری زمانے میں اس بات کی

طرف لوٹے گا کہ لوگ ظاہراً ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہوں گے اور باطناً ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے،
پس آپ لوگ تو ایسے نہیں ہیں اور نہ ہی یہ وہ زمانہ ہے، اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت اور اسکا خوف
ظاہر ہے، لوگ اصلاح دنیا کے لئے ایک دوسرے کی طرف رغبت کرتے ہیں، آپ لوگوں نے لکھا: ہم اللہ تعالیٰ
کی پناہ مانگتے ہیں کہ میں آپ کے خط کو اس کے مقام سے جو تمہارے دلوں میں موجود ہے دور رکھوں، یہ کیسے
ہوسکتا ہے حالانکہ آپ نے مجھے یہ خط خیر خواہی کے طور پر لکھا ہے اور آپ نے جو کچھ لکھا سچ لکھا۔ آئندہ بھی مجھے
خط و کتابت کے ذریعے ضرور یاد کرتے رہیں۔ میں آپ حضرات سے بے نیاز نہیں ہوں۔ والسلام علیکما۔

۸۱۰-علم کی فضیلت پر معاذؓ کا بلیغ خطبہ...... عبداللہ اصفہانی، محمد بن ابراہیم بن یحییٰ، یعقوب دورقی، محمد بن موسیٰ مروزی ابوعبداللہ، ابوعصمہ ہاشم بن مخلد (ثقہ راوی)، عن رجل، رجاء بن حیوۃ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل نے فرمایا: علم اس لئے حاصل کرو کہ اس کا حاصل کرنا خوف الٰہی ہے اس کا طلب کرنا عبادت ہے۔ اسکا درس دینا تسبیح ہے۔ علمی گفتگو کرنا جہاد ہے۔ جو شخص علم نہ جانتا ہو اسے پڑھانا خیرات ہے۔ جو علم کا اہل ہو اسے علم کی دولت سے نوازنا تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ یہی علم تنہائیوں کا ساتھی ہے۔ سفر کا رفیق ہے۔ دین کا رہنما ہے۔ تنگدستی و خوشحالی میں چراغ راہ ہے۔ دوستوں کا مشیر ہے۔ اجنبی لوگوں میں قربت پیدا کرنے والا ہے۔ دشمنوں کے حق میں تیغ براں ہے۔ راہ جنت کا روشن مینار ہے۔ اسی علم کی بدولت اللہ جل شانہ کچھ لوگوں کو عظمت عطا کرتا ہے، انہیں قائد، رہنما اور سردار بناتا ہے۔ لوگ اہل علم کی اتباع کرتے ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ان کے عمل کو دلیل بناتے ہیں۔ فرشتے ان کی دوستی اور رفاقت کی خواہش کرتے ہیں اپنے بازوئے رحمت ان کے جسموں سے مس کرتے ہیں۔ بحر و بر کی تمام مخلوقات یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور کیڑے، خشکی کے درندے اور چوپائے، آسمان کے چاند، سورج اور ستارے سب ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ علم دل کی زندگی ہے علم نور ہے۔ اس سے تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں۔ علم سے بدن کو قوت ملتی ہے، ضعف دور ہوتا ہے۔ علم کی بدولت انسان نیک لوگوں کے بلند درجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ علمی امور میں غور وفکر کرنا روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ علم کی تدریس میں مشغول رہنا شب بیداری کے برابر ہے۔ علم ہی سے اللہ کی اطاعت، عبادت، تسبیح اور تحمید کا حق ادا ہوتا ہے۔ اسی سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ صلہ رحمی کی توفیق ملتی ہے۔ حلال و حرام میں تمیز کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ علم امام ہے...... عمل اس کے تابع ہے خوش قسمت لوگوں کے دل ہی علم کی آماجگاہ بن سکتے ہیں، بدقسمت لوگ اس سے محروم رہتے ہیں (ہم اللہ تعالیٰ سے حسن توفیق کے خواہاں ہیں)۔

۸۱۱-معاذ بن جبلؓ کی وفات کا وقت...... احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، شجاع بن ولید، عمرو بن قیس، عن رجل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل بوقت وفات فرمانے لگے: دیکھو کیا صبح ہو چکی ہے؟ انہیں جواب دیا گیا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا: دیکھو کیا صبح ہو چکی ہے؟ پھر جواب دیا گیا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی۔ چنانچہ کچھ وقت کے بعد کسی نے آ کر کہا کہ صبح ہو چکی ہے۔ تب فرمایا: میں ایسی رات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جسکی صبح آگ کی طرف لے جانے والی ہو۔ موت کو خوش آمدید ہے۔ موت ایسا ملاقاتی ہے جو ناغہ کر کے آیا ہے۔ ایسا دوست ہے جو فاقہ کشی کی حالت میں آیا ہے۔ یا اللہ! میں بھی تیرے خوف کو دل میں بٹھائے رکھتا تھا اور آج تجھ سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہوں۔ یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے دنیا سے محبت نہیں کی اور نہ ہی لمبی عمر کا خواہاں ہوا ہوں کہ اس دنیا میں نہریں جاری کروں یا باغات اگاؤں۔ لیکن گلے کی پیاس، سختی والی گھڑیاں، سفر میں مزاحمت، علماء اور ذکر کے حلقے (ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے چھوٹ جائیں گی یعنی میں تو مر رہا ہوں اور ان اعمال کی پیاس میرے دل میں باقی ہی ہے)۔

۸۱۲- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابن نمیر، اسماعیل بن ابی خالد، طارق بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: ملک شام میں طاعون کی وبا پھیلی اور ختم ہونے نہیں پاتی تھی، یہاں تک کہ لوگ کہا کرتے کہ یہ ایک طوفان ہے مگر یہ کہ پانی اس میں نہیں ہے۔ لوگوں کی چہ مگوئیوں کا علم جب معاذؓ کو ہوا تو آپ اٹھے اور لوگوں کو تقریر کرنے لگے، فرمایا: مجھے تمہاری باتیں پہنچ گئی ہیں، یہ تو اللہ عزوجل کی رحمت ہے اور تمہارے نبی ﷺ کی دعا ہے اور تم سے قبل صالحین کی موت ہے۔ اس کے بجائے تم لوگ اس بات سے خوفزدہ رہو کہ آدمی اپنے گھر پر رات گزارے اور صبح کرے تو اسے معلوم نہ ہو کہ آیا وہ مومن ہے یا منافق اور بچوں کی امارت سے خوفزدہ رہو (یعنی اس وبائی بیماری کی بجائے ان دو چیزوں سے خوفزدہ رہو)۔

۸۱۳- **چار صحابہ پر بیک وقت طاعون کا حملہ**...... ابوجعفر یقطینی، حسین بن عبداللہ قطان، عامر بن سیار، عبدالحمید بن بہرام، شہر بن حوشب، عبدالرحمٰن بن غنم، حارث بن عمیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل، ابوعبیدہ، شرحبیل بن حسنہ اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہم چاروں پر ایک ہی دن میں طاعون کا حملہ ہوا۔ معاذؓ فرمانے لگے: یہ وبا پروردگار عزوجل کی رحمت ہے اور تمہارے نبی ﷺ کی دعا ہے۔ تم سے پہلے صالحین اسی بیماری میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ یا اللہ! آلِ معاذ کو اس رحمت کا پورا پورا حصہ عطا فرما۔ چنانچہ شام بھی نہیں ہوئی تھی کہ ان کے چہیتے بیٹے عبدالرحمٰن جن کے نام سے معاذؓ اپنی کنیت ظاہر کرتے تھے اور وہ سب سے زیادہ عزیز تھا...... طاعون میں مبتلا ہو گیا۔ معاذؓ مسجد سے واپس تشریف لائے تو بیٹے کو سخت تکلیف میں گرفتار پایا۔ پوچھا: اے عبدالرحمٰن! تمہارا کیا حال ہے؟ بیٹا بولا: اے ابا جان! **الحق من ربک فلا تکن من الممترین** ''(آل عمران/۶۰) آپ کے پروردگار کی طرف سے حق یہی ہے آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔ معاذؓ نے فرمایا: ان شاء اللہ تم مجھے صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے۔ چنانچہ رات گزاری صبح ہوئی تو اپنے ہاتھوں سے بیٹے کو دفن کیا۔ معاذؓ پر طاعون کا جب حملہ ہوا تو ان پر نزع کا وقت انتہائی شدت اختیار کر گیا...... حتی کہ ایسی سختی کا سامنا کسی کو بھی نہ کرنا پڑا تھا۔ چنانچہ انہیں جب بھی (موت کی) سختی سے تھوڑا سا افاقہ ہوتا تو کہتے: اے میرے پروردگار! جس قدر میرا گلا گھوٹنا ہے گھونٹ لے، مجھے تیری عزت کی قسم! بے شک تو جانتا ہے کہ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

۸۱۴- **معاذؓ کو حضور ﷺ کی وصیت**...... عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابوبکر بن ابی عاصم، یعقوب بن حمید، ابراہیم بن عیینہ، اسماعیل بن رافع، ثعلبہ بن صالح، اہل شام کے ایک آدمی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بن جبلؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! جاؤ اپنی سواری تیار کر لو اور پھر میرے پاس آ جاؤ میں تمہیں یمن بھیجنا چاہتا ہوں۔ (فرمایا) میں چلا گیا اور اپنی سواری تیار کی اور پھر واپس آ گیا اور مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ حتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اجازت عنایت فرمائی اور پھر میرا ہاتھ پکڑ کر میرے ساتھ چلنے لگے۔ ارشاد فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اور تمہیں سچی بات، ایفائے عہد، ادائے امانت، ترک خیانت، یتیم پر رحمت و شفقت، پڑوسی کی حفاظت، غصہ پر قابو، دوسروں پر مہربانی، سلام کو رواج دینے، نرم کلامی، لزوم ایمان، تفقہ فی القرآن، حب آخرت، خوف حساب، مختصر امید اور حسن عمل کی وصیت کرتا ہوں۔ اور تمہیں کسی مسلمان کو گالی دینے یا سچے آدمی کی تکذیب کرنے یا جھوٹے کی تصدیق کرنے اور امام عادل کی نافرمانی کرنے سے باز رہنے کی تاکید کرتا ہوں۔ اے معاذ! ہر شجر و حجر (درخت و پتھر) کے پاس اللہ کا ذکر کرتے رہنا اور جو گناہ بھی تم سے سرزد ہو اس کے بعد ضرور توبہ کرنا، پوشیدہ کے بدلے میں پوشیدہ اور علانیہ کے بدلے میں علانیہ (توبہ کرنا)۔[۱]

۱- اتحاف السادۃ المتقین ۲۶۲/۶، ۹۵/۷، ۲۹۰، ۵۱۹.

۸۱۵-حسن بن منصور حمصی، حسن بن معروف، محمد بن اسماعیل بن عیاش، اسماعیل بن عیاش، عبیداللہ بن عمر، نافع کے سلسلۂ سند سے عمرؓ کی روایت مروی ہے کہ نبی ﷺ نے معاذؓ بن جبل کو یمن بھیجنے کا ارادہ کیا، چنانچہ معاذؓ (اونٹ پر) سوار ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ ان کی ایک طرف وصیت کرتے ہوئے پیدل چل رہے تھے۔ ارشاد فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں حقیقی بھائی جیسی وصیت کرتا ہوں۔ میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کو اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر راوی نے مذکورہ حدیث کی طرح ذکر کیا، اور یہ اضافہ کیا: مریض کی عیادت کرتے رہنا، بیواؤں اور ضعیفوں کی ضروریات کو پورا کرنا، فقیروں اور مسکینوں کے ساتھ مل کر بیٹھنا، لوگوں کو اپنی طرف سے انصاف فراہم کرنا، ہمیشہ حق بات کہتے رہنا اور دیکھنا اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمہاری راہ میں آڑے نہ آئے۔[1]

۸۱۶-محبوب صحابی کو ایک اہم دعا کی وصیت...... محمد بن احمد بن حسنی، بشر بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن مقری، حیوۃ بن شریح، عقبہ بن مسلم تجیبی، عبدالرحمٰن حبلی، صنابحی، معاذؓ بن جبل کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن میرا ہاتھ پکڑا پھر ارشاد فرمایا: اے معاذ! بخدا! میں تم سے محبت کرتا ہوں معاذؓ بھی رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں بخدا! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا مت چھوڑو۔

اللهم اعنى على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك

یا اللہ اپنے ذکر، شکر اور حسن عبادت پر میری مدد فرما۔[2]

چنانچہ معاذؓ نے اس دعا کی وصیت صنابحیؒ کو کی۔ صنابحی نے ابوعبدالرحمٰن کو وصیت کی۔ عبدالرحمٰن نے عقبہ کو وصیت کی۔ عقبہ نے حیوۃ کو وصیت کی۔ حیوۃ نے ابوعبدالرحمٰن مقری کو وصیت کی۔ ابوعبدالرحمٰن مقری نے بشر بن موسیٰ کو وصیت کی۔ بشر بن موسیٰ نے محمد بن احمد بن حسن کو وصیت کی اور مجھے محمد بن احمد بن حسن نے وصیت کی۔ چنانچہ شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں تمہیں بھی اسکی وصیت کرتا ہوں۔

۸۱۷-عبداللہ بن محمد بن جعفر، دلیل بن ابراہیم بن دلیل، عبدالعزیز بن منیب، اسحٰق بن عبداللہ بن کیسان، کیسان، ثابت بنانی، انس بن مالک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ معاذؓ بن جبل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! تم نے صبح کس حال میں کی ہے؟ معاذؓ نے جواب دیا: میں نے صبح اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے کی ہے۔ ارشاد فرمایا: بے شک ہر بات کی ایک تصدیق ہوتی ہے اور ہر حق کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ سو تمہاری کہی ہوئی بات کی کیا تصدیق ہے؟ معاذؓ نے جواب دیا: یا نبی اللہ! میں نے کبھی بھی صبح نہیں کی مگر مجھے گمان گزرا کہ میں شام نہیں کر سکوں گا (یعنی شام سے پہلے پہلے مر جاؤں گا) اور میں نے شام بھی کبھی نہیں کی مگر مجھے گمان ہوا کہ میں صبح نہیں کر سکوں گا۔ میں کوئی بھی قدم نہیں چلا مگر مجھے خیال گزرا کہ میں اس کے بعد دوسرا قدم نہیں اٹھا سکوں گا...... گویا کہ میں ہر آنے والی امت کو دیکھتا ہوں کہ اسے اپنی کتاب کی طرف بلایا جا رہا ہے اور ہر امت کے ساتھ اس کا نبی اور بت جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجتی تھی موجود ہے۔ گویا کہ میں اہل نار کی عقوبت اور اہل جنت کے ثواب کو دیکھ رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم صاحب معرفت ہو پس ان امور پر پابندی کرو۔[3]

۱۔ اتحاف السادة المتقين ۲۶۲/۶، ۹۵/۷، وكنز العمال ۴۳۵۵۵.

۲۔ سنن أبي داؤد ۱۵۲۲. والمستدرك ۲۷۳/۱، ۲۷۳/۳، وصحيح ابن حبان ۲۳۴۵. (موارد) وصحيح ابن خزيمة ۷۵۱. وأمالي الشجري ۲۳۹/۱. ونصب الراية ۲۳۵/۲. واتحاف السادة المتقين ۹۸/۵. والبداية والنهاية ۹۵/۷.

۳۔ الأمالي الشجري ۳۲/۱، والدر المنثور ۱۶۳/۳. والايمان لابن أبي شيبة ۱۱۴. ۱۱۵، وتفسير ابن كثير ۵۵۳/۳. وتخريج الاحياء للعراقي ۲۱۵/۴، واتحاف السادة المتقين ۲۳۸/۲.

۸۱۸- فاروق بن عبدالکبیر خطابی، ابومسلم کشی، ابوعمرو حوضی، ضحاک بن یسار، قاسم بن مخیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل جب یمن سے واپس تشریف لائے تو نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: تم نے اپنے پیچھے لوگوں کو کس حالت میں چھوڑا ہے؟ معاذؓ نے جواب دیا: میں نے انہیں اس حالت میں چھوڑا ہے کہ ان کا مقصد چوپایوں والا مقصد ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری حالت کیسی ہوگی جب تم ایسے لوگوں میں باقی رہ جاؤ گے جو اس چیز کا علم رکھتے ہوں گے جس سے یہ لوگ جاہل ہیں اور ان کا مقصد ان لوگوں جیسا مقصد ہوگا۔[1]

۸۱۹- احمد بن یعقوب بن مہرجان، حسن بن محمد بن نصر، محمد بن عثمان عقیلی، محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی، خلیل بن مرہ، ثور بن یزید، خالد بن معدان، مالک بن یخامر، معاذ بن جبلؓ کی روایت ہے، فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے در پے ہوگیا رسول اللہ ﷺ اس وقت طواف میں مشغول تھے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے لوگوں میں سب سے برا بتادیجئے! ارشاد فرمایا: مجھ سے بھلائی کے متعلق سوال کیا کرو اور برائی کے متعلق مجھ سے مت سوال کرو اور لوگوں میں برے علماء بدترین لوگ ہیں۔[2]

۸۲۰- ابوعلی محمد بن احمد بن حسن، احمد بن محمد بن جعد، حفص بن مقری، عبداللہ بن عبدالرحمٰن قرشی، محمد بن سعید، عبادہ بن نسی، عبدالرحمٰن بن غنم کا بیان ہے کہ جب معاذؓ کے بیٹے کو سخت بیماری (طاعون) لاحق ہوئی اور معاذؓ کا دکھ بیٹے کی تکلیف پر بڑھ گیا تو میں اس وقت معاذؓ کے پاس موجود تھا۔ چنانچہ جب نبی ﷺ کو (بیٹے کی شدتِ تکلیف کی) خبر ہوئی تو نبی ﷺ نے معاذؓ کو خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے معاذ بن جبل کو، السلام علیک۔

میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ جسکے سوا کوئی معبود نہیں کی حمد کرتا ہوں: امابعد!

اللہ تعالیٰ تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے، ہمیں بھی اور تمہیں بھی شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ بے شک ہماری جانیں ہمارے گھر والے، ہمارے اموال اور ہماری اولاد اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اسکی عاریۃً دی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعے ہمیں مدت مقررہ تک نفع اٹھانے دیتا ہے اور جب ان کا وقت آجاتا ہے انہیں اپنے قبضے میں کرلیتا ہے۔ جب یہ عطیات اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کئے ہیں تو تمہارے اوپر ان کا شکر کرنا بھی واجب کیا ہے اور جب کبھی اللہ تعالیٰ آزمائش میں مبتلا کرے تو اس پر صبر واجب کیا ہے۔ سو تمہارا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ کے مبارک عطیات میں سے تھا اور اللہ کی عاریت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کے ذریعے رشک وسرور میں نفع بخشا ہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجر عطاء کر کے اس کو واپس لے لیا۔ (اگر تم صبر کرو گے تو وہ تمہارے لئے رحمت اور ہدایت اور تقرب الٰہی کا ذریعہ بنے گا۔ اے معاذ! تم میں دو خصلتیں ہرگز جمع نہ ہونے پائیں ورنہ تمہارا اجر وثواب ضائع ہوجائے گا اور انجام کار تمہیں مافات پر ندامت ہوگی! اگر تم اپنی مصیبت کو باعث ثواب سمجھو گے تمہاری مصیبت کوتاہ ترین ہوکر رہ جائے گی اور اجر وثواب کامل کا کامل باقی رہے گا۔ اس طرح تم اللہ تعالیٰ کے ہاں موجود اجر وثواب کو پالو گے جو پریشانی تم پر نازل ہوئی ہے اس طرح ختم ہوجائیگی گویا ایسا ہی لکھا تھا۔

والسلام۔[3]

۸۲۱- ابوعلی محمد بن احمد بن حسن، احمد بن محمد بن جعد، حفص بن عمر مقری، عبداللہ بن عبدالرحمٰن قرشی، محمد بن سعید، عبادہ بن نسی، عبدالرحمٰن

۱۔ کنز العمال ۲۸۹۷۱.

۲۔ اتحاف السادۃ المتقین ۱/۲۶۴، ۳۷۰. وکنز العمال ۲۹۱۱۴. وکشف الخفا ۱/۵۵۹.

۳۔ المستدرک ۳/۲۷۳. ومجمع الزوائد ۳/۳۴.

بن غنم کا بیان ہے کہ جب معاذؓ بن جبل کے بیٹے کو بیماری لاحق ہوئی اس وقت میں ان کے پاس موجود تھا۔ معاذؓ کا غم ودکھ بیٹے کے مرض پر شدت اختیار کر گیا تھا۔ جب نبی ﷺ کو خبر ہوئی تو انہوں نے معاذؓ کو خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے معاذؓ بن جبل کو۔

الحدیث السابق[1]

۸۲۲- سلیمان بن احمد، احمد بن یحییٰ بن خالد، عمرو بن بکر بن بکار قعنبی، مجاشع بن عمرو بن حسان، عمرو بن حسان، لیث بن سعد، عاصم بن عمر بن قتادۃ، محمود بن لبید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل کا بیٹا وفات پا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بطور تعزیت انہیں خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے معاذؓ بن جبل کو۔ السلام علیک!

بے شک میں تمہیں اللہ تعالیٰ جس کے سوا کوئی معبود نہیں کی حمد کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

پھر راوی نے محمد بن سعید بن عبادہ کی حدیث بالا کی مثل روایت کی ہے[2]

ابن جریج کی حدیث ابو جریج عن ابی الزبیر عن جابر کی سند سے مروی ہے۔

معاذؓ کے بیٹے سے متعلق روایات کے بارے میں مصنف کی رائے گرامی ...... شیخ ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ساری روایات ضعیف ہیں اور ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ چونکہ معاذؓ بن جبل کے بیٹے کی وفات نبی ﷺ کی وفات کے دو سال بعد ہوئی تھی (اس میں نظر ہے چونکہ حدیث نمبر ۸۱۲ میں گزر چکا ہے کہ جب معاذؓ طاعون زدہ ہوئے انہوں نے اپنی آل اولاد کے لئے بھی اس بیماری میں مبتلا ہونے کی دعا کی تھی چنانچہ صبح ہی کو بیٹا بھی مبتلا ہو گیا حتی کہ خود معاذؓ نے اپنے ہاتھوں سے بیٹا دفنایا اور یہ مشہور و منصوص ہے کہ طاعون عمواس ۱۸ ہجری میں بپا ہوا تھا جبکہ نبی ﷺ کی وفات ۱۱ھ میں ہوئی ہے۔ لہذا نبی ﷺ کی وفات کے سات (۷) سال بعد معاذؓ کے بیٹے کی وفات ہوئی واللہ اعلم بالصواب۔ تنولی)

حقیقت میں کسی صحابی نے معاذؓ بن جبل کو خط لکھا تھا۔ راوی کو وہم ہو گیا اور خط کی نسبت نبی ﷺ کی طرف کر دی، حالآنکہ معاذؓ بن جبل جلیل الشان بزرگ اور اعلم الناس انسان تھے۔ وہ جزع فزع سے مغلوب ہونے سے بالاتر تھے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم کرنے سے کوئی چیز مغلوب نہیں کر سکتی تھی۔ بلکہ صحیح روایت وہ ہے جو حارث بن عمیرہ اور ابو جرشی نے روایت کی ہے اور معاذؓ بن جبل کے صبر واستقامت اور اللہ کے حضور سر تسلیم خم کرنے کو روایت کیا ہے۔ نیز معاذؓ بن جبل نبی ﷺ کی زندگی میں صرف یمن میں گئے تھے...... ورنہ ہمیشہ نبی ﷺ کے پاس حاضر رہے۔ (یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ معاذؓ کہیں دور چلے گئے اور ان کا بیٹا مر گیا اور تعزیت کے لئے نبی ﷺ کو خط لکھنے کی ضرورت پیش آئی)۔ محمد بن سعید اور مجاشع کی مرویات ناقابل اعتماد ہیں اور ان دونوں کی روایات مفردہ غیر معتمد ہیں۔

۸۲۳- محمد بن علی، ابو عباس بن ابی طفیل، یزید بن موہب، ابن وہب، یحییٰ بن ایوب، عبید اللہ بن زحر، ابن ابی عمران، عمرو بن مرہ، معاذؓ بن جبل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب معاذؓ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا ارشاد فرمایا: اپنے دین کو خالص رکھو تو تمہیں عمل قلیل بھی کافی ہوگا۔[3]

۱، ۲- المستدرک ۲۷۳/۳. ومجمع الزوائد ۳۴/۳.

۳- المستدرک ۳۰۶/۴. والترغیب والترھیب ۵۴۰/۱، وتفسیر ابن کثیر ۳۹۲/۲. والدر المنثور ۲۳۶/۲ وکنز العمال ۵۲۵۷.

(۳۷) سعید بن عامرؓ

حضرات صحابۂ کرامؓ میں سے ایک سعید بن عامر بن جذیم حجمی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ جادوگر آفتوں سے لبریز دنیا سے بے رغبت رہے۔ دنیا کے طلبگاروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے رہے۔ سابقین کے راستے پر چلے۔ خدا سے ڈر اور خوف کو دل میں بٹھائے رکھا۔ حالانکہ انہیں شام کے بعض علاقوں کی گورنری بھی ملی باوجود اس کے پھر بھی دنیا سے کنارہ کش رہے۔ سرکاری عہدے ومنصب کو پوری پوری امانت ودیانت سے ادا کیا۔

کہا گیا ہے کہ تصوف احسانات پر قائم رہنے اور بے جا گمانوں سے کنارہ کش رہنے کا نام ہے۔

۸۲۴- حضرت سعیدؓ کا سارا مال راہ خدا میں خرچ کرنے کا عمدہ واقعہ..... محمد بن معمر، ابو شعیب حرانی، یحیی بن عبداللہ حرانی، اوزاعی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسان بن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جب حضرت عمرؓ بن الخطاب نے حضرت معاویہؓ کو ملک شام کی گورنری سے معزول کیا تو ان کی جگہ حضرت سعید بن عامر بن جذیم حجمیؓ کو بھیجا۔ وہ اپنی نوجوان بیوی کو بھی ساتھ لے گئے، جو بہت خوبصورت اور قریش قبیلہ کی تھی۔ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ فاقہ کشی اور تنگدستی کا دور شروع ہوگیا۔ حضرت عمرؓ کو اسکی اطلاع ملی تو انہوں نے ان کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے۔ وہ ہزار دینار لے کر اپنی بیوی کے پاس گھر گئے اور اس سے کہا تم جو یہ دینار دیکھ رہی ہو یہ حضرت عمرؓ نے بھیجے ہیں۔ اس نے کہا: میرا دل چاہتا ہے کہ آپ ہمارے لئے سالن کا سامان اور غلہ خرید لیں اور باقی دینار سنبھال کر رکھ لیں تاکہ آئندہ کام آسکیں۔ حضرت سعیدؓ نے کہا میں تمہیں اس سے بہتر صورت نہ بتاؤں! کہ ہم یہ سامان ایک تاجر کو دے دیتے ہیں، جو اس سے ہمارے لئے تجارت کرتا رہے، ہم اسکا نفع کھاتے رہیں اور ہمارے اس سرمائے کی ذمہ داری بھی اس پر ہوگی۔ ان کی بیوی نے کہا یہ زیادہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ انہوں نے سالن کا سامان اور غلہ خریدا اور دو اونٹ اور دو غلام خریدے۔ غلاموں نے ان اونٹوں پر ضرورت کا سارا [illegible] اکٹھا کرلیا۔ پھر انہوں نے یہ سب مسکینوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کردیا۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد ان کی بیوی نے ان سے کہا: کھانے پینے کا سامان ختم ہوگیا ہے، آپ اس تاجر کے پاس جائیں اور جو نفع ہوا ہے اس میں سے کچھ لے کر ہمارے لئے کھانے پینے کا سامان خرید لیں۔ حضرت سعیدؓ خاموش رہے اس نے دوبارہ کہا مگر وہ پھر خاموش اور خاموش رہے۔ آخر اس نے تنگ آکر ان کو ستانا شروع کیا۔ اس پر انہوں نے دن کو گھر پر آنا چھوڑ دیا صرف رات کے وقت گھر تشریف لاتے۔ ان کے گھر والوں میں ایک آدمی تھا جو ان کے ساتھ گھر آیا کرتا تھا۔ اس نے ان کی بیوی سے کہا تم کیا کررہی ہو؟ تم ان کو بہت تکلیف پہنچا چکی ہو، وہ تو سارا مال صدقہ کرچکے ہیں۔ یہ سن کر بیوی کو سارے مال کے صدقہ کرنے کا اتنا افسوس ہوا کہ وہ رونے لگی۔

ایک دن حضرت سعیدؓ اپنی بیوی کے پاس گھر آئے اور اس سے کہا: آرام کے ساتھ بیٹھی رہو، میرے کچھ ساتھی تھے جو تھوڑا عرصہ پہلے مجھ سے جدا ہوگئے تھے، اگر مجھے ساری دنیا بھی مل جائے تو بھی مجھے ان کا راستہ چھوڑنا پسند نہیں ہے۔ اگر جنت کی خوبصورت حوروں میں سے ایک حور آسمان دنیا سے جھانک لے تو ساری دنیا اس کے نور سے روشن ہوجائے اور اس کے چہرے کا نور چاند وسورج

ا۔ طبقات ابن سعد ۷/ ۲۹۶، والتاریخ الکبیر ۳/ت ۱۶۷۱. والجرح ۴/ت ۲۰۸، والجمع ۱/ ۱۶۶. وسیر النبلاء ۳۸۵/۹. والکاشف ۱/ت ۱۹۳۰. وتذکرۃ الحفاظ ۱/ ۳۵۱. وشذرات الذھب ۲/ ۲۰. وتھذیب الکمال ۱۰/ ۵۱۰.

کی روشنی پر غالب آجائے اور جو دوپٹہ اسے پہنایا جاتا ہے وہ دنیا اور مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے۔ اب میرے لئے یہ تو آسان ہے کہ ان حوروں کے خاطر تجھے چھوڑ دوں لیکن تیری خاطر ان کو نہیں چھوڑ سکتا یہ سن کر وہ نرم دل ہو گئیں اور راضی ہو گئی۔

۸۲۵- اسلامی عدالت میں خلیفہ کی گورنر سے باز پرس..... محمد بن عبداللہ، حسن بن علی بن نصر طوسی، محمد بن عبدالکریم عبدی، ہیثم بن عدی، ثور بن یزید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

خالد بن معدان کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے حضرت سعید بن عامر بن جذیم جمحیؓ کو حمص پر ہمارا گورنر بنایا۔ جب حضرت عمرؓ بن الخطاب حمص تشریف لائے تو فرمایا: اے حمص والو! تم نے اپنے گورنر کو کیسا پایا؟ اس پر اہلیان حمص نے حضرت عمرؓ سے اپنے گورنر کی شکایتیں کیں۔ چونکہ حمص والے بھی اپنے گورنر کی ہمیشہ شکایتیں کرتے تھے، اس وجہ سے حمص کو چھوٹا ''کوفہ'' کہا جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا: ہمیں ان سے چار شکایتیں ہیں؛ اول یہ کہ جب تک اچھی طرح دن نہیں چڑھ جاتا اس وقت تک گورنر صاحب ہمارے پاس گھر سے باہر نہیں آتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا واقعۃً یہ تو بہت بڑی شکایت ہے۔ اسکے علاوہ اور کیا شکایت ہے؟ رعایا نے کہا: رات کو کسی کی بات نہیں سنتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ بھی بڑی شکایت ہے۔ اس کے علاوہ اور کیا شکایت ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمارے گورنر مہینے میں کسی ایک پورا دن گھر میں ہی رہتے ہیں باہر نہیں آتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ بھی بڑی شکایت ہے؟ اس کے علاوہ اور کیا شکایت ہے؟ انہوں نے کہا: کبھی کبھی ان کو بے ہوشی کا دورہ پڑتا ہے۔ جس سے وہ موت کے قریب تر ہو جاتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے اہل حمص اور ان کے گورنر سعید بن عامرؓ کو ایک جگہ جمع کیا اور حضرت عمرؓ نے یہ دعا مانگی یا اللہ! سعید بن عامر کے بارے میں میرا جو اندازہ تھا آج اسے غلط نہ ثابت کرنا۔ اس کے بعد حمص والوں سے فرمایا: تمہیں ان سے کیا شکایت ہے؟ انہوں نے کہا: جب تک اچھی طرح دن نہیں چڑھ جاتا اس وقت تک یہ گھر سے باہر ہمارے پاس نہیں آتے۔ حضرت سعیدؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس کی وجہ بتانا مجھے گوارہ نہیں تھی لیکن مجبوراً بتائے دیتا ہوں۔ بات کچھ یوں ہے کہ میرے گھر میں کوئی خادم نہیں ہے، اس لئے مجھے خود آٹا گوندھنا پڑتا ہے پھر اس انتظار میں بیٹھتا ہوں کہ آٹے میں خمیر پیدا ہو جائے، پھر میں روٹی پکا (کر کھا) تا ہوں پھر وضو کر کے گھر سے ان لوگوں کے پاس آتا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: تمہیں ان سے اور کیا شکایت ہے؟ لوگوں نے رات کو باہر نہ آنے کی شکایت کی۔ حضرت سعیدؓ نے کہا: اس کی وجہ بتانا بھی مجھے ناپسند ہے تاہم بات کچھ اس طرح ہے کہ میں نے رات اور دن کو تقسیم کیا ہے۔ دن ان لوگوں کے لیے مختص کر دیا ہے اور رات اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کر دی ہے۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے فرمایا: تمہیں ان سے اور کیا شکایت ہے؟ لوگوں نے کہا: مہینے میں کسی ایک دن میں ہمارے پاس باہر نہیں آتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: آپ اس بارے میں کیا عذر بیان کرتے ہیں؟ حضرت سعیدؓ نے فرمایا: نہ تو میرے پاس کوئی خادم ہے جو میرے کپڑے دھوئے اور نہ ہی میرے پاس اور متبادل کپڑے ہیں جنہیں میں پہن کر باہر آؤں، اس لئے میں خود اپنے کپڑے دھوتا ہوں پھر ان کے خشک ہونے کا انتظار کرتا ہوں چنانچہ جب خشک ہو جاتے ہیں تو وہ دبیز ہونے کی وجہ سے اکڑ جاتے ہیں اس لئے میں کپڑوں کو رگڑ رگڑ کر نرم کرتا ہوں، یوں میرا سارا دن اسی میں گزر جاتا ہے۔ پھر میں کپڑے پہن کر شام کو ان کے پاس باہر آتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا: تمہیں ان سے اور کیا شکایت ہے؟ لوگوں نے کہا انہیں کبھی کبھی بے ہوشی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں، حضرت سعیدؓ نے جواب دیا: میں حضرت خبیب انصاریؓ کی شہادت کے وقت مکہ میں موجود تھا۔ پہلے قریش مکہ نے ان کے جسم کے گوشت کو جگہ جگہ سے کاٹا، پھر ان کو سولی پر لٹکایا اور کہا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد ﷺ ہوں (تمہاری جگہ محمد ﷺ کو سولی دے دی جائے) حضرت خبیبؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے تو یہ بھی پسند

نہیں ہے کہ میں اپنے اہل وعیال میں ہوں اور (اس کے بدلہ میں) حضرت محمد ﷺ کو ایک کانٹا بھی چبھے اور پھر (حضور ﷺ کی محبت کے جوش میں آ کر) زور سے پکارا: یا محمد! چنانچہ جب بھی مجھے وہ دن یاد آتا ہے اور یہ خیال آتا ہے کہ میں نے اس حالت میں ان کی مدد نہیں کی اور میں اسوقت مشرک تھا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لایا تھا تو میرے دل میں زور سے یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس گناہ کو کبھی معاف نہیں فرمائیں گے۔ بس اس خیال سے مجھے بے ہوشی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے یہ جوابات سن کر فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میری فراست کو غلط نہیں ہونے دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے ان کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے اور فرمایا: انہیں اپنی حوائج میں صرف کرلو۔ اس پر سعیدؓ کی بیوی نے کہا: تمام تر تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں آپ کی خدمت سے بے نیاز کر دیا۔ حضرت سعیدؓ نے کہا، کیا تم اس سے بہتر بات چاہتی ہو؟ کہ ہم یہ دینار اسے دیدیتے ہیں جو ہمیں سخت ضرورت کے وقت دیدے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے گھر والوں میں سے ایک آدمی کو بلایا جس پر انہیں اعتماد تھا اور ان دیناروں کو بہت سی تھیلیوں میں ڈال کر اس سے کہا: جا کر یہ دینار فلاں خاندان کی بیواؤں، فلاں خاندان کے یتیموں، فلاں خاندان کے مسکینوں اور فلاں خاندان کے مصیبت زدہ لوگوں کو دے آؤ۔ تھوڑے سے دینار بچ گئے تو اپنی بیوی سے کہا: لو یہ خرچ کرلو پھر اپنے گورنری کے کام میں مشغول ہو گئے۔ چند دن بعد انکی بیوی نے کہا: کیا آپ ہمارے لئے کوئی خادم نہیں خرید لاتے؟ اور ہاں اس مال کا کیا ہوا؟ حضرت سعیدؓ نے فرمایا: وہ مال تمہیں سخت ضرورت کے وقت ملے گا (یعنی قیامت کے دن اسکا اجر وثواب تمہیں ملے گا)۔

یہ حدیث اسی طرح حسان اور خالد بن معدان نے مرسلاً ومرفوعاً روایت کی ہے اور یزید بن ابی زیاد اور موسیٰ صغیر نے عبدالرحمٰن بن سابط جمحی سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

۸۲۶- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوعثمان، مالک بن اسماعیل، مسعود بن سعد (دوسری سند) ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، اسحٰق بن ابراہیم، جریر، یزید بن ابی زیاد (تیسری سند) محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عبدالحمید بن صالح، ابومعاویہ، موسیٰ صغیر (تینوں راویوں) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

عبدالرحمٰن بن سابط جمحی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے قبیلہ بنو جمح کے ایک شخص جسے سعید بن عامر کہا جاتا ہے کو اپنے پاس بلا کر فرمایا: میں فلاں فلاں علاقے کا آپ کو گورنر بنا رہا ہوں۔ سعیدؓ بن عامر کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! مجھے آزمائش میں نہ ڈالیے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: بخدا! میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا، جہاں تم لوگوں نے مجھے نہیں چھوڑا اور میرے گلے میں امارت لا ڈالی۔ پھر حضرت عمرؓ نے ہی فرمایا: کیوں ہم آپ کے لئے کوئی تنخواہ نہ مقرر کردیں؟ سعیدؓ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے میری عطاء میں تنخواہ کے بغیر بھی میرے گزر بسر کا سامان کر دیا ہے، تو کیا میں کفایت کے باوجود اور اضافے کا خواہش مند ہو جاؤں؟ چنانچہ جب انہیں روزینہ ملتا تو گھر والوں کے لئے گزارے کا سامان خرید لیتے اور بقیہ کو صدقہ کر دیتے۔ ان کی بیوی ان سے کہتی آپ کی باقی تنخواہ کہاں ہے؟ وہ کہتے: میں نے وہ قرض دے دی ہے۔ (ان کا یہ طرز عمل دیکھ کر) کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور ان سے انہوں نے کہا آپ کے گھر والوں کا آپ پر حق ہے۔ آپ کے سسرال والوں کا آپ پر حق ہے۔ حضرت سعیدؓ نے فرمایا: میں نے ان کے حقوق کی ادائیگی میں کبھی کسی کو ان پر ترجیح نہیں دی ہے۔ میں موٹی موٹی آنکھوں والی حوریں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں کسی بھی انسان کو اس طرح خوش کرنا نہیں چاہتا کہ اس سے حوریں نہ مل سکیں۔ کیوں کہ اگر جنت کی ایک بھی حور دنیا میں جھانک لے تو اس کی وجہ سے ساری زمین ایسے چمکنے لگے گی جیسے سورج چمکنے لگتا ہے۔ میں جنت میں سب سے پہلے جانے والی جماعت سے پیچھے رہنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہوں، کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو حساب کے لئے جمع فرمائیں گے تو فقراء مومنین

جنت کی طرف ایسی تیزی سے جائیں گے جیسے کبوتر اپنے گھونسلے کی طرف تیزی سے پر پھیلا کر اترتا ہے۔ فرشتے ان سے کہیں گے ٹھہرو حساب دے کر جاؤ۔ وہ کہیں گے ہمارے پاس حساب کے لئے کچھ ہے ہی نہیں، بھلا ہمیں دیا ہی کیا گیا ہے جسکا ہمیں حساب چکانا پڑے! اس پر ان کا رب فرمائے گا: میرے بندے ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ پھر ان کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور وہ لوگوں سے ستر سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔[1]

حدیث کے الفاظ جریر سے مروی ہیں۔ موسیٰ صغیر کی حدیث میں کچھ اضافہ ہے وہ یوں ہے کہ:

حضرت عمرؓ کو خبر پہنچی کہ حضرت سعیدؓ کو کڑے دنوں کا سامنا ہے...... حتی کہ ان کے گھر میں آگ تک نہیں جلائی جاتی۔ چنانچہ عمرؓ نے ان کی طرف بہت سارا مال بھیجا۔ انہوں نے وہ مال بہت ساری تھیلیوں میں ڈال کر اپنے دائیں بائیں (اڑوس پڑوس میں) صدقہ کر دیا اور پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اگر کوئی حور اپنی انگلیوں میں سے ایک انگلی بھی (اہل دنیا کی طرف) ظاہر کر دے تو ہر ذی روح شئے اس کی خوشبو پائے گی۔ اے رب! میں ان حوروں کی خاطر دنیا کی عورتوں کو چھوڑتا ہوں، بخدا! تم زیادہ لائق ہو کہ میں تمہیں ان کی خاطر چھوڑ دوں۔

یہ حدیث مالک بن دینار نے عن شہر بن حوشب عن سعید بن عامر کی سند سے مسنداً مختصراً روایت کی ہے۔

(۳۸) عمیر بن سعد[2]

صحابہ کرامؓ میں سے ایک عمیر بن سعد بھی ہیں۔ عہد کی حفاظت کرنے والے، وعدہ پورا کرنے والے، نفس کے لئے سخت اقدام کرنے والے، خوبصورت والی اور رعایا پر اللہ کی حجت تھے۔ بے مثال ہونے کی وجہ سے انہیں ''نسیج وحدہ'' (اکیلا بنایا گیا) کا لقب ملا۔

۸۲۷- عمیرؓ کا بے مثل زہد وفقر...... سلیمان بن احمد، محمد بن مرزبان آدمی، محمد بن حکیم رازی، عبدالملک بن ہارون بن عنترہ، ہارون بن عنترہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عمیر بن سعد انصاریؓ کو حضرت عمرؓ بن خطاب نے حمص کا گورنر بنا کر بھیجا۔ ایک سال تک حضرت عمرؓ کے پاس ان کی کوئی خیر خبر نہیں آئی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے کاتب کو فرمایا: عمیر کو خط لکھو، اللہ کی قسم! میرا تو یہی خیال ہے کہ عمیر نے ہم سے خیانت کی ہے (خط کا مضمون یہ تھا)۔

''جونہی میرا خط تمہیں ملے فوراً میرے پاس آجاؤ اور میرا خط پڑھتے ہی تم وہ سارا مال ساتھ لے کر آؤ جو تم نے مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے جمع کر رکھا ہے''۔

خط پڑھتے ہی حضرت عمیرؓ چلنے کیلئے تیار ہو گئے۔ اپنا چمڑے کا تھیلا لیا۔ اس میں اپنا توشہ اور پیالہ رکھا، اپنا چمڑے کا لوٹا (تھیلے سے باندھ کر) لٹکایا اور اپنی لاٹھی لی اور حمص سے پیدل چل کر مدینہ منورہ پہنچے۔ جب وہاں پہنچے تو آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ چہرہ غبار آلود تھا اور بال لمبے ہو چکے تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں گئے اور کہا: السلام علیک یا امیر المؤمنین! حضرت عمرؓ نے پوچھا: آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت عمیرؓ نے کہا: آپ میرا کیا حال دیکھ رہے ہیں؟ کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ میں صحت مند اور پاک خون والا ہوں

---

[1] اتحاف السادة المتقين ۹/ ۲۸۱. وكنز العمال ۱۶۶۲۴.

[2] طبقات ابن سعد ۴/ ۳۷۳، ۷/ ۴۰۲. والتاريخ الكبير ۶/ت ۳۲۲۵. والجرح ۶/ت ۲۰۷۹. والاستيعاب ۳/ ۱۲۱۵. وسير النبلاء ۲/ ۱۰۳. ۵۵۷. والكاشف ۲/ت ۴۳۴۹. والاصابة ۳/ت ۶۰۳۶. وتهذيب الكمال ۲۲/ ۳۷۱. ۴۷۶.

اور میرے ساتھ میری دنیا ہے، جسکی میں باگ پکڑ کر اسے کھینچ لایا ہوں۔ حضرت عمرؓ سمجھے کہ یہ بہت سامال لائے ہوں گے جو ابھی پیچھے ہے۔اس لئے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا ہے؟ حضرت عمیرؓ نے کہا میرے ساتھ میرا تھیلا ہے جس میں اپنا توشہ اور پیالہ رکھتا ہوں پیالہ میں کھا بھی لیتا ہوں اور اسی میں اپنا سر اور اپنے کپڑے دھولیتا ہوں اور ایک لوٹا ہے جس میں وضو اور پینے کا پانی رکھتا ہوں۔ میری ایک لاٹھی ہے، جس پر میں ٹیک لگاتا ہوں اور اگر کوئی دشمن سامنے آجائے تو اسی سے اسکا مقابلہ کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! دنیا میرے اس سامان کے علاوہ ہے۔(یعنی میری ساری ضروریات اسی سامان سے پوری ہو جاتی ہیں)۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا: تم وہاں سے پیدل چل کر آئے ہو؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تمہارا وہاں (تعلق والا) کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جو تمہیں سواری کے لئے کوئی جانور دے دیتا؟ انہوں نے جواب دیا: وہاں کے لوگوں نے مجھے سواری نہیں دی اور نہ ہی میں نے ان سے مانگی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا! وہ برے مسلمان ہیں جن کے پاس سے تم آئے ہو (کہ انہوں نے اپنے گورنر کا ذرا خیال نہیں کیا) حضرت عمیرؓ نے کہا: اے عمر! آپ اللہ سے ڈریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیبت سے منع کیا ہے اور میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے (اور جو صبح کی نماز پڑھ لے وہ اللہ کی ذمہ داری میں آجاتا ہے)۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے تمہیں کہاں بھیجا تھا؟ اور تم نے کیا کیا؟ عمیرؓ نے کہا: اے امیر المؤمنین آپ کیا پوچھ رہے ہیں (میں سمجھ نہیں سکا)؟ حضرت عمرؓ نے (تعجب سے) کہا: سبحان اللہ! (سوال تو بالکل واضح ہے) حضرت عمیرؓ نے کہا: اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ نہ بتانے سے آپ غمگین ہو جائیں گے تو میں آپ کو نہ بتاتا۔ آپ نے مجھے جہاں بھیجا وہاں پہنچ کر میں نے وہاں کے نیک لوگوں کو جمع کیا اور مسلمانوں سے مال غنیمت جمع کرنے کا ان کو ذمہ دار بنایا۔ چنانچہ جب وہ مال جمع کر کے لے آئے تو میں نے وہ سارا مال صحیح مصرف پر خرچ کر دیا۔ اگر اس میں شرعاً آپ کا حصہ بھی ہوتا تو میں آپ کے پاس ضرور لے کر آتا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا تم ہمارے پاس کچھ نہیں لائے؟ حضرت عمیرؓ نے جواب دیا: نہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: (یہ تو بہت اچھے گورنر ہیں کچھ لے کر نہیں آئے ہیں لہذا) عمیر کے لئے (حمص کی گورنری کا) عہد نامہ پھر لکھ دو۔ حضرت عمیرؓ نے کہا: اب میں آپ کی طرف سے گورنر بننے کو تیار ہوں اور نہ آپ کے بعد کسی اور کی طرف سے۔ کیونکہ اللہ کی قسم! میں (اس گورنری میں خرابی سے) بچ نہ سکا۔ میں نے ایک نصرانی سے (امارت کے زعم میں) کہا تھا: اے فلانے! اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے۔ (جبکہ ذمی کو تکلیف پہنچانا برا کام ہے)۔ اے عمر! آپ نے مجھے گورنر بنا کر بڑی خرابیوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ اے عمر! میری زندگی کے سب سے برے دن وہ ہیں جن میں میں آپ کے ساتھ پیچھے رہ گیا (اور دنیا سے چلا نہیں گیا)۔ پھر انہوں نے حضرت عمرؓ سے اجازت مانگی! حضرت عمرؓ نے ان کو اجازت دے دی۔ وہ اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔ ان کا گھر مدینہ سے چند میل کے فاصلے پر تھا۔

جب عمیرؓ چلے گئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: میرا تو یہی خیال ہے کہ عمیر نے ہم سے خیانت کی ہے (یہ حمص سے ضرور مال لے کر آئے ہیں جسے میرے پاس نہیں لائے بلکہ سیدھے اپنے گھر بھیج دیا ہے)۔ پھر عمرؓ نے حارث نامی ایک آدمی کو سو (۱۰۰) دینار دے کر کہا یہ دینار لے جاؤ اور جا کر عمیرؓ کے ہاں اجنبی مہمان ٹھہرو۔ اگر ان کے گھر میں فراوانی دیکھو تو ایسے ہی میرے پاس واپس لوٹ آؤ اور اگر تنگی کی حالت دیکھو تو انہیں سو دینار دے دینا۔ حضرت حارث رحمہ اللہ نے وہاں جا کر دیکھا کہ حضرت عمیرؓ دیوار کے ساتھ ایک کونے میں بیٹھے اپنی قمیص سے جوئیں نکال رہے ہیں۔ انہوں نے جا کر حضرت عمیرؓ کو سلام کیا۔ حضرت عمیرؓ نے سلام کا جواب دیا اور کہا: اللہ آپ پر رحم کرے! آجاؤ اور ہمارے مہمان بن جاؤ۔ حارث رحمہ اللہ سواری سے اتر کر ان کے ہاں ٹھہر گئے۔ پھر حضرت عمیرؓ نے ان سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ انہوں نے کہا: مدینہ سے۔ حضرت عمیرؓ نے پوچھا: آپ نے امیر المؤمنینؓ کو کس حال میں چھوڑا؟ جواب دیا: اچھے حال میں تھے۔ حضرت عمیر نے پوچھا: مسلمانوں کو کس حال میں چھوڑا؟ انہوں نے کہا: وہ بھی ٹھیک تھے۔ حضرت عمیرؓ نے پوچھا کیا امیر المؤمنین شرعی حدود قائم نہیں کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے سے ایک کبیرہ

گناہ ہوگیا تھا چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس پر حد شرعی قائم کی تھی۔ درے سے کوڑے لگائے تھے جس سے اسکا انتقال ہوگیا تھا۔ حضرت عمیرؓ نے کہا: اے اللہ! عمرؓ کی مدد فرما! جہاں تک میں جانتا ہوں وہ آپ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔

چنانچہ حارثؒ حضرت عمیرؓ کے پاس تین دن تک مہمان رہے۔ ان کے ہاں صرف جو کی ایک روٹی ہوتی تھی جسے وہ حارث رحمہ اللہ کو کھلا دیا کرتے اور خود بھوکے رہتے۔ آخر جب فاقہ بہت زیادہ ہوگیا تو انہوں نے حارث سے کہا: تمہاری وجہ سے ہم لوگوں پر فاقے آگئے ہیں۔ اگر تم مناسب سمجھو تو کہیں اور چلے جاؤ اس پر حارث نے ان کو وہ دینار نکال کر دیئے اور کہا: امیر المؤمنین نے یہ دینار آپ کے لئے بھیجے ہیں، آپ انہیں اپنے کام میں لائیں۔ آپؓ نے فرمایا: یہ دینار واپس لے جاؤ۔ ان کی بیوی نے کہا: واپس نہ کرو، لے لو آپ کو ضرورت پڑ گئی تو اس میں سے خرچ کر لینا، ورنہ مناسب جگہ خرچ کر دینا۔ حضرت عمیرؓ نے کہا: اللہ کی قسم میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں میں ان کو رکھ لوں۔ اس پر ان کی بیوی نے اپنی قمیص کا نیچے کا دامن پھاڑ کر ان کو دیا، جس میں انہوں نے وہ دینار رکھ لئے اور پھر فوراً گھر سے باہر گئے اور شہداء کی اولاد اور فقراء میں سب تقسیم کر کے واپس آگئے۔ حضرت عمرؓ کے قاصد حارث کا خیال تھا کہ حضرت عمیر ان کو بھی کچھ دیں گے اور عمیرؓ نے قاصد کو کہا کہ امیر المؤمنین کو میرا اسلام کہہ دینا۔

حارث حضرت عمرؓ کے پاس واپس آئے۔ انہوں نے پوچھا: ان کا کیا حال دیکھا؟ عرض کیا وہ بہت سختی میں ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا: ان دیناروں کا کیا کیا؟ حارث بولے: مجھے پتہ نہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت عمیرؓ کو خط لکھا کہ "جونہی تمہیں میرا یہ خط ملے...... ملتے ہی خط رکھنے سے پہلے میری طرف چلے آؤ"۔ چنانچہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا: آپ نے ان دیناروں کا کیا کیا؟ انھوں نے کہا: مجھے جو مرضی آئی کیا۔ آپ ان دیناروں کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے کہا میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم مجھے ضرور بتاؤ کہ تم نے ان کا کیا کیا ہے؟ حضرت عمیرؓ نے کہا: میں نے ان کو اپنے لئے اگلے جہاں میں بھیج دیا ہے (یعنی ضرورتمندوں میں تقسیم کر دیئے ہیں)۔

حضرت عمرؓ نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! پھر حکم دیا کہ حضرت عمیرؓ کو ایک وسق (یعنی پانچ من دس سیر) غلہ اور دو کپڑے دیئے جائیں۔ حضرت عمیرؓ نے کہا غلہ کی مجھے ضرورت نہیں ہے، چونکہ میں گھر میں دو صاع (سات سیر) جو چھوڑ کر آیا ہوں اور ان دو صاع کے کھانے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اور رزق پہنچا دیں گے۔ چنانچہ غلہ تو لیا نہیں، البتہ دونوں کپڑے لے لئے اور یوں کہا: فلاں ام فلاں کے پاس کپڑے نہیں ہیں (اسے دے دوں گا) پھر اپنے گھر واپس آگئے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد ان کا انتقال ہوگیا اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔

جب حضرت عمرؓ کو ان کے انتقال کی خبر ملی تو ان کو بہت رنج و صدمہ ہوا اور ان کے لئے خوب دعائے رحمت و مغفرت کی۔ پھر (ان کو دفن کرنے) حضرت عمرؓ پیدل (مدینہ کے قبرستان) جنت البقیع گئے اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی پیدل چل رہے تھے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم میں سے ہر آدمی اپنی اپنی تمنا و آرزو ظاہر کرے۔ چنانچہ ایک آدمی بولا: اے امیر المؤمنین! میرا دل چاہتا ہے کہ میرے پاس بہت سا مال ہو اور میں اس سے خرید خرید کر بہت سے غلام اللہ تعالیٰ کے لیے آزاد کروں دوسرا بولا: میرا دل چاہتا ہے کہ میرے پاس بہت سا مال ہو میں اسے اللہ کے راستے میں خرچ کردوں۔ تیسرا بولا: میرا دل چاہتا ہے کہ مجھے اتنی جسمانی طاقت مل جائے کہ میں زمزم سے ڈول نکال نکال کر بیت اللہ کے حاجیوں کو زمزم کا پانی پلاؤں۔ تاہم حضرت عمرؓ نے فرمایا: میرا دل چاہتا ہے کہ میرے پاس عمیر بن سعدؓ جیسا آدمی ہو جسے میں مسلمانوں کے مختلف کاموں میں اطمینان سے لگا سکوں۔

(اللھم ارزقنا اتباع ھذہ النفوس القدسیة. یہ تھے حضرات صحابہ کرامؓ۔ مجھے رہ رہ کر حسن بصری رحمہ اللہ کا قول یاد آتا ہے کہ صحابہ کرام اگر ہمیں دیکھ لیتے تو ہمیں پکا منافق سمجھتے۔ اے کاش! ان لوگوں سے بچھڑ کر آج کوئی عمیر یا سعید پیدا ہو جاتا

مگر زمانے نے ہم سے بے وفائی کی۔ یوں لگتا ہے جیسے یہ حضرات گوشت پوست کے بنے ہی نہیں تھے یا انسانیت سے وراء الوراء کوئی اور ہی مخلوق تھے۔)

۸۲۸- عبداللہ بن شعیب، عبداللہ بن محمد بغوی، عبداللہ بن محمد بن حفص، حماد بن سلمہ، ابی سنان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ابوطلحہ خولانی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم عمیر بن سعدؓ کے پاس فلسطین میں ان کے گھر گئے۔ انہیں "نسیج وحدہ" (یکتا و منفرد کے لقب سے) پکارا جاتا تھا۔ آپؓ اس وقت گھر میں واقع ایک بڑی دکان پر کھڑے تھے اور گھر میں پتھروں سے بنا ہوا ایک بڑا حوض تھا۔ انہوں نے کہا: اے غلام! گھوڑوں کو (پانی پینے کے لئے) حوض پر لاؤ۔ (چنانچہ غلام جب حوض پر گھوڑے لایا تو عمیرؓ نے ایک گھوڑی کو گم پایا)۔ عمیرؓ نے اس گھوڑی کا نام لے کر پوچھا: فلاں گھوڑی کہاں ہے؟ عبیداللہ کہتے ہیں: غلام نے جواب دیا: وہ گھوڑی خارش زدہ ہے اور (خارش کی وجہ سے) اس کے بدن سے خون ٹپک رہا ہے۔ عمیرؓ نے فرمایا: اسے بھی پانی پینے کے لئے لاؤ۔ غلام نے کہا: تب دوسرے گھوڑوں کو بھی خارش ہو جائے گی۔ عمیرؓ نے فرمایا: اسے بھی حوض پر لاؤ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ "ایک سے دوسرے کو بیماری کا لگنا اور بدشگونی اور ہامہ کی کوئی حقیقت نہیں"۔[1] کیا تم ایک اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ وہ صحراء میں ہوتا ہے اس کے سینے کے ابھار پر خارش کا ایک نکتہ ظاہر ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ نکتہ اس سے پہلے موجود نہیں ہوتا تو پہلے اونٹ کو کس نے بیماری لگائی؟

(ہامہ: گھر پر الو بیٹھ کر گھر کے قتل ہونے والوں کی طرف سے انتقام کا مطالبہ کرتا ہے یا اس گھر کی بربادی کی آواز لگاتا ہے، یہ عرب کا جھوٹا عقیدہ تھا۔ اصغر)

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ عمیرؓ نے حدیث بالا کے علاوہ کوئی اور حدیث بھی نبی ﷺ سے روایت کی ہو۔

(۳۹) حضرت ابی بن کعبؓ[2]

حضرات صحابہ کرامؓ اجمعین میں سے ایک حضرت ابی بن کعبؓ بھی ہیں۔ مسائل غامضہ کا کافی شافی جواب دینے والے تھے خدا اور رسول کے عشق و محبت سے سرشار تھے اور سید المسلمین کے لقب سے ملقب تھے۔

۸۲۹- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم دبری، عبدالرزاق، ثوری، (دوسری سند) ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبدالاعلیٰ (دونوں راوی) سعید جریری، ابی سلیل، عبداللہ بن رباح انصاری کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ:

حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابومنذر! قرآن مجید کی کونسی عظیم الشان آیت تمہارے پاس ہے (یعنی تمہیں زبانی یاد ہے)؟ میں نے کہا: اللہ اور اسکا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اے ابومنذر! قرآن مجید کی کونسی عظیم الشان آیت تمہارے پاس ہے؟ میں نے کہا: "**اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم**" (آل عمران/۲) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ زندہ اور نگہبان ہے" چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور ارشاد فرمایا: "اے ابومنذر! تمہیں یہ

۱۔ مسند الامام احمد ۱/۱۸۰، ومجمع الزوائد ۵/۱۰۲، یہ حدیث بہت سے الفاظ کے ساتھ مروی ہے دیکھئے: صحیح البخاری ۷/۱۶۴، وصحیح مسلم، کتاب السلام باب ۳۳، رقم: ۱۰۲، ۱۰۳، وسنن الترمذی ابی داؤد ۲۴، من کتاب الطب وسنن الترمذی ۲۱۴۳. وسنن ابن ماجۃ ۳۵۳۵. ۳۵۴۰. المعجم الکبیر ۱۷/۵۴. وفتح الباری ۱۰/۲۱۵.

۲۔ طبقات ابن سعد ۳/۱/۵۹. وتاریخ ابن معین ۲/۱۹، والتاریخ الکبیر ۱/۲/۲۹، والجرح ۱/۱/۲۹۰، وتاریخ ابن عساکر ۲/۳۲۲. (التھذیب) وتھذیب الکمال ۲/۲۶۲. ۲۷۲.

علم مبارک ہو"۔[1]

۸۳۰۔حضور ﷺ کو ابی بن کعب کو قرآن سنانے کا حکم الٰہی ...... عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن علی بن مثنیٰ، ہدبہ، ہمام، قتادہ، انس بن مالکؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن مجید سناؤں۔ ابی بن کعبؓ کہنے لگے: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر آپ کو حکم دیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام لے کر مجھے حکم دیا ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں: یہ سن کر ابیؓ نے رونا شروع کردیا۔[2]

۸۳۱۔جعفر بن محمد بن عمرو، ابوحصین قاضی، یحییٰ بن عبدالحمید، ابن مبارک، اجلح، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، ابن ابزی، ابزی کے سلسلۂ سند سے حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں قرآن مجید سناؤں، میں نے کہا: کیا میرے رب عزوجل نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ ارشاد فرمایا: جی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون" (یونس ۵۸) کہہ دیجئے (یہ) اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت سے ہے۔ پس چاہیے کہ اس سے خوش رہیں اور وہ ان کی جمع کی ہوئی (دنیا) سے بہتر ہے۔[3]

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے یہ حدیث ثوری عن اسلم منقری عن ابن ابزی کی سند سے روایت کی ہے۔

۸۳۲۔ عبدالملک بن حسن، قاضی یوسف، محمد بن کثیر، سفیان ثوری، اسلم منقری، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزی، عبدالرحمٰن بن ابزی کے سلسلۂ سند سے ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہیں کوئی سورت پڑھ کر سناؤں! میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپ کے سامنے میرا نام لیا گیا ہے؟ ارشاد فرمایا: "ہاں"۔[4]

عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابی بن کعبؓ سے کہا: آپ اس سے خوش ہوئے تھے؟ ابیؓ نے فرمایا: مجھے خوش ہونے سے کیا چیز روکتی! حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "**قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون**"۔

۸۳۳۔سلیمان بن احمد بن خلید حلبی، محمد بن عیسیٰ الطباع، معاذ بن محمد بن معاذ بن ابی بن کعب، محمد بن معاذ بن ابی بن کعب، معاذ بن ابی بن کعب کے سلسلۂ سند سے حضرت ابی کعبؓ کی روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک مجھے حکم ہوا ہے کہ میں قرآن مجید کو تمہارے اوپر پیش کروں (یعنی تمہیں سناؤں)! ابیؓ کہنے لگے: میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا، آپ کے دست اقدس پر مشرف بہ اسلام ہوا اور آپ ہی سے علم حاصل کیا (آپ مجھ پر کیسے قرآن پیش کرتے ہیں) نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں ملا اعلیٰ (فرشتوں کی جماعت مقدسہ) میں تمہارے نام اور تمہارے نسب کا ذکر کیا گیا ہے، کہا: یارسول اللہ تب (قرآن مجید) پڑھیے۔[5]

۸۳۴۔ ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن یحییٰ قصری مروزی، سلیمان بن عامر مروزی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن

۱۔ الدر المنثور ۱/۲۲۴. والمستدرک ۳/۳۰۴. وسنن ابی داؤد ۱۲۶۰. وشرح السنۃ ۴/۴۵۹.

۲۔ صحیح البخاری ۶/۲۱۷، ومسند الامام احمد ۳/۱۳۰، ۱۸۵، ۲۷۳، ۲۸۴، ۵/۱۳۲، والمستدرک ۲/۲۲۴. ومنحۃ المعبود ۱۹۱۳. وطبقات ابن سعد ۳/۲/۶۰. ومجمع الزوائد ۷/۱۴۰. وفتح الباری ۸/۷۲۵.

۳۔ المصنف لابن ابی شیبۃ ۱۲/۱۴۱. ۴۔ المسند الامام احمد ۵/۱۲۳.

۵۔ طبقات ابن سعد ۳/۲/۱۰۳. والمصنف لابن ابی شیبۃ ۱۰/۵۶۴. وتاریخ ابن عساکر ۲/۳۲۷. والدر المنثور ۳/۳۰۸.

انس نے ابو عالیہ کو قرآن مجید سنایا۔ ابو عالیہ (ریاحی) نے ابی بن کعبؓ کو قرآن مجید سنایا اور حضرت ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہیں قرآن مجید پڑھ کر سناؤں۔ ابیؓ کہتے ہیں: میں نے کہا! یا رسول اللہ! کیا وہاں میرا تذکرہ کیا گیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں، چنانچہ ابیؓ رو پڑے۔ مجھے معلوم نہیں آیا شوق کی وجہ سے رو پڑے یا خوف کی وجہ سے۔

۸۳۵- جعفر بن محمد بن عمرو، محمد بن حسن بن حبیب، یحیٰی بن عبد الحمید، ابو احوص، عمار بن رزیق، محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عیسیٰ بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے:

ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا پھر ارشاد فرمایا: میں تجھے شک اور تکذیب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ ابی بن کعبؓ کہتے ہیں: میں پسینے میں شرابور ہو گیا اور (میری یہ کیفیت تھی) گویا کہ میں ڈر کے مارے اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

یہ حدیث اسماعیل بن ابی خالد نے بھی عبد اللہ بن عیسیٰ سے مثل مذکور بالا کے روایت کی ہے۔

۸۳۶- عبد اللہ بن جعفر، ابن حبیب، ابو داؤد، شعبہ، ابو حمزہ، ایاس بن قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

قیس بن عباد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں محمد ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی ملاقات کے لئے مدینہ منورہ آیا۔ مجھے سب سے زیادہ ابی بن کعبؓ کی ملاقات محبوب تھی، چنانچہ میں (نماز میں) صف اول میں جا کھڑا ہوا۔ حضرت ابیؓ نماز کے لیے تشریف لائے۔ جب نماز پڑھ لی تو بیان کرنے لگے۔ میں نے لوگوں کی گردنوں کو جتنی توجہ سے ان کی طرف اوپر اٹھتے ہوئے دیکھا اس طرح کہیں نہیں دیکھا۔ میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ امراء کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ رب کعبہ کی قسم! (انہوں نے تین مرتبہ یہ کلمات دہرائے اور فرمایا) وہ خود بھی ہلاک ہو گئے اور دوسروں کو بھی انہوں نے ہلاک کر دیا۔ مجھے تو ان پر کوئی افسوس نہیں ہے، مجھے ہلاک ہونے والے مسلمانوں پر افسوس ہے۔

ابو مجلز نے بھی یہ حدیث قیس بن عباد سے بمثلہ روایت کی ہے۔

۸۳۷- احمد بن جعفر بن معبد، احمد بن عصام، یوسف بن یعقوب، سلیمان تیمی، ابو مجلز قیس بن عباد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ کی جامع مسجد میں آگے والی صف میں نماز پڑھ رہا تھا، اچانک میرے پیچھے سے ایک آدمی آیا اور اس نے مجھے زور سے کھینچا اور مجھے ایک طرف کر کے خود میری جگہ کھڑا ہو گیا۔ جب اس نے سلام پھیرا تو میری طرف متوجہ ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت ابی بن کعبؓ ہیں۔ کہنے لگے: اے لڑکے! اللہ تعالیٰ تجھے پریشان نہ کرے۔ اس بات کا ہمیں نبی ﷺ نے حکم دیا تھا پھر وہ قبلہ رو ہو گئے اور فرمایا: رب کعبہ کی قسم! اہل عقدہ (بیعت لینے والے) ہلاک ہو گئے۔ مجھے ان پر کوئی افسوس نہیں ہے۔ انہوں نے تین مرتبہ یہ کلمات دہرائے۔ بخدا مجھے ان پر کوئی افسوس نہیں ہے لیکن مجھے ان لوگوں پر افسوس ہے جنکو انہوں نے گمراہ کر دیا ہے۔

۸۳۸- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، محمد بن سعید بن اصفہانی، عبد اللہ بن مبارک، ربیع بن انس، ابو عالیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابی بن کعبؓ نے فرمایا:

تم سیدھے راستے اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کو لازمی پکڑے رکھو، پس کوئی بندہ ایسا نہیں جو سیدھے راستے اور سنت پر قائم ہوتے ہوئے اللہ عزوجل کا ذکر کرے اور مارے خوف خدا کے اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں اور پھر اسے دوزخ کی آگ چھولے، اور کوئی ایسا بندہ نہیں جو سیدھے راستے اور سنت پر قائم ہوتے ہوئے اللہ کا ذکر کرے اور اس کے بال کھڑے ہو جاتے ہوں اللہ تعالیٰ کے خوف سے مگر اس کی مثال اس درخت جیسی ہے جسکے پتے خشک ہو گئے ہوں، چنانچہ اسی حالت میں اس درخت پر ہوا چلتی ہے اور اس کے

پتے گرنے لگتے ہیں۔اس آدمی کے گناہ بھی (ذکر اللہ سے) اس طرح گرتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے۔بے شک اللہ تعالیٰ کے راستے میں تمہارے اعمال انبیاء کرام کے طریقے اور انکی سنت کے مطابق ہونے چاہئیں۔

۸۳۹- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، علی بن حسن بن سلیمان، ابوخالد، مغیرہ بن مسلم، ربیع بن انس، ابوعالیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابی بن کعبؓ سے کچھ وصیت کرنے کی درخواست کی۔حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا: کتاب اللہ کو اپنا امام بنالو اور اس کے قاضی اور حاکم ہونے سے راضی رہو۔اس لئے کہ یہی وہ چیز ہے جسکو تمہارے رسول نے تمہارے بیچ چھوڑا ہے۔کتاب اللہ ایسا سفارشی اور بلاتہمت گواہ ہے جس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔اس میں تمہارا اور تم سے پہلوں کا بھی ذکر ہے۔کتاب اللہ تمہارے درمیان بہترین حاکم ہے اور وہ تمہیں تمہارے بعد کی بھی خبریں دیتا ہے۔

۸۴۰-چار عذاب اس امت پر واقع ہو کر رہیں گے...... ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، ابوجعفر، ربیع، ابوعالیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے ارشاد باری تعالیٰ:

"قل هو القادر على ان يبعث عليكم عذاباًمن فوقكم(انعام۶۵)"......

آپ کہہ دیجئے کہ اس پر بھی وہ قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب نازل کردے۔

کے بارے میں فرمایا: وہ چار چیزیں ہیں اور وہ سب کی سب عذاب الٰہی ہیں اور وہ لامحالہ ساری کی ساری واقع ہو کر رہیں گی۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے پچیس سال بعد دو چیزیں تو ان میں سے واقع ہو چکی ہیں ایک یہ کہ لوگ مختلف گروہوں میں بٹ گئے دوسری یہ کہ ان کے آپس میں جھگڑے چھڑ گئے۔اور دو چیزیں فی الحال ابھی تک باقی ہیں لیکن لامحالہ وہ بھی واقع ہو کر رہیں گی ایک خسف (زمین میں دھنسنا) اور دوسری رجم (آسمان سے پتھروں کی بارش)۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے بھی یہ حدیث ربیع سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۸۴۱-حضور ﷺ کی برکات......ابومحمد حامد بن حیان، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، ہناد بن سری، وکیع، یزید بن ابراہیم، ابوہارون غنوی، مسلم بن شداد، عبید بن عمیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہیں جو اللہ کے لئے کوئی چیز ترک کرتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ بدلے میں اس چیز سے بہتر چیز ایسی جگہ سے عطا فرماتے ہیں جہاں سے اُسے گمان تک نہیں ہوتا اور کوئی بندہ ایسا نہیں جو کسی فعل کا لاپرواہی میں ارتکاب کرتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس فعل سے زیادہ سخت بوجھ اس پر ڈال دیتے ہیں اور اسے گمان تک بھی نہیں ہوتا۔

۸۴۲-محمد بن اسحٰق بن ایوب، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، ابن عون، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور ہم یکسو ہوتے تھے (یعنی ہماری سوچ ہمارا مقصود، ہماری مراد ہماری تڑپ ایک ہوتی تھی) جب نبی ﷺ دنیا سے اٹھالئے گئے، ہم نے یوں اور یوں دیکھنا شروع کر دیا۔

یہ حدیث روح نے ابن عون سے روایت کی ہے اور انہوں نے عتی عن ابی بن کعبؓ کی سند سے بیان کی۔

۸۴۳-حسن بن احمد بن صالح سبیعی، حسن بن حباب مقری، محمد بن اسماعیل مبارکی، روح بن عبادہ، عبداللہ بن عون، حسن، عتی بن ضمرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا! ہم نبی ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور ہمارے چہرے ایک ہوتے تھے، حتی کہ وہ ہم سے جدا ہوگئے اور ہمارے چہرے دائیں بائیں ہوگئے۔

۸۴۴- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد ابواشہب، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا: خبردار!

بے شک دنیا کی مثال ابن آدم کے کھانے کے ساتھ بیان کی گئی ہے اور بے شک اسکا کھانا نمک اور مسالہ ہے۔

شیخ ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حدیثِ بالا کو ابوحذیفہ نے ثوری سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور انہوں نے عتی کا واسطہ ذکر کیا ہے۔

۸۴۵-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوحذیفہ، سفیان ثوری، یونس بن عبید، حسن، عتی کے سلسلۂ سند سے حضرت ابیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک ابن آدم کے کھانے کی چیز کی دنیا کے لئے ایک مثال بیان کی گئی ہے، پس دیکھ لو ابن آدم سے کیا خارج ہوتا ہے اور بے شک اس کے نمک اور مسالے کی حقیقت وہ جانتا ہے کہ اس نے کس چیز کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔[1]

۸۴۶- ابومحمد بن حیان، ابویحییٰ رازی، ہناد بن سری، محمد بن عبید، محرز ابی رجاء، صدقہ، ابراہیم بن مرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضرت ابی بن کعبؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابومنذر! کتاب اللہ کی ایک آیت نے مجھے (سخت) غمزدہ کر دیا ہے!۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے پوچھا: بھلا وہ کونسی آیت ہے؟ آدمی نے کہا: "**من یعمل سوءً یجزبه**" (نساء/۱۲۳) جس نے کوئی برا عمل کیا اسکا اسے بدلہ دیا جائے گا۔ ابیؓ نے فرمایا: یہ وہ بندہ مومن ہے جسے (گناہ کے بعد) کوئی مصیبت پیش آتی ہے اور وہ صبر کر لیتا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے تو اس پر کوئی اس کا گناہ نہیں ہوتا۔

۸۴۷- محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، احمد بن طارق، عباد بن عوام، سعید، قتادہ، حسن، عتی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام لمبے آدمی تھے اور ان کے سینے پر بہت زیادہ بال تھے۔ وہ یوں لگتے تھے جیسے کھجور کا کھوکھلا درخت۔ (جنت میں) جب ان سے خطا سرزد ہوگئی تو ان کے بال جھڑ گئے۔ چنانچہ جنت میں بھاگنے لگے ایک درخت میں ان کا سر الجھ گیا، آدم علیہ السلام حواء سے کہنے لگے: کیا تو مجھے کہیں چھپا سکتی ہے؟ حواء علیہ السلام نے جواب دیا: میں تجھے تنہائی میں کہیں بھی نہیں چھپا سکتی۔ آدم علیہ السلام کے پروردگار نے آواز دی: اے آدم! کیا تو مجھ سے بھاگ رہا ہے؟ آدم علیہ السلام نے جواب دیا: اے میرے پروردگار مجھے تجھ سے حیاء آ رہی ہے۔

۸۴۸-مؤمن کی خصلتیں...... احمد بن جعفر بن معبد، ابوبکر بن نعمان، محمد بن سعید بن سابق، ابوجعفر رازی، ربیع بن انس، ابوعالیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا: مومن چار چیزوں کے درمیان ہے۔ اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو صبر کرے، اگر اسے کوئی چیز عطا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرے، اگر بات کرے تو سچ بولے اور اگر فیصلہ کرے تو انصاف کرے۔

مومن نور کی پانچ چیزوں میں الٹتا پلٹتا ہے اور وہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "نور علی نور" (نور/۳۵) روشنی پر روشنی ہے۔ مومن کا کلام نور ہے۔ اسکا علم نور ہے۔ اسکا مدخل نور ہے۔ اسکا مخرج بھی نور ہے۔ قیامت کے دن اسکا لوٹنا نور کی طرف ہوگا اور کافر پانچ قسم کی تاریکیوں میں الٹتا پلٹتا ہے اسکا کلام تاریکی ہے۔ اسکا عمل تاریکی ہے۔ اسکا مدخل تاریکی ہے۔ اسکا مخرج تاریکی ہے اور اس نے قیامت کے دن تاریکیوں کی طرف لوٹنا ہے۔

۸۴۹- محمد بن اسحٰق بن ایوب، ابراہیم بن سعد، بکر بن بکار، عبدالحمید بن جعفر، جعفر، سلیمان بن یسار کی سند سے مروی ہے:

عبداللہ بن حارث بن نوفل کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابی بن کعبؓ کے ساتھ جھاڑیوں میں کھڑا تھا۔ لوگ فروٹ

۱۔ المعجم الكبير للطبراني ۱/۱۹۶. وصحيح ابن حبان ۲۴۸۹. (موارد) ومسند الامام أحمد ۵/۱۳۶. ومجمع الزوائد ۱۰/۲۸۸. والترغيب والترهيب ۴/۱۷۴. واتحاف السادة المتقين ۸/۱۱۲.

منڈی میں (خریدنے بیچنے میں) مصروف تھے: حضرت ابیؓ کہنے لگے: کیا تم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے ہو کہ ان کی گردنیں طلب دنیا میں کس قدر مشغول ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب دریائے فرات سونے کے ایک پہاڑ کو ظاہر کردے گا پس لوگ جونہی اس کے بارے میں سنیں گے فوراً اس کی طرف دوڑ پڑیں گے (کوئی نگران آدمی) اس پہاڑ کے پاس کھڑے ہوا کہے گا اگر ہم لوگوں کو چھوڑ دیں سونے کے اس پہاڑ کو سارے کا سارا لے جائیں گے اور ہمارے لئے اسمیں سے کچھ بھی نہیں چھوڑیں گے۔ (پس اس وقت) لوگوں میں قتل عام شروع ہوجائے گا۔ ہر سو (۱۰۰) میں سے ۹۹ لوگ مارے جائیں گے۔[۱]

یہ حدیث زبیدی نے زہری عن اسحق مولیٰ مغیرہ عن ابیؓ کی سند سے روایت کی ہے۔

۸۵۰- **نیکیوں کی طلب میں بخار قبول کرنا**...... سلیمان بن احمد، احمد بن خلید حلبی، محمد بن عیسیٰ بن طباع، معاذ بن معاذ بن ابی بن کعب، معاذ بن ابی بن کعب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بخار کی کیا جزا (اجر وثواب) ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخار زدہ آدمی کے جب تک پاؤں لڑکھڑاتے رہتے ہیں اور وہ پسینے میں شرابور ہوتا رہتا ہے اس وقت تک اس کے لئے نیکیاں جاری کی جاتی ہیں[۲] (یعنی اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہتی ہیں) حضرت ابی بن کعبؓ کہنے لگے: یا اللہ میں تجھ سے بخار کا سوال کرتا ہوں، جو مجھے تیرے راستے (جہاد) میں نکلنے اور تیرے گھر کی طرف جانے اور تیرے نبی ﷺ کی مسجد کی طرف نکلنے سے نہ روکے۔ راوی کہتے ہیں: چنانچہ جب بھی ابی بن کعبؓ کو چھوا گیا انہیں بخار زدہ پایا گیا۔

۸۵۱- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابراہیم بن حجاج، عبدالعزیز بن مسلم، ربیع بن انس، ابوعالیہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس امت کو بلندی رتبہ، نصرت ومدد اور غلبہ وقدرت کی بشارت دے دو۔ اور جو آدمی اس امت میں سے آخرت والا عمل دنیا کے حصول کے لئے کرے گا آخرت میں اس کے لئے کچھ حصہ نہیں ہوگا۔[۳]

۸۵۲- سلیمان بن احمد، حفص بن عمر، قبیصہ بن عقبہ، سفیان ثوری، عبداللہ بن محمد بن عقیل، طفیل بن ابی بن کعب کے سلسلۂ سند سے حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ جب رات کا ایک چوتھائی حصہ گزر جاتا تو رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو لرزا دینے والی آگ اور اس کے پیچھے آنے والی آگئی۔ موت اپنے متعلقات کو لے کر آگئی۔ رسول اللہ ﷺ یہ کلمات تین مرتبہ ارشاد فرماتے تھے۔[۴]

۸۵۳- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، شیبان بن ابی شیبہ، سلام بن مسکین، عصمہ، ابوحکیمہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں کچھ ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو مجھے جبرئیل علیہ السلام نے سکھائے تھے؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ! جی ہاں (ضرور مجھے سکھلایئے) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہو:

۱۔ مسند الامام أحمد ۱۳۶/۲، ۱۳۹، ۱۴۵، وفتح الباری ۸۱/۱۳.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۹/۱. وفتح الباری ۱۱۰/۱۰. ومجمع الزوائد ۳۰۵/۲، والترغیب والترهیب ۳۰۰/۴. وتاریخ ابن عساکر ۳۲۹/۲. (التهذیب) واتحاف السادة المتقین ۲۲۵/۹.

۳۔ شرح السنة للبغوی ۳۳۵/۱۴. والمستدرک ۳۱۱/۴، ۳۱۸، ومسند الامام أحمد ۱۳۴/۵. ومجمع الزوائد ۲۲۰/۱۰. والدر المنثور ۵۵/۵، ۵/۶.

۴۔ سنن الترمذی ۲۴۵۷. والمستدرک ۵۱۳/۲. والاحادیث الصحیحة ۹۵۴.

اللھم اغفرلی خطایای وعمدی وھزلی وجدی ولاتحرمنی من برکۃ مااعطیتنی ولاتفتنی فیماحرمتنی
یا اللہ میری خطائیں معاف فرمادے اور جو گناہ میں نے عمداً کیے یا ہنسی مذاق میں کیے یا سنجیدگی سے کئے وہ بھی معاف فرما اور مجھے اپنی عطا کردہ نعمتوں سے محروم نہ کرنا اور اپنی حرام کردہ چیزوں کے فتنے میں مجھے مبتلا نہ کرنا۔[1]

(۴۰) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ[2]

حضرات صحابہ کرامؓ اجمعین میں سے ایک سریلی آواز والے صاحب قرات، اپنے آپ کو میدان سیاست سے دور رکھنے والے ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس بن حضار اشعری بھی ہیں۔ آپؓ احکام ومسائل کے بڑے عالم تھے۔ محبت ومشاہدہ کی وادیوں میں سر گرداں رہتے تھے۔ تاریک راتوں میں ترنم کے ساتھ قرات قرآن کرتے تھے۔ راتوں کو بیدار رہتے۔ ایام طویلہ میں شدت گرمی کے باوجود روزے کی حالت میں رہتے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف سرگرداں دل کی پژمردگی کو دائمی عزت کی چراگاہوں میں آسودگی بخشنے کا نام ہے۔

۸۵۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابن نمیر، طلحہ بن یحیی، ابو بردہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوموسیٰؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذؓ اور ابوموسیٰؓ کو (گورنر بنا کر) یمن بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیں۔

۸۵۵- محمد بن اسحق بن ایوب، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، قرہ بن خالد، ابورجاء عطاردی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ابورجاء کہتے ہیں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بصرہ کی اس مسجد میں ہمارے اوپر اکثر چکر کاٹتے رہتے تھے اور مسجد میں لگے حلقوں میں بیٹھ جاتے تھے۔ گویا کہ (مجھے یوں لگتا ہے جیسے) میں انھیں دو سفید چادروں میں ملبوس بیٹھے ہوئے اور مجھے قرآن مجید پڑھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ میں نے انہی سے سورت "اقرأ باسم ربک الذی خلق" (سورہ علق) حاصل کی ہے۔

وکیع اور خالد بن الحارث نے قرہ سے اس کے مثل روایت نقل کی ہے۔

۸۵۶- سلیمان بن احمد، عبداللہ بن احمد بن اسید، ذکریا بن یحیی ابوالخطاب، ابوداؤد طیالسی، شعبہ، ابی عامر خراز، حسن ابی موسیٰؓ سے مروی ہے کہ مجھے حضرت عمرؓ نے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تمہیں اللہ عزوجل کی کتاب اور تمہارے نبی ﷺ کی سنت سکھاؤں اور تمہارا راستہ صاف کردوں۔

۸۵۷- محمد بن جعفر بن ہیثم، جعفر بن محمد صائغ، عفان، وہیب، داؤد بن ابی ہند، ابوحرب بن اسود (دیلی) ابواسود دیلی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ نے قرآء کو جمع کیا اور حکم دیا کہ ہمارے پاس وہی آئے جس نے قرآن مجید جمع کر رکھا ہو (یعنی پورا قرآن مجید زبانی یاد کر رکھا ہو اور اس کے علم سے واقف ہو)۔ ابواسود رحمہ اللہ کہتے ہیں چنانچہ ہم تقریباً تین سو قراء ابوموسیٰؓ کے پاس آئے۔ انہوں نے ہمیں وعظ ونصیحت کی اور فرمایا: تم لوگ اس علاقے کے قراء ہو تمہارے اوپر ہرگز مدت طویل نہ ہونے پائے ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے جس طرح اہل کتاب کے دل سخت ہو گئے تھے پھر فرمایا:

تحقیق ایک سورت نازل کی گئی تھی جسے ہم طول وتشدید میں سورت برات کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے، مجھے اسکی ایک آیت

۱۔ المطالب العالیۃ ۳۳۳۹، ومجمع الزوائد ۱۰/۱۷۲.

۲۔ ابو موسیٰ اشعری: اسمہ: عبد اللہ بن قیس، انظر ترجمتہ فی: الاستیعاب ۳/۹۷۹، ۴/۱۷۶۲. والاصابۃ ۲/۳۸۹۸. واسد الغابۃ ۳/۲۴۵. وتھذیب الکمال ۳۴۹۱ (۱۵/۳۳۶).

یاد ہے (وہ یہ کہ)''

لو كان لابن آدم واديان من ذهب لالتمس اليهما واديًا ثالثًا ولا يملأ جوف ابن آدم الا التراب

(ترجمہ) اگر کسی آدمی کے لئے سونے کی دو وادیاں ہوں وہ پھر بھی تیسری وادی کی تلاش میں لگا رہتا ہے۔
ابن آدم کا پیٹ مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

(اسی طرح) ایک اور سورت نازل کی گئی جسے ہم (جماعت صحابہؓ) مسبحات جن کے شروع میں ''سبح اللہ'' وغیرہ کا لفظ آتا ہے کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔ اسکی ایک آیت مجھے یاد ہے اس میں تھا:

يا أيها الذين آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون فتكتب شهادة في اعناقكم ثم تسالون عنها يوم القيامة.

''اے ایمان والو! وہ بات تم مت کہو جسے تم کرتے نہیں ہو پس شہادت لکھ کر تمہاری گردنوں میں لٹکا دی جائے گی۔
پھر قیامت کے دن اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

۸۵۸- ابواحمد محمد بن احمد حافظ جرجانی، احمد بن موسیٰ بن عباس، اسماعیل بن سعد کسائی، ابن علیہ، زیاد بن مخراق، معاویہ بن قرہ، ابی کنانہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرات قراء کو جمع کیا۔ چنانچہ تین سو کے لگ بھگ قراء جمع ہو گئے، ابوموسیٰؓ نے قرآن مجید کی عظمت بیان کی اور پھر فرمایا: بے شک یہ قرآن مجید تمہارے لئے اجر وثواب ہوگا ورنہ تمہارے اوپر ایک قسم کا بوجھ ہوگا۔ پس قرآن مجید کی اتباع کرو اور قرآن مجید ہرگز تمہاری اتباع نہ کرے۔ چونکہ جو آدمی قرآن مجید کی اتباع کرتا ہے وہ جنت کے باغات میں فروکش ہوتا ہے اور جس نے قرآن مجید کو اپنے تابع بنایا وہ گدی پر مار کھا کر دوزخ میں جا پڑتا ہے۔

یہ حدیث شعبہ نے زیاد سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۸۵۹- فاروق خطابی، ابومسلم کشی، عمرو بن مرزوق، مالک بن مغول، (دوسری سند) سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ابن عیینہ، مالک بن مغول، عبداللہ بن بریدہ کے سلسلۂ سند سے بریدہؓ کی روایت ہے کہ:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو باآواز بلند قرآن مجید پڑھتے ہوئے سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان کو آل داؤد کے لحن (خوش آوازی) سے حصہ ملا ہے[1]۔ بریدہؓ فرماتے ہیں: میں نے یہ بات حضرت ابوموسیٰؓ کو سنائی کہنے لگے: جب آپ نے مجھے یہ خبر سنائی تو اب سے آپ میرے دوست ہیں۔

یہ حدیث ابواسحٰق سبیعی وثوری وشریک اور دیگر محدثین نے مالک رحمہ اللہ سے روایت کی ہے۔

۸۶۰- محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، خالد بن نافع، سعید بن ابی بردہ، ابوموسیٰ اشعریؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت نبی ﷺ کہیں تشریف لے جا رہے تھے اور ابوموسیٰ اشعریؓ اپنے گھر میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے نبی ﷺ کے ساتھ حضرت عائشہؓ بھی تھیں۔ دونوں ابوموسیٰؓ کی قراءت سننے وہیں کھڑے ہو گئے۔ اگلے دن ارشاد فرمایا: اے ابوموسیٰ! گزشتہ رات کو میں تمہارے پاس سے گزرا۔ میرے ساتھ عائشہ بھی تھی اور تو اپنے گھر میں قرآن مجید پڑھ رہا تھا ہم (دونوں) تمہاری قرأت سننے کھڑے ہو گئے[2]۔ ابوموسیٰ نے عرض کیا یا نبی اللہ! اگر مجھے آپ کی موجودگی کا علم ہوتا تو میں آواز میں اور دلکشی پیدا کر کے آپ

۱۔ سنن النسائی، كتاب الافتتاح باب ۸۱. ومسند الامام أحمد ۳۵۹/۵. والمصنف لعبد الرزاق ۴۱۷۸. وتلخيص الحبير ۲۰۱/۴. واتحاف السادة المتقين ۳۹۹/۴. وكذالك :سنن ابن ماجة ۱۳۴۱. وصحيح ابن حبان ۲۲۶۴. (موارد) طبقات ابن سعد ۴/۱/۷۹، ۸۰، ۲/۲/۱۰۶.

۲۔ مجمع الزوائد ۲۷۱/۷، ۳۵۹.

ہو اور زیادہ خوش کرتا۔

۸۶۱- عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، مسلم بن ابراہیم، سعید بن زربی (ایک نسخہ میں ابن رزین ہے) ثابت بنانی، انس بن مالک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخدا! ابوموسیٰ کو آلِ داؤد کے لحن سے حصہ دیا گیا ہے۔[1]

۸۶۲- محمد بن عمر بن سلم، علی بن ابی ازہر مصری، ابوعمیر عیسیٰ بن محمد، ایوب بن سوید، یونس بن یزید، زہری، ابوسلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب ابوموسیٰؓ کو کہتے تھے: ہمیں اپنے رب عزوجل کی یاد تازہ کراؤ، چنانچہ حضرت ابوموسیٰؓ تلاوت شروع کردیتے تھے۔

۸۶۳- احمد بن یوسف، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، عبیداللہ بن عمر (ایک نسخہ میں عبداللہ بن عمر ہے) صفوان بن عیسیٰ، سلیمان تیمی، ابو عثمان نہدی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ہمیں صبح کی نماز پڑھاتے تھے ان کی آواز اتنی سریلی اور دلکش ہوتی تھی کہ چنگ و بربط میں بھی وہ دلکشی نہیں۔

۸۶۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، نضر بن علی، عیسیٰ بن یونس، اعمش، مسلم بن صبیح، مسروق رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم ابوموسیٰ اشعریؓ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہم نے رات کو اتر کر ایک باغ میں پناہ لی۔ ابوموسیٰؓ رات کے وقت اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ کیا ہی آپؓ کی آواز تھی۔ آپؓ کا دورانِ تلاوت جس مضمون پر گزر ہوتا اسے تلاوت کرنے کے بعد کہتے:

اللهم انت السلام ومنک السلام وانت المؤمن تحب المؤمن
وانت المهيمن تحب المهيمن وانت الصادق تحب الصادق

یا اللہ تو سلامتی والا ہے اور تمام تر سلامتی تجھی سے وابستہ ہے، تو امن دیتا ہے اور مومن سے محبت کرتا ہے،
تو نگہبان ہے اور تو نگہبان سے محبت کرتا ہے اور تو سچا ہے اور سچے سے محبت کرتا ہے۔

۸۶۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یزید بن ہارون، حماد بن سلمہ، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم ایک سفر میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے ہمراہ تھے۔ (ایک جگہ) انہوں نے لوگوں کو فصیح و بلیغ کلام کرتے سنا۔ کہنے لگے: اے انس! مجھے کیا ہو گیا؟ آؤ ہم اپنے رب کو یاد کریں۔ کیا بعید! یہ لوگ اپنی زبان سے لگاتار جھوٹ بولیں۔ پھر فرمایا: اے انس! کس چیز نے لوگوں کو آخرت کی طلب سے بے رغبت کر دیا ہے اور کس چیز نے انہیں اطاعتِ خداوندی سے روک دیا ہے۔ میں نے کہا: خواہشات (نفس) اور شیطان نے۔ فرمایا: بخدا! ایسا نہیں بلکہ دنیا انہیں فی الفور مل گئی ہے اور آخرت میں ابھی تاخیر ہے۔ کاش! اگر یہ کھلی آنکھوں سے آخرت کا معائنہ کر لیتے کبھی آخرت سے غافل ہو کر دنیا کی طرف مائل نہ ہوتے۔

۸۶۶- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حسن بن موسی اشیب، شیبان، قتادہ، ابوبردہ بن ابی موسیٰ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ان کو فرمایا: اے پیارے بیٹے! اگر تم ہمیں اس وقت دیکھ لیتے جب ہمارے اوپر آسمان برس رہا ہوتا اور ہم نبی ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے، بخدا تم ہمیں بھیڑ کی طرح معصوم دیکھتے جو ہوا کے دوش پر جم نہ سکے۔

یہ حدیث ابوعوانہ وسعید و محمد بن حفصہ و خالد بن قیس وغیرہم نے بھی قتادہ سے روایت کی ہے۔

۸۶۷- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالصمد، ابوہلال، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک

---

[1] سنن النسائی، کتاب الافتتاح باب ۸۱. ومسند الامام احمد ۳۵۹/۵. والمصنف لعبد الرزاق ۴۱۷۸. وتلخیص الحبیر ۲۰۱/۴. واتحاف السادة المتقین ۳۹۹/۴. وکذالک: سنن ابن ماجة ۱۳۴۱. وصحیح ابن حبان ۲۲۶۴. (موارد) طبقات ابن سعد ۷۹/۱/۴، ۸۰، ۱۰۶/۲/۲.

مرتبہ حضرت ابوموسیٰؓ کو خبر ملی کہ کچھ لوگوں کے پاس اتنے کپڑے بھی دستیاب نہیں ہیں کہ وہ پہن کر جمعہ کی نماز پڑھ سکیں، چنانچہ انہوں نے ایک جبہ پہنا اور پھر گھر سے باہر نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

۸۶۸- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبداللہ بن موسیٰ، ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع، صالح بن کیسان، یزید رقاشی، عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تحقیق روحاء سے چل کر صخرہ تک ستر انبیاء ننگے پاؤں اور صرف ایک جبہ کے ساتھ چلتے ہوئے گزرے۔[۱]

۸۶۹-سلیمان بن احمد، بشر بن موسیٰ، محمد بن سعید اصبہانی، ابواسامہ، یزید، ابوبردہ بن ابوموسیٰؓ کی روایت ہے، حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں: کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے۔ ہم چھے آدمی تھے اور ہمارے پاس صرف ایک ہی اونٹ تھا تاہم ہم لوگ اسی پر باری باری سوار ہوتے (اور اکثر ہمیں پیدل ہی چلنا پڑتا تھا جس سے) ہمارے پاؤں گھس گئے۔ (بالخصوص) میرے پاؤں بہت زیادہ گھس گئے...... حتی کہ میرے پاؤں کے ناخن بھی گر گئے۔ ہم (بچاؤ کے لئے) پاؤں پر چیتھڑے لپیٹتے تھے۔ اسی وجہ سے اس غزوے کو غزوۂ ذات الرقاع کے نام سے موسوم کیا گیا چونکہ ہم نے اپنے پاؤں پر چیتھڑوں کی پٹیاں باندھی تھیں۔ ابوبردہ کہتے ہیں: ابوموسیٰ اشعریؓ نے ہمیں یہ حدیث سنائی اور پھر اس حدیث کے سنانے کو ناپسند کرنے لگے۔ کہنے لگے: مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں اس حدیث کو بیان کرتا۔ گویا وہ اپنے کسی نیک عمل کو افشا کرنا ناپسند سمجھتے تھے۔

۸۷۰-حبیب، عمر بن حفص سدوسی، عاصم بن علی، مہدی بن میمون، واصل (ابوعیینہ کے آزاد کردہ غلام)، لقیط، ابوبردہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ ہم جہاد کی نیت سے براستہ سمندر چل پڑے۔ اسی دوران ہم چلے جارہے تھے۔ ہوا بہت اچھی تھی اور بہت سارے بادبان پھڑ پھڑا رہے تھے۔ چنانچہ ہم نے ایک منادی کو آواز لگاتے سنا جو کہہ رہا تھا: اے کشتی والو! رک جاؤ، میں تمہیں ایک خبر سنانا چاہتا ہوں۔ حتی کہ اس نے سات مرتبہ پے در پے آوازیں لگائیں۔ ابوموسیٰؓ نے فرمایا: میں نے کشتی کے نمایاں حصے پر کھڑے ہو کر کہا: تم کون ہو اور کہاں ہو؟ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ ہم کہاں ہیں اور کیا ہم رکنے کی استطاعت رکھتے ہیں؟ فرمایا: چنانچہ مجھے جواب دینے کے لئے ایک آواز بلند ہوئی، کسی نے کہا: کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر ایک فیصلہ کر رکھا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ہمیں ضرور خبر دو۔ کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر فیصلہ کر لیا ہے کہ جو آدمی سخت گرم دن میں اپنے آپ کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے پیاسا رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سیراب کرے گا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ایسے شدید گرمی والے دن کی تلاش میں رہتے تھے جس میں انسان کی گرمی کی وجہ سے جان نکل جائے، ایسے دن میں ابوموسیٰؓ روزہ رکھتے تھے۔

۸۷۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن، حماد بن سلمہ، قتادہ، ابی مجلز کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا بے شک میں بہت زیادہ تاریک گھر میں غسل کرتا ہوں (اور جب غسل سے فارغ ہوتا ہوں) اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا ہوں۔ حتی کہ میں (اسی حالت میں) اپنے کپڑے لے لیتا ہوں اس لئے کہ مجھے اپنے پروردگار سے حیاء آتی ہے (کہ میں عریاں حالت میں ہوں)۔

۸۷۲-ابومحمد بن حیان، ابویحییٰ رازی، ہناد بن سری، ابن مبارک، شعبہ، سعید بن ابی بردہ، ابوبردہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: مایستنظر من الدنیا الا کلا محزنا او فتنة تنتظر " (کہ دنیا میں رہ کر صرف کسی غمزدہ کرنے والی مصیبت یا کسی فتنے کا انتظار ہی کیا جا سکتا ہے)۔[۲]

۱۔ مجمع الزوائد ۳/۲۰۲۔ وتلخیص الحبیر ۲/۲۴۲۔ وکنز العمال ۳۴۷۲۰۔

۲۔ (ظاہری عبارت سے یہی ترجمہ واضح ہوتا ہے ورنہ اصل عبارت نقل کر دی ہے)۔

۸۷۳- عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابومعاویہ، اعمش، ابووائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: یقیناً تم سے پہلے والے لوگوں کو ان دینار و دراہم نے ہلاک کر دیا وہ دونوں تمہیں بھی ہلاک کر دیں گے۔[۱]

۸۷۴- محمد بن علی، ابوقاسم منیعی، علی بن جعد، شعبہ، سعید جریری، غنیم بن قیس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: یقیناً قلب (دل) کو قلب کے نام سے اس کے متقلب ہونے (الٹنے پلٹنے) کی وجہ سے موسوم کیا گیا ہے۔ بے شک قلب (دل) کی مثال اس پرکی سی ہے جو کسی وسیع بیابان میں پڑا ہو (اور اسے ہوا کبھی ایک طرف الٹ دیتی ہے اور کبھی دوسری طرف۔ اسی طرح دل بھی جب دنیا کو دیکھتا ہے تو بے چین و بے قرار ہو جاتا ہے)۔

ابن علیہ نے بھی یہ حدیث جریری سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۸۷۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالوہاب، عوف، قسامہ بن زہیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰؓ نے بصرہ میں ہمیں خطبہ دیا کہنے لگے: اے لوگو! خوب روؤ اور اگر رو نہیں سکتے ہو تو کم از کم رونے کی صورت تو بنالو، اہل دوزخ اس قدر روئیں گے کہ آنسو خشک ہو جائیں گے۔ پھر خون کے آنسو روئیں گے، آنسوؤں کی فراوانی کا یہ حال ہوگا کہ اگر اس میں کشتیاں چلائی جائیں تو بہہ نکلیں۔

۸۷۶- عبداللہ الاصفہانی و ابومحمد بن حیان، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سنان، یزید بن ہارون، سلام بن مسکین، قتادہ، ابوبردہ، ابوموسیٰؓ نے فرمایا: اہل دوزخ اس قدر روئیں گے کہ اگر ان کے نکلے ہوئے آنسوؤں پر کشتیاں چلائی جائیں لامحالہ چل پڑیں۔ جہنمیوں کے رونے سے جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو وہ خون کے آنسو روئیں گے۔ پس اس حالت میں وہ پڑے ہوں گے اس کو یاد کر کے خوب رویا جائے۔

یہ حدیث رقاشی نے صبیح عن ابی موسیٰؓ کے طریق سے مثل مذکور بالا کے روایت کی ہے۔

۸۷۷- احمد بن اسحٰق، ابوبکر بن ابی داؤد، محمود بن خالد، ولید بن مسلم، اوزاعی، ہارون بن رباب، عتبہ بن غزوان رقاشی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے عتبہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے مجھے کہا: مجھے کیا ہو گیا کہ میں تمہاری آنکھ سوجھی ہوئی دیکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا: میں نے ایک مرتبہ لشکر میں شریک کسی آدمی کی لونڈی کو لمحہ بھر کے لئے گوشۂ چشم سے دیکھ لیا تھا، پھر میں نے اسے ایک طمانچہ مارا۔ پس تب سے میری آنکھ سوجھ گئی اور آپ اسے جس حالت میں دیکھ رہے ہیں تب سے ایسی ہے۔ ابوموسیٰؓ نے فرمایا: اپنے رب سے مغفرت طلب کرو تم نے تو اپنی آنکھ پر ظلم کر دیا۔ بے شک (غیر محرم کی طرف) پہلی نظر معاف ہے اور دوبارہ نظر کرنا تمہارے اوپر وبال ہے۔

۸۷۸- عبداللہ بن محمد بن جعفر، جعفر بن محمد فریابی، احمد بن سنان ابومعاویہ، اعمش، ابی ظبیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا: بے شک قیامت کے دن سورج لوگوں (کے سروں) پر ہوگا اور ان کے اعمال انہیں سایہ اور کسی کو دھوپ کئے ہوں گے (یعنی اعمال اگر اچھے تھے تو وہ سایہ کئے ہوں گے اور اگر برے تھے تو وہ دھوپ اور گرمی کو دو چند کریں گے)۔

۸۷۹- عبداللہ بن محمد بن جعفر، جعفر بن محمد فریابی، محمد بن مسعود، عثمان بن عمر، ابوعامر خزاز، ابوعمران جونی، ابوبردہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک بندہ لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے اس کے درمیان اور لوگوں کے درمیان پردہ کر دیں گے۔ وہ بندہ بھلائی کا مشاہدہ کرے اور کہے گا: بھلائی قبول ہو چکی۔ برائی کو دیکھ کر کہے گا کہ معاف کر دی گئی۔ پس (خوش ہو کر) وہ بندہ بھلائی و برائی دونوں سے بے پرواہ ہو کر سجدہ کرے گا۔ (اسے دیکھ کر) مخلوقات کہے گی: بشارت ہے اس

---

[۱] مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۳۷، والترغیب والترھیب ۴/ ۱۸۲۔

بندے کے لئے جس نے کبھی کوئی برائی نہیں کی۔

۸۸۰- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، حسین بن علی، زائدہ، عاصم، شقیق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: مومن کی روح نکال لی جاتی ہے اور اسکی خوشبو مشک سے بھی زیادہ عمدہ اور اچھی ہوتی ہے۔ سو جن فرشتوں نے اس بندہ مومن کو وفات دی ہوتی ہے وہ روح کو لے کر آسمانوں کی طرف چڑھ جاتے ہیں تاہم آسمان سے پہلے ہی انہیں کچھ دوسرے فرشتے ملتے ہیں، وہ پوچھتے ہیں کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں یہ فلاں ہے اور ساتھ اس (بندہ مومن) کے اعمال حسنہ کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ دوسرے فرشتے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ تمہاری اور جو بندہ مومن تمہارے ساتھ ہے اس کی عمر دراز کرے۔ چنانچہ اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور خوشی سے اس بندہ مومن کا چہرہ چمک اٹھتا ہے۔ پس وہ اپنے رب عزوجل کے دربار میں حاضری دیتا ہے اور اس کے چہرے پر سورج کی سی چمک ہوتی ہے۔

ابوموسیٰؓ نے فرمایا: چنانچہ ایک دوسرے بندے کی روح نکالی جاتی ہے اور وہ مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوتی ہے، اسے بھی موت دینے والے فرشتے اوپر آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ چنانچہ آسمان تک پہنچنے سے پہلے ہی انہیں کچھ اور فرشتے مل جاتے ہیں وہ پوچھتے ہیں کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ لانے والے فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں آدمی ہے اور ساتھ ساتھ اس کے برے اعمال کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔ ملنے والے فرشتے کہتے ہیں: اسے واپس لے جاؤ، چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر کچھ ظلم نہیں کیا۔ پھر حضرت ابوموسیٰؓ نے آیت کریمہ "**لایدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط**" (الاعراف ۴۰) وہ لوگ کبھی جنت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل نہ ہو جائے۔ تلاوت کی۔

۸۸۱- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن محمد، عیسیٰ بن یونس، عیسیٰ بن سنان، ضحاک بن عبدالرحمٰن بن عرزب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے بوقت وفات اپنے لڑکوں کو بلایا (جب سب حاضر ہو گئے ان سے) کہنے لگے: جاؤ اور قبر کھودو اسے کشادہ رکھو اور خوب گہری کھودو۔ چنانچہ سارے لڑکے آگئے اور کہنے لگے: ہم نے قبر کھود لی ہے اور کشادہ اور گہری کھودی ہے۔ ابوموسیٰؓ نے فرمایا: بخدا! شان یہ ہے کہ دو منزلوں میں سے ایک متعین ہے؛ یا تو میری قبر میں وسعت پیدا کر دی جائے گی حتی کہ قبر کا ہر کونہ چالیس زراع (ہاتھ) وسیع کر دیا جائے گا اور پھر میرے لیے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا جس سے میں اپنی بیویوں، اپنے محلات، عزت واکرام، اور اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی نعمتوں کو دیکھ سکوں گا۔ پھر میں اتنے درست اور اچھے طریقے سے اپنے ٹھکانے کو آجاؤں گا جتنا میں دنیا میں اپنے گھر کی طرف بھی نہیں آتا تھا۔ پھر مجھے جنت کی دلکش خوشبو لحہ بہ لحہ پہنچتی رہے گی حتی کہ مجھے دوبارہ زندہ کر کے اٹھالیا جائے۔

اگر میری منزل دوسری ہوئی اور اللہ تعالیٰ اس سے پناہ دے تو میری قبر مجھ پر بہت تنگ کر دی جائے گی حتی کہ نیزے کی نچلی نوک سے بھی زیادہ باریک (تنگ) ہو جائے گی۔ پھر میرے لئے جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا پھر میں اپنے لئے تیار زنجیروں اور طوقوں (گلے کے پھندے) اور رسیوں کو دیکھوں گا پھر میں اپنے جہنم میں متعین ٹھکانے کی طرف تیزی سے لپک کر جاؤں گا پھر مجھے ضرور جہنم کی لو اور تپش پہنچ کر رہے گی حتی کہ مجھے زندہ کر کے اٹھالیا جائے۔

یہ حدیث جریری نے عن ابی العلاء عن حنید (نواسۂ) ابی موسیٰؓ کی سند سے بمثل مذکور بالا روایت کی ہے۔

۸۸۲- روٹی والے کو یاد رکھو! عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، معتمر بن سلیمان، سلیمان، ابوعثمان، ابو بردہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ بوقت وفات کہنے لگے: اے پیارے بیٹو! روٹی والے کو یاد رکھو، فرمایا: ایک آدمی اپنے گرجے میں

عبادت کیا کرتا تھا۔

(راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ ابوموسیٰ ؓ نے اس کی عمر ستر سال ہونے کا غالباً ذکر کیا ہے) وہ اپنے گرجے سے صرف ایک دن نیچے اترتا تھا۔ چنانچہ شیطان نے اس کے دل و دماغ کو ایک عورت کے حسن و جمال کا گرویدہ بنادیا۔ وہ عورت اس کے ساتھ سات دن اور سات راتوں سے رہ رہی تھی۔ پھر اس کے دل و دماغ پر پڑے ہوئے پردے چھٹ گئے اور توبہ تائب ہو کر باہر نکلا۔ چنانچہ جو قدم بھی اٹھاتا ضرور سجدہ کرتا۔ یوں چلتے چلتے اس نے رات کو ایک دکان پر پناہ لی۔ اس دکان پر پہلے سے بارہ مسکین رہتے تھے۔ وہ عبادت گزار بہت زیادہ تھکا ہوا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے آپ کو دو آدمیوں کے سامنے گرالیا۔ ایک راہب ان مسکینوں کے پاس ہر رات روٹیاں بھیج دیتا تھا۔ ہر آدمی کو ایک ایک روٹی ملتی تھی، چنانچہ روٹی والا آگیا اس نے ہر مسکین کو ایک ایک روٹی دی۔ روٹی والا جب اس عبات گزار تائب کے پاس سے گزرا اس نے اسے بھی مسکین سمجھ کر ایک روٹی دے دی۔ (جسکی وجہ سے بارہ مسکینوں میں سے ایک مسکین باقی بچ گیا) جس مسکین کو روٹی نہ ملی وہ روٹی والے سے کہنے لگا: تجھے کیا ہوا مجھے روٹی کیوں نہیں دی بھلا تو آج مجھ سے بے نیاز کیوں ہو گیا؟ روٹی والا بولا کیا تم یہی سمجھتے ہو کہ میں نے تمہیں روٹی نہیں دی؟ پوچھ لے کیا میں نے تم میں سے کسی کو دو روٹیاں دی ہیں سب مسکین بولے: تم نے کسی کو دو روٹیاں نہیں دیں۔ تم سمجھتے ہو کہ میں نے تمہیں روٹی سے محروم رکھا بخدا! آج رات میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا۔ چنانچہ عبادت گزار تائب نے لی ہوئی روٹی باقی بچے ہوئے آدمی کو دیدی اور خود تائب بھوک سے مرگیا۔

ابوموسیٰ ؓ نے فرمایا: اس کی عبادت کے ستر سالوں کا سات راتوں کے ساتھ وزن کیا گیا چنانچہ سات راتیں بھاری نکلیں پھر سات راتوں کا ایک روٹی کے ساتھ وزن کیا گیا چنانچہ ایک روٹی بھاری نکلی۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ نے فرمایا: اے پیارے بیٹو! روٹی والے کو یاد رکھو۔

۸۸۳- عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، علی بن مسہر، عاصم، ابی کبشہ، کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ ؓ نے فرمایا: بے شک (قلب) کو قلب کے نام سے اس کے متقلب ہونے (الٹنے پلٹنے) کی وجہ سے موسوم کیا گیا ہے اور دل کی مثال کپڑے کی سی ہے جو کسی درخت کے ساتھ فضاء میں لٹکا ہوا ہو، تیز ہوا اسے کبھی الٹا کر دیتی ہے اور کبھی سیدھا۔

۸۸۴- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالہ، ازہر بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ایک مرتبہ حمص میں یوحنا کے کنیسہ میں نماز پڑھی۔ پھر کنیسہ سے باہر نکلے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا: اے لوگو! بے شک تم آج ایسے زمانے میں ہو جس میں اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرنے والے کو ایک اجر ملتا ہے عنقریب تمہارے بعد ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرنے والے کو دوگنا اجر ملے گا۔

(۴۱) حضرت شداد بن اوس ؓ [۱]

حضرات صحابہ کرام میں سے ایک خاموش طبع، مفید بات کرنے والے، خوف خدا اور تقویٰ و ورع سے سرشار، راتوں کو اٹھ کر رونے والے اور اللہ کے حضور عاجزی کرنے والے حضرت ابویعلیٰ شداد بن اوس انصاری ؓ بھی ہیں۔

۱۔ طبقات ابن سعد ۷/۴۰۱، والتاریخ الکبیر ۴/ت ۲۵۹۱. والجرح ۴/ت ۱۳۳۴. والاستیعاب ۲/۶۹۴. والجمع ۱/۲۱۱. وسیر النبلاء ۲/۴۶۹. والکاشف ۲/۲۲۶۵. والاصابۃ ۲/ت ۳۸۴۷. وشذرات الذھب ۱/۶۴. وتھذیب الکمال ۱۲/۳۸۹.

۸۸۵- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالہ، اسد بن وداعہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت شداد بن اوسؓ اپنے بستر میں گھستے تو کروٹیں بدلتے رہتے انہیں نیند نہیں آتی تھی۔ فرماتے: یا اللہ! دوزخ کی آگ (کے خوف) نے میری نیند اڑادی ہے۔ مصلّٰی پر اٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور صبح تک نماز پڑھتے رہتے۔

۸۸۶- علم وعقل کے جامع ...... عبداللہ الاصفہانی وابو محمد بن حیان، ابراہیم بن محمد بن حسن، محمد بن ابی معشر، ابو معشر، زیاد بن مالک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت شدادؓ بن اوس نے فرمایا: تم بھلائی و برائی کے صرف اسباب ہی دیکھ سکتے ہو۔ چنانچہ بھلائی، تمامہ جنت میں لے جانے والی ہے اور برائی، تمامہ دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ دنیا ایک حاضر شدہ سامان ہے جس سے نیک و بدسب کھا رہے ہیں اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے...... جس کے بارے میں غالب بادشاہ فیصلہ کرے گا۔ دنیا و آخرت میں سے ہر ایک کے سپوت ہیں۔ پس تم آخرت کے سپوت بنو اور دنیا کے بیٹے مت بنو۔

ایک مرتبہ حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا: بعض آدمیوں کو علم عطا ہوتا ہے انہیں عقلمندی عطا نہیں ہوتی لیکن ابو یعلیٰ (شداد بن اوسؓ) کو علم اور عقلمندی دونوں عطا کی گئی ہیں۔

ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بعض محدثین نے یہ حدیث کثیر بن مرہ عن شدادؓ کی سند سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

۸۸۷- سلیمان بن احمد ابو زید احمد بن یزید حوطی، یحییٰ بن صالح وحاظی، ابو مہدی سعید بن سنان، ابو زاہریہ، ابو شجرہ کثیر بن مرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت شداد بن اوسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اے لوگو! بے شک دنیا سامانِ حاضر ہے، اس سے نیک و بد سب کھا رہے ہیں اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے اس کے متعلق قادر بادشاہ ہی فیصلہ کرے گا۔ اس میں احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہوگا۔ اے لوگو! آخرت کے بیٹے (آخرت کے متلاشی) بنو دنیا کے بیٹے مت بنو چونکہ ہر ماں کا بیٹا اسی کے پیچھے چلتا ہے۔[۱]

یہ حدیث لیث بن ابی سلیم نے کسی تابعی عن شداد بن اوسؓ کی سند سے باضافہ الفاظ مرفوعاً روایت کی ہے۔

۸۸۸- ابو عمرو حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن یحییٰ بن عبدالکریم، نضر بن ادریس، حسان بن ابراہیم، لیث بن ابی سلیم، ایک نامعلوم محدث کے سلسلۂ سند سے حضرت شداد بن اوسؓ کی روایت نبی ﷺ سے بمثل مذکور بالا کے مروی ہے اس میں اتنا اضافہ ہے کہ

''تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے عمل کرتے رہو اور بے شک تمہیں تمہارے اعمال کے سامنے پیش کیا جائے گا اور تم نے بہر طور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنی ہے۔ سو جس نے ایک ذرہ کے برابر بھی نیک عمل کیا وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ایک ذرہ کے برابر بھی برا عمل کیا وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔''[۲]

۸۸۹- عبداللہ الاصفہانی وابو محمد بن حیان، ابراہیم بن محمد بن حسن، ابو حمید حمصی احمد بن محمد بن یسار، شریح بن یزید حضرمی ابو حیوۃ، معاذ بن رفاعہ، ابو یزید غوثی، ایک محدث کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو درداءؓ فرمایا کرتے تھے: ہر امت کا ایک فقیہ ہوتا ہے اس امت کے فقیہ حضرت شدادؓ بن اوس ہیں۔

۸۹۰- ایک زائد بات منہ سے نکلنے کا رنج ...... ابو نعیم اصفہانی، ابو عمر بن حمدان، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، معاذ بن ہشام، ہشام، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت شدادؓ بن اوس ایک آدمی سے کہنے لگے: دسترخوان لاؤ تا کہ ہم اپنے جی کو بہلالیں۔ ان کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی کہنے لگا: جب سے میں نے آپ کی صحبت اختیار کی ہے آپ سے اس جیسی

۲۰۱۔ السنن الکبریٰ ۲۱۶/۳۔ و میزان الاعتدال ۳۲۰۸.

بات نہیں سنی۔ شدادؓ نے فرمایا: جب سے میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا میری زبان سے کوئی بات نہیں نکلی مگر یہ کہ میں نے اپنی زبان پر لگام لگائے رکھی۔ بخدا! اس بات کے علاوہ اور کوئی بات آئندہ زبان سے نہیں نکلے گی۔

۸۹۱- ابو عمرو بن حمدان، عبداللہ بن محمد شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، عبدالوہاب ثقفی، برد بن سنان، سلیمان بن موسیٰ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت شدادؓ بن اوس نے فرمایا: دسترخوان لاؤ تا کہ ہم تھوڑا جی بہلالیں۔ لوگوں نے اس بات پر ان کی دارو گیری کی تو فرمایا: ابو یعلیٰ کو دیکھو اس نے کیا بری بات کردی۔ پھر فرمایا: اے بھتیجو! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کے دستِ اقدس پر بیعت کی ہے اپنی زبان کو لگام زدہ رکھا ہے سوائے اس بات کے۔ پس آؤ تا کہ میں تمہیں حدیثیں سناؤں اور اس بات کو چھوڑو اور بھلی بات حاصل کرلو۔ پھر یہ دعا کرنے لگے:

اللھم انانسالک التثبت فی الامر ونسالک عزیمة الرشد ونسالک شکر نعمتک وحسن عبادتک ولساناصادقاونسئلک خیر ماتعلم ونعوذبک من شرما تعلم

یا اللہ ہم تجھ سے ثابت قدمی کا سوال کرتے ہیں، ہم تجھ سے اعلیٰ صلاحیت کا سوال کرتے ہیں، ہم تجھ سے تیری نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق طلب کرتے ہیں، تجھ سے قلب سلیم کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے سچی زبان مانگتے ہیں، تیرے علم میں جو خیر و بھلائی ہے اسکا ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اور تیرے علم میں جو شر ہے اس سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

پھر فرمایا: پس اس کو لے لو اور اُس کو چھوڑ دو۔

سلیمان بن موسیٰ نے اسی طرح اس حدیث کو موقوفاً روایت کیا ہے جبکہ یہی حدیث حسان بن عطیہ نے شدادؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

۸۹۲- محمد بن معمر، ابو شعیب حرانی، یحیٰی بن عبداللہ، اوزاعی، حسان بن عطیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک سفر میں حضرت شداد بن اوسؓ نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو فرمایا: زادِ سفر لاؤ تا کہ اس سے ہم کھیل لیں۔ کہا گیا: اے ابو یعلیٰ! آپ نے یہ کیسی بات کردی؟ ان کی طرف سے یہ بات باعث تعجب سمجھی گئی، فرمایا: جب سے میں مسلمان ہوا میرے منہ میں لگام رہی صرف آج یہ کلمہ منہ سے نکل گیا تم اسکو بھول جاؤ اور مجھ سے وہ بات یاد کرلو جو میں تم سے کہنے والا ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرمایا: جب لوگ سونا چاندی جمع کرنے لگیں تم ان کلمات کو اہتمام سے پڑھو:

اللھم انی اسالک الثبات فی الامر والعزیمة علی الرشد

یا اللہ! میں تجھ سے امور دین میں ثابت قدمی طلب کرتا ہوں اور رشد و ہدایت میں صبر و پختگی طلب کرتا ہوں۔

آگے مثل مذکور بالا کے پوری دعا ہے جس میں مزید یہ اضافہ ہے: **واستغفرک لماتعلم انک انت علام الغیوب** کہ "میری جن خطاؤں کا تجھے علم ہے میں ان کی تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں بے شک تو خوب غیبوں کو جاننے والا ہے۔[1]

اس حدیث کو اسی طرح یحیٰی اور اوزاعی کے عام شاگردوں نے اوزاعی سے مرسلاً روایت کیا ہے اور ان سے سوید بن عبدالعزیز نے بھی روایت کیا ہے۔

۸۹۳- محمد بن احمد بن حسن، احمد بن زنجویہ، ہشام بن عمار، سوید بن عبدالعزیز، اوزاعی، حسان بن عطیہ، ابی عبیداللہ مسلم بن مشکم کے

۱۔ مسند الامام أحمد ۱۲۳/۴. والدر المنثور ۱۵۴/۱. وتفسیر ابن کثیر ۸۲/۴. ۱۶۰/۵. والمعجم الکبیر للطبرانی ۳۴۵/۷.

سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم شدادؓ بن اوس کے ساتھ سفر پر نکلے ہم نے مقام مرج صفر میں پڑاؤ ڈالا۔ حضرت شدادؓ کہنے لگے: ہمارے پاس زادِ سفر لاؤ ہم اس سے کھیل لیں۔ گویا لوگوں نے ان سے یہ کلمہ یاد کر لیا فرمایا: اے بھتیجو اس کلمے کو بھول جاؤ لیکن مجھ سے وہ کلمات یاد کرو جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: جب لوگ دنانیر و دراہم جمع کرنے لگ جائیں تم ان کلمات کو جمع کرو (یعنی کثرت و اہتمام سے انہیں پڑھو) یا اللہ! میں تجھ سے امور دین میں ثابت قدم رہنے کا سوال کرتا ہوں[۱]۔ پھر بمثل حدیث مذکور روایت کی۔

یہ حدیث ابواشعث صنعانی نے شدادؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

۸۹۴- سلیمان بن احمد، جعفر فریابی و سلیمان بن ایوب، حذلم (ایک نسخہ میں جزلم ہے) سلیمان بن عبدالرحمٰن، اسماعیل بن عیاش، محمد بن یزید رحبی، ابواشعث صنعانی کے سلسلۂ سند سے حضرت شداد بن اوسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے شداد! جب تم لوگوں کو سونا چاندی جمع کرتے دیکھو تو تم ان کلمات کو جمع کر لو (یعنی اہتمام سے پڑھو) وہ یہ ہیں:

اللھم انی اسألک الثبات فی الامر والعزیمة علی الرشد واسألک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک.

یا اللہ میں تجھ سے امور دین میں ثابت قدمی طلب کرتا ہوں اور رشد و ہدایت میں اعلیٰ صلاحیت کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کے موجبات اسباب اور تیری مغفرت کے عزائم کا سوال کرتا ہوں۔ پھر راوی نے بمثل مذکور بالا مکمل حدیث ذکر کی[۲]۔

یہ حدیث جریری نے ابوالعلاء بن شخیر عن حنظلی عن شدادؓ کے طریق سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

۸۹۵- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، وہب بن بقیہ، خالد بن عبداللہ، جریری، ابوالعلاء، حنظلی کے سلسلۂ سند سے حضرت شداد بن اوسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: **اللھم انی اسألک الثبات فی الامر** "بمثل حدیث بالا[۳]۔

یہ حدیث ثوری و بشر بن فضل و عدی بن فضل و حماد بن سلمہ نے بھی جریری سے روایت کی ہے لیکن ان حضرات رُوات میں شداد اور ابوعلاء میں اختلاف ہوا ہے (یعنی بعض نے ابوالعلاء کو ذکر کیا ہے اور بعض نے ذکر نہیں کیا) جبکہ محمد بن ابی معشر نے ابومعشر، شعیثی، شدادؓ کے طریق سے مثل مذکور بالا کے روایت کی ہے۔

۸۹۶- عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، محمد بن ابومعشر، ابومعشر، محمد بن عبداللہ شعیثی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شداد بن اوس نے مجاہدین کو جہاد میں بھیجا۔ لوگوں نے انہیں دسترخوان پر آنے کی دعوت دی۔ فرمایا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی ہے تب سے میں پہلے یہ معلوم کرتا ہوں کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے پھر کھاتا ہوں، لیکن (اب) میرے پاس ہدیہ ہے۔ (سنو!) میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے ارشاد فرمایا: جب تم لوگوں کو دیکھو کہ وہ سونا چاندی جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں تم یہ کلمات پابندی سے کہو۔

اللھم انی اسألک الثبات فی الامر و عزیمة الرشد
واسألک شکر نعمتک وحسن عبادتک واسألک قلباً تقیاً و لساناً صادقاً نقیاً.[۴]

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۳۴۵/۷. مسند الامام احمد ۱۲۳/۴. والدر المنثور ۱۵۴/۱. وتفسیر ابن کثیر ۸۲/۴. ۱۶۰/۵. والمعجم الکبیر للطبرانی ۳۴۵/۷.

۲۔ المستدرک ۵۰۸/۱، وتاریخ ابن عساکر ۲۹۲/۶ (التهذیب) والمعجم الکبیر للطبرانی ۳۵۱/۷، ۳۵۲.

۳۔ سنن النسائی ۵۲/۳، ۲۳۷/۸، وسنن الترمذی ۳۴۰۷. ومسند الامام احمد ۱۲۳/۴، ۱۲۵. وصحیح ابن حبان ۲۴۱۶، ۲۴۱۸. واتحاف السادة المتقین ۷۶/۵، وتاریخ أصبهان للمصنف ۲۷/۲. والدر المنثور للسیوطی ۱۵۴/۱.

۴۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۳۵۲/۷.

یا اللہ! میں تجھ سے امور دین میں ثابت قدمی اور رشد وہدایت میں اعلیٰ صلاحیت کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے تیری نعمتوں پر شکر اور تیری حسن عبادت کا سوال کرتا ہوں۔ اور تجھ سے ستھرے دل اور صاف ستھری اور سچی زبان کا سوال کرتا ہوں۔

حدیث بالا شیعثی نے اسی طرح روایت کی ہے اور دستر خوان کے قصہ میں راویوں کی جماعت کی مخالفت کی ہے۔

۸۹۷- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد (دوسری سند) ضمرہ بن حبیب کے سلسلۂ سند سے حضرت شداد بن اوسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عقلمند وہ ہے جس نے اپنے نفس کو ذلیل کیا اور موت کے بعد (آنے والی زندگی) کے لئے عمل کیا، عاجز (بے وقوف وفاسق وفاجر) وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہش کی اتباع کرے اور اللہ عزوجل پر امیدیں لگائے بیٹھا ہو۔[۱]

عبداللہ بن مبارک کی حدیث بالا ابوبکر بن ابی مریم سے مروی مشہور حدیث ہے۔ ابوبکر سے متقدمین نے روایت کی ہے اور بشر بن سرح نے ابوبکر بن ابی مریم سے اسی طرح روایت کی ہے اور ثور بن یزید وغالب نے مکحول عن ابن غنم عن شداد عن نبی ﷺ کی سند سے روایت کی ہے۔

۸۹۸- سلیمان بن احمد، مکحول بیروتی، ابراہیم بن بکر بن عمرو، بکر بن عمرو، ثور وغالب سے باسنادہ مروی ہے۔

۸۹۹- ابوعمرو بن حمدان، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، سفیان بن عیینہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ زہریؒ ایک دن لوگوں سے کہنے لگے: بیٹھو میں تمہیں حدیث سناتا ہوں۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں میں نے اس سے پہلے زہری رحمہ اللہ کو لوگوں کو ''بیٹھو بیٹھو'' کہتے ہوئے نہیں سنا تھا۔ آپؒ نے کہا: محمود بن ربیع نے مجھے حدیث سنائی ہے کہ جب حضرت شدادؓ بن اوس کا وقت وفات قریب ہوا فرمانے لگے: بے شک مجھے تمہارے اوپر ریاکاری اور شہوت خفیہ کا سب سے زیادہ خوف ہے۔ (شہوت خفیہ یعنی دنیا اور عورتوں کی خواہشات)۔

صالح بن کیسان نے بھی یہ حدیث اسی طرح روایت کی ہے، یہ حدیث عبداللہ بن بدیل نے زہری، عباد بن تمیم، عبداللہ بن زید کے طریق سے روایت کی ہے، یہ حدیث خالد بن محمود بن ربیع نے بھی عبادہ بن نسی، شداد کے طریق سے روایت کی ہے۔

۹۰۰- **شرک خفیہ کا شدید خوف**...... ابوعلی محمد بن احمد بن حسن، ابوشعیب حرانی، اپنے دادا سے، موسیٰ بن اعین، بکر بن خنیس، عطاء بن عجلان، خالد بن محمود بن ربیع، عبادہ بن نسی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے، عبادہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شدادؓ بن اوس میرے پاس سے گزرے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے ساتھ گھر تک لے گئے۔ پھر گھر میں بیٹھ کر رونے لگے، میں بھی انہیں روتے دیکھ کر رونے لگا۔ جب انہیں افاقہ ہوا کہنے لگے: تم کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا: میں آپ کو روتے دیکھ کر رونے لگا، فرمایا: مجھے ایک حدیث یاد آ گئی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: بے شک مجھے اپنی امت پر شرک اور شہوت خفیہ کا سب سے زیادہ خوف ہے۔ میں نے کہا: ان دو میں سے ایک کی طرف کوئی سبیل نہیں ہے۔ فرمایا: اسی طرح میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میں ان دونوں سے ڈرتا ہوں، پھر ارشاد فرمایا: سنو! لوگوں نے سورج اور چاند کی عبادت نہیں کرنی اور نہ ہی انہوں نے بتوں کی پوجا کرنی ہے لیکن وہ غیر اللہ کے لئے اعمال کرنے لگ جائیں گے۔

۱۔ المستدرک ۱/۵۷، ۴/۲۵۱، ومسند الامام أحمد ۴/۱۲۴. والسنن الکبری للبیهقی ۳۳۸/۷. ۳۴۱. وشرح السنة ۳۰۸/۱۴، ۳۰۹، والمعجم الصغیر للطبرانی ۳۶/۲. ومشکاة المصابیح ۵۲۸۹. وفتح الباری ۳۴۲/۹. وتاریخ بغداد ۵۰/۱۲. والزهد لابن المبارک ۵۲. والکامل لابن عدی ۴۷۲/۲. والدر المنتثرة ۱۲۷. وکشف الخفا ۱۹۶/۲. واتحاف السادة المتقین ۴۴/۷. ۴۲۸/۸، ۴۴۱، ۱۸/۹، ۳۹، ۱۲۶، ۹۳/۱۰، ۱۵۱، ۲۲۱.

ایک بڑی جماعت نے یہ حدیث عبدالواحد بن زیاد عن عباد بن نسی کے طریق سے روایت کی ہے۔[1]

۹۰۱- سلیمان بن احمد، احمد بن موسیٰ سامی بصری، مسلم بن ابراہیم، عبدالواحد بن زید،...... عبادہ بن نسی کہتے ہیں میں ایک مرتبہ حضرت شداد بن اوس کے پاس گیا۔ وہ بیٹھے رو رہے تھے۔ میں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں ایک حدیث کی وجہ سے رو رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: بے شک مجھے اپنی امت پر شرک باللہ اور شہوت خفیہ کا سب سے زیادہ خوف ہے۔ (شہوت خفیہ مثلاً یہ ہے کہ) ایک آدمی بحالت روزہ صبح کرتا ہے وہ کسی چیز کو دیکھ لیتا ہے اور اس کے دل میں اس چیز کا شوق پیدا ہوتا ہے پس وہ اس میں واقع ہو جاتا ہے۔ اور شرک تاہم لوگ پتھروں کی عبادت نہیں کریں گے اور نہ ہی بتوں کو پوجیں گے لیکن جب کوئی عمل کریں گے تو دکھلاوا کریں گے۔

یہ حدیث عبدالرحمٰن بن غنم نے بھی شدادؓ سے روایت کی ہے۔

۹۰۲- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، جبارہ بن مغلس، عبدالحمید بن بہرام، شہر بن حوشب کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن غنم کا بیان ہے کہ جب میں اور ابودرداءؓ جابیہ کی جامع مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت عبادہؓ بن صامت سے ہماری ملاقات ہوگئی اور ابھی ہم مسجد ہی میں جوں کے توں موجود تھے کہ اچانک حضرت شداد بن اوس اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہما ہمارے پاس تشریف لائے۔ حضرت شدادؓ فرمانے لگے: بے شک مجھے تمہارے اوپر سب سے زیادہ اس چیز کا خوف ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یعنی شرک اور شہوت خفیہ۔

حضرت عبادہ اور حضرت ابودرداءؓ بولے: یا اللہ ہم تیری مغفرت کے طالب ہیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حدیث نہیں سنائی ''شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرہ عرب میں اسکی پوجا کی جائے (یعنی ہم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث ضرور سنی ہے گویا اب جزیرہ عرب میں شرک کے جراثیم ختم ہو چکے پھر آپ کیوں ہمارے اوپر شرک کا زیادہ خوف رکھتے ہیں) رہی بات شہوت خفیہ کی، سو ہم اسے پہچان چکے ہیں اور وہ دنیا، عورتوں کی خواہشات اور دیگر خواہشات ہے۔ لیکن اے شداد! یہ کونسا شرک ہے جس سے آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں؟ شدادؓ نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم لوگ کسی آدمی کو کسی دوسرے آدمی کے (دکھلاوے کے) لئے نماز پڑھتے یا روزہ رکھتے یا صدقہ کرتے دیکھو تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس نے شرک نہیں کیا۔ حضرت عبادہ حضرت ابودرداءؓ نے جواب دیا: جی ہاں، ہم اسے شرک سمجھتے ہیں۔ بخدا! جو آدمی کسی دوسرے آدمی کو دکھلانے کے لئے صدقہ کرے یا روزہ رکھے یا نماز پڑھے بلاشبہ اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔ اس موقع پر حضرت عوف بن مالکؓ نے فرمایا: کیا وہ آدمی اس عمل سے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا قصد نہیں کرتا ہے کہ اسکا عمل خالص ہو کر مقبول ہو جائے اور شرک کو چھوڑ دے؟ حضرت شدادؓ فرمانے لگے: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو آدمی میرے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتا ہے میں اس کے لئے بہترین حصہ دار ہوں اور جو آدمی میرے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہراتا ہے بے شک اس کا جسم اور اسکا عمل خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ وہ سب اس کے لئے ہے جس کو اس نے میرا شریک ٹھہرایا ہے میں اس سے سراسر بے نیاز ہوں۔[2]

یہ حدیث لیث بن ابی سلیم نے بھی شہر بن حوشب سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۹۰۳- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد، ابن عجلان، رجاء بن حیوۃ، محمود بن ربیع کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شداد بن اوس میرے ساتھ بازار کی طرف چلے۔ جب واپس لوٹے تو ایک کپڑے سے اپنے آپ کو ڈھانپ کر

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۸/۲۳۰، ومجمع الزوائد ۲۰۱/۲.

۲۔ اتحاف السادۃ المتقین ۸/۲۶۳، ۲۶۷، والدر المنثور ۲۵۶/۴.

لیٹ گئے اور (زور زور سے) رونے لگے اور کثرت سے کہے جا رہے تھے "انا الغریب لا یبعد الاسلام" میں اجنبی پردیسی ہوں اسلام سے دور نہیں ہوں گا۔ جب ان سے یہ کیفیت چھٹ گئی تو میں نے کہا: آپ نے آج کچھ ایسا کام کیا ہے اس سے پہلے میں نے آپ کو ایسا کرتے نہیں دیکھا؟ فرمایا: مجھے تمہارے اوپر شرک و شہوت خفیہ کا سب سے زیادہ خوف ہے۔ میں نے ان سے کہا: کیا اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد بھی آپ کو ہمارے اوپر شرک کا خوف ہے؟ فرمایا: اے محمود! تیری ماں تجھے گم کرے! کیا شرک بس اتنا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود لا کھڑا کر دیا جائے؟ (یعنی اور بھی بہت سارے امور شرک کی قبیل سے ہیں)۔

یہ حدیث ابو خالد احمر نے ابن عجلان سے روایت کی ہے۔

۹۰۴- محمد بن علی، احمد بن علی بن مثنیٰ، یحییٰ بن حجر، محمد بن یعلی، عمر بن صبح، ثور بن یزید، مکحول، شداد بن اوس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ توبہ گناہوں کا صفایا کر دیتی ہے اور نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں اور جب بندہ مومن اپنے رب عزوجل کو فراخی میں یاد کرتا ہے...... اللہ تعالیٰ اسے بلاء (آزمائش) میں نجات سے ہمکنار کرتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنے بندے کے لئے کبھی بھی دو امن نہیں جمع کرتا ہوں اور نہ ہی اس کے لئے دو خوف جمع کرتا ہوں۔ اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف رہا تو جس دن میں اپنے بندوں کو جمع کروں گا (یعنی قیامت کے دن) وہ اس دن مجھ سے خوفزدہ ہوگا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے خوفزدہ رہا تو جس دن میں اپنے بندوں کو جمع کروں گا اس دن اسے امن فراہم کروں گا اور اس کا امن برقرار رہے گا میں اسے ختم نہیں کروں گا۔[1]

(۴۲) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ[2]

حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک مشققوں اور احوال قلوب کی معرفت رکھنے والے، فتن، آفات، اور عیوب سے واقف کار، شر کے متعلق سوال کرنے والے اور اس سے خود بچنے والے، خیر و بھلائی میں غور و فکر کر کے اسے سمیٹنے والے، فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرنے والے، انابت کی طرف مائل ہونے والے اور زمانے میں عزت و اصلاح کی طرف سبقت کرنے والے ابو عبداللہ حذیفہ بن یمانؓ بھی ہیں۔

کہا گیا ہے کہ تصوف اللہ تعالیٰ کی کاریگری کو دیکھنے اور رکاوٹوں کے باوجود حال سے موافقت رکھنے کا نام ہے۔

۹۰۵- **فتنوں کی بہتات اور دلوں کا اندھا ہونا**...... ابو بکر محمد بن احمد بن یعقوب، احمد بن عبدالرحمٰن سقطی، یزید بن ہارون، ابو مالک اشجعی، ربعی بن خراش کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ حضرت عمرؓ کے پاس سے ہو کر واپس آئے اور کہنے لگے: جب ہم عمرؓ کے پاس بیٹھے تو حضرت عمرؓ محمد ﷺ کے صحابہ کرامؓ سے سوال کرنے لگے کہ تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ سے سمندر کی موج کی طرح جوش مارنے والے فتنوں کے متعلق حدیث سنی ہے؟ چنانچہ (مجلس میں موجود) صحابہ کرام خاموش رہے۔ میں سمجھ گیا کہ حضرت عمرؓ نے مجھ کو مراد لیا ہے۔ میں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے فتنوں کے متعلق حدیث سنی ہے۔ فرمایا: تیرے باپ کا بھلا ہو۔ تم ہی نے سنی ہوگی؟ میں نے کہا لوگوں کے دلوں پر فتنے اس طرح ڈالے جائیں گے جس طرح چٹائی کے تنکے

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۸/۵۲۵. وکشف الخفا ۱/۲۵۲. وکنز العمال ۵۸۹۹. ۱۰۲۷۲، ۳۵۵۵۹.

۲۔ طبقات ابن سعد ۵/۲۷، ۶/۱۵، ۷/۳۱۷، والتاریخ الکبیر ۳/ت ۳۳۲. والجرح ۳/ت ۱۱۴۰. والاستیعاب ۱/۳۲۴، وأسد الغابۃ ۱/۳۹۰. ۳۹۲، والکاشف ۱/۲۱۰ سیر النبلاء ۲/۳۶۱. والاصابۃ ۱۶۴۷. وتھذیب الکمال ۵/۴۹۵.

ہوتے ہیں۔ پس جو دل ان فتنوں کو قبول کرے گا اس میں سیاہ نکتہ ڈال دیا جائے گا اور جو دل ان فتنوں کو قبول کرنے سے انکار کرے گا اس میں سفید نکتہ پیدا کر دیا جائے گا پس تمام دل دو قسموں میں بٹ جائیں گے، ایک تو سفید مثل سنگ مرمر کے ہوگا۔ چنانچہ اس طرح کے دل پر کوئی بھی فتنہ اثر انداز اور ضرر رساں نہیں ہوگا جب تک زمین و آسمان قائم و باقی ہیں۔ اور دوسرا راکھ کے رنگ جیسا سیاہ دل اوندھے برتن کی طرح اندھا ہوگا۔ چنانچہ اس طرح کا دل نہ تو نیک و اچھے کاموں کو جانے گا اور نہ ہی برے کاموں کو برا سمجھے گا وہ تو بس اس چیز سے مطلب رکھے گا جو از قسمِ خواہشات اس میں رچ بس گئی ہے اور جس کی محبت کا وہ اسیر بن چکا ہے۔

میں نے حضرت عمرؓ کو ایک اور حدیث بھی سنائی کہ آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ حائل ہے۔ کیا بعید کہ وہ دروازہ عنقریب ہی توڑ دیا جائے۔ حضرت عمرؓ تعجب سے بولے: کیا وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا تیرے باپ کو اللہ سلامت رکھے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے: اگر وہ کھول دیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ اسے پھر سے دوبارہ بند کر دیا جائے۔ میں نے کہا: نہیں، بلکہ توڑ دیا جائے گا۔ میں نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ یہ دروازہ دراصل ایک مردِ قلندر ہے جو قتل کر دیا جائے گا یا خود طبعی موت مر جائے گا (پھر فتنوں کا دروازہ توڑ کر کھول دیا جائے گا) یہ بات پکی ٹھکی بات ہے کوئی اغلوطہ (ڈھکوسلا) نہیں ہے۔

اس حدیث کو ابو مالک اشجعی سے ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہے ان میں زہیر و مروان عزاری اور ابو خالد احمر سر فہرست ہیں۔

۹۰۶-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، مسعودی، قیس، اعمش، زید بن وہب کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہم سے دو حدیثیں بیان فرمائیں۔ ان میں سے ایک کو تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا مجھے انتظار ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا کہ: امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں اتاری گئی ہے پھر لوگوں نے (اس امانت کے نور سے) قرآن مجید کو جانا اور سنت کو جانا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے امانت کے اٹھ جانے کے متعلق ہم سے حدیث بیان کی (امانت سے مراد ایمان، ثمرات ایمان اور برکات ایمان ہیں)۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: کہ آدمی (حسب معمول) سوئے گا اور امانت اس کے دل سے نکال لی جائے گی پس امانت کا اثر یعنی نشان وقت کے نشان کی طرح رہ جائے گا (حاصل یہ ہے کہ ایمان کا نور دھندلا اور اسکا اثر و ثمرہ ناقص ہو جائے گا) پھر جب وہ دوبارہ سوئے گا تو اس کی امانت کا وہ حصہ بھی ناقص کر دیا جائے گا اور نکال لیا جائے گا جو باقی رہ گیا تھا، پس اس کے دل میں آبلہ جیسا نشان رہ جائے گا جیسا کہ تم آگ کی چنگاری کو اپنے پاؤں پر ڈال دو اور اس سے آبلہ پڑ جائے جو بظاہر پھولا ہوا اور ابھرا ہوا ہوگا لیکن اس کے اندر (گندے پانی کے علاوہ) کچھ نہیں ہوگا پس لوگ صبح کو اٹھیں گے اور ان میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہوگا جو امانت کو ادا کرے۔ لوگوں پر ضرور ایک ایسا وقت آئے گا کہ ایک آدمی کے بارے میں کہا جائے گا کہ وہ کتنا چالاک اور عقلمند ہے اور وہ کتنا زبردست عالم ہے حالانکہ اس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا

اعمش سے یہ حدیث بہت سارے محدثین نے روایت کی ہے۔

۹۰۷-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، (دوسری سند) ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابونضر، (دونوں) سلیمان بن مغیرہ، حمید بن ہلال کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:

نصر بن عاصم لیثی کہتے ہیں ایک مرتبہ میں قبیلہ بنولیث کی ایک جماعت کے ساتھ یشکری کے پاس آیا (اس کے بعد) میں کوفہ میں آیا اور (کوفہ کی جامع) مسجد میں داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد میں لوگوں کا ایک حلقہ لگا ہوا ہے۔ (ان کی یہ کیفیت تھی کہ) گویا ان کے سر کاٹ دیے گئے ہیں اور وہ سب ایک آدمی کی حدیث کی طرف اپنے کان لگائے ہوئے ہیں۔ میں بھی ان لوگوں کے پاس کھڑا ہو گیا۔ پھر میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ کہا گیا کہ یہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ میں انکے قریب ہو گیا اور ان کی بیان کردہ حدیث کو سننے لگا۔ وہ فرما رہے تھے: لوگ تو اکثر رسول کریم ﷺ سے خیر و بھلائی کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ

ﷺ سے شر و برائی کے بارے میں دریافت کرتا تھا۔ (چونکہ) میں جانتا تھا کہ بھلائی مجھ پر سبقت نہیں لے جاسکتی۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! کیا اس خیر و بھلائی (اسلام و نور ہدایت) کے بعد کوئی شر و برائی پیش آنے والی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک فتنہ اور شر پیش آنے والا ہے۔ ابوداؤد نے یوں روایت کی کہ ھدنۃ علی دخن (یعنی ایک دھواں پیش آنے والا ہے جو صاف شفاف چیزوں کو مکدر کر دے گا یعنی بھلائی و اسلام کو غبار آلود کر دے گا) میں نے پوچھا: یارسول اللہ! ھدنۃ علی دخنٍ کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا: لوگوں کے دل پھر اس خیر و بھلائی پر واپس نہیں لوٹیں گے جس پر وہ پہلے برقرار تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایک گونگے، اندھے اور بہرے فتنے کا ظہور ہوگا۔ اس فتنے کی دعوت دینے والے سراپا ضلالت ہوں گے۔ بخدا! تم کسی درخت کے تنے کو اپنے دانتوں سے کاٹ لو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اس سے کہ تم ان فتنہ پردازوں میں سے کسی کی اتباع کرو۔[1]

یہ حدیث قتادہ نے بھی نصر سے روایت کی ہے اور یشکری کا نام خالد بتایا ہے۔

۹۰۸- محمد بن احمد بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن مثنیٰ، ولید بن مسلم، عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر، بشر بن عبیداللہ حضرمی، ابوادریس الخولانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ فرمایا کرتے تھے: کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر و بھلائی کے بارے میں پوچھتے تھے...... جبکہ میں آپ ﷺ سے شر و برائی کے بارے میں پوچھتا تھا مجھے خوف تھا کہ میں کہیں برائی میں مبتلا نہ ہو جاؤں (یعنی آپ ﷺ سے پوچھ کر شر سے بچنے کی کوشش کرتا تھا) میں نے کہا: یارسول اللہ! ہم جاہلیت و شر میں پڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے (ہمارے اوپر فضل کیا) ہمیں اس خیر و بھلائی (دولت اسلام اور رشد ہدایت) کی دولت سے سرفراز کیا تو کیا اس خیر و بھلائی کے بعد کوئی شر و برائی پیش آنے والی ہے؟ رسول کریم ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے پھر پوچھا: کیا اس شر کے بعد پھر خیر و بھلائی کا ظہور ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ہاں اس شر کے بعد خیر و بھلائی کا ظہور ہوگا لیکن اس خیر و بھلائی میں کدورت ہوگی۔ میں نے عرض کیا کہ اس بھلائی کی کدورت کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میرے طریقہ اور میری ہدایت کے خلاف طریقہ و سنت اختیار کریں گے اور میرے بتائے ہوئے راستے کے خلاف راستے پر چلیں گے (یعنی میری سیرت و کردار کے خلاف کریں گے)۔ تم ان میں دیندار بھی دیکھو گے اور بے دین بھی۔ میں نے عرض کیا: کیا اس خیر و بھلائی کے بعد بھی کوئی شر و برائی پیش آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ایسے لوگ (پیدا) ہوں گے جو دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہو کر مخلوق کو اپنی طرف بلائیں گے۔ سو جس نے ان کی پکار کا جواب دیا اس کو دوزخ میں دھکیل دیں گے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں اس زمانے کو پالوں تو میرے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: جماعت مسلمین (عامۃ المسلمین) اور ان کے امام (پیشوا و بادشاہ) کے ساتھ جڑے رہو۔ میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی قابل اعتماد جماعت ہی نہ ہو اور نہ ہی ان کا کوئی امام ہو؟ (تو اس صورت میں میرے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟) ارشاد فرمایا: تب ان سارے فرقوں سے علیحدگی اختیار کر لو بخدا! اگرچہ تمہیں اس علیحدگی و یکسوئی کے لئے کسی درخت کی جڑ میں پناہ ہی کیوں نہ لینی پڑے...... یہاں تک کہ اسی علیحدگی کی حالت میں موت تمہیں اپنی آغوش میں لے لے۔[2]

۹۰۹- **فتنوں میں پڑنے نہ پڑنے کی حقیقی نشانی**...... محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، سعید بن منصور، ابومعاویہ، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، جریر، اعمش، عمارہ بن عمیر، ابی عمار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

۱۔ مسند الامام أحمد ۳۸۶/۵، ۴۰۲. والمستدرک ۴۳۲/۴. والمصنف لابن ابی شیبة ۹/۱۵. وکنز العمال ۳۱۰۰۴. ۳۱۳۱۳.

۲۔ صحیح البخاری ۲۴۲/۴، ۶۵/۹. وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ۱۳. رقم: ۵۱. والسنن الکبری للبیهقی ۱۹۰/۸. وکنز العمال ۳۱۲۹۲. ومشکاۃ المصابیح ۵۳۸۲. ودلائل النبوۃ للبیهقی ۴۹۰/۶.

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: بے شک ایک بڑا فتنہ لوگوں کے دلوں کو پیش آئے گا۔ پس جس دل میں وہ فتنہ رچ بس گیا اس دل میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جائیگا اور اگر دل نے اس فتنے کا انکار کر دیا تو اس میں ایک سفید نکتہ ڈال دیا جائے گا۔ سو تم میں سے کون آدمی چاہتا ہے کہ اسے معلوم ہو کہ آیا اسے فتنہ پیش آیا ہے یا کہ نہیں (یعنی فتنہ میں پڑنے کی علامات جاننے کا خواہشمند کون ہے؟) پس اسے چاہیے کہ غور کرے! اگر وہ جس چیز کو حلال سمجھتا تھا اب اسے حرام سمجھنے لگا ہے یا جس چیز کو پہلے حرام سمجھتا تھا اب اسے حلال سمجھنے لگا ہے تو لامحالہ وہ فتنہ میں مبتلا ہو گیا۔

۹۱۰- ابومحمد بن حیان، احمد بن علی بن جارود، ابوسعید اشج، ابوخالد احمر، اعمش، سلیمان بن میسرہ، طارق بن شہاب کے سلسلہ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: جب کسی بندے سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے (وہ پھر) اگر گناہ کرتا ہے تو اسکے دل میں ایک (اور) سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے حتی کہ اس کا دل خاکستری رنگ کی بکری کی طرح ہو جاتا ہے۔

۹۱۱-عبداللہ بن محمد، احمد بن عبداللہ بن سعید، سلیمان بن حیان، اعمش، عمارہ بنت عمیر، ابی عمار کے سلسلہ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! بلاشبہ ایک آدمی صبح کو اٹھتا ہے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوتا ہے وہ شام کرتا ہے لیکن وہ آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا۔

۹۱۲-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحق ثقفی، قتیبہ بن سعید، جریر، اعمش، زید بن وہب کی سند سے مروی ہے:

حذیفہؓ نے فرمایا: تمہیں مختلف فتنے پیش آنے والے ہیں جو نشف برسا رہے ہوں گے (نشف: وہ چیز جو پانی وغیرہ کو جذب کرے یعنی یہ فتنے ہلکے ہوں گے اپنے ہلکے پن کی وجہ سے لوگوں کے ادیان میں اثر نہیں کر پائیں گے) ان کے بعد تمہیں ایسے فتنے پیش آئیں گے جو تمہارے اوپر گرم پتھروں کی بارش برسائیں گے یعنی پہلے فتنوں کی بہ نسبت زیادہ سخت ہوں گے) پھر ان کے بعد تمہیں سیاہ تاریک اندھیرا پیش آئے گا (یعنی اندھا دھند اور بہت سخت فتنہ پیش آئے گا)۔

۹۱۳- ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحق بن راہویہ، فضل بن موسیٰ، ولید بن جمیع، ابوطفیل کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:

تین فتنے پیش آنے والے ہیں اور ایک چوتھا فتنہ پیش آئے گا جو لوگوں کو دجال کی طرف ہانک کر لے جائے گا، (ایک فتنہ وہ) جو گرم پتھر برسائے گا (دوسرا فتنہ وہ) جو نشف برسائے گا، اور (تیسرا فتنہ وہ) جو سیاہ تاریک اندھیرے (کی مانند) ہوگا جو کہ سمندر کی موج کی طرح جوش مارے گا۔ اور چوتھا فتنہ لوگوں کو دجال کی طرف ہانک کر لے جائے گا۔

۹۱۴-سلیمان بن احمد، اسحق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ابواسحق، عمارہ بن عبداللہ کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حذیفہؓ نے فرمایا:

فتنوں سے دور رہو۔ ان (فتنوں) میں کوئی بھی نہ پڑے۔ بخدا! جو بھی ان میں پڑے گا وہ اسکو اندھا دھند سیلاب کی مانند بہا کر لے جائیں گے۔ بلاشبہ وہ فتنے (حق کے) مشابہ ہو کر پیش آئیں گے...... حتی کہ جاہل کہے گا کہ یہ تو (حق کے) مشابہ ہیں۔ چنانچہ جب وہ فتنے ختم ہوں گے تب ان کی حقیقت حال واضح ہوگی۔ پس جب تم ان فتنوں کو دیکھو تو اپنے گھروں میں بیٹھے رہو اور اپنی تلواروں اور کمانوں کے چلے توڑ ڈالو۔ (یعنی ان فتنوں میں بالکل حصہ مت لو ورنہ ان کے تیز دھارے میں بہہ جاؤ گے)

۹۱۵-ابوعبداللہ حسین بن حمویہ بن حسین خثعمی، محمد بن عبداللہ حضرمی، مصرف بن عمرو، عبدالرحمٰن بن محمد بن طلحہ، محمد بن طلحہ، اعمش، ابووائل، زید بن وہب کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:

بلاشبہ فتنہ ناغہ بھی کر دیتا ہے اور لگاتار بھی برپا رہتا ہے۔ پس جو آدمی فتنے کے ناغہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ ضرور

مرجائے۔ (ناغمے سے مراد اسلحہ کا استعمال کچھ وقت کے لئے موقوف کر دینا اور نیام میں کر لینا)۔

یہ حدیث شعبہ نے بھی اعمش ، زید، حذیفہؓ کے طریق سے روایت کی ہے۔

۹۱۶- ابواسحٰق ابراہیم بن حمزہ، حسن بن ابراہیم بن بشار، عبداللہ بن عمران، جریر، اعمش ، ابراہیم، ہمام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: لوگوں پر ضرور بضرور ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے، اس میں کوئی آدمی نجات نہیں پائے گا بجز اس آدمی کے جو ایسی دعا کرتا ہو جیسی دعا پانی میں ڈوبنے والا کرتا ہے۔

۹۱۷- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، سوید بن سعید، علی بن مسہر، مسلم، حبہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ حضرت ابو مسعودؓ نے حضرت حذیفہؓ سے درخواست کی کہ بلاشبہ فتنہ واقع ہو چکا ہے، آپ نے اس کے بارے میں جو حدیث سن رکھی ہے مجھے بیان کر دیں۔ حذیفہؓ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس یقین نہیں آیا؟ (یعنی) اللہ عزوجل کی کتاب۔

۹۱۸- حسین بن حمویہ خثعمی، محمد بن عبداللہ حضرمی، محمد بن عبداللہ بن نمیر، محمد بن بلال، عمران قطان، اعمش ، ابووائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:

شراب مردوں کی عقلوں کو کیا خراب کرتا ہے فتنہ تو اس سے بھی کہیں زیادہ مردوں کی عقلوں کو خراب کر دیتا ہے۔

۹۱۹- محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبہ، اعمش ، زید بن وہب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: فتنے کا تمام تر وبال تین آدمیوں کے سر پر ہے، ایک وہ حاذق اور بے راہرو آدمی کہ جسکے سامنے کوئی چیز سر نہیں اٹھاتی مگر وہ صرف تلوار ہی سے اس کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ دوسرا وہ خطیب جو (اپنی تقریروں سے) لوگوں کو اس فتنے کی دعوت دیتا ہے۔ ان دونوں کو فتنہ انکے چہروں کے بل اوندھے منہ کر دے گا۔ تیسرا شخص وہ سردار ہے جس کو فتنہ برانگیختہ کرتا رہے گا حتیٰ کہ جو کچھ بھی اس کے پاس ہوگا وہ سب کچھ تباہ برباد ہو کر رہ جائے گا۔

۹۲۰- ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، (دوسری سند) ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، (دونوں سند) اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، بکار بن عبداللہ، خلاد بن عبدالرحمٰن، ابوطفیل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: اے لوگو! تم مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں ہو؟ لوگ تو رسول اللہ ﷺ سے خیر و بھلائی کے بارے میں پوچھتے تھے جبکہ میں رسول اللہ ﷺ سے شر و برائی کے بارے میں پوچھتا تھا۔ کیا تم ''میت احیاء'' زندوں کے مردہ کے بارے میں نہیں پوچھتے ہو؟ چنانچہ حضرت حذیفہؓ خود ہی بیان کرنے لگے کہ بے شک! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا ہے۔ انہوں نے لوگوں کو ضلالت و گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف آنے کی دعوت دی اور کفر سے نکل کر ایمان کی طرف آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ جس نے ان کی دعوت کو قبول کرنا تھا اس نے قبول کر لیا پس جو پہلے (روحانی اعتبار سے) مردہ تھا وہ اب حق پر زندہ رہنے لگا اور جو پہلے (ظاہری اعتبار سے) زندہ تھا وہ (ان کی دعوت کا انکار کر کے) باطل پر مر گیا، پھر نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ چنانچہ نبوت کے بعد اسی کی نہج پر خلافت قائم ہوئی پھر اس کے بعد ''ملک عضوض'' کٹکھنی بادشاہت ہو گی۔ پس بعض لوگ اپنے دل، اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اس بادشاہت کا انکار کریں گے لامحالہ انہوں نے کامل حق پر برقرار رہنے کی پابندی کی اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اپنے دل و زبان سے اس بادشاہت کا انکار کریں گے لیکن اپنے ہاتھوں کو اس کے انکار سے روکے رکھیں گے لامحالہ ایسے لوگ حق کا ایک شعبہ ترک کریں گے اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اس بادشاہت کا دل سے تو انکار کریں گے لیکن اپنے ہاتھ اور زبان کو اس کے انکار سے روکے رکھیں گے لامحالہ ایسے لوگ حق کے دو شعبے ترک کر دیں گے اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو ایسی بادشاہت کا نہ دل سے انکار کریں گے اور نہ ہی زبان سے پس ایسے لوگ ''میت احیاء'' زندوں میں مردہ ہیں۔

۹۲۱-سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، عثمان بن ابی شیبہ، عبداللہ بن موسیٰ، شیبان، اعمش، خیثمہ، فلفلۃ الجعفی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا بخدا! اگر میں چاہوں تمہیں ایک ہزار ایسے کلمات سنا سکتا ہوں...... جنکو سن کرتم مجھ سے محبت کرنے لگ جاؤ اور میرے پیچھے چلنا شروع کردو اور تم میری تصدیق بھی کرو۔ ان کلمات کا تعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے ہے۔ اور اگر میں چاہوں تمہیں ایک ہزار ایسے کلمات سنا سکتا ہوں جنہیں سن کرتم مجھ سے بغض وعداوت کرنے لگ جاؤ اور مجھ سے کوسوں دور ہو جاؤ اور میری تکذیب بھی کرنے لگ جاؤ۔

۹۲۲-ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، جریر، اعمش، عمرو بن مرہ، ابوالبختری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: اگر میں چاہوں تمہیں ایک ہزار ایسے کلمات سنا سکتا ہوں...... جن پرتم لوگ میری تصدیق کرنے لگ جاؤ میرے پاس بار بار آنا شروع کردو اور میری مدد کرنے لگ جاؤ۔ اگر میں چاہوں تمہیں ایک ہزار ایسے کلمات سنا سکتا ہوں جنہیں سن کرتم لوگ میری تکذیب کردو، مجھ سے کوسوں دور ہو جاؤ اور مجھے گالیاں دینی شروع کردو حالانکہ وہ کلمات اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سراسر سچے ہوں گے۔

۹۲۳- ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ، اسحٰق، معتمر بن سلیمان، سلیمان، حسن، جندب بن عبداللہ بن سفیان کی سند سے مروی ہے:

حذیفہؓ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ ایک قوم کا قائد (راہنما) جنت میں جائے گا جبکہ اس کے متبعین دوزخ میں جائیں گے۔
ہم نے کہا: کیا یہ وہی تو نہیں جس کے بارے میں آپ نے ہمیں بتایا تھا؟ حذیفہؓ نے فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ اس کے لئے پہلے سے کیا چیز تیار کرلی گئی ہے۔

۹۲۴-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ، جریر، اعمش، عبدالرحمٰن بن سعید بن وہب، سعید بن وہب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: گویا کہ میں ایک سوار آدمی کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے درمیان موجود ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ ساری زمین ہماری اپنی ہے۔ سارا مال ہماری ملکیت میں ہے۔ چنانچہ وہ بیواؤں اور مسکینوں کے درمیان حائل ہے اور جو مال اللہ تعالیٰ نے اس کے آبا واجداد کو عطا فرمایا ہے اس میں بھی وہ حائل ہے۔ (یعنی ایک ایسا بادشاہ آنے والا ہے جو اموال مسلمین اور ان کی املاک پر خود براجمان ہوگا بیت المال وہ اپنی ذاتی ملکیت سمجھے گا۔ غریبوں، یتیموں، مسکینوں اور بیواؤں کا مطلق خیال نہیں رکھے گا)۔

۹۲۵- محمد بن عبدالرحمٰن، حسن، عمرو بن مرہ، ابوالبختری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: دل چار قسموں کے ہوتے ہیں؛ ایک وہ دل ہے جو پردوں میں پڑا غیر محفوظ ہو، وہ کافر کا دل ہے۔ دوسرا دل وہ ہے جس میں ایمان ونفاق کا اختلاط رہتا ہے لیکن ایمان کی دولت سے محروم ہی رہتا ہے، یہ منافق کا دل ہے۔ تیسرا دل صاف ستھرا دل ہے اس میں نور ہدایت کا ایک روشن چمکتا ہوا چراغ ہوتا ہے، یہ مومن کا دل ہے۔ اور چوتھا دل وہ ہے جس میں نفاق اور ایمان دونوں ہوں۔ ایمان کی مثال اس درخت کی سی ہے جسے پاکیزہ پانی سیراب کرتا ہے اور نفاق کی مثال اس زخم جیسی ہے، جس میں پیپ اور خون بھرا ہوا ہو، پس ان میں سے جس نے بھی غلبہ پایا وہ غالب ہو جاتا ہے۔

۹۲۶-احمد بن جعفر بن حمدان بصری، عبداللہ بن احمد دورقی، مسدد، ابوالاحوص، ابواسحٰق، ابومغیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:
حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے تیز زبان ہونے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم طلبِ مغفرت کے کس درجہ پر ہو؟ بلاشبہ میں تو ہر دن اللہ عزوجل سے ایک سو مرتبہ مغفرت طلب کرتا ہوں۔[1]

یہ حدیث عمرو بن قیس ملائی نے ابو اسحٰق، عبید بن مغیرہ، حذیفہ کی سند سے روایت کی ہے۔

۹۲۷- احمد بن مہران، محمد بن عباس بن ایوب، حسن بن یونس، محمد بن کثیر، عمرو بن قیس ملائی، ابو اسحٰق، عبید بن مغیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے: حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ! گھر والوں پر میری زبان تیز ہو جاتی ہے، مجھ ڈر لگتا ہے کہ مجھے یہ چیز دوزخ میں نہ داخل کر دے۔ ارشاد فرمایا: تم طلب مغفرت کیوں نہیں کرتے؟ بلاشبہ میں ہر روز سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کرتا ہوں۔

۹۲۸- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن عبداللہ بن عمار، معافی بن عمران، یمان بن مغیرہؒ کے سلسلۂ سند سے ہے کہ ابو ابیض مدنی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: سب سے زیادہ میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا دن وہ ہوتا ہے جس دن میں گھر واپس لوٹوں اور میرے گھر والے مجھ سے فقر و فاقہ کی شکایت کر رہے ہوں۔

۹۲۹- ابو محمد بن حیان، ابو یحییٰ رازی، ہناد، قبیصہ، سفیان، (دوسری سند) ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، قاسم بن خلیفہ، حسین بن علی، زائدہ، (دونوں سند) ابان بن ابی عیاش، امیہ بن قسیم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:

سب سے زیادہ میری آنکھوں کو ٹھنڈک اس وقت پہنچتی ہے جب میرے گھر والے مجھ سے سخت فقر و فاقہ کی شکایت کر رہے ہوں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بندہ مومن کو دنیا سے اس طرح پرہیز کراتے ہیں جس طرح کسی مریض کے گھر والے اپنے مریض کو کھانے سے پرہیز کراتے ہیں۔

شیخ ابو نعیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زائدہ نے پرہیز کے متعلق آخری کلام مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۹۳۰- سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، ابو کریب، عمر بن بزیع، حارث بن حجاج، ابو معمر تیمی، ساعد بن سعد بن حذیفہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حذیفہؓ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ محبوب اور میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا دن وہ ہے کہ جس دن میں اپنے گھر آؤں اور میں اپنے گھر والوں کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ پاؤں اور گھر والے کہہ رہے ہوں کہ تم تھوڑے بہت پر بھی قدرت نہیں رکھتے ہو۔

چونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بے شک جتنی پرہیز مریض کے گھر والے مریض کو کھانا کھانے سے کرواتے ہیں اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ مومن کو دنیا سے پرہیز کرواتے ہیں۔ جس قدر والد اپنی اولاد کو خیریت میں رکھنا چاہتا ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ مومن کو آزمائش میں رکھنا چاہتا ہے۔[2]

۹۳۱- عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن محمد بن مسلم، ہناد، قبیصہ، سفیان، اعمش کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے حضرت سعدؓ بن معاذ سے کہا: آپ ہمیں کس کیفیت میں دیکھیں گے جب ہم دنیا میں مبتلا ہو جائیں گے؟ حضرت سعدؓ نے کہا: ہم ایسا زمانہ نہیں پائیں گے۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: **اعطی علی ظنہ واعطیت علی ظنی**، یعنی دنیا اس کو اس کے گمان کے مطابق عطا ہوگی اور مجھے میرے گمان کے مطابق۔

۱۔ مسند الامام احمد ۳۹۴/۵، ۳۹۶، ۴۰۲. وسنن الدارمی ۳۰۲/۲. والمستدرک ۵۱۰/۱. ۵۱۱، ۴۵۷/۲، وأمالی الشجری ۲۳۴/۱. والمصنف لابن أبی شیبة ۱۹۷/۱۰. ۲۶۳/۱. وتاریخ بغداد ۳۸۱/۱۲، وکشف الخفا ۱۶۴/۲، والحاف السادة المتقین ۵۷/۵، ۵۵۹/۷. وعمل الیوم واللیلة لابن السنی ۳۵۶.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۰/۳. ومجمع الزوائد ۲۸۵/۱۰، وکنز العمال ۶۱۴۲. والجامع الکبیر ۴۶۷۹.

ثوری نے یہ حدیث اسی طرح منقطع روایت کی ہے جبکہ جریر نے اعمش سے متصلاً روایت کی ہے اور یوں سند بیان کی ہے: عن اعمش عن طلحہ بن مصرف عن ہذیل عن حذیفہؓ۔

۹۳۲-عبداللہ بن محمد، عبدالرحمٰن بن محمد، ہناد، وکیع، سلام بن مسکین، ابن سیرین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ جب مدائن تشریف لائے تو ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے ان کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی جسے وہ گدھے پر بیٹھ کر کھا رہے تھے۔

۹۳۳-ہناد، وکیع، مالک بن مغول، طلحہ بن مصرف کے سلسلۂ سند سے بمثل مذکور بالا کے حدیث مروی ہے اور اس میں اضافہ ہے کہ انہوں نے ایک جانب ٹانگیں لٹکائی ہوئی تھیں۔

۹۳۴-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ابواسحٰق، عمارہ بن عبد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ نے فرمایا: تم لوگ مواضع فتن سے دور رہو۔لوگوں نے پوچھا: اے ابوعبداللہ! مواضع فتن کیا ہیں؟ فرمایا: امراء کے دروازے۔چنانچہ تم میں سے کوئی کسی امیر کے پاس جاتا ہے اور جھوٹ سے اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کہتا ہے جو درحقیقت اس میں موجود نہیں ہوتیں۔

۹۳۵-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ، جریر، اعمش، ابوظبیان (دوسری سند) محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبہ، اعمش، زید بن وہب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی حضرت حذیفہؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے لئے استغفار کیجئے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت نہ کرے۔میں کیسے اس برائیوں سے بھرپور شخص کیلئے استغفار کرسکتا ہوں۔[۱]

۹۳۶-محمد بن علی، عبداللہ بن محمد بغوی، علی بن جعد، شعبہ، عبدالملک بن میسرہ، زیاد، ربعی بن خراش کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رحلت کے وقت حضرت حذیفہؓ کہنے لگے: بسا اوقات میرے پاس موت آتی ہے اور مجھے کچھ شک اور تردد نہیں ہوتا۔لیکن آج موت آئی ہے تو مختلف اشیاء دل میں گڑبڑا رہی ہیں۔

۹۳۷-**موت سے ملاقات کی خواہش**.....عبداللہ بن محمد، ابن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن عبید، اعمش، موسیٰ بن عبداللہ بن یزید، ام سلمہ (ابوبکر کی والدہ) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ میرے پاس ایک آدمی ہو جو میرا دروازہ بند کردے اور میرے پاس کسی کو نہ آنے دے حتیٰ کہ میرے رب عزوجل سے میری ملاقات ہو جائے۔

۹۳۸-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن محمد بن ایوب، ابوبکر بن عیاش، عاصم، ابووائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: سب سے زیادہ محبوب حالت جس پر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو پاتا ہے (وہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے چہرے پر مٹی ملتے ہوئے پائے (یعنی بندہ اپنی مغفرت کے لئے اپنے چہرے پر مٹی ملے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ندامت اور عاجزی کا اظہار کرے یہ حالت اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہے)۔

۹۳۹-ابومحمد بن حیان، ابویحییٰ رازی، ہناد، عبدہ بن سلیمان، جویبر، ضحاک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: مجھے اس امت پر سب سے زیادہ خوف اس کا ہے کہ امت مظاہر (مادیت اور دنیا کی ظاہری زیب وزینت وغیرہ) کو اپنے علم پر ترجیح دینے لگ جائے اور مجھے زیادہ خوف ہے کہ یہ امت گمراہ ہو جائے اور اسے شعور تک نہ ہو۔

۹۴۰- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، جریر، اعمش کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ فرمایا کرتے تھے کہ تم

---

[۱] حدیث کے مکمل الفاظ یہ ہیں: جاء رجل الی حذیفة فقال استغفر لی فقال لاغفر الله لک انی لو استغفرت لهذا الآتی سبحانه فقال استغفر لی حذیفة المحب ان یجعلک الله مع حذیفة؟ اللهم اجعله مع حذیفة. خط کشیدہ الفاظ کے معنی بندہ پر واضح نہیں ہو سکے۔

میں سے بہترین لوگ وہ نہیں ہیں جو آخرت کے لئے دنیا کو ترک کر دیں اور نہ ہی وہ لوگ ہیں جو دنیا کی خاطر آخرت کو ترک کر دیں، لیکن بہترین لوگ وہ ہیں جو دونوں سے برابر سرابر حصہ لیں۔

۹۴۱-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، ابواسحٰق، صلہ بن زفر کے سلسلہ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: (قیامت کے دن) سارے لوگ ایک وسیع میدان میں جمع کئے جائیں گے وہاں کسی کو بھی بات کرنے کی جرات نہیں ہوگی۔ چنانچہ سب سے پہلے محمد ﷺ کو بلایا جائے گا پس آپ ﷺ فرمائیں گے: اے اللہ! میں تیرے حضور میں حاضر ہوں، تمام تر بھلائی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے اور برائی کا مرجع تو نہیں ہے۔ ہدایت جسکو تو نے دے دی (سو دے دی)۔ تیرا بندہ تیرے سامنے حاضر ہے۔ میرا تعلق اور واسطہ تجھی سے ہے اور میں نے تیری طرف لوٹنا ہے۔ تیرے سوا میرے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں۔ تو بہت برکت والا ہے اور تیرا مرتبہ بہت بلند ہے اور تو ہی بیت اللہ کا مالک ہے۔ پس یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **"عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا"** (اسراء،۷۹) عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود سے سرفراز کرے گا

اس حدیث کو ابواسحٰق سے ایک بڑی جماعت نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۹۴۲- ابومحمد بن حیان، محمد بن عباس، ابوکریب، محمد بن حازم، اعمش، سلیمان بن مسہر، طارق بن شہاب کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا: کیا ایک ہی دن میں بنی اسرائیل نے اپنے دین پر چلنا چھوڑ دیا تھا؟ فرمایا: نہیں لیکن جب انہیں کسی چیز کے کرنے کا حکم دیا جاتا وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب انہیں کسی چیز سے باز رہنے کی تاکید کی جاتی وہ اس کو کر گزرتے تھے حتیٰ کہ (آہستہ آہستہ) وہ اپنے دین سے اس طرح نکل گئے جس طرح کوئی آدمی اپنی قمیص سے نکل جاتا ہے۔

یہ حدیث جریر نے اعمش، عمرو بن مرہ، ابوالبختری، حذیفہؓ کی سند سے اسی طرح روایت کی ہے اور یعلیٰ بن عبید نے اعمش، عبداللہ بن عبداللہ، ابن ابی لیلیٰ، حذیفہؓ کی سند سے روایت کی ہے۔

۹۴۳-**امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید**..... محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحییٰ حلوانی، احمد بن یونس، زہیر، اعمش، میمون بن مہران، عبداللہ بن سیدان کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: جو ہم میں سے نہ ہو اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے۔ بخدا! تم ضرور بالضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ تم ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ جاؤ گے اور بالآخر تمہارے برے لوگ تمہارے اچھوں پر غالب آجائیں گے۔ وہ برے اچھوں کا اس قدر قتل عام کریں گے کہ ان میں کوئی بھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والا باقی نہیں رہے گا۔ پھر تم اللہ تعالیٰ کو پکاروں گے وہ تمہاری پکار کا جواب نہیں دے گا۔

۹۴۴-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبداللہ بن نمیر، رزین جہنی:

ابورقاد کہتے ہیں میں ایک مرتبہ اپنے آقا کے ساتھ حضرت حذیفہؓ کے پاس چلا گیا میں اس وقت غلام تھا۔ حذیفہؓ فرما رہے تھے: بے شک رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کوئی ایسی بات کر دیتا تھا جس سے وہ منافق ہو جاتا تھا اور اب میں مجلس میں تم سے چار چار مرتبہ وہ بات سن لیتا ہوں۔ تم ضرور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے رہو اور دوسروں کو خیر کے کاموں پر ابھارتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب میں گرفتار کرے گا اور پھر تمہارے اوپر ضرور برے لوگ حکمرانی کرنے لگ جائیں گے پھر تم اپنے اچھوں کو پکارو گے لیکن تمہاری پکار کا مطلق جواب نہیں دیا جائے گا۔

۹۴۵-احمد بن اسحٰق، ابویحییٰ رازی، ابویزید خزاز، عبیدہ، اعمش، ابوظبیان کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: جو قوم بھی آپس میں لعن طعن کرتی ہے اس پر بات ثابت و پختہ ہو جاتی ہے (یعنی وہ قوم دوزخ کی مستحق ہو جاتی ہے)۔

۹۴۶- احمد بن اسحٰق، ابراہیم بن متویہ، عبید بن اسباط، اسباط، اعمش، عبدالملک بن میسرہ، نزال بن سبرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

نزال بن سبرہ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم حذیفہؓ کے ساتھ گھر میں تھے۔ حضرت عثمانؓ ان سے کہنے لگے: مجھے آپ کے بارے میں یہ کیا بات پہنچ رہی ہے؟ حذیفہؓ نے کہا: میں نے تو یہ بات نہیں کہی۔ عثمانؓ نے فرمایا: تم سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ نیک ہو۔ جب باہر نکلنے لگے: تو میں نے عرض کیا: اے ابوعبداللہ! جو بات آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہے کیا وہ آپ نے نہیں کہی؟ حذیفہؓ نے فرمایا: کیوں نہیں کہی، لیکن میں دین کے بعض کو بعض کے بدلے میں خریدتا ہوں اس خوف سے کہ کہیں سارے کا سارے دین نکل جائے۔

۹۴۷- حسین بن حمویہ خشعمی، محمد بن عبداللہ حضرمی، عمر بن ابی الرطیل، حبیب بن خالد، اعمش، عمرو بن مرہ، ابوالبختری، ابوعمرو (زاذان) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: ضرور تمہارے اوپر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں تم میں سے بہترین آدمی وہ ہوگا جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرتا ہو۔

۹۴۸- احمد بن محمد بن علی حارث مرھبی کندی، حسن بن علی بن جعفر وشاء، ابونعیم، قطر بن خلیفہ، حبیب، ابن ابی ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: مومن کافر سے ساتھ اختلاط رکھ لیکن اپنے دین کو داغدار مت بنا۔

۹۴۹- محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن ،ار، شعبہ، حبیب بن ابی ثابت، ابوشعثاء محاربی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: نفاق کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اب یمان کے بعد کفر ہی کفر ہے۔ (یعنی اب یا تو ایمان کا درجہ ہے یا کفر کا، درمیان میں نفاق کا درجہ نہیں رہا)۔

۹۵۰- کل اور آج کے منافق کا امتیاز..... ۔ اللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، اعمش، ابووائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: آج کل کے مز تین رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے منافقین سے بدر جہا برے ہیں۔ چونکہ اس وقت کے منافقین اپنے نفاق کو چھپا کر رکھتے تھے اور آج کل کے منافقین اپنے نفاق کو ظاہر لیے پھرتے ہیں۔

۹۵۱- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، جریر، اعمش، شمر بن عطیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ نے ایک آدمی سے کہا: کیا تمہیں یہ بات خوش کرے گی کہ تم نے لوگوں میں سے بدترین فاجر آدمی کو قتل کیا ہو؟ اس آدمی نے اثبات میں جواب دیا حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: تب تو تم اس سے بھی زیادہ فاجر ہو گے۔

۹۵۲- علی بن ہارون، قاضی یوسف، عمرو بن مرزوق، زہیر، ابواسحٰق، سعد بن حذیفہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

سعد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب حضرت حذیفہؓ کو فرماتے سنا: بخدا! جس آدمی نے ایک بالشت کے برابر بھی جماعت (مسلمین) کو چھوڑا لامحالہ اس نے اسلام کو چھوڑ دیا۔

۹۵۳- ابواسحٰق بن ضمرہ، عبید بن غنام، ابن نمیر، وکیع، اعمش، ابراہیم بن ہمام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: اے جماعت قراء! سیدھے راستے پر چلتے رہو چونکہ اگر تم سیدھے راستے پر چلو گے تو سیدھے آگے بڑھتے جاؤ گے اور اگر تم بچل کر دائیں بائیں ہو گئے تو دور کی ضلالت و گمراہی میں جا پڑو گے۔

۹۵۴- محمد بن علی، عبداللہ بن محمد، عبداللہ بن جعد، شریک، سماک، ابی سلامہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: ضرور بالضرور تمہارے اوپر کچھ ایسے امراء حکمرانی کریں گے کہ ان میں سے کسی ایک کا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کے چھلکے کے برابر بھی درجہ (مرتبہ و مقام) نہیں ہوگا۔

۹۵۵-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہدبہ بن خالد، ہمام، عطاء بن سائب،......ابوعبدالرحمٰن سلمی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مدائن میں اپنے والد کے ساتھ نماز جمعہ کے لئے گیا۔ ہمارے اور جامع مسجد کے درمیان تقریباً ایک فرسخ کا فاصلہ ہوگا۔ اس وقت حذیفہؓ بن یمان مدائن کے گورنر تھے۔ چنانچہ آپؓ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور حمد وثناء کے بعد فرمایا: قیامت قریب ہوگئی اور چاند دوٹکڑے ہوگیا۔ چاند کے دولخت ہونے کا واقعہ پیش آچکا ہے اور دنیا جدائی کے قریب تر ہوچکی ہے۔ خبردار! آج میدان گھڑ دوڑ میں جانا ہے اور کل مقابلہ دوڑ ہوگا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا دوڑ کے مقابلے کا کیا مطلب؟ انہوں نے جواب دیا جنت کی طرف سبقت۔

عطاء سے ایک بڑی جماعت نے یہ حدیث روایت کی ہے۔

۹۵۶-ابوعمر بن حمدان، حسن بن سفیان، اسحٰق بن ابراہیم بن قدامہ، نضر بن شمویل، محمد بن ثور کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ نے مدائن میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اے لوگو! اپنے غلاموں کی آمدنی میں اچھی طرح سے غور وفکر کرلیا کرو۔ اگر وہ آمدنی حلال کی ہے تو اسے استعمال میں لے آؤ اور اگر حرام کی ہے تو اسے پھینک دو۔ چونکہ میں نے رسول کریم ﷺ کو سنا ہے ارشاد فرمایا: بلاشبہ کوئی گوشت ایسا نہیں جو حرام سے پروان چڑھا ہو اور پھر وہ جنت میں داخل ہوا ہو۔ (یعنی جس جسم کی پرورش حرام سے ہوئی ہو وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا اس معنیٰ میں ایک دوسری حدیث بھی مروی ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: **لایدخل الجنة جسدٌ غذی بالحرام**)۱

۹۵۷-عبداللہ بن محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن فضیل، اعمش، سلیم عامری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: آدمی کو علم کی اتنی بات ہی کافی ہے کہ وہ دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت ڈر رکھتا ہو اور آدمی کو جھوٹ کی اتنی بات کافی ہے کہ وہ ''استغفر اللہ'' کہہ کر پھر لوٹ آئے (یعنی جس گناہ سے اللہ کی مغفرت طلب کی اسے دوبارہ کرنا شروع کردے)۔

۹۵۸-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، فضیل بن غزوان، ابوفرات، مالک احمری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:

شراب کا بیچنے والا پینے والے کی طرح ہے اور خنزیروں کی رکھوالی کرنا ان کے کھانے کی طرح ہے۔ (لہذا) تم لوگ اپنے غلاموں کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کرلیا کرو اور دیکھا کرو کہ وہ اپنی آمدنی کہاں سے لاتے ہیں؟ اس لئے کہ کوئی ایسا گوشت (جسم) جنت میں داخل نہیں ہوتا جسکی پرورش حرام سے کی گئی ہو۔

۹۵۹-عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل عبداللہ بن محمد عبسی، وکیع، عکرمہ بن عمار، ابوعبداللہ فلسطینی، عبدالعزیز (یا عبداللہ) حذیفہؓ کے بھتیجے کے سلسلۂ سند سے مروی ہے: عبدالعزیز کہتے ہیں:

میں پینتالیس سال سے حضرت حذیفہؓ کو فرماتے سن رہا ہوں کہ پہلی چیز جسکو تم لوگ اپنے دین میں گم پاؤ گے وہ خشوع ہے اور آخری چیز جسکو تم اپنے دین میں گم پاؤ گے وہ نماز ہے۔ (یعنی سب سے پہلے خشوع وخضوع اور آخر میں نماز اٹھالی جائے گی)۔

۹۶۰- ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، وکیع، اعمش وسفیان، ثابت بن ہرمز ابومقدام، ابویحیٰ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ سے پوچھا گیا کہ منافق کون ہے؟ جواب دیا: جو زبان سے اسلام اسلام کہتا ہو (یعنی زبانی کلامی اسلام کے محاسن واحکام بیان کرتا ہو) لیکن اس پر عمل نہ کرتا ہو۔

۹۶۱-حضرت حذیفہؓ کا آخری وقت......عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، محمد یزیدادمی، یحیٰ بن سلیم بن اسماعیل بن کثیر،

۱۔(کنز العمال ۹۲۶۳)

زیاد مولیٰ ابن عباس کہتے ہیں مجھے ایک آدمی جو حضرت حذیفہؓ کے پاس ان کے مرض وفات میں آتا جاتا رہتا تھا نے بتایا کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: اگر میرا یہ دن دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن نہ ہوتا تو میں کوئی بات نہ کرتا۔ پھر دعائیہ انداز میں فرمایا: یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے فقر و فاقہ کو مالداری پر ترجیح دی ہے اور موت کو حیات پر ترجیح دی ہے۔ ایک دوست (موت کا فرشتہ) فاقہ کے عالم میں میرے پاس قدم رنجہ ہوا ہے۔ یا اللہ! وہ اپنے کام میں کامیاب رہے اسے کسی قسم کی ندامت نہ اٹھانی پڑی۔ پھر حضرت حذیفہؓ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

۹۶۲- عبدالرحمن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، سلیمان بن حرب، سری بن یحییٰ، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب حضرت حذیفہؓ کا وقت وفات قریب ہوا کہنے لگے: ایک دوست فاقہ کے عالم میں تشریف لایا ہے وہ اپنے کام میں کامیاب رہے اسے کسی قسم کی ندامت کا سامنا نہ ہو۔ میں اللہ عزوجل کی تعریف کرتا ہوں جس نے مجھے فتنے اور اس کے قائدین سے پہلے ہی اپنے پاس بلالیا۔

۹۶۳- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق سراج، یعقوب بن ابراہیم، ہشیم، حصین، ابووائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ابووائل کہتے ہیں: جب حضرت حذیفہؓ کے مرض الموت نے زیادہ شدت اختیار کر لی تو قبیلہ بنو عبس کے لوگ ان کے پاس آنے لگے۔ مجھے خالد بن ربیع عبسی نے بتایا کہ ہم حضرت حذیفہؓ کے پاس آئے اور وہ اس وقت مدائن میں تھے۔ ہم تقریباً آدھی رات کے وقت ان کے پاس آئے حضرت حذیفہؓ نے ہم سے پوچھا: اب کیا وقت ہوا ہے؟ ہم نے جواب دیا: آدھی رات گزر چکی ہے، فرمایا: میں ایسی صبح سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو دوزخ کی طرف لے جانے والی ہو۔ پھر فرمایا: تم لوگ آئے ہو کیا اپنے ساتھ کفن لائے ہو؟ ہم نے اثبات میں جواب دیا۔ فرمایا: میرے کفن میں زیادہ غلو نہیں کرنا چونکہ اگر تمہارے ساتھی کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں خیر و بھلائی ہے تو یقیناً اسکا کفن اس سے بہتر کپڑوں میں تبدیل کر دیا جائے گا ورنہ تو یہ کفن بھی چھین لیا جائے گا۔

۹۶۴- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، محمد بن صباح، جریر، اسماعیل، قیس، ابومسعود کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب حضرت حذیفہؓ کا کفن لایا گیا تو انکا کفن نئے کپڑوں میں تھا حضرت حذیفہؓ نے اس وقت ابومسعود کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ حذیفہؓ نے فرمایا: تم لوگ اس کفن کو کیا کرو گے اگر تمہارا ساتھی (یعنی خود حذیفہؓ) نیک صالح آدمی ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کفن کو بہتر کپڑوں میں بدل دیں گے ورنہ یہ کپڑے (کفن) بھی قیامت کے دن تک قبر کے ایک کونے میں پھینک دیے جائیں گے۔

۹۶۵- سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، ابوکریب، یحییٰ بن ذکریا بن ابی زائدہ، زکریا بن ابی زائدہ، اسحٰق، صلہ بن زفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

صلہ کہتے ہیں: حضرت حذیفہؓ نے مجھے اور ابومسعود رحمہ اللہ کو کفن خریدنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ ہم ان کے لئے عمدہ چادروں پر مشتمل تین سو درہموں کا کفن خرید لائے۔ (جب ہم کفن ان کے پاس لے کر حاضر ہوئے) فرمانے لگے: مجھے دکھاؤ تم نے میرے لئے کیسا کفن خریدا ہے! چنانچہ ہم نے انہیں کفن دکھایا۔ کہنے لگے: یہ کفن میرے لیے تو نہیں ہے مجھے تو ایک پاٹ کی دو سفید (عام قسم کی) چادریں کافی ہیں، جن کے ساتھ قمیص بھی نہ ہو۔ میں یقیناً قلیل شی چھوڑنا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے ان دو چادروں کے بدلہ میں ان سے بہتر یا بدتر کپڑوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ہم ان کے لئے ایک پاٹ کی دو سفید چادریں خرید لائے۔

۹۶۶- حبیب بن حسن، قاضی یوسف، ابوربیع، ہشیم، مجالد، شعبی، صلہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: تم لوگ صبر کو اپنی گھٹی میں باندھ لو۔ عنقریب ہی تمہارے اوپر ایک بلاء (آزمائش و مصیبت) نازل ہونے والی ہے اور سنو! تمہیں اُس آزمائش سے زیادہ سخت آزمائش نہیں پیش آئے گی جو کہ ہمیں اس وقت پیش آئی جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔

۹۶۷- محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبدالرحیم بن سلیمان، مجالد، محمد بن منتشر، ابن خراش کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: قبر میں بھی حساب ہوگا اور قیامت کے دن بھی۔ سو جس کا محاسبہ کرلیا گیا وہ عذاب میں پڑ گیا۔

(۴۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص[1]

حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک قوی، صاحب خشوع، متواضع قاری، روزے دار اور قائم اللیل حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ حق کی باتوں کے قائل اور باطل سے سراسر غافل، عمل کے دیوانے اور نزاع وخصومت سے کوسوں دور رہنے والے تھے۔ لوگوں کو کھانا کھلاتے سلام میں پہل کرتے عمدہ اور پاکیزہ کلام کرتے تھے۔

اسی لئے کہا گیا ہے کہ عمدہ اخلاق کو اپنانے اور نازل شدہ احکام کے آگے سرخم کرنے کا نام تصوف ہے۔

۹۶۸- **نفلی عبادت میں طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھانا ممنوع ہے**...... اپنے اوپر سلیمان بن احمد، ابوزرعہ دمشقی، ابویمان، شعیب بن ابی حمزہ، زہری، سعید بن مسیب وابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع کی گئی کہ میں (عبداللہ بن عمرو بن العاص) نے کہا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں ضرور بضرور دن کو روزہ رکھوں گا اور رات کو قیام کروں گا۔ رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: تم ہی ہو جو کہتے ہو کہ جب تک میں زندہ ہوں ضرور بضرور دن کو روزہ رکھوں گا اور رات کو قیام کروں گا؟ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں میں یہ بات کہہ چکا ہوں۔ ارشاد فرمایا یقیناً تم اسکی طاقت نہیں رکھ سکو گے۔[2]

یہ حدیث معمر وابن مسافر وعیسیٰ بن مطیب وبکر بن وائل نے زہری کے عام تلامذہ میں مقرونا روایت کی ہے۔

۹۶۹- سلیمان بن احمد، ادریس بن جعفر عطار، یزید بن ہارون، محمد بن عمرو بن علقمہ، ابوسلمہ بن عبدالرحمن، عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو بن عاص! کیا مجھے اطلاع نہیں دی گئی کہ تم دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرنے میں تکلف کررہے ہو؟ میں نے عرض کیا: یقیناً میں ایسا کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک تمہیں یہ کافی ہے کہ تم ہر جمعہ (ہفتہ میں) تین دن کے روزے رکھ لو۔ عبداللہ کہتے ہیں: پس میں نے سختی کی میرے اوپر بھی سختی کی گئی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں (لہذا مجھے زیادہ روزے رکھنے کی اجازت مرحمت فرما دیجئے)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ تیرے اوپر تیری آنکھوں کا بھی حق ہے یعنی نیند کا اور یقیناً تیرے اوپر تیرے مہمان کا بھی حق ہے اور بے شک تیرے اوپر تیرے گھر والوں کا بھی حق ہے۔[3]

۹۷۰- ابراہیم بن عبداللہ، ابن اسحق، قتیبہ بن سعید، عبدالعزیز بن محمد دراوردی، محمد بن طحلاء،...... ابوسلمہ رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے اور آپ کو حکم دینے کے بارے میں حدیث سنائیے۔ عبداللہؓ کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو! کیا مجھے خبر نہیں دی گئی کہ تم رات کو

۱۔ طبقات ابن سعد ۲/۳۷۳، ۴/۲۶۱، والتاریخ الکبیر ۵/ت ۲. والجرح ۵/ت ۵۲۹، والاستیعاب ۳/۹۵۶ والجمع ۱/۲۳۹، وأسد الغابة ۳/۲۳۳. وتذکرة الحفاظ ۱/۴۱. والعبر ۱/۷۲. ۷۹، ۳۷۹، ۳۸۰، وسیر النبلاء ۳/۷۹. والاصابة ۲/۳۸۴۷. وتهذیب الکمال ۱۵/۳۵۷.

۲۔ المسند الامام أحمد ۲/۱۸۸. وطبقات ابن سعد ۴/۲/۱۰. وصحیح البخاری ۴/۱۹۵.

۳۔ صحیح البخاری ۳/۵۲. وصحیح مسلم، کتاب الصیام، ۱۸۲، وسنن النسائی ۴/۲۱۵. والسنن الکبری للبیهقی ۴/۲۹۹. والمسند الامام أحمد ۲/۱۹۹. وفتح الباری ۴/۲۱۸، ۹/۹۹، ۱۰/۵۳۱.ط

قیام اور دن کو روزہ رکھنے میں تکلف کر رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: یارسول اللہ! بلاشبہ میں ایسا تو کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تمہیں یہ کافی ہے کہ تم ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھ لو پس جب تم ایسا کر لو گے گویا تم نے پورے زمانے کے روزے رکھ لئے۔ پس میں نے اپنے اوپر سختی کی تو مجھ پر بھی سختی کی گئی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس سے (کہیں) زیادہ کی قوت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک سب سے افضل اور انصاف پسند طریقہ صیام وہ ہے جو داؤد علیہ السلام نے روزے رکھنے میں اپنایا تھا (یعنی ایک دن روزہ دوسرے دن افطار)۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہنے لگے: اب مجھے بڑھاپے اور کمزوری نے دبوچ لیا ہے میں چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے مال اور اہل کو تاوان میں دے دیا ہوتا اور رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی رخصت یعنی ہر مہینے میں تین روزے کی قبول کی ہوتی۔[۱]

۹۷۱- علی بن ہارون، جعفر فریابی، ابومصعب زہری، عبدالعزیز بن ابی حازم، یزید بن ھاد، محمد بن ابراہیم، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی سند سے حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے (مجھے) فرمایا کیا مجھے خبر نہیں دی گئی کہ تم (ہمیشہ) دن کو روزہ رکھتے ہو اور افطار کرتے ہی نہیں ہو (یعنی ہر روز روزہ رکھتے ہو کسی دن بھی چھوڑتے نہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ شام کو افطار ہی نہیں کرتے۔) اور رات کو نماز پڑھتے رہتے ہو سوتے نہیں؟ فرمایا: تم ہر جمعہ میں (یعنی ہر ہفتہ میں) دو دن کے روزے رکھ لو تمہیں کافی ہیں۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! میں اپنے آپ کو اس سے زیادہ (روزے رکھنے کے لئے) قوی پاتا ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے لئے داؤد علیہ السلام کے طریقہ روزہ داری میں گنجائش ہے کہ تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اپنے اندر اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: شاید تم اس طریقہ پر بڑھاپے کو پہنچ جاؤ اور کمزور ہو جاؤ (یعنی جب تم بڑھاپے اور کمزوری کو پہنچ جاؤ گے اس وقت اس طرح روزے نہیں رکھ سکو گے چونکہ بہترین عمل وہ ہے جو دائمی ہو (اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو)۔[۲]

یہ حدیث محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان و یحییٰ بن کثیر نے بھی ابوسلمہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ جبکہ ابوسلمہ کے علاوہ دیگر راویوں نے اور ایک بڑی جماعت نے عبداللہؓ سے روایت کی ہے (یعنی حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی یہ حدیث ابوسلمہ کے علاوہ ایک بڑی جماعت نے روایت کی ہے)۔

۹۷۲- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ابن جریج، ابن ابی ملیکہ، یحییٰ بن حکیم (ایک نسخہ میں عثمان بن حکیم ہے) بن صفوان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: میں نے قرآن مجید جمع کر لیا (یعنی جتنا قرآن مجید نازل ہو چکا تھا وہ میں نے اپنے پاس جمع کر کے یاد کر لیا) اور میں ہر رات میں اس کو پورا پڑھ لیتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ (کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی تو انہوں) نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ تمہارے اوپر زیادہ زمانہ گزرے گا اور تم قرآن مجید کے پڑھنے سے اکتا جاؤ گے (یعنی اس طرح زیادہ زیادہ پڑھنے سے کچھ عرصے کے بعد تمہاری طبیعت قرأت قرآن سے اکتا جائے گی)۔ پھر فرمایا: مہینے بھر میں قرآن مجید پڑھ لیا کرو حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے (اپنی حالت پر) چھوڑ دیجئے تاکہ میں اپنی قوت (خداداد) اور جوانی سے (پورا) فائدہ اٹھا سکوں۔ ارشاد ہوا: چلو بیس دن میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے چھوڑ دیجئے! کہ میں اپنی قوت اور جوانی سے نفع اٹھا سکوں۔ حکم ہوا: چلو سات دنوں میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں اپنی قوت اور جوانی سے نفع اٹھا سکوں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے رخصت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔[۳]

۱، ۲۔ صحیح البخاری ۵۲/۳. وصحیح مسلم، کتاب الصیام، ۱۸۶، وسنن النسائی ۲۱۵/۴. والسنن الکبری للبیهقی ۲۹۹/۴. والمسند الامام أحمد ۱۹۹/۲. وفتح الباری ۲۱۸/۴، ۹۹/۹، ۵۳۱/۱۰.ط

۳۔ سنن ابن ماجة ۱۳۴۶. ومسند الامام أحمد ۱۹۹/۲.

۹۷۳-ابوعمرو بن حمدان،عبداللہ بن شیرویہ،اسحٰق بن راہویہ،عیسیٰ بن یونس،عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی،عبدالرحمٰن بن رافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بوڑھے ہوگئے تو ان پر قرأت قرآن گراں ہونے لگی۔فرمایا: جب میں نے قرآن مجید جمع کرلیا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرے لئے قرآن مجید پڑھنے کی مقدار مقرر کردیجئے۔حکم ہوا کہ مہینہ بھر میں پڑھ لیا کرو۔میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں۔حکم ہوا: مہینے میں دو مرتبہ پڑھ لیا کرو۔میں نے پھر عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی قوت وطاقت رکھتا ہوں۔حکم ہوا: مہینے میں تین مرتبہ پڑھ لیا کرو۔میں نے پھر عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں: ارشاد فرمایا: پھر ہر تین دنوں میں پڑھ لیا کرو۔میں نے عرض کیا: میں اس سے بھی زیادہ کی قوت رکھتا ہوں: چنانچہ رسول کریم ﷺ غصہ ہوگئے اور فرمایا: کھڑے ہوجاؤ اور پڑھو۔

۹۷۴-عبداللہ بن عمرو کے عورت کے حقوق ادا نہ کرنے پر تنبیہ...... ابوبکر بن مالک،عبداللہ بن احمد بن حنبل،احمد بن حنبل، ہشیم،حصین بن عبدالرحمٰن ومغیرہ ضبی،مجاہد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: میرے والد عمروؓ نے قریش کی ایک (خوبصورت) عورت کے ساتھ میری شادی کرادی۔چنانچہ وہ عورت جب میرے پاس لائی گئی میں نے اس سے علیحدہ رہنا شروع کردیا۔چونکہ مجھ میں عبادت یعنی نماز روزے کی بے پناہ قوت موجود تھی۔(لہذا میں ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا اور اس عورت کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتا تھا) چنانچہ میرے والد حضرت عمروؓ بن عاصؓ اپنی بہو کے پاس تشریف لائے۔بہو سے پوچھا: تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ کہنے لگی: (میں نے اپنے شوہر کو) مردوں یا شوہروں میں سے بہترین پایا۔وہ ایسا شوہر ہے کہ اس نے پہلو تک کو نہیں ڈھونڈا یعنی صحبت کے لئے میرے قریب نہیں آیا)۔میرے چہرے پر سے چادر کے پلو کو ہٹایا تک نہیں اور نہ ہی بستر پر ہمارے قریب ہوا ہے۔

میرے والد حضرت عمروؓ بن عاص مجھے سرزنش کی اور کہنے لگے: میں نے قریش کی اونچے حسب ونسب والی عورت سے تمہارا نکاح کرایا اور پھر عورتوں نے اسے تجھ تک پہنچادیا اور پھر تم نے اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا! پھر حضرت عمرو بن عاصؓ نبی ﷺ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے میری شکایت کی۔چنانچہ نبی ﷺ نے مجھے پیغام بھیج کر بلایا۔تاہم میں نبی ﷺ کے پاس آگیا۔آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم دن کو روزہ رکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ارشاد ہوا: کیا تم رات کو عبادت کے لئے کھڑے رہتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لیکن میں تو روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔نماز بھی پڑھتا ہوں اور نیند بھی کرتا ہوں اور عورتوں کے پاس بھی (صحبت کے لئے) جاتا ہوں۔پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔پھر ارشاد فرمایا: ہر مہینے میں صرف ایک مرتبہ قرآن پڑھا کرو!۔میں نے عرض کیا: میں اپنے اندر اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں۔ارشاد فرمایا: پھر ہر دس دنوں میں پڑھ لیا کرو۔میں نے عرض کیا: میں اپنے آپ کو اس سے زیادہ قوی پاتا ہوں۔ارشاد فرمایا: پھر ہر تین دنوں میں ایک مرتبہ قرآن مجید پڑھ لیا کرو۔آپ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا: ہر مہینے میں صرف تین دن کے روزے رکھا کرو۔میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں،ارشاد فرمایا: پھر ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو چونکہ روزہ داری کا یہ افضل ترین طریقہ ہے اور یہی طریقہ صیام میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام کا بھی ہے۔

حصین نے اپنی روایت میں کہا ہے کہ: پھر نبی ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ ہر عبادت گزار کے لئے ایک تیزی ہوتی ہے اور ہر تیزی کے لئے ایک ناغہ (فترت سستی وکمزوری) ہوتا ہے جو یا تو سنت کی طرف لے جاتا ہے یا بدعت کی طرف۔سو جسکا ناغہ (فترت) سنت کی

۱۔ مسند الامام احمد ۲/۱۶۳، ۱۶۵، ۱۸۵، ۱۸۸، ۲۱۵، وطبقات ابن سعد ۴/۲/۱۰.

طرف لے جائے اس نے ہدایت پالی اور جسکی فترت وناغہ سنت کے علاوہ کسی اور چیز (بدعت وغیرہ) کی طرف لے جائے وہ ہلاک ہوگیا۔[1]

امام مجاہد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ جب بوڑھے ہوگئے اور جسم ناتواں ہوگیا تو کئی کئی دنوں تک لگاتار روزے رکھتے (یعنی درمیان میں کوئی روزہ نہ چھوڑتے) پھران دنوں کے بعد افطار کرتے۔اس سے اپنے اندر قوت جمع کرتے اور اسی طرح اپنے وظائف کو بھی کبھی کبھی اضافہ کے ساتھ پڑھتے اور کبھی کبھی ان میں کمی کردیتے۔صرف اتنی بات تھی کہ وہ اپنے وعدے پر پورے اترتے تھے یا تو سات دنوں میں پڑھ لیتے یا پھر تین دنوں میں، پھراس کے بعد فرمایا کرتے: کاش میں رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی رخصت قبول کرلیتا۔یہ رخصت مجھے ہر چیز سے زیادہ پسند ہے، افسوس میں نبی ﷺ سے اس حال میں جدا ہوا کہ میں نے اپنے اوپر بہت زیادہ بوجھ لادلیا تھا اب میں اس کی مخالفت بھی نہیں کرسکتا۔

یہ حدیث ابوعوانہ نے مغیرہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۹۷۵-**عبداللہ بن عمرو کے فضائل اور اقوال**......ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، قتیبہ، ابولہیعہ، واھب بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں نے خواب دیکھا: گویا کہ میری ایک انگلی میں مکھن ہے اور دوسری میں شہد اور میں ان دونوں انگلیوں کو چاٹ رہا ہوں۔جب صبح ہوئی تو میں نے خواب رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دو کتابیں تورات اور فرقانِ حمید پڑھو گے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ دونوں کتابیں پڑھتے تھے۔[2]

۹۷۶-محمد بن احمد بن حسن وسلیمان بن احمد، بشر بن موسیٰ، مقری ابوعبدالرحمن، حیوۃ، شرحبیل بن شریک، ابوعبدالرحمٰن حبلی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ ایک مرتبہ فرمارہے تھے کہ میں آجکل کوئی بھلائی کا عمل کروں مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہونا اس جیسا دوگنا عمل کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔چونکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور ہمیں آخرت غمگین کیے رکھتی تھی اور دنیا کا ہمیں کچھ غم نہیں ہوتا تھا جبکہ آج ہمیں دنیا نے اپنی طرف مائل کرلیا ہے۔

۹۷۷-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، یونس بن محمد مودب، لیث بن سعد، یزید بن ابی حبیب، ابوالخیر کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کونسا اسلام (کا حکم) سب سے زیادہ بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا: کہ تم (دوسروں کو) کھانا کھلاؤ اور اس آدمی کو بھی سلام کرو جسے تم پہچانتے ہو اور اسے بھی سلام کرو جسے تم پہچانتے نہیں ہو۔(یعنی ہر آدمی کو سلام کرو خواہ وہ تمہارا کوئی معروف آدمی ہو یا غیر معروف)۔[3]

(حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ دین اسلام کے ہر حکم سے کھانا کھلانا اور دوسروں کو سلام کرنا افضل ہے۔ورنہ جہاد فی سبیل اللہ، نماز اور روزہ وغیرہ کہاں جائیں گے۔بلکہ رسول اللہ ﷺ نے سائل کے احوال کا باخوبی مشاہدہ کرکے یہ جواب دیا ہے کہ اس آدمی میں نماز، روزہ اور جہاد وغیرہ کے احکام علی وجہ الاتم پائے جاتے ہیں ہاں ان دو چیزوں میں اس سے بسا اوقات کوتاہی ہوجاتی ہے اس لئے اس آدمی کو ترغیبا حکم دیا کہ یہ احکام افضل ہیں۔)

۱۔ مسند الامام أحمد ۱۵۸/۲، ۱۸۸، ۳۰۹/۵، وصحیح ابن حبان (موارد) مجمع الزوائد ۲۹۵/۲، والزھد لابن المبارک ۳۸۹، وکنز العمال ۴۳۴۳۹. ۴۳۴۵۷، ومسند الشھاب للقضاعی ۱۰۲۶، ۱۰۲۷.

۲۔ مسند الامام أحمد ۲۲۲/۲، ومجمع الزوائد ۱۸۴/۷، وفتح الباری ۳۳۶/۱۲.

۳۔ صحیح البخاری ۱۰/۱، ۱۴، ۶۵/۸، وصحیح مسلم، ۶۵، وسنن ابی داؤد ۵۱۹۴، وسنن النسائی، کتاب الایمان باب ۱۶، وسنن ابن ماجۃ ۳۲۵۳. وفتح الباری ۵۵/۱، ۲۱/۱۱. وشرح السنۃ ۲۶۰/۱۲، ومشکاۃ المصابیح ۴۶۲۹.

۹۷۸- ابونعیم اصفہانی، ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، جریر، عطاء بن سائب کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رب رحمٰن کی عبادت کرو، سلام پھیلاؤ (یعنی ایک دوسرے کو زیادہ سے زیادہ سلام کرو) اور (دوسروں کو) کھانا کھلاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔[1]

یہ حدیث ابوعوانہ، عبدالوارث اور خالد واسطی نے عطاء سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۹۷۹- ابوعمر بن حمدان، عبداللہ بن محمد، اسحٰق بن ابراہیم، جریر، لیث، ابوسلیم، عمرو بن شعیب، شعیب کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (یادگار) مجلس اختیار کی میں نے اس سے پہلے ایسی مجلس اختیار کی اور نہ اس کے بعد۔ چنانچہ اس مجلس کے بارے میں مجھے اپنے آپ پر رشک آنے لگا۔

۹۸۰- ابوعمرو بن حمدان، ابن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، عیسیٰ بن یونس، مثنیٰ بن صباح، عمرو بن شعیب، شعیب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن عاص کے ساتھ بیت اللہ کی طرف جا رہا تھا جب ہم کعبہ کی پچھلی طرف سے ہو کر آئے تو میں نے کہا: کیا آپ پناہ نہیں مانگتے؟ فرمایا: میں دوزخ کی آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر آگے چل پڑے حتیٰ کہ جب استلام حجر کیا تو رکن اور باب کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اپنا سینہ اور چہرہ رکھ لیا اور دونوں ہاتھ باندھ لئے۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

۹۸۱- محمد بن حسن، بشر بن عمرو بن خالد، حسین بن شفی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن عاص کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک سامنے سے ایک بچھڑا آتا ہوا دکھائی دیا۔ عبداللہؓ بن عمروؓ فرمانے لگے: اس پر جو آدمی سوار ہو کر آیا ہے میں اسے پہچانتا ہوں۔ جب سوار آ کر بیٹھ گیا تو حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: ہمیں تین بھلائیوں اور تین برائیوں کے بارے میں خبر دو۔ وہ صاحب بولے: جی ہاں! تین بھلائیاں یہ ہیں، سچی زبان، تقویٰ والا صاف ستھرا دل اور نیک بیوی اور تین برائیاں یہ ہیں، جھوٹی زبان، فسق و فجور والا دل اور بری بیوی۔ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ کہنے لگے: یہی چیزیں میں تم سے بیان کر چکا ہوں۔

۹۸۲- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد و ابن لہیعہ، عیاش بن عیاش، ابوعبدالرحمٰن حبلی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ نے فرمایا: مجھے دس مالداروں میں سے دسواں ہونے سے زیادہ محبوب ہے کہ میں قیامت کے دن دس مسکینوں میں سے دسواں ہوں۔ چونکہ قیامت کے دن کثرت اموال والے قلت توشہ میں ہوں گے بجز اس آدمی کے جو اپنے دائیں بائیں خرچ کرتا ہو۔

حدیث کے الفاظ لیث کے روایت کردہ ہیں

۹۸۳- محمد بن معمر، موسیٰ بن ہارون، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد، عیاش بن عیاش، ابوعبدالرحمٰن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: جنت میں داخل ہونا ہر فاحش پر حرام ہے۔

۹۸۴- محمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، عبداللہ بن یزید مقری، ابولہیعہ، ابی قبیل، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلایا اللہ تعالیٰ اسے گھوڑے کے ایک چکر کے برابر جہنم سے دور کر دیں گے۔

۹۸۵- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، عبداللہ بن یزید مقری، سلیمان بن مغیرہ، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت

---

١ - سنن الترمذی ١٨٥/٥، وسنن الدارمی ١٠٩/٢، ومسند الامام أحمد ١٧٠/٢، ١٩٦، وصحيح ابن حبان ١٣٦٠، (موارد) والمصنف لابن أبی شيبة ٣٣٦/٨، وفتح الباری ١٩/١١. والترغيب والترهيب ٦٣/٢.

عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: دع مالست منه فی شیء یعنی اس چیز کو چھوڑ دو جسکا کوئی فائدہ نہ ہو۔ لایعنی (فضول) بات مت کہو اور اپنی زبان کو اس طرح محفوظ رکھو جس طرح تم سونے چاندی کو محفوظ رکھتے ہو۔

۹۸۶- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، مقری، ابن لہیعہ، ابن ہبیرۃ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والے ناموس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں تین آدمیوں سے بغض رکھتا ہے ایک آدمی وہ جو دو باہمی محبت کرنے والوں کے درمیان جدائی ڈالے۔ دوسرا وہ جو تعویذات لئے چلتا ہو (یعنی انہی کے در پے ہو یا ان کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہو) اور تیسرا وہ آدمی جو کسی بری الذمہ کی تلاش میں رہتا ہو تا کہ اس کے عیب کو بیان کر کے اسے شرمندہ کردے۔

۹۸۷- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، ابن لہیعہ، خالد بن یزید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے فرمایا: تورات میں لکھا ہے: "من تجر فجر" یعنی جس نے شراب کا کاروبار کیا اس نے فجور کیا۔ اور جس نے اپنے کسی ساتھی کے لئے برائی کا گڑھا کھودا وہ خود اس میں پڑ جاتا ہے۔

۹۸۸- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، ابن لہیعہ، ابی قبیل، حیوۃ بن شریح، شراحیل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے فرمایا: شیطان نیچے والی زمین میں جکڑا ہوا ہے۔ پس جب وہ حرکت کرتا ہے تو اس کی حرکت سے زمین پر واقع ہر شر دو یا اس سے زیادہ حصوں میں بٹ جاتا ہے۔

۹۸۹- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، عبدالجبار بن ورد، ابن ابی ملیکہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے فرمایا:

جو کچھ میں جانتا ہوں وہ اگر تم بھی جان لو بخدا! تم ہنسو تھوڑا روؤ زیادہ اور اگر تم اس طرح علم رکھو جو علم رکھنے کا حق ہے بخدا تم اتنا چیخو کہ تمہاری آواز کٹ جائے اور یوں سجدہ کرو کہ تمہاری کمر ٹوٹ جائے۔

۹۹۰- دنیا کی آگ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے...... ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن عمرو قواریری، ابی عمران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ابی عمران کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث پہنچی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے آگ کی آواز سنی۔ آپؓ کہنے لگے 'اور میں' (یعنی بے اختیاری کے عالم میں ان کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہو گیا)۔ ان سے کسی نے پوچھا: اے ابن عمرو! کیا بات ہے؟ فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے: یہ آگ نار کبریٰ سے پناہ مانگ رہی ہے کہ دوبارہ اس میں لوٹائی جائے

۹۹۱- ابوعمرو بن حمدان، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، مقری، حیوۃ بن شریح، ابوہانی خولانی، ابوعبدالرحمٰن حبلی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک آدمی حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ سے کہنے لگا: کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں؟ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ نے جواب دیا: کیا تمہاری بیوی ہے جسکے پاس تم جاتے ہو؟ اس آدمی نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر فرمایا: کیا تمہاری کوئی رہائش ہے جس میں تم سکونت اختیار کرتے ہو؟ کہا: جی ہاں۔ فرمایا: پھر تم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہو۔ اگر تم چاہو ہم تمہیں عطاء کریں اور اگر چاہو تمہارا معاملہ ہم سلطان کے سامنے رکھتے ہیں۔ وہ آدمی بولا، ہم صبر کریں گے اور کسی چیز کا سوال نہیں کریں گے۔

۹۹۲- محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبہ، عمرو بن مرہ، عبداللہ بن حارث، ابوکثیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ نے فرمایا: محشر میں تمہیں جمع کیا جاوے گا پس پوچھا جائے گا کہ اس امت کے فقراء اور

مساکین کہاں ہیں؟ پس تم لوگ ظاہر ہو گے۔ فرشتے کہیں گے تمہارے پاس کیا ہے؟ تم جواب دو گے: اے ہمارے پروردگار ہمیں آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا لیکن ہم نے صبر کا مظاہرہ کیا تو بہ خوبی جانتا ہے اور تو نے اموال اور سلطنت ہمارے علاوہ اوروں کو سونپا۔ کہا جائے گا: تم نے سچ کہا۔ فرمایا: چنانچہ فقراء و مساکین تمام لوگوں سے ایک (طویل) زمانہ پہلے جنت میں جائیں گے اور مالداروں پر حساب و کتاب کی شدت بدستور باقی رہے گی۔

۹۹۳- حبیب بن حسن، ابو مسلم کشی، ابو عاصم، ثور بن یزید، خالد بن معدان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن عاص نے فرمایا: جنت لپٹی ہوئی ...... سورج کے کناروں کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے۔ ہر سال صرف ایک مرتبہ کھولی جاتی ہے۔ مومنین کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوتی ہیں۔ وہ پرندے جسامت و شباہت میں زرازیر (پرندوں کی ایک قسم جو چڑیا سے تقریباً بڑے ہوتے ہیں) پرندوں جیسے ہوتے ہیں اور وہ روحیں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور انہیں جنت کے پھلوں سے رزق دیا جاتا ہے۔

۹۹۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، مسکین بن بکیر (ایک نسخہ میں ابن مسکین ہے) شعبہ، یعلی بن عطاء اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ میری والدہ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ کے لئے سرمہ تیار کرتی تھیں۔ چونکہ حضرت عبداللہؓ بہت کثرت سے روتے تھے...... حتیٰ کہ دروازہ بند کروا کر رویا کرتے تھے، جسکی وجہ سے ان کی آنکھیں شدید رطوبت زدہ ہو گئی تھیں۔ چنانچہ میری والدہ ان کے لئے سرمہ بنایا کرتی تھی۔

۹۹۵- ابو احمد محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، عثمان بن عمرو، ابن ابی ذئب، ابراہیم بن عبید مولیٰ بنی رفاعہ زرقی، عبداللہ بن باباہ کہتے ہیں ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس عرفہ کے موقع پر آیا۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے حرم ہی میں خیمہ گاڑ رکھا ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا: آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: تاکہ میری نماز حرم میں ہوتی رہے اور جب میں اپنے گھر والوں کے پاس جاؤں تو میں حلال ہوں۔

۹۹۶- سلیمان بن احمد، ہارون بن طول، عبداللہ بن یزید مقری، سعید بن ابوایوب، خالد بن یزید و عبداللہ بن سلیمان، عمرو بن نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ وہ آدمی سو رہا تھا یہ صلوٰۃ فجر کے بعد کا وقت تھا۔ انہوں نے اس آدمی کو پاؤں سے حرکت دی حتی کہ وہ آدمی جاگ گیا۔ اس کو فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت اپنی مخلوقات کی طرف نظر رحمت سے جھانکتے ہیں اور مخلوق میں سے بعض کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرتے ہیں!۔

۹۹۷- ابو احمد، ابن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، مقری کی سند سے بمثل حدیث بالا کے مروی ہے اور مقری نے عمرو بن نافع کا نام ذکر کیا ہے،

۹۹۸- سلیمان بن احمد، محمد بن اسحٰق بن راہویہ، اسحٰق بن راہویہ، یحییٰ بن آدم، زہیر بن معاویہ، ابوزبیر، عمرو بن شعیب، شعیب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے غلام نے فاضل پانی عبداللہ بن عمروؓ کے ایک چچا کو بیس ہزار میں بیچ دیا حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: اسے مت بیچو چونکہ اسکی بیع حلال نہیں ہے۔

۹۹۹- محمد بن محمد بن ہارون طحان، اسحٰق بن محمد بن مروان، محمد بن مروان، ابراہیم بن ہراسہ، محمد بن مسلم طائفی، ابراہیم بن میسرہ، یعقوب بن عاصم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا:

جس سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کیا گیا اور پھر اس نے سائل کو عطا کر دیا اس کے نامہ اعمال میں ستر اجر لکھ دیئے جاتے ہیں۔

۱۰۰۰- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبدالوارث، ابن عبدالصمد بن عبدالوارث، عبدالصمد بن عبدالوارث، حسین بن معلم، عبداللہ بریدہ کی سند سے:

سلیمان بن ربیعہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت معاویہؓ کی امارت میں حج کیا اور میرے ساتھ منتصر بن حارث ضبی اہل بصرہ کے قراء کی ایک جماعت تھی۔ چنانچہ یہ سب لوگ کہنے لگے: بخدا! ہم واپس نہیں لوٹیں گے حتی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابیؓ سے ملاقات نہ کرلیں، جو ہمیں حدیثیں سنائے۔ چنانچہ ہم لوگوں سے برابر صحابہ کرامؓ کے بارے میں پوچھتے رہے...... حتی کہ ہمیں بتایا گیا کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص مکہ کی نچلی طرف اترے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم ان سے ملاقات کے ارادے سے ان کی طرف چل پڑے۔

اچانک ہم دیکھتے ہیں کہ ایک عظیم لاؤ لشکر ہے، جس میں تین سو کے لگ بھگ اونٹ ہیں ان میں سے سو اونٹ سواری کے لئے اور سو اونٹ بار برداری کے لئے ہیں۔ ہم نے لوگوں سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاصؓ کا ہے۔ ہم نے کہا: کیا یہ سارے کا سارا انہیں کا ہے؟ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بہت عاجزی اور تواضع والے ہیں۔ لوگ کہنے لگے: یہ سو اونٹ ان کے بھائیوں کے لئے ہیں جنھیں وہ ان پر سوار کراتے ہیں اور بقیہ دو سو اونٹ ان لوگوں کے لئے جو مختلف شہروں والے ان کے پاس آجاتے ہیں اور ان کے مہمانوں کے لئے ہیں۔ ہم نے اس پر بڑا شدید تعجب کیا۔ خدام کہنے لگے: اس پر تعجب نہ کرو چونکہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ مالدار آدمی ہیں، اور وہ ہر آنے والے مہمان کو توشہ دینا ضروری و لازم سمجھتے ہیں۔

ہم نے خدام سے کہا کہ ہماری ان تک رہنمائی کرو۔ کہنے لگے: وہ مسجد حرام میں ہیں۔ چنانچہ ہم ان کی طلب میں چل پڑے ہم نے انہیں کعبہ کی پچھلی طرف بیٹھے ہوئے پایا۔ چھوٹے قد کے آدمی ہیں اور آشوب چشم کے مریض ہیں۔ دو چادریں اوڑھ رکھی ہیں اور سر پر عمامہ سجار کھا ہے ان پر قمیص وغیرہ نہیں تھی اور اپنی بائیں طرف جوتے لٹکا رکھے تھے۔

۱۰۰۱- محمد بن معمر، ابوشعیب حرانی، یحییٰ بن عبداللہ حرانی، صفوان بن عمرو، زہیر عبسی ابو مخارق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: کیا میں تمہیں افضل ترین شہید کے بارے میں نہ بتلاؤں جسکا مرتبہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں بہت بلند ہوگا؟ وہ لوگ جو دشمن سے مڈبھیڑ کرتے ہیں درآنحالیکہ وہ صف بستہ ہوتے ہیں پس جب اپنے دشمن کا سامنا کرتے ہیں تو ان کا دشمن نہ دائیں دیکھتا ہے اور نہ ہی بائیں وہ تلوار اپنے کاندھے پر رکھے وار کرنا چاہتا ہے۔ پس یہ بندہ مومن کہتا ہے کہ یا اللہ! آج میں گزرے ہوئے دنوں کے بدلے میں تجھی کو اختیار کرتا ہوں، چنانچہ وہ قتل ہوجاتا ہے پس یہ ان شہداء میں سے ہے جو جنت کے بالا خانوں میں جہاں چاہیں گے لوٹ پوٹ ہوں گے۔

۱۰۰۲- محمد بن معمر، ابوشعیب حرانی، یحییٰ بن عبداللہ، اوزاعی، یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص کے پاس سے اہل یمن کی ایک جماعت گزری۔ جماعت کے شرکاء پوچھنے لگے: آپ کا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جو اسلام لائے اور بہت اچھا ہوا سکا اسلام لانا، پھر وہ ہجرت کرے اور اس کی ہجرت بھی بہت ہی اچھی ہو، وہ جہاد کرے اس کا جہاد بھی بہت اچھا ہو، اور پھر وہ اپنے والدین کے پاس یمن میں ان کی خدمت کرنے واپس لوٹ آئے؟ عبداللہؓ نے فرمایا: تمہارا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ لوگ کہنے لگے: یہ تو الٹے پاؤں واپس لوٹ آیا۔ فرمایا: نہیں، بلکہ وہ جنت میں جائے گا۔ میں تمہیں الٹے پاؤں واپس لوٹنے والے کے بارے میں خبر دیتا ہوں، وہ یہ کہ ایک آدمی اسلام لایا اور اسکا اسلام اچھا رہا، اس نے ہجرت کی اور اس کی ہجرت بھی اچھی رہی اور اس نے اچھی طرح سے جہاد میں بھی حصہ لیا پھر اس نے کسی زمین کا قصد کرلیا اور اس کو خرید کر اسکی تعمیر و ترقی میں مصروف ہوجاتا ہے اور جہاد کو بالکلیہ ترک کردیتا ہے یہ ہے الٹے پاؤں واپس لوٹنے والا۔

(۴۴) حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ بن الخطاب [1]

حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک امارت و مراتب سے کنارہ کش، قربت خداوندی اور مناقب عالیہ میں رغبت کرنے والے، عبادت گزار، تہجد گزار، سنت رسول اللہ ﷺ کے متلاشی، مساجد اور سخت جگہوں پر پڑاؤ کرنے والے، مشاہد میں غور وفکر کرنے والے، اپنے آپ کو دنیا میں اجنبی اور پردیس شمار کرنے والے اور ہر پیش آنے والی چیز کو قریب تر سمجھنے والے اور استغفار و توبہ کرنے والے حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

کہا گیا ہے کہ تصوف سرکشی سے دور رہنا اور بلند مراتب میں رغبت کرنا ہے۔

۱۰۰۳- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، محمد بن یزید خنیسی، عبدالعزیز بن ابی رواد، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک مرتبہ کعبہ میں داخل ہوئے اور پھر سجدے میں جا کر کہنے لگے: یا اللہ تو جانتا ہے کہ مجھے اس دنیا میں قریش کی مزاحمت سے بجز تیرے خوف کے کسی چیز نے نہیں روکا۔

۱۰۰۴- قاضی عبداللہ بن محمد بن عمر، علی بن سعید عسکری، عباد بن ولید، قرہ بن حبیب غنوی، عبداللہ بن بکر بن عبداللہ مزنی، عبیداللہ بن عمر (ایک نسخہ میں عبداللہ بن عمر ہے) نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ عمرؓ کے بیٹے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ اس آدمی نے ان کے مناقب ذکر کرنے شروع کر دیئے پھر کہا: آپ کو اس معاملہ (یعنی میدان میں تلوار لے کر نکل آنے) سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کسی مسلمان کے خون بہانے کو حرام کر دیا ہے۔ آدمی بولا بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قاتلوهم حتى لاتكون فتنة ويكون الدين لله (بقرہ/۱۹۳)

یعنی ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین خالص خدا کے لئے ہو جائے۔

فرمایا: بے شک ہم لڑے یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہا اور دین خدا کے لئے ہو گیا اور تم لوگ چاہتے ہو کہ لڑتے رہو یہاں تک کہ دین غیر اللہ کے لئے ہو جائے۔

یہ حدیث جعفر بن حارث نے بھی عبیداللہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم نے عبداللہ بن بکر مزنی کی حدیث بالا صرف قاضی عبداللہ بن محمد بن عمر کی سند سے روایت کی ہے۔

۱۰۰۵- سلیمان بن احمد، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حکم بن موسیٰ، اسماعیل بن عیاش،...... مطعم بن مقدام صنعانی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو خط لکھا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ خلافت کے خواستگار ہیں حالانکہ کلام سے عاجز آدمی، جو بخیل اور غیور ہو وہ خلافت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اسے جواب لکھا: تم نے جو خلافت کا تذکرہ کیا ہے کہ میں نے خلافت طلب کی ہے، میں نے اسے قطعاً طلب نہیں کیا اور نہ ہی میرے دل میں اسکا کھٹکا پیدا ہوا اور تم نے جو کلام سے عاجز ہونے اور بخیل ہونے کا تذکرہ کیا ہے، سو بلاشبہ جو آدمی قرآن مجید کا حافظ ہو وہ کلام سے عاجز نہیں ہوتا اور جو آدمی اپنے مال کی (زکوٰۃ) دیتا ہو وہ بخیل نہیں ہو سکتا اور جو تم نے غیرت کا تذکرہ کیا ہے سو بلاشبہ جس بات پر میں نے غیرت کی ہے وہ اس کی زیادہ حقدار ہے۔ وہ یہ کہ میری اولاد میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کر دے۔

۱۰۰۶-خلافت سے کوسوں دور رہنے والے......ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عمر بن محمد بن حسن اسدی، ابو سلام بن مسکین کے سلسلۂ سند سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب لوگوں کا معاملہ طول پکڑتا گیا اور فتنہ میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ سردار کے بیٹے اور لوگوں کے سردار ہیں، نیز لوگ آپ سے راضی بھی ہیں، آپ باہر نکلئے تاکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں، فرمایا: بخدا! پچھنے لگوانے کی جگہ کے برابر بھی خون نہیں بہایا جائے گا (یعنی انہوں نے سراسر انکار کردیا)۔ پھر انہیں ڈرایا دھمکایا گیا کہ اگر آپ بیعت کے لئے باہر نہ نکلے تو آپ کو اپنے بستر پر ہی قتل کردیا جائے گا۔ انہوں نے پھر پہلے کی طرح انکار کردیا۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: بخدا! لوگ ان کے پائے ثبات میں زرہ برابر بھی لغزش نہ پیدا کر سکے حتی کہ اللہ تعالیٰ سے جاملے۔

۱۰۰۷-احمد بن سنان، ابو عباس ثقفی، عبداللہ بن جریر بن جبلہ، سلیمان بن حرب، جریر، یحییٰ، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ ایام تحکیم میں تشریف لائے، ابو موسیٰؓ کہنے لگے: میں اس امر خلافت کا مستحق عبداللہ بن عمرؓ کے علاوہ کسی کو نہیں سمجھتا ہوں۔ عمروؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا: ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں! کیا آپ کے لئے گنجائش ہے کہ آپ کو مال عظیم دے کر اس امر خلافت کو اس آدمی کے لئے چھوڑ دیں جو بہ نسبت آپ کے اسکا زیادہ حریص ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ غصہ ہوگئے اور مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابن زبیرؓ نے ان کا کپڑا پکڑا اور کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! عمروؓ نے تو یہ کہا ہے کہ آپ کو مال دیا جائے گا اس شرط پر کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: اے عمرو! بڑا افسوس ہے تم پر۔ عمروؓ نے فرمایا: میں نے یہ بات آپکو آزمانے کے لئے کہی ہے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: بخدا! اس پر میں کچھ نہیں دوں گا، اور نہ ہی میں امر خلافت کو قبول کروں گا۔ الا یہ کہ تمام مسلمان راضی ہوجائیں۔

۱۰۰۸-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، محمد بن صباح، ولید بن مسلم، ابن جابر، قاسم بن عبدالرحمٰن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے فتنہ اولیٰ میں لوگوں نے حضرت ابن عمرؓ سے درخواست کی کہ آپ بھی نکلیں اور لوگوں سے قتال کریں؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: بلاشبہ میں قتال کرچکا ہوں جبکہ رکن اور باب کے درمیان بتوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے سرزمین عرب سے بتوں کا صفایا کردیا۔ میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ اس آدمی کے ساتھ قتال کروں جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہو۔ لوگوں نے کہا: بخدا! آپ کی یہ رائے درست نہیں ہے لیکن آپ کا ارادہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کو فنا کرتے رہیں حتی کہ آپ کے سوا کوئی باقی نہ رہے اور تب کہا جائے: عبداللہ بن عمر کے ہاتھ پر امارت کے لئے بیعت کرلو۔ فرمایا: بخدا! میرے دل میں یہ خیال مطلق نہیں ہے۔ لیکن جب تم کہو گے کہ نماز کی طرف آؤ تو میں تمہاری پکار کا جواب دوں گا اور جب تم کسی بھلائی کی طرف بلاؤ گے تب بھی میں جواب دوں گا لیکن جب تم تفرقہ کا شکار ہوجاؤ گے میں تمہارے ساتھ نہیں مل بیٹھوں گا اور جب تم سب مجتمع ہوگے تو میں تم سے علیحدہ نہیں ہوں گا۔

۱۰۰۹-عبداللہ بن محمد، محمد بن یوسف البناء صوفی، عبدالجبار بن علاء، سفیان، اعمش، ابراہیم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا نوجوانان قریش میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ دنیا کی رعنائیوں سے قابو میں رکھنے والا حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہے۔

۱۰۱۰- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابن ادریس، حصین، سالم بن ابی جعد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا: میں نے: بجز حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا کہ دنیا کی دلفریبیوں نے اسے اپنی طرف مائل نہ کیا ہو یا وہ خود نہ مائل ہوا ہو۔

۱۰۱۱-خدا کے محبوب بندے نہیں بن سکتے جب تک تم اپنی محبوب شی کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کردو......ابراہیم بن عبداللہ،

محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، محمد بن یزید بن خنیس، عبدالعزیز بن ابی رواد، نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے دل کو جب کوئی چیز زیادہ بھانے لگتی اسے تقرب الی اللہ کے لئے صدقہ وخیرات کر دیتے تھے۔ نافع کا بیان ہے کہ ابن عمرؓ کے غلاموں کو اس بات کا پتہ چل گیا کہ ابن عمرؓ کے دل کو جو چیز زیادہ اچھی لگ جائے اسے اللہ کے لئے خیرات کر دیتے ہیں۔ چنانچہ غلام خوب بن سنور کر مسجد کے ساتھ چمٹ جاتے اور ایسی جگہ بیٹھتے جہاں سے ابن عمرؓ کا گزر ہوتا۔ چنانچہ ابن عمرؓ جب غلاموں کو اس بہتر حالت میں دیکھتے انہیں اچھے لگ جاتے اور فوراً انہیں آزاد کر دیتے۔

بار ہا لوگوں نے انہیں آگاہ کیا کہ حضرت! غلام اس طرح بن سنور کر آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ ابن عمرؓ جواب دیتے: کوئی حرج نہیں، جو ہمیں اللہ کے لئے دھوکہ دے گا ہم بھی اس سے اللہ کے لئے دھوکہ کھاتے رہیں گے۔

نافع کا بیان ہے میں نے ایک مرتبہ شام کے وقت ابن عمرؓ کو ایک عمدہ اونٹنی پر سوار ہو کر آتے ہوئے دیکھا۔ اس اونٹنی کو انہوں نے مال عظیم کے بدلے میں خریدا تھا۔ جب اونٹنی کی چال نے ان کے دل کو موہ لیا تو اونٹنی کو ایک جگہ بٹھایا پھر اس سے نیچے اتر آئے اور فرمایا: اے نافع! اس کی لگام، کجاوہ وغیرہ اتار دو اور اس کو بناؤ سنوار دو اور اسے بُدن (قربانی وغیرہ کے اونٹوں) میں داخل کر دو۔

۱۰۱۲- ابو حامد بن جبلہ، ابو عباس ثقفی، محمد بن صباح، سفیان بن عبداللہ، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابن عمرؓ اپنی ناقہ (اونٹنی) پر سوار کہیں جا رہے تھے۔ اچانک سواری کے دلکش اندازِ چال نے ان کا دل موہ لیا۔ فرمایا: اخ اخ: (یہ کلمہ اونٹ بٹھانے کے لئے بولا جاتا ہے)۔ چنانچہ سواری بٹھا دی پھر فرمایا: اے نافع! کجاوہ اس سے نیچے اتار لو۔ نافع کہتے ہیں: میں دیکھ رہا تھا کہ وہ کسی چیز کے درپے ہو چکے ہیں۔ تاہم میں نے کجاوہ نیچے اتارا۔ پھر آپؓ مجھے فرمایا: دیکھو اس جیسی سواری کوئی اور بھی ہو سکتی ہے! میں نے کہا: میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ اس کو بیچ دیں اور حاصل شدہ رقم سے اور خرید لیں۔ فرمایا: اسے آزاد کر دو اور اس میں قلادہ لٹکا دو چنانچہ اس ناقہ کو قربانی کے اونٹوں میں شامل کر دیا۔ اس طرح انہیں جب بھی کوئی چیز اچھی لگی اسے ضرور خیرات وصدقات کے لئے پیش کر دیا۔

۱۰۱۳- احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحٰق سراج، عمرو بن زرارہ، ابو عبیدہ حداد، عبداللہ بن ابی عثمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی رمیثہ نامی لونڈی آزاد کر دی، پھر فرمایا: قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" تم ہرگز نیکی نہیں پا سکتے ہو تا وقتیکہ تم اپنی محبوب ترین اشیاء میں سے (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) خرچ نہ کر دو۔ (آل عمران ۹۲)

فرمایا اللہ کی قسم! بلا شبہ میں تجھ سے (اے رمیثہ!) دنیا میں شدید محبت کرتا ہوں۔ پس تم اللہ عزوجل کی رضا جوئی کے لئے آزاد ہو۔

۱۰۱۴- قاضی ابو احمد محمد بن ابراہیم، جعفر بن محمد بن عتیب (ایک نسخہ میں عن عتیب ہے) محمد بن سعید بن یزید بن ابراہیم، ابو عاصم، مالک بن مغول، ابراہیم بن مہاجر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

مجاہدؒ فرماتے ہیں جب آیت کریمہ "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی ایک محبوب لونڈی کو بلایا اور اسے آزاد کر دیا۔

۱۰۱۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالاعلیٰ، برد، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اپنے مال میں سے جو چیز اچھی لگتی اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیرات کر دیتے۔ بسا اوقات تیس تیس ہزار دراہم ایک ہی مجلس میں صدقہ کر دیتے۔ چنانچہ ابن عامر نے انہیں دو مرتبہ تیس تیس ہزار دراہم دیئے۔ آپؓ فرمایا: اے نافع! مجھے خوف ہے کہ ابن عامر کے دراہم مجھے فتنے میں نہ مبتلا کر دیں۔ جاؤ پس تم آزاد ہو۔

ابن عمرؓ ایک ایک مہینے تک گوشت نہیں کھاتے تھے الا یہ کہ مسافر ہوتے یا رمضان کا مہینہ آ جاتا۔

نافع کا بیان ہے کہ ایک ایک مہینہ تک گوشت کی بوٹی نہیں چکھتے تھے۔

۱۰۱۶-سلیمان بن احمد، محمد بن سری بن مہران، حکم بن موسیٰ، یحیٰ بن حمزہ، برد بن سنان، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ابن عمرؓ نے بسا اوقات ایک ہی مجلس میں تیس تیس ہزار درہم تقسیم کر دیئے۔ پھر ان پر ایسا مہینہ آ جاتا کہ گوشت کی بوٹی تک نہ چکھ پاتے۔

۱۰۱۷-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، خالد بن حیان، عیسیٰ بن کثیر، میمون بن مہران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بائیس ۲۲۰۰۰ ہزار دینار کہیں سے آئے۔ انہوں نے مجلس سے کھڑے ہونے سے پہلے پہلے سب دینار لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔

۱۰۱۸-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، ابوہمام، عمر بن عبدالواحد، عمر بن محمد عمری...... نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ دنیا سے اس وقت تک رخصت نہیں ہوئے جب تک کہ انہوں نے ایک ہزار (۱۰۰۰) سے زائد انسانوں کو آزاد نہیں کر دیا۔

۱۰۱۹-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ہاشم بن قاسم، عاصم بن محمد اپنے والد محمد سے روایت کرتے ہیں:

محمد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن عمرؓ کو ان کے غلام نافع کے بدلہ دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار کی پیش کش ہوئی۔ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ کو کس چیز کا انتظار ہے؟ اس کو کیوں فروخت نہیں کر دیتے؟ فرمایا: کیا وہ ان پیسوں سے بہتر نہیں ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہے۔

۱۰۲۰-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، مغیرہ بن زیاد موصلی کے سلسلۂ سند سے:

نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ نے اپنی ایک زمین دو سو اونٹوں کے بدلے میں بیچ ڈالی۔ ان میں سے سو اونٹ اللہ تعالیٰ کے راستے میں سواری کیلئے وقف کر دیئے اور سوار ہونے والوں پر شرط لگا دی کہ ان اونٹوں میں سے کوئی بھی نہ بیچا جائے حتی کہ وادی قریٰ کو عبور نہ کر جائیں۔

۱۰۲۱-احمد بن محمد بن سنان، ابوعباس سراج، عمرو بن زرارہ، اسماعیل، ایوب، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے حضرت ابن عمرؓ کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے، سال نہیں گزرنے پایا تھا کہ ان کے پاس ان دراہم میں سے کچھ باقی نہیں بچا تھا۔

۱۰۲۲-حسن بن محمد بن کیسان، اسماعیل بن اسحٰق قاضی، سلیمان بن حرب، ابوہلال کی سند سے مروی ہے:

ایوب بن وائل راسبی کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ آیا۔ مجھے ابن عمرؓ کے ایک پڑوسی نے بتایا کہ ابن عمرؓ کے پاس معاویہؓ کی طرف سے چار ہزار درہم آئے اور ایک دوسرے آدمی کی طرف سے بھی چار ہزار درہم آئے اور ایک تیسرے آدمی کی طرف سے دو ہزار درہم اور ایک اعلیٰ شان چادر آئی ہے۔

چنانچہ ابن عمرؓ بازار تشریف لائے تا کہ سواری کے لئے چارہ وغیرہ خرید لائیں۔ انہوں نے چارے کے لئے ایک کھوٹا درہم آگے بڑھایا، جسے میں نے پہچان لیا۔ میں ان کی اہلیہ کے پاس آیا اور کہا: میں تجھ سے ایک شیء کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں اور مجھے پسند ہے کہ تو مجھ سے سچ بولے؟ میں نے کہا: کیا ابوعبدالرحمٰن کے پاس معاویہؓ کی طرف سے چار ہزار درہم نہیں آئے اور ایک دوسرے آدمی کی طرف سے بھی چار ہزار درہم اور ایک۔ تیسرے آدمی کی طرف سے دو ہزار درہم اور ایک چادر نہیں آئی؟ کہنے لگی: جی ہاں ضرور آئے ہیں۔ میں نے کہا: بلاشبہ میں نے ابن عمرؓ کو کھوٹے درہم کے بدلے میں چارہ خریدتے دیکھا ہے!۔ بولی: انہوں نے رات کو ہی ساری رقم لوگوں میں تقسیم کر دی تھی، پھر چادر اپنے کاندھے پر ڈالی اور کہیں چل پڑے۔

میں نے کہا: اے تاجروں کی جماعت! تم دنیا کے ساتھ کیا کر رہے ہو؟ حالانکہ ابن عمرؓ کے پاس رات کو (۱۰) دس ہزار درہم آئے اور انہوں نے راتوں رات سب خیرات کر دیئے اور جب صبح کو اٹھے تو اپنی سواری کے لئے کھوٹے درہم کے بدلے میں چارہ خریدا

۱۰۲۳-سلیمان بن احمد، ابویزید قراطیسی، نعیم بن حماد، ابن مبارک، عمر بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیمار ہو گئے۔ نافع رحمہ اللہ ان کے لئے انگوروں کا ایک خوشہ خرید لائے۔ اتنے میں ایک مسکین آ گیا، فرمایا: خوشہ اسے تھما دو۔ ایک اور آدمی ان سے ملنے آیا اور وہ انگوروں کا ایک خوشہ اسی فقیر سے ایک درہم کے بدلے میں خرید لایا۔ لیکن پھر مسکین ان کے پاس آ کھڑا ہوا اور سوال کرنے لگا! فرمایا: یہ خوشہ اسے دے دو۔ پھر ایک آدمی ابن عمرؓ سے ملنے آیا اور اس سے ایک درہم کے انگور خرید لایا۔ لیکن مسکین پھر سوال کرنے آ گیا۔ فرمایا: یہ خوشہ اسے دے دو۔ ایک اور آدمی ابن عمرؓ سے ملنے آیا اور ایک درہم کے بدلے میں اس سے انگور خرید لایا۔ مسکین نے دوبارہ سوال کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس آدمی نے اسے آنے سے منع کر دیا۔ اگر ابن عمرؓ کو اسکا علم ہو جاتا تو انگور کبھی نہ چکھتے۔

۱۰۲۴-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یزید بن ہارون، مسلم بن سعید ثقفی، خبیب بن عبدالرحمٰن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے: نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ کو انگور کھانے کی خواہش ہوئی۔ آپؓ اس وقت مریض تھے۔ میں ایک درہم کے بدلے میں انگوروں کا ایک خوشہ ان کے لئے خرید لایا اور ان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اتنے میں دروازے پر ایک مسکین آن کھڑا ہوا اور سوال کرنے لگا۔ ابن عمرؓ بولے: یہ انگور اسے دیدو! میں نے عرض کیا: آپ اس میں سے کچھ کھالیں، تھوڑا سا چکھ تو لیں۔ فرمایا: نہیں چکھتا ہوں، اسے دے دو۔ چنانچہ انگور میں نے مسکین کو دے دیے۔ میں دوبارہ اسی سے ایک درہم کے بدلہ وہ انگور خرید لایا اور ان کے ہاتھ پر رکھ دیے۔ سائل نے دوبارہ سوال کر دیا ابن عمرؓ نے فرمایا: انگور اسے دیدو میں نے عرض کیا، آپ اس میں سے کھالیں۔ تھوڑا چکھ تو لیں! فرمایا: نہیں چکھتا ہوں، اسے دے دو۔ میں اسے دے کر دوبارہ خرید لایا۔ لیکن اس سائل نے دوبارہ سوال کر دیا، ابن عمرؓ نے فرمایا: انگور اسے دیدو۔ میں نے کہا: آپ کچھ کھالیں، تھوڑا چکھ لیں۔ فرمایا نہیں بلکہ اسے دیدو۔ چنانچہ میں نے انگور سائل کو دیدیئے الغرض اسی طرح تین چار مرتبہ واقعہ پیش آیا۔ بالآخر میں نے سائل سے کہا: تیری ہلاکت ہو! کیا تجھے حیاء نہیں آتی؟ چنانچہ میں پھر ایک درہم کے انگور خرید لایا اور ابن عمرؓ کو دیدیئے پھر انہوں نے تناول فرمائے۔

۱۰۲۵-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد، خالد بن یزید، سعید بن ابی ہلال کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مقام جحفہ میں اترے۔ آپؓ کچھ مریض تھے۔ فرمایا: مجھے مچھلی کی خواہش ہے۔ چنانچہ خدام نے مچھلی تلاش کی مگر صرف ایک ہی مچھلی کہیں سے دستیاب ہو سکی۔ چنانچہ ان کی بیوی صفیہ بنت ابی عبید نے مچھلی لے لی اور اچھی طرح فرائی کی اور پھر انہیں پیش کی۔ اتنے میں ایک مسکین ادھر آ نکلا اور ابن عمرؓ کے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا یہ لو پکڑو۔ گھر والے سارے تعجب سے کہنے لگے: سبحان اللہ! اس مچھلی نے تو ہمیں تھکا دیا، حالانکہ ہمارے پاس اور بھی توشہ ہے ہم اس مسکین کو مچھلی کے علاوہ اور کچھ دیدیتے ہیں! فرمایا: لیکن عبداللہ تو اس مچھلی کو پسند کرتا ہے۔ (یعنی جسے پسند کرتا ہے اسے ہی خیرات کرے گا۔)

۱۰۲۶-ابومحمد بن حیان، ابویحیٰی رازی، ہناد بن سری، قبیصہ بن عقبہ بن سلیم عنبری، ابوبکر بن جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن سعد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ کو کسی مرض کی شکایت ہوگئی اور انہوں نے مچھلی کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ مچھلی تیار کر کے جونہی ان کے سامنے رکھی گئی، اتنے میں ایک سائل آ گیا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: مچھلی اٹھا کر اسے دے دو۔ ان کی بیوی کہنے لگی: ہم اسے ایک درہم دے دیں گے، وہ درہم اس کے لئے مچھلی سے زیادہ نفع بخش ہے۔ آپ اپنی خواش پوری کر لیں، فرمایا: اب میری خواہش وہی ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔

۱۰۲۷-محمد بن علی، حسین بن ابی معشر، ابوخطاب، حاتم بن وردان، ایوب، نافع کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ نے مچھلی کا شوق ظاہر کیا۔ چنانچہ میں ان کے لئے مچھلی خرید لایا اور بھون کر ان کے سامنے رکھ دی۔ اتنے میں ایک سائل آ گیا۔ ابن عمرؓ نے مچھلی جیسی تھی ویسی ہی اٹھا کر اسے دے دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے مچھلی سے ذرہ برابر بھی نہیں چکھا تھا۔ گھر والوں نے کہا ہم سائل کو اس مچھلی کی قیمت دید یتے ہیں جو کہ سائل کے لئے بہتر بھی ہے! لیکن ابن عمرؓ نے انکار کر دیا۔

۱۰۲۸-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان، میمون بن مہران کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ کی بیوی کو ڈانٹا گیا، اس سے کہا گیا: کیا تم اس بوڑھے کے ساتھ نرمی والا برتاؤ نہیں کرتی ہو، کہنے لگی: میں ان کے ساتھ کیا کروں! ہم ان کے لئے کھانا تیار کرتے ہیں تو یہ کسی کو کھانے کے لئے بلا لیتے ہیں۔ چنانچہ میں کھانا کچھ مسکینوں کے پاس بھیج دیتی ہوں جو ان کے راستے میں بیٹھتے ہوتے ہیں۔

ابن عمرؓ کی بیوی ان مسکینوں سے کہتی تھی کہ ابن عمرؓ کے راستے میں مت بیٹھو۔ پھر ابن عمرؓ گھر آتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ فلاں فلاں کے پاس کھانا بھیج دو۔ چنانچہ ان کی بیوی ان لوگوں کے پاس کھانا بھیج دیتی تھی اور ساتھ کہہ دیتی: اگر تمہیں ابن عمرؓ بلائیں مت آنا، ابن عمرؓ فرماتے: تم چاہتے ہو کہ میں آج کی رات کھانا نہ کھاؤں چنانچہ وہ اس رات کھانا تناول نہ فرماتے تھے۔

۱۰۲۹-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، محمد بن بکار، ابومعشر، محمد بن قیس کے سلسلہ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ مسکینوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے حتی کہ اس طرح سے ان کے جسم میں نقاہت پیدا ہو گئی چنانچہ ان کی اہلیہ کھجوروں سے بنا ہوا شیرہ ان کے لئے تیار کر لیتی تھی اور جب ابن عمرؓ کھانا تناول فرماتے وہ شیرہ انہیں ساتھ ساتھ پلاتی رہتی تھیں۔

۱۰۳۰-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، زہری، ضمرہ بن عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ اگر کھانا زیادہ ہوتا اور ابن عمرؓ کسی کھانا کھانے والے کو پا لیتے تو خود پیٹ بھر کر نہیں کھانا کھاتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ابن مطیع ان کی تیمارداری کرنے ان کے پاس آئے۔ آپؓ کا جسم بہت کمزور ہو چکا تھا۔ ابن مطیع صفیہ سے کہنے لگے: تم ان کے ساتھ نرم برتاؤ کیوں نہیں کرتی ہو (یعنی انہیں اچھا اچھا کھانا کیوں نہیں بنا کر دیتی ہوتا کہ ان کے جسم کی قوت وطاقت لوٹ آئے) تم ان کے لئے عمدہ قسم کا کھانا تیار کرو! بیوی بولی: ہم لوگ کھانا تیار کرتے ہیں لیکن وہ اہل خانہ میں سے ہر آدمی کو اور جو آدمی ان کے پاس حاضر ہوتا ہے ضرور اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لیتے ہیں۔ ابن مطیع کہنے لگے: اے ابوعبدالرحمٰن! اگر آپ عمدہ کھانا استعمال کریں ممکن ہے آپ کا جسم اصلی حالت پر لوٹ آئے۔ فرمایا: میری عمر کے اسی (۸۰) سال بیت چکے ہیں۔ میں نے اس عمر میں ایک بار بھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ اب تم چاہتے ہو کہ میں پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں...... اب جبکہ میری عمر صرف اتنی باقی رہ گئی ہے جس قدر گدھا اپنی پیاس مٹانے کے لئے پانی کی طرف مڑتا ہے (یعنی اب تو میری عمر بہت قلیل رہ گئی ہے، جانوروں میں گدھے سے پیاس بالکل برداشت نہیں ہوتی اور وہ بہت جلد جلد پانی پیتا ہے۔)

یہ حدیث عمر بن حمزہ نے اپنے والد سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۰۳۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ہاشم بن قاسم، عاصم بن محمد، عمر بن حمزہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے والد حمزہ بن عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھا۔ اچانک ایک آدمی گزار کہنے لگا: ایک مرتبہ میں نے تمہیں (حمزہ بن عبداللہ) کو عبداللہؓ بن عمرؓ کے ساتھ مقام جرف میں کچھ باتیں کرتے دیکھا تھا بتاؤ تم عبداللہؓ بن عمرؓ سے کیا کہہ رہے تھے؟ میرے والد نے جواب دیا: میں نے کہا تھا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ کا جسم دبلا اور لاغر ہو چکا ہے اور اب آپ کی عمر بڑھاپے کو پہنچ چکی ہے۔ آپ کے جلساء آپ کا حق نہیں پہچانتے اور نہ ہی آپ کے شرف و مرتبہ سے واقف ہیں۔ آپ اپنے اہل خانہ کو حکم دیں کہ آپ کے لئے کھانا بنائیں اور آپ سے نرم

وخوشگوار برتاؤ کریں تا کہ آپ کا جسم از سر نو طاقتور ہو جائے۔ ابن عمرؓ نے جواب میں فرمایا: تیری ہلاکت ہو، بخدا! میں نے گیارہ سالوں سے اور نہ ہی بارہ سالوں سے اور نہ ہی تیرہ سالوں سے اور نہ ہی چودہ سالوں سے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے، اور نہ ہی ایک آدھ مرتبہ پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے اور اب یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ میری عمر تو بس اتنی ہی باقی ہے جتنا کہ گدھے کا شدت پیاس سے پانی پینا (یعنی جس طرح جانوروں میں پیاسا گدھا فوراً پانی کی طرف بڑھتا ہے اسی طرح میں بھی انقضائے عمر کی طرف جلدی سے بڑھ رہا ہوں۔ یعنی اب تو میری بہت تھوڑی سی عمر باقی رہی ہے اس قسم کے تکلفات کرنے کی اب کیا ضرورت ہے)۔

۱۰۳۲- سلیمان بن احمد، محمد بن نصر بن صائغ، ابراہیم بن حمزہ، عبدالعزیز بن محمد، عبیداللہ بن عمر، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ نے فرمایا: جب سے میں اسلام کی دولت سے مالا مال ہوا ہوں شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔

۱۰۳۳- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، لیث بن خالد البلخی، علاء بن خالد مجاشعی، ابوبکر بن حفص کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ نے جب بھی کھانا تناول فرمایا ان کے دستر خوان پر ضرور کوئی نہ کوئی یتیم موجود ہوتا تھا۔

۱۰۳۴- محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحییٰ حلوانی، احمد بن یونس، سری بن یحییٰ، حسن (دوسری سند) ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ہشیم، منور، حسن، امام احمد کی دوسری سند یزید بن ہارون، سفیان بن حسن، حسن بصری رحمہ اللہ تینوں اسناد سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب بھی دوپہر یا شام کا کھانا تناول فرماتے اپنے گردو پیش کے یتیموں کو ضرور بلا لیتے۔ چنانچہ ایک دن دوپہر کا کھانا تناول فرمانے بیٹھے اور ایک یتیم کی طرف پیغام بھیجا لیکن اتفاقاً یتیم نہ ملا۔ اس وقت ان کے سامنے کوٹے ہوئے ستو تھے جنہیں وہ عموماً دوپہر کے کھانے کے بعد نوش فرماتے تھے۔ چنانچہ جب کھانے سے فارغ ہوئے تب یتیم آ گیا اور ابن عمرؓ ہاتھ میں پینے کے لئے ستو اٹھائے ہوئے تھے، انہوں نے وہی ستو یتیم کو تھما دیا اور فرمایا: پکڑو میں نہیں سمجھتا کہ تم نے دھوکہ کھایا ہے۔

۱۰۳۵- سالم بن عصام، یحییٰ بن حکیم، عمر بن ابی خلیفہ، افلح بن کثیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سائل کو نامراد واپس نہیں لوٹاتے تھے حتیٰ کہ بسا اوقات کوئی جذامی آ جاتا اور برتن میں ان کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ جاتا اور اس کی انگلیوں سے خون ٹپکتا رہتا۔

۱۰۳۶- عبداللہ اصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سعید، ابن وہب، ابن لہیعہ، عبیداللہ بن مغیرہ، عبیداللہ بن عدی (ابن عمرؓ کا آزاد کردہ غلام) ایک مرتبہ عراق سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا اور سلام کیا پھر کہنے لگا: میں آپ کو ایک ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ فرمایا: وہ کیا ہدیہ ہے؟ جواب دیا: جوارش (ایک دوائی جو ہاضمے کے لئے مؤثر ہوتی ہے)۔ فرمایا: جوارش کیا ہے؟ عبیداللہ بن عدی نے جواب دیا: یہ (دوائی ہے جو) کھانا ہضم کر دیتی ہے، ابن عمرؓ نے فرمایا: میں نے چالیس سال سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا لہذا میں اسے کیا کروں گا۔

۱۰۳۷- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہشیم، منصور، ابن سیرین رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا: کیا میں آپ کے لئے جوارش نہ بنا دوں؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: جوارش کیا چیز ہے؟ آدمی نے کہا: جوارش ایک دوائی ہے، جب آپ کا کھانا ہضم نہ ہونے پائے تو آپ اسے استعمال کر لیں کھانا فوراً ہضم ہو جائے گا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: میں نے چار مہینوں سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ مجھے اس کے استعمال کی ضرورت نہیں۔ میں کچھ ایسے لوگوں کے ساتھ رہا ہوں جو کبھی پیٹ بھر کر کھانا کھاتے تھے اور کبھی بھوکے رہتے۔

۱۰۳۸- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابو معاویہ، مالک (بن مغول) نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک مرتبہ ایک چیز لائی گئی جسے کبر کہا جاتا ہے۔ابن عمرؓ نے فرمایا: ہم اسے کیا کریں گے؟ لانے والے نے کہا: یہ آپ کے پیٹ میں پڑے ہوئے کھانے کو خوشگوار بنائے گی (یعنی زود ہاضم ہے)۔فرمایا: میرے اوپر مہینہ بھر گزر جاتا ہے میں پیٹ بھر کر نہیں کھاتا ہوں مگر ایک آدھ مرتبہ۔

۱۰۳۹-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان، میمون بن مہران کے سلسلہ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ نجدہ حروری (خارجی) کے کچھ ساتھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اونٹوں کے پاس سے گزرے اور اونٹوں کو اپنے ساتھ ہانک کر لے گئے۔مگر اونٹوں کا چرواہا (رکھوالا) واپس آ گیا اور کہنے لگا: اے ابوعبدالرحمٰن! اپنے اونٹوں کو اب عنداللہ باعث قربت سمجھئے! ابن عمرؓ نے اس سے پوچھا: بھلا اونٹوں کو ہوا کیا؟ چرواہے نے جواب دیا: نجدہ کے کچھ لوگ اونٹوں کے پاس سے گزرے اور ہانک کر انہیں اپنے ساتھ لیتے گئے۔فرمایا: یہ کیسے ہوگیا کہ وہ لوگ اونٹوں کو تو لے گئے اور تمہیں چھوڑ گئے؟ چرواہا بولا: وہ لوگ مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے تھے لیکن میں ان کے ہاتھ سے نکل بھاگا۔فرمایا: تجھے کیا داعیہ پیش آیا جو تو انہیں چھوڑ کر میرے پاس آ گیا؟ کہا: آپ مجھے ان سے زیادہ محبوب ہیں۔فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا واقعۃً میں تجھے ان سے زیادہ محبوب ہوں؟ چنانچہ چرواہے نے قسم اٹھا کر اقرار کیا۔فرمایا: بلاشبہ میں تجھے بھی اونٹوں کے ساتھ باعث قربت سمجھتا ہوں (یعنی عنداللہ باعث اجر و ثواب سمجھتا ہوں) چنانچہ حضرت ابن عمرؓ نے چرواہے کو آزاد کر دیا (وہ غلام تھا اس لئے آزاد کر دیا)۔چنانچہ کچھ ہی عرصہ کے بعد ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: کیا آپ کو فلاں اونٹنی میں رغبت ہے؟ وہ بازار میں بک رہی ہے۔فرمایا: مجھے میری چادر دے دو۔جب انہوں نے چادر اپنے کاندھوں پر ڈالی، چلنے ہی نے تھے کہ تھوڑی دیر کیلئے کھڑے ہوگئے پھر فوراً بیٹھ گئے اور کاندھوں سے چادر اتار کر رکھ دی۔پھر فرمایا: میں تو اس اونٹنی کو عنداللہ باعث اجر و ثواب سمجھ چکا ہوں (اور اللہ کی راہ میں دے چکا ہوں) اب میں اسے کیوں طلب کروں؟۔

۱۰۴۰-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان، میمون بن مہران کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے اپنے ایک غلام کو مکاتب بنایا (مکاتب وہ ہوتا ہے جسے کہا جائے تم اتنے پیسے لاؤ تو تم آزاد ہو) اور بدل کتابت (کی رقم) قسط وار غلام پر مقرر کر دی۔چنانچہ جب پہلی ہی قسط کی ادائیگی کا وقت ہوا غلام ابن عمرؓ کے پاس آیا۔پوچھا: تم یہ قسط کہاں سے کما کر لائے ہو؟ غلام بولا: میں کام بھی کرتا تھا اور مانگتا بھی تھا۔ابن عمرؓ نے فرمایا: کیا تم میرے پاس لوگوں کے اوساخ (وسخ کی جمع بمعنی میل کچیل) لائے ہو اور مجھے وہ کھلانا چاہتے ہو؟ جاؤ تم اللہ کے لئے آزاد ہو اور جو کچھ تم اپنے ساتھ لائے ہو وہ تمہاری اپنی ملکیت ہوا۔

۱۰۴۱-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، کثیر، جعفر، میمون کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بیٹوں میں سے ایک نے عبداللہ بن عمرؓ سے ازار (تہبند) مانگا اور کہا: میرا ازار پھٹ چکا ہے۔فرمایا: اپنا ازار کاٹو اور پھر اسے پہن لو۔یعنی عام کپڑوں میں سے اپنے لئے ازار بنالو)۔لیکن لڑکے نے ایسا کرنا ناپسند سمجھا۔ابن عمرؓ نے اس سے فرمایا: بڑا افسوس ہے! اللہ سے ڈرو! تم ان لوگوں میں سے نہ بنو! جنہوں نے اللہ کے دیئے ہوئے سارے رزق کو اپنے بطون میں ڈال لیا اور جسموں پر پہن لیا۔

۱۰۴۲- ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، حسن بن عبدالعزیز جروی، ضمرہ، رجاء بن ابی سلمہ، میمون بن مہران کے سلسلہ سند سے مروی ہے:

میمون کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت ابن عمرؓ کے گھر میں داخل ہوا میں نے ان کے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جو میری اس چادر کے برابر قیمت کی ہو۔

۱۰۴۳- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابومعمر، یوسف بن ماجشون، ماجشون کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا جو نبی کریم ﷺ کے ان صحابہ کرامؓ کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہو جو دھاری دار چادروں میں دفن کر دیئے گئے (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور دیگر اکابر صحابہ کرامؓ)۔

۱۰۴۴-ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، موسیٰ بن داؤد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن انس رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مجھے حدیث سنائی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ مقام جحفہ میں اترے۔ ابن عامر بن کریز نے اپنے نان بائی کو حکم دیا کہ پکا ہوا کھانا ابن عمرؓ کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ نان بائی ایک برتن اٹھا کر لے گیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: اسے یہاں رکھ دو، نان بائی پھر ایک دوسرا برتن اٹھا لایا۔ نان بائی نے پہلے برتن کو اٹھانا چاہا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا تم کیا کر رہے ہو؟ کہا: میں اسکو اٹھانا چاہتا ہوں! فرمایا: اسے چھوڑ دو اور دوسرے کو اسی میں انڈیل دو۔ چنانچہ نان بائی جب بھی کھانے سے بھرا ہوا برتن (جو کہ پیالہ نما تھا) لاتا اور پہلے والے برتن پر بہا جاتا۔ آخر کار خادم ابن عامر کے پاس واپس گیا اور کہنے لگا: اس اعرابی (دیہاتی) کا پیٹ بہت بھوکا ہے۔ ابن عامر نے غلام کو جواب دیا: یہ تو تمہارے سردار ابن عمرؓ ہیں۔

۱۰۴۵-غلام سے محبت ......ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، موسیٰ بن داؤد، مالک بن انس......،

ابو جعفر قاری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے آقا نے کہا: ابن عمرؓ کے ساتھ جاؤ اور ان کی خدمت کرو۔ چنانچہ میں نے راستے میں دیکھا کہ حضرت ابن عمرؓ جب بھی کسی پانی پر اترتے تو اس پانی کے مالکان کو بلاتے اور اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لیتے۔ چنانچہ ان کے بڑے بیٹے آتے اور کھانا کھاتے لیکن وہ خود صرف دو یا تین لقمے تناول فرماتے۔ چنانچہ جب مقام جحفہ میں پہنچے وہاں ان کے پاس ایک سیاہ فام عریاں بدن غلام آیا۔ ابن عمرؓ نے اسے اپنے پاس بلایا۔ غلام بولا: میں کوئی ایسی جگہ نہیں پاتا ہوں جس میں میں بیٹھوں چونکہ آپ کے ارد گرد لوگ بیٹھے ہیں۔ چنانچہ میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ایک جانب کھسک گئے اور غلام کو اپنے سینے سے چمٹا لیا۔

۱۰۴۶-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو کامل، ابو عوانہ، ہلال بن خباب قزعہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمرؓ پر کھر درے کپڑے دیکھے۔ میں نے ان سے عرض کیا: اے ابو عبدالرحمٰن! میں آپ کے لئے کپڑے لایا ہوں جو کہ خراسان میں بنائے جاتے ہیں۔ (اگر آپ پہن لیں تو) میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، چونکہ آپ پر کھردرے کپڑے ہیں۔ فرمایا: مجھے دکھاؤ تاکہ میں انہیں ایک نظر دیکھ تو لوں۔ چنانچہ ابن عمرؓ نے کپڑے لے کر ہاتھ سے چھوئے پھر فرمایا: کیا یہ ریشم کے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں بلکہ یہ تو روئی کے ہیں۔ فرمایا: مجھے خوف ہے کہ میں انہیں لے لوں اور شیخی اور فخر میں مبتلا نہ ہو جاؤں، اور اللہ تعالیٰ شیخی کرنے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتے۔

۱۰۴۷- سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، عثمان بن ابی شیبہ، یونس بن ابی یعفور، ابو یعفور کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا: میں کیسے کپڑے پہنوں؟ فرمایا: ایسے کپڑے پہنو جنہیں پہن کر تمہیں بے وقوف لوگ حقیر نہ سمجھیں اور نہ ہی حلیم الطبع لوگ تمہیں ڈانٹیں۔ اس آدمی نے عرض کیا وہ کیسے کپڑے ہیں؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: وہ کپڑے ایسے ہیں کہ جنکی قیمت پانچ درہم سے لیکر بیس درہم تک ہو (یعنی درمیانہ درجہ کے کپڑے پہنو)۔

۱۰۴۸-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، عارم ابو نعمان، ابو عوانہ، عبداللہ بن حبیش کا بیان ہے کہ میں نے ابن عمرؓ پر معافری کپڑے (ایک قسم کا کپڑا جسے یمن کا قبیلہ معافر تیار کرتا تھا) دیکھے اور ان کی تہبند نصف پنڈلی تک تھی۔

۱۰۴۹-احمد بن سنان، ابو عباس سراج، ابو معمر، سفیان، عمرو بن دینار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: جب سے نبی ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے ہیں میں نے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی (یعنی مکانات تعمیر نہیں کیے) اور نہ ہی کھجوروں کے باغات لگائے۔

۱۰۵۰-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، محمد بن صباح، سفیان، عمر بن محمد بن زید (جو کہ صدوق اور نیکو کار ہیں) محمد بن زید کے سلسلۂ سند سے

روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک حویلی تھی جسے چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو گئے۔ چنانچہ جب بھی اس حویلی کے پاس سے گزرتے اپنی آنکھیں بند کر لیتے اور لمحہ بھر کے لئے بھی اسکی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے اور نہ ہی کبھی اس میں پڑاؤ ڈالنے کے لئے اترتے۔

۱۰۵۱-**ابن عمرؓ کی عبادت کا حال**......سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، زہری، سالم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں غیر شادی شدہ نوجوان لڑکا تھا اور رات کو مسجد میں سو جایا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب کوئی آدمی خواب دیکھتا تو دوسرے دن رسول کریم ﷺ کو بیان کرتا (تا کہ آپ ﷺ سے خواب کی تعبیر سن لے)۔ چنانچہ مجھے بھی آرزو ہوئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں تا کہ رسول اکرم ﷺ کو بیان کرسکوں۔ تاہم میں نے (ایک رات) خواب دیکھا (وہ یوں) گویا کہ دو فرشتے مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ (کیا دیکھتا ہوں کہ) کنویں کی طرح دوزخ کا بھی منڈیر بندھا ہوا ہے اور دوزخ کے بھی کنویں کے کناروں کی طرح دو کنارے ہیں۔ اچانک میں نے دوزخ میں الٹے لٹکے ہوئے کچھ لوگ دیکھے اور میں نے انہیں پہچان بھی لیا، پھر میں نے "اعوذ باللہ من النار اعوذ باللہ من النار" دوزخ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ، دوزخ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ، کہنا شروع کر دیا۔ (وہیں) مجھے ایک اور فرشتہ ملا جو مجھے کہہ رہا تھا: مت ڈرو، مت ڈرو۔ چنانچہ میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہؓ کو سنایا۔ پھر حفصہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبداللہ بہت اچھا آدمی ہے اگر وہ رات کو نماز پڑھا کرے۔ سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کے بعد عبداللہؓ رات کو بہت کم سوتے تھے۔

یہ حدیث امام احمد و اسحٰق نے عبدالرزاق سے روایت کی ہے اور ایوب نے نافع عن ابن عمرؓ کے طریق سے مختصر روایت کی ہے۔

۱۰۵۲-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، عبدالعزیز بن ابی رواد، (دوسری سند) ابو محمد بن حیان، ابو یعلی، محمد بن حسین برجلانی، زید بن حباب، عبدالعزیز بن ابی رواد، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کی عشاء کی نماز جب جماعت سے فوت ہو جاتی تو بقیہ پوری رات بیدار رہتے (اور نماز پڑھتے رہتے)۔

۱۰۵۳-سلیمان بن احمد، یزید قراطیسی، اسد، ولید بن مسلم، ابن جابر، سلیمان بن موسیٰ، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ رات بھر نماز میں مشغول رہتے پھر کہتے: اے نافع! کیا سحری کا وقت ہو چکا ہے؟ نافع رحمہ اللہ جواب دیتے: ابھی سحری نہیں ہوئی، چنانچہ ابن عمرؓ دوبارہ نماز میں مشغول ہو جاتے پھر پوچھتے: اے نافع! کیا ہم نے سحری کا وقت کر لیا ہے۔ نافع رحمہ اللہ جواب دیتے: جی ہاں۔ چنانچہ ابن عمرؓ بیٹھ جاتے اور استغفار و دعا کرنے لگ جاتے تاوقتیکہ صبح ہو جائے (یعنی نماز فجر کا وقت ہو جائے)۔

۱۰۵۴- محمد بن علی، حسین بن مودود، بندار، ابن ابی عدی، ابن عون، محمد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ رات کو جب بیدار ہوتے نماز میں مشغول ہو جاتے۔

۱۰۵۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو عامر عقدی، داؤد بن ابی فرات کی سند سے مروی ہے:

عبداللہؓ کے غلام ابو غالب کہتے ہیں: آپؓ مکہ میں ہمارے ہاں اترے۔ میں نے انہیں دیکھا کہ رات کو تہجد پڑھتے تھے۔ چنانچہ ایک رات صبح سے تھوڑی دیر پہلے مجھ سے فرمانے لگے: اے ابو غالب! کیا تم اٹھ کر نماز نہیں پڑھتے ہو؟ کاش کہ آپ ایک تہائی قرآن مجید پڑھ لیتے! میں نے عرض کیا: اب تو صبح قریب ہو چکی ہے میں ایک تہائی قرآن مجید کیسے پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا سورت اخلاص یعنی "قل ھو اللہ احد" تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۱۰۵۶-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، صالح بن عبداللہ ترمذی، محمد بن فضل بن غزوان، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ

حضرت عبداللہؓ ظہر اور عصر کے درمیان عبادت یعنی نماز وغیرہ میں مشغول رہتے تھے۔

۱۰۵۷-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، محمد بن صباح، ولید، ابن جریج، ابراہیم بن میسرہ، طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی طرح نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ چنانچہ میں نے قبلہ کی طرف منہ، ہتھیلیاں اور پاؤں کیے ہوئے ان سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔

۱۰۵۸-محمد بن حسن یقطینی، صالح بن احمد، قاسم بن بشر بن معروف، سفیان بن عیینہ، مسعر، سعید بن ابی بردہ، ابو بردہ کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ چنانچہ میں نے انہیں سنا آپؓ سجدے میں کہہ رہے تھے: یا اللہ! تو اپنی ذات کو میرے لئے محبوب ترین شی بنادے اور سب سے زیادہ اپنی ذات کا ڈر مجھے عطا فرمادے۔ نیز میں نے انہیں سجدے میں کہتے ہوئے سنا: اے میرے پروردگار! اپنے فضل وکرم کا مجھ پر انعام کرتا کہ میں گناہگاروں کی پشت پناہی نہ کرسکوں۔

ابن عمرؓ بسا اوقات فرمایا کرتے: جب سے میں اسلام لایا ہوں اس وقت سے جو نماز بھی پڑھی اس میں میں نے یہ امید کی کہ وہ نماز کفارہ بن جائے۔

۱۰۵۹-سلیمان بن احمد، معاذ بن مثنیٰ، مسدد، ابو عوانہ، حصین، عبداللہ بن سبرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب صبح کو اٹھتے تو کہتے: یا اللہ! تو نے اپنے بندوں میں صبح کو جو خیر و بھلائی تقسیم کرنی ہے سب سے زیادہ حصہ مجھے عطا فرما اور مجھے سب سے زیادہ نور عطا فرما، جس کے ذریعے تو ہدایت فرماتا ہے، وہ رحمت عطا فرما جسے تو روئے زمین پر پھیلا دیتا ہے، مجھے اپنے کشادہ رزق میں سے عطا فرما، میری تنگی وسختی کو دور فرمادے، پیش آنے والی مصیبت وبلا کو مجھ سے ہٹادے اور جو فتنہ پیش آنے والا ہے اسے مجھ سے پھیر دے۔

۱۰۶۰-محمد بن علی، حسین بن محمد بن بشار و محمد بن مثنیٰ، محمد بن جعفر، شعبہ، قتادہ، سعید بن مسیبؒ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جس دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ دنیا سے رخصت ہوئے، روئے زمین پر ایسا کوئی آدمی نہیں تھا جو ان جیسا عمل لے کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا۔

۱۰۶۱-**ابن عمرؓ کی خشیت خداوندی**......احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، وکیع، ہشام دستوائی، قاسم بن ابی برزہ ایک آدمی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں جس نے ابن عمرؓ سے سنا۔ ابن عمرؓ نے ایک مرتبہ سورۂ مطففین تلاوت کی اور جب آیت کریمہ "**یوم یقوم الناس لرب العالمین**" (مطففین ۶) جس دن کہ لوگ تمام جہانوں کے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے، پر پہنچے تو بہت روئے حتی کہ گر پڑے۔ کوشش کے باوجود اس آیت کے بعد تلاوت نہ کرسکے۔

۱۰۶۲-احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، اسماعیل بن عمر، براء بن سلیم، نافع (ابن عمرؓ کے آزاد کردہ غلام) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ نے سورت بقرہ کی آخری آیت کی قرأت کی اور جب آیت "**ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ**" (بقرہ ۲۸۴) جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسے ظاہر کرو یا چھپائے رکھو اس کا اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے گا" پر پہنچے تو بہت روئے پھر فرمایا: بلاشبہ یہ شدید حساب ہے۔

۱۰۶۳- احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، بہز، جعفر بن سلیمان، اسماعیل بن عبید (ایک نسخہ میں اسماء بن عبید ہے):

نافع رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں دوزخ کی آگ کا ذکر ہوتا تو وقف کرلیتے اور پھر دعا کرتے اور دوزخ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے۔

۱۰۶۴-احمد بن سنان، محمد بن اسحٰق ثقفی، عبداللہ بن مطیع و یعقوب، ہشیم، ابی قیس، یوسف بن ماہک کا بیان ہے:

ایک مرتبہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو عبید بن عمر کے پاس دیکھا۔ عبید کچھ بیان کر رہے تھے اور ابن عمرؓ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی تھیں۔

۱۰۶۵- عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابواسامہ، عثمان بن واقد، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک مرتبہ آیت کریمہ "الم یأن للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ" (الحدید/۱۶) کیا ابھی تک ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے جھک جائیں، کی تلاوت کی اور پھر رونے لگے حتی کہ رونے سے ان کی ہچکی بندھ گئی۔

۱۰۶۶- محمد بن احمد بن محمد، احمد بن موسیٰ بن اسحٰق، موسیٰ بن سفیان، عبداللہ بن جہم، عمرو بن ابی قیس، ابوسفیان، عمر بن نبہان، حسن (بصری) رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: جو آدمی کسی کی پیروی کرنا چاہتا ہو تو وہ متقدمین کی پیروی کرے اور وہ محمد ﷺ کے صحابہ کرامؓ ہیں۔ وہ حضرات اس امت کے بہترین لوگ تھے۔ ان کے قلوب سب سے زیادہ نیکوکار، ان کا علم سب سے زیادہ گہرا اور وہ پوری امت میں سب سے کم تکلف کرنے والے تھے۔ وہ ایسے لوگ تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت کے لئے منتخب کیا پس تم لوگ ان نفوس قدسیہ کے اخلاق وعادات اور ان کے طریقہ کار کے ساتھ مشابہت اختیار کرو، چونکہ وہ محمد ﷺ کے صحابہ کرامؓ تھے۔ رب کعبہ کی قسم! یہ حضرات ہدایت کے سیدھے راستے پر تھے۔ نیز اے ابن آدم! محض اپنے بدن کی حد تک دنیا کی مصاحبت اختیار کر اور اپنے دل کے اعتبار سے دنیا سے کوسوں دور رہ، چونکہ تیرا سارا دارومدار تیرے عمل پر ہے۔ پس دنیا سے آخرت کے لئے حاصل کرتا کہ تمہیں خیر وبھلائی سے واسطہ پڑے۔

۱۰۶۷- ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، عمر بن محمد بن حسن، محمد بن حسن، محمد بن ابان، سدی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

سدی کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عمرو، ابوسعید، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم کو دیکھا ہے۔ چنانچہ یہ حضرات صحابہ کرامؓ اپنے میں سے کسی کو بھی بجز حضرت ابن عمرؓ کے اس حالت پر نہیں سمجھتے تھے جس حالت پر محمد ﷺ (ان سے) جدا ہوئے۔

۱۰۶۸- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، یحییٰ بن یمان، سفیان، لیث ایک آدمی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: کوئی آدمی بھی علم سے بلند مرتبہ نہیں حاصل کر سکتا حتی کہ وہ علم میں اپنے سے اوپر والے پر حسد نہ کرے اور اپنے سے کمتر کو حقیر نہ سمجھے اور نہ ہی علم سے روپے پیسے کا متلاشی ہو۔ (یعنی علم کا مرتبۂ کمال یہ ہے کہ ہر عالم اپنے سے اوپر والے ذی علم پر حسد کرے اور اپنے سے کمتر کو حقیر نہ سمجھے اور علم کو ذریعہ معاش نہ بنائے)۔

۱۰۶۹- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد (عبسی) وکیع، سفیان، منصور، سالم بن ابی الجعد کی سند سے مروی ہے: ابن عمرؓ نے فرمایا: کوئی بندہ حقیقت ایمان تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ لوگ اسے دین پر سختی سے کاربند رہنے کی وجہ سے بے وقوف نہ کہیں۔

۱۰۷۰- یوسف بن یعقوب، نجیرمی، حسن بن مثنیٰ، عفان، خالد بن ابی عثمان، سلیط کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: خیر وبھلائی کے کاموں میں مشورہ کیا کرو اور شر وبرائی کے کاموں میں مشورہ نہ کیا کرو۔

۱۰۷۱- ابومحمد بن حیان، ابویحییٰ رازی، ھناد بن سری، ابومعاویہ، اعمش، مجاہد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: جو بندہ بھی دنیا کی کسی چیز کو پاتا ہے (یعنی دنیاوی معاملہ میں ترقی کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے درجات گھٹا دیے جاتے ہیں اگرچہ وہ دنیاوی چیز (یا دنیاوی ترقی) اس کے نزدیک کتنی ہی عمدہ ہو۔

یہ حدیث اسرائیل نے بھی ثور عن مجاہد کی سند سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۰۷۲- محمد بن حیان، ابویحییٰ رازی، ہناد محاربی، عمرو بن میمون، میمون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ زید بن حارثہ انصاریؓ وفات پا گئے ہیں۔فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ابن عمرؓ سے کہا گیا: اے ابوعبدالرحمٰن! انہوں نے تو ترکہ میں ایک لاکھ درہم چھوڑے ہیں۔ابن عمرؓ نے فرمایا: لیکن ایک لاکھ نے تو ان کو نہیں چھوڑا۔

۱۰۷۳-عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، ہناد بن سری، محاربی، عاصم احول ایک آدمی کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن عمرؓ نے ایک آدمی کو کہتے سنا: کہاں ہیں دنیا سے کنارہ کشی کرنے والے اور آخرت میں رغبت کرنے والے؟ تاکہ میں انہیں نبی ﷺ، ابوبکر اور عمرؓ کی قبریں دکھاؤں! ابن عمرؓ نے فرمایا: کیا تم ان لوگوں کے بارے میں سوال کرتے ہو؟۔

۱۰۷۴-اولئک آبائی فجئنی بمثلھم..... محمد بن معمر، ابوشعیب حرانی، یحیٰ بن عبداللہ، اوزاعی، سلیمان بن حبیب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے: اگر میں اپنی انگلی شراب میں رکھ دوں مجھے پسند نہیں کہ وہ جوں کی توں میرے ساتھ واپس لوٹے (یعنی مجھے پسند یہ ہے کہ وہ میرے جسم سے کٹ کر علیحدہ ہو جائے)۔

۱۰۷۵-یوسف بن یعقوب، حسن بن ثقفی، عفان، حماد، علی بن زید، یوسف بن مہران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: میں کھجوروں کی پینڈی (کھجور کا شیرہ) پیؤں۔جو اس طرح پکائی جائے کہ جتنی جلنی تھی جل جائے اور جتنی باقی رہنی تھی باقی رہ جائے یہ مجھے مٹکے میں بنی ہوئی نبیذ کے پینے سے زیادہ محبوب ہے۔

۱۰۷۶-یوسف بن یعقوب، حسن بن مثنیٰ، عفان، جریر بن حازم، قیس بن سعد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس آدمی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے جسے شراب پینے اور خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا گیا ہو کہ اگر شراب نہ پئے اور خنزیر کا گوشت نہ کھائے اور قتل ہو جائے تو اس نے خیر و بھلائی کو پالیا اور اگر شراب پی لے اور خنزیر کا گوشت کھالے تو وہ معذور ہے۔

۱۰۷۷-ابوبکر بن محمد بن احمد بن ہارون، ابراہیم، حماد قاضی، محمد بن جوان، مومل، سفیان، یحیٰ، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: آدمی پر زیادہ حق ہے کہ وہ اپنی زبان کو پاکیزہ رکھے (یعنی جھوٹ، عیب، طعنہ زنی، فحش گوئی، لایعنی گفتگو اور فضولیات سے پرہیز کرے)۔

یہ حدیث فریابی اور قبیصہ نے سفیان، عبداللہ بن دینار، ابن عمرؓ کے طریق سے روایت کی ہے۔

۱۰۷۸- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، زہری، سالم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کبھی بھی کسی خادم کو لعنت نہیں کی، صرف ایک خادم کو لعنت کی پھر اس کی پاداش میں اسے آزاد کر دیا۔

امام زہری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابن عمرؓ نے اپنی ایک خادمہ کو لعنت کرنی چاہی اور صرف (یعنی لام اور عین) ہی کہہ پائے تھے اور لفظ پورا نہیں کہا تھا کہ فرمانے لگے: میں اس کلمے کو کہنا پسند نہیں کرتا ہوں۔

۱۰۷۹-سلیمان بن احمد، اسحٰق، عبدالرزاق، معمر، ایوب، نافع وغیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے ابن عمرؓ کو یا خیر الناس! یا ابن خیر الناس! کہہ کر پکارا۔ابن عمرؓ نے فرمایا: نہ تو میں خیر الناس ہوں اور نہ ہی خیر الناس کا بیٹا۔لیکن میں اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔نیز میں اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی امید رکھتا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہوں، بخدا! تم لوگ آدمی کو اسی طرح عجب و بڑائی میں مبتلا رکھتے ہو حتی کہ اسے ہلاک کر دیتے ہو۔

۱۰۸۰-حج وعمرہ میں ابن عمرؓ کا طریقہ..... ابوبکر بن خلاد، اسماعیل بن اسحٰق، سلمان بن حرب، حماد بن زید، ایوب، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نبی ﷺ کا بتایا ہوا تلبیہ کہتے اور اس میں کچھ اضافہ بھی کر دیتے اور یوں فرماتے: لبیک لبیک لبیک وسعدیک لبیک والخیر فی یدیک لبیک والرغباء الیک والعمل (واضح رہے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ

ماثور تلبیہ میں اضافہ کے قائل ہیں)

۱۰۸۱- محمد بن احمد، بشر بن مسوی، خلاد بن یحیی، عمر بن ذر، ......وبرہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ ابن عمرؓ کے ساتھ مناسک حج ادا کرنے جارہے تھے کہ انہوں نے ابن عمرؓ کو تلبیہ پڑھتے سنا، آپ پڑھ رہے تھے: لبیک لبیک والرغباء الیک والعمل.

۱۰۸۲- سلیمان بن احمد، محمد بن یحیی بن منذر، حفص بن عمر حوضی، ہمام بن یحیی، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابن عمرؓ (سعی کرتے وقت) صفا پر یوں دعا کرتے تھے: یا اللہ اپنے دین، اپنی اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت کے ذریعے میری حفاظت فرما، یا اللہ مجھے اپنی مقرر کردہ حدود کے تجاوز کرنے سے بچالے، یا اللہ: مجھے ان لوگوں میں سے کردے جو تجھ سے محبت کرتے ہوں، تیرے رسول سے محبت کرتے ہوں، تیرے فرشتوں سے محبت کرتے ہوں اور تیرے نیک بندوں سے محبت کرتے ہوں، یا اللہ! مجھے آسان راستے (یعنی نیکی) کی سہولت عطا فرما اور تنگی و مشکل (یعنی برائی و معصیت) سے مجھے بچالے، دنیا و آخرت میں میری مغفرت فرما، مجھے پرہیزگاروں کا امام بنادے، یا اللہ تو کہتا ہے: مجھے پکارو! میں تمہاری پکار کا جواب دوں گا، بلاشبہ تو اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ یا اللہ! جب تو نے مجھے اسلام کی ہدایت دی ہے تو یہ نعمت مجھ سے نہ چھیننا اور نہ ہی مجھے اس نعمت سے دور کرنا یہاں تک کہ تو میری روح قبض کرلے۔ اور میری روح اس وقت قبض کرنا جب میں دین اسلام پر سختی سے کاربند ہوں۔

ابن عمرؓ صفا و مروہ پر لمبی دعا کرتے تھے۔ اس لمبی دعا کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے یہی دعا ابن عمرؓ عرفات، دو جمروں کے درمیان اور طواف کے وقت مانگا کرتے تھے۔

یہ حدیث ایوب نے نافع سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۰۸۳- ابوبکر بن خلاد، ابراہیم حربی، ابوعمر حوضی، حسن بن ابی جعفر، سعید بن ابی حرہ، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جب حجر اسود کا استلام کرتے تو کہتے: بسم اللہ واللہ اکبر.

۱۰۸۴- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، عبیداللہ بن عمر، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کو رکن کا استلام کرتے وقت سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا حتی کہ نکسیر پھوٹ جاتی پھر تشریف لاتے اور خون وغیرہ دھوتے۔

۱۰۸۵- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحیی، عبدالعزیز بن ابی رواد، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ مدینہ منورہ تشریف لاتے تو نبی ﷺ کے روضہ اقدس پر آتے اور قبلہ رو ہو کر نبی ﷺ پر درود بھیجتے: اللہ سے ان کے لئے دعا کرتے۔ پھر ابوبکرؓ کی قبر پر تشریف لاتے اور قبلہ رو ہو کر ان پر درود بھیجتے اور دعا کرتے پھر عمرؓ کی قبر مبارک کے پاس آتے اور قبلہ رو ہو کر ان پر درود بھیجتے اور ان کے لئے دعا کرتے پھر کہتے: اے ابا جان! اے ابا جان!۔

اس حدیث کو حماد بن زید نے ایوب سے بمثل مذکور بالا روایت کیا ہے۔

۱۰۸۶- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسی، ابوعبدالرحمن مقری، حرملہ، ابواسود کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

عروہ بن زبیرؓ نے فرمایا: میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو ان کی بیٹی کے لئے پیغام نکاح دیا۔ ہم اس وقت طواف کررہے تھے۔ چنانچہ ابن عمرؓ آگے سے خاموش رہے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ میں سمجھا کہ اگر راضی ہوتے ضرور مجھے جواب دیتے، میں نے دل میں کہا: بخدا! آئندہ میں اس بارے میں کبھی کوئی بات نہیں کروں گا۔ تاہم واقعہ ایسا پیش آیا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی مدینہ کی طرف کوچ کر آئے پھر میں مدینہ آیا اور آتے ہی رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں داخل ہوا۔ روضۃ اقدس پر ہدیہ سلام پیش کیا پھر میں ابن عمرؓ کے پاس آیا چنانچہ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور پوچھا: تم کب آئے ہو؟ میں نے جواب دیا۔ ابھی آرہا ہوں۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: تم نے مجھ سے سودہ بنت عبداللہ کا ذکر کیا تھا۔ اس وقت ہم طواف میں مشغول تھے اور وہاں اللہ عزوجل کی کبریائی ملحوظ تھی (اس لئے وہاں میں تمہیں کچھ

جواب نہ دے سکا)۔ کیونکہ تم مجھے اس جگہ کے علاوہ کہیں اور بھی مل سکتے ہو۔

میں نے کہا: تقدیر میں اسی طرح معاملہ لکھا جا چکا تھا۔ ابن عمرؓ نے پوچھا: آج تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے جواب دیا: میں جس خیال پر تھا اسی پر اب بھی برقرار ہوں۔ چنانچہ ابن عمرؓ نے اپنے دو بیٹوں سالم وعبداللہ کو بلایا اور اپنی بیٹی سے میری شادی کرادی۔

۱۰۸۷-سلیمان بن احمد، احمد بن زید بن حریش، ابوحاتم سجستانی، اصمعی، عبدالرحمٰن بن ابی زناد،

ابوزناد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مصعب بن زبیر، عروہ بن زبیر، عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اکٹھے ہوگئے۔ ان حضرات میں یہ طے پایا کہ ہر آدمی اپنی اپنی آرزو ظاہر کرے۔ چنانچہ عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا مجھے خلافت کی تمنا ہے۔ عروہ بن زبیرؓ نے کہا: میری تمنا ہے کہ مجھ سے علم حاصل کیا جائے۔ مصعب بن زبیر نے کہا: میری آرزو ہے کہ مجھے عراق کی وزارت ملے اور میں دو عورتوں عائشہ بنت طلحہ اور سکینہ بنت حسین کو اپنے عقد نکاح میں لاؤں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: مجھے مغفرت کی تمنا ہے۔ ابوزناد کہتے ہیں: ان تمام حضرات نے اپنی اپنی تمنا پالی۔ ان شاء اللہ ابن عمرؓ کی مغفرت بھی ہو جائے گی۔

۱۰۸۸-عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، احمد بن یونس، ابوشہاب، یونس بن عبید، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ ابن زبیرؓ، خوارج اور خشبیہ کے زمانے میں ابن عمرؓ سے کسی نے کہا: کیا آپ ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں حالانکہ وہ ایک دوسرے کے قتل کے درپے ہیں؟ ابن عمرؓ نے جواب دیا۔ جس نے حی علی الصلوٰۃ کہا، میں اسے جواب دوں گا اور جس نے حی علی الفلاح کہا، اسے بھی جواب دوں گا اور جس نے حی علی القتل (آؤ قتل کی طرف) کہا تو میں اسکی بات قبول کرنے سے انکار کردوں گا

۱۰۸۹-**ابن عمرؓ کی اتباع سنت اور آپؓ کے فرمودات**...... محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، ہارون بن ابراہیم، عبداللہ بن عبید بن عمیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: فتنہ میں ہماری مثال ان لوگوں کی طرح ہے جو سیدھے راستے پر چلتے جارہے ہوں اور وہ لوگ اس راستے کو باخوبی پہچانتے ہوں کہ اچانک بادلوں نے انہیں گھیر لیا ہو اور سخت تاریکی ان کے راستے میں رکاوٹوں کے پہاڑ کھڑے کردے۔ پھر وہ لوگ راستے سے بچل کر دائیں بائیں ہو جائیں اور راستہ ہی انہیں بھول جائے۔ پس ہمیں چاہیے کہ ہم اس موقع پر جہاں ہوں وہیں کھڑے کے کھڑے رہ جائیں...... جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے راستے کو صاف ستھرا کردیں اور ہم راستے کو واضح دیکھ لیں اور اسے پہچان بھی لیں پھر اس پر چلنا شروع کریں۔

یہ کچھ قریش کے نوجوان ہیں جو آپس میں سلطنت کے لئے لڑ رہے ہیں اور اس دنیا کے پیچھے مر مٹ رہے ہیں۔ مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ وہ ایک دوسرے کو میرے ان دو جوتوں کے بدلے میں قتل کریں۔ (یعنی حقیر چیز پر ایک دوسرے کو قتل کررہے ہیں۔ جس کی مجھے کچھ پرواہ نہیں لہذا میں ان کا شریک نہیں ہوں گا)۔

۱۰۹۰- محمد بن حسن کوثر، بشر بن موسیٰ، عبدالصمد بن حسان، خارجہ بن مصعب، موسیٰ بن عقبہ، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے: کہتے ہیں میں ابن عمرؓ کو نبی ﷺ کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ یہ تو مجنون ہیں۔ (یعنی اتنے متبع سنت تھے کہ دیکھنے والا انہیں دیوانہ سمجھتا یہی قول حسن بصری رحمہ اللہ کا بھی ہے کہ اگر تم صحابہ کرامؓ کو دیکھ لیتے انہیں دیوانے سمجھتے لیکن وہ اگر تمہیں دیکھ لیتے تمہیں منافق سمجھتے)۔

۱۰۹۱-عبداللہ بن محمد بن حنبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبداللہ بن نمیر، عاصم احول ایک آدمی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی ابن عمرؓ کی طرف دیکھتا تو ان کو آثار نبی ﷺ کی اتباع کی وجہ سے مجنون سمجھتا۔

۱۰۹۲-عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، ابومودود، نافع کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ جب ابن عمرؓ مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لاتے تو اپنی سواری کو سر سے پکڑ کر ادھر ادھر موڑتے رہتے اور فرماتے: شاید میری سواری کا کھر کہیں ایسی جگہ پڑ جائے جس جگہ نبی ﷺ کی سواری کا کھر پڑا ہو (یعنی اتباع سنت کا یہ عالم تھا کہ جس جگہ نبی ﷺ کی سواری کا پاؤں لگا ہوتا اس جگہ اپنی سواری کا پاؤں بھی لگوانے کی تلاش میں سواری کو ادھر ادھر موڑتے رہتے)۔

۱۰۹۳-ابوبکر محمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، عبدالصمد بن حسان، خارجہ بن مصعب، زید بن اسلم، اسلم کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ جس طرح کسی اونٹنی کا بچھیرا جنگل میں گم ہو جاتا ہے اور اونٹنی اس کی تلاش میں سرگرداں مارے مارے پھرتی ہے اس سے بھی کئی گنا زیادہ ابن عمرؓ اپنے والد ماجد عمرؓ بن خطاب کے آثار کی تتبع وتلاش میں رہتے تھے۔

۱۰۹۴-ابوبکر بن خلاد، محمد بن غالب، قعنبی، مالک، اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ،...... طفیل بن ابی کعب کا بیان ہے کہ میں عبداللہ بن عمرؓ کے پاس جاتا اور پھر ان کے ہمراہ بازار کی طرف چلا جاتا۔ چنانچہ جب ہم بازار میں پہنچ جاتے تو ابن عمرؓ جس مسکین، غریب بیچنے والا ہو یا خریدنے والا کے پاس سے گزرتے اسے ضرور سلام کرتے۔ میں نے عرض کیا: آپ بازار میں کیا کرنے آتے ہیں؟ چونکہ آپ نہ ہی خریداری کرنے کھڑے ہوتے ہیں، نہ ہی اشیاء کے بھاؤ کے بارے میں آپ پوچھتے ہیں، نہ ہی کہیں آپ بھاؤ تاؤ لگاتے ہیں اور نہ ہی آپ بازار کی مجالس میں بیٹھتے ہیں؟ آپ یہاں بیٹھیں ہم بات چیت اور گفتگو کریں۔ فرمایا: اے ابوبطن! طفیل رحمہ اللہ کی توند باہر نکلی ہوئی تھی (اس وجہ سے ابوبطن پیٹ کے باپ فرمایا) ہم تو صرف لوگوں کو سلام کرنے بازار آتے ہیں پس جس سے بھی ملو ضرور سلام کرو۔

۱۰۹۵-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، مالک بن انس، زہری، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ نیکی اسوقت تک نہیں پہچانی جاتی تھی جب تک کہ عمرؓ اور ان کے بیٹے ابن عمرؓ اس کے بارے میں کچھ نہ کہہ دیں یا اسے کر نہ لیں۔

یہ حدیث ہیثم بن عدی نے بھی مالک سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۰۹۶-محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، شعبہ، حکم، مجاہد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابن سعدانؓ نے مجھے فرمایا: اے ابوغازی! نوح علیہ السلام اپنی قوم میں کتنا عرصہ ٹھہرے رہے؟ میں نے عرض کیا: ساڑھے نوسو سال۔ فرمایا: بلاشبہ وہ لوگ اپنی عمروں جسموں اور عقلوں میں ترقی کرنے کی بجائے نقصان کر گئے۔

۱۰۹۷-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، قتادہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا کیا نبی ﷺ کے صحابہ کرامؓ ہنستے بھی تھے؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: جی ہاں، لیکن ان کے دلوں میں ایمان پہاڑوں سے بھی زیادہ عظیم تر ہوتا تھا۔

۱۰۹۸-عبداللہ بن ابراہیم بن ایوب، محمد بن عبدوس بن کامل، علی بن جعد، زہیر، آدم بن علی کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: بے شک قیامت کے دن کچھ لوگ بلائے جائیں گے، جو نقصان اور کمی کے مرتکب ہوں گے۔ پوچھا گیا: نقصان اور کمی کرنے والے کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنی نماز میں قلت التفات اور وضوء میں بے توجہی کر کے کمی کی۔

۱۰۹۹-ابراہیم بن احمد بن ابی حصین، ابوحصین، یلیح بن وکیع، جریر، اعمش، نافع کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابن عمرؓ ایک آدمی کے پاس بطور مہمان کے ٹھہرے۔ چنانچہ جب تین دن گزر گئے فرمایا: اے نافع! اب ہمارے اوپر ہمارے اپنے مال میں سے خرچ کرو۔

۱۱۰۰-سلیمان، اسحٰق، عبدالرزاق، معمر، قتادہ کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا کہ کیا ''لاالٰہ الا اللہ'' کے ہوتے ہوئے کوئی عمل ضرر رساں ہو سکتا ہے جس طرح کے بدون ''لاالٰہ الا اللہ'' کے کوئی عمل نفع بخش نہیں ہو سکتا؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: زندگی بسر کرو اور دھوکہ مت کھاؤ (یعنی کلمہ طیبہ پر مطلق بھروسہ مت کئے رکھو اور برے اعمال کرتے جاؤ یوں دھوکے میں پڑ جاؤ گے)۔

۱۱۰۱- حبیب بن حسن، عمر بن حفص، عاصم بن علی قاسم بن بن فضل حدانی، معاویہ بن قرہ، معبد جہنی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم نے ابن عمرؓ سے کہا: ایک آدمی ہے کہ وہ بھلائی کا کوئی عمل نہیں چھوڑتا بلکہ اس پر ضرور عمل کرتا ہے الا یہ کہ وہ اللہ عزوجل کے بارے میں شک میں مبتلا ہے (یعنی اسے شک ہے کہ اللہ مجھ پر رحمت نہیں کرے گا اس آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے)؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: البتہ وہ یقینی طور پر ہلاک ہوگیا۔ میں نے پھر پوچھا: ایک آدمی جو کہ ہر قسم کی شر و برائی پر عمل پیرا ہو صرف اتنی بات ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ' کی گواہی دیتا ہے (اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے)؟ فرمایا: زندگی گزارو اور دھوکے میں مت پڑو۔ (عمل کی بہر حال ضرورت ہے)۔

۱۱۰۲- احمد بن اسحٰق، ابراہیم بن نائلہ، عباس بن ولید، ابوعوانہ، عمر بن ابی سلم، ابوسلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ ایک قصہ گو کے پاس سے گزرے۔ درآں حالانکہ لوگ اس کے پاس ہاتھ بلند کئے ہوئے تھے۔ ابن عمرؓ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ ان ہاتھوں کو کاٹ دے تمہاری ہلاکت ہو اللہ تعالیٰ تو تمہارے زیادہ قریب ہے حتیٰ کہ اللہ تمہاری رگ جان سے بھی تمہارے زیادہ قریب ہے۔

۱۱۰۳- یوسف بن یعقوب، حسن بن مثنیٰ، عفان، جویریہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ نافع کہتے ہیں کہ میں ایک جنازے میں ابن عمرؓ کے ساتھ حاضر تھا، جب اسکو دفن کر کے فارغ ہو چکے تو ایک کہنے والے نے کہا: اللہ تعالیٰ کے نام پر اٹھو، ابن عمرؓ نے فرمایا: بلکہ اللہ تعالیٰ کا نام ہر چیز پر موجود ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نام سے اٹھو۔ (بسم اللہ کہہ کر اٹھو)

۱۱۰۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابومعاویہ، مالک، ابی حصین، مجاہد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں ابن عمرؓ کے ساتھ جا رہا تھا چنانچہ ایک کھنڈر کے پاس سے ہمارا گزر ہوا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: اے مجاہد ذرا پوچھو: اے کھنڈرات! تمہارے باسیوں کا کیا بنا؟ میں نے کہا: اے کھنڈرات تمہارے باسیوں کا کیا بنا؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: وہ تو دنیا سے چل بسے صرف ان کے اعمال ہی باقی رہ گئے ہیں۔

۱۱۰۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سریج بن یونس، سعید بن عبدالرحمٰن جمحی، ابوحازم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابن عمرؓ اہل عراق کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے، جو بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ فرمایا: اس آدمی کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: جب اس کے پاس قرآن مجید پڑھا جاتا ہے تو اس پر بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ فرمایا، یقیناً ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اس طرح کی بے ہوشی سے پناہ مانگتے ہیں۔

۱۱۰۶- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، اسحٰق بن عیسیٰ بن طباع، حماد بن زید (دوسری سند) حبیب بن حسن، قاضی یوسف، عمرو بن مرزوق، زائدہ، (تیسری سند) احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد دورقی، احمد بن یونس، زہیر (چوتھی سند) سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز ابونعیم، سفیان (حدیث کے الفاظ سفیان ہی کے روایت کردہ ہیں) (چاروں رواۃ حدیث کی سند سے) لیث بن ابی سلم عن مجاہد کی روایت ہے:

ابن عمرؓ فرماتے ہیں: کہ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: اللہ ہی کے لئے محبت کرو، اللہ ہی کے لئے بغض و عداوت کرو، اللہ ہی کے لئے دوستی کرو اور اللہ ہی کے لئے دشمنی کرو، چونکہ تم اسی چیز سے اللہ کی محبت کو پا سکتے ہو۔ اور کوئی آدمی بھی ایمان کا ذائقہ نہیں پا سکتا خواہ وہ کتنے ہی زیادہ روزے رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو...... جب تک کہ وہ ایسا نہ ہو جائے (یعنی مذکورہ صفات کا حامل نہ ہو جائے)۔ لوگوں کی دوستیاں دنیاوی امور میں ہوتی ہیں حالانکہ یہ چیز انہیں کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا اے ابن عمر! جب تم صبح کر لو تو اپنے نفس کو شام کی فکر میں مبتلا مت کرو۔ نیز اپنی

حالت صحت میں اعمال کرلو جو تمہاری بیماری کے موقع پر کار آمد ہوں اور اپنی حیات میں اعمال کرلو جو تمہاری موت کے لئے نفع بخش ہوں چونکہ اے عبداللہ! تم نہیں جانتے کل تمہارا کیا نام ہوگا؟ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کا ایک حصہ پکڑ کر ارشاد فرمایا: دنیا میں ایک اجنبی مسافر کی طرح ہو کر رہو، یا ایک راہ گیر کی طرح اور اپنے آپ کو اہل قبور میں شمار کرو (یعنی گویا کہ تم مر چکے ہو اور اعمال کو تیار رکھو) ۔[۱]

شیخ ابونعیم اصفہانی کہتے ہیں کہ حماد وزہیر وزائدہ نے دوستی دشمنی کا ذکر اپنی اپنی اسناد میں نہیں کیا ہے اور بقیہ حدیث میں سفیان کی موافقت کی ہے۔ یہ حدیث حسن بن حر وفضیل بن عیاض وجریر وابو معاویہ نے لیث سے روایت کی ہے اور اعمش نے مجاہد، ابن عمرؓ کے طریق سے اسی جیسی روایت کی ہے۔

۱۱۰۷- عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، حکم بن موسیٰ، اسماعیل بن عیاش، علاء بن عتبہ، عطاء بن ابی رباح کے سلسلۂ سند سے حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ ایک نوجوان لڑکے نے کھڑے ہو کر کہا: یارسول اللہ! مومنین میں سب سے زیادہ سمجھدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومنین میں جو سب سے زیادہ سمجھدار ہیں وہ موت کو کثرت سے یاد کرتے ہیں، اس کے آنے سے پہلے اس کی پوری پوری تیاری کرتے ہیں۔[۲]

یہ حدیث ابوسہیل بن مالک وحفص بن غیلان ویزید بن ابی مالک وقرہ بن قیس ومعاویہ بن عبدالرحمٰن نے عطاء سے اسی طرح روایت کی ہے جبکہ امام مجاہد نے بھی ابن عمرؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۱۰۸- ابوعبداللہ محمد بن احمد بن مخلد وابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، داؤد بن المحبر، عباد بن کثیر، عبداللہ بن دینار کی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتنے عاقل لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم کو سمجھتے اور عمل کرتے ہیں...... جبکہ وہ لوگوں کے نزدیک حقیر اور کریہہ المنظر ہوتے ہیں لیکن کل وہ نجات پا جائیں گے اور کتنے ہی زبان کے تیز اور لوگوں کو خوش شکل لگنے والے کل قیامت کو ہلاک ہوں گے۔[۳]

۱۱۰۹- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، عبداللہ بن نافع، نافع کے سلسلۂ سند سے حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے مسجد بنائی تو عورتوں کے لئے (مخصوص) ایک دروازہ بنایا اور پھر ارشاد فرمایا: اس دروازے سے ہرگز کوئی آدمی داخل نہ ہو اور نہ ہی باہر نکلے۔

۱۱۱۰- قاضی ابواحمد محمد بن احمد بن ابراہیم، علی بن محمد بن عبدالوہاب، ابوبلال اشعری، ابوکدینہ بجلی، عطاء کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: ہمارے اوپر ایک ایسا زمانہ بھی گزرا ہے کہ (ہم میں سے) ہر آدمی اپنے بجائے اپنے مسلمان بھائی کو اپنے دینار ودرہم کا زیادہ حقدار سمجھتا تھا حتیٰ کہ کوئی ضرورت نہ پیش آئے۔

بخدا! میں نے نبی ﷺ کو سنا ہے ارشاد فرما رہے تھے: کہ جب لوگ درہم ودینار میں بخل کرنے لگ جائیں اور آپس میں خرید وفروخت اور کاروبار میں ہمہ تن مشغول ہو جائیں یعنی کھیتی باڑی میں مگن ہو جائیں اور گائے بیلوں کی دموں کے پیچھے ہو جائیں اور جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ذلت ورسوائی کو مسلط کر دے گا اور انہیں اس ذلت سے چھٹکارہ نہیں ملنے پائے گا تاوقتیکہ وہ

۱۔ صحیح البخاری ۸/۱۱۰، وسنن الترمذی ۲۳۳۳، وسنن ابن ماجۃ ۴۱۱۴، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۲/۳۹۹، ۴۱۸، والصغیر ۱/۳۰، والزھد لابن المبارک ۵، وتاریخ بغداد ۴/۹۶، ۱۳/۲۷۳، والأمالی للشجری ۲/۱۹۳، ومشکاۃ المصابیح ۵۲۷۴.

۲۔ سنن ابن ماجۃ ۴۲۵۹، والمستدرک ۴/۵۴۰. والأمالی للشجری ۲/۲۹۴، وتفسیر الطبری ۸/۲۰، وتفسیر ابن کثیر ۳/۳۲۷، واتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۲۲۹.

۳۔ المطالب العالیۃ ۲۷۵۹. وکنز العمال ۵۹۴۰. وتنزیہ الشریعۃ ۱/۲۱۵.

اپنے دین پر واپس لوٹ آئیں گے۔[۱]
اس حدیث کو اعمش نے بھی عطاء و نافع سے روایت کیا ہے جبکہ راشد حمانی نے ابن عمرؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

(۴۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ[۲]

حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک زود فہم معلم، سمجھدار ملہم، قابل فخر، بدر العلماء، قطب الافلاک، عنصر الاملاک، بحر بیکراں، بہتے ہوئے چشمے، مفسر قرآن، تاویل و تفسیر کے واضح کرنے والے، باریکیوں کے جاننے والے، عالیشان لباس زیب تن کرنے والے، پاس بیٹھنے والوں کا اکرام کرنے والے اور لوگوں کو کھانا کھلانے والے حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی ہیں۔

کہا گیا ہے کہ تصوف عمدہ اخلاق و عادات کو اپنانے میں دوسروں پر سبقت لے جانا اور نفس کو تعلقات دنیوی سے چھڑانا ہے۔

۱۱۱۱-احمد بن محمد بن ابراہیم، حسن بن محمد بن ابراہیم، یحییٰ بن ایوب، عباد بن عباد، حجاج بن فرافصہ، رجلان ذکر اسمہما الحجاج، زہری، عبیداللہ بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا:

اے لڑکے! کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن سے اللہ تم کو نفع بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق و احکام کی حفاظت کرو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ فراخی اور خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کو پہچانو وہ تمہیں سختی و شدت میں پہچانے گا۔ جب سوال کرو تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرو اور جب مدد طلب کرو تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرو۔ جو کچھ ہونا تھا اسے لکھ کر قلم خشک ہو چکے (یعنی تقدیر لکھی جا چکی ہے)۔ اگر ساری مخلوق تجھے کوئی چیز عطاء کرنے پر جمع ہو جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں وہ چیز نہیں لکھی تو مخلوق (کسی صورت میں) وہ چیز تجھے دینے پر قدرت نہیں رکھتی اور اگر ساری مخلوق اس پر جمع ہو جائے کہ تجھے کسی چیز کے حاصل کرنے سے منع کر دے حالانکہ وہ چیز اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں لکھ دی ہے تو ساری مخلوق تجھے اس چیز سے نہیں روک سکتی اور بلاشبہ مدد صبر کے ساتھ ملتی ہے اور وسعت و کشادگی تنگی و تکلیف کے ساتھ ہوتی ہے اور ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔[۳]

۱۱۱۲-محمد بن جعفر بن ہیثم، محمد بن احمد بن عبداللہ بن ابی عوام، عبداللہ بن بکر سہمی، خاتم بن ابی صغیرۃ، عمرو بن دینار، کریب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں نے رات کے آخری حصہ میں نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی چنانچہ (نماز ہی میں) نبی ﷺ نے مجھے اپنے برابر کرنا شروع کر دیا۔ جب نماز سے فارغ ہو گئے میں نے ان سے عرض کیا: کیا کسی کے لئے مناسب ہے کہ آپ کے برابر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے، حالانکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اللہ سے دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ میرے فہم و علم میں ترقی عطا فرمائے۔

۱۱۱۳-عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن عبداللہ بن رستہ، ابو یزید فراز، نضر بن شمیل، یونس، ابی اسحق، عبدالمومن انصاری کے سلسلۂ سند سے

۱۔ مسند الامام أحمد ۲/۲۸، ونصب الرایة ۴/۱۷۔، وتلخیص الحبیر ۳/۱۹، والدر المنثور ۱/۲۴۹، وکنز العمال ۱۰۵۰۴، ۱۰۷۵۱.

۲۔ طبقات ابن سعد ۲/۳۶۵، والتاریخ الکبیر ۵/ت۵والجرح ۵/ت ۵۲۷. والاستیعاب ۳/۹۳۳، وسیر النبلاء ۳/۳۳۱. وتذکرة الحفاظ ۴۰. والکاشف ۲/ت ۲۷۱۸، وتهذیب الکمال ۱۵/۱۵۴.

۳۔ مسند الامام أحمد ۱/۳۰۷، والدر المنثور ۱/۶۶. والضعفاء للعقیلی ۳/۱۷۸. وکشف الخفا ۲/۴۳۸، وکنز العمال ۶۳۱، ۱۵۹۰.

مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ مشکیزے کی طرف اٹھے وضو کیا اور کھڑے کھڑے پانی پیا۔

میں نے کہا: بخدا! میں بھی ضرور اسی طرح کروں گا جس طرح کہ نبی ﷺ نے کیا ہے، چنانچہ میں بھی کھڑا ہوا وضو کیا اور کھڑے ہو کر پانی پیا پھر میں نبی ﷺ کے پیچھے صف بستہ ہو گیا۔ (نماز ہی میں) نبی ﷺ نے اشارہ کیا تا کہ میں ان کے برابر دائیں طرف کھڑا ہو جاؤں۔ لیکن میں نے انکار کر دیا، جب نبی ﷺ نے اپنی نماز پوری کر لی ارشاد فرمایا: تم میرے برابر میں کیوں نہ کھڑے ہوئے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے مقابلہ میں آپکا مرتبہ جلیل الشان ہے اور آپ بالاتر ہیں اس سے کہ میں آپ کے برابر ہو جاتا۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یا اللہ! اسے حکمت (علم، دانائی، تقویٰ اور عمل) عطا فرما۔[۱]

۱۱۱۴- حسن بن علان، جعفر فریابی، قتیبہ بن سعید، محبوب بن حسن بصری، خالد حذاء، عکرمہ، ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے سینے کے ساتھ چمٹایا اور پھر فرمایا: یا اللہ! اسے علم وحکمت عطاء فرما۔[۲]

۱۱۱۵- ابو بکر طلحی، محمد بن علی بن مہدی، زبیر بن بکار، ساعدہ بن عبداللہ، داؤد بن عطاء، زید بن اسلم کے سلسلۂ سند سے حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے عبداللہ بن عباسؓ کے لئے دعا فرمائی: یا اللہ! اس کے علم میں برکت عطا فرما اور اسے پوری دنیا میں علم پھیلانے کا ذریعہ بنا۔[۳]

داؤد بن عطا مدنی اس سند میں متفرد ہیں۔

۱۱۱۶- محمد بن مظفر، عمر بن حسن بن علی، عبداللہ بن محمد بن عبید اموی، محمد بن صالح عدوی، لاہز بن جعفر تیمی، عبدالعزیز بن عبدالصمد عمی، علی بن زید بن جدعان، سعید بن مسیب کے سلسلۂ سند سے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو باہر حضرت عباسؓ سے ملاقات ہوگئی ارشاد فرمایا: اے ابو الفضل (حضرت عباسؓ کی کنیت ہے) کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں؟ عباسؓ نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! ضرور سنائیے، ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل نے میرے ہاتھ پر اس امر (یعنی امور دین وامور خلافت) کی ابتداء کی ہے اور تیری اولاد کے ہاتھوں اسکا خاتمہ فرمائے گا۔[۴]

سند حدیث میں لاھز بن جعفر متفرد ہیں اور یہ حدیث عزیز ہے۔

۱۱۱۷- محمد بن مظفر، محمد بن محمد بن سلیمان ونصر بن محمد، علی بن احمد سواق، عمر بن راشد حبادی، عبداللہ بن محمد بن صالح، محمد بن صالح، عمرو بن دینار کے سلسلۂ سند سے حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عباس کی اولاد میں کچھ بادشاہ ہوں گے جو میری امت کے امور خلافت کے ذمہ دار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے دین اسلام کی عزت کو دوبالا کریں گے۔[۵]

۱۱۱۸- محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ، ابو اسامہ، اعمش، مجاہد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۵۹/۱۲، وتاریخ بغداد ۹۸/۸. واتحاف السادۃ المتقین ۵۳۲/۴.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۲۹۳/۱۰، ۳۴۵/۱۱، وطبقات ابن سعد ۱۱۹/۲/۲. وشرح السنۃ ۱۳۶/۱۴، ومشکاۃ المصابیح ۶۱۳۸. واتحاف السادۃ المتقین ۲۵۸/۱، ۵۳۲/۴ والبدایۃ والنهایۃ ۲۹۷/۸.

۳۔ المستدرک ۴۰۰/۱، والبدایۃ والنهایۃ ۲۹۶/۸. واتحاف السادۃ المتقین ۶۴۷/۹. والجامع الکبیر ۱۰۰۱. وکنز العمال ۳۳۵۸۵.

۴۔ الاحادیث الضعیفۃ ۸۲، وکنز العمال ۳۳۴۲۱.

۵۔ کنز العمال ۳۳۴۴۰.

عباسؓ کو کثرت علم کی وجہ سے بحرِ بیکراں کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔

۱۱۱۹- مخلد بن جعفر ابو عیسیٰ ختلی، احمد بن منصور، سعدان بن جعفر مروزی (ثقہ اور امین راوی) عبدالمومن بن خالد، عبداللہ بن بریدہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ نبی ﷺ کے پاس گیا ان کے پاس اس وقت جبریل علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے کہنے لگے: بلاشبہ وہ (یعنی ابن عباسؓ) اس امت کے حبر (یعنی بہت بڑے عالم) ہوں گے، انہیں خیرو بھلائی کی وصیت کیجئے۔

عبدالمومن بن خالد متفرد ہیں اور یہ انہیں کی مروی حدیث ہے۔

۱۱۲۰- **علم وحکمت سے بھرپور**...... سلیمان بن احمد، عبداللہ بن سعید رقی، عامر بن سیارۃ، فرات بن سائب، میمون بن مہران، عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ نے عبداللہ بن عباسؓ کے سر پر دست شفقت رکھا اور فرمایا: یااللہ! اسے علم وحکمت عطا فرما اور تاویل کے علم سے اسے نواز دے۔ اور پھر آپ ﷺ نے دست اقدس ان کے سینے پر رکھا جس سے عبداللہ بن عباسؓ نے دست اقدس کی ٹھنڈک اپنی پشت میں محسوس کی پھر فرمایا: یااللہ! علم وحکمت سے اسکا پیٹ بھر دے[1]۔ چنانچہ عبداللہؓ بن عباس حکمت سے بھرپور تھے، لوگوں کے محتاج نہیں ہوئے حتی کہ اللہ عزوجل نے اس امت کے حبر کو اپنے پاس بلا لیا۔

۱۱۲۱- ابوبکر طلحی، جعفر بن عمران، ابراہیم بن یوسف صیرفی کوفی، عبداللہ بن خراش عوام بن حوشب، مجاہد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے خیر کثیر کی دعا کی تھی اور ارشاد فرمایا تھا: تم قرآن مجید کے بہت اچھے ترجمان ہو[2]۔

۱۱۲۲- ابو حامد بن جبلہ، ابو عباس سراج، عمر بن محمد بن حسن، ابوشریک، سعید بن مسروق، منذر ثوری، ابن حنفیہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباسؓ اس امت کے حبر تھے (یعنی بہت بڑے عالم)۔

۱۱۲۳- **ابن عباسؓ کی دیگر اکابر صحابہ پر فضیلت**...... سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، عارم ابونعمان، ابوعوانہ، ابوبشر، سعید بن جبیر، حضرت ابن عباسؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ شیوخ بدر کے ساتھ مجھے اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ بعض حضرات نے کہا: آپ ہمارے ساتھ اس لڑکے کو کیوں لے آتے ہیں؟ حالانکہ اس جیسے تو ہمارے بھی بیٹے ہیں! حضرت عمرؓ نے فرمایا: بے شک اس کا تعلق ان لوگوں سے ہے جنہیں تم جانتے ہو۔ چنانچہ ایک دن عمرؓ نے ان حضرات شیوخ کو بھی بلایا اور مجھے بھی بلایا۔ میں صرف یہی سمجھا کہ عمرؓ نے مجھے اس لئے بلایا ہے تاکہ میرے مرتبے سے انہیں آگاہ کریں۔ حضرت عمرؓ "اذا جاء نصر اللہ والفتح" پوری سورت نصر تلاوت کرنے کے بعد فرمایا: تم اس کی تفسیر میں کیا کہتے ہو؟ بعض حضرات نے کہا کہ اس سورت میں ہمیں حکم دیا جارہا ہے کہ جب مدد وفتح آجائے تو ہم اللہ تعالیٰ کی حمد اور استغفار کریں بعض نے کہا: ہم کچھ نہیں جانتے اور بعض نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر عمرؓ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابن عباس! جو کچھ ان حضرات نے کہا ہے کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: پھر تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: اس سورت میں اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے وصال کے متعلق بتلایا ہے۔ "اذا جاء نصر اللہ والفتح" جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے، میں فتح سے مراد فتح مکہ ہے اور یہی نبی ﷺ کے وصال کی علامت ہے۔ اور فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا" پس اپنے رب کی حمد وتسبیح کرو اور اس سے مغفرت طلب کرو بلاشبہ

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۲۹۱، ومجمع الزوائد ۹/۲۷۶.

[2] مجمع الزوائد ۹/۲۷۶. وکنز العمال ۳۳۵۸۲.

اللہ عزوجل رجوع کرنے والا ہے۔

عمرؓ نے فرمایا: اس سورت سے میں بھی وہی کچھ سمجھتا ہوں جو کچھ تم سمجھتے ہو۔

۱۱۲۴- **عدد سات کی فضیلت** ...... احمد بن جعفر بن مالک، محمد بن یونس کدیمی، ابوبکر حنفی، عبداللہ بن وہب مدنی، محمد بن کعب قرظی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بن الخطاب مہاجرین صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے اور یہ سب حضرات آپس میں لیلۃ القدر کا تذکرہ کر رہے تھے۔ تاہم ان حضرات میں سے جس نے لیلۃ القدر کے متعلق جو کچھ سن رکھا تھا اس نے وہ کہہ دیا۔ یہ حضرات لیلۃ القدر کے بارے میں مختلف باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں عمرؓ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابن عباس! تمہیں کیا ہوا جو خاموش بیٹھے ہو اور کوئی بات نہیں کر رہے ہو؟ کچھ کہو اور کمسنی تمہارے کہنے میں رکاوٹ نہ بنے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! بلاشبہ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق عدد کو پسند فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایام دنیا کو ایسی نہج پر پیدا کیا کہ وہ سات کے عدد پر چکر لگائے جا رہے ہیں (یعنی ہفتے میں سات دن ہیں)۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی سات چیزوں سے پیدا کیا۔ ہمارے رزق کو بھی سات چیزوں سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر سات آسمان پیدا کیے ہیں۔ ہمارے نیچے سات زمینیں پیدا کی ہیں۔ قرآن مجید میں سات بڑی سورتوں کو مثانی کا نام عطا کیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سات قسم کے اقرباء سے نکاح کرنے کو منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سات قسم کے ورثاء پر وراثت تقسیم کی ہے۔ ہم اپنے سات اعضاء پر سجدہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اردگرد طواف سات چکر لگائے ہیں۔ صفا و مروہ کے درمیان بھی سات چکر لگائے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے رمی جمار سات کنکریوں کے ساتھ کی ہے۔ چنانچہ میں لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں سمجھتا ہوں۔ واللہ اعلم۔

حضرت عمرؓ سن کر متعجب ہوئے اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی حدیث میں میری موافقت کسی نے نہیں کی سوائے اس لڑکے کے جس کے اعلیٰ کردار اور دماغی صلاحیتوں کا کوئی مساوی نہیں۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لیلۃ القدر کو آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے لوگو! اس طرح میری تائید کون کر سکتا ہے جس طرح کہ ابن عباسؓ نے کی ہے![1]

۱۱۲۵- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم دبری، عبدالرزاق، عیینہ، ابی بکر ہذلی کہتے ہیں میں ایک مرتبہ حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آیا وہ کہنے لگے: بلاشبہ حضرت ابن عباسؓ تفسیر قرآن میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے: تم لوگ بوڑھوں کے اس نوجوان لڑکے کے ساتھ لازم رہو۔ بلاشبہ یہ سیر کر دینے والی زبان اور سمجھدار دل کا مالک ہے۔ چنانچہ عرفہ کی رات ابن عباسؓ ہمارے منبر پر تشریف فرما ہوتے اور سورت بقرہ و سورت آل عمران پڑھتے ان کی ایک ایک آیت کی تفسیر بیان فرماتے چنانچہ ان کے کلام کی روانی بے مثال ہوتی تھی۔

۱۱۲۶- حسن بن محمد بن کیسان، اسماعیل بن اسحٰق قاضی، علی بن مدینی، ابو اسامہ، مجالد، عامر شعبی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ میرے والد (یعنی حضرت عباسؓ) نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے پیارے بیٹے! بلاشبہ میں دیکھتا ہوں کہ امیر المؤمنین (حضرت عمرؓ) تمہیں صحابہ کرامؓ کے ساتھ بلا لیتے ہیں تمہیں اپنے قریب بٹھاتے ہیں اور تجھ سے امور

---

[1] صحیح البخاری ۳/ ۶۰، وصحیح مسلم، کتاب الصیام، ۲۰۹، ۲۱۳، ۲۱۵۶، ۲۱۷، وسنن ابی داؤد ۱۳۸۱، وسنن الترمذی ۷۹۲، وسنن النسائی ۳/ ۸۰، ومسند الاحمد ۱/ ۱۴، ۲۳۱، ۲۵۹، ۳۶۵، ۲/ ۷۸، ۲۹۱، ۳/ ۶۰، ۲۳۴، ۵/ ۳۶، ۳۹، ۴۰، ۱۷۱، ۳۱۸، ۳۲۱، ۳۲۴، السنن الکبری للبیهقی ۲/ ۲۸۵، ۴/ ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۱، ۳۱۳، ۳۱۹، ۳۲۰، وفتح الباری ۴/ ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۷۱، ۲۸۰.

خلافت وغیرہ کے بارے میں مشورے لیتے رہتے ہیں، لہذا مجھ سے تین خصلتیں اچھی طرح یاد کرلو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور امیر المؤمنین تجھ پر کبھی جھوٹ کا تجربہ نہ کریں (یعنی ان سے سچی سچی بات کہو)۔ ان کا راز ہرگز افشاء نہیں کرنا اور ان کے پاس ہرگز کسی کی غیبت نہیں کرنا۔

عامر شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابن عباسؓ سے عرض کیا: یقیناً ان میں سے ہر خصلت ایک ہزار دینار سے بدرجہا افضل ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: نہیں، بلکہ دس ہزار دیناروں سے بھی بدرجہا بہتر ہے۔

۱۱۲۷- **ابن عباسؓ اور خوارج کے درمیان مناظرہ**...... سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوحذیفہ موسیٰ بن مسعود نہدی، (دوسری سند) سلیمان، اسحق، عبدالرزاق، عکرمہ بن عمار، ابوزمیل حنفی کے سلسلہ سند سے مروی ہے:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: جب خوارج نے علیحدگی اختیار کی تو میں نے حضرت علیؓ سے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھیں (یعنی تھوڑی تاخیر سے پڑھیں) تاکہ میں ان لوگوں کے پاس جاؤں اور ان سے بات کروں! حضرت علیؓ نے فرمایا: مجھے ان لوگوں کا خوف ہے کہ آپ کو کوئی گزند نہ پہنچائیں۔ میں نے کہا: ان شاء اللہ! ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ چنانچہ میں نے یمن کا عمدہ سے عمدہ جوڑا زیب تن کیا اور پھر خوارج کے پاس آگیا۔

وہ لوگ عین دوپہر کے وقت قیلولہ کررہے تھے۔ چنانچہ میں ایسے لوگوں کے پاس گیا کہ ان جیسے میں نے کبھی نہیں دیکھے وہ لوگ شدت وریاضت سے عبادت خداوندی کرتے تھے۔ ان کے ہاتھ کثرت عبادت کی وجہ سے اونٹ کے بدن کی طرح پھٹے ہوئے تھے اور ان کے چہروں پر کثرت سجود کی وجہ سے نمایاں نشانات پڑے ہوئے تھے۔ تاہم میں ان کے پاس داخل ہوا۔ وہ لوگ کہنے لگے: اے ابن عباس! مرحبا (خوش آمدید) یہاں آپ کیوں تشریف لائے؟ میں نے کہا: میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تم سے بات کروں! پھر میں بولا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے زمانے میں وحی نازل ہوتی تھی، لہذا اصحابہ کرامؓ وحی کی تاویل سے باخوبی واقف ہیں۔ تاہم بعض خارجیوں نے کہا: ابن عباس کے ساتھ بات مت کرو اور بعض نے کہا: ہم ان سے ضرور بات کریں گے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: مجھے بتاؤ! تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی، ان کے داماد اور رسول اللہ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے (یعنی حضرت علیؓ) پر کیوں طعن وتشنیع کرتے ہو؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ بھی ان کے ساتھ ہیں؟ خوارج بولے: ہم لوگ ان پر تین چیزوں کی وجہ سے طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ میں نے کہا: بھلا وہ ہیں کیا کیا؟ کہنے لگے: پہلی چیز یہ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں مردوں کو حکم (منصف) بنایا ہے، حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "ان الحکم الا للہ" (الانعام: ۵۷) حکم وفیصلے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ میں نے کہا: اس کے علاوہ اور کیا چیز ہے؟ کہنے لگے: حضرت علیؓ معاویہؓ کے ساتھ قتال کرتے ہیں اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی نہیں بناتے اور نہ ہی ان کے اموال کو غنیمت سمجھ کر تقسیم کرتے ہیں۔ سو اگر وہ کافر ہیں تو لامحالہ ان کے اموال ہمارے لئے حلال ہیں اور اگر وہ مومنین ہیں پھر تو ہمارا ان کی طرف تلوار اٹھانا بھی حرام ہے۔ میں نے کہا ان دو کے علاوہ اور کونسی بات ہے جو طعن وتشنیع کے قابل ہو؟ کہنے لگے: انہوں نے اپنے نام سے ''امیر المؤمنین'' لقب مٹادیا ہے۔ پس اگر وہ امیر المؤمنین نہیں تو پھر وہ امیر الکافرین ہوں گے۔ میں نے کہا: اگر میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی محکم کتاب سے آیات اور نبی ﷺ کی سنت سے احادیث پڑھ کر (بطور دلائل کے) تمہیں سناؤں تو کیا تم رجوع کرلوگے؟ کہنے لگے: جی ہاں ہم ضرور رجوع کرلیں گے۔ میں نے کہا: رہی تمہاری یہ بات کہ حضرت علیؓ نے اللہ کے دین کے معاملہ میں مردوں کو حکم بنایا ہے، سو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یاایھاالذین آمنوا لاتقتلوا الصید وانتم حرم ومن قتلہ منکم متعمدا فجزاء. الیٰ قولہ یحکم بہ ذوا عدل منکم.

اے ایمان والو (وحشی) شکار کو قتل مت کرو جبکہ تم حالت احرام میں ہو اور جو شخص تم میں سے اسکو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہے ۔جسکا فیصلہ تم میں سے دو معتبر آدمی کر دیں۔(مائدہ)

نیز شوہر اور اسکی بیوی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکماً من اهله وحکماً من اهلها(نساء۳۵)

اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی ان بن کا خوف ہو تو ایک منصف (یعنی حکم)

مرد والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو"

پھر ابن عباسؓ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں آیا کہ مردوں کے خون و جان کی حفاظت اور ان کے باہمی امور کی اصلاح کی خاطر مردوں کو حکم و منصف بنانا زیادہ بہتر ہے یا ایک شکار کئے ہوئے خرگوش جسکی قیمت چوتھائی درہم ہے کے بارے میں مردوں کو حکم بنایا زیادہ بہتر ہے؟ کہنے لگے جی ہاں مردوں کی جان کی حفاظت اور ان کے باہمی امور کی اصلاح کے لئے مردوں کو حکم بنانا زیادہ بہتر ہے۔فرمایا: کیا میں اس اعتراض کے جواب سے بری الذمہ ہو گیا ہوں؟ کہنے لگے جی ہاں۔

فرمایا: رہی تمہاری یہ بات کہ وہ قتال تو کرتے ہیں مگر فریق مخالف کی عورتوں اور بچوں کو قید نہیں کرتے اور نہ ہی ان کے اموال غنیمت کے طور پر تقسیم کرتے ہیں۔تو مجھے بتاؤ! کیا تم لوگ اپنی ماں کو قید کرو گے اور پھر تم اس سے ایسے تعلقات کو حلال سمجھو گے جن کو تم لوگ دیگر عورتوں سے حلال سمجھتے ہو؟ اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ وہ (یعنی حضرت عائشہؓ جو جنگ میں امیر معاویہ کے ساتھ ہے) تمہاری ماں نہیں ہے تو بلاشبہ تم نے کفر کا ارتکاب کر لیا چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے: **النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم وازواجه امهاتهم** (احزاب ۶) نبی (ﷺ) مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

پس تم لوگ دو طرح کی گمراہیوں میں منڈلا رہے ہو (عائشہؓ کو قید کرنا روا سمجھو تو کفر اور اگر انہیں نبی ﷺ کی بیوی نہ جانو تو کفر) پس ان میں سے جس کو چاہو تو ترجیح دو۔ابن عباسؓ نے فرمایا: کیا میں اس اعتراض سے بھی باز یاب ہو کر صحیح سالم نکل گیا؟ کہنے لگے: جی ہاں۔

فرمایا: رہی تمہاری یہ بات کہ حضرت علیؓ نے اپنے نام سے امیر المؤمنین کا لقب مٹایا ہے، سو رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کو شرائط صلح طے کرنے اور لکھنے کے لئے دعوت دی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لکھو کہ یہ وہ معاہدہ ہے جسے محمد رسول اللہ نے طے کیا ہے۔قریش کہنے لگے: اگر ہم آپ کو رسول اللہ ﷺ مانتے تو ہم آپکا راستہ قطعاً نہ روکتے اور نہ ہی آپ کے ساتھ قتال کرتے۔لیکن صرف محمد بن عبد اللہ لکھو! (یعنی معاہدے کے شروع میں جو نام کے ساتھ رسول اللہ کا لفظ بڑھایا ہے اسے کاٹ دو)۔چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخدا! میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم میری تکذیب ہی کیوں نہ کرتے ہو۔اے علی! لکھو: محمد بن عبد اللہ......[۱] پس رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ سے بدرجہا افضل ہیں (یعنی جہاں نبی ﷺ نے اپنے نام سے رسول اللہ کا لفظ مٹا دیا وہاں حضرت علیؓ نے اپنے نام سے امیر المؤمنین کا لقب مٹا دیا تو کونسا کفر ہو گیا)۔ابن عباسؓ نے فرمایا: کیا میں اس اعتراض سے بھی بری الذمہ ہو گیا؟ کہنے لگے: جی ہاں۔

چنانچہ خوارج میں سے تقریباً بیس ہزار افراد نے نے رجوع کر لیا اور تقریباً چار ہزار اپنے حال پر بدستور قائم رہے بعد میں انہیں قتل کر دیا گیا۔

۱۔سنن أبی داؤد ۲۷۶۵، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۳۱۴، ونصب الرایة ۳/۱۳۰، ومجمع الزوائد ۶/۲۴۰، وکنز العمال ۳۰۱۵۳.

۱۱۲۸- تین عجیب سوال اوران کا جواب...... محمد بن علی بن حبیش، ابراہیم بن شریک اسدی، عقبہ بن مکرم، ہشم، ابوبشر، سعید بن جبیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت معاویہؓ نے ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ کی طرف خط لکھا اور خط میں ان سے تین چیزوں کے بارے میں دریافت کیا: سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں اصل میں ہرقل نے یہ تین چیزیں لکھ کر معاویہؓ سے پوچھی تھیں۔ حضرت معاویہؓ نے خط ملنے پر پوچھا تھا کہ ان کا جواب کون دے گا؟ کسی نے کہا: حضرت ابن عباسؓ ان کا باخوبی جواب دے سکتے ہیں۔

چنانچہ حضرت معاویہؓ نے ابن عباسؓ کو خط لکھا اور پوچھا کہ مجرہ کیا ہے؟ کمان کس چیز کی علامت ہے؟ اور پوچھا کہ وہ کونسی جگہ ہے جس میں صرف ایک ہی مرتبہ سورج طلوع ہوا نہ اس سے پہلے سورج کبھی طلوع ہوا تھا نہ اس کے بعد کبھی طلوع ہوگا؟

ابن عباسؓ نے جواب لکھ بھیجا: (فرمایا:) مجرہ ایک دروازہ ہے جو آسمان میں کھلتا ہے۔ کمان اہل زمین کے لئے غرق ہونے سے امان کی علامت ہے (بارش کے دنوں میں آسمان پر بننے والی قوس قزح کو کمان کہا گیا ہے، اصغر) اور رہی وہ جگہ جہاں صرف ایک ہی مرتبہ سورج طلوع ہوا یہ وہ راستہ ہے جو بنی اسرائیل کو سمندر نے اپنے بیچ سے دیا تھا۔ اس جگہ پر ان کے گزرتے گزرتے سورج طلوع ہوا پھر جب وہ گزر گئے تو سمندر بدستور مل گیا۔

۱۱۲۹- زمین وآسمان جڑے ہوئے تھے کی تفسیر...... ابوبکر بن خلاد، اسماعیل بن اسحٰق قاضی، ابراہیم بن حمزہ، حمزہ بن ابی محمد، عبداللہ بن دینار، حضرت ابن عمرؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور آیت کریمہ "کانتا رتقاً ففتقناهما" (الانبیاء) یعنی آسمان وزمین آپس میں باہم ملے ہوئے تھے ہم نے انہیں الگ الگ کردیا کے متعلق دریافت کرنے لگا: ابن عمرؓ نے فرمایا: اس شیخ یعنی ابن عباسؓ کے پاس چلے جاؤ اور اس سے پوچھو! پھر میرے پاس آؤ اور مجھے بھی بتاؤ۔

چنانچہ وہ آدمی ابن عباسؓ کے پاس گیا اور ان سے سوال کیا: ابن عباسؓ نے فرمایا: آسمان وزمین کے جڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آسمان بارش نہیں برساتا تھا اور زمین سبزہ نہیں اگاتی تھی چنانچہ آسمان بارش سے پھٹ پڑا (اور برسنے لگا) اور زمین پھٹ کر سبزہ اگانے لگی۔ وہ آدمی جواب سن کر ابن عمرؓ کے پاس گیا اور انہیں بھی جواب سنایا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: یقیناً ابن عباس کو بہت بڑا عظیم علم عطا کیا گیا ہے جو کچھ انہوں نے کہا سچ کہا۔ زمین وآسمان ایسے ہی تھے۔ پھر ابن عمرؓ نے فرمایا: میں کہا کرتا تھا کہ ابن عباس تفسیر قرآن پر جرأت کرلیتے ہیں جو مجھے تعجب میں ڈال دیتی تھی سو اب مجھے پتہ چل گیا ہے کہ انہیں واقعی علم عظیم سے نوازا گیا ہے۔

۱۱۳۰- علم کا بحر ذخار...... ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق ثقفی، عبداللہ بن عمر ابان جعفی، یونس بن بکیر، ابوحمزہ ثمالی،

ابوصالح کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ کو ایک عظیم الشان مجلس میں دیکھا کہ اگر سارے کے سارے قریش مل کر اس مجلس پر فخر کریں تو واقعۃً یہ بات ان کے لئے قابل فخر ہوگی۔ حتی کہ کثرت ہجوم کی وجہ سے راستہ بھی تنگ پڑ گیا تھا اور کوئی آدمی اس ہجوم سے گزر کر آنے جانے کی قدرت نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ میں (اللہ اللہ کرکے) ابن عباسؓ کے پاس داخل ہوا اور انہیں دروازے پر لوگوں کے جمع ہونے کی خبر سنائی۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میرے لئے وضو کے واسطے پانی رکھو۔ پھر انہوں نے وضو کیا اور ایک جگہ تشریف فرما ہوگئے اور پھر فرمایا: باہر جاؤ اور ان لوگوں سے کہو: جو آدمی قرآن مجید یا قرآن مجید کے حروف یا کسی بات کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہو وہ اندر آجائے۔

ابوصالح کہتے ہیں: میں باہر نکلا اور لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی۔ لوگ اندر داخل ہوگئے اور پورا گھر اور حجرہ بھر گیا۔

چنانچہ لوگوں نے ابن عباسؓ سے جس چیز کے متعلق بھی دریافت کیا انہوں نے بھرپور جواب دیا بلکہ ان کے سوال کے مقررہ جواب میں اضافہ کرکے انہیں مطمئن کیا۔ پھر فرمایا: تم اپنے بھائیوں کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ سب لوگ باہر نکل گئے۔ پھر مجھے حکم دیا کہ باہر جاؤ اور لوگوں سے کہو جو آدمی تفسیر قرآن اور تاویل قرآن کے متعلق پوچھنا چاہتا ہو وہ اندر داخل ہو جائے۔ میں باہر نکلا اور لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی تاہم لوگوں نے پھر گھر اور حجرہ بھر دیا۔ لوگوں نے ابن عباسؓ سے جس چیز کے متعلق بھی سوال کیا انہوں نے لوگوں کو بالاضافہ کافی شافی جواب دیا۔ پھر فرمایا: اپنے بھائیوں کے پاس لوٹ جاؤ، چنانچہ وہ لوگ باہر نکل آئے۔ اس کے بعد مجھے پھر فرمایا: باہر جاؤ اور کہو: جو آدمی حلال وحرام اور فقہ کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہو وہ اندر داخل ہو جائے۔ میں نے باہر نکل کر لوگوں تک پیغام پہنچا دیا۔ چنانچہ اتنی کثرت سے لوگ داخل ہوئے کہ گھر اور حجرہ پورا بھر دیا۔ لوگوں نے جس چیز کے بارے میں بھی سوال کیا ابن عباسؓ نے خوب اچھی طرح اسکا جواب دیا۔ پھر فرمایا: تم لوگ اپنے بھائیوں کے پاس چلے جاؤ چنانچہ وہ سب نکل گئے۔ پھر فرمایا: باہر جاؤ اور کہو کہ جو آدمی فرائض (مسائل میراث) اور ان جیسے دیگر مسائل کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہو، اندر آ جائے۔ جب میں نے باہر نکل کر لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی تو اتنی کثرت سے لوگ اندر داخل ہوئے کہ گھر اور حجرے کو بھر دیا۔ سو جس نے بھی پوچھا اسے توقع سے بھی زیادہ عمدہ جواب ملا۔ پھر فرمایا: تم لوگ باہر چلے جاؤ چنانچہ وہ سب باہر نکل گئے۔ فرمایا: باہر جاؤ اور کہو کہ جو آدمی عربیت، اشعار اور عمدہ و نادر کلام کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہو وہ اندر آ جائے۔ چنانچہ لوگوں کا اتنا بڑا ہجوم داخل ہوا کہ گھر و حجرہ دونوں لوگوں سے بھر گئے۔ پھر جس آدمی نے بھی سوال کیا اسے بھرپور اور بالاضافہ جواب دیا۔

ابو صالح کہتے ہیں: اگر سارے کے سارے قریش اس مجلس پر فخر کریں تو یقیناً یہ بات ان کے لئے قابل فخر ہوگی۔ میں نے لوگوں میں ان جیسا کوئی نہیں دیکھا (یہ صفت تمام ہی صحابہ کرامؓ کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی تھی چنانچہ دیکھنے والوں نے صحابہ کرامؓ کو اگر میدان جنگ میں دیکھا تب بھی کہا ان جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ علم کے میدان میں انہیں کسی نے دیکھا تب بھی دیکھنے والے نے کہا، ان جیسا کوئی نہ دیکھا۔ امور خلافت کی زمام کو اگر انہیں تھامتے ہوئے دیکھا تب بھی کہا ان جیسا کوئی نہ دیکھا۔ اگر سخاوت اور جود و کرم کے مواقع پر صحابہ کو دیکھا تب بھی دیکھنے والوں نے کہا ان جیسا کوئی نہ دیکھا.......... الغرض ان جیسی دیگر صفات سے صحابہ کرامؓ کی پوری زندگی عبارت تھی اور وہ مرقع محاسن تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔)

۱۱۳۱- **بیت ابن عباسؓ کی فضیلت** ...... ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ کاتب، حسین بن علی طوسی، محمد بن عبدالکریم، ہیثم بن عدی، ابن جریج، عطاء کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ میں نے کوئی گھر ابن عباس کے گھر جیسا نہیں دیکھا، کیونکہ ابن عباسؓ کا گھر کھانا کھلانے اور پانی پلانے میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔

۱۱۳۲- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن عمر، ابو معاویہ، شعیب بن شیبہ، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عباسؓ کے گھر سے بڑھ کر کوئی گھر ایسا نہیں دیکھا کہ جس میں علم کی کثرت ہو، کھانے پینے کی فراوانی ہو اور کثرت سے لوگوں کو میوہ جات کھلائے جاتے ہوں۔

۱۱۳۳- **فرمودات ابن عباسؓ** ...... بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، ابن جریج، عثمان بن ابی سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباسؓ نے ایک ہزار درہم کے بدلے میں ایک عالیشان جوڑا خرید کر زیب تن کیا۔

۱۱۳۴- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابو عبدالرحمٰن مقری، کہمس بن حسن بریدہ (ایک نسخہ میں کہمس بن حسن ابو بریدہ ہے) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ حضرت ابن عباس ؓ کو ایک آدمی نے گالی دی۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: تم مجھے گالی دے رہے ہو حالانکہ مجھ میں تین خصلتیں ہیں؛ جب میں کتاب اللہ کی کسی آیت کو دہراتا ہوں تو میں چاہتا ہوں کہ کاش سارے کے سارے لوگ اس آیت کے بارے میں جانتے ہوں جتنا کہ میں جانتا ہوں۔ میں مسلمانوں کے حکام میں سے کسی حاکم کو فیصلوں میں عدل وانصاف کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو مجھے دلی خوشی ہوتی ہے خواہ میں اس کے پاس اپنا کوئی فیصلہ کبھی نہ لے کر آؤں پھر بھی مجھے خوشی ہوتی ہے۔ اور جب کبھی میں زمین کے کسی قطعہ پر بارش کی برسات سنتا ہوں تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے حالانکہ وہاں میرے جانور چر رہے ہوں یا نہیں۔

۱۱۳۵- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، سفیان، ضرار بن مرہ، سعید بن جبیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: بالفرض اگر فرعون بھی مجھے کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت کرے (یعنی تیری عمر وعلم میں برکت کرے) تو میں بھی اسے جواباً کہہ دوں گا کہ اللہ تعالیٰ تجھ میں بھی برکت کرے۔

۱۱۳۶- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، قطر، ابی یحییٰ قتات، مجاہد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر سرکشی کرنے کیلئے اتر آئے تو سرکش پہاڑ اس کی پاداش میں ریزہ ریزہ ہو کر ہموار ہو جائے۔

۱۱۳۷- حبیب بن حسن، یوسف قاضی، سلیمان بن حرب، شعبہ، حکم، حسن بن مسلم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: جس قوم میں بھی بغاوت ظاہر ہوئی اس میں اموات کی کثرت واقع ہوئی۔

۱۱۳۸- احمد بن مخلد، ابو اسماعیل ترمذی، ابونعیم، یونس بن اسحٰق، منہال بن عمرو، سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: جب تم کسی ہیبت ناک سلطان کے پاس آؤ اور تمہیں اس کے غلبے کا خوف ہو تو تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو:

اللہ اکبر اللہ اعز من خلقه جميعاً اللہ اعز مما اخاف و احذر، اعوذ بالله الذی لا اله الا هو الممسک السموات السبع ان تقع علی الارض الا باذنه من شر عبده فلان وجنده واتباعه واشياعه من الجن والانس اللهم كن لی جاراً من شرهم جل ثناء ک وعز جار ک وتبارک اسمک و لا اله غير ک.

اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ساری کی ساری مخلوق سے غالب تر ہے۔ جس چیز سے میں خوفزدہ اور ڈر رہا ہوں اس سے بھی اللہ تعالیٰ غالب تر ہے۔ میں اس اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی سات آسمانوں کو زمین پر گر پڑنے سے روکے ہوئے ہے مگر اسی کے حکم سے۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فلاں فلاں بندے کے شر سے، اسکی جماعت کے شر سے، اس کے متبعین کے شر سے اور اس کے مددگاروں کے شر سے۔ خواہ ان کا تعلق جنات سے ہو یا انسانوں سے۔ یا اللہ! میرا نگہبان رہیو، تمام مخلوق کے شر سے۔ تو جلیل الشان تعریف والا ہے۔ محفوظ تیرا ہی پناہ دیا ہوا ہے۔ بابرکت ہے تیرا نام اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

۱۱۳۹- سلیمان، بکر بن سہل، عمرو بن ہاشم، سلیمان بن ابی کریمہ، جویبر، ضحاک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: جس نے بسم اللہ کہہ لیا اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیا۔ جس نے الحمد للہ کہا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جس نے اللہ اکبر کہہ لیا اس نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کر دی۔ جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کر لیا اور جس نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا اس نے اللہ کیلئے سر تسلیم خم کر دیا اور یہ اذکار اس کے لئے جنت میں رونق وخزانہ ہوں گے۔

۱۱۴۰- حبیب، ابو مسلم کشی، ابو عاصم نبیل، عبدالحمید بن جعفر، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ انار کا ایک دانہ اٹھاتے اور اسے تناول فرماتے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ زمین میں کوئی بھی ایسا انار نہیں جس میں تلقیح کے لئے جنت کے انار سے دانہ نہ ڈالا جاتا ہو ممکن ہے یہ وہی دانہ ہو (تلقیح کہتے ہیں کہ نر درخت کا شگوفہ مادہ درخت میں ڈالنا)۔

۱۱۴۱-عمرو بن احمد، عبداللہ بن احمد بن ثابت، علی بن عیسی، ہشام بن عبداللہ رازی، رشدین بن سعد، معاویہ بن صالح، عکرمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

عکرمہ کہتے ہیں حضرت ابن عباسؓ نے ایک مرتبہ ابن حنفیہ کے ہاں ناشتہ کیا (میں بھی آپؓ کے ساتھ تھا)۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب ابن عباسؓ کی آنکھوں سے بینائی ختم ہو چکی تھی۔ اچانک ہمارے سامنے دستر خوان پر ایک ٹڈی آپڑی۔ میں نے پکڑ کر حضرت ابن عباسؓ کو تھما دی اور کہا: اے رسول اللہ کے چچازاد بھائی! ہمارے دستر خوان پر یہ ٹڈی گری ہے۔ آپؓ نے فرمایا: عکرمہ! میں نے کہا: جی لبیک! فرمایا: اس ٹڈی پر سریانی زبان میں لکھا ہے کہ: بلاشبہ میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میرا کوئی شریک نہیں۔ ٹڈی دل میرے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے، اسے میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں مسلط کر دوں۔

۱۱۴۲-احمد بن جعفر بن معبد، یحیٰ بن مطرف، مسلم بن ابراہیم، یحیٰ بن عمرو بن مالک نکری، عمرو بن مالک، ابو جوزاء (ربعی) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے آیت کریمہ: " الامن اتی اللہ بقلب سلیم " (شعراء ۸۹) مگر جو آدمی اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم لے کر آیا، کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: جو آدمی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی شہادت لے کر آیا۔

۱۱۴۳-حبیب بن حسن، حامد بن شعیب، حسین بن حریث، علی بن حسین بن واقد، حسین بن واقد، اعمش، سعید بن جبیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے آیت کریمہ " یعلم خائنۃ الاعین "اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والی آنکھوں کا علم رکھتا ہے، کے بارے میں فرمایا: جب تم کسی عورت کی طرف دیکھو آیا کہ تم اس سے خیانت کرنا چاہتے ہو یا نہیں۔ "وما تخفی الصدور" یعنی اللہ تعالیٰ دلوں میں پوشیدہ باتوں کو بھی بہ خوبی جانتا ہے۔ فرمایا: کہ جب تمہیں کسی عورت کے نفس پر قدرت حاصل ہو جائے آیا کہ تم اس سے زنا کرتے ہو یا کہ نہیں۔

حسین بن واقد راوی کہتے ہیں: تھوڑی دیر اعمش خاموش ہو گئے۔ پھر بولے: کیا میں تمہیں ان آیات کے ساتھ ملی ہوئی آیت کے بارے میں خبر نہ دوں؟ میں نے کہا ضرور خبر دیجئے! فرمایا: "واللہ یقضی بالحق " اور اللہ تعالیٰ برحق فیصلے کریں گے، یعنی اللہ تعالیٰ قدرت رکھتے ہیں کہ اچھائی کا بدلہ اچھائی سے اور برائی کا بدلہ برائی سے دیں " ان اللہ ھو السمیع البصیر " (غافر ۱۹، ۲۰) بے شک اللہ تعالیٰ سننے اور دیکھنے والے ہیں۔

۱۱۴۴-حبیب بن حسن، عبداللہ بن محمد، عبدالعزیز، داؤد بن عمرو، نافع بن عمر، ابن ابی ملیکہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ آپ کو یوسف علیہ السلام کے "ھَمَّ " یعنی ارادے کے بارے میں کیا خبر پہنچی ہے؟ ابن عباسؓ نے جواب میں فرمایا: یوسف علیہ السلام بیٹھ کر ہمیان (پیٹی، ازار بند) کھولنے لگے تھے کہ انہیں آواز دی گئی کہ اے یوسف! اس پرندے کی طرح مت ہو جاؤ، جس کے پر ہوں پس جب وہ زنا کرتا ہے اور بیٹھ جاتا ہے اس کے پر باقی نہیں رہتے۔ (آیت کریمہ یعنی " ولقد ھمت بہ وھم بھا " کی یہ تفسیر مرجوح ہے۔ ان کے دل میں تو ارادہ تک نہیں پیدا ہوا ہمیان کھولنا کہاں؟ تفصیل کے لئے تفاسیر کو دیکھ لیا جائے)۔

۱۱۴۵-احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، جریر، قابوس بن ابی ظبیان، ابوظبیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے آیت کریمہ:

"یاایھا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ" (نساء ۱۳۵)

اے ایمان والو! عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور اللہ تعالیٰ کے لئے سچی گواہی دینے والے بنو۔

کے بارے میں فرمایا: کہ دو آدمی قاضی کے پاس بیٹھ جائیں اور پھر قاضی کسی کا لحاظ نہ رکھے اور ان میں سے ایک کو دوسرے پر پیش کرے۔

۱۱۴۶-احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، صالح بن عبداللہ ترمذی، سہل بن یوسف، سلیمان تیمی، ابونضرہ کے سلسلۂ سند

سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ایک منادی قیامت کے قریب آواز لگائے گا: قیامت آچکی ہے! قیامت آچکی ہے! یہاں تک کہ اس کی آواز کو ہر زندہ و مردہ سن لے گا۔ پھر وہی منادی آواز لگائے گا: آج کے دن بادشاہت کس کے لئے ہے؟ صرف ایک غالب رہنے والے اللہ تعالیٰ کے لئے ہی آج بادشاہت ہے۔

۱۱۴۷- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن عمر جعفری، ابو معاویہ، اعمش، شقیق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ نے ہمیں خطاب کیا اور وہ ان دنوں امیر حج تھے۔ چنانچہ انہوں نے سورۃ بقرہ پڑھنی شروع کردی۔ پڑھتے جاتے اور اس کی تفسیر بیان کرتے جاتے۔ جبکہ میں کہتا جارہا تھا: میں نے ان جیسا کلام کسی آدمی سے سنا اور نہ ان جیسا کوئی دیکھا۔ بخدا! اگر ان کے کلام کو اہل فارس و اہل روم سن لیں لامحالہ اسلام لے آئیں۔

۱۱۴۸- گناہ درجہ بدرجہ...... احمد بن سندی، حسن بن علی، اسماعیل بن عیسیٰ عطار، اسحٰق بن بشر بن جویبر، ضحاک کے سلسلۂ سند سے مروی

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: اے گناہگار انسان! اپنے گناہ کے برے انجام سے بے خوف مت رہ، جو کچھ گناہ کے نتیجے میں ہونے والا ہے وہ گناہ سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے۔ بشرطیکہ تم اسے جانتے ہو۔ بلاشبہ تجھے کراماً کاتبین سے حیاء میں کمی ہے۔ نیز جس گناہ کا تجھے علم نہیں وہ اس گناہ سے عظیم تر ہے جسکا تجھے علم ہے۔ حالانکہ تو بے خبر ہے کہ گناہ کی پاداش میں اللہ تعالیٰ تجھ سے کتنا خطرناک معاملہ کرنے والے ہیں!۔ جب تو گناہ کرنے میں کامیاب ہوجائے اور پھر تجھے خوشی حاصل ہو یہ خوشی گناہ سے بھی عظیم تر ہے۔ اسی طرح جب تم گناہ پر خوفزدہ نہ ہو یہ بھی گناہ سے بڑھی ہوئی بات ہے۔ اسی طرح جب تم پردے لٹکائے گھر کے اندر گناہ کرنے میں مصروف ہو کہ ہوا سے پردے ہلنے لگیں اور تیرا دل ہوا کی حرکت سے خوفزدہ نہ ہو یہ بھی گناہ سے عظیم تر بات ہے۔ تیری ہلاکت! کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا کوئی گناہ نہیں تھا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں امتحان میں ڈال دیا کہ ان کے جسم میں لاعلاج بیماری عود کر آئی اور ان کا مال بھی ختم ہوگیا۔ ان سے صرف اتنی خطا ہوئی تھی کہ ایک مظلوم مسکین نے اپنے ظلم کو دفع کرنے کے لئے ان سے مدد مانگی تھی ناچار ایوب علیہ السلام اسکی مدد نہ کرسکے، نہ بھلی بات کا حکم دیا اور نہ ہی ظالم کو ظلم سے باز رہنے کی تاکید کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمائش میں ڈال دیا۔

۱۱۴۹- محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحییٰ حلوانی، خلف بن ہشام، ابو شہاب، ابراہیم بن موسیٰ، ابن منبہ، (دوسری سند) ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحییٰ بن آدم و ابوبکر بن عیاش، ادریس بن وہب بن منبہ، وہب بن منبہ کی سندین سے ذیل کا کلام مروی ہے۔

۱۱۵۰- حسین بن علی، عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس، احمد بن سنان، عبدالرحمٰن بن مہدی، مروان بن عبدالواحد، موسیٰ بن ابی دارم، وہب بن منبہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابن عباسؓ کو ایک مرتبہ خبر دی گئی کہ باب بنی سہم کے پاس کچھ لوگ مسئلۂ تقدیر کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ چنانچہ ابن عباسؓ ان لوگوں کی طرف جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنی چھڑی عکرمہ کو دی، ایک بازو عکرمہ کے کاندھے پر رکھا اور دوسرا طاؤس کے کاندھے پر (یہ دونوں آپ کے شاگرد تھے)۔ جب ابن عباسؓ ان لوگوں کے پاس پہنچے...... انہوں نے ابن عباسؓ کو مرحبا! کہا اور کھسک کر ان کے لئے جگہ بنانے لگے۔ لیکن ابن عباسؓ ان کے پاس تشریف فرما نہ ہوئے۔

ابو شہاب راوی نے اپنی سند میں کہا ہے کہ: ابن عباسؓ نے ان لوگوں سے فرمایا: تم لوگ اپنی نسبت بیان کرو تا کہ میں تمہیں پہچان لوں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی اپنی نسبت بیان کی۔ پھر ابن عباسؓ نے فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ نیکوکار بندے

ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی خشیت خاموش کیے رکھتی ہے...... حالانکہ وہ لوگ گونگے نہیں ہوتے نہ ہی کلام کرنے سے عاجز ہوتے ہیں، وہ ایسے علماء، فصحاء، آزاد منش دانشور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اموروایام سے واقف کار ہیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا تذکرہ کرتے ہیں ان کی عقلیں زائل ہو جاتی ہیں۔ ان کے دل ٹوٹ جاتے ہیں۔ ان کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں اور جب انہیں افاقہ ہوتا ہے وہ از سر نو اللہ تعالیٰ کے لئے پاکیزہ اعمال کرنے کی طرف لپکنے لگتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن مہدی نے اپنی حدیث میں اضافہ کیا ہے: کہ وہ حضرات اپنے آپ کو افراط کرنے والوں کے ساتھ شمار کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ عقلمند، قوی الاعضاء والایمان، ظالموں اور خطا کاروں کے ساتھ رہتے ہیں، وہ نیکوکار گناہوں سے بری الذمہ ہیں وہ اللہ کے لئے کسی قسم کی کثرت کے خواہاں نہیں ہوتے اور نہ ہی قلت اعمال کو اللہ تعالیٰ کے لئے پسند کرتے ہیں۔ تم جہاں کہیں بھی ان سے ملو گے انہیں غمگین، خوفزدہ، ڈرے ہوئے اور خائف پاؤ گے، وہب کہتے ہیں پھر حضرت ابن عباسؓ اپنی مجلس کو واپس لوٹ آئے۔

۱۱۵۱- سلیم بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، عبداللہ بن ولید عجلی، بکیر بن شہاب، سعید بن جبیر، کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: بخدا! میں چاہتا ہوں کہ اہل قدر کا کوئی آدمی میرے پاس ہو میں اس کے سر کو کچوکے لگاتا رہوں (یعنی اس کے سر کی ٹھکائی کروں) لوگوں نے پوچھا: بھلا وہ کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتی سے پیدا کیا۔ اس کے دونوں پہلو سرخ یاقوت کے ہیں، اسکا قلم نور ہے، اسکی کتابت (لکھائی) نور سے ہوتا ہے اور اسکی چوڑائی آسمان وزمین کے درمیان کی فضاء کے بقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس لوح محفوظ میں ہر روز تین سو سات مرتبہ نظر کرتا ہے اور ہر مرتبہ کی نظر سے نئی نئی شان کی مخلوق پیدا کرتا ہے مردوں کو زندہ کرتا ہے اور زندوں کو مارتا ہے، عزت دیتا ہے اور رسوا کرتا ہے۔ الغرض ہر مرتبہ کی نظر میں جو چاہتا ہے کرتا ہے

۱۱۵۲- احمد بن جعفر بن معبد، جعفر بن محمد بن شریک، محمد بن سلمان، اسماعیل بن ذکریا، محمد بن عون خراسانی، ابوغالب لجیحی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: تم فرائض کو اپنے اوپر لازم کرلو اور جو احکام اللہ نے تمہارے اوپر واجب کیے ہیں ان کا حق ادا کرو۔ ادا کرنے میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کی صدق نیت اور اس کے حسن ثواب والے عمل کو دیکھتا ہے اس کی تنگی و تکلیف کو موخر کر دیتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ عظیم تر بادشاہ ہے جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

۱۱۵۳- عبداللہ اصفہانی، حسن بن محمد، محمد بن حمید، یعقوب بن عبداللہ اشعری، جعفر بن ابی مغیرہ، سعید بن جبیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: نہ کوئی مومن ایسا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا کافر جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے رزق حلال نہ لکھا ہو اگر وہ اس رزق حلال کے آنے تک صبر کرے اللہ تعالیٰ اسے عطا کر دیتا ہے۔ لیکن اگر بے صبری سے کام لے اور حرام کو حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے رزق حلال میں کمی کر دیتا ہے۔

۱۱۵۴- محمد بن علی بن حبیش، حسن بن ذکریا، محمد بن سلیمان، اسماعیل بن ذکریا، محمد بن عون، عکرمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمان باری تعالیٰ:

"احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لایفتنون. (عنکبوت ۲) کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ انہیں بس اتنا کہہ دینے پر چھوڑ دیا جائے گا کہ ہم ایمان لائے اور ان کا امتحان نہیں لیا جائے گا۔"

کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی بھی نبی کو اس کی امت کی طرف مبعوث کرتے۔ چنانچہ جتنا عرصہ نبی نے اس امت میں ٹھہرنا ہوتا ٹھہرتا، پھر اللہ تعالیٰ اسکی روح قبض کر لیتے۔ پس اس نبی کی امت نبی کی وفات کے بعد کہتی: ہم اپنے نبی کے طریقہ کار اور اس کے راستے پر کاربند ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا امتحان لینے کے لئے انہیں کسی آزمائش میں مبتلا کر دیتے۔ پس ان میں سے جو آدمی اپنے نبی کے طریقہ کار پر ثابت قدمی رکھتا وہ سچا و صادق ہوتا اور جو اپنے نبی کے طریقہ کار کی مخالفت کرتا اور کہیں اور بہک جاتا وہ جھوٹا کاذب ہوتا۔

۱۱۵۵- منکر کے تقدیر کے ساتھ کھوپڑی کا واقعہ...... سلیمان بن احمد، یوسف قاضی، ابوربیع زہرانی، عون بن عمارہ، یحیی بن ابی انیسہ علقمہ بن مرثد، علی بن حسین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: تم سے پہلے ایک آدمی تھا جو تقدیر کا انکار کرتا تھا اور اپنی بیوی کے ساتھ برابرتاؤ کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دن بیابان کی طرف چل پڑا۔ راستے میں اسے ایک کھوپڑی پڑی ہوئی ملی۔ اس پر نمایاں لکھا ہوا تھا" کھوپڑی جلادی جائے گی اور پھر اس کی خاک ہوا میں اڑادی جائے گی" قدری نے (دل میں خیال کیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ کیسے اس کو جلایا جائے گا چنانچہ اس نے) کھوپڑی اٹھائی اور ایک جامہ دان میں رکھ کر بیوی کو دیدی۔ پھر بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ کر کے سفر میں نکل گیا۔ چنانچہ قدری کی بیوی کے پاس اسکی پڑوسنیں جمع ہوگئیں اور اس سے کہنے لگیں: اے ام فلاں! تیرے شوہر نے تیرے ساتھ اچھا برتاؤ کیسے کیا؟ درحقیقت تمہیں رکھنے کے لئے ایک معشوقہ کا سر دیا ہے اور جامہ دان (ٹوکری) میں تیرے خاوند کی ایک معشوقہ کا سر ہے۔ چنانچہ قدری کی بیوی سن کر آگ بگولہ ہوگئی اور فوراً ٹوکری کی طرف لپکی، جو ٹوکری کھولی تو اس میں واقعۃً کھوپڑی پائی۔ عورتوں نے کہا: اے ام فلاں! تم اس کھوپڑی کے ساتھ کیا برتاؤ کروگی؟ پھر عورتوں نے ہی اسے مشورہ دیا کہ اسے جلاؤ اور پھر اس کی خاک ہوا میں اڑادو۔ چنانچہ قدری کی بیوی نے ایسا ہی کیا۔ جب اسکا خاوند سفر سے واپس آیا تو بیوی کو آگ بگولہ پایا۔ قدری نے ٹوکری کے متعلق دریافت کیا۔ بیوی نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ قدری سن کر کہنے لگا: میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور تقدیر کی تصدیق کی چنانچہ اس نے انکار تقدیر سے رجوع کرلیا۔

۱۱۵۶- مجھے ضرور پڑھو...... احمد بن سندی، حسن بن علویہ، اسماعیل بن عیسی، اسحٰق بن بشر، ابی بکر ہذلی، ہشام بن حسان ومقاتل، ایک تابعی کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ پہلے زمانے میں ایک آدمی تھا اس نے اسی سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی پھر اچانک اس سے کوئی خطا سرزد ہوگئی، جس سے وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہوا۔ چنانچہ وہ بیاباں میں آیا اور بیاباں کو مخاطب کر کے کہنے لگا: اے بیاباں! تیری ریت کے ڈھیر کثرت سے ہیں، تجھ میں جھاؤ کے درخت وجھاڑیاں بے شمار ہیں، تجھ میں رینگنے والے حیوانات بہت زیادہ ہیں اور تیرے ٹیلوں کی تعداد بھی بے حساب ہے، کیا تجھ میں کوئی ایسی جگہ ہے جو مجھے میرے پروردگار عزوجل سے پوشیدہ کردے؟ چنانچہ بیاباں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے جواب دیا: اے آدمی! مجھ میں موجود ہر درخت، جھاڑی اور ہر قسم کی نباتات کے پاس کوئی نہ کوئی ذمہ دار فرشتہ موجود ہے۔ میں تجھے اللہ تعالیٰ سے کیسے چھپا سکتا ہوں؟ پھر وہ آدمی سمندر کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا: اے گہرے پانی والے اور کثیر مچھلیوں والے سمندر! کیا تجھ میں کوئی جگہ ایسی ہے جو مجھے اللہ عزوجل سے چھپادے؟ سمندر نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے جواب دیا: اے آدمی! بخدا! مجھ میں پائی جانے والی ہر کنکری اور ہر جاندار شئے کے پاس ایک ایک نگہبان فرشتہ موجود ہے۔ بتا میں اللہ عزوجل سے تجھے کیسے پناہ دے سکتا ہوں! یہاں سے بھی مایوس ہوکر وہ پہاڑوں کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا: اے بے پناہ بلندیوں والے اور ان گنت غاروں والے پہاڑو! کیا تمہارے اندر کوئی ایسی جگہ ہے جو مجھے اللہ عزوجل سے روپوش کردے؟ پہاڑوں نے جواب دیا: بخدا! ہم میں موجود ہر کنکری اور ہر غار کے پاس ضرور ایک موکل فرشتہ موجود ہوتا ہے۔ بتا ہم تجھے اپنے اندر کیسے خدا سے روپوش کرسکتے ہیں! تاہم وہ آدمی ہر طرف سے ناامید ہوکر توبہ کرنے لگا۔ پھر موت اس کے پاس آئی تو رونے لگا اور دعا کی: اے میرے پروردگار! میری روح قبض کر کے ارواح متبوضہ کے ساتھ شامل کردے اور میرے جسم کو فوت شدہ جسموں میں شامل کردے اور مجھے قیامت کے دن دوبارہ زندہ نہیں کرنا۔

۱۱۵۷- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابوعبیدہ حداد واسماعیل بن علیہ، صالح بن رستم، عبداللہ بن ابی ملیکہ کے

سلسلۂ سند سے مروی ہے:

عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ کی مکہ سے مدینہ تک صحبت اختیار کی۔ چنانچہ آپؓ جب راستے میں کہیں اترتے تو آدھی رات کے وقت نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ سے ایوب نے پوچھا: ابن عباسؓ کی قرأت کیسے تھی؟ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے جواب دیا: ابن عباسؓ نے آیت کریمہ:

"وجاء ت سکرۃ الموت بالحق ذالک ماکنت منہ تحید (ق۔۱۹)

اور موت کی بے ہوشی حق لے کر آن پہنچی۔ یہی ہے وہ جس سے تو بدکتا تھا۔

تلاوت کی اور اس آیت کو ترتیل کے ساتھ بار بار پڑھنا شروع کیا اور بہت زیادہ رو ئے۔ الفاظ حدیث ابو عبیدہ کے ہیں۔

۱۱۵۸-زبان کی وجہ سے انسان گھٹن کا شکار ہوگا...... احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالوہاب، سعید جریری، ایک آدمی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی زبان کی نوک ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے اور کہہ رہے ہیں: تیری ہلاکت! بھلی بات کہہ! اس میں تیرے لئے فائدہ ہے اور بری بات سے خاموش رہ! تاکہ تو سلامتی میں رہے۔ آدمی نے ابن عباسؓ سے کہا: اے ابن عباس! کیا ہوا کہ میں آپ کو زبان کا ایک کنارہ پکڑے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ قیامت کے دن آدمی اسی زبان کی وجہ سے سب سے زیادہ گھٹن کا شکار ہوگا۔

۱۱۵۹-نفلی حج بہتر ہے یا کسی بے کس کی مدد...... محمد بن احمد بن حسن، حسن بن علی بن ولید فسوی، خلف بن عبدالحمید، ابو صباح، عبدالغفور بن سعید، ابو ہاشم رمانی، عکرمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: بخدا! میں مسلمانوں کے کسی گھرانے کی مہینہ بھر یا ہفتہ بھر کے لئے کفالت کروں مجھے پے در پے حج کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ میں ایک دانق کے بقدر مال اپنے کسی بھائی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہدیہ کروں مجھے اللہ کے راستے میں دینار خرچ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

۱۱۶۰-عبداللہ بن محمد بن عثمان واسطی، محمد بن اسحٰق، علی بن حسین بن اشکاب (اصل نسخوں میں اشکیب ہے) کثیر بن ہشام، عیسیٰ بن ابراہیم، محمد بن عبیداللہ الفزاری، ضحاک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: جب دراہم و دینار ڈھالے گئے ابلیس نے انہیں پکڑ کر اپنی آنکھوں کے ساتھ لگایا اور کہا: تم میرا ثمرۂ قلب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ تمہارے ذریعے میں لوگوں کو سرکشی پر آمادہ کروں گا اور تمہاری وجہ سے لوگوں کو کافر بناؤں گا اور تمہاری وجہ سے میں لوگوں کو دوزخ میں داخل کروں گا۔ پس میں ابن آدم سے راضی ہوں خواہ وہ خدا کی عبادت کرے، لیکن دنیا سے لگاؤ رکھے۔

۱۱۶۱-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، سفیان ثوری، ابن جریج، ابو ملیکہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: کامل لوگ تو ختم ہو گئے صرف نسناس رہ گئے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا: نسناس کیا ہے؟ فرمایا وہ لوگ جو کامل لوگوں کے ساتھ مشابہت اختیار کریں...... فی الواقع وہ کامل لوگ نہ ہوں۔

۱۱۶۲-عمر بن احمد بن عثمان، علی بن محمد مصری، محمد بن اسماعیل سلمی، ابونعیم، شریک، لیث، مجاہد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں لوگوں کی عقلیں ماند پڑ جائیں گی حتی کہ تم اس زمانے میں کوئی ایک عقلمند بھی نہیں پاؤ گے۔

۱۱۶۳-ابوبکر بن خلاد، اسحٰق بن ابراہیم حربی، عباد بن موسیٰ، سفیان، ابن طاؤس، طاؤس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ایک مرتبہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: کیا تم علی رضی اللہ عنہ کی ملت پر ہو؟ میں نے جواب دیا: میں تو عثمان رضی اللہ عنہ کی ملت پر بھی نہیں ہوں، میں تو صرف رسول اللہ ﷺ کی ملت پر ہوں۔

۱۱۶۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین، معمر، شعیب، ابورجاء کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے (کثرت سے رونے کی وجہ سے ان کے) چہرے پر آنسو بہنے کی جگہ پرانے تسمے کی طرح ہو گئی تھی۔

۱۱۶۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسماعیل بن ابراہیم، ایوب سختیانی، طاؤس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حرمات کی تعظیم کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ بخدا! میں انہیں یاد کر کے جب بھی رونا چاہوں رو لیتا ہوں۔

۱۱۶۶- **ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات کا واقعہ**...... امام ابوالحسن علی بن محمد بن ابراہیم، محمد بن عیسیٰ بن سلیمان بصری، ابوعمر حفص بن عمر برکی، فرات بن سائب، میمون بن مہران کہتے ہیں کہ میں طائف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے جنازے میں حاضر ہوا۔ جب ان کے جنازے کو نماز پڑھنے کے لئے رکھا گیا اچانک سفید رنگ کا ایک پرندہ آیا اور ان کے کفن میں گھس گیا۔ لوگوں نے اسے کفن میں تلاش کیا مگر نہ ملا، چنانچہ جب ان کی قبر پر اینٹیں درست کی گئیں ہم نے ایک آواز سنی لیکن آواز والا دکھائی نہیں دیتا تھا، کہنے والا کہہ رہا تھا:

یاایتھاالنفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (فجر ۲۷، ۳۰)

اے اطمینان والی روح! تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل، اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں چلی جا۔

(۴۶) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ[۱]

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک حق کی خاطر حملہ آور ہونے والے، صدق کے قائل، جنھیں بعد از ولادت نبی اکرم ﷺ نے اپنے منہ مبارک سے کھجور چبا کر کھلائی، ماں باپ کے خاندانوں کی شرافتوں کے جامع، قیام اللیل میں مشاہدہ کرنے والے، لگاتار روزے رکھنے والے، بے مثال شمشیر زن، پختہ رائے والے، بہادروں کو للکارنے والے، حافظ قرآن، نبی ﷺ کے طریقہ کار پر چلنے والے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے رفیق سفر و حضر، نبی ﷺ کی پھوپھی صفیہ کے پوتے اور نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

کہا گیا ہے کہ تصوف مخلوق کی کثرت پر فخر کرنے والوں پر حق کو غالب کرتا ہے۔

۱۱۶۷- **نبی ﷺ کا مبارک خون اپنے جسم میں محفوظ کرنے والے**...... سلیمان بن احمد، دران بن سفیان بصری، موسیٰ بن اسماعیل ہنید بن قاسم بن عبدالرحمن بن ماعز، عامر بن عبداللہ بن زبیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ نبی ﷺ کے پاس آیا اس وقت نبی ﷺ پچھنے لگوا رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! یہ خون (جو کہ پچھنے لگوانے کی وجہ سے نکلا ہے) لے جاؤ اور اسے ایسی جگہ گرا دو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔ چنانچہ

۱ـ التاریخ الکبیر ۵/ت ۹. والجرح ۵/ت ۲۶۱، والجمع ۱/ ۲۴۰، واسد الغابة ۳/ ۱۶۱، والکاشف ۲/ت ۲۷۴۵. وسیر النبلاء ۳/ ۳۶۳. والاصابة ۲/ ۴۶۸۲. وتهذیب الکمال ۱۴/ ۵۰۸.

جب میں نبی ﷺ کی نظروں سے اوجھل ہوگیا تو میں نے گھونٹ گھونٹ کر کے سارا خون پی لیا۔ جب میں واپس لوٹا نبی ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: میں نے خون کو ایسی جگہ پہنچا دیا ہے (جو سب کی نظروں سے اوجھل ہے)۔ مجھے گمان تھا کہ آپ کو لوگوں کے مطلع ہونے کا خوف ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شاید تم اسے پی چکے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: تمہیں خون پینے کا حکم کس نے دیا تھا! (ویل لک من الناس وویل الناس منک۔)[۱]

۱۱۶۸- محمد بن علی بن حبیش، احمد بن حماد بن سفیان، محمد بن موسیٰ جرشی، سعد ابو عاصم مولیٰ سلیمان بن علی، کیسان مولیٰ عبداللہ بن زبیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ سلمانؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اچانک سلمانؓ دیکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس ایک طشت ہے اور اس میں جو کچھ ہے اسے پیئے جارہے ہیں۔ سلمانؓ نے عرض کیا: یہ کیا ہے یا رسول اللہ؟ ارشاد فرمایا: میں نے اسے (یعنی عبداللہ بن زبیرؓ) کو پچھنے سے نکلا ہوا خون گرانے کے لئے دیا تھا۔ سلمانؓ نے عرض کیا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق مبعوث کیا ہے، وہ تو اسے پی چکا ہے۔ آپ ﷺ نے ابن الزبیر سے ارشاد فرمایا: کیا تم اسے پی چکے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: وہ کیوں؟ میں نے عرض کیا: مجھے پسند تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا خون میرے پیٹ میں چلا جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست شفقت ابن الزبیرؓ کے سر پر رکھا اور ارشاد فرمایا: تیرے لئے ہلاکت ہے لوگوں سے اور لوگوں کے لئے ہلاکت ہے تجھ سے۔ تجھے آگ نہیں چھوئے گی مگر قسم پوری کرنے کے لئے۔ (یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں فرمان ایزدی ہے کہ تیرے رب نے اپنے اوپر یہ بات لازم کرلی ہے کہ جہنم سے ہر ایک کو گزرنا ہوگا۔)[۲]

۱۱۶۹- محمد بن علی، حسین بن مودود، سلیمان بن یوسف، یعقوب بن ابراہیم بن سعد، ابراہیم بن سعد، صالح بن کیسان، ابن شہاب، قاسم بن محمد بن ابی بکر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت معاویہؓ کو خبر دی گئی کہ عبداللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبداللہ بن زبیرؓ مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ مکرمہ چلے گئے ہیں۔ تاکہ وہاں یزید بن معاویہ کی بیعت سے کعبہ میں پناہ حاصل کرسکیں۔ چنانچہ جب حضرت معاویہؓ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مقام تنعیم میں عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ ان کی ملاقات ہوگئی۔ معاویہؓ نے عبداللہؓ سے صرف رشتہ داروں کے حال احوال دریافت کئے اور جو شکایت انہیں پہنچی تھی اسکے متعلق مطلق کچھ نہ کہا۔ پھر حضرت معاویہؓ کی حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے ملاقات ہوئی۔ ان دونوں حضرات نے یزید کی ولی عہدی میں حضرت معاویہؓ سے بات چیت کی۔ پھر معاویہؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کو بلایا اور ان سے کہا: یہ سارا کام تمہارا ہے اور تم نے ان دونوں کو پھسلایا اور ان کو یہاں لے کر آئے۔ تم تو اس دھوکہ باز لومڑی کی مانند ہو جو ایک سوراخ سے نکلنے نہیں پاتی کہ دوسرے میں گھس جاتی ہے۔ ابن زبیرؓ نے فرمایا: میں کسی قسم کی مخالفت کے درپے نہیں ہوں لیکن میں دو آدمیوں کے ہاتھ پر بیعت کرنا ناپسند کرتا ہوں۔ سو جب میں تم دونوں سے پختہ عہد و معاہدہ کرچکوں گا پھر تم دونوں میں سے کسی کی اطاعت کروں گا؟ سو اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ امارت کے مالک ہیں تو آپ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرلیں ہم بھی آپ کے ساتھ اس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے۔ الغرض ان سب حضرات نے بیعت کرنے سے انکار کردیا تو حضرت معاویہؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: خبردار! مجھے بہت سارے لوگوں کی باتیں پہنچی ہیں جو قابل غور ہیں۔ نیز مجھے ان لوگوں کے بارے میں مختلف افواہیں پہنچی ہیں۔

۱۔ المستدرک ۵۵۴/۳. والمطالب العالیة ۳۸۴۷. ومجمع الزوائد ۲۷۰/۸. وتفسیر القرطبی ۱۰۳/۲. وکنز العمال ۳۷۲۲۶.

۲۔ سنن الدارقطنی ۱۲۸/۱، وتلخیص الحبیر ۳۱/۱. وتاریخ ابن عساکر ۴۰۱/۷. (التهذیب) وکنز العمال ۳۳۵۹۱، ۳۷۲۲۳.

جنھیں میں سراسر جھوٹ پاتا ہوں۔ حالانکہ یہ لوگ بات سنتے ہیں اطاعت بجالاتے ہیں اور جس صلح میں پوری امت داخل ہے یہ لوگ بھی داخل ہیں۔

۱۱۷۰-عبداللہ بن محمد، ابوبکر بن ابی عاصم، حوطی وعمرو بن عثمان، شعیب بن اسحٰق، ہشام بن عروہ، عروہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ یزید بن معاویہ نے عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف خط لکھا: میں نے چاندی کی بنی ہوئی ایک ہتھکڑی اور سونے کی بنی ہوئی دوعدد بیڑیاں اور چاندی کا بنا ہوا ایک طوق بھیجا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ آپ ضرور بالضرور ان اوزار میں اپنے آپ کو گرفتار کروائیں گے۔ چنانچہ عبداللہ بن زبیرؓ نے خط دور پھینکا اور ذیل کا شعر پڑھا:

ولا الین لغیر الحق اسالہ   حتی یلین لضرس الماضغ الحجر

جس ناحق کا مجھ سے مطالبہ کیا گیا ہے میں اسکے لئے نرمی نہیں دکھلاؤں گا تاوقتیکہ چبانے والی داڑھوں کے لئے پتھر نہ نرم ہو جائے۔

۱۱۷۱-**ابن الزبیر کا آخری وقت**...... سلیمان بن احمد، علی مبارک صنعانی، یزید بن مبارک، عبدالملک بن عبدالرحمٰن زماری، قاسم بن معن، ہشام بن عروہ:

عروہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب معاویہؓ وفات پاگئے تو عبداللہ بن زبیرؓ جان بوجھ کر یزید بن معاویہ کی اطاعت بجالانے سے پہلوتہی کرنے لگے اور علانیہ طور پر اسے برا بھلا کہنے لگے۔ یزید کو جب اسکی خبر ملی تو کہنے لگا: بخدا! ابن زبیر کو بیڑیوں اور طوقوں میں گرفتار کر کے لایا جائے، ورنہ میں اس پر لشکر کشی کروں گا۔ ابن زبیرؓ سے کہا گیا: کیا ہم آپ کے لئے چاندی کا ایک طوق نہ بنادیں جسے آپ کپڑوں تلے پہن لیں یوں یزید کی قسم پوری ہو جائے گی اور آپ صلح کر لیں۔ ابن زبیرؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا نہ کرے پھر مندرجہ ذیل شعر پڑھنے لگے:

ولا الین لغیر الحق اسالہ   حتی یلین لضرس الماضغ الحجر

جس ناحق کا مجھ سے مطالبہ کیا گیا ہے میں اسکے لئے نرمی نہیں دکھلاؤں گا تاوقتیکہ چبانے والی داڑھوں کے لئے پتھر نہ نرم ہو جائے۔

پھر فرمایا: بخدا! عزت کی تلوار ذلت کے کوڑے سے بدرجہا بہتر ہے۔ پھر لوگوں کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دی اور یزید کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ یزید نے ابن زبیرؓ کے پاس حصین بن نمیر کندی کو لڑنے کیلئے بھیجا اور اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا: اے ابن برذعۃ الحمار! (گدھے کے بچے) قریش کی دھوکہ بازیوں سے بچ کر رہنا اور ان کے ساتھ صرف نیزوں اور گھوڑوں سے معاملہ کرنا (یعنی تابڑتوڑ حملے کرنا اور صلح جوئی کے دھوکہ میں نہ آنا)۔ چنانچہ حصین مکہ آن وارد ہوا ابن زبیرؓ نے اسکے ساتھ بھرپور جنگ کی۔ مگر حصین کی فوجوں نے کعبہ کو جلا ڈالا۔ پھر حصین کو یزید کی موت کی خبر پہنچی تو وہ خبر سنتے ہی بھاگ نکلا۔

جب یزید مرگیا تو مروان بن حکم نے لوگوں کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دی۔ پھر جب مروان مرگیا تو عبدالملک نے اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی لوگوں کو دعوت دی۔ چنانچہ عبدالملک نے حجاج کو اپنے ایک لشکر کا امیر مقرر کر کے مکہ بھیجا۔ حجاج مکہ میں وارد ہوا اور ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہیں پہاڑ پر اس نے منجنیق نصب کی اور ابن زبیرؓ اور ان کے ہمراہیوں پر پتھر برسانے شروع کئے۔

(اس وقت ابن زبیرؓ اپنی فوج کے ساتھ مسجد حرام میں موجود تھے، حجاج نے مسجد پر بھرپور سنگباری کی)، چنانچہ جب وہ دن طلوع ہوا جس میں ابن زبیرؓ کو شہید کیا گیا تو حضرت ابن الزبیرؓ صبح صبح اپنی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے پاس گئے۔ وہ اس وقت سو سال کی عمر کی تھیں۔ ابھی تک ان کا ایک دانت بھی نہیں گرا تھا اور نہ ہی ان کی بینائی میں کچھ فرق آیا تھا۔ اسماءؓ کہنے لگیں: اے عبداللہ! تم نے اپنی جنگ کے بارے میں کیا کیا؟ ابن زبیرؓ نے جواب دیا: دشمن فلاں فلاں جگہ تک پہنچ گیا ہے یہ کہتے ہوئے ابن زبیرؓ ہنس

پڑے۔ پھر فرمایا: بلاشبہ موت میں راحت و آرام ہے۔ اسماءؓ نے فرمایا: اے پیارے بیٹے! شاید تم نے موت کی تمنا میرے لئے کی ہے مجھے مرنا پسند نہیں تاوقتیکہ تمہارا کچھ نہ کچھ فیصلہ ہو جائے۔ یا تو تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں یا پھر تمہیں قتل کر دیا جائے اور میں تمہاری جان و جسم کو عند اللہ باعث ثواب سمجھوں۔ پھر ابن زبیرؓ نے والدہ کو الوداع کیا اور اسماءؓ نے تاریخی وصیت فرمائی اور فرمایا: اے پیارے بیٹے! خبردار! تم قتل کے ڈر سے اپنے دین کی کوئی خصلت نہ چھوڑ بیٹھو۔ پھر ابن زبیر والدہؓ کے پاس سے نکل آئے اور مسجد میں تشریف لے آئے یہاں ان سے کہا گیا: کیا ہم شامیوں کے ساتھ صلح کے بارے میں بات چیت نہ کریں؟ فرمایا: کیا یہ وقت صلح کا ہے؟ بخدا: اس وقت اگر شامی تمہیں کعبہ کے بیچوں بیچ بھی پالیں تمہیں ضرور ذبح کر ڈالیں گے پھر درج ذیل شعر پڑھا:

ولست بمتاع الحياة بذلة ولا مرتق من خشية الموت سلماً

میں ذلت و رسوائی کے بدلے میں زندگی کو خریدنے والا ہوں اور نہ ہی میں موت کے ڈر سے سیڑھی پر چڑھنے والا ہوں۔

پھر ابن زبیرؓ نے اپنے ہمراہیوں کو وعظ و نصیحت کی اور فرمایا: جس طرح تمہارے چہرے غصے سے آگ اگل رہے ہیں اسی طرح تمہاری تلواریں بھی آگ اگلیں۔ کسی کی تلوار نہ ٹوٹنے پائے کہ پھر وہ عورت کی طرح ہاتھوں سے اپنی جان کا دفاع کرنے لگ جائے۔ بخدا! جب بھی میری کسی لشکر سے مڈبھیڑ ہوئی میں ہمیشہ صف اول میں رہا نیز مجھے جنگوں کے دوران جو زخم بھی آیا اسکا درد مجھے صرف اتنا محسوس ہوا جس طرح بیماری کے لئے دوائی کا اثر محسوس ہوتا ہے۔

پھر ابن زبیرؓ نے شامیوں پر حملہ کر دیا اور ان کے ساتھ سفیان بھی تھے۔ سب سے پہلے اسود نامی آدمی سے ان کا مقابلہ ہوا اس پر تلوار کا ایک ہی وار کیا وہ لڑکھڑاتا ہوا دور جا گرا۔ وہ اسود نامی شخص بولا: آخ! اے ابن زانیہ! ابن زبیرؓ نے اسے جواباً فرمایا: ہش! اے حام! کیا اسماء زانیہ ہے؟ پھر شامیوں کو مسجد سے مار بھگایا اور مسلسل اسی طرح لگاتار ان پر حملے کرتے رہے اور انہیں مسجد سے باہر نکالتے رہے اور ساتھ ساتھ فرماتے رہے کاش: مسجد کا ایک کونہ میرے ذمہ ہوتا تو میں اس کے لئے کافی ہوتا۔ عروہ کہتے ہیں: مسجد کی چھت پر ابن زبیرؓ کے کچھ مددگار چڑھے ہوئے تھے جو دشمنوں پر اینٹیں برسا رہے تھے اتفاقاً ایک اینٹ ابن زبیرؓ کے سر پر بھی آن لگی حتی کہ ان کا سر پھٹ گیا کھڑے رک گئے اور زبان سے فرمائے جا رہے تھے۔

ولسنا على الاعقاب تدمى كلومنا ولكن على اقدامنا تقطر الدما.

ہم وہ نہیں کہ پیٹھ پھیرنے کی وجہ سے ہماری ایڑیوں پر خون گرتا ہو بلکہ سینہ سپر ہونے کی وجہ سے ہمارے قدموں پر خون ٹپکتا ہے۔

عروہ کہتے ہیں: پھر ابن زبیر گر گئے اور ان کے دو آزاد کردہ غلام یہ کہتے ہوئے ان کی طرف متوجہ ہوئے: بندہ اپنے رب کی خاطر حملہ کرتا ہے اور اس سے بچتا رہتا ہے۔ عروہ کہتے ہیں: پھر شامیوں کے انبوہ نے آگے بڑھ کر ابن زبیرؓ کا سر تن سے جدا کر دیا۔

۱۱۷۱- سلیمان بن احمد، علی بن مبارک، زید بن مبارک، ابراہیم بن اسحٰق، ابواسحٰق کہتے ہیں:

جس دن حضرت عبداللہ بن زبیر کو مسجد حرام میں شہید کیا گیا تھا میں ادھر موجود تھا۔ شامیوں کے لشکر مسجد کے مختلف دروازوں سے داخل ہوتے تھے۔ چنانچہ جب بھی شامیوں کی کوئی جماعت مسجد میں داخل ہوتی ابن زبیرؓ تنہا مردانہ حملہ کرتے اور ان سب کو مسجد سے باہر نکال دیتے۔ وہ اسی حالت پر بدستور قائم تھے کہ اچانک مسجد کے اوپر سے ایک اینٹ ان کے سر پر لگی جس کے کاری زخم سے وہ گر پڑے آپؓ رجزیہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

اسماء ان قتلت لاتبكين لم يبق الاحسبى ودينى

وصارم لانت به يمينى

اے اسماء! اگر مجھے شہید کر دیا جائے تم نے نہیں رونا چونکہ باقی صرف میرا حسب و دین ہی رہا ہے اور ایک ننگی کاٹنے والی تلوار

ہے جس سے میرا دایاں ہاتھ نرم پڑ گیا ہے۔

۱۱۷۳-فاروق بن عبدالکبیر خطابی، عبدالعزیز بن معاویہ عتبی، جعفر بن عون، ہشام بن عروہ:

عروہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ شامیوں پر حملہ کرتے اور انہیں مسجد کے مختلف دروازوں سے باہر نکال دیتے اور یہ رجز پڑھتے تھے:

لو کان قرنی واحدا کفیته

یعنی اگر مسجد کا ایک کونہ میرے سپرد ہوتا تو میں اکیلا اس کے لئے کافی ہوتا۔

نیز یہ رجز بھی پڑھتے تھے:

ولسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا ولکن اقدامنا تقطر الدما۔

یعنی ہم وہ نہیں کہ پیٹھ پھیرنے کی وجہ سے ہماری ایڑیوں پر خون گرتا ہو بلکہ سینہ سپر ہونے کی وجہ سے ہمارے قدموں پر خون ٹپکتا ہے۔

۱۱۷۴-جعفر بن محمد بن عمرو احمس، ابوحصین وداعی، یحیی بن عبدالحمید، علی بن مسہر، ہشام بن عروہ، عروہ، اسماء بنت ابی بکرؓ (دوسری سند) عبداللہ بن محمد، ابوبکر بن ابی عاصم، دحیم، شعیب بن اسحٰق، ہشام بن عروہ وفاطمہ بنت منذر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی، اس وقت ان کے بطن میں حضرت عبداللہ بن زبیر بصورت حمل تھے۔ چنانچہ جب اسماءؓ نے انہیں جنم دیا اس وقت تک انہیں دودھ نہ پلایا جب تک کہ نبی ﷺ کے پاس لے کر نہ آ گئیں۔ چنانچہ ولادت کے بعد ان کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئیں اور آغوشِ رسالت میں دیدیا آپ ﷺ نے گود میں لیکر خیر و برکت کی دعا کی اور تبرکا کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈالی۔ اس دنیا میں آنے کے بعد اس عالم سے جو سب سے پہلی نعمت عبداللہ بن زبیرؓ کے منہ میں گئی وہ آنحضرت ﷺ کا لعاب دہن تھا۔

۱۱۷۵-ابوبکر طلحی، ابوحصین وداعی، احمد بن یونس، ابوالحیاۃ یحیی بن یعلی تیمی، یعلی تیمی کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر کے سانحہ شہادت کے تین دن بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ وہ اس وقت سولی پر لٹکائے ہوئے تھے۔ ابن زبیرؓ کی والدہ لاش کے پاس تشریف لائیں وہ اس وقت بوڑھی ہو چکی تھیں۔ قد لمبا تھا اور آنکھوں کی بینائی جواب دے چکی تھی۔ حجاج سے کہنے لگیں: کیا ابھی تک اس شہسوار کو نیچے اتارنے کا وقت نہیں آیا؟ حجاج بولا: (یہ شہسوار کہاں) یہ تو منافق ہے۔ اسماءؓ نے جواب دیا: بخدا! یہ منافق نہیں تھا بلاشبہ یہ تو نیکو کار تھا اور دن کو روزہ رکھتا اور رات کو مصلے پر کھڑا رہتا تھا۔ حجاج بولا: اے بڑھیا! واپس لوٹ جا، تیری عقل میں فساد آ گیا ہے۔ اسماءؓ نے جواب دیا: بخدا! ایسی بات نہیں، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اس وقت سے میری عقل میں فساد نہیں آیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبیلہ ثقیف میں سے ایک کذاب اور ایک مبیر (ہلاکو یعنی لوگوں کا قتل عام کرنے والا) ظاہر ہوگا، رہا کذاب سو ہم اسے (مختار ثقفی کو) دیکھ چکے، اور مبیر تو تم ہی ہو۔[1]

۱۱۷۶-علی بن حمید واسطی، اسلم بن سہل واسطی، محمد بن حسان، عبدالوہاب بن عطاء، زیاد جصاص، علی بن زید بن جدعان، مجاہد کا بیان ہے کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ تھا: وہ ابن زبیرؓ کی سولی پر لٹکی ہوئی لاش کے پاس سے گزرے اور تھوڑی دیر ان کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تو یقیناً دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا اور رشتہ داری کی پاسداری رکھتا تھا۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ وہ تجھے کسی صورت عذاب نہیں دے گا۔ مجاہد کہتے ہیں: پھر ابن عمرؓ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: مجھے ابوبکر صدیقؓ نے

۱۔ دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۴۸۲، ومسند الحمیدی ۳۲۶. البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۶۸، ۸/۳۴۰، ۳۴۴، ۳۴۶.

حدیث سنائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی برا عمل کمائے گا اسے اسکا بھرپور بدلہ دیا جائے گا۔

۱۱۷۷- ابوبکر طلحی، ابوحصین وداعی، احمد بن یونس، مندل، سیف ابوہذیل، نافع کا بیان ہے کہ میں نے ابن عمرؓ کو کھجور کے جس تنے پر ابن زبیرؓ کو لٹکایا گیا تھا اس کے قریب کیا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل فرمائے۔ بخدا! تو دنوں کو روزے رکھتا تھا اور راتوں کو قیام کرتا تھا۔

۱۱۷۸- **ابن زبیرؓ سو زبانوں کے عالم** ...... ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق ثقفی، احمد بن سعید الدارمی، ابوعاصم، ...... عمر بن قیس کہتے ہیں حضرت ابن زبیرؓ کے سو غلام تھے۔ ہر ایک دوسری سے زبان میں مختلف تھا۔ حضرت ابن زبیرؓ ہر ایک سے اسی کی زبان میں بات چیت کرتے تھے۔ جب میں آپ کو دنیا میں مشغول دیکھتا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ کو ایک گھڑی کیلئے بھی آخرت کا خیال نہیں۔ لیکن جب آخرت کے کام میں مشغول دیکھتا تو یوں معلوم ہوتا کہ دنیا سے آپ کو کچھ لگاؤ ہی نہیں ہے۔

۱۱۷۹- احمد بن محمد بن سنان، ابوعباس سراج، محمد بن صباح، محمد بن میمون، سفیان، ابن جریج، ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس ابن زبیرؓ کا ذکر کیا۔ ابن عباسؓ کہنے لگے: بلاشبہ ابن زبیر اسلام میں عفیف و پاکدامن ہیں۔ قرآن کے بے مثال قاری ہیں۔ ان کے والد زبیرؓ ہیں۔ ان کی والدہ اسماءؓ ہیں۔ ان کے نانا ابوبکرؓ ہیں۔ حضرت خدیجہؓ ان کی پھوپھی ہیں، صفیہؓ ان کی دادی ہیں اور عائشہؓ ان کی خالہ ہیں۔ بخدا: جیسی حسبی و نسبی شرافت میں ابن زبیرؓ کی سمجھتا ہوں ایسی شرافت ابوبکر و عمر کے لئے بھی نہیں سمجھتا۔

۱۱۸۰- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عباس بن ولید نرسی، مسلم بن خالد زنجی، عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس حسن وخوبی کے ساتھ عبداللہ بن زبیر نماز پڑھتے تھے اس طرح میں نے کبھی کسی نمازی کو نہیں دیکھا۔

۱۱۸۱- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن عباس، سفیان، ہشام بن عروہ کہتے ہیں مجھے ابن منکدر نے بتایا کہ اگر تم ابن زبیرؓ کو نماز پڑھتے دیکھ لیتے تم ضرور کہتے کہ یہ کسی درخت کی ٹہنی ہے، جسے ہوا تھپکی دے رہی ہے۔ نماز کے دوران حجاج کی فوجیں منجنیق سے پتھر برساتی تھیں اور پتھر ان کے آس پاس لگتے تھے مگر انہیں پرواہ تک نہیں ہوتی تھی۔

۱۱۸۲- ابوبکر طلحی، ابوحصین وداعی، احمد بن یونس، زائدہ، منصور، مجاہد کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب نماز میں مشغول ہوتے یوں لگتے جیسے وہ کوئی لکڑی ہوں (جو کھڑی کر دی گئی ہو) ان کی یہ کیفیت نماز میں کمال خشوع وخضوع کی وجہ سے تھی۔

۱۱۸۳- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ابن جریج، عطاء رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ جب نماز پڑھ رہے ہوتے یوں لگتے گویا کہ وہ ابھری ہوئی کوئی چیز ہے جو حرکت نہیں کر پا رہی۔

۱۱۸۴- محمد بن علی بن عاصم، حسین بن حرانی، عبدالوارث بن عبدالصمد، عن امہ، ماطرہ مہدیہ، عن خالتہ ام جعفر بنت نعمان سے روایت کرتی ہیں کہ:

ام جعفر ایک مرتبہ اسماء بنت ابی بکرؓ کے پاس گئیں اور انہیں سلام کیا اور پھر ان کے پاس عبداللہ بن زبیرؓ کا ذکر کرنے لگیں اسماءؓ بولیں: ابن زبیر راتوں کو قیام کرتا اور دنوں کو روزہ رکھتا تھا کثرت عبادت کی وجہ سے اسے حمام المسجد (مسجد کا کبوتر) کہا جاتا تھا۔

۱۱۸۵- ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، احمد بن سعید، علی بن حسن بن شقیق، نافع بن عمر، ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

۱۔ مسند الامام احمد ۶/۱، ۶/۶۶. والمستدرک ۳/۵۵۳. والدر المنثور ۲/۲۲۶، وتاریخ ابن عساکر ۷/۳۲۴، وتفسیر القرطبی ۵/۱۹۹ . وتفسیر ابن کثیر ۲/۲۷۰، ۳۷۱، والکامل لابن عدی ۳/۱۰۴۵ . والضعفاء ۲/۷۹.

نے کہا تمہارے دل میں ابن زبیرؓ کی اتنی زیادہ محبت کیوں بھری ہوئی ہے؟ میں نے جواب دیا: کاش اگر آپ انہیں دیکھ لیتے یقیناً ان جیسا اللہ تعالیٰ کے ساتھ سرگوشی کرنے والا کسی کو نہ پاتے۔

۱۱۸۶-محمد بن علی، حسین بن محمد بن حرانی، محمد بن بشار، روح بن عبادہ، حبیب بن شہید، ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سات سات دن لگاتار روزے رکھتے جب ساتواں دن ہوتا وہ پھر بھی ہم سے زیادہ طاقتور اور زودآور ہوتے۔

۱۱۸۷-سلیمان، ذکریا ساجی، حوثرہ بن محمد، ابواسامہ، سعید بن مرزبان ابوسعید، محمد بن عبداللہ ثقفی کہتے ہیں ایک مرتبہ حج کے موقع پر ابن زبیرؓ نے خطبہ دیا میں ان کے خطبہ میں موجود تھا چنانچہ یوم ترویہ (یعنی آٹھ ذوالحجہ) سے ایک دن قبل ہمارے پاس تشریف لائے انہوں نے احرام باندھا ہوا تھا انہوں نے تلبیہ پڑھایا اور کیا ہی خوب تلبیہ پڑھایا میں نے کبھی ایسا تلبیہ نہیں سنا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کے بعد فرمایا:

امابعد!

یقیناً تم لوگ مختلف آفاق وجہات سے وفود کی حالت میں اللہ تعالیٰ (کے عالیشان گھر بیت اللہ) کے پاس تشریف لائے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ اپنے وفود کا اکرام کرے پس جو آدمی اللہ تعالیٰ کی خیر وبھلائی کو طلب کرنے آیا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے طالب کو رسوا نہیں کرتا۔ اپنے قول کو فعل سے سچا کر دکھاؤ چونکہ قول کا اصل سرچشمہ فعل ہے نیت کو خالص رکھو اور دل کو صاف ستھرا رکھو اور ان دنوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بلاشبہ ان دنوں میں گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ تم لوگ مختلف آفاق سے آئے ہو تم لوگ کسی تجارت یا مال یا کسی قسم کی دنیا کو یہاں طلب کرنے نہیں آئے ہو۔ پھر ابن زبیرؓ نے تلبیہ پڑھا اور ان کے ساتھ لوگوں نے بھی تلبیہ پڑھا، چنانچہ ابن زبیرؓ کو جتنا زیادہ روتے ہوئے میں نے آج دیکھا اتنا زیادہ روتے ہوئے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔

۱۱۸۸-ابوعمرو بن حمدان، حسین بن سفیان، حبیب بن موسیٰ، عبداللہ بن مبارک، مالک بن انس، وہب بن کیسان کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے میری طرف ایک نصیحت نامہ لکھ کر بھیجا:

امابعد!

بلاشبہ اہل تقویٰ کی کچھ علامات ہوتی ہیں جن کے ذریعے انہیں پہچان لیا جاتا ہے اور اہل تقویٰ بذات خود بھی ان علامتوں کو پہچانتے ہیں؛ جس نے مصیبت پر صبر کیا، تقدیر وقضاء پر راضی رہا، نعمتوں کا شکر ادا کیا اور حکم قرآن کے آگے سرنگوں ہوا یہ متقی ہے۔ یقیناً امام (سلطان) کی مثال بازار جیسی ہے کہ جو چیز بھی بازار سے ختم ہوجاتی ہے اس چیز کی رسد کا بازار میں اضافہ کردیا جاتا ہے۔ سو اگر امام نے حق کو رائج کیا اس کے پاس اہل حق آئیں گے اور اگر امام نے باطل کو رائج کیا اس کے پاس اہل باطل کا ہجوم ہوگا اور اس کے پاس سے باطل ہی کو راج ملے گا۔

۱۱۸۹-ابوبکر طلحی، محمد بن حسین وداعی، احمد بن عبداللہ بن یونس، معاویہ، ہشام بن عمرو، وہب بن کیسان کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کو کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے سلطان یا سفیر سلطان سے ڈر کر کسی سلطان کے کارندے کو صلح کا پروانہ یا پیغام دیا ہو۔

۱۱۹۰-ابوبکر طلحی، محمد بن حسین وداعی، احمد بن عبداللہ بن یونس، ابومعاویہ، ہشام بن عروہ، وہب بن کیسان کہتے ہیں کہ اہل شام حضرت ابن زبیرؓ کو "یاابن ذات النطاقین" (نطاق بمعنیٰ کمربند یعنی اے دو کمربندوں والی کے بیٹے) کہہ کر عار دلاتے تھے۔ حضرت اسماءؓ نے ابن زبیر سے فرمایا: اہل شام تجھے نطاقین کا لفظ بول کر عار دلاتے ہیں۔ اس کی حقیقت سن! بلاشبہ میرے پاس ایک نطاق (کمربند) تھا جسے میں نے دو حصوں میں پھاڑ لیا تھا چنانچہ ایک حصہ کے ساتھ میں نے رسول اللہ ﷺ کا زادِراہ (ہجرت مدینہ کے موقع پر) باندھا تھا

اور دوسرے حصے کے ساتھ میں نے مشکیزہ باندھ لیا تھا تب رسول اللہ ﷺ نے مجھے ذات النطاقین کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد جب بھی اہل شام نطاقین (کا لفظ بول کر) ابن زبیرؓ کو عار دلاتے تو ابن زبیرؓ کہتے: رب کعبہ کی قسم یقیناً وہ (میری والدہ اسماءؓ) ذات النطاقین ہیں۔

تلک شکاۃ ظاھر عنک عارھا۔

یہ شکوہ تجھ سے عار کو زائل کر دے گا۔

۱۱۹۱- فاروق بن عبدالکبیر خطابی، ابو مسلم کشی، ابراہیم بن بشار، سفیان بن عیینہ، محمد بن عمرو، یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب، ابن زبیرؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب آیت کریمہ:

''ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون'' (الزمر، ۳۱)

پھر تم یقیناً قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑے کرو گے۔

نازل ہوئی تو آپؓ کے والد حضرت زبیرؓ (بن عوام) نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ہمارے درمیان کے حساب و کتاب کا پھر تکرار ہوگا دوسرے گناہوں کے ساتھ؟ ارشاد فرمایا: جی ہاں! یہاں تک کہ ہر ذی حق کو اپنا حق مل جائے۔[۱]

۱۱۹۲- محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سفیان، محمد بن عمرو، یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب، ابن زبیرؓ کی روایت ہے کہ جب آیت کریمہ: ''ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم'' - (التکاثر-۸) پھر ضرور تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، نازل ہوئی تو حضرت زبیر (بن عوام) نے پوچھا: یا رسول اللہ! کونسی نعمتوں کے بارے میں ہم سے سوال کیا جائے گا؟ ہمیں تو (گزارے کے لئے) صرف کھجور اور پانی میسر ہوتا ہے؟ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! ان نعمتوں کی عنقریب فراوانی ہو جائے گی۔[۲]

۱۱۹۳- سلیمان، فضیل بن محمد ملطی و ابو زرعہ الدمشقی، ابو نعیم، عبدالرحمٰن بن غسیل، عباس بن سہل بن سعد ساعدی انصاری کہتے ہیں میں نے ابن زبیرؓ کو مکہ مکرمہ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا، وہ فرما رہے تھے: اے لوگو! رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے: اگر کسی آدمی کو سونے کی ایک وادی مل جائے وہ چاہے گا کہ اسے ایک اور مل جائے۔ اگر اسے دوسری بھی مل جائے وہ تیسری کا بھی خواہاں ہوگا آدمی کے پیٹ کو بس مٹی ہی بھرتی ہے اور جو آدمی توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رجوع فرماتے ہیں۔[۳]

۱۔ مسند الحمیدی ۹۲، ومشکل الآثار ۱/۳۹.

۲۔ مسند الامام أحمد ۱/۱۶۴، والدر المنثور ۶/۳۸۸. وتفسیر ابن کثیر ۸/۴۹۶.

۳۔ صحیح البخاری ۸/۱۱۵، وفتح الباری ۱۱/۲۵۳، والترغیب والترھیب ۲/۵۴۲.

اہل صفہ کا بیان

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم نے بعض زاہدین وعبادت گزار صحابہ کرام کے کچھ احوال واقوال کا تذکرہ کیا ہے یہ حضرات صحابہ کرامؓ اعلام وآئمہ صحابہ کرامؓ میں سے ہیں۔ جو کہ اپنے معبود اور اس کے ذکر پر بہت فریفتہ تھے، ربِ یکتا اور اسکی محبت میں ہمہ تن مستغرق تھے، جنہیں عارفین وعاملین کے لئے پیشوا بنایا گیا ہے، جنہیں دنیا کے امتحان میں مبتلا ہونا پڑا۔ بالآخر دنیا پر حجت قائم کر کے اس سے رخصت ہوئے۔

اب ہم اہل صفہ کی شان عالی اور ان کے اخلاق واحوال کا اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں۔ نیز اسانید مشہورہ اور شواہد مذکورہ کے بل بوتے پر ان حضرت کے ناموں کا بھی تذکرہ کریں گے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں حق تعالیٰ نے مادیت سے سراسر غافل رکھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں سامان دنیوی کے امتحان سے محفوظ رکھا، حق تعالیٰ نے انہیں تنگدست فقراء کے لئے پیشوا بنایا جس طرح مذکورہ بالا حضرات صحابہ کرامؓ کو حق تعالیٰ نے عارفین کے لئے نمونہ بنایا، چنانچہ ان حضرات اہل صفہ کو اہل وعیال کی فکر تھی اور نہ ہی کسی قسم کے مال کی۔ انہیں حق تعالیٰ کی یاد سے تجارت غافل کرسکی اور نہ ہی کوئی مال۔ وہ حضرات دنیا کے مافات پر غمگین نہیں ہوئے وہ صرف اخروی انجام پر ہی خوش ہوئے۔ ان کی کل خوشی معبود باری تعالیٰ اور مالک مختار کی ذات تھی۔ ان کا غم ہاتھ سے نکل جانے والے وقت اور فوت ہونے والے وظیفے پر تھا۔ وہ ایسے لوگ تھے جنھیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے تجارت غافل کرسکتی تھی اور نہ ہی بیع وشراء۔ مافات پر انہوں نے کبھی افسوس نہیں کیا اور جو کچھ انہیں مل گیا اس پر بھی اترائے نہیں۔ مالک قادر مطلق نے ان کی حفاظت فرمائی اور دنیاوی آسودگی سے انہیں محفوظ رکھا اور رزق کی فراوانی کے امتحان میں انہیں مبتلا نہیں کیا تاکہ کہیں سرکشی پر نہ اتر آئیں، مافات پر غمزدگی انہوں نے دور پھینک دی، دنیاوی بکھیڑوں سے بے سروکار تھے اور حسب ونسب کا فخر وغرور ان کے ہاں معدوم تھا۔

۱۱۹۴- عبداللہ اصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سعید، عبداللہ بن وہب، ابوہانی، عمرو بن حریث ودیگر حضرات کا بیان ہے کہ آیت کریمہ: "ولو بسط الله الرزق لعباده لبغوا فى الارض" (شوریٰ ۲۷) اگر اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے لئے رزق کی فراوانی کردے تو وہ زمین میں سرکشی کرنے لگ جائیں، اصحاب صفہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ چونکہ اصحاب صفہ کہتے تھے: کاش کہ ہمارے لئے بھی دنیا ہوتی، پس وہ حضرات دنیا کی تمنا کرتے تھے۔ یہ حدیث حیوۃ نے بھی ابوہانی سے روایت کی ہے۔

۱۱۹۵- سلیمان بن احمد، احمد بن یحییٰ حلوانی، سعید بن سلیمان، عبداللہ بن مبارک، حیوۃ بن شریح، ابوھانی کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ عمرو بن حریثؓ نے فرمایا: کہ یہ آیت "ولو بسط الله الرزق لعباده لبغوا فى الارض" اہل صفہ کے بارے میں نازل ہوئی چونکہ وہ دنیا کے متمنی تھے۔

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اہل صفہ سے دور رکھ کر اور انہیں دنیاوی آسودگی سے دور رکھ کر ان پر شفقت فرمائی اور انہیں محفوظ رکھا تاکہ سرکش نہ بن جائیں۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دنیاوی بکھیڑوں سے مامون رہے، دنیاوی اشغال سے بچے رہے، اموال نے انہیں رسوا نہیں کیا اور نہ ہی ان کے احوال متغیر ہوئے۔

۱۱۹۶- ابوعمرو بن حمدان، حسین بن سفیان، عبیداللہ بن معاذ، معتمر بن سلیمان، سلیمان، ابوعثمان نہدی کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ نے حدیث سنائی کہ اصحاب صفہ تنگدست لوگ تھے۔ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو

وہ تیسرے کو اپنے ساتھ لے جائے، جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں اور چھٹے کو اپنے ساتھ لے جائے۔" اوکما قال" ابوبکرؓ اپنے ساتھ تین (اہل صفہ کے) آدمیوں کو لیکر آئے اور خود نبی ﷺ اپنے ساتھ دس آدمیوں کو لیکر گئے۔[1]

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔

۱۱۹۷- سلیمان، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، عمر بن ذر، مجاہد کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے۔ ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں! ارشاد فرمایا: اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا لاؤ۔[2]

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے وہ اہل وعیال کے پاس جاتے تھے اور نہ ہی مال کے پاس۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس صدقے کی کوئی چیز آجاتی اسے اہل صفہ کے پاس بھیج دیتے اور اس سے خود کچھ بھی نہیں لیتے تھے اور جب آپ ﷺ کے پاس بطور ہدیہ کے کوئی چیز آجاتی اسے اہل صفہ کے پاس بھیج دیتے اور خود بھی اس میں سے کچھ لے لیتے تھے اور اہل صفہ کو بھی اسمیں شامل کر لیتے تھے۔

۱۱۹۸- ابوعمر بن حمدان، حسین بن سفیان، وہب بن بقیہ، خالد بن عبداللہ، داؤد بن ابی ہند، ابوحرب بن ابی الاسود دئلی کے سلسلۂ سند سے طلحہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ جب کوئی آدمی نبی ﷺ کے پاس آتا اور اس کی جان پہچان والا کوئی آدمی مدینہ میں ہوتا تو وہ (آنے والا) اس کے پاس ٹھہرتا اور اگر اس کا پہچاننے والا کوئی نہ ہوتا تو اصحاب صفہ کے پاس ٹھہرتا۔ چنانچہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو صفہ میں ٹھہرتے تھے اور میری ایک آدمی سے موافقت اور جان پہچان بھی ہوگئی تھی اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہمارے اوپر کھجوروں کا ایک مد (ایک پیمانہ) دو آدمیوں کے درمیان جاری کیا جاتا۔[3]

۱۱۹۹- سلیمان بن احمد، محمد بن نضر ازدی، موسیٰ بن داؤد، شریک، عبداللہ بن محمد بن عقیل، علی بن حسین کے سلسلۂ سند سے حضرت ابورافعؓ کی حدیث ہے کہ جب فاطمہؓ کے ہاں حسینؓ کی ولادت ہوئی تو فاطمہؓ کہنے لگیں: یارسول اللہ! کیا میں اپنے بیٹے کا عقیقہ نہ کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں لیکن اسکا سر صاف کرو اور بالوں کے وزن کے برابر مساکین واوفاض پر صدقہ کرو۔ اوفاض سے مراد اہل صفہ ہیں۔

۱۲۰۰- محمد بن حسن، بشر بن موسی، ابوعبدالرحمٰن مقری، حیوۃ، ابوہانی، ابوعلی جنبی، فضالہ بن عبیدؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہوتے تو ان میں سے بعض بھوک کی وجہ سے نماز میں قیام کرنے سے عاجز ہو کر نیچے گر جاتے۔ یہ گرنے والے اصحاب صفہ ہوتے تھے...... حتی کہ گنوار کہتے کہ یہ لوگ تو دیوانے ہیں۔

یہ حدیث ابن وہب نے بھی ابوہانی سے روایت کی ہے۔

۱۲۰۱- محمد بن محمد بن اسحٰق، زکریا ساجی، احمد بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن وہب، فضیل بن غزوان، ابی حازم، ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ اہل صفہ کے ستر آدمی تھے۔ ان میں سے کسی ایک کے پاس چادر تک بھی نہیں ہوتی تھی۔

۱۲۰۲- عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن عبداللہ بن رستہ، ابوایوب مقری، جریر، عطاء، شعبی کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت

۱۔ صحیح البخاری ۱/۱۵۶، ۴/۲۳۶، وصحیح مسلم، کتاب الاشربۃ ۱۷۶۔

۲۔ صحیح البخاری ۸/۹۸، ۱۲۰، وسنن الترمذی ۲۴۷۷. والسنن الکبری للبیهقی ۷/۸۳. ۸/۳۴۰. وعمل الیوم واللیلة لابن السنی ۴۰۶.

۳۔ مسند الامام أحمد ۶/۳۹۰، والمعجم الکبیر للطبرانی ۳/۱۷. والمصنف لابن أبی شیبة ۸/۴۷، ومجمع الزوائد ۴/۵۷.

ہے میں صفہ میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف عجوہ کھجوریں بھیجیں۔ ہم بھوک کی وجہ سے دو دو کھجوریں اٹھانے لگے نبی ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ سے فرماتے تھے: میں بھی دو دو اٹھا رہا ہوں تم بھی دو دو اٹھا کر کھاؤ۔

۱۲۰۳-ابومحمد بن حیان، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، ھناد بن سری، ابومعاویہ، ہشام، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اہل صفہ کے پاس تشریف لائے ارشاد فرمایا: تم لوگوں نے صبح کس حال میں کی ہے؟ اصحاب صفہ نے جواب دیا ہم نے خیریت سے صبح کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج تم لوگ بدرجہا بہتر ہو (اس وقت سے کہ) جب تم میں سے کسی ایک کے پاس صبح کے کھانے کے لئے ایک بڑا پیالہ لایا جائے گا اور شام کے وقت ایک دوسرا کھانے سے بھرا ہوا پیالہ لایا جائے گا اور تم میں سے کوئی ایک اپنے گھر پر اس طرح پردے لٹکائے گا جس طرح کعبہ پر پردے لٹکائے جاتے ہیں۔ اصحاب صفہ نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا ہم اس آسودگی کو پائیں گے درآں حالانکہ ہم اپنے دین پر کاربند ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: جی ہاں، کہنے لگے: پھر تو ہم اُس وقت (آج سے بدرجہا) بہتر ہوں گے۔ چونکہ ہم صدقات کریں گے اور غلاموں کو آزاد کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ تم لوگ بلسبت اُس وقت کے آج بدرجہا بہتر ہو۔ چونکہ جب تم دنیاوی آسودگی وفراوانی کو پالو گے آپس میں حسد کرنے لگ جاؤ گے ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو گے اور ایک دوسرے سے بغض وعداوت کرنے لگ جاؤ گے۔[۱]

۱۲۰۴-عبداللہ بن محمد، ابویحییٰ رازی، ہناد بن سری، یونس بن بکیر، سنان بن سیسن حنفی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: جب ضعفاء مسلمین کے لئے صفہ بنایا گیا تو مسلمانوں نے حسب استطاعت جو کچھ میسر ہو سکا لے کر ان کے پاس آنا شروع کر دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اہل صفہ کے پاس تشریف لاتے اور ارشاد فرماتے: السلام علیکم: یا اہل الصفۃ! اصحاب صفہ جواب دیتے ''وعلیک السلام یارسول اللہ'' آپ ﷺ ارشاد فرماتے: تم لوگ آج کے دن بدرجہا بہتر ہو اس دن سے کہ جب تم میں سے کسی ایک کے پاس کھانے سے بھرا ہوا ایک بڑا پیالہ صبح کے کھانے کے لئے لایا جائے گا اور پھر ایک شام کے وقت اور وہ صبح کو ایک عالیشان جوڑے میں ملبوس ہو کر نکلے گا اور شام کے وقت دوسرے میں۔ تم لوگ اپنے گھروں پر اس طرح پردے لٹکاؤ گے جس طرح کعبہ پر پردے لٹکائے جاتے ہیں۔ (یعنی تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں تمہارے پاس مال ودولت کی خوب ریل پیل ہو گی) اہل صفہ کہنے لگے: ہم تو اس دن بہت بہتر ہوں گے چونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں آسودگی عطا فرمائے گا ہم اس کا شکر ادا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلکہ تم لوگ آج بہت بہتر ہو۔[۲]

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صفہ میں رہنے والوں کی تعداد مختلف اوقات میں مختلف ہوتی رہتی تھی۔ بسا اوقات اہل صفہ متفرق ہو جاتے اور پردیسیوں اور آنے والوں کی تعداد کم ہو جاتی، جسکی وجہ سے اہل صفہ کی مجموعی تعداد بھی کم ہو جاتی اور بسا اوقات باہر سے آنے والوں اور وفود کی تعداد بڑھ جاتی اور انہیں اہل صفہ کے ساتھ شامل کر لیا جاتا۔ یوں اہل صفہ کی تعداد بڑھ جاتی، ہاں البتہ ان کے حالات واخبار میں مشہور بات یہ تھی کہ ان پر فقر وفاقہ کا غلبہ زیادہ رہتا تھا، اس کے باوجود وہ حضرات پھر بھی ایثار سے کام لیتے اور فقر وفاقہ کو اپنے لئے پسند کرتے تھے۔ ان پر ایسا وقت بھی آیا کہ ان کے پاس دو کپڑے گزارے کے لئے بھی نہیں ہوتے تھے۔ رنگ برنگ کے کھانوں کا تو ان کے ہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا ان کے فقر وفاقہ اور ایثار پر ذیل کی حدیث خوب دلالت کرتی ہے۔

۱۱۰۵-فقر وناداری کی انتہاء...... ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، وکیع، فضیل بن غزوان، ابوحازم کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ستر اہل صفہ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ان میں سے بعض ایسے تھے کہ

۱، ۲۔ مجمع الزوائد ۲۳۲/۱۰، ۳۱۴. والسنن الکبریٰ للبیھقی ۲۷۲/۷. والتاریخ الکبیر ۱۳/۵. والترغیب والترھیب ۱۱۱/۳، ۱۰/۳.

کپڑا صرف ان کے گھٹنوں تک پہنچا اور بعض کا تھوڑا نیچے تک۔ جب ان میں سے کوئی رکوع کرتا تو وہ اپنے کپڑے کو ہاتھ سے پکڑ لیتا چونکہ اسے ستر کھلنے کا خوف دامن گیر ہوتا تھا۔

۱۲۰۶-عبداللہ بن احمد، اسماعیل بن عبداللہ، ہشام بن عامر، صدقہ بن خالد، زید بن واقد، بسر بن عبیداللہ حضرمی کے سلسلۂ سند سے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں اصحاب صفہ میں سے ہوتا تھا۔ چنانچہ ہم اہل صفہ میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوتا تھا کہ جس کو پورا کپڑا (جو ستر کے لئے کافی ہو) میسر ہو سکے۔ ہماری اس تنگدستی کی حالت میں ہمارے جسموں پر میل اور غبار اٹا رہتا تھا جب پسینہ آتا میل اور غبار گھل کر ہمارے جسموں پر بہہ جاتا جس کے نشانات جسم پر واضح نظر آتے تھے۔

۱۲۰۷-اہل صفہ کی گزر بسر کا طریقہ..... عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، ہناد بن سری، ابواسامہ، جریر بن حازم کے سلسلۂ سند سے محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب شام کے وقت تشریف لاتے تو اہل صفہ کو صحابہ میں (کھانا کھلانے کے لئے) تقسیم کر دیتے چنانچہ ایک صحابی اٹھتے وہ اپنے ساتھ اہل صفہ کا ایک آدمی لے جاتے کوئی اور صحابی اٹھتے وہ اپنے ساتھ دو کو لے جاتے اور کوئی تین کو لے جاتے حتیٰ کہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے دس تک کا ذکر کیا۔ چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہر رات اپنے گھر والوں کے پاس اسی (۸۰) آدمیوں کو لے کر آتے اور انہیں شام کا کھانا کھلاتے ان سب کا تعلق اہل صفہ سے ہوتا۔[1]

۱۲۰۸-عبداللہ بن محمد بن ابی بکر، عبداللہ بن محمد بن نعمان، ابونعیم (دوسری سند) ابوبکر طلحی، عبید بن غنام- (ایک نسخہ میں عنام اور ایک میں عثام ہے) الفاظ حدیث انہی کے ہیں- ابوبکر بن ابی شیبہ، ابونعیم، موسیٰ بن علی، اپنے والد علی سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

کہ ایک دن رسول کریم ﷺ باہر ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: تم میں سے کون شخص پسند کرے گا کہ وہ ہر روز بطحان یا عقیق کی طرف جائے اور وہاں سے دو اونٹنیاں بڑے کوہان والی بغیر کسی گناہ کے اور بغیر انقطاع صلہ رحمی کے لے آئے؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم سب ہی پسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (تو پھر سن لو) تم میں سے جو شخص مسجد میں جاتا ہے اور وہاں کتاب اللہ کی دو آیتیں کسی کو سکھلاتا ہے یا خود پڑھتا ہے تو وہ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے تین آیتیں اس کے لئے تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار آیتیں اس کے لئے چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں، حاصل یہ کہ آیتوں کی تعداد اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے۔[2]

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث بالا میں تصریح ہے کہ نبی ﷺ اصحاب صفہ کو دنیاوی پیشا کشوں سے الگ تھلگ رکھنا چاہتے تھے اور انہیں ہمہ وقت عبادت ذکر و فکر اور تعلیم و تعلم میں مشغول رکھنا چاہتے تھے، جس میں ان کی حالت خوش اسلوبی کے ساتھ استوار رہ سکتی تھی۔ چونکہ وہ ان اشغال میں مصروف رہ کر ہلاکتوں اور خطرات سے محفوظ رہ سکتے تھے۔ نیز یوں وہ حضرات اپنی بے پایاں امیدوں سے راحت بھی پا سکتے تھے۔

۱۲۰۹-محمد بن احمد بن مخلد، ابواسماعیل ترمذی، یحییٰ بن بکیر، ابن لہیعہ، عمارہ بن غزیہ، ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن کے سلسلۂ سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ایک دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اہل صفہ کے پاس گئے۔ اچانک دیکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کھڑے ہیں اور اصحاب صفہ کو پڑھا رہے ہیں اور آپ ﷺ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے تا کہ اس سے ان کی کمر سیدھی رہے۔

چنانچہ اہل صفہ کتاب اللہ کو سمجھنے اور سیکھنے میں مشغول رہتے تھے ان کا مطمح نظر یہی تھا کہ دین اسلام کی نئی بات سننے کو مل جائے

۱۔ تاریخ ابن عساکر ۶/ ۹۱ . (التهذیب)

۲۔ المصنف لابن أبي شيبة ۱۰/ ۵۰۳، ومسند الامام أحمد ۴/ ۱۵۴، والمعجم الكبير للطبراني ۱۷/ ۲۹۰.

ذیل کی حدیث اس امر کی باخوبی گواہی دیتی ہے۔

۱۲۱۰-جعفر بن محمد بن عمرو، ابو حصین وداعی، یحییٰ بن عبدالحمید، حماد بن زید، معلّٰی بن زیاد، علاء بن بشیر، ابوصدیق ناجی کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ میں ایک دن غرباء یعنی اصحاب صفہ کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا ان میں سے کچھ ننگے بدن ہونے کی وجہ سے اپنے ساتھیوں کی اوٹ میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص ہمارے سامنے قرآن پڑھ رہا تھا اور ہمارے لئے دعا بھی کرتا جاتا کہ اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے۔ پڑھنے والے نے جب نبی کریم ﷺ کو کھڑے دیکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔ اس وقت آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا: تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم کتاب اللہ سن رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے میری امت میں وہ لوگ پیدا کئے جن کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا کہ میں ان کے ساتھ بیٹھوں۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ فرما کر آپ ﷺ ہمارے درمیان بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ نے ہاتھ سے حلقہ بنا کر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ چنانچہ سب لوگ حلقہ بنا کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے مفلسین کی جماعت! تمہیں خوشخبری ہو اس بات کی کہ قیامت کے دن تمہیں بھرپور نور حاصل ہوگا اور تم دولتمند طبقے سے آدھے دن پہلے جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور یہ آدھا دن پانچسو برس کے برابر ہوگا۔ چنانچہ یہ فقراء جنت میں عیش و عشرت کر رہے ہوں گے اور دولتمندوں کا طبقہ حساب دے رہا ہوگا۔[1]

یہ حدیث جعفر بن سلیمان نے معلّٰی بن زیاد سے اپنی اسناد سے بمثلہ روایت کی ہے اور جعفر نے ثابت بنانی، سلمان کے طریق سے مرسلاً روایت کی ہے۔

۱۲۱۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، جعفر بن سلیمان، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلمانؓ ایک جماعت میں بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے تھے کہ اچانک نبی ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا چنانچہ یہ حضرات چپ ہو گئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ کیا کہہ رہے تھے؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے تھے، ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو بلاشبہ میں نے تمہارے اوپر رحمت نازل ہوتی ہوئی دیکھی تو میں نے بھی چاہا کہ تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں، پھر ارشاد فرمایا: تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا جن کے ساتھ مجھے جم کر بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔[2]

یہ حدیث مسلمہ بن عبداللہ نے عن عمہ عن سلیمان کے طریق سے طویل قصے کے ساتھ روایت کی ہے ہم نے اسے کتاب شرف الفقر میں ذکر کیا ہے۔

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین کرام میں سے جن حضرات نے فقر و فاقہ کو گلے لگایا وہ تاقیامت دین کی ایک واضح علامت ہیں۔ ان کے صدق کے جھنڈے لہراتے ہیں، ان کا باطنی مشاہدہ حق سے آباد تھا، جبکہ حق انکا مشاہد وانتظام کردہ ہے۔ رسول کریم ﷺ ان کے کفیل اور ان کے مؤدب تھے۔ جو دنیا اور اس کے دھوکے سے فروتنی برتے اور آخرت اور اسکی عشرتوں کی طرف متوجہ ہو، اس آدمی کا حق ہیکہ حق تعالیٰ جو یکتا اور باقی رہنے والا ہے اسکی کاریگری کا مشاہدہ کرے۔ آنے والی آخرت کی راحتوں کی دھن میں لگا ہو جو کہ آخرت کے دوام اور خوشنمائی سے تعلق رکھتی ہیں، دائمی سکونت و اسکی رونق افروزی، ملاقات حق تعالیٰ اور اسکی جلوہ افروزی، معائنہ معبود اور اسکی لذت یہ سارے امور اسکے قیمتی انعامات ہیں۔ اس کا حق ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے پسند فرمودہ فقر و فاقہ پر راضی رہے اور جن دنیا کے امور سے اللہ تعالیٰ نے اسے پھیر دیا ہے اس سے الگ رہے اور جو چیز اس کے لئے مقید کر دی ہے اسکی کوشش میں لگا رہے۔ اپنے دل کی کڑی نگرانی کرتا ہو، اپنے آپ کو زمرہ مساکین میں سے سمجھتا ہو، اللہ کے مقرب بندوں نے جن خصلتوں کو اپنے لئے مختص کیا ہے ان کے درپے ہو، اپنے اوقات کو غنیمت سمجھتا ہو اور اختلاط سے پرہیز کرتا ہو، اپنے اوقات کی حفاظت

۱۔ سنن أبی داؤد، کتاب العلم باب ۱۳، ودلائل النبوة للبیهقی ۵/ ۳۵۱. ومشکاة المصابیح ۲۱۹۸.

کرتا ہو اور اپنے آپ کو باطل پرستوں کی مصالحت سے کنارہ کش رکھتا ہو، رب العالمین کے معاملہ میں کوشش و اجتہاد سے کام لیتا ہو اور تمام احوال میں سید المرسلین ﷺ کی اقتداء کرتا ہو۔

۱۲۱۲- حسین بن اسحٰق تستری، محمد بن ابی خلف، یحیٰی بن عباد، محمد بن عثمان واسطی، ثابت کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ (ایک نسخہ میں ابن عباسؓ) کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کسی آدمی کی دھونی بھلی لگتی اسے نماز کا حکم دیتے۔

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان حضرات نے صفہ کو اپنا ٹھکانا بنایا اور باطنی گندگیوں سے اپنے قلوب کو صاف کیا، اغیار سے فروتنی برتی، نفوس کی چاپلوسی سے محفوظ رہے، نیکوکاروں کے طریقہ کار پر جمے رہے، پس انہیں دائمی نعمتوں کی بہشتوں میں اتارا گیا اور انہیں خالص تسنیم (جنت کی شراب) پلائی گئی۔

۱۲۱۳- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن عبداللہ بن نمیر، عمران بن عیینہ، اسماعیل، ابوصالح کہتے ہیں "ومزاجه من تسنیم" (مطففین ۲۷) میں تسنیم اہل جنت کی اعلیٰ ترین شراب ہے، جو کہ مقربین کو خالص ملے گی اور بقیہ لوگوں کو تسنیم کی محض ملاوٹ ملے گی۔

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل صفہ مختلف قبائل کے اچھے لوگ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے سروں پر نور کا تاج سجایا، انہوں نے اذکار سے اپنے دلوں کو پاکیزہ کیا، ان کے اعضاء نے راحت پائی، ان کے باطنی اسرار منور چاند کی طرح کھل اٹھے، چونکہ حق تعالیٰ نے اپنی رضا ان کے شامل حال کر دی تھی۔ انہوں نے دنیاوی بکھیڑوں میں مشغول ہونے والوں سے اعراض کیا، وہ دنیا جمع کرنے والوں سے دور رہے، حاسد دشمن کے ساتھ مصالحت سے کنارہ کشی کی، حق تعالیٰ کی حمایت کو انہوں نے تھامے رکھا، دنیا سے بالکل قطع تعلق تھے، دنیاوی ملبوسات ان کے سامنے ہیچ تھے، حق تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، انہوں نے حق تعالیٰ کی محبت ورضا کو اپنا مرجع بنایا حتی کہ فرشتوں نے بھی ان کی زیارت و دوستی میں رغبت کی اور رسول اللہ ﷺ کو بھی ان کے ساتھ مل بیٹھنے اور گفتگو کرنے کا حکم ہوا۔

۱۲۱۴- اصحاب صفہ کی اہمیت ...... ابوبکر طلحی، عبید بن غنام، ابوبکر بن ابی شیبہ، احمد بن مفضل، اسباط بن نصر، سدی، ابوسعید ازدی، ابوالکنود کے سلسلۂ سند سے حضرت خباب بن ارتؓ کی روایت ہے کہ آیت کریمہ: "والعشی یریدون وجهه" (انعام ۵۲) اور خاص اسی کی رضامندی کا قصد کرتے ہیں، کے سبب نزول کے متعلق فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن فزاری آئے اور انہوں نے نبی ﷺ کو بلال وعمار وصہیب اور خبابؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے پایا۔ یہ حضرات ضعفاء مومنین میں سے تھے۔ جب ان دونوں نے ضعفاء مومنین کو دیکھا تو انہیں حقیر سمجھا اور آپ ﷺ کو خلوت میں لے گئے اور کہنے لگے: ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے خصوصی مجلس کا اہتمام کریں تاکہ عرب ہمارے شرف وفضل کا امتیاز کر سکیں۔ چونکہ آپ کے پاس مختلف اطراف سے وفود آتے رہتے ہیں ہمیں حیاء آتی ہے کہ عرب ہمیں ان غلاموں کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھیں۔ پس جب ہم آپ کے پاس آئیں آپ انہیں وہیں چھوڑ کر ہماری طرف اٹھ آیا کریں اور جب ہم فارغ ہو جائیں آپ بے شک ان کے پاس جا کر بیٹھ جایا کریں، آپ ﷺ نے ان کے مطالبے کو منظور کر لیا، پھر وہ دونوں کہنے لگے: ہمارے لئے ایک تحریر لکھ دیجئے جو بطور معاہدہ کے ہمارے پاس رہے چنانچہ نبی ﷺ نے ورق منگوایا تاکہ ان کے لئے معاہدہ لکھ دیں اور بطور کاتب کے حضرت علیؓ کو بلایا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے معاہدہ لکھنے کا قصد کیا اس وقت ہم ایک کنارے میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے اچانک جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے فرمایا: "لاتطرد الذین یدعون ربهم بالغداۃ والعشی یریدون وجهه" الی قولہ تعالیٰ: فتکون من الظالمین" (انعام ۵۲)۔ پھر اقرع بن حابس اور ان کے ساتھی کا ذکر

کیا۔اور فرمایا:

وکذالک فتنابعضھم ببعض لیقولوااھولآء من اللہ علیھم من بینناالیس اللہ باعلم بالشاکرین (انعام ۵۳)

اور اسی طرح ہم نے بعض کو بعض کے ذریعے آزمائش میں ڈال رکھا ہے تاکہ یہ لوگ کہا کریں: کیا یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے ان پر اللہ نے فضل کیا ہے؟ کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو خوب جانتا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **واذا جاءک الذین یومنون بآیاتنافقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ** (انعام ۵۴) اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے (اور) تمہارے رب نے (تمہارے لئے) مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ورق دور پھینک دیا اور ہمیں اپنے پاس بلایا۔ ہم ان کے پاس گئے آپ ﷺ کہہ رہے تھے: ''سلام علیکم'' یعنی تمہارے اوپر سلامتی ہو۔ ہم آپ ﷺ کے قریب تر ہوگئے حتیٰ کہ ہم نے اپنے گھٹنے ان کے گھٹنوں کے ساتھ ملالئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے اور جب چلے جانے کا قصد کرتے تو اٹھ کر چلے جاتے اور ہمیں چھوڑ دیتے پس اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی: ''**واصبرنفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ولاتعدعیناک عنھم تریدزینۃالحیاۃ الدنیا**'' (سورۃ کہف ۲۸) اور اپنے آپ کو انہی لوگوں کے ساتھ رکھئے جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہیں اور اس کی رضامندی چاہتے ہیں۔ خبردار! آپ کی نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں کہ آپ دنیاوی زندگی کی ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جائیں۔

یعنی آپ اپنی آنکھیں ان سے نہ ہٹائیے کہ آپ اشراف کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے **ولاتطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا** (کہف ۲۸) اور اس آدمی کا کہنا نہ مانیے جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جنکا معاملہ حد سے گزر چکا ہے۔

جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے وہ عیینہ بن حصن فراری اور اقرع بن حابس ہے اور معاملے کا حد سے گزرنا ہلاکت ہے۔ پھر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں اور دنیاوی زندگی کی مثال بیان فرمائی ہے، خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم اس کے بعد نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھتے تھے اور جب ہم سمجھتے کہ آپ ﷺ کے اٹھنے کا وقت آن پہنچا ہے تو ہم خود ہی اٹھ کھڑے ہوتے اور آپ ﷺ کو وہیں چھوڑ دیتے پھر آپ ﷺ بھی کھڑے ہوجاتے ورنہ ایسا ہوتا کہ آپ ﷺ جم کر بیٹھے رہتے حتیٰ کہ ہم کھڑے نہ ہوجائیں۔

یہ حدیث عمر بن محمد عنقزی علی اسباط نے بھی بمثل بالا کے روایت کی ہے۔

۱۲۱۵- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابووہب حرانی، سلیمان بن عطاء، مسلمہ بن عبداللہ، اپنے چچا سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مؤلفۃ قلوب (وہ لوگ جنہیں کچھ مال دے دیا جاتا تھا تاکہ اسلام کی طرف راغب ہوجائیں) یعنی عیینہ بن حصین فزاری، اقرع بن حابس اور کچھ ان کے خیر خواہ آئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! اگر آپ مسجد کے بیچ میں بیٹھیں اور آپ ہمارے لئے مسجد کے ایک کونے میں ان لوگوں سے الگ ہوکر بیٹھا کریں۔ ان کی مراد ابوذر رضی اللہ عنہ وسلمان رضی اللہ عنہ اور فقراء مسلمین یعنی اہل صفہ تھے۔ تاکہ ہمیں ان لوگوں کے جبوں سے بدبو نہ آئے۔ کیونکہ اہل صفہ نے اون کے بنے ہوئے جبے پہن رکھے تھے، ان کے پاس اور کچھ ہوتا ہی نہیں تھا۔ کہنے لگے: (آپ ہمارے لئے مسجد میں ایک کنارے میں الگ ہوکر بیٹھ جایا کریں تاکہ) ہم آپ کے ساتھ بیٹھا کریں اور آپ صرف ہمارے ساتھ بیٹھیں اس طرح ہم آپ سے علم حاصل کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: **واتل مااوحی الیک من کتاب ربک لامبدل لکلماتہ ولن تجدمن دونہ ملتحدا. واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ** ......الی قولہ تعالیٰ...... **نارا احاط بھم سرادقھا**'' (الکہف ۲۷،۲۹)

آپ کی طرف جو آپ کے رب کی کتاب وحی کی گئی ہے اسے پڑھتے رہیے۔ اس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں آپ اس کے سوا ہرگز کوئی پناہ کی جگہ نہیں پائیں گے اور اپنے آپ کو انہی کے ساتھ رکھا کریں جو اپنے رب کو صبح وشام پکارتے رہتے ہیں اور اسی کی رضامندی چاہتے ہیں......الخ۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں دوزخ کی آگ کی دھمکی دی چنانچہ آپ ﷺ اٹھے اور اہل صفہ کو تلاش کرنے لگے۔ تاہم انہیں مسجد کی پچھلی جانب اللہ کے ذکر میں مشغول پایا پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے مجھے اس وقت تک موت نہیں دی جب تک کہ مجھے اپنی امت کے کچھ لوگوں کے ساتھ جم کر بیٹھنے کا حکم نہ دے دیا سو میں نے تمہارے ہی ساتھ زندہ رہنا ہے اور تمہارے ہی ساتھ مرنا ہے۔[1]

۱۲۱۶- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوحذیفہ، سفیان ثوری، مقدام بن شریح، شریح کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ:

"ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ (انعام،۵۲) اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح وشام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں اور خاص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا قصد کرتے ہیں۔

نبی ﷺ کے چھ صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی ان میں سے ایک ابن مسعودؓ بھی ہیں، اور ابن ابی وقاصؓ کہتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے پاس آتے اور ان کے قریب تر ہو کر بیٹھتے تھے۔ قریش ہمیں دیکھ کر کہنے لگے: آپ ہمارے علاوہ ان لوگوں کو اپنے پاس قریب کر کے بٹھاتے ہیں؟ چنانچہ نبی ﷺ نے انہیں خوش کرنے کے لئے کچھ ارادہ کیا کہ ان کو کچھ خصوصیت دیں لیکن یہ آیت نازل ہوگئی۔

۱۲۱۷- ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحق بن راھویہ، عبیداللہ بن موسیٰ، اسرائیل، مقدام بن شریح حارثی، شریح کے سلسلۂ سند سے حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور ہم چھ آدمی تھے، مشرکین کہنے لگے: انہیں اپنے سے دور کیجئے چونکہ یہ لوگ ہمارے ہم پلہ نہیں ہیں۔ سعدؓ کہتے ہیں ایک میں تھا ایک ابن مسعود، ایک قبیلہ ہذیل کا آدمی تھا، ایک بلال اور دو آدمی اور تھے جنکے میں نام بھول گیا ہوں۔ (غالباً ان دو میں سے ایک حضرت خبابؓ بن ارت تھے اور دوسرے عمارؓ)۔ چنانچہ نبی ﷺ کے دل میں مشرکین کی رعایت کرنے کے واسطے کچھ خیال پیدا ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: "ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ" (انعام،۵۲)

۱۲۱۸- محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحق بن راھویہ، جریر، اشعب بن سوار، کردوس، عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ قریش کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزری اس وقت آپ ﷺ کے پاس صہیبؓ، بلالؓ، خبابؓ، عمارؓ اور ان جیسے دیگر حضرات اور کچھ ضعفاء مسلمین (یعنی اہل صفہ) بیٹھے ہوئے تھے، قریش کہنے لگے: یارسول اللہ! کیا آپ اپنی قوم کے بجائے ان لوگوں سے راضی ہوگئے ہیں؟ کیا ہم ان لوگوں کے تابع ہوگئے ہیں؟ کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل واحسان کیا ہے؟ اپنے سے انہیں دور کیجئے شاید ہم آپ کی اتباع کرلیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی۔ "وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربھم" سے لیکر "فتکون من الظالمین" تک۔ (انعام ۵۱،۵) ترجمہ اور ایسے لوگوں کو ڈرایئے جو اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت میں جمع کئے جائیں گے کہ جتنے بھی غیر اللہ ہیں نہ کوئی ان کا مددگار ہوگا اور نہ ہی کوئی سفارشی

۱۔ تاریخ ابن عساکر ۱۹۹/۶ (التھذیب) واتحاف السادۃ المتقین ۳۶۵/۸، ۲۷۸/۹، والدر المنثور ۲۱۹/۴، وتفسیر القرطبی ۳۹۱/۱۰، وتفسیر الطبری ۱۵۶/۱۵. وزادالمسیر لابن الجوزی ۱۳۲/۵. واسباب النزول للواحدی ۲۰۱.

اس امید پر کہ شاید وہ ڈر جائیں۔ ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ ان کو نکال دیں، ورنہ آپ ظلم کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

۱۲۱۹-عمر بن محمد بن حاتم، محمد بن عبید اللہ بن مرزوق، عفان، حماد بن سلمہ، ثابت، معاویہ بن قرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عائذ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ ابوسفیان (جب مدینہ آئے اور ایک موقع پر) صحابہ کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے سلمان فارسیؓ، صہیب رومی اور بلال حبشیؓ کے سامنے سے گزرے تو ان تینوں نے ابوسفیان کو دیکھ کر کہا: اللہ کی تلواروں نے ابھی تک اس دشمن خدا کی گردن کیوں نہیں اڑائی؟ حضرت ابوبکرؓ بولے! تم قریش کے اس بڑے آدمی کے بارے میں ایسی بات کہہ رہے ہو جو اپنی قوم کا سردار بھی ہے پھر حضرت ابوبکرؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ کو اس بات کی اطلاع کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر! شاید تم نے ان کو ناراض کر دیا ہے۔ اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا ہے تو خدا کی قسم تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کر دیا ہے[۱]۔ حضرت ابوبکر فوراً ان تینوں کے پاس آئے اور بولے: اے میرے بھائیو! شاید میں نے تم پر غصہ کر دیا ہے (جسکی وجہ سے مجھ سے ناراض ہو گئے ہو) ان تینوں نے جواب دیا: نہیں ہم ناراض نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔

۱۲۲۰-**اہل صفہ کی فضیلت** ...... محمد بن عبداللہ، عبدالمومن بن احمد جرجانی، حسین بن علی سمسار، ابوعبدالرحمٰن کتب، میتب بن شریک، حمید کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس علم کے ذریعے کچھ لوگوں کو بلند مقام عطا فرماتا ہے اور انہیں قائد و راہنما بنا دیتا ہے چنانچہ دوسرے لوگ (عوام الناس) خیر و بھلائی کے امور میں ان کی اقتداء کرتے ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور ان کے اعمال کو بنظر غائر دیکھ کر ان کی پیروی کرتے ہیں..... حتیٰ کہ فرشتے بھی ان کی دوستی میں رغبت کرتے ہیں اور ان کے قدموں تلے اپنے پر بچھاتے ہیں[۲]۔

۱۲۲۱-سلیمان بن احمد، ہارون بن ملول، ابوعبدالرحمٰن مقری، سعید بن ایوب، معروف بن سوید جذامی، ابوعشانہ معافری کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ جنت میں سب سے پہلے کون لوگ داخل ہوں گے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے فقراء مہاجرین (داخل ہوں گے)۔ جن کے ذریعے مصیبتوں کا تحفظ کیا جاتا ہے اور وہ اپنی حسرتیں اور تمنائیں سینوں میں لئے ہوئے دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ قضاء وقدر انہیں حسرتیں پوری کرنے کی مہلت ہی نہیں دیتی۔ فرشتے بھی رشک آمیز لہجے میں کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہم تیرے فرشتے ہیں اور تیرے آسمانوں کے باسی ہیں لہذا انہیں ہم سے پہلے جنت میں داخل نہ کیجئے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے ان برگزیدہ بندوں نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا...... بلکہ مصیبتوں میں ان کے طفیل لوگوں کا تحفظ کیا جاتا تھا۔ وہ اپنے دلوں ہی میں آرزوئیں لئے ہوئے دنیا کو خیرآباد کہہ آئے۔ تقدیر نے انہیں آرزوئیں پوری کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ پس یہ جواب سن کر فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے داخل ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے "سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار" یعنی تمہارے صبر کے بدلے میں تمہارے اوپر سلامتی ہو۔ سو آخرت کا ٹھکانا بہت اچھا ہے[۳]۔

۱۲۲۲- ابومحمد بن حیان، عبداللہ بن محمد بن سوار، ابوہلال اشعری، محمد بن مروان، ثابت ثمالی ابوحمزہ، محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی

۱۔ مسند الامام احمد ۶۴/۵، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۸/۱۸، ومشکاۃ المصابیح ۶۲۰۵. وتفسیر القرطبی ۴۳۵/۶. وتاریخ ابن عساکر ۳۱۳/۳. (التهذیب)
۲۔ کنز العمال ۲۸۹۲۰.
۳۔ مسند الامام احمد ۱۶۸/۲. ومجمع الزوائد ۲۵۹/۱۰. وتفسیر ابن کثیر ۳۷۳/۴.

طالب نے آیت کریمہ تلاوت کی:

اولئک یجزون الغرفۃبماصبروا (فرقان ۷۵). یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے میں جنت کے بلند وبالا خانے میں دیئے جائیں گے'' اور پھر فرمایا: بالاخانوں سے مراد جنت ہے چونکہ انہوں نے دنیا میں فقروفاقہ پر صبر کرلیا تھا۔

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: رہی بات اہل صفہ کے اسماء کی سوجس نے بعض متاخرین کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اہل صفہ کے تذکرے میں تتبع سے کام لیا ہے اوران کے احوال کو حروف معجمہ کی ترتیب پر ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اہل صفہ کے ساتھ فقراء مہاجرین کو بھی ذکر کردیا ہے جنکا تذکرہ ہم نے پیشتر کردیا ہے۔ چنانچہ میرے ایک شاگرد نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں بھی ان متاخرین کی کتاب کی پیروی کروں حالانکہ اس کتاب میں ایک موہوم جماعت کا بھی ذکر ہے چونکہ ایک جماعت مدینے وارد ہوئی تھی جو کہ ''اہل قبہ'' کے لقب سے مشہور ہوئی توان بعض متاخرین نے انہیں (یعنی اہل قبہ کو) بھی اہل صفہ کی طرف منسوب کردیا ہے حالانکہ یہ بعض ناقلین سے تصحیف ہوئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب ہم اس مقام پر پہنچیں گے اسکی وضاحت کریں گے، پس جن کے نام سے ہم نے ابتداء کی ہے وہ یہ ہیں۔

(۴۷) اوس بن اوس ثقفیؓ[1]

ایک قول کے مطابق ان کا نام اوس بن حذیفہ ہے۔ چنانچہ انہیں اہل صفہ کی طرف منسوب کرنا زاوہم ہے۔ چونکہ وہ بنی ثقیف کے وفد کے ساتھ مدینہ آئے تھے اور بنوثقیف کا وفد نبی ﷺ کے آخیر عہد میں مدینہ آیا تھا۔ اوسؓ کا تعلق مالکین سے ہے چنانچہ نبی ﷺ نے مالکین کو احلافیوں کے ساتھ قبہ میں ٹھہرایا تھا نہ کہ صفہ میں۔ اوسؓ بن اوس نے رسول اللہ ﷺ سے بہت ساری احادیث روایت کی ہیں اور ان سے اہل صفہ کے بارے میں کوئی بات نقل نہیں کی گئی۔ تاہم ان کی سند سے کچھ مرویات ذیل میں ہیں۔

۱۲۲۳- سلیمان بن احمد، محمد بن عمرو بن خالد حرانی، عمرو بن خالد، زہیر، سماک بن حرب، نعمان بن سالم کے سلسلہ سند سے حضرت اوس بن اوس ثقفیؓ کی روایت ہے کہ (جب ہمارا وفد مدینہ آیا اس موقع پر) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم مسجد نبوی میں بنائے گئے ایک قبہ میں بیٹھے تھے۔ چنانچہ ایک آدمی آیا اور نبی ﷺ کے ساتھ اس نے کچھ سرگوشی کی، ہمیں معلوم نہیں تھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اوران سے کہو کہ اسے قتل کردیں۔ پھر ارشاد فرمایا: شاید کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو؟ اس آدمی نے جواب دیا: جی ہاں! ارشاد فرمایا: جاؤ اوران سے کہو کہ اسے چھوڑ دیں، چونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک قتال کروں جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی نہ دے دیں۔ پس جب وہ اس کلمے کا اقرار کرلیں تو میرے اوپر ان کی جانیں اوران کے اموال حرام کردیئے گئے ہیں الا یہ کہ کوئی برحق معاملہ پیش آجائے اوران کا حساب اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔[2]

یہ حدیث شعبی اوران کے دیگر معاصرین نے بھی سماک سے روایت کی ہے۔ شعبہ کی حدیث میں اضافہ ہے کہ: میں قبے کی نچلی طرف بیٹھا ہوا تھا۔

۱۲۲۴- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد الطیالسی، عبداللہ بن عبدالرحمن طائفی، عثمان بن عبداللہ بن اوس ثقفی اپنے دادا اوس بن حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں:

اوسؓ کہتے ہیں کہ ہم بنوثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ میں آیا چنانچہ احلافیوں کو مغیرہ بن شعبہؓ کے پاس ٹھہرایا گیا

۱- تهذیب الکمال ۳/۳۸۷، ۳۸۸.

۲- المعجم الکبیر للطبرانی ۱/۱۸۸.

اور مالکیوں کو قبہ میں ٹھہرا گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ ہمارے پاس عشاء کے بعد تشریف لاتے اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کرتے۔ اکثر قریش کی شکایت کا ذکر ہوتا اور فرماتے: ہمیں مکہ میں بے یار و مددگار اور کمزور سمجھا جاتا تھا پس جب ہم مدینہ آئے تو ہم کو قوم سے انصاف ملا۔[1]

(۴۸) اسماء بن حارثہؓ

حضرت اسماء بن حارثہ اسلمی جو کہ حضرت ہند رحمہ اللہ کے بھائی ہیں، انہیں بھی اہل صفہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے: میں اسماءؓ اور ہندؓ کو رسول اللہ ﷺ کے خاص الخاص خادم سمجھتا ہوں۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے ساتھ چپٹے رہتے اور ہمہ وقت ان کی خدمت میں مشغول رہتے تھے، چنانچہ بعض متاخرین نے انہیں بھی اہل صفہ میں شمار کیا ہے۔

۱۲۲۵- احمد بن یوسف صرصری، عبداللہ بن محمد بغوی کہتے ہیں میں نے محمد بن سعد واقدی کی کتاب میں لکھا ہوا دیکھا تھا کہ اسماء بن حارثہ بن سعید بن عبداللہ بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصی رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے مشرف ہوئے اور اہل صفہ میں سے تھے ۶۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی اور بوقت وفات ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔

ان کی سند سے مروی ایک حدیث:

۱۲۲۶- فاروق خطابی، ابو مسلم کشی، ابن بکار، وہیب، عبدالرحمٰن بن صرملہ، یحییٰ بن ہند بن حارثہ کے سلسلۂ سند سے حضرت اسماء بن حارثہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا اور ارشاد فرمایا: اپنی قوم کو جا کر حکم دو کہ وہ آج کے دن کا روزہ رکھیں۔ میں نے عرض کیا اگر میں انہیں کھانا کھاتے ہوئے پاؤں تو پھر؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پس اپنے دن کے بقیہ حصے کو پورا کریں۔ یعنی بقیہ دن کچھ نہ کھائیں۔ یہ یوم عاشوراء کا روزہ تھا۔[2]

(۴۹) حضرت اغر مزنیؓ[3]

ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ نے اغر مزنیؓ کو موسیٰ بن عقبہ کے حوالے سے اہل صفہ میں شمار کیا ہے۔

۱۲۲۷- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ہدبہ بن خالد، حماد بن ثابت، ابو بردہ کے سلسلۂ سند سے حضرت اغر مزنیؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دل پر پردے پڑ جاتے ہیں حتیٰ کہ میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔[4]

۱۲۲۸- ابو بکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابو المعنر، شعبہ، عمرو بن مرہ، ابو بردہ کہتے ہیں میں نے قبیلہ جہینہ کے ایک آدمی کو حدیث بیان کرتے سنا اسے اغر کہا جاتا تھا: کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو اپنے رب کے حضور توبہ کرو میں بھی دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔[5]

حضرت بلالؓ بن رباح

بعض متاخرین نے بلال بن رباحؓ کو اہل صفہ میں ذکر کیا ہے تاہم ان کا تذکرہ ہم نے پہلے کر دیا ہے۔ نیز بلالؓ سابقین

۱- سنن ابن ماجہ ۱۳۴۵۔ وتفسیر ابن کثیر ۷/ ۳۷۰۔

۲- مسند الامام احمد ۳/ ۴۸۴، ۴/ ۷۸۔ والمستدرک ۳/ ۵۲۹، ۵۳۰۔ وصحیح ابن حبان ۸۳۳ (موارد) والبدایۃ والنہایۃ ۵/ ۳۳۳۔

۳- طبقات ابن سعد ۶/ ۳۲، والجرح ۱/ ۱/ ۳۰۸، والتاریخ الکبیر ۱/ ۲/ ۴۳۔ ۴- اتحاف السادۃ المتقین ۸/ ۵۱۷۔

۵- صحیح مسلم، کتاب الذکر ۴۲، وسنن ابن ماجہ ۴۸، ۱۰۸۱، وفتح الباری ۱۱/ ۱۰۱۔ وشرح السنۃ ۵/ ۷۱۔

اولین میں سے ہیں انہیں اللہ عزوجل کی توحید کے اقرار پر بہت سخت صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں نیز بلالؓ نبی ﷺ کے خازن بھی تھے۔

۱۲۲۹-دعائے رسول ﷺ کا فوری اثر...... جعفر بن محمد بن عمرو، ابوحصین وداعی، یحیٰ بن عبدالحمید، ایوب بن سیار، محمد بن منکدر، جابرؓ کے سلسلۂ سند سے بلالؓ کی حدیث مروی ہے کہ حضرت بلالؓ کہتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ سخت ٹھنڈی رات میں صبح کی اذان دی لیکن میرے پاس کوئی آدمی حاضر نہ ہوا (یعنی مسجد میں نماز پڑھنے کوئی نہ آیا) میں نے پھر اذان دی مگر اس بار بھی کوئی نہ آیا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: شدید سردی نے لوگوں کے لئے رکاوٹ کھڑی کر دی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یا اللہ سردی کو لوگوں کی راہوں سے ہٹا دے۔ چنانچہ حضرت بلالؓ کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ لوگ صبح کے وقت گرمی کی وجہ سے ہوا جھول رہے تھے۔[۱]

(۵۰) حضرت براء بن مالکؓ

بعض متاخرین نے حضرت براء بن مالکؓ برادر حضرت انسؓ بن مالک کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور محمد بن اسحٰق کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت براءؓ اہل صفہ میں سے تھے، لیکن ان کی مسانید کا تذکرہ نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت براءؓ احد اور دیگر تمام غزوات میں شریک رہے اور معرکہ تستر میں شہید ہوئے۔ پاکیزہ وطیب دل کے مالک تھے اور سماع کی طرف بھی ان کا قدرے میلان تھا اچھے اچھے اشعار گنگناتے تھے اور اسلام کے مشہور شہسواروں اور جرنیلوں میں سے ایک تھے۔

۱۲۳۰- ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزہ وابو محمد بن حیان، محمد بن عبداللہ بن رستہ، ابومعمر، سعید بن محمد، مصعب بن سلیم کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہت سے پراگندہ، غبار آلود چہرے والے جنکی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی جب خدا کی قسم کھا بیٹھتے ہیں تو خدا ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے اور براءؓ بن مالک بھی انہیں لوگوں میں سے ہیں۔ چنانچہ معرکہ تستر میں مسلمانوں کو عارضی طور پر ہزیمت ہوئی تو مسلمان ان سے کہنے لگے: اے براء: آج اپنے خدا پر قسم کھا لیجئے! چنانچہ براءؓ کہنے لگے: اے میرے پروردگار! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اس معرکے کو ہمارے حق میں فتح کر دے اور مجھے اپنی نبی ﷺ کے ساتھ ملا دے، چنانچہ اسی معرکے میں براءؓ بن مالک کو شہید کیا گیا۔[۲]

۱۲۳۱-علی بن ہارون، موسیٰ بن ہارون حافظ، حسن بن حماد وراق، عبدہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن مثنیٰ، ثمامہ کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ حضرت براءؓ بن مالک خوش گلو انسان تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں رجزیہ اشعار پڑھتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں کسی سفر کے موقع پر رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے کہ چلتے چلتے اچانک عورتوں کے قریب ہو گئے (انہیں دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان شیشوں سے بچو، ان شیشوں سے بچو (یعنی دلکش آواز میں اشعار نہ پڑھو کہیں ان عورتوں پر غلبۂ حال نہ طاری ہو جائے چونکہ عورتوں کے دل بہت زیادہ نرم ہوتے ہیں اس حدیث کی آڑ میں بعض بدباطن، منافقین نے جان دو عالم ابر کرم سرکار دو عالم ہادی کل نور ہدایت سرور کونین رسول کریم ﷺ کی ذات پر اشکال کیا ہے جسکا تذکرہ کرنا بھی کفر ہے)۔[۳]

۱۲۳۲-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ایوب، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ بن مالک کی حدیث

۱۔ تنزیہ الشریعۃ ۲/ ۷۹. والموضوعات لابن الجوزی ۲/ ۹۴. والضعفاء للعقیلی ۱/ ۱۱۳.

۲۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ باب ۴۰، رقم ۱۳۰، والجنۃ باب ۱۳، رقم: ۴۸. ومجمع الزوائد ۱۰/ ۲۶۴، وکشف الخفا ۱/ ۵۱۲، وشرح السنۃ ۱۴/ ۲۶۹.

۳۔ المستدرک ۳/ ۲۹۱، وکنز العمال ۳۳۰۶۲۴. والجامع الکبیر ۹۹۲۹۸.

ہے کہ (غالباً معرکہ تستر میں) براءؓ بن مالک کمر کے بل لیٹ گئے۔ پھر کچھ گنگنانے لگے، حضرت انسؓ نے ان سے کہا: سیدھے ہو کر بیٹھ جائیے۔ حضرت براءؓ نے فرمایا: کیا تم سمجھ رہے ہو کہ میں اپنے بستر پر مرا جا رہا ہوں؟ حالانکہ میں نے ایک سو مشرکین کو للکار کر ڈنکے کی چوٹ پر قتل کر دیا ہے ماسوائے اس مقتول کے کہ جس کے قتل میں تم بھی شریک ہو گئے تھے۔

ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ

بعض متاخرین نے عمرو بن علی کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبانؓ کو بھی اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے، چنانچہ ہم نے ان کا ذکر کر پہلے کر دیا ہے کہ ثوبانؓ قناعت کرنے والے، عفیف، وفادار اور ظریف الطبع انسان تھے۔

۱۲۳۳- سلیمان بن احمد، احمد بن خلید، ابو توبہ ربیع بن نافع، معاویہ بن سلام، زید بن سلام، ابو سلام، ابو اسماء رجبی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبانؓ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں یہودیوں کا ایک بڑا عالم آ گیا اور کہنے لگا میں آپ سے کچھ سوالات کرنے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو سوالات کرنا چاہتے ہو کرو۔ یہودی بولا: جس دن زمین کو تبدیل کر دیا جائے گا اور آسمانوں کو بھی تبدیل کر دیا جائے گا اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ پل سے پہلے تاریکی وظلمت میں ٹھہرے ہوں گے۔ یہودی بولا: جنت میں داخل ہونے کی سب سے پہلے کن لوگوں کو اجازت دی جائیگی: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فقراء مہاجرین کو۔[1]

۱۲۳۴- حبیب بن حسن، ابراہیم بن عبداللہ بن ایوب، ابو طالب عبدالجبار بن عاصم، عبیداللہ بن عمرو اتی، ایوب، ابو قلابہ کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: افضل ترین دینار (یعنی روپیہ پیسہ) وہ ہے جسے آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے یا اللہ کے راستے میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔[2]

(۵۱) ثابت بن الضحاکؓ[3]

بعض متاخرین نے ثابت بن ضحاک انصاری ابو زید اشہلیؓ کو بھی اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ وہ اہل شجرہ (شرکاء صلح حدیبیہ) میں سے ہیں اور اہل صفہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

۱۲۳۵- محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، یحییٰ بن بشر حریری، معاویہ بن سلام، یحییٰ بن ابی کثیر، ابو قلابہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ثابت ضحاکؓ نے (صلح حدیبیہ کے موقع پر) درخت (جو کہ ببول کا تھا) کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی اور آپؓ نے یہ روایت بھی نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مومن کو کفر کی تہمت لگائی تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے مومن کو قتل کر دیا۔[4]

۱۲۳۶- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابو داؤد، ہشام، یحییٰ بن ابی کثیر، ابو قلابہ کے سلسلۂ سند سے ثابت ضحاکؓ کی حدیث ہے کہ نبی

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض باب ۳۴، والسنن الکبری ۱/۱۶۹. والمعجم الکبیر للطبرانی ۲/۸۸. ومسند أبی عوانة ۱/۲۹۴، والدر المنثور ۴/۹۰.

۲۔ مسند للامام أحمد ۵/۲۷۷، ۲۸۴.

۳۔ التاریخ الکبیر ۲/۱/۱۶۵. والجرح ۱/۱/۴۵۳، والاستیعاب ۱/۲۰۵، والجمع ۱/۶۵. وأسد الغابة ۱/۲۲۶، والکاشف ۱/۱۷۱. والاصابة ۱/۱۹۳. وتهذیب الکمال ۴/۳۵۹.

۴۔ صحیح البخاری ۸/۱۹، ومسند أبی عوانه ۴۵. وفتح الباری ۱۰/۴۶۵. والبدایة والنهایة ۸/۳۴۷.

ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اسلام کے علاوہ دوسرے مذہب کی جھوٹی قسم کھائے تو وہ ایسا ہی ہے۔[۱]

(مثلاً یوں قسم کھائے کہ "اگر میں فلاں کام کروں تو یہودی یا نصرانی یا ہندو یا کافر یا اسلام سے خارج، حدیث کے بظاہر مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی آدمی نے ایسی قسم کھائی اور پھر قسم توڑ دی چونکہ اس نے اس طرح قسم کھا کر صریحا حرام فعل کا ارتکاب کیا ہے، لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ حدیث میں تہدید ہے یعنی آدمی واقعی کافر ہو جاتا ہے بلکہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور قسم کا کفارہ اسکے ذمے واجب ہوگا بہر حال اس طرح کی قسم سے حتی الامکان بچنا چاہیے)

(۵۲) ثابت بن ودیعہ انصاری ؓ[۲]

بعض متاخرین نے ثابت بن ودیعہ انصاری ؓ کو اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ وہ کوفہ میں سکونت پذیر ہوئے تھے نہ کہ صفہ میں۔ ان کی سند سے مندرجہ ذیل حدیث روایت کی گئی ہے۔

۱۲۳۷- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابونصر، شعبہ، حکم، زید بن وہب، براءؓ بن عازب کے سلسلۂ سند سے ثابتؓ کی حدیث مروی ہے کہ نبی کریم کے پاس ایک گوہ لائی گئی۔ آپ ﷺ نے (اسے دیکھ کر) ارشاد فرمایا: یہ ایک امت تھی جسے مسخ کر دیا گیا۔[۳]

واللہ اعلم۔ یعنی گوہ فی الواقع مسخ شدہ ایک امت ہے جو معصیت خدا کی مرتکب ہوئی اور اسے بطور سزا عذاب کے گوہ بنا دیا گیا۔

(۵۳) حضرت ثقیف بن عمروؓ[۴]

بعض متاخرین نے حضرت ثقیف بن عمرو بن شمیط اسدی جو کہ بنو امیہ کے حلیفوں میں سے تھے کو خلیفہ بن خیاط کے حوالے سے اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حضرت ثقیفؓ بن عمرو غزوۂ خیبر میں شہید ہوئے تھے۔

اسی طرح بعض متاخرین نے حضرت جندب بن جنادہ ابوذر غفاریؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ ہم نے ان کا ذکر پہلے کر دیا ہے۔ ہم نے ان کے حالات، ان کی مکہ میں آمد، ان کے قبول اسلام کہ وہ چوتھے نمبر پر اسلام لائے اور یہ کہ جب وہ مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو مسجد نبوی میں مقیم ہو گئے (اور ہر وقت مسجد میں رہتے اور مسجد کے اعمال کا کما حقہ اہتمام کرتے تھے) ذکر کیا ہے۔ آپؓ موحد اور کمال درجے کے عبادت گزار تھے، جس کا ذکر ہو چکا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ بسا اوقات اہل صفہ کے پاس تشریف لاتے اور ان کے ساتھ گفتگو کرتے اس وجہ سے بعض متاخرین نے اہل صفہ میں سے ان کو بھی ذکر کر دیا ہے۔

۱۔ صحیح البخاری ۲/۱۲۰، ۸/۳۲، ۱۶۶، وصحیح مسلم، کتاب الایمان ۱۷۷، وسنن أبی داؤد، کتاب النذور باب ۹، وسنن الترمذی ۱۵۴۳، وسنن النسائی ۷/۶، وسنن ابن ماجة ۲۰۹۸، ومسند الامام أحمد ۴/۳۳، ۳۴، والمعجم الکبیر ۲/۶۴، ۶۷.

۲۔ طبقات ابن سعد ۴/۳۷۳، ۶/۵۲، والتاریخ الکبیر ۲/۱/۱۷۰، والجرح ۱/۱/۴۵۹، والاستیعاب ۱/۲۰۵، ۲۰۶ واسد الغابة ۲/۲۳۳، والکاشف ۱/۱۷۲، والاصابة ۱/۱۹۷. وتهذیب الکمال ۴/۳۸۱.

۳۔ مسند الامام أحمد ۴/۱۹۶، ۳۲۰، وسنن الدارمی ۲/۹۲. والسنن الکبری للبیهقی ۹/۳۲۵. والمعجم الکبیر للطبرانی ۱/۵۳. والکبیر ۲/۷۴. وطبقات ابن سعد ۱/۲/۱۱۱.

۴۔ طبقات ابن سعد ۳/۷۲، والمغازی ۱۵۴، ۶۶۹، ۷۳۷.

۱۲۳۸-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، جبارہ بن مفلس، عبدالحمید بن بہرام، شہر بن حوشب، اسماء بنت یزید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت کے فرائض سرانجام دیتے تھے اور جب خدمت سے فارغ ہوتے تو مسجد میں آجاتے یہی مسجد ان کا گھر ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ مسجد میں آئے اور لیٹ گئے، رات کے وقت رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور انہیں مسجد کے ننگے فرش پر سوئے ہوئے پایا۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک لات ماری حتی کہ ابوذرؓ اٹھ کر سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں مسجد میں کیوں سوئے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ ابوذرؓ نے جواب دیا: پھر میں کہاں سوؤں؟ میرے پاس کوئی اور گھر بھی نہیں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ بھی ابوذرؓ کے پاس بیٹھ گئے۔[1]

۱۲۳۹-منہ کے بل الٹا سونا ممنوع ہے...... ابوسعید بن محمد بن زیاد، محمد بن عبداللہ عامری، بکر بن عبدالوہاب، محمد بن عمر اسلمی، موسیٰ بن عبیدہ، نعیم مجمر اپنے والد سے حضرت ابوذر غفاریؓ کی حدیث روایت کرتے ہیں، ابوذر غفاریؓ نے فرمایا: میں بھی اہل صفہ میں سے تھا، چنانچہ جب شام ہو جاتی ہم اہل صفہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر حاضر ہو جاتے، آپ ﷺ کسی صحابی کو حکم دیتے وہ اپنے ساتھ اہل صفہ کے ایک آدمی کو لے کر چلا جاتا حتی کہ اہل صفہ کے کم وبیش دس آدمی باقی رہ جاتے۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ کے پاس شام کا کھانا لایا جاتا چنانچہ ہم بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھ کر شام کا کھانا کھالیتے۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہو جاتے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے: (جاؤ اور) مسجد میں سو جاؤ" چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے میں (مسجد میں) منہ کے بل سویا ہوا تھا آپ ﷺ نے اپنے پاؤں مبارک سے مجھے ہلایا اور پھر ارشاد فرمایا: اے جندب! یہ سونے کی کونسی حالت ہے؟ بلاشبہ یہ تو شیطان کے سونے کی ہیئت ہے۔[2]

(منہ کے بل لیٹنے کے بارے میں متعدد احادیث میں نہی وارد ہوئی ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح لیٹنے کی حالت کو ناپسند فرماتے ہیں۔ واقعۃً عقلاً بھی اس طرح سونا برا محسوس ہوتا ہے، بہت سارے لوگ اس بارے میں لاپرواہی سے کام لیتے ہیں اور جو لوگ اس طرح سوتے ہیں وہ یہ عذر بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اور طرح سونے سے نیند نہیں آتی۔ ان سے پوچھا جائے یوں لیٹنے سے کیسے نیند آجاتی ہے؟ لامحالہ جواب دیں گے کہ عادت جو اس طرح بن گئی ہے۔ عادت بھی تو خود ہی بنا رکھی ہے اسے تبدیل کیجئے قربان جاؤں پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات پر جو ہمیں سونے پیشاب کرنے اٹھنے بیٹھنے اور حکومت کرنے کے انداز بھی سمجھا گئے)۔

(۵۴) حضرت جرہد بن خویلدؓ

بعض متاخرین نے جرہدؓ بن خویلد کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے، ایک قول کے مطابق ان کا نام جرہد بن رزاح اسلمی ہے صفہ میں سکونت اختیار کی اور صلح حدیبیہ میں شریک رہے۔

۱۲۴۰-ابوبکر بن خلاد، محمد بن غالب، قعنبی، مالک بن انس، ابونضر، زرعہ بن عبدالرحمٰن بن جرہد اپنے والد حضرت جرہدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جرہدؓ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف فرما تھے اور میری ران ننگی تھی۔ آپ

۱۔ مسند الامام أحمد ۵/۱۵۶، ۶/۴۵۷، والسنة لابن ابی عاصم ۲/۵۱۱. وصحیح ابن حبان ۱۵۴۹، (موارد) ومجمع الزوائد ۵/۲۲۲، ۲۲۳. وکنز العمال ۱۷۳۷۹، ۱۲۳۸۴.

۲۔ المعجم الصغیر للطبرانی ۲/۶۴، وسنن ابن ماجة ۳۷۲۴. والترغیب والترهیب ۴/۵۷.

۳۔ طبقات ابن سعد ۴/۲۹۸، والتاریخ الکبیر ۲/۱/۲۴۸، والجرح ۱/۱/۵۳۹. والاستیعاب ۱/۲۷۰، وأسد الغابة ۱/۲۷۷، والکاشف ۱/۱۸۱. والاصابة ۱/۲۳۱، وتهذیب الکمال ۴/۵۲۳.

ﷺ نے (دیکھ کر) ارشاد فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ران ستر کی جگہ ہے؟ [۱]

(۵۵) حضرت جعیل بن سراقہ رضی اللہ عنہ

بعض متاخرین نے حضرت جعیل بن سراقہ ضمری رضی اللہ عنہ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے صفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔

۱۲۴۱-حبیب بن حسن، محمد بن یحیٰ، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحٰق کے سلسلۂ سند سے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ:

کسی صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یارسول اللہ! آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو ایک ایک سو اونٹ دیئے ہیں اور جعیل بن سراقہ ضمری کو کچھ نہیں دیا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جعیل بن سراقہ اقرع وعیینہ جیسے روئے زمین بھر کے آدمیوں سے بہتر ہیں۔ ان دونوں کو میں نے تالیف قلب کے لئے دیا ہے تا کہ وہ اسلام لے آئیں اور جعیل کو ان کے اسلام کے سپرد کر دیا ہے۔ [۳]

۱۲۴۲-محمد بن عبداللہ بن سعید، عبدان، یونس بن وہب، عمر بن حارث، بکر بن سوادہ، ابو سالم، جیشانی کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: تم جعیل کو کیسا سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: وہ لوگوں میں سے ایک مسکین آدمی ہے جیسا کہ اسکی شکل ہے۔ پھر فرمایا: تم فلاں آدمی کو کیسا سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: میں اسے لوگوں کے سرداروں میں سے ایک سردار سمجھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جعیل اس جیسے روئے زمین بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! فلاں آدمی بھی تو اسی طرح ہے لیکن آپ جعیل کے ساتھ اس طرح معاملہ نہیں کرتے جس طرح کہ آپ اس کے ساتھ کرتے ہیں؟ (یعنی جس طرح آپ عیینہ کو نوازتے ہیں آپ اس طرح جعیل کو تو نہیں نوازتے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ وہ (یعنی عیینہ بن حصن فزاری) اپنی قوم کا سردار ہے اس لئے میں اسے تالیف قلب کے لئے دیتا ہوں۔ [۴]

(۵۶) حضرت جاریہ بن حمیل رضی اللہ عنہ

بعض متاخرین نے حضرت جاریہ بن حمیل بن شبہ بن قرط (ایک نسخہ میں حارثہ بن جمیل بن شبیلہ ہے) کو بھی دارقطنی کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور جریر سے نقل کیا ہے کہ انہیں صحابیت کا شرف حاصل ہے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ بن یمان

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بھی بعض متاخرین نے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے حالانکہ وہ اہل صفہ کے ساتھ مل جلتے تھے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد یمان رضی اللہ عنہ مہاجرین میں سے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ہجرت اور نصرت میں اختیار دیا تھا بہر حال انہوں نے اپنے لئے نصرت کو ترجیح دی۔ انصار کے حلیف تھے، تب بعض متاخرین نے انہیں جملہ اہل صفہ میں شمار کر لیا۔ چنانچہ ہم نے طبقہ اولیٰ میں ان کے احوال

۱۔ سنن أبي داؤد ۴۰۱۴. ومسند الامام أحمد ۴۷۸/۳، ۴۷۹، والسنن الکبری للبیهقی ۲۲۸/۲، وسنن الدارمی ۲۸۱/۲، ونصب الرایة ۲۴۲/۴، ۲۴۳. والمعجم الکبیر للطبرانی ۳۰۴/۲. ومشکاة المصابیح ۳۱۱۲.

۲۔ التاریخ الکبیر ۲/ت ۲۳۵۶. والجرح ۲/ت ۲۲۴۹. والاستیعاب ۲۴۶/۱، وأسد الغابة ۲۹۰/۱. والکاشف ۱۸۷/۱. والاصابة ۱۱۷۱. وتهذیب الکمال ۱۱۷/۵.

۳۔ طبقات ابن سعد ۱۸۱/۱/۴. والجامع الکبیر للسیوطی ۴۲۶۶.

۴۔ فتح الباری ۸۰/۱. وکنز العمال ۱۷۱۰۰. والاحادیث الصحیحة ۱۰۳۷.

واقوال کا بخوبی تذکرہ کر دیا ہے۔

حذیفہؓ فتن و آفات سے بہ خوبی واقف تھے۔علم وعبادت کے متوالے تھے۔ دنیاوی فوائد سے دوری برتی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہی کو غزوۂ احزاب میں ایک رات جاسوسی کے لئے بھیجا تھا۔ یہ جب اپنے مشن سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا جبہ پہنایا تھا تا کہ انہیں تند و تیز ہوا اور شدید سردی سے تحفظ مل سکے۔

۱۲۴۳-محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحق بن راہویہ، جریر، اعمش، ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حذیفہ بن یمانؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمانے لگے: غزوۂ احزاب کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔ چنانچہ ایک رات تند و تیز ہوا چلی اور شدت کی سردی برپا ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا کوئی ایسا آدمی ہے جو میرے پاس قریش کی خبر لائے اور وہ قیامت کے دن میری معیت میں ہو؟ لیکن تمام لوگ خاموش رہے۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ فرمایا: پھر تیسری مرتبہ فرمایا: (مگر لوگ پھر بھی خاموش رہے) پھر ارشاد فرمایا: اے حذیفہ! میرے پاس قریش کی خبر لاؤ، چنانچہ جب آپ ﷺ نے میرا نام لیکر مجھے پکارا۔ اب حکم بجالانے کے سوا میرے لئے کوئی چارۂ کار نہیں رہا۔ ارشاد فرمایا: میرے پاس قریش کی خبر لاؤ اور سنو! ادھر کوئی نئی بات نہیں کھڑی کر دینا بہر حال میں چل پڑا اور مجھے یوں محسوس ہوا گویا کہ میں کسی گرم حمام میں چل رہا ہوں۔ حذیفہؓ کہتے ہیں: جب میں واپس لوٹا تب بھی مجھے یوں محسوس ہوا جیسا میں کسی گرم حمام میں چل رہا ہوں، میں (قریش کے سارے حالات معلوم کر کے) واپس آیا اور نبی کریم ﷺ کو ساری خبر سنادی۔ چنانچہ جب میں اس مہم سے فارغ ہوا تب مجھے ٹھنڈک محسوس ہونے لگی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے جبہ جو کہ ان پر تھا کے فاضل حصہ کو میرے اوپر اوڑھا دیا میں صبح تک میٹھی نیند سویا رہا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "قم یا نومان" یعنی اے سونے والے اٹھ جا۔[1]

۱۲۴۴-محمد بن احمد غطریفی، عبداللہ بن محمد، اسحق بن راہویہ، جریر، عبداللہ بن یزید اصفہانی، یزید بن احمر کے سلسلۂ سند سے حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں بلالؓ نے اذان دینے کا ارادہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا: اے بلال! تھوڑی دیر ٹھہرو، پھر آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ کھانا کھالو چنانچہ ہم نے کھانا کھایا پھر ارشاد فرمایا: پانی بھی پی لو، چنانچہ ہم نے پانی بھی پی لیا پھر حضرت بلالؓ اذان کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جریر کہتے ہیں کہ یہ سحری کا کھانا تھا۔

(۵۷) حضرت حذیفہؓ بن اسید[2]

بعض متاخرین نے حضرت حذیفہ بن اسید ابوسریحہ غفاریؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے، حضرت حذیفہؓ بیعت شجرہ میں حاضر تھے۔

۱۲۴۵-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد طیالسی، مسعودی، فرات قزاز، ابوطفیل کے سلسلۂ سند سے حضرت حذیفہ بن اسید غفاریؓ جو کہ اہل صفہ میں سے تھے کی حدیث مروی ہے: حضرت حذیفہ بن اسیدؓ کہتے ہیں: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم لوگ آپس میں قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دس نشانیاں نہ ظاہر ہو جائیں۔ (۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابۃ الارض (جانور) (۴) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور تین خسوف (یعنی تین جگہوں سے زمین کا دھنسنا) (۶) ایک خسف مشرق میں (۷) دوسرا خسف مغرب میں (۸) تیرا خسف جزیرہ عرب میں (۹)

[1] صحیح مسلم، کتاب الجهاد ۹۹. السنن الكبرى للبيهقي ۱۴۸/۹. وتفسير القرطبي ۱۳۷/۱۴. وتفسير ابن كثير ۳۸۶/۶.

[2] طبقات ابن سعد ۲۴/۶. والتاريخ الكبير ۳/ت ۳۳۳. والجرح ۳/ت ۱۱۴۱. والجمع ۱/ت ۴۱۵. والكاشف ۲۱۰/۱. وأسد الغابة ۲۸۱/۱. والاصابة ت ۱۶۴۴. وتهذيب الكمال ۴۹۳/۵.

یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا (۱۰) اور ایک آگ کا ظاہر ہونا جو کہ عدن میں ظاہر ہوگی اور لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کرلے جائے گی۔[1]
شیخ ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا بھی ذکر کیا ہے۔

۱۲۴۶- محمد بن احمد بن حمدان، حسن بن سفیان، نصر بن عبدالرحمٰن وشاء، زید بن حسن انماطی، معروف خربوذ مکی، ابوطفیل عامر بن واثلہ کے سلسلۂ سند سے حضرت حذیفہؓ بن اسید کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! یقیناً میں تمہارے لئے امیر سامان ہوں اور بلاشبہ تم نے حوض کوثر پر وارد ہونا ہے اور جب تم میرے پاس آؤ گے بے شک میں تم سے دو محکم چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا پس غور وفکر کرو کہ تم میرے بعد ان دونوں کے بارے میں کس کیفیت میں ہوگے، بڑی محکم چیز کتاب اللہ ہے، اس کی رسی کا ایک کنارہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ پس کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور گمراہ مت ہو جاؤ اور نہ ہی تبدیل ہو جاؤ، دوسری محکم چیز میری عترت یعنی میرے اہل بیت ہیں۔ بلاشبہ خدائے تعالیٰ جو کہ لطیف وخبیر ہے اس نے آگاہ کیا ہے کہ یہ دونوں افتراق کا شکار نہیں ہوں گی تاوقتیکہ حوض پر وارد ہو جائیں۔[2]

(۵۸) حضرت حبیب بن زیدؓ[3]

بعض نے حضرت حبیب بن زید بن عاصم انصاری ازدی جنکا تعلق قبیلے بنونجار سے ہے کو بھی اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے، حالانکہ وہ اہل عقبہ میں سے ہیں (یعنی وہ ان حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ہیں جو بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے)۔

انہیں مسیلمہ کذاب نے پکڑ لیا تھا اور ان سے پوچھنے لگا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ حبیبؓ نے جواب دیا! جی ہاں میں گواہی دیتا ہوں۔ مسیلمہ نے پھر پوچھا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ حبیبؓ نے جواب دیا: میں گواہی نہیں دیتا ہوں۔ چنانچہ مسیلمہ نے انہیں اسی وقت شہید کردیا۔ حبیبؓ کی والدہ کا نام نسیبہ تھا اور بیعت عقبہ میں وہ بھی شریک تھیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں کے ہمراہ مسیلمہ کے خلاف جہاد میں نکلیں چنانچہ بذات خود جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا حتی کہ مسیلمہ کذاب کو واصل جہنم کیا گیا اور وہ مدینہ واپس لوٹ آئیں ان کے جسم پر نیزوں اور تلواروں کے بے شمار زخم آئے تھے۔

۱۲۴۷- حبیب بن حسن، محمد بن یحییٰ، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، ابن اسحٰق کی سند سے ہمیں مذکورہ بالا حدیث پہنچی ہے۔

(۵۹) حضرت حارثہؓ بن نعمان

بعض متاخرین نے حارثہ بن نعمان انصاری نجاریؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور انہیں ابو عبدالرحمٰن نسائی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ یہ بدری صحابی ہیں اور غزوہ حنین میں ان اسی (۸۰) جانثاران اسلام میں سے تھے جنہوں نے ثابت قدمی کے جوہر دکھائے اور سینہ سپر رہے، پشت نہیں پھیری۔ آخری عمر میں ان کی بینائی ختم ہوگئی تھی۔

۱۲۴۸- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، زہری، عروہ کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ایک مرتبہ سو گیا اور اپنے آپ کو (غالباً خواب میں) جنت میں پایا پس میں نے ایک (عظیم الشان) قاری کی آواز سنی میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے مجھے جواب دیا: یہ حارثہ بن نعمان ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسی طرح

---

[1] مسند الامام أحمد ۷/۴، والمعجم الكبير للطبراني ۱۹۰/۳. والجامع الكبير ۵۵۷۸. ومنحة المعبود ۲۷۶۹. وفتح البارى ۳۷۸/۱۱. وكنز العمال ۳۸۶۳۹.

[2] المعجم الكبير للطبراني ۶۵/۳، وكنز العمال ۳۹۱۶۹، والجامع الكبير ۹۶۳۵.

[3] التاريخ الكبير ۲/ت ۲۶۰۵. والجرح ۴۶۸/۳، والكاشف ۲۰۲/۱. وتهذيب الكمال ۳۷۳/۵.

اطاعت وفرمانبرداری ہوتی ہے، اسی طرح اطاعت وفرمانبرداری ہوتی ہے[۱]۔ چنانچہ حضرت حارثہؓ بن نعمان لوگوں میں سے سب سے زیادہ اپنی والدہ کے فرمانبردار تھے۔

یہ حدیث ابن ابی عتیق نے زہری، سعید بن مسیب، ابوہریرۃؓ کے طریق سے روایت کی ہے۔

۱۲۴۹- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، یعقوب بن یوسف صفار، ابن ابی فدیک، محمد بن عثمان، عثمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حارثہؓ بن نعمان کی بینائی ختم ہوگئی تھی انہوں نے اپنی جائے نماز سے حجرے کے دروازے تک ایک رسی باندھ رکھی تھی اور اپنے پاس کھجوروں سے بھری ہوئی ایک ٹوکری رکھ لیتے تھے چنانچہ جب کوئی مسکین آتا اور سلام کرتا تو حارثہؓ ٹوکری سے کچھ کھجوریں لیتے اور رسی پکڑ کر چلتے ہوئے مسکین کے پاس آتے اور کھجوریں اسے تھمادیتے۔ گھر والوں نے بارہا اصرار کیا کہ آپ کی بجائے ہم خود یہ کام بخوبی انجام دے سکتے ہیں آپ کیوں زحمت کرتے ہیں؟ آگے سے جواب دیتے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے ارشاد فرمارہے تھے کہ مسکین کو کوئی چیز تھمانا بری موت سے بچادیتا ہے[۲]۔

(۶۰) حضرت حازم بن حرملہؓ[۳]

بعض متاخرین نے حضرت حازمؓ بن حرملہ کو بھی حسن بن سفیان کے حوالے سے اہل صفہ کی طرف سے منسوب کیا ہے۔

۱۲۵۰- ابواحمد غطریفی، حسن بن سفیان، ابراہیم بن منذر، محمد بن معن بن فضلہ غفاری، خالد بن سعید، حازم بن حرملہ کے آزاد کردہ غلام ابوزینب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حازمؓ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا آپؐ نے مجھے پکارا جب میں آپ ﷺ کے پاس آکر کھڑا ہوا تو ارشاد فرمایا: اے حازم! تم **"لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم"** زیادہ سے زیادہ کہا کرو چونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے[۴]۔

(۶۱) حضرت حنظلہ بن ابی عامرؓ[۵]

بعض متاخرین نے حضرت حنظلہ بن ابی عامر (راہب منش) انصاریؓ کو بھی موسیٰ محمد بن مثنیٰ کے حوالے سے اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حضرت حنظلہؓ کو غسیل الملائکہ بھی کہا جاتا ہے۔

۱۲۵۱- محمد بن احمد بن حسن، ابوشعیب حرانی، ابوجعفر نفیلی، محمد بن سلمہ، محمد بن اسحٰق، عاصم بن عمر بن قتادہ، محمود بن عبیدؓ کی روایت ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت حنظلہؓ بن ابی عامر جو عمرو بن عوف کے بھائی ہیں کا ابوسفیان کے ساتھ آمنا سامنا ہوگیا۔ جب حضرت حنظلہؓ نے ابوسفیان کو مغلوب وزچ کرلیا تو انہیں شداد بن اسود جسے ابن شعوب کہا جاتا تھا نے دیکھ لیا چنانچہ اس نے آگے بڑھ کر حضرت حنظلہؓ پر حملہ کر کے انہیں شہید کردیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ تمہارے ساتھی یعنی حنظلہؓ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ چنانچہ بعد

۱۔ مسند الامام أحمد ۱/۱۵۱، ۱۶۷. والمستدرک ۴/۱۵۱. والمصنف لعبد الرزاق ۲۰۱۱۹. والدر المنثور ۴/۱۷۳.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۳/۲۵۸، ۲۶۰. ومجمع الزوائد ۳/۱۱۲، ۴/۹، وکنز العمال ۱۶۰۷۷. والبدایۃ والنهایۃ ۸/۵۷.

۳۔ التاریخ الکبیر ۳/ت ۳۷۰. والجرح ۳/ت ۱۲۴۲. والاستیعاب ۱/۳۱۰. وأسد الغابۃ ۱/۳۶۰. والکاشف ۱/۱۹۹. والاصابۃ ت ۱۵۴۴: وتهذیب الکمال ۵/۳۱۹.

۴۔ سنن ابن ماجۃ ۳۸۲۶. وکنز العمال ۱۹۶۵. ۵۔ طبقات ابن سعد ۲/۳۳، ۳/۱۸۶.

میں صحابہ کرامؓ نے ان کے گھر والوں سے ان کے متعلق دریافت کیا تو ان کی بیوی کہنے لگی: جونہی صبح کو جنگ کے لئے کوچ کرنے کی آواز لگی...... حنظلہؓ حالت جنابت میں ہی اٹھ کر چل پڑے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی وجہ سے فرشتوں نے انہیں غسل دیا ہے۔[1]

(۶۲) حضرت حجاجؓ بن عمروؓ[2]

بعض متاخرین نے حضرت حجاج بن عمرو اسلمیؓ کو حافظ عبداللہ کے حوالہ سے اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ انہیں اہل صفہ کی طرف منسوب کرنا وہم ہے۔ چونکہ حجاج اسلمی دراصل حجاج بن مالک ابوحجاج بن حجاج ہیں جبکہ حجاج بن عمرو وہ مازنی انصاری ہیں۔ حجاج بن عمرو انصاریؓ کو کسی نے بھی اہل صفہ میں سے قرار نہیں دیا۔ بہر حال ان کی سند سے ذیل کی حدیث روایت کی گئی ہے۔

۱۲۵۲- محمد بن جعفر بن ہیثم، محمد بن احمد بن ابی عوام، ابوعاصم، حجاج بن ابی عثمان، یحییٰ بن ابی کثیر، عکرمہ مولیٰ ابن عباس کے سلسلۂ سند سے حضرت حجاجؓ بن عمرو کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کا پاؤں ٹوٹ گیا یا وہ لنگڑا ہو گیا تو وہ احرام سے حلال ہو جائے اس پر دوسرا حج واجب ہے۔ (یعنی جس آدمی نے حج کی نیت کر لی اور احرام باندھ لیا پھر وہ محصور ہو گیا تو وہ ہدی ذبح کر کے احرام کھول لے اور پھر آئندہ سال دوبارہ حج کر لے)۔[3]

(۶۳) حضرت حکم بن عمیرؓ[4]

بعض متاخرین نے حکم بن عمیرؓ کو بھی اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

۱۲۵۳- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن مصفّیٰ، بقیہ، عیسیٰ بن ابراہیم، موسیٰ بن ابی حبیب کے سلسلۂ سند سے حضرت حکمؓ بن عمیرؓ صحابی رسول اللہ ﷺ کی حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اے لوگو!) دنیا میں مہمان بن کر رہو! (یعنی جس طرح مہمان میزبان کے گھر میں ایک دو دن ہی ٹھہرتا ہے پھر رخصت ہو جاتا ہے اسی طرح دنیا کو عارضی قیامگاہ بناؤ) اور مساجد کو اپنے گھر بنالو (یعنی تمہارے اوقات زیادہ سے زیادہ مساجد میں گزریں) اپنے دلوں کو رقت و مہربانی کا عادی بنالو اور کثرت سے غور و فکر کرو (یعنی غمگین رہو اور آخرت کی فکر کرو) اور کثرت سے رویا کرو (خواہشات نفسانیہ کا تمہارے دلوں میں دَور دَورہ نہ ہو۔) تم ایسی عمارتیں بناؤ گے جن میں تم سکونت نہیں کر سکو گے تم ایسے اموال جمع کرو گے جنہیں کھا نہیں سکو گے، ایسے امور کی آرزوئیں کرو گے جنہیں تم پا نہیں سکو گے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کے دین میں ناقص ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اسکی خطائیں کثیر ہوں اور اس کی بردباری

۱۔ المستدرک ۳/۲۰۴، وتلخیص الحبیر ۲/۱۱۸ا. ودلائل النبوۃ ۳/۲۴۶. والبدایۃ والنہایۃ ۴/۲۱. وکنز العمال ۳۳۲۵۸.

۲۔ طبقات ابن سعد ۵/۲۶۷. والتاریخ الکبیر ۲/ت۲۸۰۶. والجرح ۳/ت ۸۱. والاستیعاب ۱/۳۲۶. واسد الغابۃ ۱/۳۸۲، والکاشف ۱/۲۰۷. والاصابۃ ت ۱۶۲۳. وتہذیب الکمال ۵/۴۴۳.

۳۔ سنن الترمذی ۹۴۰. وسنن النسائی ۵/۱۹۹. والسنن الکبری للبیہقی ۵/۲۲۰. والمستدرک ۱/۴۸۳، ۴۷۰. وسنن الدارمی ۲/۶۱. والمعجم الکبیر للطبرانی ۳/۲۵۳. وطبقات ابن سعد ۴/۲/۴۷. وسنن ابن ماجۃ ۳۰۷۷. ۳۰۷۸، وسنن الدارقطنی ۲/۲۷۸.

۴۔ طبقات ابن سعد ۷/۴۵۲. والتاریخ الکبیر ۳/ت۶۴. والجرح ۳/ت۸۹۵. والکاشف ۱/۲۴۹. وتہذیب الکمال ۷/۱۹۹.

ناقص ہو۔

''ویقال حقیقتہ جیفۃ باللیل'' (عبارت مشوش ہے مفہوم واضح نہیں لہذا عبارت ہی نقل کردی گئی ہے) بہر حال مفہوم ترجمہ حاضر ہے) اور اس کی حقیقت ایمان کم ہو، وہ آدمی رات کو مردے کی طرح پڑا ہوتا ہے اور دن کو بیکار، ڈرپوک، بخیل اور خیر کی باتوں سے رکا ہوا اور آسودہ زندگی گزارنے کی فکر میں لگا رہتا ہو۔[1]

۱۲۵۴- سلیمان بن احمد، یحییٰ بن عبدالباقی، محمد بن مصفٰی، بقیہ، عیسیٰ بن ابراہیم، موسیٰ بن ابی حبیب کے سلسلۂ سند سے حضرت حکمؓ بن عمیر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے اس طرح حیاء کرو۔ سر کی حفاظت کرو اور جس چیز کا اس نے احاطہ کر رکھا ہے اس کی بھی حفاظت کرو۔ بطن (پیٹ) کی حفاظت کرو اور جو اس نے اپنے اندر جمع کر رکھا ہے اس کی بھی حفاظت کرو، موت اور بوسیدگی کو یاد رکھو، پس جو آدمی ان امور کو عمل میں لائے گا اس کا ثواب وٹھکانا جنت ہے۔[2]

(۶۴) حضرت حرملہؓ بن ایاس[3]

بعض متاخرین نے حذیفہ بن خیاط کے حوالے سے حضرت حرملہؓ بن ایاس کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ حرملہؓ کا نام حرملہ بن عبداللہ عنبری ہے۔

۱۲۵۵- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، قرہ بن خالد، ضرغامہ بن علیبہ بن حرملہ، علیبہ بن حرملہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حرملہؓ کہتے ہیں: کہ میں ایک مرتبہ ایک بستی کے سواروں کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا جب میں نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے وصیت کیجئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جب تم مجلس سے اٹھ کر جانے لگو اور اہل مجلس کو ایسی باتیں کرتے سنا ہو جو تمہیں اچھی لگیں تو ان باتوں کو بجالاؤ اور اگر تم نے انہیں ایسی باتیں کرتے سنا ہو جسے تم ناپسند کرتے ہو تو ان باتوں سے اجتناب کرو۔[4]

۱۲۵۶- احمد بن محمد بن یوسف، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، ابوخیثمہ، عبدالصمد بن عبدالوارث، عبداللہ بن حسان، حبان بن عاصم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے: حضرت حرملہؓ بن ایاس نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ ہی کے پاس اقامت کی...... حتیٰ کہ انوار نبوت سے اپنے دل ودماغ کو منور کر لیا جب واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے حرملہ! بھلی باتوں کو بجالاؤ اور بری باتوں سے اجتناب کرو۔ میں آپ ﷺ کے پاس سے چل پڑا پھر مجھے خیال آیا کہ اگر میں دوبارہ پلٹ کر آپ ﷺ سے عرض کروں عین ممکن ہے کہ آپ ﷺ مجھے مزید کچھ وصیت کریں، چنانچہ میں نے (دوبارہ پلٹ کر) عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے وصیت کیجئے! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بری باتوں سے اجتناب کرو اور بھلی باتوں کو بجالاؤ۔ اہل مجلس جو باتیں تم سے کہہ رہے ہوں وہ تمہارے کانوں کو مسرور کر رہی ہوں تو ان کے پاس سے اٹھ کر جانے کے بعد ان باتوں کو بجالاؤ اور ان پر عمل کرو چونکہ وہ اچھی باتیں ہیں یعنی دین اسلام کی باتیں ہیں۔ اور اگر وہ ایسی باتیں کر رہے ہوں جو تمہارے

۱۔ تفسیر القرطبی ۱۲/۲۷۷. وکنز العمال ۴۳۸۳۹. ۴۳۸۹۵.

۲۔ سنن الترمذی ۲۴۵۸. والمستدرک ۴/۳۲۳. والمعجم الکبیر للطبرانی ۳/۲۴۶. ۱۰/۱۸۸. والصغیر ۱/۱۷۷. والمسند للامام أحمد ۱/۳۸۷، ومجمع الزوائد ۱۰/۲۸۴، وکشف الخفا ۱/۱۳۸. وأمالی الشجری ۲/۱۹۷. ومشکاۃ المصابیح ۵/۵۴۱.

۳۔ التاریخ الکبیر ۳/ت ۲۴۰. والجرح والتعدیل ۳/ت ۱۲۲۱. والکاشف ۱/۲۱۲. ومیزان الاعتدال ۱/۴۷۲. وتھذیب الکمال ۵/۵۴۱. ۴۔ مسند الامام أحمد ۴/۳۰۵، ومنحۃ المعبود ۲۱۲۳. وکنز العمال ۴۴۵۲.

کانوں کو بری لگیں جب تم ان کے پاس سے جانے لگو تو ان باتوں سے اجتناب کرو۔[1]

یہ حدیث احمد بن اسحٰق حضرمی نے عبداللہ بن حسان، حیان بن عاصم کے طریق سے روایت کی ہے۔ نیز احمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث علیہ کی دو بیٹیوں نے بھی سنائی ہے کہ حضرت حرملہ نے انہیں حدیث سنائی کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آیئے اور مذکور بالا حدیث کی طرح حدیث سنائی، اس میں اضافہ ہے کہ جب میں باہر نکلا تو سوچا کہ بھلی بات بجالانے اور بری باتوں سے اجتناب کرنے میں تقریباً تمام امور شامل ہو جاتے ہیں۔

حضرت خبابؓ بن ارت

بعض متاخرین نے حضرت خبابؓ بن ارت کو کردوس کے حوالے سے اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ خبابؓ سابقین اولین میں سے تھے اور مہاجرین میں سے تھے۔ ہم نے ان کے احوال کا تذکرہ پہلے کر دیا ہے، چنانچہ اسلام کی خاطر انہوں نے بھی بہت مصیبتیں برداشت کیں۔ غزوۂ بدر میں شریک رہے اس کے علاوہ دیگر غزوات میں بھی شریک رہے۔ (چھٹے نمبر پر اسلام لائے تھے۔ ۳۷ھ میں انہوں نے کوفہ میں وفات پائی حضرت علیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی ان کی مرویات کی تعداد ۳۳ ہے۔)

۱۲۵۷- محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، سعید بن عمرو، سفیان بن عیینہ، مسعر، قیس بن مسلم کے سلسلۂ سند سے حضرت طارقؓ بن شہاب کی روایت ہے کہ حضرت خبابؓ مہاجرین صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ اور یہ ان حضرات میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر سخت عذاب دیا گیا۔

۱۲۵۸- محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابوبکر، محمد بن فضل، فضیل، کردوس رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت خبابؓ بن ارت چھٹے نمبر پر اسلام لائے گویا وہ اس وقت اسلام کے ایک سدس (چھٹے حصے) تھے۔

۱۲۵۹- محمد بن احمد، محمد بن عثمان، علی بن مدینی، یحییٰ بن سعید، سفیان، ابواسحٰق، ابولیلیٰ کندی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خبابؓ حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ ان سے فرمانے لگے: قریب ہو جایئے میں آپ کے سوا اس مجلس کا زیادہ حقدار کسی کو نہیں سمجھتا ہوں۔ چنانچہ حضرت خبابؓ حضرت عمرؓ کو اپنے پیٹ پر زخموں کے نشانات دکھانے لگے جو انہیں مشرکین کی مصیبتوں سے پہنچے تھے۔

۱۲۶۰- عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، آدم بن ابی ایاس، شعبہ، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم حضرت خبابؓ بن ارت کے پاس ان کی عیادت کرنے گئے۔ چنانچہ ان کے جسم پر جلائے جانے سے سات نشانات پڑے ہوئے تھے، پھر فرمانے لگے: بلاشبہ ہمارے کچھ ساتھی دنیا سے سدھار گئے ہیں۔ تاہم دنیا ان کی عزت و شرف میں کچھ کمی نہ کر سکی جبکہ ہم دنیا میں اسقدر مبتلا ہو گئے کہ صرف مٹی ہی کو اپنے لئے جائے پناہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ایک دوسری مرتبہ ہم ان کے پاس آئے۔ اس وقت اپنے گھر کی ایک دیوار بنا رہے تھے، کہنے لگے: ہر چیز میں مومن کے لئے اجر ہے بجز اس چیز کے جسکو وہ مٹی میں بنا رہا ہو۔ کاش! اگر ہمیں رسول اللہ ﷺ نے موت کی دعا مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا میں ضرور موت کی دعا مانگ لیتا۔

یہ حدیث یزید بن ابوانیسہ نے ایک بڑی جماعت میں اسماعیل سے مثل مذکور بالا کے روایت کی ہے۔

۱۲۶۱- سلیمان بن احمد، ابوزرعہ دمشقی وموسیٰ بن عیسیٰ، ابویمان، شعیب بن ابی حمزہ، زہری، عبداللہ بن حارث بن نوفل، عبداللہ بن خباب بن ارت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ان کے والد حضرت خبابؓ بن ارت نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی کی آپ ﷺ فجر

۱۔ الأدب المفرد للبخاری ۲۲۳. والترغیب والترهیب ۳۱۰. وکنز العمال ۴۳۲۰۹.

تک نماز میں مشغول رہے۔ خباب نے عرض کیا: یارسول اللہ! آج رات میں نے آپ کو ایسی نماز میں مشغول دیکھا ہے اس سے پہلے اس طرح نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں بلاشبہ یہ رغبت اور خوف کی نماز تھی۔ تاہم میں نے اپنے پروردگار سے تین چیزوں کا سوال کیا میرے رب نے مجھے دو عطا فرمادیں اور ایک سے منع کر دیا؛ میں نے رب تعالیٰ سے ایک اس چیز کا سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہلاک نہ کردے جس طرح کہ دیگر امتوں کو عذاب دے کر ہلاک کر دیا گیا، میرا یہ مطالبہ اللہ تعالیٰ نے منظور کر لیا، دوسری چیز کا میں نے اللہ سے یہ مطالبہ کیا کہ ہمارے اوپر دشمن کو مسلط نہیں کرنا جو ہمارا استیصال کردے سو اللہ تعالیٰ نے میرا یہ مطالبہ پورا کیا، تیسرا مطالبہ یہ کیا کہ میری امت آپس میں دست و گریباں ہوکر مختلف گروہوں کا شکار نہ ہو جائے مجھے اس مطالبے سے باز رہنے کی تاکید کی گئی۔[1]

یہ حدیث صالح بن کیسان و معمر و نعمان بن راشد و زبیدی نے آخرین میں زہری سے روایت کی ہے۔

۱۲۶۲- ابوبکر طلحی، عبید بن حازم، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابن عیینہ، عمرو بن دینار، یحییٰ بن جعدہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ کرام سے بعض حضرات نے حضرت خباب کی تیمارداری کی۔ یہ حضرات کہنے لگے: اے اللہ کے بندے! خوش ہو جائیے ابھی آپ نبی ﷺ کے پاس وارد ہوا ہی چاہتے ہیں۔ خباب نے فرمایا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ حالانکہ مکان کی یہ نچلی منزل ہے اور اس کے اوپر ایک اور منزل بھی ہے (یہ بات حضرت خباب نے عاجزی میں کہی کہ ہم تو دنیاوی بکھیڑوں میں گھسے ہوئے ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے) حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا تھا کہ تمہیں دنیا میں سے اتنا کافی ہے جتنا مسافر کا زاد سفر۔[2]

(۶۵) حضرت خنیس بن حذافہ[3]

بعض متاخرین نے حضرت خنیس بن حذافہ سہمی کو بھی حافظ ابوطالب اور محمد بن اسحٰق بن یسار کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ خنیس مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ انہی کے نکاح میں پہلے ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر مہاجرۂ حبشہ تھیں۔ بدر میں شریک رہے (وہیں انہیں زخم آئے) اور مدینہ منورہ میں اول اسلام میں وفات پائی۔ حفصہ ان سے بیوہ ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ اپنے نکاح میں لے آئے۔

۱۲۶۳- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرزاق، معمر، زہری، سالم، ابن عمر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: حفصہ بنت عمر خنیس بن حذافہ سہمی سے بیوہ ہوگئیں۔ حذافہ نبی ﷺ کے صحابہ کرام میں سے تھے۔ بدر میں شریک رہے اور مدینہ میں وفات پائی۔ عمر فرماتے ہیں: میری حضرت ابوبکر سے ملاقات ہوئی میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ بنت عمر سے آپ کا نکاح کرادوں۔ انہوں نے خاموشی اختیار کی اور مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ پس میں چند ہی دن ٹھہرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ کے نکاح کا پیام دے دیا۔ میں نے حفصہ کے ساتھ آپ ﷺ کا نکاح کر دیا۔ پھر مجھ سے ابوبکر ملے اور فرمایا: جب تم نے مجھ سے حفصہ کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش ظاہر کی اور میں خاموش رہا ممکن ہے آپ کو ناگوار گزرا ہو لیکن میں نے اسی بنا پر کچھ جواب نہیں دیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ کا ذکر کیا تھا اور میں ان کا راز فاش کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اگر رسول اللہ ﷺ کا ان سے نکاح کا قصد نہ ہوتا تو میں اس کے لئے آمادہ تھا۔

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۶۵/۴. وصحیح ابن حبان ۱۸۲۰. (موارد) ومشکاۃ المصابیح ۵۴.

۲۔ مجمع الزوائد ۲۵۴/۱۰. والمصنف لابن ابی شیبۃ ۲۱۹/۱۲. وأمالی الشجری ۱۹۹/۲. وتاریخ أصبھان للمصنف ۸۹/۱.

۳۔ طبقات ابن سعد ۳۰۰/۳. وتاریخ الطبری ۴۹۹/۲. وابن ھشام ۲۵۶/۱.

(۶۶) حضرت خالد بن زید (ابوایوب انصاریؓ)[1]

بعض متاخرین نے خالد بن زید ابوایوب انصاریؓ کو محمد بن جریر کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور ابوایوب وہ مشہور صحابی اور اس گھر کے مالک ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ ہجرت مدینہ کے موقع پر مدینہ پہنچ کر جلوہ افروز ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ مسجد بنائی اور ایک حجرہ بھی بنایا اور وہ مشہور گھر آج بھی مدینہ میں موجود ہے۔ ابوایوبؓ قیام صفہ سے مستغنی تھے۔ آپ شرکائے بدر میں سے ہیں اور بیعت عقبہ میں بھی حصہ لیا لہذا وہ اہل عقبہ میں سے ہیں نہ کہ اہل صفہ میں سے۔ قسطنطنیہ میں (۵۲ھ میں) وفات پائی اور شہر کی سرحد پر انہیں دفن کیا گیا۔

۱۲۶۴- فاروق الخطابی، زیاد بن خلیل اللہ، ابراہیم بن منذر، محمد بن فلیح، موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب زہری سے مروی ہے کہ ابوایوب خالد بن زیدؓ ان لوگوں میں سے ہیں جو بیعت عقبہ میں شریک رہے۔

۱۲۶۵- ابوایوبؓ کی چند مسانید...... ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، داؤد بن محبر، میسرہ بن عبدربہ، موسیٰ بن عبیدہ، زہری، عطاء بن زید کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوایوب انصاریؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقیناً دو آدمی مسجد کی طرف جاتے ہیں اور دونوں نماز پڑھتے ہیں پھر ان میں سے ایک واپس لوٹ آتا ہے اور اسکی نماز (از روئے قبولیت) احد کے پہاڑ سے بھی زیادہ وزن دار ہوتی ہے۔ جبکہ دوسرا آدمی واپس لوٹتا ہے تو اسکی نماز ایک ذرہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ حضرت ابوحمید ساعدیؓ کہنے لگے: یا رسول اللہ! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب وہ آدمی اس دوسرے سے عقلاً اچھا ہو۔ انہوں نے پھر عرض کیا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ان اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء سے زیادہ سے زیادہ بچنے والا ہو اور بھلائی کے امور میں سے زیادہ سبقت کرنے والا ہو اگرچہ نفلی عبادت میں دوسرے سے کمتر ہی کیوں نہ ہو۔[2]

زہری رحمہ اللہ کی یہ حدیث غریب ہے۔ اسی طرح موسیٰ بن عبیدہ کی سند سے بھی غریب ہے۔ ہاں البتہ زبیدی نے موسیٰ بن عبیدہ کی متابعت کی ہے اور انہوں نے ابوحمیدؓ کے قول کا ذکر نہیں کیا۔

۱۲۶۶- حبیب بن حسن، ابوشعیب حرانی، عاصم بن علی، علی، عبداللہ بن خثیم، ابن جبیر، جبیر کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوایوبؓ کی روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! مجھے مختصر سی تعلیم کیجئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز میں کھڑے ہو جاؤ تو رخصت کیے ہوئے آدمی کی سی نماز پڑھو اور ایسی بات ہرگز ہرگز مت کرو جس سے تمہیں معذرت کرنی پڑے اور لوگوں کے پاس موجود مال و دولت سے اپنی امیدیں وابستہ نہ رکھو۔[3]

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ابوایوبؓ کی حدیث بالا غریب ہے اسے صرف عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے ہی

۱۔ طبقات ابن سعد ۳/ت ۴۸۴. والتاریخ ۳/ت ۴۶۲، والجرح ۳/ت ۱۴۸۴. وتاریخ بغداد ۱/۱۵۳. والاستیعاب ۴/۱۶۰۶. والجمع ۱/۱۱۸. واسد الغابۃ ۲/۸۰. وسیر النبلاء ۲/۴۰۲. والکاشف ۱/۲۶۸، والاصابۃ ۱/۴۰۵. وتہذیب الکمال ۸/۶۶.

۲۔ المطالب العالیۃ ۲۷۵۲. والبدایۃ والنہایۃ ۸/۵۹.

۳۔ سنن ابن ماجۃ ۴۱۷۱. ومسند الامام أحمد ۵/۴۱۲. والمعجم الکبیر للطبرانی ۴/۱۸۵. ومشکاۃ المصابیح ۵۲۲۶. واتحاف السادۃ المتقین ۸/۱۶۰، ۱۰/۲۵۱.

روایت کیا ہے ہاں البتہ ابن عمرؓ نے اس جیسی ایک اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔

۱۲۶۷-سلیمان بن احمد، احمد بن حماد بن زغبہ، سعید بن ابی مریم، ابن لہیعہ، ابوقبیل، عباد بن ناشرہ، ابو رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوایوب انصاریؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: بلاشبہ میرے پروردگار نے مجھے اختیار دیا ہے اس میں کہ ستر ہزار آدمی بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہو جائیں یا اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے لپ بھر جنت میں داخل کر دے۔ ایک صحابی بولے: یارسول اللہ: کیا اللہ تعالیٰ آپ کے لئے لپ بھریں گے؟ پس رسول اللہ ﷺ اندر داخل ہوئے پھر باہر نکل کر صحابہ کے پاس تشریف لائے درآں حالانکہ آپ ﷺ تکبیر پڑھ رہے تھے۔ ارشاد فرمایا: بلاشبہ میرے رب نے میرے لئے اضافہ کیا ہے کہ ہر ہزار کے پیچھے ستر ہزار لوگ ہوں گے (جو جنت میں داخل ہوں گے) اور ان کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے لپ بھر بھی جنت میں داخل فرمائیں گے۔ راوی حدیث ابورہم کہنے لگے: اے ابوایوب! اللہ تعالیٰ کی لپ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اسے تو لوگ اپنے مونہوں سے کھالیں گے۔ چنانچہ ابوایوب انصاریؓ نے جواب دیا۔ چھوڑو اپنی ساتھی کو (آؤ) میں تمہیں نبی ﷺ کی لپ کے بارے میں خبر دیتا ہوں، جیسا کہ مجھے گمان ہے بلکہ یقین ہے۔ نبی ﷺ کی لپ یہ ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: اے میرے پروردگار! جو آدمی گواہی دے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تیری توحید کا اقرار کرے اور تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور گواہی دیتا ہو کہ محمد تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں پھر اسکا دل اسکی زبان کی تصدیق بھی کرتا ہو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے

یہ حدیث غریب ہے چونکہ ابوقبیل متفرد ہیں عباد سے اس حدیث کو روایت کرنے میں۔ یہ حدیث کبار نے سعید بن ابی مریم سے مثل محمد بن سہل بن عسکر کی روایت کے نقل کی ہے[۱]

(۶۷) حضرت خریم بن فاتکؓ[۲]

بعض متاخرین نے حضرت خریم بن فاتک اسدیؓ کو بھی احمد بن سلیمان مروزی کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ خریمؓ غزوۂ بدر میں شریک رہے یہ وہی صحابی ہیں جنھیں قیام ابرق عراق میں رات ہو گئی تھی اور ایک غیبی آواز سنائی دی تھی اور کسی نے ذیل کے دو اشعار پڑھے تھے۔

ویحک عذ باللہ ذی الجلال   والمجد والبقاء والافضال.

تیری ہلاکت، اس اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ مانگ جو جلال والا ہے بزرگی والا ہے بقا والا ہے اور فضل والا ہے۔

واقرا لآیات من الانفال   ووحد اللہ لاتبالی.

اور انفال کی آیتیں پڑھ اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کر اور بے پرواہ ہو جا۔

چنانچہ اس کے بعد خریمؓ نے مدینہ منورہ کا قصد کیا اور مدینہ آن پہنچے اس وقت نبی ﷺ منبر پر کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے پس اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے اور پھر غزوۂ بدر میں بھی شرکت کی (حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت میں شام میں وفات پائی)۔

۱۲۶۸-عبداللہ بن ابراہیم، ابوبرزہ فضل بن محمد حاسب، محمد بن صباح، سلمہ بن صالح، ابواسحٰق، شمر بن عطیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت خریم بن فاتکؓ کہتے ہیں نبی ﷺ نے میری طرف نظر کی اور ارشاد فرمایا: اے آدمی! اگر تم میں دو خصلتیں نہ ہوتیں[۳] (کیا ہی

۱۔ المعجم الکبیر ۱۵۱/۴. واتحاف السادۃ المتقین ۵۶۸/۱۰، وکنز العمال ۳۹۱۰۱.

۲۔ طبقات ابن سعد ۳۸/۶، والتاریخ الکبیر ۳/ت۷۵۷. والجرح ۳/ت۱۸۳۷. وأسد الغابۃ ۱۱۲/۲. والکاشف ۲۷۹/۱. والاصابۃ ۴۲۴/۱. وتھذیب الکمال ۲۳۹/۸.

۳۔ الجامع الکبیر للسیوطی ۹۶۵۴. والمعجم الکبیر للطبرانی ۲۴۷/۴.

اچھا ہوتا)؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! بھلا وہ کونسی دو خصلتیں ہیں! بلاشبہ (ایسی خصلت تو برائی کیلئے) ایک بھی کافی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تہبند کا لٹکانا اور بالوں کا بڑھا ہوا ہونا۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ خریم ؓ نے اپنی تہبند کو اوپر کر لیا اور بال بھی چھوٹے کرالئے۔

یہ حدیث قیس بن ربیع نے ابواسحٰق سے روایت کی ہے۔

(۶۸) حضرت خریمؓ بن اوس[۱]

بعض متاخرین نے حضرت خریم بن اوس طائیؓ کو ابوالحسن بن عمر دار قطنی کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے حضرت خریم ؓ مہاجرین میں سے ہیں یہ۔ وہی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو حیرہ پیش کیا گیا (یعنی فتح حیرہ کی خوشخبری دی گئی) تو انہوں نے شیماء بنت بقیلہ کو چادر اوڑھے ہوئے سیاہی مائل ایک طاقتور خچر پر سوار دیکھا۔ خریم ؓ نے کہا: یارسول اللہ! ہم نے حیرہ کو فتح کر لیا اور ہم نے شیماء کو اسی حالت میں پایا تو کیا وہ میری ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ تیری ہوگئی، پھر خریم ؓ خالد بن ولید ؓ کے ساتھ مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے چل پڑے۔ چنانچہ حضرات صحابہ کرام ؓ نے مسیلمہ کذاب کو جہنم واصل کیا پھر خریم ؓ حضرت خالد بن ولید ؓ کے ساتھ حیرہ کی طرف چل دیئے۔ جب مسلمانوں کا لشکر حیرہ میں داخل ہوا تو سب سے پہلے انہیں (شیماء) بنت بقیلہ سیاہی مائل ایک طاقتور خچر پر سوار ملی جیسا کہ نبی ﷺ نے اس کی حالت بیان فرمائی تھی، چنانچہ اسے دیکھتے ہی خریم ؓ اس کے ساتھ چمٹ گئے اور اسکا دعویٰ کرنے لگے: ان کے متعلق حضور کے فرمان کی گواہی محمد بن مسلمہ اور عبداللہ بن عمر ؓ نے دی۔ لہذا خالد بن ولید ؓ نے شیماء خریم ؓ کے سپرد کر دی۔ پھر شیماء کے پاس اسکا بھائی عبدالمسیح قلعے سے نیچے اتر کر آیا اور خریم ؓ سے کہنے لگا: شیماء کو مجھے بیچ دے۔ خریم ؓ نے جواب دیا بخدا! میں ایک ہزار سے کم نہیں کروں گا چنانچہ عبدالمسیح نے ایک ہزار دے کر شیماء کو لے لیا اور پھر کہنے لگا: اگر تم ایک لاکھ بھی مانگتے میں وہ بھی دینے کو تیار تھا۔ حضرت خریمؓ کہنے لگے: میں تو یہ سمجھتا رہا کہ مال دس سو (یعنی ایک ہزار) سے زیادہ ہوتا ہی نہیں۔ (یہاں نبی کریم ﷺ کا فرمان: المومن غر کریم والفاجر خب لئیم۔ (مشکوٰۃ) کہ مومن بھولا بھالا شریف آدمی ہوتا ہے اور کافر دھوکہ باز کمینہ ہوتا ہے صادق آتا ہے۔)

۱۲۶۹- یحیٰ بن محمد، ابوسکین زکریا بن یحیٰ، ابوزحر بن حصن کے چچا، حمید بن منہب کے سلسلۂ سند سے خریم بن اوسؓ کی حدیث مروی ہے کہ خریمؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی چنانچہ میں آپ ﷺ کے پاس اس وقت پہنچا جب آپ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ پھر میں نے اسلام قبول کیا: اس موقع پر حضرت عباس ؓ نے خریم بن اوس ؓ سے کہا: بلاشبہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی مدح کروں! خریمؓ نے جواب دیا: کیجئے: فرمایا: یہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دانت نہ توڑے یعنی اللہ تعالیٰ آپکو فصیحانہ وبلیغانہ انداز میں گفتگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔[۲]

(۶۹) حضرت خبیب بن یساف ؓ[۳]

بعض متاخرین نے حضرت خبیب بن یساف عتبہ ابوعبدالرحمٰنؓ کو حافظ ابوعبداللہ نیشاپوری کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور ابوبکر بن ابوداؤد کے حوالے سے کہا ہے کہ وہ بدری صحابی ہیں۔

۱۲۷۰- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یزید بن ہارون، مسلم بن سعید ثقفی، خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب، عبدالرحمٰن بن خبیب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت خبیب ؓ کہتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس وقت آپ ﷺ کسی غزوے

۱۔ المنتظم لابن الجوزی ۳/ ۳۷۱۔ ۲۔ المستدرک ۳/ ۳۲۶۔
۳۔ طبقات ابن سعد ۳/ ۴۰۳۔ والمغازی ۳۶، ۴۷، ۸۱، ۸۳، ۸۴۔

کے ارادے سے نکلنا چاہتے تھے میں اور میری قوم کا ایک اور آدمی مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے۔ ہم دونوں آپس میں کہنے لگے: یقیناً ہمیں شرم آتی ہے کہ ہماری قوم جہاد میں حصہ لے اور ہم ان کے ساتھ مل کر حصہ نہ لے سکیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم دونوں مسلمان ہو چکے ہو؟ ہم نے نفی میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بلاشبہ ہم مشرکین سے مدد نہیں حاصل کرتے۔ خبیب ؓ کہتے ہیں: ہم مشرف بہ اسلام ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی چنانچہ جہاد میں میں نے ایک آدمی کو قتل کیا اس نے بھی مجھ پر تلوار سے حملہ کیا مگر اسکا وار ضائع گیا لیکن معمولی زخم آیا بعد میں میں نے اس کی بیٹی کے ساتھ شادی کر لی۔ وہ کہا کرتی تھی "تم نے کسی اور ایسے آدمی کو قتل نہیں کیا جس نے تمہارے گلے میں یہ خوبصورتی سجائی اور میں کہا کرتا تھا تم بھی کسی ایسے آدمی کو چھوڑ کر نہیں جاسکتی جس نے تمہارے باپ کو آناً فاناً جہنم واصل کیا۔ ا

یہ حدیث ابو جعفر رازی نے مسلم سے روایت کی ہے۔

(۷۰) حضرت دکین بن سعید ؓ ۲

بعض متاخرین نے حضرت دکین بن سعید مزنی ایک قول کے مطابق خثعمی کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ دکین ؓ چار سو آدمیوں کی ایک جماعت میں نبی ﷺ کے پاس آئے تھے انہوں نے آ کر نبی ﷺ سے کھانا طلب کیا چنانچہ آپ ﷺ نے ان تمام لوگوں کو کھانا کھلایا اور ان کے لئے زاد سفر کا بھی بندوبست کیا۔

شیخ ابو نعیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ دکین ؓ نے صفہ کو ٹھکانا بنایا ہو یا صفہ میں کبھی ٹھہرے ہوں، اس بارے میں مجھے کوئی اثر صحیح نہیں معلوم ہو سکا۔

۱۲۷۱- معجزۂ نبوت...... محمد بن احمد بن حسن، ثور بن موسیٰ، حمیدی، سفیان بن عیینہ، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت دکین ؓ کہتے ہیں ہم چار سو سواروں (مسافروں) کی ایک جماعت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے آپ ﷺ سے کھانا طلب کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! جاؤ اور ان لوگوں کو کھانا دو اور انہیں ساتھ لے جانے کے لئے بھی دو۔ عمر ؓ نے کہا: یارسول اللہ! میرے پاس تو صرف چند ایک صاع (ایک پیمانہ جو تین کلو کے برابر ہوتا ہے) کھجوریں ہوں گی اور کھجوروں کی یہ مقدار میری اور میرے اہل و عیال کی موسم گرما میں بمشکل کفایت کریگی۔ ابوبکر ؓ نے فرمایا (اے عمر!) بات سنو اور بس اطاعت کرو۔ عمر ؓ بولے: ہم نے حکم سنا اور اسکی اطاعت کی چنانچہ عمر ؓ چل پڑے حتی کہ ایک کمرے میں داخل ہوئے اور چابی نکال کر اپنے ایک حجرے میں تشریف لے گئے۔ حجرہ کھولا اور پھر لوگوں سے کہا: داخل ہو جاؤ (وہ اندر جا کر کھانے لگے اور) میں لوگوں میں سے سب سے آخر میں داخل ہوا میں نے کھجوریں لیں اور پھر نظر ڈالی کیا دیکھتا ہوں کہ کھجوروں کا ایک بڑا ڈھیر ابھی باقی ہے۔

یہ صحیح حدیث ہے اور اسے اسماعیل سے بہت سارے محدثین نے روایت کیا ہے یہ حدیث نبی ﷺ کے دلائل نبوت میں سے ہے (یعنی معجزۂ نبوت ہے)۔

ا۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۴/ ۲۶۴، وکنز العمال ۳۶۸۱۰.

۲۔ طبقات ابن سعد ۶/ ۳۸. والتاریخ الکبیر ۳/ت ۸۸۱. والجرح ۳/ت ۱۹۹۴. والاستیعاب ۲/ ۴۶۲. وأسد الغابة ۲/ ۱۳۳. والکاشف ۱/ ۴۹۲. والاصابة ۱/ ۴۷۶، وتهذیب الکمال ۸/ ۴۹۲.

حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ

بعض متاخرین نے حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ کو بھی علی بن مدینی کے حوالے سے اہل صفہ میں شمار کیا ہے، ہم نے انہیں جملہ مہاجرین سابقین میں پہلے ذکر کردیا ہے۔ان کا نام ذوالبجادین پڑنے کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ اپنے چچا کی کفالت کے زیر سایہ تھے اور وہ چچا ہی ان کی پرورش کرتے تھے۔چنانچہ جب ذوالبجادینؓ مشرف بہ اسلام ہوئے تو چچا نے جمیع مشفقانہ اقدار کو سلب کرلیا لیکن بھیجے تھے کہ ان کی زبان پر صرف اسلام اور اسلام کا نعرہ تھا۔والدہ نے ترس کھا کر انہیں ایک بڑی دھاری دار چادر عنایت فرمائی انہوں نے چادر کو دو حصوں میں پھاڑ لیا ایک حصہ کی تہبند بنالی اور دوسرا حصہ اوپر اوڑھ لیا۔پھر نبی ﷺ کے دربار اقدس میں تشریف لائے آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میرا نام ''عبدالعزیٰ'' ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں بلکہ تمہارا نام ''عبداللہ ذوالبجادین'' (یعنی دو چادروں والا) ہے۔غزوۂ تبوک میں مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے اور سرکار دو عالم ﷺ بذات خود ان کی قبر میں اترے اور اپنے نبوت والے مبارک ہاتھوں سے انہیں دفنایا۔[1]

(۷۱) حضرت رفاعہ ابولبابہؓ

بعض متاخرین نے حضرت رفاعہ ابولبابہ انصاریؓ کو بھی حافظ ابوعبداللہ نیشاپوری کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق ان کا نام بشیر بن عبدالمنذر ہے اور ان کا تعلق قبیلہ بنوعمرو بن عوف سے بتایا گیا ہے۔رفاعہؓ بدری صحابی ہیں مال غنیمت میں سے انہیں بھی حصہ ملا تھا۔

۱۲۷۲-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، یحیی بن ابی بکیر، زہیر بن محمد، عبداللہ بن محمد بن عقیلی، عبدالرحمٰن بن یزید کے سلسلۂ سند سے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنوں کا سردار ہے اور تمام دنوں میں سب سے زیادہ باعظمت ہے اور خدا کے نزدیک جمعہ کے دن کی عظمت عیدالاضحی اور عیدالفطر سے بھی زیادہ ہے۔اس دن کی پانچ خصلتیں ہیں (۱) اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی (۲) اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے نیچے اتارا (۳) اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وفات دی (۴) اسی دن میں ایک ساعت آتی ہے کہ اس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے حرام چیز کے سوا جو کچھ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور عنایت فرماتا ہے۔(یعنی حرام چیز مانگنا مقبول نہیں) (۵) اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔تمام مقرب فرشتے، آسمان، زمین، ہوا، پہاڑ، اور دریا سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔اس وجہ سے کہ قیامت جمعہ کے دن آنی ہے نہ معلوم کس وقت آجائے۔[2]

(۷۲) حضرت ابورزینؓ[3]

بعض متاخرین نے حضرت ابورزینؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور اس پر مندرجہ ذیل حدیث سے استشہاد پیش کیا ہے۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے عمرو بن بکر سکسکی، محمد بن یزید، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عبدالرحمٰنؓ نے کہ نبی ﷺ نے اہل صفہ میں سے ایک آدمی

۱۔ مجمع الزوائد ۸/ ۵۱، ۵۳.

۲۔ سنن ابن ماجة ۱۰۸۴، والمعجم الكبير للطبرانى ۵/ ۲۳. والمصنف لابن أبى شيبة ۲/ ۱۵۰. ومشكاة المصابيح ۱۳۶۳. والترغيب والترهيب ۱/ ۴۹۰. وكنز العمال ۲۱۰۶۱.

۳۔ تهذيب الكمال ۳۳/ ۳۱۲، ۳۱۳.

جسے ابورزین کہا جاتا تھا سے فرمایا: اے ابورزین! جب تم خلوت میں ہو تو اپنی زبان کو ذکر اللہ سے تر رکھو چونکہ جب تک تم ذکر اللہ میں مشغول رہو گے اس وقت تک تم برابر نماز میں رہو گے، (یعنی نماز جیسا ثواب ملے گا) اگر تم علانیہ ذکر کرو گے تو وہ علانیہ نماز کی طرح ہو گا اور اگر تم تنہائی میں ذکر کرو گے تو وہ خلوت کی نماز کی طرح ہو گا۔ اے ابورزین! جب لوگ راتوں کے قیام اور دنوں کے روزوں کی مشقتیں جھیل رہے ہوں تو اس وقت تم مسلمانوں کے لئے خیر خواہی کی مشقتیں جھیلو۔ اے ابورزین! جب لوگ جہاد فی سبیل اللہ میں مشغول ہوں اور تم پسند کرو کہ تمہارے واسطے بھی انہی جیسا اجر و ثواب ہو تو تم مسجد کو لازم پکڑ لو اس میں آذان دو اور آذان پر اجرت مت لو۔ (تمہیں بھی ان جیسا اجر و ثواب ملے گا)۔[1]

۱۲۷۳- ابراہیم بن عبداللہ، عبدالملک بن محمد بن عدی، عباس بن ولید، ولید، عثمان بن عطاء، عطاء، حسن رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابورزینؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں تمہیں اس امر یعنی دین کی جڑ نہ بتا دوں جس کے ذریعے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکو؟ (تو سنو) ان چیزوں کو تم اپنے اوپر لازم کر لو؛ اہل ذکر کی مجالس میں بیٹھا کرو (تاکہ تمہیں بھی ذکر اللہ کی توفیق نصیب ہو) جب تنہا رہو تو جس قدر ممکن ہو ذکر اللہ کے ذریعہ اپنی زبان کو حرکت میں رکھو، اگر کسی کو دوست رکھو تو محض اللہ کی خوشنودی کے لئے دوست رکھو اور (جسکو دشمن رکھو) محض اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے اس سے بغض رکھو، اے ابورزین! کیا تمہیں معلوم ہے! کہ جب کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی زیارت و ملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور وہ فرشتے اس کے لئے دعا استغفار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! اسی شخص نے محض تیری رضاء کی خاطر (ایک مسلمان بھائی سے) ملاقات کی ہے تو اس کو اپنی رحمت و مغفرت کے ساتھ منسلک کر دے پس (اے ابورزین) اگر تمہارے لئے ان (مذکورہ) چیزوں میں اپنی جان کو لگانا (یعنی ان پر عمل کرنا) ممکن ہو تو ان چیزوں کو ضرور اختیار کرو۔[2]

یہ حدیث علی بن ہاشم نے عثمان بن عطاء، ابورزین کے طریق سے روایت کی اور حسن بصری رحمہ اللہ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

(۷۳) حضرت زید بن خطاب[3]

بعض متاخرین نے حضرت زید بن خطاب کو حافظ ابوعبداللہ کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے، زیدؓ مسیلمہ کذاب والے معرکہ میں شہید ہوئے۔ بدری صحابیؓ تھے ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

۱۲۷۴- **خطاب کے دو فرزندوں کا شوق شہادت**...... سلیمان بن احمد، عبدالعزیز، ابراہیم بن ضمرہ، عبدالعزیز بن محمد بن عبداللہ بن عمر، نافع، ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ غزوۂ احد میں عمرؓ نے اپنے بھائی حضرت زیدؓ سے کہا: میری زرہ پکڑو۔ زیدؓ نے جواب دیا: جس طرح آپ شہادت کے متمنی ہیں اسی طرح میں بھی شہادت کا متمنی ہوں، چنانچہ دونوں نے زرہ کو چھوڑ دیا۔

۱۲۷۵- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، زہری، سالم، ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ مجھے ایک مرتبہ حضرت ابولبابہؓ یا زید بن خطاب نے اس حال میں دیکھا کہ میں ایک سانپ پر حملہ کر کے اسے قتل کرنا چاہتا تھا، انہوں نے مجھے سانپ کو قتل کرنے سے روک دیا

۱۔ تاریخ ابن عساکر ۴/۲۳۴۔ (التہذیب)

۲۔ تاریخ ابن عساکر ۴/۲۳۴۔ ومشکاۃ المصابیح ۵۰۲۵۔ وکنز العمال ۲۳۳۲۹۔

۳۔ طبقات ابن سعد ۳/۳۷۶۔ والتاریخ الکبیر ۳/ت ۱۲۷۴۔ والجرح ۳/ت ۲۵۳۹۔ والاستیعاب ۲/۵۵۰۔ والجمع ۱/۱۳۵۔ واسد الغابۃ ۲/۲۲۸۔ وسیر النبلاء ۱/۲۹۷۔ والکاشف ۱/ت ۱۷۵۲۔ والاصابۃ ۱/۵۶۵۔ وتہذیب الکمال ۱۰/۶۵۔

اور کہنے لگے: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے گھروں کے اندر رہنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔
یہ حدیث ابراہیم بن سعد وابراہیم بن اسماعیل بن مجمع وزمعہ بن صالح نے زہری، ابولبابہؓ وزیدؓ سے بدون شک کے روایت کی ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ

بعض متاخرین نے حضرت ابوعبداللہ سلمان فارسیؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ ہم نے ان کے بعض احوال پہلے ذکر کردیے ہیں کہ وہ نجیب شریف ذکی الفہم اور پردیسی منش انسان تھے۔

۱۲۷۶- عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن حیان، عمر بن حصین، عبدالعزیز بن مسلم، اعمش، ابوسلمان (نسخہ میں اسی طرح ہے) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے (یعنی جہاد میں) جب مومن کا دل کپکپاتا ہے تو اس کے گناہ اس سے اس طرح جھڑتے (گرتے) ہیں جس طرح کھجور کی شاخ دار ٹہنی سے پتے گرتے ہیں۔[1]

۱۲۷۷- ابومحمد بن حیان، محمد بن عبدالرحیم بن شبیب، اسحق طائی کوفی، عمرو بن خالد کوفی، ابوہاشم رمانی، زاذان ابوعمر کندی کے سلسلۂ سند سے سلمان فارسیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ان دو آدمیوں کے لئے اپنی بعثت سے لیکر قیامت کے دن تک سفارش کرنے والا ہوں جو محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر آپس میں محبت کررہے ہوں۔[2]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

بعض متاخرین نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور اپنے اس قول پر درج ذیل آیت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت سعدؓ نے فرمایا: یہ آیت کریمہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی:

ولا تطرد الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی الآیة. (انعام،۵۲)

اور انہیں دور نہ کیجئے جو صبح وشام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں۔

ہم نے سعد بن ابی وقاصؓ کا ذکر پہلے کردیا ہے کہ وہ بلاشبہ مہاجرین میں سے تھے۔ ان کی کنیت ابواسحق ہے اور انہوں نے (۵۲ھ) میں مدینہ منورہ میں مقام عقیق میں وفات پائی۔

۱۲۷۸- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ وہشام وحماد بن سلمہ، عاصم بن بہدلہ، مصعب بن سعد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ان کے والد حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا:

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ مشقتوں کا سامنا کسے کرنا پڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ مشقتوں کا سامنا انبیاء کرام علیہم السلام کو کرنا پڑتا ہے۔ پھر درجہ بدرجہ (یعنی پھر انبیاء سے جو لوگ کم درجہ میں ہوں یعنی انبیاء کے صحابہ کو پھر ان کے تابعین کو یا یوں کہہ لیجئے کہ انبیاء کے بعد صدیقین کو پھر شہداء کو پھر صالحین کو یعنی اولیاء کرام کو) حتی کہ آدمی کو اسی کے (مرتبہ ودرجہ کے) بقدر آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مومن پر لگاتار آزمائشیں آتی رہتی ہیں حتی کہ وہ سطح زمین پر چل رہا ہوتا ہے اور اس کے ذمہ میں کوئی گناہ باقی نہیں رہتا (یعنی آزمائشیں اس کے گناہوں کا صفایا کردیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ امتحان سے انہیں اپنی پناہ میں

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۲۸۹/۶. ومجمع الزوائد ۲۷۶/۵. والترغیب والترهیب ۲۷۳/۲، والدر المنثور ۲۳۸/۱.
وکنز العمال ۱۰۴۸۵.

[2] کنز العمال ۲۴۶۴۳.

رکھے اور اگر آزمائشوں سے واسطہ پڑ جائے تو صبر کی توفیق عطا فرمائے آمین!۱

۱۲۷۹- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، محمد بن عمر واقدی، بکیر بن مسمار، عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ارشاد فرما رہے تھے: یقیناً اللہ تعالیٰ اس بندے کو بہت پسند کرتے ہیں جو متقی وغنی اور گوشہ نشین ہو (یعنی جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء سے پرہیز کرتا ہو اور مالدار وغنی ہو کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتا ہو یا دل کا غنی ہو اور لوگوں سے کنارہ کش ہو فتنوں میں نہ پڑتا ہو)۔۲

سعید بن عامر بن جزیم جمحی ...... اسی طرح بعض متاخرین نے حضرت سعید بن عامر بن جزیم جمحیؓ کو بھی واقدیؒ کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے نیز یہ کہ ان کا کوئی گھر مدینہ میں معروف نہیں تھا بہرحال ہم نے ان کے احوال کا تذکرہ پہلے کر دیا ہے کہ وہ دنیا سے بالکل تہی دست تھے اور انہوں نے جملہ مہاجرین میں فقر کو ترجیح دی تھی۔

(۷۴) حضرت سفینہ ابوعبدالرحمٰنؓ ۳

بعض متاخرین نے حضرت سفینہ ابوعبدالرحمٰنؓ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام کو یحییٰ بن سعید قطان کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ انہیں حضرت ام سلمہؓ نے آزاد کیا تھا اور یہ شرط لگا دی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کریں جب تک زندہ رہیں چنانچہ سفینہؓ نے آپ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی۔ حضرت سفینہؓ اہل صفہ کے ساتھ میل جول رکھتے تھے اور ان سے انہیں محبت والفت بھی تھی۔

۱۲۸۰- جعفر بن محمد بن عمرو، ابوحصین، یحییٰ بن حمانی، عبدالوارث بن سعید، سعید بن جمہان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت سفینہؓ نے فرمایا: مجھے حضرت ام سلمہؓ نے خرید لیا تھا اور پھر انہوں نے مجھے اس شرط پر آزاد کر دیا کہ میں جب تک زندہ رہوں نبی ﷺ کی خدمت کرتا رہوں گا میں نے عرض کیا کہ مجھے قطعاً یہ پسند نہیں کہ جب تک میں زندہ رہوں لحہ بھر کے لئے بھی نبی ﷺ سے جدا ہو جاؤں۔

۱۲۸۱- سلیمان بن احمد، حفص سدوسی، عاصم بن علی، حشرج بن نباتہ، سعید بن جمہان کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ حضرت سفینہؓ سے ان (ان کا) نام ''سفینہ'' پڑنے کے متعلق دریافت کیا! فرمانے لگے: میں تمہیں اپنے نام کے متعلق خبر دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام ''سفینہ'' رکھا ہے۔ میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی: کہنے لگے: ایک مرتبہ آپ ﷺ کوئی مہم سر کرنے کے لئے اپنے صحابہ کے ساتھ گھر سے نکلے چنانچہ ان حضرات پر ان کے سازوسامان کا زیادہ بوجھ ہو گیا، تاہم آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اپنی چادر بچھاؤ، میں نے اپنی چادر بچھائی اس میں صحابہ کرام کا سازوسامان رکھ دیا پھر (باندھ کر) میرے اوپر لاد دی اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اٹھاؤ تم نہیں ہو مگر ایک

۱۔ سنن الترمذی ۲۳۹۸. وسنن ابن ماجة ۴۰۲۳. ومسند الامام احمد ۱/۱۷۴. ۱۸۰. ۱۸۵، والمستدرک ۱/۴۱، ۴/۳۰۷، وشرح السنة ۵/۲۴۴، والأدب المفرد للبخاری ۵۱۰. وفتح الباری ۱۰/۱۱۱. ومنحة المعبود ۲۰۹۱. وطبقات ابن سعد ۲/۲/۱۲. والترغیب والترهیب ۴/۲۸۰.

۲۔ صحیح مسلم، کتاب الزهد ۱۱، ومسند الامام احمد ۱/۱۶۸. وشرح السنة ۱۵/۲۲. ومشکاة المصابیح ۵۲۸۴، وکشف الخفا ۱/۲۸۷، واتحاف السادة المتقین ۸/۳۱، ۳۰۸.

۳۔ التاریخ الکبیر ۴/ت ۲۵۲۴. والجرح ۴/ت ۱۳۹۲. والاستیعاب ۲/۶۸۴. والجمع ۱/۲۰۶. وأسد الغابة ۲/۳۲۴، وسیر النبلاء ۳/۱۷۲. والکاشف ۱/ت ۱۰۲۶. والاصابة ۲/ت ۳۳۳۵. وتهذیب الکمال ۱۱/۲۰۴.

سفینہ (یعنی کشتی)۔[1] سفینہؓ نے فرمایا: اگر میں اس دن ایک اونٹ یا دو اونٹوں یا پانچ اونٹوں یا چھ اونٹوں کا بوجھ اٹھاتا پھر بھی وہ میرے لئے بھاری نہ ہوتا۔

۱۲۸۲- ابراہیم بن عبداللہ بن ابی عزائم، ابوعمرو بن ابی غزوۃ، عبید بن موسیٰ، اسامہ بن زید، محمد بن منکدر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سفینہؓ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ سمندر میں کشتی پر سوار ہوا۔ سمندری طوفان کی وجہ سے کشتی ٹوٹ گئی میں ایک تختے پر سوار ہو گیا چنانچہ مجھے سمندری لہروں نے جھاڑیوں میں لا پھینکا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ان جھاڑیوں میں ایک شیر کھڑا ہے۔ میں نے کہا: اے ابوحارث! (ابوحارث شیر کی کنیت ہے یعنی اے شیر) میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں۔ شیر نے سنتے ہی سر جھکا لیا اور اپنے پہلو سے مجھ ایک طرف ہونے کا اشارہ کرنے لگا حتی کہ مجھے ایک راستے پر لا چھوڑا جب میں راستے پر پہنچ گیا تو شیر نے اپنی راہ لی میں یہی سمجھا کہ شیر مجھے الوداع کر رہا تھا۔

۱۲۸۳- عبداللہ بن جعفر، اسماعیل، عبداللہ، مسلم بن ابراہیم، حماد بن سلمہ، سعید بن جمہان کے سلسلۂ سند سے حضرت سفینہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے عمدہ کھانا بنا کر ایک آدمی ن مہمان نوازی کی۔ فاطمہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا: نبی ﷺ سے پوچھئے کیوں واپس لوٹ گئے ہیں؟ حضرت علیؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے لئے جائز ہے اور نہ ہی کسی نبی کے لئے کہ وہ کسی مزین گھر میں داخل ہو۔ (غالباً آپ ﷺ کو بھی دعوت دی ہوگی لیکن آپ ﷺ گھر کو مزین دیکھ کر واپس لوٹ گئے۔)[2]

(۷۵) حضرت سعد بن مالک[3]

بعض متاخرین نے حضرت ابوسعید سعد بن مالک خدریؓ کو بھی ابوعبیدہ قاسم بن سلام کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے چنانچہ ابوسعید خدریؓ کے احوال اہل صفہ کے قریب قریب تھے۔ اگرچہ وہ انصاری تھے لیکن انہوں نے صبر و فاقہ کو ترجیح دی اور کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا اللہ تعالیٰ نے انہیں جوہر استغناء سے مالا مال کیا ہوا تھا۔

۱۲۸۴- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد، ابن عجلان، سعد مقبری کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوسعید خدریؓ کی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میرے گھر والوں نے مجھے فقر و فاقہ کی شکایت کی چنانچہ میں حضور ﷺ کی طرف چل پڑا تا کہ آپ ﷺ سے کوئی چیز مانگ لاؤں۔ ابوسعید خدریؓ نے آپ ﷺ کو منبر پر بیٹھے ہوئے پایا اور آپ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے: اے لوگو! اب وہ گھڑی آن پہنچی ہے کہ تم لوگوں سے سوال کرنے سے بچو اور جو لوگ سوال کرنے سے بچتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بری باتوں سے بچاتا ہے اور انہیں لوگوں کا محتاج نہیں کرتا اور جو لوگ بے پروائی ظاہر کرتے ہیں (یعنی مخلوق سے مستغنی ہو جاتے ہیں) اللہ تعالیٰ انہیں بے پرواہ (یعنی غنی) کر دیتا ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے! بندے کو صبر سے زیادہ بہتر وسیع کوئی دوسری چیز عطا نہیں کی گئی اور اگر تم نے انکار کیا کہ مجھ سے سوال نہیں کرو گے تو میں جو کچھ پاؤں گا تمہیں عطا کروں گا۔[4]

۱۔ مسند الامام أحمد ۲۲۱/۵. والمستدرک ۶۰۶/۳. والمعجم الکبیر للطبرانی ۹۷/۷. ودلائل النبوۃ للبیهقی ۴۷/۶. ومجمع الزوائد ۳۶۶/۹.

۲۔ المستدرک ۱۸۶/۲. ومسند الامام أحمد ۲۲۱/۵. ۲۲۲، والمعجم الکبیر للطبرانی ۹۹/۷. وتاریخ ابن عساکر ۲۹۷/۲، (التهذیب) وکنز العمال ۴۱۵۸۴. والبدایة والنهایة ۳۲۳/۸.

۳۔ التاریخ الکبیر ۴/ت ۱۹۱۰. والجرح ۴۰۶/۴. وتاریخ بغداد ۱۸۰/۱. والاستیعاب ۶۰۲/۲. ۱۶۷۱/۴. والجمع ۱۵۸/۱. وأسد الغابة ۲۸۹/۲. وسیر النبلاء ۱۶۸/۳. والکاشف ۱/ت ۱۸۶۰. والاصابة ۳۱۹۶/۲. وتهذیب الکمال ۲۹۴/۱۰.

۴۔ البدایة والنهایة لابن کثیر ۴/۹.

یہ حدیث عطاء بن یسار نے بھی ابوسعیدؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۲۸۵- سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، خالد بن نزار، ہشام بن سعد، زید بن اسلم، عطاء بن یسار کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور جو لوگوں سے سوال کرنے سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دولت غنا سے مالا مال کر دیتے ہیں اور جو ہم سے سوال کرتا ہے (یعنی کوئی چیز مانگتا ہے) ہم اسے عطا کر دیتے ہیں۔ لیکن سنو! کسی بندے کو صبر سے زیادہ بہتر و وسیع کوئی دوسری چیز عطا نہیں کی گئی۔[1]

۱۲۸۶- سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، خالد بن نزار، ہشام بن سعد، زید بن اسلم، عطاء بن یسار کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کن لوگوں کو سخت آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نبیین کو۔ میں نے عرض کیا: پھر کن کو؟ ارشاد فرمایا: پھر صالحین کو۔ یقیناً نبیین و صالحین کو (بسا اوقات) فقر و فاقہ کی آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے...... حتیٰ کہ وہ اپنے پاس کھجور تک نہیں پاتے (جسے وہ کھا کر اپنے جی کو بہلا سکیں) اور یقیناً ان میں سے کسی کو جوؤں کی آزمائش میں مبتلا کر دیا جاتا ہے کہ اس کے جسم اور سر میں جوئیں ہی جوئیں پڑ جاتی ہیں حتیٰ کہ وہ اپنے جسم سے جوئیں اٹھا اٹھا کر پھینکتا رہتا ہے لیکن سنو! نبیین و صالحین کو فراخی کی بنسبت بلاء و آزمائش سے زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔

۱۲۸۷- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابوعبدالرحمٰن مقری، حیوۃ، سالم بن غیلان، ابوالسمح، ابوالہیثم کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب بندے سے راضی ہوتے ہیں تو اسے خیر و بھلائی کا سات گنا بڑھا کر اجر و ثواب دیتے ہیں...... حالانکہ اس نے اس قدر خیر و بھلائی کے کام کئے نہیں ہوتے اور جب اللہ تعالیٰ بندے پر ناراض ہو جاتے ہیں اس کی شر و برائی کو سات گنا تک بڑھا دیتے ہیں حالانکہ اس نے اس قدر برے اعمال کئے نہیں ہوتے۔[2]

ابوحذیفہؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالمؓ

بعض متاخرین نے ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالمؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ہم نے ان کا ذکر پہلے کر دیا ہے انہیں جنگ یمامہ میں شہید کیا گیا، جنگ میں انہوں نے جھنڈا پہلے دائیں ہاتھ میں پکڑے رکھا جب دایاں ہاتھ کٹ گیا تو جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا جب وہ بھی کٹ گیا تو جھنڈے کو کٹے ہوئے ہاتھوں کے سہارے سینے سے چمٹا لیا تاکہ لمحہ بھر کے لئے بھی جھنڈا سرنگوں نہ ہونے پائے اور زبان سے تلاوت کئے جا رہے تھے:

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افئن مات او قتل انقلبتم علىٰ اعقابكم

حضرت محمد ﷺ صرف رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں کیا اگر ان کا
انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟

حتیٰ کہ پڑھتے پڑھتے جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دی۔

۱۲۸۸- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، صفوان بن صالح و محمد بن مصفیٰ، ولید، حنظلہ بن ابی سفیان، عبدالرحمٰن بن سابط کے سلسلۂ سند

۱۔ صحیح البخاری ۲/۱۵۱. وصحیح مسلم، کتاب الزکاۃ ۱۲۴. وسنن الترمذی ۲۰۲۴. وسنن النسائی، کتاب الزکاۃ باب ۸۳. ومسند الامام أحمد ۳/۴۷. والسنن الکبری للبیهقی ۴/۱۹۵. والتمهید ۱۰/۱۳۲.

۲۔ مسند الامام أحمد ۳/۳۸. وتاریخ اصفهان للمصنف ۲/۱۹۶. والعلل المتناهیة لابن الجوزی ۲/۳۴۲. والجامع الکبیر للسیوطی ۴۶۴۴.

سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے میں دیر ہوئی آپ ﷺ نے توقف کی وجہ دریافت کی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مسجد میں ایک آدمی تلاوت کر رہا ہے میں اسے سن رہی تھی۔ خوش الحانی کی اسقدر تعریف کی کہ آنحضرت ﷺ باہر تشریف لے آئے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہولی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کیا: کچھ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو سالم مولیٰ ابی حذیفہ ہیں پھر فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس جیسا آدمی میری امت میں پیدا کیا۔[1]

یہ حدیث ابن مبارک نے بھی حنظلہ سے روایت کی ہے۔

(۷۶) حضرت سالم بن عبید اشجعی[2]

حضرت سالم بن عبید اشجعیؓ صفہ میں سکونت پذیر رہے پھر کوفہ منتقل ہو گئے تھے اور وہیں رہائش اختیار کی۔

۱۲۸۹- ابوبکر طلحی، حسن، وہب بن بقیہ، اسحٰق بن یوسف سلمہ بن عبیط و نعیم بن ابی ھند، بمیط بن شریط کے سلسلۂ سند سے حضرت سالم بن عبیدؓ کی روایت ہے (سالم بن عبیدؓ اہل صفہ میں سے تھے) کہ نبی کریم ﷺ کے مرض نے جب شدت اختیار کر لی تو آپ ﷺ پر بیہوشی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا ارشاد فرمایا: بلال سے کہو کہ آذان دے اور ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سالم بن عبیدؓ کہتے ہیں: آپ ﷺ پر پھر بیہوشی طاری ہوگئی۔ حضرت عائشہؓ کہنے لگیں: بلاشبہ میرے باپ (یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ) نرم دل انسان ہیں اگر تم کسی اور کو نماز پڑھانے کا کہہ دو۔ (جب افاقہ ہوا تو) آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً تم یوسف علیہ السلام کے قصہ والی عورتیں ہو (یعنی ایک بات پر مسلسل اصرار کئے جا رہی ہو) بلال سے کہو کہ آذان دے اور ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔[3]

(۷۷) حضرت سالم بن عمیر[4]

بعض متاخرین نے ابوعبداللہ کے حوالے سے حضرت سالم بن عمیرؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ بدر میں شریک رہے اور قبیلہ بنوثعلبہ بن عمرو بن عوف کی شاخ اوس سے ہیں۔ آپ ان صحابہ کرام میں سے ہیں۔ آپ "تو ابین میں سے تھے، انہی کے بارے میں اور ان کے دیگر ساتھیوں کے بارے میں آیت کریمہ: "تولوا و اعینھم تفیض من الدمع" (توبہ۹۲) نازل ہوئی۔

۱۲۹۰- خدا کے برگزیدہ...... سلیمان بن احمد، بکر بن سہل، عبدالغنی بن سعید، موسیٰ بن عبدالرحمٰن، ابن جریج، عطاء، ابن عباسؓ (دوسرا طریق حدیث) مقاتل، ضحاک کے سلسلۂ سند سے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آیت کریمہ:

ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم قلت لا اجد ما احملکم علیه تولوا و اعینھم تفیض من الدمع (توبہ۹۲)

۱۔ سنن ابن ماجة ۱۳۳۸، والمستدرک ۲۲۵/۳. ومسند الامام أحمد ۱۶۵/۶. مجمع الزوائد ۱۶۵/۵. ۳۰۰/۹.

۲۔ طبقات ابن سعد ۴۴/۶. والتاريخ الكبير ۴/ت ۲۱۳۰. والجرح ۷۹۵/۴. والاستيعاب ۵۶۶/۲، وأسد الغابة ۲۴۷/۲. والكاشف ۱/ت۱۷۹۶. وتهذيب الكمال ۱۶۲/۱۰.

۳۔ سنن ابن ماجة ۱۲۳۴. وصحيح ابن خزيمة ۱۵۴۱. ۱۶۲۴. والمعجم الكبير للطبراني ۶۵/۷. والمصنف لابن أبي شيبة ۲۰۴/۱. والشمائل للترمذی ۲۰۷. ومجمع الزوائد للطبرانی ۶۵/۷. والمصنف لابن أبی شيبه ۲۰۴/۱. والشمائل للترمذی ۲۰۷. ومجمع الزوائد ۱۸۲/۵.

۴۔ المنتظم ۲۱۸/۵. وطبقات ابن سعد ۴۶/۲/۳.

اور ان لوگوں پر بھی کوئی حرج نہیں جو آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ انہیں سواری مہیا کر دیں تو آپ جواب دیتے ہیں کہ میں تو آپ کی سواری کے لئے کچھ نہیں پاتا تو وہ واپس لوٹتے ہیں درآں حالانکہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوتے ہیں۔

ابن عباسؓ نے فرمایا: سواری مانگنے والے سالم بن عمیرؓ ہیں جو کہ قبیلہ بنو عمرو بن عمرو بن ثعلبہ بن زید کے ایک آدمی ہیں۔

(۷۸) حضرت سائب بن خلادؓ [1]

بعض متاخرین نے حضرت سائبؓ بن خلاد کو بھی حافظ ابو عبداللہ کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۲۹۱- علی بن ہارون، جعفر فریابی، قتیبہ بن سعید، اسماعیل بن جعفر، یزید بن حصیفہ، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی صعصعہ، عطاء بن یسار، سائب بن خلادؓ (جو کہ ابو حارث بن خزرج کے بھائی ہیں) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اہل مدینہ کو ظلماً ڈرایا دھمکایا اللہ تعالیٰ اسے ڈرائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، فرشتوں کی لعنت ہو اور تمام کے تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ اس سے صرف عدل (فرض و نفل کچھ بھی) قبول نہیں فرمائیں گے۔[2]

(۷۹) شقرانؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ [3]

بعض متاخرین نے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت شقرانؓ کو بھی جعفر بن محمد بن صادقؒ کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۲۹۲- عمر بن محمد زیات، عبداللہ بن عمر منیعی، محمد بن عبدالوھاب، مسلم بن خالد زنجی، عمر بن یحییٰ مازنی، یحییٰ مازنی کے سلسلۂ سند سے حضرت شقرانؓ کی روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو گدھے پر سوار خیبر کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔

(۸۰) حضرت شداد بن اسیدؓ [4]

بعض متاخرین نے حضرت شداد بن اسیدؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور اس سند سے استدلال کیا ہے، عمرو بن قیظی بن عامر بن شداد، قیظی بن عامر بن شداد، عامر بن شداد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت شداد بن اسیدؓ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں صفہ میں رہائش دی۔

۱۲۹۳- سلیمان بن احمد، معاذ بن مثنیٰ، علی بن مدینی، زید بن حباب، عمرو بن قیظی بن عامر بن شداد بن اسید سلمی مدنی، قیظی بن عامر بن شداد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ میرے دادا حضرت شداد بن اسیدؓ نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان کے ہاتھ پر ہجرت کی بیعت کی اور (چند ہی دن کے بعد) انہیں کسی مرض کی شکایت ہوگئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے شداد! تمہیں کیا ہوگیا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ایک مرض کی شکایت ہے کاش کہ میں بطحان کے پانی کو چند مرتبہ پی لوں! آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تمہیں کس نے روکا ہے؟ عرض

---

[1] التاریخ الکبیر ۴/ت ۲۲۸۵. والجرح ۴/ت ۱۰۲۷. والاستیعاب ۲/ ۵۷۱. وأسد الغابة ۲/ ۲۵۱. والکاشف ۱/ت ۱۸۰۸. والاصابة ۱/ت ۳۰۶۲. وتھذیب الکمال ۱۰/ ۱۸۶.

[2] مسند الامام احمد ۳/ ۳۹۳. ۴/ ۵۵. والمعجم الکبیر للطبرانی ۷/ ۱۶۹. ۱۷۱. وصحیح ابن حبان ۱۰۳۹ (موارد) والکنی والاسماء ۱/ ۷۲. ۱۲۳. والترغیب والترھیب ۲/ ۲۳۲. والتاریخ الکبیر ۱/ ۱۱۷. ۳/ ۱۸۶.

[3] التاریخ الکبیر ۴/ت ۲۷۵۸. والجرح ۴/ت ۱۶۹۲. والاستیعاب ۲/ ۷۰۹. ۷۳۵. وأسد الغابة ۲/ ۲. والکاشف ۲/ت ۲۳۲۰. والاصابة ۲/ت ۳۹۱۹. وتھذیب الکمال ۱۲/ ۵۴۴.

[4] طبقات ابن سعد ۷/ ۴۰۱ والتاریخ الکبیر ۴/ت ۲۵۹۱. والجرح ۴/ت ۱۴۳۴. والاستیعاب ۲/ ۳۸۷ والکاشف ۲/ ۲۲۶۵. والاصابة ۲/ت ۳۸۴۷. وتھذیب الکمال ۱۲/ ۳۸۹.

کیا: میری ہجرت نے مجھے بطحان جانے سے روک رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ تم جہاں بھی ہو پس تم مہاجر ہو۔[1]

حضرت صہیب بن سنانؓ

بعض متاخرین نے حضرت صہیبؓ بن سنان کو ابو ہریرہؓ کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ ہم نے ان کا تذکرہ خیر پہلے کردیا ہے کہ وہ سابقین اولین میں سے تھے۔

۱۲۹۴- سلیمان بن احمد، ابراہیم بن ہاشم بغوی، عمرون حصین، فضل بن سلیمان، موسیٰ بن عقبہ، عطاء بن ابی مروان، مروان، عبدالرحمن بن مغیث، کعب احبار کے سلسلۂ سند سے حضرت صہیبؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

اللھم لست باله استحدثناه ولا برب ابند عناه ولا کان لناقبلک من اله نلجأ الیه وندعک ولا اعانک علی خلقنا احدفنشر که فیک تبارکت وتعالیت.

یا اللہ تو ایسا خدا تو نہیں ہے جسے ہم نے گھڑ لیا ہو اور نہ ایسا پروردگار ہے جسکا ذکر نا پائیدار ہے کہ ہم نے اسے اختراع کرلیا ہو اور نہ تجھ سے پہلے ہی ہمارا کوئی خدا تھا جس سے ہم پناہ حاصل کرتے رہے ہوں اور تجھ کو چھوڑ دیتے ہوں اور نہ کسی نے ہمارے پیدا کرنے میں تیری مدد کی ہے کہ ہم اس کو تیرے ساتھ شریک سمجھیں تو بابرکت ہے اور تو برتر ہے،، کعب احبار رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام دعا کیا کرتے تھے۔

(۸۱) حضرت صفوان بن بیضاءؓ[2]

بعض متاخرین نے حضرت صفوانؓ بن بیضاء کو حافظ ابو عبداللہ کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو بہر سے ہے۔ بدر میں شریک تھے۔ نبی ﷺ نے انہیں ایک سریہ میں بھی بھیجا تھا حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے مروی ہے کہ انہی کے بارے میں آیت نازل ہوئی:

ان الذین آمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ (بقرہ،۲۱۵) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی پھر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد بھی کرتے رہے یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔

(۸۲) حضرت طخفہؓ بن قیس[3]

بعض متاخرین نے حضرت طخفہ بن قیس غفاریؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور صفہ ہی میں وفات پائی۔

۱۲۹۵- فاروق خطابی وحبیب بن حسن، ابو مسلم، حجاج بن نصیر، ہشام، یحییٰ بن ابی کثیر، ابو سلمہ، انس بن طخفہ بن قیس غفاری اپنے والد حضرت طخفہؓ بن قیس (جو کہ اہل صفہ میں سے ہیں) سے روایت کرتے ہیں طخفہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا چنانچہ کوئی صحابی اہل صفہ کے ایک آدمی کو اپنے ساتھ لے جارہا ہے اور کوئی صحابی دو آدمیوں کو اپنے ساتھ (گھر میں کھانا کھلا کے لئے)

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۳۲۸/۷. ومجمع الزوائد ۴۱۱/۹. وکنز العمال ۳۷۲۱۶.

۲۔ طبقات ابن سعد ۳۱۸/۳، ۱۲/۲.

۳۔ التاریخ الکبیر ۴/ت۳۱۶۷. والجرح ۴/ت۲۲۰۱. والکاشف ۲/ت۲۴۸۲. والاصابۃ ۲/ت۴۲۹۶. وتھذیب الکمال ۳۷۵/۱۳. التاریخ الصغیر للبخاری ۵۱/۱، ۱۵۲.

لے کر جا رہا ہے...... حتی کہ پانچ آدمی باقی رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا چنانچہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑے اور عائشہؓ کے پاس جا پہنچے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ ہمیں کھانا کھلاؤ اور پانی بھی پلاؤ۔ چنانچہ عائشہؓ ہمارے پاس جشیشہ (ایک حلوہ قسم کا کھانا کہ گندم کو اچھی طرح پیس کر ہانڈی میں پکنے کے لئے ڈال دیا جائے اور اس میں گوشت یا کھجور ملا لی جائے) لے کر آئیں۔ ہم نے وہ کھایا۔ پھر عائشہؓ حیسہ (ایک کھانا جو گھی ستو اور کھجور سے بنتا ہے) جو کہ قطاہ کی مانند تھا لے کر آگئیں ہم نے وہ بھی کھایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اب ہمیں کچھ پلاؤ۔ چنانچہ عائشہؓ دودھ سے بھرا ہوا ایک چھوٹا سا برتن اٹھا لائیں۔ ہم نے دودھ بھی پیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہیں سو جاؤ اور اگر چاہو تو مسجد میں چلے جاؤ۔ ہم نے عرض کیا: ہم مسجد میں جائیں گے، طخفہؓ کہتے ہیں: اسی دوران میں مسجد میں پیٹ کے بل سو رہا تھا اچانک کسی آدمی نے مجھے پاؤں کے ساتھ ہلایا اور کہا: یقیناً اللہ تعالیٰ سونے کی اس ہیئت کو ناپسند کرتے ہیں۔ میں نے نظر جواو پر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔[۱]

یہ حدیث عبدالوہاب ثقفی وابن علیہ و خالد بن حارث نے بھی ہشام سے بمثل مذکور بالا روایت کی ہے جبکہ شیبان و اوزاعی نے یحییٰ بن کثیر سے اس جیسی روایت نقل کی ہے۔

(۸۳) حضرت طلحہؓ بن عمروؓ

بعض متاخرین نے طلحہ بن عمرو بصریؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے انہوں نے پہلے صفہ میں قیام کیا پھر وہ بصرہ میں مقیم ہو گئے

۱۲۹۶- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابن نمیر، حفص بن غیاث، (دوسری سند) ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، وہب بن بقیہ، خالد بن عبداللہ (دونوں راوی) داؤد بن ابی ہند، ابو حرب بن ابی اسود دوئلی کے سلسلۂ سند سے حضرت طلحہ بن عمروؓ کی روایت نقل کرتے ہیں:

ایک صحابی کی کھانے کی شکایت ...... طلحہ فرماتے ہیں: کہ جب کوئی آدمی نبی ﷺ کے پاس آتا اگر مدینہ میں اس کی جان پہچان والا کوئی ہوتا تو وہ اس کے پاس ٹھہرتا اور اگر مدینہ میں اسکو جاننے والا کوئی نہ ہوتا تو اہل صفہ کے پاس ٹھہرتا چنانچہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو اہل صفہ کے ہاں ٹھہرتے تھے صفہ میں ایک آدمی کے ساتھ میری رفاقت ہوگئی تھی۔ نبی ﷺ کی طرف سے ہمارے لئے روزانہ ایک مد کھجوریں جاری کی جاتیں جو دو آدمی مل کر کھا لیتے (یعنی ہر دو آدمیوں کے لئے ایک مد کھجوریں جاری کی جاتیں) ایک دن آپ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا ہم اہل صفہ میں سے ایک آدمی پکار کر کہنے لگا: یا رسول اللہ! کھجوروں نے ہمارے پیٹ جلا دیئے اور ہماری چادریں اور کپڑے وغیرہ پھٹ گئے۔ نبی ﷺ اٹھے اور منبر پر چڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد اپنی قوم کے برے کردار کا ذکر کیا اور پھر ارشاد فرمایا: یقیناً میں اور میرا ساتھی (یعنی ابوبکر صدیقؓ) دس سے زیادہ دن اس حالت میں (ایک جگہ) ٹھہرے کہ ہمارے پاس کھانے کو بجز پیلو کے درخت کے پھل کے کچھ نہیں تھا۔ پھر ہم اپنے بھائیوں یعنی انصار کے پاس آئے انکا بڑا کھانا کھجوریں ہوتا تھا ہم نے کھجوروں سے مدد حاصل کی۔ بخدا! اگر میں تمہارے لئے گوشت روٹی پاتا تمہیں ضرور کھلاتا۔ لیکن عین ممکن ہے کہ تم ایک زمانے کو پاؤ گے جس میں تم کعبہ کے پردوں جیسے (نرم و ملائم) کپڑے پہنو گے۔ تم لوگ بھرے پیالوں میں صبح کو بھی شکم سیر ہو کر کھاؤ گے اور شام کو بھی۔[۳]

۱۔ سنن الترمذی ۵۰۴۰. ومسند الامام أحمد ۳/۴۳۰، ۴۲۶/۵، والمصنف لعبد الرزاق ۱۹۸۰۲. والمعجم الکبیر للطبرانی ۳۹۳/۸، ومشکاۃ المصابیح ۴۷۱۹. والتاریخ الکبیر ۳۶۶/۴. والترغیب والترھیب ۵۷/۴.

۲۔ طبقات ابن سعد ۴۹۴/۵. التاریخ الکبیر ۴/ت ۳۱۰۴. والجرح ۴/ت ۲۰۹۷. والکاشف ۲/ت ۲۴۹۸. وتهذیب التهذیب ۲۳/۵. وتهذیب الکمال ۴۲۷/۱۳.

۳۔ کنز العمال ۱۸۶۳۱.

یہ حدیث وہب بن بقیہ کی ہے۔

(۸۴) حضرت طفاوی دوسیؓ

حضرت طفاوی دوسیؓ کو بھی ابونضرہ کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

۱۲۹۷-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ہدبہ، حماد بن سلمہ، جریر، ابونضرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت طفاویؓ کہتے ہیں میں مدینہ آیا اور ابوہریرہؓ کے پاس ایک مہینہ قیام کیا اس دوران مجھے سخت بخار ہو گیا رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور پوچھا کہاں ہے وہ دوسی نوجوان؟ کسی نے کہا: وہ ہے مسجد کے کونے میں اور اسے سخت بخار ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے ساتھ اچھی اچھی باتیں کیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

بعض متاخرین نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو بھی یحییٰ بن معین کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے ہم نے ان کے بعض احوال واقوال کا ذکر پہلے کر دیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ مہاجرین کے طبقہ سابقین میں سے تھے۔ آثار ونصوص کے متبع تھے، نبی کریم ﷺ کے محفوظین صحابہ کرام میں سے ہیں (یعنی مشاجرات سے محفوظ رہے صحابہ کے باہمی جھگڑوں سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے تھے ۳۲ھ میں وفات پائی) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وسیلہ کے اعتبار سے اقرب الی اللہ تھے۔

۱۲۹۸-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، مسعودی، عاصم، ابووائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں دیکھا تو محمد ﷺ کو منتخب کیا اور انہیں اپنی مخلوق کی طرف مبعوث کیا اور انہیں رسول بنا کر بھیجا اور انہیں اپنے علم سے منتخب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر بندوں کے دلوں میں دیکھا تو محمد ﷺ کے لئے ان کے صحابہ کو منتخب کیا اور انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا مددگار بنا دیا اور ان کو اپنے نبی ﷺ کے وزراء بنا دیا۔ سو جس چیز کو مومنین اچھی سمجھیں، وہ اچھی ہے اور جس چیز کو بری سمجھیں وہ بری ہے۔

۱۲۹۹-سلیمان بن احمد، ابراہیم بن ہاشم بغوی، سلیمان بن داؤد، شاذکونی، ربیع بن زید، اعمش، ابووائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبداللہؓ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ دو طرح کے ہو سکتے ہیں یا عالم یا متعلم ان دو کے علاوہ کسی سے خیر و بھلائی کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے[۱]

۱۳۰۰-ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزہ، محمد بن جعفر رافقی، محمد بن ہارون بن بکار دمشقی، محمد بن سلیمان تستری، ابن سماک، اعمش، ابووائل شقیق کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے اس سے اس قدم کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے کہ اس کے اٹھانے سے بندے کا کس کام کا ارادہ ہے۔[۲]

۱۳۰۱- محمد بن حمید، عبداللہ بن صالح بخاری، حسن بن علی حلوانی، عون بن عمارہ، بشر مولی ہاشم، اعمش، ابووائل کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم (یعنی جماعت صحابہؓ) رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک مسافر سوار سامنے سے نمودار ہوا اور نبی ﷺ کے سامنے راستے میں سواری لا بٹھائی اور کہنے لگا: یارسول اللہ میں آپ کے پاس نو دن کی مسافت طے کر کے آیا ہوں۔ میری سواری لاغر ہو چکی۔ میں تو راتوں کو بیدار رہا، دنوں میں بھوکا پیاسا رہا میں ضرور آپ سے دو خصلتوں کے متعلق

---

۱. مجمع الزوائد ۱۲۲/۱. ۲. تاریخ ابن عساکر ۳۷۶/۱، ۱۰۶/۲. (التهذیب) و کنز العمال ۴۱۶۱۲.

سوال کروں گا جنہوں نے مجھے بیدار رکھا ہے! نبی ﷺ نے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ عرض کیا: زید الخیل، ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلکہ تمہارا نام "زید الخیر" ہے اور اب سوال کرو، ہاں! بہت ساری بیکار چیزوں کے متعلق سوال کیا جاتا ہے، وہ آدمی بولا: میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جس آدمی کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کی کیا علامت ہے اور جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہیں رکھتا اس کی کیا علامت ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اس آدمی سے پوچھنے لگے: تم نے صبح کسی حالت میں کی ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا: میں نے صبح کی ہے کہ میں خیر و اہل خیر اور جو خیر پر عمل کرے ان سب سے مجھے محبت ہے اور اگر میں خود خیر و بھلائی پر عمل پیرا ہوں تو مجھے اس کے اجر و ثواب کا یقین ہے اور اگر خیر و بھلائی پر عمل مجھ سے فوت ہو جائے تو میرے دل میں اسکے کرنے کا شوق اجاگر رہتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: پس جس آدمی کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے اس کے بارے میں اللہ کی یہی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ جس آدمی کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ نہیں رکھتا اس میں اللہ تعالیٰ کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ میں مذکور اوصاف کے برعکس کرنے کا ارادہ پیدا کر دے اور تجھے اس کیلئے تیار بھی کر دے۔ پھر اللہ تعالیٰ کو تیری کچھ پرواہ نہیں تو جس وادی (جگہ) میں چاہے ہلاک ہو جائے۔[1]

(۸۵) حضرت ابو ہریرہؓ[2]

ابو ہریرہؓ کا نام گرامی ...... بعض متاخرین نے حضرت ابو ہریرہؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے، ان کے نام میں شدید اختلاف ہے بعض نے کہا ان کا نام عبد الشمس تھا بعض نے کہا: "عبد الرحمٰن" بعض نے "صخر" کا بھی قول کیا ہے۔ بہر حال حضرت ابو ہریرہؓ صفہ کے مشہور مساکین میں سے ہیں جب تک نبی ﷺ دنیا میں رہے حضرت ابو ہریرہؓ نے صفہ ہی کو اپنا مسکن بنائے رکھا اور لمحہ بھر کے لئے بھی وہاں سے منتقل نہیں ہوئے۔ صفہ میں رہنے والے حضرات سے باخوبی واقف تھے اور ان کو بھی باخوبی جانتے تھے جو کچھ وقت کے لئے مدینہ آتے اور صفہ میں قیام کرتے تھے۔

جب نبی ﷺ ارادہ کرتے کہ اہل صفہ کو کھانے پر جمع کریں تو حضرت ابو ہریرہؓ کو انہیں بلانے کے لئے بھیجتے تھے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ حسن و خوبی کے ساتھ اہل صفہ کو جمع کرلاتے چونکہ وہ اہل صفہ کے ہر فرد کو جانتے تھے ان کے منازل و مراتب سے بھی باخوبی واقف تھے۔ آپؓ فقراء و مساکین کے اعلام (نشانیوں) میں سے ہیں۔ انہوں نے شدید فقر و فاقہ پر صبر کیا حتیٰ کہ یہی صبر انہیں دائمی سائے (جنت) کی طرف لے گیا۔ دنیاوی بکھیڑوں سے کنارہ کش رہے، باغبانی سے اعراض کیا، نہریں جاری کرنے کی فکر انہیں ذرہ برابر بھی دامن گیر نہیں ہوئی، اغنیاء اور تاجروں کے میل جول سے دوری اختیار کی، عارضی دنیا سے الگ تھلگ رہے، معبود حقیقی کے دائمی تحائف سے نفع اٹھانے کی فکر میں رہے، نرم و ملائم اور ریشم پہننے سے پرہیز کیا اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے حکم کے سپرد کر دیا (نیز ان کی مرویات کی تعداد ۵۳۷۴ ہے تمام صحابہ میں انہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں، ۵۷ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ وارضاہ)۔

۱۳۰۲- سلیمان بن احمد، علی بن عبد العزیز، ابو نعیم، عمر بن ذر، مجاہد کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے: یقیناً میں اپنے پیٹ پر شدت بھوک کی وجہ سے سب سے زیادہ پتھر باندھتا تھا، بخدا میں ایک دن ایک راستے پر بیٹھ گیا جس پر صحابہ کی کثرت سے

۱۔ اتحاف السادة المتقين ۱۶۸/۹. وتاريخ ابن عساكر ۳۷/۶. (التهذيب) والسنة لابن أبي عاصم ۱۸۱/۱. وتخريج الاحياء ۱۴۱/۴. وكنز العمال ۳۰۸۰۹.

۲۔ تهذيب الكمال ۳۶۶/۳۴، ۳۷۹، ۳۷۹، وسير النبلاء ۵۸۳/۲. ۵۸۴. وطبقات ابن سعد ۳۴۰/۴. والتاريخ الكبير ۵/ت ۱۱۳۵. والجرح ۱۳۹۳/۵.

آمد و رفت ہوتی رہتی تھی۔ میرے پاس سے حضرت ابوبکرؓ کا گزر ہوا میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے متعلق سوال کیا، میں نے ان سے سوال صرف اس لئے کیا تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں (اور کچھ کھلا پلادیں)۔ مگر وہ (بتلا کر) آگے بڑھ گئے اور میرے حال پر انہوں نے کچھ توجہ نہ دی پھر میرے پاس سے حضرت عمرؓ کا گزر ہوا میں نے ان سے بھی کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں سوال کیا اور ان سے بھی سوال صرف اس لئے کیا تا کہ مجھے اپنے ساتھ لیتے جائیں (اور کچھ کھلا پلادیں) مگر وہ بھی بتلا کر آگے بڑھ گئے اور میرے حال پر انہوں نے بھی توجہ نہیں کی۔ پھر میرے پاس سے ابوالقاسم ﷺ کا گزر ہوا آپ ﷺ میرے چہرے پر بھوک کے اثرات کو فوراً سمجھ گئے اور فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! حاضرِ خدمت ہوں، فرمایا: آجاؤ پھر آپ ﷺ چل پڑے اور میں ان کے پیچھے پیچھے ہولیا آپ ﷺ گھر میں داخل ہوئے میں نے اجازت طلب کی مجھے اجازت ملی میں بھی اندر داخل ہو گیا آپ ﷺ نے ایک پیالے میں دودھ رکھا ہوا پایا گھر والوں سے دریافت کیا کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں نے جواب دیا فلاں عورت نے آپکے لئے ہدیہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! حاضر ہوں، ارشاد فرمایا: جاؤ اور اہل صفہ کو بلا لاؤ۔[1]

فرمایا: اہل صفہ اسلام کے مہمان ہیں ان کے پاس نہ کوئی ٹھکانا ہے جس میں وہ رات گزارتے ہوں اور نہ ہی ان کے پاس مال و دولت ہے۔ جب آپ ﷺ کے پاس صدقہ آجاتا اسے اہل صفہ کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب آپ ﷺ کے پاس ہدیہ آجاتا تو اہل صفہ کے پاس بھی بھیج دیتے اور خود بھی اس میں سے لے لیتے۔ گویا ہدیہ میں بھی اہل صفہ کو شریک کرتے۔

۱۳۰۳- ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزہ، محمد بن یحییٰ بن مندہ، محمد بن علاء، محمد بن فضیل، فضیل، ابوحازم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: اصحابِ صفہ کے ستر (۷۰) آدمیوں میں ایک میں بھی تھا، اہل صفہ میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں تھا جس پر پوری بڑی چادر ہو کسی کے پاس یا تو چھوٹی سی دھوتی ہوتی یا رومال جتنا چھوٹا سا کپڑا ہوتا جسے اہل صفہ گردن میں باندھ لیتے تھے۔

۱۳۰۴- قاضی ابواحمد محمد بن احمد بن ابراہیم، احمد بن محمد بن ہیثم دوری، محمد بن علی بن حسن بن شقیق، علی بن حسن شقیق، ابوحمزہ، جابر، عامر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: میں اصحاب صفہ میں سے تھا، میں ایک مرتبہ دن بھر روزے میں رہا اور شام کو مجھے سخت بھوک نے ستایا، میں قضائے حاجت کے لئے چلا گیا واپس آیا تو اہل صفہ کھانا کھا چکے تھے۔ قریش کے مالدار لوگ اہل صفہ کے پاس کھانا بھیجتے تھے۔ میں نے پوچھا کس کی طرف (کھانے کیلئے جاؤں)؟ جواب ملا عمر بن خطاب کی طرف۔ چنانچہ میں حضرت عمرؓ کے پاس آ گیا اور وہ نماز کے بعد تسبیحات کر رہے تھے، میں نے ان کا انتظار کیا جب تسبیحات سے فارغ ہوئے ان کے قریب گیا عرض کیا: مجھے سورۃ آل عمران کی آیات پڑھا دیجئے؟ میں نے صرف کھانے کا ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ چلتے چلتے جب عمرؓ اپنے گھر پہنچے تو خود اندر داخل ہو گئے اور مجھے دروازے پر چھوڑ گئے۔ کافی دیر ہو گئی مگر باہر تشریف نہ لائے میں یہی سمجھا کہ شاید کپڑے اتار رہے ہوں اور گھر والوں کو میرے لئے کھانے کا حکم دیا ہو۔ لیکن میں نے کچھ نہ پایا جب مجھے ادھر کھڑے کھڑے کافی دیر ہو گئی میں چل پڑا راستے میں مجھے رسول اللہ ﷺ سامنے سے آتے ہوئے ملے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ! آج رات تیرے منہ کی بدبو بہت سخت ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ چونکہ میں دن بھر روزے میں رہا ہوں اور ابھی تک افطاری نہیں کی اور نہ ہی میں اپنے پاس کوئی ایسی چیز پاتا ہوں جس سے میں روزہ افطار کروں! ارشاد فرمایا: میرے ساتھ چلو، چنانچہ میں آپ ﷺ کے ساتھ چل دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ اپنے گھر پہنچے۔ ایک سیاہ فام لونڈی کو آواز دی اور پھر فرمایا: پیالہ ہمارے پاس لے آؤ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں: لونڈی ہمارے پاس پیالہ اٹھالائی، پیالے کے کناروں پر

---

[1] صحیح البخاری ۸/۹۸، ۱۲۰. وسنن الترمذی ۲۴۷۷. والسنن الکبری للبیہقی ۷/۸۳، ۸/۳۴۰. وعمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ۴۰۶. والدر المنثور ۱/۳۵۸.

کچھ کچھ کھانا لگا ہوا تھا۔ دراصل اس پیالے میں کسی نے کھانا کھایا تھا اور کچھ چکناہٹ سی پیالے پر باقی لگی رہ گئی تھی۔تاہم میں نے وہی کھالیا حتی کہ میں شکم سیر ہوگیا۔ا (یہ نبی ﷺ کا معجزہ ہے واضح رہے، کہ اس حدیث میں اور اس طرح کی دیگر احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ ابوبکر و عمرؓ ابوہریرہؓ کے پاس سے گزر گئے مگر ان حضرات نے ابوہریرہؓ کی طرف کوئی توجہ نہ دی یعنی انہیں کھانے کی دعوت نہ دی پہلی بات تو یہ ہے کہ عین ممکن ہے حضرات شیخین کو ان کی بھوک کا احساس ہی نہ ہوا ہو۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خود ان حضرات کے گھر میں کچھ نہ دستیاب ہو جو ابوہریرہؓ کو کھلاتے چونکہ ان حضرات کے گھروں میں مہینہ مہینہ چولہا تک نہیں جلتا تھا۔ کیا خیال ہے جب ایک غزوہ کے موقع پر ابوبکر صدیقؓ نے سوئی تک بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیدی تھی تو کیا ابوہریرہؓ کو بھوکے واپس لوٹاتے؟)

۱۳۰۵- ابومحمد بن حیان، ابوعباس احمد بن محمد خزاعی، موسیٰ بن اسماعیل، ابوہلال، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: بلاشبہ میں نے اپنے آپ کو بارہا دیکھا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر اور حضرت عائشہؓ کے حجرے کے درمیان غشی کھا کر گر جاتا تھا لوگ مجھے دیکھ کر کہتے اسے جنون آ گیا ہے حالانکہ مجھے جنون کی شکایت نہیں ہوتی تھی بلکہ میری یہ کیفیت صرف بھوک کی وجہ سے ہوتی تھی۔

یہ حدیث مکی بن حسان نے بھی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے جبکہ وکیع نے یزید بن ابراہیم، ابن سیرین کے طریق سے روایت کی ہے اور یہی حدیث مقبری و ابوحازم وغیرہ ہمانے بھی ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے۔

۱۳۰۶- سلیمان بن احمد، ابوزرعہ دمشقی، ابویمان، شعیب بن ابی حمزہ، زہری، سعید و ابوسلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: تم لوگ کہتے ہو کہ ابوہریرہ کثرت سے نبی ﷺ کی احادیث روایت کرتا ہے، مہاجرین اور انصار کو کیا ہوا کہ وہ ابوہریرہ کی طرح اتنی کثرت سے نبی ﷺ کی احادیث روایت نہیں کرتے؟ دراصل بات یہ ہے کہ میرے مہاجرین بھائیوں کو بازاروں میں تجارت مشغول رکھتی تھی اور میرے انصاری بھائیوں کو مالی شغل سے فرصت نہیں ملتی تھی حالانکہ میں صفہ کے مسکینوں میں سے ایک مسکین آدمی تھا اور محض پیٹ بھر جانے کے سوا کوئی فکر نہ رکھتا تھا اور نبی ﷺ کے ساتھ احادیث سننے کیلئے لازم رہتا تھا پس جب مہاجرین وانصار موجود نہ ہوتے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا اور جب وہ احادیث کو بھول جاتے میں یاد کر رہا ہوتا۔

۱۳۰۷- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، روح، ہشام، محمد بن سیرین کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم حضرت ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس کتان کے عمدہ دو کپڑے تھے ان میں وہ رینٹ صاف کرتے۔ ایک مرتبہ کہنے لگے: واہ واہ ابوہریرہ آج تو کتان کے کپڑے میں رینٹ صاف کرتا ہے، حالانکہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر اور حضرت عائشہؓ کے حجرے کے درمیان غشی کھا کر گر جاتا تھا کوئی راہ گیر آتا اور عارضۂ جنون سمجھ کر میرے سینے پر بیٹھ جاتا۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے جنون کا عارضہ نہیں پیش آتا تھا میری یہ کیفیت تو صرف بھوک کی وجہ سے ہوتی تھی۔

۱۳۰۸- ابوبکر بن خلاد، اسماعیل بن اسحٰق قاضی، ابراہیم بن حمزہ، عبدالعزیز بن محمد بن ابی ذئب، مقبری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ کثرت سے احادیث بیان کرتا ہے حالانکہ بخدا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محض پیٹ بھرنے کے لئے چمٹا رہتا تھا۔ حتی کہ میں خمیری روٹی نہیں کھاتا تھا اور نہ ہی ریشم پہنتا تھا اور نہ ہی مجھے فلاں مرد اور فلاں عورت حدیثیں سناتی تھی۔ میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ کو سنگریزوں کے ساتھ چمٹا کر رکھتا تھا اور کسی آدمی سے کتاب اللہ کی آیت کے متعلق میں سوال کرتا حالانکہ اس آیت کا علم میرے پاس ہوتا میں صرف اس لئے سوال کرتا تاکہ یہ آدمی میری طرف متوجہ ہو اور مجھے کچھ کھانا کھلادے۔

ا۔ البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ۸/۱۱۱۔

۱۳۰۹-ابواحمد بن احمد، ابوبکر بن خزیمہ، حوثرہ بن محمد، ابواسامہ، اسماعیل، قیس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: جب میں اسلام قبول کرنے نبی ﷺ کے پاس آیا راستے میں یہ شعر پڑھتا آیا:

یالیلة من طولها وعنائها   علی انها من دارة الکفر نجت.

اے رات! تیرے طول اور دشواری کا مجھے سامنا ہے مگر تیرا احسان بھی ہے کہ تو نے مجھے کفر کے گڑھ سے نجات دی۔

ابوہریرہ کہتے ہیں: راستے میں میرا ایک غلام بھاگ گیا جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور ان کے دست اقدس پر بیعت کی ابھی میں آپ ﷺ کے پاس کھڑا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے سے وہی غلام نمودار ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! تیرا غلام تو یہ ہے۔ میں نے کہا: وہ خدا کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ نے غلام آزاد کر دیا۔[1]

۱۳۱۰-ابوبکر بن خلاد، ابراہیم بن اسحٰق حربی، عفان بن مسلم بن حیان، مسلم بن حیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: میں نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی اور مسکینی کی حالت میں ہجرت کی، میں بنت غزوان کے پاس روٹی کپڑے پر ملازم تھا اور یہ خدمت بھی میرے سپرد تھی کہ جب اس کے قافلہ کے لوگ کہیں جانے لگتے میں ان کی سواری کے ساتھ پاپیادہ چلتا جب سوار ہوتے تو میں ان کی سواری کو حدی لگاتا اور جب کسی جگہ اترتے میں ان کے لئے لکڑیاں جمع کرتا، شکر ہے اس اللہ کا جس نے دین کو سیدھا اور درستی والا بنایا اور ابوہریرہ کو پیشوا بنایا۔

۱۳۱۱-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، ابن لہیعہ، ابویونس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو بآواز بلند فرمایا: تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمارے اس دین اسلام کو درستی والا بنایا اور ابوہریرہ کو امام بنایا بعد اس کے کہ وہ تھا بنت غزوان کا ملازم پیٹ بھرنے اور ان کے باربرداری کے اونٹوں کو ہنکانے پر۔

۱۳۱۲-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، یعقوب دورقی، اسماعیل بن علیہ، جریری، مضارب بن حزن کہتے ہیں ایک مرتبہ میں رات کو چلا جا رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی میرے آگے تکبیر کہتا جا رہا ہے میرے اونٹ نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا میں نے کہا: یہ کون مکبر ہے؟ جواب ملا: میں ابوہریرہ ہوں۔ میں نے کہا: یہ تکبیر کیسی ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں۔ میں نے پوچھا آپ کس چیز پر شکر ادا کر رہے ہیں؟ فرمایا: اس بات پر کہ میں بسرہ بنت غزوان کا ملازم تھا یہ خدمت میرے سپرد تھی کہ میں انکی سواری کے ساتھ پیدل چلوں، جسے میں مجھے صرف پیٹ بھرنے کے لئے کھانا ملتا تھا۔ چنانچہ جب وہ لوگ اونٹوں پر سوار ہوتے میں ان کے اونٹوں کو پیچھے سے ہنکاتا تھا اور جب کسی جگہ اترتے میں ان کی خدمت کرتا پھر اسی بسرہ بنت غزوان سے اللہ تعالیٰ نے میری شادی کرا دی اور وہ آج میری بیوی ہے اور جب وہ لوگ سوار ہوتے میں بھی سوار ہو جاتا اور جب کسی جگہ اترتے میں ان کی خدمت کرتا۔

۱۳۱۳- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابن بشر، مسعر، عثمان بن مسلم کہتے ہیں ہمارا ایک آزاد کردہ غلام تھا جو ہر وقت ابوہریرہؓ کے ساتھ لازم رہتا۔ جب ابوہریرہؓ اس کو سلام کرتے تو کہتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ! تو ہمیشہ جلد باز رہے اور اللہ تیرے مال کو بڑھائے اس میں کمی نہ کرے۔

۱۳۱۴-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ایوب، (دوسری سند) ابونعیم، ابومحمد بن حیان، فریابی، قتیبہ بن سعید، حماد بن زید، ایوب، محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ اپنی بیٹی سے فرمایا کرتے تھے: سونے کے زیورات مت پہنو چونکہ مجھے تم پر دوزخ کی آگ کے شعلوں کا ڈر ہے۔

---

[1] المسند الامام أحمد ۲/ ۲۸۶. وفتح الباری ۵/ ۱۶۲، ۸/ ۱۰۱، ودلائل النبوة للبیهقی ۵/ ۳۶۰، وطبقات ابن سعد ۴/ ۲/ ۵۳. والبدایة والنهایة ۵/ ۶۸.

یہ حدیث بشر بن بکر نے اوزاعی، ابن سیرین، ابوہریرہؓ کے طریق سے بھی روایت کی ہے۔

۱۳۱۵-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان بن عیینہ، ابن طاؤس، طاؤس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ اپنی بیٹی سے کہہ رہے تھے: بیٹی یوں کہہ: ابا جان! ابا جان! مجھے سونے کے زیورات نے مزین کر دیا ہے اور مجھ پر میرا باپ آگ کے شعلوں سے ڈرتا ہے۔

۱۳۱۶-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، حجاج، شعبہ، سماک بن حرب، ابوربیع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: یہ کوڑا کرکٹ (یعنی زیورات) تمہاری دنیا و آخرت دونوں کو ہلاک و تباہ کر دے گا۔

۱۳۱۷-سلیمان بن احمد، محمد بن اسحٰق، شاذان، اسحٰق، سعید بن صامت، یحییٰ بن علیاء، ایوب سختیانی، محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب نے انہیں کسی علاقے کا گورنر بنانا چاہا مگر انہوں نے انکار کر دیا عمرؓ نے فرمایا: کیا تم گورنری کو ناپسند کرتے ہو حالانکہ اس عہدے کا مطالبہ تم سے بدرجہا افضل آدمی نے کیا تھا؟ ابوہریرہؓ نے کہا: وہ کون ہے؟ عمرؓ نے فرمایا: وہ یوسف بن یعقوب علیہ السلام ہیں۔ ابوہریرہؓ کہنے لگے: یوسف علیہ السلام خود بھی اللہ کے نبی تھے اور اللہ کے نبی کے بیٹے بھی تھے۔ میں تو ابوہریرہ بن امیہ ہوں۔ میں تین اور دو سے ڈرتا ہوں! عمرؓ نے فرمایا: تین اور دو پانچ ہوتے ہیں تم نے پانچ کیوں نہ کہا؟ حضرت ابوہریرہؓ بولے: میں ڈرتا ہوں کہ بغیر علم کے کوئی بات کہہ دوں گا اور بغیر عدل و انصاف کے کوئی فیصلہ کر دوں گا اور میں ڈرتا ہوں کہ میری پیٹھ پر کوڑے برسائے جائیں گے میرا مال چھین لیا جائے گا اور مجھے بے عزت کیا جائے گا۔

۱۳۱۸-سلیمان بن احمد، ابوزرعہ، ابو یمان، شعیب بن ابی حمزہ، زہری، سعید و ابوسلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث سنائی اس میں فرمایا: جو آدمی بھی اپنا کپڑا (چادر وغیرہ) پھیلائے گا حتی کہ میں اپنی بات پوری کر لوں پھر وہ کپڑا سمیٹ کر اپنے پاس رکھ لے میں نے جو کچھ بھی کہا ہو گا وہ اسے ازبر ہو گا، چنانچہ میں نے اپنی چادر پھیلا دی حتی کہ جب نبی ﷺ نے بات پوری کی میں نے چادر سمیٹ کر اپنے سینے کے ساتھ لگالی، پس میں آپ ﷺ کے اس مقالے میں کچھ بھی نہیں بھولا ہوں۔

یہ حدیث مالک بن عیینہ نے زہری، اعرج، ابوہریرہؓ کے طریق سے روایت کی ہے۔

۱۳۱۹-محمد، حسین بن محمد بن مودود، محمد بن مثنیٰ، ابوبکر حنفی، عبداللہ بن ابی یحییٰ، سعید بن ابی ہند، ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اے ابوہریرہ) کیا تم مجھ سے یہ علم طلب نہیں کرتے ہو جنھیں تمہارے ساتھی مجھ سے طلب کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: میں آپ سے وہ علم طلب کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے؟ میں نے اپنی چادر اتاری اپنے اور آپ ﷺ کے درمیان بچھا دی پھر مجھے یوں لگا جیسا میرے بدن پر جوئیں رینگ رہی ہوں، آپ ﷺ نے مجھے حدیثیں سنائیں حتی کہ میں نے آپ ﷺ کی حدیثوں کو اچھی طرح ازبر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: چادر سمیٹ کر اپنے سینے کے ساتھ لگالو، پس اس وقت سے آپ ﷺ کی احادیث سے ایک حرف بھی نہیں بھولا ہوں۔[۲]

۱۳۲۰-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان، یزید بن اصم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ لوگ اعتراض کرتے کہ اے ابوہریرہ! آپ اتنی کثرت سے احادیث کیوں بیان کرتے ہیں، ابوہریرہؓ کہتے: جتنی احادیثیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں وہ سب کی سب اگر تمہیں کہہ سناؤں لامحالہ تم لوگ مجھے ٹھیکریوں سے مارنا شروع کر دو اور پھر تم مجھ سے آمنے سامنے بھی نہ

۱۔ صحیح البخاری ۳/۶۸، ۱۴۳۔

۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۸/۱۱۱۔

ہو سکو۔

۱۳۲۱-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، عمر بن عبداللہ رومی، عبداللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پانچ تھیلوں کی بقدر احادیث یاد کی ہیں میں نے ان میں سے صرف دو ہی تھیلے باہر نکالے ہیں اگر میں تیسرا باہر نکال دوں تو تم لوگ مجھے پتھروں کے ساتھ سنگسار کردو۔

۱۳۲۲-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہدبہ بن خالد، ہمام، قتادہ، انسؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ٹھنڈی غنیمت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ لوگوں نے پوچھا: اے ابوہریرہ وہ کیا ہے؟ سردیوں کے روزے۔

۱۳۲۳-عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن علی رستہ، محمد بن عبید بن حساب، حماد بن زید عباس بن فروخ، ابوعثمان نہدی کہتے ہیں ایک مرتبہ میں نے سات روز تک حضرت ابوہریرہؓ کی مہمان نوازی کی۔ اس دوران میں نے ان سے پوچھا: آپ روزے کیسے رکھتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میں ہر مہینے کے شروع میں تین روزے رکھ لیتا ہوں۔ اگر کوئی نیا واقعہ پیش آجائے اور میں روزے نہ رکھ سکوں تو یہ تین دن کے روزے میرے پورے مہینے کے روزوں کا ثواب بن جاتے ہیں۔ (من جاء بحسنة فله عشر امثالها)۔

۱۳۲۴-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبدالاعلیٰ بن حماد، حماد بن سلمہ، ثابت، ابوعثمان نہدی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ ایک سفر پر تھے...... جب ایک جگہ رفقائے سفر نے پڑاؤ کیا انہوں نے دسترخوان لگایا اور ایک آدمی کو حضرت ابوہریرہؓ کے پاس بھیجا حضرت ابوہریرہؓ اس وقت نماز میں مشغول تھے کہنے لگے: میں روزے میں ہوں چنانچہ لوگ جب کھانا کھا کر فارغ ہو گئے حضرت ابوہریرہؓ آئے اور کھانا کھانا شروع کر دیا۔ سارے لوگ قاصد کو گھورنے لگے، قاصد بولا: تم لوگ مجھے کیا دیکھتے ہو؟ بخدا! انہوں نے تو مجھے یہی خبر دی کہ میں روزے میں ہوں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا:

یہ آدمی سچ کہتا ہے: بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رمضان کے مہینے کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے زمانہ بھر کے روزوں کے برابر ہوتے ہیں، میں تو شروع مہینہ میں تین دن کے روزے رکھ چکا ہوں، سو میں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی تخفیف کے اعتبار سے افطار کر رہا ہوں اور اسکی تضعیف کے اعتبار سے روزے میں ہوں۔

۱۳۲۵-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالملک بن عمرو، اسماعیل، ابومتوکل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ اور ان کے تلامذہ جب روزہ رکھتے تو مسجد میں بیٹھ جاتے اور کہتے: ہم اپنے روزے کو پاکیزہ کر رہے ہیں۔

۱۳۲۶-حبیب بن حسن، ابومسلم کشی، ابوعاصم، ابن ابی ذئب، عثمان بن نجیح، سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بازار میں چکر لگا کر واپس گھر آتے اور گھر والوں سے پوچھتے: کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ اگر جواب نفی میں ملتا تو کہتے: پھر میں روزے کی نیت کرتا ہوں۔

۱۳۲۷-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابوعبیدہ حداد، عثمان شحام ابوسلمہ، فرقد سنجی سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ گھر کا چکر لگاتے اور پھر کہتے: مجھے اپنے پیٹ کا بڑا افسوس ہے اگر میں اسے بھر دیتا ہوں تو مجھے سانس نہیں لینے دیتا اور اگر اسے بھوکا رکھتا ہوں تو مجھے گالیاں دیتا ہے۔

۱۳۲۸-ابومحمد بن حیان، عبداللہ رستہ، محمد بن عبید بن حساب، حماد بن زید، عباس بن فروخ، ابوعثمان نہدی کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ سات دن تک حضرت ابوہریرہؓ کی مہمان نوازی کی۔ اس دوران وہ خود اور ان کا خادم اور ان کی بیوی رات کو باری باری اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔

۱۳۲۹-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حسن بن الصباح، زید بن الحباب، عبدالواحد بن موسیٰ، نعیم بن محرر بن ابی ہریرہ

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ سے ہر روز بارہ ہزار دفعہ توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ اور یہ میرے دین کے بقدر ہوتا ہے۔

۱۳۳۰- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حسن بن صباح، زید بن حباب، عبدالواحد بن موسیٰ، نعیم بن محرر بن ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میرے دادا جان حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس ایک دھاگہ تھا جسکو انہوں نے ایک ہزار گرہیں دے رکھی تھیں چنانچہ رات کو اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک اس دھاگے پر تسبیحات نہ مکمل کر لیتے۔

۱۳۳۱- احمد بن بندار، ابراہیم بن محمد بن حارث، عباس نرسی، عبدالوہاب بن ورد، سالم بن بشر بن جحل سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اپنے مرض وفات میں رونے لگے۔ ان سے کسی نے رونے کی وجہ دریافت کی؟ فرمایا: میں تمہاری اس دنیا کے چھوٹ جانے پر نہیں رورہا ہوں لیکن میں تو اپنے سفر کی دوری اور زادِ راہ کی قلت پر رورہا ہوں چونکہ آنے والی صبح کو میں نے یا تو جنت کے بالا خانوں میں سدھار جانا ہے یا دوزخ کی پستی میں۔ مجھے معلوم نہیں ان دونوں میں سے کس ٹھکانے میں میری دارو گیری ہونی ہے۔ (سبحان اللہ! یہ حضرت ابو ہریرہؓ کی عاجزی تھی ورنہ جنت الفردوس تو ان کا یقینی ٹھکانہ ہے ان شاء اللہ)۔

۱۳۳۲- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالہ، ابوسعید، ابو ہریرہؓ نے فرمایا: جب تم اپنی مساجد کو مزین کرو گے اور قرآن مجید کے نسخوں کو آراستہ کرو گے اس وقت ہلاکت تمہارا مقدر بن جائے گی (یعنی محض ظاہری کروفر ہوگی عمل کچھ نہیں ہوگا)۔

۱۳۳۳- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر کہتے ہیں: مجھے حدیث پہنچی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ جب کسی جنازے کے پاس سے گزرتے تو (جنازے کو مخاطب کر کے) کہتے: تم شام کو اپنے اصل ٹھکانے پر پہنچ گئے ہو ہم صبح کو آنے والے ہیں۔ یا یوں کہتے تم صبح کو چل پڑے ہو ہم شام کو آنے والے ہیں، یہ موت ایک بلیغ وعظ ہے لیکن تیز رفتار غفلت ساتھ ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اول جارہا ہے دوسرا باقی ہے لیکن سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔

۱۳۳۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوبکر لیث بن خالد بلخی، عبدالمومن بن عبداللہ سدوسی، ابویزید مدینی کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ مدینہ منورہ میں منبر رسول اللہ ﷺ پر آپ ﷺ کے کھڑے ہونے کی جگہ سے ایک زینہ نیچے کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ابو ہریرہؓ کو ہدایت اسلام سے مالا مال کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ابو ہریرہ کو قرآن مجید کے علوم سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے محمد ﷺ کے ذریعے ابو ہریرہ پر احسان عظیم فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ابو ہریرہ کو خیر و بھلائی کی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی اور مجھے ریشم پہنایا۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے بنت غزوان سے میری شادی کرائی حالانکہ اس سے پہلے میں محض پیٹ پالنے پر اسکا ملازم رہ چکا تھا۔ وہ مجھے سوار کراتی ہے جیسے میں اسے سوار کراتا تھا۔ پھر فرمایا: ہلاکت ہے عربوں کے لئے اس شر و برائی سے جو قریب تر ہو چکی ہے، عربوں کے لئے لونڈوں کی بادشاہت سے ہلاکت ہے، جس بادشاہت کے تحت وہ اپنے من پسند فیصلے کریں گے، محض غصے کی بنیاد پر معصوم لوگوں کا قتل عام کریں گے، اے عجمی لوگو! خوشخبری ہے تمہارے لئے قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بالفرض اگر دین ثریا پر بھی ہوتا وہاں سے بھی عجمیوں کے کچھ لوگ اسے اتار لاتے۔

۱۳۳۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، علی بن ثابت، اسامہ بن زید، ابوزیاد مولیٰ ابن عباس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ میرے پاس پندرہ عدد کھجوریں تھیں پانچ کھجوروں سے میں نے روزہ افطار کر لیا پانچ سے سحری کھالی اور پانچ کھجوریں افطاری کے لئے میرے پاس باقی بچ گئیں۔

۱۳۳۶- خدا خریدار ہے، ہے کوئی فروخت کرنے والا؟ ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالملک بن

عمرو، اسماعیل عبدی، ابو متوکل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حبشیہ لونڈی تھی اس نے حضرت ابو ہریرہؓ کو کچھ پریشان کرر کھا تھا ایک دن ڈنڈے سے اسکی پٹائی کرنے لگے لیکن فرمایا: اگر قصاص کی بات نہ ہوتی تجھے میں اس ڈنڈے سے مار مار کر بیہوش کر دیتا لیکن عنقریب میں تجھے ایسے خریدار کے ہاتھ بیچ دوں گا جو مجھے تیری پوری پوری قیمت ادا کرے گا پس چلی جا اللہ کی رضاء کے لئے تو آزاد ہے۔

۱۳۳۷-عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، عبیداللہ بن عمر، حماد، ایوب، یحییٰ بن ابی کثیر، ابوسلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ بیمار ہو گئے۔ میں ان کی تیمارداری کرنے گیا اور ان کے پاس بیٹھ کر کہا: یا اللہ! ابو ہریرہ کو شفاء عطا فرما۔ حضرت ابو ہریرہؓ بولے: یا اللہ! شفاء عطاء نہ فرمانا۔ پھر فرمایا: اے ابوسلمہ! عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں انہیں موت سرخ سونے سے بھی زیادہ محبوب ہوگی۔

۱۳۳۸-عبداللہ بن عباس، ابراہیم حربی، محمد بن منصور، حسن بن موسیٰ، حاتم بن راشد، عطاء کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: جب تم چھ چیزیں دیکھ لو اگر تمہاری جان تمہارے اپنے قبضے میں ہو تو جان کو ختم کر کے مر جاؤ۔ اسی لئے میں بھی موت کی آرزو کرتا رہتا ہوں مجھے خوف ہے کہیں میں ان چھ چیزوں کو نہ دیکھ لوں وہ چھ چیزیں یہ ہیں (۱) جب سفہاء (بے وقوفوں) کو امارت (حکومت) مل جائے۔ (۲) عدالتی فیصلوں کی بولی لگائی جانے لگے (یعنی بدون علم کے فیصلے ہونے لگیں یا رشوت لے دے کے فیصلے ہونے لگیں)۔ (۳) معصوم جانوں کا ضیاع ہیچ و کمتر سمجھا جانے لگے۔ (۴) قطع تعلقی کی جانے لگے۔ (۵) حکومت کے سپاہی راہزنی کرنے لگیں (۶) اور جب قرآن مجید کو گانے بجانے کا سامان بنا لیا جائے۔

۱۳۳۹-عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سعید بن وہب، عمرو بن حارث، یزید بن زیاد قرظی، ثعلبہ بن ابی مالک قرظی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ بازار سے واپس آئے اور پیٹھ پر لکڑیوں کا ایک گٹھا اٹھا لائے وہ اس وقت مروان کے نائب تھے۔ فرمانے لگے: اے ابن ابی مالک! امیر کے لئے راستہ کشادہ کرو، میں نے ان سے کہا: یہ راستہ تو کافی ہے، فرمایا: امیر کیلئے راستہ کشادہ کرو چونکہ امیر نے پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھا رکھا ہے۔

۱۳۴۰-عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سعید، ابن وہب، ابراہیم بن نشیط، عبدالرحمٰن بن عباس بنی الاسود کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

عبدالرحمٰن کہتے ہیں: کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک آدمی نے گھر بنایا جب اس کی تعمیر سے فارغ ہوا تو گھر کے پاس سے حضرت ابو ہریرہؓ کا گزر ہوا مالک مکان دروازے پر کھڑا تھا، کہنے لگا: اے ابو ہریرہ! ذرا ٹھہریئے۔ مجھے بتایئے: میں اپنے گھر کے دروازے پر کیا لکھوں؟ راوی کہتا ہے: اتفاق سے وہاں ایک اعرابی بھی موجود تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ بولے: اس گھر کے دروازے پر لکھو"ابن للخراب، ولد للثكل واجمع للوارث" یعنی کھنڈر و خراب ہونے کے لئے گھر بناؤ اور ضائع ہونے کے لئے بچے جنو اور مال و دولت ورثاء کے لئے جمع کرو۔ اعرابی سن کر کہنے لگا اے شیخ! تو نے بہت بری بات کہی۔ گھر کے مالک نے اعرابی سے کہا: (اے کمبخت!) تیری ہلاکت ہو! (جانتا نہیں) یہ تو رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین قدتم ترجمته الی اللغة الاردية بعون الله نسئل الله ان يتقبل قبولاً حسنا ويرزقنا الصلاح والسداد والاجتناب عن المعاصی واتباع سنة نبينا محمد ﷺ واصحابه. وسبحان الله وبحمده وسبحان الله العظيم والله مولانا ولارب غيره.

ختم شد

تاریخ اسلام کی ۸۰۰ شخصیات کے احوال، اقوال اور مرویات پر مشتمل مستند و بے مثال کتاب

حلیۃ الاولیاء اردو

و

طبقات الاصفیاء

حصہ دوم

اہل صفہ صحابہ کرامؓ، صحابیاتؓ، مکرمات، تابعین کرام کا طبقہ اولیٰ اور

اہل مدینہ کے تابعین کرامؒ کا تذکرہ

عبداللہ بن الاسد المخزومیؓ تا مالک بن دینار رحمہ اللہ

امام حافظ علامہ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی شافعی

مترجم

مولانا محمد یوسف تنولی فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

استاذ مدرسہ عربیہ حنفیہ دارالاسلام آزاد کشمیر

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 2213768

حلیۃ الاولیاء حصہ دوم

دیباچہ

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

ایمانی جوش وجذبہ، دینی غیرت، مذہبی واخلاقی روحانیت اور علمی وعملی میدانوں میں خیر القرون کے تین سنہری ادوار ہیں جنہیں بالترتیب صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین کے خوبصورت القاب سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جنکے مقدر کا ستارہ اوج ثریا پر چمکا اور چمک رہا ہے۔ ان حضرات کا مسلک ومشرب تقویٰ، ورع، زُہد اور علم وعمل تھا دنیا ان کے آگے بازیچۂ اطفال تھی۔

خیر القرون کے سنہری تین ادوار میں سے دوسرا دور اس جلد کا اصلِ موضوع ہے۔ یہی وہ امت کے سرخیل ہیں جنہوں نے صحابۂ کرامؓ کو اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے، علم وعمل غرض ہر میدان میں جانچا پڑتالا اور حسن وخوبی کے ساتھ ان کا مشاہدہ کیا خصوصا دین حنیف کو انہی سے حاصل کر کے امت تک پہنچایا اور صحابۂ کرامؓ کی علمی اور اخلاقی برکتوں کو سارے عالم میں پھیلایا۔

کلام اللہ اور احادیث نبوی دونوں میں ان کے فضائل بے شمار وارد ہوئے ہیں۔ مہاجرین وانصار کے ساتھ جہاں رضوان اللہ علیہم کا سنہری مختومہ ذکر کیا گیا وہاں ان حضرات تابعین کرام کو بھی اس دولت سے سرفراز کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ
رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ.

مہاجرین وانصار میں سے جن حضرات نے قبول اسلام میں سبقت کی اور جن لوگوں نے خوشدلی کے ساتھ ان کا اتباع کیا خدا ان سے خوش ہیں اور وہ خدا سے خوش ہیں خدا تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے عظیم الشان باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے سے پانی کی نہریں بہتی ہیں

عربی سے معمولی واقفیت بھی اتنی بات سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ مذکور بالا آیت کریمہ "وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" کے جملے کا مصداق حضرات تابعین کرام ہیں۔

احادیث مبارکہ میں اس سے بھی واضح الفاظ کے ساتھ ان حضرات کا تعارف خیر القرون کے لقب کے ساتھ کیا گیا ہے۔

چنانچہ متفق علیہ حدیث ہے، جو آئندہ صفحات میں بھی آ رہی ہے:

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم

سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے ہیں (صحابۂ کرامؓ) پھر وہ جو ان سے متصل ہیں (تابعین) پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں (تبع تابعین)۔

آپ ﷺ کا ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

خیر امتی قرنی الذین یلونی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم الخ.

میری امت میں اس زمانہ کے لوگ بہتر ہیں جو مجھ سے ملے ہوئے ہیں (صحابہؓ) پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں (تابعین) پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں (تبع تابعین)۔

تابعین کرام کی یہ مقدس جماعت علم وعمل میں صحابۂ کرامؓ کا عکس پر تو تھی، خلاف سنت امور کا ان سے اظہار تو محال تھا جب کسی سے خلاف سنت کام کو ہوتے دیکھتے بے باکانہ انداز اختیار کر کے مرتکب کو تنبیہ کرتے تھے، یہی وجہ ہے بارہا ان حضرات نے خلفاء بنی امیہ کو کھری کھری سنائیں حتیٰ کہ پاس بیٹھے ہوئے لوگ ان کے سخت رویہ پر انھیں غمز کرتے یا بالکل ساتھ بیٹھا ہوا کہنی مارتا کہ آپ نے بہت سخت بات کر دی، لیکن یہ حضرات ہیں کہ دین کے معاملہ میں نہ رشتہ داری کا پاس رکھا نہ بادشاہی تاج وتخت کی رعایت رکھی۔

آپ اس کتاب میں تابعین کرام کے ایمان افروز واقعات نصائح، وصایا اور زریں اقوال پڑھیں گے، سچ یہ ہے کہ ان نفوس قدسیہ کے حالات وواقعات پڑھ کر خیال گزرتا ہے کہ کیا یہ اس امت کے لوگ تھے؟ یا کیا یہ انسانی گوشت پوست کے بنے ہوئے تھے؟ یا ان کے جسم اینٹ و پتھر سے تعمیر کئے گئے تھے یہ وہ خیالات ہیں جو اس جزء کے مطالعہ کے دوران پردۂ دماغ پر محوِ گردش رہتے ہیں حسن بصریؒ نے صحابۂ کرامؓ کے بارے میں فرمایا تھا اگر تم صحابۂ کرامؓ کو دیکھ لیتے انھیں مجنون گمان کرتے اور اگر صحابۂ کرامؓ تمہیں دیکھ لیتے تمہیں پکا منافق سمجھتے، آج یہی الفاظ میں ان حضرات تابعین کرام کے لئے کہتا ہوں کہ اگر ہم تابعین کو دیکھ لیتے انھیں کوئی تیسری مخلوق اینٹ پتھر سے بنی ہوئی گمان کرتے اور اگر وہ ہمیں دیکھ لیتے منافق نہیں بلکہ کافر گمان کرتے، العیاذ باللہ۔

الغرض بزرگان سلف کے واقعات واقوال انسان کی اصلاح کے لئے انتہائی مفید اور مؤثر ہوتے ہیں چونکہ ان سے اسلامی احکام کی عملی تطبیق سامنے آتی ہے اور بزرگوں کا وہ مزاج ومذاق واضح ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرامؓ وتابعین کرامؓ سے لے کر آخری دور تک عملی طور پر نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ لمبی چوڑی نصیحت آمیز تقریریں ایک طرف اور کسی بزرگ کا کوئی واقعہ دوسری طرف رکھا جائے، تو بسا اوقات یہ ایک واقعہ ان طویل تقریروں سے کہیں زیادہ دل پر اثر انداز ہوتا ہے، اس لئے ہر دور کے مصنفین نے بزرگوں کے متفرق واقعات جمع کر کے انھیں امت کے لئے محفوظ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ابونعیم اصفہانیؒ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے تابعین کرام اولیاء عظام کے حالات واقعات اور ان کے اقوال زریں جمع کر کے امت مسلمہ پر احسان عظیم کیا ہے تاہم مصنفؒ نے حضرات صحابہ کرام خصوصاً اہل صفہ کے ذکر کے بعد حضرات تابعین کرام کا طبقہ وار تذکرہ کیا ہے۔ طبقۂ اولیٰ میں چوٹی کے زاہدین عبادت گزار تابعین کرامؓ جیسے اویس بن عامر قرنی، عامر بن عبداللہ بن قیس، مسروق بن عبدالرحمن ہمدانی، علقمہ بن قیس نخعی، اسود، ربیع بن خثیم، ہرم بن حیان، ابو مسلم خولانی، اور حسن بصری کو ذکر کیا ہے یہ وہ حضرات ہیں جن پر زہد وتقویٰ اور ورع کی تابعین کرامؓ میں سے انتہا ہوئی، مصنف نے طبقۂ اولیٰ کے بعد طبقۂ اہل مدینہ کو ذکر کیا ہے اور ان میں سے فقہاء سبعہ سعید، عروہ، قاسم، ابوبکر بن عبدالرحمن، عبیداللہ بن عتبہ، خارجہ، سلیمان اور سالم کو اولاً ذکر کیا ہے، ان کے بعد فرداً فرداً تابعین کرام کو لائے ہیں اور اس جلد کے آخر میں مالک بن دینار" کا تفصیلاً ذکر کیا ہے، ان میں سے اکثر بلکہ سب ہی صحیحین (بخاری

وسلم) کے رجال ہیں جیسے فقہائے سبعہ محمد بن سیرین، مسلم بن یسار، ثابت بن اسلم بنانی، قتادہ، مورق عجلی، ابو عالیہ، علاء بن زید اور دیگر حضرات تابعین ایسے محدثین ہیں جن کی روایات سے بخاری ومسلم کی صحیحین بھری پڑی ہیں۔

حضرات قارئین کرام! آپ باخوبی جانتے ہیں کہ مغربی تہذیب کی برق پاشیوں نے اہل اسلام کو عموماً اور اہل مشرق کو خصوصاً کچھ اس قدر مبہوت کر دیا ہے کہ اصل ہوش وحواس گم ہو چکے ہیں مغربی تہذیب کے سیل رواں نے ہماری ملی اقدار اور روایات کو کچھ اس طرح خس وخاشاک میں ملا دیا ہے کہ اب خالص اور غش کی تمیز کرنا مشکل ہو چکی ہے تاہم تابعین کرام کا سنہری دور جو کہ سراسر مادیت سے عاری اور کوسوں دور ہے اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور مغربی تہذیب کے خلاف ممد ومعاون اور ڈھال کا کام دیتا ہے، ان حضرات کے حالات کے مطالعہ سے اسلام کی اصل روحانیت کھل کر سامنے آتی ہے اور نظریں کھل جاتی ہیں کہ اسلام ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے۔

ان حضرات تابعین کرام نے زہد، تقویٰ اور ورع کو اپنا مسلک ومشرب بنایا، وہ دنیا ومافیہا سے کنارہ کش تھے مادیت سے ایسے دست کش ہوئے گویا انھیں دنیا کی ہوا لگی ہی نہ ہو، حالانکہ سب کچھ ان کی قدرت میں تھا اگر یہ حضرات چاہتے وقت کے سب سے بڑے متمول بن سکتے تھے۔ اگر چاہتے اپنے ساتھ دو چار ملا کر حکومتیں کر سکتے تھے، ان کی بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ وقت کا کوئی فرمانروا اگر ان کے پاس ہدایا اور تحائف بھیجتا تو بے باکانہ انداز میں تحائف کو ٹھکرا دیتے، اگر دنیا سے ہاتھ ڈال کر کچھ لیا بھی تو محض اتنا، جتنے سے ستر پوشی یا جان میں جس سے حرارت باقی رہے، الغرض ان حضرات نفوس قدسیہ کی زندگی کا ہر پہلو ہمارے لئے مشعل راہ ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان جیسے سو فیصد نہ بنیں چند فیصد بننے کی کوشش تو ضرور کریں۔

دوسری جلد کا ترجمہ ہدیہ قارئین ہے۔ ہم نے حتی الامکان سلیس اور سادہ زبان میں ترجمہ کرنے کی پوری کوشش کی ہے اور ادبی طرز تحریر سے کلیۃً احتراز کیا ہے تاکہ کتاب سے استفادہ ہر خاص وعام زیادہ سے زیادہ کر سکیں، تاہم قارئین اگر کسی مقام پر کسی غلطی پر مطلع ہوں تو ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں۔

آخر میں قارئین سے گزارش ہے کہ جن جن حضرات نے اس کتاب کے ترجمہ میں سعی کی ہے ٹھنڈے دل کے ساتھ ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ مترجمین معاونین اور کمپوزروں کی مغفرت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فقط

مترجم بندہ ناچیز مولوی محمد یوسف تنولی ضلع مظفر آباد آزاد کشمیر

الحمد لله و كفیٰ و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ

(۸۶) عبداللہ بن عبدالاسد المخزومی[1]

ابن الاعرابی نے عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی کو اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ عبداللہ بن مبارک ؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ اُحد کے موقع پر انہیں ایک زخم آیا تھا اسی کے صدمہ میں ان کی وفات ہوئی،

۱۳۴۱-محمد بن محمد، محمد بن عبداللہ الحضرمی، عثمان بن ابی شیبۃ، یزید بن ھارون، عبدالملک بن قدامۃ جمحی، قدامۃ جمحی، عمرو بن ابی سلمۃ کی سند سے ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ...... ابو سلمہؓ حدیث بیان کرر ہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ "انا للہ و انا الیہ راجعون اللھم عندک احتسب مصیبتی فاجرنی و اعقبنی منھا خیراً" پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس کو بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے"۔[2]

(۸۷) عبداللہ بن حوالہ ازدی[3]

ابن الاعرابی نے عبداللہ بن حوالہ ازدی کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے عبداللہ بن حوالہ ازدیؓ ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے

---

[1] طبقات ابن سعد ۳/ ۲۳۹ . والتاریخ الکبیر ۵ / ت ۸. تھذیب الکمال ۲۹ ۳۳ (۱۵ م ۱۸۷) . الجرح والتعدیل ۵/ ت ۲۹۳ . الاستیعاب ۳/ ۹۳۹، ۴/ ۱۶۸۲ . اسد الغابۃ ۳/ ۱۹۵ . الکاشف ۲/ ت ۲۸۴۰ والاصابۃ ۲/ ت ۴۷۸۳ والتقریب ۱/ ۴۲۷ والخلاصۃ ۲/ ت ۳۶۰۳

[2] اتحاف السادۃ المتقین ۹/ ۳۷، ۴۲۲، ۱۴۲ . وکنز العمال ۸۴۲۲۶ . وطبقات ابن سعد ۸/ ۶۱

[3] طبقات ابن سعد ۷/ ۴۱۴ ، والتاریخ الکبیر ۵/ ت ۵۷ ، والجرح والتعدیل ۵/ ت ۱۲۶ ، والاستیعاب ۳/ ۸۹۴ واسد الغابۃ ۳/ ۱۴۸ . والکاشف ۲/ ت ۲۷۲۱ ، وتھذیب التھذیب ۵/ ۱۹۴ . والتقریب ۱/ ۴۱۱ ، والخلاصۃ ۲/ ت ۳۴۶۲ ، وتھذیب الکمال ۳۲۳۸ (۱۴/ ۴۴۰)

شام میں سکونت اختیار کی تھی۔

۱۳۴۲-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ہشام بن عمار، یحی بن حمزۃ، نصر بن علقمۃ، جبیر بن نفیر کی سند سے...... عبداللہ بن حوالہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے ہم نے نبی ﷺ سے تنگدستی، قلت لباس اور قلت مال واسباب کی شکایت کی نبی ﷺ نے فرمایا، کہ خوش ہوجاؤ اللہ کی قسم مجھے تمہارے اوپر قلت اسباب کی نسبت کثرت اسباب کا زیادہ خوف ہے اللہ کی قسم کم مائیگی کا تمہیں مسلسل سامنا کرنا پڑے گا تاوقتیکہ تمہارے لئے فارس، روم اور حمیر کی زمین فتح ہوجائے اور تم تین لشکروں میں بٹ جاؤ، ایک لشکر شام میں، ایک عراق میں اور ایک یمن میں، اور یہاں تک کہ مالدار آدمی سو دینار دے گا مگر ان کو بھی کم سمجھے گا۔[1]

(۸۸) عبداللہ بن ام مکتومؓ

عبداللہ بن ام مکتومؓ کو بھی اہل صفہ میں شمار کیا گیا ہے۔ ابورزین نے کہا ہے کہ عبداللہ بن ام مکتومؓ بدر کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مدینہ تشریف لائے اور بمع اپنے اہل وعیال کے اہل صفہ میں شامل ہوگئے۔ نبی ﷺ نے انھیں دار الغذاء میں بھیج دیا، دار الغذاء مخرمہ بن نوفل کا گھر تھا۔ عبداللہ بن ام مکتومؓ کے بارے میں سورت عبس نازل ہوئی۔

۱۳۴۳-محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ اپنے چچا ابوبکر اور عبداللہ بن عمر بن ابان سے وہ دونوں اسحاق بن سلیمان، ابی سنان، عمرو بن مرۃ، ابوالبختری الطائی کے سلسلۂ سند سے...... عبداللہ بن ام مکتومؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورج بلند ہوجانے کے بعد اپنے حجرہ سے نکل کر ہمارے پاس آتے اس دوران صحابۂ کرامؓ حجرات کے پاس جمع تھے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اے حجرات والو! آگ بھڑکا دی گئی ہے اور اندھیری رات کی طرح فتنے امڈ آئے ہیں۔ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ اگر تم بھی جانتے تم لوگ ہنستے کم اور روتے زیادہ۔[2]

(۸۹) عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاریؓ

عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ انصاری کو اہل صفہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام حضرت جابرؓ کے والد ہیں، احمد بن ہلال شطوی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ غزوۂ احد میں شہید ہوئے بیعت عقبہ میں بھی شامل رہے اور نقباء بدر میں سے ہیں۔

۱۳۴۴-محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحی حلوانی، فیض بن الوثیق، ابوعبادۃ انصاری، ابن شہاب زہری، عروۃ...... حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابرؓ سے فرمایا! میں تمہیں خیر کی بشارت دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ (عبداللہ بن عمروؓ) کو زندہ کیا اور اسے اپنے سامنے بٹھا کر فرمایا اے میرے بندے! جو چاہے مانگ میں تجھے دوں گا تمہارے باپ نے جوابا کہا، اے میرے رب! جسطرح تیری عبادت کرنے کا حق تھا اس طرح میں عبادت نہیں کرسکا، اب میری صرف اتنی تمنا ہے کہ مجھے دنیا میں واپس لوٹا دے تاکہ میں تیرے نبی ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کروں اور تیرے راستے میں دوسری مرتبہ شہید کیا جاؤں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/ ۳۲۷ وتاریخ ابن عساکر ۱/ ۲۹ التهذیب) ومجمع الزوائد ۶/ ۲۱۲ ومشکل الآثار للطحاوی ۲/ ۳۵، وکنز العمال ۳۱۷۸۵، ۳۱۷۸۶، ۱۸، ۳۸۲)

[2] (المطالب العالیۃ ۴۴۰۷. والضعفاء للعقیلی ۳/ ۱۲۱. وکنز العمال ۳۱۰۲۳، ۳۱۴۴۶)

پکی ہو چکی ہے کہ تجھے دنیا کی طرف واپس نہیں بھیجا جائے گا۔[1]

(۹۰) عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ [2]

ابن اعرابی نے عبداللہ بن انیس کو اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ ابو عبداللہ حافظ نیشاپوری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ قبیلہ جہینہ میں سے ہیں، انھوں نے دیہات میں سکونت اختیار کر لی تھی، رمضان میں مدینہ طیبہ آتے اور صرف ایک ہی رات میں مسجد نبوی ﷺ میں آکر صفہ میں قیام کرتے نبی ﷺ نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو ایک چھڑی عنایت فرمائی تھی تا کہ اس چھڑی کو لیکر قیامت کے دن نبی ﷺ سے ملاقات کریں اسی وجہ سے انھیں صاحب المخصرۃ'' بھی کہا جاتا ہے۔

۱۳۴۵- علی بن احمد مصیصی، ہیثم بن خالد مصیصی، سعید بن داؤد، ہیثم ابوبشر جعفر بن ایاس، نافع بن جبیر...... عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ کے مضافات میں سکونت پذیر تھا میں نے نبی ﷺ سے پوچھا مجھے مسجد میں رمضان کے مہینے میں ایک رات گذارنے کا حکم دے دیں، نبی ﷺ نے رمضان کی تیئسویں رات کا حکم دیا چنانچہ جب بھی رمضان کی تیئسویں رات آتی اہل مدینہ مسجد میں جمع ہو جاتے۔

دشمن رسول خالد بن نبیح کا قتل ۱۳۴۶- قاضی ابو احمد محمد بن احمد بن ابراہیم، ابراہیم بن محمد بن حسن، محمد بن یحیی بن ابی عمر، عبدالعزیز بن محمد، یزید بن عبداللہ بن الہاد، محمد بن کعب...... عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے خالد بن نبیح (قبیلہ ہذیل کے ایک آدمی) سے کون نجات دے گا؟ خالد بن نبیح اس وقت عرفہ کے پہاڑ میں مقام عرینہ میں تھا۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ! اسکا کام تمام کرنے کے لئے میں تیار ہوں۔ آپ مجھے اس کی کچھ علامات وصفات بتلا دیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم اسے جب دیکھو گے ڈر جاؤ گے۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے میں کبھی کسی چیز سے نہیں ڈرا چنانچہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ خالد بن نبیح کی تلاش میں نکل پڑے اور سورج ڈوبنے ہی کو تھا کہ اس سے جبال عرنہ میں آن ملے۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک دم اسے دیکھتے ہی مرعوب ہو گیا اور جب اس کے قریب ہوا تو میں اسے پہچان گیا اور نبی ﷺ کی پیشین گوئی بھی میری سمجھ میں آ گئی۔ خالد بن نبیح نے مجھ سے کہا کون آدمی ہے؟ میں نے کہا: میں ایک حاجت مند ہوں اور کیا تمہارے پاس رات گزارے کا بندوبست ہے؟ اس نے ہاں میں جواب دیا اور اپنے ساتھ چلنے کو کہا چنانچہ میں اس کے پیچھے چل پڑا۔ اتنی دیر میں عصر کا وقت ہو گیا میں نے ہلکی پھلکی دو رکعتیں نماز عصر کی پڑھیں اس ڈر کی وجہ سے کہ وہ کہیں مجھے دیکھ نہ لے۔ چنانچہ موقع ملتے ہی میں نے تلوار سے اس کا سر قلم کیا اور واپس آکر نبی ﷺ کو سارا واقعہ سنایا۔

محمد بن کعب کہتے ہیں اسی موقع پر نبی ﷺ نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو چھڑی عطا فرمائی تھی اور ساتھ ارشاد فرمایا تھا: اس چھڑی سے سہارا لیتے رہو تاوقتیکہ قیامت کے دن مجھ سے ملاقات کرو اور قیامت کے دن چھڑیوں والے بہت کم ہوں گے۔[3]

محمد بن کعب کہتے ہیں کہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے جب وفات پائی ان کے حکم کے مطابق چھڑی ان کے سینے پر رکھی دی گئی اور اس چھڑی سمیت انھیں دفن کیا گیا۔

---

[1] اتحاف السادة المتقين ۵ / ۲۴ . وتخريج الاحياء ۱/۳۰۵ وتفسير القرطبي ۱۲ / ۲۹۷)

[2] التاريخ الكبير ۵/ ۲۶ والجرح والتعديل ۵/ت ۱ والاستيعاب ۳ / ۸۶۹ . والجمع ۱/ ۲۳۵ . والكاشف ۲ / ۲۶۵۸ . والاصابة ۲/ت ۴۵۵۰. والتقريب ۱/ ۴۰۲ والخلاصة ۲/ت ۳۳۹۰ . وتهذيب الكمال (۱۴ / ۳۱۳)

[3] كنز العمال ۳۳۵۹۶

(۹۱) عبداللہ بن زید جہنیؓ

ابن اعرابی نے عبداللہ بن زید جہنیؓ کو اہل صفہ میں ذکر کیا ہے واقدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زید جہنیؓ فتح مکہ کے موقع پر قبیلہ جہینہ کا جھنڈا اٹھانے والے چار آدمیوں میں سے ایک ہیں۔ عبداللہ بن زیدؓ نے حضرت معاویہؓ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔

۱۳۴۷- محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ، ابراہیم بن محمد بن میمون، سعید بن خثیم ابو معمر، حزام بن عثمان بن معاذ بن عبداللہ ......عبداللہ بن زیدؓ جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی کسی کی چوری کرے اس کا ہاتھ کاٹو اگر دوسری بار چوری کرے اس کا پاؤں کاٹو، اگر تیسری بار چوری کرے اس کا دوسرا ہاتھ کاٹ دو، اگر چوتھی بار چوری کرے اس کا دوسرا پاؤں کاٹ دو، اس کے بعد اگر پھر چوری کرے تو اس کا سر قلم کرو۔[1]

اس روایت میں حزام منفرد ہیں اور مزید برآں وہ انتہائی درجہ کے ضعیف ہیں۔

(۹۲) عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدیؓ

ابن اعرابی نے عبداللہ بن حارث بن جزءؓ کو اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ عبداللہؓ مصر منتقل ہو گئے تھے نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبداللہؓ بن حارث بن جزء، محمیہ بن جزء زبیدی کے بھتیجے تھے آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے لیکن انھوں نے لوگوں کو دیکھنے کی بجائے ذکر اللہ میں مشغول رہنے پر اکتفا کر لیا تھا۔

۱۳۴۸- عبداللہ بن عباس، ابراہیم بن اسحاق حربی، احمد بن منصور، ابن ابی مریم، ابن لہیعۃ کی سند کے ساتھ......ابن وہب سے روایت ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدیؓ کے بارے میں کہا کہ عبداللہ اگر مر جائیں ان پر گناہوں کا کچھ بوجھ نہیں ہوگا۔

عبداللہ بن حارث بن جزءؓ کا قول ہے کہ ایک آدھ تکبیر یا تسبیح میزان میں زیادہ ہو جائے مجھے زیادہ پسند ہے۔ رہی بات خطیات (صغیرہ گناہوں) کی وہ ختم ہو چکے ہیں۔

۱۳۴۹- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، حرملۃ بن یحیٰ، ابن وہب، حیوۃ بن شریح، عقبۃ بن مسلم......عبداللہ بن حارث بن جزءؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن نبی ﷺ کے پاس صفہ میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں کھانا لگا دیا گیا ہم نے کھانا کھایا پھر نماز کے لئے اقامت کہی گئی ہم نے نماز پڑھی اور تازہ وضو نہیں کیا۔

(۹۳) عبداللہ بن عمر بن خطابؓ[2]

ابن اعرابی نے عبداللہ بن عمرؓ کو ابو عبداللہ حافظ نیشاپوری کے حوالہ سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ ہم نے ان کے بعض حالات کا ذکر کر دیا ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ اپنا زیادہ تر وقت مسجد میں گزارتے تھے حتی کہ کئی کئی دن تک مسجد میں ہی سکونت کر لیتے۔

۱۳۵۰- سلیمان بن احمد، عبدان بن احمد، یزید بن حریش، عبداللہ بن خراش، ابن حوشب، مسیب بن رافع......ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس آدمی نے کسی کو کسی بات یا عمل کی دعوت دی اور وہ خود اس پر عمل نہیں کرتا مسلسل اس پر اللہ تعالیٰ کا

---

[1] نصب الرایة ۳/ ۳۷۲. وکنز العمال ۱۳۳۴۳

[2] الاصابة ۲/ ۳۴۷، والاستیعاب ۲/ ۳۴۱ وتهذیب التهذیب ۵/ ۳۲۸، والتقریب ۱/ ۴۳۵

غصہ ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اس عمل سے باز آجائے یا اس عمل پر کاربند ہو جائے جس کی دعوت دیتا ہے۔[1]

۱۳۵۱-سلیمان بن احمد، اسحاق بن حسن تستری، کثیر بن عبید، بقیہ بن ولید، ابوتوبہ نمیری، عباد بن کثیر (یا بکیر)، ابن طاؤس اپنے والد سے وہ......عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کپڑے کا صاف ستھرا رکھنا تھوڑی چیز پر راضی رہنا مومن کی شان اور اس کے اعزاز میں سے ہے۔[2] [3]

(۹۴) عبدالرحمٰن بن قرطؓ

۱۳۵۲-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز و معاذ بن المثنیٰ و محمد بن علی کی صائغ، سعید بن منصور، مسکین بن میمون مؤذن مسجد حرملۃ، عروۃ بن رویم......عبدالرحمٰن بن قرطؓ سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف معراج کے لئے لے جایا گیا، رسول اللہ ﷺ آب زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے تھے اور جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کی دائیں جانب تھے اور میکائیل بائیں جانب وہ دونوں آپ ﷺ کو لیکر پرواز کر گئے اور آپ ﷺ سات آسمانوں پر پہنچ گئے جب واپس آئے ارشاد فرمایا: میں نے بلند و بالا آسمانوں میں ہیبت والی ذات کی طرف سے تسبیح سنی ہے اور آسمان بھی اس بلند و بالا ذات والے کے آگے سر تسلیم تھے پاکی ہے اس بلند و بالا ذات کے لئے۔

۱۳۵۳-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، اسحاق بن منصور کے طریق سے بھی ابوسلیمان فرماتے ہیں ہمیں مسکین نے مذکورہ بالا کی مثل روایت پہنچائی۔

(۹۵) عبدالرحمٰن بن جبر بن عمرو

ابن اعرابی نے حافظ ابوعبداللہ نیشاپوری کی طرف منسوب کر کے عبدالرحمٰن بن جبر بن عمرو ابوعبس انصاری حارثیؓ کو صفحہ میں ذکر کیا ہے۔[4]

۱۳۵۴-عبداللہ بن ابراہیم بن ایوب، اسحاق بن خالویہ، علی بن بحر، ولید بن مسلم......یزید بن ابومریم کہتے ہیں میں نماز جمعہ جا رہا تھا کہ اسی دوران عبایہ بن رفاعہ رافع بن خدیج میرے ہمراہ ہو گئے اور فرمایا میں نے ابوعبسؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوئے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیتے ہیں۔[5]

---

۱ مجمع الزوائد ۷/ ۲۷۶، وتفسیر ابن کثیر ۱/ ۱۲۳ والدرالمنثور ۱/۶۵، وکنزالعمال ۲۹۱۰۸

۲ کشف الخفاء ۱/ ۳۴۱، ۳۴۲، ومجمع الزوائد ۵/ ۱۳۲ وکنزالعمال ۶/ ۱۷۱۸۶ وفیض القدیر ۶/ ۱۶

۳ علامہ مناویؒ فرماتے ہیں کہ علامہ ہیثمی کا کہنا ہے کہ اس روایت میں عباد بن کثیر ایک راوی ہے جس کو ابن معین نے ثقہ جبکہ دوسرے حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے اور اس کی کئی روایات منکر اور نا قابل اعتبار ہیں روایت کے بقیہ رواۃ ثقہ ہیں۔ دیکھئے: فیض القدیر ۱۶/۶

۴ الاصابۃ ۲/ ۴۱۹، والاستیعاب ۲/ ۴۱۹، وتہذیب التہذیب ۶/ ۲۵۵. والتقریب ۱/ ۴۹۵

۵ (ص ۹) (صحیح البخاری ۲/ ۹. وسنن الترمذی ۱۶۳۲. ومسند الامام احمد ۳/ ۳۶۷، ۴۷۹، ۵/ ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۵۵، وسنن الدارمی ۲/ ۲۰۲. وصحیح ابن حبان ۱۵۸۸ (موارد) والسنن الکبری للبیہقی ۳/ ۲۲۹، ۹/ ۱۶۲. وفتح الباری ۲/ ۳۹۰. وشرح السنۃ ۱۰/ ۳۵۳، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۹/ ۲۹۷، ۲۹۸، والمطالب العالیۃ ۱۸۸۳، ۱۹۰۳. وسنن النسائی ۶/ ۱۴ والمصنف لابن ابی شیبہ ۵/ ۳۱۰ ونصب الرایۃ ۲/ ۴۶۰، ومجمع الزوائد ۵/ ۲۸۵، ۲۸۶.

یحیٰ بن حمزۃ نے بھی یزید بن ابی مریم سے اس کے مثل روایت نقل فرمائی ہے۔

عتبہ بن غزوانؓ

ابن اعرابی نے محمد بن اسحٰق سے عتبہ بن غزوان کو، عمار بن یاسر کو سعید بن میسب سے اور عثمانؓ بن مظعون کو ابو عیسیٰ ترمذی سے نقل کرتے ہوئے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے کتاب کے اوائل حصہ مہاجرین میں ان کے کچھ حالات مذکور ہو چکے ہیں۔ تینوں صحابہ سابقین اور کبار صحابہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۹۶) عقبہ بن عامر جہنیؓ [۱]

عقبہ بن عامر کو اہل صفہ میں ذکر کیا گیا ہے عقبہ بن عامرؓ نے مصر میں سکونت اختیار کی تھی اور وہیں وفات پائی۔

۱۳۵۵-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابو عبدالرحمٰن المقری، سلیمان بن احمد، بکر بن سہل، عبداللہ بن صالح، عبداللہ بن محمد، عبداللہ بن محمد نعمان، ابونعیم، موسیٰ بن علی بن رباح علی بن رباح...... عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ ہم (جماعت صحابہؓ) صفہ میں تھے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور ارشاد فرمایا تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ بطحان کی طرف جائے اور ہر دن دو خوبصورت بڑے کوہان والی اونٹنیاں پکڑ کر لے آئے؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، بخدا تم میں سے کوئی مسجد میں جا کر کتاب اللہ کی دو آیتیں سیکھ لے وہ دو خوبصورت اونٹنیوں سے بہتر ہیں، تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں، حتیٰ کہ بے شمار اونٹوں سے بہتر ہیں۔ [۲]

۱۳۵۶-جعفر بن محمد بن عمرو، ابوحصین، یحیٰ بن عبدالحمید، ابن المبارک، یحیٰ بن ایوب، عبداللہ بن زحر، علی بن زید، قاسم، ابی امامۃ...... عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میری نجات کیسے ہوگی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھ، تیرے لئے تیرا گھر کشادہ رہے اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہا تارہ۔ [۳]

۱۳۵۷-ابوعمرو حمدان، حسن بن سفیان، احمد بن حواس، ابوالاحوص، ابواسحاق عبداللہ بن عطاء...... عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے آپس میں اونٹ چرانے کی باریاں مقرر کی ہوئی تھیں جب میری باری ہوتی میں اونٹ چرنے کے لئے چھوڑ دیتا اور خود نبی ﷺ کے پاس آ جاتا، اسی طرح ایک دفعہ میں آیا تو نبی ﷺ صحابہ کرامؓ سے خطاب فرما رہے تھے میں نے آپ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن لوگ ایک چٹیل میدان میں جمع کر دیئے جائیں گے اور نظر انہیں نفوذ کرے گی پھر ایک منادی تین مرتبہ آواز لگائے گا، اب جمع ہونے والے عنقریب سمجھ جائیں گے کہ عزت و شرافت کس کے لئے ہے؟ پھر کہے گا کہاں ہیں وہ لوگ جنکی صفت ہے: **"تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً وطمعاً"** (السجدۃ:۱۶) جولوگ اپنے پہلوؤں کو بستروں سے دور رکھتے ہیں اور خوف و امید سے اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں؛"۔

پھر آواز لگائے گا اب پھر جمع ہونے والے عنقریب سمجھ جائیں گے کہ عزت و کرامت کس ذات کے لئے ہے پھر کہے گا کہاں

---

(۱) (الاصابۃ ۲/ ۴۸۹، والاستیعاب ۳/ ۱۰۶ وتھذیب التھذیب ۷/ ۲۴۳. والتقریب ۲/ ۲۷.

۲) مسند الامام احمد ۴/ ۱۵۴.

۳) سنن الترمذی ۲۴۰۶، وفتح الباری ۱۰/ ۴۴۷، ۱۱/ ۳۰۹ وامالی الشجرۃ ۲/ ۱۹۹. وتاریخ بغداد ۸/ ۲۷۱، وتفسیر القرطبی ۱۰/ ۳۶۱. والاذکار ۲۹۶. والترغیب والترھیب ۳/ ۵۲۴، ۴/ ۲۳۲، واتحاف السادۃ المتقین ۶/ ۳۳۹، ۷/ ۵۰۴، ۹/ ۲۱۳.

ہیں اس آیت کے مصداق لوگ "لا تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ" (النور: ۳۷) جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں رکھتی تھی۔ پھر کہے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے تھے۔[۱]

۱۳۵۸- جبر بن عرفۃ، عبداللہ بن عبدالحکم، ابن لہیعۃ، ابوعشانۃ...... عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میری امت کے لوگوں میں سے ایک شخص رات کو اٹھتا ہے اپنے نفس کو مشقت میں ڈال کر طہارت حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس پر کرم کی نظر میں فرماتے ہیں دیکھو میرا بندہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر مجھ سے مانگتا ہے یہ جو بھی مانگے گا میں اسے دوں گا۔[۲]

(۹۷) عباد بن خالد غفاریؓ

ابن اعرابی نے واقدی سے حکایت کر کے عباد بن خالد غفاریؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے واقدی کہتے ہیں عباد بن خالدؓ حدیبیہ کے موقع پر تیر کے ساتھ کنویں میں اترے تھے۔

۱۳۵۹- محمد بن جعفر بن ہیثم، جعفر بن محمد صائغ، مالک بن اسماعیل، مسعود بن سعد، عطاء بن سائب، ابن عباد...... عباد بن خالد غفاریؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنولیث کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! کیا میں آپ کی مدح میں اشعار نہ کہوں رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا "نہیں"، حتی کہ تین مرتبہ اصرار کیا اور چوتھی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی مدح میں اشعار کہنے شروع کر دیئے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر شعراء میں کسی کو شاباش ملتی تھی تو تو اس شاباش کا مستحق ہے۔[۳]

(۹۸) عمرو بن عوف مزنیؓ[۴]

عمرو بن عوف مزنیؓ کو اہل صفہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

۱۳۶۰- محمد بن اسحاق، احمد بن سہل بن ایوب، اسماعیل بن ابی اویس، کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف، عبداللہ بن عمرو بن عوف...... حضرت عمروؓ بن عوف سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے۔ جب ہم روحاء میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ مقام عرق ظبیہ میں تھوڑی دیر کے لئے اترے اور نماز پڑھی پھر ارشاد فرمایا! مجھ سے پہلے اس جگہ ستر انبیاء کرامؑ نماز پڑھ چکے ہیں اور اس جگہ موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تھے انہوں نے دو لمبے چغے پہن رکھے تھے، وہ خاکستری رنگ کی اونٹنی پر سوار تھے اور ان کے ہمراہ ستر ہزار (۷۰,۰۰۰) بنی اسرائیل تھے۔

اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک عیسیٰ بن مریم (جو کہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں) حج و عمرہ کی غرض سے ادھر سے نہ گزر جائیں۔[۵]

۱۳۶۱- سلیمان بن احمد، علی بن مبارک، اسماعیل بن ابی اویس، کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف، عبداللہ بن عمرو بن عوف...... حضرت عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے ارشاد فرماتے ہوئے سنا: دنیا سے مجھے چلے جانے کے بعد اپنی امت پر تین چیزوں کا

---

[۱] المستدرک ۲/ ۳۶۳، ۳۹۹، واتحاف السادۃ المتقین ۱۰/ ۴۷۲، والدر المنثور ۵/ ۵۰، ۵۳، و کنز العمال ۴۳۳۹۱.

[۲] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۷/ ۳۰۶.

[۳] المعجم الکبیر للطبرانی ۵/ ۶۰ والمصنف لابن ابی شیبہ ۸/ ۵۲۹، ومجمع الزوائد ۸/ ۱۱۹. و کنز العمال ۳/ ۳۳۰.

[۴] الاصابۃ ۳/ ۹ والاستیعاب ۲/ ۵۱۶. وتھذیب التھذیب ۸/ ۸۵. والتقریب ۲/ ۷۵.

[۵] مصنف ابونعیم اصفہانی ان الفاظ میں منفرد ہیں ان کے علاوہ کوئی اور ان کے روایت کنندہ نہیں ہیں۔

خوف ہے عالم کے پھسل جانے کا، حاکم کے فیصلہ جاری کرنے کا اور اتباع ھوئی کا۔[1]

۱۳۶۲-ابوبکر محمد بن احمد بن عبدالوہاب ،علی بن جبلۃ ،اسماعیل بن ابی اویس ،کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف ،عبداللہ بن عمرو بن عوف......حضرت عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک دین کی ابتدا غریب حالت میں تھی اور دین غریب ہو کر لوٹے گا پس خوشخبری ہے ان غرباء کے لئے جو میری سنت میں پیدا شدہ بگاڑ کو درستگی کی سطح پر لائیں گے۔[2]

(۹۹) عمرو بن تغلبؓ[3]

عمرؓو بن تغلب بھی اہل صفہ میں سے تھے اور بصرہ میں سکونت اختیار کی۔

۱۳۶۳-سلیمان بن محمد بن رزیق بن جامع ،محمد بن ہشام سدوسی ،محمد بن عدی ،اشعث ،حسن......حضرت عمرؓو بن تغلب کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا کلمہ ارشاد فرمایا تھا جو مجھے سرخ رنگ کے قیمتی چوپایوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ ایک دن اہل صفہ کے پاس آئے اور ارشاد فرمایا: بے شک میں کچھ لوگوں کو (مال و اسباب) دیتا ہوں چونکہ مجھے ان کی بے صبری اور جزع فزع کا ڈر ہوتا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں کو میں نہیں دیتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں استغناء کی عظمت کو جاگزیں کر دے۔عمرو بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ میں دوسری قسم کے لوگوں میں سے تھا۔[4]

(۱۰۰) حضرت عویم بن ساعدہ انصاریؓ[5]

ابن اعرابی نے ابوعبداللہ نیشاپوری سے نقل کیا ہے کہ عویم بن ساعدہ انصاری بھی اہل صفہ کے فقراء اولیاء میں سے ہیں۔عویم بن ساعدہؓ غزوہ بدر میں شریک رہے ہیں اور قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے حلیفوں میں سے ہیں۔کہا گیا ہے وہ انہی میں سے ہیں۔

۱۳۶۴-محمد بن احمد بن حسن ،بشر بن موسیٰ ،حمیدی ،محمد بن طلحہ تیمی ،عبدالرحمٰن بن سالم بن عویم بن ساعدۃ ،سالم بن عویم بن ساعدۃ......حضرت عویم بن ساعدۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب کیا اور میرے لئے میرے صحابہؓ کو چنا ہے ان میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ نے سسرالی قرابت بخشی ہے اور بعض کو انصار ہونے کی عظمت سے سرفراز فرمایا اور بعض کو میرے وزیر و معاون بنایا سو جو میرے ان صحابہؓ کو گالی دے اس پر اللہ تعالیٰ ،فرشتوں اور سب کے سب لوگوں کی لعنت ہو اللہ تعالیٰ

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۷/ ۱۷ . ومجمع الزوائد ۵/ ۲۳۹ ، ۱/ ۱۸۷ .

[2] سنن الترمذی ۲۶۳۰ . ومسند الامام احمد ۲/ ۳۸۹ ، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۷/ ۱۶ . والمصنف لابن ابی شیبۃ ۱۳/ ۲۹۷ . ومشکل الآثار للطحاوی ۱/ ۲۹۸ .

[3] طبقات ابن سعد ۷/ ۶۷ ، والتاریخ الکبیر ۶/ ت ۲۴۷۷ . والجرح والتعدیل ۶/ ت ۱۲۳۵ والاستیعاب ۳/ ۱۱۶۶ . والجمع ۱/ ۳۷۱ . واسد الغابۃ ۴/ ورقۃ . والکاشف ۲/ ت ۴۱۹۴ ، والاصابۃ ۲/ ت ۵۷۸۳ .

[4] صحیح البخاری ۴/ ۱۱۴ . وکنز العمال ۳۳۵۷۹ .

[5] طبقات ابن سعد ۳/ ۵۹ ، الاستیعاب ۳/ ۱۲۴۸ ، اسد الغابۃ ۵/ ۱۸۵ ، ۴/ ۵۸ وسیر النبلاء ۱/ ۵۰۳ . ۲/ ۳۳۵ . والکاشف ۲/ ت ۴۳۸۶ ، والاصابۃ ۳/ ت ۶۱۱۲ . والتقریب ۲/ ۹۰ . وتہذیب التہذیب ۸/ ۱۷۴ . وتہذیب الکمال ۴۵۵۶ (۲۲/ ۴۶۶)

قیامت کے دن ان گالیاں دینے والوں سے کوئی فدیہ وسفارش قبول نہیں کرے گا“ لے

حافظ ابوعبداللہ نے عویمؓ اور ابوالدرداءؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے ان کے حالات صدر کتاب میں گزر چکے ہیں۔

۱۳۶۵-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحیٰ بن سعید مکی، عبداللہ بن سعید-ابن ابی ہند مولیٰ ابن عباس-یزید بن ابی زیاد، ابی بحریۃ ......حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بہتر عمل کے متعلق نہ بتاؤں؟ جو کہ تمہارے رب کے پاس زیادہ پاکیزہ اور عمدہ سمجھا جاتا ہو اور تمہارے درجات کو بھی زیادہ بلند کرنے والا ہو سونے اور چاندی کی خیرات سے بھی افضل ہو اور ایسی جنگ میں حصہ لینے سے بھی افضل ہو جسمیں تم دشمن کی گردنیں اڑاؤ اور دشمن تمہاری گردنیں اڑائیں؟ صحابۂ کرامؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! وہ کون سا اتنا عظیم عمل ہے ضرور بتلائیں ارشاد فرمایا: اللہ کا ذکر سب سے افضل عمل ہے۔ ۲

۱۳۶۶-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ہشام بن عمار، سلیمان بن عتبۃ، یونس بن میسرۃ بن حلبس، ابوادریس خولانی ......حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی آدمی بھی ایمان کی حقیقت تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اسے یقین نہ ہو جائے کہ جو مصیبت اسے پہنچنے والی ہے وہ اس سے کبھی چوک نہیں سکتی، اور جس مصیبت نے اس سے چوک کر نکل جانا ہے اس میں کبھی گرفتار نہیں ہو گا۔ ۳

۱۳۶۷-سلیمان بن احمد، ابوزرعۃ واحمد بن خلید، عبداللہ بن جعفر الرقی، عبید بن عمرو، زید بن ابی انیسۃ، جنادۃ بن ابی خالد، مکحول، ابو ادریس ......حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی رات کی تاریکی میں مسجد کی طرف چلے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے ایک نور عطا فرمائیں گے (جس کی روشنی میں وہ بلا خوف وخطر چلے گا)۔ ۴

(۱۰۱) عبید مولیٰ رسول اللہ ﷺ

مسلمی اور ابن اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام عبیدؓ کو اہل صفہ میں ذکر کیا ہے ان کا پورا نام عبید ابو عامر اشعری ہے غزوۂ حنین میں شہید ہوئے۔

۱۳۶۸-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، (حدثنی ابی) احمد، معتمر بن سلیمان، (عن ابیہ) سلیمان، رجل ......رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام عبید سے پوچھا گیا: کیا نبی ﷺ فرض نماز کے علاوہ بھی کسی نماز کا حکم دیتے تھے؟ فرمایا ”جی ہاں مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔

---

۱ المستدرک ۳/ ۲۳۲، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۷/ ۱۴۰. والسنۃ لابن ابی عاصم ۲/ ۲۸۳ ومجمع الزوائد ۱۰/ ۱۷. وتفسیر القرطبی ۱۶/ ۲۹۷. والجامع الکبیر للسیوطی ۴۶۲۹، ۴۶۳۱، ۴۶۳۲، ۴۶۳۳.

۲ سنن الترمذی ۳۳۷۷. ومسند الامام احمد ۵/ ۱۹۵. وسنن ابن ماجۃ ۳۷۹۰ والمستدرک ۱/ ۴۹۶. ومشکاۃ المصابیح ۲۲۶۹. وشرح السنۃ ۲۲۶۹ والترغیب والترہیب ۲/ ۳۹۵ واتحاف السادۃ المتقین ۵/ ۷. والاذکار ۱۹. وتخریج الاحیاء ۱/ ۲۹۶.

۳ السنۃ لابن ابی عاصم ۱/ ۱۱۰.

۴ صحیح ابن حبان ۴۲۳ (موارد) والمصنف لابن ابی شیبۃ ۲/ ۵۴۳. ومجمع الزوائد ۲/ ۳۰. وکنزالعمال ۲۰۲۸۸. والعلل المتناھیۃ ۱/ ۴۱۰. والدرالمنثور ۳/ ۲۱۷

(۱۰۲) عکاشہ بن محصن اسدیؓ

حضرت عکاشہ بن محصن اسدیؓ بھی اہل صفہ میں سے ہیں عکاشہؓ کو بزاختہ کے موقع پر ایام ردۃ میں طلیحہ نے شہید کیا تھا۔

۱۳۶۹-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، ہشام بن قتادۃ، ایمن، عمران بن حصین...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم (جماعت صحابہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام اپنے متبعین اور امتوں کے ساتھ مجھے سامنے دکھلائے گئے ہیں میں نے کہا اے میرے رب! بھلا میری امت کہاں گئی؟ کہا گیا: اپنی دائیں جانب دیکھو، دیکھا تو اچانک میری دائیں جانب کی زمین چھوٹے قد کے لوگوں سے اٹی پڑی ہے۔ میں نے کہا اے میرے رب یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا یہ تیری امت ہے کہا گیا: تم راضی ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ پھر ارشاد ہوا: اپنی بائیں جانب دیکھو؟ پس اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میرے بائیں جانب کا افق بہت سارے لوگوں سے اٹا پڑا ہے۔ میں نے پھر پوچھا اے میرے رب! یہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد ہوا یہ بھی تیری امت ہے پھر ارشاد ہوا کیا تو راضی ہے میں نے کہا اے میرے مالک میں راضی ہوں۔ پھر ارشاد ہوا ان کے ساتھ ستر ہزار لوگ بغیر حساب وکتاب جنت میں جائیں گے۔

حضرت عکاشہؓ بن محصن کھڑے ہو کر کہنے لگے یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے مجھے اس جماعت میں سے کردے رسول اللہ ﷺ نے دعا کی "**اللھم اجعلہ منھم**" یا اللہ عکاشہ کو اس جماعت کا شریک بنادے، اتنے میں ایک دوسرا آدمی اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ! میرے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ مجھے بھی اس جماعت کا شریک بنادے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس فضیلت کو حاصل کرنے میں عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا۔

بعد میں صحابہ کرامؓ اس حدیث کا آپس میں تذکرہ کرنے لگے کہ یہ خوش قسمت ستر ہزار کون لوگ ہوں گے ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو غصہ اور تکبر نہیں کرتے، چوری نہیں کرتے، بدفالی نہیں نکالتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔[1]

(۱۰۳) حضرت عرباضؓ بن ساریہ[2]

مسلمی نے حضرت عرباضؓ کو اہل صفہ میں ذکر کیا ہے فکر آخرت سے ان کی آنکھ ہمیشہ تر رہتی تھی عرباضؓ اور ان کے دیگر ساتھیوں کے بارے میں آیت "**تولوا واعینھم تفیض من الدمع حزناً ان لا یجدوا ما ینفقون**" وہ واپس لوٹتے ہیں حالت ان کی یہ ہوتی ہے کہ ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہوتی ہیں خرچ کرنے کی کوئی چیز نہ پانے پر غم کرنے کی وجہ سے، نازل ہوئی۔

۱۳۷۰-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابواسامہ، حسن بن موسیٰ اشیب شیبان بن عبدالرحمٰن، یحییٰ بن ابوکثیر، محمد بن ابراہیم تیمی، خالد بن معدان جبیر بن نفیر کے سلسلہ سے...... عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ میں اہل صفہ میں ہوا کرتا تھا اور رسول اللہ ﷺ پہلی صف میں تین مرتبہ نماز پڑھتے اور دوسری صف میں ایک مرتبہ۔

---

[1] صحیح البخاری ۷/ ۱۶۳، ۱۷۴، ۸/ ۱۲۴. وصحیح مسلم کتاب الایمان ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، وسنن الترمذی ۲۴۴۶، ومسند الامام احمد ۱/ ۳۲۱، ۴۵۴، والسنن الکبریٰ للبیھقی ۹/ ۳۴۳، واتحاف السادۃ المتقین ۱۰/ ۵۶۷، والتوکل لابن ابی الدنیا ۱۳.

[2] طبقات ابن سعد ۴/ ۲۷۶، ۷/ ۴۱۲، والتاریخ الکبیر ۷/ت ۳۸۱، والجرح والتعدیل ۷/ت ۲۰۸. والاستیعاب ۳/ ۱۲۳۸ واسد الغابۃ ۳/ ۳۹۹، وسیر النبلاء ۳/ ۴۱۹. والکاشف ۲/ت ۳۸۱۸، وتھذیب التھذیب ۷/ ۱۷۴، والاصابۃ ۲/ت ۵۵۰۱. والتقریب ۲/ ۱۷.

یہی حدیث احمد بن حنبل عن حسن بن موسیٰ اشیب عن ولید بن مسلم عن شیبان کے طریق سے بھی مروی ہے۔

۱۳۷۱-ابواسحاق بن حمزۃ، احمد بن مکرم، ابن عبداللہ المدینی، ولید بن مسلم، ثور بن یزید، خالد بن معدان، عبدالرحمٰن بن عمرو سلمی اور حجر بن حجر کی سند سے روایت ہے کہ حجر بن حجر کہتے ہیں...... عرباضؓ کے بارے میں آیت "**و لا علی اللذین اذا ماأتوک لتحملهم قلت لا اجدُما احملکم علیه**" ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جو آپ کے پاس آتے ہیں تا کہ آپ انہیں سواری دیں اور آپ آگے سے کہہ دیتے ہیں کہ میرے پاس سواری نہیں جس پر میں تمہیں سوار کروں، نازل ہوئی۔ حجر بن حجر کہتے ہیں: ہم عرباض بن ساریہؓ کے پاس گئے انہیں سلام کیا اور ہم نے کہا: ہم آپ کے پاس آپ سے ملاقات کرنے آئے ہیں تا کہ آپکی مزاج پرسی کریں اور آپ سے علم حاصل کریں۔

۱۳۷۲-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبدالرحمٰن بن ضحاک، ابن عباس، ضمضم، شریح کی سند سے...... حضرت عرباضؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کو ہمارے پاس آئے اور ارشاد فرمایا کاش تم اگر جان لیتے ان خزانوں کو جو تم سے بچا کر اکٹھے کیے جا رہے ہیں تو تم کسی فوت شدہ شیء پر رنج نہ کرتے، بخدا تم ضرور فارس اور روم کو فتح کر کے رہو گے۔[1]

۱۳۷۳-سلیمان بن احمد، ابوزنباع، سعید بن عفیر، ابن وہب، سعید بن مقلاص، سعید بن ابراہیم، عروہ بن رویم کی سند سے روایت ہے کہ...... عرباضؓ بڑی عمر کے بوڑھے ہو چکے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تھے وہ پسند کرتے تھے کہ ان کی روح قبض کر لی جائے اور دعا کیا کرتے تھے کہ اے میرے رب! میری عمر زیادہ ہو گئی، میرا جسم کمزور ہو گیا پس میری روح قبض کر لے۔

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عرباضؓ کو ابن اعرابی نے حرف عین کی بحث میں اہل صفہ میں سے ذکر کیا ہے جبکہ مسلمی نے انہیں ذکر نہیں کیا۔

(۱۰۴) عبداللہ بن حبشی الخثعمیؓ[2]

ابوسعید بن اعرابی نے عبداللہ بن حبشیؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۷۴-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، حجاج، ابن جریج، عثمان بن ابوسلیمان، ازدی، عبید بن نمیر کی سند سے...... عبداللہ بن حبشی خثعمیؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ایسا ایمان جس میں ذرہ شک نہ ہو، ایسا جہاد جس میں دھوکہ نہ ہو اور حج مبرور۔ پھر کسی نے سوال کیا کہ کون سی نماز افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لمبے قیام والی نماز افضل ہے، پھر کہا گیا کہ کونسا صدقہ افضل ترین ہے؟ فرمایا بھوکے کی مصیبت کو دور کرنا افضل ترین صدقہ ہے۔[3]

---

[1] مسند الامام احمد ۴/ ۱۲۸. ومجمع الزوائد ۱۰/ ۲۶۱. وکنز العمال ۳۱۷۹۰

[2] طبقات ابن سعد ۵/ ۴۶۰، والتاریخ الکبیر ۵/ ت ۴۱. والجرح والتعدیل ۵/ ت ۴۶۰. والاستیعاب ۳/ ۸۸۷. واسد الغابة ۳/ ۱۴۰. والکاشف ۲/ت ۲۷۰۳. وتهذیب التهذیب ۵/ ۱۸۳. والتقریب ۱/ ۴۰۸ والخلاصة ۲/ ت ۳۴۴۴.

[3] سنن النسائی ۵/ ۸۵. ومسند الامام احمد ۲/ ۳۴۸، ۳/ ۴۱۲، ومشکاة المصابیح ۳۸۳۳، والتاریخ الکبیر ۵/ ۲۵، والترغیب والترهیب ۲/ ۲۹۳. والدر المنثور ۱/ ۲۴۹ والجامع الکبیر ۹۵۵۹.

(۱۰۵) عتبہ بن عبد سلمیؓ ۱

ابوسعید بن اعرابی نے عتبہ بن عبد سلمیؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۷۵- محمد بن علی بن حبیش، موسیٰ بن ہارون، ابو طالب و ابو ہمام، بقیہ، یحییٰ بن سعد، خالد بن معدان سے بالترتیب...... عتبہ بن عبد سلمیؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، اگر کوئی آدمی پیدائش کے دن سے لیکر مرنے کے دن تک اللہ کی رضا کے لئے سجدے میں پڑا رہے قیامت کے دن اسقدر عبادت کو بھی کم سمجھے گا''۔ ۲

۱۳۷۶- حبیب بن حسن، خلف بن عمرو، اسماعیل بن عیاش، عُقیل بن مدرک، لقمان بن عامر کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ...... عتبہ بن عبدؓ فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ سے کپڑے مانگے نبی ﷺ نے کتان کے دو کپڑے مجھے پہنائے، تم مجھے ان دو کپڑوں کو پہنے ہوئے دیکھ رہے ہو اور میں اپنے ساتھیوں کو بھی پہناؤں گا۔

(۱۰۶) عتبہ بن ندر سلمیؓ ۳

عتبہ بن ندر سلمیؓ کو ابوسعید بن اعرابی نے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۷۷- عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، عثمان بن صالح، ابن لہیعہ، حارث بن یزید کی سند سے...... علی بن رباح کہتے ہیں کہ عتبہ بن ندر سلمیؓ نبی ﷺ کے صحابہؓ میں سے تھے میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ سے کسی نے پوچھا، موسیٰ علیہ السلام نے دو مقررہ مدتوں میں سے کون سی مدت پوری کی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ان میں سے جو کامل اور اچھی تھی اس کو پورا کیا ہے۔ ۴

(۱۰۷) عمرو بن عبسہ سلمیؓ ۵

حضرت عمرو بن عبسہؓ کو ابوسعید بن اعرابی نے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۷۸- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، داؤد، ربیع بن صبیح، قیس بن سعد، فقیہ شام کے سلسلہ سند کے ساتھ...... عمروؓ بن عبسہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے اپنی یادداشت ہے کہ میں اسلام میں چوتھا شخص تھا، میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ آپ کے اس

---

۱ طبقات ابن سعد ۷ / ۴۱۳، والتاریخ الکبیر ۶ / ت ۳۱۸۶، والجرح والتعدیل ۶ / ت. ۲۰۵۰ والاستیعاب ۳ / ۳۱ ۱۰. واسد الغابۃ ۳ / ۳۶۲، وسیر النبلاء ۳ / ۴۱۲، والکاشف ۲ / ت ۳۷۱۸. وتھذیب ۷ / ۹۸. والاصابۃ ۲ / ت ۵۴۰۷. والتقریب ۲ / ۵.

۲ مسند الامام احمد ۴ / ۱۸۵. والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۷ / ۱۲۳. ومجمع الزوائد ۱ / ۵۱، ۳۵۸، ۱۰ / ۳۵۸، ۳۵۸، والادب المفرد ۱ / ۱۵ والترغیب والترھیب ۴ / ۳۹۷، والاحادیث الصحیحۃ ۴۴۶ والبدایہ والنہایۃ ۹ / ۷۳.

۳ طبقات ابن سعد ۷ / ۴۱۳. والتاریخ الکبیر ۶ / ت ۳۱۸۷. والجرح ۶ / ت ۲۰۶۷ والاستیعاب ۳ / ۱۰۳۱. واسد الغابۃ ۳ / ۳۶۷ وسیر النبلاء ۳ / ۴۱۷، والکاشف ۲ / ت ۳۷۲۳. والاصابۃ ۲ / ت ۵۴۱۵. والتقریب ۲ / ۵ والخلاصۃ ۲ / ت ۴۷۰۸.

۴ مجمع الزوائد ۷ / ۸۸، ۸ / ۲۰۴. وتفسیر ابن کثیر ۶ / ۲۴۱. وتفسیر الطبری ۲ / ۴۴. والبدایۃ والنہایۃ ۱ / ۲۴۵. والدر المنثور ۵ / ۱۲۷.

۵ الاصابۃ ۳ / ۵. والاستیعاب ۲ / ۴۹۸. وتھذیب التھذیب ۸ / ۶۹. والتقریب ۲ / ۷۴.

دعویٰ نبوت کی کون اتباع کرے گا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک آزاد آدمی اور ایک غلام۔ آپ ﷺ کی مراد ابو بکرؓ اور بلالؓ تھے۔[1]

۱۳۷۹-محمد بن علی بن حبیش، ابراہیم بن شریک، عقبہ بن مکرم، ہیثم، یعلیٰ بن عطاء، عبدالرحمٰن بن عمرو بن عبسہ، عمرو بن عبسہ کے طریق سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۱۳۸۰-محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحیی حلوانی، سعید بن سلیمان، عباد بن عوام، حصین، عمران بن حارث کے سلسلہ سند سے...... مولیٰ کعب کی روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم عمرو بن عبسہؓ مقداد بن اسودؓ اور نافع بن حبیبؓ کے ساتھ سفر میں چلے اور ہم میں سے ہر آدمی کے ماتحت کچھ لوگ تھے، جب عمرو بن عبسہؓ کا دن آتا ہم گروہوں کی شکل میں نکل جاتے، چنانچہ ایک دن حضرت عمرو بن عبسہؓ کچھ ماتحتوں کے ساتھ نکل گئے، عین دوپہر کے وقت میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا اچانک دیکھتا ہوں کہ بادلوں نے حضرت عمرو بن عبسہؓ پر سایہ کیا ہوا ہے میں نے انھیں جگایا تو وہ فرمانے لگے اس چیز کو ہم لائے ہیں بخدا اگر مجھے پتہ چلا کہ تو نے اس راز کی کسی کو خبر دی پھر میرے اور تیرے درمیان اچھائی والا معاملہ نہیں رہے گا مولیٰ کعب فرماتے ہیں اللہ کی قسم ان کے مرنے تک اس راز کی کسی کو خبر نہیں کی، اللہ ان پر رحم و کرم فرمائے۔

(۱۰۸) عبادہ بن قرصؓ

عبادہ بن قرصؓ (یا قرط) کو ابن اعرابی نے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۸۱-محمد بن اسحاق، ابراہیم بن سعد، ابن بکار، قرہ بن خالد، حمید بن ھلال کی سند سے...... عبادہ بن قرصؓ کہتے ہیں: بہت سارے ایسے اعمال تم کرتے ہو جنکی حیثیت تمہاری نظروں میں بال سے بھی کم ہے حالانکہ ہم ان اعمال کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں انتہائی مہلک گناہوں میں شمار کرتے تھے (یعنی تم انھیں کچھ سمجھتے ہی نہیں ہو)۔

(۱۰۹) عیاض بن حمار مجاشعیؓ[2]

عیاض بن حمار مجاشعیؓ کو بھی ابن اعرابی نے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۸۲-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، ہشام، قتادہ، مطرف بن عبداللہ بن شخیر کے سلسلہ سند سے...... عیاضؓ بن حمار کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین قسم کے لوگ جنتی ہوں گے انصاف پرور سلطان جو خدا کی راہ میں خلوص کے ساتھ صدقہ کرے، دوسرا وہ آدمی جو ہر قرابت دار اور ہر مسلمان کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور تیسرا وہ پاکباز فقیر جو کسی سے نہ مانگے۔[3]

۱۳۸۳-ابراہیم بن احمد بزوری مقری، جعفر فریابی، احمد بن سعید دارمی، علی بن حسین بن واقد، حسین بن واقد، مطر وراق، قتادہ، مطرف بن عبداللہ بن شخیر کے سلسلہ سند سے...... عیاضؓ بن حمار کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے خطاب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری

---

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین ۲۹۴ وسنن النسائی ۱/ ۲۸۳ وسنن ابن ماجة ۱۳۶۴. ومسند الامام احمد ۴/ ۱۱۱. ۱۱۲. ۱۱۳، ۱۱۴، ۳۸۵، ۳. والسنن الکبری للبیهقی ۲/ ۴۵۴، ۶/ ۳۶۹، وطبقات ابن سعد ۴/ ۱/ ۱۵۷، ۱۵۸، ومشکاۃ المصابیح ۴۲. ومجمع الزوائد ۱/ ۴۵۳، ۶۰.

[2] طبقات ابن سعد ۷/ ۳۶. والتاریخ الکبیر ۷/ ت ۸۶ والجرح ۶/ ت ۴۷ ۲۲. والاستیعاب ۳/ ۱۲۳۲. والکاشف ۲/ ت ۲۱ ۴۴ والاصابة ۳/ ۶۱۲۸. والتقریب ۲/ ۹۵ وتهذیب التهذیب ۸/ ۲۰۰.

[3] (۲) صحیح مسلم، کتاب الجنة ۶۳، ومسند الامام احمد ۴/ ۱۶۲. والسنن الکبری للبیهقی، ۱۰/ ۸۷. ومشکاۃ المصابیح ۴۹۶۰، والترغیب والترهیب ۳/ ۱۶۷.

طرف وحی بھیجی ہے کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ اور کوئی کسی دوسرے پر فخر و تکبر نہ کرے۔[1]

(۱۱۰) فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ

ابن اعرابی نے فضالہ بن عبید کو اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۸۴- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابواسامہ، محمد بن احمد بن الحسن، بشر بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن مصری، حیوۃ، ابوھانی، ابوعلی جبنی کی سند سے ...... فضالہ بن عبیدؓ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ لوگوں کو جب نماز پڑھاتے اکثر لوگ شدت بھوک کی وجہ سے قیام کرتے ہوئے گر جاتے، یہ صفہ والے ہوتے تھے، ان کی حالت دیکھ کر دیہاتی کہتے کہ یہ لوگ تو دیوانے ہیں۔ نبی ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اہل صفہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرماتے اگر تمہیں اللہ کے ہاں اپنا مرتبہ عزت معلوم ہو جائے یقیناً تم بھوک و حاجت میں زیادتی کے خواہاں ہو جاؤ گے۔[2] فضالہؓ کہتے ہیں اس دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔

۱۳۸۵- محمد بن ابراہیم بن حکم، یعقوب بن ابراہیم دروقی، ابن زاذان، رشدین، شراحیل بن یزید کے سلسلہ سند سے...... فضالہ بن عبیدؓ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں مجھے معلوم ہو گیا اللہ تعالیٰ نے رائی کے ایک دانے کے برابر بھی میرا کوئی عمل قبول فرمالیا ہے یہ مجھے دنیا ومافیہا سے زیادہ پسند ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "انما یتقبل اللہ من المتقین". (مائدہ ۲۷)۔ بے شک اللہ تعالیٰ متقین کے اعمال قبول فرماتا ہے۔

(۱۱۱) فرات بن حیان عجلی رضی اللہ عنہ

ابوعبدالرحمٰن سلمی نے فرات بن حیان عجلیؓ کو سفیان ثوریؒ کے قول کے مطابق اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۸۶- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوہمام دلال، سفیان ثوریؒ ابواسحاق، حارثہ بن مضرب کی سند سے...... فرات بن حیان عجلی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو فرات بن حیان کے قتل کرنے کا حکم دے رکھا تھا چونکہ اسلام لانے سے پہلے فرات بن حیان ابوسفیان کے خصوصی جاسوس اور حلیف بھی تھے، چنانچہ ایک مرتبہ انصارؓ کی ایک جماعت پر سے انکا گزر ہوا (انصاری ان کو قتل کرنے کی تاک میں تھے) یہ کہنے لگے میں مسلمان ہوں، انصار کی جماعت میں سے ایک صحابی نے نبی ﷺ سے کہا، یارسول اللہ! وہ کہتا ہے میں تو مسلمان ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "بے شک تم میں سے بہت سارے ایسے لوگ ہیں ہم ان کے (زبانی، کلامی) ایمان پر بھروسہ کر کے انھیں چھوڑ دیتے ہیں" فرات بن حیان بھی انہیں میں سے ہیں۔[5]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنۃ ۶۴، سنن ابی داؤد ۴۸۹۵، سنن ابن ماجۃ ۴۱۷۸، ۴۲۱۴. السنن الکبری للبیھقی ۱۰/ ۲۳۴ والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۷/ ۳۶۵، وفتح الباری ۱۰/ ۴۹۱، ۱۱/ ۳۴۷. والادب المفرد ۴۰۲، ۴۲۸، والترغیب والترھیب ۳/ ۵۸۸. ومشکاۃ المصابیح ۴۸۹۸.

[2] الاصابۃ ۳/ ۲۰۶. والاستیعاب ۳/ ۱۹۷. وتھذیب التھذیب ۸/ ۲۶۷.

[3] سنن الترمذی ۲۳۶۸. ومسند الامام احمد ۶/ ۱۸. المعجم الکبیر للطبرانی ۱۸/ ۳۱۰، ۳۱۱ ابن حبان ۲۵۳۸. امالی الشجری ۲/ ۱۸۵. الترغیب ۴/ ۲۱۵.

[4] طبقات ابن سعد ۶/ ۴۰. التاریخ الکبیر ۷/ ت ۵۷۶. الاستیعاب ۳/ ۱۲۵۸. اسد الغابہ ۴/ ۱۷۵ الکاشف ۲/ ت ۴۵۰۸. الاصابہ ۳/ ت ۶۲۹۶. التقریب ۲/ ۱۰۷. تھذیب التھذیب ۸/ ۲۵۸ الخلاصۃ ۲/ ت ۵۶۹۱.

[5] ابو داؤد ۲۶۵۲. مسند احمد ۴/ ۳۳۶. السنن للبیھقی ۸/ ۱۹۷. المستدرک ۲/ ۵۱۱، ۳۶۶۴. الاحادیث الصحیحہ ۱۷۰۱.

بشر بن سری نے سفیان ثوریؒ سے اس کے مثل روایت کیا ہے۔

(۱۱۲) ابو فراس اسلمیؓ

محمد بن عمرو بن عطاء نے ابو فراس اسلمیؓ کو اہل صفہ میں شمار کیا ہے۔ابن اعرابی نے بھی ابو فراس کو اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۸۷-ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، قتیبہ بن سعید، ابن لہیعۃ، محمد بن عبداللہ بن مالک، محمد بن عمرو بن عطاء......ابو فراس اسلمیؓ سے روایت ہے کہ وہ نوجوان تھے اور اپنے آپ کو نبی ﷺ کے ساتھ لازم کر لیا تھا، ایک دن رسول اللہ ﷺ نے تنہائی میں ان سے فرمایا مانگ میں تجھے عطا کروں گا میں نے کہا، یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے قیامت کے دن مجھے آپ کی معیت عطا فرمائے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ضرور عطا کروں گا لیکن تم بھی زیادہ سے زیادہ عبادت کر کے میری مدد کرنا۔[۱]

اسماعیل بن عیاش نے عبدالعزیز بن عبیداللہ عن محمد بن عمرو کے طریق سے اس کو نقل کیا ہے۔

قرۃ بن ایاس مزنیؓ[۲]

قرہ بن ایاس ابو معاویہ مزنیؓ کو ابن اعرابی نے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۸۸-ابو بکر بن خلاد، حارث بن ابو اسامہ، روح بن عبادہ، بسطام، معاویہ بن قرۃ کی سند سے روایت ہے......قرۃ بن ایاسؓ فرماتے ہیں ہم عمر بھر نبی ﷺ کے ساتھ رہے۔ ہمارے پاس کوئی کھانے کی چیز نہیں ہوتی تھی سوائے اسودان (دو کالی چیزوں) کے کیا تم جانتے ہو اسودان (دو کالی چیزیں) کیا ہیں؟ معاویہ بن قرۃ نے عرض کیا: مجھے معلوم نہیں آپ ہی بتلا دیجئے فرمانے لگے پانی اور کھجور۔

جعفر بن سلیمان نے بسطام سے اس کے مثل روایت کی ہے۔

(۱۱۴) کنازؓ بن حصین[۳]

ابن اعرابی نے کناز بن حصین ابو مرثد غنویؓ کو اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔واقدی اور حافظ ابو عبداللہ نے بھی انھیں اہل صفہ میں شمار کیا ہے۔غزوۂ بدر میں شریک رہے اور حمزہؓ کے حلیف بھی تھے۔

۱۳۸۹-عبداللہ بن احمد، ابو بکر بن ابو عاصم ہشام بن عمارہ صدقہ بن خالد عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر، بشر بن عبداللہ، واثلہ بن اسقع کے سلسلہ سند سے......ابو مرثد غنوی کنازؓ بن حصین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبروں پر نماز پڑھو اور نہ ہی ان پر بیٹھو۔[۴]

(۱۱۵) کعب بن عمروؓ[۵]

ابن اعرابی نے کعب بن عمرو ابو بسر انصاری کو بقول ابو عبداللہ حافظ نیشاپوری کے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔کعب بن عمروؓ غزوۂ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے شانہ بشانہ رہے۔

---

[۱] ابو داؤد ۲۰ ۱۳۲ . النسائی باب ۱۶۵ من الافتتاح . مسند احمد ۴/ ۵۹ .

[۲] الاصابہ ۳/ ۲۳۲ . الاستیعاب ۳/ ۲۵۲ . تھذیب التھذیب ۸/ ۳۷۰ التقریب ۲/ ۱۲۵ .

[۳] تھذیب التھذیب ۸/ ۴۴۸ . التقریب ۲/ ۱۳۶ . الاصابۃ ۳/ ۳۰۷، ۴/ ۱۷۷ . الاستیعاب ۳/ ۳۲۰، ۴/ ۱۷۱ .

[۴] صحیح مسلم باب ۳۳ کتاب الجنائز . ابو داؤد ۲۹ ۳۲ الترمذی ۱۰۵۰، ۱۰۵۱ . مسند احمد ۴/ ۱۳۵ . الکبریٰ للبیھقی ۲/ ۴۳۵، ۴/ ۷۹ . المستدرک ۳/ ۲۲۰، ۲۲۱ . الصغیر للطبرانی ۱/ ۲۵۲ . مشکوٰۃ ۱۶۹۸ .

[۵] الاصابۃ ۳/ ۳۰۰، ۴/ ۲۲۱ . الاستیعاب ۳/ ۲۹۱، ۴/ ۲۱۹ . تھذیب التھذیب ۸/ ۴۳۷ . التقریب ۲/ ۱۳۵ .

۱۳۹۰-سلیمان بن احمد، مسعدة بن سعد، ابراہیم بن منذر، عبدالعزیز بن عمران محمد بن موسیٰ عمار بن ابوبسر کی سند سے...... کعب بن عمرو ابو بسرؓ کی روایت ہے کہ بدر کے دن میں نے عباسؓ بن عبدالمطلب کی طرف دیکھا وہ بت کی مانند کھڑے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جب میں نے انھیں دیکھا تو کہا اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا بدلہ دے کیا تم اپنے بھتیجے کے دشمنوں کے ساتھ مل کر اس سے جنگ کرنا چاہتے ہو؟ کہنے لگے ایسا نہیں کیا اور کیا وہ قتل ہوئے ہیں؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ انھیں (نبی ﷺ کو) عزت دینے والا ہے اور ان کا مددگار ہے انہوں نے کہا: میرے متعلق تیرا کیا ارادہ ہے؟ میں نے کہا تجھے قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے جاؤں گا چونکہ نبی ﷺ نے تجھ کو قتل کرنے سے ہمیں روک دیا ہے۔ عباس بن عبدالمطلب کہنے لگے یہ انکی پہلی صلہ رحمی نہیں (بلکہ اس سے پہلے بھی وہ ایسا کئی بار کر چکے ہیں)

چنانچہ میں عباس بن عبدالمطلب کو قیدی بنا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔

۱۳۹۱-جعفر بن عمرو، ابوحصین وادعی، یحییٰ بن عبدالحمید، حاتم بن اسماعیل ابوحرزہ عبادہ بن ولید کی بالترتیب سند سے ابوبسرؓ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں، رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ جس آدمی نے کسی تنگدست مقروض کو (ادائیگی قرض کے لئے) مہلت دی یا قرض اسے چھوڑ دیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اپنے سائے تلے جگہ دیں گے اور اس دن عرش باری تعالیٰ کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔[1]

(۱۱۶) ابوکبشہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ

ابن اعرابی نے حافظ ابوعبداللہ سے نقل کر کے ابوکبشہؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۹۲-سلیمان بن احمد، بکر بن سہل، عبداللہ بن صالح، معاویہ بن صالح، ازہر بن سعد کی سند سے روایت ہے کہ...... ابوکبشہؓ صحابیٔ رسول فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اچانک ان کے پاس سے ایک عورت گزری، رسول اللہ ﷺ فوراً اٹھے اور اپنے گھر والوں کے پاس چلے گئے جب واپس آئے تو آپ ﷺ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، ہم (جماعت صحابہ) نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ کے دل میں کوئی خواہش پیدا ہو گئی تھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جی ہاں میرے قریب سے فلاں عورت گزری، میرے دل میں عورتوں کی خواہش پیدا ہوئی تب میں جلدی سے اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور اپنی حاجت پوری کی، تمہیں بھی جب کبھی ایسا مسئلہ پیش آ جائے ایسا ہی کرو، بے شک تمہارے اعمال میں افضل ترین عمل حلال کے پاس آنا ہے۔[2]

۱۳۹۳-حبیب بن حسن، یوسف قاضی، عمرو بن مرزوق، مسعود، اسماعیل بن اوسط، ابن ابی کبشہ عن ابیہ کی سند سے...... ابوکبشہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: استقامت دکھلاؤ اور راہ راست پر رہو، خواہ مخواہ اللہ تعالیٰ کو تمہیں عذاب دینے میں کوئی غرض نہیں ہے عنقریب کچھ ایسے لوگ آنے والے ہیں جنہیں اپنے نفسوں سے کجی دور کرنے کی کچھ پرواہ نہیں ہوگی۔[3]

ابن اعرابی نے محمد بن اسحٰق کے حوالے سے مصعب بن عمیرؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور محمد بن یحییٰ ذہلی کے حوالے سے مقداد بن اسودؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے جبکہ ہم نے ان کے احوال کو طبقات مہاجرین میں ذکر کر دیا ہے۔

---

[1] مسلم، کتاب الزہد ۷۴. الترمذی ۱۳۰۶. مسند احمد ۲/ ۳۵۹، ۳/ ۴۲۷ السنن الکبریٰ للبیہقی ۵/ ۳۵۷. الدارمی ۲/ ۲۶۱. الکبیر للطبرانی ۱۹/ ۱۶۶. مجمع الزوائد ۴/ ۱۳۳، ۱۳۴. مشکوٰۃ ۲۹۰۳، ۲۹۰۴. الکنیٰ للدولابی ۱/ ۲۲.

[2] مجمع الزوائد ۴/ ۲۹۲. کنز العمال ۱۳۰۶۹. التاریخ الکبیر ۹/ ۱۳۹.

[3] مسند احمد ۴/ ۲۲۳. الدر المنثور ۳/ ۹۹. تفسیر ابن کثیر ۳/ ۴۳۵

(۱۱۷) ابو عباد مسطح بن اثاثہ

ابن اعرابی نے حافظ ابو عبداللہ کے حوالے سے مسطح بن اثاثہ ابو عباد ؓ کو اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ حدیث افک میں انکا تفصیلاً ذکر آتا ہے۔ ابو بکر صدیق ؓ مسطح ؓ بن اثاثہ کے فقر و قرابت کی بنا پر ان پر اپنا مال خرچ کرتے تھے۔ لیکن واقعۂ افک میں مسطح بھی شریک تھے۔ اس وجہ سے ابو بکر صدیق ؓ نے ان پر خرچ کرنا بند کر دیا، لیکن صدیق اکبر ؓ کی یہ اداء باری تعالیٰ کو پسند نہ آئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی "ولیعفوا ولیصفحوا الاتحبون ان یغفر اللہ لکم " (النور ۲۲)...... اصحاب وسعت کو چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر سے کام لیں کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ چنانچہ صدیق اکبر ؓ نے دوبارہ سے حضرت مسطح پر خرچ کرنا شروع کر دیا اور ارشاد فرمایا کیوں نہیں؟ مجھے بہت پسند ہے کہ اللہ میری مغفرت کرے۔

(۱۱۸) مسعود بن الربیع قاری ؓ

ابن اعرابی نے حافظ ابو عبداللہ کے حوالے سے مسعود بن ربیع ؓ کو اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۹۴- ابو بکر طلحی، احمد بن حماد بن سفیان، حمید بن مسعدہ، حصین بن نمیر، ابن ابی لیلی، عبدالکریم، سعید بن یزید کے سلسلہ سند سے مسعود بن ربیع کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی مسلسل کسی چیز کا سوال کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ اس سے بے نیاز ہوتا ہے، یہاں تک کہ اس کے حصول کی کوئی نہ کوئی صورت نکال لیتا ہے جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی صورت موجود نہیں ہوتی۔[۱]

(۱۱۹) معاذ ابو حلیمہ قاری ؓ

ابن اعرابی نے حافظ ابو عبداللہ نیشاپوری کے حوالہ سے معاذ ابو حلیمہ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۹۵- احمد بن محمد بن یوسف، عبداللہ بن محمد بغوی، عبداللہ بن عمر، حماد بن زید، یحیی بن سعید کے سلسلہ سند سے...... ابو بکر بن محمد روایت کرتے ہیں کہ ہم ابن عمر ؓ کی زیارت کے لئے گئے وہاں بنت عبدالرحمن بھی موجود تھیں، میں رات کو نماز پڑھنے اٹھا اور قرات آہستہ آواز سے کرنی شروع کر دی، بنت عبدالرحمن مجھ سے کہنے لگیں اے بھتیجے! بلند آواز سے قرآن کیوں نہیں پڑھتے؟ ہمیں تو رات کو صرف قاری معاذ اور افلح (مولی ابو ایوب) کی جہری قرات ہی جگایا کرتی تھی۔

(۱۲۰) واثلہ بن الاسقع ؓ [۲]

واقدی اور یحیی بن معین کہتے ہیں کہ واثلہ بن اسقع ؓ اہل صفہ میں سے تھے اور صفہ ہی میں سکونت (کرتے تھے واقدی کہتے ہیں واثلہ بن اسقع ؓ اس وقت اسلام لائے جب نبی ﷺ غزوۂ تبوک کی تیاری میں معروف تھے۔

۱۳۹۶- محمد بن علی، عبداللہ بن مسلم، ہشام بن عمار، صدقہ بن خالد، واقد بشر بن عبیداللہ کی سند سے...... واثلہ بن اسقع ؓ سے مروی ہے کہ ہم صفہ والے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں رہتے تھے ہم (اہل صفہ والوں) میں سے ایک آدمی بھی ایسا نہیں تھا جس کے پاس کفایت کرنے والا ایک آدھ کپڑا ہو، بخدا پسینے اور غبار سے ہمارے جسموں پر موٹی تہہ جم گئی تھی، اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور ارشاد

---

[۱] مجمع الزوائد ۳/ ۹۶ الترغیب ۱/ ۵۷۲ اتحاف السادة المتقین ۹/ ۳۰۴ کنز العمال ۱۶۷۴۱ . کشف الخفاء ۱/ ۲۸۵.

[۲] تهذیب التهذیب ۱۱/ ۱۰۱ . التقریب ۲/ ۳۲۸ الاصابة ۳/ ۶۲۶ . الاستیعاب ۳/ ۶۴۳ . طبقات ابن سعد ۷/ ۴۰۷ التاریخ الکبیر ۸/ ت ۲۶۴۶ . الجرح والتعدیل ۹/ ت ۲۰۲ . سیر النبلاء ۳/ ۳۸۳ . الکاشف ۳/ ۲۶ ۱۶۱ .

فرمایا: خوش خبری ہو فقراء مہاجرین کو۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ یہ جملہ دھرایا۔[1]

۱۳۹۷-محمد بن احمد بن حمدان، حسن بن سفیان، اسحٰق بن منصور، سلیمان بن عبدالرحمٰن، عثمان بن بشر بن سرح عبسی، ولید بن سلیمان بن ابو سائب، واثلہ بن خطاب، خطاب بن واثلہ کی سند سے...... واثلہ بن اسقعؓ کی روایت ہے کہ ہم صفہ میں تھے، اسی دوران رمضان المبارک کا مہینہ آ گیا اور صفہ ہی میں رمضان کے روزے رکھے، جب افطاری کا وقت آتا ایک ایک آدمی آتا اور ہم اہل صفہ میں سے کسی ایک کو اپنے ساتھ لے جاتا اور اسے شام کا کھانا کھلاتا ایک رات ایسی بھی آئی ہمارے پاس افطار کرانے کوئی نہ آیا چنانچہ ہم نے صبح روزے کی حالت میں کی، دوسری رات بھی کوئی نہ آیا، بالآخر ہم نبی ﷺ کے پاس گئے اور ان سے بھوک کی شکایت کی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ساری ازواج مطہرات کے پاس پیغام بھیجا کہ گھر میں جو کچھ بھی ہو حاضر کردو، مگر ازواج مطہرات قسمیں کھاتیں کہ ہمارے پاس ایسی چیز بھی نہیں جسے کوئی جاندار کھائے رسول اللہ ﷺ نے اہل صفہ سے فرمایا ایک جگہ جمع ہو جاؤ جب صحابہ ایک جگہ جمع ہوئے رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگنی شروع کر دی" اے اللہ! ہم تیرے فضل و رحمت کا سوال تجھ ہی سے کرتے ہیں بے شک فضل و رحمت تیرے ہی قبضہء قدرت میں ہیں اور تیرے سوا ان دونوں چیزوں کا کوئی مالک نہیں، پس تھوڑی دیر گزری تھی ایک آدمی نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور اپنے ساتھ بھونی ہوئی بکری اور روٹیاں لایا چنانچہ بکری اور روٹیاں ہمارے سامنے رکھ دی گئیں ہم نے سیر ہو کر کھایا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم نے اللہ سے اس کے فضل و رحمت کا سوال کیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس رحمت کو ہمارے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے۔[2]

۱۳۹۸-سلیمان بن احمد، موسیٰ بن عیسیٰ بن منذر، محمد بن مالک، اسماعیل بن عباسؒ سلیمان بن حیان عذری کی سند سے...... واثلہ بن اسقعؓ کی روایت ہے، واثلہ بن اسقعؓ فرماتے ہیں: میں صفہ والوں میں سے تھا، میرے ساتھیوں نے بھوک کی شکایت کی اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ میں رسول اللہ ﷺ سے ان کے لئے کھانا مانگ کر لاؤں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے جا کر کہا، یا رسول اللہ! میرے کچھ ساتھی بھوک کی شکایت کر رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو آواز دی کیا تمہارے پاس کچھ ہے کہنے لگیں یا رسول اللہ! میرے پاس روٹی کے چند خشک ٹکڑوں کے علاوہ کچھ نہیں ارشاد فرمایا ہاں لیتی آؤ چنانچہ عائشہ صدیقہؓ روٹی کے چند خشک ٹکڑے ایک تھیلے میں ڈال کر لے آئیں اور رسول اللہ ﷺ نے ایک بڑا پیالہ منگوایا اور اپنے ہاتھ سے اس میں ثرید بنانے لگے چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ پیالہ ثرید سے بھر گیا رسول اللہ نے مجھ سے کہا اے واثلہ! جاؤ اور دس آدمیوں کو اپنے ساتھ لے آؤ اس طرح کہ دسویں تم خود ہو، پس میں جلدی سے گیا اور دس آدمیوں کو اٹھا لایا جبکہ ان کا دسواں میں خود تھا، ارشاد فرمایا سب بیٹھ جاؤ اور بسم اللہ پڑھ کر کھاتے جاؤ اور پیالے کے اطراف سے کھاؤ، درمیان میں اوپر والے حصہ سے مت کھاؤ چونکہ برکت اوپر سے نیچے گرتی رہتی ہے۔

ان دس آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور پیالہ ثرید سے جوں کا توں بھرا ہوا تھا، آپ ﷺ پیالے میں پڑی ثرید کو اپنے ہاتھ مبارک سے درست کرنے لگے دیکھتے ہی دیکھتے پیالہ پھر ثرید سے بھر گیا ارشاد فرمایا اے واثلہ! جاؤ اور (صفہ سے) اپنے اور دس ساتھیوں کو لیتے آؤ میں گیا اور دس آدمیوں کو لے آیا، فرمایا بیٹھ جاؤ چنانچہ وہ بیٹھ گئے اور سیر ہو کر کھانا کھایا اور پھر اٹھ کر چلے گئے ان کے بعد میں پھر گیا اور دس آدمیوں کو اور لیتا آیا انھوں نے بھی اسی طرح سیر ہو کر کھانا کھایا آپ ﷺ نے فرمایا کیا کوئی باقی ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ دس آدمی باقی بچ گئے ہیں فرمایا جاؤ ان کو بھی ساتھ لیتے آؤ چنانچہ میں گیا اور ان کو بھی ساتھ لے آیا آپ ﷺ نے انھیں بٹھایا اور ان دس آدمیوں نے بھی پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور پھر چلے گئے مگر پیالہ گزشتہ کی طرح ثرید سے جوں کا توں بھرا رہا، آپ ﷺ نے فرمایا اے

---

[1] الدارمی ۲/ ۳۳۹۔ الترغیب ۴/ ۱۴۹۔ مشکوٰۃ ۵۲۵۸۔

[2] کنز العمال ۳۵۵۰۷۔

واثلہ! اس پیالے کو عائشہ کے پاس لے جاؤ۔

۱۳۹۹- محمد بن احمد بن محمد، عبدالرحمٰن بن عبداللہ قرشی، احمد بن یحیی صوفی نقیلی، ولید بن عبداللہ حمصی، خیثمہ، سلیمان بن حیان کی سند سے روایت ہے کہ...... واثلہ بن اسقعؓ فرماتے ہیں میں اہل صفہ کے فقراء مسلمانوں میں سے تھا ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: میرے بعد تمہارا کیا حال ہوگا جب تم گندم کی روٹی اور زیتون سے پیٹ بھر کر کھاؤ گے اور تم (اس کے علاوہ) قسم قسم کے کھانے کھاؤ گے اور طرح طرح کے کپڑے پہنو گے، کیا تم اس وقت بہتری میں ہو گے یا آج ہو؟ ہم نے یک زبان ہو کر کہا ہم اس وقت بہتری میں ہوں گے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ تم آج بہتری میں ہو۔

۱۴۰۰- حضرت واثلہ بن اسقع فرماتے ہیں زمانہ گزر گیا ہم نے مختلف رنگوں کے کھانے کھائے، مختلف انواع کے کپڑے پہنے اور عمدہ قسم کی سواریوں پر سوار بھی ہوئے۔[1]

(۱۲۱) وابصہ بن معبد جہنیؓ[2]

ابن اعرابی کہتے ہیں کہ وابصہ بن معبد جہنیؓ اہل صفہ میں سے تھے، ایوب بن مکرز کہتے ہیں کہ وابصہ بن معبد فقراء کے ساتھ مل بیٹھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میرے بھائی تھے۔ وابصہؓ اور عقبہؓ کا انہی لوگوں کے ساتھ ٹھکانہ رہا۔

۱۴۰۱- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابواسامہ، یزید بن ہارون، حماد بن سلمہ، زبیر ابوعبدالسلام، ایوب بن عبداللہ بن مکرز کی سند سے...... وابصہؓ کی روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور اپنے طور پہ طے کر لیا کہ آپ ﷺ سے ہر قسم کی نیکی اور برائی کے متعلق سوال کروں گا، میں لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے جانے لگا، صحابۂ کرامؓ نے مجھے روکا لیکن میں نے کہا، مجھے چھوڑ دو، میں لوگوں کی رعایت کی بہ نسبت آپ ﷺ کے قریب جانے کو ترجیح دیتا ہوں، ارشاد فرمایا وابصہ! قریب آ جاؤ چنانچہ میں آپ ﷺ کے اتنے قریب پہنچا کہ میرے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں کو مس کرنے لگے، ارشاد فرمایا بتلاؤں تو کیا سوال کرنے آیا ہے؟ میں نے کہا بتلا دیجئے، ارشاد فرمایا تو نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھنے آیا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں جمع کر کے میرے سینے پر ٹھونکیں اور ارشاد فرمایا اے وابصہ! اپنے دل اور اپنے نفس سے پوچھ، نیکی وہ ہے جس پر تیرا دل اور نفس مطمئن ہوں اور بدی وہ ہے جو تیرے نفس میں کھٹکا پیدا کرے اور تیرے سینہ میں تردد لائے۔ اور یہ کہ لوگ تجھ سے پوچھیں اور تو انھیں بتلائے۔[3]

(۱۲۲) ہلال مولیٰ مغیرہ بن شعبہؓ

۱۴۰۲- محمد بن محمد حافظ ابواحمد کرابیسی کی کتاب میں محمد بن ابراہیم بن شعیب غازی بن یحیی ازدی، عبداللہ بن محمد، یوسف بن خباب، عطاء خراسانی کے سلسلہ سند سے...... ابوہریرہؓ کی روایت منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس دروازے سے ضرور ایک ایسا آدمی داخل ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے دیکھتا ہے چنانچہ ہلالؓ اس دروازے سے داخل ہوئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: اے ہلال محمد پر درود پڑھو، تم کس قدر اللہ کے ہاں محبوب اور ذی مرتبہ ہو۔[4]

---

[1] الکنیٰ ۱/ ۱۶۶. کنز العمال ۶۲۲۹. ابن عساکر ۶/ ۲۵۰.

[2] تھذیب الکمال ۶۶۵۸ (۳/ ۳۹۲). طبقات ابن سعد ۷/ ۴۷۶. التاریخ الکبیر ۸/ ۲۶۴۷. الجرح ۹/ ت ۲۰۳. الاستیعاب ۴/ ۱۵۲۳. الکاشف ۳/ ت ۶۱۲۵. الاصابۃ ۳/ ۹۰۸۵.

[3] مسند احمد ۴/ ۲۲۸. مشکل الآثار ۳/ ۳۴. تاریخ ابن عساکر ۳/ ۲۱۲ (التھذیب). الدر المنثور ۲/ ۲۲۵. اتحاف السادۃ المتقین ۱/ ۱۶۰.

[4] کنز العمال ۳۷۵۴۶.

(۱۲۳) یسار ابوفکیہؓ

ابن اعرابی نے محمد بن اسحاق کے حوالے سے صفوان بن امیہ کے آزاد کردہ غلام یسار ابوفکیہ کو اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۴۰۳- حبیب بن حسن، ابن یحییٰ، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد..... محمد بن اسحٰق کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں بیٹھتے تو ان کے پاس صحابہ کرامؓ میں سے کمزور حضرات، خبابؓ، عمارؓ، ابوفکیہؓ، صہیبؓ بن سنان اور ان جیسے دوسرے حضرات صحابہ کرام آ کر بیٹھ جاتے، انھیں دیکھ کر قریش استہزاء کرتے اور آپس میں کہتے: یہ ہیں محمد کے ساتھی جن پر ہمارے علاوہ اللہ نے ہدایت اور حق پرستی کا انعام کیا، اگر محمد ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات بہتر ہوتیں یہ گھٹیا قسم کے لوگ ہم سے سبقت نہ لے جاتے اور نہ ہی اس دین کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہمارے علاوہ انھیں خصوصیت بخشتا: اللہ تعالیٰ نے ان حضرات صحابۂ کرامؓ کے بارے میں آیت نازل فرمائی **" ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ "** (الانعام ۵۲) ان لوگوں کو اپنے سے علیحدہ مت کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اس کی رضا کے متلاشی ہیں۔

عندیہ

شیخ کہتے ہیں: ہم نے اب تک ان حضرات اصحاب صفہ کا تذکرہ کیا ہے جنھیں شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ذکر کیا ہے اور انہیں اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی سے ہماری ملاقات ہوئی ہے۔ شیخ ابوعبدالرحمٰن کو صوفیاء کرام کے مذہب کی عنایت کاملہ حاصل ہے۔ اس سلسلہ میں وہ اسلاف متقدمین کی آراء سے بھی باخوبی واقف ہیں۔ مزید برآں آپ ان کی اقتداء کرنے والے ہیں، ان کے رستہ پر چلنے والے ہیں، ان کے آثار کی بھرپور پیروی کرتے ہیں، طائفہ صوفیاء کرام میں سے جاہلوں اور نفس کے بندوں کو اہل حق صوفیاء کرام سے علیحدہ کرنے والے ہیں۔ ان کی پرزور تردید فرماتے ہیں، چونکہ تصوف کی حقیقت اتباع رسول اللہ ﷺ ہے اور جس چیز کو مشروع کیا گیا ہے اسے عمل میں لانا ہے۔ پھر پیروی ان حضرات کی ہے جو علماء صوفیاء اور آثار کے راوی ہیں اور پائے کے فقہاء ہیں۔ اسی طرح ابوسعید ابن اعرابی رحمہ اللہ نے بھی ان حضرات کا ذکر کیا ہے۔ ابن اعرابی بلند پایہ صوفی، بزرگ، راویٔ حدیث ہیں، صوفیاء اور رواۃ کے حالات میں ان کی بے شمار تصانیف ہیں۔

کتاب کے بقیہ حصہ میں ان شاء اللہ تابعین کے ذکر پر اکتفا کروں گا جیسا کہ ابن اعرابی نے کیا ہے۔ میں ہر جماعت کے ایک طبقہ کے تذکرے پر اکتفا کروں گا اور ان کے اثبات کے لئے حدیث مسند ذکر کروں گا اور زیادہ سے زیادہ ایک یا دو یا تین حکایتیں ذکر کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مستعینا بہ ومعتمدا علیہ اذ ھوالولی والمعین۔

ان حضرات اہل صفہ کا ذکر جنہیں ابوسلمی اور ابن اعرابی نے چھوڑ دیا جبکہ محققین کی ایک مستقل جماعت نے ان حضرات کا اہل صفہ میں ذکر کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱۲۴) بشیر بن خصاصیہؓ[1]

نسب و نام - ان کا نسب یوں ہے بشیر بن معبد بن شراحیل بن سبع بن ضباری بن سدوس، جاہلیت میں ان کا نام نذیر تھا، بعض نے زحم نام کہا ہے۔ جب نبی ﷺ کے پاس ہجرت کر کے تشریف لائے آپ ﷺ نے ان کا نام بشیر تجویز کیا۔

۱۴۰۴-محمد بن عبداللہ شیبن، حسن بن علی بن نصر طوسی، محمد عبدالکریم، ہیثم بن عدی، ابو جناب کلبی، ایاد بن لقیط ذہلی، جہدمہ زوجۂ بشیر بن خصاصیہ کی سند سے......بشیر بن خصاصیہؓ کی روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی پھر مجھ سے میرا نام پوچھا میں نے اپنا نام نذیر بتایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ تیرا نام بشیر ہے پھر مجھے صفہ میں ٹھہرادیا۔

چنانچہ جب بھی آپ ﷺ کے پاس ہدیہ آتا اس میں ہمیں بھی شریک کرتے اور جب آپ ﷺ کے پاس صدقے کی کوئی چیز آتی اسے ہمارے پاس بھجوادیتے ایک رات آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لے گئے، میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا گیا چنانچہ آپ بقیع میں تشریف لے گئے، اور ارشاد فرمایا السلام علیکم اے قوم مومنین! ہم بھی عنقریب تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' تم نے بہت بڑی بھلائی کو پالیا ہے اور ایک طویل شر وفساد پر سبقت لے گئے ہو پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں بشیر ہوں ارشاد فرمایا: کیا تم راضی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے کان، دل اور آنکھوں کو قبیلہ ربیعہ میں سے چن کر اسلام کی طرف مائل کیا، حالانکہ یہی ربیعہ فرس یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر یہ نہ ہوتے زمین اپنے اوپر رہنے والوں کو لے کر اپنی جگہ سے ہٹ جاتی، میں نے کہا یا رسول اللہ جی ہاں، ایسا ہی ہے، ارشاد فرمایا کس چیز نے تمہیں یہاں لانے پر مجبور کیا؟ میں نے کہا خوف ہوا کہیں آپ کو کوئی بچھو، سانپ گزند نہ پہنچائے۔[2]

محمد بن عبدالکریم کہتے ہیں: ربیعہ کے باپ نزار بن معد کے پاس ایک فرس (گھوڑا) ایک چمڑے کا قبہ (خیمہ) اور ایک گدھا تھا اور نزار کے تین بیٹے تھے، بڑے بیٹے ربیعہ کو فرس گھوڑا دے دیا، دوسرے بیٹے مضر کو قبہ دے دیا اور تیسرے کو گدھا دیدیا اسی مناسبت سے ان کو ربیعہ الفرس، مضر حمراء اور ایاد حمار کہا جاتا ہے۔

اسحاق بن ابی اسحاق شیبانی نے اس کو اپنے والد کے توسط سے حضرت بشیر سے مختصراً نقل کیا ہے۔

(۱۲۵) ابو مویہبۃ مولیٰ رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابو مویہبہؓ مسجد نبوی میں رات گزارتے اور اہل صفہ کے ساتھ مل بیٹھتے تھے۔

[1] طبقات ابن سعد ۶/ ۵۰، ۷/ ۵۵. التاریخ الکبیر ۲/ ۱/ ۹۷ الجرح ۱/ ۱/ ۳۷۳. الاستیعاب ۱/ ۱۷۳. اسد الغابۃ ۱/ ۱۹۳. الاصابۃ ۱/ ۱۵۹. تهذیب الکمال ۷۲۶ (۴/ ۱۷۵)

[2] السنن الکبری، کتاب الجنائز باب ۷۸. المستدرک ۴/ ۷۵ ۲. الادب المفرد ۸۲۹. عمل الیوم واللیلۃ ۸۵ اتاریخ ابن عساکر ۳/ ۲۶۹، ۲۷۱. ۱۰/ ۱۲۵. کنز العمال ۳۶۸۶۲، ۳۶۸۶۴.

۱۴۰۵-عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، عبدالعزیز بن یحییٰ حرانی، محمد بن سلمہ، محمد بن اسحاق، ابو مالک بن ثعلبہ، عمر بن حکیم بن ثوبان، عبداللہ بن عمرو بن عاص کی سند سے...... ابومویھبہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ آدھی رات کو میرے پاس آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے کر بقیع کی طرف چلے گئے اور ارشاد فرمایا اے ابومویھبہ! مجھے حکم ملا ہے کہ میں اہل بقیع کے لئے استغفار کروں، چنانچہ آپ ﷺ بقیع میں آئے اور استغفار کیا، پھر ارشاد فرمایا اے اہل بقیع جو صبح تم کرتے ہو وہ تمہارے حق میں لکھی ہوتی ہے بہ نسبت اس صبح کے جو لوگ دنیا میں کرتے ہیں، رات کی تاریکی کی مانند فتنے امڈ آئے ہیں اور ہر بعد والا فتنہ پہلے والے فتنے سے زیادہ خطرناک ہے پھر ارشاد فرمایا اے ابومویھبہ! مجھے دنیا کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں اور یہ بھی اختیار دیا گیا کہ جب تک چاہوں دنیا میں رہوں پھر مجھے جنت دی گئی لیکن اے ابومویھبہ میں نے اپنے رب کی ملاقات اور جنت کو اختیار کیا ہے پھر رسول اللہ ﷺ واپس گھر تشریف لے آئے اور مرضِ وفات میں مبتلا ہو گئے۔[1]

ابوعسیب مولیٰ رسول اللہ ﷺ

ابوعسیبؓ مسجد میں رات بسر کرتے اور اہل صفہ کے ساتھ مل کر بیٹھتے تھے۔

۱۴۰۶-محمد بن سابق بن حسن، اسحاق بن حسن حربی، محمد بن سابق نے حشرج بن نباتہ، ابونصیرۃ کی سند سے...... ابوعسیبؓ کی روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر باہر تشریف لائے میں بھی آپ ﷺ کی طرف نکل آیا آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس سے گزرے انھیں آواز دی وہ بھی باہر نکل آئے پھر آپ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہو گئے اور باغ کے مالک سے گدری کھجور مانگی۔ اس نے کھجوروں کا ایک خوشہ لا کر سامنے رکھ دیا پس انہوں نے کھایا پھر پانی مانگا اور نوش فرمایا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخدا! قیامت کے دن اس خوشے کے متعلق بھی تم سے ضرور سوال کیا جائے گا حضرت عمرؓ نے کھجوروں کا خوشہ اٹھایا اور زمین پر دے مارا آپ ﷺ کے سامنے ساری کھجوریں بکھر گئیں اور کہنے لگے یا رسول اللہ اس خوشے کے متعلق بھی قیامت کے دن ہم سے سوال کیا جائے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا جی ہاں ضرور اس کے متعلق سوال کیا جائے گا صرف تین چیزوں کے متعلق تم سے سوال نہیں کیا جائے گا روٹی کا اتنا ٹکڑا جس سے بھوک مٹ جائے، اتنا کپڑا جس سے ستر پوشی کی جائے اور اتنا جھونپڑا جس میں گرمی سردی میں سر چھپا لیا جائے۔[2]

(۱۲۷) ابوریحانہ شمعون ازدیؓ[3]

ابوریحانہ شمعون ازدی انصاری بہت زیادہ رونے والے تھے اور بہت مجاہدہ کرتے انھیں بھی اہل صفہ میں شمار کیا گیا ہے۔

۱۴۰۷-سلیمان بن احمد، مطلب بن شعیب، عبداللہ بن صالح، عبدالرحمٰن بن شریح ابوشریح، سکندرانی، ابوصباح محمد بن سمیر رعینی ابوعلی ہمدانی کی سند سے...... ابوریحانہؓ کی حدیث مروی ہے کہ وہ (ابوریحانہؓ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھے، ہم نے ایک رات ایک اونچے (بلند) ٹیلے پر گزاری، ہم شدید سردی میں مبتلا ہو گئے حتیٰ کہ بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ سردی سے بچاؤ کی خاطر گڑھا

---

[1] المستدرک ۳/ ۵۶. مسند احمد ۳/ ۴۸۸، ۴۸۹. النسائی ۱/ ۷۴ طبقات ابن سعد ۲/ ۲/ ۹. والکنیٰ للدولابی ۱/ ۵۷. ودلائل النبوۃ للبیھقی ۷/ ۱۶۲. ومجمع الزوائد ۳/ ۵۹.

[2] مسند الامام احمد ۵/ ۸۱. ومجمع الزوائد ۱۰/ ۲۶۷. ومشکاۃ المصابیح ۴۲۵۳ وتفسیر ابن کثیر ۸/ ۴۹۶. وتفسیر الطبری ۳/ ۱۸۶. والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۹/ ۲۵۸. والترغیب والترھیب ۴/ ۱۶۴.

[3] طبقات ابن سعد ۶/ ۳۱۰. والتاریخ الکبیر ۴/ ت ۲۷۲۲. والجرح ۴/ ت ۱۶۱۷. والکاشف ۲/ ت ۲۳۲۷. والمیزان ۲/ ۳۷۴۳. وتھذیب التھذیب ۴/ ۳۶۴. والتقریب ۱/ ۳۵۴.

کھود کر اس میں داخل ہو جاتے، جب آپ ﷺ نے صحابۂ کرام کی یہ کیفیت دیکھی تو ارشاد فرمایا: جو آدمی آج رات ہماری چوکیداری کرے گا میں اس کے لئے فضل و مرتبے کے حصول کی دعا کروں گا، اتنے میں ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ! اس کام کے لئے میں تیار ہوں آپ ﷺ نے پوچھا، تو کون ہے؟ اس نے کہا میں فلاں بن فلاں انصاری ہوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا قریب ہو جا، جب وہ آپ ﷺ کے قریب ہوا آپ ﷺ نے اس کے کپڑوں کا کچھ حصہ ہاتھ میں پکڑ کر دعا کرنی شروع کر دی جب میں نے دعا سنی میں نے بھی اٹھ کر کہا، یا رسول اللہ میں بھی تیار ہوں پھر مجھ سے بھی اسی طرح سوال جواب کیا جس طرح پہلے سے کیا تھا، پھر مجھے بھی اپنے قریب کیا اور میرے لئے بھی دعا فرمائی مگر میرے لئے پہلی دعا کے علاوہ دوسری دعا کی پھر ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگ کو اس پر حرام کر دیا ہے جو اللہ کے راستے میں بیدار رہے اور اس آنکھ پر بھی جو اللہ کے خوف سے آنسو بہائے۔ راوی کہتے ہیں آپ نے ایک تیسری چیز بھی ارشاد فرمائی جو میں بھول گیا۔ ابو شریح کہتے ہیں وہ تیسری چیز: اللہ نے اس آنکھ پر بھی جہنم کی آگ حرام کر دی ہے جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیز۔ ـ کو دیکھنے سے جھک جائے۔[1]

۱۴۰۸- ابو ریحانہ کا تقویٰ اسحاق بن حمزہ، ابراہیم بن یوسف، یحییٰ بن طلحہ یربوعی، ابوبکر بن عیاش حمید کندی، عبادہ بن نسبی کی سند سے...... ابو ریحانہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک ابلیس اپنے تخت کو سمندر پر بچھاتا ہے حالانکہ اس کے ورے پردے ہی پردے ہوتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکی مشابہت ہو جائے پھر اس کا لشکر رات گزارتا ہے اور وہ اعلان کرتا ہے کہ فلاں آدمی کو گمراہ کرنے کا کام کون سرانجام دے گا اسکے دو چیلے کھڑے ہوتے ہیں اور ان سے کہتا ہے میں نے تمہیں ایک سال کی مدت دی، سو اگر تم اسے گمراہ کرنے پر کامیاب ہو گئے میں تمہارے کام میں وسعت کروں گا اور اگر تم ناکام ہوئے میں تمہیں سولی پر چڑھا دوں گا۔[2]

راوی کہتے ہیں ابو ریحانہ کے متعلق کہا جاتا تھا کہ آپ کے بارے میں شیطان اپنے چیلوں کو کئی بار سولی پر چڑھا چکا ہے۔

۱۴۰۹- محمد بن حسن بن قتیبہ یحییٰ بن عثمان، محمد بن حمید، عمیرہ بن عبدالرحمٰن خثعمی، یحییٰ بن حسان بکری کی مسلسل سند سے...... ابو ریحانہ صاحب النبی ﷺ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر (حافظہ سے) قرآن کے جلدی نکل جانے اور مشقت حفظ کی شکایت کی ارشاد فرمایا: جس چیز کو اٹھانے کی تمہارے اندر طاقت نہیں اس کا بوجھ اپنے اوپر کیوں ڈالتے ہو تم کثرت سجود (نماز) کا اہتمام کرو۔[3] ابو عمیرہ کہتے ہیں ابو ریحانہ عسقلان تشریف لائے وہ کثرت سے نماز کا اہتمام کرتے تھے۔

۱۴۱۰- عباس بن محمد بن حاتم، محمد بن مصعب، ابوبکر بن ابو مریم، ضمرہ بن حبیب کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ...... ابو ریحانہ گھر سے کہیں غائب تھے، جب اپنے اہل و عیال کے پاس تشریف لائے شام کا کھانا کھایا اور مسجد کی طرف چلے گئے عشاء کی نماز پڑھی اور گھر واپس پلٹ کر پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور ایک لمبی سورت شروع کر دی، جب وہ سورت ختم ہو جاتی دوسری سورت شروع کر دیتے یہاں تک کہ صبح کر دی اور مؤذن کی آذان سنی مسجد کی طرف نکلنے کے لئے اپنے کپڑوں کی حالت درست کی اتنے میں ان کی اہلیہ کہنے لگیں اے ابو ریحانہ چلو پہلے تم جہاد کرنے گئے تھے اب تو تم تشریف لا چکے ہو کیا تمہارے اوپر میرا کوئی حق نہیں ہے؟ فرمایا ضرور تیرا بھی حق ہے

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب ۱۷ ومسند الامام احمد ۱/ ۳۹۱. والسنن الکبری للبیہقی ۲/ ۷، ۹/ ۱۴۹. ودلائل النبوۃ للبیہقی ۴/ ۲۷۵، ۵/ ۱۲۶. والمعجم الکبیر للطبرانی ۲/ ۱۱۲. ۱۰/ ۲۸۰. والمصنف لابن ابی شیبۃ ۵/ ۳۵۰. ومجمع الزوائد ۱/ ۳۱۸. ونصب الرایۃ ۲/ ۳. وتاریخ ابن عساکر ۶/ ۳۱۸. وتفسیر ابن کثیر ۲/ ۱۷۴. ۵/ ۱۱.

[2] تاریخ ابن عساکر ۶/ ۳۴۳ (التہذیب) وشرح السنۃ ۱۴/ ۴۱۰. وکنزالعمال ۱۲۹۰. والجامع الکبیر ۲۰۴۷.

[3] مجمع الزوائد ۲/ ۲۵۰. والکنیٰ للدولابی ۱/ ۳۰. وتاریخ ابن عساکر ۶/ ۳۴۳ (التہذیب) وکنزالعمال ۲۸۱۹.

لیکن ایک چیز نے مجھے تم سے دور رکھا ہے وہ بولیں: اے ابوریحانہ! بھلا کس چیز نے تمکو مجھ سے دور رکھا؟ ارشاد فرمایا میرا دل مسلسل اس چیز کی تمنا میں رہا جس کے لباس ازواج اور نعمتوں کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے بڑھا چڑھا کر بیان کئے ہیں، میرے دل میں (تیرے بارے میں) خیال تک پیدا نہیں ہوا حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔

(۱۲۸) ابو ثعلبہ خشنیؓ[1]

ابو ثعلبہ خشنیؓ عبادت گزار صحابہؓ میں سے ہیں انھیں بھی اہل صفہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

۱۴۱۱- احمد بن جعفر بن سلم، احمد بن علی الابار، ابوربیع زہرانی، عبداللہ بن مبارک، عتبہ بن ابوحکیم، عمرو بن جاریہ لخمی، ابوامیہ شعبانی کے سلسلۂ سند سے روایت ہے...... ابوامیہ شعبانی کہتے ہیں میں ابو ثعلبہ خشنیؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا: اے ابو ثعلبہ تم اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ **علیکم انفسکم لایضر کم من ضل اذااھتدیتم** " (المائدۃ ۱۰۵) تم اپنے نفسوں کو لازمی پکڑے رکھو جب تم خود ہدایت پہ ہو گے تمہیں کوئی گمراہ نقصان نہیں پہنچا سکتا، کہنے لگے: بخدا، اس آیت کے بارے میں میں نے باخبر ذات یعنی رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا، انھوں نے ارشاد فرمایا تم اچھی باتوں پر عمل کرتے رہو اور بری باتوں سے باز رہو، یہاں تک کہ گھناؤنے بخل، اتباع خواہشات، خوشنما دنیا اور ہر ذی رائے کا اپنی رائے پر مغرور ہونا نہ دیکھ لو، اس وقت تو اپنے ذاتی معاملے کی سوچ بچار کر اور عوام الناس کے معاملہ کو چھوڑ دے چونکہ تمہارے بعد ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اس میں صبر کرنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا انگارے کو مٹھی میں لینا، اس زمانے میں عمل کرنے والے کو پچاس عاملین کا ثواب ملے گا بایں طور کہ وہ پچاس آدمی وہی عمل کرنے والے ہوں۔

اس کے علاوہ روایت میں ہے کہ ابو ثعلبہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ان کے پچاس عاملین کا ثواب ملے گا؟ ارشاد فرمایا نہیں بلکہ تمہارے پچاس عاملین کا ثواب ملے گا۔[2]

۱۴۱۲- محمد بن احمد بن حسن، ادریس بن عبدالکریم، احمد بن حنبل، زید بن یحییٰ دمشقی، عبداللہ بن علاء، مسلم بن مشکم کی سند سے روایت ہے...... ابو ثعلبہ خشنی فرماتے ہیں میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: خبر دیجئے کہ میرے لئے کیا حلال ہے اور میرے اوپر حرام کیا ہے آپ ﷺ نے پہلے مجھے غور سے دیکھا پھر میرے مدعا کی تصدیق کی اور ارشاد فرمایا: جس چیز سے نفس کو سکون ملے اور قلب مطمئن ہو وہ نیکی ہے اور بدی وہ ہے جس سے نفس کو سکون نہ ملے اور نہ ہی دل مطمئن ہو اگرچہ کوئی مفتی تجھے فتوی دے۔[3]

۱۴۱۳- علی بن محمد بن اسماعیل طوسی، محمد بن اسحاق بن خزیمہ، محمد بن ابان، یونس بن بکیر، ابوفروہ یزید بن سنان رہاوی، عروہ بن رویم کے سلسلۂ سند سے روایت ہے...... عروہ بن رویم کہتے ہیں: میں نے ابو ثعلبہ خشنیؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور پھر ازواج مطہرات کے گھروں میں جانے سے پہلے حضرت فاطمہؓ کے گھر پر تشریف لائے حضرت فاطمہؓ نے گرمجوشی سے استقبال کیا اور آپ ﷺ کے چہرہ مبارک اور آنکھوں کو بوسے دینے لگیں، آپؐ نے فاطمہؓ کو روتے دیکھ کر وجہ پوچھی، کہنے لگیں میں آپ کے جسم میں بہتا ہوا خون دیکھ کر رو رہی ہوں، ارشاد فرمایا اے فاطمہؓ اللہ عزوجل نے

---

[1] الاصابة ۴/ ۲۹. والاستیعاب ۴/ ۲۷. وتهذيب التهذيب ۱۲/ ۴۹. والتقريب ۲/ ۴۰۴.

[2] سنن الترمذی ۳۰۵۸. وسنن ابی داؤد ۴۳۴۱. وسنن ابن ماجة ۴۰۱۴ والسنن الكبرى للبيهقی ۱۰/ ۹۲. وشرح السنة للبغوی ۱۴/ ۳۴۷. ومشكاة المصابيح ۵۱۴۴. ومشكل الآثار للطحاوی ۲/ ۶۵، واتحاف السادة المتقين ۷/ ۷. والدر المنثور ۲/ ۳۳۹.

[3] المسند للامام احمد ۴/ ۱۹۴. ۲۲۸. ودلائل النبوة للبيهقی ۶/ ۴۲. ۷/ ۲۹۸. ومجمع الزوائد ۱/ ۱۷۵. والترغيب والترهيب ۲/ ۵۵۸. وتاريخ بغداد ۸/ ۴۴۵. وتخريج الاحياء ۳/ ۴۲ واتحاف السادة المتقين ۶/ ۴۳، ۷/ ۲۹۸. ....

تیرے باپ کوایسا کام سونپ کر مبعوث کیا ہے کہ یہ کام ہر گھر اور خیمے میں جہاں رات پہنچتی ہے داخل ہوگا خواہ عزت سے یا ذلت سے[1]

۱۴۱۴- احمد بن بندار، ابوبکر بن ابو عاصم، عمرو بن عثمان، خالد بن محمد کندی - ابو محمد بن خالد وہبی وابواحمد بن خالد وہبی - ابوراہویہ کی سند سے...... ابوثعلبہ خشنیؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں مجھے امید ہے کہ موت کے وقت اللہ تعالیٰ میرا گلانہیں گھونٹے گا جیسا کہ موت کے وقت تمہارے گلے گھونٹ دیئے جاتے ہیں۔ ابوزاھد کہتے ہیں کہ ابوثعلبہؓ آدھی رات کے وقت نماز پڑھ رہے تھے کہ سجدے کی حالت میں ان کی روح قبض ہوگئی۔ بیٹی نے خواب میں باپ کو مرتے ہوئے دیکھا خوف کی ماری فوراً بیدار ہوئی اور اپنی ماں کوآواز دی کہ میرے ابو کہاں ہیں؟ ماں نے جواب دیا وہ مصلی پر نماز پڑھ رہے ہیں، بیٹی نے باپ کو آواز دی مگر کوئی جواب نہ آیا فوراً آگئی باپ کو جگانا چاہا مگر انھیں سجدے کی حالت میں پایا جب انھیں حرکت دی تو پہلو کے بل گر پڑے چونکہ ان کی روح پرواز کر چکی تھی۔

۱۴۱۵- محمد بن علی بن حشیش اسماعیل بن اسحاق سراج، داؤد بن رشید، ولید بن مسلم کی سند سے روایت ہے کہ...... ابوثعلبہ خشنیؓ فرمایا کرتے تھے، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے وقت میرا گلانہیں گھونٹے گا جیسا کہ تمہارا گلا گھونٹتا ہے۔ راوی کہتے ہیں اسی دوران ابوثعلبہؓ اپنے گھر کے صحن میں بیٹھے تھے کہ اچانک غیبی آواز آئی اے عبدالرحمٰن حالانکہ عبدالرحمٰن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں شہید کردیئے گئے تھے جب انھیں موت کا یقین ہوا فوراً گھر میں نماز کے لئے مقرر جگہ پر تشریف لائے اور سجدے میں گر پڑے چنانچہ ان کی وفات ہوئی، جبکہ وہ سجدے کی حالت میں تھے۔

(۱۲۹) ربیعہ بن کعب اسامیؓ[2]

ربیعہ بن کعب اسامی مسجد نبوی کے مقیمین میں سے ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی خدمت کواپنے لئے لازم کررکھا تھا۔ وہ بھی اہل صفہ میں سے تھے۔

۱۴۱۶- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، عبداللہ بن بکر سہمی، ہشام، یحیی بن ابی کثیر، ابوسلمہ کے سلسلہ سند سے روایت ہے...... ربیعہ بن کعب اسامیؓ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر رات گزارتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کو وضو کے لئے پانی دیتا تھا، میں آپ ﷺ کو رات کے سناٹے میں سمع اللہ لمن حمدہ اور الحمد للہ رب العالمین کہتے ہوئے سن لیتا تھا۔

۱۴۱۷- محمد بن محمد مقری، محمد بن عبداللہ حضرمی، حکم بن موسیٰ، ہقل بن زیاد، اوزاعی، یحیی بن کثیر، ابوسلمہ...... ربیعہ بن کعبؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزارتا اور انھیں وضو کے لئے پانی دیتا، ایک مرتبہ ارشاد فرمایا، کچھ مانگ، میں نے کہا میں جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں، ارشاد فرمایا اس کے علاوہ کچھ اور بھی مانگ لے؟ میں نے کہا میں اسی کو آپ سے دوبارہ مانگتا ہوں ارشاد فرمایا کہ کثرت سجود (نماز) سے میری مدد کرنا، یعنی محض بھروسہ کرکے بیٹھ نہیں جانا بلکہ زیادہ سے زیادہ عبادت بھی کرنا[3]۔

---

[1] المستدرک ۱/ ۴۸۹. و کنز العمال ۶۴ ۲۲۱ ۳. امام حاکم فرماتے ہیں اس روایت کے تمام روات ثقہ ہیں سوائے ابوفروۃ یزید بن سنان کے لیکن ابراہیم بن قیس کی حدیث میں اس کا شاہد اور نظیر موجود ہے لہٰذا یہ روایت قابل اعتبار ہے۔ المستدرک ۱/۴۸۹۔

[2] تھذیب الکمال ۶ ۸۸ ۱ (۹/ ۱۳۹) وطبقات ابن سعد ۴/ ۳۱۳. والجرح والتعدیل ۳/ ۲۱۱۱. والاستیعاب ۲/ ۴۷ ۱۷. والجمع ۱/ ۱۳۶. واسد الغابۃ ۲/ ۱۷۱. والکاشف ۱/ ۳۰۷. والاصابۃ ۱/ ۵۱۱. وتھذیب التھذیب ۳/ ت ۲۲ ۲. والخلاصۃ ۱/ ت ۲۰۴۹.

[3] اس حدیث کی تخریج ماقبل میں گزر چکی۔

(۱۳۰) ابو برزہ اسلمیؓ[1]

ابو برزہ اسلمی نضلہ بن عبیدؓ دنیا سے کنارہ کش اور ذکر اللہ میں بڑے مشہور تھے، صفہ میں داخل ہوئے اور اہل صفہ کے ساتھ گھل مل گئے۔

۱۴۱۸-حبیب بن حسن، عمرو بن حفص سدوسی، عاصم بن علی، ابو اشہب، ابو حکم......ابو برزہؓ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے، مجھے تمہارے پیٹوں اور شرمگاہوں کے بارے میں مالداری کی ہوس اور خواہشات کا خوف ہے۔[2]

۱۴۱۹-ابو بکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ہوذہ بن خلیفہ، عوف اعرابی کی سند سے روایت ہے......ابو منہال کہتے ہیں حوادثات زمانہ نے جب ابن زیاد کو لا کھڑا کیا، مروان شام میں پہنچ گیا، ابن زبیر مکہ میں آ گئے اور وہ حضرات جنہیں قراء کے لقب سے پکارا جاتا تھا بصرہ میں آ گئے تو میرے والد شدید غم میں مبتلا ہو گئے اور مجھ سے کہا رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ میں سے اس آدمی یعنی ابو برزہ اسلمیؓ کے پاس چلا جا چنانچہ میں اپنے والد کے ہمراہ ابو برزہؓ کے گھر آ گیا، چنانچہ دیکھا کہ ابو برزہ شدت بو سے بچنے کے لئے نرکل کے بنے ہوئے ایک سائبان میں بیٹھے ہیں۔ میں بھی ان کے پاس جا بیٹھا، میرے والد نے بات کرنے میں ابتدا کی تا کہ ابو برزہؓ بھی بات کریں، کہا اے ابو برزہ! آپ آجکل کے حالات کو نہیں دیکھ رہے؟ ابو منہال کہتے ہیں ابو برزہؓ نے جواب میں سب سے پہلی بات جو کہی تو فرمایا: بے شک میں اللہ کے ہاں باعث ثواب سمجھتا ہوں کہ میں قریش کے قبیلوں پر غضبناک ہو جاؤں، اور تمہیں جہالت کمتری رسوائی اور گمراہی جیسے حالات کا سامنا ہے تم جماعت عرب ان حالات سے بخوبی واقف ہو بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی دولت سے مالا مال کیا ہے اور تمام مخلوق کے سرتاج محمد ﷺ سے تمہیں سرفراز کیا حتی کہ تم اس حالت کو پہنچ گئے جس کا تم مشاہدہ کر رہے ہو اسی دنیا نے تمہارے اندر بربادی کو جنم دیا ہے۔ اور وہ شخص (مروان) جو شام میں ہے اللہ کی قسم محض دنیا داری کے لئے قتال کر رہا ہے اور وہ حضرات جنہیں تم اپنے قراء (عبادت گزار) سمجھتے ہو بخدا وہ بھی دنیا کی خاطر لڑ رہے ہیں۔

ابو منہال کہتے ہیں جب ابو برزہؓ نے ہر ایک کی اچھی طرح سے خبر لی تو میرے والد نے ان سے پوچھا، پھر آپ اس وقت کیا حکم دیتے ہیں؟ ارشاد فرمایا میں آج لوگوں میں بہتر کسی کو نہیں پایا صرف زمین پر پٹک دینے والی ایک جماعت ہے جو اپنے بطون کو لوگوں کے اموال سے بھرنا اور اپنے آپ کو ان کے خون سے رنگنا چاہتے ہیں۔

مبارک بن فضالہ نے ابی منہال سے اس کے مثل روایت نقل کی ہے۔

۱۴۲۰-ابراہیم بن نائلہ، شیبان، ابو ہلال، جابر بن عمرو کی سند سے روایت ہے کہ......ابو برزہ اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ اگر ایک آدمی اللہ کے راستے میں جھولیاں بھر بھر کر خیرات کر رہا ہو اور دوسرا اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر اللہ کرنے والا خیرات کرنے والے سے افضل ہے۔

(۱۳۱) معاویہ بن حکم سلمیؓ[3]

معاویہ بن حکم سلمی بھی صفہ میں رہتے تھے۔

۱۴۲۱-عبدالملک بن حسن معدل سقطی، ابو بردہ فضل بن محمد حاسب، عبداللہ بن عمر ابو عبدالرحمٰن، عمر بن محمد، صلت بن دینار، یحیٰی بن ابو کثیر،

---

[1] تهذيب التهذيب ١٠ / ٤٤٦. والتقريب ٢ / ٣٠٣ والاصابه ٣ / ٥٥٦. والاستيعاب ٣ / ٥٤٣. ٤ / ٢٤.

[2] مسند الامام احمد ٤ / ٩١. ٤٢٠. ٤٢٣. ٤٢٣. والكنى للدولابى ١ / ٥٤ ا.

[3] التاريخ الكبير ٧ / ت ١٤٠٦. والجرح ٨ / ت ١٨٢٠. والاستيعاب ٣ / ١٤١٤. واسد الغابة ٤ / ٣٨٤. والكاشف ٣ / ت ٥٦١٣. والاصابة ٣ / ت ٨٠٦٤. والتقريب ٢ / ٢٥٨. والخلاصة ٣ / ت ٧٠٤٣.

ھلال بن ابی میمونہ، عطاء بن یسار کی سند سے...... معاویہ بن حکمؓ کی روایت ہے کہ ہم جماعت صحابہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ کسی انصاری کو ایک مہاجر کے ساتھ بھیج رہے تھے اور کسی انصاری کے ساتھ دو کو اور کسی کے ساتھ تین کو آخر میں ہم چار آدمی باقی بچ گئے اور پانچویں خود رسول اللہ ﷺ تھے۔ ارشاد فرمایا ہمارے ساتھ چلو، جب ہم آگئے تو حضرت عائشہؓ سے فرمایا، اے عائشہ ہمیں (شام کا) کھانا کھلاؤ، وہ چکی کے پیسے ہوئے آٹے سے پکی روٹیاں لے آئیں۔ جب کھالیں ارشاد فرمایا اے عائشہ ہمیں کچھ اور کھلاؤ وہ حیسۃ (کھجور اور گھی سے تیار کردہ کھانا) لے آئیں وہ بھی ہم نے کھایا پھر ارشاد فرمایا اے عائشہ! ہمیں کچھ پینے کے لئے دو۔ وہ دودھ سے بھرا برتن لے آئیں ہم نے دودھ پیا، پھر فرمایا اے عائشہ ہمیں پانی پلاؤ وہ پانی سے بھرا مشکیزہ اٹھا لائیں ہم نے جی بھر کر پانی پیا آپ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا جو مسجد میں جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے اور جو یہاں رات گزارنا چاہتا ہے وہ یہاں رہے، ہم نے کہا: ہم مسجد میں جائیں گے، معاویہ بن حکمؓ کہتے ہیں اسی دوران میں مسجد میں اپنے پیٹ کے بل سو رہا تھا آدھی رات کے وقت کسی آدمی نے میرے سینے پر لات ماری، میں نے جلدی سے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے ارشاد فرمایا اوپر اٹھ، اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے ہیں [1]

شیخؒ کہتے ہیں اس حدیث کو اوزاعی، ہشام اور شیبان نے بھی یحییٰ بن ابی کثیر، ابوسلمہ، طخفہ، ابوطخفہ کی سند سے بمثل مذکور بالا کے روایت کیا ہے۔

☆☆☆

[1] فتح الباری ۱۱/ ۲۸۶. والمستدرک ۴/ ۲۷۰. ۲۷۱. والمعجم الکبیر للطبرانی ۸/ ۳۹۳. ومسند الامام احمد ۳/ ۴۳۰، ۵/ ۴۲۶. وصحیح ابن حبان ۱۹۶۰ (موارد)

حضور ﷺ کے عزیز و اقارب

شیخؒ کہتے ہیں اہل صفہ نبی ﷺ کے بعد آپ کے عزیز و اقارب اور دیگر اکابر صحابہ کی زیارت کے لئے آتے اور ان کے خصائل حمیدہ سے برکتیں حاصل کرتے اور اپنے آپ کو اسراف اور خود آرائی سے بچاتے تھے۔

۱۴۲۲-سلیمان بن احمد، جعفر بن سلیمان نوفلی، ابراہیم بن حمزہ زبیری، عبدالعزیز بن محمد دراوردی، زید بن اسلم، وہ اپنے باپ اسلم سے سند متصل کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ...... عمر بن خطابؓ نے حضرت علیؓ کو صفہ میں بلایا اور ان کے ساتھ سرگوشی کی پھر حضرت علیؓ صفہ میں واپس آئے اور عباسؓ عقیلؓ اور حسینؓ کے ساتھ ام کلثوم کے حضرت عمرؓ کے ساتھ نکاح کرنے کے متعلق مشورہ کیا، پھر حضرت علیؓ فرمانے لگے کہ مجھے حضرت عمرؓ نے خبر دی ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ قیامت کے دن ہر طرح کا تعلق اور رشتہ منقطع ہو جائے گا صرف میرا تعلق اور رشتہ باقی رہے گا۔[1]

شیخؒ کہتے ہیں کہ اسی طرح نبی ﷺ کے اہل بیت اور ان کی اولاد، اہل صفہ کے فقراء کے ساتھ دوستی سے پیش آتے تھے، اور نبی ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے، اور ان کی سنتِ مطہرہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اہل صفہ کے ساتھ اکثر مل بیٹھتے اور ان کے ساتھ مجالست کرتے۔ حضرت حسن بن علیؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ اپنا زیادہ وقت اہل صفہ کے ساتھ گزارتے تھے۔ چونکہ یہ حضرات اہل صفہ کے ساتھ مجالست اور دوستی کو عین دین، باعثِ شرافت اور نسبت رسول اللہ ﷺ کا ذریعہ سمجھتے تھے، اور اہل صفہ کی دعاؤں کو غنیمت سمجھتے اور انکی عادات و آداب کو اپنانا اپنی شرافت سمجھتے تھے، صحابہؓ بھی اہل صفہ کے ساتھ اختلاط اور ان کی دعائیں لینے کو غنیمت سمجھتے تھے۔

۱۴۲۳-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن عبید بن حساب، جعفر بن سلیمان، ثابت بنانی کی سند سے حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ہم ایک دوسرے کے لئے دعا کیا کرتے تھے چونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر نیک لوگوں سے دعائیں لینا لازم کر دیا ہے کیونکہ وہ نیک لوگ راتوں کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزے رکھتے ہیں اور ان سے فسق و فجور کی کوئی بات سرزد نہیں ہوتی۔

۱۴۲۴-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن عبید بن حساب، جعفر بن سلیمان، بسطام بن مسلم کی سند سے...... معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ والد صاحب نے کہا اے بیٹے جب تم ایسے لوگوں میں بیٹھے ہو جو اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں اثنائے مجلس میں تمہیں کوئی ضرورت پیش آئے تو اٹھتے وقت انھیں سلام کرو، چونکہ جب تک وہ بیٹھے رہیں گے تو ان کا برابر شریک رہے گا۔

(۱۳۲) حسن بن علیؓ[2]

جنتی نوجوانوں کے سردار، مخلوق کے محبوب، حکیم مقرب حسن بن علیؓ میں بے شمار صوفیانہ خصلتیں تھیں اور ان کے کلام میں تصوف کی جھلکیاں نمایاں تھیں اور وہ خود عالی شان، بلند مقام کے مالک تھے۔

---

[1] المستدرک ۳/ ۱۴۲. والسنن الکبری للبیھقی ۷/ ۱۱۴. والمعجم الکبیر للطبرانی ۳/ ۳۶. ۱۱/ ۲۴۳. والمطالب العالیۃ ۴۲۵۸. ومجمع الزوائد ۴/ ۲۷۱. ۲۷۲. ۹/ ۱۷۳. ۱۷۴.

[2] الاصابۃ ۱/ ۳۲۸. والاستیعاب ۱/ ۳۶۹. وتھذیب التھذیب ۲/ ۲۹۵. والتقریب ۱/ ۱۶۸. وتھذیب الکمال ۴۸ ۱۲ (۶/ ۲۲۰) والتاریخ الکبیر ۲/ ت ۲۴۹۱. والکاشف ۱/ ۲۲۴ وسیر النبلاء ۳/ ۲۴۵.

۱۴۲۵-محمد بن احمد بن حسن، قاضی یوسف، ابوولید طیالسی، مبارک بن فضالہ، حسن، ابوبکرۃ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کو نماز پڑھا رہے تھے سجدے میں گئے ہی تھے کہ اتنے میں حسنؓ آ گئے وہ ابھی چھوٹے بچے تھے آپ ﷺ کی کمر یا گردن پر چڑھ بیٹھے آپ ﷺ نے انھیں آہستہ سے اوپر اٹھالیا جب نماز پوری کرلی صحابہ اجمعین کہنے لگے، یارسول اللہ! آپ اس بچے سے اس انداز سے پیش آتے ہیں کہ کسی اور سے اس طرح پیش نہیں آتے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ میرا پھول اور جنت کے نوجوانوں کا سردار ہے، عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔[1]

اس روایت کو حسن سے یونس بن عبید، منصور بن زاذان، علی بن زید، اشعث اور ابوموسیٰ اسرائیل نے روایت کیا ہے۔

۱۴۲۶-عبداللہ بن جعفر یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، عدی بن ثابت کی سند سے روایت ہے کہ... حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حسنؓ کو کاندھے پر اٹھائے ہوئے فرماتے دیکھا: جو مجھ سے محبت کرتا ہو وہ حسنؓ سے بھی محبت کرے۔[2]

اس روایت کو اشعث بن سوار اور فضیل بن مرزوق نے عدی سے بھی نقل کیا ہے۔

۱۴۲۷-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، ہشام بن سعد، وتعیم کی سند سے روایت ہے کہ..... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: میں نے جب بھی حسنؓ کو دیکھا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، وہ اس لئے کہ ایک مرتبہ حسنؓ دوڑتے ہوئے آئے اور رسول اللہ ﷺ کی گود میں بیٹھ گئے اور ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک میں بچکانہ چھپٹہ چھاڑ کرنے لگے اور رسول اللہ ﷺ حضرت حسنؓ کا منہ کھولتے اور اپنے منہ مبارک کو ان کے منہ میں لے جاتے پھر ارشاد فرمایا، اے میرے اللہ! میں حسن سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر، رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات ارشاد فرمائے۔[3]

۱۴۲۸-سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، ابن منذر، عثمان بن سعید، محمد بن عبداللہ ابورجاء حبطی، شعبہ بن حجاج، ابواسحاق، ہمدانی، حارث کی سند سے روایت ہے کہ..... حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ سے ذیل میں دی گئی چیزوں کے متعلق سوال کیا۔

حضرت علیؓ	حضرت حسنؓ
اے بیٹے راست بازی کیا ہے؟	اے اباجان اچھائی سے برائی کو مٹانا راستبازی ہے۔
شرف کیا ہے؟	قبیلہ پروری اور جرأت۔
مروّت کیا ہے؟	عفت مآبی اور مال کی درستی۔
مہربانی کیا ہے؟	تھوڑے پر نظر رکھنا اور نظر حقارت سے باز رہنا۔
ملامت کیا ہے؟	آدمی کا اپنے کو چھوڑ کر دوسرے کو الزام دینا۔
سماحت (سخاوت) کیا ہے؟	مالداری و تنگدستی میں خرچ کرنا۔
بخل کیا ہے؟	جو تیرے پاس ہو اسے عظیم سمجھے اور جو خرچ کرے اسے تلف ضائع سمجھے۔
بھائی چارہ کیا ہے؟	بیماری و تندرستی میں غمگساری کرنا۔

---

[1] السنن الکبریٰ للبیهقی ۶/ ۱۶۵ . ۷/ ۶۳، ۸/ ۱۷۳ . ومسند الحمیدی ۷۹۳ . والمصنف لابن ابی شیبۃ ۱۲/ ۹۶، ۱۵/ ۹۶ . والمعجم الکبیر للطبرانی ۳/ ۲۳. صحیح البخاری اور سنن کی دیگر کتب میں اس روایت کے مختلف الفاظ مروی ہیں۔

[2] المستدرک ۳/ ۱۷۴ . والمصنف لابن ابی شیبۃ ۱۲/ ۹۹ . ومسند الامام احمد ۵/ ۳۶۶. والتاریخ الکبیر للبخاری ۳/ ۲۲۸. وکنز العمال ۳۷۶۴۹، ۳۷۶۵۰.

[3] صحیح البخاری ۵/ ۳۳، ۷/ ۲۰۵ . وصحیح مسلم ۱۸۸۲ وغیرهما.

جبن (سستی) کیا ہے؟ دوست پر بہادری دکھانا اور دشمن سے بھاگ جانا۔
غنیمت کیا ہے؟ تقویٰ میں رغبت اور دنیا سے بے رغبتی غنیمت ہے
بردباری کیا ہے؟ غصے کو پی جانا اور نفس پر قابو پالینا۔
غنیٰ کیا ہے؟ اللہ کے دیئے پر نفس کو راضی رکھنا بے شک اصل غنیٰ تو نفس کا غنی ہے۔
فقر کیا ہے؟ نفس کا ہر چیز پر حریص ہونا۔
قوت وطاقت کیا ہے؟ لڑائی کی شدت میں اور طاقتوروں کے مقابلہ میں جم جانا۔
ذلت کیا ہے؟ بہادری دکھانے کے وقت گھبرا جانا
عاجزی کیا ہے؟ ڈاڑھی سے کھیلنا اور باتوں کے دوران تھوک کا کثرت سے آنا۔
جرأت کیا ہے؟ ہم عمروں کی موافقت
تکلف وکلفت کیا ہے؟ لایعنی باتیں کرنا۔
بزرگی کیا ہے؟ عزم اور نیک جگہ میں عطاء کرنا اور جرم کی جگہ میں روکنا۔
عقلمندی کیا ہے؟ جو کچھ تو نے جمع کیا ہے دل کا اس کو یاد رکھنا عقلمندی ہے۔
اختلاف کیا ہے؟ دشمنیوں کو آگے رکھنا اور باتوں کو بلند کرنا۔
چمک، خوبصورتی کیا ہے؟ اچھے کام کرنا برے کام چھوڑنا۔
دانش مندی کیا ہے؟ بردباری کرنا اور حاکموں کے ساتھ نرمی کرنا۔
بے وقوفی کیا ہے؟ ڈھٹائی کی اتباع اور گمراہوں کی مصاحبت
غفلت کیا ہے؟ اچھائی کو چھوڑ کر برائی کے پیچھے پڑ جانا۔
حرمان کیا ہے؟ تیرا حصہ تجھ کو پیش کر دیا جائے اور تو اس کو چھوڑ دے۔
سرداری کیا ہے؟ اپنے مال میں حماقت کرنے والا، اپنی عزت کا خیال نہ رکھنے والا جسے گالی دی جائے اور وہ جواب نہ دے اور قبیلے کے معاملہ میں پریشان سردار ہے۔

حضرت علیؓ یہ جوابات سن کر کہنے لگے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جہالت سے بڑھ کر کوئی فقر نہیں اور عقلمندی سے بڑھ کر کوئی مال نہیں ہے[1]

۱۴۲۹-سلیمان بن احمد، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبہ، یزید بن حمیر، عبدالرحمٰن بن جبیر بن نضیر، جبیر بن نفیر کی سند سے روایت ہے کہ...... جبیر بن نفیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسنؓ سے کہا، لوگ کہتے ہیں کہ آپ خلافت کے خواہشمند ہیں؟ ارشاد فرمایا سارے کا سارا عرب میرے ہاتھ میں تھا جس سے میں لڑتا وہ بھی لڑتے، جس سے میں صلح کرتا وہ بھی کرتے میں محض اللہ کی رضا کی خاطر اور امت محمد ﷺ کی جانوں کو محفوظ رکھنے کی خاطر خلافت سے دستبردار ہوں۔

۱۴۳۰-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، عبید اللہ بن سعد، سفیان بن عینیہ، مجالد کی سند سے...... امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت حسن بن

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۳/ ۶۸ . وکنزالعمال ۴۴۱۳۵. ۴۴۲۳۷. ۴۴۳۸۹ . وتاریخ ابن عساکر ۴/ ۲۲۱ (التھذیب) ومجمع الزوائد ۱۰/ ۲۸۳. وکشف الخفاء ۲/ ۴۹۹. والبدایہ والنہایۃ ۴/ ۸۰ .

علیؓ کے پاس گیا جب انھوں نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ کچھ عطیہ پر صلح کر لی تھی حضرت معاویہؓ نے کہا کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کے سامنے خلافت سے دست برداری کا اعلان کرو اور خلافت کو میرے سپرد کرو، (چنانچہ حضرت حسنؓ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا امابعد! بے شک بہترین عقلمندی پرہیز گاری ہے اور فجور بدترین حماقت ہے، بے شک مسئلہ خلافت میں میرا معاویہ کے ساتھ اختلاف رہا ہے یا تو معاویہ مجھ سے زیادہ خلافت کے حقدار تھے تو میں خلافت سے دست کش ہو چکا ہوں اور معاویہ کو اپنا حق مل چکا اور اگر معاویہ کی بنسبت مسئلہ خلافت کا میں زیادہ حقدار تھا تو سن لو میں اصلاحِ امت اور اُن کی جانوں کی حفاظت کی خاطر دستبردار ہو چکا ہوں، یقیناً میں جانتا ہوں کہ ہو سکتا ہے خلافت تمہارے لئے باعث فتنہ بنے اور کچھ وقت کے لئے متاع ہو (سامان دنیا) ہو۔

۱۴۳۱......احمد بن محمد بن حارث بن حلف ابوبکر، احمد بن محمد بن سعید، محمد بن احمد بن حسن، کی سند سے روایت ہے کہ......ابان بن طفیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو حضرت حسنؓ سے فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے جسم کے اعتبار سے دنیا میں رہو اور اپنے دل کے اعتبار سے آخرت میں رہو۔

۱۴۳۲-عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن نصیر، اسماعیل بن عمرو، عباس بن فضل، قاسم بن عبدالرحمٰن، محمد بن علی کی سند سے روایت ہے کہ ......حضرت حسنؓ نے ارشاد فرمایا مجھے اپنے رب سے حیاء آتی ہے کہ میں اس سے ملاقات کروں حالانکہ میں اس کے گھر کی طرف کبھی چلا نہ ہوں چنانچہ بیس مرتبہ مدینہ سے پیادہ پا بیت اللہ کی طرف چلے۔

۱۴۳۳-ابواحمد محمد بن احمد بن اسحاق انماطی، احمد بن سہل بن ایوب، خلیفہ بن خیاط، عبداللہ بن داؤد، مغیرہ بن زیاد، ابن نجیح کی سند سے روایت ہے کہ......حضرت حسن بن علیؓ نے پاپیادہ حج کیا اور اپنا آدھا مال اللہ کے راستے میں تقسیم کیا۔

۱۴۳۴-محمد بن احمد بن اسحٰق، احمد بن سہل بن ایوب، خلیفہ بن خیاط، عامر بن حفص، شہاب بن عامر کی سند سے روایت ہے کہ حضرت حسن بن علیؓ نے دومرتبہ اپنا آدھا آدھا مال اللہ کے راستے میں صدقہ کیا حتیٰ کہ اپنا ایک جوتا بھی دے دیا۔

۱۴۳۵-عبداللہ بن محمد، حسن بن علی بن نصر، زبیر بن بکار، عمی، علی بن یزید بن جدعان کی سند سے روایت ہے کہ......حضرت حسنؓ نے دومرتبہ اپنا کل مال اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیا اور تین مرتبہ اپنا آدھا مال صدقہ کیا حتیٰ کہ ایک جوتہ دے دیا ایک رکھ لیا اور ایک موزہ صدقہ کر دیا ایک رکھ لیا۔

۱۴۳۶-محمد بن ابراہیم، حصین بن حماد، سلیمان بن سیف، سلم بن ابراہیم، قرہ بن خالد کی سند سے روایت ہے......قرہ بن خالد کہتے ہیں میں نے محمد بن سیرین کے گھر کھانا کھایا جب میں سیر ہو گیا تو کھانے سے ہاتھ اٹھالیا اور ہاتھ میں رومال لے لیا۔ محمد بن سیرین کہنے لگے کہ حسن بن علیؓ فرماتے تھے کھانا بڑی ہلکی چیز ہے۔ اس سے کہ کھانے میں تقسیم کی جائے۔

۱۴۳۷-سلیمان بن احمد، حسین بن اسحاق، عثمان بن ابی شیبہ، عبدالاعلیٰ ہشام بن جمال کی سند سے روایت ہے کہ......محمد بن سیرین کہتے ہیں: حسن بن علیؓ نے ایک خاتون سے شادی کی تو اس کے پاس بطور مہر کے ایک سو کنیزیں بھیجیں ہر کنیز کے پاس ایک ہزار درہم تھے۔

۱۴۳۸-سلیمان بن احمد، اسحاق بن ابراہیم، عبدالرزاق، سفیان، ثوری عبدالرحمٰن بن عبداللہ، عبداللہ، حسن بن سعد، سعد کی سند سے روایت ہے کہ......حسن بن علیؓ نے بطور تحفہ کے دو عورتوں کو بیس ہزار درہم اور شہد کے بہت سارے مشکیزے دیئے، اس عطیہ کو کم سمجھ کر ایک کہنے لگی (راوی کہتے ہیں وہ حنفیہ ہو سکتی ہے) متاع قلیل من حبیب مفارق ......یعنی جدا ہونے والے دوست کی طرف سے بہت کم عطیہ ملا ہے۔

۱۴۳۹-محمد بن علی، ابوعروبہ حرانی، سلیمان بن عمر بن خالد، ابن علیہ، ابوعون، عمیر بن اسحاق، کی سند سے روایت ہے کہ......عمیر بن اسحاق کہتے ہیں میں اور ایک اور آدمی حضرت حسن بن علیؓ کے پاس ان کی عیادت کرنے آئے۔ حسنؓ فرمانے لگے، اے آدمی! مجھ سے

مانگ! کہا بخدا ہم آپ سے اس وقت تک نہیں مانگیں گے جب تک اللہ آپ کو عافیت نہ بخشے، حضرت حسن تھوڑی دیر کے لئے اندر تشریف لے گئے اور پھر باہر آ کر ارشاد فرمایا: اس سے پہلے کہ تم مجھ سے نہ مانگ سکو اس سے پہلے پہلے مجھ سے مانگ لو۔ اس نے کہا بلکہ اللہ آپ کو پہلے صحتیاب کرے پھر ہم آپ سے مانگیں گے۔ ارشاد فرمایا میں دل برداشتہ ہوں، مجھے کئی مرتبہ زہر پلایا گیا مگر اس مرتبہ زہر نے کچھ زیادہ اثر کر دیا ہے۔ پھر میں دوسرے دن حضرت حسنؓ کے پاس گیا وہ زندگی کے آخری مراحل میں تھے حضرت حسینؓ پاس تھے۔ کہا اے بھائی آپ زہر پلانے کے سلسلے میں کس کو ملوث سمجھتے ہیں؟ ارشاد فرمایا کیوں؟ تا کہ تم اسے قتل کر دو؟ کہا جی ہاں ارشاد فرمایا جس کے بارے میں مجھے گمان ہے اگر حقیقت میں وہی مجھے زہر پلانے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے خوب بدلہ لینے والا ہے۔ اور اگر اس کے بارے میں میرا محض گمان ہی ہو تو مجھے پسند نہیں کہ بری الذمہ کو میرے بدلے میں قتل کیا جائے۔ بس اتنی بات کہی تھی کہ ان کی روح پرواز کر گئی۔

۱۴۴۰-سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، عثمان بن ابوشیبہ، ابواسامہ سفیان بن عینیہ، رقبہ بن مصقلہ کی سند سے روایت ہے کہ...... جب حضرت حسنؓ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو فرمایا مجھے صحراء کی طرف لے جاؤ تا کہ میں ملکوتِ سماویہ میں غور کر سکوں، جب انھیں خدام باہر لے گئے فرمانے لگے، اے میرے رب! میں اپنی جان کو تیرے دربار میں باعث ثواب سمجھتا ہوں بے شک جان کنی کا عالم میرے اوپر بہت گراں گزر رہا ہے، چنانچہ حضرت حسنؓ اپنی جان کو اللہ کے ہاں باعث اجر و ثواب سمجھتے تھے۔

اہل صفہ کے ساتھ حضرات صحابۂ کرامؓ کا لگاؤ...... شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں، حضرت حسنؓ اہل بیت میں سے تھے اور فقراء اہل صفہ کے نگران بھی تھے۔ حسنؓ بن علیؓ اور جعفرؓ بن ابی طالب نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اہل صفہ کے ساتھ کثرت کے ساتھ مجالست کرتے تھے۔ چونکہ اہل صفہ کے ساتھ مجالست کا انھیں حکم دیا گیا تھا۔

اسی طرح نبی ﷺ کے بعد صحابۂ کرامؓ اجمعین اہل صفہ سے محبت کرتے، ان کے پاس اٹھتے بیٹھتے اور ان کے ساتھ مجالست کو باعث ثواب سمجھتے تھے، یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ اہل صفہ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کو ثواب سمجھتے تھے، اور ان کے اختلاط کو بلندی مقام سے تعبیر کرتے اور ان سے جدائی کو برے حال سے گردانتے تھے، جیسا کہ حسین بن علیؓ کے خیالات کو ذیل میں حکایت کیا گیا ہے:

۱۴۴۱-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، زبیر بن بکار، محمد بن حسن کی سند سے روایت ہے کہ...... جب شر پسند لوگوں نے حضرت حسینؓ پر دھاوا بول دیا تو آپ تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا تم دیکھ رہے ہو کہ فتنہ ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے۔ دنیا تبدیل اور اجنبی ہو چکی ہے، اس کی اچھائیاں بھاگ رہی ہیں، حتیٰ کہ اچھائی دنیا میں ایسے ہی باقی رہ گئی ہے جیسا کہ بچا ہوا پانی۔ دنیا میں زندگی گزارنا ایسا ہی ہے جیسا کہ چوپائے کو مضرِ صحت چراگاہ میں چھوڑ دیا جائے، کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ حق پر کچھ عمل نہیں کیا جا رہا اور باطل کی پرستش کی جا رہی ہے، مومن آدمی تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات میں رغبت رکھتا ہے۔ میں تو موت کو باعثِ سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کو باعث جرم سمجھتا ہوں۔

صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن

(۱۳۳) فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ[1]

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں آپ رضی اللہ عنہا بزرگ، پاکباز، سیدہ بتول، جگر گوشہ رسول اللہ ﷺ، اولاد میں آپ ﷺ کو سب سے پیاری اور آپ ﷺ کی رحلت کے بعد آپ ﷺ سے سب سے پہلے ملنے والی ہیں۔ دنیا اور آسائش دنیا سے کنارہ کش تھیں، اور دنیا کی آفات وعیوب سے باخوبی واقف تھیں۔

کہا گیا ہے وفاق میں ثبات اور لحاق میں قطعیت کا نام تصوف ہے۔

۱۴۴۲- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، ابوعوانہ، فراس، بن یحیٰ، شعبی، مسروق، کی سند سے روایت ہے کہ...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ہم (ازواج مطہرات) سب کی سب نبی ﷺ کے پاس ان کی مرض وفات میں موجود تھیں کہ اتنے میں حضرت فاطمہؓ آگئیں (ان کی چال نبی ﷺ کی چال سے بہت مشابہ تھی) جب نبی ﷺ نے انھیں دیکھا تو فرمایا میری بیٹی خوش آمدید، چنانچہ آپ ﷺ نے انھیں اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھا دیا، پھر ان سے سرگوشی کی جسکی وجہ سے وہ رو پڑیں میں آپ ﷺ کی ازواج میں موجود تھی میں نے فاطمہؓ سے کہا، بھلا وہ کونسا راز ہے جس سے نبی ﷺ نے تمہیں کو خاص کیا ہے، جسے تم سن کر رو بھی پڑیں پھر رسول اللہ ﷺ نے تم سے سرگوشی کی تو تم ہنس پڑیں، میں نے فاطمہؓ سے کہا میں تمہیں اپنے اس حق کی قسم دیتی ہوں جو میرا تمہارے اوپر ہے کہ مجھے اس راز کے بارے میں بتلاؤ کہنے لگیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشاء نہیں کروں گی، خیر جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی میں نے دوبارہ حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہنے لگیں ہاں اب بتائے دیتی ہوں میرا رونا اس وجہ سے تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جبرئیل امین سال میں صرف ایک مرتبہ مجھے قرآن سنایا کرتے تھے مگر اس سال انھوں نے مجھے دو مرتبہ قرآن سنایا ہے، جس سے میں سمجھتا ہوں کہ میری وفات کا وقت اب قریب آچکا ہے چنانچہ میں یہ بات سن کر رو پڑی، پھر مجھ سے ارشاد فرمایا: اللہ سے ڈرتی رہو اور صبر سے کام لو میرا تم سے پہلے جانا تمہارے لئے بہتر ہے۔

پھر ارشاد فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام جہانوں اور اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟ میں یہ بات سن کر ہنس پڑی۔[2]

جابر جعفی نے شعبی سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔ جابر نے ابی طفیل عن عائشہ سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔ عروہ بن زبیر، ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن، یحیٰ بن عباد نے عائشہؓ سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔ فاطمہ بنت الحسین وعائشہ بنت فاطمہ نے بھی حضرت عائشہؓ سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۱۴۴۳- محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، احمد بن یونس، لیث بن سعد، ابن ابی ملیکہ کی سند سے روایت ہے کہ...... مسور بن

---

[1] تهذيب الكمال ۹۹ ۸۷ (۳۵ / ۲۴۷) والاستيعاب ۴/ ۳۹۳ ۱۸. وطبقات ابن سعد ۷/ ۲۳ ۴.

[2] صحيح مسلم كتاب فضائل الصحابة ۹۸ . وصحيح البخاری ۸/ ۷۹ . والمستدرک ۳/ ۱۵۶ . وفتح الباری ۱۱/ ۸۰

مخرمہؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک فاطمہ میری بیٹی اور میرا گوشہ جگر ہے جس نے فاطمہ کو بے قرار کیا اس نے مجھے بے قرار کیا اور جس نے فاطمہ کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی ۔[1]

عمرو بن دینار نے ابن ابی ملیکہ عن المسور اور ابوایوب سختیانی نے ابن ابی ملیکہ عن عبداللہ بن الزبیر کے طریق سے اس کو نقل کیا ہے۔

۱۴۴۴-فاروق خطابی، ابومسلم کشی، سلیمان بن داؤد، عباد بن عوام، ہلال بن خباب، عکرمہ کی سند سے......ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہؓ سے ارشاد فرمایا: میرے گھر والوں میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی ۔[2]

۱۴۴۵-عبداللہ بن محمد بن عثمان، واسطی، یعقوب بن ابراہیم بن عباد بن عوام، عمرو بن عون، ہیثم، یونس، حسن......انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عورتوں کے لئے کیا بھلائی ہے؟ ہم جماعت صحابہ آپ ﷺ کے فرمان کو نہ سمجھے، حضرت علیؓ کھسک گئے اور جا کر حضرت فاطمہؓ سے پوچھا، کہنے لگیں تم نے آپ ﷺ سے کیوں نہیں کہہ دیا کہ عورتوں کے لئے بھلائی اس میں ہے کہ وہ غیر محرم مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ہی مرد انھیں دیکھیں۔ حضرت علیؓ نے واپس آ کر آپ ﷺ کو جواب دیا ارشاد فرمایا یہ جواب کس نے تمہیں بتایا ہے، کہا فاطمہؓ نے۔ ارشاد فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔[3]

سعید بن المسیبؒ نے حضرت علیؓ سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۱۴۴۶-ابراہیم بن احمد بن ابوحصین، ابوحصین، یحیی حمانی، قیس، عبداللہ بن عمران، علی بن زید......سعید بن المسیب کی سند سے روایت ہے کہ علیؓ نے فاطمہؓ سے فرمایا: عورتوں کے لئے بہتر کیا ہے؟ کہنے لگیں وہ مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ہی مرد انھیں دیکھیں، حضرت علیؓ نے نبی ﷺ سے اسکا ذکر کیا۔ ارشاد فرمایا فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے۔[4]

حضرت فاطمہ کی سختیاں ۱۴۴۷-محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عباس بن ولید، عبدالواحد بن زیاد، سعید جریری، ابی ورد، ابن اعبد کی سند سے روایت ہے کہ...... حضرت علیؓ کہنے لگے اے ابن عبد! کیا میں تمہیں اپنے اور فاطمہؓ کے متعلق خبر نہ دوں؟ فرمانے لگے فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی آپ ﷺ کے اہل میں سب سے زیادہ عزت و اکرام والی اور میری زوجہ محترمہ تھیں، چنانچہ وہ چکی پیسا کرتی تھیں جسکی وجہ سے ان کے لئے ہاتھوں میں نشانات پڑ گئے تھے مشکیزے کے ساتھ کنویں سے پانی نکالا کرتی تھیں جسکی وجہ سے ان کے سینے پر نشان پڑ گیا تھا۔ گھر میں جھاڑو دیتیں جس سے ان کے کپڑے غبار آلود ہو جاتے، ہنڈیا کے نیچے آگ جلایا کرتی تھیں جس سے ان کے کپڑے پراگندہ ہو جاتے الغرض ان امور سے انھیں بہت تکلیف پہنچتی تھی۔

۱۴۴۸-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، محمد بن صباح، ولید بن مسلم، اوزاعی کی سند سے......امام زہریؒ کی روایت ہے کہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے چکی پیسا کرتی تھیں جس سے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے میرے رب کی قسم چکی کا پاٹ ان کے ہاتھوں میں نشانات ڈال دیتا تھا۔

۱۴۴۹-فاروق بن عبدالکبیر خطابی، ابراہیم بن عبداللہ، ابراہیم بن بشار، سفیان بن عیینہ، عطاء بن سائب، کی سند سے حضرت علی کرم اللہ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة ۹۴ . وسنن الترمذی ۳۸۶۹. والمصنف لابن ابی شیبة ۱۲ / ۱۲۶ .

[2] طبقات ابن سعد ۲ / ۲ / ۴۰. والدر المنثور ۶ / ۲۰۷. والمصنف لابن ابی شیبة ۱۴ / ۱۲۷ .

[3] تخریج الاحیاء ۲ / ۳۸ .

[4] کنز العمال ۳۷۷۳۷، ۳۴۲۴۱، ۳۴۲۴۴، ۳۴۲۱۲، ۳۴۲۰۶. صحیح مسلم کتاب الفضائل الصحابة ۹۴ . وسنن الترمذی ۳۸۶۹. والمصنف لابن ابی شیبة ۱۲ / ۱۲۶ .

وجہ کی روایت ہے کہ فاطمہؓ حاملہ تھیں، جب تنور پر روٹیاں پکاتیں تو ان کا بطن مبارک تنور کے کنارے پر لگتا جس سے انھیں تکلیف ہوتی، چنانچہ وہ نبی ﷺ کے پاس خادم مانگنے آئیں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں خادم نہیں دے سکتا چونکہ میں اہل صفہ کے پاس سے آیا ہوں۔ حالانکہ ان کے پیٹ بھوک سے سکڑے جارہے تھے۔ کیا میں تمہیں اس (خادم) سے بہتر چیز نہ بتلادوں؟ جب اپنے بستر پر سونے کے لئے آؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔[1]

۱۴۵۰-محمد بن احمد بن حسن، ابراہیم بن ہاشم، امیہ، یزید بن زریع، روح بن قاسم، عمرو بن دینار کی سند سے روایت ہے کہ...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں بخدا میں نے آپ ﷺ کے سوا حضرت فاطمہؓ سے بڑھ کر کسی کو سچا نہیں پایا باوجود ہمارے درمیان نوک جھونک کے، افک کے مسئلہ میں کہا تھا: یارسول اللہ! آپ عائشہؓ سے پوچھیں وہ جھوٹ نہیں بولتی۔

۱۴۵۱-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق محمد بن صباح، علی بن ہاشم، کثیر نواء...... عمران بن حصینؓ کی سند سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میرے ساتھ فاطمہؓ کی عیادت کو نہیں چلتے؟ چونکہ اسے کسی بیماری کی شکایت ہے، میں نے کہا یارسول اللہ! ضرور جاؤں گا، چنانچہ جب ہم ان کے دروازے پر پہنچے تو نبی ﷺ نے سلام کیا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی اور فرمایا کیا میں اور میرے ساتھ جو آدمی ہے، ہم دونوں اندر آجائیں؟ کہنے لگیں جی ہاں لیکن اے اباجان میرے پاس تو صرف ایک چغہ ہے (میں اس سے پورے ستر کا سامان کیسے کرپاؤں گی؟) ارشاد فرمایا کہ تم اس چغہ کو اس طرح اوڑھ لو (یعنی آپ ﷺ نے انھیں ستر کی کیفیت سمجھادی) پھر حضرت فاطمہؓ کہنے لگیں میرے سر پر کوئی اوڑھنی نہیں ہے۔؟ چنانچہ آپ ﷺ کے پاس ایک پرانی چادر تھی اسے فاطمہؓ کی طرف پھینک کر فرمایا: اسے اپنے سر پر اوڑھ لو۔ تو انھوں نے ہم دونوں کو اندر آنے کی اجازت دی اور آپ ﷺ نے فرمایا اے بیٹی! اپنے آپ کو کس حال میں پاتی ہو؟ کہنے لگیں مجھے سخت تکلیف ہے اور تکلیف کی شدت میں اضافہ ہورہا ہے چونکہ اس وقت میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں۔ ارشاد فرمایا بیٹی! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو؟ کہنے لگیں مریم بنت عمران کہاں گئیں؟ ارشاد فرمایا وہ اپنے جہان کی عورتوں کی سردار ہے اور تم اپنے جہان کی عورتوں کی سردار ہو، بخدا کیا میں نے تمہاری شادی ایسے آدمی سے نہیں کرائی جو دنیا و آخرت میں سردار ہوگا۔

علی بن ہاشم نے اس کو مرسلا اور ناصح ابوعبداللہ نے جابر بن سمرۃ سے متصلا روایت کیا ہے۔

۱۴۵۲-محمد بن احمد، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن محمد مقری، محمد بن یحییٰ صوفی کوفی، اسماعیل بن ابان وراق، ناصح ابوعبداللہ، سماک کی سند سے...... جابر بن سمرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے پھر ارشاد فرمایا فاطمہ کو سخت تکلیف ہے، صحابہ کرامؓ کہنے لگے اگر ہم ان کی عیادت کو جائیں؟ چنانچہ آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے ساتھ چل پڑے جب دروازے پر پہنچے (دروازہ بند تھا) تو فاطمہؓ کو آواز دی اپنے کپڑے درست کرلو، میرے ساتھ تمہاری عیادت کو کچھ لوگ آرہے ہیں فاطمہؓ کہنے لگیں یا نبی اللہ میرے اوپر صرف ایک چغہ ہے؟ چنانچہ نبی ﷺ نے ایک چادر لی اور دروازے کے پیچھے سے حضرت فاطمہؓ کی طرف پھینک دی اور فرمایا۔ اس سے اپنا سر باندھ لو، پس آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ اندر تشریف لے گئے تھوڑی دیر اندر بیٹھے اور پھر واپس نکل آئے، صحابہؓ کہنے لگے بخدا ہمارے نبی ﷺ کی بیٹی اس حالت میں ہیں؟ ارشاد فرمایا: سن لو، فاطمہ قیامت کے دن عورتوں کی سردار ہوگی۔[2]

۱۴۵۳-سلیمان بن احمد، ابوزرعہ دمشقی، ابوریحان، شعیب بن ابوحمزہ، زہری، عروہ، کی سند سے روایت ہے کہ...... حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے چھ مہینے بعد حضرت فاطمہؓ نے وفات پائی اور حضرت علیؓ نے انھیں رات کے وقت دفن کیا۔

---

[1] كنز العمال ٣٤٩٧٨ ١. ومسند الامام احمد ١/ ٧٩. ومجمع الزوائد ٨/ ١٦٨ ١. والجامع الكبير ٢/ ٣٣.

[2] اتحاف السادة المتقين ٨/ ٢٢٧. ٩/ ٢٨٠. وكنز العمال ٣٤٢٦١ ٢.

۱۴۵۴-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، عبدالجبار بن علاء، سفیان، عمرو، کی سند سے......ابو جعفر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد فاطمہؓ کو میں نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا صرف ایک مرتبہ تھوڑا سا ہنسی تھیں، اور رسول اللہ ﷺ کے بعد صرف چھ ماہ دنیا میں رہیں۔

۱۴۵۵-سلیمان بن احمد، اسحاق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، عبداللہ بن محمد بن عقیل کی سند سے روایت ہے کہ...... جب حضرت فاطمہؓ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انھوں نے حضرت علیؓ کو غسل کے لئے پانی رکھنے کا حکم دیا حضرت علیؓ نے پانی رکھ دیا، پھر حضرت فاطمہؓ نے غسل کیا اور طہارت حاصل کی اور اپنے کفن کے کپڑے منگوائے، چنانچہ موٹے کھردرے کپڑے لائے گئے جن کو انھوں نے پہن لیا اور خوشبو بھی لگائی، پھر حضرت علیؓ سے کہا کہ جب میری روح پرواز کر جائے میرے کپڑے نہ اتارے جائیں، اور کپڑوں سمیت مجھے کفنایا جائے، عبداللہ کہتے ہیں میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا، کیا آپ نے اس معاملے کا کسی کو بتلایا تھا؟ کہنے لگے ہاں کثیر بن عباس کو؟ اور اس نے کفن کی اطراف میں لکھا تھا کہ "کثیر بن عباس گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

۱۴۵۶-ابراہیم بن عبداللہ، ابو عباس السراج، قتیبہ بن سعید، محمد بن موسیٰ مخزومی، عون بن محمد بن علی بن ابو طالب، ام جعفر بنت محمد بن جعفر، عمارۃ بن مہاجر......ام جعفر کی سند سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ فرمانے لگیں، اے اسماء! جو کچھ عورتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے مجھے ناپسند ہے، عورت پر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے جو اس کے اوصاف کو ظاہر کر دیتا ہے، حضرت اسماءؓ کہنے لگیں، اے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کیا میں آپ کو وہ چیز نہ دکھاؤں جسکو میں نے حبشہ میں دیکھا تھا؟ چنانچہ حضرت اسماءؓ نے چند تر شاخیں منگوائیں اور انھیں (کمان کی طرح) ٹیڑھا کرنے لگیں۔ پھر ان ٹہنیوں پر ایک کپڑا پھیلا دیا۔ حضرت فاطمہؓ کہنے لگیں یہ کپڑا کتنا اچھا اور کتنا خوبصورت لگ رہا ہے، اس کے ذریعے عورت مرد سے ممتاز ہو جاتی ہے سو جب میں مر جاؤں مجھے صرف تو اور علی غسل دینا اور میرے پاس اس وقت اور کوئی نہ آئے۔ چنانچہ جب حضرت فاطمہؓ نے وفات پائی تو حضرت علیؓ اور حضرت اسماءؓ نے انھیں غسل دیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۱۳۴) حضرت عائشہ صدیقہؓ زوجہ رسول اللہ ﷺ

اہل صفہ پر رحم کرنے والے صحابہ کرامؓ میں سے ایک صدیقہ بنت صدیق، عتیقہ بنت عتیق، محبوبہ حبیب ﷺ، سید المرسلین ﷺ سے الفت قربی رکھنے والی، تمام عیوب سے پاک، دلوں کے شبہات سے پاک، خداوند تعالیٰ کے قاصد جبرئیل امین کو دیکھنے والی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی ہیں۔ دنیا سے نفرت اور لذات دنیا سے کنارہ کش تھیں اور اپنے محبوب ﷺ کی جدائی پر ہمیشہ آنسو بہاتی تھیں۔ سبحان اللہ!

کہا گیا ہے کہ بے شک خدا کے ساتھ ذوق شوق کو گلے لگانا اور دنیا کے رنج میں رونے دھونے سے جدائیگی اختیار کرنا تصوف ہے۔

۱۴۵۷-محمد بن معمر، ابو بکر بن ابی عاصم، ابو بکر بن ابو شیبہ، جعفر بن عون، مسعر بن کدام، حبیب بن ابی ثابت، ابو الضحیٰ کی سند سے روایت ہے کہ......مسروقؒ حدیث بیان کرتے وقت فرماتے کہ مجھے صدیقہ بنت صدیقؓ نے حبیبہ حبیب اللہ ﷺ جسکی برأت کتاب اللہ میں بیان کی گئی ہے نے حدیث سنائی۔

ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، محمد بن صباح، جریر، اعمش، مسلم بن صبیح کی سند سے مروی ہے کہ جب مسروقؒ حضرت عائشہؓ سے منقول کوئی حدیث سناتے، تو کہتے مجھے صدیقہؓ بنت صدیقؓ، حبیبہ حبیب اللہ ﷺ نے حدیث سنائی۔

۱۴۵۸-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابو داؤد، زمعہ، ابن ابی ملیکہ کی سند سے روایت ہے کہ......ام سلمہؓ نے حضرت عائشہؓ کی طرف

---

۱ الاصابۃ ۴/ ۳۵۹. والاستیعاب ۴/ ۳۵۶. وتهذيب التهذيب ۱۲/ ۴۳۳، والتقريب ۲/ ۶۰۶. وتهذيب الكمال ۷۸۸۵ (۳۵/ ۲۲۷) وطبقات ابن سعد ۸/ ۶۶. وسير النبلاء ۲/ ۱۳۵. ۲۰۱.

سے فریادرسی کی آواز سنی انھوں نے اپنی لونڈی بھیجی تا کہ دیکھ آئے حضرت عائشہؓ کو کیا معاملہ پیش آیا، چنانچہ لونڈی واپس آ کر کہنے لگی، عائشہؓ اللہ کو پیاری ہوگئی ہیں۔ام سلمہؓ کہنے لگیں اللہ تعالیٰ عائشہؓ پر رحم فرمائے۔قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے عائشہؓ اپنے باپ کے علاوہ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھی۔

۱۴۵۹-محمد بن حمید، احمد بن عیسیٰ بن سکین، عبداللہ بن حسین مصیصی ابو طاہر مقدسی، ولید بن محمد موقری، زہری کی سند سے مروی ہے کہ ......حضرت انسؓ نے فرمایا، اسلام میں پہلی محبت جو ہوئی وہ نبی ﷺ نے عائشہؓ سے کی۔

۱۴۶۰-سلیمان بن احمد، احمد بن یحییٰ بن خالد بن حیان رقی، محمد بن بشر مصری، عثمان بن عبداللہ، مالک بن انس، ہشام بن عروہ، عروہ کی سند سے مروی ہے کہ......حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا، یارسول اللہ! مجھ سے آپ کی محبت کیسی ہے۔ارشاد فرمایا: جیسے رسی کی گرہ، چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ سے کہا کرتی، یارسول اللہ! گرہ کا کیا حال ہے؟ ارشاد فرماتے وہ اپنے حال پر جوں کی توں برقرار ہے۔[1]

۱۴۶۱-محمد بن احمد بن حسن، ابوعیسیٰ موسیٰ بن علی ختلی، جابر بن سعید، فقیہ محمد بن حسن، یونس بن ابواسحٰق، اسحاق......عریب بن حمید کی سند سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عائشہؓ کی شان میں گستاخی کی، حضرت عمارؓ کہنے لگے، خاموش ہو جا، تیرا ناس ہو اور تجھے گالیاں دی جائیں، کیا تو حبیبہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے، بے شک عائشہؓ جنت میں بھی رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہوں گی۔

حضور ﷺ اور حضرت عائشہؓ کی محبت ۱۴۶۲-عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، حفص بن عمر، مبارک بن فضالہ، علی بن زید، ام محمد کی سند سے روایت ہے کہ......حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضرت فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت عائشہؓ کے متعلق کچھ بات کرنے لگیں آپ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹی! وہ تیرے باپ کی محبوبہ ہے۔

۱۴۶۳-ابوعمر بن حمدان، حسن بن سفیان، ہیثم بن جناد، یحییٰ بن سلیم، عبداللہ بن عثمان بن خثیم کی سند سے ابن ملیکہ کہتے ہیں......ابن عباسؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی کہنے لگیں مجھے اس کی خودستائی کی کوئی ضرورت نہیں۔عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کہنے لگے، امی جان! ابن عباسؓ آپ کے گھر کے نیک آدمی ہیں، وہ آپکی عیادت کرنے آئے ہیں۔کہنے لگیں ٹھیک ہے اسے اندر آنے کی اجازت دے دو، چنانچہ ابن عباسؓ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے یا ام المؤمنین خوش ہو جایئے، اللہ کی قسم، آپ کے درمیان اور حضرت محمد ﷺ کے دوسرے حضرات کے ساتھ ملاقات کرنے کے درمیان صرف آپکی روح پرواز کرنے کی دیر ہے۔ آپ ازواج مطہرات میں سے، سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھیں اور رسول اللہ ﷺ صرف خوشبو......سے محبت کرتے تھے فرمانے لگیں کیا ایسی ہی بات ہے؟ کہنے لگے آپ کا عقد (ہار) ابواء مقام پر گم ہوگیا اور رسول اللہ ﷺ اسکی تلاش میں مصروف ہوگئے جسکی وجہ سے صحابہؓ کو وضو کے لئے پانی بھی نہ مل سکا، چنانچہ اسکی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے آیت "فتیمموا صعیداً طیباً" پس تم تیمم کرو پاک مٹی کے ساتھ، نازل فرمادی، مسلمانوں کو اس رخصت کا حکم آپ کے سبب اور آپ کی برکت کی وجہ سے ملا، نیز مسطح نے آپ کے متعلق جوافواہ پھیلائی تھی، اس کے بارے میں بھی آپ کی برأت اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے نازل فرمائی، سو کوئی مسجد ایسی نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہو مگر دن اور رات میں ہر وقت آپ کی شان میں نازل کی جانے والی آیات تلاوت نہ کی جاتی ہوں، فرمانے لگیں اے ابن عباس! مجھے اپنے آپ اور اپنی خودستائی سے دور رہنے دیجئے بخدا مجھے پسند ہے کہ میں بھولی بسری ہوتی۔

بشر بن معقل بن خثیم، ابن ابی ملیکہ، ذکوان، یحییٰ بن سعید القطان، عمر بن سعید، ابی ملیکہ سے بھی اسی طرح روایت منقول ہے اور حسین بن علی، سفیان بن عیینہ، محمد بن عثمان، ابی ملیکہ کی سند سے بھی اسی طرح حدیث مروی ہے۔

---

[1] تنزیہ الشریعة لابن عراق ۲/ ۲۱۵ . والفوائد المجموعة لشوکانی ۳۹۹ . والتذکرة للفتنی ۱۰۰ .

۱۴۶۴-سلیمان بن احمد، اسحاق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، زہری، عروہ بن زبیر کی سند سے روایت ہے کہ..... حضرت عائشہؓ (واقعہ افک اور جنگ جمل کو یاد کر کے) فرمایا کرتی تھیں اے کاش میں بھولی بسری ہوتی۔

۱۴۶۵-ابراہیم بن احمد ہمدانی، اوس بن احمد بن اوس، داؤد بن سلیمان بن خزیمہ، محمد بن اسماعیل بخاری، عمرو بن محمد زیبقی، ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ، ہشام بن عروہ، عروہ بن زبیر کی سند سے..... حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جوتے سیا کرتے تھے اور میں دھاگہ کاتتی تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتی ہوں کہ پسینہ جبین اقدس پر برق پاشیاں کر رہا ہے۔ کہتی ہیں آپ ﷺ کے حسن و جمال کو دیکھ کر مبہوت ہوگئی مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا ''کیوں مبہوت سی ہوگئی ہو؟'' میں نے کہا، یا رسول اللہ! میں نے آپ کی جبینِ اقدس پر پسینے کو نور کی برق پاشیاں کرتے دیکھا ہے، اگر اس حالت میں ابوکبیر ہذلی آپ کو دیکھ لیتا، اسے یقین ہو جاتا اس کے شعر کے اصل حقدار (مصداق) آپ ہی ہیں۔ فرمایا: عائشہ! ابو کبیر ہذلی کیا کہتا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے شعر پڑھے:

و مبرء من کل غبر حیضۃ — وفساد مرضعۃ وداء مغیل

و اذا نظرت الی اسرۃ وجھہ — برقت کبرق العارض المتھلل

وہ حیض کے باقی ماندہ حصے سے اور دودھ پلانے والی کے فساد سے اور حالت حمل میں دودھ پلانے والی کی بیماری سے پاک ہے۔ جب تو اس کے چہرے کے چمکتے خطوط کو دیکھے گا تو وہ تجھے چمکیلے بادلوں کی سی چمک کی طرح چمکتی ہوئی نظر آئے گی۔

یہ اشعار سن کر نبی ﷺ اپنے کام سے دست کش ہو کر میری طرف اٹھے اور مجھے آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تجھے اچھا بدلہ عطا فرمائے، تو بھی مجھ سے اسی طرح لطف اندوز ہوتی ہے جس طرح میں تجھ سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔[۱]

۱۴۶۶-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ حمیدی، سفیان بن عیینہ، مجالد، شعبی، ابوسلمہ کی سند سے..... حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ! میں نے آپؐ کو گھوڑے کی گردن پر ہاتھ رکھے دیکھا ہے درآنحالیکہ آپ کھڑے کھڑے دحیہ کلبیؓ سے باتیں کر رہے ہیں، فرمایا: کیا تو نے اسے دیکھا ہوا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں میں نے اسے دیکھا ہوا ہے فرمایا، وہ جبرئیل امین تھے اور تجھے سلام کہہ رہے تھے۔[۲] حضرت عائشہؓ نے کہا وعلیہ السلام اللہ تعالیٰ ملاقاتی اور باریاب کو اچھا بدلہ عطا فرمائے، جبرئیل بہت اچھے ساتھی اور احتیاط کردہ ہیں۔

ابوبکر عیاش نے مجالد عن شعبی عن مسروق عن عائشہ کے طریق سے اور امام زہری نے ابی سلمۃ عن عائشہ کے طریق سے اس کو نقل کیا ہے۔

۱۴۶۷-ابوبکر طلحی، اسماعیل بن محمد مزنی، ابونعیم، زکریا بن ابی زائدہ، عامر شعبی، مسروق کی سند سے..... حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ سے کہا ''جبرئیل تجھے سلام کہتے ہیں۔[۳] میں نے کہا وعلیہ السلام۔

۱۴۶۸-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سفیان بن وکیع، سفیان بن عیینہ، مجالد، شعبی، مسروق کی سند سے روایت ہے..... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے نبی ﷺ کے بعد پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا ہاں الا ماشاء اللہ اور اگر میں رونا چاہتی رو لیتی۔ الغرض محمد ﷺ کے گھر والوں نے سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔

۱۴۶۹-عباس بن احمد بن ہاشم کنانی، حسین بن جعفر قتات، عبدالحمید بن صالح، ابن مبارک، ابومعاویہ، مسعر، سعید بن ابی بردہ، ابوبردہ،

---

[۱] السنن الکبریٰ للبیھقی ۷ / ۴۲۳. وتاریخ بغداد ۱۳ / ۲۵۳.

[۲] مسند الحمیدی ۲۷۷. ومجمع الزوائد ۳ / ۵۷، ۶ / ۸۰. وتاریخ ابن عساکر ۳ / ۵۷ (التھذیب) والدر المنثور ۲ / ۱۵۹.

[۳] فتح الباری ۷ / ۱۰۷، ۱۱ / ۳۸.

اسود بن یزید، کی سند سے روایت ہے...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں بے شک تم تواضع کو افضل ترین عبادت کہو گے۔

۱۴۷۰-محمد بن اسحاق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، عبداللہ بن عون...... قاسم بن محمد کی سند سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بہت روزے رکھتیں، جسکی وجہ سے وہ کمزور ہو جاتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کی سخاوت ۱۴۷۱-حسن بن محمد بن کیسان، قاضی اسماعیل بن اسحاق، علی بن عبداللہ مدینی، محمد بن حازم، ہشام بن عروہ، ابوسکندر، ام ذرہ کی سند سے روایت ہے کہ...... حضرت عائشہؓ کے پاس دراہم سے بھرے ہوئے دو تھیلے بھیجے گئے جن میں اسی ہزار یا ایک لاکھ کے لگ بھگ دراہم ہوئے ہوں گے چنانچہ ایک طشتری منگوائی اور لوگوں میں دراہم تقسیم کرنے بیٹھ گئیں اور خود اس دن روزہ میں تھیں، جب شام ہوئی ان کے پاس ایک درہم بھی باقی نہیں بچا تھا اور لونڈی کو افطاری لانے کا کہا، چنانچہ لونڈی نے خشک روٹی اور زیتون کا تیل خدمت میں حاضر کر دیا، اتنے میں ام ذرہ حضرت عائشہؓ سے کہنے لگی آپ نے جو درہم آج تقسیم کئے ان میں سے کچھ بچا لیتیں تا کہ ہم ایک آدھ درہم میں افطاری کے لئے کچھ گوشت خرید لائیں۔ فرمانے لگیں۔ مجھے نہ جھڑ کو اس وقت اگر تم مجھے یاد کراتیں تو میں کچھ تمہارے لئے رکھ لیتی۔

۱۴۷۲-کاتب محمد بن عبداللہ، حسن بن علی طوسی، محمد بن عبدالکریم ہیثم بن عدی، ہشام کی سند سے مثل مذکور بالا حدیث مروی ہے۔

۱۴۷۳-محمد بن علی، محمد بن حسن بن قتیبہ، محمد بن عبداللہ خلنجی، مالک بن سعید، اعمش، تمیم بن سلمۃ...... کی سند سے حضرت عروہؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ کو ستر ہزار درہم تقسیم کرتے دیکھا ہے۔ اس قدر مال و دولت ہونے کے باوجود، اپنی قمیص کے گریبان پر پیوند لگاتی تھیں۔

۱۴۷۴-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، محمد بن بکر، ہشام بن حسان، ہشام بن عروہ، عروہ کی سند سے مروی ہے کہ...... حضرت معاویہؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے، بخدا سورج اس دن ابھی غروب نہیں ہوا تھا کہ وہ سب اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیئے، ایک لونڈی ان سے کہنے لگی اگر آپ ان میں سے ایک درہم کے بدلے میں ہمارے لئے گوشت خرید لاتیں، فرمانے لگیں، اگر تقسیم کرنے سے پہلے مجھ سے کہہ دیتی تو میں ایسا کر لیتی۔

۱۴۷۵-محمد بن احمد بن محمد، حسن بن محمد، ابوزرعہ رازی، یوسف بن یعقوب، ایوب بن سوید، عبداللہ بن شوذب، ہشام بن عروہ، عروہ کی سند سے روایت ہے...... حضرت عائشہؓ نے اپنا مال واسباب ایک لاکھ درہم کے بدلے میں بیچ ڈالا اور درہم اللہ کے راستے میں تقسیم کر دیئے پھر جو کی خشک روٹی کے ساتھ روزہ افطار کیا۔ خادمہ کہنے لگی اگر آپ اس مال سے ایک آدھ درہم بچا لیتیں تا کہ ہم گوشت خرید لاتیں، آپ بھی کھاتیں ہم بھی کھاتیں، فرمایا تو پھر مجھے یاد کیوں نہ کرایا۔

۱۴۷۶-ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سعید، ابن وہب، یحییٰ بن ایوب، یحییٰ بن سعید، عبدالرحمٰن بن قاسم کی سند سے روایت ہے کہ...... معاویہؓ نے حضرت عائشہؓ کو بطور ھدیہ کے بہت سارے کپڑے، چاندی اور دوسری اشیاء بھیجیں، یہ مال واسباب حضرت عائشہؓ کے حجرے کے باہر ڈھیر کی شکل میں رکھ دیا گیا تھا۔ چنانچہ جب حضرت عائشہؓ باہر تشریف لائیں، اس کی طرف دیکھ کر رونے لگیں اور فرمایا" لیکن رسول اللہ ﷺ نے تو اس طرح کا مال واسباب نہیں پایا تھا، پھر وہ سارے کا سارا تقسیم کر دیا اور اس میں سے کچھ بھی نہیں بچا تھا حالانکہ ان کے مہمان بھی تھے، چنانچہ جب روزہ افطار کرنے لگیں (رسول اللہ ﷺ کے بعد مسلسل روزے میں رہا کرتی تھیں (تو خشک روٹی اور زیتون کا تیل سامنے رکھوا دیا، خادمہ کہنے لگیں، یا ام المؤمنین ہدیہ کے اس مال میں سے ایک درہم کا اگر آپ حکم دیں تا کہ ہم اس کا گوشت خرید لائیں فرمایا جو کچھ ہے کھا لو، اللہ کی قسم میرے پاس کچھ نہیں بچا۔ عبداللہ بن قاسم کہتے ہیں حضرت عائشہؓ کو انگور کی بہت ساری ٹوکریاں ہدیہ کی گئیں انھیں بھی تقسیم کر دیا، اسی اثناء میں لونڈی نے حضرت عائشہؓ سے آنکھ چرا کر ایک ٹوکری اٹھالی تھی، چنانچہ

رات کولونڈی نے ٹوکری حاضر خدمت کردی، آپؓ نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ کہنے لگی یاام المؤمنین میں نے ایک ٹوکری اپنے کھانے کے لئے اٹھالی تھی، آپؓ نے فرمایا: ایک خوشہ (گچھا) کیوں کرنہ اٹھایا؟ تم نے پوری ٹوکری اٹھالی، بخدا میں اس سے کچھ نہیں کھاؤں گی۔

۱۴۷۷-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، عارم ابونعمان حماد بن زید، شعیب بن حجاب، ابوسعید...... حضرت عائشہؓ کے رضاعی بھائی کہتے ہیں میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا وہ اپنے لئے ایک زیر جامہ سی رہی تھیں میں نے کہا، یاام المؤمنین! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسعت نہیں دے رکھی؟ فرمانے لگیں اس آدمی کا نئی چیز میں کوئی حق نہیں جو پرانا نہ کرے۔

۱۴۷۸-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن مہدی، سفیان، اعمش کی سند سے......ابوضحیٰ کہتے ہیں مجھے حضرت عائشہؓ کو سن کر ایک آدمی نے بتایا کہ حضرت عائشہؓ نے نماز میں آیت کریمہ "**فمن اللہ علینا وقانا عذاب السموم**" ترجمہ اللہ نے ہمارے اوپر احسان کیا اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچایا۔ تلاوت کی اور پھر کہنے لگیں یا اللہ! مجھ پر احسان کر اور مجھے آگ کے عذاب سے بچا۔

۱۴۷۹-ابوضحیٰ کسی تابعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ جب آیت کریمہ "**وقرن فی بیوتکن**" تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو) تلاوت کرتیں تو دھاڑیں مار مار کر رونے لگتیں حتیٰ کہ ان کا دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔

حضرت عائشہؓ کا سانپ کو قتل کرنا ۱۴۸۰-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابواسامہ، روح بن عبادہ، حاتم بن ابوصغیرہ، عبداللہ بن ابی ملیکہ کی سند سے روایت ہے کہ...... عائشہؓ نے ایک سانپ ماردیا، چنانچہ خواب میں ان سے کہا گیا، بخدا تم نے مسلمان سانپ کو قتل کردیا ہے کہنے لگیں اگر وہ مسلمان ہوتا تو نبی ﷺ کی ازواج کے پاس کیونکر آتا، کہا گیا سانپ تمہارے پاس آیا درآنحالیکہ تم اپنے کپڑوں میں پردہ نشیں تھیں چنانچہ حضرت عائشہؓ نے صبح کی وہ بہت گھبرائی ہوئی تھیں اور اس فعل کی پاداش میں بارہ ہزار درہم اللہ کے راستے میں خیرات کرنے کا حکم دیا۔

۱۴۸۱-سلیمان بن احمد، احمد بن مسعود، محمد بن کثیر، اوزاعی، زہری، عوف بن حارث بن طفیل کی سند سے روایت ہے کہ...... حضرت عائشہؓ نے اپنی جائیداد فروخت کردی ابن زبیرؓ نے سن کر ان پر (امور معاملات) پابندی لگانا چاہی، آپؓ نے نذر (منت) مان لی کہ بخدا مرتے دم تک ابن زبیر سے بات نہیں کروں گی، چنانچہ ان کی قطع تعلقی کو طویل مدت گزر گئی اس دوران ابن زبیرؓ نے بہت جتن کیے حتیٰ کہ بہت سارے حضرات کو بطور سفارشی کے بھی لائے تاکہ کسی طرح عائشہؓ بات کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ مگر کچھ نہ بن پڑی اور کہتیں بخدا قطع تعلقی پر مجھے کچھ گناہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ جب قطع تعلقی میں طویل مدت بیت گئی ایک مرتبہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود باتیں کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ کے پاس گئے ان کے ہمراہ ابن زبیر" بھی تھے، جونہی اندر داخل ہوئے ابن زبیر حضرت عائشہؓ سے لپٹ گئے، اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگے حضرت عائشہؓ بھی بہت روئیں اور ابن زبیرؓ نے انھیں اللہ تعالیٰ اور صلہ رحمی کا واسطہ دیا اور دوسرے حضرات نے بھی بہت اصرار کیا پھر انھوں نے ابن زبیرؓ سے بات کی پھر خادم بھیج کر یمن سے چالیس غلام خریدے اور انھیں کفارہ کے طور پر آزاد کیا۔ عوف کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ کو اپنی نذر یاد کرتے سنا، وہ رو پڑتیں حتیٰ کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتیں۔

۱۴۸۲-عبدالملک بن حسن، قاضی یوسف، محمد بن عبید بن حساب، حماد بن زید، ہشام بن عروہ کی سند سے روایت ہے کہ...... معاویہؓ نے حضرت عائشہؓ سے ایک لاکھ درہم کے بدلے میں گھر خریدا شام تک حضرت عائشہؓ نے سب کچھ خیرات کردیا اور خشک روٹی اور زیتون کے ساتھ روزہ افطار کیا، لونڈی کہنے لگی: ام المؤمنین! اگر آپ ہمارے لئے ایک درہم کا گوشت خرید لیتیں! فرمایا مجھے یاد کیوں نہیں کرایا؟

۱۴۸۳-حسن بن علان وراق، جعفر فریابی، منجاب بن حارث، علی بن مسہر، ہشام بن عروہ، عروہ کی سند سے روایت ہے کہ...... عروہ

ا- تهذیب الکمال ٦ ٤ ٧٨ (٣٥ / ١٨٣ ا) وطبقات ابن سعد ٨/ ١٤ ١ .

ہیں لوگوں میں حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر قرآن، فرائض، حلال وحرام، اشعار، محاورات عرب، حالات عرب اور نسب شناسی کا عالم کسی کو نہیں دیکھا۔

۱۴۸۴-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبداللہ بن معاویہ زبیری، ہشام بن عروہ کی سند سے روایت ہے کہ...... عروہؒ حضرت عائشہؓ سے کہا کرتے، اے امی جان! مجھے آپ کی فقاہت پر تعجب نہیں ہوتا چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ محترمہ اور ابوبکرؓ کی بیٹی ہیں نہ ہی مجھے آپ کے اشعار اور عربوں کے حالات وواقعات جاننے پر تعجب ہے کیونکہ آپ ابوبکر کی بیٹی ہیں اور وہ ان چیزوں میں اعلم الناس تھے، لیکن مجھے تعجب آپ کی طبی مہارت پر ہے۔ وہ آپ کو کیسے اور کہاں سے مل گیا؟ نیز وہ ہے کیا؟ عروہ کہتے ہیں حضرت عائشہؓ نے میرے کاندھے پر ہاتھ مارا پھر کہنے لگیں:۔ اے عروہ! رسول اللہ ﷺ کو آخیر عمر میں زہر پلایا گیا تھا، آپ ﷺ کے پاس ہر طرف سے وفود آتے اور آپ ﷺ کے لئے ہر طرح کا علاج بیان کر جاتے چنانچہ میں آپ ﷺ کا معالجہ کرتی تھی، پس اس طرح مجھے علم طلب سے واقفیت حاصل ہوئی۔

(۱۳۵) حضرت حفصہ بنت عمرؓ[۱]

صحابیات میں سے ایک نماز گزار، روزہ دار، اپنے آپ کو مشقتوں میں ڈالنے والی حضرت حفصہ بن عمر بنت خطابؓ بھی ہیں، حضرت عمرؓ کے بعد انھوں ہی نے صحیفہ اپنے پاس رکھا تھا۔

۱۴۸۵-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابواسامہ، یونس بن محمد وعفان، محمد بن یحی بن حسن، علی بن محمد بن ابی شوارب، موسیٰ بن اسماعیل التبوذکی نے کہا کہ حماد بن سلمہ، ابوعمران جونی، قیس بن زید کی سند سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حفصہ بنت عمرؓ کو طلاق دیدی، اسی اثناء میں حفصہؓ کے پاس ان کے دو ماموں قدامہ بن مظعون اور عثمان بن مظعون آئے، وہ انھیں دیکھ کر رونے لگیں اور فرمایا بخدا آپ ﷺ نے مجھے شکم سیر ہو کر طلاق نہیں دی، اتنے میں نبی ﷺ تشریف لائے حفصہؓ نے انھیں دیکھ کر اپنے اوپر چادر اوڑھ لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبرئیل نے کہا ہے کہ حفصہؓ سے رجوع کرلو چونکہ وہ روزہ دار اور نماز گزار ہے نیز جنت میں وہ آپ کی زوجۂ محترمہ ہوگی۔[۲]

۱۴۸۶-سلیمان بن احمد، عبدان بن احمد، منذر بن ولید جارودی، ولید، حسن، بن ابوجعفر، عاصم، زر، عمار بن یاسرؓ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کو طلاق دینے کا ارادہ کیا، پس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا: انھیں طلاق نہ دیجئے چونکہ وہ روزہ دار اور نماز گزار خاتون ہیں اور جنت میں آپ کی زوجۂ محترمہ ہوں گی۔[۳]

۱۴۸۷-محمد بن مظفر، جعفر بن احمد، بن یحیی خولانی، احمد بن عبدالرحمٰن بن وہب، عبداللہ بن وہب، عمر بن صالح، موسیٰ بن علی، موسیٰ بن رباح، رباح، عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حفصہ بنت عمرؓ کو طلاق دی اور عمرؓ کو خبر پہنچی تو سخت پریشان ہوئے اور کہنے لگے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو عمرؓ کی کچھ پرواہ نہیں ہوگی، چنانچہ صبح کے وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عمرؓ کی خاطر حفصہؓ سے رجوع کرنے کا حکم دیتا ہے۔

۱۴۸۸-سلیمان بن احمد، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن عبداللہ بن نمیر، یونس بن بکیر، اعمش، ابوصالح، ابن عمرؓ کی سند سے روایت ہے کہ عمرؓ حفصہؓ کے پاس گئے وہ آگے رورہی تھی فرمایا کیوں رورہی ہو؟ شاید رسول اللہ ﷺ نے تجھے طلاق دے دی ہو؟

۱۔ تهذيب الكمال ۷ا ۸/۷ (۳۵/ ۱۵۳) وطبقات ابن سعد ۸/ ۸۱. والاستيعاب ۴/ ۱۸۱۱

۲۔ المستدرک ۴/ ۱۵. وسكت عنه الذهبي في التلخيص. و كنز العمال ۸۰ ۳۴۳.

۳۔ المستدرک ۴/ ۱۵.

۱۴۸۹- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعید، عبدالعزیز بن محمد، عمارہ بن غزیہ، ابن شہاب، خارجہ بن زید بن ثابت، زید بن ثابتؓ کی سند سے روایت ہے، زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں جب ابوبکرؓ نے مجھے جمع قرآن کا حکم دیا میں نے چمڑے کے ٹکڑوں شانوں اور کھجور کی ٹہنیوں سے جمع کر کے لکھا، جب ابوبکرؓ نے وفات پائی تو عمرؓ نے اس مجموعہ کو ایک صحیفہ میں لکھ لیا، جب عمرؓ نے وفات پائی یہ صحیفہ حضرت حفصہؓ زوجہ نبی ﷺ کے پاس تھا، پھر عثمانؓ نے حفصہؓ کو پیغام بھیجا کہ صحیفہ دے دیں اور قسم کھائی بخدا میں ضرور اس کو واپس کروں گا، پھر نئے مرتب مصحف کو حفصہؓ والے صحیفے پر پیش کیا، اور حفصہؓ کو صحیفہ واپس کر دیا۔ حضرت حفصہ صحیفہ واپس لے کر بہت خوش ہوئیں، حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو صحائف لکھنے کا حکم دیا۔ جب حفصہؓ نے وفات پائی تو انکا صحیفہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بھیج دیا گیا اور انھیں صاف کر کے مستقل طور پر اپنے پاس رکھ لیا۔

(۱۳۶) زینب بنت جحشؓ!

صحابیات میں سے ڈرنے والی، راضی رہنے والی، خشوع خضوع کرنے والی زینب بنت جحش ہیں

۱۴۹۰- سلیمان بن احمد، حسین بن اسحاق تستری، حسین بن ابی سری عسقلانی، حسن بن محمد، محمد بن اعین حرانی، حفص بن سلیمان، کمیت بن زید اسدی، مولیٰ زینب بنت جحش کی سند سے روایت ہے کہ زینب بنت جحشؓ فرماتی ہیں مجھے قریش کے چند بااثر حضرات نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ میں نے اپنی بہن حمنہؓ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس مشورہ لینے بھیجا، آپ ﷺ نے فرمایا "اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جو تمہیں کتاب اللہ اور سنت نبی ﷺ سکھائے ؟ حمنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کون ہے؟ فرمایا: زید بن حارثہؓ۔ چنانچہ حمنہؓ سن کر غصہ میں آپے سے باہر ہو گئیں اور کہا یارسول اللہ! آپ اپنی پھوپھی زاد بہن کا نکاح ایک آزاد کردہ غلام سے کرنا چاہتے ہیں؟ چنانچہ حمنہؓ میرے پاس آئیں اور مجھے حالات سے آگاہ کیا مجھے ان کی بات سن کر بہت زیادہ غصہ آیا اور میں نے بھی بہت سخت الفاظ کہے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت "ما کان لمؤمن و لامؤمنة اذاقضیٰ اللہ ورسوله امرا" ترجمہ (جب اللہ اور اللہ کا رسول کوئی فیصلہ کریں تو اس میں کسی مؤمن مرد اور نہ ہی کسی مؤمن عورت کے لئے پہلوتہی کا اختیار ہے) نازل فرمائی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ میں اللہ سے استغفار کرتی ہوں اور اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت بجالاتی ہوں۔ یارسول اللہ! میری اب کچھ رائے نہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے زید سے میرا نکاح کر دیا۔ میں زیدؓ پر زبان درازی کر جاتی تھی، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی جس پر رسول اللہ ﷺ نے میری سرزنش کی لیکن میں نے پھر سے زیدؓ پر چڑھائی کرنا شروع کر دی انھوں نے دوبارہ آپ ﷺ سے میری شکایت کی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اپنی زوجہ کو اپنے پاس روکے رکھو (طلاق نہ دو) اور اللہ سے ڈرو، زیدؓ کہنے لگے میں اسے طلاق دیتا ہوں، چنانچہ انھوں نے مجھے طلاق دیدی، جب میری عدت گزر گئی مجھے پتہ تک نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اس وقت میرے بال کھلے ہوئے تھے، میں فوراً سمجھ گئی کہ امر سماوی پیش آنے والا ہے، میں نے کہا: یارسول اللہ! بغیر پیغام اور گواہوں کے (ہمارا نکاح ہو گیا) ؟ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے نکاح کر دیا اور جبرئیل گواہ ہیں۔

۱۴۹۱- ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، حسن بن محمد بن صباح، عمرو بن محمد عنقزی، عیسیٰ بن طہمان، مالک بن انس کی سند سے روایت ہے کہ زینبؓ ازواج نبی ﷺ پر فخر کر کے کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر میرا نکاح کیا اور آپؐ نے ولیمہ میں روٹی اور گوشت کھلایا۔

۱۴۹۲- احمد بن جعفر بن حمدان، محمد بن یونس کدیمی، حبان بن ہلال، سلیمان بن مغیرہ، ثابت، بنانی، انس بن مالکؓ کی سند سے روایت ہے کہ جب زینبؓ بنت جحشؓ کی عدت گزر چکی تو رسول اللہ ﷺ زیدؓ سے کہنے لگے، جاؤ زینب سے میرا تذکرہ کرو، زیدؓ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس بات کا حکم دیا مجھے یہ بات بہت ہی گراں گزری بہرحال میں زینب کے پاس چلا گیا اور اس کے گھر کی طرف

بیٹھ کر کے کہا: اے زینب رسول اللہ ﷺ تجھے یاد کرتے ہیں، کہنے لگی میں کوئی نیا فیصلہ نہیں کر سکتی، تاوقتیکہ میرے رب کا کوئی حکم نہ آجائے۔ چنانچہ زینبؓ گھر میں نماز پڑھنے کی مقررہ جگہ میں تشریف لے گئیں اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ "**فلما قضیٰ زید منها وطراً زوجنٰكها**" ترجمہ: (جب زید نے اپنی حاجت اس سے پوری کرلی ہم نے اسے آپ کے نکاح میں دے دیا) نازل فرمائی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے بغیر اذن زینب کے پاس آنا شروع کر دیا۔

۱۴۹۳- سلیمان بن احمد، اسحاق بن ابراہیم، عبدالرزاق، محمد بن علی، حسین بن محمد بن حماد، سلمہ بن شبیب وعبدالرزاق، معمر، زہری، عروہ، کی سند سے عائشہؓ کی روایت ہے کہ زینب بنت جحشؓ رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں سے مجھ پر زیادہ فخر کیا کرتی تھیں اللہ تعالیٰ نے انھیں ورع وتقویٰ کے ذریعے محفوظ رکھا، میں نے زینبؓ بنت جحشؓ سے زیادہ کسی عورت کو کثرت خیر والی، بے تحاشا صدقات کرنی والی، صلہ رحمی کا زیادہ خیال رکھنے والی اور اپنے آپ کو تقرب ایزدی میں کھپانے والی نہیں پایا۔ صرف ایک سورت جوان کی شان میں نازل ہوئی ہے اس کی وجہ سے کیا بعید ہے کہ ان کے مراتب کو دیکھ کر رشک کیا جائے۔

۱۴۹۴- محمد بن احمد بن موسیٰ ..... عباس بن محمد، یعقوب بن ابراہیم، ابراہیم، صالح، ابن شہاب زہری، محمد بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کی سند سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں زینب بنت جحشؓ اپنے مرتبہ ومقام کو ملحوظ رکھ کر مجھ پر فخر کیا کرتی تھیں۔ حالانکہ زینبؓ سے زیادہ دین میں بھلائی والی، اللہ عزوجل سے زیادہ ڈرنے والی، بات میں سچی، بڑھ چڑھ کر صلح رحمی کرنے والی، بہت زیادہ صدقات کرنے والی اور تقرب الی اللہ کے لئے اعمال میں اپنے آپ کو کھپانے والی کسی عورت کو نہیں دیکھا۔ تنہا سورۂ احزاب جوان کی شان میں نازل ہوئی وہ ان کے مراتب کے اظہار کے لئے کافی ہے۔

۱۴۹۵- ابوبکر بن مالک، محمد بن یونس، روح بن عبادہ، عبدالحمید بن بھرام، شہر بن خوشب، عبداللہ بن شداد کی سند سے میمونہ بنت حارثہ زوجۂ نبی ﷺ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین کی ایک جماعت میں مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے ایک نے آپ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا اور اس وقت نبی ﷺ کے پاس قرابتدار بھی تھے، جب آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو عطیات بھرپور دے دیئے تو زینب بنت جحشؓ کہنے لگیں یارسول اللہ! آپ کی عورتوں میں سے ہر ایک اپنے بھائی یا باپ یا کسی نہ کسی رشتہ دار کو آپ کے پاس دیکھ رہی ہے۔ مجھ سے اس کا تذکرہ کیجئے جس نے آپ سے میرا نکاح کرایا، آپ ﷺ سن کر غصہ سے بھرپور ہوگئے، عمرؓ نے زینبؓ کو ڈانٹا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عمر! چھوڑو، اگر آپ کی بیٹی ہوتی تو آپ اس انداز سے راضی نہ ہوتے، رہنے دو چونکہ زینب اواہ ہے ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ اواہ کیا ہوتا ہے" فرمایا: خشوع وخضوع کرنے والی پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: **ان ابراهيم لاوّاه حليم** بے شک ابراہیم علیہ السلام بڑے خشوع کرنے والے اور حلیم الطبع انسان تھے۔[1]

۱۴۹۶- ابومحمد حسن بن محمد بن کیسان، قاضی اسماعیل بن اسحاق، علی بن عبداللہ مدینی، عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ، محمد بن عمرو، یزید بن خصیفہ، عبداللہ بن رافع مولیٰ ام سلمہ، برہ بنت رافع کی سند سے روایت ہے کہ جب عطیات دینے کا وقت آیا حضرت عمرؓ نے زینب بنت جحشؓ کے پاس ان کا عطیہ بھیج دیا۔ برہ کہتی ہیں میں عطیہ لے گئی، اس وقت ہم ان کے پاس موجود تھیں۔ زینب کہنے لگیں، یہ کیا ہے؟ کہا یہ آپ کا عطیہ ہے جسے عمرؓ نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہنے لگیں بخدا یہ میرے علاوہ میری دوسری بہنوں کے لئے ہے جو کہ مجھ سے زیادہ اس کی مستحق ہیں۔ ہم نے کہا یہ سارے کا سارا آپ کے لئے ہے۔ کہنے لگیں سبحان اللہ! کیا تم میرے اور اس عطیہ کے درمیان پردہ کرتے ہو؟ اسے ادھر رکھ کر اس پر ایک کپڑا ڈال دو۔ پھر کہا اسے لے جاؤ اور میرے فلاں رشتہ دار اور فلاں یتیم کو تقسیم کر دو حتی کہ کپڑے کے نیچے کچھ تھوڑا سا بچ گیا چنانچہ کپڑے کے نیچے سے اسی درہم سے کچھ زیادہ نکلے جنھیں ہم نے اٹھا لیا، پھر زینبؓ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگیں اے

۱۔ تاریخ ابن عساکر ۲/ ۱۵۶ (المھذب)

میرے اللہ اس سال کے بعد عمر کا عطیہ مجھے کبھی نہ مل پائے، چنانچہ آپؓ وفات پا کر نبی ﷺ سے لاحق ہونے والی پہلی زوجہ مطہرہ تھیں۔

۱۴۹۷-سلیمان بن احمد، عباس بن فضل، اسفاطی، اسماعیل بن ابو اویس، ابو اویس یحییٰ بن سعید، عمرہ کی سند سے روایت ہے کہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے فرمایا تم میں سے لمبے ہاتھوں والی سب سے پہلے میرے پیچھے آئے گی!(یعنی لمبے ہاتھوں والی پہلے وفات پائے گی) چنانچہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد جب بھی ہم جمع ہوتیں دیوار کے ساتھ ہاتھ لگا کر ناپتی رہتیں، ہم مسلسل ایسا ہی کرتی ہیں حتیٰ کہ زینب بنت جحشؓ کی وفات سب سے پہلے ہوئی حالانکہ وہ چھوٹے قد والی خاتون تھیں اور ہم سے لمبی نہیں تھیں، تب بات ہماری سمجھ میں آئی کہ آپ ﷺ کے فرمان طولِ ید سے کثرتِ صدقہ مراد تھی۔ چنانچہ وہ اپنے ہاتھ سے مصنوعات تیار کرتیں اور انھیں فروخت کر کے آمدنی کو اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیتی تھیں۔

(۱۳۷)صفیہ زوجۂ نبی کریم ﷺ[۲]

صحابیات میں سے ایک انتہائی پرہیزگار، پاکباز، خوف خدا سے بہت زیادہ رونے والی صفہؓ زوجۂ نبی ﷺ بھی ہیں۔

۱۴۹۸-سلیمان بن احمد، اسحاق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ثابت، انسؓ کی سند سے مروی ہے کہ صفیہؓ کو خبر ملی کہ حفصہؓ نے انھیں ''یہودی کی بیٹی'' کہا ہے تو رونے لگیں۔ اتنے میں نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ کہنے لگیں مجھے حفصہ نے ''یہودی کی بیٹی'' کہا ہے نبی ﷺ نے فرمایا بے شک تو نبی کی بیٹی ہے، تیرے چچا بھی نبی اور تو نبی کی بیوی بھی ہے۔ حفصہ کیونکر تجھ پر فخر کرے؟ پھر حفصہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا اے حفصہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔[۳]

۱۴۹۹-عبداللہ بن محمد بن جعفر، علی بن اسحاق، حسین مروزی، عبدالعزیز بن ابو عثمان، موسیٰ بن عبیدہ ربذی، عبداللہ بن عبیدہ کی سند سے روایت ہے کہ کچھ لوگ صفیہؓ کے حجرے میں جمع ہو گئے اور اللہ کا ذکر، تلاوت قرآن مجید اور سجدے کرنے لگے اتنے میں صفیہؓ نے آواز دی کہ یہ تو سجود اور تلاوت قرآن ہے۔ اس کے ساتھ رونا کہاں گیا''؟

(۱۳۸)اسماء بنتِ ابی بکرؓ[۴]

صحابیات میں سے صادقہ، ذاکرہ، صابرہ، شاکرہ، حضرت اسماء بنت صدیقؓ بھی ہیں جنھوں نے اپنا کمر بند دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ کے ساتھ نبی ﷺ کا مشکیزہ باندھا اور دوسرے کے ساتھ زادِ راہ۔

۱۵۰۰-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابن نمیر، ہشام بن عروہ، عروہ کی سند سے روایت ہے، عروہ کہتے ہیں میں اسماءؓ کے پاس آیا وہ نماز پڑھ رہی تھیں، میں نے انھیں آیت کریمہ ''فمن اللہ علینا ووقانا عذاب السموم'' ترجمہ پس

۱۔ صحیح البخاری ۲/ ۱۳۷. وسنن النسائی ۵/ ۶۷. ومسند الامام احمد ۶/ ۱۲۱ ودلائل النبوۃ للبیهقی ۶/ ۳۷۱، ۳۷۴، وطبقات ابن سعد ۸/ ۷۷.

۲۔ وهی صفیة بنت حیی بن اخطب ام المؤمنین.

انظر لترجمتها فی: تهذیب الکمال ۷۸۴۳ (۳۵/ ۲۱۰) والاستیعاب ۴/ ۱۸۷۴ وطبقات ابن سعد ۸/ ۱۲۸. والاصابة ۴/ ۳۴۶

۳۔ المصنف لعبد الرزاق ۲۰۹۲۱. وتاریخ ابن عساکر ۱/ ۳۰۸

۴۔ انظر لترجمتها فی: تهذیب التهذیب ۱۲/ ۳۹۷. والتقریب ۲/ ۵۸۹. والاصابة ۴/ ۲۲۹ والاستیعاب ۴/ ۲۳۲ وتهذیب الکمال ۷۷۸۰.

اللہ تعالیٰ نے ہمارے پر احسان کیا اور ہمیں آ کر عذاب سے بچایا، تلاوت کرتے ہوئے سنا اور انھوں نے اللہ کے عذاب سے پناہ مانگی میں کچھ دیر وہاں کھڑا رہا وہ اسی حال میں پناہ مانگ رہی تھیں، جب کافی وقت ہو گیا میں بازار چلا آیا پھر بازار سے واپس ہوا دیکھا تو وہ جوں کی توں روتے ہوئے پناہ مانگ رہی ہیں۔

۱۵۰۱-محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، منجاب، علی بن مسہر، ہشام بن عروہ، فاطمہ بنت منذر کی سند سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ ہجرت کا ارادہ کیا، میں نے ابوبکرؓ کے گھر میں ان کا زادراہ تیار کیا۔ ابوبکرؓ کہنے لگے، میرے لئے ایک رسی تلاش کر لاؤ جس سے میں رسول اللہ ﷺ کا زادراہ لٹکاؤں اور ان کے مشکیزہ کو باندھوں، میں نے کہا، میرے پاس صرف اپنا کمر بند ہے، کہنے لگے "اسی کو لے آ" کہتی ہیں میں نے کمر بند دو حصوں میں کاٹ لیا ایک حصہ سے زادراہ باندھ لیا اور دوسرے کے ساتھ مشکیزہ باندھ کر لٹکا لیا، چنانچہ اسی وجہ سے مجھے ذات النطاقین کہا جانے لگا۔

۱۵۰۲-حبیب بن حسن، محمد بن یحییٰ، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحاق، یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر، عباد بن عبداللہ، عبداللہ بن زبیر، زبیر کی سند سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابی بکرؓ کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ کی تو ان کے ہمراہ ابوبکرؓ نے اپنا کل مال لے لیا تھا (وہ مال تقریباً پانچ ہزار کی تعداد کے لگ بھگ ہوا ہوگا) ہمارے پاس ہمارے دادا ابوقحافہ آئے اس وقت وہ نابینا ہو چکے تھے، کہنے لگے بخدا ابوبکر نے اپنے آپ اور اپنے مال سے تمہیں محروم کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے جو کچھ تھا ساتھ لے گیا ہے۔ اسماءؓ کہتی ہیں میں نے ان کا دل بہلانے کے لئے کہا نہیں دادا جان وہ ہمارے لئے کافی مال گھر پر چھوڑ گئے ہیں کہتی ہیں میں نے گھر کے ایک روشندان میں کچھ کنکریاں جمع کیں اور ان پر کپڑا پھیلا دیا، میرے والد صاحب اسی روشندان میں اپنا مال رکھا کرتے تھے، چنانچہ میں دادا جان کا ہاتھ پکڑ کر اس روشندان کے پاس لے گئی، قریب جا کر کہا، دادا جان! آپ ہاتھ لگا کر دیکھیں ابوبکرؓ ہمارے لئے کتنا مال چھوڑ گئے ہیں۔ چنانچہ ابوقحافہؓ نے اپنا ہاتھ ان کنکریوں پر لگایا اور کہنے لگے، کوئی بات نہیں، بے شک تمہارے لئے اس نے جو کچھ چھوڑا بہت اچھا کیا، اس سے تمہارا گزارہ چل سکتا ہے۔ اسماءؓ فرماتی ہیں بخدا! ابوبکرؓ نے کچھ نہیں چھوڑا تھا میں نے یہ حیلہ صرف بوڑھے دادا کو تسلی دینے کے لئے کیا تھا۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ اسماءؓ کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ ہجرت مدینہ کے موقع پر مکہ سے نکل گئے ہمارے پاس قریش کے بااثر لوگ آئے جن میں ابوجہل بھی تھا، ابوبکرؓ کے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے میں باہر نکلی کہنے لگے تمہارا باپ کہاں گیا ہے؟ میں نے کہا وہ بخدا مجھے پتہ نہیں کہاں چلے گئے، ابوجہل لعین نے مجھے رخسار پر زوردار طمانچہ مارا جس سے میری بالی کان سے گر گئی، ابوجہل بڑا فاحش اور گندا انسان تھا۔ پھر وہ واپس لوٹ گئے۔

۱۵۰۳-محمد بن علی، حسین بن مودود، ابراہیم بن سعید جوہری، ابواسامہ، ہشام بن عروہ عروہ کی سند سے روایت ہے، عروہ کہتے ہیں میں اور عبداللہ بن زبیر حضرت اسماءؓ کے پاس گئے، ابن زبیر کے قتل ہونے سے دس دن پہلے، چنانچہ اسماءؓ بہت زیادہ بیمار تھیں، عبداللہ کہنے لگے، اس وقت آپ کا کیا حال ہے؟ کہنے لگیں مجھے بہت تکلیف ہے کہنے لگے بے شک موت میں بڑی عافیت ہے کہنے لگیں شاید تمہیں میرے مرنے کا بہت شوق ہے اسی لئے موت کی تمنا بھی کر رہا ہے عروہ کہتے ہیں میں عبداللہ کی طرف متوجہ ہوا اور مجھے ہنسی آ گئی، کہنے لگیں بخدا میں موت کی مشتاق نہیں ہوں، حتیٰ کہ تمہارا کچھ نہ کچھ فیصلہ ہو جائے، یا تمہیں قتل کیا جائے اور میں تمہارے قتل کو عنداللہ باعث ثواب سمجھوں یا تم خرسند ہو جاؤ تاکہ میں اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر سکوں، تم جاگیروں کے پیش کئے جانے سے بچنا اور ہرگز موافقت نہ کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ موت سے ڈر کر قبول کر لو اور حق کو چھوڑ بیٹھو، عروہ کہتے ہیں ابن زبیرؓ نے موت کو عافیت کی چیز اس لئے قرار دیا کہ لامحالہ انہیں قتل کیا جائے گا اسماءؓ کہیں ان کا سن کر غم و حزن میں مبتلا نہ ہو جائیں اس وقت ان کی عمر (۱۰۰) سال کے لگ بھگ تھی۔

۱۵۰۴-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، زیاد بن ایوب، ابن علیہ، عبداللہ بن ابی ملیکہ کی سند سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل ہو جانے کے بعد حضرت اسماءؓ کے پاس آیا کہنے لگیں مجھے پتہ چلا ہے کہ فتنہ پردازوں نے عبداللہؓ کو الٹا سولی پر لٹکا دیا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ مجھے اس وقت تک موت نہ آئے جب تک عبداللہ مجھے نہ دیا جائے اور میں اسے غسل نہ دے دوں اور اسے خوشبو لگاؤں، کفناؤں اور پھر میں اسے اپنے ہاتھوں سے دفن نہ کرلوں، چنانچہ تھوڑے ہی وقت میں عبدالملک بن مروان کا خط آ گیا'' کہ عبداللہ کی لاش اس کے ورثاء کو دی جائے'' چنانچہ عبداللہؓ کی لاش حضرت اسماءؓ کے پاس لائی گئی انھوں نے غسل دیا، خوشبو لگائی، حنوط لگائی، کفن دیا اور پھر انھیں دفن کیا، ایوب کہتے ہیں! میرا خیال ہے کہ اسماءؓ حضرت عبداللہؓ کے دفنانے کے بعد صرف تین دن تک زندہ رہیں۔

۱۵۰۵-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، داؤد بن عمر وضبی، اسماعیل بن زکریا، یزید بن ابی زیاد، قیس بن احنف ثقفی، قاسم بن محمد کی سند مسلسل سے روایت ہے کہ حضرت اسماءؓ اپنی چند لونڈیوں کے ہمراہ تشریف لائیں اور کہنے لگیں حجاج کہاں ہے؟ ہم نے کہا وہ یہاں پر نہیں ہے بولیں ہمارے پاس ان ہڈیوں کو لانے کا حکم دیدے چونکہ میں نے خود نبی ﷺ کو مثلہ (ناک، کان، ہونٹ کاٹنے) سے منع کرتے ہوئے سنا ہے، ہم نے کہا جب آئے گا ہم اسے کہہ دیں گے، پھر کہنے لگیں جب آ جائے اسے خبر دے دو کہ میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''قبیلہ بنو ثقیف میں ایک کذاب ہوگا اور ایک ظالم ہوگا''۔[1]

(۱۳۹) رمیصاء ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا[2]

صحابیات میں سے ایک ام سلیمؓ ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے آگے سر جھکا لیا اور بہت سارے غزوات میں شرکت بھی کی۔

کہا گیا ہے کہ تصوف فراخی و مرضی کو چھوڑنا اور آزمائش کے وقت فراخی و مرضی کو لے لینا ہے۔

۱۵۰۶-عبداللہ بن جعفر، یونس، ابوداؤد، حسن، عمر بن حفص، عاصم بن علی، عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون، محمد بن منکدر کی سند سے جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو جنت میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا، بس اچانک میں ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کے پاس ہوں۔[3]

۱۵۰۷-فاروق خطابی، عبداللہ بن محمد بن ابی قریش، محمد بن عبداللہ انصاری، حمید کی سند سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ کا ایک بیٹا جو کہ ام سلیمؓ کے بطن سے تھا، بیمار ہو گیا، چنانچہ اسی بیماری میں وہ بچہ کوٹھڑی میں مرگیا، ام سلیم نے اسے ڈھانپ دیا اور ابوطلحہ نے گزشتہ روز کی طرح حسب دستور بچے کا حال پوچھا کہنے لگیں، وہ پہلے کی بہ نسبت اچھے حال میں ہے، ابوطلحہؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور ام سلیم نے ان کے آگے کھانا بڑھا دیا، چنانچہ رات کو دونوں آرام سے بستر پر سو گئے اور ابوطلحہؓ نے ام سلیم کے ساتھ نسوانی خواہش بھی پوری کی، جب سحری کا وقت ہوا ام سلیم کہنے لگیں اے ابوطلحہ! مجھے بتاؤ اگر فلاں آدمی کے گھر والوں نے کسی سے کوئی چیز عاریۃ (ادھار) مانگ لائی ہو اور وہ اس سے پوری طرح نفع لے چکے ہوں اور پھر واپسی کے لئے اس چیز کا جب مطالبہ کیا جائے تو ان پر گراں گزرے؟

۱۔ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة ۲۲۹. ومسند الامام احمد ۶/ ۸۷، ۹۱، ۹۲، والمستدرک ۴/ ۵۵۳ ومشكاة المصابيح ۵۹۸۵. والكنى للدولابى ۲/ ۳۶. ودلائل النبوة للبيهقى ۶/ ۴۸۱، ۴۸۲.

۲۔ تهذيب الكمال ۴۳ / ۷۹ (۳۵/ ۶۵ ۳) والاستيعاب ۴/ ۴۰ ۱۹.

۳۔ صحيح مسلم البخارى ۵/ ۱۲. ومسند الامام احمد ۳/ ۳۷۲ وفتح البارى ۷/ ۴۰. والاحاديث الصحيحة ۱۰۴۵.

ابوطلحہ کہنے لگے لینے والوں نے واپسی کے معاملہ میں انصاف سے کام نہیں لیا، بولیں تیرا بیٹا ہم نے اللہ سے عاریۃً لیا تھا اور اب اللہ تعالیٰ نے اسے واپس لے لیا ہے۔ چنانچہ ابوطلحہؓ نے اللہ کی حمد کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پھر صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور انھیں سارا واقعہ سنایا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ابوطلحہ! اللہ تعالیٰ تمہاری گزشتہ رات کی ہم نشینی میں برکت کرے'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو نعم البدل کے طور پر عبداللہ بن ابوطلحہ کی شکل میں بچہ عطا فرمایا۔[1]

۱۵۰۸-حبیب بن حسن، عمر بن حفص، عاصم بن علی، سلیمان بن مغیرہ، ثابت بن انس کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ کا ام سلیم کے بطن سے ایک لڑکا تھا جو مرگیا ام سلیمؓ نے اپنے گھر والوں سے کہہ دیا کہ ابوطلحہ کو لڑکے کے مرجانے کی خبر نہ دو تاوقتیکہ میں خود انھیں نہ بتادوں، اتنے میں ابوطلحہؓ آگئے انھیں شام کا کھانا اور پانی وغیرہ پیش کیا ام سلیم نے اپنے آپ کو اچھی طرح سے سنوارا جب ابوطلحہؓ کھاپی چکے تو اپنی خواہش نفس پوری کی۔ ام سلیمؓ نے دیکھا کہ ابوطلحہ کھاپی چکے ہیں اور اپنی حاجت بھی پوری کرلی ہے پھر ان سے کہنے لگیں اے ابوطلحہؓ! مجھے بتاؤ ایک گھر والے دوسرے گھر والوں سے کوئی چیز عاریۃً طلب کرلائیں اور پھر اسے واپس نہ کریں؟۔ کہنے لگے انھوں نے اچھا برتاؤ نہیں کیا، ام سلیم کہنے لگیں جب ایسی بات ہے تب پھر اپنے بیٹے کو عنداللہ باعث ثواب سمجھو، حضرت انسؓ کہتے ہیں ابوطلحہؓ پہلے غصے ہوگئے اور پھر کہنے لگے تو نے مجھے چھوڑے رکھا اور یہاں تک کہ میں جن امور میں ملوث ہوا سو ہوا اور پھر تو مجھے میرے بیٹے کی موت کی خبر سناتی ہے۔ چنانچہ ابوطلحہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور ان سے شکایت کی کہ ام سلیم نے میرے ساتھ ایسا ویسا کیا، ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری اس رات میں برکت کرے۔[2] کہتے ہیں میری اس رات کی صحبت سے اللہ نے عبداللہ بن ابوطلحہ عطاء فرمایا۔

۱۵۰۹-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعید، محمد بن موسیٰ مخزومی فطری، عبداللہ بن عبداللہ بن ابوطلحہ کی سند سے انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ ام سلیمؓ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا اور وہ بیمار ہوگیا آئے دن اس کی بیماری میں اضافہ ہوتا رہا بالآخر وہ اللہ کو پیارا ہوگیا ابوطلحہؓ نبی ﷺ کے پاس تھے اور مغرب کی نماز پڑھ کر واپس آئے، ان کے آنے سے پہلے پہلے ام سلیم نے بچے کو لپیٹ کر گھر کے ایک خانے میں رکھ دیا، ابوطلحہؓ نے بچے پر جھکنے کا ارادہ کیا کہ اتنے میں ام سلیم بول اٹھیں، میں آپ کو حق کا واسطہ دیتی ہوں بچے کے قریب نہ جائیے چونکہ وہ آج کی رات پہلے سے بہتر ہے چنانچہ ام سلیمؓ نے ابوطلحہؓ کو کھانا پیش کیا پھر انھیں خوشبو لگائی اور آرام سے سوگئے ابوطلحہؓ نے اپنی حاجت بھی پوری کی۔ پھر ام سلیم کہنے لگیں اے ابوطلحہ مجھے بتایئے اگر کچھ پڑوسی دوسرے پڑوسیوں سے کوئی چیز عاریۃً لے آئیں اور پھر گمان کر بیٹھیں کہ دوسرے پڑوسیوں نے وہ چیز انھیں کے پاس چھوڑ دی اور جب پہلے والے چیز کا مطالبہ کریں دوسرے والے اپنے لئے اس چیز کو پسند کریں اور واپس نہ دیں؟ کہنے لگے تب تو انھوں نے بہت برا برتاؤ کیا کہنے لگیں جب حق یونہی ہے تو پھر اللہ نے تجھے وہ بچہ عاریۃً دیا تھا اب اس نے واپس لے لیا ہے اور وہ اس بچے کا زیادہ حقدار ہے کہ اسے واپس لے لے۔ چنانچہ ابوطلحہؓ صبح کو نبی ﷺ کے پاس تشریف لے گئے اور انھیں سارا واقعہ کہہ سنایا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ تمہاری اس رات میں برکت کرے[3]۔ سو پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں عبداللہ بن ابوطلحہ کی شکل میں نعم البدل عطا فرمایا۔

۱۵۱۰-سلیمان بن احمد، علی بن سعید رازی، محمد بن مسلم بن وارہ، محمد بن سعید بن سابق، عمرو بن ابوقیس، سعید بن مسروق، عبایہ بن رفاعہ،

۱۔ مسند الامام احمد ۳/ ۱۰۵، ۱۰۶، ودلائل النبوۃ للبیہقی ۶/ ۱۹۸. والامالی للشجری ۱/ ۳۰۱. وصحیح ابن حبان ۷۲۵، والمصنف لعبد الرزاق ۲۰۱۴۰. واتحاف السادۃ المتقین ۹/ ۳۰.

۲،۳۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ ۱۰۷. والسنن الکبریٰ للبیہقی ۴/ ۶۶. ومسند الامام احمد ۳/ ۱۹۶. وعمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ۲۱۲.

کی سند سے روایت ہے ام سلیمؓ فرماتی ہیں میرا بیٹا مر گیا اور میرے شوہر گھر سے غائب تھے میں نے اس مردہ بچے کو گھر کے ایک کونے میں ڈھانپ کر رکھدیا، اتنے میں میرے شوہر آ گئے میں اٹھی اور خوشبو وغیرہ لگائی، انھوں نے نفس کی خواہش پوری کی پھر میں نے انھیں کھانا پیش کیا وہ انھوں نے کھایا، پھر میں نے کہا کیا آپ کو پڑوسیوں کی عجیب بات نہ سناؤں؟ کہنے لگے کیا عجیب بات؟ کہا ایک چیز عاریۃً لیں اور جب واپسی کا مطالبہ کیا جائے تو انکار کر بیٹھیں، کہنے لگے بہت برا برتاؤ کیا کہنے لگیں یہ تیرا بیٹا ہے جو اللہ سے ہم نے عاریۃً لیا تھا۔ کہنے لگے کوئی حرج نہیں، تم نے صبر کو گزشتہ رات نہ چھوڑنے دیا۔ صبح کو نبی ﷺ کے پاس جا کر انھیں سارا واقعہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے اللہ ان کی رات میں برکت ڈال۔ راوی کہتے ہیں اسکے بعد میں نے مسجد میں ان کے سات بیٹے دیکھے جو سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔[1]

۱۵۱۱-ابراہیم بن عبداللہ بن محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعید، محمد بن موسی مخزومی فطری، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی طلحہ، کی سند سے حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ ابوطلحہؓ نے ام سلیمؓ کے ساتھ نکاح کیا تو انکا مہر قبول اسلام ٹھہرا تھا۔ چنانچہ ام سلیمؓ ابوطلحہ کے پیغامؓ کے نکاح سے پہلے اسلام قبول کر چکیں تھیں۔ کہنے لگیں میں تو مسلمان ہوں تمہارے ساتھ کیسے نکاح کر سکتی ہوں چنانچہ ابوطلحہؓ نے اسلام قبول کر لیا اور ان دونوں کے درمیان بطور مہر ابوطلحہ کا قبول اسلام تھا۔

۱۵۱۲-سلیمان بن احمد، اسحاق بن ابراہیم، عبدالرزاق، جعفر بن سلیمان ثابت کی سند سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں ابوطلحہؓ نے قبول اسلام سے پہلے ام سلیمؓ کو پیغام نکاح دیا کہنے لگیں مجھے تو آپ سے نکاح کرنے میں رغبت ہے اور آپ جیسوں کو رد نہیں کیا جا سکتا لیکن تو کافر ہے اور میں مسلمان ہوں ہاں اگر تو اسلام لے آئے تو یہی اسلام میرا مہر ہوگا۔ اس کے علاوہ میں تجھ سے کچھ نہیں مانگوں گی، چنانچہ ابوطلحہؓ نے اسلام قبول کر لیا اور ام سلیمؓ سے نکاح کر لیا۔

۱۵۱۳-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، سلیمان بن مغیرہ وحماد بن سلمہؒ جعفر بن سلیمان، ثابت، انسؓ کی سند سے روایت ہے ابو طلحہؓ نے آ کر ام سلیمؓ کو پیغام نکاح دیا اور اس بارے میں بات کی کہنے لگیں ابوطلحہ تم جیسے آدمی کو رد نہیں کیا جاتا لیکن تو کافر ہے اور میں مسلمان عورت ہوں مجھے اسلام تیرے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ کہنے لگے کونسی چیز تیرا مہر ہوگی بولیں میرا مہر کیا ہو سکتا ہے۔ کہنے لگے سونا چاندی، بولیں مجھے تم سے سونے چاندی کی ضرورت نہیں مجھے تمہارا قبول اسلام چاہیے۔ کہنے لگے قبول اسلام میں بڑی معاونت کون کرے گا؟ بولیں رسول اللہ ﷺ! ابوطلحہؓ نبی ﷺ کی تلاش میں چل پڑے۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ میں بیٹھے ہوئے تھے جب ابوطلحہ کو دیکھا فرمایا: ابوطلحہ تمہارے پاس پیشانی میں اسلام کی چمک لے کر آیا ہے۔[2] انھوں نے آپ ﷺ کو سارا واقعہ سنایا اور ام سلیم کے ساتھ قبول اسلام پر نکاح کر لیا۔ ثابت کہتے ہیں ہم نے نہیں سنا کہ اتنا عظیم الشان مہر کسی عورت کا ہوا ہو کہ وہ قبول اسلام کو مہر مقرر کر کے نکاح کر لے، ام سلیم خوبصورت عورت تھیں ان کی آنکھوں میں ہلکی سی زردی تھی۔

۱۵۱۴-محمد بن علی، حسین بن محمد حوانی، احمد بن سنان، یزید بن ہارون، حماد، ثابت، اسماعیل بن عبداللہ ابوطلحہ کی سند سے حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ابوطلحہ نے ام سلیمؓ کو پیغام نکاح بھیجا کہنے لگیں، ابوطلحہ تمہیں پتہ نہیں کہ تمہارا معبود جسکی تم عبادت کرتے ہو، وہ ایک لکڑی ہے جو زمین سے اگتی ہے اور اسے فلاں حبشی نے بنایا ہے۔ کیا تمہیں حیا نہیں آتی کہ زمین سے اگنے والی لکڑی کی تم عبادت کرتے ہو جس کو فلاں حبشی نے تمہارے معبود کی شکل میں بنایا۔ اگر تو اسلام لے آئے تو میں تجھ سے قبول اسلام کے علاوہ کسی مہر کا مطالبہ نہیں کروں گی۔

۱۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ ۱۰۷. والسنن الکبریٰ للبیهقی ۴/ ۶۶. ومسند الامام احمد ۳/ ۱۹۶. وعمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ۲۱۲.

۲۔ السنن الکبریٰ للبیهقی ۴/ ۶۶. وتاریخ ابن عساکر ۷/ ۶ (التهذیب)

ابوطلحہ کہنے لگے مجھے کچھ مہلت چاہیے تاکہ میں غور وفکر کرلوں، اس وقت ابوطلحہ چلے گئے پھر جب دوبارہ آئے تو کلمہ شہادت کا اقرار کیا اور مسلمان ہو گئے ام سلیمؓ حضرت انسؓ سے کہنے لگیں اے انس! ابوطلحہ کا نکاح کردو۔

۱۵۱۵- فاروق خطابی، ابومسلم کشی، حجاج بن منہال، حماد، ثابت کی سند سے روایت ہے کہ ام سلیم غزوۂ حنین کے موقع پر ابوطلحہ کے ساتھ تھیں اوران کے پاس ایک خنجر تھا، ابوطلحہؓ نے پوچھا ام سلیم! یہ کیا ہے؟ کہنے لگیں یہ خنجر میں نے اس لئے اپنے پاس رکھا ہے ممکن ہے کوئی مشرک میرے قریب آنے کی جسارت کرے تاکہ میں اسے خنجر کے ساتھ کچو کے لگا سکوں۔ ابوطلحہؓ بولے! یارسول اللہ آپ نے نہیں سنا ام سلیم کیا کہتی ہے؟ چنانچہ انھوں نے آپ ﷺ کو ساری بات سنائی۔[۱]

ارشاد فرمایا اے ام سلیم! اللہ عزوجل شانہ نے ہماری بھرپور اوراحسن طریقے سے کفایت فرمائی ہے۔

۱۵۱۶- عبداللہ بن جعفر، ابن حبیب، ابوداؤد، حماد، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، انسؓ کی سند سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین کے موقع پر ابوطلحہؓ نے ام سلیمؓ کو ایک خنجر اٹھائے دیکھا کہنے لگے، تم اس کے ساتھ کیا کررہی ہو؟ بولیں، ممکن ہے کوئی بھولا بھٹکا مشرک میرے قریب آجائے تاکہ میں اسکے پیٹ میں کچو کے لگا سکوں۔ چنانچہ ابوطلحہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کردیا۔ فرمانے لگے ام سلیم! اللہ تعالیٰ نے ہماری بھرپور اور بڑے اچھے طریقے سے کفایت کی ہے۔[۲]

۱۵۱۷- ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن حمزہ، علی بن علی بن مثنیٰ، جعفر بن مہران، عبدالوارث، عبدالعزیز کی سند سے روایت ہے کہ انس بن مالکؓ فرماتے ہیں میں نے غزوۂ احد کے دن عائشہؓ اورام سلیمؓ کو دیکھا کہ انھوں نے پائنچے اوپر کئے ہوئے ہیں اور جلدی سے آجارہی ہیں میں نے ان کی پنڈلیوں پر بندھی پازیب دیکھی چنانچہ دونوں اپنی پیٹھوں پر مشکیزے پانی سے بھر کر لارہی ہیں اور لوگوں کو پلاتی جارہی ہیں پھرواپس جاتی ہیں اورآجاتی ہیں اور لوگوں کو پانی پلاتی جارہی ہیں۔

۱۵۱۸- ابواحمد محمد بن احمد، یحییٰ بن محمد بن سکن، حبان، ہمام، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، انسؓ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں ازواج مطہرات کے گھروں کے علاوہ صرف ام سلیمؓ کے گھر میں جایا کرتے تھے اوران کے علاوہ کسی کے گھر میں نہیں جاتے تھے۔ آپ ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی گئی، فرمایا مجھے ام سلیم پر رحم آتا ہے چونکہ اسکا بھائی میرے ساتھ شہید ہوا ہے۔[۳]

۱۵۱۹- حبیب بن حسن، عمر بن حفص، عاصم بن علی سلیمان بن مغیرہ، ثابت انسؓ کی سند سے روایت ہے کہ انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور کچھ دیر کے لئے سو گئے اور آپ ﷺ کے چہرے مبارک پر پسینے کی لڑیاں بہنے لگیں، ام سلیمؓ نے موقعہ غنیمت سمجھا ایک بوتل لائی اوراس میں پسینہ بھرلیا، اتنے میں نبی ﷺ بیدار ہوگئے اورفرمایا ام سلیم! تم کیا کررہی تھیں؟ بولیں یہ آپ کا پسینہ ہے ہم اسے خوشبو میں ڈالیں گے چونکہ وہ خوشبو سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔

(۱۴۰) حضرت ام حرام بنت ملحانؓ[۴]

صحابیات میں سے ایک نیکوکار، سمندری لشکر میں شہید ہونے والی نہایت ہی پرہیزگار ام حرام بنت ملحانؓ ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اپنے آپ کو کھپانے، ایثار اوراخیار کی خدمت بجالانے کا نام تصوف ہے۔

۱،۲۔ صحیح مسلم کتاب الجهاد ۱۳۴. ومسند الامام احمد ۳/ ۱۰۸ والسنن الكبرى للبيهقي ۶/ ۳۰۷. ودلائل النبوة للبيهقي ۵/ ۱۰۵. وطبقات ابن سعد ۸/ ۳۱۱.

۳۔ صحيح البخاري ۴/ ۳۳ وصحيح مسلم ۱۹۰۸ وطبقات ابن سعد ۸/ ۳۱۳).

۴۔ تهذيب الكمال ۷۹۶۲ (۳۵/ ۳۳۸) وطبقات ابن سعد ۸/ ۴۳۴. وسير النبلاء ۲/ ۳۱۷

۱۵۲۰-ابوبکر بن خلاد، محمد بن غالب، قعنبی، مالک، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب کبھی قبا کی طرف تشریف لے جاتے تو حضرت ام حرام کے گھر آتے اور کھانا نوش فرماتے تھے اور ام حرامؓ عبادہ بن صامتؓ کے عقد نکاح میں تھیں چنانچہ ایک روز آپ ﷺ تشریف لائے اور کھانا کھا کر آرام فرمایا۔ ام حرامؓ نے آپ ﷺ کے سر مبارک میں جوئیں تلاش کرنا شروع کیں آپ ﷺ کو نیند آ گئی۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد مسکراتے ہوئے اٹھ گئے اور فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں غزوہ کے ارادے سے سوار ہیں۔ حضرت ام حرامؓ نے کہا یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں، آپ ﷺ نے دعا کی اور پھر آرام فرمایا، کچھ دیر کے بعد پھر مسکراتے ہوئے اٹھے۔ ام حرامؓ نے مسکرانے کی وجہ پوچھی، فرمایا میں نے ایک اور خواب دیکھا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کے راستے میں جہاد کر رہے ہیں۔ ام حرامؓ نے پھر اپنی شرکت کی دعا کی درخواست کی فرمایا "تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو گی" "حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ام حرامؓ نے معاویہ کے عہد میں بیت لشکر کے ہمراہ سمندر کے راستے سفر کیا۔ جب سمندر سے نکل کر ساحل پر آئیں اور گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہوتے گر پڑیں اور وہیں شہید ہو گئیں۔!

۱۵۲۱-ابواسحاق بن حمزہ، محمد بن یحییٰ مروزی، حماد بن زید، یحییٰ بن سعد، محمد بن یحییٰ بن حبان، انس بن مالکؓ کی سند سے روایت ہے کہ ام حرامؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور تھوڑی دیر کے لئے آرام فرمایا پھر اچانک مسکراتے ہوئے اٹھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آپ کیوں مسکرا رہے ہیں، فرمایا میں نے خواب میں اپنی امت کے کچھ لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ سمندر کے راستے بادشاہوں کی طرح تختوں پر (جہاد کے ارادے سے) سفر کر رہے ہیں۲۔ بولیں یا رسول اللہ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شریک کر دے" حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ام حرامؓ کے ساتھ عبادہ بن صامتؓ نے نکاح کر لیا اور عبادہؓ کے ہمراہ سمندر میں سفر کیا جب ساحلِ سمندر پر پہنچیں اور جونہی سواری پر بیٹھیں تو سواری نے انھیں پچھاڑ دیا جس سے زمین پر گر کر ان کی گردن ٹوٹ گئی اور پھر اس کے صدمہ میں وفات پائی۔

یہ روایت ثوری، حماد بن سلمہ، لیث بن سعد اور عبدالوارث سے بھی مروی ہے اور اسماعیل بن جعفر اور زائدہ نے ابی طوالہ عن انس بن مالک کی سند سے اس کو روایت کیا ہے اور حسین جعفی نے زائدۃ عن مختار بن فلفل عن انس کی سند سے منفرد روایت کیا ہے۔

۱۵۲۲-ابوعمرو بن حمدان، حسین بن سفیان، ہشام بن عمار، یحییٰ بن حمزہ، ثور بن یزید، خالد، بن معدان، عمیر بن اسود عنسی کی سند سے روایت ہے، عمیر کہتے ہیں میں عبادہؓ بن صامت کے پاس گیا اور وہ اس وقت ایک خیمے میں اپنی بیوی ام حرامؓ کے ساتھ تھے، ام حرام کہتی ہیں میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ میری امت میں سے پہلا گروہ جو سمندر کی جنگ لڑے گا ان کے لئے جنت واجب کر دی گئی ہے۳۔ کہنے لگیں یا رسول اللہ! کیا میں ان میں سے ہوں گی؟ فرمایا، ہاں تو ان میں سے ہو گی۔

ثورؒ کہتے ہیں میں نے ام حرامؓ سے یہ حدیث سنی درآنحالیکہ وہ سمندر میں محو سفر تھیں؛ ہشام کہتے ہیں میں نے ان کی قبر ساحلِ سمندر پر قاقیس مقام پر دیکھی ہے اور میں ان کی قبر پر کھڑا بھی رہا۔

۱۵۲۳-سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، ابوکریب، حسین بن علی جعفی، کی سند سے ہشام بن عاز کہتے ہیں کہ حرام بنت ملحانؓ کی قبر قبرص میں ہے اور وہاں کے لوگ کہا کرتے ہیں کہ یہ ایک برگزیدہ نیک صالحہ عورت کی قبر ہے۔

۱،۲۔ صحیح البخاری ۴/ ۱۹ . وصحیح مسلم ۱۵۱۸، ۱۵۱۹ . وسنن الترمذی ۱۶۴۵ . وسنن النسائی . کتاب الجهاد باب ۴۷ . والسنن الکبری للبیهقی ۹/ ۱۶۵ . ۱۶۶ . ۱۶۷ . ومشکاة المصابیح ۵۸۵۹ .

۳۔ صحیح البخاری ۴/ ۵۱ . والمستدرک ۴/ ۵۵۶ . ودلائل النبوة ۶/ ۴۵۲ . والبدایة والنهایة ۶/ ۲۵۳ .

(۱۴۱) ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا[1]

صحابیات میں سے ایک شہید قاریہ ام ورقہ انصاریہ ؓ بھی ہیں۔ مہاجر عورتوں کی امامت کراتی تھیں اکثر رسول اللہ ﷺ ان سے ملنے جاتے۔

۱۵۲۴- ابوعلی، محمد بن احمد بن حسن، اسحاق بن حسن حربی، ابونعیم، ولید بن جمیع، وہ اپنی دادی سے ام ورقہؓ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام ورقہؓ سے ملنے آتے اور انہیں شہیدہ کے نام سے پکارتے تھے، ام ورقہ قرآن پڑھی ہوئی تھیں اور اکثر تلاوت میں معروف رہتیں، رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ بدر کے لئے نکلے تو آپ ﷺ سے شرکت کی اجازت مانگی کہ زخمیوں کا علاج اور مریضوں کی تیمارداری کروں گی ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس خدمت کے بدلے میں مجھے شہادت عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "تم گھر میں رہو خدا تم کو وہیں شہادت عطا فرمائے گا" (رسول اللہ ﷺ نے ام ورقہؓ کو اپنے گھر کی عورتوں کا امام بنایا تھا)۔

(ام ورقہؓ نے اپنی ایک لونڈی اور غلام کو مدبر بنایا تھا (یعنی اس شرط پر آزاد کیا تھا کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو) ان بدبختوں نے اس وعدے سے ناجائز فائدہ اٹھایا، اور رات کو ایک چادر ڈال کر ان کا کام تمام کر دیا، یہ خلافت عمرؓ کا واقعہ ہے، چنانچہ حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ ام ورقہؓ کو ان کے غلام اور لونڈی نے قتل کر دیا ہے فرمانے لگے) رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا چنانچہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ "شہیدہ کے گھر چلو"۔[1]

وکیع اللہ بن جمیع نے اس کے مثل روایت کیا ہے۔

(۱۴۲) ام سلیط انصاریہؓ

صحابیات میں سے ایک حصول جنت کے لئے محنت کرنے والی، نمازیہ ام سلیط انصاریہ بھی ہیں نبی ﷺ کے ساتھ احد میں شریک رہیں کبھی اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈریں۔

۱۵۲۵- ابوبکر بن خلاد، احمد بن ابراہیم بن ملحان، ابن بکیر، لیث بن سعد، یونس بن یزید کے ابن شہاب، ثعلبہ بن ابو مالک کی سند سے روایت ہے کہ عمرؓ نے اہل مدینہ کی عورتوں میں کپڑے تقسیم کئے ان میں سے ایک عمدہ قسم کا کپڑا باقی بچ گیا، حاضرین میں سے کسی نے کہا یا امیر المؤمنین یہ عمدہ کپڑا رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ام کلثومؓ بنت علیؓ) کو دے دیں، حضرت عمرؓ فرمانے لگے "ام سلیط اس کپڑے کی زیادہ حقدار ہے، ام سلیطؓ انصار کی ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور غزوۂ احد میں ہمارے لئے مشکیزے بھر کر لاتی تھیں۔

(۱۴۳) خولہ بنت قیسؓ[2]

صحابیات میں سے ایک نیک صالحہ خولہ بنت قیس بھی ہیں۔

۱۵۲۶- حبیب بن حسن، عمر بن حفص سدوسی، عاصم بن علی، ابومعشر، سعید بن مقری، عبید بن سنوطا کی سند سے روایت ہے عبید کہتے ہیں

۱۔ تهذيب الكمال ۱۹ ۸۰ (۳۵/ ۳۹۰) والاستيعاب ۴/ ۱۹۶۵.

۲۔ السنن الكبرى للبيهقى ۳/ ۱۳۰، ۱/ ۴۰۶ . وطبقات ابن سعد ۸/ ۳۳۵. و كنز العمال ۳۷۵۹۲. والمسند للامام احمد ۶/ ۴۰۵. والمطالب العالية ۴۱۵۹ . ودلائل النبوة للبيهقى ۶/ ۳۸)

۳۔ تهذيب الكمال ۸۴۳۰ (۳۵/ ۱۶۴)

ہم خولہ بنت قیس کے پاس گئے ہم نے کہا اے ام محمد ہمیں حدیث سناؤ ان کے شوہر کہنے لگے اے ام محمد! جو حدیث تم سنانا چاہتی ہو پہلے اسے اچھی طرح سے دیکھ لو چونکہ نبی ﷺ کی طرف منسوب کر کے بلا دلیل حدیث بیان کرنا بڑا گناہ ہے بولیں میرے لئے برا ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے کوئی ایسی حدیث بیان کروں جو تمہیں نفع پہنچائے لیکن فی الواقع میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ یہ دنیا بڑی لذیذ اور خوشگوار ہے جو آدمی حلال مال لے اس میں برکت کی جاتی ہے۔ بہت سارے لوگ تکلف کر کے جو جی چاہے اللہ کا مال لے اڑتے ہیں قیامت کے دن ان کے لئے جہنم کی آگ ہوگی۔[1]

رواہ اللیث بن سعد عن عمر بن کثیر بن افلح عن عبید سنوطا مثلہ۔

(۱۴۴) ام عمارہؓ

صحابیات میں سے ایک ام عمارہؓ ہیں بیعت عقبہ میں شریک رہیں اور انھوں نے کفار کے دو بدو ہو کر جنگیں لڑیں۔ بڑی محنت کرنے والی تھیں صوم وصلوٰۃ اور احکام شریعت کی پابند تھیں۔

۱۵۲۷- حبیب بن حسن، محمد بن یحیی مروزی، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحاق کی سند سے روایت ہے کہ بیعت عقبہ کے موقع پر صرف دو عورتیں حاضر ہوئی تھیں اور ان دونوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان دو میں سے ایک نسیبہ بنت کعب بن عمرو ام عمارہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بہت سارے غزوات میں شریک ہوئیں خاص طور پر غزوۂ احد میں اپنے شوہر زید بن عاصم اور دو بیٹوں حبیب بن زید اور عبداللہ بن زید کے ساتھ شریک ہوئیں۔

ام عمارہؓ کے بیٹے حبیب وہ ہیں جنہیں مسیلمہ کذاب علیہ لعنۃ اللہ نے قید کر لیا تھا چنانچہ مسیلمہ نے ان سے پوچھا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ حبیبؓ فرماتے ہیں جی ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، پھر پوچھا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ فرمایا ہرگز گواہی نہیں دیتا۔ چنانچہ مسیلمہ نے اقرار نہ کرنے پر انھیں قید رہنے دیا۔ جب ام عمارہؓ نے سنا تو مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ وہ بھی سینہ سپر ہو کر چل پڑیں، یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکرؓ کی خلافت میں پیش آیا، ام عمارہؓ نے جرأتمندانہ طریقے سے بنفس نفیس جنگ میں حصہ لیا اور مسیلمہ کو اللہ تعالیٰ نے جہنم واصل کیا، چنانچہ ام عمارہؓ فتحمند ہو کر واپس لوٹیں اور ان کے جسم پر تیروں اور نیزوں کے دس زخم لگے ہوئے تھے۔

قال ابن اسحاق حدثنی ھذا الحدیث عنہا ابن یحیی بن حبان ومحمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ۔

۱۵۲۸- احمد بن جعفر ابن یوسف ترکی، علی بن جعد، شعبہ، حبیب، بن زید، لیلیٰ، ام عمارہ بنت کعبؓ کی سند سے روایت ہے ام عمارہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے میں نے آپ ﷺ کے لئے کھانا منگوایا، جب کھانا آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا تو آپ نے مجھے بلایا تا کہ میں بھی کھانا کھاؤں، بولیں، میں روزے میں ہوں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "بے شک روزہ دار کے پاس جب

---

[1] مجمع الزوائد ۱۰ / ۲۴۶. والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۹ / ۳۵۰. وشرح السنۃ للبغوی ۸/ ۱۲. والتاریخ الکبیر للبخاری ۵/ ۴۵. واتحاف السادۃ المتقین ۸/ ۸۲. وکشف الخفاء ۱/ ۲۹۲ ومسند الحمیدی ۳۴۰. والمصنف لعبد الرزاق ۲۶ ۹ ۲ . والترغیب والترہیب ۲/ ۵۵۲. وفتح الباری ۱۱/ ۲۴۶. والدرالمنثور ۳/ ۴۰۲ . وتاریخ ابن عساکر ۴/ ۴۱۹ (التہذیب) وتاریخ بغداد ۹/ ۱۸۶.

تک کھانا کھایا جاتا ہے فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں تاوقتیکہ کھانا کھانے والے فارغ نہ ہو جائیں۔[1]

رواہ شریک عن حبیب نحوہ۔

(۱۴۵) حولاء بنت تویت رضی اللہ عنہا

صحابیات میں سے ایک اللہ کی طرف رجوع کرنے والی، مہاجرہ، تہجد گزار اور ثابت قدم رہنے والی حولاء بنت تویت بھی ہیں۔

۱۵۲۹-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابو اسامہ، عثمان بن عمر، یونس بن یزید، زہری، عروہ کی سند سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ تھے اتنے میں حولاءؓ ادھر سے گزریں، حضرت عائشہؓ کہنے لگیں یہ حولاء ہے اور لوگ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ رات کو نہیں سوتی آپ ﷺ فرمانے لگے، کیا رات کو نہیں سوتی؟! اتنا ہی عمل کرو جتنے کی تم طاقت رکھتے ہو بخدا، اللہ تعالیٰ نہیں اُکتاتا، تاوقتیکہ تم خود نہ اکتا جاؤ۔[1]

۱۵۳۰-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابراہیم بن حجاج، حماد بن سلمہ، ہشام بن عروہ، عروہ کی سند سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی جب جانے لگی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ کون عورت ہے؟ بولیں: یارسول اللہ! کیا آپ اسے نہیں جانتے؟ یہ فلاں عورت ہے رات کو سوتی نہیں اور اہل مدینہ میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہے ارشاد فرمایا، چھوڑ، چھوڑ، پھر فرمایا تم اپنے اوپر اتنا ہی عمل لازم کرلو جتنے کی تم طاقت رکھتے ہو اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا حتی کہ تم نہ اکتا جاؤ'' اللہ تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ پسند ہے جو دائمی ہو اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔[2]

(۱۴۶) ام شریک اسدیہ رضی اللہ عنہا[3]

صحابیات مکرمات میں سے ایک ام شریک اسدیہؓ بھی ہیں جنکے بڑے عجیب حالات ہیں۔

۱۵۳۱-ابراہیم بن احمد بن فرح، عمر مقری، محمد بن مروان، محمد بن سائب کلبی، ابوصالح کی سند سے حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ام شریکؓ مکہ میں تھیں کہ وہ اسلام کی عظمت سے متاثر ہو کر اسلام لے آئیں (ام شریک قریش اور بنو عامر بن لوئی کی عورتوں میں سے ایک ہیں) اور وہ اس وقت ابوعسکر دوسی کے عقد نکاح میں تھیں، اسلام لانے کے بعد وہ چپکے سے قریش کی عورتوں سے ملتیں اور انھیں اسلام لانے کی دعوت وترغیب دیتیں، حتی کہ ان کے اس کردار کا اہل مکہ کو پتہ چل گیا، چنانچہ انھوں نے ام شریکؓ کو پکڑا اور کہنے لگے اگر ہمیں تیری قوم کا لحاظ نہ ہوتا ہم تجھے سخت سزا دیتے لیکن ہم تجھے مسلمانوں کے پاس بھیج کر ہی دم لیں گے، ام شریکؓ فرماتی ہیں کہ اہل مکہ نے مجھے ننگی پیٹھ والے اونٹ پر سوار کیا، میرے نیچے کوئی کپڑا یا زین وغیرہ نہ تھی پھر انھوں نے مجھے تین دن تک اسی حالت میں چھوڑے رکھا، مجھے کھانا کھلاتے اور نہ ہی پانی پلاتے، تین دن میرے اوپر ایسے بیتے کہ زمین میں موجود کوئی شی ایسی نہیں تھی جسکو سنتی ہوں

۲۔ مسند الامام احمد ۶/ ۳۶۵ . وسنن الدارمی ۲/ ۱۷ . والسنن الکبری للبیهقی ۴/ ۳۰۵ . وصحیح ابن حبان ۹۵۳ (موارد) والزهد لابن المبارک ۵۰۰ . والمصنف لابن ابی شیبة ۳/ ۸۲ . وشرح السنة ۶/ ۳۷۶ . ومشکاة المصابیح ۸۱ ۲۰ . والدرالمنثور ۱/ ۱۸۱ وطبقات ابن سعد ۸/ ۳۰۳ . وفی المطبوعة: صبت علیه .

۱۔ صحیح مسلم، باب ۳۱ من صلاة المسافرین . ومسند الامام احمد ۶/ ۲۴۷ .

۲۔ صحیح مسلم، باب ۳۱ من صلاة المسافرین، ومسند الامام احمد ۶/ ۱۲۲، ۲۱۲، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۸/ ۲۲۸ . ومجمع الزوائد ۲/ ۲۵۹ . وشرح السنة ۴/ ۴۸ . والشمائل للترمذی ۱۵۵، ۱۶۰ . وکنزالعمال ۵۳۰۲ .

۳۔ تهذیب الکمال ۷۹۸۵ (۳۵/ ۳۶۷).

چنانچہ انھوں نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، جب کسی جگہ پڑاؤ کرتے تھے دھوپ میں باندھ دیتے اور خود سائے میں جا بیٹھتے، اور مجھے کھانے پینے کو کچھ نہ دیتے، میں مسلسل اسی حالت پر رہتی یہاں تک کہ وہ اگلی منزل کی طرف کوچ کر جاتے، اسی اثناء میں وہ ایک جگہ رُکے، انھوں نے مجھے دھوپ میں باندھ دیا اور خود سائے میں جا بیٹھے، اچانک میں اپنے سینے پر کسی ٹھنڈی چیز کے بوجھ کو محسوس کرنے لگی میں نے اسے پکڑا، کیا دیکھتی ہوں کہ وہ ٹھنڈے پانی کا ایک ڈول ہے میں نے اس سے تھوڑا سا پانی پیا مگر مجھ سے ہٹا لیا گیا اور بلند ہو گیا، وہ ڈول پھر لوٹ آیا میں نے دوبارہ پکڑا اور تھوڑا سا پانی پیا مگر پھر اوپر اٹھا لیا گیا حتی کہ میرے ساتھ اس طرح کئی بار ہوا بالآخر میں نے سیر ہو کر پانی پی لیا اور جو باقی بچا اسے اپنے جسم اور کپڑوں پر انڈیل دیا جب وہ لوگ (اہل مکہ) بیدار ہوئے تو وہ پانی کے اثرات محسوس کرنے لگے اور انھوں نے مجھے اچھی حالت میں پایا، کہنے لگے تو کھل گئی تھی اور ہمارے مشکیزے سے تو نے پانی پی لیا ہے؟ میں نے کہا بخدا، میں نے ایسا نہیں کیا لیکن میرے ساتھ یہ یہ معاملہ پیش آیا ہے۔ کہنے لگے اگر تو سچی ہے تو پھر تیرا دین ہمارے دین سے بہتر ہے چنانچہ جب انھوں نے اپنے مشکیزے کو دیکھا تو انھیں جوں کا توں پایا۔ اب کی بار انھیں ڈھائے گئے ظلم پر افسوس ہوا، اس کے بعد ام شریک نبی ﷺ کی طرف کوچ کر گئی اور انھیں اپنا نفس بلا مہر ہبہ کیا، آپ ﷺ نے قبول فرما لیا اور ان کے پاس داخل ہو گئے۔

(۱۴۷) ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا[1]

ام ایمنؓ نے مدینہ کی طرف پیدل ہجرت کی تھی، عبادت گزار، قائمۃ اللیل اور صائمۃ النہار تھیں۔

۱۵۳۲- ابو عمرو عثمان بن محمد عثمانی، امیہ بن محمد باہلی، محمد بن یحییٰ ازدی بن عبادۃ، ہشام بن حسان، عثمان بن قاسم کی سند سے مروی ہے کہ ام ایمنؓ نے مکہ سے مدینہ، رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی حالانکہ ان کے پاس سواری کا بندوبست تھا اور نہ ہی زادِ راہ کا، اسی بے سرو سامانی کے عالم میں روزہ رکھ کر چل پڑیں، راستے میں شدید پیاس لگی قریب تھا کہ مر جائیں، کہتی ہیں، جب میں روحاء مقام پر پہنچی سورج غروب ہو چکا تھا اچانک میں اپنے سر پر ہلکی سی سرسراہٹ محسوس کرنے لگی سر اٹھا کر اوپر دیکھنے لگی کیا دیکھتی ہوں کہ ایک پانی سے بھرا ڈول سفید رسی کے ساتھ بندھا آسمان سے لٹکا ہوا ہے، وہ ڈول میرے اور قریب ہوا یہاں تک کہ میں نے اس پر اپنی گرفت مضبوط کر لی، میں نے سیر ہو کر پانی پیا، اس کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی حتی کہ میں دھوپ کے اندر بھی چکر لگاتی رہتی ہوں تا کہ مجھے پیاس لگے۔

۱۵۳۳- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، اسحاق بن بہلول، شبابہ بن مسوار، عبدالملک بن حسین بن ابو مالک نخعی، اسود بن قیس، ......عنزی کی سند سے ام ایمنؓ کہتی ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے گھر پر رات گزاری، رات کو اٹھے اور گھر پر رکھے ٹھیکرے میں پیشاب کیا، اسی اثناء میں مجھے سخت پیاس لگی حتی کہ ٹھیکرے میں جو کچھ تھا میں نے پی لیا، مجھے پتہ تک بھی نہیں چلا کہ اس میں کیا ہے۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ام ایمن! ٹھیکرے میں جو پیشاب ہے اسے باہر گرا دو۔ میں نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے ٹھیکرے میں جو کچھ تھا وہ میں رات کو پی چکی ہوں، نبی ﷺ ہنس پڑے حتی کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے، پھر فرمایا سن لو، تمہارے پیٹ میں اس کے بعد کبھی تکلیف نہیں ہو گی۔[2]

۱۵۳۴- سلیمان بن احمد، عمر بن عبدالعزیز بن مقلاص، عبدالعزیز بن مقلاص، ابن وہب، عمرو بن حارث، بکر بن سوادہ، حنش بن عبداللہ کی سند سے ام ایمنؓ روایت کرتی ہیں کہ انھوں نے آٹا چھان کر نبی ﷺ کے لئے روٹی پکائی آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کہنے لگیں

۱۔ تهذيب الكمال ۵۰ ۷۹ (۳۵/ ۳۲۹) والاستيعاب ۴/ ۱۷۹۳.

۲۔ المستدرک ۴/ ۶۳، ۶۴ (ودلائل النبوة المصنف ۱۵۹. ومجمع الزوائد ۸/ ۲۷۱ واتحاف السادة المتقين ۷/ ۱۱۱ وتخريج الاحياء ۲/ ۳۶۳. وكنز العمال ۳۲۲۵۶

اسمیں آٹا بنایا جاتا ہے، میں نے چاہا آپ کے لئے روٹی پکالاؤں، ارشاد فرمایا اسے بھوسی کے ساتھ ملا کر دوبارہ گوندھو۔[1]

۱۵۳۵-محمد بن علی، حسین بن محمد بن حماد، عبدالقدوس، عمرو بن عاصم، سلیمان بن مغیرہ، ثابت کی سند سے روایت ہے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ام ایمن سے ملنے گیا، ام ایمن نے کھانا یا شربت پیش کیا لیکن رسول اللہ ﷺ یا تو روزے میں تھے یا اس وقت کھانا تناول فرمانے کی خواہش نہیں تھی، ام ایمن آپ ﷺ سے جھگڑنے لگیں اور بار بار کہتی یارسول اللہ تناول فرمایئے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے انتقال فرمایا تو ابوبکر اور عمرؓ ام ایمن سے ملنے گئے، جب انھیں دیکھا تو رو پڑیں، دونوں نے پوچھا کیوں، کیوں رو رہی ہو؟ کہنے لگیں مجھے معلوم ہے کہ آپ ﷺ کے لئے خدا تعالیٰ کے پاس بہتر چیز موجود ہے لیکن میں اس لئے رو رہی ہوں کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے، چنانچہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر اس جواب کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ بھی ان کے ساتھ مل کر زار و قطار رونے لگے۔

۱۵۳۶-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوحذیفہ، سفیان، قیس بن مسلم، طارق بن شہاب کی سند سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انتقال فرمایا تو ام ایمنؓ زار و قطار رونے لگیں، ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں رو رہی ہیں؟ کہنے لگیں اب ہم سے وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔ (ام ایمن اسامہ بن زید کی والدہ تھیں)

(۱۴۸) یسیرہؓ[2]

یسیرہؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہر وقت تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتی تھیں۔

۱۵۳۷-جعفر بن محمد عمرو، ابوحصین، یحییٰ حمانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن بشر، ہانی بن عثمان، ام حمیصہ کی سند سے یسیرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم (عورتوں) سے ارشاد فرمایا اے مومن عورتو! تم تسبیح و تہلیل اور تقدیس کو اپنے اوپر لازم کرلو اور ان اذکار کو انگلیوں پر شمار کیا کرو کیونکہ قیامت کے دن انگلیوں سے سوال کیا جائے گا اور ان سے باتیں کروائی جائیں گی، غفلت سے کام مت لو کہیں تم اللہ کی رحمت کو بھول نہ جاؤ۔[3]

(۱۴۹) زینب ثقفیہؓ[4]

زینبؓ بھی صحابیات ولیات مکرمات میں سے ایک ہیں، بڑی نماز گزار اور صدقات کرنے والی تھیں کہ اپنے زیورات بھی تقرب الی اللہ کی خاطر اللہ کے راستے میں صدقہ کردیئے۔

۱۵۳۸-حبیب بن حسن، قاضی یوسف، ابوربیع زہرانی، اسماعیل بن جعفر، عمرو بن ابوعمرو، ابوسعید مقبری کی سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے واپس لوٹے اور عورتوں کے پاس آ کر ارشاد فرمایا اے عورتوں کی جماعت! میں

۱۔ سنن ابن ماجة ۳۳۳۶. والزهد لابن المبارك ۵۵، ۲۵۵. والترغيب والترهيب ۴/ ۱۸۳. و كنزالعمال ۶۳۵۱.

۲۔ تهذيب الكمال ۷۹۳۶ (۳۵/ ۳۲۵) وتهذيب التهذيب ۱۲/ ۴۵۸. والتقريب ۲/ ۶۱۸، والاصابة ۴/ ۴۲۹. والاستيعاب ۴/ ۴۲۹

۳۔ طبقات ابن سعد ۸/ ۲۲۷. و كنزالعمال ۱۹۲۸. ومسند الامام احمد ۶/ ۳۷۱.

۴۔ تهذيب التهذيب ۱۲/ ۴۲۲. والتقريب ۲/ ۶۰۰. والاصابة ۴/ ۳۱۹. والاستيعاب ۴/ ۳۱۷. ۱۰/ ۱۴۸. والمستدرک ۲/ ۱۹۰. ۴/ ۶۰۳. وفتح الباری ۱/ ۳۰۵.

تمہاری اکثریت کو جہنم میں دیکھتا ہوں لہٰذا جہاں تک ہو سکے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرو!، ان حاضر عورتوں میں عبداللہ بن مسعودؓ کی اہلیہ بھی تھیں، وہ فوراً عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گئیں اور انھیں سارا قصہ سنایا اور اپنے زیورات سنبھالنے لگیں، انھیں دیکھ کر عبداللہ بن مسعودؓ فرمانے لگے، ان زیورات کو لے کر کہاں جارہی ہو؟ کہنے لگیں میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی قربت حاصل کرنے جارہی ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اہل نار (جہنمیوں) کا شریک نہ ٹھہرائے، کہنے لگے! ان زیورات کو میرے پاس لاؤ اور انھیں میرے اور میرے بیٹے پر صدقہ کرو چونکہ ہم بھی اس کے مستحق ہیں۔

۱۵۳۹- حبیب بن حسن، یوسف قاضی، عبدالواحد غیاث، حماد بن سلمہ، ہشام بن عروہ، عروہ، عبداللہ بن عبداللہ ثقفی کی سند سے روایت ہے کہ لیطہ (زینبؓ) عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی تھیں اور اپنے ہاتھ سے اشیاء بنا کر فروخت کرتی تھیں ایک دن عبداللہ بن مسعودؓ کہنے لگیں تم نے اور تمہاری اولاد نے مجھ کو صدقہ وخیرات سے روک رکھا ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ سے پوچھو اگر (تمہارے اوپر خرچ کرنے میں) مجھے کچھ ثواب ملتا ہے تو فبہا ورنہ اللہ کے راستے میں خیرات کروں گی کہنے لگے اگر تمہیں کچھ ثواب نہ ملتا ہو تو مجھے ناپسند ہے کہ تم ہم پر خرچ کرنے سے ہاتھ روک لو، چنانچہ زینبؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا، ارشاد فرمایا تمہیں ان پر خرچ کرنا چاہیے یقیناً تمہارے لئے اجر وثواب ہے۔[۲]

۱۵۴۰- عبداللہ بن جعفر، یونس ابوداؤد، شعبہ، اعمش، ابوزائدہ، عمرو بن حارث، زینب ثقفیہؓ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے ارشاد فرمایا صدقہ کرو، اگرچہ تمھیں اپنے زیورات ہی کیوں نہ دینے پڑیں" زینبؓ اپنے خاوند عبداللہ بن مسعودؓ سے کہنے لگیں، کیا میری طرف سے کافی ہو جائے گا کہ میں آپ اور اپنے یتیم بھتیجے اور بھانجوں پر صدقہ کروں؟ یعنی کیا مجھے ان پر صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا (عبداللہ بن مسعودؓ کا کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا) کہنے لگے رسول اللہ ﷺ سے جا کر پوچھ لو، زینبؓ کہتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اچانک ایک انصاری عورت اسی مسئلے کو لئے وہاں موجود تھی، چنانچہ ہمیں آنے کی وجہ پوچھنے بلالؓ باہر آئے، ہم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھ لاؤ اور ہمارے متعلق نہیں بتلانا کہ ہم کون ہیں، بلالؓ واپس آپ ﷺ کے پاس اندر چلے گئے اور انھیں ساری بات بتلادی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ان سے کہو کہ تمہارے لئے دو اجر ہیں، ایک قرابت (صلہ رحمی) رکھنے کا اور دوسرا صدقہ کرنے کا۔

(۱۵۰) ماریہؓ

ماریہؓ رسول اللہ ﷺ کی خاص خادمہ ہیں اور اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا۔

۱۵۴۱- سلیمان بن احمد، حفص بن عمر بن صباح، معلّٰی بن اسد، محمد بن عمران، عبداللہ بن حبیب، ام سلیمان، وہ اپنی ماں سے، مذکورہ سند مسلسل سے ماریہؓ روایت کرتی ہیں کہ انھوں نے ایک غزوہ کے موقع پر اپنے آپ کو جھکایا تا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے واسطے سے دیوار پر چڑھ کر مشرکین کو تیر ماریں۔

۱۔ صحیح البخاری ۱/ ۸۳، ۲/ ۱۴۹. وصحیح مسلم، کتاب الایمان ۱۳۲. وسنن الترمذی ۲۶۱۳. وسنن ابن ماجة ۴۰۰۳. ومسند الامام احمد ۱/ ۴۳۳، ۲/ ۳۷۳، ۳۳۴، ۳۲۲،۵. والسنن الکبری للبیهقی ۱/ ۳۰۸، ۴/ ۲۳۵.

۲۔ صحیح البخاری ۲/ ۱۵۱. ومسند الامام احمد ۳/ ۵۰۳. ۳۱۰. وصحیح ابن حبان ۸۳۱ (موارد) ومشکاة المصابیح ۱۹۳۳. وشرح السنة ۶/ ۱۸۵.

(۱۵۱) عمیرہ بنت مسعود اور ان کی بہنیں

۱۵۴۲-محمد بن علی، حسین بن حماد، ہلال بن بشیر، اسحاق بن ادریس احول، ابراہیم بن جعفر بن محمود بن محمد بن سلمہ، جعفر بن محمود، عمیرہ بنت مسعود کی سند سے روایت ہے، عمیرہؓ اپنی پانچ بہنوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے گئیں اور آگے رسول اللہ ﷺ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیا ہوا گوشت تناول فرمارہے تھے رسول اللہ ﷺ نے کچھ گوشت چبا کر انھیں دیا اور انہوں نے آپس میں تقسیم کر لیا اور ایک ایک ٹکڑا چبا لیا جعفر کہتے ہیں کہ وہ دنیا سے رخصت ہوگئیں مگر کسی کو بھی گندہ دہنی یا کسی قسم کے درد والم کی شکایت کبھی نہیں ہوئی۔

(۱۵۲) سوداءؓ

صحابیات میں سے ایک سوداءؓ بھی ہیں جنھوں نے اکثر اوقات مساجد کو اپنے لئے قیام گاہ بنایا۔

۱۵۴۳-عروہ، عبداللہ بن زبیر کی سند سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عربوں کے ایک قبیلے کی ایک لونڈی تھی، جسے انھوں نے آزاد کر دیا تھا آزادی ملنے کے بعد انہیں کے ساتھ سکونت پذیر تھی، چنانچہ ایک دن قبیلے والوں کی ایک بچی گھر سے باہر کھیلتی ہوئی نکل آئی اور اس کے گلے میں قیمتی موتیوں کا بنا ہوا ہار پڑا تھا، بچی نے وہ ہار گلے سے نکال کر کہیں رکھ دیا یا اس سے کہیں گر گیا، اتفاقاً ادھر سے ایک چیل گزری اور اس نے ہار کو گوشت کا ٹکڑا سمجھ کر اچک لیا، چنانچہ قبیلے والوں نے ہار کی تلاش شروع کر دی، وہ لونڈی کہتی ہے کہ انھوں نے مجھے متہم کرنا شروع کر دیا۔ آپ کہتی ہیں کہ انھوں نے ہر طرف ہار کو تلاش کیا حتی کہ میری شرم گاہ میں بھی تلاش کیا۔ اللہ کی قسم میں مبہوت کھڑی تھی کہ اچانک ادھر سے ایک چیل گزری اور اس نے ہار ان کے درمیان لاکر پھینک دیا میں نے کہا یہ رہا وہ ہار جس کے چرانے کا تم مجھ پر شک کر رہے تھے حالانکہ میں اس سے بالکل بری الذمہ ہوں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وہ بچاری نبی ﷺ کے پاس آئی اور اسلام قبول کر لیا، اور اس کا خیمہ[1] مسجد میں نصب کیا گیا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ لونڈی میرے پاس آکر باتیں کرتی رہتی اور جب بھی بیٹھتی تو اسکی زبان پر یہ شعر ہوتا۔

ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا. الا انه من بلدة الکفر نجانی.

(ہار کا واقعہ میرے رب کے عجائبات میں سے ہے خوب سن لو! اس واقعہ نے مجھے کفرستان سے نجات دی ہے) میں نے کہا تجھے کیا ہوا کہ جب بھی تو بیٹھتی ہے تیری زبان پر یہی شعر ہوتا ہے؟ چنانچہ اس نے مجھے یہ واقعہ سنایا۔

(۱۵۳) انصاریہ رضی اللہ عنہا

انصاریہؓ محنت کش عورت تھیں حوادث پر صبر کرتی تھیں۔

۱۵۴۴-امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی، محمد بن حمید، محمد بن ہارون بن حمید، محمد بن حمید، عبدالرحمٰن بن مغراء، مفضل بن فضالہ، ثابت بنانی کے سلسلہ سند سے حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے موقع پر اہل مدینہ میں کچھ کھلبلی سی مچ گئی ہر طرف سے لوگوں کی چہ مگوئیاں بلند ہونے لگیں کہ محمد ﷺ شہید کر دیئے گئے۔ اچانک ایک انصاری عورت سامنے آئی اور اپنے بھائی، بیٹے، باپ اور خاوند کا استقبال کیا (یہ سب حضرات شہید ہو چکے تھے) کہنے لگی یہ کون لوگ ہیں صحابہؓ نے کہا یہ تیرا بھائی باپ، شوہر اور بیٹا ہیں، کہنے لگی نبی ﷺ کا کیا بنا؟ صحابہ کہنے لگے وہ تیرے آگے ہیں۔ چنانچہ وہ انصاریہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلی آئی اور آپ ﷺ کا دامن پکڑ کر کہنے

---

[1] ایک روایت میں حفش کا لفظ آتا ہے جسکا معنی جھونپڑے ہے اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ آپ ﷺ کی اجازت سے صحابہؓ نے اس لونڈی کے لئے چادروں وغیرہ کی تان کر جھونپڑی نما کوٹھڑی بنائی ہوگی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ کی بحث میں ذکر کیا ہے ۱۲ منہ۔

لگی یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان جائیں جب آپ محفوظ ہیں تو مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے۔

(۱۵۴) سوداءؓ

صحابیات میں سے ایک سوداءؓ بھی ہیں جنھوں نے آزمائشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

۱۵۴۵- ابواسحاق، ابراہیم بن محمد بن حمزہ، محمود بن محمد، عبدالاعلیٰ، یحییٰ بن سید، عمران ابوبکر، عطاء بن ابی رباح کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مجھ سے کہا کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا ضرور دکھلائیں یہ کالی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ! مجھے مرگی کا عارضہ پیش آیا ہے جس کی وجہ سے (بدحالی کے عالم میں) میرا ستر کھل جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میرا ستر نہ کھلا کرے ارشاد فرمایا اگر تو صبر کرے تو جنت میں جائے گی، اور اگر تو چاہتی ہے تو میں تیرے لئے صحتیابی کی دعا کروں! کہنے لگی میں صبر کرتی ہوں لیکن اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تاکہ میرا ستر نہ کھلے، آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا کی۔[۱]

(۱۵۵) ام بُجید الجبیہ رضی اللہ عنہا[۲]

ام بجیدؓ نے اللہ کے راستے میں بہت خرچ کیا ہے۔

۱۵۴۶- حبیب بن حسن، عمر بن حفص، عاصم بن علی، ابن ابی ذئب، مقبری، عبدالرحمٰن بن بجید کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ ام بجیدؓ نے ایک مرتبہ آپ ﷺ سے فرمایا، یارسول اللہ! بسا اوقات میرے دروازے پر کوئی مسکین آ کر کھڑا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ مجھے اس سے حیاء آنے لگتی ہے چونکہ میں اتنی چیز بھی نہیں پاتی جسے اس کے ہاتھ میں رکھ دوں تو پھر میں اسے کیا دوں؟ ارشاد فرمایا کچھ نہ کچھ اس کے ہاتھ میں ڈال دیا کرو اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔[۳]

۱۵۴۷- ابونعیم اصفہانی، ابواحمد محمد بن احمد، موسیٰ بن سہل جونی، طالوت بن عباد، حماد بن سلمہ، محمد بن اسحاق، سعید بن ابوسعید مقبری، عبدالرحمٰن بن بجید کے سلسلہ سند سے روایت ہے، ام بجید کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں ہمارے پاس تشریف لائے تو میں ایک کونڈی میں آپ ﷺ کے لئے ستو تیار کرتی اور انھیں پلاتی، ایک مرتبہ میں نے کہا، یارسول اللہ! میرے پاس کوئی سائل آ جاتا ہے میں اسکے لئے کوئی چیز بچا کر رکھتی ہوں ارشاد فرمایا اے ام بجید سائل کے ہاتھ میں کچھ رکھ دیا کرا گرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔[۴]

(۱۵۶) حضرت ام فروہؓ[۵]

۱۵۴۸- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، منصور بن سلمہ، عبداللہ بن عمر، قاسم بن غنام بیاضی، کے سلسلہ سند سے ام فروہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے افضل ترین عمل کے بارے میں سوال کیا گیا۔ ارشاد فرمایا "اول وقت میں نماز پڑھنا افضل عمل ہے۔[۶]

۱۔ صحیح البخاری ۸/ ۱۵۰ . وصحیح مسلم، کتاب البر والصلة ۵۴، ومسند الامام احمد ۱/ ۳۴۷ . وفتح الباری ۱۰/ ۱۱۴ .

۲۔ تهذیب الکمال ۷۹۵۲ (۳۵/ ۳۳۲)

۳،۴۔ التمهید لابن عبد البر ۴/ ۲۹۹ .

۵۔ تهذیب الکمال ۷۹۹۹ (۳۵/ ۳۷۸) وتهذیب التهذیب ۱۲/ ۴۷۶ ، والاستیعاب ۴/ ۱۹۴۹ .

۶۔ صحیح البخاری ۹/ ۱۹۱ . وصحیح مسلم، کتاب الایمان ۱۳۷ .

۱۵۴۹-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، مطلب بن شعیب، عبداللہ بن صالح، لیث بن سعد، عبداللہ بن عمر، قاسم، ام ابیہ دنیا، کے سلسلہ سند سے ام فروہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے افضل ترین عمل کے بارے میں پوچھا گیا...... پھر مثل بالا کے حدیث کو ذکر کیا۔

اس حدیث کو عبداللہ بن عمر اور ضحاک بن عثمان نے بھی قاسم سے روایت کیا ہے۔

(۱۵۷) ام اسحاقؓ

ام اسحاقؓ بھی ہجرت کر کے مدینہ پہنچی اور تکالیف پر صبر واستقامت سے کام لیا۔

۱۵۵۰-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، موسیٰ بن اسماعیل، بشار بن، عبدالملک، ام حکیم کے سلسلہ سند سے مروی ہے۔ام حکیم فرماتی ہیں کہ میں نے ام اسحاق کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے بھائی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف مدینہ ہجرت کی راستے میں بھائی کہنے لگا، ام اسحاق! تم یہاں بیٹھو میں مکہ میں اپنا مال بھول آیا ہوں کہنے لگی، مجھے فاسق[۱] کا ڈر ہے کہیں تمہیں قتل نہ کر دے کہنے لگا ہرگز اس کو قتل کے اقدام پر جرأت نہ ہوگی، چنانچہ میں کافی دن تک وہاں بھائی کے انتظار میں ٹھہری رہی۔ایک دن ایک آدمی جسے میں پہچانتی تھی لیکن اسکا نام نہیں جانتی تھی میرے پاس سے گزرا کہنے لگا ام اسحاق! تم یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ میں بولی میں اسحاق کا انتظار کر رہی ہوں وہ مکہ میں اپنا مال لینے گیا ہے۔کہنے لگا اسحاق تجھے نہ مل سکے گا اسے فاسق نے قتل کر دیا ہے چنانچہ میں مدینہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئی اور رسول اللہ ﷺ وضو کر رہے تھے، کہنے لگی: یا رسول اللہ! اسحاق قتل ہو چکا ہے، کہتے ہوئے میں رو رہی تھی اور رسول اللہ ﷺ میری طرف دیکھ رہے تھے۔میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ وضو کرنے نیچے جھکے ہوئے تھے۔نبی ﷺ نے چلو میں پانی لیا اور میرے منہ پر چھینٹے دے مارے۔بشار کہتے ہیں کہ میری دادی جان کہہ رہی تھیں کہ اس عورت کو بہت بڑی مصیبت پیش آئی تھی، اس کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈباتے تھے۔مگر اس کے رخساروں پر نہیں بہتے تھے۔

(۱۵۸) اسماء بنت عمیسؓ[۲]

اسماء بنت عمیسؓ نے دو ہجرتیں کی: ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ، دو قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، انھیں بحریہ حبشہ بھی کہا جاتا ہے۔جعفر طیارؓ کا ان کے ساتھ عقد نکاح ہوا جعفرؓ کی شہادت کے بعد ابوبکرؓ کے عقد نکاح میں آئیں۔

۱۵۵۱-ابونعیم اصفہانی، ابواسحاق بن حمزہ، احمد بن علی واحمد بن زہیر، ابوکریب، ابواسامہ، برید، ابوبردہ کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں ہم حبشہ سے نبی ﷺ کے پاس فتح خیبر کے موقع پر آئے آپ ﷺ نے مال غنیمت سے ہمیں بھی حصہ عطا فرمایا جبکہ ہمارے علاوہ غزوہ خیبر غیر حاضر ہونے والے کسی فرد کو حصہ نہیں دیا صرف حضرت جعفرؓ اور ان کے اصحاب (اہل سفینہ[۳]) کو عطا کیا۔

اہل مدینہ کہتے کہ تم ہمارے اوپر ہجرت میں سبقت لے گئے چنانچہ حضرت اسماءؓ بنت عمیس حضرت حفصہ کے گھر گئیں، اتنے میں حضرت عمرؓ بھی آ گئے اور فرمایا: کیا یہ حبشہ والی اور سمندر والی ہیں؟ حضرت اسماءؓ نے کہا ہاں وہی'' حضرت عمرؓ نے کہا ہم کو تم پر فضیلت ہے چونکہ ہم نے مدینہ کی طرف تم سے پہلے ہجرت کر لی ہے'' حضرت اسماءؓ کو یہ فقرہ سن کر غصہ آیا بولیں'' کبھی نہیں۔تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ بھوکوں کو کھانا کھلاتے اور جاہلوں کو تعلیم دیتے تھے لیکن ہماری حالت بالکل جدا تھی۔ہم دور دراز مقام حبشہ میں صرف خدا

---

[۱] اس سے ام اسحاق کا شوہر مراد ہے جو ابھی تک اسلام نہ لایا تھا۔تنوخی

[۲] تهذيب الكمال ٧٧٨٣ (٣٥ / ١٢٦) والثقات لابن حبان ٣ / ٢٣. وسيرة ابن هشام ١ / ٢٥٧. والاصابة ٣ / ٢٣١. والاستيعاب ٣ / ٢٣٤. وتهذيب التهذيب ١٢ / ٣٩٨. والتقريب ٢ / ٥٨٩.

[۳] اہل سفینہ سے مراد وہ صحابہ ہیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پانچ چھ سال تک وہیں مقیم رہے۔تنوخی

اور رسول ﷺ کی خوشنودی کے لئے پڑے رہے۔ بخدا میں اس وقت تک نہ جاؤں گی اور نہ پیوں گی جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے تمہاری اس بات کا تذکرہ نہ کردوں، ہمیں وہاں اذیتیں دیجاتیں اور ڈرایا جاتا، بس میں ابھی آپ ﷺ سے اس کا ذکر کروں گی اور آپ ﷺ سے پوچھونگی بخدا میں اتنی ہی بات کہوں گی، نہ جھوٹ بولوں گی اور نہ ہی کج روی سے کام لونگی۔ چنانچہ جب نبی ﷺ تشریف لائے کہنے لگیں یارسول اللہ! عمرؓ یوں کہہ رہے ہیں پھر واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے ان سے کیا کہا؟ حضرت اسماء فرماتی ہیں میں نے کہا میں نے ایسا ایسا کہا تو حضور ﷺ نے فرمایا: انھوں نے ایک ہجرت کی اور تم نے دو ہجرتیں کی اسماء کہتی ہیں کہ ابو موسیٰ اور دوسرے حضرات حبشہ سے آنے والے میرے پاس گروہ در گروہ آتے اور اس بارے میں دریافت کرتے چونکہ ہمیں آپ ﷺ کے فرمان سے اس درجہ مسرت ہوئی کہ دنیا کی تمام تر فضیلتیں ہیچ معلوم ہوتی تھیں۔ ابو بردہؓ کہتے ہیں حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ ابو موسیٰؓ بار بار مجھ سے یہ حدیث سنتے کہ تمہاری دو ہجرتیں ہیں، ایک نجاشی کی طرف اور دوسری میری طرف"۔

۱۵۵۲- ابونعیم اصفہانی سلیمان بن احمد، محمد بن علی صائغ، ابن ابی عمر، سفیان، اسماعیل قیس کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اسماءؓ بنت عمیس سے کہا کہ ہم ہجرت میں تمہارے اوپر سبقت لے گئے کہنے لگیں "جی ہاں آپ لوگ ہمارے اوپر ہجرت میں سبقت لے گئے حالانکہ ہم دور دراز علاقہ میں پڑے ہوئے تھے اور تم لوگ حضور ﷺ کے پاس تھے۔ اور تمہارے جاہلوں کو آپ ﷺ تعلیم دیتے اور عالم کو فقہ پڑھاتے اور تمہیں اعلیٰ اخلاق اپنانے کا حکم دیتے۔

۱۵۵۳- سلیمان بن احمد، اسحاق، بن ابراہیم، عبدالرزاق، یحییٰ بن علاء رازی، شعیب بن خالد، حنظلہ بن سمرہ بن میتب بن نجبہ، میتب بن نجبہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے کرادیا تو عورتیں سن کر دوڑ پڑیں، آپ ﷺ اور عورتوں کے درمیان پردہ حائل تھا لیکن پردے کے پیچھے صرف اسماءؓ بنت عمیس باقی رہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تم بدستور یہاں ہی ہو، تم کون ہو؟ کہنے لگیں میں آپ کی بیٹی کو مانوس کرنے کے لئے رک گئی ہوں چونکہ نوجوان لڑکی کو سہاگ رات میں کسی چیز کی ضرورت پیش آسکتی ہے لہٰذا کسی نہ کسی عورت کا موجود رہنا ضروری ہے تا کہ اسکی ضرورت کو پورا کر سکے اس لئے میں آپ کی بیٹی کی پاسبانی کے لئے یہاں رک گئی ہوں۔ ارشاد فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تمہارے سامنے، پیچھے دائیں بائیں ہر طرف سے شیطان مردود سے تمہاری حفاظت فرمائے[۱]۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اسماءؓ نے کن اکھیوں سے آپ ﷺ کی طرف اشارہ کیا اور آپ ﷺ اٹھ کر چلے گئے اور اپنے حجرہ میں گھسنے تک ان کے لئے دعائیں کرتے رہے۔

۱۵۵۴- ابونعیم اصفہانی، ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، زیاد بن ایوب، ابوزکریا یحییٰ بن ابی زائدہ، ابوزائدہ، اسماعیل بن ابو خالد، شعبی کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے انتقال فرمانے کے بعد اسماء بنت عمیسؓ سے حضرت علیؓ نے نکاح کرلیا تھا اور حضرت اسماءؓ کے دو بیٹے تھے محمد ابوبکرؓ سے اور عبداللہ جعفرؓ سے یہ دونوں ایک دوسرے پر فخر کرتے، حضرت علیؓ نے اسماءؓ سے کہا "ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو عبداللہ سے کہنے لگیں اے بیٹے، تمہارے باپ جعفر سے بڑھ کر میں نے عربوں کا کوئی جوان نہیں دیکھا اور محمد سے کہنے لگیں، اے بیٹے تمہارے باپ سے بڑھ کر افضل تر کسی بوڑھے کو نہیں دیکھا۔ حضرت علیؓ سن کر فرمانے لگے تم نے فضائل کی عجیب تقسیم کی ہمارے لئے کوئی فضیلت تم نے چھوڑی ہی نہیں، اگر اس کے علاوہ کچھ اور کہتی تو میں تجھے چوم لیتا، کہنے لگیں بخدا آپ تینوں میں سے بہتر ہیں۔

---

[۱]۔ کنز العمال ۳۲۸۲۹۔ یہ حدیث محل نظر ہے اور محض اہل تشیع کا تکلف ہے چونکہ غزوہ خیبر صلح حدیبیہ کے بعد سن ۶۔۷ ہجری میں ہوا اور اسماءؓ غزوۂ خیبر کے موقع پر حبشہ سے تشریف لائیں اور وہ حبشہ میں ۷،۸ سال تک مقیم رہیں۔ جبکہ حضرت فاطمہؓ کا نکاح ۲ھ میں ہوا گویا اسماءؓ حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے وقت حبشہ میں تھیں۔ من المترجم تنولی۔

(۱۵۹) حضرت اسماء بنت یزیدؓ[۱]

حضرت اسماءؓ بنت یزیدؓ انصاریہ ہیں اور ہر طرح کے فتنوں سے اپنے آپ کو دور رکھا۔

۱۵۵۵-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، داؤد، اودی، شہر بن حوشب کے سلسلۂ سند سے روایت ہے اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ میں بیعت کرنے نبی ﷺ کے پاس آئی، جب قریب ہوئی تو آپ ﷺ نے میرے ہاتھوں میں لگے دو سونے کے کنگنوں کی چمک کو دیکھ کر ارشاد فرمایا، اسماء ان کنگنوں کو اتار کر پھینک دے کیا تو اس بات سے نہیں ڈرتی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے آگ کے بنے ہوئے کنگن پہنائے۔ کہتی ہیں کہ میں نے ان دونوں کو اتار کر پھینک دیا مجھے معلوم نہیں کہ ان کو کس نے اٹھایا۔[۲]

۱۵۵۶- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالوہاب بن عطاء، عبدالجلیل قیسی، شہر بن حوشب کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ اسماء بنت یزیدؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ میری خالہ آپ ﷺ کے پاس آئیں اور کچھ سوال کرنے لگیں دراں حالانکہ انھوں نے ہاتھوں میں دو کنگن پہنے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ان سے بہتر ہے کہ تم آگ کے کنگن پہنتی، میں نے کہا اے خالہ جان رسول اللہ ﷺ آپ کے کنگنوں کے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں چنانچہ انھوں نے دونوں کنگھن اتار کر پھینک دیئے اور کہنے لگی یا رسول اللہ اگر عورتیں بناؤ سنگھار نہیں کریں گی تو وہ اپنے خاوندوں کے قریب بے وقعت ہو کررہ جائیں گی؟ آپ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کیا عورتیں اتنی طاقت بھی نہیں رکھتیں کہ چاندی کی بالیاں یا چاندی کا ہار بنالیں اور پھر اس پر زعفران کا رنگ چڑھالیں وہ سونے کی طرح محسوس ہونے لگے گا جس آدمی نے بھی ٹڈی کے وزن کے برابر سونے کے ساتھ اپنے آپ کو مزین کیا قیامت کے دن اسے داغا جائے گا۔[۳]

۱۵۵۷-عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ بن یوسف، محمد بن مہاجر، مہاجر، کی سند سے اسماء بنت یزیدؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے دو دینار بھی باقی چھوڑے اور انھیں اللہ کی راہ میں خیرات نہ کیا اس نے جہنم کی آگ کے دو داغ اپنے ذمہ میں لازم کر دیئے۔[۴]

(۱۶۰) ام ہانی انصاریہؓ[۵]

ام ہانیؓ نے ہی آپ ﷺ سے پوچھا تھا کہ کیا مرنے کے بعد ہماری آپس میں باہمی ملاقات ہوگی؟

۱۵۵۸-سلیمان بن احمد، عبداللہ بن حسن مصیصی، حسن بن شیب، ابن لہیعہ، ابواسود، ذرہ بنت معاذ کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ام ہانی انصاریہ نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت فرمایا: کیا مرنے کے بعد ہم ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: روحیں پرندوں کی شکل میں درختوں کے ساتھ لٹکی ہوئی ہوں گی جب قیامت کا دن ہوگا جسموں میں دوبارہ لوٹ آئیں گی۔[۶]

۱۔ تهذيب الكمال ۸۵ ۷۷ (۳۵ / ۱۲۸) وتهذيب التهذيب ۱۲ / ۳۹۹. والتقريب ۲ / ۵۸۹. والاصابة ۴ / ۲۳۴. والاستيعاب ۴ / ۲۳۷.
۲۔ مسند الامام احمد ۶ / ۴۵۳. ومجمع الزوائد ۵ / ۱۴۸.
۳۔ مسند الامام احمد ۶ / ۴۶۰.
۴۔ مسند الامام احمد ۳ / ۳۴۲. ومجمع الزوائد ۱۰ / ۲۴۰. وكنز العمال ۶۲۹۷. ۷۰۰۷. ۳
۵۔ الاصابة ۴ / ۵۰۳. والاستيعاب ۴ / ۵۰۳. وتهذيب التهذيب ۱۲ / ۴۸۱)
۶۔ مسند الامام احمد ۶ / ۴۲۵. وكنز العمال ۳۴۲۷۵. ومجمع الزوائد ۲ / ۳۲۹. واتحاف السادة المتقين ۱۰ / ۳۸۷ وتفسير ابن كثير ۸ / ۲۷. والاحاديث الصحيحة ۹۷۶.

(۱۶۱) سلمیٰ بنت قیسؓ

سلمیٰ بنت قیسؓ نے بھی قبلتین کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے اور دونوں بیعتوں میں شریک رہیں۔

۱۵۵۹- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحاق، سلیط بن ایوب، حکم بن سلیم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سلمہ بنت قیسؓ رسول اللہ ﷺ کی خالاؤں میں سے تھیں اور دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے ان کا تعلق قبیلہ بنوعدی بن نجار سے تھا۔ کہتی ہیں کہ میں انصاری عورتوں کے ساتھ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے آئی آپ ﷺ نے اس شرط پر ہمیں بیعت کیا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، نہ چوری کریں، نہ زنا کریں، نہ ناحق قتل کریں، نہ کسی قسم کے بہتان کا اپنے ذُوبدُ وار تکاب کریں اور نہ ہی ہم کسی بھلی بات میں نافرمانی کریں۔ پھر فرمایا تم اپنے شوہروں کے ساتھ دھوکہ مت کرو، ہم نے ان شرائط کو قبول کر کے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور پھر ہم اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئیں، میں نے ایک عورت سے کہا "تم واپس جاؤ اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھو کہ شوہروں کے حقوق کے سلسلے میں ہمارے اوپر کیا چیز حرام کی گئی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس عورت کو جواب دیا کہ "عورت چپکے سے اپنے خاوند کا مال لے اور پھر اس کے ذریعے غیر کے ساتھ رشتہ محبت جوڑ دے" یہ چیز عورتوں پر حرام کی گئی ہے۔[1]

---

[1] مسند الامام احمد ۶/ ۳۸۰. وتفسیر ابن کثیر ۸/ ۱۲۳.

طبقۂ تابعین

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آئندہ صفحات میں جن تابعین کرام کا تذکرہ آپ پڑھیں گے یہ وہ حضرات ہیں جو اتباع احکام شریعت، کمال درجہ کی عبادت، کم مائیگی پر گزارہ اور حد درجہ کے زہد کے ساتھ مشہور تھے، انھوں نے ہمیشہ دنیا اور اس کے دھوکے سے پہلو تہی کی، عبادت اور اسکی لذات سے راحت پائی ان حضرات تابعین کرام کی جماعت کثیر ہے لیکن ہم نے ان میں سے صرف مشاہیر پر ہی اکتفا کیا ہے ان حضرات کے فضائل میں بے شمار احادیث وآثار مروی ہیں۔

۱۵۶۰-ابونعیم اصفہانی، یونس ابوداؤد، شعبہ، منصور واعمش، ابراہیم، عبیدہ سلمانی کے سلسلہ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے افضل ترین لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر وہ جوان کے بعد آئیں گے پھر وہ جوان کے بعد آئیں گے۔[1]

اس حدیث کو بمثل مذکور بالا کے ابن عون نے ابراہیم سے بھی روایت کیا ہے۔

۱۵۶۱-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابونضر، شیبان ابومعاویہ، عاصم، خیثمہ وشعبی، نعمان بن بشیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں سے افضل ترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ جوان کے بعد آئیں گے اور پھر وہ جوان کے بعد آئیں گے۔

اس حدیث کو حماد بن سلمہ وزید بن ابی انیسہ زائدہ اور ابوبکر بن عیاش نے عاصمؒ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے لیکن ان حضرات نے شعبی کا واسطہ بیچ میں ذکر نہیں کیا۔

۱۵۶۲-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، دران بن سفیان، بصری، محمد بن کثیر، ہمام، قتادۃ، زرارہ بن ابواوفی کے سلسلۂ سند سے عمران بن حصینؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''میرے زمانے کے لوگ افضل ترین لوگ ہیں پھر وہ افضل ترین ہیں جوان کے بعد آئیں گے؟۔

اس حدیث کو مطرو ہشام وابوعوانہ نے بمثل مذکور بالا کے قتادہ سے روایت کیا ہے نیز زھدم جرمی اور ہلال بن یساف نے یہی حدیث عمران بن حصین سے بمثل مذکور بالا کے روایت کی ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة ۲۱۱ . ۵۲ . وسنن ابی داؤد باب ۹ من کتاب السنة وسنن الترمذی ۲۲۲۲ . والسنن الکبریٰ للبیهقی ۱۰ / ۱۶۰ . ومسند الامام احمد ۲ / ۲۲۸ . ۴ / ۴۴۰ . والحدیث له الفاظ عدیدة کما سیاتی فی النصوص التالیة .

۱۵۶۳-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن محمد بن حسن، محمد بن غالب بن حرب، عثمان، حماد بن سلمہ، جریری، ابونضرہ، عبداللہ بن مولہ، بریدہ اسلمی کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ''افضل ترین لوگ اس زمانے کے ہیں جس میں میں موجود ہوں پھر وہ جوان کے بعد آئیں گے پھر وہ جوان کے بعد آئیں گے۔

۱۵۶۴-حبیب بن حسن، ابومسلم کشی، ابوعاصم، محمد بن عجلان، ابوہریرہؓ کی سند سے روایت ہے کہ ہم جماعت صحابہ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ لوگوں میں سے افضل ترین لوگ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا ''میں اور میرے صحابہ'' کسی نے پوچھا، پھر کون؟ فرمایا: ان کے بعد جوان کے نقش قدم پر چلیں گے'' راوی کہتے ہیں کہ چوتھی مرتبہ پوچھنے پر آپ ﷺ نے جواب دینے سے احتراز کیا۔

اس حدیث کو صفوان بن عیسیٰ نے ابن عجلان سے بھی اسی طرح روایت کیا۔

۱۵۶۵-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر طلحی، عبید بن غنام، ابوبکر بن ابی شیبہ، حسین بن علی، زائدہ، سدی، عبداللہ بہی کے سلسلہ سند سے حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کونسے لوگ افضل ترین ہیں؟ ارشاد فرمایا، اس زمانے کے لوگ افضل ترین ہیں جس میں میں موجود ہوں پھر دوسرے زمانے کے پھر تیسرے زمانے کے۔

اس حدیث کو ابوسعید خدری، ابوبرزہ اسلمی، سمرہ بن جندب، سعد ابوبلال بن سعد نے بھی نبی ﷺ سے بمثل مذکورہ بالا کے روایت کیا ہے۔

☆☆☆

تابعین کا پہلا طبقہ

(۱۶۲) اویس بن عامر قرنی رحمہ اللہ

سید عابدین اور اولیاء عظام کی نشانی اویس بن عامر قرنی رحمہ اللہ کے بارے میں نبی ﷺ نے بشارت دی تھی اور صحابہ کرام کو ان سے ملاقات کرنے کی وصیت بھی کی تھی۔

۱۵۶۶-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر محمد بن جعفر بن ہیثم احمد بن خلیل ترجلانی، ابونضر، سلیمان بن مغیرہ، سعید جریری، ابونضرہ، اسیر بن جابر کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ کوفہ میں ایک محدث ہمیں حدیثیں سنایا کرتے تھے، ایک دن اس حدیث کے بعد شاگردوں سے کہنے لگے کہ چلے جاؤ چنانچہ اکثر حضرات چلے گئے لیکن چھوٹی سی جماعت ادھر ہی بیٹھی رہی اس جماعت میں ایک آدمی اس طرح سے آہستہ آہستہ باتیں کررہا تھا کوئی دوسرا نہ سن پائے، مجھے اس سے سننے کا شوق پیدا ہوا میں نے اسے تلاش کیا مگر گم پایا۔ اسیر کہتے ہیں میں نے اپنے دوستوں سے پوچھا، کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو؟ ایک آدمی کہنے لگا جی ہاں میں جانتا ہوں۔ وہ ''اویس قرنی'' ہیں، میں نے کہا کیا تمہیں اس کے گھر کا پتہ معلوم ہے۔ کہنے لگا جی ہاں مجھے معلوم ہے، چنانچہ میں اس آدمی کے ساتھ وادی کی تلاش میں نکل پڑا، جب ان کے گھر پہنچے تو وہ باہر نکلے، میں نے کہا میرے بھائی! کس چیز نے آپ کو ہم سے روک رکھا ہے؟ کہنے لگے میرے پاس اتنے کپڑے نہیں کہ میں ان سے کفایت کا کام لے سکوں دراصل اویس کے ساتھی ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور انہیں اذیت پہنچاتے، میں نے کہا یہ چادر لو اور اس سے ستر پوشی کا کام لو، کہنے لگے ایسا نہ کرو شریر لوگ اس چادر کو دیکھ کر مجھے اور اذیت پہنچائیں گے۔ اسیر رحمہ اللہ کہتے ہیں میں برابر اصرار کرتا رہا بالآخر مجبوراً ان کو چادر اوڑھنی پڑی، میں شریروں کی مجلس میں آیا اور ان سے کہا، آخر تم کیا چاہتے ہو کہ تم اس آدمی کو اذیتیں پہنچاتے ہو آدمی کبھی ننگا بھی ہوتا ہے کپڑے میسر ہوں تو پہن لیتا ہے۔ (اس میں دوسروں کو ستانے کی کیا بات ہے) چنانچہ میں نے ان کی زبانی کلامی خوب خبر لی، راوی کہتے ہیں کہ اتفاقاً اہل کوفہ کا ایک وفد عمرؓ کے پاس گیا ان میں ایک مزاق اڑانے والا بھی شریک تھا، عمرؓ نے پوچھا کیا یہاں کوئی قرنی ہے؟ یہ آدمی آیا اور کہنے لگا میں ہوں کہنے لگے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''یمن سے تمہارے پاس اویس'' نامی ایک آدمی آئے گا اور وہ اپنے پیچھے یمن میں صرف اپنی ماں کو چھوڑے گا اس کے علاوہ اس کا کوئی رشتہ دار یمن میں نہیں ہوگا، اس کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے اس نے اللہ سے دعا کی جس سے اکثر داغ ختم ہوگئے تاہم پھر بھی ایک دینار یا ایک درہم کے بقدر باقی رہ گئے۔ تم میں سے جو آدمی بھی اس سے ملاقات کرے اس سے اپنے لئے استغفار کرائے۔ عمرؓ فرماتے ہیں کہ اویس رحمہ اللہ ہمارے پاس آئے میں نے ان سے پوچھا، تم کہاں سے آئے ہو؟ کہنے لگے میں یمن سے فرمایا تمہارا نام کیا ہے، کہنے لگے ''اویس'' فرمایا یمن میں تمہارا کوئی رشتہ دار ہے جسے تم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہو؟ کہنے لگے اپنی والدہ کو پیچھے یمن میں چھوڑا ہے فرمایا کیا تمہارے چہرے پر چیچک کے داغ تھے اور پھر تم نے اللہ سے دعا کی اور وہ ختم ہوگئے؟ کہا جی ہاں، فرمایا میرے لئے استغفار کرو کہنے لگے میرے جیسا عام آدمی آپ جیسی شخصیت کے لئے استغفار کرنے کا اہل کیسے ہوسکتا ہے؟ بہر حال انھوں نے حضرت عمرؓ کے لئے استغفار کیا پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا: میرے بھائی! مجھ سے اب جدا نہیں ہونا۔ لیکن وہ کھسک گئے، اب مجھے پتا چلا ہے کہ وہ تمہارے پاس کوفہ میں آئے ہوئے ہیں، راوی کہتے ہیں کہ وہ مذاق اڑانے والا آدمی اویس رحمہ اللہ کی تحقیر کرنے لگا اور کہا یہ آدمی ہم میں نہیں ہے اور نہ ہی

ہم اسے جانتے ہیں عمرؓ نے فرمایا جی ہاں وہ ایسا ہی آدمی ہے گویا حضرت عمرؓ ان کی شان کو اس آدمی کے سامنے گھٹا رہے تھے۔اس نے کہا اے امیر المومنین! ہمارے ہاں ایک شخص ہے جسے اویس کہتے ہیں فرمایا: اسے پالو لیکن میرا خیال ہے کہ تم اسے نہیں پا سکتے چنانچہ وہ آدمی اویس رحمہ اللہ کی طرف محو سفر ہو گیا اور اپنے گھر آنے سے پہلے اویس رحمہ اللہ کے پاس گیا،انھوں نے اس آدمی کو دیکھ کر فرمایا،تم نے خلاف عادت سنجیدگی کس طرح اختیار کی؟ کہنے لگا میں نے عمرؓ سے تمہاری شان میں ایسے ایسے سنا ہے۔لہٰذا اویس! میرے لئے استغفار کرو! فرمایا میں نہیں کروں گا تاوقتیکہ تم میرے ساتھ عہد کرو کہ آج کے بعد میرا مذاق نہیں اڑاؤ گے اور جو کچھ میرے متعلق تم نے عمرؓ سے سنا ہے اسکا کسی سے ذکر نہیں کرو گے چنانچہ اویس رحمہ اللہ نے اس آدمی کے لئے استغفار کیا۔

اسیر کہتے ہیں کہ تھوڑے سے عرصہ میں اویس رحمہ اللہ کا چرچا کوفہ میں عام دام ہو گیا میں بھی ان کے پاس گیا اور کہا اے میرے بھائی کیا میں آپ کو ایک عجیب بات نہ بتاؤں حالانکہ ہمیں اس کا شعور تک نہیں؟ فرمانے لگے،اس میں وہ بات نہیں جس کی وجہ سے میں لوگوں کے بیچوں بیچ پہنچوں گا،اور ہر بندے کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا اسیر کہتے ہیں اویس کھسک کر کہیں چلے گئے۔[1]

حماد بن سلمہ نے جریری سے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور زرارہ بن ابی اوفی نے اسیر بن جابر سے روایت کی ہے۔یہ صحیح حدیث ہے امام مسلم نے اسکی تخریج ابوخیثمہ عن ابی نضر کے طریق سے کی ہے۔

۱۵۶۷-ابوعمرو بن حمدان،حسن بن سفیان،اسحاق بن ابراہیم،معاذ بن ہشام دستوائی،ہشام دستوائی،زرارہ،اسیر بن جابر کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس جب بھی اہل یمن کی امداد آتی،پوچھتے کیا تمہارے اندر اویس بن عامر قرنی ہیں.........پھر مذکورہ بالا حدیث ابونضر کو بیان کی اسیر بن جابر کے طریق سے پوری طوالت کے ساتھ۔

ضحاک بن مزاحم نے اس حدیث کو ابو ہریرہؓ سے زائد الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔لیکن اس کا کوئی تابع نہیں ہے۔اس حدیث کو نوفل سے نقل کرنے میں مجالد بن یزید متفرد ہے۔

۱۵۶۸-ابونعیم اصفہانی،ابوہ،حامد بن محمود،سلمہ بن شبیب،ولید بن اسماعیل حولانی،محمد بن ابراہیم،بن عبید،مجالد بن یزید،نوفل بن عبداللہ،ضحاک بن مزاحم،ابو ہریرہؓ کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کل صبح تمہارے ساتھ ایک جنتی آدمی نماز پڑھے گا حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں مجھے امید ہوئی کہ ہوسکتا ہے وہ میں ہوں'' چنانچہ صبح کو میں نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی لوگ واپس لوٹ گئے مگر میں برابر مسجد میں ہی بیٹھا رہا اور رسول اللہ بھی بیٹھے رہے،اسی دوران ایک کالا آدمی معمولی کپڑے کا ازار باندھے ہوئے برقعہ اوڑھے ہوئے سامنے آیا اور نبی ﷺ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھ کر کہنے لگا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کیجئے، چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لئے شہادت کی دعا کی، بخدا ہم اس آدمی سے مشک اذفر کی خوشبو سونگھ رہے تھے میں نے کہا، یا رسول اللہ کیا یہی آدمی جنتی ہے؟ فرمایا ''جی ہاں یہ فلاں قبیلے کا غلام ہے'' میں نے کہا یا نبی اللہ آپ اسے خرید کر آزاد کیوں نہیں کر دیتے؟ فرمایا میرے اختیار میں نہیں ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ اسے جنت کا بادشاہ بنانا چاہتا ہے اور اے ابو ہریرہ! جنتیوں کے کچھ سردار اور بادشاہ ہوں گے یہ کالا آدمی بھی جنتیوں کا سردار اور بادشاہ ہوگا،ارشاد فرمایا اے ابو ہریرہ بے شک اللہ تعالیٰ اچھے بزرگوں،نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے جنکے سر پراگندہ ہوتے ہیں،ان کے چہرے غبار آلود ہوتے ہیں،پیٹ ان کے بھوکے ہوتے ہیں،صرف حلال رزق کھاتے ہیں،جو امراء کے پاس آنے کی اجازت طلب کرتے،ہیں تو انھیں اجازت نہیں دی جاتی،اگر عیش پرست عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کا ان کو پیغام دیا جائے تو نکاح نہیں کرتے،اگر غائب ہو جائیں ان کی تلاش نہیں کی جاتی،اگر حاضر ہو جائیں تو انھیں آواز نہیں لگائی جاتی،انکی آمد

۱۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ ۲۲۳. والمستدرک ۳/ ۴۰۵. ومشکاۃ المصابیح ۶۲۵۷. وطبقات ابن سعد ۶/ ۱۱۲.

باعث مسرت نہیں ہوتی، مریض ہوں تو ان کی عیادت نہیں کی جاتی، اور اگر مر جائیں تو ان کے پاس کوئی حاضر نہیں ہوتا۔

صحابہ کرامؓ کہنے لگے یا رسول اللہ! ان بزرگوں میں سے ہمیں کوئی آدمی مل سکتا ہے؟ فرمایا ہاں "اویس قرنی" ہے جس سے تمہاری ملاقات ہوگی، صحابہؓ نے اویس قرنی کی علامات پوچھیں ارشاد فرمایا: اس کی آنکھیں سرخ مائل ہوں گی، سرخ بالوں والا ہوگا، کشادہ کاندھوں والا، میانے قد والا، گندم گوں، سینے پر بالوں والا، دایاں بائیں پر رکھتا ہوگا۔ قرآن کی تلاوت کرے گا اور اپنے پر بہت روتا ہوگا، اہل سماء میں مشہور ہے، اگر اللہ پر کسی کام کے کرنے کی قسم کھالے تو اللہ اسے اپنی قسم میں بری کر دیتا ہے، سنو! اس کے بائیں کاندھے کے نیچے ایک چمک ہوگی، اہل زمین میں اسے کوئی نہیں جانتا، اون کا ازار باندھا ہوگا، اون ہی کی چادر اوڑھی ہوگی خوب سن لو، قیامت کے دن عام لوگوں سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ اور اویس سے کہا جائے گا کہ ادھر کھڑے ہو جاؤ اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، اے عمر و علی! جب تمہاری ان سے ملاقات ہوگی تو ان سے استغفار کرانا اللہ تمہاری مغفرت فرمائے گا، چنانچہ حضرت عمرؓ دس سال تک ان کی تلاش میں رہے مگر ان سے ملاقات نہ ہو سکی چنانچہ جس سال حضرت عمرؓ نے انتقال فرمایا: اس سال جبل ابوقبیس پر کھڑے ہو کر بلند آواز لگائی کہ اے یمن والو کیا تمہارے ساتھ قبیلہ مراد، کا اویس ہے؟ ایک لمبی داڑھی والا بوڑھا اٹھا اور کہنے لگا ہم نہیں جانتے کون اویس؟ لیکن میرا ایک بھتیجا بھی ہے جس کا نام اویس ہے لیکن وہ ایک گمنام اور سفید پوش آدمی ہے۔ اکی کیا حیثیت کہ ہم اسے آپ کے پاس لائیں، وہ تو ہمارے اونٹ چراتا ہے اور گھٹیا تصور کیا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس آدمی کے سامنے اویس رحمہ اللہ کے معاملہ کو ایسے پوشیدہ کیا گویا کہ انھوں نے ان کے متعلق پوچھا ہی نہیں۔ فرمایا: تیرا بھتیجا کہاں ہے، کہا وہ ہم سے زیادہ بُرا ہے؟ کہنے لگا جی ہاں۔ فرمایا: وہ ہمیں کہاں مل سکتا ہے؟ کہنے لگا، مقامِ عرفات کے پہلو کے درختوں میں۔

چنانچہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جلدی سے عرفات کی طرف اس کی تلاش میں روانہ ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے انھیں ایک درخت کے نیچے نماز پڑھتے ہوئے پایا، اور اونٹ ان کے اردگرد چر رہے تھے۔ چنانچہ ان دونوں نے اپنی سواریوں کو آگے بڑھایا اور ان کے سامنے جا کھڑے ہوئے کہنے لگے السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اویس رحمہ اللہ نے سن کر نماز کو خفیف کر لیا۔ جب فارغ ہوئے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ فرمایا: تم کون ہو؟ کہا: اونٹ چراتا ہوں اور ایک قبیلے کا مزدور ہوں فرمایا: ہم تجھ سے اونٹ چرانے اور مزدوری کے بارے میں نہیں پوچھ رہے بلکہ تیرا نام پوچھنا چاہتے ہیں، کہا: میرا نام عبداللہ ہے۔ حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ فرمانے لگے، آسمانوں اور زمینوں میں رہنے والے سب کے سب اللہ تعالیٰ کے بندے (عبداللہ) ہیں ہم تمہارا وہ نام پوچھنا چاہتے ہیں جو تمہاری ماں نے رکھا ہے۔ کہا: بھلا آخر تمہیں مجھ سے کیا غرض ہے؟

کہنے لگے محمد عربیؐ نے ہمیں خیر التابعین اویس قرنی رحمہ اللہ کی کچھ علامات بتائی ہیں۔ تاہم ہم نے بالوں کی سرخی اور آنکھوں کی سرخی دیکھی نیز آپ ﷺ نے ہمیں یہ بھی خبر دی ہے کہ تمہارے دائیں کاندھے کے نیچے ایک سفید چمکدار نشان ہے۔ سو ہمیں اپنا کاندھا دکھاؤ تاکہ ہم اسے دیکھ سکیں اگر وہ ہے تو پھر تم اویس قرنی ہو چنانچہ انہوں نے اپنا کاندھا دکھایا اور وہ علامت ان حضرات نے حسب بیان اسی طرح پائی، دیکھ کر فرمانے لگے، ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم ہی اویس قرنی ہو، پس ہمارے لئے استغفار کرو اللہ تمہاری مغفرت فرمائے۔

حضرت اویس نے کہا: میں تو ہر جان دار کے لئے استغفار کرتا ہوں حتی کہ مسلمان مرد اور عورتوں کے لئے بھی، اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے حال سے آگاہ کر دیا ہے اور میرے پوشیدہ معاملہ کو تمہارے سامنے آشکار کر دیا ہے۔ ذرا مجھے خبر دو تم دونوں کون ہو؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: یہ تو امیر المؤمنین حضرت عمرؓ ہیں، اور میں علی بن ابی طالب ہوں، چنانچہ حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ نے ان حضرات کا تعارف سنا تو سیدھے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: السلام علیک یا امیر المؤمنین اور اے ابن ابی طالب اللہ تعالیٰ آپ کو اس

امت کی جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ آپ کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضرت عمرؓ فرمانے لگے، تم اسی جگہ ٹھہرو تاکہ میں مکہ میں جا کر تمہارے لئے کچھ خرچہ اور کپڑے لے آؤں حضرت عمرؓ نے کہا: میرے اور تمہارے درمیان یہ جگہ مقرر ہے۔ حضرت اویسؒ نے کہا اے امیر المؤمنین! ہمارے ٹھہرنے کا میرے اور آپ کے درمیان کوئی عہد نہیں اور ممکن ہے آج کے بعد آپ مجھے نہ پہچان سکیں، تاہم میں نے خرچہ اور کپڑے کو کیا کرنا؟ کیا آپ میرے اوپر اون کا نیا ازار اور چادر نہیں دیکھ رہے؟ آپ نے کب انھیں کہنگی میں دیکھا؟ کیا آپ کو علم نہیں مجھے اونٹ چروانے کے چار درہم ملتے ہیں۔ آپ نے مجھے کب انھیں کھاتے ہوئے دیکھا؟ یا امیر المؤمنین میرے اور آپ کے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے۔ اسے وہی عبور کرے گا جو دبلا پتلا ہوگا۔

حضرت عمرؓ نے جب ان کی زہد بھری باتیں سنیں تو اپنے دُرے کو زمین پر مار کر با آواز بلند پکار اٹھے۔ اے کاش عمرؓ کو اس کی ماں نے نہ جنا ہوتا، وہ بانجھ ہی رہتی، اور اس نے عمرؓ کے حمل کی مشقت نہ اٹھائی ہوتی۔

اویس قرنی رحمہ اللہ نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ اپنی راہ میں اپنی راہ لیتا ہوں، چنانچہ حضرت عمرؓ مکہ کی طرف چل پڑے اور اویس رحمہ اللہ اپنے اونٹ ہانک کر اپنے قبیلے سے جا ملے۔

پھر وہ مزید اونٹ چرانے سے دست کش ہو گئے۔ اور حق تعالیٰ سبحانہ کی بندگی میں مصروف ہو گئے۔

ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں خیر التابعین اویس قرنی کے بارے میں یہ قصہ ہمیں اسی طرح پہنچا ہے اور سلمہ بن شبیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اویس رحمہ اللہ کے بارے میں، ہم نے بہت سی احادیث لکھیں مگر اس حدیث سے بڑھ کر اتم واکمل کوئی حدیث نہیں لکھی۔

۱۵۶۹- ابونعیم اصفہانی، محمد بن جعفر، محمد بن جریر، محمد بن حمید، زافر بن سلیمان، شریک، دابر، شعبی کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک آدمی اویس قرنی رحمہ اللہ کے پاس سے گزرا اور اویس قرنی سے کہنے لگا تم نے صبح کس حال میں کی ہے؟ اویس کہنے لگے میں نے صبح اللہ کی حمد کرتے ہوئے کی ہے۔ اس نے پھر کہا: اور زمانہ تمہارے اوپر کیسا گزر رہا ہے؟ فرمایا: ایک عام آدمی پر زمانہ کیسے گزرتا ہے اگر صبح کر دے تو اسے شام کرنے کا تعین نہیں ہوتا، اگر شام کر دے تو اسے صبح کرنے کا تعین نہیں ہوتا، اور یہ کہ وہ جنت کی بشارت پانے والا ہے یا جہنم کی اسے کچھ علم نہیں۔ اے قبیلہ مراد کے آدمی! بے شک موت کی یاد مومن کی خوشبو کو لے اڑتی ہے۔ اور حقوق اللہ کی معرفت اس کے مال میں سونا چاندی نہیں چھوڑتی اور اس کا حق پر کھڑا ہو جانا اس کے کسی دوست کو باقی نہیں چھوڑتا۔

۱۵۷۰- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، زکریا بن یحییٰ بن رحمویہ، ہیثم بن عدی، عبداللہ بن عمرو بن مرہ، عمرو بن مرہ کے سلسلہ سند سے مروی ہے عبداللہ بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں اویس قرنی رحمہ اللہ کے ساتھ مل کر آذر بائیجان میں جہاد کیا۔ جب ہم واپس لوٹنے لگے اویس قرنی رحمہ اللہ بیمار پڑ گئے۔ ہم انھیں اپنے ساتھ اٹھالائے مگر رستے میں جانبر نہ ہو سکے اور وفات پا گئے۔ ہم راستے میں ایک جگہ رکے دیکھا کہ اچانک ایک قبر کھدی ہوئی ہے اور پانی، کفن اور حنوط تیار رکھا ہے۔ ہم نے انہیں غسل دے کر کفنایا اور نماز پڑھی پھر انھیں دفن کر دیا۔ ہمارے ساتھی ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اگر ہم اسطرف کبھی لوٹے بھی تو ان کی قبر پہچان لیں گے۔ لیکن بعد میں ہم اس طرف لوٹے تو وہاں نہ قبر تھی اور نہ قبر کا نشان۔

۱۵۷۱- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد و عبیداللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبداللہ بن اشعث بن سوار، محارب بن دثارؓ کے سلسلہ سند سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ بے شک میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے مسجد اور مصلیٰ میں آنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ ان کے ایمان نے انھیں لوگوں کے آگے سوال کرنے سے روکے رکھا۔ ان ہی

برگزیدہ ہستیوں میں سے اویس قرنی رحمہ اللہ اور فرات بن حیان رحمہ اللہ بھی ہیں۔[1]

۱۵۷۲- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عثمان بن ابی شیبہ، ابوبکر بن عیاش، مغیرہ کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ اویس قرنی رحمہ اللہ اللہ کے راستے میں اپنے کپڑے بھی صدقہ کر دیتے اور ننگے بیٹھ جاتے اور اتنا کپڑا بھی نہیں پاتے تھے جسے پہن کر جمعہ پڑھنے جائیں۔

۱۵۷۳- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، عبیداللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن مھدی، سفیان، قیس بن بشیر بن عمرو، بشیر بن عمرو کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ بشیر بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے اویس قرنی رحمہ اللہ کو ننگا دیکھا تو میں نے انھیں دو کپڑے پہنائے۔

۱۵۷۴- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن عباس بن ایوب، یحیٰی بن محمد بن سکن، یحیٰی بن کثیر، بن ابوغسان، ہیثم بن جرموز، حمدان، لیمان تیمی، اسلم عجلی، ضحاک جرمی کے سلسلہ سند سے روایت ہے ہرم بن حیان عبدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اویس قرنی کی زیارت کی تمنا میں کوفہ گیا، اور تلاش کرتے کرتے فرات کے کنارہ گیا، وہاں دیکھا کہ ایک شخص تنہا بیٹھا نصف النہار کے وقت وضو کر رہا ہے اور کپڑے دھو رہا ہے۔ جبکہ میں اویس قرنی رحمہ اللہ کے اوصاف وعلامات قبل ازیں سن چکا تھا اس لئے فوراً پہچان گیا، وہ فربہ اندام تھے، رنگ گندم گوں تھا بدن پر بال زیادہ تھے سر منڈا ہوا تھا، داڑھی گھنی تھی، بدن پر ایک صوف کا ازار اور ایک صوف کی چادر تھی، چہرا بہت بڑا اور مہیب تھا، قریب پہنچ کر میں نے انھیں سلام کیا میں نے مصافحہ کرنے کیلئے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے مصافحہ کرنے سے انکار کر دیا حالانکہ ان کی حالت دیکھ کر میرے گلے کو اچھو لگ گیا تھا، پھر میں نے کہا اے اویس! السلام علیکم، اے بھائی آپ کیسے ہیں؟۔ اویس نے کہا اے ہرم بن حیان! اللہ تمہیں سلامت رکھے تم کیسے ہو؟ یہ تو بتاؤ تمھیں میرا پتہ کس نے بتایا ہے؟ میں نے کہا خدا نے کہنے لگے، میرا رب پاک ہے۔ بے شک میرے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے"۔ ہرم بن حیان کہتے ہیں کہ اس سے پہلے نہ کبھی میں نے ان کو دیکھا تھا اور نہ انھوں نے مجھے دیکھا تھا۔ اس لئے میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے میرا اور میرے باپ کا نام کیسے جانا ہے؟ خدا کی قسم آج سے پہلے میں نے کبھی آپ کو نہ دیکھا تھا۔ فرمایا علیم وخبیر نے مجھے بتایا۔ جب تمہارے نفس نے میرے نفس سے باتیں کیں اسی وقت میری روح نے تمہاری روح کو پہچان لیا۔ زندہ اور چلتے پھرتے لوگوں کی طرح روحوں کے بھی جان ہوتی ہے مؤمنین خواہ آپس میں کبھی نہ ملے ہوں اور ان میں کوئی تعارف نہ ہو، اور نہ ان کو ایک دوسرے سے باتیں کرنے کا اتفاق ہوا ہو۔ پھر بھی وہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور خدا کی روح کے وسیلہ سے باتیں کرتے ہیں خواہ وہ ایک دوسرے سے کتنے ہی دور کیوں نہ ہوں۔

میں نے درخواست کی کہ آپ مجھے حضور ﷺ کی کوئی حدیث سنا سکتے ہیں؟ تا کہ میں آپ کی زبان سے سن کر اس کو یاد کرلوں۔ فرمایا! میں نے آپ ﷺ کو پایا اور نہ ہی آپ ﷺ کی صحبت سے بہرہ ور ہوا۔ البتہ آپ ﷺ کے دیکھنے والوں کو دیکھا اور تم لوگوں کی طرح مجھے بھی آپ ﷺ کی حدیثیں پہنچی ہیں لیکن میں نے اپنے لئے یہ دروازہ کھولنا پسند نہیں کیا کہ میں قاضی یا مفتی بنوں، مجھے خود اپنی ذات کے بہت سارے کام ہیں۔ میں نے یہ جواب سن کر عرض کیا کہ چلو قرآن کی کچھ آیات ہی مجھے سنا دیجئے، آپ کی زبان سے قرآن سننے کی خواہش ہے۔ میں خدا کے لئے آپ کو محبوب رکھتا ہوں۔ میرے لئے دعا فرمایئے اور کچھ وصیتیں کیجئے۔ تا کہ میں انکو ہمیشہ یاد رکھوں۔ چنانچہ انھوں نے میری درخواست سن کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرات کے کنارے چلنے لگے پھر فرمایا میرے رب کا قول ہے جو سب سے سچا ہے سب سے اچھا کلام اس کا کلام ہے پھر پڑھا **اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ان یوم الفصل میقاتھم اجمعین** (الدخان:۴۰) بے شک قیامت کا دن ان سب کیلئے مقررہ وقت ہے" تلاوت کر کے چیخ مار کر ایسے خاموش ہوئے کہ میں سمجھا

۱۔ کنز العمال: ۳۴۰۶۰. والزھد للامام احمد ۱۳۰، ۳۴۱.

ہوش ہو گئے۔ پھر آیت کریمہ "یوم لایغنی مولی عن مولی شیئاً ولاھم ینصرون الامن رحمہ اللہ انہ ھو العزیز الرحیم" (ترجمہ) جس دن کوئی دوست کسی دوست کو کچھ فائدہ نہ پہنچائے گا اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی مگر اس آدمی کی جس پر اللہ رحم کرے، بیشک وہ غالب رحم والا ہے۔ تلاوت کی، پھر میری طرف دیکھ کر فرمایا اے ہرم بن حیان! تمہارے باپ مر چکے، عنقریب تم نے بھی مر جانا ہے۔ ابو حیان مر چکے، ان کے لئے جنت ہے یا دوزخ۔ ابن حیان! آدمؑ مر گئے۔ حواءؑ مر چکیں۔ ابن حیان! نوحؑ اور ابراہیم خلیلؑ مر گئے۔ ابن حیان! موسیٰؑ نجی الرحمٰن مر گئے۔ ابن حیان! داؤدؑ خلیفۃ الرحمٰن مر گئے۔ ابن حیان! محمد رسول الرحمٰن ﷺ والصلوٰۃ والسلام علیہ مر گئے۔ ابن حیان! ابو بکرؓ خلیفۃ المسلمین مر گئے۔ ابن حیان! میرے بھائی عمر بن خطابؓ مر گئے۔ یہ کہہ کر واعمراہ! کا نعرہ لگایا اور ان کے لئے رحمت کی دعا کی۔ عمر فاروقؓ اس وقت تک زندہ تھے اور ان کی خلافت کا آخری زمانہ تھا۔ اس لئے میں نے کہا خدا آپ پر رحم کرے، عمرؓ ابھی زندہ ہے۔ اویس قرنیؒ نے فرمایا: جو کچھ میں نے کہا ہے اگر تم اس کو یونہی سمجھو تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا تمہارا شمار مردوں ہی میں ہے۔ ہونے والی بات ہو چکی ہے۔ اس کے بعد آپؒ نے نبی ﷺ پر درود بھیجا اور چند مختصر دعائیں پڑھ کر کہا: اے ہرم بن حیان! تم کو کتاب اللہ، صلحاء امت کی ملاقات اور انبیاء پر درود و سلام بھیجتے رہنے کی میری وصیت ہے۔ میں نے اپنی خبر موت دی اور تمہاری خبر موت دی، آئندہ ہمیشہ موت کو یاد رکھنا۔ اور ایک لحہ کے لئے بھی اس سے غافل نہ ہونا اور واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرانا، اور اپنے ہم مذہبوں کو نصیحت کرنا اور اپنے نفس کے لئے کوشش کرنا، خبردار جماعت کا ساتھ نہ چھوڑنا، ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں تمہارا دین چھوٹ جائے۔ اور قیامت میں تم کو آتش دوزخ کا سامنا ہو، پھر فرمایا، خدایا! اس شخص کا گمان ہے کہ وہ تیرے لئے مجھ سے محبت کرتا ہے اور تیرے لئے مجھ سے ملاقات کی ہے اس لئے خدایا! جنت میں اسکا چہرہ مجھے یاد کرا دینا۔ اور اپنے گھر دارالاسلام میں مجھے اس سے ملانا، وہ دنیا میں جہاں کہیں بھی رہے اسکو اپنے حفظ وامان میں رکھنا اس کی کھیتی باڑی کو اس کے قبضہ میں رہنے دے۔ اس کو تھوڑی دنیا پر خوش رکھ، اور دنیا سے جو حصہ تو نے اس کو دیا ہے وہ اس کے لئے آسان کر اور اپنے عطیات اور نعمتوں پر اس کو شاکر بنا، اور اس کو جزائے خیر عطا فرما۔

اویسؒ نے یہ دعائیں دے کر مجھ سے خطاب فرمایا کہ ہرم بن حیان! اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں، اچھا السلام علیکم ورحمۃ اللہ! اچھا اب میں تم کو آج کے بعد نہ دیکھوں۔ میں شہرت ناپسند کرتا ہوں، اور تنہائی اور عزلت کو دوست رکھتا ہوں، جب تک میں دنیا میں لوگوں کے ساتھ زندہ رہوں گا، انتہائی غم والم میں مبتلا رہوں گا، اس لئے آئندہ نہ تم میرے متعلق پوچھنا اور نہ مجھے تلاش کرنا، تمہاری بات میرے دل میں ہمیشہ رہے گی، لیکن اس کے بعد نہ میں تم کو دیکھوں گا اور نہ تم مجھ کو دیکھ سکو گے۔ مجھے یاد کرتے رہنا اور میرے لئے دعائے خیر کرنا۔ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ تم کو یاد اور تمہارے لئے دعائے خیر کرتا رہوں گا۔ یہ کہہ کر وہ ایک سمت چلے میں بھی ساتھ ساتھ ہو گیا کہ ایک ہی ساعت اور ساتھ ہو جائے لیکن اس پر بھی وہ راضی نہ ہوئے۔ اور ہم دونوں روتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے حد نظر تک میں انہیں دیکھتا رہا تا آنکہ وہ ایک گلی میں چلے گئے، اس کے بعد میں نے ان کو بہت تلاش کیا اور لوگوں سے پوچھا لیکن کسی سے کچھ سراغ نہ ملا خدا ان پر رحمت نازل فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے، اس ملاقات کے بعد سے کوئی ہفتہ ایسا نہیں جاتا کہ میں ان کو ایک دو مرتبہ خواب میں نہ دیکھتا ہوں۔

۱۵۷۵- ابو نعیم اصفہانی، ابو احمد غطر لیفی، احمد بن موسیٰ بن عباس، اسماعیل بن سعید کسائی، عبدالصمد بن حسان، ابو صباح، ابو عصمہ (جو ہرم بن حیان کے پڑوسی تھے) ورجل من عبدالقیس، ہرم بن حیان کے سلسلہ سند سے مروی ہے، ہرم کہتے ہیں کہ میں نے اویس قرنی سے کہا: مجھے کوئی حدیث سناؤ، تا کہ میں اسے حفظ کرلوں، چنانچہ وہ رو پڑے اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا پھر کہا: میں نے نبی ﷺ کو نہیں پایا نہ ہی ان کی صحبت سے مشرف ہوا ہوں، لیکن میں نے نبی ﷺ کے صحابہ عمرؓ وغیرہ کو دیکھا ہے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ پھر مذکورہ حدیث کی

مثل ذکر کیا۔

۱۵۷۶- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن حکیم، شریک، یزید بن ابی زیاد، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ جنگ صفین کے موقع پر ایک شامی نے آواز لگائی کہ کیا تمہارے اندر اویس قرنی ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "اویس قرنی خیر التابعین ہیں" چنانچہ اس نے اپنی سواری کا رخ حضرت علیؓ کے لشکر کی طرف پھیر دیا۔

۱۵۷۷- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن یحییٰ، احمد بن معاویہ بن ھذیل، محمد بن ابان عنبری، عمرو، شیخ کوفی، ابوسنان، حمید بن صالح کی سند سے مروی ہے کہ میں نے اویس قرنی رحمہ اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ صحابہ کے معاملہ میں میری حفاظت کرو اور قیامت کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس امت کے بعد میں آنے والے پہلوں پر لعنت کریں گے جب ایسا ہونے لگے گا تو اس وقت زمین اور اہل زمین اللہ کی پھٹکار کے سزاوار ہو جائیں گے۔ جو بھی اس زمانے کو پائے گا اسے چاہیے کہ تلوار اپنے کاندھے پر رکھے اور اپنے رب تعالیٰ سے بحالت شہید جا ملے اور اگر ایسا نہ کرے تو صرف اپنے نفس کو ہی ملامت کرے۔

۱۵۷۸- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن ابراہیم، ابراہیم بن عیاش، ضمرہ، اصبغ بن زید کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ اویس قرنی رحمہ اللہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لانے سے والدہ کی خدمت نے باز رکھا۔

۱۵۷۹- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن محمد بن احمد، حسن بن محمد، عبیداللہ بن عبدالکریم، سعید بن اسد بن موسیٰ، ضمرہ بن ربیعہ، صبغ بن زید کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ اویس قرنی جب شام کرتے تو کہتے کہ یہ رات حالت رکوع میں گزارنی ہے چنانچہ صبح تک حالت رکوع میں رہتے اور پھر جب شام ہوتی کہتے کہ آنے والی رات حالت سجدہ میں گزارنے کی ہے۔ پس پوری رات سجدہ میں رہتے تاوقتیکہ صبح ہو جائے، ان کا یہ دستور تھا کہ سر شام بچا ہوا کھانا اور کپڑے اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتے اور کہتے اے میرے اللہ! جو بھوک میں مرے تو میرا اس میں مواخذہ نہ کرنا اور جو ننگا رہے اسمیں بھی میرا مواخذہ نہ کرنا۔

(۱۶۳) عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ

تابعین طبقہ اولیٰ میں سے ایک تارک الدنیا، عیش وعشرت سے کنارہ کش عامر بن عبداللہ بن عبد قیس رحمہ اللہ بھی ہیں وہ زاہدانہ صفات کے ساتھ متصف ہونے کے علاوہ کمال درجہ کے مجاہد بھی تھے۔

۱۵۸۰- ابونعیم اصفہانی، حبیب بن حسن، شعیب حرانی، خالد بن یزید عمری، عبدالعزیز بن ابی رواد، علقمہ بن مرثد کے سلسلہ سند سے روایت ہے، علقمہ فرماتے ہیں کہ زُہد کی انتہا آٹھ آدمیوں پر ہوئی جو کہ یہ ہیں: عامر بن عبداللہ بن عبد قیس، اویس قرنی، ہرم بن حیان، ربیع بن خثیم، مسروق بن اجدع، اسود بن یزید، ابومسلم خولانی، حسن بن ابی حسن رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ رہی بات عامر بن عبداللہ بن عبد قیس کی تو وہ کہا کرتے تھے کہ دنیا غموں اور حزنوں کا نچوڑ ہے اور آخرت آگ وحساب کا، سو راحت وآرام کہاں ہوا، اے میرے مالک! تو نے مجھے پیدا کیا حالانکہ تجھے میری تخلیق کا حکم نہیں کیا گیا تھا۔ اور تو نے مجھے دنیا کی بلاؤں اور آزمائشوں میں جگہ دی پھر میں اپنے آپ سے کہتا ہوں کہ اے نفس امارہ! میں کیسے باز رہ سکتا ہوں جب تو مجھے باز نہ رکھے گا۔ اے میرے معبود! یقیناً تو جانتا ہے کہ اگر یہ ساری کی ساری دنیا میرے قدموں میں ہو اور پھر تو مجھ سے اسکا مطالبہ کرے، تیری ذات کی قسم! میں تیرے لئے اس سے دستبردار ہو جاؤں گا۔

عامر بن عبداللہ کہا کرتے تھے کہ دنیا کی لذتیں چار چیزوں میں ہیں مال، عورتیں، نیند اور کھانے میں۔ سو رہی بات مال اور عورتوں کی تو سو مجھے ان میں کچھ رغبت نہیں۔ رہی بات نیند اور کھانے کی سو ان کے سواء کوئی چارۂ کار ہے نہیں۔ بخدا! میں ان دونوں کو دور کرنے کی حتی الامکان کوشش کرتا ہوں۔ عامر بن عبداللہ رحمہ اللہ رات نماز میں کھڑے کھڑے گزار دیتے اور دن کو روزہ کی حالت میں

رہتے۔ حتی کہ ابلیس سانپ کی شکل میں ان کی سجدہ کی جگہ میں لیٹ جاتا، جب اس کی بدبو سونگھتے تو ہاتھ سے اسے ورے ہٹا کر سجدہ کرلیتے اور کہتے اگر تیری بدبو نہ ہوتی میں بلا رعایت تیرے اوپر سجدہ کردیتا۔ علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے عامر بن عبداللہ کو نماز پڑھتے دیکھا درآں حالیکہ شیطان بشکل سانپ ان کی قمیص میں داخل ہوتا اور انھیں محو نماز دیکھ کر نکل جاتا اور انھیں اپنی گرفت میں نہیں لے سکتا تھا۔ انھیں مستغرق دیکھ کر کہا جاتا: جناب والا آپ سانپ کو اپنے آپ سے دور کیوں نہیں ہٹاتے؟ کہتے: بخدا، مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں اس کے علاوہ کسی چیز سے ڈر محسوس کروں۔ بخدا مجھے اس کے داخل ہونے اور نکلنے کا کچھ پتا نہیں چلتا۔

جنت کے حصول اور جہنم سے چھٹکارے کا طریقہ...... بسا اوقات عامر بن عبداللہ سے کہا جاتا کہ حضرت! جنت بدوں مشقت بھرے مجاہدات کے بھی پائی جاسکتی ہے اور بدوں ان تکلفات کے بھی جہنم سے بچا سکتا ہے؟ فرماتے! نہیں میں اس وقت تک جنت کو نہیں پاسکتا اور جہنم سے نہیں بچ سکتا جب تک اپنے نفس کو خوب ذلیل نہ کرلوں چنانچہ ایک مرتبہ کسی مرض میں مبتلا ہوگئے رونے لگے، انھیں دیکھ کر سادہ لوح کہنے لگے جناب آپ تو بڑے متقی پرہیزگار اور زاہد انسان ہیں بھلا پھر رونا کیسا؟ کہتے ہیں کیونکر نہ روؤں، کون مجھ سے زیادہ رونے کا حقدار ہے؟ میں دنیا کی حرص پر نہیں رو رہا اور نہ ہی مجھے موت کا ڈر ہے۔ لیکن میں بُعدِ مسافت اور قلتِ زاد پر نوحہ زن ہوں۔ میں رات یا تو جنت میں گزاروں گا یا جہنم میں مجھے کچھ پتہ نہیں کہ میں کس کی طرف سیدھا جاؤں گا۔

۱۵۸۱- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، ابوحمید احمد بن محمد حمصی، یحیی بن سعید، یزید بن عطاء، علقمہ بن مرثد کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ زہد وتقویٰ کی انتہاء تابعین میں سے آٹھ آدمیوں پر ہوئی (پھر مذکور بالا حدیث ذکر کی نیز اس میں کچھ زیادتی بھی ہے) کہ میں اپنی کوشش جاری رکھوں گا اگر کامیاب ہوگیا تو محض اللہ کا فضل وکرم ہوگا اور اگر جہنم میں داخل ہوا تو اپنی کوشش کی کوتاہی کا سزاوار ہوں گا۔ کہا کرتے کہ میں تمہاری دنیا میں رغبت پر نہیں رو رہا میں تو گرمیوں کے روزے اور سردیوں کے قیام اللیل پر رو رہا ہوں۔

۱۵۸۲- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن محمد عبدی، احمد بن محمد، ابوبکر بن عبید قرشی، محمد بن یحیی ازدی، جعفر رازی، ابوجعفر سائح، ابن وہب کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ عامر بن عبداللہ افضل ترین عبادت گزار تھے۔ انھوں نے اپنے نفس پر ایک ہزار رکعتیں لازم کررکھیں تھیں طلوع آفتاب کے بعد نماز پڑھنے لگتے تا عصر مسلسل پڑھتے رہتے۔ واپس لوٹتے تو ان کی پنڈلیوں اور پاؤں میں آبلے پڑے ہوتے۔ کہتے! اے نفس امارہ تجھے تو محض عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ بخدا! میں تجھے سرگرم عمل رکھوں گا حتیٰ کہ بستر پر تجھے آرام نہیں لینے دوں گا۔

علقمہ کہتے ہیں کہ عامر بن عبدقیس ایک مرتبہ وادیء سباع (درندوں کی وادی) میں تشریف لائے اور اس وادی میں ایک حبشی حممہ نامی عبادت گزار بھی تھا۔ چنانچہ دونوں حضرات چالیس دن تک دن رات عبادت میں مصروف رہے۔ انھوں نے نہ اس کی طرف التفات کیا اور نہ ہی اس نے ان کی طرف، جب فرض نماز کا وقت ہوتا تو دونوں اکٹھے نماز پڑھ لیتے اور پھر اپنی مقررہ جگہوں میں چلے جاتے اور نوافل میں مشغول ہوجاتے۔

چالیس دن کے بعد عامر حممہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم کون ہو؟ اللہ تمہارے اوپر رحم فرمائے۔ کہنے لگے مجھے اپنے کام میں لگے رہنے دو اور میرے تعارف کو چھوڑو۔ فرمایا: میں تمہیں قسم دیتا ہوں مجھے بتلاؤ، کہا میں حممہ ہوں۔ فرمایا: اگر تم وہی حممہ ہو جس کا قبل ازیں مجھ سے تذکرہ کیا گیا ہے تو پھر تم دنیا میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہو، براہ کرم مجھے افضل ترین خصلت کے متعلق بتلاؤ؟ کہنے لگے مجھ سے عمل میں کوتاہی ہوتی ہے اگر فرض نماز کے اوقات مقررہ نہ ہوتے جو کہ میرے قیام وسجدہ کو توڑ دیتے ہیں، تو میں پسند کرتا ہوں کہ میری ساری عمر حالت رکوع میں گزرے اور میرا چہرہ حالت سجدہ میں رہے حتی کہ میں اللہ سے ملاقات کرلوں۔ لیکن فرض نمازیں مجھے ایسا نہیں کرنے دیتیں۔

اللہ آپ پر رحم فرمائے ذرا اپنے متعلق تو کہو، آپ کون ہیں؟ فرمایا میں عامر بن عبد قیس ہوں۔ کہا: اگر آپ وہی عامر ہیں جنکی شہرت میں نے سن رکھی ہے، تو پھر آپ لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہیں۔ کہا مجھے بھی کسی افضل ترین خصلت کا بتلایئے؟ فرمایا: مجھ سے اعمال میں تقصیر ہوجاتی ہے لیکن میں خوف خدا کو اپنے سینے میں عظیم الشان سمجھتا ہوں حتی کہ میں کسی چیز سے اللہ کے سوا نہیں ڈرتا۔

درندوں کا عامر بن قیس سے شغف رکھنا...... ایک مرتبہ درندوں نے عامر بن قیس کو آن گھیرا حتی کہ ایک درندے نے ان پر چھلانگ لگائی اور اپنے ہاتھ عامر رحمہ اللہ کے کاندھے پر ڈال دیے مگر وہ آیت کریمہ " ذالکَ یوم مجموع لہ الناس وذالک یوم مشھود" (یہ لوگوں کے جمع ہونے کا دن ہے اور یہ حاضری کا دن ہے) تلاوت کرنے لگے، جب درندے نے دیکھا کہ انھیں اس کی کچھ پرواہ نہیں تو وہ خود ہی ان سے الگ ہوگیا۔ تم کہنے لگے کونسی چیز تیرے لئے مہلک ہے؟ فرمایا مجھے اللہ سے حیاء آتی ہے کہ میں اس کے سوا کسی سے ڈروں، تم کہنے لگے اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیٹ کی آزمائش میں نہ مبتلا کیا ہوتا چونکہ جب ہم کھاتے ہیں تو پاخانے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں، تو میرا رب مجھے نہ دیکھتا مگر حالت رکوع وسجدہ میں۔ چنانچہ تم آٹھ سو رکعتیں روزانہ پڑھتے پھر بھی کہتے ہیں میں نے عبادت میں بہت کوتاہی کی، وہ اپنے نفس کو بہت ڈانٹتے تھے۔

۱۵۸۳- ابونعیم اصفہانی اپنے والد سے، ابوالحسن، شعیب بن محرز، سھل حزم کے بھائی کہتے ہیں کہ ہمیں عامر بن قیس کے بارے میں خبر پہنچی ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت نے میرے لئے ہر مصیبت کو آسان کردیا ہے اور ہر معاملہ میں مجھ سے راضی رہتا ہے اس سے محبت کرتا ہوں تب مجھے کچھ پرواہ نہیں میں کس حالت پر صبح کروں اور کس حالت پر شام کروں۔

۱۵۸۴- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ، بن سعید، کثیر بن ہشام، جعفر بن یرقان، میمون بن مہران کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ بصرہ کے امیر نے عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ کے پاس قاصد بھیجا تاکہ ان سے پوچھے کہ وہ عورتوں سے نکاح کیوں نہیں کرتے؟ عامر بن عبد قیس نے فرمایا: میں عورتوں سے نکاح اس لئے نہیں کرتا چونکہ عورتوں کے معاملہ میں میں تھکا ماندہ ہوں۔ قاصد کہنے لگا آپ پنیر کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا میں ایسی جگہ رہائش پذیر ہوں جہاں مجوسی کثرت سے آباد ہیں سو جس چیز کے بارے میں دو مسلمان گواہی دے دیں کہ اس میں مردار کی ملاوٹ نہیں میں اسے کھالیتا ہوں۔ کہنے لگا: آپ امراء کے پاس کیوں نہیں تشریف لاتے؟ فرمایا، تمہارے دروازوں پر حاجتمندوں کا ہجوم لگا رہتا ہے۔ تم ان کی ضروریات کو پورا کرو، اور جن لوگوں کو تمہاری چنداں حاجت نہیں انھیں چھوڑ دو تاکہ اپنے کام میں لگے رہیں۔

۱۵۸۵- ابونعیم اصفہانی، اپنے والد محترم سے، ابراہیم بن محمد بن حسن، محمد بن علی بن نھشل بن قیس عبدی، صخر بن ابوصخر کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ عامر بن قیس فرمارہے تھے کہ کیا میں اہل جنت میں سے ہوں گا۔ یا یوں فرمایا کہ کیا میں جنتی ہوں گا؟ یا یوں فرمایا کہ کیا میرے جیسا بھی کوئی جنت میں جائے گا؟

۱۵۸۶- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر، حوشب، حسن کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن عامر کو حکم دیا کہ جلدی سے عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ کے پاس جاؤ اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو ان کا اکرام کرو نیز ان سے کہو کہ جس عورت کو چاہیں نکاح میں لائیں، ان کا مہر بیت المال سے ادا کردو۔ چنانچہ اس نے عبداللہ نے حضرت معاویہؓ کا پیغام عامر بن عبد قیس تک پہنچادیا کہ امیر المؤمنین نے مجھے آپ کے ساتھ اچھا برتاؤ اور اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ عامرؒ نے فرمایا- فلاں شخص اس کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر قاصد نے کہا کہ مجھے اس بات کا بھی فرمایا ہے آپ جس عورت سے چاہیں نکاح کرلیں

میں اس کا مہر بیت المال سے ادا کر دوں گا۔ عامر بن عبد قیس فرمانے لگے کہ میں نکاح کے معاملہ میں تھکا ماندہ ہوں۔ کہا پھر بھی آپ کسی عورت کو نکاح میں لانا چاہتے ہیں؟ جو خشک روٹی کا ایک ٹکڑا اور ایک بوسیدہ چادر قبول کرے۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔ مجھے بتاؤ، کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ اس کے دل میں اپنے اہل خانہ کی محبت نہ ہو؟ کہنے لگے جی ہاں کوئی ایسا نہیں۔ فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میرے پہلو میں پڑی پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جائیں مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میرے دل میں غیر اللہ کی محبت گھر کرے۔ بخُدا، میں صرف ایک ہی چیز (اللہ کی محبت) کو اپنا مقصد بناؤں گا، حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ انھوں نے پھر ایسا کر بھی دکھلایا۔

۱۵۸۷- دنیا کا ماحصل ...... ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعد، خلف بن خلیفہ، ابوہاشم کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا کا اصل ماحصل چار چیزوں میں ہے مال، عورتیں، نیند اور کھانا، سو مجھے مال اور عورتوں کی چنداں حاجت نہیں رہی، رہی بات کھانے اور نیند کی، سو اللہ کی قسم! اگر میری طاقت میں ہوتا تو میں ان پر بھی قابو پالیتا۔

۱۵۸۸- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عفان، جعفر بن سلیمان، مالک بن دینار، فلاں کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ عامر بن عبد قیس ایک مرتبہ ایک وسیع میدان میں سے گزرے، اچانک ایک ذمی کو دیکھا کہ اس پر ظلم ڈھایا جارہا ہے چنانچہ عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ نے اپنی چادر ایک طرف رکھی اور کہا میں اللہ تعالیٰ کے ذمہ کو ٹوٹتے نہیں دیکھ سکتا پھر اس مظلوم ذمی کی جان چھڑائی

۱۵۸۹ ابونعیم اصفہانی احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبیداللہ بن محمد، عبداللہ بن عیاش مولیٰ بنی جشم، عیاش شیخ حدیث کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ عامر بن عبداللہ ایک مرتبہ سلطان کے کسی معاون کے پاس سے گزرے جو کہ ایک ذمی کو کھینچے جا رہا تھا اور وہ ذمی اپنی مدد کے لئے پکار رہا تھا۔ چنانچہ عامر بن عبداللہ نے ذمی کے پاس آ کر کہا۔ کیا تو نے جزیہ ادا کر دیا ہے؟ کہنے لگا جی ہاں میں نے ادا کر دیا ہے۔ پھر عامل سے کہا: تمہیں اب اس سے کیا مطلب ہے؟ عامل کہنے لگا میں اسے لے جا رہا ہوں تا کہ امیر کے گھر کو جھاڑ دے۔ عامر رحمہ اللہ نے ذمی سے کہا: تم یہ کام خوشی سے کرلو، کہنے لگا مجھے اپنی جاگیر میں کام کرنا ہے۔ عامر بن عبد قیس نے عامل سے کہا اس کو چھوڑ دے۔ کہنے لگا میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ حتی کہ آپؒ نے تین مرتبہ اصرار کیا مگر عامل نہ مانا۔ بالآخر جبراً ذمی کی جان اس سے چھڑائی اور فرمایا مجھے گوارہ نہیں کہ میرے زندہ رہتے ہوئے محمد عربی ﷺ کے ذمہ کو توڑا جائے۔ پس یہ بات ان کی جلاوطنی کا سبب بنی[۱]۔

۱۵۹۰- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، عفان، جعفر بن سلیمان، سعید جریری کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ جب عامر بن عبداللہ کے جلاوطن ہوتے وقت مقام ظہر مربد میں انھیں مریدوں نے الوداع کیا تو فرمایا میں دعا کرتا ہوں تم سب مل کر آمین کہو مریدین کہنے لگے ہم بھی اسی کے خواہشمند تھے۔ کہنے لگے اے میرے اللہ! جس نے میری چغلی کھائی، میرے خلاف جھوٹ بولا، مجھے میرے شہر سے نکالا اور مجھے اپنے مریدوں سے جُدا کیا۔ اسکے مال واولاد کو بڑھا دے اسے صحت بخش اور اسے لمبی عمر عطا فرما۔

۱۵۹۱- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبیداللہ بن محمد، سعید بن عامر کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ عامر بن قیس[۲] سے کہا گیا اگر آپ بصرہ چلے جائیں تو بہتر ہوگا کہنے لگے بخدا بصرہ ایسا شہر ہے جسکی طرف میں نے ہجرت کی ہے اور اس میں رہ کر قرآن سیکھا ہے لیکن یہ سفر عشق ومحبت کی راہوں کا سفر ہے جسکا کوئی ٹھکانا مقرر نہیں ہوتا۔

[۱] طبقات ابن سعد ۷/۴۹

[۲] عامر بن قیس اور عامر بن عبداللہ دونوں طرح صحیح ہے۔ عبداللہ ان کے والد کا نام ہے جبکہ قیس ان کے دادا کا نام۔ تنوتی

۱۵۹۲-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحیٰ بن سعید، اشعب، حسن کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ جب عامر بن عبداللہ رحمہ اللہ کو شام کی طرف بھیجا گیا تو کہنے لگے تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے مجھے سوار کر کے جلا وطن کیا۔

۱۵۹۳-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابو عباس ہریری، محمد بن منصور طوسی، عمرو بن عاصم، ہمام، قتادہ کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اے میرے رب! موسم سرما میں حصول طہارت میرے لئے آسان فرما چنانچہ جب وہ ٹھنڈا پانی استعمال کرتے تو ان کے جسم سے بخارات نکل رہے ہوتے تھے۔

۱۵۹۴-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن یحیٰ ازدی، مسلم بن ابراہیم، عمارہ بن ابوشعیب ازدی، مالکؒ بن دینار کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ کا گزر ایک رکے ہوئے قافلے کے پاس سے ہوا۔ پوچھا تم لوگ آگے چلتے کیوں نہیں؟ کہنے لگے شیر ہمارے راستے میں حائل ہو کر بیٹھ گیا ہے۔ فرمایا: شیر کیسا یہ تو ایک کتا ہے چنانچہ عامر رحمہ اللہ شیر کے پاس سے بے پرواہ گزر گئے حتی کہ ان کے جسد کے کپڑوں نے شیر کے منہ کو مس کیا۔

۱۵۹۵-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن عمر، احمد بن عمر، عبداللہ بن محمد، محمد بن یحیٰ ازدی، جعفر بن ابوجعفر، احمد بن ابوحواری، ابوسلیمان دارانی کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ آپ کے گھر کا قرب وجوار آگ کی لپیٹ میں آچکا ہے (لہٰذا اپنے گھر کی آپ کچھ فکر کریں) کہنے لگے، آگ کو چھوڑ دو وہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ اتنا کہہ کر پھر اپنی نماز میں مشغول ہو گئے چنانچہ آگ ان کے قرب وجوار کو ہڑپ کر گئی اور جب ان کے مکان تک پہنچی تو دوسری طرف پھر گئی۔

۱۵۹۶-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد بن محمد بن احمد، عباس بن ابراہیم قراطیسی، علی بن مسلم، سیار، جعفر، مالک بن دینار کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے خواب میں ایک منادی کو آواز لگاتے دیکھا، کہہ رہا تھا کہ لوگوں کو بتا دو کہ عامر بن عبداللہ رحمہ اللہ کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو رہی ہے اور جس دن ان کی ملاقات ہوگی ان کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکے گا۔

۱۵۹۷-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، عبدالجبار بن محمد، عبدالاعلیٰ، ہشام، حسن کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ کچھ لوگ بیٹھے عامر رحمہ اللہ کے بارے میں جائداد وغیرہ کا تذکرہ کر رہے تھے۔ انھوں نے دوران نماز ان کے مذکرات کو سن لیا۔ فرمانے لگے، کیا تم اس کو پا سکتے ہو؟ کہنے لگی جی ہاں، فرمایا بخدا میرا پیٹ نیزوں سے چھلنی ہو جائے مجھے پسند ہے اس سے کہ دوران نماز ایسی باتیں کی جائیں۔

۱۵۹۸ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، ابوبکر ابن ابی شیبہ، عفان، حماد بن سلمہ، ثابت کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ اپنے چچا زاد بھائیوں سے کہنے لگے کہ تم اپنے معاملات اللہ کے سپرد کر دو راحت پاؤ گے۔

۱۵۹۹ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن حذاء، احمد بن ابراہیم، دورقی، عبدالصمد بن عبدالوارث، جعفر، جریری، ابوغلاء کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی عامر بن قیس رحمہ اللہ سے کہنے لگا، میرے لئے استغفار کیجئے، فرمایا تو نے ایسے آدمی سے سوال کیا ہے جو اپنے متعلق بھی اس کی امید سے عاجز ہے۔ لیکن اتنی بات کرو کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور پھر اس سے دعا مانگو۔

۱۶۰۰ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبیداللہ بن محمد، شیخ ابوزکریا، مشائخ کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ عامر بن قیس کی ایک صبیدہ نامی چچا زاد بہن تھی وہ انھیں مجاہدات شاقہ میں دیکھ کر ان کے لئے ثرید بناتی اور ان کے پاس لے آتی، عامر بن عبداللہ رحمہ اللہ ثرید محلے کے یتیموں کی طرف لے جاتے اور انھیں بلا کر ان میں تقسیم کر دیتے چچا زاد بہن کہتی ہیں، میں نے تو ثرید اپنے ہاتھ سے اس لئے بنائی ہے کہ آپ خود تناول فرمائیں، جواب میں فرماتے کیا تو نے کچھ نفع اٹھانے کا قصد نہیں کیا؟

(یتیموں کے کھانے میں تیرے لئے زیادہ نفع ہے) نیز آپ اپنی چچازاد بہن سے فرمایا کرتے، یاعُبیدہ! دنیا سے الگ تھلگ ہوکر قرآن کے ساتھ نسبت پیدا کرو، جو قرآن کے ساتھ نسبت پیدا نہیں کرتا وہ پھر دنیا پر افسوس وحسرت ہی کرتا رہ جاتا ہے۔

۱۶۰۱-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبیداللہ بن محمد، عبدالعزیز، بن مسلم، حرب، حسن بصری کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ مسجد میں مجلس درس لگاتے تھے چنانچہ انھوں نے مجلس ترک کردی، ہم سمجھے شاید وہ اہل بدعت سے فروتنی برت رہے ہوں، ہم نے ان کے پاس آکر ترک مجلس کی وجہ پوچھی، جواب میں فرمانے لگے، دراصل مجلس میں فضول باتوں اور اختلاط کا وقوع زیادہ ہونے لگا تھا۔ ہم نے کہا ہم یہ سمجھے کہ آپ اہل بدعت کے معاملہ میں فروتنی سے کام لے رہے ہوں۔ بہر حال آپ ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ کہنے لگے عنقریب میں ان کے متعلق کچھ کہوں گا۔ میں نے نبی ﷺ کے صحابہؓ کی ایک اچھی خاصی جماعت کو دیکھا ہے اور ان کی صحبت میں مشرف بھی ہوا ہوں۔ انھوں نے ہمیں حدیث سنائی ہے کہ قیامت کے دن ایمان کے اعتبار سے افضل ترین لوگ وہ ہوں گے جنھوں نے سختی کے ساتھ دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کیا ہوگا اور جو دنیا میں خوشیاں زیادہ رکھے گا اسے آخرت میں غموں کا زیادہ سامنا کرنا پڑے گا اور جو دنیا میں زیادہ ہنسا وہ آخرت میں زیادہ روئے گا۔

اور صحابہ کرامؓ نے ہمیں یہ حدیث بھی سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض فرض کیے ہیں کچھ سنتیں جاری کی ہیں اور کچھ حدود مقرر کی ہیں سو جس نے فرائض وسنت پر عمل کیا اور مقررہ حد سے اجتناب کیا وہ بلاحساب جنت میں داخل ہو جائے گا جس نے فرائض وسنن پر عمل کیا لیکن مقررہ حدود کی کچھ پرواہ نہیں کی اسے شدائد، تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا بہر حال جنت میں داخل ہوگا چونکہ تجاوز حدود سے اس نے توبہ کرلی تھی۔ اور جس نے فرائض وسنن کی بجا آوری کا اہتمام کیا، لیکن حدود اللہ کی کچھ پرواہ نہ کی تجاوزِ حدود پر مصر رہا پھر بغیر توبہ کے مرگیا، ہاں مسلمان ہے، پس اللہ چاہے اس کی مغفرت کرے چاہے اسے عذاب دے۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اسی طرح موقوف (بدوں ذکر صحابی کے) روایت کیا ہے۔ اور یہی الفاظ مرفوعاً نبی ﷺ سے بہت سارے واسطوں کے ساتھ روایت کیے گئے ہیں چنانچہ یہ حدیث ابودرداء، ابوثعلبہ، ابو عبادہ بن صامت وغیرھم رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہے۔

۱۶۰۲-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، ابواعلیٰ مالکی، محمد بن عبدالرحمٰن بن سہم انباری، عبداللہ بن مبارک، علی بن علی رفاعی، حسن بصری کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ عامر بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر تین امور کی پیشی ہوگی، دو پیشیاں حساب وکتاب اور عذر بازیوں کی شکل میں ہوں گی اور تیسری پیشی اعمال ناموں کی تقسیم کی شکل میں ہوگی پس کوئی دائیں ہاتھ میں لینے والے ہوں گے اور کوئی بائیں ہاتھ میں لینے والے، پھر ابن مبارک رحمہ اللہ نے عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرکے اشعار پڑھے۔

قد طارت الصحف فی الایدی منتشرةً...... فیها السرائر والجبار مطلع.

تحقیق اعمال ناموں کی تقسیم ہوچکی اور وہ لوگوں کے ہاتھوں میں کھلے پڑے ہیں۔ ان میں پوشیدہ راز ہیں حالانکہ رب جباران کو بخوبی جانتا ہے۔

فکیف سهوک والانباء واقعة...... عما قلیل ولا تدری بما تقع.

تیری بھول کیسی تھی حالانکہ خبریں تیرے پاس آتی رہیں اور تو نہیں جانتا کہ کیا چیز واقع ہونے والی ہے۔

اما الجنان وعیش لا انقضاء له......اما الجحیم فلا تبقیٰ ولا تدع.

یا تو جنت میں عیش پسند زندگی ہوگی جسکا خاتمہ نہیں ہوگا یا تو جہنم میں جائے گا جہاں نہ تجھے باقی رکھا جائے گا اور نہ ہی تجھے چھوڑا جائے گا۔

تهوى بسكانها طوراً وترفعه...... اذا رجوا مخرجاً من غمها قمعوا.

جہنم اپنے رہائشیوں کو کبھی نیچے پھینکے گی اور کبھی اوپر اچھالے گی اور جب جہنم کے غم سے چھٹکارہ پانے کی خاطر باہر نکلنے کی امید ظاہر کریں گے انھیں ذلیل وخوار کیا جائے گا۔

لينفع العلم قبل الموت عالمه...... قد سال قوم بها الرجعى فمارجعوا.

عالم کو چاہیے کہ مرنے سے پہلے اپنے علم سے نفع اٹھالے۔ چونکہ کچھ لوگ سوالی ہوں گے کہ انھیں واپس بھیجا جائے تاکہ اپنے علم سے نفع اٹھالیں لیکن انھیں واپس جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

مصنف کے شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عامر بن عبد قیس نے اس مذکورہ بالا حدیث کو یوں ہی موقوفا روایت کیا ہے اور اس حدیث کو علی بن زید نے، حسن، ابوموسیٰؓ، رسول اللہ ﷺ کے طریق سے مرفوعا روایت کیا ہے اور یہ بھی شبہ ہوسکتا ہے کہ عامر بن عبد قیس نے مذکورہ بالا روایت ابوموسیٰؓ سے روایت کی ہو اور آگے اسے مرسل روایت کیا ہو چونکہ عامرؒ نے قرآن مجید ابوموسیٰؓ سے پڑھا تھا جب وہ بصرہ تشریف لائے تھے۔ اس حدیث کو مروان اصغر نے ابووائل، عبداللہؓ سے موقوفا روایت کیا ہے۔

ہم نے اویس قرنی رحمہ اللہ کو اولاً ذکر کیا ہے چونکہ وہ خیر التابعین اور عبادت گزار تابعین کے سردار ہیں، ان کے بعد دوسرے نمبر پر عامر بن عبد قیس کو ذکر کیا ہے چنانچہ وہ قبیلہ بنوعنبر سے ہیں وہ پہلے ولی کامل بزرگ ہیں جنھوں نے بصرہ میں زاہدانہ وصوفیانہ اقدار کو پہچانا اور عبادت گزار تابعین میں مشہور ہوئے۔ اور بصرہ کے تابعین کو اس لئے مقدم کیا چونکہ بصرہ، کوفہ پر طبعاً مقدم ہے چونکہ بصرہ کی بنیاد کوفہ سے چار سال قبل رکھی گئی۔ اسی طرح اہل بصرہ، اہل کوفہ سے عبادت، زہدوتقویٰ میں زیادہ مشہور ہیں۔ عامر بن قیسؒ عبادت واحکام میں ابوموسیٰ اشعریؓ کے تربیت یافتہ تھے اور انہی سے قرآن سیکھا اور انہی کے طریقہ سلوک کے راہی بنے۔

۱۶۰۳ ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن سہل، ابوبکر بن ابی شیبہ، معاذ بن معاذ، ابوعون بن سیرین، کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ اشعریؓ نے عامر بن عبداللہ بن عبد قیس جنھیں عامر بن عبد قیس کی کنیت سے پکارا جاتا تھا۔ کی طرف خط لکھا کہ امابعد! میں تم سے ایک بات کا عہد لیتا ہوں اور مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے راستہ تبدیل کر دیا ہے، اللہ سے ڈرو اور واپس لوٹ آؤ۔

(۱۶۴) مسروق[1]

مصنف کے شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اولیاء تابعین میں سے ایک عالم باللہ، اللہ کی محبت میں سرگرداں رہنے والے، سراپا علم، اللہ پر بھروسہ کرنے والے، اللہ کے بندوں کے معشوق، ابوعائشہ مسروق رحمہ اللہ بھی ہیں انکا نسب مسروق بن عبدالرحمٰن ہمدانی کوفی ہے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف تشمر لحوق (وصل کیلئے تیار رہنے) اور تبصر فی الوجود (کائنات میں غور وفکر کرنے) کا نام ہے۔

۱۶۰۴- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر طلحی، حسین بن جعفر قتات، احمد بن عبداللہ بن یونس، زائدہ، اعمش، مسلم، کے سلسلہ سند سے روایت ہے، مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو عالم ہونے میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور جاہل ہونے میں بھی اتنی بات کافی ہے کہ وہ اپنے عمل کو بڑا سمجھے۔

۱۔ طبقات ابن سعد ۶ / ۷۶، والتاريخ الكبير ۸/ت ۲۰۶۵. والجرح ۸/ ۲۰ ۱۸. وتاريخ بغداد ۱۳ / ۲۳۲. وسير النبلاء ۴/ ۶۳. والكاشف ۳/ت ۵۴۸۴. وتهذيب التهذيب ۱۰ / ۱۰۹ والتقريب ۲/ ۲۴۲. والخلاصة ۳/ت ۶۹۴۲.
حضرت مسروقؒ اسلام اور جاہلیت دونوں زمانے پائے ہیں۔ ان کا تذکرہ عہد فاروقی میں منظر عام پر نمایاں ہوا۔ ۶۳ھ میں وفات پائی۔ سیر الصحابہ ۷/۴۵۰۔

۱۶۰۵-محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، سعید بن عمرو، سفیان بن عیینہ، ایوب طائی، کے سلسلہ سند سے روایت ہے، ایوب طائی کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ شعبی رحمہ اللہ سے ایک مسئلہ پوچھا، کہنے لگے آفاق میں علم کا طالب مسروق سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

۱۶۰۶-محمد بن ابی احمد بن حسن، محمد بن عثمان، عبید بن یعیش، یحیی بن آدم، عبدالسلام، ابو خالد دولانی، شعبی کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مسروق بصرہ کی طرف کسی عالم سے ایک آیت کریمہ کے بارے میں پوچھنے نکلے، جب وہاں پہنچے تو اس نے کچھ بتانے سے انکار کیا البتہ اس نے مسروق رحمہ اللہ کو اہل شام کے کسی عالم کے پاس جانے کی رہنمائی کردی چنانچہ مسروق رحمہ اللہ آیت کی تفسیر کے طلب میں شام کی طرف روانہ ہوگئے۔

۱۶۰۷-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن حمید، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبیدہ بن حمید، منصور، ہلال بن یساف کے سلسلہ سند سے روایت ہے۔ کہ مسروق رحمہ اللہ فرماتے تھے: جو آدمی اولیں وآخریں، دنیا اور آخرت کے علم کے جاننے کا شوقین ہو وہ سورۂ واقعہ تلاوت کیا کرے۔

۱۶۰۸-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، عبداللہ بن محمد، علی بن جعد، شعبہ، ابواسحاق کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ مسروق رحمہ اللہ ایک مرتبہ حج کرنے چلے گئے چنانچہ وہ ساری رات سجدہ میں گزارتے۔

۱۶۰۹-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، ابوہمام ابوضمرہ، علاء بن ہارون، کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ مسروق رحمہ اللہ ایک مرتبہ حج پر چلے گئے سجدہ کے سوا اپنے آپ کو زمین پر ٹکایا نہیں۔

۱۶۱۰-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، علی بن مدینی، یحیی بن سعید، سفیان، ابواسحاق کے سلسلہ سند سے مروی ہے، سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مسروق رحمہ اللہ سے میری ملاقات ہوگئی۔ کہنے لگے: اے سعید! میرے لئے کوئی چیز مرغوب نہیں بجز اس کے کہ اپنے چہرے کو مٹی میں آلودہ کروں۔

۱۶۱۱- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن ابی سھل، عبداللہ بن محمد عبسی، ابن ادریس، حسن بن عبیداللہ، ابوضحیٰ کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ مسروق رحمہ اللہ نے فرمایا، بندہ اللہ کے قریب تر حالت سجدہ میں ہوتا ہے۔

۱۶۱۲ ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، یوسف بن موسیٰ، عبدالرحمٰن بن مغراء، اعمش، ابوضحیٰ کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ مسروق رحمہ اللہ جب نماز میں مشغول ہوتے یوں لگتے گویا کہ وہ کوئی راہب ہیں چنانچہ اپنے اہل خانہ سے کہا کرتے کہ تمہاری جو کچھ مجھ سے حاجت ہے اسے بیان کرو قبل ازیں کہ میں نماز کے لئے کھڑا ہو جاؤں۔

۱۶۱۳ ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، ہناد بن سری، ابوخالد احمر، مسعر، ابراہیم بن محمد بن منتشر کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ مسروق رحمہ اللہ اپنے اور اہل خانہ کے درمیان پردہ لٹکا لیتے اور نماز میں متوجہ ہو جاتے اہل خانہ اور ان کی دنیا سے بالکل کنارہ کش ہو جاتے۔

۱۶۱۴ ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، عبداللہ بن محمد، علی بن حوراء شعبہ، ابراہیم بن محمد منتشر، محمد بن منتشر کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ مسروق رحمہ اللہ عہدہ قضا پر اجرت نہیں لیتے تھے اور یہ آیت تلاوت کرتے "ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة" کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے اموال جنت کے بدلے میں خرید لیے ہیں۔

۱۶۱۵ ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، فضل بن سھل، محمد بن بشر، مسعر، ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن منتشر کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ مسروق رحمہ اللہ ہر جمعہ کو اپنے خچر پر سوار ہوتے اور مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیتے پھر مقام حیرہ میں ایک قدیم کوڑا کرکٹ

کے ڈھیر پر تشریف لاتے اور فرماتے دنیا ہمارے قدموں تلے ہے۔

۱۶۱۶ ابونعیم اصفہانی، قاضی ابواحمد محمد بن احمد بن ابراہیم، محمد بن کنانہ، محمد بن ایوب، سعید بن منصور، یعقوب بن عبدالرحمٰن، ضمرہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مسروقؒ اپنے بھتیجے کا ہاتھ پکڑ کر ایک مزبلہ (کوڑے کے ڈھیر) پر لے گئے اور فرمایا کیا میں تجھے دنیا نہ دکھاؤں؟ دیکھو یہ ہے دنیا اسکو کھا کر فنا کر دیا، پہن کر پرانا کر دیا، سوار ہو کر لاغر کر دیا اس کے لئے خون بہایا، محارم اللہ کو حلال سمجھا گیا اور رحم کو قطع کیا۔

۱۶۱۷- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، مسعر، ابراہیم بن محمد بن منتشر، کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ مسروق رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ قبر سے بڑھ کر مومنین کے لئے کوئی چیز بہتر نہیں چونکہ مومن قبر میں جا کر دنیا کے غموں سے راحت پاتا ہے اور عذاب خداوندی سے محفوظ رہتا ہے۔

۱۶۱۸- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، عبدالرحمٰن بن محمد بن سالم، ......[1] ہناد بن سری، ابومعاویہ، اعمش، مسلم کے سند سے مروی ہے کہ مسروق رحمہ اللہ کہتے تھے کہ گمان کی بہتر حالت میں، میں اس وقت ہوتا ہوں جب میرا خادم مجھ سے کہتا ہے کہ گھر پر کھانے کی کوئی چیز ہے اور نہ ہی کوئی روپیہ پیسہ۔

اس فرمان کو ثوری، اعمش، عبداللہ بن مرہ، مسروق کے طریق سے بھی روایت کیا ہے۔

۱۶۱۹- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن حسن صائغ، ابوعباس سراج ...... کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ آدمی اس بات کا حقدار ہے کہ ایسی مجالس کا انعقاد کرے جن میں وہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے استغفار کرے۔

۱۶۲۰ ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، محمد بن عبداللہ اسدی، سفیان، ابووائل، کے سلسلہ سند سے مروی ہے مسروقؒ کہتے ہیں جو گھر مال سے بھر جائے وہ آنسوؤں سے بھی بھر جاتا ہے۔

۱۶۲۱- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن عقبہ سے مروی ہے محمد بن عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے اصمعی کو کہتے سنا کہ مسروق یہ اشعار پڑھتے تھے۔

یکفیک مما اغلق الباب دونه ...... وارخی علیه الستر ملح وجردق

ترجمہ: وہ نمک اور روٹی تجھے کافی ہے جسے اندر رکھ کر دروازہ بند کر لیا جاوے اور پردہ لٹکایا جائے۔

وماء فرات بارد ثم تغتذی ...... تعارض اصحاب الثرید الملبق

اور کافی ہے تجھے فرات کا ٹھنڈا پانی پھر تو سادہ کھانا کھا کر نرم نرم ثرید کھانے والوں کے ساتھ بات کر۔

تجشا اذا ماهم تجشؤا اكانما ...... غذیت بالوان الطعام المفتق

جب تیرے ساتھی ڈکار لینے لگیں تو یہ کھانا کھا کر تو بھی یوں ڈکار لے گویا کہ تجھے مختلف رنگوں کا مزیدار کھانا کھلایا گیا ہے۔

مسروق رحمہ اللہ کی بہت ساری مسانید ہیں جنکی کثرت شمار سے باہر ہے تاہم ذیل میں ان کی دو حدیث کیا ہی عجیب ہیں۔

۱۶۲۲- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، داؤد، قیس بن ابوحصین، یحییٰ بن وثاب، مسروق کے سلسلہ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بے شک خبیث آدمی برے کی تکفیر نہیں کرتا لیکن پاکباز آدمی برے کی تکفیر کرتا ہے۔

---

[1] یہاں عبدالرحمن بن محمد بن مسلم ایک راوی ساقط ہے۔

[2] اصل نسخہ میں یہاں کوئی راوی متروک ہے۔

۱۶۲۳- ابونعیم اصفہانی نے محمد بن جعفر بن ھیثم جعفر بن محمد صائغ، عدنان، عاصم بن بہدلہ، ابوضحیٰ، مسروق، عبداللہؓ کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آنکھیں زنا کرتی ہیں۔ ہاتھ زنا کرتے ہیں، پاؤں زنا کرتے ہیں اور شرمگاہ بھی زنا کرتی ہے۔[1]

(۱۶۴) علقمہ بن قیس نخعی رحمہ اللہ[2]

اولیاء تابعین میں سے عالم ربانی، فقیہ بے مثال ابوشبل علقمہ بن قیس نخعی ہمدانی بھی ہیں۔ حسن تلاوت اور زہد وتقویٰ کے امام تھے۔

۱۶۲۴- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابراہیم بن اسحاق صینی، قیس بن ربیع، ابواسحاق، مرۃ الطیب کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ علقمہ ان دینداروں میں سے ہیں جو قرآن مجید کو حسن وخوبی کے ساتھ پڑھتے تھے۔

۱۶۲۵- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، اسماعیل بن ابوحارث، عبدالعزیز بن امان، مالک بن مغول، معقل، ابوسفر، مرہ کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ علقمہ بن قیس اس امت کے ربانی تھے۔

۱۶۲۶- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، محمد بن عبید، اعمش، عمارہ، ابومعمر کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ہم عمر بن شرحبیل کے پاس گئے وہ کہنے لگے، میرے ساتھ چلو میں تمہیں ایک شخصیت کے پاس لے کر جاؤں گا جو سیرت وانداز وادا کے اعتبار سے عبداللہ بن مسعودؓ کے زیادہ مشابہ ہے چنانچہ ہم علقمہ رحمہ اللہ کے پاس گئے۔

۱۶۲۷- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ، جریر، قابوس بن ابی ظبیان کی سند سے مروی ہے، قابوس کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ آپ علقمہ کے پاس کیا لینے جاتے ہیں اور صحابہ کرامؓ کو چھوڑ دیتے ہیں؟ کہنے لگے میں نے خود صحابہ کرامؓ کو علقمہ سے سوال کرتے اور فتوے پوچھتے دیکھا ہے۔

۱۶۲۸- ابونعیم اصفہانی، ابواحمد محمد بن احمد، احمد بن موسیٰ بن عباس، اسماعیل بن سعید، محمد بن جعفر دوائنی، مہلب بن عثمان ازدی، ضرار بن عمرو، اسحاق بن عبداللہ، اصحاب عبداللہ بن مسعود کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ ایک مرتبہ ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو کہ حلقہ لگائے بیٹھے تھے ان میں علقمہ، اسود، مسروق اور ان کے تلامذہ بیٹھے تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ ان کے پاس ٹھہرے اور فرمایا کہ میرے ماں باپ علماء پر قربان جائیں، تم اللہ کے حکم سے اکھٹے ہوئے ہو، کتاب اللہ کو تلاوت کرتے ہو، اللہ کی مساجد تعمیر کرتے ہو اور اللہ کی رحمت کے منتظر ہو پس اللہ تم سے محبت کرے اور جو تم سے محبت کرے اس سے بھی اللہ محبت کرے۔

۱۶۲۹- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، عبیداللہ بن سعید، وہ اپنے چچا سے، شریک، ابواسحاق، عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن یزید کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: کہ جو چیز بھی میں پڑھتا ہوں اور جس چیز کا بھی میں علم رکھتا ہوں علقمہ

---

[1] المسند الامام احمد ۲/ ۳۴۷، ۴۱۱، ۵۲۸، ۵۳۵، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۰ / ۱۹۲. ومجمع الزوائد ۶/ ۲۵۶، ۷/ ۱۲۵. وتلخیص الحبیر ۳/ ۲۲۵. ونصب الرایة ۴/ ۲۴۸. واتحاف السادة المتقین ۵/ ۳۲۱. وکشف الخفاء ۲/ ۱۰۰. والترغیب والترهیب ۳/ ۳۶. والتمهید لابن عبدالبر (۴/ ۴۹).

[2] تهذیب التهذیب ۷/ ۲۷۶. والتقریب ۲/ ۳. والتاریخ الکبیر ۷/ ۴۱. والجرح والتعدیل (۶/ ۴۰۴) وطبقات ابن سعد ۶/ ۸۶.

بھی اسے پڑھتا ہے اور اس کا علم رکھتا ہے۔ کہا گیا اے ابو عبدالرحمٰن! علقمہ تو ہم سے زیادہ پڑھنے والے (قاری) نہیں فرمایا بخدا علقمہ تم سب سے بڑا قاری ہے۔

۱۶۳۰- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، یحیٰ بن ایوب، عبدالغفار بن داؤد، ابوعبیدہ سعید بن رزین، حماد بن ابی سلیمان، ابراہیم نخعی کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ علقمہ بن قیس رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خوش آوازی کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے کی نعمت عطا کی ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ مجھے اپنے پاس بلوالیتے اور مجھ سے قرآن پڑھوا کر سنتے اور جب میں پڑھ کر فارغ ہوجاتا فرماتے اور پڑھو۔

۱۶۳۱- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن حسین، محمد بن اسحاق، یعقوب بن ابراہیم، ہشیم، منصور، ابراہیم کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ علقمہ رحمہ اللہ، عبداللہ بن مسعودؓ کو قرآن پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔ اور علقمہ رحمہ اللہ خوش آواز تھے چنانچہ ایک آدمی ان سے کہنے لگا ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھیے، میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں بے شک ترتیل قرآن کی زینت ہے۔

۱۶۳۲- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ، جریر، منصور، ابراہیم کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ علقمہ رحمہ اللہ ہر جمعرات کو قرآن ختم کرتے تھے۔

۱۶۳۳- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابوشیبہ، عثمان بن ابوشیبہ، ابن ابوفضل، ابوفضیل، شباک، ابراہیم کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ علقمہ رحمہ اللہ اپنے تلامذہ سے فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ چلو ایمان زیادہ کریں یعنی مسائل فقہ کا مذاکرہ کریں۔

۱۶۳۴- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، وکیع، اعمش، مسیب، بن رافع کے سلسلہ سے مروی ہے کہ تلامذہ جب علقمہ رحمہ اللہ کے پاس جاتے وہ اپنی بکریوں کو ادھر ادھر مار رہے ہوتے، دودھ دھو رہے ہوتے اور ان کو چارا دے رہے ہوتے۔

۱۶۳۵- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابوشیبہ، ابن نمیر، حفص بن غیاث، اعمش، مسیب بن رافع کے سلسلہ سند سے مروی ہے علقمہ رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ اگر آپ مجلس لگا کر قرآن پڑھتے اور اپنے تلامذہ کو حدیثیں سناتے؟ فرمایا مجھے پسند نہیں کہ لوگ میرے پیچھے پیچھے چلیں اور میری طرف اشارہ کیا جائے کہ یہ علقمہ ہیں۔ چنانچہ وہ خود اپنے گھر پر بکریوں کے لئے چارہ اور چورے وغیرہ کا بندوبست کرکے، ان کے پاس ایک چھڑی ہوتی جب بکریاں ایک دوسرے کو سینگ مارتیں تو اس چھڑی کے ساتھ بکریوں کو ادھر ادھر مارتے تھے۔ اس حدیث کو یزید بن عبدالعزیز نے اعمش سے بھی روایت کیا ہے۔

۱۶۳۶- ابونعیم اصفہانی، ابواحمد بن احمد، احمد بن موسیٰ، اسماعیل بن سعید، معاویہ، عمرو، زائدہ اعمش، مالک بن حارث، عبدالرحمٰن بن یزید کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ علقمہ رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ آپ مسجد میں کیوں نہیں جاتے تاکہ آپ کے پاس لوگ جمع ہوں، آپ سے سوالات کئے جائیں اور ہم آپ کے ساتھ مجلس کریں چونکہ جو آپ سے علم میں کمتر ہے اس سے سوالات کیئے جاتے ہیں (آپ سے کیوں نہیں کیے جائیں گے)؟ فرمانے لگے مجھے ناپسند ہے کہ لوگ میرے پیچھے پیچھے چلیں اور میری طرف اشارہ کرکے کہا جائے کہ یہ علقمہ ہیں۔

۱۶۳۷- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان، اسماعیل، ابوالحکم، فضیل بن عیاض، منصور، ابراہیم کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ علقمہ رحمہ اللہ جب تلامذہ میں نشاط پاتے تو ان سے جنگہائے اسلام کا تذکرہ کرتے۔

۱۶۳۸- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، یحیٰ بن آدم، ابوبکر، حسین بن عبداللہ نخعی کے سلسلہ سند سے

مروی ہے کہ علقمہ رحمہ اللہ نے اپنے ترکہ میں صرف ایک گھر، ایک ترک گھوڑا اور ایک قرآن مجید کا نسخہ باقی چھوڑا، ان اشیاء کی بھی اپنے ایک آزاد کردہ غلام کے لئے وصیت کی تھی جو کہ مرض وفات میں ان کی دیکھ بھال کرتا تھا۔

۱۶۳۹-ابونعیم اصفہانی، ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، ابن کرامہ، ابواسامہ، اعمش، ابراہیم کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ علقمہ رحمہ اللہ نے اہل بیت میں سے نکاح کیا تھا اپنے اہل بیت کے علاوہ، اس سے ان کا ارادہ تواضع کا ہوتا تھا۔

۱۶۴۰-ابونعیم اصفہانی، احمد بن حسن، اسحاق بن ابراہیم ہیثمی، اسماعیل بن عبداللہ، شریک، ابوحمزہ، ابراہیم کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ علقمہ رحمہ اللہ اپنی بیوی سے مرض وفات میں کہا کرتے کہ سنور کر میرے سر کے پاس بیٹھ جا شاید اللہ تعالیٰ تجھے میری کچھ مہربانیاں عطا فرمادے۔

۱۶۴۱- ابونعیم اصفہانی، ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، عبداللہ بن سعید، یعلیٰ بن عبید، اعمش، ابراہیم، کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے علقمہ رحمہ اللہ کے پاس آ کر انھیں گالیاں دینی شروع کردیں، علقمہ رحمہ اللہ اسکو گالیوں کا جواب دینے کے بجائے آیت کریمہ " والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا و اثما مبینا" جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو ان کے قصور کے بغیر اذیت پہنچاتے ہیں سو وہ بہتان اور کھلے گناہ کے مستحق ٹھہرے ہیں" تلاوت کرتے رہے، وہ آدمی کہنے لگا، کیا تم مومن ہو؟ فرمایا اللہ نے مجھے یہی امید ہے۔

۱۶۴۲- ابونعیم اصفہانی، حسن بن احمد بن مخارق، محمد بن حسن بن سماعہ، ابونعیم، اعمش، ابراہیم کے سلسلہ سند سے مروی ہے، علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ جوانی میں یاد کیا وہ میرے حافظہ میں ایسا پیوست ہے گویا کہ میں کسی ورق پر لکھے کو دیکھ رہا ہوں۔

۱۶۴۳- ابونعیم اصفہانی، ابو محمد بن حیان، محمد بن علی خزاعی، قعنبی، عابس کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ علقمہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ علم کی زندگی مذاکرہ کرنے میں ہے۔

۱۶۴۴- ابونعیم اصفہانی، اپنے والد سے، محمد بن ابراہیم بن حکم، یعقوب بن ابراہیم دورقی، عبدالرحمٰن بن مہدی، سفیان، اعمش، ابراہیم کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ علقمہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ حدیث کا بار بار مذاکرہ کیا کرو چونکہ حدیث کی حیات مذاکرہ میں ہے۔

۱۶۴۵- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، احمد بن موسیٰ، اسماعیل بن سعید، عیسیٰ بن یونس، اعمش، ابراہیم کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ میں نے علقمہ رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ حضرت! مجھے علم میراث سکھلایئے مجھے فرمایا کہ اپنے پڑوسیوں کے پاس جاؤ۔

۱۶۴۶- ابونعیم اصفہانی، محمد بن حیان، احمد بن علی بن جارود، ابوسعید اشج، ابو خالد، اشعث، حکم، ابراہیم کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ علقمہ رحمہ اللہ نے وصیت کی تھی کہ میری موت کی خبر کسی کو نہ کرنا ایسا نہ ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں مشہور کی جاتی تھی، میرے پاس کسی کو نہ آنے دینا، دروازہ بند کردینا، میرے پیچھے کوئی عورت نہ آئے اور نہ ہی میرے پیچھے آگ لے کر چلنا اگر تم سے ہو سکے تو مجھے کلمہ شہادت کی تلقین کرنا تاکہ میرا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو۔

۱۶۴۷- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعید، جریر، منصور، علی بن مدرک کے سلسلہ سند سے مروی ہے۔ علقمہ رحمہ اللہ نے اسود رحمہ اللہ سے فرمایا کہ اگر میں مرجاؤں تو مجھے کلمہ توحید لا الــــہ الا اللہ کی تلقین کرنا، جب میں مرجاؤں تو میری موت کی خبر کسی کو نہ کرنا چونکہ مجھے خوف ہے کہیں زمانہ جاہلیت کی شہرت نہ بن جائے جب میرا جنازہ لے کر گھر سے نکل جاؤ تو دروازہ بند کردو دراں حالیکہ مرد سب نکل جائیں اور عورت کوئی نہ نکلنے پائے چونکہ عورتوں کے میرے ساتھ جانے میں مجھے کوئی حاجت نہیں۔

علقمہ رحمہ اللہ کی سند سے مروی چند احادیث...... علقمہ رحمہ اللہ کی سند سے بے شمار احادیث مروی ہیں تاہم چند ایک بطور

نمونہ درج ذیل ہیں۔

۱۶۴۸- ابونعیم اصفہانی، فاروق خطابی، ابومسلم کشی، معمر بن عبداللہ، شعبہ، حکم، ابراہیم، علقمہ کے سلسلہ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اسکی دی ہوئی رخصتوں کو قبول کیا جائے جس طرح کہ عزیمتوں کے بجالانے کو پسند فرماتا ہے۔[1]

اس حدیث کو معمر سے صرف شعبہ ہی مرفوعا روایت کرتے ہیں اور غندر و بکر بن بکار بھی اس کو مرفوعا روایت کرتے ہیں۔

۱۶۴۹- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، مسعودی، عمرو بن مرہ، ابراہیم، علقمہ کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں "رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ ننگی چٹائی پر لیٹ گئے، جب اٹھے تو اس چٹائی کے نشانات آپ ﷺ کے جسم پر نمایاں نظر آنے لگے پھر ارشاد فرمایا "میرا دنیا کے ساتھ کیا رشتہ، دنیا کے ساتھ میرا تعلق ایسا ہے جس طرح ایک مسافر سایہ حاصل کرنے کسی درخت کے نیچے بیٹھ جائے پھر کچھ ہی دیر کے بعد اسے وہیں چھوڑ کر آگے چل پڑے۔[2]

اس روایت کو سندِ متصل اور سندِ مرفوع کے ساتھ مسعودی کے علاوہ کسی نے بھی عمرو بن مرۃ سے روایت نہیں کیا۔

۱۶۵۰- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، عبدان بن احمد، خلیفہ بن خیاط، یعقوب بن یوسف، فرقد، ابراہیم، علقمہ کے سلسلہ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا "تم اس وقت تک زاہد نہیں بن سکتے جب تک تم تواضع نہ اختیار کرو۔[3]

۱۶۵۱- ابونعیم اصفہانی، حسن بن علان، حسن بن عمر، ابراہیم، جبارہ بن مغلس، موسیٰ بن عمیر، حکم بن عتبہ، ابراہیم، علقمہ کے سلسلہ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ساری مخلوق اللہ کا عیال ہے۔ تم میں اللہ کو زیادہ پسندوہ ہے جو اس کے عیال کے ساتھ اچھائی سے پیش آئے۔[4]

۱۶۵۲- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن عباس، احمد بن یحییٰ بن منذر حجری، یحییٰ بن منذر، ابن اجلع، اعمش، یحییٰ بن وثاب، علقمہ کے سلسلہ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم سے پہلی امتوں کو دینار و درہم نے ہلاک کیا یہ دونوں تمہارے لئے بھی مہلک ہیں۔[5] هذا حديث غريب من حديث يحيىٰ بن وثاب ورواه ابن الاجلع.

(۱۶۵) اسود بن یزید نخعی رحمہ اللہ[6]

اسود بن یزید رحمہ اللہ بھی اولیاء تابعین میں سے ہیں اسود رحمہ اللہ جلیل القدر فقیہ، قاری، صائم النہار و قائم اللیل تھے۔

۱۶۵۳- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن صندل، فضیل بن عیاض، منصور، ابراہیم کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ اسود رحمہ اللہ رمضان المبارک میں صرف دو دن میں قرآن ختم کرتے تھے اور صرف مغرب وعشاء کے درمیان سویا کرتے

۱۔ مسند الامام احمد ۲/ ۱۰۸. والسنن الكبرىٰ للبيهقي ۳/ ۱۴۰. وصحيح ابن حبان ۵۴۵. ۹۱۳. ۹۱۴ (موارد) وصحيح ابن خزيمة والمصنف لابن ابي شيبة ۹/ ۶۰. ومجمع الزوائد ۳/ ۱۶۲. والترغيب والترهيب ۲/ ۱۳۵. والدرالمنثور ۱/ ۱۹۳. ومسند الشهاب ۱۰۷۸، ۱۰۷۹ ونصب الراية ۱/ ۱۶۹.

۲۔ صحيح البخاري ۳/ ۲۱۳. ومسند الامام احمد ۱/ ۳۰۱. ۴۴۱. والمستدرک ۴/ ۳۱۰. وفتح الباري ۱۱/ ۲۹۲. وسنن الترمذي ۲۳۷۷. والمعجم الكبير للطبراني ۱۱/ ۳۲۷.

۳۔ المعجم الكبير للطبراني ۱۰/ ۱۱۰. والكامل لابن عدي ۷/ ۲۶۰۸ ومجمع الزوائد ۱۰/ ۲۸۵.

۴۔ المعجم الكبير للطبراني ۱۰/ ۱۰۵. والكامل لابن عدي ۵/ ۱۸۱۰. وتاريخ بغداد ۶/ ۳۳۴. وكشف الخفا ۱/ ۴۵. ومجمع الزوائد ۸/ ۱۹۱. والدرالمنثور ۷۸ ومشكاة المصابيح ۴۹۹۸، ۴۹۹۹، والعلل المتناهيه لابن الجوزي ۲/ ۲۸.

۵۔ كنز العمال ۶۲۵۷. ومجمع الزوائد ۱۰/ ۲۳۷ والترغيب والترهيب ۴/ ۱۸۲.

۶۔ تهذيب ۱/ ۳۴۲ التقريب ۱/ ۷۷ والتاريخ الكبير ۱/ ۴۴۹. والجرح والتعديل ۲/ ۲۹۱. طبقات ابن سعد ۶/ ۶۸.

تھے جبکہ رمضان کے علاوہ باقی ایام میں صرف چھ دنوں میں قرآن ختم کرتے تھے۔

۱۶۵۴- ابونعیم اصفہانی ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن، شعبہ، ابواسحاق کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ اسود بن یزید رحمہ اللہ نے اسی کے لگ بھگ حج اور عمرے کیے۔ ابن علیہ نے بھی اس روایت کو میمون بن حمزہ، ابراہیم کی سند سے اسی طرح مذکورہ بالا کے مثل روایت کیا ہے۔

۱۶۵۵- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، اسماعیل بن علیہ، ابن عون، شعبی کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عامر شعبی سے اسود رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھا گیا جواب دیا کہ وہ تقریباً ہر دن روزہ رکھتے، راتوں کو قیام کرتے اور ہر سال حج کرتے تھے۔

۱۶۵۶- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، محمد بن عمرو باہلی، ازہر، کے سلسلہ سے مروی ہے کہ ابن عون نے شعبی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ علقمہ افضل ہیں یا اسود؟ فرمایا علقمہ افضل ہیں، تاہم اسود بڑے حاجی تھے اور علقمہ تاخیر کردیتے تھے اور وہ جلد باز کو پالیتے تھے

۱۶۵۷- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، عمر بن محمد بن حسن، محمد بن حسن، احمد بن بشر، اسماعیل کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اہل بیت یعنی علقمہ، اسود اور عبدالرحمٰن کو جنت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

۱۶۵۸- ابونعیم اصفہانی، اپنے والد سے، ابراہیم بن محمد بن حسن، ابوحمید حمصی احمد بن محمد بن سیار، یحیٰی بن سعید، یزید بن عطاء کے سلسلہ سند سے مروی ہے۔ علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زھد کی انتہاء آٹھ تابعین پر ہوئی اسود رحمہ اللہ بھی ان میں سے ایک ہیں۔ محنت ولگن کے ساتھ عبادت کرتے، اسقدر روزے رکھتے کہ ان کا جسم سبزی وزردی مائل ہوجاتا۔ ان کی حالت کو دیکھ کر علقمہ بن قیس ان سے کہتے، تم اپنے جسم کو کیوں عذاب دیتے ہو؟ فرمایا میں اس جسم کو آئندہ راحت میں رکھنا چاہتا ہوں۔ اسود رحمہ اللہ وفات کے وقت رونے لگے: کسی نے پوچھا یہ کیسی جزع وفزع ہے؟ فرمایا میں کیوں نہ رووٗں اور مجھ سے زیادہ رونے کا حقدار کون ہے؟ بخدا، اگر میں اللہ کی مغفرت سے سرشار ہوجاؤں تو جو کچھ میں نے کیا ہے اس کے بارے میں اللہ سے حیاء مجھے غمگین رکھتی ہے۔ اللہ اور بندے کے درمیان صغیرہ گناہ کا معاملہ ہوتا ہے سو وہ اسے معاف کردیتا ہے پس بندہ اس سے مسلسل حیاء دار رہے۔ اسود رحمہ اللہ نے اسی (۸۰) کے لگ بھگ حج کیے۔

۱۶۵۹- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، اپنے باپ احمد بن حنبل سے، حجاج، محمد بن طلحہ، عبدالرحمٰن بن ثروان ابوقیس اودی کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ اسود بن یزید رحمہ اللہ اپنے نفس کو روزہ اور عبادت کی مشقت میں ڈالے رکھتے تھے حتی کہ ان کا جسم سبز وزردی مائل ہوجاتا، علقمہ رحمہ اللہ انھیں تنبیہ کرتے اور کہتے تم اپنے جسم کو کیوں عذاب دیتے ہو، جواب دیتے کہ معاملہ بڑا عظیم ہے معاملہ بڑا عظیم ہے۔ (یعنی قیامت کا معاملہ بڑا سخت ہوگا خوف میرے لئے راحت کے مانع ہے۔ تنولی)

۱۶۶۰- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، اپنے والد احمد بن حنبل سے، معمر، بن سلیمان ...... عبداللہ بن بشر کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ علقمہ رحمہ اللہ اور اسود رحمہ اللہ اکٹھے حج پر تشریف لے گئے۔ اسود رحمہ اللہ عبادت گزار تھے۔ اثناء سفرِ حج میں انھوں نے ایک دن روزہ رکھ لیا حالانکہ لوگ گرمی کی شدت سے دوچار تھے چنانچہ شدت گرمی کی وجہ سے اسود رحمہ اللہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ علقمہ رحمہ اللہ ان کے پاس آئے اور ان کی ران پر مار کر کہا: اے ابوعمرو! اپنے جسم کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے، اس جسم کو کیوں عذاب میں مبتلا کررکھا ہے؟ فرمانے لگے اے ابوشبل، معاملہ بہت ہی بڑا ہوگا۔

۱۶۶۱- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، فضل بن سھل، ابواحمد محمد بن عبداللہ، حنش بن حارث، علی بن مدرک کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ علقمہ رحمہ اللہ نے اسود رحمہ اللہ سے کہا (اسود رحمہ اللہ روزہ کی حالت میں تھے) تم اپنے جسم کو کیوں عذاب دیتے ہو؟ فرمایا در اصل میں تو اس کے لئے راحت وآرام کا متلاشی ہوں۔

۱۶۶۲- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، فضل بن دکین، حنش بن حارث کے سلسلہ سند سے مروی ہے، حنش

بن حارثؓ کہتے ہیں کہ میں نے اسود رحمہ اللہ کو دیکھا درآنحالیکہ لگاتار روزے رکھنے کی وجہ سے ان کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔

۱۶۶۳- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر، ابوخالد احمر، اعمش، عمارہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ اسود رحمہ اللہ ایک راہب لگتے تھے۔

۱۶۶۴- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، سلیمان احمر، شعبہ، مغیرہ، ابراہیم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے ابراہیم کہتے ہیں کہ جب میں اسود رحمہ اللہ کو عبادت میں مشغول دیکھتا ہوں تو برملا پکار اٹھتا ہوں کہ وہ کوئی راہب ہے اور جب نماز کا وقت آتا ہے تو تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جاتے ہیں اگرچہ پتھر پر ہی کیوں نہ بیٹھ جائیں۔

اسود رحمہ اللہ کی سند سے چند غرائب احادیث

۱۶۶۵- ابونعیم اصفہانی، سعد بن محمد بن ابراہیم ناقد، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، محمد بن ابی عبید، موسیٰ بن عمیر، حکم، ابراہیم، اسود کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''زکوٰۃ ادا کر کے اپنے اموال کو پاکیزہ کرلیا کرو، صدقہ کر کے اپنے مریضوں کا علاج کیا کرو اور دفع بلا کے لئے دعاؤں کا اہتمام کیا کرو۔[1]

۱۶۶۶- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، ابن حبیب، ابوداؤد، شیبان، جابر، عبدالرحمٰن بن اسود، اسود بن یزید، عبداللہ بن مسعودؓ کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب قیدیوں کو لے کر آتے تو اہل بیت کو دے دیتے اور ناپسند سمجھتے کہ صحابۂ کرامؓ کے درمیان تقسیم کئے جائیں۔[2]

۱۶۶۷- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، حسین بن جعفر قتات، اسماعیل بن خلیل خزار، علی بن مسہر، اعمش، ابراہیم، علقمہ و اسود کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''عنقریب کچھ ایسے امراء ہوں گے جو نمازوں کی کچھ پرواہ نہیں کریں گے اور نمازوں کو بالکل خفیف کر کے ادا کریں گے شرق موتی (طلوع آفتاب کے وقت) تک لے جائیں گے، وہ اس آدمی کی نماز ہوگی جو گدھے سے بھی زیادہ شریر ہوگا اور اس آدمی کو جو اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں پائے گا۔ تم میں سے جو بھی اس زمانے کو پائے وہ اپنے وقت پر نماز پڑھے اور اپنی نمازوں کو ان کے ساتھ بطور نوافل کے پڑھو۔[3]

یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ اعمش کی حدیث سے غریب ہے اور دونوں حدیثیں علقمہ و اسود سے مروی ہیں یہ حدیث ہم نے صرف علی بن مسہر کے طریق سے لکھی ہے۔

۱۶۶۸- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر طلحی، عبید بن غنام، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبداللہ بن نمیر، معاویہ نضری (ثقہ راوی تھے) نہشل، ضحاک، اسود کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ اگر اہل علم اپنے علم کی حفاظت کریں اور اسے اپنے زمانے کے لوگوں کو سکھلائیں تو

۱۔ السنن الکبری للبیہقی ۳/ ۳۸۲. والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/ ۱۵۸. وتاریخ بغداد ۶/ ۳۳۴، ۱۳/ ۲۱. والکامل لابن عدی ۶/ ۲۳۴۰. ومجمع الزوائد ۳/ ۶۳. الترغیب والترہیب ۱/ ۵۲۰. وکشف الخفا ۱/ ۴۳۲ والعلل المتناھیہ ۲/ ۳. والامالی للشجری ۱/ ۲۲۴ وکنزالعمال ۱۵۷۵۹، ۱۵۷۶۰، ۴۳۳۰۵، ۴۳۳۵۳، ۴۳۳۵۴.

۲۔ سنن ابن ماجۃ ۲۲۴۸. والسنن الکبریٰ للبیہقی ۹/ ۱۲۸. والمصنف لابن ابی شیبۃ ۷/ ۱۹۲. ومشکاۃ المصابیح ۳۳۷۳. والسنن الکبریٰ للبیہقی ۹/ ۱۲۸. والمصنف لابن ابی شیبۃ ۷/ ۱۹۲. ومشکاۃ المصابیح ۳۳۷۳. وکنزالعمال ۳۸۱۳۴.

۳۔ السنن الکبریٰ للبیہقی ۷/ ۳۰۱. وکنزالعمال ۱۴۸۴۵. وسنن ابن ماجۃ ۱۲۵۷. ومسند الامام احمد ۶/ ۷، والجامع الکبیر للسیوطی ۲/ ۶۴۲. والسبحۃ النافلۃ.

کیا ہی اچھا ہو لیکن وہ اس علم کو اہل دنیا کے لئے خرچ کریں گے تا کہ ان کی دنیا کو پالیں اس زمانے کے لوگوں میں ان کی کچھ حیثیت نہیں ہوگی، میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس آدمی نے ایک ہی چیز (آخرت) کو غم بنایا اور اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے غم کی کفایت فرمائے گا اور جس نے بہت سارے غموں کو اپنا مقصد بنالیا پھر اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں ہوگی وہ آخرت کی جس وادی میں جاتا ہے جاتا رہے۔[1]

اسود کی حدیث غریب ہے ضحاک ہی نے صرف اس کو مرفوعا روایت کیا ہے اور ان سے صرف نھشل نے مرفوعا روایت کیا ہے اور حکم کی حدیث میں موسیٰ بن عمیر متفرد ہیں۔ اور جابر جعفی کی حدیث میں شبان متفرد ہیں۔

(۱۶۶) ابویزید ربیع بن خثیم رحمہ اللہ[2]

اولیاء تابعین میں سے ایک متواضع متقی، قانع محتاج الی اللہ، چوٹی کے آٹھ تابعین زاہدوں میں سے ایک ابویزید ربیع بن خثیم رحمہ اللہ بھی ہیں۔

کہا گیا ہے کہ تصوف سرائر میں دلچسپی اور محسوسات مظاہر میں عارضی مصروفیت ہے۔

۱۶۶۹- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، عبدان بن احمد، ازہر بن مروان، عبدالواحد بن زیاد، عبداللہ بن ربیع بن خثیم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن خثیم جب عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آتے اور عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاں کسی کے لئے اجازت اس وقت تک نہیں ہوتی تھی جب تک وہ اپنے صاحب سے فارغ نہ ہو جائے عبداللہ بن مسعودؓ انہیں دیکھ کر فراتے ابویزید! اگر رسول اللہ ﷺ تمہیں دیکھ لیتے لازما تجھ سے محبت کرتے، میں نے جب بھی تمہیں دیکھا مجھے مواضعین کی یاد تازہ ہو گئی۔

۱۶۷۰- احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحاق، محمد بن صباح، جریر، اسماعیل، حماد بن ابی سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ جب ربیع بن خثیم کو دیکھتے فرماتے ابویزید مرحبا انہیں اپنے ساتھ بٹھاتے اور فرماتے، اگر رسول اللہ ﷺ تجھے دیکھ لیتے لازما تجھ سے محبت کرتے۔

۱۶۷۱- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن ابراہیم، سہل بن محمود، مبارک بن سعید، یاسین زیات کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابن کواء ربیع بن خثیم کے پاس آئے اور کہا مجھے کسی ایسے آدمی کی طرف رہنمائی کیجئے جو آپ سے بہتر ہو فرمایا جی ہاں وہ آدمی مجھ سے بہتر ہے جسکی باتیں ذکر خدا ہوں، جس کا سکوت تفکر آخرت کا مظہر ہو اور جسکی چال سے تدبر ٹپکے وہ مجھ سے بہتر ہے۔

۱۶۷۲- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، ہناد بن سری، محاربی بن عبدالملک بن عمیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ دوران مرض ربیع بن خثیم سے کہا گیا کیا ہم آپ کے علاج کے لئے کسی طبیب کو نہ بلائیں؟ ربیع بن خثیم کچھ دیر سوچتے رہے

[1] سنن ابن ماجة ۴۱۰۶. والترغيب والترهيب ۴/ ۱۲۲. والدر المنثور ۲/ ۵۹. ۶/ ۵. وكشف الخفاء ۲/ ۲۱۷. واتحاف السادة المتقين ۱/ ۷۸، ۶/ ۱۲۷.

[2] تهذيب الكمال ۱۸۵۹ (۹/ ۷۰) وطبقات ابن سعد ۶/ ۱۸۲. ۱۹۳. والجرح والتعديل ۳/ت ۲۰۶۸. وثقات ابن شاهين ت ۳۵۲. والجمع ۱/ ۱۳۴. وسير النبلاء ۴/ ۲۵۸. ۲۶۲. وتذكرة الحفاظ ۱/ ۵۷. والكاشف ۱/ ۲۰۴. وتهذيب التهذيب ۳/ ۲۴۲. والخلاصة ۱/ ۲۰۲۱)

ربیع بن خثیم بن عائذ بن عبداللہ بن منقذ بن ثور ثوریؒ نے خصوصاً عبداللہ بن مسعود اور ابوایوب انصاری سے زیادہ فائدہ اٹھایا۔ زہد و ورع نے نور علم کو مدہم کر دیا، جب عبداللہ بن زیاد کوفہ کے امیر تھے اس وقت ان کی وفات ہوئی۔

پھر آیت کریمہ " وعاداً وثمود واصحاب الرس وقروناً بین ذلک کثیراً" ہلاک کیا ہم نے عام، ثمود، کنویں والوں اور بہت ساری امتوں کو، تلاوت کرنے لگے اور ان اقوام فانیہ کی دنیا پر حرص ورغبت اور دوسری خرابیوں کا ذکر کرنے لگے نیز فرمایا کہ ان میں بھی اطباء اور مریض ہوا کرتے تھے، میں معالج کو باقی دیکھتا ہوں اور نہ ہی علاج کرنے والے کو ناعت ومعوت سب ہلاک کر دیئے گئے مجھے طبیب کی چنداں کوئی ضرورت نہیں۔

اس روایت کو نسیر بن ذعلوق نے بھی بکر بن ماعز، ربیع سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

۱۶۷۳- ابونعیم اصفہانی، اپنے والد عبداللہ سے، ابراہیم بن محمد بن حسن، ابوحمید احمد بن محمد حمصی، یحیی بن سعید، یزید بن عطاء، کے سلسلہ سند سے علقمہ بن مرثد فرماتے ہیں: تابعین میں سے آٹھ حضرات پر زہد کی انتہا ہوئی، رہی بات ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کی تو جب انہیں فالج کا عارضہ پیش آیا ان سے کسی نے کہا: اگر آپ علاج کروائیں (افاقہ ہوگا)، جواب دیا: میں جانتا ہوں کہ دوا حق ہے، لیکن عاد، ثمود، کنویں والے اور دوسری فانی امتیں مجھے یاد ہیں ان میں بیماریاں کثیر الوقوع تھیں، اور ان میں اطباء بھی موجود تھے پس نہ معالج باقی رہا اور نہ ہی علاج کرانے والا ان سے پھر کہا گیا: آپ لوگوں کو نصیحت کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: میں اپنے نفس کے بارے میں راضی نہیں ہوں کہ اسکی مذمت سے فارغ ہو جاؤں اور لوگوں کی مذمت کی طرف توجہ دوں، لوگ دوسروں کے گناہوں کے معاملہ میں خوفزدہ ہیں حالانکہ وہ اپنے گناہوں کے معاملہ میں بے خوف ہیں، ان سے پھر پوچھا گیا: آپ نے کس حال میں صبح کی؟ فرمایا: ہر صبح کے وقت گناہ گار تھے؟ ہم اپنے رزق کھا رہے ہیں اور موت کی انتظار میں لگے ہوئے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ انہیں دیکھ کر فرماتے، تواضع کرنے والوں کو خوشخبری سناؤ، سن لو اگر محمد عربی ﷺ تجھے دیکھ لیتے لامحالہ تجھ سے ضرور محبت کرتے، ربیع رحمہ اللہ فرمایا کرتے: امابعد! اپنے لئے توشے کا بندوبست کرو، اپنے نفس کے جہاد میں مصروف رہو اور اپنے نفس کے وصی بنو۔

۱۶۷۴- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، ہناد، وکیع، اعمش، منذر ثوری کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن خثیم نے اپنے اہل خانہ سے کہا: ہمارے لئے گھی اور کھجوریں ملا کر حلوہ بناؤ۔ چنانچہ گھر والوں نے حلوہ تیار کیا تو انہوں نے ایک دیوانے آدمی کو حلوہ کھانے کی دعوت دی اس آدمی نے لقمے اٹھانا شروع کئے اور اس دوران لعاب اس کے منہ سے بہنے لگا، جب وہ آدمی کھا کر چلا گیا ربیع رحمہ اللہ کے اہل خانہ کہنے لگے: ہم نے محض تکلف کیا اور حلوہ بنایا، یہ کیا جانے کہ اس نے کیا کھایا ربیع رحمہ اللہ فرمانے لگے: لیکن اللہ تو سب کچھ جانتا ہے۔

۱۶۷۵- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن ابراہیم، خلاد بن یحیی کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کی اہلیہ نے خبر دی ہے کہ ربیع رحمہ اللہ کا سارا عمل پوشیدہ ہوتا تھا حتی کہ اگر وہ قرآن مجید سے دیکھ کر تلاوت کر رہے ہوتے اور اچانک کوئی آدمی آجاتا تو قرآن مجید کو کپڑے سے ڈھانپ دیتے تھے۔ اعمش نے بھی سفیان سے اسی طرح یہ واقعہ روایت کیا ہے۔

۱۶۷۶ ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، سفیان، ایک آدمی سے، مروی ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ہر وہ عمل جس سے خدائے تعالیٰ کی رضامندی مطلوب نہ ہو وہ نیست و نابود ہو جاتا ہے۔

۱۶۷۷- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسین، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، وہ اپنے والد اور چچا سے، عبداللہ بن ادریس، وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ شعبی رحمہ اللہ نے عبداللہ بن مسعودؓ کے تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: رہی بات ربیع کی سو وہ پرہیز گاری میں ان سب پر فائق تھے۔

۱۶۷۸- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، محمد بن عثمان، عبید بن یعیش، یحیی بن آدم، مالک بن مغول، کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ شعبی رحمہ

اللہ نے کہا: میں تجھ سے عبداللہ بن مسعودؓ کے تلامذہ کے اوصاف بیان کرتا ہوں تو ایسا محسوس کرے گا گویا کہ تو نے انہیں دیکھا ہے، ربیع بن خثیم ورع میں ان سب پر فائق تھے۔

۱۶۷۹-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن حنبل، ہناد بن سری، ابواحوص، سعید بن مسروق، منذر ثوری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع رحمہ اللہ نے فرمایا: قرآن مجید کی ایک سورت ایسی ہے لوگ اسے چھوٹی سمجھتے ہیں حالانکہ میں اسے بہت طویل سمجھتا ہوں، بخدا! اللہ تعالیٰ نے ہمیں فقید المثال سورت عطاء فرمائی ہے۔سوتم میں سے جو بھی پڑھے گا تو بالاستقلال اس سورت کے مضامین سے جامع کسی چیز کو نہیں پائے گا) اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ وہ سورت کفایت کرنے والی ہے یعنی سورۃ الاخلاص۔

۱۶۸۰-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، ہناد بن سری، ابواحوص، سعید بن مسروق، منذر ثوری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب کوئی آدمی ربیع رحمہ اللہ کے پاس آکر کچھ پوچھتا، جواب میں فرماتے: تمہیں جتنا علم ہے اس کے متعلق اللہ سے ڈرو اور جس چیز کو مخصوص کرلیا جائے اسکا مرجع اسکا عالم ہی ہوتا ہے۔ میں تمہارے اوپر عمد کے متعلق زیادہ خوفزدہ ہوں بلنسبت خطاء کے آج میں نے تمہارے لئے کسی خیر کا انتخاب نہیں کیا، لیکن وہ بعد میں آنے والی شر سے بہتر ہے۔تم نے خیر کی اتباع اس طرح نہیں کی جس طرح کہ اس کی اتباع کا حق ہے، تم لوگوں سے اس طرح نہیں بھاگے جس طرح ان سے بھاگنے کا حق ہے، جو کچھ محمد عربی ﷺ پر نازل ہوگیا ہے اس سب کا تم نے ادراک نہیں کرلیا۔اور جو کچھ تم پڑھتے ہو، تم نہیں جانتے وہ سب کا سب کیا ہے؟ پھر فرمانے لگے: وہ پوشیدہ راز جنہیں لوگوں کی نظروں سے اوجھل رکھا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لئے مظاہر ہیں۔ان امور کی دوائی کے متلاشی رہو اور ان امور کی دوائی ایسی توبہ ہے جسکے بعد ان کی طرف پھر نہ لوٹنا ہو۔

۱۶۸۱- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، عبداللہ بن محمد عبسی، ابواسامہ، سفیان، اپنے والد سے، بکر بن ماعز کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ نے فرمایا: اے بکر بن ماعز! اپنی زبان کو روکے رکھ بجز اس چیز کے جو تیرا حق ہو نہ کہ تیرے خلاف، میں اپنی دینداری کے معاملہ میں لوگوں کو بدگمان سمجھتا ہوں، جتنا تجھے علم ہے اس کے مطابق اللہ کی اطاعت کر، جس چیز کو خاص کیا گیا ہے اس کا مرجع اس کا عالم ہی ہوتا ہے۔ بخدا، مجھے تمہارے اوپر خطا کا اتنا خوف نہیں جتنا کہ عمد کا ہے۔(پھر مذکورہ بالا حدیث احوص کی طرح ذکر کی)۔

اسرائیل نے سعید بن مسروق، منذر کی سند سے اس حدیث کی مثل ذکر کی ہے۔

۱۶۸۲-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، نضر بن اسماعیل، عبدالملک بن اصبہانی، اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ اپنے مریدوں سے پوچھا، کیا تم جانتے ہو کہ بیماری، دوائی اور شفا کیا چیز ہیں؟ کہنے لگے ہم نہیں جانتے، فرمایا گناہ بیماری ہیں، استغفار دوائی ہے اور گناہ سے توبہ کرکے پھر اسکی طرف نہ لوٹنا استغفار ہے۔

۱۶۸۳- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، ابونصر تجلی، عبیداللہ بن موسیٰ، سفیان، نسیر بن ذعلوق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ بہت روتے حتیٰ کہ آنسوان کی داڑھی کو تر کردیتے اور فرماتے، ہم نے ایسی اقوام کو پایا ہے کہ ہم ان کے پہلوؤں میں چور بن کر بیٹھے تھے۔

۱۶۸۴- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن علی بن مثنیٰ، عبدالصمد بن یزید، فضیل بن عیاض، کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن خثیم دعا کرتے وقت فرماتے: یا اللہ! میں اپنی حاجت کا شکوہ تجھ سے کرتا ہوں۔اس کی بیان بازی تیرے سامنے اچھی نہیں لگتی میں اس سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

۱۶۸۵-ابونعیم اصفہانی ابومحمد بن حیان، محمد بن احمد بن سلیمان ہروی، احمد بن عمرو بن عبید عصفری، عثمان بن زفر کے سلسلۂ سند سے مروی

ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ نے فرمایا: جو آدمی اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی کف دست پر عذاب سے حفاظت لکھ دیتے ہیں۔

۱۶۸۶- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سفیان، ابوعباس سراج، سفیان، وکیع، سفیان بن عیینہ، عمر بن ذر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ربیع بن خثیم سے پوچھا گیا، اے ابویزید! آپ نے صبح کس حالت میں کی: فرمایا ہم نے کمزور گناہ گاروں کی شکل میں صبح کی ہے اپنے رزق کھائے جا رہے ہیں اور موت کی مقررہ مدت کی انتظار میں ہیں۔

۱۶۸۷- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبدالرحمٰن بن مہدی، سفیان ثوری، ابویعلیٰ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب ربیع رحمہ اللہ سے کہا جاتا، آپ نے صبح کس حال میں کی؟ فرماتے: ہم نے کمزور گناہ گاروں کی شکل میں صبح کی اپنا رزق کھائے جا رہے ہیں اور موت کے مقرر وقت کی انتظار میں لگے ہوئے ہیں (اس حدیث کو نسیر بن ذعلوق نے بکر بن ماعز سے اسی طرح روایت کیا ہے)

۱۶۸۸- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، حفص بن غیاث، اشعث، ابن سیرین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ نے فرمایا: کلام کم کرو بجز نو (۹) چیزوں کے تسبیح تہلیل، تکبیر، بھلائی کا سوال، شر سے پناہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور قراۃ قرآن کے۔ غالباً نویں چیز کسی راوی سے یا ربیع سے رہ گئی ہے۔ (اصغر)

یہ حدیث منذر ثوری نے ربیع سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۶۸۹- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، ابوہمام ابونعیم، سفیان، منصور، ابراہیم، فلاں کی سند سے مروی ہے کہ میں نے ربیع رحمہ اللہ کو بیس سال سے نہیں دیکھا کہ ان کی زبان سے ایسا کلام نکلا ہو جس پر نکتہ چینی کی جا سکے بجز ایسے کلمے کے جس کو آسمانوں میں شرف قبولیت ملے۔

۱۶۹۰- احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحاق، محمد بن صباح، سفیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سفیان کہتے ہیں: ہم بیس سال تک ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کی مصاحبت میں رہے ہم نے ان کی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں سنی جس پر نکتہ چینی کی جا سکے بجز ایسے کلمے کے جو اوپر عنداللہ مقبول ہو۔

۱۶۹۱- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، شجاع بن ولید، سفیان ثوری، بنوتیم اللہ کے ایک آدمی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ میں دس سال تک ربیع کے پاس بیٹھا، اس دوران انہوں نے مجھ سے انسانوں کے دنیاوی حالات کے متعلق کوئی سوال نہیں کیا، بجز دو مرتبہ کے ایک مرتبہ پوچھا: کیا تمہاری والدہ بقید حیات ہیں؟ اور دوسری مرتبہ پوچھا: تمہارے محلے میں کتنی مسجدیں ہیں؟

۱۶۹۲- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن مساور، سہل بن عثمان، سعید بن عبداللہ بن ربیع، نسیر بن ذعلوق، بکر بن ماعز کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ربیع بن خثیم اور عبداللہ بن مسعودؓ دریائے فرات کے کنارے چل نکلے، وہاں آباد لوہاروں کے پاس سے گزرے، ان کی بھٹی میں آگ کے بلند شعلوں کو دیکھ کر ربیع بے ہوش ہو گئے، عبداللہ بن مسعودؓ تھوڑا ان کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں یا ربیع! کہہ کر آواز دی، مگر انہوں نے کچھ جواب نہ دیا چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ چل پڑے اور لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی اور پھر ربیع کی طرف واپس پلٹ آئے اور انہیں پھر دوبارہ پکارا مگر اس بار بھی ربیع نے کچھ جواب نہ دیا۔ عبداللہ بن مسعودؓ پھر واپس لوٹ گئے اور لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھائی اور پھر تیسری بار ربیع رحمہ اللہ کی طرف واپس پلٹ آئے اور انہیں بار بار آوازیں دیں مگر اب کی بار بھی انہوں نے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ وقت سحر کی سردی نے ان میں حرکت پیدا کی۔ یہ حدیث ابووائل نے عبداللہؓ سے روایت کی ہے۔

۱۶۹۳- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن ابراہیم دورقی، ابوبکر بن عیاش، عیسیٰ بن سلیم کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ ابووائل کہتے ہیں: ہم عبداللہ بن مسعودؓ کی معیت میں باہر نکلے اور ہمارے ساتھ ربیع بن خثیم بھی تھے، چنانچہ ہم ایک لوھار کے قریب سے گزرے، عبداللہ بن مسعودؓ کھڑے ہو کر اس کی بھٹی میں تپتے ہوئے لوہے کو دیکھنے لگے جونہی ربیع رحمہ اللہ نے بھٹی میں تپتے ہوئے لوہے کو دیکھا تو ایک طرف جھک گئے اور نیچے گرنے لگے، عبداللہ بن مسعودؓ چل پڑے اور ہم جلدی سے فرات کے کنارے پر واقع ایک بھٹی پر آئے، عبداللہ بن مسعودؓ نے جب بھٹی میں بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی تو یہ آیت کریمہ تلاوت کرنے لگے "اذا رأتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظاً وزفیراً ...... ثبوراً تک۔ ربیع رحمہ اللہ بیہوش ہو کر گر پڑے اور ہم انہیں گھر کی طرف اٹھالائے پھر مغرب تک عبداللہ بن مسعودؓ ان کے پاس رہے مگر انہیں کچھ افاقہ نہ ہوا، کچھ دیر کے بعد انہیں قدرے افاقہ ہوا تب عبداللہ بن مسعودؓ گھر واپس لوٹے۔

۱۶۹۴- ابوعبداللہ بن کواء نے ایک مرتبہ ربیع رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ لوگوں کو بُرا نہیں کہتے اور نہ ہی کسی کی مذمت کرتے ہیں؟ فرمایا: ابن کواء: تیرا ناس ہو، مجھے خود اپنے نفس پر اطمینان نہیں ہے، میں کیسے اپنے گناہوں کو نظر انداز کر کے دوسروں کی عیب جوئی میں لگ جاؤں، لوگوں کا عجب حال ہے کہ وہ دوسروں کے گناہوں پر تو خدا سے ڈرتے ہیں لیکن خود اپنے گناہوں کی جانب سے بے خوف ہیں۔

۱۶۹۵- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، ابوہمام، سعید بن عبداللہ بن ربیع، نسیر بن ذعلوق، بکر بن ماعز کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ نے فرمایا:۔ لوگوں کی دو قسمیں ہیں، مؤمن اور جاہل، رہی بات مؤمن کی اسکو اذیت مت پہنچاؤ اور جاہل سے بدسلوکی مت کرو۔

۱۶۹۶- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ولید بن شجاع، خلف بن خلیفہ، یسار، ابوالحکم، ابووائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہم ربیع بن خثیم کے پاس آئے انہوں نے ہمارے آنے کی وجہ دریافت کی، ہم نے کہا: ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ اللہ کی حمد کرتے ہیں تاکہ ہم بھی آپ کے ساتھ اللہ کی حمد کریں اور آپ اللہ کا ذکر کرتے ہیں تاکہ ہم بھی آپ کے ساتھ اللہ کا ذکر کریں، کہنے لگے: الحمدللہ: جب تم میرے پاس نہیں آتے ہوگے پھر تو تم کہتے ہوگے: آپ شراب پیتے ہیں تاکہ ہم بھی آپ کے ساتھ شراب پئیں اور آپ زنا کرتے ہیں تاکہ ہم بھی آپ کے ساتھ زنا کریں۔

۱۶۹۷- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، ولید بن شجاع، عطاء بن مسلم، علاء بن مسیب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کا گھوڑا چوری ہوگیا۔ لوگوں نے کہا، آپ چور کے لئے بددعا کریں۔ فرمایا: بلکہ میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں، اے اللہ! چور اگر مالدار ہے تو قبول فرما اور اگر فقیر ہے تو اسے مالدار بنادے۔

۱۶۹۸- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، یعقوب بن ابراہیم، عبدالرحمٰن، سفیان، نسیر، ہبیرہ بن خزیمہ سند متصل سے روایت کرتے ہیں کہ میں وہ پہلا آدمی ہوں جو ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کے پاس حسینؓ بن علیؓ کے قتل کی خبر لایا۔

۱۶۹۹- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن ابراہیم، ہاشم بن قاسم، زکریا بن سلام بلال بن منذر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی کہنے لگا: اگر میں آج ربیع کی کوئی غلطی نہ نکال سکا کسی کے سامنے تو پھر کبھی بھی نہیں نکال سکوں گا، کہنے لگا: اے ابویزید: فاطمہؓ کے بیٹے قتل کر دیئے گئے، چنانچہ ربیع رحمہ اللہ نے اطمینان کے ساتھ "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا اور پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی "قل اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا یختلفون" کہہ دیجئے اے میرے اللہ! تو ہی آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور تو ہی غیب و حاضر کا جاننے والا ہے اور تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان کے اختلافات کا فیصلہ کرتا ہے: کہنے لگا آپ اس بارے میں کیا فرمائیں گے؟ ربیع رحمہ اللہ نے کہا: میں کیا کہوں

گا: اللہ ہی کی طرف انہوں نے لوٹنا ہے اور اللہ ہی ان کا حساب لے گا: (یہ ہاشم بن قاسم کے الفاظ ہیں)

۱۷۰۰- ابو نعیم اصفہانی، ابو حامد بن جبلہ، احمد بن موسیٰ بن عباس، اسماعیل بن سعید، جریر، ابو حیان تیمی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے ربیع رحمہ اللہ کی ایک وصیت تھی، اور اس چیز کی ربیع رحمہ اللہ نے وصیت کی تھی۔

۱۷۰۱- ابو نعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع سفیان، زائدہ، منذر ثوری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع رحمہ اللہ نے وفات کے وقت وصیت ان الفاظ میں کی تھی ''ربیع نے اس چیز کی وصیت اپنے پر لازم کر رکھی تھی، اور اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنایا تھا اور اللہ ہی بطور گواہ کے کافی ہے، اور اپنے نیک بندوں کو وہی بدلہ دینے والا ہے، سو میں اللہ سے راضی ہوں کہ وہ میرا رب ہے اور محمد سے راضی ہوں نبی ہونے کے ناتے اور اسلام سے راضی ہوں حالانکہ وہ دین ہے۔ میں اپنے اوپر اپنی اطاعت کرنے والوں کے لئے پسند کرتا ہوں کہ میں عبادت کروں عبادت گزاروں میں، اسکی حمد کروں حامدین میں اور سب مسلمانوں کے لئے نصیحت کرتا ہوں۔

اس حدیث کو شعبہ نے سعید بن مسروق سے، اس نے ربیع سے روایت کیا ہے، شعبہ کہتے ہیں: میں نے سعید بن مسروق سے پوچھا آپ کو یہ حدیث کس نے سنائی ہے؟ کہنے لگے: ایک زندہ آدمی نے ربیع سے مجھے سنائی ہے۔

۱۷۰۲- ابو نعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم حربی، محمد بن مقاتل، ابن مبارک، سفیان، ابو محمد بن حیان، جعفر بن صباح، یعقوب دورقی، اشجعی، سفیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ نے فرمایا: اس خیر و بھلائی سے تم اللہ کا ارادہ کرو تو اسے پالو گے ورنہ اس کے بغیر نہیں پا سکتے، اور اس موت کو کثرت سے یاد کرو جسے تم نے اس سے پہلے چکھا نہیں ہے اس لئے کہ غائب آدمی کو جب طویل مدت گزر جائے تو اسکی محبت دلوں میں گھر کر لیتی ہے، اس کے اہل خانہ اسکی انتظار میں لگے رہتے ہیں حالانکہ وہ عنقریب ان کے پاس آنا ہی چاہتا ہے۔

۱۷۰۳- ابو نعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن عبداللہ بن مصعب، عبدالجبار بن علاء، مروان بن معاویہ، ربیع بن منذر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع رحمہ اللہ کہنے لگے: اے منذر! میں نے کہا! لبیک، فرمانے لگے: لوگوں کا تمہاری تعریف کرنا تمہیں دھوکے میں نہ رکھے، تمہارے کام کی چیز تمہارا عمل ہے۔

۱۷۰۴- ابو نعیم اصفہانی، ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، زیاد بن ایوب، علی بن یزید، صدائی، عبدالرحمٰن بن عجلان کے سلسلۂ سند سے روایت ہے عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: میں نے ربیع کے ہاں ایک رات گزاری۔ ربیع نے نماز پڑھنا شروع کی جب وہ تلاوت کرتے ہوئے اس آیت ''ام حسب الذین اجترحوا السیئات'' الآیۃ (الجاثیۃ ۲۱) ''جو لوگ برے کام کرتے ہیں کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے''...... پر پہنچے تو کثرت بکاء کی وجہ سے اس سے آگے نہ بڑھ سکے...... حتی کہ اسی حالت میں پوری رات بسر کر دی۔

۱۷۰۵- ابو نعیم اصفہانی، ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، زیاد بن ایوب، علی بن یزید، حماد اصم حمانی، ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کے کسی مرید سے روایت کرتے ہیں کہ ہم شام کے وقت ربیع رحمہ اللہ کے بالوں میں کوئی نشانی مقرر کر لیتے تھے۔ ربیع رحمہ اللہ نے زلفیں رکھی ہوئی تھیں جب صبح کرتے تو وہ نشانی جوں کی توں بالوں میں دیکھ لیتے۔ اس سے سمجھا جاتا کہ ربیع رحمہ اللہ رات کو بستر پر نہیں لیٹے۔

۱۷۰۶- ابو نعیم اصفہانی، ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، یوسف صفار، ابو بکر بن عیاش، عاصم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: آپ شعر کیوں نہیں پڑھتے حالانکہ آپ کے اکابر حضرات اشعار پڑھتے تھے؟ فرمایا: جو کچھ بھی تم پڑھو گے وہ سب کچھ لکھا جائے گا میں نہیں پسند کرتا کہ قیامت کے دن اپنے سامنے نامہ اعمال میں اشعار لکھے ہوئے پڑھوں۔

۱۷۰۷- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، ہناد بن سری، ابن فضیل، ابوہ (فضیل)، ابن مسروق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ ایک سنبلانی قمیص زیب تن کی جسکی قیمت تین، چار درہم ہوتی ہوگی، اسکی آستینیں ناخنوں تک پہنچتی تھیں، اور جب اسے لنگی چھوڑتے تو پہنچے تک آجاتی، کہنے لگے اے عبید! اپنے رب کے لئے تواضع کرو، پھر فرمایا اے طیمہ! اے دمیہ! تمہارا کیا حال ہوگا جب پہاڑوں کو چلایا جائے گا؟ پھر سورۂ فجر کی آیات تلاوت کیں۔

"وَذکت الارض دکادکا وجاء ربک والملک صفاً صفاً، وجیء یومئذ بجھنم" اور زمین برابر کردی جائے گی، تیرا رب آجائے گا اور فرشتے صف در صف آئیں گے اور جس دن جہنم ٹھاٹھ کے ساتھ لائی جائے گی۔

۱۷۰۸- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، اپنے باپ احمد بن حنبل، یحییٰ بن سعید، ابوحیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے ابوحیان اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کو فالج کا عارضہ پیش آنے کے بعد دو آدمیوں کے سہارے پر محلے کی مسجد میں لایا جاتا تھا اور عبداللہ بن مسعودؓ کے تلامذہ ان کی مشقت کو دیکھ کر کہتے: اے ابویزید اللہ تعالیٰ نے آپ کو رخصت دے رکھی ہے اگر آپ گھر ہی میں نماز پڑھ لیں تو یہ مشقت نہ کرنی پڑے، جواب دیتے: بات تو ایسی ہی ہے جیسے تم کہتے ہو، لیکن میں نے مؤذن کو حی علی الفلاح کہتے ہوئے سنا ہے سو تم میں سے جو بھی مؤذن کو حی علی الفلاح کہتے ہوئے سنے، اُسے اس نداء کا جواب دینا چاہیے خواہ ہاتھ پاؤں کے بل گھسٹ کر کیوں نہ دو۔

۱۷۰۹- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، ابوعباس، ثقفی، محمد بن صباح، جریر، ابوحیان تیمی، کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع رحمہ اللہ کو فالج کا عارضہ پیش آگیا تو انہیں نماز کی طرف اٹھا کر لایا جاتا، ان سے کہا جاتا: آپ کو رخصت ہے پھر یہ تکلیف کیونکر فرماتے ہیں؟ فرماتے! میں جانتا ہوں لیکن اذان میں حی علی الفلاح کی نداء سنی ہے۔

۱۷۱۰- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابن مہدی، سفیان، ابوہ، ابویعلیٰ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع رحمہ اللہ نے فرمایا: بندے کا اپنے رب کے سامنے قسمیں اٹھانا پسند نہیں ہے، جیسا کہ یوں کہے: اے میرے رب تو نے اپنی ذات پر رحمت مغفرت لازم کررکھی ہے چونکہ اس سے بندے میں سستی آجاتی ہے۔ میں نے کسی کو کہتے ہوئے نہیں دیکھا، کہ میں نے اپنی ذمہ داری نبھادی اب تو اپنی ذمہ داری پوری کر۔

۱۷۱۱- ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم حربی، ابوبکر، سعید بن عبداللہ، نسیر، بکر بن ماعز کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع رحمہ اللہ نے فرمایا: اس موت کو کثرت سے یاد کرو جسکا مزہ تم نے اس سے پہلے نہیں چکھا۔

۱۷۱۲- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، عبداللہ بن محمد، وکیع، سفیان اپنے والد سے اور وہ ابویعلیٰ کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ ربیع رحمہ اللہ نے فرمایا: موت سے بڑھ کر بہتر کوئی بھی ایسی غائب چیز نہیں جسکی انتظار میں مؤمن لگا ہو۔

۱۷۱۳- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابن مہدی، سریۃ الربیع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کی اہلیہ سریہ کہتی ہیں: ربیع رحمہ اللہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا ان کی بیٹی رونے لگی، پوچھا: بیٹی! تم کیوں روتی ہو؟ بلکہ کہو: میری خوشخبری جو خیر و بھلائی آئی۔

۱۷۱۴- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، حسین بن علی، محمد کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو اسلم کا ایک آدمی جو کہ صبح سویرے مسجد میں آتا تھا، کہتا ہے: ربیع بن خثیم رحمہ اللہ جب سجدہ کرتے یوں لگتے گویا کہ کوئی کپڑا پھینکا ہوا ہے، چنانچہ چڑیاں آکر ان کی پیٹھ پر بیٹھ جاتیں۔

۱۷۱۵- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن ابراہیم، محمد بن یزید بن خنیس، سفیان کے سلسلۂ سند سے مروی

ہے کہ ہمیں بات پہنچی ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کی والدہ انہیں عبادت میں زیادہ مصروف دیکھ کر آوازیں دیتیں اور کہتیں اے بیٹے، اے ربیع! تم سوتے کیوں نہیں ہو۔؟ جواب دیتے اے ماں! رات چھا جائے اور کسی آدمی کو اپنے اوپر شبخون کے مارے جانے کا خوف ہو کیا اسکا حق نہیں کہ رات کو وہ بیدار رہے؟ جب آدھی رات ہوئی اور والدہ نے ان کے رونے کی آواز سنی پھر انہیں پکارنے لگیں اور کہا: اے بیٹے شاید تم نے کسی کو قتل کیا ہو، کہنے لگے! جی ہاں میں نے کسی کو قتل کیا ہے۔ کہنے لگیں! اے بیٹے! یہ مقتول کون ہے؟ ذرا بتلاؤ تو سہی تا کہ ہم اس کے وارثوں کے پاس اسے لے جائیں اور وہ معاف کر دیں، بخدا! اگر مقتول کے ورثاء تیری آہ وزاری اور بیداری کو دیکھ لیتے عین یقین ہے کہ وہ تجھ پر رحم کریں گے۔ کہنے لگے اے اماں جان! وہ مقتول میرا اپنا نفس ہے۔

۱۷۱۶- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، محمد بن عبداللہ بن رستہ، ابوایوب، سلیمان، مالک بن دینار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع رحمہ اللہ کی بیٹی ان سے کہنے لگی اے ابا جان! آپ راتوں کو کیوں نہیں سوتے جبکہ اور لوگ سو جاتے ہیں؟ فرمانے لگے: رات کو آگ بھرا شبخون ہونا چاہتا ہے جو تیرے باپ کو سونے نہیں دیتا۔

۱۷۱۷- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، ہناد بن سری، محمد بن فضیل، عبدالرحمٰن بن عجلان، نسرین بن ذعلوق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی مانگنے والا آیا کرے اسے شکر کھلا دیا کرو چونکہ ربیع شکر پسند کرتا ہے۔

۱۷۱۸- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، ہناد بن سری، ابومعاویہ، اعمش، عمرو بن مرہ، بکر بن ماعز کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ ربیع رحمہ اللہ کے جسم میں فالج کی وجہ سے کچھ گڑ بڑ پیدا ہوگئی تھی اور ان کے منہ سے لعاب بہنے لگا تھا میں نے ایک مرتبہ ان کے منہ سے لعاب صاف کی اور انہوں نے میری ناپسندیدگی کو محسوس کر لیا کہنے لگے: مجھے بنو دیلم کی انگری کا اظہار ناپسند ہے کہ اللہ کے سامنے بڑائی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

۱۷۱۹- ابونعیم اصفہانی، احمد بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابومعمر، مبارک بن سعید، سعید، ابوائل کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ ابووائل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا آپ بڑے ہیں یا ربیع بن خثیم؟ جواب دیا میں عمر میں ان سے بڑا ہوں اور وہ عقل میں مجھ سے بڑے ہیں۔

۱۷۲۰- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، سریج بن یونس، اسماعیل بن جعفر بن حبیب بن حسان، مسلم بطین کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کے پاس ان کی ایک چھوٹی بیٹی آئی اور کہنے لگی، ابو جان! کیا میں کھیلنے جاؤں؟ فرمایا: جاؤ اور اچھی بات کہو۔

۱۷۲۱- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، ابوعباس سراج، ابوقدامہ، عبداللہ بن سعید، سفیان، سالم بن ابی حفصہ، منذر ثوری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک بات ہے اور وہ بات یہ کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۱۷۲۲- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، ابوعباس، ابن یزید، حصین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن حصین رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے ملک الموت اور دیگر تین آدمیوں پر بڑی تعجب ہے۔ اول مجھے اس بادشاہ پر تعجب ہے جو اپنی قوت وطاقت کے گھمنڈ میں قلعہ بند ہوتا ہے اور اس کے پاس بھی موت کا فرشتہ آ جاتا ہے اور اس کی روح قبض کر لیتا ہے اور اس کی بادشاہت اس کے پیچھے دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ دوسرے اس مسکین پر مجھے تعجب ہوتا ہے جو بے حال راستے میں پڑا ہوتا ہے، لوگ اس کی میل کچیل کی وجہ سے اس کے قریب نہیں جاتے لیکن ملک الموت اسکی روح قبض کر لیتا ہے اور اس کی میل کچیل کی طرف چنداں خیال نہیں کرتا۔

۱۷۲۳- ابونعیم، اصفہانی، ابومحمد بن حیان، بغوی، احمد بن زہیر، غسان بن مفضل غلابی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ غلابی کہتے ہیں:

میں نے ایک آدمی کو ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ اہواز میں تھے اور ان کے ساتھ ان کے ایک مرید بھی تھے، ایک عورت نے ان کی طرف دیکھ کر ان سے تعرض کرنے لگی اور اپنے اوپر قدرت حاصل کرنے کی دعوت دی۔ لیکن شیخ رحمہ اللہ کی چیخیں نکل گئیں۔ مرید کہنے لگا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: وہ عورت بوڑھوں میں طمع کرنے لگی ہے۔ کیا اس نے ہماری طرح کے بوڑھے نہیں دیکھے۔

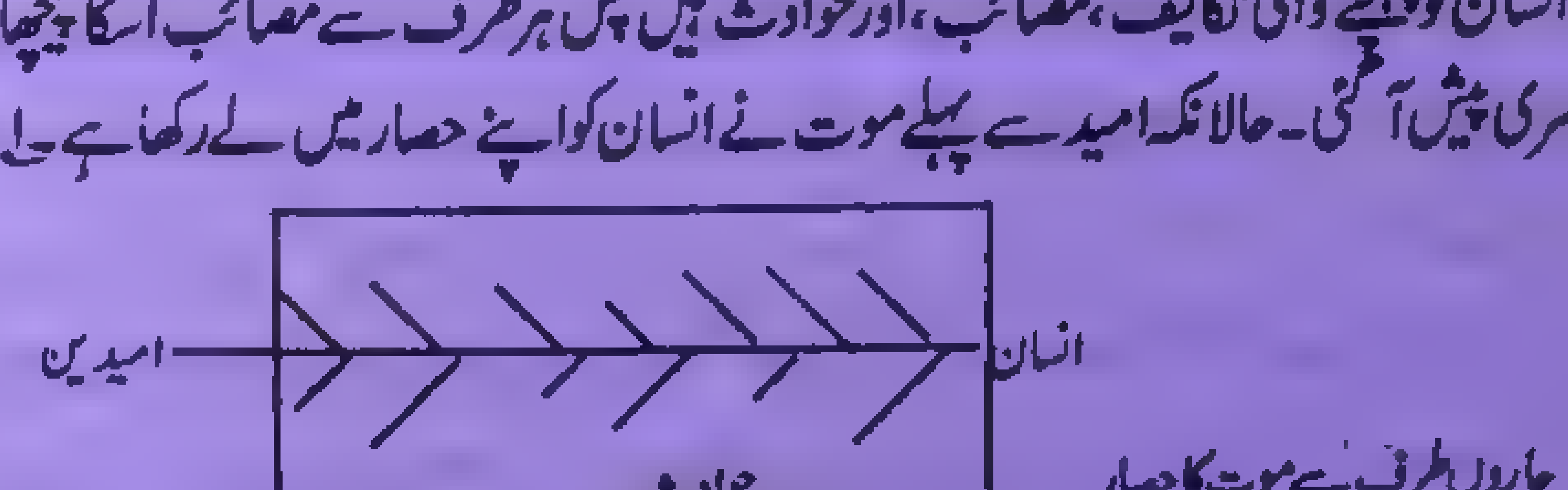
۱۷۲۴ ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، سعید بن یحیی اموی، یحیی اموی، مالک بن مغول، حسن بن صالح کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: آپ ہمارے ساتھ مجلس کیوں نہیں کرتے؟ فرمانے لگے اگر ایک لحہ بھی میرا دل موت کی یاد سے غافل ہو جائے میری روحانیت پر فساد بپا ہو جائے گا۔

۱۷۲۵-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، مالک بن مغول، شعبی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب سے ربیع رحمہ اللہ نے تہبند پہنی تب سے کسی مجلس میں نہیں بیٹھے اور کہا کرتے تھے: میں ڈرتا ہوں کہ کسی مرد پر ظلم ڈھایا جائے اور میں اسکی مدد کو نہ پہنچوں یا کسی کو ستم کی نشانہ بنایا جائے اور مجھے گواہی قائم کرنے کے لئے مکلف بنایا جائے۔ میں نگاہ کو نیچا رکھوں اور رستہ پر ہدایت نہ پاؤں یا کوئی مزدور بوجھ اٹھاتے ہوئے گر پڑے اور میں اسے نہ اٹھاؤں۔

۱۷۲۶-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، اعمش، منذر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ خود بیت الخلاء میں جھاڑو دیتے تھے ان سے کہا گیا، آپ یہ کام خود کرتے ہیں اس سے استغناء کیوں نہیں برتتے؟ جواب دیتے: میں چاہتا ہوں کہ گھریلو کام میں میرا بھی کچھ ہو۔

۱۷۲۷-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد غطریفی، حسین بن شقیق، غالب بن وزیر مغزی، ضمرہ، حفص بن عمر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سائل کو ایک روٹی سے کم نہیں دیتے تھے۔ فرماتے تھے: مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے کہ میں کل کے دن اپنی میزان میں نصف روٹی دیکھوں۔

۱۷۲۸-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، عبدالشمس محمد بن سعید بن ابی مریم، محمد بن یوسف فریابی سلیمان، حفصی بن عمر، قبیصہ بن عقبہ، سفیان، اسحاق بن حمزہ، احمد بن حسین صوفی، ابوخیثمہ، یحیی بن سعید، سفیان، ابوہ، ابویعلی منذر ثوری، ربیع بن خثیم، عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چوکور خط کھینچا اور اس کے وسط میں ایک خط کھینچا اور اس خط کو چوکور خط سے متجاوز کر کے کھینچا، اور اس خط وسطی کے اردگرد بہت سارے خطوط کھینچے، ارشاد فرمایا خط (چوکور) موت ہے خط وسطی انسان ہے۔ خط وسطیٰ کا باہر نکلا ہوا حصہ امیدیں ہیں، اور چھوٹے چھوٹے خطوط انسان کو پہنچنے والی تکالیف، مصائب، اور حوادث ہیں پس ہر طرف سے مصائب اسکا پیچھا کیے ہوئے ہیں کہ ایک سے جان نہیں چھوٹی دوسری پیش آ گئی۔ حالانکہ امید سے پہلے موت نے انسان کو اپنے حصار میں لے رکھا ہے۔[۱]



حدیث کے الفاظ سلیمان کے ہیں۔ یحیی بن سعید کہتے ہیں: وہ خطوط جو خط وسطیٰ کی ایک جانب میں ہیں وہ حوادث ہیں جو اسے

۱۔ انظر الحدیث فی: صحیح البخاری ۸/ ۱۱۰. ومسند الامام احمد ۱/ ۳۸۵. وسنن الدارمی ۲۷۳۲ وسنن ابن ماجة ۴۲۳۱. وسنن الترمذی ۲۴۵۴. وتحفة الاشراف ۹۲۰۰. واتحاف السادة المتقین ۱۰/ ۲۳۹.

ہر جانب سے ڈستے ہیں اگر ایک تکلیف سے بچ نکلا تو دوسری کی زد میں آ جاتا ہے خط چوکور موت ہے جس نے انسان کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اور خط خارج امید ہے۔

یہ حدیث متفق علیہ حدیث ہے۔ ربیع سے صرف منذر نے ہی روایت کیا ہے۔

۱۷۲۹- ابونعیم اصفہانی، محمد بن عبداللہ کاتب، محمد بن عبداللہ حضرمی، عبید، معاذ، شعبہ، علی بن مدرک، ابراہیم نخعی، ربیع بن خثیم کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہر رات کو ایک تہائی قرآن پڑھنے سے بھی عاجز ہے؟ صحابہؓ کہنے لگے: اس کی طاقت کون رکھتا ہے؟ ارشاد فرمایا: سورت اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد الخ ایک تہائی قرآن کے مساوی ہے۔[۱]

ربیع کی یہ حدیث مذکور سند کے ساتھ غریب ہے معاذ بن معاذ متفرد ہے شعبہ سے۔ اس حدیث کو ہلال بن یساف نے ربیع سے روایت کیا ہے اور ابراہیم نخعی کی مخالفت کی ہے۔

۱۷۳۰- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، غالب، ابوحذیفہ، زائدہ، منصور، ہلال بن یساف، ربیع بن خثیم، عمرو بن میمون، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، ایک انصاری عورت کے سلسلۂ سند سے ابوایوب انصاریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم رات کو ایک تہائی قرآن پڑھنے سے بھی عاجز ہو؟ ہم جماعت صحابہ ڈر گئے کہ کہیں آپ ﷺ ہمیں مشکل عمل کا حکم نہ دے دیں جس کے بجا لانے سے ہم عاجز ہو جائیں؟ چنانچہ ہم نے خاموشی اختیار کر لی اور جب آپ ﷺ نے تین مرتبہ اس امر کی پیشکش کی، پھر ارشاد فرمایا کہ جس نے رات کو سوتے وقت سورہ اخلاص پڑھی گویا اس نے ایک تہائی قرآن پڑھ لیا۔[۲]

یہ حدیث فضیل بن عیاض سے بھی منصور، ہلال کے طریق سے مروی ہے۔ (متفق علیہ)

۱۷۳۱- ابونعیم اصفہانی، محمد بن جعفر بن محمد بن ہیثم، جعفر بن محمد صائغ، غسان بن ربیع، جعفر بن میسرہ ہلال ابوضیاء، ربیع بن خثیم کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی جو دیتا ہے وہ اس کے نامۂ اعمال میں بطور صدقہ کے لکھ دیا جاتا ہے۔[۳]

ہلال اور ربیع کی یہ حدیث غریب ہے جعفر بن میسرہ اس میں متفرد ہیں اور ہم نے اس طرف غسان کے طریق سے لکھا ہے اور فضل بن سہل بھی غسان سے روایت کرتے ہیں

۱۷۳۲- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، عبدالرحیم بن واقد، مسعدۃ بن صدقہ ابوالحسن، سفیان ثوری، ابوہ، ربیع بن خثیم کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں گوشہ نشینی اختیار کرنا حلال ہوگی، اس وقت وہی دین دار آدمی اپنے دین کو سلامت رکھ سکتا ہے جو اپنے دین کو لے کر ایک بلند پہاڑ سے دوسرے بلند پہاڑ کی طرف منتقل ہوتا رہے اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں جاتا رہے جس طرح کہ پرندہ اپنے بچوں کو ساتھ لے کر نقل مکانی کرتا رہتا ہے اور لومڑی اپنے بچوں کو لے کر کبھی یہاں کبھی وہاں۔ پھر ارشاد فرمایا: اس زمانے میں وہ گذر رہا جو اپنے علم کے مطابق نماز قائم کرے گا زکوٰۃ ادا کرے گا اور لوگوں سے کنارہ کش رہے گا ایسا وہ محض بھلائی کی وجہ سے کر سکتا ہے، بخدا عفراء کی وہ بکریاں جو سلع مقام میں چریں گی مجھے بنونضیر کی بادشاہت سے زیادہ پسند ہیں یہ تمام امور اس وقت ہوں جب فلاں فلاں فتنوں کا ظہور

۱، ۲۔ صحیح البخاری ۶/ ۲۳۳. مسند الامام احمد ۳/ ۳، ۲۳، ۲۲۲، ۱۲۲، وسنن الدارمی ۲/ ۴۶۱. والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۷/ ۲۵۵. والتمهید لابن عبدالبر ۷/ ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷.

۳۔ المعجم الصغیر للطبرانی ۱/ ۱۴۳. والکامل لابن عدی ۲/ ۵۱۷. والدرالمنثور ۲/ ۴۰. وکنزالعمال ۱۵۳۷۵.

ہوگا، ربیع اور ثوری کی یہ حدیث غریب ہے اور ثوری صرف مسعدہ ہی سے روایت کرتے ہیں۔[1]

اور ہم نے اسے صرف عبدالرحیم بن واقد کی حدیث سے لکھا ہے۔

۱۷۳۳-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابراہیم بن سعید طبری، ابویمان، سعید بن سنان، ابوزاہریہ، کثیر بن مرہ، ربیع بن خثیم کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ طالب شہرت، ریاکار، بیہودہ کاموں میں مبتلا اور فضول کھیل کود اور لہو ولعب کرنے والے کی عبادت دعا کو قبول نہیں فرماتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو رات کے وقت گانا گاتے ہوئے سنا ارشاد فرمایا: اسکی نماز نہیں ہوئی حتی کہ وہ اس طرح کی تین نمازیں پڑھ لے۔[2]

ربیع رحمہ اللہ کی یہ حدیث غریب ہے اور ہم نے صرف اسی مذکورہ سند سے اسے لکھا ہے۔

(۱۶۷) ہرم بن حیان رحمہ اللہ

ہرم بن حیان اجلہ تابعین میں سے ہیں محبت باری تعالیٰ میں ہمیشہ سرگرداں رہے۔ دنیا سے یکسر علیحدگی اختیار کی اور دنیا میں پیاسے رہے اور آخرت میں سیراب ہوئے۔ اسی لئے بعض نے کہا ہے کہ تصوف افتراق کے ڈر میں جلنا اور آخرت کے گھر کی طرف سدھارنے کا شوق ہے۔

۱۷۳۴-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوہ (احمد بن حنبل) جعفر، مطر الوراق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہرم بن حیان نے حممہؓ صحابیٔ رسول اللہ ﷺ کے پاس رات گزاری اور حممہ نے وہ رات آہ و بکا میں گزاری، صبح کے وقت ہرم نے پوچھا: اے حممہ: آپ رات کو کیوں روتے رہے؟ جواب دیا: مجھے اس رات کی یاد پڑ گئی جسکی صبح کو قبریں اکھاڑ دی جائیں گی اور مردے ان کے بیچ سے نکل رہے ہوں گے اور آسمان کے ستارے بکھر جائیں گے، پس مجھے ان حوادث نے رُلا دیا۔

راوی کہتے ہیں کہ ہرم بن حیان اور حممہ طویل عرصہ تک آپس میں دن دن کے وقت اکھٹے رہے، اور خوشبوؤں کے بازار میں آتے اللہ سے جنت مانگتے اور خوب دعائیں کرتے۔ پھر لوہاروں کے پاس آتے اور ان کی بھٹی دیکھ کر جہنم سے پناہ مانگتے پھر اپنی اپنی منزل کی طرف تشریف لے جاتے۔

۱۷۳۵-ابونعیم اصفہانی، ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن حمزہ، احمد بن حلوانی، سعید بن سلیمان، یوسف بن عطیہ، معلی بن زیاد سے روایت ہے کہ ہرم بن حیان رحمہ اللہ رات کے کسی حصہ میں باہر تشریف لے جاتے اور بلند آواز سے پکارتے: میں تعجب کرتا ہوں جنت سے کہ کیسے اسکا طالب سو رہا ہے؟ اور میں جہنم پر بھی تعجب کرتا ہوں کہ اس سے بھاگنے والا کیسے آرام کی نیند سو رہا ہے؟ پھر سورت اعراف کی آیت ۹۷ تلاوت کی:

" افأمن اهل القرى ان ياتيهم باسنا". کیا بستیوں والے لوگ بے خوف ہیں کہ شبخون میں وہ سوئے پڑے ہیں۔

اس آیت کریمہ کے بعد سورۂ عصر اور "الهاكم التكاثر" تلاوت کی اور پھر اہل خانہ کی طرف لوٹ آئے۔

۱۷۳۶-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، شیبان بن ابی، ابوحمزہ عطار، اسحاق بن ربیع، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہرم بن حیان عبدی فرمایا کرتے تھے: میں نے جنت جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ اسکا طلبگار سو یار ہے اور جہنم جیسی بھی کوئی چیز

۱۔ المطالب العالية ۴۴۲۷. واتحاف السادة المتقين ۵/ ۲۹۱. وكشف الخفا ۱/ ۶۴۲. وقال الزبيدى فى الاتحاف ۵/ ۲۹۱. لحديث الباب شواهد كثيرة كلها واهية منها: فذكر الحديث.

۲۔ العلل المتناهية لابن الجوزى ۲/ ۲۳۲.

نہیں دیکھی کہ اس سے بھاگنے والا آرام سے سویا رہے۔ فرمایا کرتے تھے: اپنے دلوں سے دنیا کی محبت کو نکال دو اور اپنے دلوں میں آخرت کی محبت بھردو۔

۱۷۳۷- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو ہمام ولید بن شجاع، مخلد بن حسین، ہشام، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہرم بن حیان اور عبداللہ بن عامر حجاز کے ارادہ سے نکل پڑے، ان کی سواریاں درختوں میں الجھنا شروع ہوگئیں، چنانچہ ہرم، ابن عامر سے کہنے لگے: کیا تم پسند کرتے ہو کہ ان درختوں میں سے تم ایک درخت ہوتے؟ ابن عامر کہنے لگے: نہیں بخدا! ہم تو اللہ کی رحمت کے متمنی ہیں درخت ہونے میں ہم اللہ کی رحمت کے سزاوار ٹھہر سکتے ہیں۔ ہرم رحمہ اللہ کہنے لگے (ہرم بن عبداللہ ابن عامر سے افقہ اور اعلم تھے) بخدا! مجھے پسند ہے کہ میں ایک درخت ہوتا مجھے یہ سواری کھا جاتی، پھر مجھے گوبر یا مینگنی کی شکل میں کہیں سے کہیں پھینک دیتی، مجھے قیامت کے دن حساب وکتاب کی تکلیف نہ دی جاتی۔ یا جنت میں جاتا یا جہنم میں، اے ابن عامر! تیرا ناس ہو، میں تو بہت بڑی ہولنا کی (قیامت) سے ڈر رہا ہوں۔

۱۷۳۸- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن حسین حذاء، احمد بن ابراہیم دورقی، ابراہیم عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن مظفر، جعفر بن سلیمان، مالک بن دینار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہرم بن حیان رحمہ اللہ کو حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں حکومتی عہدہ مل گیا۔ انہوں نے اپنے اعزہ واحباب کی پورش کے خیال سے غالباً گزرگاہ پر اس طرح آگ جلوادی کہ وہ ان کے اور باہر سے آنے والوں کے درمیان حائل ہو جائے۔ چنانچہ کچھ لوگ آئے اور دور سے سلام کر کے کھڑے ہو گئے ہرم رحمہ اللہ نے ظاہری طور پر مرحبا (خوش آمدید) کہا اور اپنے قریب ہونے کی دعوت دی۔ لوگ کہنے لگے: قریب آئیں تو آئیں کس طرح؟ ہمارے اور آپ کے درمیان آگ حائل ہے؟ ہرم رحمہ اللہ نے بڑا سبق آموز جواب دیا، تم لوگ اتنی سی آگ کو عبور نہیں کر سکتے حالانکہ تم لوگ مجھے اس سے زیادہ آتشِ سوزاں میں جھونکنا چاہتے ہو۔

۱۷۳۹- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، خلف بن خلیفہ، اسماعیل بن ابی خالد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہرم بن حیان رحمہ اللہ کہتے تھے: اے اللہ! میں اس زمانے کی شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ جس میں چھوٹے سرکش ہو جائیں گے، بڑے حکم کرنے لگ جائیں گے اور اس وقت ان کی عمریں موت کے قریب تر ہوتی جائیں گی (حسن رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ہرم سے اسی طرح روایت کیا ہے)

۱۷۴۰- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، حلف بن حلیفہ، اصبغ وراق، ابونضرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں گھوڑوں کی نگرانی کا عہدہ ہرم بن حیان کے سپرد کیا، اسی دوران کسی ماتحت پر غصہ ہو گئے اور اسکا حکم دیا کہ اسکی گردن الگ کردی جائے پھر اپنے مریدین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ تمہیں بہتر بدلہ نہ دے تم نے مجھے فلاں بات کہتے وقت نصیحت کیوں نہیں کی اور مجھے غصہ سے باز کیوں نہیں رکھا، بخدا میں تمہارے عہدے سے دست کش ہوتا ہوں پھر حضرت عمرؓ کی طرف دستبرداری لکھ بھیجی، اے امیر المؤمنین! مجھ میں اس عہدہ کو نبھانے کی قوت نہیں ہے لہٰذا آپ کسی اور کو ممنون فرمائیں۔

۱۷۴۱- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن حسن حذاء، احمد بن ابراہیم، عبدالصمد بن عبدالوارث، ابوالاشہب، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہرم بن حیان کسی غزوہ میں شریک تھے کہ ایک آدمی نے آکر ان سے اجازت طلب کی حالانکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ آدمی اپنی کسی ضرورت کی خاطر طالب اجازت ہے۔ لیکن وہ اپنے اہل خانہ کے پاس چلے گئے اور حسب خواہش ان کے پاس رہے۔ پھر تشریف لائے اور کہا تم کہاں تھے؟ وہ آدمی کہنے لگا فلاں دن میں نے آپ سے اجازت طلب کی اور آپ نے اجازت دے دی تھی۔ کہنے لگے: کیا میں نے اس کام کا ارادہ کیا تھا؟ کہنے لگا جی ہاں۔

ابواشھب کہتے ہیں: مجھے خبر ملی ہے کہ انہوں نے اس حاجتمند کو سخت باتیں کہی تھیں، ان کے غیظ و غضب کو دیکھ کر ان کے جلساء میں کسی کو بھی بات کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی، جلساء سے کہنے لگے: تمہیں اللہ برا بدلہ دے تم دیکھتے جارہے ہو کہ میں اپنے مسلمان بھائی کو کتنا برا بھلا کہے جارہا ہوں اور مجھے کوئی باز نہیں کرتا اے اللہ برے لوگوں کو برے زمانے کے لئے رکھ دے۔

۱۷۴۲-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، اسحاق بن حسن حربی، حسین بن محمد، شیبان، قتادہ کہتے ہیں کہ ہم سے ہرم بن حیان، کا تذکرہ کیا گیا: کہ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو ان سے کچھ وصیت کرنے کا کہا گیا۔ فرمانے لگے: میں نہیں جانتا ہوں کہ کیا وصیت کروں لیکن اتنا کردو کہ میری ذرع بیچ کر میرا قرض ادا کرنا، بفرض محال اگر قرض کی ادائیگی اس سے نہیں ہوئی تو میرے غلام کو بیچ کر اس سے قرض کی تمام ادائیگی کرنا اور میں تمہیں سورہ نحل کی آخری آیات کے پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں۔

"ادع الیٰ سبیل ربک با لحکمة و الموعظة الحسنة" الخ

۱۷۴۳-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسین، بشر بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن مصری، سلیمان بن مغیرہ، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہرم بن حیان عبدی رحمہ اللہ سے کہا گیا: آپ کچھ وصیت کریں۔ کہنے لگے: زندگی میں میرے نفس نے صدقات کئے ہیں اور اب میرے پاس کچھ چیز نہیں جسکی میں وصیت کروں، لیکن میں تمہیں سورہ نحل کے آخری آیات کے پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں۔

۱۷۴۴-ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن اسماعیل، خلف بن خلیفہ، عون بن شداد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہرم بن حیان کی وفات کے وقت لوگ ان کو کچھ وصیت کرنے کا کہنے لگے، فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم میرا قرضہ ادا کردو اور میں تمہیں سورہ نحل کی آخری آیات کی وصیت کرتا ہوں پھر پڑھنے لگے، "ادع الی سبیل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنة" سے "و الذین ھم محسنون" تک۔

س حدیث کو شعبہ نے ابن یونس، ابوقزعہ سے روایت کیا ہے اور جریر نے ابونضرہ، ہشام، ابوحمزہ، حسن، ہرم سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

۱۷۴۵- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالواحد حداد، منذر، ثعلبہ، محمد بن یزید عبدی کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ جب ہرم بن حیان اہل خانہ کو زیادہ ہنستے ہوئے دیکھتے تو انہیں نماز کا حکم دیتے۔

۱۷۴۶- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوہ احمد، ھارون بن معروف، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہرم بن حیان کہتے تھے کہ اگر مجھ سے کہا جائے کہ تم جہنمی ہو تو میں عمل نہیں چھوڑوں گا تاکہ میرا نفس مجھے ملامت نہ کرے کہ تم نے ایسا کیوں نہ کیا۔

۱۷۴۷-ہرم کی قبر پر خدا کی رحمت برسنا...... ابونعیم اصفہانی، ابواسحاق بن حمزہ، احمد بن یحییٰ حلوانی، سعید بن سلیمان، عبدالواحد بن سلیمان براء، ہشام بن حسان، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہرم بن حیان رحمہ اللہ نے انتہائی سخت گرمی کے دن وفات پائی جب لوگ اپنے ہاتھ جھاڑ کر چلے گئے تو بادلوں کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا چلتا ہوا قبر پر آیا، نہ قبر سے لمبا اور نہ ہی قبر سے چھوٹا، بادلوں کے ٹکڑے نے قبر پر پانی کی پھوار پھینکی حتی کہ قبر کو سیراب کر دیا اور پھر واپس چلا گیا۔

۱۷۴۸-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن حسن بن عبدالملک، ایوب بن محمد وزان، ضمرہ، سری بن یحییٰ، قتادہ سے مروی ہے کہ ہرم بن حیان رحمہ اللہ جس دن قبر میں دفنائے گئے اسی دن ان کی قبر پر یہ بارش برسی اور اسی دن قبر پر گھاس بھی اُگ گئی۔

۱۷۴۹- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، علی بن اسحاق، حسین مروزی، عمرو بن حمدان، ابونضر، ہشام، حسن بصری سے روایت ہے کہ جس دن ہرم بن حیان رحمہ اللہ نے وفات پائی اس دن بادلوں نے ان کے جنازہ پر سائبان بنالیا تھا اور جب دفن کردیئے گئے تو

ان کی قبر پر بادلوں نے پتلی پتلی پھوار برسائی حتی کہ سرِ مو برابر بھی قبر کے ارد گرد پھوار نہیں پہنچی۔

(۱۶۸) ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ

اولیاء تابعین میں سے ایک ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ بھی ہیں جنہوں نے مشکلات و تکالیف کو اپنے سینے سے لگایا، ذکر اللہ اور اوراد سے دل کا اطمینان حاصل کرتے، انہیں حکیم الامت اور نمونہ امت کا لقب دیا گیا، ساری عمر خدمت بندگانِ خدا کو اپنا شعار بنائے رکھا۔

کہا گیا ہے کہ تصوف انقضائے فانی سے علیحدگی اور بقائے اصلی کو حاصل کرنے کا نام ہے۔

۱۷۵۰- **دنیاوی امور سے کنارہ کشی** ابو نعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، ابراہیم بن حسن، ابوحمید بن محمد بن سیار حمصی، یحییٰ بن سعید، عطاء بن یزید، علقمہ بن مرثد کہتے ہیں کہ تابعین میں سے آٹھ آدمیوں پر زہد کی انتہاء ہوئی، ان میں سے ایک ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ بھی ہیں، ابو مسلم رحمہ اللہ نے کسی کے ساتھ کبھی بھی دنیاوی معاملات میں مجلس نہیں کی، اور نہ ہی دنیوی امور کے متعلق کبھی بات کی، جب بھی ایسی نوبت پیش آئی فوراً پہلو تہی سے کام لیا، ایک مرتبہ لاعلمی کے عالم میں مسجد میں ایک جماعت کو بیٹھے دیکھ کر داخل ہوئے وہ سمجھے کہ ممکن ہے کہ ذکر خیر انکا موضوع گفتگو ہو۔ اسی کشمکش میں ان کے پاس جا بیٹھے۔ اچانک ایک آدمی کہنے لگا: میرا غلام آ گیا ہے اور اسنے فلاں فلاں چیز پائی ہے دوسرا کہنے لگا: میں نے اپنے غلام کو سامان تجارت دے کر تیار کر رکھا ہے، ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ ان کی طرف حیرت سے دیکھنے لگے اور فرمایا: سبحان اللہ! کیا تم جانتے ہو کہ میری اور تمہاری مثال کیسی ہے؟ جس طرح موسلا دھار بارش میں بھیگا ہوا ایک آدمی ہو اور وہ کسی پناہ کی تلاش میں ہو، اچانک وہ ایک چوپٹ کھلے دروازے پر ہو اور کہے: کاش میں اس دروازے سے داخل ہو جاؤں تاکہ بارش ٹل جائے، چنانچہ وہ اندر داخل ہو جائے اور اندر جا کر کیا دیکھا کہ اس گھر کی چھت ہی نہیں ہے۔ چنانچہ میں تمہارے پاس بیٹھا کہ ممکن ہے تمہارا موضوع گفتگو ذکر خیر ہو مگر تم تو سب کے سب محض دنیا دار نکلے۔ ابو مسلم رحمہ اللہ سے ایک آدمی کہنے لگا: جو کچھ آپ کر رہے ہیں اس کے متعلق اگر آپ تقصیر سے کام لیتے؟ فرمانے لگے: مجھے بتلاؤ اگر تم نے گھڑ دوڑ میں چند گھوڑوں کو مقرر کر رکھا ہو کیا تم گھڑ سوار سے نہیں کہو گے کہ اس گھوڑے کو چھوڑ دو اور اس سے ذرا نرمی سے پیش آؤ؟ حتی کہ جب تم انتہاء کو دیکھ لیتے ہو اس سے آگے ایک قدم بھی نہیں بڑھتے، کہنے لگے جی ہاں ایسی ہی بات ہے۔ فرمایا: میں سبقت کی انتہائی علامت کو دیکھ چکا ہوں اور ہر کوشاں رہنے والے کے لئے ایک غایت ہے اور ہر کوشاں شخص کی غایت موت ہے سو کوئی سبقت لے جانے والا ہوتا ہے اور کوئی پیچھے رہ جانے والا ہوتا ہے۔

۱۷۵۱- عبداللہ بن محمد بن جعفر، علی بن اسحاق، حسین مروزی، ابن مبارک، ابراہیم بن نشیط، حسن بن ثوبان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ ایک مسجد میں داخل ہوئے اور انہوں نے مسجد میں ایک جماعت کو مجتمع دیکھا.......... اسطرح پوری حدیث ذکر کی...... مگر تم تو سب دنیا دار نکلے تک۔

۱۷۵۲- ابو نعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، اسامہ، محمد بن عمرو، صفوان بن مسلم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگ خالص پتوں کی مانند ہوتے تھے کہ ان میں کانٹوں کا نام ونشان تک نہ ہوتا تھا، آجکل لوگ خالص کانٹے ہیں جن میں پتوں کا شائبہ تک نہیں ہے۔ اگر تو ان کو بالفرض گالیاں دے گا وہ بھی تجھے جواب میں گالیاں سنائیں گے اور اگر تو ان سے جھگڑے گا وہ بھی ترکی بہ ترکی تجھ سے جھگڑیں گے اور اگر تم چشم پوشی سے کام لیتے ہوئے انہیں چھوڑے گا وہ تجھے نہیں چھوڑیں گے۔

اس حدیث کو صفوان بن عمرو نے عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر، ابو مسلم سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور اس میں اتنی زیادتی ہے کہ: اگر تو ان سے بھاگے گا وہ تیرا پیچھا کرتے ہوئے تجھے پالیں گے مخاطب کہنے لگا: پھر میں کیا کروں؟ فرمایا: اپنی عزت کو اپنے فقر کے دن کیلئے ہبہ کر دے اور کچھ نہ لینے سے کچھ لے لے۔

۱۷۵۳- ابو نعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن فضل، محمد بن اسحاق، عبداللہ بن ابی زیاد، سیار، جعفر، مالک بن دینار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ، کعب رحمہ اللہ نے ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کو دیکھ کر لوگوں سے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ ابو مسلم خولانی ہیں، کہنے لگے یہ اس امت کے حکیم ہیں۔

۱۷۵۴- ابو نعیم اصفہانی، ابو حامد بن جبلہ، ابو عباس سراج، محمد بن صباح، سفیان، ابو ہارون موسیٰ بن عیسیٰ کے سلسلۂ سند سے منقول ہے کہا جاتا تھا کہ ابو مسلم خولانی نمونۂ امت ہیں۔

۱۷۵۵- ابو نعیم اصفہانی، ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحییٰ بن عثمان حربی، ابوالملیح، یزید بن جابر کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کثرت سے بآواز بلند تکبیر کہتے تھے حتیٰ کہ بسا اوقات بچوں کے ساتھ بھی تکبیر کہہ دیتے، فرمایا کرتے تھے: اللہ کا ذکر اتنی کثرت کے ساتھ کرو کہ جاہل تمہیں دیکھ کر مجنون سمجھنے لگے۔

۱۷۵۶- ابو نعیم اصفہانی، ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابن ابی عدی، ابن عون، حسن بصری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے بتلاؤ کہ ایک نفس کا اگر میں اکرام کروں، اسکو عیش و عشرت میں رکھوں اور اسے آزاد چھوڑے رکھوں تو کل کے دن اللہ کے ہاں وہ میری مذمت کرے گا اور اگر اسے میں تنگی میں رکھوں، مصائب کا شکار بنائے رکھوں اور اسے کسی نہ کسی عمل میں مصروف رکھوں تو کل کے دن وہ مجھ سے راضی رہے گا؟ لوگوں نے پوچھا: اس کا آپ کے ساتھ اے ابو مسلم! کیا تعلق ہے؟ فرمایا: بخدا وہ میرا اپنا نفس ہے۔

۱۷۵۷- ابو نعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن عبدالرحمٰن سمرقندی، مروان، ظاہری، سعید بن عبدالعزیز کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے فرمایا: بالفرض اگر کہا جائے کہ جہنم کی آگ کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں تو میں اپنے عمل میں کچھ کمی بیشی نہیں کروں گا۔

۱۷۵۸- ابو نعیم اصفہانی، ابو محمد بن حیان، ابراہیم بن محمد بن حارث، ہدبہ، حماد بن سلمہ، قاسم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے معاویہؓ کے زمانہ خلافت میں اسلام قبول کیا ہے۔

چنانچہ ان سے پوچھا گیا نبی ﷺ، ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے زمانہ میں آپ کو اسلام قبول کرنے سے کس چیز نے روکے رکھا؟ فرمایا: میں نے اس امت کو تین قسموں پر پایا ہے، ایک قسم جنت میں بغیر حساب و کتاب کے داخل ہوگی، دوسری قسم سے تھوڑا بہت حساب و کتاب لیا جائے گا اور تیسری قسم کو کچھ تھوڑی سی سزا ہوگی اور پھر وہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے، سو میں نے چاہا کہ میں پہلی دو قسموں سے ہوں۔ اگر ان میں سے نہ ہوں تو پھر ان لوگوں میں سے ہوں جن کا تھوڑا بہت حساب و کتاب لیا جائے گا، اگر ان میں سے بھی نہ ہوں تو پھر ان لوگوں میں سے ہوں جنہیں معمولی سزا ہوگی اور پھر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اسی طرح روایت کی گئی ہے کہ ابو مسلم خولانی معاویہؓ کے عہد خلافت میں اسلام لائے ہیں لیکن دراصل انہوں نے معاویہؓ کے عہد خلافت میں ارض مقدسہ کی طرف ہجرت کی ہے اور پھر وہیں سکونت اختیار کی۔

۱۷۵۹- سربراہ قوم کی حیثیت ابو نعیم اصفہانی، ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، محمد بن صباح، علی بن ثابت، جعفر بن برقان، ابو عبداللہ

حرسی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے اور کہا: اے مزدور! السلام علیکم، لوگوں نے کہا اے ابو مسلم! یہ تو امیر المؤمنین ہیں۔ ابو مسلم پھر کہنے لگے: اے مزدور! السلام علیکم۔ لوگ نے پھر متنبہ کیا کہ ابو مسلم: یہ تو امیر ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ فرمانے لگے ابو مسلم! کو چھوڑ دا سے کچھ نہ کہو وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس سے با خوبی واقف ہے۔

ابو مسلم حضرت معاویہ سے کہنے لگے: آپ کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا ہو، بکریاں چرانے کا کام اس کے ذمہ لگایا ہو اور مزدوری اس شرط پر دیگا کہ وہ اچھی طرح سے بکریاں چرائے گا، اون بڑھائے گا اور دودھ میں اضافہ کرے گا اگر اس نے اپنی ذمہ داری اچھی طرح نبھائی اور اون وغیرہ میں اضافہ کیا حتیٰ کہ اس کی محنت سے کمسن بکری بھی بچے دینے لگی اور کمزور بکری موٹی ہوگئی تو لامحالہ مالک اسے مزدوری دے گا بلکہ اپنی طرف سے زیادہ دے گا۔ اور اگر اس نے بکریوں کے چرانے کی طرف پوری توجہ نہ دی اور اپنی ذمہ داری کو نہ نبھایا، بکریاں ضائع ہوگئیں حتیٰ کہ کمزور بکری مرگئی۔ تکڑی کمزور پڑگئی، اون اور دودھ میں قابل ذکر اضافہ نہیں ہوا بلکہ ان میں الٹا نقصان ہوا تو یقیناً اسکا مالک اس پر غصے ہوگا، اسے سزا دے گا اور اسے مزدوری بھی نہیں دے گا۔ امیر معاویہؓ اس کو سن کر فرمانے لگے: جو اللہ چاہے ہو کر رہتا ہے۔

۱۷۶۰- ابو نعیم اصفہانی، ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، ھارون بن عبداللہ، سیار، عبداللہ بن شمیط، ابوہ شمیط کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو مسلم خولانی لوگوں کے پاس چکر لگاتے اور اسلام کی خبر گیری کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لائے اور انہیں بلاکر ان سے نام پوچھا فرمایا میرا نام معاویہ ہے کہنے لگے: بلکہ آپ تو آغاز قبر میں ہیں اگر آپ بہتر عمل کریں گے تو اسکا بدلہ بھی آپ کو بہتر ملے گا اور اگر برا عمل کریں گے تو اس کا بدلہ بھی برا ملے گا۔ اے معاویہ! اگر آپ سب اہل زمین پر عدل کریں اور پھر ایک آدمی آپ کے ظلم کا نشانہ بنے یقیناً آپکا ظلم عدل کو نیست و نابود کر دے گا۔

۱۷۶۱- ابو نعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحاق حربی، ہیثم بن خارجہ، اسماعیل بن عیاش، شرحبیل بن مسلم کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ ابو مسلم خولانی جب کسی ویران جگہ پر ٹھہرتے تو فرماتے: اے ویران جگہ! تیرے اہل وعیال کہاں ہیں؟ جنہوں نے اس دنیا سے کوچ کیا اور ان کے اعمال باقی رہ گئے، خواہشات ختم ہوئیں اور گناہ باقی رہ گئے۔ اے ابن آدم! گناہ چھوڑنا آسان ہے طلب توبہ سے۔

۱۷۶۲- ابو نعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، مغیرہ، ہشام بن غاز، یونس بن ہرم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ کو آواز دی در آں حالیکہ حضرت معاویہؓ دمشق میں منبر پر تشریف فرما تھے، کہنے لگے: اے معاویہ! تو تو ایک قبر ہے اگر اپنے ساتھ اچھائی لائے گا اسکا اچھا بدلہ اپنے ہاں پائے گا اور اگر کچھ اچھائی اپنے ساتھ نہ لائی تو اسکا بدلہ بھی تیرے لئے کچھ نہ ہوگا۔ اے معاویہ! یہ گمان نہ رکھ کہ خلافت مال جمع کرنے اور خرچ کرنے کا نام ہے۔ لیکن حق پر عمل پیرا ہونے، عدل بھری، بات کرنے اور حدود اللہ کو تجاوز نہ کرنے پر لوگوں کو پکڑنے کا نام خلافت ہے۔ اے معاویہ! ہمیں نہروں کے گدلہ ہونے کی کوئی پرواہ نہیں جب ہمارے چشمے سے صاف ستھرا پانی آرہا ہو، آپ ہمارا سرچشمہ ہیں، اے معاویہ! عربوں کے کسی قبیلہ کے خوف سے بچو چونکہ تیرا خوف و ڈر تیرے عدل کو ختم کردے گا جب ابو مسلم رحمہ اللہ نے اپنا مقالہ ختم کیا تو معاویہؓ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اللہ آپ پر رحمت برسائے۔

۱۷۶۳- ابو نعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، اسحاق بن ابراہیم دبری، عبدالرزاق، معمر، ایوب، ابو قلابہ کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ ابو مسلم خولانی نے فرمایا: قوم کے پیشوا کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک صاف ستھرا، پاک و شفاف پانی والا چشمہ ہو، اس سے پانی بہہ کر ایک بڑی نہر میں جا گرتا ہو، لوگ اس نہر میں گھستے ہوں تو اس میں پانی کی کدورت کو محسوس کرتے ہوں تو چشمہ کا صاف پانی ان تک پہنچے

گا اور کدورت ختم ہو جائے گی، لیکن اگر یہ کدورت چشمے کی طرف سے ہو تو نہر قابل استعمال نہیں رہے گی۔

اسی طرح فرمایا: پیشوا اور عام لوگوں کی مثال خیمے کی سی ہے جو کہ ستونوں کے بغیر کھڑا نہیں رہ سکتا۔ اور ستون رسیوں اور میخوں کے بغیر نہیں قائم رہ سکتے، جب بھی ایک میخ نکل جائے گی ستون میں کمزوری آجائے گی، اسی طرح لوگوں میں امام پیشوا کے بغیر کھڑا رہنے کی صلاحیت نہیں ہے اور امام لوگوں کے بغیر کھڑے رہنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

۱۷۶۴- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، علی بن اسحاق، حسین زہری، ابن مبارک، اسماعیل بن عیاش، شرحبیل بن مسلم خولانی، عمر بن سیف خولانی کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ ابومسلم خولانی فرمایا کرتے تھے! میرا ایک بیٹا ہو جسے اللہ تعالیٰ پالے اور بڑھائے پس جب وہ جوانی کے جوبن کو پہنچے اللہ تعالیٰ اس کی روح قبض کر لے (میرے ساتھ ایسا ہو) مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میرے لئے دنیا و مافیہا ہو۔

۱۷۶۵- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، حکم بن نافع، اسماعیل بن عیاش، شرحبیل بن مسلم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ دو آدمی ابومسلم خولانی رحمہ اللہ کے پاس ان کے گھر آئے (ابومسلم رحمہ اللہ ارضِ روم میں جہاد کر چکے تھے)، انہوں نے ابومسلم رحمہ اللہ کو اس حال میں پایا کہ انہوں نے خیمہ میں ایک گڑھا کھودا ہوا ہے اور گڑھے میں ایک کپڑے کا ٹکڑا بچھایا ہوا ہے اور اس پر پانی ڈال رکھا ہے اور وہ خود اس گڑھے میں گھسے ہوئے ہیں در آں حالیکہ وہ روزے سے ہیں۔ ایک آدمی نے ان سے پوچھا: آپ کو روزہ رکھنے کی کیا مجبوری پیش آئی حالانکہ آپ مسافر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حالتِ سفر اور جہاد میں رخصت دے رکھی ہے۔ فرمانے لگے جب جہاد بالفعل شروع ہو جائے گا تو میں افطار کرلوں گا اور فی الحال جہاد کے لئے قوت حاصل کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ گھوڑے جب خوب موٹے ہو جائیں تو وہ انتہائی حد تک دوڑ کر نہیں پہنچ سکتے۔ وہ تو آخری حد تک اس وقت پہنچتے ہیں جب وہ دبلے پتلے (مضبوط) ہوں۔ ہمارے سامنے کچھ دن آنے والے ہیں ہم ان کے لئے عمل کر رہے ہیں۔

۱۷۶۷- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، ابوعباس سراج، ولید بن شجاع، ولید بن مسلم، عثمان بن ابی عاتکہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابومسلم خولانی کا معمول تھا کہ وہ مسجد میں ایک کوڑا لٹکا رکھتے تھے اور فرماتے: چوپائے اس کوڑے کے زیادہ حقدار ہیں سو جب چوپائے میں سستی آجائے تو ایک یا دو کوڑے اسکی پنڈلی پر برسا دیئے جائیں۔

فرمایا کرتے تھے: اگر میں جنت کو اپنے سامنے کھلی آنکھوں دیکھ لوں تو میں اپنے عمل میں کچھ زیادتی نہیں کروں گا اور اگر جہنم کو اپنے سامنے کھلی آنکھوں دیکھ لوں تب بھی میں اپنے عمل میں ذرہ کی بیشی نہیں کروں۔ (یعنی ان کا عمل علی وجہ الکمال تھا جیسا کہ جنت جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔ تنوبلی)

۱۷۶۸- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، عمرو بن علی، معتمر، سلیمان بن یزید عدوی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابومسلم خولانی رحمہ اللہ نے فرمایا: اے ام مسلم! اپنی سواری کو درست کرلو اس لئے کہ جہنم کو عبور کرنے کے لئے اس پر کوئی پل موجود نہیں ہے

۱۷۶۹- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن یونس، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، سلیمان بن عبدالملک بن عمیر کی سند سے روایت ہے کہ ابومسلم خولانی کہتے ہیں کہ چار چیزیں، چار چیزوں میں قابل قبول نہیں۔ جہاد، حج، عمرہ اور صدقہ میں دھوکہ، یتیم کا مال، خیانت اور چوری (قابل قبول نہیں)۔

۱۷۷۰- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، محمد بن عبدالملک، ابوالیمان، اسماعیل، شرحبیل بن مسلم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابومسلم خولانی رحمہ اللہ سے کعب احبار رحمہ اللہ نے کہا: اے ابومسلم! اپنی قوم کو اپنے لئے کیسا پاتے ہو؟ جواب دیا: اے ابواسحاق! میری قوم نے مجھے جلاوطن بھی کیا ہے اور میرا اکرام بھی کرتی ہے۔ کعب احبار رحمہ اللہ کہنے لگے: اے ابومسلم! تورات تو اس طرح نہیں

کہتی ہے فرمایا: اے ابواسحاق! تورات پھر کس طرح کہہ رہی ہے؟ کہا۔ اے ابومسلم! تورات میں لکھا ہے نیک وصالح آدمی کے بڑے دشمن اسکی قوم کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس کے قریبی رشتہ دار اس سے جھگڑتے ہیں، ابومسلم رحمہ اللہ کہنے لگے: تورات نے بالکل سچ کہا۔

۱۷۷۱- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، محمد بن شعیب، دمشق کے ایک شیخ کہتے ہیں کہ ہم روم سے واپس آرہے تھے جب حمص سے دمشق کی طرف آئے تو راستے میں حمص سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر واقع عیسر نامی جگہ سے گزرے۔ وہاں ایک راہب نے ہماری باتیں سنی اور پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے جواب دیا ہم اہل دمشق کے کچھ لوگ ہیں اور روم سے واپس آرہے ہیں کہنے لگا کیا تم ابومسلم خولانی کو جانتے ہو؟ ہم نے جی ہاں میں جواب دیا۔ کہنے لگا جب تم اس کے پاس جاؤ تو اسے میرا سلام کہنا، اور خوب سمجھ لو! ہم انہیں اپنی کتابوں میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا دوست پاتے ہیں اور سنو! اگر تم اسے واقعۃً جانتے ہو تم اسے زندہ نہیں پاؤ گے۔ راوی کہتے ہیں: چنانچہ جب ہم غوطہ مقام پر پہنچے تو ہمیں ان کی موت کی خبر ملی۔

۱۷۷۲- ابونعیم اصفہانی، ابواحمد محمد بن احمد، عبدالملک بن محمد بن عدی، صالح بن علی نوفلی، عبدالوہاب بن نجدہ، اسماعیل بن عیاش، شرحبیل خولانی کہتے ہیں کہ جب اسود بن قیس بن ذی حمار عنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تو ابومسلم خولانی رحمہ اللہ کو اپنے پاس بلوایا اور ان سے پوچھا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ کہنے لگے جی ہاں میں گواہی دیتا ہوں۔ پھر پوچھا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ کہنے لگے: مجھے کچھ سنائی نہیں دیتا۔ اسود عنسی نے بہت بڑی آتش سوزاں جلوائی اور اس میں ابومسلم خولانی رحمہ اللہ کو ڈلوایا مگر بفضل اللہ تعالیٰ آگ نے انہیں ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہنچایا۔

لوگ اسود عنسی سے کہنے لگے اگر تم نے اسے اپنے ملک میں زندہ چھوڑ دیا تو تمہاری شان اور رتبہ میں بگاڑ پیدا کردے گا۔ چنانچہ اسود عنسی نے انہیں یمن سے نکل جانے کا حکم دیا۔ ابومسلم مدینہ تشریف لے آئے۔ اس وقت حضور ﷺ انتقال فرما چکے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ نامزد ہو چکے تھے۔ ابومسلم خولانی نے مسجد کے ستون کے ساتھ سواری باندھی اور ستون کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ اتفاق سے حضرت عمرؓ نے انہیں دیکھ لیا چنانچہ حضرت عمرؓ ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: یمن سے۔ فرمایا: بتاؤ تو سہی دشمنِ خدا نے ہمارے اس ساتھی کے ساتھ کیا کیا جس کو اس نے آگ میں ڈالنے کا حکم دیا تھا، مگر آگ نے اس کو ضرر نہیں پہنچایا؟ ابومسلم نے عرض کیا: وہ عبداللہ بن ثوب ہے حضرت عمرؓ کہنے لگے: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں مجھے بتاؤ کیا وہ تم ہی ہو؟ فرمایا: اللھم! جی ہاں وہ میں ہوں۔ چنانچہ عمرؓ نے انہیں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا پھر انہیں لائے اپنے اور ابوبکرؓ کے درمیان بٹھایا، کہنے لگے: تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے مجھے اس وقت تک موت نہیں دی جب تک کہ میں نے اپنے آپ کو امتِ محمد ﷺ میں نہیں دیکھ لیا۔ میرے ساتھ بھی ایسا کیا گیا جیسا کہ ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے ایک ایسی قوم کو پایا ہے جو یمن سے جہاد میں بطور مدد کے آئے تھے وہ ایک دوسری عنسی قوم سے کہہ رہے تھے۔ تمہارے وڈیرے نے ہمارے ساتھی کو آگ میں جلایا لیکن آگ نے اسے کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

۱۷۷۳- ابونعیم اصفہانی، ثابت بن احمد، محمد بن اسحاق، عبدالملک کے سلسلۂ سند سے بھی حدیث بالا اسی طرح مروی ہے۔

۱۷۷۴- ابونعیم اصفہانی، محمد بن حیان، عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن واقد، عبدالرحمٰن، ضمرہ، بلال بن کعب کی کہتے ہیں کہ ہرن ابومسلم خولانی رحمہ اللہ کے پاس سے گزرتا تو بچے ان سے کہتے: اللہ سے دعا کیجئے تا کہ اس ہرن کو روک دے اور ہم اپنے ہاتھوں سے اسے پکڑ لیں، چنانچہ حضرت ابومسلم اللہ سے دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ہرن کو چلنے سے روک دیتے اور بچے اپنے ہاتھوں سے اس کو پکڑ لیتے۔

۱۷۷۵- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن محمد، ابوزرعہ، سعید بن اسد، ضمرہ، عثمان بن عطاء، عطاء کے سلسلۂ سند سے مروی ہے عطاء کہتے ہیں: ابومسلم خولانی رحمہ اللہ جب مسجد سے اپنے گھر واپس جاتے مین گیٹ پر آواز تکبیر کہتے اور آگے سے ان کی بیوی بھی تکبیر کہتی،

جب گھر کے صحن میں پہنچتے وہاں بھی تکبیر کہتے اور بیوی بھی آگے سے تکبیر کہتی اور جب گھر کے دروازے پر پہنچتے وہاں بھی تکبیر بلند کرتے آگے سے بیوی بھی تکبیر کا جواب دیتی، چنانچہ ایک رات مسجد سے واپس گئے گیٹ سے داخل ہوتے وقت تکبیر کہی مگر آگے سے جواب نہ آیا پھر صحن اور گھر کے دروازے پر بھی تکبیر بلند کی مگر بیوی کی طرف سے کچھ جواب موصول نہ ہوا۔

ابو مسلم رحمہ اللہ جب گھر میں داخل ہوتے تھے معمول یہ تھا کہ بیوی ان کی چادر اور جوتے آگے بڑھ کر لیتی اور کھانا سامنے لاکر رکھتی۔ مگر آج کی رات جب داخل ہوئے تو بیوی سر جھکائے لکڑی کے ساتھ زمین کریدتے ہوئے خاموش بیٹھی ہوئی دیکھی، بیوی کو ناراض دیکھ کر پوچھا، تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگی معاویہؓ کے ہاں آپ کا ایک مقام ومرتبہ ہے ہمارے پاس کوئی خادم نہیں ہے۔ اگر آپ ان سے کسی خادم کو مانگ لائیں جو ہماری خدمت کرے؟ فرمانے لگے: اے میرے اللہ کسی نے میری بیوی کی سوچ کو بگاڑ دیا اور اس کی آنکھیں اندھی کردیں ۔ دراصل ان کی اہلیہ کے پاس اس سے پہلے ایک عورت آئی تھی اور اس نے ان کی بیوی سے کہا تھا تمہارے شوہر کا معاویہؓ کے ہاں ایک مقام ہے ان سے کہو کہ معاویہؓ سے خدمت کے لئے ایک خادم، مانگ لائیں۔ اور تم لوگ آرام سے رہو۔ چنانچہ وہ عورت اپنے گھر میں بیٹھی تھی کہ اچانک اسکی نظر جواب دے گئی کہنے لگی: تمہارے چراغ کو کیا ہوا جو بجھ گیا؟ گھر والے کہنے لگے ایسی بات نہیں چراغ حسب سابق جوں کا توں چل رہا ہے۔ چنانچہ وہ عورت اپنے گناہ اور اس پر مرتب سزا کو فوراً بھانپ گئی اور فوراً ابو مسلم رحمہ اللہ کے پاس روتی ہوئی پہنچی اور درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تاکہ میری نظر دوبارہ عطا فرمائے۔ ابو مسلم رحمہ اللہ کو اس عورت پر رحم آیا اور اس کے لئے دعا کی اللہ نے اس کو نظر پھر سے دوبارہ عطا فرمائی۔

☆☆☆

مسانید ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ

۱۷۷۶-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن فضل، ابو عباس سراج، زبیر بن بکار، عبدالعزیز، یاسین بن عبداللہ بن عروہ، ابو مسلم خولانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ معاویہ بن ابی سفیانؓ لوگوں سے خطاب کر رہے تھے اور انہوں نے دو یا تین مہینے کے عطیات لوگوں میں تقسیم نہیں کئے تھے۔ ابو مسلم رحمہ اللہ ان سے کہنے لگے: اے معاویہ! یہ مال نہ تیرا ذاتی ہے، نہ تیرے باپ کا اور نہ ہی تیری ماں کا ہے۔ حضرت معاویہؓ نے اس دوران لوگوں کی طرف ضبط وتحمل کے لئے اشارہ کر دیا۔ پھر منبر سے اترے غسل کیا اور واپس آئے کہا۔ اے لوگو! ابو مسلم کہتا ہے یہ مال نہ میرا ہے نہ میرے باپ کا اور نہ ہی میری ماں کا ہے۔ اس نے صاف سچ کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور شیطان آگ سے ہے اور پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، پس تم میں جس کو غصہ آئے وہ غسل کرے''۔ صبح آنا اور اپنے عطیات وصول کرنا۔[۱]

۱۷۷۷-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، کثیر بن ہشام، جعفر بن بر قان، حبیب بن ابی مرزوق، عطاء بن ابو رباح، ابو مسلم خولانی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں دمشق کی مسجد میں گیا اچانک اکیس تیس کے لگ بھگ بوڑھے صحابۂ کرامؓ کو بیٹھے دیکھا، انمیں سرگیں آنکھوں چمکیلے دانتوں والا خاموش نوجوان بیٹھا دیکھا، ان لوگوں کو جب بھی کوئی شک وشبہ پیش آتا فوراً اس نوجوان کی طرف متوجہ ہوتے اور اس سے پوچھتے، میں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک آدمی سے پوچھا یہ کونسی شخصیت ہیں؟ جواب دیا: یہ معاذؓ بن جبل ہیں۔ چنانچہ ان کی رعب داب شخصیت میرے جسم وجاں میں اتر گئی، میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھا رہا تاوقتیکہ سب اٹھ کر چلے گئے کچھ دیر کے بعد میں پھر مسجد کی طرف آیا دیکھا کہ معاذ بن جبلؓ ایک ستون کی طرف منہ کئے نماز پڑھ رہے ہیں، میں نے بھی نماز پڑھی پھر میں اپنی چادر سے احتساب بنا کر بیٹھ گیا اور معاذؓ بھی آبیٹھے میں بھی خاموش ہوں وہ بھی خاموش ہیں نہ ہی ان سے بات کرتا ہوں اور نہ وہ مجھ سے بات کرتے ہیں۔ پھر ہمت کرتے ہوئے میں نے ہی بات کی: بخدا! مجھے آپ سے محبت ہے۔ کہنے لگے! مجھ سے محبت کیوں ہے؟ میں نے کہا، اللہ کے لئے، انہوں نے سنکر مجھے لطف بھرے انداز میں احتباء بندھی چادر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور فرمایا: اگر تم سچے ہو تو خوش ہو جاؤ چونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ خالص میری رضاء کے لئے باہم محبت کرنے والوں کے لئے قیامت کے دن نور کے بڑے بڑے منبر ہوں گے اور انہیں دیکھ کر انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ ان کے پاس سے نکل کر میں نے عبادہ بن صامتؓ سے ملاقات کی اور ان سے کہا: اے ابو ولید! کیا میں آپ کو ایک ایسی حدیث نہ سناؤں جو میں نے معاذ بن جبلؓ سے باہمی محبت کرنے والوں کے بارے میں سنی ہے؟ عبادہ بن صامتؓ کہنے لگے میں آپ کو سناتا ہوں جو اللہ باری تعالیٰ سے نبی ﷺ مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: میری رضاء کے لئے باہمی محبت کرنے والوں کے لئے میری محبت واجب ہو چکی ہے۔ میری رضا کے لئے آپس میں زیارت وملاقات کرنے والوں کے لئے میری محبت واجب ہو چکی ہے اور میری خاطر آپس میں نصیحت کرنے والوں کے لئے بھی میری محبت واجب ہو چکی ہے۔[۲]

۱۷۷۸-ابونعیم اصفہانی، جبیر بن نفیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو مسلم خولانی فرمارہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ

۱۔ کشف الخفاء ۲/ ۱۰۳ . والحاف السادة المتقين ۷/ ۶۲ . والتاريخ الكبير ۷/ ۸ . وتخريج الاحياء ۲/ ۳۳۸ . ۳/ ۱۶۳ . والاحاديث الضعيفة ۵۸۲.

۲۔ سنن الترمذی ۲۳۹۰ . ومسند الامام احمد ۵/ ۲۳۹ . والترغيب والترهيب ۴/ ۱۹ . والحاف السادة المتقين ۶/ ۱۷۴ . یہی روایت دوسرے الفاظ میں دیکھئے: مسند الامام احمد ۵/ ۲۳۶ . والمستدرك ۴/ ۴۲۰ . وصحيح ابن حبان ۲۵۱۰ (موارد) والمعجم الكبير للطبرانى ۴/ ۱۷۹ . وامالی الشجری ۲/ ۱۳۸ . ومجمع الزوائد ۱۰/ ۲۷۷.

تعالیٰ نے میری طرف وحی نہیں بھیجی کہ میں مال جمع کرتا رہوں اور تاجر بن جاؤں لیکن اللہ رب العزت نے میری طرف وحی کی ہے کہ میں اپنے آپ تسبیح کروں، اسکو سجدہ کروں اور موت آنے تک اسکی عبادت کرتا رہوں[1]

جبیر نے اس حدیث کو ابو مسلم سے مرسل روایت کیا ہے۔

(۱۶۹) حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ[2]

اولیاء تابعین میں سے ایک حسن بصری رحمہ اللہ بھی ہیں جو عمر بھر غمگین وحزین رہے، جنہوں نے فکر آخرت کو اپنا مقصد بنایا، نیند اور اونگھ ان کے قریب تک نہیں آئی، فقیہ بے مثال، زاہدہ، تارک دنیا، دنیا اور اس کی عارض خوبی وحسن سے کنارہ کش، شہوت نفس اور اسکی نخوت سے سراسر بیزار رہنے والے تھے۔ کہا گیا ہے کہ باطنی میل وکچیل سے صفائی ستھرائی اور بدن کے بچاؤ کا نام تصوف ہے۔

۱۷۷۹- ابونعیم اصفہانی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن مخلد، احمد بن موسیٰ شوطی، محمد بن سابق، مالک بن مغول، محمد بن جحادہ کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: تم کسی عارف باللہ کے پاس جاؤ اور تمہاری بری باتیں باقی رہیں اور مسلمانوں میں جو باقی رہنے والا ہے وہ مغموم ہوسکتا ہے۔

۱۷۸۰- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابراہیم بن محمد بن حارث، محمد بن مغیرہ، عمران بن خالد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: کامل مؤمن صبح کرتا ہے تو غمگین شام کرتا ہے تو غمگین اس کے علاوہ مؤمن کے لئے کسی چیز کی گنجائش نہیں ہے۔ چونکہ مؤمن خوف کی دو حالتوں میں رہتا ہے، ایک گناہ میں جو گزر گیا اس کے بارے میں اسے پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا کرنے والا ہے۔ اور دوسری موت جس کے بارے میں اسے پتہ نہیں کہ اسکو کتنی دشواریاں پیش آنے والی ہیں۔

۱۷۸۱- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن فضل، ابوعباس سراج، حاتم بن لیث، قبیصہ، سفیان ثوری، یونس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ کا دل ہمہ وقت غمگین رہتا تھا۔

۱۷۸۲- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن فضل، محمد بن اسحاق، حاتم بن لیث، ابوغسان مالک بن اسماعیل، عبدالرحمٰن بن محمد محاربی، حجاج بن دینار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حکم بن حجل ابن سیرین رحمہ اللہ کے دوست تھے جب ابن سیرین رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو حکم اتنے غمگین ہوئے کہ بیماری کی طرح ان کی تیمارداری کی جانے لگی، افاقہ کے بعد بیان کرنے لگے کہ میں نے اپنے بھائی ابن سیرین رحمہ اللہ کو خواب میں ایک عالی شان محل میں تشریف فرما دیکھا نیز وہ غایت درجے کی فضیلت میں تھے، میں نے ان سے پوچھا: اے میرے بھائی! آپکی بہتر حالت نے مجھے خوش کردیا ہے ذرہ مجھے بتائے کہ حسن بصری رحمہ اللہ کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ کہنے لگے: ان کو مجھ پر نوے درجے بلند فوقیت دی گئی ہے، میں نے کہا وہ کیسے؟ کہا ان کو یہ مرتبہ زیادہ غمگین رہنے کی وجہ سے عطا کیا گیا۔

۱۷۸۳- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سیار، عبداللہ، بن شمیط کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: مؤمن صبح کرتا ہے غمگین ہو کر شام کرتا ہے غمگین ہو کر اور اسے موت آتی ہے درآں حالیکہ وہ

۱۔ الزهد للامام احمد ۳۹۱. ومشكاة المصابيح ۵۲۰۶. والكامل لابن عدى ۱۸۹۷/۵. وتفسير القرطبى ۶۴/۱۰. وتاريخ جرجان ۳۴۲. وكنز العمال ۶۳۷۴، ۶۳۷۵.

۲۔ تهذيب التهذيب ۲۶۳/۲. والتقريب ۱۶۵/۱. والتاريخ الكبير ۲۸۹/۲. والجرح والتعديل ۴۰/۳. وطبقات ابن سعد ۱۵۶/۷ واخبار اصبهان ۲۵۴/۱. والجمع ۱/ت ۴۰۴ وسير النبلاء ۵۶۳/۴. ۵۸۸. وتذكرة الحفاظ ۷۱/۱. والكاشف ۲۲۰/۱ والميزان ۵۲۷/۱. وتهذيب التهذيب ۲۶۳/۲. ۲۷۰.

غمگین ہوتا ہے، دنیا میں اس کے لئے اتنی مقدار کافی ہوتی ہے جتنی بکری کے بچے کے لئے کافی ہوتی ہے یعنی مٹھی بھر کھجوریں اور ایک گھونٹ پانی۔

۱۷۸۴-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، عبداللہ بن ابوداؤد، علی بن مسلم، عباد، ہشام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مؤمن صبح شام ہر وقت غمگین رہتا ہے اور دنیا سے غمگین حالت میں کوچ کرتا ہے نیز اسکو اتنی چیز کافی ہوتی ہے جتنی بکری کے بچے کو کافی ہے۔

۱۷۸۵-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، ابوعروبہ، ابواشعث، حزم بن ابی حزم کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری رحمہ اللہ کو فرماتے سنا کہ قسم اس اللہ کی جسکے علاوہ کوئی معبود نہیں، مؤمن کے لئے اس کی دینداری میں غمگین کے علاوہ کسی چیز کی گنجائش نہیں۔

۱۷۸۶-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، جعفر بن سلیمان، ابراہیم بن عیسیٰ یشکری کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری رحمہ اللہ سے بڑھ کر کسی کو زیادہ غمگین نہیں دیکھا، میں نے ان کو نہیں دیکھا مگر میں یہی سمجھا کہ انہیں کسی نئی مصیبت سے پالا پڑا ہے۔

۱۷۸۷-ابونعیم اصفہانی، احمد بن اسحاق، محمد بن عباس بن ایوب، علی بن مسلم، زافر بن سلیمان، ابومروان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو آدمی جانتا ہو کہ موت اس کا گھاٹ ہے، قیامت مقرر وقت پر آنے والی ہے اور قیامت کے دن اس نے اللہ کے سامنے حاضری دینی ہے، اسکا حق بنتا ہے کہ وہ زیادہ غمگین رہے۔

۱۷۸۸-ابونعیم اصفہانی، مخلد بن جعفر، سعید بن عجب، سعید بن بہلوان، عباد بن کلیب، اسد بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: دنیا میں غم وحزن عمل صالح کے لئے بڑھوتری ہے۔

۱۷۸۹-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن محمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، عبدالصمد بن حسان، سری بن یحییٰ، کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: بخدا! لوگوں میں سے جس آدمی نے بھی صحابۂ کرام ؓ کو اپنے درمیان صبح کرتے ہوئے پایا ہے مگر یہ کہ وہ صبح بھی غمگین ہوتا تھا شام کو بھی غمگین ہوتا تھا۔

۱۷۹۰-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، علی بن مسلم، سیار، جعفر، ہشام بن حسان، سری بن یحییٰ کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: بخدا! بندے کا اس قرآن پر پختہ ایمان اس وقت ہوتا ہے جب وہ غمگین ہو، مرجھایا ہوا ہو، تھکا ماندہ، پگھلا ہوا اور مصیبت زدہ ہو، (یعنی قرآنی تعلیمات سے اس کی مذکورہ حالت آشکارہ ہوتی ہو۔تبھی)۔

۱۷۹۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سیار، جعفر، خوشب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: بخدا! اے ابن آدم! اگر تو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور پھر اس پر ایمان لاتا ہے تو ضرور دنیا میں تیرا حزن طویل تیرا خوف انتہائی شدت والا اور کثرت کے ساتھ تیری آہ و بکا ہونی چاہیے۔

۱۷۹۲-ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، ابراہیم بن محمد بن حسن، ابوحمید احمد بن محمد حمصی، یحییٰ بن سعید، یزید بن عطاء، علقمہ بن مرثد کہتے ہیں، تابعین میں آٹھ نفوس قدسیہ پر زہد کی انتہاء ہوئی ان میں سے ایک حسن بن ابی حسن بصری رحمہ اللہ بھی ہیں ہم نے لوگوں میں ان سے بڑھ کر غمگین کسی کو نہیں دیکھا، جب بھی ہم نے انہیں دیکھا ایسا لگا جیسے ابھی کسی نئی مصیبت سے ان کو واسطہ پڑا ہے۔ پھر فرمایا: ہم ہنستے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کو بنظر غائر دیکھ رہا ہو اور فرماتا ہو: میں تمہارے کسی عمل کو قبول نہیں کروں گا: اے ابن آدم تیرا ناس ہو، کیا تجھ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ جھگڑا کرنے کی طاقت ہے؟ چونکہ جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے وہ اللہ کے ساتھ جھگڑنے کی ہمت کرتا ہے۔ بخدا! میں نے ستر سے زیادہ بدری صحابۂ کرام کو پایا ہے ان کا زیادہ تر لباس اون ہوتی تھی۔ اگر تم انہیں دیکھ لیتے یقیناً دیوانے سمجھتے، اور اگر وہ تمہارے اچھوں کو دیکھ لیں لامحالہ کہیں گے: ان لوگوں کے لئے بھلائی کا کچھ حصہ نہیں ہے۔ اور اگر تمہارے بروں کو دیکھ لیں کہیں گے کہ

قیامت پر ان کا کچھ ایمان نہیں۔ بخدا! میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں دنیا جن کے آگے پاؤں تلے روندی جانے والی بے قدر مٹی سے بھی کمتر حیثیت رکھتی تھی۔ اور میں نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک، کہیں چلتا وہ اپنے پاس معمولی زادراہ رکھتا تھا، اس کے متعلق بھی کہتا کہ میں اس سارے کے سارے کو اپنے پیٹ کا ایندھن نہیں بناؤں گا بلکہ اس میں سے کچھ اللہ کے راستے میں دیتا ہوں چنانچہ وہ اس معمولی زادراہ سے بھی صدقہ کرتا اگرچہ حقیقت میں صدقہ کرنے والا، متصدق علیہ سے کتنا ہی زیادہ محتاج کیوں نہ ہو۔

حسن بصریؒ کا عمرؒ بن عبدالعزیز کو عبرت آموز خط

۱۷۹۳- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، عبداللہ بن حرب بن جبلہ، حمزہ بن رشید ابوعلی، عمرو بن عبداللہ بن قرشی، ابوحمید شامی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی طرف خط لکھا:

دوسری سند: ابونعیم اصفہانی، محمد بن بدر، حماد بن مدرک، یعقوب بن سفیان، محمد بن یزید لیثی، معن بن عیسیٰ، ابراہیم عبداللہ بن ابی اسود کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی طرف خط لکھا:

ابوحمید شامی کے سیاق کے مطابق ذیل کی حدیث ذکر کی گئی ہے۔

جان لو! غور وفکر نیکی اور اس پر عمل کرنے کی طرف لیجاتی ہے۔ برائی پر اظہار ندامت اس کو چھوڑنے کا سبب بنتا ہے۔ جو فنا ہو جائے وہ باقی ماندہ کے برابر نہیں ہو سکتا اگرچہ فانی کثیر ہی کیوں نہ ہو اور اس کی طلب بھی زیادہ ہو۔ منقطع ہونے والی سختی جس کے بعد طویل راحت وآرام میسر آئے اس کا برداشت کرنا بہتر ہے اس راحت سے جو جلدی ملنے والی ہو لیکن کسی بھی گھڑی منقطع ہو جائے اور اس کے بعد سختی اور مشقت دائمی ہو۔ آخرت اس دھوکہ باز، فریبی اور بچھڑنے والی دنیا سے بہتر ہے۔ یہ دنیا دھوکہ دینے کے واسطے مزین ہوتی ہے اور خوب دھوکہ دیتی ہے۔ اپنے اہل کو امیدوں ہی امیدوں میں قتل کر دیتی ہے۔ پیغام نکاح دیتی ہے اور آراستہ دلہن کی طرح ہو جاتی ہے، آنکھیں اس سے لطف اندوز ہونے کے لئے اوپر اٹھ جاتی ہیں، لوگ اس پر فریفتہ ہو جاتے ہیں، دلوں میں اسکا والہانہ لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے حسن وجمال کے سبب دماغوں کو چھو جاتی ہے۔ پھر وہ نکاح کے بعد اپنے شوہر کو دردناک انداز میں قتل کر دیتی ہے۔

ماضی پر کچھ اعتبار نہیں۔ مستقبل ہاتھ میں نہیں۔ دوسرا پہلے کے انجام سے عبرت نہیں پکڑتا۔ عقلمند تجربوں کی کثرت سے نفع نہیں اٹھاتا۔ عارف باللہ اس سے نصیحت نہیں پکڑتا: دلوں میں دنیا کی محبت گھٹی کی مانند پڑ گئی ہے۔ لوگوں کے نفس ہیں کہ اس پر مرے جاتے ہیں۔ ہم ہیں کہ اس سے عشق سے کم پر راضی نہیں۔ جو مرض عشق میں مبتلا ہو اس کو سوائے عشق کے کچھ سمجھ نہیں آتا۔ اسکی طلب میں لگا لگا مرجاتا ہے یا پالیتا ہے۔ دنیا اور اس کا طلب گار دونوں ایک دوسرے کے عاشق وطالب ہیں۔ اسکا عاشق اپنے خیال میں کامیاب ہو جاتا ہے اور دھوکہ کھا جاتا ہے۔ اسکی محبت میں گرفتار ہو کر مبدأ ومعاد کو بھول جاتا ہے، اسکی عقل اسمیں مشغول ہو جاتی ہے۔ اس میں پڑے پڑے اسکی عقل غفلت کا شکار ہو جاتی ہے۔ حتی کہ اسکے قدم پھسل جاتے ہیں۔ اسکی تمنا کا شر آشکار ہو جاتا ہے۔ اسکی پشیمانی بڑھ جاتی ہے۔ اس کی حسرتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسکی سختیوں میں شدت آ جاتی ہے۔ اس پر سکراتِ موت کے درد والم کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ موت کی آمد اسے غصہ دلاتی ہے۔ جس کرب ومصیبت میں وہ گرفتار ہوتا ہے وہ قابل بیان نہیں۔ بالآخر وہ فتحمند ہونے سے پہلے موت کا لقمہ بن جاتا ہے۔ اسکے ساتھ اسکا غم اور اس کی الجھنیں ختم ہو جاتی ہیں لیکن وہ اپنے مطلوب کو نہیں پا سکتا۔ اسکا نفس مشقت وتھکاوٹ سے آرام نہیں پا سکتا۔ اس کا حال ایسا ہے جیسے کوئی نکل پڑا بغیر توشہ کے اور بدون ٹھکانے کے۔

سو اس دنیا سے خوب ڈرو وہ اس سانپ کی طرح ہے جسکا چھونا نرم ہے اور اسکا زہر قاتل ہے، لہٰذا جو تجھے اس دنیا میں بھلا لگے

اس سے اعراض کر، اسکے غموں کو اپنے سے اتار پھینک چونکہ تو اس کے دکھ درد کا معاینہ کر چکا ہے، اسکی جدائی کا تجھے سو فیصد یقین ہے۔ تو اس سے زیادہ ڈرنے والا ہو، چونکہ دنیا کا عاشق جب بھی اس سے لطف اندوز ہو کر اطمینان پاتا ہے وہ بڑے برے طریقے سے اسکو اپنا بے قرار کرتی ہے، جب بھی اس دنیا کی کسی چیز کے پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور کسی سے اسکی تعریف بیان کرتا ہے تو دنیا اس پر پلٹ آتی ہے، اس سے سرور پانے والا دھوکے کا شکار ہو جاتا ہے، اس سے نفع اٹھانے والا نقصان اٹھاتا ہے، اس کی نرمی تک پہنچنے کے لئے مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اسمیں بقا فناء ہے اسکے سرور میں غم و حزن کی ملاوٹ ہوتی ہے، اس میں زندگی کا انجام ضعف و کمزوری ہے، اسکی طرف نظر زاہد کی طرح کر، مرمٹ جانے والے عاشق کی نظر سے اسکو نہ دیکھ، اور جان لے کہ یہ اپنے ساکن کو زائل کر دیتی ہے، اس میں دھوکہ کھانے والا بد اعتماد پریشان ہو جاتا ہے، جو یہاں سے گیا وہ واپس نہ پلٹا، یہ کوئی نہیں جانتا کہ آنے والا کس کے پاس آئے گا کہ وہ اس کا انتظار کرے۔

اس دنیا سے ڈرو چونکہ اسکی امیدیں جھوٹی اور باطل ہیں، اسمیں زندگی محض تنگی ہے، اسکا خالص گدلا ہے، تو اس میں خطرہ پر ہے یا زائل ہو جانے والی نعمت یا سر پڑنے والی مصیبت یا فیصلہ کن تمنا، پس اگر سمجھے تو حقیقت یہ کہ معیشت تنگ پڑ گئی ہے، نعمتوں کے معاملہ میں خطرے پر ہے، آزمائش خدا پر ہے، موت کے بارے میں یقین ہے۔ اگر خالق باری تعالیٰ نے اس دنیا کی خبر نہ دی ہوتی اسکی مثال بیان نہ کی ہوتی اور اسمیں زہد کا حکم نہ دیا ہوتا تو یہ دنیا سونے والے کو کب کی جگا چکی ہوتی، غافل کو بیدار کر چکی ہوتی، یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلی ڈانٹ آچکی ہے۔ اسمیں واعظ بھی ہے، اللہ کے ہاں اسکی کوئی وقعت نہیں اسکے انتہائی کم وزن ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کچھ وزن نہیں ہے، یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک کنکری سے بھی زیادہ وزن نہیں رکھتی، جمیع ثریٰ میں ذرات کے بقدر بھی اسکی مقدار نہیں ہے۔ اہل اللہ کے ہاں دنیا مبغوض ترین شی ہے۔ جب سے اس کو پیدا کیا گیا اس کی طرف بطور سزا کے دیکھا نہیں۔ نبی کریم ﷺ کو یہ دنیا بتما مہا پیش کی گئی اور اسکے خزانوں کی چابیاں آپ ﷺ کو دی گئیں مگر آپ ﷺ نے قبول فرمانے سے انکار کر دیا حالانکہ آپ ﷺ کو اس کے قبول کرنے سے باز نہیں رکھا گیا تھا اور نہ اس کی وجہ سے اللہ کے ہاں آپ کے مرتبہ میں کوئی کمی واقع ہونے والی تھی مگر صرف یہ بات آپ ﷺ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں لہذا آپ بھی اس کو ناپسند کرنے لگے اور اللہ نے اس کو چھوٹا اور حقیر کر دیا تو آپ ﷺ کے ہاں بھی یہ حقیر اور چھوٹی ہو گئی۔ اگر اسے قبول فرما لیتے تو فقط آپ کے اسے قبول کرنے ہی سے اس کی محبت پر دلیل ہو جاتی۔ لیکن خالق باری تعالیٰ جس چیز سے بغض رکھتے ہیں اس کو ناپسند کرتے ہیں۔

اگر یہ دنیا حقیر نہ ہوتی بلکہ کسی قدر بھی وقعت والی ہوتی تو اللہ تعالیٰ فرمانبرداروں کیلئے اس کا حصول باعث ثواب بناتے اور نافرمانوں کیلئے اس کو باعثِ عذاب قرار دیتے مگر حقیقت اس کے خلاف ہے۔ پس طاعت کا ثواب اس سے نکال دیا اور معصیت کی عقوبت کو خارج کر دیا۔ تیری رہنمائی کی ہے اس دنیائے شر پر اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور دوستوں کو اس سے الگ رکھا، دنیا سے دھوکہ کھانے والا اور اس میں مبتلا آدمی یہ گمان کرتا ہے کہ اسکا تو دنیا کے ساتھ اکرام کیا جا رہا ہے، اور بھول جاتا ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور موسیٰ کلیم اللہ المختار کے ساتھ اللہ باری تعالیٰ نے کیا کیا، رہی بات محمد عربی ﷺ کی، سو وہ بھوک کے عالم میں پیٹ پر پتھر باندھتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کے انتہائی کمزور ہونے کی وجہ سے پیٹ کی جھلی میں پڑی ترکاری کا سبز رنگ دکھائی دیتا تھا، جس دن انہوں نے سائے میں ٹھکانا پکڑا اللہ سے صرف اتنا کھانا مانگا جس سے بھوک بند ہو جاتی، روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اے موسیٰ! جب فقر و فاقہ کو اپنی طرف آتے دیکھو تو صالحین کے شعار کو مرحبا کہو اور جب غنی و مالداری کو اپنی طرف آتے دیکھو تو کہو: گناہ ہے جسکی عقوبت جلد ہی پیش آنے والی ہے۔ اگر چاہو تو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مماثلت کرو۔ ان کا معاملہ عجیب ترین ہے۔ وہ کہا کرتے تھے: میرا نمونہ بھوک اور میرا شعار خوف ہے، میرا لباس اون میری سواری پاؤں ہے۔ چاند اندھیرے میں میرا چراغ ہے۔

سردیوں میں میری سینک دھوپ ہے۔میرے پھل اور خوشبو وہ نباتات ہیں جو درندوں اور چوپاؤں کے لئے زمین سے اُگتے ہیں، میں رات گزارتا ہوں میرے پاس کچھ نہیں ہوتا اور مجھ سے بڑھ کر کوئی غنی نہیں اور اگر چاہو تو میں سلیمان علیہ السلام کا ذکر کروں ان کا معاملہ بھی بڑا عجیب تھا، وہ اپنے خواص میں جو کی روٹی کھاتے اور اپنے اہل کو بھوسی اور لوگوں کو عمدہ کھانے کھلاتے ۔ جب رات چھا جاتی تو ٹاٹ پہنتے اور ہاتھ کو گردن سے لگا لیتے اور روتے ہوئے رات گزارتے حتی کہ اسی عالم میں صبح کرتے، کھردرا کھانا کھاتے اور بالوں کے بنے کپڑے پہنتے۔

انہی کے نقش قدم پر نیک لوگ چلے۔ان کے آثار کو لازم پکڑا۔غور وفکر سے لطف اندوز ہوئے۔تھوڑی مدت انہوں نے صبر کیا اس دھوکے سے جو فنا کی طرف لے جانے والا تھا۔آخرِ دنیا کی طرف انہوں نے نظر کی اول کی طرف نہیں۔اس کی دائمی کڑواہٹ پر نظر رکھی اور وقتی حلاوت کو خاطر میں نہیں لائے، پھر انہوں نے اپنے نفسوں پر صبر کو لازم کیا۔اور دنیا کو اس میتہ کے بمنزلہ شمار کیا جس سے بقدر ضرورت سیرابی پانا حلال ہے اور اس سے اتنا کھایا جس سے نفس میں حرکت اور روح میں کسی قدر بقا ہو۔انہوں نے دنیا کو اس مردار کی طرح سمجھا کہ جس کے قریب سے ہر گزرنے والا اس کی بدبو کی وجہ سے ناک پر ہاتھ رکھ لیتا ہے۔پاس سے گزرنے والوں کو مردار کی بدبو ضرر پہنچتی ہے نہ کہ بھوک سے سیری ملتی ہے۔یہ ان کا نفسیاتی مرتبہ تھا وہ اس مردار سے سیر ہو کر نہیں کھاتے تھے۔وہ کہتے تھے: کیا تم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو کہ سیر ہو کر کھانے سے ڈرتے نہیں، اس سے لذت اٹھاتے ہوئے باک نہیں محسوس کرتے، کیا انہیں بدبو نہیں آتی ؟ بخدا! یہ دنیا آخرت میں مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوگی، ہاں کچھ لوگ جلدی کرتے ہیں اور بدبو نہیں پاتے، عقلمند کو اتنی بات کافی ہے، کہ جو بھی دنیا سے مرا اور اپنے پیچھے مال کثیر چھوڑا وہ تمنا کرے گا کہ کاش وہ دنیا میں فقیر ہوتا یا کوئی شرافت والا آدمی چاہے گا کہ وہ کمتر ہوتا یا آسائشمند آدمی تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں مصیبتوں میں گرفتار ہوتا یا اگر صاحب اقتدار تھا تو وہ تمنا کرے گا کہ معمولی آدمی ہوتا، کیا یہ بات بطور دلیل کے کافی نہیں ہے کہ دنیا ذلت کا منارہ ہے۔

بخدا! اگر کوئی آدمی دنیا سے کوئی چیز حاصل کر لینے کا ارادہ کرے اور پھر اسے کچھ نہ کچھ مل جائے تو لامحالہ حقوق اللہ اس پر لاگو ہوں گے اور بعد الموت اس کے بارے میں پوچھ ہوگی اور حساب لیا جائے گا، لہٰذا عقلمند آدمی کے لئے مناسب ہے کہ دنیا سے صرف بقدر کفایت لے جس سے اسکی بھوک رو کی جاسکے۔لہٰذا اپنے آپ کو بچاؤ اور شدت حساب سے ڈرو اور جب تو دنیا کے معاملہ میں غور و فکر کرے گا تو تیرے سامنے تین طرح کے دن ہیں ایک وہ دن جو گزر چکا اور ایک وہ دن جس میں تو آج موجود ہے تیرے لئے بہتر ہے کہ تو اس دن کو غنیمت سمجھے اور ایک دن وہ ہے جو آئندہ آنے والا ہے اس کے متعلق تجھے پتہ نہیں کہ کل تو اہل دنیا میں سے ہوگا یا نہیں۔یہ بھی تو نہیں جانتا کہ تو کل آنے سے پہلے ہی مرجائے۔گزشتہ میں تو حکیم مودب ہے، آج کے دن تو دوست ہے جو الوداع کیا جاسکتا ہے، اگر تو گزشتہ دن کو اچھا گزار چکا تو بہتر ہے ورنہ ایک دن اور آیا ہے اسکو بہتر بنانے کا سوچ لے۔پس عمل پر اعتماد کر امید کے دھوکے چھوڑ دے، شغل میں کثرت ہوگئی حزن میں اضافہ ہوگیا تھکاوٹ بڑھ گئی اور بندے نے عمل کو امید سے ضائع کر دیا۔

اگر لالچ آج کے دن تیرے دل سے نکل چکی تو آج تو عمل کرنے میں بہتر رہا۔اور ان کے لئے اپنے دن کو چھوٹا کر دے چونکہ لالچ تجھے تفریط کی طرف لے جائے گی اور طلب میں تجھ سے اضافہ کا مطالبہ کرے گا۔اگر چاہو تو اکتفا کر لو میں تمہارے لئے ایک ساعت کا تذکرہ دو ساعتوں کے درمیان ایک ہے ساعت گزشتہ ایک آنے والی اور ایک وہ ساعت جس میں تو ابھی موجود گزارے اور آنے والی ساعت کے بارے میں راحت وامن میں نہیں رہ سکتا اور نہ ان کی آزمائش میں دکھ درد دنیا ایک ساعت ہے اور تو اس میں موجود ہے یہ ساعت تجھے جنت سے دھوکہ دے رہی ہے اور تجھے جہنم کی طرف لے جارہی ہے، آج کا دن تیرا مہمان ہے۔اگر تو نے اس کی اچھی میزبانی کی اور اسکا رہن سہن اچھا رکھا تو تیری تعریف کرے گا، اور اگر تو نے اس کی مہمانی اچھی نہیں کی تو وہ تیری آنکھوں میں

چکر لگاتا ہی رہے گا۔ اور یہ دو دن بمنزلہ دو بھائیوں کی طرح ہیں ایک دن تیرے پاس آچکا اگر اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کیا تو اس دن کے بعد ایک دوسرا دن آنے والا ہے۔ یہ دن کہتا ہے کہ میں گزشتہ دن کا بھائی ہوں اگر تو نے میرے ساتھ اچھائی کی تو کل کے ساتھ کی گئی برائی مٹ جائے گی جو کچھ تو نے کیا وہ اس کی مغفرت ہوگی، اور جو عمر باقی رہی اسکا ثمن وعدل نہیں ہے۔ مقبور کی زیادہ عظمت کے ساتھ اس کی تعظیم نہیں ہوتی، چونکہ سب کچھ تیرے سامنے ہے، جو تو نے دنیا کمائی اب تو قبر میں مدفون ہو چکا اور تیرا مال تیرے بیٹے بہو کے لئے ہو گیا اور وہ تیرے بعد عیش وعشرت کریں گے۔ دنیا تو تھا اور وہ نہیں تھے، یہ تجھے زیادہ پسند ہے حالانکہ تو اپنے لئے عمل کرے۔ جو بھی تو جمع کرے آج کے دن کے ساتھ مگر یہ کہ آج کا دن تو نے اختیار کیا رغبت کرتے ہوئے، اگر تو اقتصار کرے اس ساعت پر جو بہتر ہے اور انصاف اس کا غیر کے لئے ہے، اگر تو صرف ایک کلمہ کہے تب بھی وہ لکھا جائے گا۔ سمجھا جائے گا کہ تو نے اپنے لئے صرف ایک کلمہ پسند کیا ہے۔ لہذا آج کے دن کو اپنے لئے خالص کرلے۔ موجودہ ساعت کو دیکھ اور بات کو بڑا سمجھ۔ موت کے وقت حسرت کرنے سے ڈر اور یہ نہ سمجھ کہ کلام اس وقت حجت ہوگا، اللہ ہمیں اور تمہیں وعظ ونصیحت سے نفع بخشے اور انجام سے نواز ے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۷۹۴- ابو نعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، ابو طالب بن سوادہ، یوسف بن بحر مروزی، عبدالوہاب بن عطاء، عبیدہ بن سعید بن رزین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حسن بصری رحمہ اللہ اپنے مریدین کو وعظ کرنے لگے فرمایا دنیا دار عمل ہے جو اس دنیا سے کنارہ کش رہا وہ کامیابی سے ہمکنار ہوا اور دنیا کی پاسداری اسے نفع بھی پہنچاتی ہے اور جس نے دنیا کی مصاحبت اختیار کی اور اس میں رغبت اور محبت کو سہارۂ حصول بنایا اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور نتیجۂ اسکے وافر حصہ کے حصول سے ہلاکت کا منہ دیکھنا پڑا اور پھر اسے ایسی ہلاکت کی طرف دھکیل دیا جسکی برداشت کی اس میں نہ صبر ہے اور نہ ہی اس میں طاقت ہے۔ اس دنیا کا معاملہ بہت چھوٹا اور اسکا متاع بہت قلیل ہے، اس پر فنا کا حکم لکھا جا چکا اور پھر اس کی میراث کا ولی اللہ ہی ہوگا۔ اس کے اہل کو ایسے ٹھکانوں کی طرف پھیر دیا جائے گا جو بوسیدہ نہیں ہوں گے اور طول قیام کی وجہ سے ان میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ اللہ کے سواء کسی کو قوت حاصل نہ ہوگی۔ پس یہی موطن ہوگا، اس انقلاب کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو۔ اے ابن آدم! اپنے ارادے کو دنیا کے لگاؤ سے قطع کردے، کیونکہ تو نے جو اس کے ساتھ تعلقات وابستہ کر رکھے ہیں وہ توڑ دیئے جائیں گے، پھر جس مقصد کے لئے تجھے پیدا کیا گیا ہے اس کا ذکر بھی تجھ سے منقطع ہو جائے گا حق سے تیرا دل کجروی کا راستہ اختیار کرے گا۔ تو دنیا کی طرف مائل ہو جائے گا اور دنیا تجھے ہلاک کردیگی۔ یہ دنیاوی ٹھکانے اس کے ضرر سے بدترین ہیں۔ اس کا نفع منقطع ہو جائیگا۔ بخدا! یہ تجھے نہ ختم ہونے والی ندامت اور عذاب شدید کی طرف لے جائے گی۔ اے ابن آدم اس دنیا کے مکر سے دھوکہ نہ کھانا۔ بے شک عظیم تر ہولنا کی تیرے سامنے ہے۔ ابھی تک ان سے تجھے خلاصی نہیں ملی۔ اس طریقہ چال کے سوا تیرے لئے کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ یہ امور یا تو تجھے اپنے شر سے نجات دیں گے یا تو ان میں گرفتار ہو جائے گا۔ یہ منازل سخت ڈراؤنی اور دلوں کو دھچکا لگانے والی ہیں۔ ان سے نبرد آزما ہونے کے لئے ہمہ وقت تیار رہ۔ ان کے شر سے بھاگنے کی سوچ۔ تجھے قلیل متاع جو کہ فانی ہے غفلت میں نہ ڈالے۔ انتظار میں نہ رہ، چونکہ یہ بہت جلد تیری عمر کو گھٹا رہے ہیں۔ آجکا کام کل پر نہ چھوڑ چونکہ تجھے کیا معلوم کب اللہ تعالیٰ کی طرف تو کوچ کر جائے۔ صاحبو! خوب جان لو کہ لوگ دنیا میں رہ کر صبح کرتے ہیں اور ہر اندھا پن کام ان کی اگلی منزل ہوتا ہے۔ دنیا کا بندہ اس سے خوش رہتا ہے اور ہر وقت مزید ترقی کا خواہاں رہتا ہے۔ یاد رکھ! جب تک محض اللہ کے لئے اس کی فرمانبرداری نہیں کرے گا خسارہ اسکا مقدر رہے گا اور اسکی کوشش ضائع ہو جائے گی۔ اور جو کچھ اس میں سے اللہ کی اطاعت کے واسطے کرلے گا وہی آگے کام آئے گا اور یقینا ایسے ہی خوش نصیبوں نے راہ کامیابی پالی۔ ان کے پاس اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں ماضی اور مستقبل کی تمام خبریں اور ان سے پچھلے لوگوں کی خبریں ہیں۔ اللہ کا فیصلہ آج بھی وہی ہے جو پہلے لوگوں کیلئے تھا۔ اللہ کی حجت نافذ

ہو کر رہتی ہے۔عذر واضح ہے۔سب کچھ اللہ کی مرضی کے مطابق ہو کر رہے گا۔پھر اللہ کی قضا اس کے بندوں کے ساتھ دو طرح ہوگی، ایک یہ کہ یا تو اس کے لئے رحمت و مغفرت کا فیصلہ ہوگا اور پھر اس کے لئے نعمت و کرامت عیش و عشرت ہوگی۔ یا اس کے لئے غیظ وغضب اور سزا و عقوبت کا فیصلہ ہوگا۔تب اس کے لئے حسرت و ندامت ہے۔جس کے پاس اللہ کی طرف سے پیغام پہنچ گیا کہ یہ امر ہونے والا ہے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے، سو اس پر خدا کا حق ہے کہ وہ اس (دنیا) کو چھوٹا اور حقیر سمجھے جس کو خدا نے حقیر کر دیا اور اس (آخرت) کو بڑا سمجھے جس کو خدا نے عظیم قرار دیدیا۔کیا اللہ نے اس چیز کو اور اس کے اہل کو کراھۃً ذکر نہیں کیا؟ کیا نہیں بتایا کہ دنیا کوچ کا نقارہ بجا چکی ہے اور اس کی نعمتوں کو زوال لازم ہے۔اس کی مصیبتوں سے امن نہیں مل سکتا۔اس کا جدید پرانا ہو جاتا ہے۔اسکا تندرست بیمار پڑ جاتا ہے۔اسکا غنی محتاج بن جاتا ہے۔یہ دنیا اپنے اہل کو گھائل کرنے والی ہے۔ہر حال میں ان کے ساتھ کھیلنے والی ہے اس میں عبرت ہے لیکن اس کیلئے جو عبرت حاصل کرنا چاہے۔جب سب کچھ واضح ہے تو پھر تیرا انتظار کیسا؟

اے ابن آدم! آج تو ایک ایسے گھر میں ہے جس کا معاملہ واضح ہو چکا۔اس کی پیش رفت خاتمے کی طرف ہے۔یہ اپنے اہل کو سختیوں کی طرف دھکیلنے والی ہے جو انتہائی خطرناک ہیں۔اے ابن آدم! اللہ سے ڈر۔دنیا میں تیری تمام تر کوششیں آخرت کے لئے ہونی چاہئیں۔چونکہ دنیا میں تیرے لئے کچھ نہیں مگر یہ کہ تو اس کو آخرت کے لئے بھیج دے۔تو وقتی حوائج کے سوا اپنا مال ذخیرہ ہرگز نہ کر۔ جسکو ایک دن تجھے چھوڑنا ہے اس کیلئے اپنی جان کو مت تھکا۔لیکن دور کے پر مشقت سفر کے لئے زادِ راہ تیار کر رکھ۔ان دنوں کو شمار کر کر کے استعمال کر قبل اس سے کہ خدا کی طرف سے آنے والا آ جائے اور وہ تیرے ارادوں کے درمیان حائل ہو جائے۔اے ابن آدم اب تو ندامت کا اظہار کر لے کیونکہ بعد میں ندامت تجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچائے گی۔دنیا کو اپنے سے اتار پھینک اور جو بچا کھچا ہے اسکو چھوڑ دے۔چونکہ جب تو نے ایسا کر لیا تو تو اس وقت قیمتی بدلہ کو پالے گا۔یعنی وہ نعمتیں میسر ہونگی جو کبھی زائل ہونے والی نہیں ہوں گی۔ اور ایسے عذاب سے نجات پا جائے گا جس میں مبتلا انسانوں کو راحت و آرام کبھی میسر نہیں ہوتا۔محنت کر اس مقصد کے لئے جس کے لئے تجھے پیدا کیا گیا ہے قبل اس کے کہ تجھ پر ایسے کام آن پڑیں جن کا اجتماع تیرے لئے مشقت آمیز ہوگا۔دنیا کی مصاحبت صرف جسم کی حد تک اختیار کر۔دل سے اس کو دور رکھ...... تا کہ جو عمر تو نے دیکھ لی اس کا تجھے کچھ نفع ہو۔اہل دنیا اور ان کے شغل کو چھوڑ۔اسکا وبال خوفناک ہے۔لہٰذا تو اس میں زندگی کنارہ کشی کے عالم میں بسر کر۔چونکہ یہی طریقہ صالحین کا رہا ہے۔

اے ابن آدم! تو امر عظیم کا طلبگار ہے اسمیں کوتاہی محروم ہی کرتا ہے۔تو دیکھتے بھالتے دھوکہ میں نہیں پھنس جانا، جو تیرا حصہ تجھے پیش کیا جائے اسکو نہیں چھوڑنا۔تجھ سے سوال کیا جائے گا لہٰذا اپنے عمل کو خالص کر لے۔جب صبح کرے تو موت کا انتظار کر۔جب شام کرے تو تب بھی تیرا یہی حال ہو۔اللہ کے علاوہ کسی کی قوت نہیں اور اطاعت پر طاقت صرف وہی بخشتا ہے۔لوگوں میں نجات یافتہ وہی ہے جو منزل حق پر سختی و نرمی دونوں حالتوں میں عمل پیرا رہے۔وہ اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول کو اپنا شعار بنائے جس کا بندوں کو حکم ملا ہے۔تم صبح کرتے ہو برے گھر میں، جسے بطور آزمائش کے پیدا کیا گیا ہے۔اس کے اہل کے لئے مدت مقرر کی گئی ہے جب اس تک ان کی انتہا ہوتی ہے خود ہلاک ہو جاتے ہیں۔یہ اپنی نباتات اگاتی ہے۔اس میں ہر طرح کا جانور پھیلا ہوا ہے۔پھر خبر دی انکو اس چیز کی جس کی طرف وہ رواں دواں ہیں۔

پھر اپنے بندوں کو اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا اور اس کا رستہ صاف واضح کیا، یعنی فرمانبرداری کا رستہ۔ ان سے جنت کا وعدہ کیا، وہ اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔لوگوں کے اعمال میں سے کچھ بھی اس پر مخفی نہیں ہے۔عاصی و مطیع کی کوشش الگ الگ ہے۔ اللہ کی طرف سے ہر ایک کو اپنے عمل کا بدلہ ملے گا اور پورا پورا حصہ ملے گا۔وہ سب کا سب اللہ نے نہیں بتایا جو اپنے بندوں سے وعدے کر رکھا ہے اور کتاب میں اس بات کو نازل کیا ہے۔اپنی مخلوق میں سے جس کو اسکی طرف راغب کیا ہے۔حالانکہ اطمینان کے ساتھ اسکی

رضامندی نہیں ہوتی اور نہ اسکی طرف اسکا جھکاؤ ہوتا ہے بلکہ ان کی نشانیاں اور علامات بیان کردی ہیں۔ ان کا عیب بیان کیا اور نہی وارد کی اس کے غیر میں رغبت دلائی۔ اپنے بندوں کے لئے بیان کیا کہ وہ عظیم الشان مقصد ہے جسکے لئے دنیا اور اہل دنیا کو پیدا کیا گیا۔ اسکا مطلع ھولناک ہوگا۔ میں اس دنیا کو ایسا گھر سمجھتا ہوں جسکا ثواب کسی اور ثواب کے مشابہ نہیں ہوسکتا نہ عقاب کسی سزا کے۔ لیکن یہ دار خلود ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس میں بدلہ دے گا۔ پھر انہیں اپنے اپنے ٹھکانوں میں اتارے گا۔ اسمیں کسی کی پریشانی متغیر نہیں ہوگی نہ ہی نعمتوں میں تغیر ہوگا۔ اللہ اس پر رحمت فرمائے جو حلال کا طالب ہوحتی کہ جب اس میں تصرف کرنا چاہتا ہے تو اس کو نیک راستے کی طرف پھیر دیتا ہے۔

اے ابن آدم تیرا ناس ہو تجھے ضرر نہیں پہنچائے گا وہ آدمی جس نے دنیا کے شدائد کا مقابلہ کیا ہو جب تیرے لئے آخرت کی بھلائی خالص ہو۔ تمہیں کثرت سامان نے ھلاکت میں ڈال دیا حتی کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔ کثرت مال نے لوگوں کو رسوا کردیا۔ کثرت مال نے تمہیں اللہ تعالیٰ سے غافل کردیا حالانکہ اللہ کی دعوت تمہیں پہنچی ہے۔ بخدا! ہم ایسے لوگوں کے ساتھ مصاحب رہے ہیں جو کہا کرتے تھے کہ دنیا میں نہیں کوئی حاجت نہیں، اس کے لئے ہم پیدا بھی نہیں کیے گئے۔

وہ صبح شام جنت کی طلب میں لگے رہتے تھے، بخدا! اس طلب میں انہوں نے اپنے خون تک بہادیئے۔ ہمیشہ ہا امید رہے کامیاب ہوئے اور نجات پائی۔ مبارک ہے ان کو ان میں سے کوئی بھی اپنے کپڑے نہیں لپیٹتا تھا اور نہ بچھاتا تھا۔ تو ان سے ملاقات کرے گا در آں حالانکہ وہ روزہ دار، عاجز، غمگین اور خوفزدہ ہوں گے...... حتی کہ جب وہ اپنے اہل خانہ کے پاس آتے ہیں اگر اہل خانہ انہیں کچھ کھانے کو دے دیں تو کھالیتے ہیں ورنہ خاموشی اختیار کرلیتے ہیں اور یہ نہیں پوچھتے کہ یہ کیا ہے اور یہ کیا ہے؟۔ سن! ۔

لیس من مات فاستراح بمیت . انما المیت میت الاحیاء .

جو آدمی مر کر راحت و آرام میں ہو وہ مردہ نہیں ہے۔ اگر کوئی مردہ ہوسکتا ہے تو وہ زندوں کا مردہ ہے۔

حسن بصریؒ کا بلیغ خطبہ

۱۷۹۵-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، محمد بن عبداللہ بن رستہ، طالوت بن عباد، عبدالمؤمن بن عبیداللہ، حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اے ابن آدم! تیرا عمل عمل ہے، وہ نفس الامر میں تیرا گوشت اور خون ہے۔ سو بنظر غائر دیکھ تو کس حال میں اپنے عمل کو پاتا ہے۔ بے شک اہل تقویٰ کی علامتیں ہوتی ہیں جن سے انہیں پہچان لیا جاتا ہے۔ وہ علامتیں یہ ہیں سچی بات، عہد و وفا، صلہ رحمی، کمزوروں پر شفقت و مہربانی، فخر و تکبر سے سراسر دوری، بھلائی کرنے کی عادت، لوگوں پر نہ اترانا، حسن خلق، ایسی عادات کا خوگر ہونا جو قربت الٰہی کے لئے ممد و معاون ہوں۔ اے ابن آدم! بے شک تو اپنے عمل کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے اسکی بھلائی و اچھائی کا وزن کیا جائے گا۔ معمولی نیکی کو بھی کمتر و حقیر نہ سمجھ بے شک جب تو معمولی نیکی کو دیکھے گا اس کا تیرے نامہ اعمال میں ہونا تجھے خوش کرے گا۔ اور چھوٹی سے چھوٹی برائی کو بھی ہرگز معمولی نہ سمجھ چونکہ نامۂ اعمال میں تو اسے دیکھ کر پریشان ہوجائے گا۔ پس اللہ اس آدمی کو غریق رحمت کرے جو حلال کمائے اور پھر اسے اللہ کی رضا جوئی کی خاطر خرچ کرے اپنے فقر و فاقہ کے دن کے لئے ذخیرہ کرنے کے واسطے۔ افسوس افسوس یہ دنیا میری حالت کے ساتھ انجام کار کے طور پر ختم ہوچکی اور اعمال گردنوں میں ہار بن کر لٹک گئے۔ تم لوگوں کو ہانک رہے ہوگے اور قیامت تمہیں ہانک رہی ہوگی۔ تمہارے اچھوں کو جلد بازی کا سامنا کرنا چاہیے۔ بھلا تم کس انتظار میں ہو؟ معاینہ اور مشاہدہ ہوچکا ہے۔ تمہاری کتاب کے بعد کوئی اور کتاب نہیں۔ اور تمہارے نبی آخر الزمان کے بعد کوئی اور نبی نہیں۔ اے ابن آدم! اپنی دنیا کو آخرت کے بدلے میں بیچ ڈالو۔ اس طرح دونوں سے نفع کماؤ گے، آخرت کو دنیا کے بدلے میں ہرگز مت بیچو ان دونوں سے خسارے میں رہوگے۔

۱۷۹۶-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوہ احمد بن حنبل، محمد بن سابق، مالک بن مغول، حمید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ ماہِ رجب میں مسجد میں تشریف فرما تھے۔آپ نے منہ میں پانی لیا اور اسکی کلی کر دی اتنے میں لمبے لمبے سانس لیے اور پھر رونے لگے حتی کہ ان کے جسم پر کپکپی طاری ہوگئی پھر فرمانے لگے: اے کاش! دلوں کو حیاتِ جاودانی ملی ہوتی اور انہیں ہمت ہوتی تو بخدا! میں تمہیں قیامت کی صبح تک رُلاتا رہتا۔ بے شک وہ رات جو قیامت کی صبح کو طلوع کرے گی اس دن کے متعلق مخلوق نے کبھی نہیں سنا ہوگا کہ اسمیں کھلی بے پردگی کی کثرت ہو اور کسی روتی آنکھ کو اس دن سے بڑھ کر نہیں دیکھا ہوگا یعنی قیامت کے دن۔

۱۷۹۷-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد، ابوہ احمد بن حنبل، محمد بن سابق، ابن مغول، کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہر بندہ صبح کر کے اپنے مطلوب میں مصروف ہو جاتا ہے اور آدمی اپنے مطلب ومقصود کا ذکر کثرت سے کرتا ہے، جسکی آخرت نہیں اسکی دنیا نہیں اور جس نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی نہ اس کی دنیا رہی نہ اس کی آخرت رہی۔

۱۷۹۸-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، علی بن مسلم، سیار، جعفر ابراہیم بن عیسی یشکری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: بخدا دنیادار کے لئے دنیا باقی نہیں رہی اور نہ ہی وہ دنیا کے لئے باقی رہا اور جس نے دنیا کی اتباع کی وہ سلامتی میں نہیں رہا اور اس کے شر وحساب سے محفوظ بھی نہیں رہا۔ (البتہ اس دنیا کو جس نے زخمی کیا وہ سلامتی کے ساتھ نکال لیا گیا)۔

۱۷۹۹-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن معبد، عبداللہ بن محمد بن نعمان، محمد بن آدم مطیمی، مخلد بن حسین ہشام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے آیت کریمہ: " ھاؤم اقرء وا کتابیه انی ظننت انی ملاق حسابیه " کی تفسیر کے متعلق فرمایا: بے شک مؤمن اپنے رب کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے اور عمل بھی اچھا کرتا ہے اور کافر اپنے رب کے بارے میں برا گمان رکھتا ہے اور پھر عمل بھی برا کرتا ہے۔

۱۸۰۰-ابونعیم اصفہانی، ابومسعود عبداللہ بن محمد بن احمد ادیب، محمد بن احمد بن سلیمان ہروی، ابوحاتم سجستانی، اصمعی، عیسی ابن عمر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: دلوں کو چستی کی جلا بخشا کرو چونکہ دل سستی کی طرف جلدی سے پیش رفت کرتے ہیں نفوس کو جھنجوڑا کرو چونکہ یہ بڑے دھوکے باز ہیں اور اگر تم نے ان کی فرمانبرداری کی تو یہ تمہیں شر وفساد کی گہری کھائیوں میں پھینک دیں گے۔

۱۸۰۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن محمد بن عبداللہ قاری، عبید بن حسن، سلیمان، بن داؤد، ابومعاویہ ضریر، عوام بن حوشب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: جس میں چار چیزیں ہوں اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتے ہیں اور شیطان سے اسے پناہ دیتے ہیں۔ وہ چار چیزیں رغبت، رہبت، شہوت اور غضب ہیں۔ ان کی کیفیت کے وقت جو اپنے نفس پر قابو پائے وہ اس خوشخبری کا مستحق ہے۔

۱۸۰۲-ابونعیم اصفہانی، ابوعبداللہ بن محمد بن عبداللہ کاتب، حسن بن علی طوسی، محمد بن عبدالکریم، ہیثم بن عدی، ابوبکر ہذلی کہتے ہیں کہ ہم حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے تھے ایک مرتبہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا: ہم ابھی عبید اللہ بن اہتم کے پاس گئے ان کی روح بس ابھی پرواز کرنا چاہتی ہے۔ ہم (وہاں پہنچے اور ہم) نے کہا: اے ابومعمر! اس وقت تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ کہنے لگا: بخدا! مجھے سخت تکلیف ہے اور موت اب یقینی ہے۔ لیکن تم لوگ صندوق میں پڑے ایک لاکھ درہم کے بارے میں کیا کہتے ہو جن سے زکوۃ ادا کی گئی اور نہ ہی رشتہ داروں پر خرچ کیے گئے؟ ہم نے کہا: اے ابومعمر! تم انہیں کس لئے جمع کرتے رہے؟ کہا گردشِ زمانہ، سلطان کی جفاکشی، اور کثرتِ خاندان کے لئے میں نے انہیں جمع کیا تھا۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرمانے لگے: اس مصیبت زدہ فقیر کو

دیکھو۔ دراصل اس کے پاس شیطان آیا اور اسے گردشِ زمانہ، سلطان کی جفاکشی اور اہل وعیال سے ڈراتا رہا، حالانکہ اللہ نے یہ دولت اسکو ودیعت کی تھی اور اسے عمر دی تھی۔ بخدا! وہ اس دنیا سے غمگین، شکستہ دل اور ذلیل وخوار ہو کر نکلے گا۔ اے مخاطب! دھوکے میں مت رہ جس طرح کہ تیرا وہ قریب المرگ ساتھی دھوکے میں رہا۔ یہ مال تیرے پاس حلال طریقے سے آیا سو اپنے آپ کو خوب بچا، کہیں وہ تمہارے لئے وبال جان نہ بن جائے۔ بخدا! جو آدمی مال جمع کرنے والا ہو، کنجوس ہو، دن رات لگاتار اسکو محو گردش رکھتا ہو یاد رکھے کہ اس میں بیابان اور جنگل قطع ہو جاتے ہیں، اسکا جمع کرنا باطل ہے اور اسکی قوت حق ہے چنانچہ وہ دولت کو جمع کرتا ہے اور پھر اسکی حفاظت کرتا ہے اور پھر اسے سنبھال کر رکھتا ہے اس سے زکوٰۃ تک نہیں ادا کرتا اور صلہ رحمی بھی اس دولت کے ذریعے نہیں کرتا، قیامت کے دن محض حسرتوں کو لئے ہوگا، بڑی حسرت کی بات یہ ہے کہ بندہ کل کے دن اپنے مال کو دوسرے کے ترازو میں دیکھے، کیا تمہیں معلوم ہے یہ کس طرح ہوتا ہے؟ وہ اس طرح کہ ایک آدمی کو اللہ نے مال دولت سے نوازا اور اسے حکم دیا کہ حقوق اللہ میں خرچ کرو لیکن وہ بخل سے کام لیتا ہے اور اسکی دولت وہیں کی وہیں پڑی رہ جاتی ہے اتنے میں اسکا کوئی وارث اسے سمیٹ لیتا ہے چنانچہ وہ آدمی اپنے مال کو غیر کے ترازو میں دیکھتا ہے اب اس کے لئے بے مثال ٹھوکر ہے اور ایسی توبہ جو ہاتھوں سے نکل چکی۔

۱۸۰۳- ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، ابراہیم بن محمد بن حسن، محمد بن وزیر، یزید بن ہارون، ابوعبیدہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرے جو صاحب معرفت ہو اور صبر کرے پھر صاحب بصارت ہو۔ بے شک بہت سارے لوگ صاحب معرفت ہوتے ہیں جنکی جزع وفزع نے ان کی آنکھوں کو بیکار بنا دیا وہ اپنے مطلوب کو نہیں پا سکے اور جو چھوڑ آئے اس کی طرف واپس نہیں لوٹیں گے، ان گمراہ کن خواہشات سے بچو جو کہ اللہ سے دور کرنے والی ہیں ان کے مقتضیٰ پر چلنا سراسر گمراہی ہے اور انکا انجام جہنم ہے جس نے انہیں پالیا وہ گمراہ ہوا اور جس کو ان خواہشات نے پالیا وہ مقتول ہوا۔ اے ابن آدم تیرا دین سلامتی میں ہے تو تیرا خون وگوشت بھی سلامتی میں ہے اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور صورت حال ہو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگ چونکہ وہ نہ بجھنے والی آگ ہے۔ نہ مندمل ہونے والا زخم ہے۔ نہ ختم ہونے والا عذاب ہے اور نہ مرنے والا نفس ہے۔ اے ابن آدم! تجھے اپنے رب کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور تو اپنے عمل کا مرہون ہے۔ جو کچھ تیرے پاس ہے اسے اپنے پیش آنے والے حالات کے لئے لے لے۔ موت کے وقت تجھے خبر ہوگی، تجھ سے سوال ہوگا تجھے اسکا جواب نہیں آئے گا۔ بے شک بندہ اس وقت تک ہمیشہ بھلائی میں رہتا ہے جب تک وہ اپنے نفس کو نصیحت کرتا رہے اور نفس کا محاسبہ اسکا اہم ترین مقصد ہو۔

۱۸۰۴- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوہ احمد بن حنبل، صفوان بن عیسیٰ ہشام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: بخدا! میں نے ایسے لوگوں کو بھی پایا ہے جس کے ہاں گھر پر لیٹنے کے لئے معمولی کپڑا بھی مہیا نہیں ہوتا تھا اور ان میں سے کوئی اپنے اہل خانہ کو کھانا تیار کرنے کا بھی حکم نہیں دیتا تھا زمین پر چلتے ہوئے کبھی اس سے باعث فساد بات سرزد نہیں ہوئی بسا اوقات ان میں سے کوئی یہ بھی کہہ دیتا کہ میں پسند کرتا ہوں میرے پیٹ میں کھانے کی بجائے پکی اینٹ پڑی ہو، حسن بصری رحمہ اللہ ہم سے کہا کرتے تھے: اینٹ پانی میں تین سو سال تک باقی رہتی ہے میں نے ایسے لوگوں کو بھی پایا ہے کہ ان میں سے اگر کوئی مال عظیم کا وارث بنے تو کہے گا، بخدا یہ میرے لئے بڑی مشقت کی چیز ہے وہ اپنے بھائی سے کہتا: اے میرے بھائی! مجھے معلوم ہے کہ یہ میراث میرے لئے حلال طیب ہے لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ میرے دل کی روحانیت پر موت کو نہ واقع کر دے پس مال ودولت تو رکھ لے مجھے اسکی کوئی ضرورت نہیں، حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ وہ سارے کا سارا مال اپنے بھائی کے حوالے کر دیتا تھا اور اسمیں سے کبھی اپنے لئے نہیں روکتا تھا حالانکہ حقیقت میں وہ اس مال کا شدت سے محتاج ہوتا تھا۔

۱۸۰۵- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، محمد بن وزیر، یزید بن ھارون، ابوعبیدہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ

اللہ نے فرمایا: اے ابن آدم! تو سب کچھ ہڑپ کر چکا، مال و دولت خوب جمع کر کے رکھا اور تھیلوں کو خوب کس کس کے باندھا، عمدہ گھوڑے پر سوار ہوا اور نرم و ملائم لباس پہنے پھر کہا گیا فلاں مرگیا اور اس دنیا کو سدھار گیا اور آخرت کی طرف کوچ کر گیا۔ بے شک مؤمن محض اللہ کے لئے تھوڑے دنوں تک عمل کرتا ہے اور پھر اسے ملنے والی نعمتوں پر ندامت نہیں ہوتی، لیکن دنیا اس کے لئے بڑی خوشگوار ہے اس کو سہولت کے ساتھ نگل کر آخرت کے لئے ہضم کر لیتا ہے۔ وہ اس دنیا سے گزارے کے لئے زادِ راہ لیتا ہے حالانکہ وہ نفس الامر میں اس دنیا کو ٹھہرنے کا گھر نہیں بناتا وہ اس دنیا کی عیش و عشرت چمک دمک کی طرف راغب نہیں ہوتا، کتنی بڑی سے بڑی آزمائش میں وہ مبتلا ہو جائے اس کی نظر لاشی کے درجے میں ہوتی ہے اور جوانمردی سے اسکا مقابلہ کرتا ہے اور اسے عند اللہ باعث اجر وثواب سمجھتا ہے اور دنیا کے عطایا کو نظر انداز کرتا ہے حتی کہ وہ اس دنیا سے رغبت، خوف اور خوشگوار انداز میں سدھار جاتا ہے۔ پس اپنے اس رویے کے زیر سایہ اپنی روح کو بے خوف کر دیتا ہے اور اپنی بے پردگی کو چھپا لیتا ہے اور اپنے حساب سے ہمہ وقت خوش وخرم رہتا ہے مسلمانوں میں سے سمجھدار لوگ کہا کرتے تھے: وہ تو ایک صبح کا آنا یا شام کا جانا ہے۔ اے ابن آدم! استقامت تیرا شعار ہونا چاہیے۔ حتی کہ بندے کو اللہ اگر جنت عطا فرمائے تو وہ کامیاب ہوا اور اللہ اپنی جنت کے بارے میں کسی کو دھوکہ نہیں دینا چاہتا اور محض خواہشات کے بل بوتے پر کسی کو جنت عطا بھی نہیں فرماتا حالانکہ اب بخل وحرص میں شدت آگئی ہے۔ خواہشات کا ظہور ہو چکا ہے اور متمنی اپنی تمناؤں کے دھوکے میں گرفتار ہے۔

۱۸۰۶- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، ابوبکر بن ابی شیبہ، اسامہ، سفیان، عمران قصیر کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری رحمہ اللہ سے ایک چیز کے متعلق دریافت کیا چنانچہ میں نے کہا: فقہاء یوں اور یوں کہتے ہیں، فرمانے لگے: کیا تو نے اپنی آنکھوں سے کسی فقیہ کو دیکھا ہے؟ فقیہ تو تارک الدنیا، اپنے دین پر گہری نظر رکھنے والا اور اپنے رب عز وجل کی ہمہ وقت عبادت کرنے والا ہوتا ہے۔

۱۸۰۷- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، معمر، سفیان بن عیینہ کے سلسلۂ سند سے ایوب کہتے ہیں کہ اگر تم حسن بصری رحمہ اللہ کو دیکھ لیتے کہتے کہ میں تو کبھی کسی فقیہ کے پاس بیٹھا نہیں ہوں۔

۱۸۰۸- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبداللہ بن محمد بن ابی کامل، ہوذہ بن خلیفہ، عوف بن ابی جمیلہ اعرابی کہتے ہیں کہ حسن بصری رحمہ اللہ ام سلمہ زوجۂ رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی کے بیٹے تھے۔ چنانچہ ام سلمہؓ لونڈی کو کسی کام میں مشغول کر دیتیں حسنؒ بہت رونے لگتے ام سلمہؓ کو ان پر ترس آتا اور انہیں اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیتی اور حسن کے منہ میں اپنا پستان دے دیتیں چنانچہ اس طرح ان کے پستان میں دودھ اتر آیا اور حسن رحمہ اللہ نے اسے پینا شروع کر دیا اس وجہ سے کہا جانے لگا کہ حسن بصری رحمہ اللہ کو علم وحکمت کا یہ مرتبہ ام سلمہؓ زوجۂ رسول اللہ ﷺ کا بابرکت دودھ پینے کی وجہ سے ملا ہے۔

۱۸۰۹- ابونعیم اصفہانی، عثمان بن محمد عثمانی، محمد بن عبدوس ہاشمی، عیاش بن یزید، حفص بن غیاث کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں حسن بصری رحمہ اللہ حکمت کے بیان سے عاجز تھے حتی کہ بالآخر اسکی نطق پر قادر ہو گئے اور جب بھی ان کا تذکرہ ابوجعفر محمد بن علی بن حسن رحمہ اللہ کے سامنے کیا جاتا تو فوراً گویا ہوتے کہ ان کا کلام انبیاء کے کلام کے مشابہ ہے۔

۱۸۱۰- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، عبدالوارث بن عبدالصمد بن عبدالوارث، ابوہ عبدالصمد، محمد بن ذکوان، خالد بن صفوان کی سند سے مروی ہے، خالد کہتے ہیں: جب حیرہ میں مسلمہ بن عبدالملک سے میری ملاقات ہوئی کہنے لگا: اے ابوخالد! مجھے اہل بصرہ کے حسن کے بارے میں خبر دو، میں نے کہا: اللہ تعالیٰ امیر کی حالت بہتر کرے میں آپ کو ان کے متعلق باخوبی آگاہ کروں گا بایں طور کہ میں ان کا پڑوسی اور شریک مجلس ہوں، چنانچہ جو بات ان کے دل میں ہے وہ اسی کو علی الاعلان ظاہر کرتے ہیں اور جو بات ان کے قول میں ہے وہی بات ان کے عمل میں آتی ہے۔ جس حالت میں وہ بیٹھتے ہیں اسی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں اور جس بات پر قائم

رہتے ہوئے وہ کھڑے ہوتے ہیں اسی پر مصر رہتے ہوئے بیٹھتے ہیں۔ اگر کسی بات کا حکم کرتے ہیں لوگوں میں سب سے زیادہ خود اس پر عمل کرتے ہیں، اور اگر کسی بات سے منع کرتے ہیں لوگوں میں سب سے پہلے خود اسکو چھوڑتے ہیں۔ آپ ان کو لوگوں سے سراسر بے نیاز دیکھیں گے حالانکہ لوگ صحیح معنوں میں ان کے محتاج ہیں۔ مسلمہ کہنے لگا: بس خالد! وہ قوم کیسے گمراہ ہو سکتی ہے جسمیں ایسا عظیم الشان ولی اللہ موجود ہو۔

۱۸۱۱- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن موفق، علی بن مسلم، ابو داؤد، طلحہ بن عمرو حضرمی کہتے ہیں کہ حسن بصری رحمہ اللہ ہمارے پاس تشریف لائے: میں ان کے پاس جا بیٹھا اور وہ ارشاد فرما رہے تھے: ہمیں باوثوق ذرائع سے خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اے ابن آدم! میں نے تجھے پیدا کیا اور تو میرے علاوہ غیروں کی عبادت کرتا ہے، میں تجھے یاد رکھتا ہوں اور تو مجھے بھول گیا ہے، میں تجھے بلاتا ہوں اور تو مجھ سے دور بھاگتا ہے۔ یقیناً تیری یہ ادا میری زمین پر بہت بڑے ظلم کے مترادف ہے، پھر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے سورۂ لقمان کی آیت کریمہ تلاوت کی:

"یابنی لاتشرک باللہ" اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا چونکہ "ان الشرک لظلم عظیم" شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

۱۸۱۲- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن معبد، احمد بن مہدی، عبداللہ بن صالح، معاویہ بن صالح، ابوعبید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: جس آدمی پر اللہ تعالیٰ کی بارانِ نعمت ہو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہے: "الحمدللہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات" (تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس کی نعمتوں سے نیک اعمال تمام ہوتے ہیں) اللہ تعالیٰ اسے غنی بنا دیتے ہیں اور اس پر نعمتوں کی مزید برسات کرتے ہیں۔

۱۸۱۳- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، محمد بن نضیر، اسماعیل بن عمرو، مبارک بن فضالہ، کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: فاسقوں کا فاسق وہ آدمی ہے جو ہر کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے اور فخر و تکبر میں اپنی نمائش کرے اور کہے کہ میرے ایسا کرنے میں مجھ پر کوئی حرج نہیں، اسے جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کبھی دنیا میں نقد ہی سزا دے دیتا ہے اور کبھی آخرت تک سزا کو مؤخر کر دیتا ہے

۱۸۱۴- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حبان، احمد بن جعفر بن حمال، یعقوب دشتکی، عباد بن کلب، موہب بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو خلیفہ نامزد کیا گیا تو حسن بصری رحمہ اللہ نے انکی طرف خط لکھا، جس میں انہوں نے امابعد کے بعد تحریر کیا:

> بے شک دنیا ایک ڈراونہ گھر ہے۔ آدم علیہ السلام کو زمین پر سزا کے طور پر اتارا گیا، خوب جان لو! اگر آپ دنیا کو پچھاڑیں گے تو یہ دنیا کا پچھاڑنا ہوگا اور اگر آپ اسکا اکرام کریں گے تو آپ کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا، اس دنیا کا ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی مقتول موجود ہوتا ہے لہذا آپ اس دنیا میں اے امیر المؤمنین! اس معالج کی طرح رہیں جو اپنے زخم کے سلسلے میں دوائی کی شدت پر صبر کرتا ہے تاکہ اسکا زخم کہیں طول نہ پکڑ جائے۔ والسلام۔

۱۸۱۵- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن معبد، ابوبکر بن نعمان، ابوربیعہ، محمد بن عبدالرحمٰن، ابن فضل، زکریا ساجی، یحیی بن حبیب، حماد بن زید، ہشام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ اس آدمی پر رحم فرمائے جو پرانا کپڑا پہن کر گزر بسر کرے، خشک روٹی کا ٹکڑا کھائے ننگی زمین پر لیٹ جائے، اپنے گناہوں پر روئے اور ہمہ وقت عبادت میں مصروف رہے۔

۱۸۱۶- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن موفق، علی بن ابان، احمد بن شعیب بن یزید، احمد بن معاویہ، ابوخوص عبدی، خوشب بن مسلم کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: بخدا! اگر عمدہ قسم کے ترکی گھوڑے ان مردوں میں شور و غل مچائیں اور جنگجو

لوگ انہیں پاؤں میں روند ڈالیں تو بے شک گناہوں کی رسوائی ان کے دلوں میں سرایت کر کے رہے گی نیز جو بندہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ندامت کی دہلیز پر جھکاتے ہیں۔

۱۸۱۷-ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحاق حربی، سعید بن سلیمان، مبارک بن فضالہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا موت نے دنیا کو رسوا کر دیا ہے پس دنیا میں کوئی عقلمند آدمی خوش نہیں رہتا۔

حضرت حسن بصریؒ کی گورنر عراق عمر بن ہبیرہ کو نصیحتیں

۱۸۱۸-ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن محمد بن یسار، یحییٰ بن سعید، یزید بن عطاء، علقمہ بن مرثد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عمر بن ہبیرہ کو جب عراق کا گورنر بنایا گیا اس نے حسن بصری رحمہ اللہ اور امام شعبی رحمہ اللہ کو اپنے پاس بلوایا اور انہیں تقریباً ایک مہینہ تک ایک عمدہ قسم کے گھر میں ٹھہرایا ایک دن ان کے پاس غلام آیا اور کہا: امیر یعنی عمر بن ہبیرہ آپ کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں چنانچہ عمر بن ہبیرہ عصا کے سہارے آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا اور آداب و تعظیم بجالایا۔ کہنے لگا: امیر المؤمنین یزید بن عبدالملک خطوط کے ذریعے ایسے احکام لاگو کرنا چاہتا ہے کہ اگر میں ان کا نفاذ کردوں یقیناً اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ٹھہروں گا، اگر اسکی نافرمانی کروں تو اللہ کی فرمانبرداری بجالاؤں گا لیکن اس کے عتاب و سزا کا مستحق بن جاؤں گا۔ کیا اسکی اتباع میں آپ حضرات میرے لئے کچھ گنجائش سمجھتے ہیں؟ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے جواب دینے کی درخواست کی)۔ چنانچہ امام شعبی نے بات کی اور قدرے نرمی کا پہلو نکالا۔ ابن ہبیرہ حسن بصری رحمہ اللہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے ابوسعید! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اے امیر! شعبی کی بات آپ نے سن لی، ہاں مزید کان کھول کر سن لو کہ عنقریب اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ جو انتہائی بد خلق، سخت مزاج اور اللہ کے حکم کی ذرہ نافرمانی نہیں کرتا تجھے دنیا کی وسعتوں سے نکال کر قبر کی تنگیوں کی طرف لے جائے گا۔ اگر تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا وہ تجھے یزید بن عبدالملک کے عتاب سے بچالے گا لیکن یزید بن عبدالملک تجھے اللہ تعالیٰ کے عتاب و عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔ اے ابن ہبیرہ۔ بے خوف نہ رہ کہ تو یزید بن عبدالملک کی اطاعت میں جن قباحتوں کا ارتکاب کرتا ہے بعد میں ان سے توبہ تائب ہو جائے گا ایسا بھی عین ممکن ہے تجھ سے ورے مغفرت کا دروازہ بند ہو جائے اے ابن ہبیرہ! میں نے اس امت کے نفوسِ قدسیہ کو دیکھا ہے بخدا! وہ دنیا پر رہنے درآں حالانکہ دنیا ان کی طرف متوجہ کم ہوتی تھی اور بھاگتی زیادہ تھی۔ اے ابن ہبیرہ مجھے اللہ کے سامنے تیرے کھڑے ہونے کا زیادہ خوف ہے، پھر سورۂ ابراہیم کی آیت تلاوت کی:

ذالک لمن خاف مقامی وخاف وعید یہ مرتبہ ومقام اس آدمی کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے اور میری وعید سے ڈرے۔

اے ابن ہبیرہ! اگر تو اللہ کی اطاعت بجالا کر یزید بن عبدالملک کے عتاب کو مول لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ یزید کی طرف سے تیری کفایت کریں گے اور اگر تو نے معاصی کا ارتکاب کرتے ہوئے یزید بن عبدالملک کی اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ تجھے اس کے سپرد کردیگا اور تو پھر اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری سے یکسر دست کش ہو جائے گا۔ چنانچہ ابن ہبیرہ حسن بصری رحمہ اللہ کی دوٹوک نصیحت سن کر چیخ اٹھا اور اشکبار ہو کر وہاں سے کھڑا ہوا۔ دوسرے دن انہیں واپس جانے کی اجازت بھی دی اور ساتھ انعامات و تحائف بھی روانہ کئے اور امام شعبی رحمہ اللہ کو اس کے انعام و کرام کی قدرے حاجت بھی تھی چنانچہ امام شعبی رحمہ اللہ مسجد میں آئے اور کہنے لگے: اے لوگو! جو آدمی اللہ تعالیٰ کو مخلوق پر ترجیح دیتا ہو اسے ایسا کرنا چاہیے، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حسن بصری رحمہ اللہ نے جو کچھ ابن ہبیرہ کو نصیحت کی ہے میں اس سے جاہل نہیں تھا لیکن میں نے ابن ہبیرہ کے بسورے ہوئے چہرے کو دیکھ کر ایسا کلامی رویہ اختیار کیا پس

اللہ تعالیٰ نے مجھے حسن بصری رحمہ اللہ کے موقف سے دور کر دیا۔

علقمہ بن مرثد کہتے ہیں: ایک دن مغیرہ بن مخادش حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آ کر کہنے لگا، ہم ان لوگوں کے ساتھ کیسا معاملہ کریں جو ہمیں ڈراتے رہتے ہیں حتیٰ کہ قریب ہے کہ ہمارے دل پھٹ پڑیں؟ حسن بصری رحمہ اللہ فرمانے لگے بخدا! اگر تو ایسے لوگوں کے ساتھ مصاحبت اختیار کرے جو تجھے ڈراتے رہتے ہیں یہاں تک کہ تجھے امن وشانتی میسر آ جائے تو یہ بہتر ہے بنسبت ان لوگوں کی مصاحبت کے جو تجھے بے خوف رکھیں اور بالآخر تجھے خوف وہراس سے دوچار ہونا پڑے۔

کسی نے حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا: ہمیں نبی ﷺ کے صحابۂ کرامؓ کی صفات بتلا دیجئے۔ حسن بصری رحمہ اللہ رو پڑے اور پھر فرمایا: حضرات صحابۂ کرامؓ سے بہت ساری علامات خیر مترشح ہوئیں، بلند پائیگی، درستگی وراستبازی، نمونۂ سیرت وصدق، اقتصادیات میں تہی دست، ان کی چال تواضع سے لبریز، جو بات ان کی زبان پر ہوتی ان کے عمل میں ہوتی تھی، ان کا کھانا اور پینا رزق حلال وطیب تھا، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری خضوع وخشوع کے ساتھ بجالاتے، ان کا استفادہ محض حق کی خاطر تھا، ان کا عطاء بھی حق کے لئے تھا، اللہ کی راہ میں پیاس کو خاطر میں نہیں لاتے تھے، ان کے اجسام کمزور تھے، خالق کو راضی رکھتے اگرچہ مخلوق ناراض ہی کیوں نہ ہو، غیظ وغضب میں افراط سے کام نہ لیتے تھے۔ ظلم کا سامنا کرتے ہوئے ڈرتے نہیں تھے، اللہ کے قرآنی حکم سے سرمو برابر بھی تجاوز نہیں کرتے تھے، اپنی زبانوں کو ہمہ وقت ذکر اللہ میں مشغول رکھتے تھے، جب ان سے مدد طلب کی گئی تو انہوں نے اپنے خون نچھاور کر دیے، جب ان سے قرض مانگا گیا انہوں نے اموال کی بارش برسادی، مخلوق کا خوف انہیں کار خیر سے نہیں روک سکتا تھا۔ ان کے دنیوی اخراجات بہت قلیل تھے اور تھوڑی چیز دنیا میں ان کے لئے کافی ہوتی تھی۔

۱۸۱۹- محمد بن عبدالرحمٰن بن فضل، محمد بن عبداللہ بن سعید، احمد بن زیادہ، عصمہ بن سلیمان حرانی، فضیل بن جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حسن بصری رحمہ اللہ ابن ہبیرہ کے پاس سے باہر تشریف لائے جونہی دروازے پر پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ قرآء کھڑے ہیں اور ابن ہبیرہ کے پاس جانے کے متمنی ہیں۔ فرمایا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ کیا تم بھی ان خبیثوں کے پاس جانا چاہتے ہو؟ بخدا! خوب سن لو! ان لوگوں کے ساتھ نیکوکاروں کا اٹھنا بیٹھنا زیبا نہیں دیتا، جواں مردو، اٹھو اور یہاں سے چلتے بنو، تم بڑے شوق کے ساتھ متکبرانہ حالت میں بال کٹوا ہوا کر قرآء کو رسوا کرنے آئے ہو اللہ تمہیں رسوا کرے، بخدا! اگر تم ان امراء کی دنیا سے کنارہ کش رہو وہ تمہارے دین میں رغبت کریں گے اور اگر تم ان کی دنیا میں رغبت کرو گے وہ تمہارے دین سے کنارہ کش ہو جائیں گے سو جو دور ہوا، اللہ اسے دور ہی کر دیتا ہے۔

اہل اللہ کی صفات

۱۸۲۰- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، بشر بن موسیٰ، محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ، مسلمہ بن جعفر حمسی اعور، عبدالمجید زیادی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ عبادت گزار بندے ہیں جیسا کہ انہوں نے جنتیوں کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل دیکھ لیا ہو، ان کے دل غمگین رہتے ہیں، برائیوں کا ان کے ہاں نام ونشان تک نہیں، ان کے حوائج بہت قلیل ہیں، ان کے نفوس پاکدامن ہیں، حوادث زمانہ پر چند روز صبر کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ ختم ہونے والی راحت ہی راحت ان کا مقصد ہے۔ راتوں کو ان کے پاؤں صف بستہ کھڑے رہتے ہیں، ان کے رخساروں کو ان کے آنسوؤں کی لڑیاں تر کرتی رہتی ہیں، اپنے رب کے سامنے خوب گڑگڑاتے ہیں، دن کے وقت وہ حلیم الطبع نیکوکار متقی علماء ہوتے ہیں، جیسا کہ سیدھے تیر ہوتے ہیں اور دیکھنے والا انہیں مریض گمان کرتا ہے، حالانکہ مرض ان کے قریب تک نہیں پھٹکتا ہوتا، دراصل فکر آخرت نے ان کی یہ دگرگوں حالت بنائی

ہوتی ہے۔

۱۸۲۱-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، ابوقدامہ عبیداللہ بن سعید، سعید بن عامر، جویریہ، حمید طویل کہتے ہیں: ایک آدمی نے حسن بصری کو اپنی کسی عزیزہ کے ساتھ نکاح کر لینے کا پیغام بھیجا، حمید طویل کہتے ہیں کہ ان حضرات کے درمیان سفارت کے فرائض میں نے انجام دیئے تھے چنانچہ حسن بصری رحمہ اللہ گویا کہ قریب قریب راضی ہو چکے تھے: پس ایک دن میں ان کے پاس بیٹھ کر سسرال کی تعریفیں کرنے لگا میں نے کہا اے ابوسعید میں آپ کو یہ بھی بتلاؤں کہ آپ کے سسر کے پاس پچاس ہزار درہم بھی ہیں فرمانے لگے: کیا تم انہیں حلال کے سمجھتے ہو؟ میں نے کہا اے ابوسعید! جیسا کہ آپ جانتے ہیں وہ متقی پرہیزگار مہمان آدمی ہے کہنے لگے چلو مان لیا کہ وہ حلال کے ہیں مگر ان کو جمع کر کے کنجوسی اور بخل سے کام لیا ہے۔ بخدا! ہمارے اور اس کے درمیان کبھی سسرالی رشتہ نہیں چلے گا۔

۱۸۲۲-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، عباس بن محمد ترقفی، محمد بن یوسف، سفیان، ابوسفیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ ذیل کے دو شعروں کو عموماً پڑھا کرتے تھے ان میں ایک ابتدائے دن میں پڑھتے اور دوسرا اختتام دن میں۔

یسر الفتیٰ ما کان قدم من تقی ...... اذا عرف الداء الذی هو قاتله

نوجوان آدمی کو خوش کر دیتی ہے وہ دوائی جس سے اسکو تقویت ملے خاص کر اس وقت جب اسے بیماری کی پہچان ہو جائے جو اسے قتل کرنے والی ہوتی ہے۔

وما الدنیا بباقیة لحی. ولا حی علی الدنیا بباق

دنیا کسی زندہ کے لئے باقی نہیں رہی اور نہ زندہ دنیا پر باقی رہتا ہے۔

۱۸۲۳-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلمہ، سیار، مسمع بن عاصم، ولید مسمعی کہتے ہیں: میں نے حسن بصری رحمہ اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ اے ابن آدم! چھری تیز کر لی گئی ہے، بکرے کو چارہ دیا جا چکا ہے اور تنور میں آگ جلائی جا چکی ہے۔

۱۸۲۴-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، علی بن مسلم، سیار، جعفر، ہشام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: بخدا! جس نے بھی درہم کو باعث عزت سمجھا اللہ تعالیٰ اسے ذلت و رسوائی کا سامنا کرواتے ہیں۔

۱۸۲۴-ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحاق حربی، عبیداللہ بن عمر، منہال، غالب، کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اے ابن آدم: تو نے دو سواریوں کے درمیان صبح کی ہے جو تجھے لے کر لاغر نہیں ہوں گی یعنی رات اور دن کے خطرہ پر تم ہمہ وقت موجود ہوتا وقتیکہ آخرت کا ظہور ہو جائے پھر یا تو جنت میں کامیابی یا جہنم میں ناکامی سو تجھ سے بڑا خطرہ اور کس کو ہو سکتا ہے۔

۱۸۲۵-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان بن عیینہ، ابوموسیٰ، کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: مجھے وصیت کیجئے۔

فرمایا: تم جہاں بھی ہو اللہ کو ہر حال میں قابل عزت سمجھو وہ تمہیں عزت بخشے گا۔

اس آدمی کا کہنا ہے کہ میں نے حسن بصری کی وصیت یاد کر لی حتی کہ مجھے عزت مند سمجھا جانے لگا۔

۱۸۲۶-ابونعیم اصفہانی، یوسف بن یعقوب، حسن بن مثنیٰ، عفان بن حماد بن سلمہ، ثابت، سالم، کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا مؤمن کی ہنسی دراصل اس کے دل کی غفلت ہے، اور ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا: کثرت ضحک دل کی موت ہے۔

۱۸۲۷-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان، ابوموسیٰ کہتے ہیں میں نے حسن بصری رحمہ اللہ کو فرماتے سنا ہے: اسلام

اور اسلام کیا ہے؟ پوشیدہ وعلانیہ دونوں آپس میں مشتبہ ہوں۔ بایں طور کہ تیرا دل محض اللہ کے لئے اسلام لائے اگر چہ ہر مسلمان اور ہر معاہد آپ سے اسلام کا مطالبہ کررہا ہو۔

۱۸۲۸-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، علی بن اسحاق، حسن مروزی، عبداللہ بن مبارک، معمر، یحیی بن مختار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا! بخدا! جس عمل سے جنت کے متمنی جنت کے خواہشمند ہوں گے وہ خوف خدا اور آہ وزاری سے بڑھ کر کوئی عظیم الشان چیز نہیں ہے۔

۱۸۲۹-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، علی بن اسحاق، حسن، عبداللہ بن مبارک، طلحہ بن صبیح کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: مؤمن وہ ہے جو یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے فرمایا ایسا ہی حق ہے، مؤمن لوگوں کے ساتھ معاملات اچھے رکھتا ہے، لوگوں میں سب سے زیادہ خوفزدہ ہوتا ہے، اگر وہ پہاڑ کے برابر دولت اللہ کے راستے میں خرچ کردے پھر بھی وہ بے خوف نہیں رہتا، مؤمن اصلاح، نیکی اور عبادت میں جتنی ترقی کرتا ہے اس کے بقدر ترقی خوف خدا میں بھی کرتا ہے اور مؤمن کہتا ہے میری نجات نہیں ہوگی اور منافق کہتا ہے: لوگوں کا یہ جم غفیر میرے لئے بہت ہے، جب میں مرجاؤں گا وہ میرے لئے استغفار کریں گے اور مجھے کچھ پریشانی نہ ہوگی، چنانچہ عمل کو بھول جاتا ہے اور اللہ پر رحم وکرم کی تمنا کئے بیٹھتا ہے۔

۱۸۳۰-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، حسن، ابن مبارک، مبارک بن فضالہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ جب یہ آیت کریمہ تلاوت کرتے:

فلا تغرنکم الحیاۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور

تمہیں دنیاوی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے رکھے اور نہ ہی شیطان دھوکہ باز اللہ کے بارے میں تمہیں دھوکہ میں مبتلا کردے۔

فرماتے! یہ ارشاد کسی کا فرمودہ ہے؟ اللہ جل شانہ نے اس ارشاد کا مخاطب اپنی مخلوقات کو بنایا ہے حالانکہ وہ اس آیت کے مصداق سے باخوبی واقف ہے۔ پھر فرمایا: دنیا اور اس کے اشغال سے بچو بندہ جب بھی اپنے اوپر کسی شغل کا دروازہ کھولتا ہے، کیا بعید ہے اس بندے پر اس شغل کے ضمن میں دسیوں دروازے اور کھل جائیں۔

۱۸۳۱-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن محمد، حسن بن محمد، ابوزرعہ، مالک بن اسماعیل، مسلمہ بن جعفر کہتے ہیں میں نے سنا ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے محمد عربی ﷺ کو زمین پر مبعوث کیا تو اہل عرب ان کے چہرے اور نسب سے باخوبی واقف تھے۔ فرمایا: یہ میرا پسندیدہ نبی ہے، اسکی سنت میں اپنے آپ کو رنگو اور اس کے رستہ پر چلو، بخدا وہ عیش وعشرت سے ہمہ وقت دس کش رہے، صبح یا شام کسی وقت بھی ان کے ہاں بڑے پیالے زیر استعمال نہیں آتے تھے، ان پر دروازے نہیں بند کئے جاتے تھے۔ آپ ﷺ پر پہرہ دار کھڑے نہیں ہوتے تھے، ننگی زمین پر بیٹھ جاتے، زمین پر دستر خوان بچھا کر کھانا تناول فرمالیتے، موٹا کپڑا زیب تن فرمالیتے، گدھے پر سواری کرلیتے اور اپنے پیچھے ضرورت کے وقت کسی کو بٹھا بھی لیتے، کھانا کھانے کے بعد اپنا ہاتھ چاٹتے تھے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: نبی ﷺ کی سنت مطہرہ سے اعراض کرنے والے اور تارکین سنت کی تعداد میں کسی قدر اضافہ ہوتا جارہا ہے پھر یہ جنگلی گدھے فساق وفجار، سود خور اور دھوکا باز سنت رسول اللہ ﷺ سے دست کش ہیں، اللہ رب العزت نے انہیں دنیوی امور میں ہی مشغول کردیا ہے اور انہیں ذلیل خوار کیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ وہ کھاتے پیتے ہیں اس میں ان پر کچھ حرج نہیں ہے نیز وہ صلح سازی سے کام لیتے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں: کس نے اللہ کی دی ہوئی زینت اور رزق طیب کو حرام کیا، اللہ نے ان خبائث کو اولیاء شیطان کے لئے بنایا ہے۔ زینت وہ ہے جو اس کے بدن پر ظاہر ہوجائے اور طیبات وہ ہیں جس کو اللہ نے ان کے بطون کے لئے مقرر کیا ہے۔ پس کوئی اللہ کی نعمتوں کا ارادہ کرتا ہے تو انہیں اپنے پیٹ، شرمگاہ اور پیٹھ وغیرہ کے لئے لہو ولعب کا سامان

بنالیتا ہے۔اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اپنے عطیات دیتے وقت ان چیزوں کو بھی مباح کر دیتا اور پھران کے نتیجے میں ان امور کو بھی لاتا جنہیں وہ لوگ سنتے رہتے ہیں۔سو کھاؤ، پیو اور اسراف نہ کرو چونکہ اللہ تعالیٰ اسراف کو ناپسند کرتا ہے سو جس نے اللہ کی نعمت لی اور اس کے ذائقے سے لطف اندوز ہوا سو اس کے لئے وہ نعمت باعث برکت اور خوشگوار ہے اور جس نے اللہ کی دی ہوئی نعمت کو اپنے پیٹ، شرمگاہ، اور پیٹھ کے لئے لہو ولعب کا سامان بنالیا قیامت کے دن وہی نعمت اس کے لئے وبال جان ہوگی۔

۱۸۳۲-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، احمد بن علی بن مثنیٰ، سلیمان بن داؤد، ابوربیع ختلی، بقیہ بن ولید، خالد ابوبکر مولیٰ حمید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک نوجوان حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس سے گزرا درآں حالانکہ اس نوجوان نے خوبصورت چادر اوڑھ رکھی تھی، حسن بصری رحمہ اللہ نے اسے بلایا اور کہا: ابن آدم! اپنی جوانی، کپڑے اور حسن وجمال پر اتراتا ہے؟ گویا قبر نے اس کے بدن کو چھپا دیا ہے اور گویا کہ تو نے اپنے عمل کو پالیا ہے، بس اپنے دل کا علاج کرلے بے شک اللہ کو بندوں سے صرف دلوں کی اصلاح کی حاجت ہے۔

۱۸۳۳-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، سلیمان بن داؤد، بقیہ بن ولید، ابان بن محبر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس انتقال کے وقت ان کے کچھ تلامذہ آئے اور کہنے لگے: اے ابوسعید! ہمارے لئے کچھ نصیحت بھرے کلمات ارشاد فرمائیں جو ہمیں تادم حیات نفع پہنچائیں۔فرمانے لگے میں تمہیں تین کلمات کی وصیت کروں گا پھر تم یہاں سے چلے جاؤ اور مجھے خلوت میں رہنے دو۔جس چیز سے میں تمہیں باز رہنے کا کہوں لوگوں میں تم سب سے پہلے اسے چھوڑنے والے ہو، جس بھلی بات کا میں تمہیں حکم دوں اس پر بلا چوں وچراں کے تم سب سے پہلے عمل کرنے والے ہو اور خوب اچھی طرح سے سمجھ لو جو قدم تم اٹھاتے ہو ان قدموں کی دو قسمیں ہیں، ایک قدم تمہارے نفع میں ہے اور دوسرا قدم تمہارے نقصان میں ہے لہٰذا بنظر غائر دیکھو لو تم صبح کو کہاں جاتے ہو اور شام کو کہاں جاتے ہو۔

۱۸۳۴-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، حسن بن محمد، ابوزرعہ، مالک بن اسماعیل، ابوعبداللہ خالد بن شوذب جشمی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے محمد عربی ﷺ کو دیکھا ہے، بتحقیق اس نے محمد عربی ﷺ کو صبح وشام دیکھا ہے۔اس نے اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ ہی لکڑ پر لکڑ رکھی، علم اس کے لئے اٹھایا گیا اور وہ متکبرانہ چال پر اتر آیا بس نجات اور نجات اس چیز سے جس پر تم مرمٹنے کو تیار ہو تمہارے اخیار اول واہلہ میں آخرت کی طرف سدھار چکے اور تمہارے نبی ﷺ دنیا سے رخصت ہو چکے اور تم ہر روز رذالت کی طرف پیش رفت کرتے ہو۔

۱۸۳۵-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابواحمد بن حنبل ویعقوب دورقی، عبدالرحمٰن بن مہدی، بکر بن حمران، صالح بن رستم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جسے لوگوں کی دنیاداری دھوکے میں نہ ڈالے، اے ابن آدم! تو نے تنہا مرنا ہے، تو نے قبر میں بھی تنہا داخل ہونا ہے تجھے تنہا ہی قبر سے اٹھایا جائے گا، تیرا احساب بھی تنہائی میں ہوگا اور اے ابن آدم! تو ہی ان تمام امور کا مقصد ومطلب ہے اور اصلی مراد بھی تو ہی ہے۔

۱۸۳۶-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن محمد بن معبد، ابن نعمان، ابوربیعہ زید بن عوف، ابوجمیع سالم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ایسے پاکباز لوگوں کو دیکھا ہے جو اچھی بات کا لوگوں میں سب سے زیادہ حکم کرتے اور اسے سب سے زیادہ دل وجان سے قبول کرنے والے تھے اور سب سے زیادہ بری باتوں سے منع کرنے والے تھے اور سب سے زیادہ بری باتوں کو وہی چھوڑنے والے تھے، اور اب معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی لوگ امر بالمعروف زیادہ کرتے ہیں اور خود اس معروف سے کوسوں دور رہتے ہیں نیز نہی عن المنکر بھی زیادہ کرتے ہیں حالانکہ وہ خود اس منکر میں سب سے زیادہ گرفتار ہیں۔ان لوگوں کے ساتھ کیسے زندہ رہا جاسکتا ہے۔

۱۸۳۷-ابونعیم اصفہانی، محمد بن عمر بن سالم، محمد بن نعمان سلمی، عدیہ، حزم بن ابی حزم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: دو دوست بہت برے ہیں یعنی درہم اور دینار، جب تک تم سے جدا نہ ہو جائیں اس وقت تک تمہیں نفع نہیں پہنچائیں گے
۱۸۳۸-ابونعیم اصفہانی، احمد بن عبداللہ، عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس، یونس بن حبیب، ابوداؤد، مبارک بن فضالہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اے ابن آدم! اپنے قدموں سے زمین کو روندو وہ عنقریب تیری قبر بننے والی ہے جب سے تو نے جنم لیا تب سے مسلسل تو اپنی عمر کو معدوم کیے جا رہا ہے۔
۱۸۳۹-ابونعیم اصفہانی، محمد بن ابراہیم، محمد بن ھارون بن حمید، علی بن مسلم، زافر بن سلیمان، ابوقیس کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے امر و حکم کی مخالفت نہ کرو، بے شک اللہ کے امر کی مخالفت گھروں کے تعمیر کرنے میں ہے جنکا کھنڈرات میں تبدیل ہونا اللہ کی تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔
۱۸۴۰-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، عبداللہ بن ابان عسقلانی، بکیر بن نصیر، ضمرہ، ابن شوذب کہتے ہیں کہ جب حجاج مر گیا اور اسکی جگہ سلیمان کو گورنر بنایا گیا اس نے لوگوں میں جاگیریں تقسیم کیں، لوگوں نے بڑے جوش وخروش کے ساتھ جاگیریں لینی شروع کیں چنانچہ حسن بصری رحمہ اللہ کے بیٹے نے ان سے کہا: (اگر ہم بھی جائداد کا کچھ حصہ لے لیں جس طرح کہ لوگ لے رہے ہیں، جواب دیا: خاموش ہو جاؤ، مجھے پسند نہیں کہ دو پلڑوں کے درمیان میرے لئے مٹی کی ایک ٹوکری رکھی ہوئی ہو۔
۱۸۴۱-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، عبداللہ بن شداد، بکیر بن نصیر، ضمرہ، حمید بن رومان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتے ہیں کہ اپنے کسی بندے کو دنیا سے کچھ عطا فرمائیں اگر کچھ عطا فرمائیں گے بھی تو وہ عطیہ کسی بلاؤ آزمائش کے معرض خطر میں ہوگا خواہ وہ آزمائش اس بندے کو فی الحال دنیا میں پیش آئے یا کچھ تاخیر کے ساتھ۔
۱۸۴۲-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان، ابوموسیٰ کہتے ہیں: ہم حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اسی دوران ان کا بیٹا آیا اور کہنے لگا: اے ابا جان! یہ تیر ٹوٹ چکا ہے حسن بصری رحمہ اللہ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: معاملہ اس سے بھی جلدی پیش آنے والا ہے۔
۱۸۴۳-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابراہیم بن علی بن حارث، محمد بن مغیرہ، عمران بن خالد، کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا: اے ابوسعید! ایمان کیا ہے؟ جواب دیا: صبر اور سماحت (سخاوت) ایمان ہے، اس آدمی نے پھر سوال کیا، صبر اور سماحت کیا ہیں؟ جواب دیا اللہ کی نافرمانی سے باز رہنے کا نام صبر ہے اور اللہ کے فرائض کی ادائیگی سماحت ہے۔
۱۸۴۴-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، ......[1] ابویحیٰی، عبداللہ بن عائشہ، روید بن مجاشع، غالب قطان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: فعل کو قول پر فضیلت دینا کرامت ہے اور قول کو فعل پر فضیلت دینا نقصان ہے۔
۱۸۴۵-ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن محمد، عبداللہ بن سلمہ بن شبیب، ابوولید بن غیاث ضبعی، صالح مری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ اور فرقد سنجی کو ایک ولیمہ میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ یہ دونوں حضرات جب ولیمہ میں تشریف لے گئے ان کے سامنے دستر خوان پر رنگارنگ کھانے چنے گئے۔ چنانچہ فرقد نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کچھ نہ کھایا، حسن بصری رحمہ اللہ نے دیکھ کر فرمایا: اے فرقد تمہیں کیا ہوا جو کھانا نہیں کھاتے؟ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تجھے تیرے بھائیوں پر بوجہ اس فاخرہ لباس کے فضیلت حاصل ہے؟ تحقیق مجھے خبر پہنچی ہے کہ عامہ اہل نار فاخرہ لباس زیب تن کرنے والے ہوں گے۔
۱۸۴۶-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ولید بن شجاع، ضمرہ کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ حسن بصری

---

[1] یہاں ایک راوی ساقط ہے۔

رحمہ اللہ نے فرمایا: امید اور خوف مؤمن کی دو سواریاں ہیں۔

۱۸۴۷-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہارون، سیار، خوشب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: بخدا! بنی اسرائیل نے حبّ دنیا کی وجہ سے اللہ کی عبادت کرنے کے بعد بتوں کی عبادت کرنی شروع کر دی تھی۔

۱۸۴۸-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوہ احمد بن حنبل، فیاض بن محمد، ابوایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حسن بصری رحمہ اللہ مسجد میں تشریف لائے، اور ان کے ساتھ فرقد سنجی بھی تھا، چنانچہ حسن بصری رحمہ اللہ حلقے میں بیٹھے لوگوں کے پاس جا بیٹھے فی الحال انہوں نے لوگوں کی گفتگو کی طرف چنداں توجہ نہ کی پھر فرقد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے فرقد! بخدا یہ لوگ عبادت کی نیت سے مسجد میں حلقہ لگائے بیٹھے ہیں حالانکہ باتوں میں مصروفیت ان کے نزدیک کچھ حیثیت نہیں رکھتی نیز انکا تقوی اور ورع بہت قلیل ہے تب ہی باتوں میں مصروف ہیں۔

۱۸۴۹-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن شیبہ، ابواسامہ، ابوہلال کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: بخدا! بندے کے لئے اسکا رزق تقسیم کر لیا گیا ہے اسے معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے لئے کس چیز کو پسند کیا گیا ہے مگر عاجز اور نا سمجھ آدمی۔

۱۸۵۰-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن مالک، معتمر، یحیی بن مختار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: مؤمن اپنے نفس کا نگران ہوتا ہے اور اللہ کی خاطر نفس کا محاسبہ کرتا ہے بے شک قیامت کے دن حساب کی تخفیف کی جاتی ہے بشرطیکہ لوگوں نے نفس کا محاسبہ دنیا میں کیا ہو، مؤمن کو پیش آنے والی چیز چونکا دیتی ہے اور اس سے متعجب ہو کر کہتا ہے: بخدا! مجھے تیری خواہش ہے اور تجھ سے میری حاجت بھی وابستہ ہے لیکن بخدا! تجھے پانے کا میرے لئے کوئی راستہ نہیں ہے اب دوریاں ہمارے درمیان حائل ہو گئی ہیں پھر مؤمن اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتا ہے تجھے اس چیز سے کیا سروکار ہے، بخدا مجھے اس کے بارے میں کوئی عذر نہیں ہے بخدا میں اس کی طرف دوبارہ کبھی غور نہیں کروں گا۔ بے شک مؤمنین کی قوم قرآن پر اعتماد کرتی ہے اور قرآن انکی حلاکت کے درمیان آڑے آجاتا ہے بے شک مؤمن دنیا میں قیدی کی مانند ہے اور اپنی رہائی کی خاطر محو جستجو ہوتا ہے جبتک اللہ سے اس کی ملاقات نہ ہو جائے تب تک وہ کسی چیز کو خاطر میں نہیں لاتا چونکہ اسے علم ہوتا ہے کہ ممکن ہے اس میں وہ مزید گرفتار ہو جائے۔

۱۸۵۱-ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، ابراہیم بن محمد بن حسن، محمد بن وزیر، یزید بن ھارون، ابوعبیدہ ناجی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اے ابن آدم! جب تو لوگوں کو بھلائی کے کام میں مصروف دیکھے تو اس بھلائی کے کام میں ان پر سبقت لے جانے کی کوشش کر اور جب تو انہیں ہلاکت میں دیکھے تو ان سے کنارہ کش ہو جا اور ان کے مطلوب کی طرف سے صرف نظر کر، ہم نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے جنہوں نے دنیا کو عاقبت پر ترجیح دی ہے پھر انہیں ذلت و ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا ہے، اے ابن آدم! حکم دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جس نے اللہ کے حکم کے مطابق اپنا حکم چلایا، وہ امام عادل ہے دوسرا وہ جس نے غیر اللہ کے حکم پر اپنا فیصلہ کیا سو وہ امام جاہلیت ہے، لوگوں کی تین قسمیں ہیں، مؤمن، کافر، منافق، پس مؤمن اللہ کی اطاعت بجالاتا ہے، اور کافر کو اللہ نے رسوا کیا ہے، جیسا کہ تم مشاہدہ کر چکے ہو اور منافق یہاں مجلس میں ہمارے ساتھ ہو گا بازاروں اور رستوں میں بھی۔ منافق سے اللہ کی پناہ، سو منافق اپنے رب کو پہچانتا نہیں ہے، ان کے اعمال خبیثہ سے رب کا انکار مترشح ہوتا ہے، مؤمن ہمہ وقت صبح شام خوف خدا کو دل میں بٹھائے رکھتا ہے چونکہ وہ دو خوفوں کے بیچ ہوتا ہے ایک وہ گناہ جو ہو چکا اسکا پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق کیا کرے گا دوسرا خوف موت ہے جس کا پتہ نہیں کہ کتنی ہلاکتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مؤمن بندے زمین پر اللہ کے گواہ ہوتے ہیں، وہ بنی آدم کے اعمال کو کتاب اللہ پر پیش کرتے رہتے ہیں سو جسکا عمل کتاب

اللہ کے ساتھ موافقت رکھے اس پر اللہ کا شکرادا کرتے ہیں اور جسکا عمل کتاب اللہ کے مخالف ہوتو مؤمن بندے فوراً پہچان لیتے ہیں کہ یہ عمل کتاب اللہ کے مخالف ہے اور گمراہ کی گمراہی کو بھی فوراً قرآن سے پہچان لیتے ہیں۔

۱۸۵۲-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عیسی، حفص بن غیاث کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ اشعث کہتے ہیں جب ہم حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس بیٹھ کر اٹھتے تو دنیا کو ہم لاشئی کے درجے میں بھی نہیں شمار کرتے تھے۔

۱۸۵۳-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق ابوعباس سراج، حاتم بن لیث، اسحاق بن اسماعیل طالقانی، بکیر بن محمد عابدی، ابو زہیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: میں بے شمار مردوں کو دیکھتا ہوں مگر عقلوں سے خالی بہت ساری آوازوں کو سنتا ہوں لیکن ان میں مانوس کرنے والی آواز کوئی نہیں ہوتی اور زبانوں کو سرسبز مگر دلوں کو قحط زدہ پاتا ہوں۔

۱۸۵۴-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، عبداللہ بن شداد، بکیر بن نصیر، ضمرہ، ہشام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: بندے کی دو خصلتیں جب درست ہو جائیں ان کے علاوہ باقی ساری خصلتیں خود بخود درست ہو جاتی ہیں، ظالموں کی طرف میلان اور نعمتوں میں سرکشی سو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ہود ۱۱۳)

ترجمہ: مت ظالموں کی طرف جھکاؤ کرو، تاکہ تمہیں آگ میں نہ جانا پڑے۔

ولا تطغوا فیہ فیحل علیکم غضبی

عیش وعشرت میں سرکشی کی حد تک جھکاؤ نہ کرو تاکہ تمہیں آگ میں نہ جانا پڑے۔

۱۸۵۵-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان، ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری رحمہ اللہ کو فرماتے سنا ہے: مؤمن بندے سے گناہ سرزد ہوتا ہے تو پھر وہ ہمیشہ اس پر پریشان وغمگین رہتا ہے۔

۱۸۵۶-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، محمد بن یحیٰ مروزی، عاصم بن علی، جویریہ بن بشیر کہتے ہیں میں نے حسن بصری رحمہ اللہ کو آیت کریمہ "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان" الخ الآیۃ پڑھتے ہوئے سنا پھر آپ نے وقف کیا اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ساری کی ساری خیر وشر کو جمع کردیا ہے بخدا! اللہ نے عدل واحسان اور اطاعت خداوندی کو نہیں چھوڑا سب اس آیت میں جمع کردیا اور معصیتوں میں سے فحش، منکر اور بغاوت کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا مگر سب امور اس آیت میں جمع کردیئے ہیں۔

۱۸۵۷-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، بشر بن موسیٰ، حمیدی، عثمان بن عبدالرحمٰن بن علی بن زید بن جدعان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے عثمان کہتے ہیں میں نے حسن بصری رحمہ اللہ کو حجاج کے مرنے کی خبر دی تو انہوں نے سجدہ شکر بجالایا اور فرمایا: اے اللہ! حجاج تیرا دہشت گرد تھا تو نے اسے قتل کیا اب اس کے طریقہ کار کو بھی ختم کردے اور ہمیں اس کی اور اسکے اعمال خبیثہ کی پیروی کرنے سے بچا، یوں حسن بصری رحمہ اللہ حجاج کے لئے بددعا کرنے لگے۔

۱۸۵۸-ابونعیم اصفہانی، علی بن ہارون بن محمد، یحیٰ بن محمد حناء، عبداللہ بن عمر قواریری، معتمر فارسی، عبدالواحد بن زید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر عابدین کو یہ بتلا دیا جائے کہ وہ قیامت کے دن دیدار خداوندی سے مشرف نہیں ہوں گے وہ لامحالہ ضرور مرجاویں گے۔

مصنف کے شیخ فرماتے ہیں کہ حسن بصری رحمہ اللہ کے اتنے ہی ملفوظات پر اکتفا کرتے ہیں
اور اس کے بعد ان کی سند سے مروی چند احادیث حوالہ قرطاس کرتے ہیں۔

چند مسانید حسن بصری رحمہ اللہ

۱۸۵۹-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، خسرو ابوجعفر، حسن کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے سورۂ یٰس رات کے وقت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے پڑھی اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔[1]

۱۸۶۰-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، اسحاق بن حسن حربی، مسلم بن ابراہیم، یونس بن سہل سراج، حسن بصری رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی بھی اللہ کے فرائض میں سے ایک کلمہ یا دو کلمے یا چار یا پانچ کلمے خود سیکھے یا دوسروں کو سکھلائے مگر یہ کہ اللہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں میں اس حدیث کو نہیں بھولا جب سے نبی ﷺ سے سنی ہے۔

حضرت حسن بصری سے اس حدیث کو چند راویوں نے روایت کیا ہے اور تابعین میں سے یونس بن سہل سراج نے بھی ان سے روایت کی ہے۔

۱۸۶۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابونضر ہاشم بن قاسم، ابوجعفر رازی، یونس بن عبید، حسن بصری کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ قتال کروں تاوقتیکہ وہ کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" کا اقرار کرلیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ سو جب انہوں نے ایسا کرلیا تب انہوں نے اپنی جانوں اور اموال کو مجھ سے محفوظ کرلیا..... مگر یہ کہ انہی کا کوئی حق ہو اور ان کے حساب کی ذمہ داری اللہ پر ہے۔[2]

یونس کی حدیث حسن بصری کے واسطے سے غریب ہے۔ نیز ابوجعفر رازی متفرد ہیں۔ اس حدیث کو آئمہ روایت میں سے احمد بن حنبل، ابن ابی شیبہ، اور ابوخیثمہ نے نضر سے روایت کیا ہے۔

۱۸۶۲-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، موسیٰ بن زکریا، عمرو بن حصین، ابراہیم بن عطاء، ابی عبیدہ، حسن بصری کے سلسلۂ سند سے عمرانؓ بن حصین کی روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس دین کو محض اپنی ذات کے لئے خالص کیا ہے اور تمہارے دین کے لئے صرف سخاوت اور حسن اخلاق بہتر ہیں۔ سن لو! اپنے دین کو ان دونوں کے ساتھ مزین کرو۔[3]

عمران اور حسن بصری کی حدیث غریب ہے اور ابوعبیدہ اسکی روایت میں متفرد ہیں اور محمد بن المنکدر عن جابر بن عبداللہ عن النبی ﷺ کے طریق سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

۱۔ الاذکار للنوی ۱۰۲ وتفسیر القرطبی ۱۵ / ۱. وتفسیر ابن کثیر ۶/ ۵۴۷.

۲۔ صحیح البخاری ۱ / ۱۳، ۱۰۹، ۲ / ۱۳۱، ۴/ ۵۸، ۹/ ۱۹، ۱۱۵، ۱۳۸، وصحیح مسلم، کتاب الایمان ۳۲، ۳۳، ۳۵.

۳۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۸ / ۱۵۹ . واتحاف السادۃ المتقین ۷/ ۳۲۰. والترغیب والترھیب ۳/ ۳۸۳. وتخریج الاحیاء ۳/ ۴۹ وکنز العمال ۱۰۹۸۹.

۱۸۶۳-ابونعیم اصفہانی، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، حارث بن عبداللہ ہمدانی، شداد بن حکیم، عباد بن کثیر، عثمان اعرج، حسن بصری، عمران بن حصین وجابر بن عبداللہ وابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی مجموعی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے چیونٹی، شھد کی مکھی، ہدہد اور لٹورا۔ نیز تھوک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نام کو بھی مٹانے سے منع فرمایا۔[1]

حسن بصری کی حدیث عمران بن حصین، جابر، ابو ہریرہ کے طریق سے غریب ہے اور ہم نے اسے عباد بن کثیر سے لکھا ہے۔

۱۸۶۴-ابونعیم اصفہانی، حبیب بن حسن وفاروق خطابی، ابو مسلم کشی، محمد بن عبداللہ انصاری، اسماعیل بن مسلم، حسن بصری کے سلسلۂ سند سے انس ؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا میں جس آدمی کی دو زبانیں ہوں گی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے لئے آگ کی دو زبانیں بنائیں گے۔[2]

۱۸۶۵-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن مخلد، محمد بن یونس کدیمی، خالد بن یزید ارقط، حمید بن حکم جرشی، حسن بصری کے سلسلۂ سند سے حضرت انس ؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی امت پر تین مہلک ترین چیزوں کا زیادہ خوف ہے بخل، اتباع خواہشات اور ہر ذی رائے کا اپنی رائے پر فخر وتکبر کرنا۔[3]

انس ؓ کی حدیث غریب ہے اور حمید حسن بصری سے روایت کرنے میں متفرد ہیں اور اس حدیث کو محمد بن عرعرہ نے حمید سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

۱۸۶۶-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، سعید بن نصر طبری، علی بن ہاشم بن مرزوق، ابوہ ہاشم، عمرو بن ابی قیس، ابوسفیان، عمر بن نبہان، حسن بصری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے حضرت انس ؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے نیکی کو دل میں نور، چہرے پر زینت اور عمل میں قوت کی شکل میں پایا اور برائی کو دل میں سیاہ داغ، چہرے پر عیب اور عمل میں باعث سستی پایا۔[4]

حسن بصری ؒ کی یہ حدیث انس ؓ سے غریب ہے۔ ہم نے اس حدیث کو طریق مذکور پر لکھا ہے، نیز عمرو بن ابی قیس اور ابو سفیان اسکو روایت کرنے میں متفرد ہیں۔

۱۔ سنن ابی داؤد ۵۲۶۷. وسنن ابن ماجة ۳۲۲۴. والمسند للامام احمد ۱/ ۳۳۲. وتاریخ بغداد ۹/ ۱۲۰. والدرالمنثور ۴/ ۱۲۳. ومشكل الآثار ۱/ ۳۷۱.

۲۔ مجمع الزوائد ۸/ ۹۵. والمطالب العالية ۲۶۶۲. والترغيب والترهيب ۳/ ۶۰۴. والاحاديث الصحيحة ۲/ ۵۸۴. واتحاف السادة المتقين ۲/ ۲۷۱. وفتح البارى ۱۱/ ۳۳۶. وتاريخ بغداد ۱۲/ ۱۰۳.

۳۔ السنة لابن ابى عاصم ۱/ ۱۴۲. ومجمع الزوائد ۵/ ۲۲۸. وكنز العمال ۴۳۸۶۳.

۴۔ كنز العمال ۴۴۰۸۳. وعلل الحديث لابن ابى حاتم ۱۹۰۹.

طبقہ اہل مدینہ

مصنف کے شیخ فرماتے ہیں جن حضرات اولیاء تابعین عظام کا تذکرہ ہوا اب ان کے بعد طبقہ اہل مدینہ کے تابعین کا ذکر کیا جا رہا ہے چنانچہ اہل مدینہ پر تفقہ فی الدین اور معرفت کا غلبہ تھا اور لوگوں نے ان حضرات تابعین کے فتاوی جات کو قرنِ اول میں ہاتھوں ہاتھ لیا تھا اور عبادت وسلوک میں یہ حضرات کمال درجے کا مرتبہ رکھتے تھے، عبادت وتقویٰ کو ان حضرات نے حتی الامکان پوشیدہ رکھا ہے ان حضرات میں سے سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد ابی بکر، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث، خارجہ بن زید بن ثابت، عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، سلیمان بن یسار زیادہ شہرت کے حامل ہیں۔ انہی سات حضرات کو فقہاء سبع کا لقب دیا گیا ہے ان کی عبادت اور احکام شرع کی بے مثال پابندی نے مشتہرین میں بھی شہرت بخشی۔ ہم بالترتیب ان حضرات کا مختصراً تذکرہ کریں گے بایں طور کہ ان کے اقوال واحوال مع چند ایسی احادیث کو جو ان کی سند سے مروی ہیں حوالۂ قرطاس کرتے جائیں گے تاکہ ہدایت ومعرفت کا طلبگار ان حضرات کے نقش قدم پر چلے۔

(۱۷۰) سعید بن المسیب رحمہ اللہ[۱]

ابومحمد سعید بن المسیب بن حزن مخزومی رحمہ اللہ کو بڑی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ تاہم حقوق اللہ میں کسی ملامت کار کی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔ عبادت گزار تھے۔ جماعت، عفت اور قناعت کے خوگر تھے۔ وہ اپنے دلکش نام کی طرح حقیقت میں بھی خوش بخت تھے۔ نیز معصیت کے شبہ سے بھی کوسوں دور تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف خدمت پر قدرت اور حرمت کی حفاظت ہے۔

۱۸۶۷- ابونعیم اصفہانی، محمد بن عبدالرحمٰن بن فضل، فضل بن محمد جندی، صامت بن معاذ، عبدالمجید ابن ابی رواد، معمر بن بکر بن خنیس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن میتب رحمہ اللہ سے میں نے کہا: آپ نے ایسے نفوس قدسیہ کو دیکھا ہے جو نماز وعبادت میں بے مثال مرتبہ رکھتے تھے۔ اے ابومحمد! آپ ان لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ کہنے لگے: اے ابن الاخ! وہ عبادت نہیں ہے جسے تم سمجھتے ہو۔ میں نے پوچھا: اے ابومحمد! پھر عبادت کیا ہے؟ جواب میں فرمایا: اللہ کے امر میں غور وفکر کرنا، محارم اللہ سے اجتناب اور اللہ کے مقرر کردہ فرائض کو ادا کرنا عبادت ہے۔

۱۸۶۸- ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی بن عاصم، محمد بن حسن بن طفیل، محمد بن عمرو مغربی، عطاف بن خالد، صالح بن محمد بن زائدہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قبیلہ بنولیث کے چند نوجوان بڑے جوش وخروش کے ساتھ عبادت کرتے تھے...... حتی کہ سخت گرمی کے دنوں میں عین دوپہر کے وقت مسجد میں آتے اور تا عصر عبادت میں معروف رہتے۔ صالح نے سعید بن میتب رحمہ اللہ سے کہا یہ ہوئی نا عبادت، کاش کہ ہم بھی ان نوجوانوں کی طرح قوت وطاقت رکھتے! سعیدؒ بن میتب نے فرمایا یہ عبادت نہیں۔ عبادت اللہ کے امر میں غور وفکر کرنا اور

۱۔ تهذيب التهذيب ۴/ ۸۴. والتقريب ۱/ ۳۰۵. والتاريخ الكبير ۳/ ۵۱۰. والجرح والتعديل ۴/ ۵۹. وطبقات ابن سعد ۵/ ۱۱۹.

دین میں تفقہ (سمجھ بوجھ) پیدا کرنا ہے۔

۱۸۶۹-ابن المسیب کی بے مثال نماز کی پابندی.....ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ بن اسحاق، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعید عطاف بن خالد، عبدالرحمٰن بن حرملہ کے سلسلۂ سند

سے مروی ہے کہ سعید بن میتب رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے پانچ نمازوں پر باجماعت پابندی کی اس نے عبادت کے ساتھ بر و بحر کو بھر دیا۔

۱۸۷۰-ابونعیم اصفہانی، ابراہیم وابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق ثقفی، ابن قتیبہ بن سعید، عطاف، ابن حرملہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن میتب رحمہ اللہ کی آنکھوں میں کچھ شکایت ہوگئی ان سے کہا گیا: ابومحمد! اگر آپ عقیق مقام کی طرف تشریف جائیں وہاں سبزہ زار کو دیکھیں اور قدرتی ہوا اپنے آپ کو لگائیں تاکہ آپ کی بصارت کو نفع پہنچے، سعید بن میتب رحمہ اللہ فرمانے لگے: لیکن مغرب اور عشاء کی نماز میں حاضری کا کیا کروں گا۔

۱۸۷۱-ابونعیم اصفہانی، احمد بن فضل، ابوعباس سراج، قتیبہ بن سعید، عطاف بن خالد، ابن حرملہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن میتب رحمہ اللہ نے فرمایا: چالیس سال سے میری باجماعت نماز فوت نہیں ہوئی۔

۱۸۷۲-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، سفیان، ابوسہل، عثمان بن حکیم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن میتب رحمہ اللہ نے فرمایا: تیس سال سے میں موذن کی اذان سے پہلے ہی مسجد میں موجود رہا ہوں۔

۱۸۷۳-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسماعیل بن یزید رقی، جعفر بن برقان، میمون بن مہران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن میتب نے چالیس سال تک لوگوں سے یوں ملاقات نہیں کی کہ لوگ نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے نکل چکے ہوں۔ (یعنی لوگ نماز پڑھ کر جا رہے ہوں اور آپ رحمہ اللہ تشریف لائیں ایسا نہیں ہوا بلکہ سب سے آخر میں نکلتے تھے)

۱۸۷۴-ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعید، انس بن عیاض، عبدالرحمٰن بن حرملہ، بردمولیٰ ابن میتب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ چالیس سال سے جب بھی اذان ہوئی سعید بن میتب رحمہ اللہ اس سے پہلے سے مسجد میں موجود ہوتے تھے

۱۸۷۵-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، یعقوب بن ابراہیم یحییٰ بن واضح، داؤد بن علیہ، اسماعیل بن امیہ، سعید بن میتب رحمہ اللہ نے فرمایا: جونہی نماز کا وقت ہوا میں نماز کی تیاری میں مصروف ہوگیا اور جونہی فرض نماز کی ادائیگی آئی میں اس کا شدت سے مشتاق ہوا۔

۱۸۷۶-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، عبیداللہ بن سعید، معاذ بن ہشام، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ سعید بن میتب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے بیس سال سے ایسے لوگوں کی گدی میں نظر نہیں ڈالی جو نماز میں مجھ پر سبقت لے گئے ہوں۔ (اس کا مطلب جو زیادہ قرینِ قیاس ہے وہ یہ ہے کہ ہمیشہ صفِ اول میں آکر پہلے سے تشریف فرما ہو گئے لہٰذا دورانِ جماعت کبھی کسی کی گدی پر نظر نہیں پڑی۔ تنوتی)

۱۸۷۷-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حسن بن عبدالعزیز، عمرو بن ابی سلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سعید بن میتب رحمہ اللہ کا ایسا عظیم الشان مرتبہ ہے کہ ہم اسے نہیں جانتے چنانچہ چالیس (۴۰) سال تک ایک وقت بھی نماز باجماعت ناغہ نہ ہوئی اور بیس سال سے انہوں نے لوگوں کی گدیوں میں نظر نہیں ڈالی۔

۱۸۷۸-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن روح، احمد بن حامد، عبدالمنعم بن ادریس، کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن

مسیب رحمہ اللہ نے پچاس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور فرمایا کرتے تھے: پچاس سال سے میری تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی اور پچاس سال سے میں نے نماز میں کسی آدمی کی گدی میں نظر نہیں ڈالی۔

۱۸۷۹-ابن المسیب ؒ کا تقویٰ...... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر فریابی، وہب بن بقیہ، خالد بن داؤد، ابن ابی ہند کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے پوچھا کونسی چیز نماز کو قطع کر دیتی ہے؟ جواب میں فرمایا: فجور نماز کو قطع کر دیتا ہے اور تقویٰ نماز پر پردہ کرتا ہے

۱۸۸۰-ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، زکریا بن یحییٰ ساجی، ہبہ بن خالد، حماد بن زید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ یزید بن ابی حازم کہتے ہیں: سعید بن مسیب رحمہ اللہ لگاتار روزے رکھتے تھے۔

۱۸۸۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، جعفر بن محمد رستغی، ابن ابی مریم، سلیمان بن ابی بلال کے سلسلۂ سند سے ابن حرملہ کہتے ہیں: میں نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ کو فرماتے سنا کہ: میں نے چالیس حج کیے ہیں۔

۱۸۸۲-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عفان بن مسلم، سلام بن مسکین کے سلسلۂ سند سے عمران بن عبداللہ بن طلحہ خزاعی کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا نفس اللہ کی ذات کے معاملہ میں مکھی کے نفس سے بھی زیادہ ہلکا تھا۔ (یعنی معمولی سی نافرمانی بھی ناقابل برداشت تھی۔اصغر)

۱۸۸۳-ابونعیم اصفہانی، حسن بن عبداللہ بن سعید، محمد بن عمرو بن سعید بصری، محمد بن ذکریا، عبداللہ بن محمد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: عبادت گزار بندے اللہ کی اطاعت کے بجالانے کے مقابلے میں اپنے نفسوں کا اکرام نہیں کرتے اور اللہ کی معصیت میں اپنے نفسوں کی اہانت کرتے ہیں، مؤمن کو اللہ کی اتنی مدد بھی کافی ہے وہ دیکھے کہ اسکا دشمن اللہ کی معصیت کا ارتکاب کرتا ہے۔ (لہذا خدا خود اپنے دشمن کو سنبھال لے گا۔اصغر)۔

۱۸۸۴-ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعید، عطاف بن خالد کے سلسلۂ سند سے ابن حرملہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ رات کے وقت باہر نکلے اور اس رات میں سخت بارش، کیچڑ اور شدید تاریکی چھائی ہوئی تھی اور سعید بن مسیب رحمہ اللہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر واپس تشریف لا رہے تھے۔ اسی اثناء میں ان کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عمرو بن سہل رحمہ اللہ آملے درآں حالیکہ ان کے ہمراہ ایک غلام ایک چراغ اٹھائے ہوئے بھی تھا۔ عبدالرحمٰن نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ کو سلام کیا اور دونوں آپس میں باتیں کرتے ہوئے چلتے رہے۔ جب عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کا گھر آ گیا تو غلام کو مخاطب کر کے کہنے لگے ابو محمد (سعید بن مسیب) کے ساتھ چراغ لے کر جاؤ اور انہیں گھر تک پہنچا آؤ۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے تمہاری روشنی کی ضرورت نہیں اللہ کی روشنی تمہاری روشنی سے بدرجہا بہتر ہے۔

۱۸۸۵-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عفان، حماد بن زید، یحییٰ بن سعید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کثرت کے ساتھ مجلس درس میں کہا کرتے تھے "اللھم سلم سلم" اے اللہ سلامتی سلامتی۔

۱۸۸۶-ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعید، عطاف بن خالد، ابن حرملہ کہتے ہیں میں نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی نماز اور ان کے یومیہ عمل کو اچھی طرح یاد کر لیا۔ رہی بات ان کے رات کے عمل کی سو اس کے متعلق میں نے ان کے غلام سے سوال کیا: اس نے مجھے بتلایا کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ ہر رات کو سورۂ "ص ٓ والقرآن" پڑھتے تھے۔ میں نے ان کے "ص ٓ والقرآن" کو خصوصیت کے ساتھ پڑھنے کی وجہ دریافت کی؟ غلام کہنے لگا: دراصل ایک مرتبہ ایک انصاری کسی درخت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے

لگا اور اس قرات میں سورہ ''ص والقرآن'' کی تلاوت کی اور سجدہ کرنے لگا درخت نے بھی اس کے ساتھ سجدہ کیا چنانچہ اس انصاری نے درخت کو کہتے ہوئے سنا: اے اللہ مجھے اس سجدے کے بدلے میں اجر عطا فرما اور اس کے ذریعے مجھ سے گناہوں کا بوجھ اتار دے، اس کے بدلے میں مجھے شکر کی توفیق عطا فرما اور اس سجدہ کو میری طرف سے قبول فرما جسطرح تو نے اس سجدہ کو اپنے برگزیدہ بندے داؤد علیہ السلام سے قبول فرمایا تھا۔

۱۸۸۷- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعید، حاتم بن اسماعیل، عبدالرحمٰن بن حرملہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ جنازہ اٹھائے سعید بن میتب کے پاس سے گزرے، جنازے کے ساتھ ایک آدمی آواز لگائے جا رہا تھا: اس جنازے کے لئے اللہ سے استغفار کرو، اس جنازے کے لئے اللہ سے استغفار کرو۔ سعید بن میتب رحمہ اللہ سن کر فرمانے لگے: یہ راجز (منادی) کیا کہتا ہے؟ میرے اہل خانہ کو مجھ پر رجز پڑھنا حرام ہے کہ یوں کہے: سعید مر چکا ہے تم اسکی گواہی دو۔ بلکہ مجھے وہ کافی ہے جو اللہ کی طرف سے میرا سامنا کرے اور میرے ساتھ دھونی دار خوشبوؤں کو لے کر چلے بشرطیکہ کوئی خوشبو...... ہو ورنہ جو اللہ کے پاس ہے وہ تمام تر خوشبوؤں سے افضل ہے۔ (لہذا اس کا پکار پکار کر اس کیلئے استغفار کی درخواست کرنا اس کی موت کا اعلان کرنا اور اس پر رجز پڑھنا ہے)

۱۸۸۸- ابن میتب سے حجاج کا مرعوب رہنا...... ابونعیم اصفہانی، ابو یوسف بن محمد نجیرمی، حسن بن مثنیٰ، عفان، حماد بن سلمہ، علی بن زید بن جدعان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ سعید بن میتب رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: آخر کیا وجہ ہے کہ حجاج بن یوسف آپکی طرف کوئی پیغام نہیں بھیجتا؟ آپ کو برانگیختہ کرتا ہے اور نہ ہی آپکو اذیت پہنچانے کے درپے ہوتا ہے؟ فرمایا: بخدا مجھے اس کے علاوہ کچھ علم نہیں کہ ایک دن وہ اپنے باپ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا بایں حالت کہ وہ رکوع کو ختم کرتا تھا اور نہ ہی سجدہ کو، میں نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور اسکو دے ماریں، حجاج کہتا ہے میں اس کے بعد مسلسل نماز اچھی طرح سے پڑھنے لگا۔

۱۸۸۹- ابن میتب کا آخرت سے لگاؤ...... ابونعیم اصفہانی، فاروق خطابی، محمد بن احمد بن حیان، عبداللہ بن مسلمہ قعنبی، سلیمان بن بلال، ابوبکر طلحی، حسین بن جعفر بن قتال، منجاب بن حارث، علی بن مسہر، یحییٰ بن سعید کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ سعید بن میتب توبہ کرنے والوں کو مغفرت کا پیغام سنایا کرتے تھے اور فرماتے تھے: جو آدمی گناہ کرے پھر توبہ کرے پھر گناہ کرے پھر توبہ کرے اور دوبارہ جان بوجھ کر کسی گناہ کا ارتکاب نہ کرے اللہ اسکی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

۱۸۹۰- ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحاق حربی، عبداللہ بن عمر، ابو غسان، عبدالسلام بن حرب، یحییٰ بن سعید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہم سعید بن میتب رحمہ اللہ کے پاس ان کی عیادت کرنے گئے۔ ہمارے ساتھ نافع بن جبیر بھی تھے۔ سعید بن میتب رحمہ اللہ کی ام ولد[1] کہنے لگیں انہوں نے تین دن سے کوئی چیز تناول نہیں فرمائی۔ لہٰذا ان سے بات کرو تا کہ کچھ تناول فرمائیں چنانچہ نافع بن جبیر نے لب کشائی کی جسارت کی اور سعید بن میتب سے کہنے لگے: جب تک آپ دنیا میں بقید حیات ہیں تب تک آپ اہل دنیا میں سے ہیں۔ لہٰذا اہل دنیا کے لئے اس چیز کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں جس سے ان کی حالت درست رہے۔ بھلا کیا ہی اچھا ہوگا اگر آپ کچھ تناول فرمالیں! فرمانے لگے: بھلا وہ آدمی کیسے کچھ کھا سکتا ہے جسے ہماری جیسی حالت کا سامنا ہو، یعنی جس نے تھوڑی دیر کے بعد جہنم یا جنت کی طرف سدھار جانا ہے۔ نافع کہنے لگے: اللہ سے دعا کیجئے کہ آپ کو شفا بخشے چونکہ مسجد میں آپکا ہمہ وقت موجود ہونا شیطان کو غصہ دلاتا ہے (لہذا شفا ملے گی تو آپ مسجد جائیں گے اور شیطان کو غصہ آئے گا)۔ فرمایا: بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے

---

[1] (وہ لونڈی جس سے اس کے مالک کی اولاد پیدا ہوئی ہو۔ اس کو آقا فروخت نہیں کرسکتا اور آقا کے نطفہ سے پیدا ہونے والی اولاد آزاد ہوتی ہے۔ نیز آقا کے مرنے کے بعد یہ لونڈی بھی آزاد ہو جاتی ہے۔) تنوی

درمیان سے سلامتی کے ساتھ نکال لیا ہے۔ (میرے لئے یہی بہتر ہے)۔

۱۸۹۱- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، شیبان بن فروخ، سلام بن مسکین، عمران بن عبداللہ بن طلحہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کو تینتیس ہزار دراہم سے کچھ زیادہ پیش کیے گئے کہ وہ انہیں قبول فرمائیں، چنانچہ جواب میں انہوں نے فرمایا: مجھے ان دراہم کی حاجت ہے اور نہ ہی بنو مروان کو حتی کہ اللہ سے میری ملاقات ہو جائے اور پھر وہ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمائے۔

۱۸۹۲- ابونعیم اصفہانی، احمد بن بندار، احمد بن محمد خزاعی، قعنبی، مالک بن انس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ اپنے ایک غلام سے دو تہائی درہم کے بارے میں جھگڑا کیا کرتے تھے۔ حالآنکہ ان کے چچازاد بھائی نے انہیں ایک مرتبہ چار ہزار درہم پیش کیے مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ (کیونکہ غلام کی کمائی خدا نے مالک کی قرار دی ہے۔ جبکہ ممکن ہے کہ چچازاد بھائی کا ہدیہ دین میں رخنہ کا باعث ہو۔)

۱۸۹۳- **ابن المسیبؒ کی عورتوں سے احتیاط**...... ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابوہ (ابی شیبہ)، عفان، حماد بن سلمہ، علی بن زید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: میری عمر اسی سال تک پہنچ چکی ہے اس کے باوجود میرے نزدیک عورتوں سے بڑھ کر (از روئے فتنہ کے) کوئی چیز زیادہ خوفزدہ نہیں۔

۱۸۹۴- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسین، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابوہ (عثمان بن ابی شیبہ)، عفان، حماد بن سلمہ، علی بن زید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں بلحاظ عمر اسی سال تک پہنچ چکا ہوں میرے نزدیک عورتوں سے بڑھ کر کوئی چیز (بلحاظ فتنہ) زیادہ خوفزدہ نہیں۔ جبکہ اس وقت ان کی بصارت ختم ہو چکی تھی۔

۱۸۹۵- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، ہارون بن عبداللہ، سفیان بن عیینہ، علی بن زید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: شیطان جب کسی چیز سے مایوس ہو جاتا ہے تو عورتوں کے پھندے کے ذریعے حملہ آور ہوتا ہے۔ علی بن زید کہتے ہیں: مجھے سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے خبر دی ہے (درآں حالیکہ اس وقت وہ اسی سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور ان کی ایک آنکھ کی بصارت ختم ہو چکی تھی اور دوسری آنکھ کی بھی نگاہ کمزور پڑ چکی تھی) کہ سب سے زیادہ ڈر مجھے عورتوں کے فتنے کا ہے۔

۱۸۹۶- ابونعیم اصفہانی، ابوہ (عبداللہ)، ابراہیم بن محمد بن حسن، ابوربیع رشدینی، ابن وہب، ابن جریج، عبیداللہ بن عبدالرحمٰن کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب ارشاد فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ کی قدرت بندوں پر حاوی ہے۔ پس جس نے اپنے آپ کو بلند کیا اللہ تعالیٰ اُسے نیچا کر دیتے ہیں اور جس نے اپنے آپ کو کمتر سمجھا اللہ اسے برتر بنا دیتے ہیں۔ لوگ اللہ تعالیٰ کے سائے تلے اعمال کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو رسوا کرنا چاہتے ہیں اسے اپنے سائے تلے سے باہر نکال دیتے ہیں جسکی وجہ سے اسکی بے پردگی لوگوں کے سامنے آشکارہ ہو جاتی ہے۔

۱۸۹۷- **بنی مروان کیلئے ابن مسیب کا بددعا کرنا**...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحاق ثقفی، حاتم بن لیث جوہری، حجاج، حماد بن سلمہ، علی بن زید کہتے ہیں: ہم نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہا: آپکی قوم گمان کرتی ہے کہ آپ کو حج سے اس بات نے روک رکھا ہے کہ آپ نے اللہ کے واسطے منت مان رکھی ہے کہ جونہی آپ کی نظر کعبۃ اللہ پر پڑے گی تو آپ مروان کے لئے بددعا کریں گے؟ فرمایا: بہرحال میں نے تو ایسا نہیں کیا ہاں البتہ جب بھی میں نے نماز پڑھی ہے بنی مروان کے لئے ضرور بددعا کی ہے حالآنکہ میں نے بیس سے زیادہ مرتبہ حج اور عمرے کیے ہیں جبکہ مجھ پر زندگی میں صرف ایک حج فرض کیا گیا ہے۔

۱۸۹۸-ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، ابوعباس ثقفی، قتیبہ بن سعید، عطاف بن خالد، ابن حرملہ کہتے ہیں: میں نے کبھی بھی سعید بن مسیب رحمہ اللہ کو کسی کو گالی دیتے ہوئے نہیں سُنا، مگر انہیں صرف اتنا کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ فلاں کو قتل کرے وہ پہلا آدمی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کو تبدیل کیا حالآنکہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”جس آدمی کے لئے فراش ثابت ہواس کے لئے ولد کا نسب بھی ثابت ہوتا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں“ ۔ [1]

۱۸۹۹-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، شیبان، سلام بن مسکین، عمران بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ دینار، درہم اور کوئی چیز قبول نہ فرماتے تھے، عمران بن عبداللہ کہتے ہیں کہ بسا اوقات سعید بن مسیب کو مشروبات پیش کئے جاتے لیکن وہ اعراض فرمالیتے تھے۔

۱۹۰۰-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حسن بن عبدالعزیز، ضمرہ بن ربیعہ، ابراہیم بن عبداللہ کنانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے دو درہم مہر کے عوض میں اپنی بیٹی کی شادی کرادی تھی۔

۱۹۰۱-**ابن المسیب ؒ کی بے مثال قربانی**...... ابونعیم اصفہانی، عمر بن احمد بن عثمان، عبداللہ سلیمان بن اشعث، احمد بن حرملہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن ابی وداعہ بیان کرتے ہیں کہ میں سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے پاس پابندی سے جاکر بیٹھتا تھا، ایک مرتبہ چند دن غیر حاضری کے بعد جانے کا اتفاق ہوا سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے پوچھا: اتنے دن تک کہاں غائب رہے؟ میں نے کہا: میری بیوی کا انتقال ہوگیا تھا اس لئے حاضر نہ ہوسکا، فرمایا: مجھے کیوں نہ خبر دی! میں بھی تجہیز وتکفین میں شریک ہوتا...... چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد جب میں اٹھنے لگا تو انہوں نے کہا: کیا تم نے دوسری بیوی کا کوئی انتظام کیا؟ میں نے جواب دیا: میں غریب نادار اور دو چار پیسے کی حیثیت کا آدمی ہوں، میرے ساتھ کون شادی کرے گا؟ فرمایا میں کروں گا، تم تیار رہو، میں نے کہا بہت خوب۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے اسی وقت حمد وصلوٰۃ اور مختصر سا خطبۂ نکاح پڑھا اور اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے دو تین درہم مہر کے عوض کردیا۔ میں وہاں سے اٹھا تو فرطِ مسرت میں میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کروں گھر پہنچ کر رخصتی کے لئے قرض کی فکر میں پڑ گیا۔

شام کے وقت سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے اپنی لڑکی کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ پہلے دو رکعت خود پڑھیں اور دو رکعت لڑکی سے پڑھوائیں، اس کے بعد لڑکی کو لئے ہوئے میرے گھر تشریف لائے۔ میں مغرب کے بعد روزہ افطار کرنے کے لئے جارہا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا: سعید! میں نے سعید نام کے جتنے حضرات بھی مدینہ میں موجود تھے سوچے، مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کون سعید ہیں؟ جبکہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی طرف خیال بھی نہیں گیا چونکہ وہ اپنے گھر اور مسجد کے علاوہ کہیں بھی آتے جاتے نہیں تھے۔ اسی تذبذب میں اٹھ کر دروازہ کھولا، دیکھا تو سامنے سعید بن مسیب رحمہ اللہ کھڑے تھے۔ انہیں دیکھ کر میں نے کہا: آپ نے کیوں زحمت گوارا کی؟ مجھے بلا بھیجا ہوتا، فرمایا: نہیں مجھے تمہارے پاس آنا چاہیے تھا، میں نے عرض کیا فرمائیے کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: تم تنہا آدمی تھے اور تمہاری بیوی موجود تھی۔ میں نے خیال کیا کہ تنہا تم کیوں رات بسر کرو، اس لئے تمہاری بیوی کو لے کر آیا ہوں۔ وہ ان کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی، انہوں نے اس کو دروازے کے اندر کرکے باہر سے دروازہ بند کردیا، میری بیوی شرم سے گر پڑیں۔ میں نے اندر سے دروازہ بند کرلیا۔ اس کے بعد چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں میں اعلان کیا کہ آج سعید بن مسیب نے اپنی لڑکی کا عقد میرے ساتھ کردیا ہے اور اسے میرے گھر پہنچا گئے ہیں، میری ماں نے تین دن تک دستور کے مطابق اسکو خوب بنایا سنوارا، بننے سنورنے کے بعد میں نے اس کو دیکھا تو وہ نہایت حسین وجمیل، کتاب اللہ کی حافظہ، سنت رسول اللہ ﷺ کی عالمہ اور حقوق شوہر سے

---

[1] صحیح البخاری ۵/ ۱۹۲، ۸/ ۱۴۰، ۲۰۵. وصحیح مسلم، کتاب الرضاع ۳۶، ۳۷.

باخوبی واقف عورت تھی۔

ابن ابی وداعہ کہتے ہیں: اس کے بعد تقریباً ایک مہینے تک میں سعید بن مسیتب کے پاس گیا اور نہ ہی وہ میرے پاس تشریف لائے۔ بالآخر میں نے ہی ان کے پاس جانے کی جسارت کی، جب ان کے پاس گیا تو وہ حلقۂ تلمیذاں میں تشریف فرما تھے، میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کے جواب سے مجھے ممنون فرمایا اور اس سے زیادہ مجھ سے کوئی بات نہ کی حتی کہ اہل مجلس منتشر ہو گئے اور جب میرے علاوہ ان کے پاس کوئی نہ رہا، فرمایا: اس انسان کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: اے ابو محمد! خیریت ہے، بایں حال کہ دوست خوش ہوں اور دشمن رنجیدہ۔ فرمایا: اگر تمہیں کسی قسم کی گزند کا شبہ ہو تو یہ عصاء ساتھ لیتے جاؤ۔ (یعنی اگر میری بیٹی تمہاری فرمانبرداری میں کوئی کمی کرے تو اس لکڑی سے خبر لینا) اس کے بعد میں اپنے گھر کو واپس لوٹ آیا اور دوسرے دن سعید بن مسیتب رحمہ اللہ نے بیس ہزار درہم میری طرف بھجوا دیئے۔

عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ سعید بن مسیتب رحمہ اللہ کی بیٹی کو عبدالملک اپنی بہو بنانا چاہتا تھا اس نے اپنے ولی عہد ولید بن عبدالملک کے ساتھ اس کی نسبت کا پیغام بھیجا۔ سعید بن مسیتب رحمہ اللہ نے دوٹوک الفاظ میں انکار کر دیا۔ عبدالملک نے ان پر بہت دباؤ ڈالا اور مختلف قسم کی سختیاں کیں...... مگر سعید بن مسیتب برابر انکار پر قائم رہے۔ حتی کہ عبدالملک نے ناامید ہو کر انہیں سو کوڑے لگوائے، سخت سردی کے دن ان پر ٹھنڈے پانی کا مٹکا بہایا اور اہانت کی غرض سے اون کا بنا ہوا جبہ انہیں پہنوایا۔

عبداللہ کہتے ہیں: ابن ابی وداعہ وہ کثیر بن عبدالمطلب بن ابی وداعہ ہیں۔

۱۹۰۲- **ہر مشکل کے حل کی دعا**...... ابونعیم اصفہانی، محمد بن عبداللہ کاتب، حسن بن علی طوسی، محمد بن عبدالکریم، ہیثم بن علی، یحییٰ بن سعید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن مسیتب رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک دفعہ میں چاندنی رات میں مسجد میں چلا گیا۔ میرا خیال تھا کہ صبح ہو چکی ہے لیکن رات اپنے حال پر جوں کی توں ہے کہ ختم ہونے کو آتی نہیں۔ میں نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا اور پھر اس کے بعد دعا مانگنے میں مصروف ہو گیا، اچانک مجھے پیچھے سے غیبی آواز سنائی دی کہ اے اللہ کے بندے! کہو، میں نے کہا: کیا کہوں؟ پھر آواز آئی کہ کہو "اے اللہ! میں تجھی سے سوال کرتا ہوں بے شک تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ ہر چیز پر تو قدرت رکھتا ہے اور جس امر کو تو چاہے وہ ہو جاتا ہے"۔ سعید بن مسیتب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے جب بھی ان کلمات کو تمہید بنا کر کسی مشکل کے حل کی اللہ سے دعا مانگی اللہ نے اس مشکل کو میرے لئے آسان فرمایا۔

۱۹۰۳- **حدیث رسول کا ادب اور حکمرانوں سے رویہ**...... ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، احمد بن ولید، یعقوب بن مسیتب، مطلب بن حنطب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطلب بن حنطب سعید بن مسیتب کے پاس آئے اور وہ بوجہ مرض کے لیٹے ہوئے تھے۔ مطلب بن حنطب نے ان سے کسی حدیث کے متعلق دریافت کیا، فرمایا: مجھے بٹھاؤ چنانچہ مریدوں نے انہیں بٹھایا آپ فرمانے لگے: میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کروں اور میں لیٹا ہوا ہوں۔

۱۹۰۴- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، ابوعباس، قتیبہ بن سعید، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان، میمون بن مہران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان مدینہ آیا ہوا تھا۔ چنانچہ ایک رات وہ نیند سے بیدار ہوا کوشش کے باوجود اسے دوبارہ نیند نہ آئی۔ حاجب کو حکم دیا کہ مسجد میں جا کر دیکھو اگر مدینہ کا کوئی قصہ خواں مل جائے تو لے آؤ[1]۔ حاجب مسجد میں گیا ایسے وقت میں یہاں کون ملتا۔ سعید بن مسیتب رحمہ اللہ ذکر و شغل میں مشغول تھے: حاجب انہیں پہچانتا نہ تھا، ان کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور اشارہ سے ان

[1] (پہلے زمانہ میں رات بسر کرنے کیلئے لوگ قصہ گویوں کو اجرت پر بلواتے تھے جو ان کو مختلف قصے سنایا کرتے اور سننے والوں کی رات کٹتی تھی۔ اصغر)

کو بلایا۔ یہ اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ حاجب نے خیال کر کے کہ یہ عمداً متوجہ نہیں ہو رہا ہے۔ قریب جا کر اشارہ کیا اور کہا! میں نے تم کو اشارہ کیا تھا تم نے دیکھا نہیں؟ ابن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا اپنی ضرورت بیان کرو، حاجب نے کہا امیر المؤمنین کی آنکھ کھل گئی ہے انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ کسی قصہ خواں کو لے آؤں، اس لئے تم چلو۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے پوچھا کیا مجھ کو بلایا ہے؟ حاجب نے کہا نہیں، انہوں نے کہا تھا کہ جا کر دیکھو اگر اہل شہر میں سے کوئی قصہ خواں ہو تو لے آؤ میں نے تم سے زیادہ مستعد کسی کو نہیں پایا۔ یہ سن کر سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے کہا امیر المؤمنین سے جا کر کہہ دو کہ میں ان کا قصہ خواں نہیں ہوں۔ یہ جواب سن کر حاجب سمجھا کہ یہ کوئی دیوانہ آدمی ہے اس لئے واپس لوٹ گیا اور عبد الملک سے کہا کہ مسجد میں صرف ایک بوڑھا شخص نظر آیا میں نے اس کو اشارہ کیا، مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا، پھر میں نے اس کے پاس جا کر کہا کہ امیر المؤمنین نے مجھے کسی قصہ خواں کو بلانے کے لئے بھیجا ہے، اس شخص نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین سے جا کر کہہ دو کہ میں ان کا قصہ خواں نہیں ہوں۔ عبد الملک ان کے مزاج سے با خوبی واقف تھا اس لئے یہ واقعہ سن کر اس نے کہا وہ سعید بن مسیب ہیں انہیں چھوڑ دو۔

۱۹۰۵- ابونعیم اصفہانی، عمر بن احمد بن شاہین، عبداللہ بن عبد الرحمٰن، زکریا بن یحییٰ، اصمعی، سفیان بن عیینہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: دنیا ایک حقیر چیز ہے اور وہ ہر حقیر کی طرف زیادہ مائل ہونے والی ہوتی ہے۔ اس سے بھی زیادہ حقیر وہ ہے جو اسے بغیر کسی حق کے اور بلا وجہ اسکا طالب ہو اور پھر غیر معروف مصرف میں اس دنیا کو استعمال کرے۔

۱۹۰۶- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن عثمان، محمود بن محمد واسطی، عبداللہ بن عبد الوہاب، محمد بن عمرو عسقلانی، ابراہیم بن ادہم، ابوعیسیٰ خراسانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: ظالم امراء کے معاونین سے آنکھیں دو چار کرو مگر بامر مجبوری تاکہ تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔

۱۹۰۷- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، شیبان، سلام بن مسکین، عمران بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبد الملک بن مروان کی وفات کے بعد سعید بن مسیب رحمہ اللہ کو ولید اور سلیمان کی بیعت کی دعوت دی گئی تو آپ نے فرمایا: میں قیامت کی صبح تک دو آدمیوں کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا۔ ان سے کہا گیا: چلیں آپ اتنا کر دیں کہ (جس کمرے میں وہ موجود ہیں اس کے) ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے باہر تشریف لے جائیں۔ اسطرح لوگوں میں مشہور ہو جائے گا کہ سعید بن مسیب نے بیعت کر لی ہے: فرمایا مجھے ایسا کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ بخدا! لوگوں میں سے کوئی بھی میری اقتداء نہیں کرے گا، چنانچہ بیعت نہ کرنے پر ابن مسیب رحمہ اللہ کو سو کوڑے لگائے گئے اور لوگوں کے سامنے انہیں رسوا کرنے کے لئے لنگوٹ پہنایا گیا۔

۱۹۰۸- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حسین بن عبد العزیز، ضمرہ، محمد بن علی، محمد بن حسن بن قتیبہ، احمد بن زید، رجاء بن جمیل ایلی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے، فرمایا: عبد الملک بن مروان کے مرنے کے بعد جب ولید اور سلیمان کی بیعت کا معاملہ کھڑا ہوا اس وقت عبد الرحمٰن بن عبد القاری نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہا: میں آپ کو تین چیزوں کا مشورہ دیتا ہوں، پوچھا: وہ کونسی عبد الرحمٰن نے کہا: آپ اپنی جگہ کو تبدیل کر دیں چونکہ آپ ایسے مقام پر ہیں جہاں آپ ہشام بن اسماعیل کو نظر آتے ہیں، فرمایا میں ہرگز ایسی جگہ کو تبدیل نہیں کروں گا جہاں میں نے چالیس سال سے قیام کر رکھا ہے۔ عبد الرحمٰن نے کہا: اگر یوں نہیں تو پھر آپ عمرہ کی غرض سے یہاں سے چلے جائیں فرمایا: جس چیز کی میں نے نیت نہیں کی اس میں میں اپنا مال کیوں خرچ کروں اور اپنی جان کیوں کھپاؤں؟۔ اب تم بتاؤ تیسری چیز کیا ہے؟ عبد الرحمٰن نے کہا پھر آپ بیعت ہی کر لیں۔ فرمایا مجھے بتاؤ، اللہ نے جس طرح تمہاری آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے اس طرح تمہارے دل کو بھی اندھا کر دیا ہے، آخر مجھے کیا مجبوری ہے؟ عبد الرحمٰن اس وقت نابینا ہو چکا تھا۔

رجاء کہتے ہیں ہشام نے عبد الملک کو سارا واقعہ لکھ بھیجا عبد الملک نے جواب میں لکھا: تمہیں سعید سے کیوں پالا پڑا ہمیں ان

کی جانب سے کسی ناپسندیدہ بات کا سامنا نہیں، اچھا جب تم انہیں بیعت کی دعوت دو اور وہ انکار کر دیں تو انہیں تیس کوڑے مارو اور لوگوں کے لئے نشان عبرت بنانے کے واسطے انہیں بالوں کا بنا لنگوٹ پہنا دو، چنانچہ ہشام نے انہیں بیعت کی دعوت دی فرمایا میں دو آدمیوں کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا۔ رجاء کہتے ہیں ہشام نے انہیں تیس کوڑے مروائے بالوں کا بنا لنگوٹ بھی پہنایا اور سرعام لوگوں کے سامنے کھڑے کر دیے گئے۔

رجاء کہتے ہیں مجھے ایلیوں نے بتایا جو کہ مدینہ منورہ میں محکمہ پولیس میں ملازم تھے کہ ہم جانتے تھے کہ بحالت خوشی لنگوٹ نہیں پہنایا جاتا لہذا ہم نے کہا: اے ابو محمد! آپ کو قتل کیا جائے گا تب آپ نے یہ لنگوٹ ستر عورت کے لئے پہن لیا۔ جب انہیں کوڑے مارے جا چکے تو سعید بن مسیب نے فرمایا ایلہ کے جلد باز و! اگر مجھے قتل کا گمان نہ ہوتا میں لنگوٹ ہرگز نہ پہنتا۔

۱۹۱۰- ابو نعیم اصفہانی، ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، ابن ابی الثلج، یحیی بن غیلان، ابو عوانہ، قتادہ کہتے ہیں میں سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے پاس آیا جبکہ آپ کو بالوں سے بنا ہوا لنگوٹ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا۔ میں نے اپنے معاون سے کہا: مجھے ان کے قریب کر دے۔ اس نے مجھے ان کے قریب کر دیا اور میں ان سے اس خوف کے مارے سوال کرنے لگا کہ کہیں یہ مجھ سے جدا نہ ہو جائیں لیکن وہ مجھے تسلی دینے لگے۔ لوگ اس امر کو دیکھ کر تعجب کر رہے تھے۔

۱۹۱۱- ابو نعیم اصفہانی، محمد بن قاسم بن بشار انباری، ابو قاسم بن بشار، قاسم بن عبید اللہ بن احمد بن حارث، عمر و عدوی، یحیی بن سعید کہتے ہیں مدینہ کے والی نے عبد الملک بن مروان کو خط لکھا: سعید بن مسیب کے علاوہ تمام اہل مدینہ نے ولید اور سلیمان کی بیعت پر اتفاق کر لیا ہے۔ عبد الملک نے جواب لکھا: تلوار کے زور پر ان سے بیعت لو۔ اگر بیعت کر لیں تو فبہا ورنہ انہیں پچاس کوڑے مارو! اور مدینہ کے بازاروں میں چکر لگواؤ۔ مدینہ میں جب عبد الملک کا خط پہنچا تو موقع غنیمت سمجھ کر سلیمان بن یسار، عروہ بن زبیر اور سالم بن عبد اللہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ کو خبر دیں کہ والی مدینہ کو عبد الملک بن مروان نے خط لکھا ہے کہ اگر آپ بیعت نہ کریں تو آپ کی گردن اڑا دی جائے، ہم آپ کے دفاع کی خاطر آپ پر تین باتیں پیش کرتے ہیں، ان میں سے کوئی ایک مان لیجئے۔ اول یہ کہ والی نے اتنی بات مان لی ہے کہ عبد الملک کا خط آپ کو پڑھ کر سنایا جائے اور آپ اس کے جواب میں بیعت کا اقرار کریں اور نہ ہی انکار، اس طرح لوگوں میں مشہور ہو جائے گا کہ سعید بن مسیب نے بیعت کر لی۔ فرمایا: میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ یحیی بن سعید کہتے ہیں سعید بن مسیب رحمہ اللہ جب کسی چیز کا انکار کر دیتے پھر ساری دنیا لگی رہے اسکا اقرار نہیں کروا سکتی تھی۔ پھر ابن المسیبؒ نے فرمایا: اچھا ایک بات ہو چکی دو باتیں باقی رہتی ہیں وہ بھی جلدی کر لو۔ کہنے لگے دوسری یہ کہ آپ کچھ دنوں تک گھر ہی میں نشست و برخاست رکھیں اور مسجد کی طرف تشریف نہ لے جائیں۔ اسکا فائدہ یہ ہوگا کہ جب آپ کو مجلس درس میں تلاش کیا جائے گا تو آپکو وہاں نہیں پایا جائے گا فرمایا؟ میں موذن کو اپنے کانوں سے حی علی الصلاۃ وحی علی الفلاح کہتے سنتا ہوں لہذا میں ایسا بھی نہیں کر سکتا۔ کہنے لگے: تیسری بات یہ کہ آپ اپنی مجلس سے کہیں اور منتقل ہو جائیں اور والی آپ کو مجلس سے بلوائے گا تو آپ مجلس سے غائب ہوں گے۔ اس طرح وہ پھر آپ سے بیعت لینے کے اصرار سے رک جائے گا۔ فرمانے لگے: مخلوق سے ڈر کر میں ایک بالشت بھی آگے اور نہ ہی پیچھے رہوں گا۔ یہ حضرات مشیرین ناامید ہو کر ان کے پاس سے چلتے بنے اور ان کے دیکھا دیکھی سعید بن مسیب رحمہ اللہ مسجد کی طرف نماز ظہر پڑھنے چل پڑے اور حسب سابق اسی مجلس میں تشریف فرماتے رہے۔

والی نے ظہر کی نماز پڑھ کر آپ کو اپنے پاس بلایا اور کہنے لگا: امیر المومنین کا خط آیا ہے اور اس میں لکھا ہے: آپ بیعت کر لیں ورنہ ہم آپ کا سر قلم کر دیں گے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ والی نے جب دیکھا کہ وہ اسکے اصرار کا مثبت جواب نہیں دے رہے تو انہیں کھلی جگہ کی طرف نکال کرلے گیا۔ ان کی گردن کھینچی گئی اور تلواریں سونت لی گئیں

مگر آپ تھے کہ پہاڑ ہلے تو ہلے لیکن ابن المسیب نہ ہلے اور ان کے پائے اثبات میں سر مو برابر بھی لغزش نہ آئی اور اپنے موقف پر ہی مصر رہے چنانچہ جب والی نے انہیں دیکھا کہ وہ ان کو ذرا بھی مس نہیں کرسکا تو ان کے کپڑے اتر والئے گئے اور انہیں لنگوٹ پہنایا گیا۔ اس موقع پر فرمایا: اگر مجھے علم ہوتا کہ میں قتل نہیں کیا جاؤں گا تو اس لنگوٹ میں میری شہرت نہ کی جاتی۔ بالآخر والی نے انہیں پچاس کوڑے مارے اور پھر انہیں مدینہ کے بازاروں میں چکر لگوائے۔ چنانچہ والی نے جب سعیدؒ بن میتب کو پاس کیا لوگ اس وقت عصر کی نماز سے فارغ ہو کر گھروں کو واپس جا رہے تھے۔ فرمایا گیا: یہ سب کچھ ان چہروں کے لئے ہوا جنکی طرف میں نے چالیس سال سے نظر نہیں کی تھی۔

محمد بن قاسم کہتے ہیں: میں نے اپنے شیخ کو سعید بن میتب کی حدیث مسند بیان کرتے ہوئے سنا ہے لیکن مجھے بھول ہوگئی ہے وہ کہہ رہے تھے جب سعید بن میتب رحمہ اللہ کو کوڑے مارنے کے لئے ان کے کپڑے اتارے گئے تو ایک عورت کہنے لگی یہ تو رسوائی کا مقام ہے۔ چنانچہ سعید بن میتب رحمہ اللہ نے اس عورت کو جواب دیا ہم تو رسوائی کے مقام سے بھاگے ہیں، یہ رسوائی کا مقام نہیں ہے۔

۱۹۱۲- ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، ابوعباس بن طفیل، احمد بن زید، ضمرہ، ابن شذوب، عبداللہ بن قاسم کہتے ہیں میں سعید بن میتب رحمہ اللہ کے پاس جا بیٹھا فرمانے لگے: مجھے مجالست سے منع کیا گیا ہے میں نے کہا: میں اجنبی آدمی ہوں فرمایا: تب مجھے پسند ہے کہ میں تمہیں علم سکھلاؤں۔

۱۹۱۳- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ولید بن شجاع، ابوہ شجاع، علاء بن عبدالکریم کہتے ہیں کہ میں سعید بن میتب رحمہ اللہ کے پاس جا کر بیٹھ گیا فرمانے لگے: مجھے تو مجالست سے روک دیا گیا ہے۔

۱۹۱۴- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، حاتم بن لیث جوہری، عفان، ہمام قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن میتب رحمہ اللہ کے پاس جب کوئی بیٹھنے کا ارادہ کرتا تو وہ فرماتے: ارباب اقتدار نے مجھے کوڑے لگوائے ہیں اور مجھے مجالست سے روک دیا ہے۔

۱۹۱۵- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعید، عطاف بن خالد، ابن حرملہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن میتب نے فرمایا: قرآن مجید کا نام اسم تصغیر کے ساتھ مُصَیحف اور مسجد کا مُسَیجد نام مت لو چونکہ جو چیز اللہ کی ہو وہ عظیم الشان اور حسین و جمیل ہوتی ہے، نہ کہ مصغر۔

۱۹۱۶- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسین، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابوہ عثمان بن ابی شیبہ، اسماعیل بن عیاش، عبدالرحمٰن بن حرملہ کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ کوئی انسان بھی ایسا نہیں تھا جو جرأت کر کے سعید بن میتب سے کچھ پوچھے مگر پہلے سوال کرنے کی اجازت لیتا تھا جیسا کہ کسی امیر سے اجازت لی جاتی ہے۔

۱۹۱۷- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسین، بشر بن موسیٰ، عبدالرحمٰن مقری، عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم، یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: میں نے سعید بن میتب رحمہ اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ اس آدمی میں کچھ بھلائی نہیں جو جمع مال کا ارادہ نہ رکھتا ہو تاکہ اس سے اپنے حقوق ادا کرے اور لوگوں کی زبانوں کو لغویت سے باز رکھے۔

۱۹۱۸- ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن عباس، احمد بن داؤد سجستانی، حسن بن سوار، لیث بن سعد، یحییٰ بن سعید کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ سعید بن میتب رحمہ اللہ نے وفات پائی تو انہوں نے دو یا تین ہزار دینار ورثہ کے لئے ترکہ میں چھوڑے اور فرمایا: میں نے ترکہ میں اتنے سارے دینار صرف اس لئے چھوڑے ہیں تاکہ ان کے ذریعے اپنے دین اور حسب کو محفوظ رکھ سکوں۔

یہ حدیث ثوری نے یحییٰ بن سعید، سعید بن میتب کے طریق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک سو دینار ترکہ میں چھوڑے۔

ہیں اور فرمایا ان کے ذریعے میں اپنی دینداری، عزت اور حسب کو محفوظ کرنا چاہتا ہوں۔

۱۹۲۰-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، احمد بن یحیٰی ثعلب نحوی، ذؤیب بن عمامہ، محمد بن معن غفاری، محمد بن عبداللہ بن اخی زہری، عن عمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت سعیدؒ بن میسب نے فرمایا: جو آدمی اللہ سے مستغنی و بے نیاز ہوا وہ لوگوں کا محتاج ہو جاتا ہے۔

۱۹۲۱-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن ابراہیم، محمد بن ایوب، عارم، حماد بن زید، علی بن زید کے سلسلۂ سند سے روایت ہے علی کہتے ہیں ایک مرتبہ سعید بن میسب رحمہ اللہ نے مجھے دیکھا میں نے ریشم کا ایک جبہ پہن رکھا تھا، فرمایا: تو نے بڑا عمدہ جبہ پہنا ہے۔ میں نے کہا یہ جبہ مجھ سے کبھی جدا نہیں ہوتا کیونکہ سالم (جلدی بیماری) نے اسکا فساد مجھ پر ڈال دیا۔ (اس وجہ بدرجہ مجبوری پہنا ہے۔) سعید بن میسب رحمہ اللہ فرمانے لگے: اپنے دل کی اصلاح کرو اور جو من چاہے پہنو۔

سعیدؒ ابن میسب کی سند سے چند احادیث

۱۹۲۲-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اُسامہ، عبدالوہاب بن عطاء، داؤد بن ابی ہند کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سعید بن میسب رحمہ اللہ نے فرمایا: عمرؓ نے مسجد نبوی کے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو عنقریب خدا کے حکم رجم (زانی اور زانیہ کو سنگسار کرنے) کو جھٹلائیں گے اور کہیں گے: یہ حکم تو قرآن مجید میں نہیں ہے۔ اگر میں قرآن مجید میں زیادتی کو مکروہ وحرام نہ سمجھتا آخری ورق پر لکھوا دیتا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے حکم رجم پر عمل کیا۔ ابوبکر صدیقؓ نے بھی عمل کیا اور میں نے بھی حکم رجم پر عمل کیا ہے۔

یحیٰی بن سعید نے بھی اس حدیث کو سعید بن میسب سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۹۲۳-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، عبدالرحمٰن، یزید بن ہارون، یحیٰی بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن میسب کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا: تم آیت رجم کے متعلق ہلاکت میں پڑنے سے بچو۔

۱۹۲۴-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، حسن بن منصور رمانی، معافی بن سلیمان، حکیم بن نافع، یحیٰی بن سعید، سعید بن میسب کے سلسلۂ سند سے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس اُمت میں سب سے پہلے امانت اٹھالی جائے گی اور آخر میں صرف نماز باقی رہے گی لیکن بہت سارے ایسے نمازی ہوں گے جن میں بھلائی کی کچھ توقع نہیں ہوگی۔[1]

۱۹۲۵-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، یعقوب بن حمید بن کاسب، عبداللہ بن عبداللہ اموی، حسن بن حر، یعقوب بن عتبہ بن اخنس، کے سلسلۂ سند سے سعید بن میسب رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے غلاموں کو سامان فخر بنایا اللہ تعالیٰ اسے ذلت ورسوائی کی دہلیز پر جھکا دیتے ہیں۔[2]

۱۹۲۶-ابونعیم اصفہانی، محمد بن عمر، محمود بن مروزی، احمد بن یعقوب، ولید بن سلمہ، یونس بن یزید، ابن شہاب زہری، احمد، سعید بن میسب کے سلسلۂ سند سے عثمانؓ بن عفان کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم آذان سنو فوراً کھڑے ہو جاؤ چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف

ا۔ المعجم الصغیر للطبرانی ۱/ ۱۳۸. ومجمع الزوائد ۷/ ۳۲۱. ولسان المیزان ۳/ ۲۲۶. وکنز العمال ۵۴۹۵.

۲۔ اتحاف السادة المتقین ۹/ ۶۳ ۴. والزھد للامام احمد ۳۹۰. وتخریج الاحیاء ۴/ ۲۵۴. والضعفاء للعقیلی ۲/ ۲۷۱. وکشف الخفاء ۲/ ۳۲۴. والدرالمنثور ۱۵۲ وکنز العمال ۲۵۰۴۲.

سے یہی عزیمت ہے۔[۱]

۱۹۲۷-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن طلحی، ابوحصین محمد بن حسن وادعی، یحیٰی حمانی، قیس بن ربیع، عبداللہ بن عمران، علی بن زید، سعید بن مسیب کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی روایت ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ کونسی چیز عورتوں کے لیے بہتر ہے؟ جواب دیا کہ عورتیں مردوں کو دیکھیں اور نہ ہی مرد انہیں دیکھیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے یہ جواب نبی ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فاطمہؓ تو میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔[۲]

۱۹۲۸-اللہ سے ڈرنے والا...... ابونعیم اصفہانی، محمد بن عمر بن سالم، سعید بن علی بن خلیل، اسحاق بن عنبر، نصر بن ثابت، یحیٰی بن سعید، سعید بن مسیب کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ قوی تر ہو جاتا ہے اور اپنے شہر و علاقہ میں امن و سلامتی کے ساتھ چلتا پھرتا ہے۔[۳]

۱۹۲۹-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، احمد بن عبدالرحمٰن، یزید بن ہارون، سفیان بن حسین، زہری، سعید بن مسیب کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دورانِ مقابلہ جس آدمی نے ایک گھوڑا دو گھوڑوں کے درمیان داخل کیا درآنحالیکہ اسے اعتماد نہیں کہ وہ سبقت لے جائے گا تو یہ صریح جوا بازی ہے۔[۴]

۱۹۳۰-ابونعیم اصفہانی، حبیب بن حسن، محمد بن بکر بن حیان، عمر بن حصین، ابراہیم بن عطاء، یزید بن عیاض، زہری، سعید بن مسیب کے سلسلۂ سند سے عمارؓ بن یاسر کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسن خلق اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا اخلاق ہے۔[۵]

۱۹۳۱-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، احمد بن داؤد مکی، حبیب کاتب مالک، عن ابن اخیہ الزہری، زہری، سعید بن مسیب کے سلسلۂ سند سے اُبی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: عمرؓ کی وفات پر اسلام کو لبیک ہے۔[۶]

۱۹۳۲-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر محمد بن حسن، احمد بن اسحاق، خشاب رقی، رزیق ابو قاسم حمصی، حکم بن عبداللہ ایلی، زہری، سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر چیز کی کوئی نہ کوئی عظمت و شرافت ہوتی ہے جس سے لوگ رونق حاصل کرتے ہیں اور میری امت کی رونق و شرافت قرآن مجید ہے۔

۱،۲۔ الاحادیث الضعیفة ۱/ ۷۱ . وکنز العمال ۲۱۰۰۱ .

۳۔ تاریخ اصبهان للمصنف ۲/ ۶۳، ۲۴۸ . واتحاف السادة المتقین ۸/ ۲۱۶ . وکشف الخفاء ۱/ ۳۷۳ .

۴۔ المستدرک ۲/ ۱۱۴ . والسنن الکبرٰی للبیهقی ۱۰/ ۲۰ . وسنن ابی داؤد . کتاب الجهاد باب ۶۹ . وسنن ابن ماجة ۲۸۷۶ . وسنن الدار القطنی ۴/ ۱۱۱ . ۳۰۵ . والمصنف لابن ابی شیبة ۱۲/ ۴۹۹ . والمعجم الصغیر للطبرانی ۱/ ۱۶۹ ومشکاة المصابیح ۳۸۷۵ .

۵۔ مجمع الزوائد ۸/ ۲۰ . واتحاف السادة المتقین ۷/ ۳۲۰ . والدر المنثور ۲/ ۷۵ والترغیب والترهیب ۳/ ۴۰۶ . وکنز العمال ۵۱۴۰ .

۶۔ مجمع الزوائد ۹/ ۷۴ . والمعجم الکبیر للطبرانی ۱/ ۲۱ . واتحاف السادة المتقین ۱۰/ ۱۴۳ . وکنز العمال ۳۲۷۳۶ .

(۱۷۱) عروہ بن زبیر رحمہ اللہ[۱]

مدینہ منورہ کے تابعین کرام میں سے عروہ بن زبیر رحمہ اللہ[۲] بھی ہیں مدینہ کے فقہائے سبعہ میں انکا شمار ہوتا ہے۔ طاعت خداوندی کو انہوں نے ساری عمر اپنا شعار بنایا۔ مختلف آزمائشوں میں مبتلا رہے۔ اور باعث ثواب سمجھ کر ان سے نبرآزما ہوئے، مجتہد مطلق، عبادت گزار اور دائمی روزہ دار تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف معرفت احسانات اور آزمائشوں کا خفاء ہے۔

۱۹۳۳- **چار لوگوں کی چار دعائیں اور ان کی قبولیت** ...... احمد بن بندار، عبداللہ بن سلیمان الاشعث، سلیمان بن معبد، اصمعی، عبدالرحمٰن بن ابی زناد، ابوہ ابوزناد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عروہؒ بن زبیرؓ، عبداللہؓ بن زبیرؓ، مصعبؓ بن زبیرؓ اور عبداللہؓ بن عمرؓ ایک حجرے میں جمع تھے۔ کسی نے تجویز کی کہ ہم لوگ اپنی اپنی آرزوئیں پیش کریں۔ سب نے اسے پسند کیا۔ سب سے پہلے عبداللہؓ بن زبیرؓ نے کہا: میری آرزو یہ ہے کہ مجھے خلافت ملے۔ عروہ رحمہ اللہ کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ مجھ سے علم حاصل کیا جائے۔ مصعب رحمہ اللہ نے کہا میری تمنا یہ ہے کہ عراق کی ایک خوبصورت عورت اور قریش کی دو عورتیں عائشہ بنت طلحہ، سکینہ بنت حسین میرے عقد میں آجائیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: میری تمنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بھرپور مغفرت فرمائے۔

چنانچہ خدا نے ان چاروں کی دعا قبول فرمائی اور ہر ایک کی تمنا پوری ہوئی، امید ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مغفرت بھی کر دی ہوگی۔

۱۹۳۴- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعید، سفیان، زہری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے پاس سماع حدیث کے لئے لوگوں کا اجتماع ہوتا تھا۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں ہم ان کے پاس آئے تو فرمایا: میرے پاس آؤ اور مجھ سے علم سیکھو۔

۱۹۳۵- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، محمد بن عمرو باہلی، اصمعی، ابن ابی زناد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے کہا: ہم کہا کرتے تھے کہ کتاب اللہ کے ہوتے ہوئے ہم کسی دوسری کتاب کو نہیں رکھیں گے، سو میں نے اپنی بہت ساری کتابیں مٹا ڈالی ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ میری کتابیں میرے پاس موجود ہوتیں چونکہ کتاب اللہ کا معاملہ کافی حد تک مضبوط ہو چکا ہے۔

(لہذا غیر قرآن کا قرآن مجید کے ساتھ خلط ملط ہونے کا شک وشبہ دور ہو چکا ہے چونکہ قرآن مجید کا جمع دوبار ہو چکا اس کے نسخے دنیا میں عام ہو چکے ہیں اب اس میں خلط ملط ہونے کا ڈر نہیں رہا۔ تنوّلی۔)

۱۹۳۶- **امانت کے تقاضا میں عروہؒ کی نرمی** ..... ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، زبیر بن بکار، محمد بن ضحاک

۱۔ تهذيب التهذيب ۷/ ۱۸۰ والتاريخ الكبير ۷/ ۳۱. والجرح والتعديل ۶/ ۳۹۵ . وطبقات ابن سعد ۵/ ۱۷۸

۲۔ نام عروہ، ابوعبداللہ کنیت، مشہور صحابی حواری رسول اللہ ﷺ زبیر بن عوامؓ کے فرزند، ابوبکر صدیق کے نواسے اسماءؓ کے لخت جگر تھے۔ حضرت عمرؓ کے آخر عہد میں پیدا ہوئے ۹۴ ہجری میں وفات ہوئی۔ اپنے زمانہ میں صاحب ثروت لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا بڑے فیاض تھے روزانہ غسل کرتے لباس فاخرہ زیب تن کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے طلحہ بن عبید اللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ کے پاس مصعبؓ بن زبیر کے بیٹوں کا مال ودیعت رکھا۔ پھر وہ اورام طلحہ عائشہ بنت طلحہ بن عبداللہ شام کی طرف نکل گئے۔ چنانچہ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کو خبر ملی کہ طلحہ نے مال ودیعت سے گھر تعمیر کرنے اور غلام اونٹ اور بکریاں خریدنی شروع کردی ہیں۔ عروہؓ جب طلحہ کے پاس آئے تو اپنے آنے کی وجہ ان سے بیان کرنا ناپسند سمجھی اور مال کا تقاضا بھی نہ کیا چنانچہ عروہ رحمہ اللہ ان سے ملتے مگر مال کا تقاضا نہ کرتے، طلحہ نے ایک دن ان سے کہا کیا تم اپنا مال واپس نہیں لیتے؟ جواب دیا جی ہاں واپس لیتا ہوں۔ کہا: اپنا ایلچی بھیج کر اپنا مال لے لو۔ عروہ رحمہ اللہ نے پوچھا! کب؟ کہا: جب تم چاہو لے لو، چنانچہ عروہ رحمہ اللہ نے اپنا ایلچی بھیجا لیکن اچانک جس گھر میں مال رکھا تھا وہ منہدم ہوگیا۔ مال اس سے نکالا اور ایلچی عروہ رحمہ اللہ کے پاس آ گیا اور آ گے سے عروہ رحمہ اللہ نے ذیل کے شعر بطور تمثیل کے پڑھنے شروع کر دیئے۔

فما استخبات فی رجل خبیئاً...... کمثل الدین اوحسب عتیقِ

ذووالاحساب اکرم ماثرات...... واصبر عند نائبة الحقوق .

میں نے ایک آدمی کے بارے میں ایک چیز پوشیدہ کی اور پھر اس کا اس سے پوچھا جیسے دین اور عمدہ حسب ونسب، حسبوں والے خاندانی وموروثی عزت ووقار کے اعتبار سے اکرم واشرف ہوتے ہیں اور حقوق کا حادثہ جب انہیں پیش آتا ہے تو صبر آزما ہوتے ہیں۔

۱۹۳۷-**عروہؒ کے فرمودات**...... ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، احمد بن شاہین، مصعب بن عبداللہ زبیری، ابوہ عبداللہ، ہشام بن عروہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عروہ بن زبیر نے فرمایا: بہت سارے ایسے ذلت کے کلمات ہیں جنہیں میں نے سن کر برداشت کیا تو ان کلمات ذلت نے مجھے طویل عزت بخشی۔

۱۹۳۸- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، حفص بن غیاث، ہشام بن عروہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں جب تم کسی آدمی کو نیکی کرتے دیکھو تو سمجھ لو کہ اس نیکی کے ضمن میں کچھ اور نیکیاں بھی اس کے ہاں موجود ہیں اور جب تم کسی کو برائی کرتے ہوئے دیکھو تو سمجھ لو کہ اس برائی کے ضمن میں کچھ اور برائیاں بھی ہیں پس یقیناً نیکی پوشیدہ نیکیوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور برائی پوشیدہ برائیوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

۱۹۳۹- ابونعیم اصفہانی، حسن بن محمد بن کیسان، اسماعیل بن اسحاق قاضی، نصر بن علی، عبداللہ بن محمد بن عبداللہ، احمد بن عبدالعزیز جوہری، عمر بن شبہ وابوزید، اصمعی، عبدالرحمٰن بن ابی زناد، ہشام بن عروہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے...... عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے اپنے بیٹوں سے کہا: اے بیٹو تم میں سے کوئی بھی اپنے رب تعالیٰ کی طرف ہدایت نہیں پا سکتا جب تک وہ اپنے کرم کی طرف اس کو ہدایت نہ دے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا اکرم فرما ہے وہ زیادہ حقدار ہے کہ اسکو اختیار کیا جائے، فرمایا کرتے تھے: اے بیٹو! علم حاصل کرو سو اگر تم قوم میں کم مرتبہ ہو تو ان میں تم بڑے مرتبے والے بن جاؤ گے۔ ہائے افسوس! بوڑھا جاہل قبیح تر ہے۔ اور فرمایا کرتے! جب تم شر کا خوشنما لباس کسی کو پہنے دیکھو تو اس سے ڈرو، اور اگر لوگوں کے ہاں کوئی سچا آدمی ہے تو اس کے صدق کے ماتحت اور بھی سچائیاں ہیں اور جب تم خیر کا خوشنما لباس کسی آدمی کو پہنے دیکھو تو اس سے اپنی امید وابستہ رکھو۔ اگر لوگوں کے درمیان کوئی برا آدمی ہے تو اس میں اور برائیاں بھی ہوں گی۔ لوگ اپنے اپنے زمانے کے لحاظ سے اپنے والدین کے مشابہ ہوتے ہیں۔

۱۹۴۰- ابونعیم اصفہانی، حسن بن محمد بن کیسان، اسماعیل بن اسحاق، نصر بن علی، اصمعی، ابن ابی زناد، ہشام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عروہ فرمایا کرتے تھے: شرف ومرتبے کا بھی عاشق ہوتا ہے جس طرح حسن وجمال کا عاشق ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فلاں

عورت کے دل میں فلاں قبیلہ کی الفت پیدا کردی ہے۔ وہ سب لمبے اور سفید ہیں اور تم نے سیاہ بونوں کو قبول کرلیا۔

۱۹۴۱- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، علی بن اسحاق، حسین بن حسن، ابو معاویہ الضریر، ہشام بن عروہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عروہ رحمہ اللہ نے فرمایا اچھی بات حکمت ہے۔ تمہارا چہرا کِھلا ہوا ہونا چاہیے اور جنہیں تم عطیات دیتے ہو ان کے ہاں تم سب سے زیادہ پسندیدہ ہوگے۔

۱۹۴۲- حضرت عروہؒ کی قوتِ برداشت اور وظائف پر کاربندی...... ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، حسن بن متوکل، ابوحسن مدائنی، مسلمہ بن محارب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے...... کہ عروہ بن زبیر ایک مرتبہ ولید بن عبدالملک کے پاس تشریف لائے ان کے ساتھ ان کے بیٹے محمد بھی تھے۔ اسی دوران محمد بن عروہ چوپایوں کے اصطبل کے پاس سے گزرے کہ اچانک ان کو کسی چوپائے نے لات ماردی جس سے وہ گر پڑے اور وہیں ان کی موت ہوگئی۔ اسی دوران عروہ رحمہ اللہ کے پاؤں میں زہریلا پھوڑا نکل آیا انہوں نے اس رات بھی اپنا یومیہ وظیفہ، ذکر واذکار نہیں چھوڑا۔ ولید نے ان سے کہا پاؤں کٹوا دیجیے ورنہ یہ پھوڑا آپ کے بدن کو فاسد کردے گا چنانچہ ان کا پاؤں آری کے ساتھ کاٹ دیا گیا وہ اس وقت بوڑھے ہوچکے تھے اور انہیں پاؤں کٹواتے وقت کسی نے بھی سہارا نہیں دیا تھا؟۔

جب ولید کے پاس سے واپس لوٹنے لگے فرمایا: ہمیں اس سفر میں عظیم مشقت سے دوچار ہونا پڑا۔

۱۹۴۳- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحاق ثقفی، عبداللہ بن محمد بن عبیدہ کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے کبھی اپنا وظیفہ نہیں چھوڑا علاوہ اس رات کے جس میں ان کا پاؤں کاٹا گیا اور وہ معن بن ایاس کے یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

لعمرک ما اهويت كفى لريبه...... ولا حملتنى نحو فاحشة رجلى

ولاقادنى سمعى ولابصرى له...... ولا دلنى رأى عليها ولاعقلى

واعلم انى لم تصبنى مصيبة...... من الدهر الا قداصابت فتى قبلى

تیری عمر کی قسم! میں نے ہتھیلی کبھی بے قراری کی وجہ سے بلند نہیں کی اور نہ ہی مجھ پر کبھی کسی نے حملہ کیا بمثل اس ناسور کے جو میرے پاؤں پر ہوگیا تھا۔ میرے کانوں اور آنکھوں نے میری قیادت نہیں کی اور نہ میری رائے وعقل نے اس پر دلالت کی۔ اور میں جانتا ہوں کہ مجھے کوئی مصیبت نہیں پہنچی بجز اس کے جو مصیبت زمانہ میں کسی نوجوان کو مجھ سے پہنچی۔

۱۹۴۴- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، یحیٰ بن طلحہ، عیسیٰ بن یونس، عبدالواحد مولیٰ عروہ کہتے ہیں کہ میں عروہ رحمہ اللہ کے پاس تھا وہ روزے میں تھے کہ ان کا پاؤں جوڑ سے کاٹا گیا۔

۱۹۴۵- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن فضل، محمد بن اسحاق بن ابراہیم، عبیداللہ بن سعد زہری، ہارون بن معروف، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ ہر دن مصحف سے دیکھ کر ایک چوتھائی قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے، اور رات کو بھی اتنا ہی نماز میں پڑھتے۔ اپنے اس معمول کو انہوں نے صرف اس رات چھوڑا جس میں انہیں زہریلا پھوڑا ہوگیا تھا جسکی وجہ سے پاؤں کٹوانا پڑا۔

۱۹۴۶- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، یعقوب بن ابراہیم، عامر بن صالح زبیری، ہشام بن عروہ کہتے ہیں: میرے والد صاحب ایک مرتبہ ولید بن عبدالملک کے پاس تشریف لے گئے وہیں ان کے پاؤں میں ایک زہریلا پھوڑا نکل آیا ولید ان سے کہنے لگا: اے ابوعبداللہ! میں آپ کو پاؤں کاٹنے کی رائے دیتا ہوں۔ چنانچہ ان کا پاؤں کاٹا گیا وہ روزہ میں تھے اور ان کے چہرے پر تکلیف

کے ذرا اثرات بھی نہیں تھے۔اسی دوران وہیں انکا بڑا بیٹا اصطبل میں گیا اور کسی چوپائے نے اس کو ٹانگ ماری جس سے وہ مرگیا، چنانچہ ان کی مدینہ تشریف آوری تک میں نے ان کے منہ سے کچھ نہیں سنا بالآخر یہاں آ کر فرمایا: اے اللہ! میرے چار اطراف تھے ایک تو نے لے لیا اور تین میرے پاس باقی رہنے دیے۔ میں اس پر تیرا شکر ادا کرتا ہوں اور میرے چار بیٹے تھے ایک تو نے لے لیا اور تین میرے پاس باقی رہنے دیے اس پر بھی میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں بخدا! اگر تو نے لے ہی لیا ہے تو اُسے باقی رکھا ہے اور اگر تو آزمائش میں جتلا کرتا ہے تو عافیت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

۱۹۴۷-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، حسن بن متوکل، ابوحسن مدائنی، مسلمہ بن محارب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب عروہ بن زبیرؓ ولید بن عبدالملک کے پاس سے مدینہ واپس آئے تو قریش وانصار ان کے پاس ان کے بیٹے کی وفات پر تعزیت کرنے آئے۔ان سے عیسیٰ بن طلحہ کہنے لگے اے ابوعبداللہ! اللہ نے آپ کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کیا ہے چونکہ بخدا! آپ کو چلنے کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کتنا اچھا کیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے سات بیٹے عطا فرمائے ان میں سے ایک کو واپس لے لیا اور باقی میرے پاس رہنے دیے اور ایک عضو واپس لیا اور پانچ اعضاء کو میرے پاس باقی رہنے دیا یعنی دو ہاتھ ایک پاؤں آنکھ اور کان۔

۱۹۴۸-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، محمد بن عبدالملک بن زنجویہ، عبدالرزاق، معمر، زہری کہتے ہیں کہ عروۃ رحمہ اللہ کے پاؤں میں زہریلا پھوڑا نکل گیا تھا اسکا اثر پنڈلی تک تجاوز کر گیا۔ولید بن عبدالملک نے ان کے پاس اطباء بھیجے تاکہ خاطر خواہ علاج کرواسکیں۔طبیبوں نے کہا: اس پھوڑے کی کاٹنے کے سوا کوئی دوائی نہیں ہے چنانچہ پاؤں کاٹا گیا مگر ان کا چہرہ شدت الم کی وجہ سے بسورہ تک نہیں۔

۱۹۴۹-دنیا کی رونق دیکھنے پر حکم خداوندی...... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابواسامہ، ہشام بن عروہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے فرمایا: جب کوئی آدمی دنیا کی زینت ورونق کو دیکھے وہ فوراً اپنے اہل خانہ کے پاس آئے انہیں نماز کا حکم کرے اور صبر سے کام لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے ارشاد فرمایا ہے: "ولا تمدن عينك الىٰ ما متعنابه ازواجاً منهم زهرة الحياة الدنيا لنفتنهم فيه" اور لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے تاکہ ان کی آزمائش کریں ان پر نگاہ نہ کرنا۔

۱۹۵۰-ابونعیم اصفہانی، عثمان بن محمد بن عثمان عثمانی، احمد بن سلیمان طوسی، زبیر بن بکار، ابوضمرہ انس بن عیاض، ہشام بن عروہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب عروہؒ نے عقیق مقام میں محل لیا تو لوگوں نے ان سے کہا: آپ نے مسجد نبوی سے کنارہ کشی کی ہے؟ فرمانے لگے ان لوگوں کی مسجدیں لہو ولعب اور ان کے بازار لغویات کا گہوارہ ہیں ان کے بازار مہنگائی کا گڑھ ہیں اور ان کے راستوں میں بے حیائی کی گرم بازاری ہے لہذا ان سے کنارہ کش عافیت میں رہے گا۔

۱۹۵۱-عروہؒ کی سخاوت..... ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن سنان، محمد بن اسحاق ثقفی، عبداللہ بن سعید، ہارون بن معروف، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے پاس جب خوش حالی کے دن آجاتے تو اپنے مکان کی دیوار میں شگاف بنا لیتے اور لوگوں کو آمد کا اذن عام دیدیتے۔چنانچہ لوگ ان کے پاس آتے، کھاتے پیتے اور کھانا اپنے ساتھ بھی لے جاتے اور عروہ رحمہ اللہ سورہ کہف اور ذیل کی آیت بار بار تلاوت کرتے:

ولو لا دخلت جنتك قلت ماشاء الله لاقوة الا بالله

جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے تو ماشاءاللہ لاقوۃ الاباللہ کیوں نہیں کہا؟

عروہؒ کی سند سے مروی احادیث

شیخ کہتے ہیں کہ عروہ رحمہ اللہ کی سند سے بے شمار احادیث مروی ہیں خاص کر انہوں نے کبار صحابہ کرام اور صحابیات سے احادیث روایت کی ہیں۔

۱۹۵۲-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، محمد بن فرج ازرق، محمد بن عبداللہ بن کناسہ، ہشام بن عروہ، عروہ کے سلسلۂ سند سے زبیر بن عوامؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سر کے سفید بالوں کو متغیر کرلیا کرو اور یہود کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کروا۔

عروہ کی حدیث مذکور غریب ہے ابن کناسہ اس میں متفرد ہیں۔

۱۹۵۳-ابونعیم اصفہانی، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، صفوان بن صالح، ولید بن مسلم، ابن لہیعہ، ابواسود، عروہ کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ جنت میں اسکا گھر بنائیں گے۔ ۲

عروہ کی حدیث غریب ہے عبداللہ بن لہیعہ متفرد ہیں۔ ابن مبارک اور ابن وہب وغیرہ نے اس کو روایت کیا ہے۔

۱۹۵۴-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر طلحی، عبید بن غنام، ابوبکر بن اسد بن شیبہ، یحیی بن زکریا، ہشام بن عروہ، عروہ کے سلسلۂ سند سے سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ظلماً ایک بالشت کے برابر بھی زمین قبضہ کی زمین کو اس کا طوق بنا کر سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔ ۳

یہ حدیث صحیح مشہور ہے لیکن عروہ سے صرف ہشام روایت کرتے ہیں۔

۱۹۵۵-ابراہیم بن محمد بن یحیی، احمد بن حمدون، مقدم بن محمد واسطی، قاسم بن محمد، عبیداللہ بن عمر، ہشام بن عروہ، عروہ کے سلسلۂ سند سے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: اے ابومحمد! استلام حجر اسود کے بارے میں تم نے کیا کیا؟ میں نے جواب دیا میں نے اسکا استلام کیا اور پھر اسے چھوڑ دیا ارشاد فرمایا: تو نے درست کیا۔ ۴

ایک جماعت نے اس کو ہشام عن عروۃ کی سند سے مرسلاً روایت کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ عبیداللہ سے صرف قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں اور مقدم بن محمد اس میں متفرد ہیں۔

۱۹۵۶-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن محمد، احمد بن عبدالرحمٰن، یزید، ہشام دستوائی، یحیی بن ابی کثیر، عروہ بن زبیر کے سلسلۂ سند سے عبداللہؓ

۱۔ سنن الترمذی ۱۷۵۲ . وسنن النسائی ۸/ ۱۳۷. ۱۳۸، والسنن الکبری للبیهقی ۷/ ۳۱۱ . ومسند الامام احمد ۱/ ۱۶۵ . ۲/ ۲۶۱ . ومجمع الزوائد ۵/ ۱۶۰ .وفتح الباری ۱۰/ ۳۵۵ . ومشکاة المصابیح ۴۴۵۵ .

۲۔ مسند الامام احمد ۱/ ۲۰ وفتح الباری ۱/ ۵۴۴، ۵۴۵، وصحیح ابن خزیمة ۱۲۹۱ . والمعجم الکبیر للطبرانی ۸/ ۲۲۸ . ومشکوة المصابیح ۶۹۷ . وکنز العمال ۲۰۶۴۰. ۲۰۷۲۸. ۲۰۷۶۲. ۲۰۷۶۷ سنن الترمذی ۳۱۸ . وسنن ابن ماجة ۷۳۶، وصحیح ابن حبان ۳۰۱.

۳۔ صحیح مسلم، کتاب المساقاة ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، والسنن الکبری للبیهقی ۶/ ۹۸، ۹۹، ومجمع الزوائد ۴/ ۱۷۶، ۱۷۹، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱/ ۹۹ . ومسند الامام احمد ۱/ ۱۸۸، ۱۹۰، ۲/ ۳۸۸. صحیح البخاری ۴/ ۱۳۰.

۴۔ الکنی للدولابی ۱/ ۱۰

بن عمرو کی روایت ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم کو چھین کر نہیں قبض کرلیں گے لیکن علماء کو اٹھالینے سے علم قبض کرلیں گے۔ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا لوگ جاہلوں کو اپنا بڑا بنالیں گے ان سے مسائل پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔[1]

عروہ بن زبیر کی یہ حدیث ثابت شدہ ہے ان سے ان کا بیٹا ہشام، زہری اور ابواسود بھی روایت کرتے ہیں۔

۱۹۵۷- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، اسماعیل بن اسحاق قاضی، اسماعیل بن ابی اویس، ابوہ ابواویس، ہشام بن عروہ، اپنے والد عروہ سے وہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو ظہر غنیٰ سے کیا جائے تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ صدقہ کی ابتداء اپنے عیال سے کرے۔ (بہترین صدقہ وہ ہے جو ظہر غنیٰ سے کیا جائے اس کا مطلب ہے کہ تمام مال صدقہ نہ کرے بلکہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے بھی کچھ چھوڑ دے۔ اصغر)

یہ حدیث ثابت ہے۔

۱۹۵۸- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن مخلد، حارث بن ابی اسامہ، یحیی بن ہاشم، عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، عثمان بن ہیثم، ہشام بن زیاد، ہشام بن عروہ، عروہ کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آتے تو یہ دعا پڑھتے: "اللھم متعنی سمعی وبصری وعقلی واجعلھما الوارث منی وانصرنی علی عدوی وارنی فیہ ثأری" اے اللہ! مجھے میرے کانوں، آنکھوں اور عقل سے فائدہ پہنچا۔ ان کو میرا وارث بنا، میرے دشمن کے خلاف میری مدد کر اور اس میں مجھے میرا بدلہ دکھلا۔

عثمان بن ہیثم نے اپنی حدیث میں زیادتی کے یہ الفاظ روایت کیے ہیں۔ اللھم انی اعوذ بک من غلبۃ الدین ومن الجوع فانہ بئس الضجیع۔ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں قرض کے غلبہ سے اور بھوک سے بے شک وہ برا ساتھ لیٹنے والا ساتھی ہے۔[2] اس روایت میں عقلی کے الفاظ روایت کرنے میں عثمان بن ہیثم متفرد ہیں۔

۱۹۵۹- ابونعیم اصفہانی، احمد بن قاسم بن زیات، واحمد بن ابراہیم بن جعفر، محمد بن یونس شامی، خالد بن عبدالرحمن، سفیان ثوری، ہشام بن عروہ، عروہ کے سلسلۂ سند سے عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو سر مبارک کو ڈھانپ لیتے تھے۔

۱۹۶۰- ابونعیم اصفہانی، احمد بن ابراہیم بن جعفر، محمد بن یونس شامی، عمر بن سلمہ غفاری، جعفر بن محمد بن زبیر، ہشام، عروہ کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنو غفار کے ایک آدمی کی عیادت کرنے تشریف لے گئے چنانچہ اسکو شدت کے بخار میں پایا جسکی وجہ سے وہ بے چارہ شدید چیخ وپکار میں مبتلا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخار کا تعلق جہنم کی تپش سے ہے اور بخار مؤمن کیلئے آگ سے حصہ ہے۔[3]

۱۔ صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰. والسنن الکبری للبیھقی ۶/ ۹۸، ۹۹، ومجمع الزوائد ۴/ ۷۶، ۱۷۹، والمعجم الصغیر للطبرانی ۱/ ۹۹. ومسند الامام احمد ۱/ ۱۸۸، ۱۹۰، ۲/ ۳۸۸. وانظر کذلک: صحیح البخاری ۴/ ۱۳۰.

۲۔ الکنیٰ للدولابی ۱/ ۱۰

۳۔ صحیح البخاری ۱/ ۳۶. وصحیح مسلم، کتاب العلم ۱۳. وسنن الترمذی ۲۶۵۲. وسنن ابن ماجۃ ۹. ومسند الامام احمد ۲/ ۱۶۲، ۱۹۰. وسنن الدارمی ۱/ ۷۷.

پھر نبی ﷺ نے فرمایا: اے اللہ اسکی جوتمنا ہے وہ اسے عطا فرما چنانچہ اس مریض نے ایک دردناک آہ بھری اور مر گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہیں اگر وہ اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پوری فرمادیتا ہے۔

عروہ کی یہ حدیث غریب ہے چونکہ ہشام سے صرف جعفر بن محمد ہی روایت کرتے ہیں۔ اور ہم نے اسے فقط عمر بن سلمہ کی حدیث سے لکھا ہے۔

۱۹۶۱- ابونعیم اصفہانی، ابونصر احمد بن حسین مروانی نیشاپوری، حسن بن موسیٰ سمسار، محمد بن عبدک قزوینی، عباد بن صہیب، ہشام بن عروہ، عروہ کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علیؓ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔[1]

ہشام بن عروہ کی یہ حدیث ضعیف ہے جو صرف عبادۃ سے ہی مروی ہے۔

صحابۂ کرامؓ کے خلاف جرات کرنے والوں کیلئے وعید......۱۹۶۲- ابونعیم اصفہانی، محمد بن عمر بن سالم، ابراہیم بن ہیثم، محمد بن خطاب موصلی، عبداللہ بن ولید عدنی، ابوبکر بن ابی شیبہ، ہشام بن عروہ، عروہ کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہؓ کے خلاف جرات کرنے والے میری امت کے بدترین لوگ ہوں گے۔

عروہ کی یہ حدیث غریب ہے ابوبکر بن ابی سبرہ مدنی صاحب غرائب اسکو روایت کرنے میں متفرد ہے۔

(۱۷۲) قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ[2]

ان میں سے ایک فقیہ، پرہیزگار، شفیق، فروتنی و عاجزی کرنے والے، عمدہ و اعلیٰ حسب نسب والے قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ بھی ہیں۔ آپؒ احکام کی باریکیوں پر فائق تھے، محاسنِ اخلاق کی طرف سبقت کرنے والے تھے۔

کہا گیا ہے کہ طالب کیلئے بلندی اور میل جول والے کیلئے صفائی عینِ تصوف ہے۔

قاسم بن محمد کی عمر بن عبدالعزیز کو نصیحت اور اس کا اثر......۱۹۶۳- سلیمان بن احمد، اسحاق بن عثمان بن طلحہ، افلح بن حمید کہتے ہیں کہ جب عبدالملک بن مروان کی موت ہوئی تو حضرت عمر بن عبدالعزیز کو شدید رنج ہوا...... حتیٰ کہ انہیں عیش و عشرت سے نفرت ہوگئی حالانکہ وہ ناز و نعمت کے پلے ہوئے تھے۔ ستر دن تک ٹاٹ کے کھردرے کپڑے پہنے۔ قاسم بن محمدؒ نے ان سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو ہمارے اسلاف مصائب کا بڑی جوانمردی کے ساتھ استقبال کیا کرتے تھے اور ناز و نعمت کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اسی دن حالت سوگ اور بوسیدگی کو ختم کرکے آٹھ ہزار دینار کی مالیت کے کپڑے زیب تن کیے۔

۱۹۶۴- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعید، مالک بن انس، عبدالرحمٰن بن قاسم کی سند سے مروی ہے کہ قاسم بن محمدؒ فرمایا کرتے تھے: گناہ اہل گناہ ہی سے سرزد ہوتے ہیں۔

۱۹۶۵- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوعامر اشعری، ابن ادریس، ابن ابی زناد، ابی زناد...... کہتے ہیں میں

۱- المستدرک ۱/ ۵۲۳، ۲/ ۱۴۲. والادب المفرد ۶۵۰. والمعجم الصغیر ۲/ ۱۰۸ والمصنف لعبدالرزاق ۱۹۶۶۰. وعمل الیوم واللیلة لابن السنی ۵۵۹، ۷۳۰ ومجمع الزوائد ۱۰/ ۱۷۸.

۲- التاریخ الکبیر ۱/ت ۳۶۹. والجرح ۷/ت ۱۶۳۲. والاستیعاب ۳/ ۱۳۶۶. وسیر النبلاء ۳/ ۴۸۱. واسد الغابة ۳/ ۳۲۴. والکاشف ۳/ت ۴۸۱۹. والاصابة ۳/ت ۸۲۹۴، والتقریب ۲/ ۱۴۸.

نے قاسم بن محمد سے افضل فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔

۱۹۶۶-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ولید بن شجاع، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ یحییٰ بن سعید نے کہا کہ ہم مدینہ طیبہ میں کسی ایسے آدمی کو نہیں پاتے تھے جس کو قاسم بن محمد پر فضیلت دے سکیں۔

۱۹۶۷-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، احمد بن سعید دارمی، حیان بن ہلال، حماد بن زید، ایوب کہتے ہیں کہ میں نے قاسم رحمہ اللہ کو مقام منیٰ میں فرماتے سنا جبکہ لوگوں نے ان پر مسائل کی بوچھاڑ کردی تھی فرمانے لگے: بخدا! کہ میں نہیں جانتا، مجھے علم نہیں، جو کچھ تم سوال کرتے ہو اسکا ہم علم نہیں رکھتے۔ اگر ہم جانتے تو علم نہ چھپاتے اور نہ ہی تم سے چھپانا ہمارے لئے حلال ہے۔

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں میں نے قاسمؒ کو فرماتے سنا ہے کہ جو کچھ تم پوچھتے ہو وہ سب کچھ ہم بیان نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالیٰ کے حق کو جاننے کے بعد آدمی جاہل زندہ رہے اس سے بہتر ہے کہ وہ لاعلمی کے عالم میں کچھ کہے۔

۱۹۶۸-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، اسماعیل بن ابی حارث، صباح، عبدالرحمٰن بن ابی زناد، ابوزناد کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد سے بڑھ کر سنت رسول اللہ ﷺ کا بڑا عالم کسی کو نہیں دیکھا اور اس زمانے میں کسی آدمی کو کامل اس وقت تک شمار نہیں کیا جاتا تھا جب تک وہ سنت رسول اللہ ﷺ کی معرفت نہ رکھتا ہو۔

۱۹۶۹-قاسم بن محمد رحمہ اللہ کی وفات ......ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ولید بن شجاع، ضمرہ، رجاء بن ابی سلمہ کہتے ہیں کہ قاسم بن محمد رحمہ اللہ حج یا عمرہ کرنے کے قصد سے نکلے اور مکہ ومدینہ کے درمیان انتقال فرمایا۔ انتقال کے وقت اپنے بیٹے سے فرمایا: میری قبر پر مٹی ڈال کر برابر کردینا، اہل خانہ کے پاس واپس چلے جانا اور اس طرح کہنے سے بچنا کہ میں ایسا تھا اور ایسا تھا (یعنی واپس جاکر تم میری تعریف میں یوں نہ کہو کہ میرا باپ، بہت بڑا محدث، فقیہ اور عالم بالسنہ تھا وغیرہ)

۱۹۷۰-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، ابوعباس سراج، حاتم بن لیث، ابن نمیر، یونس بن بکیر، محمد بن اسحاق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی قاسم بن محمد کے پاس آیا اور کہنے لگا: کیا آپ بڑے عالم ہیں یا سالم؟ جواب دیا یہ مرتبہ تو سالم کا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہ کہا حتی کہ دیہاتی وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ قاسم بن محمد نے ناپسند سمجھا، یوں کہیں کہ سالم مجھ سے تگڑے عالم ہیں چونکہ جھوٹ ہوجاتا یا یوں کہتے کہ میں اس سے بڑا عالم ہوں اس طرح ان کو اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنی پڑتی۔

۱۹۷۱-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن عبدالوہاب صائغ، محمد بن اسحاق بن ابراہیم، حاتم جوہری، عارم، حماد بن سلمہ کے سلسلۂ سند سے ایوب کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد کے سر پر سبز رنگ کی ریشمی ٹوپی اور نشان زدہ سابری چادر جو زعفران میں کسی حد تک رنگی گئی تھی دیکھی۔

آپؒ نے اپنے ایسے ایک لاکھ درہم چھوڑ دیئے جنکے متعلق ان کے دل میں کچھ کھٹکا تھا۔

قاسم بن محمد کی سند سے چند مروی احادیث

مصنف رحمہ اللہ کے شیخ فرماتے ہیں کہ قاسم بن محمد کی سند سے کثرت کے ساتھ احادیث مروی ہیں ان کی زیادہ تر مروی احادیث احکام ومناسک حج میں ہیں۔

۱۹۷۲-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، داؤد، قاضی ابومحمد، محمد ایوب، ابوولید طیالسی، یزید بن ابراہیم وحماد بن سلمہ، عبداللہ بن ابی ملیکہ، قاسم بن محمد کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سورہ آل عمران کی آیت ذیل تلاوت کی

"ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ ایات محکمات ھن ام الکتاب "الیٰ آخر الایۃ

اللہ وہ ذات ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی اسمیں سے کچھ واضح حکم والی آیات ہیں اور وہی اصلِ کتاب ہیں۔

پھر ارشاد فرمایا: جب تم لوگوں کو متشابہات کے بارے میں سوال کرتے دیکھو تو جان لو کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اہل زیغ سے تعبیر کیا ہے۔[۱]

حدیث کے الفاظ قاضی کے ہیں حماد بن سلمہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور سلسلۂ سند یوں ہے عبدالرحمٰن بن ابی القاسم عن ابیہ القاسم عن عائشہ۔ عبدالرحمٰن متفرد ہیں ولید بن مسلم سے۔

۱۹۷۳- ابونعیم اصفہانی، ابوعمرو بن حمدان، ابن زنجویہ بن ہیثم، عبدالعزیز بن یحییٰ مدنی، سلیمان بن بلال، یحییٰ بن سعید، قاسم بن محمد کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ان کے سر میں درد ہوا کہنے لگیں: ہائے میرا سر! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تیرے سر میں درد ہو اور میں زندہ ہوں تو میں تیرے لئے استغفار اور دعا کروں گا، حضرت عائشہؓ کہنے لگیں، افسوس بخدا! میں سمجھتی ہوں کہ آپ میری موت چاہتے ہیں۔ اور اگر یہی معاملہ ہے تو آپ کے آخری دن کا پچھلا پہر کسی اور بیوی کے پاس گزرے گا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلکہ میرے خود سر میں درد ہے۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ابوبکرؓ اور ان کے بیٹے کو بلوا کر کچھ وصیت کروں تا کہ لوگ چہ مگوئیاں نہ کریں اور میں کہوں کہ اللہ نے انکار کیا اور مؤمنوں نے دفاع کیا یا فرمایا اللہ نے دفاع کیا اور مؤمنوں نے انکار کیا۔[۲]

اس حدیث کو یحییٰ بن حسان نے سلیمان بن بلال کے طریق سے روایت کیا ہے اور زبیدی نے عبدالرحمٰن بن قاسم، عن ابیہ کے طریق سے روایت کی ہے۔

۱۹۷۴- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، اسحاق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ایوب، قاسم بن محمد کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جب نبی ﷺ بارش دیکھتے تو ارشاد فرماتے "اے اللہ موسلا دھار اور سکون کی بارش عطا فرما"۔[۳]

یہ حدیث نافع مولیٰ ابن عمرؓ نے بھی قاسم سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۹۷۵- بابرکت عورت اور نکاح...... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن اسامہ، عبدالوہاب بن عطاء، عباد بن منصور، قاسم بن ابی محمد کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے کسی ایک کے لقمہ (کے ثواب) کو اس قدر بڑھاتا ہے جس طرح کسی آدمی کی اونٹنی کے بچے کو بڑھاتا ہے یہاں تک کہ اس لقمہ کو احد کے پہاڑ کے برابر کر دیتا ہے۔

۱۹۷۶- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، موسیٰ بن تلیدان، قاسم بن محمد کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ بلحاظ برکت افضل ترین نکاح وہ ہے جو اخراجات کے اعتبار سے کمتر ہو، حضرت عائشہ فرمانے لگیں یہ حدیث میں نے نبی ﷺ سے سنی ہے تب تمہیں سنا رہی ہوں۔

یہ حدیث اسی طرح عمر بن علی مقدمی، عبدالصمد اور سعید بن عامر نے موسیٰ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

۱۔ صحیح مسلم، کتاب العلم ۱، وسنن ابی داؤد ۴۵۹۸. وسنن الدارمی ۵۵/۱ وسنن ابن ماجۃ ۴۷. وتفسیر الطبری ۱۱۹/۳. وتفسیر ابن کثیر ۶/۲. وتفسیر الدر المنثور ۵/۲ والاسماء والصفات للبیہقی ۴۵۷.

۲۔ صحیح البخاری ۱۵۵/۷، ۱۰۰/۹. والسنن الکبریٰ للبیہقی ۳۸۷/۳. وفتح الباری ۱۲۳/۱۰. ۱۳۸. ۲۰۵. ودلائل النبوۃ للبیہقی ۱۶۸/۷. ومشکاۃ المصابیح ۵۹۷۰.

۳۔ صحیح بخاری ۴۰/۲ وسنن ابی داؤد کتاب الادب باب ۱۱۳ والسنن الکبری للبیہقی ۳۶۱/۳. وصحیح ابن حبان ۶۰۰، م ۲۰۰۵ (موارد) وفتح الباری ۵۱۸/۲.

۱۹۷۷- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اُسامہ، یزید بن ہارون، حماد بن سلمہ، ابن سخبرہ، قاسم بن محمد کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: افضل ترین عورت بلحاظ برکت کے وہ ہے جسکا خرچہ کم ہو۔ا

۱۹۷۸- ابونعیم اصفہانی، محمد احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، یحیٰی بن اسحاق سیلحینی، ابن لہیعہ، خالد بن ابی عمران، قاسم بن محمد کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو اللہ عزوجل کے سائے کی طرف سبقت کرنے والے کون لوگ ہوں گے؟ صحابۂ کرامؓ نے جواب دیا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتے ہیں، ارشاد فرمایا: وہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کا حق دیا جائے قبول کر لیتے ہیں اور اگر ان سے حق مانگا جائے تو فوراً دے دیتے ہیں: نیز وہ لوگوں کے لئے فیصلے ایسے ہی کرتے ہیں جیسے اپنے لئے۔۲

یہ حدیث غریب ہے ابن لہیعہ اسمیں متفرد ہے۔ احمد بن حنبل نے بھی اس حدیث کو یحیٰی بن اسحاق سے روایت کیا ہے۔

۱۹۷۹- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، ابن عفیر انصاری، شعیب بن سلمہ، عصمہ بن محمد، موسیٰ بن عقبہ، قاسم بن محمد کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی قدرت رکھتے ہوئے عورت کے محاسن کو دیکھنے سے اپنی نظر بچا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں عبادت کا ایسا شوق ڈال دیتے ہیں جسکی حلاوت وہ محسوس کرتا ہے۔۳

(۱۷۳) ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ

ابوبکر بن عبداللہ فقیہ بے مثال، وجیہ الشان اور ایسے عبادت گزار تھے جنہیں راہب قریش کہا جاتا تھا۔ آپ بھی فقہاء سبعہ میں سے ہیں ان کی اکثر احادیث قضاء واحکام میں ہیں۔

۱۹۸۰- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، احمد بن یحیٰی بن ثعلب کے سلسلۂ سند سے زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن کو راہب مدینہ کہا جاتا تھا۔

۱۹۸۱- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے ابوحسان کی کتاب میں لکھا دیکھا کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن کو کثرت نماز کی وجہ سے راہب مدینہ کہا جاتا تھا۔

۱۹۸۲- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، زبیر بن بکار، یحیٰی بن عبدالملک ہدیری، مغیرہ بن عبدالرحمٰن مخزومی، (ابوہ) عبدالرحمٰن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ علم تین امور میں سے کسی ایک کے لئے ہوسکتا ہے: اعلیٰ نسب والے کے لئے کہ وہ علم سے اپنے نسب کو مزین کر دیتا ہے۔ یا دین دار کیلئے کہ وہ علم سے اپنے دین کو مزین کرتا ہے۔ یا یہ علم سلطان کے لئے ہو کہ اسے نفع پہنچاتا ہے۔ میں عروہ بن زبیر اور عمر بن عبدالعزیز کے سوا کسی کو نہیں جانتا کہ اس میں یہ تینوں خصائص جمع ہوں، چنانچہ وہ دونوں پختہ دیندار، اعلیٰ نسب اور سلطنت کے مرتبہ پر بھی فائز تھے۔

۱۔ المستدرک ۲/ ۱۷۸. ومسند الامام احمد ۶/ ۱۴۵. ومجمع الزوائد ۴/ ۲۵۵. واتحاف السادة المتقين ۵/ ۳۲۶. والمصنف لابن ابی شیبة ۴/ ۱۸۹.

۲۔ مسند الامام احمد ۶/ ۶۷. والزهد ۳۰ ومشكاة المصابيح ۳۷۱۱.

۳۔ الكامل لابن عدى ۵/ ۲۰۰۹.

۴۔ تهذيب التهذيب ۷/ ۲۳. وتقريب التهذيب ۱/ ۵۳۵ والتاريخ الكبير ۵/ ۳۸۵. والجرح والتعديل ۵/ ۵۱۹.

مسندِ ابوبکر بن عبدالرحمٰن

۱۹۸۳-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، اسماعیل بن اسحاق قاضی، اسماعیل بن ابی اویس، عن اخیہ، سلیمان بن بلال، محمد بن عبداللہ بن ابی عتیق وموسیٰ بن عقبہ، ابن شہاب، ابوبکر بن عبدالرحمٰن کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔[1]

(۱۷۴) عبیداللہ بن عتبہ رحمہ اللہ[2]

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ہذلی بحور اربعہ (چار بڑے عالموں) میں سے ایک ہیں۔ شب بیداری ان کا مزاج دنیا سے کنارہ کشی انکی طبیعت تھی۔ علم وعمل کے بحر بیکراں تھے۔

۱۹۸۴-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، نوح بن حبیب، محمد بن یحییٰ ومحمد بن سہل بن عسکر، عبدالرزاق، معمر کے سلسلۂ سند سے زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے قریش کے چار علم کے سمندروں کو پایا ہے سعید بن مسیب، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث، عبیداللہ بن عتبہ اور عروہ بن زبیر رحمہم اللہ تعالیٰ جمیعاً۔

۱۹۸۵-**عبیداللہ بن عتبہ رحمہ اللہ کے نزدیک دنیا کی بے وقعتی** ......ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، اسماعیل بن ابی حارث، اسحاق بن اسماعیل، مغیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: اگر عبیداللہ بن عتبہ مجھے پالیتے جس وقت کہ خلافت کا بارعظیم میرے اوپر ڈال دیا گیا تھا تو وہ ضرور مجھے حقارت کی نظر سے دیکھتے۔

۱۹۸۶-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن عبدالوہاب، ابوعباس ثقفی، محمد بن حسین بن اشکیب، ابوحسین بن اشکیب، ابن ابی زناد، ابوزناد کہتے ہیں کہ بسا اوقات میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو ان کی امارت کے معاملہ میں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ رحمہ اللہ کے پاس مشورہ لینے کیلئے آتے دیکھا ہے۔ چنانچہ عبیداللہ رحمہ اللہ کبھی انہیں امارت سے روک دیتے اور بسا اوقات اجازت دے دیتے۔

۱۹۸۷-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، جعفر بن سلیمان نوفلی، ابراہیم بن منذر، عبدالرحمٰن بن مغیرہ، عبدالرحمٰن بن ابی زناد، ابوہ ابوزناد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی طرف چند اشعار لکھ کر بھیجے:

باسم الذی انزلت من عنده السور...... والحمد لله امابعد یاعمر

ان کنت تعلم ماتاتی وماتذر......فکن علی حذر قدینفع الحذر

واصبر علی القدرِ المحتوم وارض به...... وان اتاک بمالاتشتهی القدر

فما صفالا مریء عیش یسر به...... الاسیتبع یوماً صفوه کدر

اس ذات کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے پاس سے سورتیں نازل ہوئیں اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں امابعد! اے عمر! اگر تم جانتے ہو جولاتے ہو اور جو چھوڑتے ہو

---

[1] سنن ابن ماجة ۳۸۱۶. ومسند الامام احمد ۲/ ۴۵۰. وصحیح ابن حبان ۲۴۵۹. ۲۴۵۸.(موارد) ۱۱/ ۱۰۱. وامالی الشجرة ۱/ ۲۳۴، واتحاف السادة المتقین ۵/ ۵۶، ۱۰/ ۱۱۲. والدرالمنثور ۶/ ۶۳.

[2] طبقات ابن سعد ۵/ ۲۵۰. والتاریخ الکبیر ۵/ت ۱۲۳۹. والجرح ۵/ت ۱۵۱۷. والجمع ۱/ ۳۰۱. وسیر النبلاء ۴/ ۴۷۵. والکاشف ۲/ت ۳۶۰۸. وتهذیب التهذیب ۷/ ۲۳. والتقریب ۱/ ۵۳۵. والخلاصة ۲/ت ۴۵۶۴.

تو پس اللہ سے ڈرتے رہو چونکہ اللہ کا ڈر نفع بخشتا ہے۔ حتمی تقدیر پر صبر کرو اور اس سے راضی رہو اگر چہ تقدیر تمہارے سر پر تمہاری خواہش کے خلاف امور ڈالے۔ آدمی کی صاف وشفاف زندگی جوا سے بھلی لگتی ہے مگر ایک نہ ایک دن اسکی خوشگوار زندگی کے بعد تکلیف دہ زندگی بھی آجاتی ہے۔

مسانید عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رحمہ اللہ

ان کی اکثر احادیث حقارت دنیا اور زہد سے متعلق ہیں۔

۱۹۸۸- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، محمد بن سہل بن مہاجر، محمد بن مصعب، اوزاعی، زہری، عبید اللہ بن عتبہ کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ ایک مردار بکری کے قریب سے گزرے تو ارشاد فرمایا: دنیا اللہ کے ہاں اس مردار بکری سے بھی زیادہ حقیر ہے۔[1]

اوزاعی کی یہ حدیث غریب ہے زہری کی سند سے۔

۱۹۸۹- ابونعیم اصفہانی، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، حرملہ بن وہب، یونس بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کے سلسلۂ سند سے ابی ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے پاس احد کے پہاڑ کی بقدر سونا ہوتا تو مجھے خوش نہ کرتا کہ میرے پاس اس میں سے کچھ بچا ہوا اور تین دن گزر جائیں مگر کچھ تھوڑا بہت قرض کی خاطر روک رکھا ہو۔[2]

۱۹۹۰- ابونعیم اصفہانی، حبیب بن حسن، محمد بن یحیی مروزی، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعید، محمد بن اسحاق، ابن شہاب زہری، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کی روح قبض نہیں کرتے یہاں تک کہ اسکو پہلے آگاہ نہ کر دے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی رحلت کا وقت ہوا ان کی آخری بات جو میں نے سنی فرما رہے تھے "جنت کا رفیق اعلیٰ عطا فرما"[3] میں نے کہا: جب آپ کا یہ ارادہ ہے تب تو وہ ہمیں ترجیح نہیں دیں گے اور میں پہچان گئی کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کی روح قبض نہیں ہوتی مگر انہیں پہلے خبر دیجاتی ہے۔

(۱۷۵) خارجہ بن زید رحمہ اللہ[4]

تابعین اہل مدینہ میں سے ایک فقیہ بن فقیہ خارجہ بن زید بن ثابت انصاری رحمہ اللہ بھی ہیں۔ یہ اللہ کے ان برگزیدہ بندوں میں سے ہیں جنہوں نے فقہ وعلم میں مہارت پیدا کی۔ عزلت کو ترجیح دی۔ ان کا کلام وعلم اس وجہ سے زیادہ نہیں پھیلا کیونکہ ان کی عام احادیث قضاء واحکام سے متعلق ہیں۔

۱۔ سنن ابن ماجۃ ۴۱۱۰، ۴۱۱۱، ومسند الامام احمد ۱/ ۳۲۹، ۲/ ۳۳، ۴/ ۲۲۹، ۲۳۰، ۳۳۶، والترغیب ۴/ ۱۷۳، والدر المنثور ۳/ ۲۳۸، ومجمع الزوائد ۱۰/ ۲۸۷.

۲۔ السنن الکبریٰ للبیهقی ۷/ ۴۶، ودلائل النبوۃ للبیهقی ۱/ ۳۳۸.

۳۔ مسند الامام احمد ۶/ ۲۳۴. واتحاف السادۃ المتقین ۱۰/ ۲۸۸.

۴۔ تهذیب التهذیب ۳/ ۷۴، والتقریب ۱/ ۲۱۰، والتاریخ الکبیر ۳/ ۲۰۴. والجرح والتعدیل ۳/ ۳۷۴. وطبقات ابن سعد ۵/ ۲۶۲. والتاریخ الکبیر ۳/ ت ۶۹۲ واخبار القضاۃ ۱/ ۱۰۸ والجمع ۱/ ۱۲۶. وسیر النبلاء ۴/ ۴۳۷، ۴۴۱. والکاشف ۱/ ۲۶۵ وشذرات الذهب ۱/ ۱۱۸.

خارجہ کی سند سے مروی احادیث

۱۹۹۱-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد طیالسی، عبدالرحمٰن بن ابی زناد، ابوزناد، خارجہ بن زید بن ثابت کے سلسلۂ سند سے ان کے والد زید بن ثابت رضی اللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ مال خوشگوار اور لذیذ ہے۔[۱]

۱۹۹۲-**قاتل کیلئے سخت وعید**......ابونعیم اصفہانی، شافع بن محمد، ابوعوانہ اسفرائنی، احمد بن عبدالعزیز جوہری، علی بن حرب، عبدالعزیز بن یحیی بن مدنی، مالک بن انس، ابوزناد، خارجہ بن زید کے سلسلۂ سند سے زید بن ثابتؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وعظ کرتے اور احادیث ارشاد فرماتے تھے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے صفحۂ ہستی پر شرک کے بعد حرام ترین گناہ ناحق قتل کرنا ہے۔ بخدا! زمین اللہ کے سامنے چلا اٹھتی ہے اور اجازت مانگتی ہے تاکہ مرتکب قتل کو اپنے اندر دھنسا دے۔[۲]

(۱۷۶) سلیمان بن یسارؒ[۳]

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ عبادت گزار تھے، فتنوں سے کنارہ کش تھے۔ آپؒ نے ساری عمر علم وعمل میں کھپا دی۔

۱۹۹۳-**یوسف ثانی**......ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، احمد بن یحیی بن ثعلب، عبداللہ بن ابراہیم بن بیان، محمد بن خلف بن وکیع، ابوبکر عامری، سلیمان بن ایوب، مصعب بن عبداللہ زبیری، مصعب بن عثمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سلیمان بن یسار بہت خوبصورت تھے۔ ایک مرتبہ ایک عورت نے آپکو گھر کے اندر غلط کاری پر مجبور کرنا چاہا تو آپ نے انکار کر دیا عورت آپ کی قربت کیلئے التجاء کرتی رہی لیکن آپ گھر سے نکل کر بھاگ گئے اور عورت کو وہیں چھوڑ گئے۔

سلیمان بن یسار کہتے ہیں اس فتنہ کے بعد میں نے خواب میں یوسف علیہ السلام کو دیکھا میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ یوسف ہیں؟ فرمایا ہاں میں یوسف ہوں جس نے ارادہ کر لیا تھا اور تو سلیمان ہے جو ارادے سے بھی محفوظ رہا۔

۱۹۹۴-**سلیمان بن یسارؒ کے مضبوط کردار کا ایک قصہ**......ابونعیم اصفہانی، جعفر بن محمد بن نصیر، محمد بن ابراہیم، ابوعباس بن مسروق، محمد بن حسین، محمد بن بشر کندی، عبدالرحمٰن بن جریر بن عبید بن حبیب بن یسار کلاب کے سلسلۂ سند سے ابوحازم کہتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ سلیمان بن یسار مدینہ سے چلے اور ان کے ساتھ ان کا ایک رفیق سفر بھی تھا چنانچہ دوران سفر مقام ابواء پر پڑاؤ کیا سلیمان بن یسار لوگوں میں زیادہ خوبصورت اور زیادہ پرہیزگار و متقی تھے۔ رفیقِ سفر نے کھانا لانے کیلئے کپڑا لیا اور بازار کی طرف چل پڑا تاکہ کھانا خرید لائے۔ سلیمان بن یسار خیمے میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک اعرابیہ کی نظر پہاڑی کے بالائی حصہ سے ان پر پڑ گئی۔ اعرابیہ نظر پڑتے ہی ان پر فریفتہ ہوگئی اور ان کے حسن وجمال کو دیکھ کر پہاڑ سے نیچے اتری اور آپ رحمہ اللہ کے خیمے میں آ گئی دراں

۱۔ مسند الامام احمد ۴/ ۹۲، ۹۳، ۹۸، ۶/ ۷۸، ۳، وفتح الباری ۹/ ۵۳۹. والمعجم الکبیر للطبرانی ۹/ ۵۳۹. ۱۱/ ۲۴۴. والسنن الکبریٰ للبیهقی ۳/ ۱۹۸. (وانظر فی الحدیث؛ صحیح مسلم ۷۱۶. وسنن النسائی ۵/ ۹۱، ۱۰۰، والمستدرک ۲/ ۳ وصحیح ابن حبان (۸۵۱) موارد.

۲۔ کشف الخفاء ۲/ ۷۹ ۴. والجامع الکبیر ۲/ ۲۱.

۳۔ طبقات ابن سعد ۵/ ۱۷۴. والتاریخ الکبیر ۴/ ت ۱۹۰۱. والجرح ۴/ ت ۶۴۳، والجمع ۱/ ۱۷۷. وسیر النبلاء ۴/ ۴۴۴. والکاشف ۱/ ت ۲۱۵۷. وتهذیب التهذیب ۴/ ۲۲۸ والتقریب ۱/ ۳۳۱.

حالیکہ اس نے برقعہ اور دستانے پہن رکھے تھے۔ ان کے سامنے آ کر کھڑی ہوگئی چہرے سے پردہ جو ہٹایا یوں لگی جیسے چاندی کا ٹکڑا ہو۔ کہنے لگی کیا آپ مجھے ہبہ کرتے ہیں: سلیمان رحمہ اللہ سمجھے کہ وہ بچا ہوا کھانا مانگ رہی ہے۔ اس غرض سے دستر خوان کی طرف اٹھے تاکہ اسے کھانا تھمادیں، کہنے لگی میں اسکی تو خواہشمند نہیں ہوں میں تو آپ سے اس بات کی خواہاں ہوں جسکی خواہاں ہر عورت مرد سے ہوتی ہے۔

فرمایا: تجھے شیطان نے تیار کر کے بھیجا ہے، پھر انہوں نے سر آستیوں کے درمیان رکھ لیا اور گریہ وزاری شروع کردی۔ جب عورت نے یہ عالم دیکھا تو اپنا برقعہ چہرے پر لٹکایا اور جلدی جلدی اپنے خیمہ کی طرف واپس چلی گئی۔ اتنے میں ان کا رفیق واپس لوٹ آیا اور مطلوبہ سامان اپنے ساتھ خرید لایا۔ جب ان کو دیکھا در آنحالیکہ ان کی آنکھیں رونے سے پھٹی جارہی تھیں۔ پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ جواب دیا، خیریت ہے۔ پوچھا کیا بچے یاد آ گئے؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا: پھر کیا قصہ ہے؟ بچوں سے آپ کو جدا ہوئے لگ بھگ تین دن ہوئے ہیں...... الغرض رفیق سفر مصر رہا۔ بالآخر انہوں نے حقیقت حال سے رفیق سفر کو آگاہ کر دیا۔ رفیق سفر نے دستر خوان لگایا اور اس نے بھی رونا شروع کر دیا۔ سلیمان رحمہ اللہ نے پوچھا تو کیوں رو رہا ہے؟ کہا: میں آپکی بہ نسبت رونے کا زیادہ حقدار ہوں، پوچھا: وہ کیوں؟ کہنے لگا: اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو میرا صبر کا دامن چھوٹ جاتا، پس دونوں برابر روتے رہے۔

چنانچہ سلیمان رحمہ اللہ جب مکہ پہنچے، طواف اور سعی سے فارغ ہو کر حجر اسود کے پاس آئے اور کپڑے سے حبوہ باندھ کر بیٹھے ہی تھے کہ ان کی آنکھ لگ گئی اچانک خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک انتہائی خوبصورت، حسین وجمیل، قد آور اور خوشبو سے مہکتا ہوا شخص دیکھا، آپ رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا: اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ جواب دیا: میں یوسف بن یعقوب ہوں، پوچھا کیا یوسف صدیق؟ جواب دیا: جی ہاں، میں نے کہا: آپکی عزیز مصر کی عورت کے معاملہ میں عجیب شان ہے۔ یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا: آپکی شان ابواء کی عورت کے ساتھ تو اس سے بھی عجیب ہے۔

مسانید سلیمان بن یسار رحمہ اللہ

مصنف کے شیخ کہتے ہیں ان کی اکثر مسانید ابو ہریرہ، ابن عباس، ابن عمر، اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا وعنہم اجمعین سے مروی ہیں۔

۱۹۹۵- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، عبدالوہاب بن عطاء، ابن جریج، یونس بن یوسف:

سلیمانؒ بن یسار کہتے ہیں کہ لوگ حضرت ابو ہریرہؓ سے منتشر ہو گئے تو آپؓ کہنے لگے اہل شام کا بھائی آگے بڑھ گیا۔ لوگ کہنے لگے آپ ہمیں کوئی حدیث سنائیے! فرمایا: میں تمہیں حدیث سناتا ہوں جسکو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جن لوگوں کو اول وہلہ میں فیصلہ سنایا جائیگا ان میں سے ایک وہ شہید بھی ہوگا جسکو بلا کر اولاً اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کا اظہار فرمائیں گے جو اس پر کی گئی تھی۔ وہ اس کو پہچانے گا اور اقرار کرے گا اس کے بعد سوال کیا جائے گا کہ اس نعمت سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا: تیری رضا کے لئے جہاد کیا حتی کہ میں شہید ہو گیا۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے یہ اس لئے کیا تھا کہ لوگ بہادر کہیں گے سو کہا جا چکا اور جس غرض کے لئے جہاد کیا گیا تھا وہ حاصل ہو چکی۔ اس کے بعد اس کو حکم سنایا جائے گا اور وہ منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ دوسرا وہ عالم بھی ہوگا جس نے پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پاک حاصل کیا۔ اسکو بلا کر اس پر جو انعامات دنیا میں کئے گئے تھے انکا اظہار کیا جائے گا اور وہ اقرار کرے گا اس کے بعد اس سے بھی پوچھا جائے گا کہ ان نعمتوں میں کیا کام کئے؟ وہ عرض کریگا کہ تیری رضا کے لئے پڑھا اور لوگوں کو پڑھایا قرآن پاک تیری رضا کے لئے حاصل کیا۔ جواب ملے گا جھوٹ بولتا ہے تو نے علم اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ عالم کہیں گے اور قرآن اس لئے حاصل کیا تھا کہ لوگ قاری کہیں گے سو کہا جا چکا (جو غرض

پڑھنے پڑھانے کی تھی وہ پوری ہو چکی)۔اس کے بعد اس کو بھی حکم سنا دیا جائے گا اور وہ بھی منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا
تیسرا وہ مالدار بھی ہوگا جسکو اللہ تعالیٰ نے وسعت رزق عطا فرمائی ہوگی اور ہر قسم کا مال مرحمت فرمایا ہوگا، اس کو بھی بلایا جائے گا اور اس سے بھی نعمتوں کے اظہار اور اقرار کے بعد پوچھا جائے گا کہ ان انعامات میں کیا کارگزاری کی ہے؟۔وہ عرض کرے گا کہ کوئی مصرف خیر ایسا نہیں جس میں خرچ کرنا تیری رضا کا سبب ہو اور میں نے اس میں خرچ نہ کیا ہو! ارشاد ہوگا جھوٹ ہے یہ سب اس لئے کیا تھا تا کہ لوگ تجھے فیاض کہیں، سو کہا جا چکا۔پھر اس کو بھی حکم کے موافق کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔[1]

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔

۱۹۹۶-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن علی بن مخلد، احمد بن ہیثم معدل، ہانی بن یحیی، یزید بن عیاض، صفوان بن سلیم، سلیمان بن یسار کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تفقہ فی الدین سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہے۔[2]
حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: میں ایک گھڑی فقہ میں مصروف رہوں مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ پوری رات صبح تک عبادت میں مشغول رہوں۔بخدا! ایک تنہا فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ قوت رکھتا ہے۔ہر چیز کا ایک ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون فقیہ ہے۔

یہ حدیث ہیاج بن بسطام نے یحیی بن سعید انصاری عن سلیمان کی سند سے مثل مذکور بالا کے روایت کی گئی ہے نیز یزید بن عیاض عن صفوان متفرد ہیں۔

۱۹۹۷-ابونعیم اصفہانی، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سلیمان، حمید بن زنجویہ، ابوایوب دمشقی، عبداللہ بن احمد نخعی، محمد بن عجلان، سلیمان بن یسار کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین تین چیزیں ایمان اور امانت کا جزو لازم ہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اول وآخر تمام رسولوں کی تصدیق کرنا اور دوبارہ زندہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا، یہ اجزائے ایمان ہیں۔اور امانت کے اجزائے لازمی: اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کے متعلق اسکی نماز پر اعتماد ہو، اگر چاہے کہے کہ میں نے نماز پڑھ لی حالانکہ اس نے نماز نہ پڑھی ہو۔دوم یہ کہ اسے وضو پر اعتماد ہو اگر چاہے کہے کہ میں باوضو ہوں حالانکہ اس نے وضو نہ کیا ہو سوم یہ کہ اسے اعتماد ہو روزے پر اگر چاہے تو کہے میں نے روزہ رکھا ہے حالانکہ وہ روزے میں نہ ہو۔

سلیمان بن یسار کی یہ حدیث غریب ہے ہم نے اسے صرف اسی اسناد سے لکھا ہے۔

(۱۷۷) سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ[3]

تابعین اہل مدینہ سے ایک فقیر باکمال، متخشع، خوف خدا سے سیر، خشوع وخضوع میں مستغرق اور ساری عمر قناعت کو اپنا شعار بنانے والے سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب بھی ہیں۔

کہا گیا ہے کہ تصوف خشوع وخضوع کو لازمی پکڑنا اور جزع وفزع سے بیزاری کا نام ہے۔

۱۔ سنن النسائی ۶/ ۲۳ . ومسند الامام احمد ۲/ ۳۲۲. والسنن الکبری للبیھقی ۹/ ۱۶۸ والمستدرک ۱/ ۱۰۷، ۲/ ۱۱۰ . واتحاف السادۃ المتقین ۱۰/ ۵۴.

۲۔ السنن الکبری للبیھقی ۱/ ۱۰۲ وسنن الدارقطنی ۳/ ۷۹ واتحاف السادۃ المتقین ۱/ ۸۱ . ومجمع الزوائد ۱/ ۱۲۱. وکشف الخفاء ۲/ ۲۶۵. ۴۱۷.

۳۔ تھذیب التھذیب ۳/ ۴۳۷. والتقریب ۱/ ۲۸۰. والتاریخ الکبیر ۴/ ۱۱۵. والجرح والتعدیل ۴/ ۱۸۴ . وطبقات ابن سعد ۷/ ۱۹۵.

۱۹۹۸- تیل لگانے میں سنت طریقہ...... ابونعیم اصفہانی، محمد بن عبداللہ، حسن بن علی بن نصر، محمد بن عبدالکریم، ہیثم بن عدی، یونس بن زید، حکم بن عبداللہ فرماتے ہیں:

سلیمان بن عبدالملک مدینہ آیا تو اس کے پاس قاسم اور موصوف سالم بن عبداللہ بھی آئے۔ سالم دونوں میں سے جسم و جان کے لحاظ سے خوبصورت تھے۔ سلیمان نے سالم رحمہ اللہ کو دیکھ کر کہا آپ کا کھانا کیا ہے؟ جواب دیا روٹی اور زیتون کا تیل (جو عام سی غذا تھی۔) کہا: کیا آپ اسے پسند کرتے ہیں؟ جواب دیا: میں اُسے چھوڑے رکھتا ہوں...... حتی کہ اس کی از خود اشتہاء پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر سلیمان نے خوشبو منگوائی تو ایک خوبصورت، خوب سیرت اور لمبے قد والی لونڈی خوشبو لائی اور انہیں لگانے لگی۔ سالم رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم سے دور ہو جا پھر ان دونوں حضرات نے تیل لیا اس سے تھوڑا سا چاٹا اور باقی سر پر لگالیا پھر کہنے لگے: جب رسول اللہ ﷺ کو استعمال کے لئے تیل پیش کیا جاتا تو پہلے اسے چاٹتے پھر سر پر لگاتے تھے۔

۱۹۹۹- زہری کہتے ہیں: میں نے سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کو فرماتے سنا کہ ایک مرتبہ میں ولید بن عبدالملک کے پاس گیا وہ کہنے لگا: تیرا جسم کتنا اچھا ہے! آپ کیا چیز تناول فرماتے ہیں؟ جواب دیا کعک[۱] اور زیتون کا تیل۔ کہا: کیا آپ اسے پسند کرتے ہیں فرمایا: میں اسے چھوڑ دیتا ہوں حتی کہ اسکا مجھے شوق ہو جاتا ہے، چنانچہ جب مجھے اس کا شوق ہو جاتا ہے تو کھا لیتا ہوں۔

۲۰۰۰- ابونعیم اصفہانی، ابو محمد بن حیان، ابراہیم بن محمد بن حسن، محمد بن ابی صفوان، یحییٰ بن کثیر، عبداللہ بن اسحاق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: تم گوشت کا سالن استعمال کرنے سے بچو چونکہ اس کا بھی شراب کی طرح نشہ اور عادت ہوتی ہے

۲۰۰۱- ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سعید، ابن وہب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے حنظلہ کہتے ہیں: میں نے سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کو اپنی ضروریات کی خریداری کے لئے بازار جاتے دیکھا۔

۲۰۰۲- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، ابن ناجیہ، محمد بن عباد بن موسیٰ، ابوہ عباد بن موسیٰ، غیاث بن ابراہیم، اشعب بن ام حمید کہتے ہیں میں سالم بن عبداللہ کے پاس آیا۔ آپؒ حضرت عمرؓ کا صدقہ تقسیم کر رہے تھے میں نے بھی ان سے مانگا وہ روشندان سے جھانکے اور کہا: اے اشعب! تیرا ناس ہو اسوال مت کر۔

۲۰۰۳- ابونعیم اصفہانی، محمد بن عبدالعزیز، محمد بن عبداللہ بن مکحول، عثمان بن خرزاد، ابراہیم بن عرعرہ، ابوعاصم، جویریہ بن اسماء، اشعب کہتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ نے مجھے کہا: اللہ کے سوا کسی سے نہ مانگ۔

۲۰۰۴- بادشاہوں کا حال...... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، شریح بن یونس، اسحاق بن سلیمان، حنظلہ بن ابی سفیان کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے سالم بن عبداللہ کی طرف خط لکھا کہ مجھے عمرؓ بن خطاب کے کچھ رسائل و پیغامات لکھ بھیجو۔ چنانچہ انہوں نے جواب میں لکھا: اے عمر! میں آپ سے ان بادشاہوں کا تذکرہ کروں گا جنکی آنکھیں پھوڑ دی گئیں اور جنکی لذت کبھی ختم نہیں ہوتی تھیں، ان کے پیٹ بھی پھٹ گئے جو کبھی سیر نہیں ہوتے تھے اور وہ زمین کے اوپر اور زمین کے پیٹ میں مردار کی مانند ہیں فرض کیجئے: اگر وہ کسی مسکین کے پہلو میں ہوں تو اس مسکین کو ان بادشاہوں کی بدبو سے سخت اذیت پہنچے گی۔

۲۰۰۵- ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحییٰ حلوانی، احمد بن یونس، زہیر بن معاویہ، موسیٰ بن عقبہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ انہوں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ وہ جب بھی کسی قبر کے قریب سے گزرتے خواہ دن کو یا رات کو تو قبر پر سلام ضرور کرتے تھے۔ چنانچہ کہتے السلام علیکم۔

---

[۱] آٹا، دودھ اور شکر ملا کر بنائی گئی روٹی، غالباً ہم اس کو تافتان یا شیرمال سے تعبیر کر سکتے ہیں، امغر۔

مسانید سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ

سالم بن عبداللہ کی سند سے بے شمار مرویات ہیں اوران کی مسانید خصوصاً اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ اوران کے اجلہ اصحاب سے مروی ہیں تاہم چند ایک درج ذیل مذکور ہیں۔

۲۰۰۶-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، عثمان بن فارس، یونس بن یزید بن زہری، سالم کی سند سے حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان بھائی پر حسد کرنا جائز نہیں مگر دو آدمیوں پر، ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے کتابُ اللہ کے علم سے نوازا ہو اور وہ دن رات اس کے مقتضاء پر عمل کرتا ہو، دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہو اور وہ اسے دن رات صدقہ کرتا ہو۔ا

عثمان نے اسی طرح کہا ہے۔یہ حدیث صحیح ہے۔

۲۰۰۷-**اللہ کی مدد حاصل کرنے کا طریقہ**......ابونعیم اصفہانی، محمد بن جعفر، جعفر فرغانی، ابوعمرو بن حمدان، حسین بن سفیان، ابراہیم بن محمد بن یحییٰ، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعید، لیث بن عقیل، زہری، سالم کے سلسلۂ سند سے عبداللہؓ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے (حوادث کے) سپرد کرتا ہے اور جو بھی اپنے مسلمان بھائی کے کام میں مصروف رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام میں مصروف رہتا ہے۔اور جو بھی اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت کو اس سے دور کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام میں مصروف رہتا ہے۔جو بھی اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت کو اس سے دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے مصائب کو دور فرمائے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکی پردہ پوشی کریگا۔۲

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے بخاری ومسلم دونوں نے اس حدیث کی اپنی اپنی صحیح میں تخریج کی ہے نیز یہ حدیث قتیبہ سے کئی ائمہ عظام احمد بن حنبل، ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہم نے بھی روایت کی ہے۔

۲۰۰۸-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن معبد، احمد بن عصام، روح بن عبادہ، حنظلہ بن ابی سفیان......سالم بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخدا! اگر مؤمن کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو بہتر ہے اس سے کہ وہ اشعار سے بھرا ہو۔۳

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے اس حدیث کو کبار محدثین کرام نے بھی روایت کیا ہے۔

۲۰۰۹-ابونعیم اصفہانی، سہل بن اسماعیل فقیہ واسطی، عبداللہ بن سعد رقی، عبداللہ کی والدہ محترمہ مروہ بنت مروان، مروہ کی والدہ محترمہ عاتکہ بنت بکار، وہ اپنے والد بکار سے، وہ زہری عن سالم کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

ا۔ صحیح البخاری ۶/ ۲۳۶ . وصحیح مسلم، کتاب المسافرین ۲۷ . ومسند الامام احمد ۱/ ۳۸۵ . ۴۳۲، ۲/ ۳۶، ۸۸، ۱۵۲، ۴۵۹.(والحدیث سقط منه الشطر الاول فی الاصل، والشطر الثانی فی (ج)

۲۔ صحیح البخاری ۳/ ۱۶۸، ۹/ ۲۸، وصحیح مسلم، کتاب البر والصلة ۳۲، ۵۸، وسنن ابی داؤد، کتاب النذور باب ۸، وسنن ابن ماجة ۲۱۱۹، ۲۲۴۶. ومسند الامام احمد ۲/ ۲۷۷، ۳۱۱، ۳/ ۴۹۱، ۵/ ۲۴، ۲۵، ۷۱، ۷۹، ۳۸۱، والمستدرک ۲/ ۸

۳۔ صحیح البخاری ۸/ ۴۵. وصحیح مسلم، الشعر ۷، ۸، ۹، ۱۰.

فرمایا: جس آدمی نے کوئی چیز محض اللہ کی رضا جوئی کی خاطر مرنے کے بعد اپنے پیچھے چھوڑی اللہ تعالیٰ اسکو اُسکا عوض عطا فرمائیں گے اور وہ عوض اس کے لئے دین و دنیا میں بہتر ہوگا۔[1] (مثلاً کوئی مسجد بنوادی یا رفاہ عام کا کوئی بھی کام کر دیا وغیرہ وغیرہ۔)

۲۰۱۰-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر طلحی، محمد بن علی بن حبیب رقی، محمد بن عبداللہ بن حماد، عبدالرحمٰن بن مغراء، ازہر بن عبداللہ، محمد بن عجلان، سالم بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ عمرؓ بن خطاب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کبھی آپ (مجلس رسول میں) حاضر ہوتے ہیں اور ہم غائب ہوتے ہیں اور کبھی آپ غائب ہوتے ہیں اور ہم حاضر ہوتے ہیں، کیا آپ کو ایسے آدمی کا علم ہے جو حدیثیں بیان کرتا ہو جب کوئی بھول جائے تو وہ اسے یاد کرائے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ہر دل پر بادل چھائے رہتے ہیں جس طرح چاند پر جبکہ وہ چاند چمک رہا ہو اور اچانک اس پر بادل چھا جائیں اور اسے تاریکی میں تبدیل کر دیں، پھر فوراً بادل چھٹ جائیں اور چاند دوبارہ روشن ہو جائے، بعینہ اسی طرح ایک آدمی حدیثیں بیان کر رہا ہوتا ہے کہ اچانک نسیان کے بادل اس کے دل و دماغ کو ڈھانپ لیتے ہیں جسکی وجہ سے وہ بھول جاتا ہے، پھر اچانک یہ بادل چھٹ جاتے ہیں اور اُسے حدیث یاد آجاتی ہے۔[2]

محمد بن عجلان کی یہ حدیث غریب ہے، سالم سے روایت کرنے میں عبدالرحمٰن بن مغراء متفرد ہیں۔

۲۰۱۱-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، ابوخلیفہ، عباس بن فرج، سہل بن صالح، ولید بن مسلم، ابوسلمہ، سالم کے سلسلۂ سند سے ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عموماً یہ دعا کرتے تھے: یا اللہ! مجھے برسنے والی آنکھیں نصیب فرما جو دل کو تیری خشیت کی بنا پر آنسوؤں سے سیراب کر دیں، قبل اس کے کہ آنسو خون ہو جائیں اور کچلیاں انگارے بن جائیں۔[3]

یہ حدیث دُحیم نے ولید سے بھی روایت کی ہے۔

۲۰۱۲-اللہ کیلئے محبت کرنے کا ادب اور اس کا صلہ...... ابونعیم اصفہانی، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابوخالد یزید بن صالح یشکری، خارجہ بن مصعب، عمرو بن دینار ابو یحیی، سالم بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے ابن عمرؓ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس موجود تھا کہ اچانک ایک آدمی ان کے قریب سے گزرا اس نے کہا: یارسول اللہ! میں اس آدمی سے محض اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں نبی ﷺ نے پوچھا: کیا تم اسکا نام جانتے ہو؟ کہا: نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا اس سے اسکا نام پوچھ لو؟ چنانچہ اس آدمی نے اس سے نام پوچھا، اس نے نام بتا دیا اور کہنے لگا: وہ اللہ تجھ سے محبت کرے جسکی خاطر تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ گیا اور انہیں اس آدمی کا جواب بتا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: جنت واجب ہوگئی ہے۔

عمرو بن دینار کی یہ حدیث غریب ہے، خارجہ روایت میں متفرد ہیں۔

۲۰۱۳-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، عبید بن یعیش، ابوبکر بن عیاش، ہبشر، زہری، سالم کے سلسلۂ سند سے ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجاہرین لوگوں میں سے برے ترین لوگ ہیں، صحابۂ کرامؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! مجاہرین کون لوگ ہوئے؟ ارشاد فرمایا: جو رات کو گناہ کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کر دے لیکن جب صبح ہو تو لوگوں سے بیان کرتا

۱۔ الدر المنثور للسیوطی ۱۵۸ . و کشف الخفاء ۲/ ۲۷۷ . وتاریخ ابن عساکر ۳/ ۲۸۷، ۱۰/ ۲۴۴.

۲۔ مجمع الزوائد ۱/ ۱۶۲ : وکنز العمال ۱۲۲۷ ، ۱۲۰۹ .

۳۔ الزهد لابن المبارک ۱۶۵ . والزهد للامام احمد ۱۰ واتحاف السادة المتقين ۹/ ۲۱۴ . وتاریخ ابن عساکر ۳/ ۲۹۸ (التهذيب)

پھرے اور کہے: میں نے آج رات فلاں فلاں گناہ کیا ہے سواللہ تعالیٰ بھی اس کے پردے کو پھاڑ دیتے ہیں۔

یہ حدیث صحیح ہے اس حدیث کو زہری سے ان کے بھتیجے نے بھی روایت کیا ہے۔ اور مبشر سعدی کوفی ہیں، ابوبکر بن عیاش متفرد ہیں۔

۲۰۱۴-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابوعبدالرحمٰن مقری، حیوہ، ابی صخر، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سالم بن عبداللہ بن عمر کے سلسلۂ سند سے ابوایوب انصاریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسراء کی رات جبرئیل امین علیہ السلام مجھے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس سے لیکر گزرے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے جبریل! تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا یہ محمد عربی ﷺ ہیں فرمایا: اے محمد! اپنی امت کو حکم کیجئے کہ وہ جنت میں پودے کثرت کے ساتھ لگائیں چونکہ جنت کی زمین وسیع تر اور اسکی مٹی پاکیزہ ہے۔ محمد عربی ﷺ نے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا: جنت کے پودے کیا ہیں؟ جواب دیا" لاحولَ ولا قوۃ الا باللہ " جنت کے پودے ہیں۔

سالم کی یہ حدیث غریب ہے اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن وہ ابوطوالہ انصاری مدنی ہیں یہ حدیث ہم نے صرف حیوۃ سے لکھی ہے، اس حدیث کو آئمہ نے ابوعبدالرحمٰن مقری سے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۷۸) مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ[۱]

تابعین اہل مدینہ میں سے ایک عبادت گزار، شکر گزار، نفس کو ذلیل کرنے والے اور ذکر اللہ کے پیاسے مطرف بن عبداللہ بن شخیر بھی ہیں۔

کہا گیا ہے کہ تصوف نفس کو ذلیل کرنے اور اعمال پر دوام رکھنے اور تھوڑے میں سے تھوڑا ایثار کرنے کا نام ہے۔

۲۰۱۵-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، خلف بن عبید ضبی، نصر بن علی، اصمعی، سلیمان بن مغیرہ، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مطرف بن عبداللہ نے ابن ابی مسلم سے کہا: جب بھی کسی نے میری مدح کی میں حقارت کا سزاوار ہوا۔

۲۰۱۶-ابونعیم اصفہانی، محمد بن عبداللہ المقتولی المقری، حاجب بن ابی بکر، حماد بن حسن، یسار، جعفر بن سلیمان، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف نے فرمایا: میں رات کو بستر پر لیٹ کر قرآن مجید میں غور و فکر کرتا ہوں اور اپنے عمل کو اہل جنت کے عمل پر پیش کرتا ہوں اچانک ان کے اعمال بھر پور نظر آتے ہیں وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے پوری رات اپنے رب کے حضور سجود و قیام میں گزار دیتے تھے۔ جو لوگ راتوں کو سجدے اور قیام کی حالت میں رات گزار دیں، میں ان میں اپنے آپ کو نہیں پاتا۔ پس میں اپنے آپ کو اس آیت پر پیش کرتا ہوں۔ ماسلککم فی سقر (مدثر۴۲) کیا چیز تمہیں جہنم میں لے گئی؟۔ لوگوں کو میں عملی طور پر اس آیت کو جھٹلاتے دیکھ رہا ہوں مطرف رحمہ اللہ لوگوں کو ذیل کی آیت پڑھنے کا حکم دیتے تھے:

وآخرون اعترفوا بذنوبهم خلطوا عملاً صالحاً وآخر سيئاً (سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۰۲)

اور کچھ دوسرے لوگ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے، جنہوں نے عمل صالح کو برے عمل کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہے۔

اور فرماتے تھے کہ مجھے خطرہ ہے کہ میں اور آپ انہی میں سے ہوں گے ہائے افسوس! میرے بھائیو!۔

۲۰۱۷-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن مہدی، غیلان بن جریر کے سلسلۂ سند سے مروی

۱۔ تهذيب التهذيب ۱۰ / ۱۷۳. والتقريب ۲/ ۲۳۵. والتاريخ الكبير ۷/ ۳۹۶. والجرح ۸/ ۳۲۲. وطبقات ابن سعد ۷/ ۱۴۱.

ہے مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کریں کہ وہ ہمیں اپنے خوف سے ہلاک کردے تو ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں، لیکن میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے اس کے علاوہ بھی راضی ہو جاتا ہے۔

۲۰۱۸- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، زید بن حباب، مہدی بن میمون، غیلان بن میمون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: رب تعالیٰ کا کوئی قاصد میرے پاس آئے اور مجھے دخول جنت یا دخول جہنم یا دوبارہ مٹی ہو جانے کا اختیار دے تو میں دوبارہ مٹی ہو جانے کو اختیار کروں گا۔

۲۰۱۹- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عفان، حماد بن سلمہ، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف بن عبداللہ نے فرمایا: بالفرض اگر میرے دو نفس ہوتے تو ان میں سے ایک دوسرے پر مقدم ہوتا پھر اگر ایک بھلائی پر آمادہ ہوجاتا تو دوسرا بھی اس کی اتباع کرتا ورنہ کم از کم اسے باز رکھتا، لیکن میرا ایک ہی نفس ہے لیکن مجھے پتہ نہیں وہ کس پر آمادہ ہوگا؟ نیکی پر یا برائی پر۔

۲۰۲۰- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق سراج، حسین بن منصور ابوعلویہ صوفی، حجاج بن محمد، مہدی بن میمون، غیلان بن جریر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: دل کی اصلاح عمل کی اصلاح سے ہے اور عمل کی اصلاح نیت کی درستی سے ہے

۲۰۲۱- **مطرف بن عبداللہ کا اپنے بیٹے کی وفات پر طرزِ عمل** ...... ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، حسن بن علی بن متوکل، ابوحسن مدائنی، ابومحمد باہلی، زہیر البابانی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مطرف رحمہ اللہ کا ایک بیٹا وفات پا گیا مطرف رحمہ اللہ نے زلفوں میں کنگھی کی اور عمدہ جوڑا زیب تن کر کے محلہ میں نکلے۔ لوگ کہنے لگے آپ کا بیٹا مرا ہے آپ یوں اس حالت میں اچھے نہیں لگتے۔ فرمایا: کیا تم لوگ مجھے حکم دیتے ہو کہ میں محض مصیبت کا ہو کر بیٹھ جاؤں، بخدا! اگر دنیا و مافیہا میرے ہوں اور وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ایک گھونٹ پانی کے وعدے پر مجھ سے لے لیں تو میں دنیا و مافیہا کو پانی کی گھونٹ کا اہل بھی نہیں سمجھتا ہوں چہ جائیکہ نمازوں، ہدایت اور رحمت کا اس کے ساتھ تقابل کیا جائے۔

۲۰۲۲- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن عطاء، ابوعبداللہ بن شیرزاد، عبداللہ بن محمد بن ابراہیم عبسی، عفان، حماد بن سلمہ، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر ساری دنیا میری ہو پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے لے لیں اس شرط پر کہ اس کے بدلہ میں قیامت کے دن مجھے ایک گھونٹ پانی پینے کے لئے دیا جائیگا تو فی الواقع اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری دنیا کی بہترین قیمت عطا کر دی۔

۲۰۲۳- **خدا کا محبوب بندہ** ...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، روح بن عبادہ، سعید، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف بن عبداللہ کہا کرتے تھے، صابر و شاکر اللہ کا محبوب ترین بندہ ہے جو مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو صبر کرے اور اگر اسے نعمتیں عطا ہوں تو شکر کرے۔

۲۰۲۴- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، اسحاق بن ابی حسان، احمد بن ابی الحواری، ابوسلیمان دارانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مطرف رحمہ اللہ صوف کے کپڑے پہن کر مسکینوں کے ساتھ مل بیٹھے۔ اس انوکھی ادا کے متعلق آپ سے جب پوچھا گیا تو جواب دیا: میرا باپ متکبر تھا میں اپنے رب کی خاطر عاجزی و انکساری کرتا ہوں تا کہ میرا رب میرے باپ سے غصے میں تخفیف کرے۔

۲۰۲۵- ابونعیم اصفہانی، یوسف بن یعقوب نجیرمی، حسن بن مثنیٰ، عفان، سلیمان بن مغیرہ، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف بن عبداللہ فرمایا کرتے: میں اس چیز میں نظر کرتا ہوں جس میں سراسر خیر ہو اور اس میں شر و آفت نہ ہو، ہر چیز کی آفت ہوتی ہے میں نے نہیں پایا کہ بندے کو عافیت مل جائے اور وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

۲۰۲۶- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق، قتیبہ بن سعید، عوانہ، قتادہ کہتے ہیں مطرف بن عبداللہ نے فرمایا: مجھے عافیت

ملے اور میں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کروں مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ مجھے کسی مصیبت میں گرفتار کیا جائے اور میں صبر کروں۔

۲۰۲۷-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، فضل بن سہل، یزید بن ہارون، ابواشہب کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: میں رات سوتے ہوئے گزاروں اور پھر صبح کو اس پر ندامت کروں مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں رات بھر عبادت کرتا رہوں اور صبح کروں تو بڑائی میں گرفتار ہوں۔

۲۰۲۸-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، عبداللہ بن ابی سراج زیاد، سیار، جعفر، ثابت کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے اور فرمائے اے مطرف! (یہ عمل) تو نے کیوں نہ کیا؟ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اے مطرف! کہہ کر پکارے۔

۲۰۲۹-ابونعیم اصفہانی، محمد بن عبدالرحمٰن بن فضل، سلیمان بن حسن، عبدالواحد بن غیاث، حماد بن سلمہ، ثابت، مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر میں (خدا پر) قسم اٹھاؤں امید ہے کہ میں اپنے قسم میں بری ہو جاؤں گا حالانکہ کوئی آدمی بھی ایسا نہیں کہ وہ اپنے رب کے ساتھ تعلق قائم کرنے میں کوتاہی نہ کرتا ہو۔

۲۰۳۰-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن معبد، احمد بن مہدی، ابویعلیٰ محمد بن صلت، ابن عیینہ، ابن ابی عروبہ، قتادہ کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے یہ آیت تلاوت کی ''**فاطلع فرآہ فی سواء الجحیم** (سورت صافات ۵۵) پس جہاں نکلے گا اور اسکو جہنم کے بیچ میں دیکھے گا'' کے متعلق فرمایا جہنم میں ان کو دیکھے گا کہ ان کی کھوپڑیاں ابل رہی ہوں گی اور آگ نے ان کی رونق و ہیئت ہی متغیر کر دی ہوگی۔

۲۰۳۱-**انسان ہر کام میں اللہ کا محتاج ہے**...... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، نصر بن علی، روح بن مسیتب، ثابت بنانی نے مطرف رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے فرمایا: انسان بمنزلہ پتھر کے ہے اگر اللہ تعالیٰ اس میں بھلائی کی صلاحیت رکھے تو وہ اس میں ہوگی۔ پھر تلاوت فرمائی:

ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فمالہ من نور (سورۃ نور آیت ۵۵)
اللہ تعالیٰ جسکے نور کو بیدار نہ فرمائے اس کے لئے نور نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد کہنے لگے: یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ اگر وہ چاہیں جنت میں داخل ہو سکتے ہیں اور اگر چاہیں جہنم میں، پھر مطرف رحمہ اللہ نے تین مرتبہ پکی قسمیں کھائیں کہ کوئی بندہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا، مگر یہ کہ کوئی بندہ چاہے کہ وہ جنت میں داخل ہو گا عمداً۔

۲۰۳۲-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، جریر بن حازم، حمید بن ہلال کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ مطرف بن عبداللہ نے کہا: میں بندے کو اللہ تعالیٰ اور شیطان کے درمیان پڑا دیکھتا ہوں، یا تو رب تعالیٰ کے غضب سے بچ گیا تو نجات پا گیا ورنہ اسے چھوڑ دیا تو شیطان اسے لے جاتا ہے۔

۲۰۳۳-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن عبید بن حساب، جعفر بن سلیمان، ثابت کی سند مذکور سے مطرف رحمہ اللہ کا قول منقول ہے: اگر میرا دل نکال کر بائیں ہاتھ میں رکھ دیا جائے اور بھلائی لائی جائے اور وہ دائیں ہاتھ میں رکھ دی جائے تو میں اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ دل میں کچھ بھلائی داخل کر دوں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسکو نہ رکھ دے۔

۲۰۳۴-**تقدیر کی تشریح**...... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن علی خزاعی، حماد، داؤد بن ابی ہند کے سلسلہ سند سے مطرف

بن عبداللہ کا فرمان ہے کسی آدمی کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ کنویں کے منڈیر پر چڑھ کر اپنے آپ کو کنویں میں گرائے اور کہے: میرے مقدر میں یہی لکھا تھا۔ لیکن اسے چاہیے کہ ڈرتا رہے، کوشش کرے اور تقویٰ اختیار کرے، ہاں اس کے باوجود اگر اُسے کوئی مصیبت پہنچے حالانکہ اسے کچھ علم نہیں تھا تو یہ اس کے مقدر میں لکھا تھا۔

۲۰۳۵-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، قتادہ وبدیل عقیلی کے سلسلۂ سند سے مطرف رحمہ اللہ کا قول مروی ہے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو تقدیر کے سپرد نہیں کر دیا حالانکہ لوگوں نے تقدیر کی طرف لوٹنا ہے۔ (بلکہ ان کو اپنے اختیار سے صحیح راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اصغر)

۲۰۳۶-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، عبداللہ بن یعقوب، حنبل بن اسحاق، خلف بن ولید جوہری، ابوبکر نہشلی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: نفس انسانی لوگوں کے سامنے اترانے کیلئے بنتا سنورتا ہے جبکہ اللہ کے ہاں یہ نفس کو ڈھٹائی اور برائی کی دلیز پر جھکاتا ہے۔

۲۰۳۷-ابونعیم اصفہانی، محمد بن عبداللہ مقتولی، حاجب بن ابی بکر، حماد بن حسن، سیار، جعفر، معلی بن زیاد کہتے ہیں کہ مطرف رحمہ اللہ کے پاس ان کے بھائی بند بیٹھے جنت کے موضوع پر محو گفتگو تھے، مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا تم کیا کہتے ہو؟ جبکہ میرے اور جنت کے درمیان جہنم کا تذکرہ حائل ہے۔

۲۰۳۸-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، ابن ابی سہل، ابوبکر بن ابی شیبہ، زید بن حباب، مہدی بن میمون، غیلان بن جریر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: گویا کہ دلوں کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور گویا کہ حدیث میں ہمارے علاوہ کسی اور کو مراد لیا جا رہا ہے۔

۲۰۳۹-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد عیسیٰ، عفان، حماد، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: اگر کوئی شکاری آدمی کسی شکار کو دیکھے حالانکہ شکار اسکو نہ دیکھ رہا ہو اور شکاری اسی پیچ وتاب میں ہو کہ وہ اس کو پکڑ لے؟ مریدین نے جواب دیا: جی ہاں پھر؟۔ فرمایا: اسی طرح شیطان ہمیں دیکھ رہا ہے حالانکہ ہم اسے نہیں دیکھ سکتے پس وہ ہمیں اپنے پھندے میں گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

۲۰۴۰-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن شعیب، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، عبداللہ بن محمد عبسی، وہیب، جریری، ابوعلاء کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: ایمان کے بعد عقل سے افضل ترین چیز کوئی نہیں دی گئی۔

۲۰۴۱-ابونعیم اصفہانی، محمد بن اسحٰق ثلاثائی، زکریا ساجی، محمد بن خالد بن حرملہ، مہدی بن میمون، غیلان بن جریر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگوں کی عقلیں ان کے زمانے کی بقدر ہوتی ہیں۔

۲۰۴۲-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن فضل، محمد بن اسحٰق، عمر بن محمد بن حسن، ابومحمد بن حسن، مہدی، غیلان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: کچھ لوگ ارادہ کرتے ہیں اور کچھ دوسرے لوگ بھی ارادہ کرتے ہیں حالانکہ میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ پھر وہ دوسرے لوگوں کے پانی میں گھسے ہوئے ہیں۔

۲۰۴۳-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن عبدالوہاب، ابوعباس سراج، عبیداللہ، سعید ابوقدامہ، عبدالرحمٰن، شعبہ، خالد حزاء، غیلان بن جریر بن مطرف کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ ''فرماتا ہے'' لیکن کہو کہ اللہ ''نے فرمایا'' پھر کہنے لگے: آدمی دو مرتبہ جھوٹ بولتا ہے، اس سے پوچھا جاتا ہے کہ یہ کیا ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے: کوئی چیز نہیں کوئی چیز نہیں، کیا کوئی چیز بھی نہیں ہے؟ یعنی کچھ نہ کچھ تو ضرور ہے۔

۲۰۴۴-ابونعیم اصفہانی، محمد بن عبدرستہ، محمد بن عبید بن حساب، حماد بن یزید، اسحٰق بن سوید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ہرگز یوں نہ کہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے انعام یافتہ ہوا چونکہ اللہ کی ذات کسی کی بھی انعام یافتہ نہیں بلکہ اسے چاہیے کہ یوں کہے: اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر انعام کیا۔

۲۰۴۵-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، اسحاق بن حسن حربی، حسین بن محمد، شیبان، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ "ان الذین یتلون کتاب اللہ واقاموا الصلاۃ وانفقوا ممارزقناھم سرا وعلانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور." (فاطر ۲۹) بے شک جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جو ہرگز ہلاک (بے سود) نہ ہوگی۔ کے متعلق فرماتے تھے: کہ یہ قرآء کی آیت ہے۔

۲۰۴۶-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد عطاء، عبداللہ بن شیراز، عبداللہ بن محمد عبسی، غندر، شعبہ، یزید دشک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے آیت کریمہ: ان الذین یتلون کتاب اللہ الایۃ کے بارے میں فرمایا: یہ قرآء کی آیت ہے۔

۲۰۴۷-ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق، حربی، ابوکریب، اسحٰق بن سلیمان، ابوجعفر رازی، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: موت نے نعمتوں میں زندگی بسر کرنے والوں کی نعمتوں پر فساد برپا کر دیا ہے پس ایسی نعمتوں کو طلب کرو جن میں موت نہ ہو۔

۲۰۴۸-ابونعیم اصفہانی، یوسف بن یعقوب بن نجیرمی، حسن بن مثنیٰ، عفان، ہمام، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم زید بن صوحان کے پاس آیا کرتے تھے اور وہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ کے بندو! کرم کو ہاتھ سے نہ چھوڑو اور اچھا برتاؤ کرو اس لئے کہ بندوں کا وسیلہ اللہ کی طرف دو چیزوں خوف اور امید کے ساتھ ہوتا ہے۔ ایک دن میں ان کے پاس آیا اور لوگوں نے ایک معاہدہ لکھ لیا تھا، معاہدے کا مضمون کچھ یوں تھا:

"بے شک اللہ ہمارا رب ہے، محمد ہمارے نبی اور قرآن ہمارے سامنے ہے۔ نیز جس نے ہمارا ساتھ دیا ہم اس کے معاون ہوں گے اور جس نے ہماری مخالفت کی تو ہمارا ہاتھ اس کی گردن پر ہوگا اور ہم بھی اس کے مخالف ہوں گے"

زید بن صوحان نے معاہدہ ایک ایک کر کے لوگوں پر پیش کیا اور لوگ کہتے اے فلاں! میں نے اقرار کیا حتی کہ لوگ مجھ تک پہنچے اور کہنے لگے اے لڑکے! کیا تو نے اقرار کیا؟ میں نے کہا نہیں۔ زید بن صوحان کہنے لگے لڑکے پر جلدی نہ کرو اے لڑکے تم کیا کہتے ہو؟ اور مدعا بیان کرو، میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہم سے عہد لے رکھا ہے میں اللہ تعالیٰ کے لئے عہد کے سوا کوئی نیا عہد ہرگز نہیں کر سکتا۔ مجھے دیکھ کر لوگوں نے بھی معاہدے سے رجوع کر لیا حتی کہ ایک بھی باقی نہ بچا۔ قتادہ کہتے ہیں میں نے مطرف سے پوچھا اس وقت تم کتنے لوگ تھے؟ فرمایا تقریباً تیس آدمی تھے۔ قتادہ کہتے ہیں: جب کوئی فتنہ برپا ہوتا تو مطرف اس سے باز رہنے کی تاکید کرتے اور خود بھی اس سے بھاگ جاتے اور حسن رحمہ اللہ فتنے سے باز رہنے کی تاکید تو کرتے مگر خود نہیں بھاگتے تھے۔ مطرف رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ حسن بصری رحمہ اللہ اس آدمی کے مشابہ ہیں جو لوگوں کو سیلاب سے ڈرائے لیکن خود دیوار بن کر اس میں کھڑا ہو جائے۔

۲۰۴۹-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، محمد بن صباح، سفیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: فتنہ لوگوں کو ہدایت دینے کے لئے نہیں برپا ہوتا بلکہ لوگوں کو دین سے ہٹا دیتا ہے: بخدا! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے کہ تو نے فلاں کو کیوں قتل نہیں کیا؟ مجھے پسند ہے اس سے کہ اللہ یہ پوچھے تو نے فلاں کو کیوں قتل کیا ہے۔؟

۲۰۵۰-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، محمد بن سہل، حمید بن مسعدہ، جعفر بن سلیمان، ثابت کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ

نے فرمایا: فتنہ لوگوں کو ہدایت دینے کے لئے نہیں برپا ہوتا لیکن لوگوں کو ان کے دین سے ہٹا دیتا ہے۔

۲۰۵۱-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، عبدالرحمٰن بن محمد، ہناد بن سری، وکیع، ابوالعلاء الضحاک بن یسار کی سند سے یزید بن عبداللہ بن الشخیر اپنے بھائی مطرف سے روایت کرتے ہیں: کہ جب بندے کا ظاہر و باطن دونوں برابر ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ میرا سچا بندہ ہے۔ نیز مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ضرور مخلوق کے درمیان انصاف پر مبنی فیصلہ فرمائے گا حتی کہ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کو بدلہ دلوائے گا۔

مطرفؒ کی کرامات

۲۰۵۲-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن عبید بن حساب، جعفر بن سلیمان، ابوتیاح کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بعض اوقات مطرف بن عبداللہ دیہات میں چلے جاتے جب شب ہو جاتی تو شب کے وقت گھوڑے پر بیٹھ کر چلتے بعض دفعہ تاریکی میں ان کا کوا ڑ روشن ہو جاتا، اسی طرح ایک مرتبہ رات کو چل نکلے: ایک قبرستان پر پہنچے اور گھوڑا کھڑا کر کے اسی پر نیند کے ارادے سے سر جھکا لیا۔ مطرف کہتے ہیں میں نے ہر قبر والے کو اپنی قبر پر بیٹھے دیکھا اور پھر وہ مجھے کہنے لگے یہ مطرف ہیں جو ہر جمعہ کو تشریف لاتے ہیں۔ مطرف کہتے ہیں: میں نے پوچھا کیا تم جمعہ کا دن پہچان لیتے ہو؟ کہنے لگے جی ہاں، ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ پرندے آپ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا پرندے کیا کہتے ہیں؟ کہنے لگے: پرندے کہتے ہیں کہ اچھے دن کا سلام ہو سلام ہو۔

۲۰۵۳-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف بن عبداللہ بن شخیر اور ان کا ایک ساتھی اندھیری رات میں کہیں چل پڑے اچانک ان کا کوڑا چمک اٹھا۔ قتادہ کہتے ہیں اگر ہم لوگوں کو یہ بات سناتے تو وہ ہمیں جھٹلا دیتے۔ مطرف بولے: مکذب زیادہ جھوٹا ہوتا ہے، کیونکہ وہ مکذب کہتا ہے کہ میں اللہ کی نعمتوں کو جھٹلاتا ہوں۔

۲۰۵۴-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، حسن بن منصور، حجاج بن محمد، مہدی بن میمون، غیلان بن جریر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مطرف رحمہ اللہ اپنے ایک بھتیجے کے ساتھ جنگل کی طرف سے واپس تشریف لائے (وہ خلوت و عبادت کے لئے جنگل و بیاباں میں چلے جاتے تھے) وہ چلے جا رہے تھے کہ انہوں نے کوڑے کے کنارے سے تسبیح کی آواز سنی، بھتیجا کہنے لگا: اے ابوعبداللہ! اگر لوگ اس بات کو بیان کریں گے تو ہمیں جھٹلا دیں گے۔ فرمایا جھٹلانے والا لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹا ہوتا ہے۔

۲۰۵۵-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ہاشم بن حمدان قاسم، سلیمان بن مغیرہ کے سلسلۂ سند سے منقول ہے کہ مطرف بن عبداللہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو ان کے ساتھ گھر میں رکھے برتن بھی تسبیح کرتے۔

۲۰۵۶-جائز بددعا سے مرجانے والے کا کوئی بدلہ نہیں...... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن احمد بن محمد، احمد بن عبدالرحمٰن سقطی، یزید بن ہارون، جریر بن حازم، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف اور ان کی قوم کے ایک آدمی کے درمیان کچھ ناچاقی تھی۔ مطرف رحمہ اللہ نے اس سے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے موت دے۔ حمید بن ہلال کہتے ہیں اسی لمحے وہ آدمی گرا اور مر گیا۔

اس وقت زیاد بصرہ کا گورنر تھا۔ میت کے ورثاء اس کے پاس شکایت لے گئے، زیاد نے ان سے پوچھا: کیا مطرف نے اسے مارا ہے یا اسے چھوا تک بھی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا نہیں، کہنے لگا: یہ نیک صالح آدمی کی دعا ہے جو اللہ کی لکھی تقدیر کے موافق ہو گئی۔

۲۰۵۷-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن ابراہیم، ابوعامر قیسی، بشر بن کثیر اسدی کہتے ہیں کہ: میں نے مطرف بن عبداللہ کو دیکھا کہ بیاباں میں اپنی جائے عبادت میں ایک خط کھینچا اور اپنا عصا چہرے کے بالمقابل گاڑ دیا، ایک کتا ان کے سامنے سے گزرتا تھا اور وہ نماز پڑھتے رہتے۔ فرمایا: اے اللہ! اس کتے کو شکار سے محروم کر دے۔ بشر کہتے ہیں: اب وہ کتا شکار کر

چاہتا ہے مگر کر نہیں سکتا۔

۲۰۵۸-سورۂ تنزیل السجدہ کی برکت ...... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابومسعود عبدان، ہسلمہ بن شیب، عبداللہ بن جعفر، حسن بن عمرو فزاری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بن یمانی اور ایک دوسرا آدمی مطرف کے پاس آئے درآں حالانکہ مطرف رحمہ اللہ پر اس وقت بے ہوشی طاری تھی اور ان سے تین نور نکل کر بلند ہو رہے تھے ایک نور سر سے، ایک درمیان سے اور ایک پاؤں سے، اس واقعہ کو دیکھ کر ہم گھبرا گئے چنانچہ جب انہیں افاقہ ہوا تو ان دونوں نے حالت پوچھی، جواب دیا، اچھا ہوں۔ دونوں بولے: ہم نے ایک چیز دیکھی ہے جس نے ہمیں گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا ہے۔ پوچھا: وہ کیا چیز ہے؟ کہنے لگے کچھ نور تھے جو آپ سے نکل پر پھیل رہے تھے، فرمایا کیا تم نے ان انوار کو دیکھا ہے؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ فرمایا: یہ تنزیل السجدہ کی برکت ہے اس کی تیس آیتیں ہیں۔ پہلی دس آیتیں میرے سر کی طرف سے بلند ہوتی ہیں دوسری دس میرے درمیان سے اور آخری دس میرے پاؤں کی طرف سے پس اس سورت کا یہ ثواب ہے جو میری پاسبانی کرتا ہے۔

۲۰۵۹-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن عبدالوہاب، ابوعباس سراج، حاتم بن لیث، خالد بن خداش، حماد بن زید، غیلان بن جریر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حجاج بن یوسف نے مورق عجلی کو جیل میں قید کر دیا۔ مطرف بن عبداللہ کہنے لگے: آؤ! ہم دعا کرتے ہیں اور تم اس پر آمین کہو۔ چنانچہ مطرف نے دعا کی اور ہم نے آمین کہا، جب عشاء کا وقت ہوا تو اور لوگ داخل ہونے لگے چنانچہ داخلین میں مورق قیدی کے باپ بھی تھے۔ حجاج نے چوکیداروں سے کہا: جیل خانے جاؤ اور اس بوڑھے کے بیٹے کو لا کر اس کے حوالے کر دو۔ خالد کہتے ہیں کہ حجاج نے اس کے علاوہ کسی آدمی سے بات نہیں کی۔

۲۰۶۰-مطرف کے بارگاہ خداوندی میں مناجات کے کلمات ...... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابواحوص، ابوغیلان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ دعا کرتے اور یوں فرماتے اے میرے اللہ! میں شیطان سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور اس شر سے جس پر ظالموں کے قلم چل جائیں اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات کہنے سے کہ جس کے ذریعے میں تیری اطاعت کے علاوہ غیر کی اطاعت کو طلب کروں، میں تیری پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے سامنے ایسی چیز کے ساتھ مزین ہونے سے جو مجھے تیرے سامنے عیب دار بنائے، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں مدد چاہوں تیری معصیت کے ساتھ کسی نازل ہونے والی مصیبت سے۔ میں پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تو مخلوق کے سامنے مجھے نشانِ عبرت بنائے۔ پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تو کسی کو مجھ سے بڑھ کر اپنے علوم کا سعادتمند بنائے۔ اے اللہ! مجھے رسوا مت کرنا تو مجھے بخوبی جانتا ہے، اے اللہ! مجھے عذاب نہ دینا بے شک تو مجھ پر قدرت رکھتا ہے۔

یہ حدیث احمد بن سلمہ نے عبداللہ بن عیزار عن مطرف کی سند سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور ابن عیینہ نے عمرو بن عامر بن مطرف کی سند سے روایت کیا ہے۔

۲۰۶۱-ابونعیم اصفہانی، منصور بن احمد، عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ مقری، یحییٰ بن ربیع، سفیان بن عیینہ، عمرو بن عامر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف بن عبداللہ یوں دعا کرتے تھے ...... پھر مثل مذکور بالا کے حدیث ذکر کی۔

۲۰۶۲-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن ابان، ابوبکر بن عبید، محمد بن قدامہ، سفیان بن عیینہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف بن عبداللہ دعا کیا کرتے اور یوں فرماتے: اے اللہ! میں تیری مغفرت طلب کرتا ہوں اس گناہ سے جس سے میں توبہ کر کے پھر اس کی طرف لوٹوں اور میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس حکم سے جسکو تو نے مجھ پر لاگو کیا اور پھر میں اسے بجا نہ لا سکوں۔ میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس

چیز سے جسکا میں نے تیری رضا کیلئے ارادہ کیا اور پھر میرا دل اس سے ہٹ جائے۔

۲۰۶۳-ابونعیم اصفہانی، ابوعبداللہ، احمد بن ابان، عبداللہ بن محمد بن عبید، عمر بن ابی الحارث، عن شیخ بنی عقیل، حیان بن یسار، محمد بن واسع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ یوں دعا کرتے اے اللہ! مجھ سے راضی رہ، اگر مجھ سے راضی نہیں رہتا تو مجھے معاف فرما اس لئے کہ آقا اپنے غلام کو معاف کر دیتا ہے حالانکہ وہ اس سے دلی طور پر راضی نہیں ہوتا۔

۲۰۶۴-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، ابوعبداللہ بن شیرزا، ابوبکر بن ابی شیبہ، یزید بن ہارون، حماد بن سلمہ، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ دعا کرتے اور یوں فرماتے: اے اللہ میری نماز اور روزہ قبول فرما اور میرے کھاتے میں نیکی لکھ دے، پھر فرماتے بے شک اللہ تعالیٰ متقین کے عمل کو قبول فرماتا ہے۔

۲۰۶۵-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، سوار بن عبداللہ بن سوار، ابوعبداللہ بن سوار، حماد بن سلمہ، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے اس عظیم الشان امر دین پر غور کیا کہ یہ کس ذات کی طرف سے ہے؟ چنانچہ معلوم ہوا کہ وہ اللہ رب العزت کی طرف سے ہے، پھر سوچا کہ اس امر کا تمام کس پر ہوگا، اچانک ظاہر ہوا کہ اسکا تمام بھی اللہ کے حکم پر ہوگا پھر غور کیا کہ اس امر کی بقاو سرمایہ کیا ہے تو اچانک پتہ چلا کہ دعا اسکی بقا اور سرمایہ ہے۔

۲۰۶۶-بیمار سے دعا کرانا......ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، عبدالرحمٰن بن محمد، ہناد بن سری، مقبری، ابن مبارک، شکیر بن عبدالعزیز، ابوعبدالعزیز کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو ہو سکے تو اس سے اپنے حق میں دعا کراؤ چونکہ اس کو (قبولیت کی) حرکت دی جا چکی ہے۔

۲۰۶۷-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، محمد بن صباح، سفیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر مؤمن کے خوف ورجاء کا وزن کیا جائے تو دونوں یکساں نکلیں گے، کوئی ایک دوسرے سے زائد نہیں ہوگا۔

۲۰۶۸-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، حسن بن محمد بن حماد، سلمہ بن شبیب، عبدالرزاق، معمر، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہم نے اللہ کے بندوں کے لئے سب سے زیادہ خیر خواہ ملائکہ پائے ہیں اور شیاطین کو سب سے زیادہ دھوکہ باز پایا ہے۔

۲۰۶۹-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحٰق ثقفی، محمد بن صباح، سفیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: قبیح ترین عمل وہ ہے جس سے دنیا طلب کی جائے حالانکہ نفس الامر میں وہ آخرت کا عمل ہو۔

۲۰۷۰-جماعت کی رغبت......ابونعیم اصفہانی، محمد بن اسحاق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، قرہ بن خالد، یزید بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے عمرانؓ بن حصین سے کہا: میں جماعت کا بوڑھی بیوہ عورت سے بھی زیادہ محتاج ہوں چونکہ جب جماعت ہو میں اپنا قبلہ اور جہت پہچان لیتا ہوں اور جب جماعت سے الگ ہوتا ہوں تو مجھ پر معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے عمران بن حصین نے ان سے فرمایا: جب تک آپ ڈرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ آپ کی کفایت کرتا رہے گا۔

۲۰۷۱-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، حسین بن منصور، حجاج بن مہدی، غیلان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: جتنی بیوہ محتاج عورت اپنے دامن پر بیٹھنے کی محتاج ہے میں اس سے زیادہ جماعت کا محتاج ہوں۔

۲۰۷۲-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عمر بن محمد بن حسن، ابومحمد بن حسن، سلیمان بن مغیرہ، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بالاتر ہے کہ اللہ کا نام گدھے اور کتے کے پاس لیا جائے، جیسے کوئی اپنے کتے یا بکری سے کہے: اللہ تجھے رسوا کرے اور اللہ تجھے ایسا کرے۔

۲۰۷۳-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد محمد بن احمد جرجانی، احمد بن موسیٰ بن عباس عدوی، اسماعیل بن سعید کسائی، ابوعلیہ، اسحاق بن سوید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مطرف کو عبادت میں مشغول دیکھ کران کے والد مطرف فرمانے لگے: اے عبداللہ علم عبادت سے افضل ہے اور برائی دونیکیوں کے درمیان ہوتی ہے۔

۲۰۷۴-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد محمد بن احمد، احمد بن موسیٰ بن عباس، اسماعیل بن سعید۔ ثوری، ابوہ، ابوتیاح کے سلسلۂ سند سے مروی ہے مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں افضل ترین جلد باز ہوگا اور آجکل برباد افضل ہے۔

۲۰۷۵-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد محمد بن احمد، احمد بن موسیٰ، اسماعیل بن سعید، ابن علیہ، ایوب سختیانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے جب میرا دین مجھ پر تنگی لائے حتیٰ کہ میں کسی ایسے آدمی کے پاس جاؤں جسکی ملکیت میں ایک لاکھ تلواریں ہوں اور میں اس سے ایک بات کہوں جو مجھے قتل کرڈالے اس وقت میرا دین زیادہ تنگی میں ہوگا۔

۲۰۷۶-ابونعیم اصفہانی، اسحاق بن حسان، احمد بن ابی الحواری، عبدالعزیز کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مطرف رحمہ اللہ کا ایک بیٹا کہیں غائب ہوگیا انہوں نے جبہ پہنا اور ہاتھ میں عصا لے کر فرمانے لگے: میں اپنے رب کے لئے مسکینی اپناتا ہوں تاکہ وہ مجھ پر رحم فرمائے اور مجھے میرا بیٹا واپس لوٹا دے۔

۲۰۷۷-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن عبدالوہاب، محمد بن اسحاق، عبداللہ بن ابی زیاد، یسار، جعفر، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا اگر ہماری یہ مجلس اللہ کی سابق تقدیر کے مطابق ہے تو جو گزر رہا وہ ہمارے لئے بہت اچھا ہے اگر اللہ نے ہمیں اپنی تقسیم کے مطابق عطا فرمایا تو ہماری تقسیم اچھی کی۔

۲۰۷۸-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، حسین بن منصور، حجاج بن محمد، مہدی بن میمون، غیلان بن جریر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر میں اپنی تعریف کروں لامحالہ مجھے لوگوں سے بغض رکھنا پڑے گا۔

۲۰۷۹-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، ابوعباس ثقفی، عمر بن محمد بن حسن، ابوہ محمد بن حسن، مہدی، غیلان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگوں کے متعلق بدگمانی سے پرہیز کرو۔

۲۰۸۰-ابونعیم اصفہانی، محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن معدان، بکر بن بکار، قرہ، خالد، یزید بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چڑیا پر بھی رحم وکرم فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک سرخ رنگ کا پرندہ ان کے ہاتھ لگا اسے مخاطب کر کے کہنے لگے: میں آج تجھے تیرے بچوں پر صدقہ کروں گا چنانچہ پرندے کو چھوڑ دیا۔

۲۰۸۱-**سوال کرنے کی مذمت**...... ابونعیم اصفہانی، محمد بن فتح حنبلی، ابوبکر ازرق، حسن بن عرفہ، ابوبکر السہمی، شیخ ابوبکر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف بن عبداللہ بن شخیر نے اپنے کسی بھائی سے فرمایا: اے ابوفلاں! اگر تجھے مجھ سے کوئی ضروری کام ہو تو اس کے بارے میں مجھ سے بات مت کرو، لیکن اپنی ضرورت ایک رقعہ میں تحریر کر کے مجھے تھما دو چونکہ میں تمہارے چہرے میں سوال کی ذلت نہیں دیکھنا چاہتا، شاعر کا قول ہے

لاتحسبن الموت موت البلیٰ...... وانما الموت سؤال الرجال

موت ہرگز آزمائشوں کی موت نہ سمجھو۔ مردوں کا سوال کرنا حقیقت میں موت ہے۔

کلاهماموت ولكن ذا...... اشد من ذاک لذل السوال

وہ دونوں ایک طرح کی موت ہیں لیکن سوال کی رسوائی کی وجہ سے وہ موت اس موت سے زیادہ سخت ہے۔

وقال شاعر ایضاً

مااعتاض باذل وجهه بسؤاله...... عوضاً وان نال الغنیٰ بسؤال

وہ اپنے چہرے کی رسوائی سے سوال کر کے اس کا بدلہ نہیں لینا چاہتا اگر چہ وہ سوال کر کے مالداری پالے۔

واذاالسوال مع النوال وزنته...... رجح السؤال وخف کل نوال.

اور جب کسی سوال کا عطا کے ساتھ وزن کیا جائے تو سوال بھاری ہو جائے گا اور ہر عطا ہلکی ہو گی۔

فاذاابتلیت ببذل وجهک سائلاً...... فابذله للمتکرم المفضال

اور جب تجھے مجبوراً سوال کرتے ہوئے چہرے کو شرمندہ کرنا پڑے تو اپنے چہرے کو صاحب بخشش اور بڑے فضل کرنے والے کے سامنے پیش کر۔

۲۰۸۲- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، ابوبکر بن مکرم، مشرف بن سعید واسطی، حارث بن منصور، ایوب بن شعیب، اعمش کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے اس غفلت کو جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کے دلوں میں ڈالا ہے رحمت پایا ہے اللہ تعالیٰ اسی سے اپنے مخلوق پر رحمت کرتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ مخلوق کے دلوں میں ان کی معرفت کے بقدر خوف ڈال دیتے تو ان کی زندگی خوشگوار نہ رہتی۔

مسانید مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ

مطرف رحمہ اللہ نے بہت سے صحابۂ کرامؓ سے احادیث روایت کی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد محترم عبداللہ بن شخیرؓ سے بھی بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ تاہم چند ایک درج ذیل ہیں۔

۲۰۸۳- ابونعیم اصفہانی، عمر بن محمد بن حاتم، عن جدہ محمد بن عبیداللہ بن مرزوق، یوسف بن یعقوب نجیرمی، حسن بن مثنیٰ، عفان، حماد بن سلمہ، ثابت بنانی، مطرف بن عبداللہ بن شخیر کے سلسلۂ سند سے انکے والد عبداللہؓ بن شخیر کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے رونے کی وجہ سے دیگ کی سنسناہٹ کی سی آواز آرہی تھی۔

یہ حدیث عبداللہ بن مبارک نے حماد بن سلمہ سے اسی طرح نقل کی ہے۔ سری بن یحییٰ نے بھی یہ حدیث عبدالکریم بن رشید عن مطرف سے روایت کی ہے۔

۲۰۸۴- ابونعیم اصفہانی، حسن بن محمد بن احمد بن کیسان، اسماعیل بن اسحاق قاضی، مسلم بن ابراہیم، ابان بن زید، قتادہ، مطرف بن عبداللہ بن شخیر کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس گیا اور وہ سورت الھاکم التکاثر تلاوت کر رہے تھے پھر فرمایا ابن آدم کہتا ہے کہ میرے لئے کیا ہے؟ جبکہ تیرے لئے تیرے مال میں سے کچھ نہیں ہے مگر وہ جو کچھ تو نے کھا کر فنا کر دیا یا صدقہ کر کے اپنے لئے جاری کر دیا اور پہن کر پرانا کر دیا۔[۱]

اس حدیث کو قتادہ سے سلیمان تیمی، شعبہ، ہشام اور ہمام نے بھی روایت کیا ہے۔

۲۰۸۵- ابونعیم اصفہانی، محمد بن معمر، ابوشعیب حرانی...... یحییٰ بن عبداللہ کے والد عبداللہ فرماتے ہیں نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی نے ایک

۱۔ مسند الامام احمد ۴/ ۲۴، ۲۶، والمستدرک ۲/ ۵۳۴، ۴/ ۳۲۲، والسنن الکبریٰ للبیهقی ۴/ ۶۱ وسنن الترمذی ۲۳۴۲، ۳۳۵۴، والزهد للامام احمد ۱۱، ۳۱، وکشف الخفا ۲/ ۲۴۳. صحیح مسلم ۲۲۷۳. والسنن للنسائی کتاب الوصایا باب ۱ والترغیب والترهیب ۴/ ۱۷۲. واتحاف السادة المتقین ۷/ ۲۰۲

دوسرے آدمی کا ذکر کیا جو ہمہ وقت روزہ رکھتا تھا، ارشاد فرمایا: اس نے روزہ رکھا اور نہ ہی افطار کیا۔[1]

یہ حدیث قتادہ سے شعبہ، حجاج بن حجاج، ہشام، ہمام اور سعید نے بھی روایت کی ہے۔

۲۰۸۶- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی وحسین بن اسحاق، ابوہریرہ محمد، مسلم بن قتیبہ، عمران قطان، قتادہ، مطرف کے سلسلۂ سند سے عبداللہؓ بن شخیر کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابن آدم کی حالت یہ ہے کہ اس کے پہلو میں ننادوے موتیں کروٹیں لے رہی ہوتی ہیں اگر یہ موتیں اس سے چوک جائیں تو بڑھاپے میں مبتلا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ بڑھاپے میں اسکی موت واقع ہو جاتی ہے۔[2]

قتادہ سے عمران روایت کرنے میں متفرد ہیں۔

۲۰۸۷- ابونعیم اصفہانی، محمد بن اسحاق بن ابراہیم قاضی، احمد بن عمرو بزار، عباد بن یعقوب، عبداللہ بن عبدالقدوس، اعمش، مطرف بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے علم کو فضیلت دینا عبادت کو فضیلت دینے سے زیادہ پسند ہے، نیز ورع اور تقوی تمہارا بہترین دین ہے۔[3]

اس حدیث کو اعمش سے صرف عبداللہ بن عبدالقدوس نے متصلاً روایت کیا ہے جبکہ جریر بن عبدالحمید اعمش عن مطرف عن النبی ﷺ کے طریق سے حذیفہ کے واسطے کے بغیر روایت کیا ہے۔ نیز قتادہ بن ہلال نے مطرف کا قول قرار دے کر اسے روایت کیا ہے۔

یزید بن عبداللہ رحمہ اللہ[4]

تابعین اہل مدینہ میں سے یزید بن عبداللہ بھی ہیں، یہ مطرف بن عبداللہ کے بھائی ہیں مشہور عبادت گزار تھے۔

بعض لوگوں نے ان سے کہا کیا ہم مسجد کی چھت درست نہ کریں؟ فرمایا: اپنے دلوں کو درست کرو یہ تمہیں مسجد کی درستی سے کفایت کرے گا نیز فرمایا کرتے تھے جہنمی وہ آدمی ہے جسے اللہ کا خوف کسی مخفی گناہ سے باز نہ رکھے۔

۲۰۸۸- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابراہیم بن شریک، شہاب بن عباد، حماد بن زید، بدیل بن میسرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے عافیت ملے اور اس پر میں اللہ کا شکر ادا کروں مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں اور اس پر صبر کروں...... جبکہ مطرف رحمہ اللہ کے بھائی یزید بن عبداللہ کہا کرتے تھے: یا اللہ ان میں سے جو بھی میرے حق میں بہتر ہو اسکا میرے لئے فیصلہ فرما۔

۲۰۸۹- بہت اہم حکمت کی بات...... ابونعیم اصفہانی، محمد بن حیان، ابوبکر بن مکرم، مشرف واسطی، عمرو بن سکن کہتے ہیں: میں ایک مرتبہ سفیان بن عیینہ کے پاس تھا کہ ایک بغدادی نے کھڑے ہو کر ان سے پوچھا: اے ابومحمد! مجھے مطرف رحمہ اللہ کے قول کے بارے

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام باب ۳۶، وسنن الترمذی ۷۶۷، وسنن ابی داؤد ۲۴۲۵، ۲۴۲۶، وسنن النسائی ۴/ ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۹، والمستدرک ۱/ ۴۳۵.

۲۔ سنن الترمذی ۲۱۵۰، ۲۴۵۶. ومشکاۃ المصابیح ۱۵۶۹، ۴۳۸۴، واتحاف السادۃ المتقین ۱۰/ ۲۳۸.

۳۔ مجمع الزوائد ۱/ ۱۲۰ والمصنف لابن ابی شیبۃ ۸/ ۵۴۰، ۱۳/ ۲۵۰. والترغیب والترھیب ۱/ ۹۳، ۲/ ۵۶۰، وکشف الخفاء ۲/ ۱۱۱. والعلل المتناھیۃ لابن الجوزی ۱/ ۶۷.

۴۔ طبقات ابن سعد ۷/ ۱۵۵. وتھذیب الکمال ۱۴۰۷ (۳۲/ ۱۷۵) والتاریخ الکبیر ۸/ ت ۳۲۶۴، والجرح والتعدیل ۹/ ت ۱۱۵۳ والجمع ۲/ ۵۷۵ وسیر النبلاء ۴/ ۲۹۳، والجمع / ۵۷۵. والاصابۃ ۳/ ت ۹۴۴۵. وتھذیب ۱۱/ ۳۴۱.

میں بتلایئے کہ "مجھے عافیت ملے اور اس پر میں اللہ کا شکر ادا کروں مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں اور اس پر صبر کروں" کیا آپ کو بھی یہی پسند ہے۔ یا ان کے بھائی کا قول کہ اے اللہ! میں اپنے لئے اس چیز کو پسند کرتا ہوں جسکو تو نے میرے لئے پسند کیا۔ سفیان بن عیینہ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر کہا: مطرف رحمہ اللہ کا قول مجھے زیادہ پسند ہے۔ اس آدمی نے پوچھا وہ کیوں؟ حالانکہ دوسرے صاحب نے اپنے لئے وہی پسند کیا جو اللہ نے ان کے لئے پسند کیا ہے! سفیان نے رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے قرآن پڑھا اچانک مجھے سلیمان علیہ السلام عافیت کے عالم میں نظر آئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "**نعم العبد انه اواب**" سلیمان علیہ السلام اللہ کے اچھے بندے تھے اور اسکی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ جبکہ ایوب علیہ السلام کو آزمائش کی حالت میں پایا ان کے متعلق بھی اللہ کا فرمان ہے "**نعم العبد انه اواب**" دونوں حالتیں برابر ہوئیں۔ سلیمان علیہ السلام کو عافیت ملی اور ایوب علیہ السلام کو ابتلاء کا سامنا کرنا پڑا، میں نے شکر کو صبر کے قائمقام پایا ہے جب دو حالتیں برابر ہوئیں تو عافیت مع شکر مجھے ابتلاء مع صبر سے زیادہ پسند ہے۔

۲۰۹۰- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن، مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابن اسحٰق، عبداللہ بن مبارک، سلام بن ابی مطیع، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ ایک مجلس میں تشریف فرماتے اسی دوران ابوالعلاء یزید بن عبداللہ سے درخواست کی گئی کہ آپ کچھ ارشاد فرمائیں، کہنے لگے: کیا میں یہاں کوئی بات کروں؟ ثابت کہتے ہیں مجھے بڑا تعجب ہوا۔

مسانید یزید بن عبداللہ رحمہ اللہ

۲۰۹۱- ابونعیم اصفہانی، حسن بن حمویہ خشعمی، ابراہیم بن ابی حصین وادعی، محمد بن عبداللہ حضرمی، عباس بن فضل بصری، نضر بن حماد بلخی، مالک بن عبداللہ ازدی، یزید بن عبداللہ بن شخیر کے سلسلۂ سند سے عبداللہؓ بن شخیر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے اپنے مرض وفات میں سورت اخلاص پڑھی قبر میں وہ امن کے ساتھ رہے گا اور قبر کی جکڑ سے بھی محفوظ رہے گا اور فرشتے اسے اپنی ہتھیلیوں پر اٹھا کر پل صراط عبور کرا کے جنت کی طرف لے جائیں گے۔[1]

۲۰۹۲- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، ابوبکر احمد بن عمرو بزار، ازہر بن جمیل، سعید بن راشد جریری، ابوالعلاء یزید بن عبداللہ بن شخیر کے سلسلۂ سند سے عبداللہؓ بن شخیر کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کو رزق کی آزمائش میں مبتلا رکھتا ہے تاکہ دیکھے کہ وہ کیسے عمل کرتا ہے اگر رضامند رہا تو اس کے رزق وعمل میں برکت کی جاتی ہے اور اگر راضی نہ ہو تو برکت نہیں کی جاتی۔[2]

احمد بن عمرو بزار کہتے ہیں ہم نے یہ حدیث اسناد مذکور کے ساتھ صرف ازہر سے سنی ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

(۱۷۹) صفوان بن محرز رحمہ اللہ[3]

صفوان بن محرز، عبادت گزار، متوحد اجلہ تابعین میں سے ہیں۔

۲۰۹۳- ابونعیم اصفہانی، ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزۃ العلاء، احمد بن یحییٰ حلوانی، سعید بن سلیمان، ابن شہاب، ہشام، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ صفوان بن محرز رحمہ اللہ نے فرمایا: میں اہل خانہ کے پاس آتا ہوں اور وہ میرے سامنے روٹی بڑھا دیتے ہیں تو وہ

١۔ مجمع الزوائد ۷/ ۱۴۵. والدر المنثور ۶/ ۴۱۲. وتفسير القرطبي ۲۰/ ۲۴۹. والاحاديث الضعيفة ۳۰۱.

۲۔ انظر الحديث في: الجامع الكبير ۵۰۲۱.

۳۔ طبقات ابن سعد ۷/ ۱۴۷ والتاريخ الكبير ۴/ت ۲۹۲۶. والجرح ۴/ت ۱۸۵۳. وسير النبلاء ۴/ ۲۸۶. والكاشف ۲/ت ۲۴۲۵. والاصابة ۲/ت ۴۱۵۰. والتقريب ۱/ ۳۶۸. وتهذيب التهذيب ۴/ ۴۳۰. والخلاصة ۱/ت ۳۱۰۶.

بھوک ختم کر دیتی ہے۔(بس دنیا میں یہ کافی ہے اس کے علاوہ دنیا کیلئے ساری ہمتیں صرف کر دینے والے) اہلِ دنیا کی طرف سے اللہ دنیا کو برا بدلہ دے۔

۲۰۹۴-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، ابویعلیٰ موصلی، حسن بن ابی حماد، ابومعاویہ، عاصم، احول، عبداللہ بن رباح کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ صفوان بن محرز جب یہ آیت "وسیعلم الذین ظلموا أی منقلب ینقلبون" (سورۃ شعراء آیت ۲۲۷) عنقریب ظالم جان لیں گے کہ انہوں نے کس ٹھکانے کی طرف پلٹنا ہے، پڑھتے تو روتے جاتے حتی کہ میں سمجھتا شدت بکاء کی وجہ سے ان کے سینے کا بالائی حصہ پھٹ گیا ہے۔

۲۰۹۵-جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے جسم کپکپا جاتے ہیں...... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، ابوعبداللہ بن شیرزاد، ابوبکر بن ابی شیبہ، عفان، مہدی بن میمون، غیلان بن جریر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ صفوان بن محرز اور ان کے بھائی ایک جگہ اکٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے (اور انہیں رقت کی طرف چنداں کوئی دھیان نہیں تھا) کہنے لگے! اے صفوان اپنے تلامذہ کو حدیثیں بیان کرو۔ فرمایا: الحمدللہ۔ صرف اتنا ہی کہا تھا کہ لوگوں پر رقت طاری ہوگئی اور ان کی آنکھیں سے آنسوؤں کے دریا بہنے لگے یوں لگتا تھا جیسے مشکیزوں کے منہ کھول دیئے گئے ہوں۔

۲۰۹۶-صفوان کی کرامت...... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن احمد بن عقبہ، حماد بن حسن، سیار، جعفر، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عبیداللہ بن زیاد نے صفوان بن محرز مازنی کا ایک بھتیجا گرفتار کر لیا، صفوان نے لوگوں سے اسکی رہائی کے بارے میں بات کی لیکن وہ کسی کی بات نہ مانا، چنانچہ صفوان رحمہ اللہ نے اپنے مصلّی پر رات گزاری یعنی رات کو نماز پڑھتے رہے کہ اچانک مصلی پر آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا اے صفوان! بیدار ہو اور اپنی حاجت مانگو۔ فرمایا: اچھا میں ایسا کرتا ہوں۔ چنانچہ اٹھے وضو کیا نماز پڑھی اور دعا مانگی...... اسی دوران ابن زیاد صفوان کی حاجت سے متنبہ ہو گیا اور کہنے لگا: صفوان کا بھتیجا میرے پاس لاؤ، چنانچہ چوکیدار اور پولیس کے افراد روشنی لے کر قید خانے گئے اور وہاں سے صفوان کا بھتیجا لے آئے، پوچھا کیا تو صفوان کا بھتیجا ہے؟ اس نے اقرار کیا، ابن زیاد نے اسے رہا کر دیا۔ صفوان کو معمولی خبر بھی نہیں تھی حتی کہ ان کے دروازے پر دستک ہوئی پوچھا کون ہے؟ جواب ملا میں فلاں (یعنی آپ کا بھتیجا) ہوں۔ رات کے کسی پہر میں امیر کو غیب سے متنبہ کیا گیا پس چوکیدار اور پولیس کے افراد روشنی لے کر آئے اور جیل خانے کے دراوزے کھولے اور مجھے اپنے ساتھ لائے اور اس نے مجھے بغیر کسی کی کفالت کے رہا کر دیا ہے۔

۲۰۹۷-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، عبدالرحمن بن سالم، ہناد بن سری، ابن ابی اسامہ، ابوہلال، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ صفوان بن محرز نے فرمایا: داؤد علیہ السلام نے توبہ واستغفار کے لئے ایک دن مقرر کر رکھا تھا اس دن وہ فرماتے میں اللہ کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں قبل اس کے کہ پناہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ ایک مرتبہ صفوان نے اس دن کا ذکر کیا وہ مجلس درس میں تھے، بہت روئے حتی کہ مغلوب ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

۲۰۹۸-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن معبد، ابوبکر بن نعمان، محمد بن سعید بن سابق، ابوجعفر رازی، ربیع بن انس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے ربیع کہتے ہیں کہ میں صفوان بن محرز کے پاس تھا اچانک ایک نوجوان ادھر آ نکلا جسکا تعلق اہل بدعت سے تھا، اس نے صفوان سے کچھ بات کی۔ انہوں نے فرمایا: اے نوجوان کیا میں تیری رہنمائی ایک خاص آیت کی طرف نہ کروں جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو خاص کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یاایھاالذین اٰمنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذااھتدیتم (مائدہ ۱۰۵)

اے ایمان والو! تم اپنے نفسوں کو لازم پکڑے رکھو جب تم خود ہدایت پر ہو گے تب تمہیں گمراہ آدمی کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

۲۰۹۹-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحیٰی حلوانی، احمد بن ابی یونس، حماد بن زید، محمد بن واسع کہتے ہیں میں نے صفوان بن محرز اور دیگر لوگوں کو مسجد میں دیکھا کہ وہ صفوان سے زور زور سے جھگڑ رہے تھے۔ صفوان رحمہ اللہ اپنے کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا تم سب خارشی اونٹ ہو۔

۲۱۰۰-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، عفان، حماد، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ صفوان بن محرز کا ایک جھونپڑا تھا اتفاقاً اسکا شہتیر ٹوٹ گیا۔ انہیں مشورہ دیا گیا کہ اسے درست کرلیں فرمایا اسے یوں ہی رہنے دو کل میں ہی مر جاؤں گا۔

مسانید صفوان بن محرز رحمہ اللہ

صفوان بن محرز نے بہت سارے صحابہ سے اکتساب حدیث کیا ہے تاہم عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابوموسیٰ اشعری، عمران بن حصین اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہم اجمعین سے خصوصاً فیض یاب ہوئے ہیں۔

چند ایک احادیث انکی سند سے مروی درج ذیل ہیں۔

۲۱۰۱-**مؤمنین کے ساتھ خدا کا پردہ پوشی کا معاملہ**......ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن محمد بن جعفر بن ہیثم، محمد بن احمد بن ابی عوام، عبدالوہاب بن عطاء خفاف، سعید بن ابی عروبہ، صفوان بن محرز کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرؓ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے...... دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں نے ان کے گرد ہجوم بنالیا۔ پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! آپ نے رازدارانہ گفتگو کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو کیسے ارشاد فرماتے سنا ہے! کہنے لگے میں نے آپ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ "قیامت کے دن مؤمن اللہ رب العزت کے قریب ہوگا، پس اللہ تعالیٰ اس پر اپنا سایہ ڈالیں گے وہ اقرار کرے گا اور کہے گا اے میرے رب میں جانتا ہوں۔ ارشاد ہوگا: میں نے دنیا میں بھی تیرے گناہوں کا پردہ کیا آج کے دن بھی پردہ کرتا ہوں جا میں نے تیری مغفرت کردی، چنانچہ اسے نیکیوں بھرا اعمال نامہ تھما دیا جائے گا رہی بات کافروں کی اور منافقوں کی سو سر عام ان کو آواز لگائی جائے گی کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ بولا سن لو ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔[1]

قتادہ کہتے ہیں تم مخلوق میں کسی کو بھی نہیں پاؤ گے کہ ایک کی رسوائی دوسرے سے پوشیدہ ہو۔

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے قتادہ سے یہ حدیث ان کے عام تلامذہ روایت کرتے ہیں۔

۲۱۰۲-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابومعاویہ، اعمش، جامع بن شداد، صفوان بن محرز کے سلسلۂ سند سے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے بنو تمیم! بشارت قبول کرو، ہم نے کہا: ہم نے قبول کی، ہم نے قبول کی، آپ ﷺ نے ہمیں ابتدائے آفرینش کے متعلق خبر دی اور فرمایا: اللہ تھا اور کوئی چیز نہیں تھی اور اللہ کا عرش پانی پر تھا اور اللہ نے لوح محفوظ میں سب کچھ لکھا۔ عمرانؓ بن حصین فرماتے ہیں اتنی دیر میں ایک آدمی آیا اور مجھے کہنے لگا: اے عمران! تمہاری اونٹنی رسی سے کھل کر بھاگ گئی ہے۔ میں وہاں سے نکل پڑا، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دور تک نکل چکی ہے چنانچہ میں اس کے پیچھے چل پڑا مجھے پتہ نہیں میرے بعد کیا ہوا۔[2]

۱۔ صحیح البخاری ۶/ ۹۳ . وصحیح مسلم، کتاب التوبۃ ۵۲ .

۲۔ صحیح البخاری ۹/ ۱۵۲ . وفتح الباری ۸/ ۸۳ .

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے اعمش سے ان کے عامۂ اصحاب روایت کرتے ہیں۔

۲۱۰۳-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالصمد بن عبدالوارث، ابوہ عبدالوارث، داؤد بن ابی ہند، عاصم احول، صفوان بن محرز کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: میں اس چیز سے بری الذمہ ہوں جس سے اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ بری الذمہ ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ ہر اس شخص سے بری الذمہ ہیں (ممن حلق وسلق وخرق) جس نے حلق کرایا، زبان کے ساتھ کسی کو اذیت دی اور نوحہ زاری میں کپڑے پھاڑے۔

یہ حدیث صحیح ہے، مسلم کے مطابق ہے اور مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اسکی تخریج بھی کی ہے اور داؤد بن ابی ہند اس میں متفرد ہیں۔

۲۱۰۴-ابونعیم اصفہانی، ابومسعود عبداللہ بن محمد بن احمد زہری، محمد بن احمد بن سلیمان ہروی، محمد بن یزید، عبدالوہاب بن عطاء، سعید، قتادہ، صفوان بن محرز کے سلسلۂ سند سے حکیمؓ بن حزام کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صحابۂ کرامؓ میں تشریف فرماتھے۔ اچانک صحابہؓ سے فرمایا: کیا جو کچھ میں سنتا ہوں وہ تم بھی سنتے ہو؟ صحابۂ کرامؓ بولے! ہم کچھ بھی نہیں سنتے۔ ارشاد فرمایا: بے شک میں آسمان سے نکلنے والی چرچراہٹ کی آواز سن رہا ہوں اور اس آواز کے نکلنے پر آسمان ملامت کا سزاوار نہیں چونکہ آسمان پر ایک بالشت کے برابر بھی خالی جگہ نہیں مگر یہ کہ ہر جگہ کوئی فرشتہ سجدے کی حالت میں ہے اور کوئی قیام کی حالت میں ہے۔[1]

صفوان بن محرز کی یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۸۰) ابوعالیہ رحمہ اللہ[2]

ابوعالیہ رحمہ اللہ عظیم الشان حالات والے بزرگ ہیں، لزوم اتباع کی ہمہ وقت وصیت کیا کرتے تھے، بدعت وغیرہ سے دور رہنے کی تاکید کرتے اور خود بھی ہمیشہ اتباع سنت کو اپنا شعار بنائے رکھا۔

کہا گیا ہے تقسیم پر راضی رہنا اور نعمتوں پر سخاوت کرنا تصوف ہے۔

۲۱۰۵-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، حاجب بن ابی کثیر، محمد بن اسماعیل احمسی، زید بن حباب، خالد بن دینار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے کتابت سیکھی اور قرآن مجید پڑھا حالانکہ میرے اہل خانہ کو اسکا شعور تک بھی نہیں ہوا اور نہ ہی میرے کپڑوں میں کبھی سیاہی کے اثرات دیکھے گئے۔

۲۱۰۶-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن ابراہیم، محمد بن ایوب، مسلم بن ابراہیم، ابوخالدہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعالیہ فرمایا کرتے تھے: بہترین صدقہ یہ ہے کہ تو دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے اور بائیں سے پوشیدہ رکھے۔ ایک مرتبہ فرمایا: عبدالکریم ابوامیہ میری ملاقات کرنے آیا اور اس نے صوف کے کپڑے پہنے ہوئے تھے میں نے کہا: یہ تو راہبوں کی ہیئت ہے مسلمان جب آپس میں ملاقات کرتے ہیں اچھی حالت میں ہوتے ہیں۔

۲۱۰۷-ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، ابراہیم بن محمد بن حسن، عبدالجبار بن علاء، سفیان بن عیینہ، نعیم، عاصم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعالیہ رحمہ اللہ کے پاس جب چار سے زیادہ آدمی بیٹھ جاتے فوراً کھڑے ہوجاتے۔

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۳/ ۲۲۵. وصحیح ابن حبان ۷۸۴ . وتفسیر الطبری ۱۷/ ۱۰.

۲۔ تہذیب التہذیب ۳/ ۲۸۴ . والتقریب ۱/ ۲۵۲. والتاریخ الکبیر ۳/ ۳۶۶. والجرح والتعدیل ۳/ ۵۱۰ . وطبقات ابن سعد ۷/ ۱۱۲. واخبار اصبہان للمصنف ۱/ ۳۱۴. والجمع ۱/ ۱۴۰. وسیر النبلاء ۴/ ۲۰۷. وتذکرۃ الحفاظ ۱/ ۶۱. والکاشف ۱/ ۳۱۲. والاصابۃ ۱/ ۵۲۸.

۲۱۰۸-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن معبد، ابوبکر بن نعمان، محمد بن سعید بن سابق، ابوجعفر رازی، ربیع، انس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو عالیہ نے فرمایا: میں اطاعت پر عمل پیرا رہتا ہوں اور جو اس پر عمل کرے اس سے محبت کرتا ہوں، معصیت سے بچتا ہوں اور جو معصیت میں گرفتار ہو اس سے عداوت رکھتا ہوں۔ اگر اللہ چاہے اہل معصیت کو معاف فرمائے چاہے انہیں عذاب دے۔

۲۱۰۹-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن علی بن جعفر، عبداللہ بن محمد بن سوار، علاء بن عمرو الحنفی، حفص بن غیاث، عاصم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو عالیہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ دو نعمتوں میں سے کونسی نعمت افضل ہے، یہ کہ اللہ نے میری اسلام کی طرف رہنمائی فرمائی یا مجھے بدعتوں سے عافیت بخشی۔

۲۱۱۰-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، عاصم احول کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو عالیہ نے فرمایا: اسلام کو اچھی طرح سیکھو اور دوسروں کو سکھلاؤ جب تم ایسا کرو گے تب تم اسلام سے منہ نہیں پھیرو گے، تم سیدھے رستے یعنی اسلام کو مضبوطی سے پکڑے رکھو، اس سیدھے رستے سے دائیں بائیں مت مڑ جاؤ۔ نبی ﷺ صحابۂ کرامؓ کی سنت مطہرہ کو ہاتھ سے مت چھوڑو اس سے پہلے کہ لوگ اپنے ساتھی کو قتل کریں اور وہ کچھ کریں جو انہوں نے پندرہ سال پہلے کیا۔ تم ان مختلف بدعتوں سے بچتے رہو چونکہ یہ بدعتیں بغض وعداوت پیدا کرتی ہیں۔

عاصم کہتے ہیں میں نے یہ تمام باتیں حسن بصری رحمہ اللہ کو سنائیں فرمانے لگے ابو عالیہ نے سچ کہا اور خیر خواہی سے کام لیا۔

۲۱۱۱-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان بن عیینہ، عاصم احول کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو عالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: قرآن مجید سیکھتے رہو جب تک تم اسے سیکھتے رہو گے اس سے اعراض نہیں کرو گے۔ ان پھیلی ہوئی بدعات سے بچتے رہو چونکہ وہ بدعات تمہارے درمیان بغض وعداوت واقع کر دیں گی۔ تم اس دین کو مضبوط پکڑے رکھو جس پر صحابۂ کرامؓ قائم رہے، قبل اس کے کہ لوگوں میں تفرقہ پڑ جائے۔ چنانچہ ہم نے تمہارے مہربان فرمانروا عثمانؓ کے قتل کیے جانے سے پندرہ سال پہلے قرآن پڑھا ہے۔

عاصم کہتے ہیں یہ حدیث میں نے حسن بصری رحمہ اللہ کو سنائی انہوں نے فرمایا: ابو عالیہ نے بخدا! تمہیں نصیحت کی اور سراسر سچ بولا۔

۲۱۱۲-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن عبدالوہاب، ابوعباس سراج، جوہری، ابونعیم، ابوخلدہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو عالیہ نے فرمایا: میں نے ساٹھ یا ستر سال سے اپنا آلۂ تناسل نہیں چھوا۔

مطلب یہ ہے کہ عام حالات میں کھڑے کھڑے جسطرح عام لوگوں کی عادت ہوتی ہے اس طرح نہیں ضرورت اور حاجتِ شدیدہ مثلاً استنجاء مستثناء ہے۔ (مترجم)

۲۱۱۳-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، سوار بن عبداللہ عنبری، ابوداؤد طیالسی، ابوخلدہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو عالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے باہمی قتال کا سانحہ رونما ہوا...... میں اس وقت نوجوان تھا، میں نے اچھی طرح سے اپنے بدن پر اسلحہ سجایا تاکہ میں بھی قتال میں حصہ لوں۔ چنانچہ میں لوگوں کے پاس آیا، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ دو صفیں باہم مقابل کھڑی ہیں جو حد نظر تک بڑھی جا رہی تھیں، میں نے فوراً سورۂ نساء کی آیت تلاوت کی:

(ومن یقتل مؤمناً متعمداً فجزاؤہ جہنم خالداً فیہا (نساء۹۳

اور جس نے کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کیا اس کا بدلہ جہنم ہے ہمیشہ ہمیشہ اسمیں داخل رہے گا۔

اور پھر فوراً واپس لوٹ آیا اور لوگوں کو وہیں چھوڑ آیا۔

۲۱۱۴-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن علی خزاعی، محمد بن کثیر، حماد بن سلمہ، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو عالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں یقیناً امید کرتا ہوں کہ بندہ دو نعمتوں کے درمیان ہلاک نہیں کیا جاتا ایک وہ نعمت جسکے حصول پر وہ اللہ کا شکر ادا کرے دوسرا

وہ گناہ جس سے وہ استغفار کرلے۔

۲۱۱۵-اس کائنات میں اور جہان بھی ہیں......ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر بن اسحٰق موصلی محمد بن احمد بن مثنیٰ جعفر بن عوف، ابوجعفر رازی، ربیع، انس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعالیہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: فللہ الحمد رب السموات ورب الارض رب العالمین (جاثیہ۳۶) تمامتر جہانوں کا رب ہے اللہ ہے۔ کے بارے میں فرمایا: عالم جن اور عالم انسان کے سواء زمین پر فرشتوں کے اٹھارہ ہزار عالم ہیں زمین کے چار کنارے ہیں، ہر کنارہ چار ہزار عالموں پر مشتمل ہے اور پانچ سو عالم اللہ تعالیٰ نے محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کر رکھے ہیں۔

۲۱۱۶-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، ابویحییٰ رازی، ہناد بن سری، ابومعاویہ، عاصم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم پچاس سال سے بیان کرتے چلے آئے ہیں کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے کے لئے وہ عمل لکھو جو وہ حالتِ صحت میں کرتا رہا ہے حتیٰ کہ میں اسکی روح قبض کرلوں یا اسکا رستہ (صحت) خالی کردوں۔ پچاس سال تک ہم بیان کرتے رہے تھے کہ اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں سو جو عمل اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ عمل میرے لئے ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا اور جو عمل غیر اللہ کے لئے ہو فرماتے ہیں: اسکا ثواب اس سے طلب کرو جس کے لئے یہ عمل تم نے کیا ہے۔

۲۱۱۷-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن معبد، یحییٰ بن مطرف، مسلم بن ابراہیم، ابوخلدہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: قرآن مجید کو پانچ پانچ آیتیں کرکے سیکھو چونکہ یہ طریقہ حفظ و یادداشت کے زیادہ لائق ہے چنانچہ جبرئیل امین علیہ السلام قرآن مجید کی پانچ پانچ آیتیں نازل کرتے تھے۔

۲۱۱۸-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی و جماعت محدثین، عبداللہ بن محمد، علی بن جعد، ابوصغیر رازی، ربیع بن انس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرمان:

ولاتشتروا بآیاتی ثمناً قلیلا

میری آیات کو ثمنِ قلیل کے ساتھ نہ بیچو

کے بارے میں فرمایا: اپنے علم پر اجرت مت لو چونکہ علماء حکماء اور حلماء کی اجرت اللہ تعالیٰ کے ذمہ پر ہے۔ چنانچہ وہ حضرات اپنے اجر کو تورات میں لکھا پاتے ہیں کہ: اے ابن آدم! علم دوسروں کو مفت سکھا جسطرح تو نے مفت سیکھا ہے۔

۲۱۱۹-حصول علم کیلئے صحیح استاد کی پہچان......ابونعیم اصفہانی، ابواحمد محمد بن احمد جرجانی، احمد بن موسیٰ بن عباس، ربیع بن انس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں کئی دن کی مسافت کا سفر طے کرکے کسی آدمی کے پاس حصول علم کی خاطر جاتا ہوں، پہلی چیز جسکی میں خصوصیت کے ساتھ جانچ پڑتال کرتا ہوں وہ اسکی نماز ہے، اگر وہ نماز کا من وعن اہتمام کرتا ہے تو میں اس کے پاس اقامت اختیار کرتا ہوں اور اس سے حدیث بھی سنتا ہوں۔ اگر اسے نماز ضائع کرتے ہوئے پاؤں تو میں واپس لوٹ آتا ہوں اور اس سے حدیث کا سماع نہیں کرتا ہوں اور یوں کہتا ہوں کہ یہ نماز کے علاوہ باقی امور دینیہ کو بطریق اولیٰ ضائع کرنے والا ہوگا۔

۲۱۲۰-ابونعیم اصفہانی، احمد بن حسین، ابوعبداللہ قاضی، یوسف بن موسیٰ، جریر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: حصول علم میں حیاء کرنے والا اور متکبر شخص علم نہیں حاصل کرسکتا۔

۲۱۲۱-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابومعاویہ لیث، عثمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعالیہ رحمہ اللہ

نے فرمایا: نبی ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے مجھے نصیحت کی ہے غیر اللہ کے لئے عمل نہ کرو جس کے لئے تم نے عمل کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں اسی کے سپرد کر دیگا۔

۲۱۲۲- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، یحییٰ بن سعید تیمی، عن رجل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعالیہؒ جب دن کے آخری حصہ میں قرآن مجید ختم کرنے کا ارادہ کرتے تو اسے شام تک مؤخر کرتے اور جب رات کے آخری حصہ میں ختم کرنے کا ارادہ کرتے تو صبح تک مؤخر کر دیتے۔

۲۱۲۳- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، جریر، مغیرہ کہتے ہیں: ورائے نہر میں سب سے پہلے ابوعالیہ رحمہ اللہ نے اذان دی ہے۔

۲۱۲۴- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، علی بن انس عسکری، ابوعبیدہ حداد، سعید بن زید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے مہاجر ابوخالد فرماتے ہیں کہ ابوعالیہ میرے پڑوسی تھے اور مجھے کہا کرتے: مجھ سے سوال کر لے اور مجھ سے علمی مسائل لکھ لے قبل اس کے کہ تو حصول علم کے لئے میرے علاوہ کسی اور کے پاس جائے اور علم کو تو اس کے پاس نہ پا سکے۔

۲۱۲۵- طلبۂ علم کی قدر...... ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق ثقفی، علی بن مسلم، روح، ابوخلدہ کہتے ہیں کہ ابوعالیہ کے پاس جب ان کے شاگرد آتے تو انہیں مرحبا کہتے اور پھر آیت کریمہ "واذاجاء ک الذین یؤمنون بآیا تنا" جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو میری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو انہیں "فقل سلام علیکم " السلام علیکم کہو چونکہ اللہ تعالیٰ نے (ایسے لوگوں کیلئے) اپنے اوپر رحمت لازم کر رکھی ہے "کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ" (انعام ۵۴) تلاوت کرتے تھے۔

۲۱۲۶- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، عاصم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعالیہ فرمایا کرتے تھے "لا الہ الا اللہ" کے ساتھ کلام کرنے میں جلدی کرو۔ یعنی کثرت کے ساتھ "لا الہ الا اللہ" کا ورد کرو۔

۲۱۲۷- ابونعیم اصفہانی، احمد بن حسین، حسین بن محمد لیثی، یوسف بن سعید، بن مسلم، علی بن بکار، ابوخلدہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو عالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا تھا: خوبصورت آوازوں کے ساتھ حق تعالیٰ کی تقدیس کیا کرو چونکہ اس طرح کی تقدیس کو اللہ تعالیٰ زیادہ سنتے ہیں۔

۲۱۲۸- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معمر بن ابی عالیہ نے کہا: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو جب آسمانوں پر اٹھایا گیا تو انہوں نے اپنے پیچھے اون کا ایک جبہ، دو عدد موزے اور ایک عدد کمان جس سے پرندے شکار کرتے تھے چھوڑیں۔

۲۱۲۹- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبداللہ بن سعید بن ولید، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلام، محمد بن مصعب، ابوجعفر رازی، ربیع بن انس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعالیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لازم کر رکھا ہے کہ جو صدق دل سے اس پر ایمان لائے گا اسے ہدایت دے گا، اس امر کی تصدیق قرآن میں موجود ہے "ومن یؤمن باللہ یھد قلبہ" جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اسکے دل کو ہدایت کے نور سے بھر دیتے ہیں۔ جو توکل علی اللہ کا دامن تھامے رکھے اللہ اسکی کفایت کرتے ہیں اسکی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے فرمایا باری تعالیٰ نے: "ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ" جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اسے کافی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اللہ تعالیٰ اسے بہتر بدلہ عطا فرماتے ہیں اسکی تصدیق قرآن میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "من ذاالذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ اضعافاً کثیرۃ" جس نے اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیا اللہ تعالیٰ اُسے چند در چند بڑھا دیتے ہیں۔ جس نے اللہ کے عذاب

(تفرقہ) سے اس کی پناہ مانگی اللہ اسے پناہ دیتے ہیں اس کی تصدیق بھی کتاب اللہ میں ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:" واعتصموا بحبل اللہ جمیعا" سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اسی طرح جو اللہ سے دعا مانگے اللہ تعالیٰ اسکی دعا قبول فرماتے ہیں اسکی تصدیق بھی قرآن میں موجود ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:"واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان" جب مرے بندے میرے متعلق آپ سے پوچھیں گے تو میں ان کے بہت قریب ہوں ان کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب مجھ سے دعا مانگیں۔

۲۱۳۰- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، ربیع بن بدر، سیار ابی منہال کہتے ہیں میں نے ابوعالیہ کو وضو کرتے دیکھا میں نے کہا"ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین" اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکی حاصل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ فرمایا پانی سے پاکی حاصل کرنے والوں کو نہیں بلکہ گناہوں سے پاکی حاصل کرنے والوں کو۔

مسانید ابوعالیہ رحمہ اللہ

ابوعالیہ نے ابوبکر صدیق، علی بن ابی طالب، سہل بن حنظلہ، ابی بن کعب اور کئی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے اکتساب حدیث کیا ہے۔

۲۱۳۱- ابونعیم اصفہانی ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن حمید، حکام بن مسلم وہارون بن مغیرہ، عنبسہ بن سعید، عثمان طویل، رفیع ابوعالیہ ریاحی کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ ہمیں خطاب کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسافر کے لئے دو رکعتیں اور مقیم کے لئے چار رکعتیں ہیں۔ میری جائے پیدائش مکہ اور جائے ہجرت مدینہ طیبہ ہے۔ میں جب ذوالحلیفہ سے نکل جاتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں حتی کہ واپس لوٹ آؤں۔[1]

عنبسہ بن سعید اس حدیث میں متفرد ہیں۔

۲۱۳۲- ابونعیم اصفہانی، محمد بن معمر، محمد بن احمد بن داؤد، ابوصفوان قاسم بن یزید عامری، یحییٰ بن کثیر ابونضر، عاصم احول، داؤد بن ابی ہند، ابوعالیہ کے سلسلۂ سند سے ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین آدمیوں کی ایک جماعت سفر پر نکلی کہ اچانک موسلا دھار بارش نے انہیں گھیر لیا انہوں نے ایک غار میں پناہ لی اچانک بلندی سے ایک سل لڑھکی جس سے غار کا دھانہ بند ہو گیا۔ حدیث غار پوری ذکر کی۔[2]

ابوداؤد بن ابی ہند کی یہ حدیث غریب ہے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کرنے میں داہر بن نوح متفرد ہیں۔

۲۱۳۳- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ہوذہ بن خلیفہ، عوف اعرابی، زیاد بن حصین، ابی عالیہ کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کی صبح سواری کی حالت میں مجھے کہا: قط لاؤ میں نے کنکریاں چن کر آپ ﷺ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ان کے بہت اچھے امثال ہیں تین مرتبہ یہی فرمایا۔ غلو سے بچو تم سے پہلی امتیں غلو کی وجہ سے ہلاک ہوئیں اور انہوں نے دین میں مبالغہ آرائی سے کام لیا۔[3]

---

[1] الکامل لابن عدی ۳/ ۲۶ ۱۰ ۲ وکنز العمال ۱۸۷ ، ۲، ۹۳ ۲۲۶ .

[2] انظر الحدیث فی فتح الباری ۱۱/ ۵۰۴ .

[3] سنن النسائی ۵/ ۲۶۸ ، ۲۶۹ . والمستدرک ۱/ ۴۶۶ . ومسند الامام احمد . وصحیح ابن خزیمۃ ۲۸۶۷ . صحیح ابن حبان ۱۰۱۱ (موارد) واتحاف السادۃ المتقین ۴/ ۳۹۱ . والدر المنثور ۱/ ۲۳۵ . والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۲/ ۱۵۶ ۱۸ / ۲۸۹ .

۲۱۳۴-ابونعیم اصفہانی ،سلیمان بن احمد ،ادریس بن جعفر عطار ،یزید بن ہارون ،سعید بن ابی عروبہ ،عبداللہ بن جعفر ،یونس بن حبیب ، ابوداؤد طیالسی ، ہشام ،قتادہ ،ابوعالیہ کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مصیبت کے وقت دعا کرتے اور یوں فرماتے :"لاالہ الااللہ العظیم الحلیم لاالہ الارب العالمین رب العرش الکریم ، لاالہ الااللہ رب السموات والارض ورب العرش العظیم "۔[1]

۲۱۳۵-ابونعیم اصفہانی ،محمد بن احمد بن حسن ،بشر بن موسیٰ ،حسن بن موسیٰ اشیب وعفان بن مسلم ،حماد بن سلمہ ،داؤد بن ابی ہند ،ابوعالیہ کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ وادیٔ ازرق میں تشریف لائے اور صحابۂ کرامؓ سے پوچھا یہ کونسی وادی ہے؟ جواب دیا گیا یہ وادیٔ ازرق ہے۔ارشاد فرمایا: گویا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھ رہا ہوں درآنحالیکہ تلبیہ پڑھتے ہوئے اپنے رب کے سامنے گڑ گڑا رہے ہیں ،پھر ایک گھاٹی سے گزرے پوچھا یہ کونسی گھاٹی ہے؟ صحابہؓ نے جواب دیا: فلاں گھاٹی ہے۔فرمایا: گویا کہ میں یونس بن متیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ سرخ مٹیالے رنگ کی اونٹنی پر تشریف فرما ہیں اونٹنی کی لگام چھال کی ہے اور یونس علیہ السلام نے صوف کا جبہ پہن رکھا ہے۔[2]

(۱۸۱) بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ[3]

شیخ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تابعین کرام میں سے ایک بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ بھی ہیں۔آپ نے اللہ پر بھروسہ رکھا آپ خیر خواہ زکی اور عبادت گزار شخص تھے۔

۲۱۳۶-ابونعیم اصفہانی ،ابوبکر بن محمد بن حسن آجری ،جعفر بن محمد الفریابی ،قتیبہ بن سعید ،معاویہ بن عبدالکریم الضال الثقفی کہتے ہیں میں نے بکر بن عبداللہ المزنیؒ کو جمعہ کے دن لوگوں سے اٹی پڑی مسجد میں فرماتے سنا: اگر مجھ سے کہا جائے کہ اہل مسجد میں جو سب سے بہتر ہو اسے پکڑو تو میں کہوں گا اس آدمی کے متعلق رہنمائی کرو جو عوام الناس کے لئے سب سے زیادہ خیر خواہ ہو۔کیونکہ وہی شخص سب سے زیادہ اچھا ہے۔اور میں بھی ایسے ہی شخص کو ترجیح دوں گا۔اگر مجھے کہا جائے کہ ان میں سے بدتر کو پکڑو تو میں پوچھوں گا کہ مجھے وہ آدمی بتلاؤ جو عامۃ الناس کو دھوکہ دینے والا ہو اور اگر کوئی منادی آسمان سے آواز لگائے کہ تم میں سے جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر ایک آدمی تو ہر انسان کو ڈرنا ہوگا کہ وہ ہی اس پکار کا مطلوب ہو۔

۲۱۳۷-ابونعیم اصفہانی ،محمد بن احمد بن حسن ،بشر بن موسیٰ ،معاویہ بن عمرو ،ابواسحٰق فراوی ،اسماعیل ،معتمر ،بکر مزنیؒ نے فرمایا: اگر میں مسجد تک پہنچ جاؤں اور مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہو اور کوئی مجھ سے کہے کہ ان میں سے بدترین کون ہے؟ میں اس کو جواب دوں گا کہ جماعت کو زیادہ دھوکہ دینے والا کون ہے؟ جب وہ کہے کہ یہ ہے۔میں کہوں گا یہی بدترین ہے۔اور میں ان کے بہتر پر گواہی نہیں دیتا کہ وہ کامل ایمان مؤمن ہے کیونکہ تب تو میں یہ گواہی بھی دے سکتا ہوں کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔نہ ہی میں ان کے بدتر پر گواہی دیتا کہ وہ منافق اور ایمان سے بری ہے کیونکہ تب تو میں نے گواہی دے دی کہ وہ جہنمی ہے۔لیکن مجھے ان کے نیکوکار (کے بتلائے عصیان ہونے) کا خوف ہے اور گناہگار (کے رجوع الی التوبہ ہونے) کی امید ہے۔بتلایئے! مجھے تو ان کے نیکوکار کا خوف ہے تو گناہگار کے

۱۔ صحیح البخاری ۸/ ۹۳ ، ۹/ ۵۴ ا . ۵۵ ا . وصحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب ۲۱ ومسند الامام احمد ۱/ ۲۲۸. ۲۵۹ ، ۲۸۰ ، ۲۸۴ . ۳۳۹.

۲۔ صحیح مسلم ، کتاب الایمان باب ۷۴ والمستدرک ۲/ ۳۴۳. ۵۸۴.

۳۔ تھذیب الکمال ۷۴۷ (۴/ ۲۱۶) وطبقات ابن سعد ۷/ ۲۰۹ . والتاریخ الکبیر ۲/ ۱/ ۹۰ . والجرح ۱/ ۱/ ۳۸۸ والجمع ۱/ والکاشف ۱/ ۱۶۲ . وسیر النبلاء ۴/ ۵۳۲. وتھذیب التھذیب ۱/ ۴۸۴.

بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟۔

۲۱۳۸-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبداللہ بن ادریس، حصین، بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: کوئی آدمی اس وقت تک متقی نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ طمع وغصہ کو ختم نہ کردے۔

۲۱۳۹-تقدیر کے متعلق جھگڑنے والوں کے ساتھ رویہ......ابونعیم اصفہانی، حبیب بن حسن، عمر بن حفص سدوسی، عاصم بن علی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبداللہ بن بکر بن عبداللہ مزنی کہتے ہیں مجھے میری والدہ نے خبر دی کہ تمہارے والد صاحب تقدیر کے مسئلہ میں جھگڑنے والے آدمیوں کی بات نہیں سنتے تھے بلکہ فوراً کھڑے ہوجاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔

۲۱۴۰-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد بن محمد بن احمد جرجانی، عمر بن غیلان، داؤد بن عمرو، فضیل بن عیاض، اسلم بن عبدالملک......ابوحرہ کہتے ہیں ہم بکر بن عبداللہ مزنی کے پاس ان کے مرض وفات میں عیادت کرنے گئے۔انہوں نے سراوپر اٹھا کر فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس کو قوت (وصحت) عطا کی ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں عمل کرے اور جس پر بیماری مسلط کی یہ بھی اس کا انعام ہے تا کہ وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔

۲۱۴۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہارون بن عبداللہ وعلی بن مسلم سیار، جعفر، کہمس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ مزنی نے فرمایا: تمہاری دنیا سے تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے جس سے تمہارے لئے قناعت کا سامان ہوسکے اگرچہ مٹھی بھر کھجوریں اور ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو۔یاد رکھ! جب بھی کوئی چیز تیرے اوپر دنیا کا دروازہ کھولے گی تو تیرا نفس غم وغصہ میں بڑھتا جائے گا۔

۲۱۴۲-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ہاشم بن قاسم، مبارک بن فضالہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ مزنی یہ دعا کیا کرتے تھے:

> اے اللہ ہمارے لئے اپنی رحمت کے خزانے کھول دے پھر اس کے بعد ہمیں نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں عذاب دے اور اپنے وسیع فضل وکرم سے رزق حلال عطا فرما پھر اس کے بعد ہمیں رزق کا اپنے سواہ کسی کا محتاج نہ کرنا۔ہمیں ان دونوں کے بدلے میں زیادہ سے زیادہ شکرادا کرنے کی توفیق عطا فرما فقروفاقہ میں ہمارا سوال تجھی سے ہے اور تیرے سواہر کسی سے بے نیازی برتتے ہیں۔

۲۱۴۳-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، حسین بن محمد، سہل بن اسلم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ مزنی جب کسی بوڑھے آدمی کو دیکھتے تو کہتے یہ مجھ سے افضل ہے اور مجھ سے پہلے اللہ کا بندہ ہونے کا مستحق ہوا ہے اور جب کسی نوجوان کو دیکھتے تو کہتے یہ بھی مجھ سے بہتر ہے چونکہ میں نے اس سے زیادہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے، تم ایسی سوچ کو لازمی پکڑے رکھو اگر اسکو بجالاؤ تو تمہیں ثواب ملے گا اور اگر تم سے خطا ہوجائے گناہ گار نہ ہو اور ایسے امر سے بچو کہ اگر اسے بجالاؤ تو گناہ نہ کرتے ہوئے بھی گناہ لازم ہوجائے۔پوچھا گیا وہ کیا ہے جواب دیا لوگوں سے بدگمانی رکھنا سو اگر تمہارا گمان درست ثابت ہوا تمہیں اس پر ثواب نہیں ملے گا اور اگر گمان غلط ثابت ہوا تمہیں گناہ ہوگا۔

۲۱۴۴-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبداللہ بن محمد بن ذکریا، اسحق بن فیض، جمیم بن شریح، کنانہ، سہل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر تمہیں ابلیس پیش آجائے اور کہے کہ تمہیں فلاں پر فضیلت حاصل ہے سو دیکھو اگر وہ آدمی

تم سے بڑا ہے تو کہو کہ یہ ایمان لانے میں مجھ پر سبقت لے گیا اور اگر تم سے چھوٹا ہو تو کہو کہ میں نافرمانی اور گناہ میں اس پر سبقت لے گیا دریں اثناء عقوبت وسزا کا مستحق ہوا، سو دنیا میں جسے بھی تو جانتا ہے وہ یا تو تجھ سے بڑا ہوگا یا چھوٹا۔ اگر تو اپنے مسلمان بھائیوں کو اپنے ساتھ اکرام، عظمت اور صلہ رحمی پر کاربند دیکھے تو کہہ کہ یہ فضیلت ان کے حصہ میں آئی اور اگر ان کی طرف سے جفا وسرکشی دیکھنے میں آئے تو کہہ لے کہ کوئی گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے۔

۲۱۴۵- کسی کو حقیر سمجھنے کی سزا...... ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن حکیم، ابوحاتم، محمد بن یحیٰی، محمد بن حسین، فہد بن حیان، ابوسلمہ ثقفی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ مازنی رحمہ اللہ نے فرمایا: آدمی کا اپنے بھائیوں کے سامنے عاجزی وانکساری کرنا دراصل ان کے ہاں اسکی عظمت ہے

(۲۱۴۶- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن جعفر بن زیاد احمر، زید عکلی، معاویہ بن عبدالکریم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ نے فرمایا: بنو اسرائیل کا ایک آدمی جب کسی منزل تک جاتا تو لوگوں میں چلتا بایں طور کہ بادل اس پر سائبان بنائے رکھتے۔ ایک مرتبہ یہ صاحب کرامت آدمی ایک دوسرے آدمی کے پاس سے گزرا کہ بادلوں نے اس پر سائبان کیا ہوا تھا اس آدمی نے اس صاحب کرامت کو بڑی عظمت والا سمجھا بوجہ اس کرامت کے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہوئی تھی۔ لیکن صاحب کرامت نے اس (عام) آدمی کو حقیر سمجھا۔ چنانچہ بادلوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اس کے سر کے اوپر سے ہٹ کر اس عام آدمی کے سر پر سائبان بنالیں جس نے اللہ تعالیٰ کے امر کو عظیم سمجھا تھا۔

۲۱۴۷- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، عبدالوارث بن ابراہیم عسکری، عبدالملک بن مروان حذاء، یزید بن زریع، حمید طویل کہتے ہیں کہ میں نے بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ کے جوڑے کی قیمت چار ہزار درہم لگائی تھی۔

۲۱۴۸- ابونعیم اصفہانی، عثمان بن محمد عثمان، خالد بن نضر قرشی، عمرو بن علی، معتمر کے سلسلۂ سند سے حمید کہتے ہیں کہ بکر بن عبداللہ مزنی کے کپڑوں کی قیمت چار ہزار درہم تھی جبکہ وہ خود فقراء اور مساکین کے ساتھ مل بیٹھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میرا ان کے ساتھ مل بیٹھنا انہیں عجیب لگتا ہے۔

۲۱۴۹- ابونعیم اصفہانی، محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن معدان، بکر بن بکار، عمرو بن ابی وہب، بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرامؓ عمدہ کپڑے پہنتے اور کم قیمت کپڑے پہننے والوں کو طعنہ بھی نہیں دیتے تھے۔ اسی طرح نہ پہننے والے پہننے والوں کو بھی طعنہ نہیں دیتے تھے۔

۲۱۵۰- زندگی ثروت میں موت غربت میں...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سعید بن سلیمان، مبارک بن فضالہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں اغنیاء کی سی زندگی بسر کرتا ہوں حالانکہ فقراء کی موت مرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ مبارک بن فضالہ کہتے ہیں کہ جب انکی وفات ہوئی تو ان پر کچھ قرض بھی تھا۔

۲۱۵۱- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، محمد بن قاسم، مساور، عفان، احمد بن ابی اسحٰق، ابراہیم بن نائلہ، شیبان، ابوہلال کہتے ہیں کہ ہم بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ کی عیادت کرنے ان کے پاس گئے اور وہ مریض تھے ملوگوں نے داخل ہونا اور باہر نکلنا شروع کیا اور وہ تعجب کرنے لگے پھر فرمایا: مریض کی تو عیادت کی جاتی ہے نہ کہ ملاقات۔ عفان کہتے ہیں کہ مریض کی عیادت کی جاتی ہے اور صحتمند آدمی سے ملاقات۔

۲۱۵۲-ایک بادشاہ کے مسلمان ہونے کا واقعہ...... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہدیہ بن خالد، ابن سلمہ، ثابت وحمید، حنبل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک بادشاہ تھا جو کہ سخت سرکش تھا، مسلمانوں نے اس کے ساتھ جہاد کیا اور اسے زندہ صحیح سالم گرفتار کرلیا۔ مسلمان آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ ہم اسکو کس چیز کے ساتھ قتل کریں؟ سب نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ سب مل کر ایک بڑی دیگ لگاتے ہیں اور اس کے نیچے خوب آگ جلائیں اسکو اس وقت تک قتل نہ کریں جب تک یہ اس عذاب کا ذائقہ چکھ نہ لے چنانچہ مسلمان اس کے ساتھ ایسا کر گزرے اور اس نے اپنے ایک ایک معبود کو باری باری مدد کے لئے پکارا اور واسطے دیے کہ میں تیری عبادت کرتا تھا، تیرے آگے سجدے کرتا تھا اور تیرے چہرے کو صاف کرتا تھا لہٰذا مجھے اس مصیبت سے چھٹکارا دے۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کے معبود بالکل توجہ نہیں کر رہے اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہنے لگا "لاالــٰــہ الااللہ" !پھر اللہ تعالیٰ سے خلوص دل کے ساتھ دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے اسی لمحے آسمان سے پانی نازل کیا جس نے آگ بجھادی اور تند و تیز ہوا آئی جس نے دیگ فضاء میں اٹھالی چنانچہ دیگ آسمان اور زمین کے درمیان فضا میں گھومنے لگی اور وہ لگاتار "لاالہ الااللہ" کا ورد کیے جارہا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسکو ایسی قوم میں پھینکا جو اللہ کی عبادت نہیں کرتی تھی اور وہ برابر کلمہ طیبہ کا ورد کیے جارہا تھا۔ اس قوم نے اس بادشاہ کو دیگ سے باہر نکالا اور پوچھا تیرا ناس ہو تجھے کیا ہوا؟ کہا میں فلاں قوم کا بادشاہوں الغرض سارا قصہ ہُو بَہُو سناڈالا چنانچہ وہ قوم دولت ایمان سے بہرہ مند ہوگئی۔

۲۱۵۳-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبیداللہ بن محمد، حماد بن سلمہ، حمید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو مصائب کے کڑوے گھونٹ پلاتا رہتا ہے تاکہ اس سے مؤمن کی عاقبت درست ہوجائے پھر فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ عورت کو بچے کی ولادت اور دیگر امور پر صبر کرنے کی وجہ سے ثواب ملتا ہے۔

۲۱۵۴-چغل خور کی سزا، ایک بادشاہ کا قصہ...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن اسحق، محمد بن حمزہ، علی بن سہل، عفان، حماد بن سلمہ، حمید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا اسکا ایک دربان تھا جسے وہ ہمہ وقت اپنے قریب رکھتا۔ دربان بادشاہ سے کہا کرتا تھا: اے بادشاہ سلامت! نیکوکار کے ساتھ اچھائی سے پیش آئیں اور برے کو چھوڑ دیں چونکہ اسکی برائی نے آپکو اس کے ساتھ اچھائی کرنے سے روک دیا ہے۔ چنانچہ ایک آدمی کو اس پر حسد ہوگیا کہ یہ بادشاہ کے اسقدر قریب کیوں ہوگیا۔ اس نے بادشاہ کے سامنے دربان کی چغلی کردی کہا: بادشاہ سلامت! اس دربان نے لوگوں میں یہ بات پھیلادی ہے کہ آپکے منہ سے بدبو آتی ہے۔ بادشاہ نے پوچھا مجھے اس کی حرکت کا کیسے علم ہوسکتا ہے؟ جواب دیا: وہ اس طرح کہ جب وہ آپ کے پاس آئے آپ اسے قریب بلائیں تاکہ آپ اس سے کوئی بات کرسکیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس نے اپنی ناک پر ہاتھ رکھا ہوگا۔

چنانچہ چغلخور آدمی نے دربان کی دعوت کی اور سالن میں لہسن کی مقدار حد سے زیادہ بڑھادی۔ صبح کو جب دربان بادشاہ کے پاس گیا اور بادشاہ نے اسے بات کرنے کے لئے اپنے قریب بلایا تو دربان نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تاکہ اس کے منہ کی بدبو بادشاہ کو نہ پہنچے۔ بادشاہ نے کہا: دور ہوجا پھر فوراً قلم دوات منگوائی۔ خط لکھ کر مہر زدہ کیا اور دربان کو تھماتے ہوئے کہا اس خط کو فلاں آدمی کے پاس لے جاؤ اور اس پر اسکا ایک لاکھ انعام بھی مقرر کیا۔ دربان جونہی بادشاہ کے پاس سے نکلا۔ چغلخور نے گرمجوشی کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور پوچھا: یہ کیا چیز ہے؟ جواب دیا یہ خط مجھے بادشاہ سلامت نے دیا ہے۔ چغلخور نے خط مانگا دربان نے اسے دے دیا اور وہ خط لے کر خود مکتوب الیہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ مکتوب الیہ نے خط پڑھ کر جلاد لوگوں کو بلایا۔ اس نے کہا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو یہ غلط حکم

ہے جسکا وبال مجھ پر پڑ گیا تم اپنے امیر کی بات نہ مانو بلکہ بادشاہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ بولے کہ بادشاہ کے پاس واپس جانا ہمیں زیب نہیں دیتا۔ خط میں لکھا تھا کہ جب حامل خط تمہارے پاس آئے اسے ذبح کر دو اور اسکی کھال اتار کر بھوسہ بھر دو اور میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ انہوں نے چغلخور کو ذبح کیا اور کھال اتار کر بادشاہ کے پاس حاضر ہو گئے۔ بادشاہ نے جب یہ مضحکہ خیز واقعہ دیکھا تو اس پر تعجب کی انتہا نہ رہی۔ بادشاہ نے اپنے دربان سے کہا: ادھر آؤ اور مجھے سچ سچ واقعہ سناؤ کہ جب میں نے تمہیں اپنے پاس بلایا تم نے اپنی ناک پر ہاتھ کیوں رکھ لیا تھا؟ کہنے لگا اے بادشاہ سلامت! اس چغلخور نے میری دعوت کی اور سالن میں لہسن کی مقدار بڑھا دی جب آپ نے مجھے اپنے قریب بلایا...... تو میں سمجھا کہیں آپکو لہسن کی بدبو محسوس نہ ہونے لگے تب میں نے اپنے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ کہا: اپنے عہدے پر واپس لوٹ جاؤ اور اپنے کام میں مصروف رہو پھر بادشاہ نے دربان کو مال عظیم سے نوازا۔

۲۱۵۵- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، معاویہ غلابی، عبیداللہ بن عبدالرحمٰن، ابوحرہ کہتے ہیں کہ ہم بکر بن عبداللہ کے پاس ان کی عیادت کرنے گئے ...... پہنچے تو وہ قضائے حاجت کے لئے نکل رہے تھے۔ ہم ادھر ہی گھر میں اتنی دیر بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دو آدمیوں کے سہارے واپس لوٹے، ہمیں سلام کیا اور ہماری طرف نظر کر کے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جسے قوت وطاقت عطا کی گئی ہو اور وہ اللہ کی فرمانبرداری میں عمل کرتا ہو اور اس پر بھی رحم فرمائے کہ کمزوری جس کے عمل کو مختصر کر دے اور وہ کم از کم اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچتا رہے۔

۲۱۵۶- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن عمر قواریری، منہال بن عیسیٰ عبدی، غالب قطان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ مزنی نے فرمایا: جو ہنستے ہوئے گناہ کا ارتکاب کرے گا وہ جہنم میں روتے ہوئے داخل ہوگا۔

۲۱۵۷- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، عبیداللہ بن عمر، سیار، جعفر، ابراہیم بن عیسیٰ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ مزنی نے فرمایا: اے ابن آدم! تیرے جیسا کون ہوسکتا ہے؟ تیرے اور خدا کے درمیان راستہ خالی چھوڑ دیا گیا ہے جب تو چاہتا ہے اپنے رب کے پاس آجاتا ہے۔ تیرے درمیان اور تیرے رب کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے اور نہ ہی کسی ترجمان کی ضرورت ہے، یہ نمکین پانی (آنسو) مومنین کی خوشبو ہے۔

۲۱۵۸- ابونعیم اصفہانی، ابواحمد جرجانی، ابوخلیفہ، ابوعمر وحوضی، یزید بن یزید، حبیب ابومحمد...... بکر بن عبداللہ اسناد مذکور کے ساتھ فرماتے ہیں آدمی کے وہ اخراجات جو وہ اپنے اہل خانہ پر صرف کرتا ہے قیامت کے دن میزان کے دائیں پلڑے میں ہوں گے اور یاد رہے دایاں پلڑہ جنت ہے۔

۲۱۵۹- ابونعیم اصفہانی، عثمان بن محمد عثمان، ابویزید خالد بن نضر، نضر، عمرو بن علی، عفان، حماد بن سلمہ، حمید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ مستجاب الدعوات تھے۔

۲۱۶۰- توبہ کی اہمیت، ایک گناہگار کا قصہ...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن ابان، ابوبکر بن عبید، حسن بن صباح، زید بن حباب، محمد بن نشیط کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک قصاب اپنی کسی پڑوسی کی لونڈی پر عاشق ہو گیا اور اسے اپنے دام وفریب میں پھنسانا چاہا۔ وہ کہنے لگی: ایسا نہ کر میں تجھ سے زیادہ محبت کرتی ہوں بنسبت تیرے۔ لیکن مجھے خوف خدا دامن گیر ہے۔ کہنے لگا: تو اللہ سے ڈرتی ہے میں تو اس سے نہیں ڈرتا ہوں۔ اس بات کا قصاب پر اتنا اثر ہوا کہ اسی وقت توبہ تائب ہوا اور واپس لوٹ گیا۔ اسی دوران اسے شدید پیاس لگی بہت تلاش کی مگر پانی نہ ملا۔ اچانک بنی اسرائیل کے کسی نبی علیہ السلام کے ایک قاصد سے اسکی ملاقات ہوگئی۔ قاصد نے اسے سرگرداں دیکھ کر پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ جواب دیا: مجھے شدت پیاس نے

تنگ کر دیا ہے۔ قاصد نے کہا آؤ ہم دونوں دعا کریں حتی کہ بادل ہمارے سروں پر سائباں بنا ڈالے اور اس طرح ہم بستی میں داخل ہو جائیں۔ قصاب نے کہا میرا کوئی نیک عمل نہیں جسکے سہارے میں دعا کر سکوں! قاصد نے کہا اچھا میں دعا کرتا ہوں تم اس پر آمین کہتے رہو...... چنانچہ قاصد نے دعا کی اور قصاب آمین کہتا رہا۔ بالآخر بادلوں کے ایک ٹکڑے نے انہیں ڈھانپ لیا حتی کہ وہ چلتے ہوئے بستی میں داخل ہو گئے بستی میں پہنچ کر قصاب اپنے رستے پر ہولیا اور بادل بھی اسی کے سر پر منڈلاتے ہوئے اس کے ہمراہ چل پڑے۔ قاصد نے کہا اے قصاب تو تو کہتا تھا میرا کوئی عمل نہیں تب میں نے دعا کی تو نے اس پر آمین کہی پھر بادلوں نے ہمیں ڈھانپ لیا اور بالآخر وہ تیرے سر پر منڈلاتے ہوئے چل پڑے۔ بخدا! حقیقت حال سے مجھے ضرور آگاہ کر۔ قصاب نے سارا واقعہ سنا دیا قاصد نے کہا: اللہ کے حضور توبہ کرنے والا اتنے بلند مرتبے پر ہوتا ہے کہ لوگوں میں سے کوئی بھی اس مرتبے پر نہیں ہوتا۔

۲۱۶۱- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہارون عجلی، یونس بن عبید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ نے فرمایا: تم کثرت سے گناہ کرتے ہو لہذا کثرت سے استغفار بھی کیا کرو، اس لئے کہ جب آدمی اپنے صحیفہ میں کثرت کے ساتھ استغفار پاتا ہے تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں ہوتی۔

مسانید بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ

بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ نے انس بن مالک، ابن عمر، جابر اور عبداللہ بن معقل بن یسار رضی اللہ عنہم اجمعین سے سماع حدیث کیا ہے۔ ان کی چند ایک مرویات ذیل میں ہیں۔

۲۱۶۲- بچوں کی وجہ سے والدین بھی خدا کی رحمت پا لیتے ہیں...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن معبد، یحیی بن مطرف، مسلم بن ابراہیم، عبدالرحمٰن بن فضالہ، بکر بن عبداللہ مزنی کے سلسلۂ سند سے انس بن مالک کی روایت ہے کہ ایک سائل عورت حضرت عائشہ کے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کے دو بچے بھی تھے۔ حضرت عائشہ نے اسے تین کھجوریں تھما دیں عورت نے ایک ایک کھجور دونوں بچوں کو دے دی چنانچہ بچوں نے جب اپنی اپنی کھجور کھالی تو پھر ماں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگے۔ اس نے تیسری کھجور کے دو حصے کئے اور دونوں بچوں کو نصف نصف دے دی، اسی اثناء میں نبی ﷺ تشریف لے آئے۔ حضرت عائشہ نے آپ سے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تجھے اس واقعے سے کیا تعجب ہو رہا ہے؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر رحم فرمایا ہے بوجہ اسکے بچوں پر رحم کرنے کے۔

بکر بن عبداللہ کی یہ حدیث غریب ہے۔ نیز مسلم بن ابراہیم متفرد ہیں۔

۲۱۶۳- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عمرو بن ابی عاصم، ابوہ ابو عاصم، کثیر بن فائد، سعید بن عبید السماک، بکر بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے انس بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے استغفار کرے میں ضرور تیری مغفرت کردوں گا اور مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں ہوگی۔ ابن آدم! اگر تو زمین کے برابر کثیر گناہ لے کر آئے اور پھر مجھ سے اس حال میں ملے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں بھی زمین کے برابر تجھے مغفرت عطا کردوں گا۔[۱]

یہ حدیث غریب ہے سعید بن عبید متفرد ہیں۔

۲۱۶۴- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، ہمام، قتادہ، بکر بن عبداللہ و بسر بن عائذ ہلالی کے سلسلۂ سند سے ابن

۱۔ المصنف لعبد الرزاق ۲۰۳۰۵. وتفسير القرطبي ۲۰ / ۶۵.

عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ریشم وہی آدمی پہنتا ہے جسکا آخرت میں (جنت کا) کچھ حصہ نہ ہو۔[۱]

بکر بن عبداللہ کی یہ حدیث غریب ہے۔ صرف قتادہ ان دونوں سے اکٹھے روایت کرتے ہیں۔

۲۱۶۵- ابونعیم اصفہانی، محمد بن اسحٰق بن ابراہیم، احمد بن حسن مقری، ابوعاصم، عیسیٰ بن میمون، بکر بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کی مثال بارش کی سی ہے جسکا پتہ نہیں ہوتا کہ اسکا اول حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ۔[۲]

۲۱۶۶- دو واجب کرنے والی چیزیں...... ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، اسد بن موسیٰ، مبارک بن فضالہ، بکر بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دو واجب کرنے والی چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا؟ ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی درآنحالیکہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جس نے اللہ کی ملاقات کی درآنحالیکہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ہو اس کے لئے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔[۳]

(۱۸۲) خلید بن عبداللہ عصری رحمہ اللہ[۴]

خلید بن عبداللہ رحمہ اللہ متفکر فی اللہ، مشغول فی ذکر اللہ اور راتوں کو بیدار رہنے والے تھے۔

۲۱۶۷- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابوعباس بن ماہان، محمد بن داؤد غفاری، عفان، عمر بن نبہان، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ میں نے خلید عصری کو جامع مسجد میں فرماتے ہوئے سنا: ہر محب اپنے محبوب سے ملنا چاہتا ہے، سنو! اپنے رب سے محبت کرو اور اسکی طرف اچھی طرح سے چلتے جاؤ۔

جعفر بن سلیمان نے بھی عمر سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

۲۱۶۸- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سفیان، سیار، جعفر بن عمر بن شہاب، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ خلید عصری جمعہ کے دن تشریف لائے اور دروازے کے دونوں وڑے پکڑ کر فرمایا اے بھائیو! تم میں سے ہر ایک پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے محبوب سے ملے سنو! اپنے رب سے محبت کرو اور اسکی طرف اچھی طرح سے چلتے جاؤ۔

۲۱۶۹- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہدبۃ بن خالد، ہمام، قتادہ...... خلید بن عبداللہ عصریؒ فرماتے ہیں: مؤمن سے تم تین حالتوں ہی میں ملاقات کرو گے یا تو وہ مسجد میں ہوگا اس کو آباد کر رہا ہوگا یا اپنے گھر میں عافیت کے ساتھ پڑا ہوگا یا اپنی دنیا کے کسی جائز معاملہ میں مشغول ہوگا جس میں کوئی حرج نہیں۔

۲۱۷۰- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن عبید بن حساب، جعفر بن سلیمان، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ خلید عصری رحمہ اللہ گھر میں جھاڑو مرواتے پھر دو تکیے منگواتے اور دروازہ بند کر کے بستر پر بیٹھ جاتے اور کہتے: میرے رب

۱۔ صحیح البخاری ۷/ ۱۹۳ . ۸/ ۲۸ وصحیح مسلم، کتاب اللباس ۶، ۱۰. وفتح الباری ۱۰/ ۲۸۵.

۲۔ سنن الترمذی ۲۸۶۹. ومسند الامام احمد ۳/ ۱۳۳. وصحیح ابن حبان ۲۳۰۷. وفتح الباری ۷/ ۶. ومجمع الزوائد ۱۰/ ۶۸. والمطالب العالیۃ ۴۲۱۶.

۳۔ صحیح البخاری ۱/ ۴۴ وصحیح مسلم کتاب الایمان ۱۵۲. ومسند الامام احمد ۳/ ۱۵۷. ۲۲۳. ۳۲۵. ۳۷۴، ۴/ ۱۵۲. ۲۶۰، ۵/ ۲۸۵. والمستدرک ۳/ ۲۴۷، ۴/ ۳۵۱.

۴۔ التاریخ الکبیر ۳/ ت ۶۷۳. والجرح والتعدیل ۳/ ت ۱۷۵۴. وتاریخ بغداد ۸/ ۳۴۰. والکاشف ۱/ ۲۸۳. وتھذیب الکمال ۱۷۱۷ (۸/ ۳۰۹)

کے فرشتوں کوخوش آمدید، بخدا! میں تمہیں ضرور آج بھلائی پر گواہ بناؤں گا۔ پھر اللہ کا نام تسبیح ،تحمید اور تہلیل، وتکبیر کہتے رہتے۔ ہر دن اسی طرح کرتے...... حتیٰ کہ نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے یا نیند کا غلبہ ہوجاتا۔

۲۱۷۱-ابونعیم اصفہانی ،ابوہ عبداللہ، احمد بن عقیل ،عبیداللہ بن محمد بن عبید، محمد بن حسین ،ابوعمر ضریر ،محمد بن مہزم ،محمد بن واسع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ خلید عصری رحمہ اللہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

۲۱۷۲-ابونعیم اصفہانی ،سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم ،عبدالرزق، معمر، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ خلید عصری رحمہ اللہ نے فرمایا: مومن سے عاجزی وانکساری کے ساتھ ملاقات کرو،لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھواور لوگوں میں سب سے کم تمہاری مشقت ہو۔

۲۱۷۳-ابونعیم اصفہانی ،ابوبکر بن مالک ،عبداللہ بن احمد، ابوہ احمد بن حنبل، یونس ،شیبان ،قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ خلید عصری رحمہ اللہ نے فرمایا: تم مومن سے ملو عفیف وسوالی بن کر۔ مؤمن سے ملو غنی وفقیر بن کر۔ پھر تشریح کرتے ہوئے فرمایا: لوگوں سے عفیف، خدا سے سوالی اور فقیر، اپنے آپ میں عزت دار، لوگوں سے بے نیاز بن کر ملو۔ قتادہؒ فرماتے ہیں: یہ مؤمن کے اخلاق آسان اور بغیر مشقت والے ہیں۔

۲۱۷۴-ابونعیم اصفہانی ،ابوبکر بن مالک ،عبداللہ بن احمد، ابوہ احمد بن حنبل، یونس ،شیبان ،سلام بن مسکین ،ابوسلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ خلید عصری رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: ہر گھر کی ایک زینت ہوتی ہے اور مساجد کی زینت وہ لوگ ہیں جو ذکر اللہ کے لئے اکٹھے ہوجائیں۔

۲۱۷۵-ابونعیم اصفہانی ،احمد بن جعفر بن حمدان ،عبداللہ بن احمد، محمد بن فرج ،یوسف بن فرق ،سلام بن مسکین ،عقبہ بن ابی بیت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ خلید عصری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور مساجد کی زینت یہ ہے کہ لوگ اللہ کا ذکر کرنے کیلئے جمع ہوجائیں۔

خلید عصری رحمہ اللہ کی چند مسانید

۲۱۷۶-ہر روز دو فرشتوں کا اعلان......ابونعیم اصفہانی ،ابوبکر محمد بن حسین ،محمد بن یونس بن حبیب ،ابوداؤد، ہشام ،قتادہ ،خلید عصری کے سلسلۂ سند سے حضرت ابودرداءؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ دو فرشتے بھیجتے ہیں جو آواز لگاتے ہیں اور انکی آواز جن وانس کے سواء تمام مخلوق سنتی ہے وہ فرشتے اعلان کرتے ہیں: اے اللہ دولت خرچ کرنے والے کو فوراً بدلہ عطا فرما اور دولت روکنے والے بخیل کو دولت کا ضیاع دیدے۔ جب بھی سورج غروب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ دو فرشتے بھیجتے ہیں جو آواز لگاتے ہیں اور ان کی آواز جن وانس کے سواء ساری مخلوق سنتی ہے وہ اعلان کرتے ہیں جو چیز تھوڑی اور کفایت کرنے والی ہو بہتر ہے کثیر ہلاکت میں ڈالنے والی سے۔[1]

قتادہ سے یہ حدیث سلیمان تیمی ،ابوعوانہ ،شیبان ،سلام بن مسکین ،عباد بن رشد اور حکم بن عبداللہ نے بھی روایت کی ہے۔

۲۱۷۷-ابونعیم اصفہانی ،سلیمان بن احمد، عثمان شطی ،عبیداللہ بن عبدالمجید حنفی ،عمران قطان ،قتادہ وابان بن ابی عیاش ،خلید عصری کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے پانچ چیزیں ایمان کے ساتھ بجالائیں وہ جنت میں داخل ہوگا...... جس نے اچھی طرح وضو کیا اور رکوع سجدہ اور وقت کی رعایت کرکے پانچ نمازوں کی پابندی کی ،رمضان کے روزے رکھے ،استطاعت کے مطابق بیت اللہ کا حج کیا، دلی رضامندی سے زکوۃ ادا کی اور امانت اچھی طرح سے ادا کردی۔ کسی نے پوچھا: اے

۱۔ المستدرک ۲/ ۴۴۵۔ وصحیح ابن حبان ۸۱۴، ۲۴۷۶۔ ومجمع الزوائد ۳/ ۱۲۲، ۱۰/ ۲۵۵

ابوالدرداء! امانت کیا ہے؟ جواب دیا، غسل جنابت امانت ہے۔ اللہ عزوجل نے ابن آدم کو اس کے دین میں سے اس کے سوا کسی شی کی امانت سپرد نہیں کی۔[1]

نعمان نے یہ حدیث عبدالسلام عن عمران قطان عن قتادہ کی اسناد سے بمثل بالا روایت کی ہے اور ابان بن ابی عیاش کا ذکر نہیں کیا۔

۲۱۷۸- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، ابراہیم بن نائلہ، محمد بن مغیرہ، نعمان بن عبدالسلام، عمران کے سلسلہ سند سے مثل مذکور بالا کے حدیث مروی ہے۔

(۱۸۳) مورق عجلی رحمہ اللہ[2]

مورق بن مشرخ عجلی رحمہ اللہ بھی تابعین کرام میں سے ہیں...... عبادت گزار، حق کا بول بالا کرنے والے اور ہمیشہ تقدیر کے فیصلوں پر راضی رہنے والے تھے۔

۲۱۷۹- ابونعیم اصفہانی، ابواسحق ابراہیم بن محمد بن حمزہ، احمد بن یحییٰ حلوانی، سعید بن سلیمان، یوسف بن عطیہ، معلی بن زیاد کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ مورق عجلی رحمہ اللہ نے فرمایا: جو بات بھی مجھے پہنچی اپنے اہل خانہ کی موت سے بڑھ کر کوئی زیادہ اچھی نہیں تھی۔ (جس پر میں نے صبر کر کے خدا کے ہاں بلند درجات پائے۔)

۲۱۸۰- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن حسان، حفصہ بنت سیرین کہتی ہیں کہ مورق عجلی رحمہ اللہ ہمارے ہاں تشریف لاتے میں ان سے ان کے اہل خانہ اور بچوں وغیرہ کا حال پوچھتی تو وہ جواب دیتے! بخدا! وہ تو زیادہ ہوتے جا رہے ہیں، میں پوچھتی کہ ایسا کیوں ہے؟ تو (اس کے جواب کے بجائے) فرماتے کہ مجھے ڈر ہے کہیں وہ میری ہلاکت کا سامان اکٹھا نہ کر رہے ہوں۔ فرمایا کرتے تھے: زمین میں کوئی نفس ایسا نہیں کہ اس کی موت میں میرے لئے اجر و ثواب ہو اور میں نے اس کی موت نہ چاہی ہو۔

۲۱۸۱- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عفان، ہمام، قتادہ کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ مورق عجلی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے مؤمن کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی اچھی مثال نہیں دیکھی کہ وہ ایک لکڑی پر بیٹھا دنیا میں بہتا جا رہا ہو اور زبان سے کہتا جا رہا ہو، اے میرے رب میری مدد کر! اے میرے رب میری مدد کر! کیا بعید اللہ تعالیٰ اسے نجات دے دے۔

۲۱۸۲- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابوکامل، حماد بن سلمہ و حماد بن زید و سعید بن زید، ابو تیاح کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ مورق عجلی رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ کی اطاعت بجالانے والا جبکہ لوگوں نے اس اطاعت سے منہ پھیر لیا ہو ایسا ہے جیسے جہاد سے بھاگ کر دوبارہ پلٹ کر حملہ کرنے والا۔

۲۱۸۳- غصہ ہمیشہ پچھتاوے کا سبب ہے...... ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، حسن بن ابراہیم بن بشار، ابوایوب، یزید شنی کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ مورق عجلی رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے بہت کم غصہ آتا ہے، کم از کم جب بھی مجھے غصہ آیا پرسکون ہونے کے بعد مجھے سخت ندامت ہوئی۔ ایک آدمی نے کہا: میں آپ سے اپنے سنگدل ہونے کی شکایت کرتا ہوں اور میں صوم و صلوٰۃ کی طاقت نہیں رکھتا ہوں؟ مورق رحمہ اللہ نے اسے جواب دیا اگر تم کو بھلائی کرنے میں کمزوری کا سامنا ہے تو برائی سے زیادہ بچو۔ مجھے بھی

---

[1] سنن ابی داؤد ۲۲۹. والمعجم الصغیر للطبرانی ۲/ ۲۵. ومجمع الزوائد ۱/ ۲۷، وتاریخ اصبهان للمصنف ۲/ ۱۸۹. والدرالمنثور ۱/ ۲۹۲. والترغیب والترهیب ۱/ ۲۴۱..

[2] طبقات ابن سعد ۷/ ۱۱۳ والتاریخ الکبیر ۸/ ۲۱۱۷. والجرح ۸/ ت ۱۸۵۱. والکاشف ۳/ ت ۵۷۶۸. وسیر النبلاء ۴/ ۳۵۳. وتهذیب التهذیب ۱۰/ ۳۳۱. والتقریب ۲/ ۲۸۰. والخلاصة ۳/ ت ۷۴۴۴.

جب نیند میں فرحت ملتی ہے سو جاتا ہوں۔ (اس سے بھلائی تو نہیں ملتی لیکن برائی سے تو بچ جاتا ہوں)۔

۲۱۸۴- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن حمزہ، احمد بن یحییٰ، سعید بن سلیمان، یوسف بن عطیہ، علی بن زیاد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مورق عجلی رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے دس سال میں خاموشی سیکھی اور میں نے حالتِ غضب میں جب بھی کوئی بات کہی اس پر بعد میں نادم ہوا۔

۲۱۸۵- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوہ احمد بن حنبل، ابوعبیدہ، ہشام، مورق عجلی رحمہ اللہ نے فرمایا: جب بھی میں نے حالت غصہ میں کوئی بات کی راضی ہونے کے بعد مجھے اس پر ندامت ہوئی۔

۲۱۸۶- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حمزہ، احمد بن یحییٰ، سعید بن سلیمان، یوسف بن عطیہ، معلّٰی بن زیاد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مورق عجلی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے بیس سال سے فلاں فلاں حاجت کا سوال کرتا رہا لیکن وہ مجھے نہیں عطا کی گئی اور نہ ہی میں اس سے ناامید ہوا ہوں، ان کے اہل خانہ کے کسی فرد نے پوچھا کہ وہ کیا حاجت ہے؟ جواب دیا: کہ میں لایعنی باتیں کرنا چھوڑ دوں

جعفر بن سلیمان نے بھی یہ حدیث سلیمان معلّٰی سے روایت کی ہے۔

۲۱۸۷- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، روح، ابواشہب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مورق رحمہ اللہ نے فرمایا: میرے پاس مال زکوٰۃ کبھی نہیں پایا گیا۔

۲۱۸۸- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، عبداللہ بن محمد عبسی، عفان، جعفر، عن بعض الشیوخ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مورق رحمہ اللہ تجارت کرتے تھے جس سے انہیں کثیر نفع حاصل ہوتا تھا، لیکن ہفتہ نہیں گزرتا تھا اس حال میں کہ ان کے پاس اس میں سے کچھ باقی بچا ہو۔ کسی بھائی سے ملتے اسے تین ہزار چار ہزار پانچ ہزار عطا کر دیتے اور فرماتے انہیں اپنے پاس رکھ لو حتی کہ تمہیں اس کی ضرورت پیش آئے۔ تھوڑی مدت کے بعد پھر اس سے ملتے اور (مزید رقم لے جا کر) فرماتے: تمہیں اس رقم میں بھی اختیار ہے بھائی کہتا: مجھے اس کی چنداں ضرورت نہیں فرماتے: بخدا! ہم اسے واپس کبھی نہیں لیں گے، جہاں چاہو اسے خرچ کرو۔

یہ حدیث حماد بن زید نے جمیل عن مورق کے طریق سے بمثل بالا روایت کی ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ آپ کسی کو بطور صدقہ دینے کو بھی ناپسند کرتے تھے۔

۲۱۸۹- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، سیار، جعفر، سعید جریری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مورق عجلی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر لوگ ہمارے متعلق وہ باتیں جان لیں جو ہمارے خاندان والوں کو معلوم ہیں تو ہمارے پاس بیٹھنا بھی گوارہ نہ کریں۔

۲۱۹۰- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، ابوالعباس المطہرانی، اسماعیل بن ابی الحارث، اخنس، ابن مہدی، حماد بن زید، عاصم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت مورقؒ اپنا خرچہ سر کے نیچے پالیتے تھے۔

مسانید مورق عجلی رحمہ اللہ

مورق عجلی نے بہت ساری احادیث مرسل روایت کی ہیں جبکہ ابوذرؓ اور سلمانؓ سے مسند احادیث بھی روایت کی ہیں۔

انکی سند سے مروی چند ایک احادیث درج ذیل ہیں۔

۲۱۹۱- **حضور ﷺ کی خشیت کا حال**...... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر طلحی، عبید بن غنام، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابوہ ابوشیبہ، ابراہیم بن محمد حسن، علی بن محمد کوفی، عبداللہ بن موسی، اسرائیل، ابراہیم بن مہاجر، مجاہد، مورق عجلی رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے جو کچھ میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سنتے، بے شک آسمان چڑ چڑا رہا ہے اور وہ چڑ چڑانے کا سزاوار بھی ہے۔ چونکہ آسمان میں چار انگلیوں کے بقدر بھی خالی جگہ نہیں مگر فرشتے اللہ کے حضور پیشانی ٹیکے سجدے میں پڑے ہوئے ہیں کاش جو کچھ میں جانتا ہوں وہ کچھ اگر تم جانتے تو ہنستے کم روتے زیادہ، اپنے بستروں پر عورتوں سے لذات بھی نہ حاصل کر پاتے، بخدا! تم بلند مقامات کی طرف نکل پڑتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور خوب گڑاتے، بخدا! میں پسند کرتا ہوں، کہ کاش میں جنت کا کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔[1]

۲۱۹۲-**سلمان فارسیؓ کے آخری وقت کا حال** ......ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، زکریا بن محی الساجی، ہدبہ بن خالد، حماد بن سلمہ، حبیب، حسن وحمید، مورق عجلی رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ سلمانؓ بوقت وفات رونے لگے کسی نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا ایک عہد مجھ رُلا رہا ہے جو ہم سے رسول اللہ ﷺ نے لیا تھا، وہ یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا"دنیا میں تمہارا گزر بسر کا سامان صرف اتنا ہونا چاہیے جتنا کہ ایک مسافر کا توشہ ہوتا ہے"[2]

مورق عجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب سلمانؓ وفات پاگئے لوگوں نے ان کے گھر جا کر دیکھا صرف ایک پالان، معمولی بستر اور کچھ ہلکا پھلکا سامان جسکی قیمت بیس درہم کے لگ بھگ ہوگی پایا۔

۲۱۹۳-ابونعیم اصفہانی، فاروق خطابی وسلیمان بن احمد، ابومسلم کشی، داؤد بن شبیب، ہمام بن یحییٰ، قتادہ، مورق عجلی، ابوالاحوص کے سلسلۂ سند سے عبداللہؓ بن مسعود کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: باجماعت نماز پڑھنا آدمی کے تنہا نماز پڑھنے پر پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔[3]

(۱۸۴) صلہ بن اشیم عدوی رحمہ اللہ

ابوصہباء صلہ بن اشیم عدوی رحمہ اللہ بھی تابعین کرام میں سے ہیں، کتاب اللہ پر عمل پیرا، اللہ کے بندوں کے محبوب، حوادث پر صابر اور تاریک راتوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے تھے۔

۲۱۹۴-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، عبدالصمد، رزیک صاحب الطعام ......ابوسلیل کہتے ہیں میں ایک مرتبہ صلہ عدوی کے پاس آیا اور ان سے کہا: مجھے علم سکھایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے۔ فرمایا: تم نے آج میری طرح سوال کیا ہے جس طرح کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرامؓ کے پاس گیا اور ان برگزیدہ ہستیوں سے کہا: مجھے علم سکھاؤ جو اللہ عزوجل نے تمہیں سکھلایا ہے انہوں نے فرمایا: قرآن مجید کی خیر خواہی قبول کرو، مسلمانوں کے لئے خیر خواہ رہو کثرت سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو، فتنوں میں حصہ مت لو اور نہ ہی فتنوں میں پڑ کر مقتول بنو اور تم اس قوم سے بچتے رہو جو اپنے آپ کو مؤمن ظاہر کرتے ہیں حالانکہ وہ ایمان سے کوسوں دور ہیں اور وہ خوارج ہیں۔

۲۱۹۵-**صلہ بن اشیمؒ کی نصیحت کا اثر** ابونعیم اصفہانی، یوسف بن یعقوب نجیرمی، حسن بن مثنیٰ، عفان، حماد بن یزید، ثابت کے سلسلۂ

۱۔ سنن الترمذی ۲۳۱۲. وسنن ابن ماجة ۴۱۹۰ والمستدرک ۲/ ۵۱۰. ۴/ ۵۴۴. ومسند الامام احمد ۵/ ۱۷۳. ودلائل النبوة للمصنف ۱۵۸. ومشکاة المصابیح ۵۳۴۷. والدر المنثور ۳/ ۲۶۵. ۵/ ۲۹۴. ۶/ ۲۹۷.

۲۔ طبقات ابن سعد ۴/ ۱/ ۶۵، ۶۶، واتحاف السادة المتقین ۱۰/ ۹۴. وتخریج الاحیاء ۴/ ۱۰۴.

۳۔ مسند الامام احمد ۲/ ۲۶۴، ۳۹۶، وفتح الباری ۸/ ۳۹۹.

سند سے مروی ہے کہ صلہ بن اشیم اور ان کے تلامذہ کے پاس سے ایک نوجوان اپنے کپڑے گھسیٹتا ہوا گزرا صلہ رحمہ اللہ کے تلامذہ نے چاہا کہ زبانی کلامی اس کی اچھی طرح خبر لی جائے۔

لیکن صلہ رحمہ اللہ فوراً بول اٹھے اور فرمایا: اے بھتیجے تھوڑی دیر کے لئے رک جاؤ! مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے پوچھا: کیا کام ہے؟ فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی تہبند اوپر کرلو، کہا: جی ہاں، اس نے فوراً اپنی تہبند ٹخنوں سے اوپر کرلی۔ صلہؒ نے اپنے تلامذہ سے فرمایا: یہ طرز تنبیہ افضل ہے اگر تم اسے برا بھلا کہتے وہ بھی جواب میں تمہیں برا بھلا کہتا۔

۲۱۹۶-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن، حماد بن سلمہ، ثابت، معاذہ کہتی ہیں کہ صلہ رحمہ اللہ کے تلامذہ جب آپس میں ملتے ایک دوسرے کے ساتھ معانقہ کرتے تھے۔

۲۱۹۷-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، حسن بن ہارون بن سلیمان، ہارون بن عبداللہ، معیار، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے صلہ بن اشیم عدوی رحمہ اللہ ہمیشہ بیاباں کی طرف چلے جاتے اور وہاں جا کر اللہ عزوجل کی عبادت کرتے، رستے میں چند نوجوان کے پاس سے گزرتے جو لہو ولعب میں مشغول ہوتے آپ ان سے کہتے: مجھے ایسے لوگوں کے متعلق بتلاؤ جو کہیں سفر کے ارادے سے نکلے ہوں۔ دن کے وقت سیدھے راستے سے ہٹ جاتے ہوں اور رات کو بے غم سو جاتے ہوں وہ کب تک سفر قطع کر کے منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں؟ یوں وہ روزانہ ان نوجوانوں کے پاس سے گزرتے اور انہیں نصیحت کر جاتے۔ ایک دن ان کے پاس سے گزرے اور یہی مقولہ انہیں دہرایا۔ ایک نوجوان کی سمجھ میں بات آگئی اور کہنے لگا: اے ساتھیو! ان کی بات کا مقصود صرف ہم ہیں کوئی اور نہیں ہے ہم دن کے وقت لہو ولعب میں مشغول رہتے ہیں اور رات کو بے غم سو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس نوجوان نے سب کچھ ادھر ہی چھوڑا اور صلہ بن اشیم رحمہ اللہ کے پیچھے پیچھے چل پڑا حتی کہ ان کے ساتھ بیاباں تک پہنچ گیا اور مرنے تک ان کے ساتھ عبادت کرتا رہا۔

۲۱۹۸-**موت سے پہلے موت کی خبر**......ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، محمد بن یحییٰ بن مندہ، حمید بن مسعدہ، جعفر بن سلیمان، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی صلہ بن اشیم رحمہ اللہ کے پاس آیا وہ کھانا تناول فرما رہے تھے، اس نے کہا: آپکا بھائی قتل کیا جا چکا ہے، آپ نے اس سے کہا: تب کھانا کھالو میرے بھائی کی موت کی خبر ایک زمانے سے دی جا رہی ہے۔ سو اللہ عزوجل کا فرمان ہے "انک میت و انھم میتون" آپ نے بھی مرنا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے۔ (زمر ۳۰)

۲۱۹۹-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عفان، حماد بن سلمہ، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صلہ بن اشیم رحمہ اللہ کا بھائی انتقال کر گیا، ان کے پاس بھائی کی موت کی خبر دینے ایک آدمی آیا اور وہ اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے فرمایا آؤ کھانا کھالو ہمیں تم سے پہلے ہی بھائی کی موت کی خبر دی جا چکی ہے قریب ہو جاؤ اور کھانا کھالو۔ اس نے پوچھا: آپ کو کسی نے خبر دی ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "انک میت و انھم میتون" آپ نے بھی مرنا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے۔ (زمر ۳۰)

۲۲۰۰-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عفان، حماد بن سلمہ، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ صلہ بن اشیم رحمہ اللہ ایک غزوہ میں شریک تھے اور ان کے ساتھ ان کا بیٹا بھی تھا فرمانے لگے: اے بیٹے! آگے بڑھو اور خوب قتال کرو حتی کہ میں تمہاری بہادری کو باعث اجر وثواب سمجھوں، چنانچہ بیٹے نے پلٹ کر خوب حملہ کیا حتی کہ شہادت سے سرفراز ہوا۔ عورتیں تعزیت کرنے ان کی بیوی معاذہ عدویہ کے پاس جمع ہوئیں۔ ان کی بیوی کہنے لگیں: خوش آمدید! اگر تم مجھے بیٹے کی شہادت کی مبارک دینے آئی ہو تو میں تمہیں مرحبا کہتی ہوں اور اگر تم کسی اور مقصد کے لئے میرے پاس آئی ہو تو فوراً واپس لوٹ جاؤ۔

۲۲۰۱-صلہؒ کے صبر کی کرامت ......ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، علی بن اسحٰق، حسین بن حسن مروزی، عبداللہ بن مبارک، جریر بن حازم، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ صلہ بن اشیم عدوی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم نہر تیری کی ایک بستی میں نکلے۔ میں گھوڑے پر سوار تھا یہ سیلاب کا موسم تھا۔ میں نہر کی پگڈنڈی پر پورا دن چلتا رہا مجھے کھانے کو کوئی چیز نہ ملی......بھوک نے مجھے بہت تنگ کیا، راستے میں مجھے ایک مضبوط غلام ملا۔ اس نے کاندھے پر کوئی چیز اٹھا رکھی تھی، میں نے اسے نیچے رکھنے کو کہا اس نے وہ بوجھ نیچے رکھا، اچانک دیکھتا ہوں کہ وہ روٹیاں ہیں۔ میں نے کہا: مجھے ان میں سے کچھ کھلاؤ کہنے لگا جی ہاں اگر آپ پسند فرمائیں تو کھالیں لیکن ان میں خنزیر کی چربی ملی ہوئی ہے میں نے اسے چھوڑ دیا اور آگے چل دیا۔ پھر مجھے ایک دوسرا غلام ملا اس نے کاندھے پر کھانا اٹھا رکھا تھا، میں نے اسے کہا: اس کھانے سے مجھے بھی کچھ کھلاؤ! کہنے لگا: میں نے فلاں فلاں آدمیوں کا زادِراہ اٹھا رکھا ہے، اگر آپ نے اس میں سے کچھ لے لیا تو آپ مجھے تکلیف پہنچائیں گے اور پریشان کریں گے۔ میں نے اسے بھی چھوڑ دیا اور خود آگے چل پڑا......بخدا! اچانک میں نے اپنے پیچھے آواز سنی جس طرح پرندہ پھڑ پھڑا کر گرتا ہے، میں اس کی طرف متوجہ ہوا......کیا دیکھتا ہوں کہ کتاف کے خوبصورت کپڑے میں کوئی چیز لپٹی ہوئی ہے، میں گھوڑے سے اتر کر اس کی طرف گیا اچانک دیکھتا ہوں کہ کپڑے میں رطب (تر و تازہ) کھجوروں کی زنبیل لپٹی ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ موسم رطب کھجوروں کا نہیں تھا۔ میں نے اس زنبیل سے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں۔ بخدا! میں نے اس سے پہلے کبھی اتنی عمدہ رطب کھجوریں نہیں کھائیں اور نہ ہی ایسا پانی پیا۔ پھر میں نے باقی ماندہ کھجوریں لپیٹ کر رکھ لیں اور دوبارہ گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اپنے ساتھ کھائی ہوئی کھجوروں کی گٹھلیاں اور باقی ماندہ کھجوریں اٹھالایا۔

جریر بن حازم کہتے ہیں مجھے اوفی بن دلہم نے بتایا ہے کہ میں نے کتان کا وہ خوبصورت کپڑا ان کی بیوی کے پاس دیکھا ہے اس میں انہوں نے قرآن مجید لپیٹا ہوا تھا چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد وہ کپڑا مفقود ہو گیا۔ گھر والوں کو کچھ پتہ نہیں آیا کہیں چوری ہو گیا یا کہیں چلا گیا اس کے ساتھ کیا ہوا؟

۲۲۰۲-صلہؒ بن اشیم کے آگے شیر کا رام ہونا......ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، علی بن اسحٰق، حسین بن حسن، عبداللہ بن مبارک، مسلم بن سعید واسطی، حماد بن جعفر بن زید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جعفر بن زید کہتے ہیں: ہم کابل کی طرف جہاد پر گئے اور لشکر میں صلہ بن اشیم رحمہ اللہ بھی تھے۔ چنانچہ ان کا معمول تھا کہ رات کے تاریک ہوتے ہی لوگوں کو ادھر چھوڑ کر کہیں چلے جاتے، میں ان کی ٹوہ میں لگ گیا تاکہ میں ان کی عبادت کو دیکھوں جس کا چرچا لوگوں میں عام ہے۔ چنانچہ انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی پھر چکما دینے کے لئے تھوڑی دیر لیٹ گئے اور لوگوں کی غفلت کے متلاشی ہو گئے جب تقریباً لوگوں کی آنکھ لگ گئی تو انہوں نے چھلانگ لگائی اور کھلی جگہ میں داخل ہو گئے میں چپکے سے ان کے پیچھے ہو لیا۔ پس انہوں نے وضو کیا اور پھر نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے......اسی لمحے ایک شیر رونما ہوا اور ان کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک درخت پر چڑھ گیا، میں سمجھا ابھی ان کو پھاڑ کھائے گا۔ مگر وہ تھے کہ انہیں ٹس سے مس نہیں ہوئی۔ بلکہ انہوں نے آرام و سکون کے ساتھ نماز پڑھی اور سلام پھیرا پھر فرمایا: اے درندے! کہیں اور اپنے رزق کو تلاش کر۔ شیر وہاں سے چنگھاڑتا ہوا واپس لوٹ گیا میں اسکی زوردار بھبک سے سمجھا کہ جیسے پہاڑ پھٹ گئے ہوں۔ آپ رحمہ اللہ برابر صبح تک نماز پڑھتے رہے صبح ہوئی تو حمد و ثناء کرنے بیٹھ گئے۔ میں نے شاذ و نادر ہی ایسی دلکش حمد و ثناء سنی ہوگی پھر کہنے لگے: اے میرے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے جہنم کی آگ سے پناہ دے، کیا میرے جیسا تجھ سے جنت مانگنے کی جرات کر سکتا ہے؟ پھر آپ رحمہ اللہ واپس لوٹ آئے اور اپنے بستر پر لیٹ گئے۔ صبح ہوئی تو یوں لگا جیسے انہوں نے اطمینان کے ساتھ پہلو کے بل سو کر رات کر دی ہو۔ حالانکہ میں رات کو بیدار رہنے کی وجہ سے نڈھال سا ہو گیا تھا، واللہ اعلم۔

۲۲۰۳-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، عبداللہ بن ضبیق، نجدۃ بن مبارک، مالک بن مغول کہتے ہیں کہ بصرہ میں تین پائے کے عبادت گزار تھے صلہ بن اشیم، کلثوم بن اسود اور ایک اور بزرگ۔ صلہ رحمہ اللہ جونہی رات ہوتی ایک جھاڑی کی طرف چلے جاتے اس جھاڑی میں اللہ کی عبادت کرتے رہتے، ان کی ٹوہ میں ایک آدمی لگ گیا اور ایک اونچے ٹیلے پر جا بیٹھا تا کہ ان کی عبادت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے۔ اچانک ایک درندہ آیا جسے صلہ رحمہ نے دیکھ لیا آپؒ نے فرمایا اے درندے! کھڑا ہو جا اور یہاں سے چلتا بن، کہیں اور اپنے رزق کی تلاش کر۔ درندے نے انگڑائی لی اور چل پڑا۔ پھر آپؒ عبادت میں مشغول ہو گئے حتی کہ صبح ہو گئی فرمایا: اے میرے اللہ! بے شک صلہ جنت مانگنے کا اہل نہیں ہے لیکن جہنم کی آگ سے پردہ مانگتا ہے۔

۲۲۰۴-دن دن کے رزق پر قناعت......ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسود وروح، حماد بن زید، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ صلہ بن اشیم رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: میں نہیں سمجھتا کہ میں کس دن زیادہ خوش ہوتا ہوں؟ آیا اس دن کہ جس دن میں صبح سویرے ہی سے اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاؤں یا اپنے کسی کام میں مصروف ہونا چاہوں لیکن اللہ کا ذکر آڑے آ جائے۔

۲۲۰۵-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن عبداللہ رستہ، شیبان، ابوہلال، حسن، ابوصہباء صلہ بن اشیم کہتے ہیں، میں نے جب مال کو مال سمجھ کر طلب کیا تو اس نے مجھے تھکا دیا، مگر دن دن کا رزق نہیں تھکاتا، میں نے سمجھ لیا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ حسنؒ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! جس آدمی کو دن دن کا رزق عطا ہوتا ہو اور وہ نہ سمجھتا ہو کہ یہ اس کیلئے خیر اور بہتر تو وہ صرف غبی الرائے اور عاجز ہی ہو سکتا ہے۔

۲۲۰۶-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، اسماعیل، یونس، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو صہباء صلہ بن اشیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے دنیا حلال جگہوں سے طلب کی ہے اور میں ان سے صرف اتنا ہی حاصل کرتا تھا جس سے وقتی گزارا چل سکے۔ رہی میری بات تو میں طلب دنیا میں اپنے آپ کو تھکاتا نہیں ہوں۔ رہی بات دنیا کی سو وہ مجھ سے چوک کر آگے تجاوز نہیں کر سکتی، جب میں اس سوچ کو پاتا ہوں تو اپنے نفس کو خطاب کر کے کہتا ہوں: اے میرے نفس! تیرے لئے اتنا رزق رکھا گیا ہے جس سے تیری کفایت ہو سکے پس راضی رہ چنانچہ میرا نفس راضی ہو جاتا ہے۔

۲۲۰۷-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن محمد، محمد بن سہل بن صباح، حمید بن مسعدہ، جعفر بن سلیمان، ہشام، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن کہتے ہیں کہ ہمارا ایک بھائی وفات پا گیا نماز جنازہ کے بعد قبروں میں رکھ دیا گیا اور کپڑا وغیرہ کھینچ لیا گیا اتنے میں صلہ بن اشیم رحمہ اللہ آ گئے کپڑے کا ایک کنارہ پکڑا اور پھر آواز بلند کی۔ اے فلاں! اے فلاں!

فان تنج منہا تنج من ذی عظیمۃ...... والا فانی لا اخالک ناجیاً.

اگر تو پیش آنے والی ہولناکی سے نجات پا گیا تو بے شک بڑی مصیبت سے نجات پا گیا ورنہ میں تجھے نجات پانے والا نہیں سمجھتا۔

پھر صلہ بن اشیمؒ خود بھی رو پڑے اور لوگوں کو بھی رلایا۔

۲۲۰۸-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، علی بن اسحٰق، حسین بن حسن، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہمیں حدیث پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں صلہ نامی ایک آدمی ہوگا اسکی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔[1]

۲۲۰۹-ابونعیم اصفہانی، محمد بن عمر بن مسلم، عبدالرحمٰن بن محمد بن مغیرہ، محمد بن خالد بن خداش، ابوہ خالد بن خداش، حماد بن زید، ابن عون

---

[1] طبقات ابن سعد ۷/ ۹۸. ودلائل النبوۃ للبیہقی ۶/ ۳۷۹، وکنز العمال ۳۴۵۸۹.

کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے صلہؒ بن اشیم سے کہا: میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں باقی (زندگی) میں (نیکی کی) رغبت دے، جس شئ سے بے نیاز کرتا ہے اس میں تم کو کنارہ کشی عطا فرماتے، تجھے ایسا یقین عطا فرمائے جسکا حاصل اللہ ہی ہو اور دین کا مآل کار تیرے حق میں ہو۔

مسانید صلہؒ بن اشیم

شیخ فرماتے ہیں کہ صلہؒ کی ملاقات کافی صحابہؓ سے ہوئی اور ان سے علم سیکھا خصوصا ابن عباسؓ سے خوب اکتساب حدیث کیا۔

۲۲۱۰- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن نصر، معاویہ بن عمرو، زائدہ، منصور، حکم، یحیٰ جزار، ابوصہباء صلہؒ کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں گدھے پر سوار ہو کر آیا اور میرے پیچھے بنو مطلب کا ایک آدمی بھی سوار تھا۔ نبی ﷺ کھلی فضاء میں زمین پر نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم گدھے سے اتر کر آئے اور نبی ﷺ کے زیر امامت نماز پڑھنے لگے، گدھے کو میں نے ان کے سامنے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے اسکی پرواہ نہیں کی۔ تھوڑی دیر کے بعد بنو مطلب کی دولڑکیاں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑی ہوئی آگئیں حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آگئیں اور آپ ﷺ اس جگہ نماز پڑھ رہے تھے اور وہ لڑکیاں الگ الگ ہو گئیں آپ ﷺ نے اسکی بھی کچھ پرواہ نہیں کی۔

پتہ چلا نمازی کے سامنے جانور یا عورت وغیرہ آجائے تو اسکی نماز منقطع نہیں ہوتی، مترجم۔

شیخ کہتے ہیں کہ ابوصہباء اور صلہ ایک ہی شخصیت ہیں یا الگ الگ دو آدمیوں کے نام ہیں؟ ہمیں ذیل کی اسناد سے شواہد ملے ہیں کہ ابوصہبا صلہ ہی ہیں۔ ابواحمد غطریفی، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، محمد بن جعفر، شعبہ، حکم، یحیٰ جزار، رجل بصری، ابن عباسؓ سے مثل مذکور بالا کے روایت مروی ہے بعض کا قول ہے کہ ابوصہباء صہیب کی کنیت ہے۔

(۱۸۵) علاء بن زیاد رحمہ اللہ[۱]

تابعین کرام میں سے ایک علاء بن زیاد بھی ہیں غمگین، پوشیدہ عبادت کرنے والے، دنیا سے کنارہ کش، آخرت کے لئے ہر وقت تیار اور لوگوں سے الگ تھلگ رہنے والے تھے۔

اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ تصوف ہمہ وقت تیار رہنے، جہد مسلسل، انقیاد کی ذلت اور اعتماد کی عزت تصوف ہے۔

۲۲۱۱- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، مبارک بن فضالہ، حمید بن ہلال کہتے ہیں: میں حسن بصری رحمہ اللہ کے ساتھ علاء بن زیاد عدویؒ کے پاس آیا درآنحالیکہ وہ غمگین رہ رہ کر لاغر ہو چکے تھے۔ ان کی ایک ہمشیرہ تھیں جو صبح و شام ان کے پاس روئی دھنتی رہتی تھی۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا: اے علاء! آپ کا کیا حال ہے؟ جواب دیا کہ حزن پر حزن ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے لوگوں کو فرمایا: ان کیلئے کھڑے ہو جاؤ، ان پر استقلال حزن کی انتہا ہو گئی ہے۔

۲۲۱۲- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، روح، سعید، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ علاءؒ فرماتے ہیں: ایک آدمی تھا جو عمل بھی کرتا اس کا مقصد اس سے محض ریاکاری ہوتا لہذا کپڑے اوپر کر لیتا، جب بھی قرات کرتا آواز بلند کر لیتا، کسی سے ملتا تو لعن، طعن اور گالیوں کے سوا بات نہیں کرتا تھا...... پھر کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے یقین و خلوص کی دولت

۱- تهذيب التهذيب ۸/ ۱۸۱. والتقريب ۲/ ۹۲. والتاريخ الكبير ۶/ ۵۰۷. والجرح والتعديل ۶/ ۳۵۵. وطبقات ابن سعد ۷/ ۲۱۷.

سے سرفراز کیا۔ اس نے آواز دھیمی کر لی، نماز خالصۃ للہ پڑھنے لگا اس کے بعد جب بھی کسی کے پاس آیا اسے دعا دی اور اچھے کلمات سے اسے پکارا۔

۲۲۱۳- علاء بن زیاد کا ترکِ دنیا...... ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، احمد بن ابان، ابوبکر بن عبید، عبدالسلام بن مطہر، جعفر بن سلام، ہشام، ابن حسان، اوفی دلہم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ علاءؒ بن زیاد کے پاس مال و دولت اور غلاموں کی کافی ریل پیل تھی۔ کچھ غلام آزاد کر دیے، کچھ رشتے داروں کو دے دیئے، کچھ بیچ دیئے اور ایک یا دو غلام اپنے پاس حسب سابق روک لئے جنکی کمائی سے گزر بسر کرتے تھے۔ عبادت کرتے اور ہر دن دو روٹیاں کھاتے تھے، لوگوں کے ساتھ مجالست ترک کردی تھی، کسی کے پاس نہیں بیٹھتے تھے۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر اہل خانہ کے پاس واپس لوٹ آتے۔ جمعہ پڑھتے پھر اہل خانہ کے پاس لوٹ آتے۔ جنازہ کے ساتھ بطور مشایعت کے چلتے پھر اہل خانہ کے پاس گھر واپس لوٹ آتے۔ بتقضائے عمر کمزور پڑ گئے تو ان کے بھائیوں اور دوستوں کو خبر ہوئی۔ انسؓ بن مالک، حسن بصری رحمہ اللہ اور دوسرے لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ نے تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا، اب اس مجاہدے کی گنجائش نہیں ہے۔ لوگوں نے ان سے بات کی لیکن وہ برابر خاموش رہے جب کلام سے فارغ ہوئے فرمایا: میں عاجزی وانکساری اللہ کے لئے کرتا ہوں تاکہ مجھ پر رحم فرمائے۔

۲۲۱۴- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، علی بن اسحٰق، حسین بن حسن، ہیثم بن جمیل، مخلد بن حسین، ہشام بن حسان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ علاء بن زیاد کا گزر وقت صرف ایک دن میں ایک روٹی ہوتی تھی، دائمی روزہ رکھتے تھے جسکی وجہ سے ان کا جسم سبز پڑ گیا تھا، طویل رکعتوں والی نماز پڑھتے حتی کہ گر جاتے۔ ان کی عیادت کرنے انسؓ بن مالک اور حسن بن بصری رحمہ اللہ تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تو اس مجاہدہ کا حکم نہیں دیا؟ جواب دیا: میں بندہ مملوک ہوں جس عمل کو بہتر سمجھتا ہوں بجالاتا ہوں۔

۲۲۱۵- دنیا کی اصل شکل...... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبلؒ، وہب بن جریر، ابوہ جریر، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ علاءؒ بن زیاد نے فرمایا: ایک مرتبہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک بوڑھی، بڑی عمر والی، ٹوٹے ہوئے دانتوں والی ایک آنکھ سے محروم بھینگی عورت ہے اور اپنے اوپر خوب زیور سجا کر سنوری ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا: تو کون ہے؟ کہنے لگی میں دنیا ہوں۔ میں نے کہا: میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے تیرا بغض عطا فرمائے کہنے لگی: جی ہاں اگر مجھ سے بغض وعداوت رکھنی ہے تو دراہم سے بغض رکھو۔

۲۲۱۶- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، ہارون بن عبداللہ، سیار، حارث بن نبہان، ہارون بن ریاب اسدی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ علاء بن زیاد عدوی رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں نے خواب میں قبیح المنظر عورت دیکھی اس نے ہر طرح کی زیب وزینت سے اپنے آپ کو آراستہ کیا ہوا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: اے اللہ کی دشمن تو کون ہے؟ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہنے لگی میں دنیا ہوں اگر تم چاہتے ہو کہ مجھ سے بغض وعداوت رکھو اور اللہ تمہیں مجھ سے پناہ دے تو دراہم سے بغض رکھو۔

۲۲۱۷- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، معتمر، اسحٰق بن سوید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ علاء بن زیاد رحمہ اللہ نے فرمایا: اپنی نظر عورت کی چادر پر بھی نہ ڈال چونکہ نظر دل میں شہوت پیدا کرتی ہے۔

۲۲۱۸- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن عبید بن حساب، جعفر بن سلیمان، ہشام بن زیاد، اخ العلاء بن زیاد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ علاء بن زیاد رحمہ اللہ شب جمعہ کو پوری پوری رات بیدار رہتے اور عبادت میں مشغول رہتے چنانچہ ایک رات ان پر سستی وکمزوری کا حملہ ہوا۔ بیوی سے کہنے لگے: اے اسماء! میں کچھ سستی وکمزوری پاتا ہوں جب تو ایسا ایسا ہوتا دیکھے

تو مجھے جگادینا۔ کہنے لگی! اجی ٹھیک ہے۔ اسی اثناء میں ان کی آنکھ لگی تھی کہ اچانک خواب میں ایک آدمی آیا اور پیشانی سے پکڑ کر کہا: اے ابن زیاد! کھڑے ہو جایئے اور اللہ کا ذکر کیجئے اللہ بھی آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ چنانچہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور ذکر اللہ میں مشغول ہو گئے اور پیشانی کے وہ بال جن سے آنے والے نے پکڑ کر جگایا تھا مرتے دم تک باقی رکھے۔

۲۲۱۹-ابو نعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن عبداللہ، احمد بن عبدالعزیز جوہری، زکریا بن یحیی، اصمعی، سعید بن ابی عروبہ، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ علاء بن زیاد عدوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو اتار لے یہ سمجھ کر کہ اسے موت آچکی ہے اور اپنے رب سے اقالہ (توبہ) کی درخواست کرے اور اللہ سے اقالہ کرے تو اسے چاہیے کہ اللہ کی اطاعت میں عمل کرے۔

۲۲۲۰-ابو نعیم اصفہانی، عمر بن احمد بن شاہین، عبداللہ بن سلیمان، علی بن صدقہ جلانی، مخلد بن حسین، ہشام بن حسان نے کہا کہ میں ایک مرتبہ علاء بن زیاد رحمہ اللہ کے پیچھے چل رہا تھا اور مٹی گارے سے بچنے کی اپنی سی کوشش کر رہا تھا، انہیں کسی آدمی کا دھکا لگا جس سے ان کا پاؤں کیچڑ میں گھس گیا، جب گھر پہنچے مجھے کہا اے ہشام کیا دیکھ لیا؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا: اسی طرح مسلمان آدمی گناہوں سے بچتا رہتا ہے اور جب گناہوں میں پڑ جاتا ہے تو پھر اچھی طرح سے ان میں گھستا چلا جاتا ہے۔

۲۲۲۱-ابو نعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحیی بن مصعب، مخلد بن حسین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ علاءؒ بن زیاد سے ایک آدمی کہنے لگا میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ جنت میں ہیں، آپ اس سے فرمانے لگے: تیرا ناس ہو کیا شیطان کو میرے اور تیرے علاوہ کوئی اور مذاق کے لئے نہ ملا۔

۲۲۲۲-ابو نعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، عبدالصمد، ہمام، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ علاءؒ بن زیادؒ نے فرمایا: ہم ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو جہنم میں لا رکھا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ہمیں نکال لے اس طرح ہم نکالے جا سکتے ہیں۔

۲۲۲۳-ابو نعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، عبدالصمد، جریر بن عبید عدوی، ابو عبید عدوی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبید فرماتے ہیں علاءؒ بن زیاد سے میں نے کہا کہ جب میں تنہا نماز پڑھتا ہوں تو مجھے اپنی نماز کی سمجھ نہیں آتی، فرمایا: تجھے خوشخبری ہے کہ یہی علم خیر ہے۔ کیا تم نے چوروں کو نہیں دیکھا کہ جب وہ کھنڈر کے پاس سے گزرتے ہیں اس کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے اور جب آباد گھر کے پاس سے گزرتے ہیں جس میں کوئی ساز و سامان دیکھ لیں فوراً اس کی تلاشی لینا شروع کر دیتے ہیں حتی کہ کچھ نہ کچھ اس گھر سے لے اڑتے ہیں۔

۲۲۲۴-**علاء بن زیاد کو جنت کی خوشخبری کا واقعہ**......ابو نعیم اصفہانی، ابو احمد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن ابی زیاد عدوی، سیار، جعفر کہتے ہیں میں نے مالک بن دینار کو ہشام بن زیاد عدوی سے اس قصہ کے بارے میں سوال کرتے سنا؟ چنانچہ ہشام بن زیاد نے ہمیں ساری بات سنائی کہا: اہل شام کے ایک آدمی نے ساز و سامان تیار کیا تا کہ حج کرنے جائے کہ خواب میں اس کے پاس کوئی آدمی آیا اور کہنے لگا: عراق جاؤ پھر بصرہ جاؤ پھر قبیلہ بنوعدی کے علاء بن زیاد کے پاس جاؤ۔ ان کے سامنے والے دو دانت ٹوٹے ہوئے ہیں اور ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رہتی ہے، انہیں جنت کی خوشخبری سناؤ۔ چنانچہ وہ آدمی سمجھا محض برائے نام ڈھکوسلا خواب ہے۔ حتی کہ جب دوسری رات آئی پھر ایک آنے والا آیا اور کہا: کیا تو عراق نہیں گیا اور گذشتہ رات والی ساری بات دہرائی حتی کہ جب تیسری رات آئی تو آنے والا دھمکی دیتے ہوئے آیا کہ تو عراق کیوں نہیں گیا پھر بصرہ اور پھر بنوعدی کے علاء بن زیاد کے پاس کیوں نہیں گیا؟ علاء بن زیاد میانے قد والے ہیں سامنے کے دو دانت ٹوٹے ہوئے ہیں اور مسکراتے رہتے ہیں انہیں جنت کی خوشخبری سنا دو۔

چنانچہ اس نے صبح ہوتے ہی زادِ سفر اور دیگر ضروری سامان تیار کیا اور عراق کی طرف کوچ کر گیا۔ جب اپنے محلے کے گھروں سے نکلا اچانک دیکھتا ہے کہ وہ آدمی جو خواب میں آ تارہا تھا اس کے سامنے چلتا جارہا ہے۔ جب وہ آدمی اپنے گھوڑے سے نیچے اترتا آگے چلنے والا غائب ہو جاتا اسی شش و پنج کے عالم میں کوفہ پہنچ گیا اور وہاں جا کر اسے غائب پایا۔ چنانچہ جب کوفہ سے مطلوبہ سامان لے کر چل پڑا، پھر اسے اپنے سامنے چلتا دیکھا حتی کہ بصرہ آ گیا اور قبیلہ بنو عدی میں علاءؒ بن زیاد کے گھر میں داخل ہوا دروازے پر تھوڑی دیر توقف کے بعد سلام کیا۔ ہشام کہتے ہیں میں اندر سے باہر آیا، مجھے دیکھ کر پوچھنے لگا کیا آپ علاء بن زیاد ہیں، میں نے نفی میں جواب دیا اور کہا اے اللہ کے بندے! اللہ تم پر رحم کرے اترو اور اپنا سامان بھی اتار کر ادھر رکھو کہنے لگا نہیں، علاء بن زیاد کہاں ہیں؟ میں نے جواب دیا۔ وہ مسجد میں ہیں، (علاء بن زیاد مسجد میں بیٹھتے تھے دعائیں مانگتے اور حدیثیں سناتے رہتے تھے)۔

ہشام کہتے ہیں میں علاء کے پاس مسجد میں گیا انہوں نے حدیث میں کسی قدر تخفیف کی پھر دو رکعت نماز پڑھی اور اس آدمی کے پاس آئے، جب مسکرائے تو ان کے سامنے کے دو دانت (ٹوٹے ہوئے) ظاہر ہو گئے۔ وہ آدمی کہنے لگا بخدا! یہی آدمی میرا صاحب اور میرا مطلوب ہے۔ ہشام کہتے ہیں کہ علاءؒ نے مجھے کہا: تو نے اس آدمی کا سامان کیوں نہیں اتارا؟ جواب دیا: میں نے اس کو کہا تھا مگر نہ مانا۔ علاءؒ نے کہا: نیچے اترو اللہ تم پر رحم فرمائے۔ اس آدمی نے کہا: میں آپ سے تنہائی میں کوئی بات کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ علاء رحمہ اللہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور بیوی سے کہا: اے اسماء! تو دوسرے کمرے میں چلی جا، وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی اور وہ آدمی علاءؒ کے پاس کمرے میں داخل ہو گیا اور اپنے خواب کی خوشخبری انہیں کہہ سنائی، پھر باہر نکلا اور دوبارہ گھوڑے پر سوار ہو گیا اور واپس چلتا بنا۔ ہشام کہتے ہیں علاءؒ نے اٹھ کر دروازہ بند کیا اور مسلسل تین دن (یا سات دن تک) روتے رہے ان دنوں میں کھانا چکھا اور نہ ہی پانی پیا اور نہ ہی دروازہ کھولا۔

ہشام کہتے ہیں میں ان کے رونے کے دوران سنتا وہ کہتے: کیا میں......؟ کیا میں......؟ ہم ان کے بارے میں ڈرتے رہے کہ کہیں وہ وفات نہ پا جائیں۔ حسن بصریؒ اسی دوران تشریف لائے، میں نے ان سے سارا واقعہ ذکر کیا نیز میں نے کہا: میں انہیں مردہ تصور کرتا ہوں چونکہ نہ کھانا کھاتے ہیں اور نہ ہی پانی پیتے ہیں، بس انہیں صرف رونے سے آسرا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: دروازہ کھولیے اے میرے بھائی! جب انہوں نے حسن بصری رحمہ اللہ کی بات سنی......اٹھے اور دروازہ کھولا۔ حسن بصریؒ نے انہیں تکلیف زدہ پایا اور ان سے بات کی اور کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے ان شاء اللہ آپ اہل جنت میں سے ہیں تو کیا پھر آپ اپنے آپ کو قتل کر دیں گے؟ ہشام کہتے ہیں: علاء رحمہ اللہ نے بذات خود ہمیں اس آدمی کے خواب کا پورا واقعہ سنایا پھر ہمیں تاکیدا کہا: جب تک میں زندہ ہوں تب تک کسی سے نہ کہنا۔

۲۲۲۵- ابونعیم اصفہانی، ابو مسلم محمد بن معمر و سلیمان بن احمد، ابو شعیب حرانی، یحیی بن عبداللہ، اوزاعی، اسید بن عبدالرحمن فلسطینی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ علاء بن زیاد رحمہ اللہ نے فرمایا: تم ایسے زمانے میں موجود ہو کہ تم میں سے کمتر درجے میں وہ ہے جس کے دین کا دسواں حصہ بھی ضائع ہوا ہو، عنقریب تمہارے اوپر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں کمتر درجے کا وہ آدمی ہوگا جسکے دین کا دسواں حصہ باقی ہوگا۔

۲۲۲۶- ابونعیم اصفہانی، یوسف بن یعقوب نجیرمی، حسن بن مثنیٰ، عفان، ہمام، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ علاء بن زیاد رحمہ اللہ نے فرمایا: جو چیز تیرے لئے سب سے زیادہ ضرر رساں ہے وہ یہ ہے کہ تو کسی مسلمان پر اس کے کافر ہونے کی گواہی دے، تو اگر اسے قتل کردے تو دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

مسانید علاء بن زیاد رحمہ اللہ

مصنف رحمہ اللہ کے شیخ کہتے ہیں: علاء بن زیاد رحمہ اللہ نے صحابۂ کرامؓ کی کثیر جماعت سے احادیث روایت کی ہیں خصوصاً عمران بن حصین اور ابوہریرہ سے مسنداً روایات نقل کی ہیں اور معاذ بن جبل، ابوذر غفاری عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم اجمعین سے مرسلاً روایات سے نقل کی ہیں۔

۲۲۲۷- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، روح بن عبادہ، سعید بن ابی عروبہ، قتادہ، علاء بن زیاد کے سلسلۂ سند سے معاذؓ بن جبل کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جس طرح بکریوں کا بھیڑیا تنہا اور الگ تھلگ کنارے میں چلتی بکری کو پکڑ لیتا ہے پس تم الگ الگ گھاٹیوں سے بچو اور عامۂ جماعت کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔[1]

یہ حدیث یزید بن زریع اور عنبسہ بن عبدالواحد نے سعید سے مثل بالا کے ذکر کی ہے۔

حدیث میں الگ الگ مختلف گھاٹیوں سے مراد بدعات ہیں۔

۲۲۲۸- ابونعیم اصفہانی، حبیب بن حسن، محمد بن حیان بن بکر، محمد بن ابی بکر مقدمی، ابوداؤد، عمران قطان، قتادہ، علاء بن زیاد کے سلسلۂ سند سے معاذؓ بن جبل کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ پسندیدہ دعا اس آدمی کی ہے جو یوں کہے: میں دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت مانگتا ہوں۔[2]

معاذ بن جبل سے روایت کرنے میں قتادہ کے اصحاب میں سے عمران قطان کی کسی نے بھی اتباع نہیں کی۔ قتادہ، علاء بن زیاد سے ہمام وغیرہ نے بھی روایت کی ہے اور وکیع نے یہ حدیث ابوہریرہؓ کے واسطے سے روایت کی ہے۔

۲۲۲۹- **جنت میں مسلمانوں کی کثرت**...... ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، خلف بن موسیٰ بن خلف عمی، ابوہ موسیٰ بن خلف، قتادہ، حسن بصری، علاء بن زیاد، عمرانؓ بن حصین کے سلسلۂ سند سے عبداللہؓ بن مسعود کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات ہمیں حدیث سنائی جس نے ہمیں بے چین کر دیا۔ صبح کو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے انبیاء کرام علیہم السلام بمعہ اپنی متبع امتوں کے پیش کیے گئے۔ ایک نبی علیہ السلام ایسے بھی تھے کہ ان کے ساتھ صرف تین امتی تھے، ایک نبی علیہ السلام کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں قوم لوط علیہ السلام کے متعلق خبر دی ہے کہ انہوں نے (اپنی قوم سے بے کسی کے عالم میں) فرمایا: کیا تم میں سے کوئی عقلمند آدمی نہیں ہے (یعنی ان کی قوم میں سے صرف ان کا گھرانہ ہی مسلمان ہوا تھا بلکہ ان کی بیوی بھی شامل نہیں تھی۔ اصغر) حتیٰ کہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام اور ان کے متبعین بنی اسرائیل کا گزر ہوا میں نے پوچھا: اے میرے رب! میری امت کہاں ہے؟ ارشاد ہوا اپنی دائیں جانب دیکھو، اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دائیں جانب کی جگہ (مکہ کے قریب ٹیلوں والی جگہ) لوگوں کے چہروں سے اٹی پڑی ہے۔ ارشاد ہوا کیا اے محمد! راضی ہو؟ میں نے جواب دیا اے میرے رب میں راضی ہوں۔ پھر فرمایا: اپنی بائیں جانب دیکھو میں نے اپنی بائیں جانب دیکھا کہ افق لوگوں کے چہروں سے کھچا کھچ بھرا پڑا ہے۔ ارشاد ہوا: کہ اے محمد راضی ہو؟ میں نے جواب دیا: اے میرے رب! میں راضی ہوں۔ ارشاد ہوا! ان لوگوں کے ساتھ ستر ہزار لوگ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، اتنی دیر میں عکاشہ بن محصن اسدی آنکلے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے مجھے ان لوگوں کا

۱۔ مسند الامام احمد ۵/ ۲۳۳، ۲۴۳. ومشكاة المصابيح ۱۸۴. ومجمع الزوائد ۲/ ۲۳، ۵/ ۲۱۹ واتحاف السادة المتقين ۶/ ۳۳۷. والترغيب والترهيب ۱/ ۲۱۹.

۲۔ مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۷۵. والزهد للامام احمد ۲۵۵. وكنز العمال ۳۲۷۱.

شریک بنائے، فرمایا: اے اللہ عکاشہ کو ان کا شریک بنادے۔

اتنے میں ایک اور صحابیؓ کھڑے ہوگئے کہنے لگے میرے لئے بھی دعا کیجئے تا کہ مجھے بھی اللہ تعالیٰ ان میں سے بنائے۔ ارشاد فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گیا۔ پھر صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا: اگر تم استطاعت رکھو تو ستر ہزار والوں میں سے ہونے کی کوشش کرو اور اگر عاجز آجاؤ یا عمل میں کوتاہی برتو تو پھر اصحاب ظراب (ٹیلے والوں) میں سے ہونے کی کوشش کرو اگر ان کے شریک ہونے سے بھی عاجز ہو جاؤ اور کوتاہی کر بیٹھو تو پھر کم از کم افق والوں کے شریک ضرور بنو، یقیناً میں نے بہت سارے لوگوں کو جمع ہوتے دیکھا ہے، پھر ارشاد فرمایا: اگر تم میری اتباع کرو گے تو تم اہل جنت کا ایک چوتھائی ہو گے۔ صحابہؓ نے زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ پھر فرمایا: میں امید کرتا ہوں تم اہل جنت کا ایک بڑا حصہ ہو گے۔ صحابۂ کرامؓ نے پھر نعرۂ تکبیر بلند کیا، آپ ﷺ نے پھر سورۂ واقعہ کی آیت "**ثلة من الاولين وقليل من الآخرين**" ایک بڑی جماعت اولین میں سے ہوگی اور ایک قلیل جماعت آخرین میں سے، تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد صحابۂ کرامؓ باہم مذاکرہ کرنے لگے کہ یہ ستر ہزار (جنتی) کون لوگ ہوں گے؟ بعض صحابۂ کرامؓ کہنے لگے: وہ لوگ ہیں جو چوری نہیں کرتے، بدفالی نہیں نکالتے، اپنے جسموں کو آگ سے داغتے نہیں اور اپنے رب پر بھر پور توکل رکھتے ہیں۔[1]

یہ حدیث ابن عدی نے سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ سے مثل مذکور بالا کے روایت کی ہے۔ امیہ حبطی نے بھی قتادہ سے علاء بن زیاد کے واسطے سے بدون ذکر حسن کے روایت کی ہے۔ معمر اور ہشام نے بھی قتادہ سے روایت کی ہے۔

۲۲۳۰- ابونعیم اصفہانی، فاروق خطابی وحبیب بن حسن، ابو مسلم کشی، عمرو بن مرزوق، عمران قطان، قتادہ، علاء بن زیاد کے سلسلۂ سند سے ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت کی ایک اینٹ سونے کی ہوگی اور ایک اینٹ چاندی کی۔[2]

۲۲۳۱- ابونعیم اصفہانی، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن منہال، یزید بن زریع، سعید، قتادہ، علاء بن زیاد عدوی کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت کی ایک اینٹ سونے کی ایک چاندی کی اور جنت کی مٹی زعفران کی اور گارا مشک کا ہوگا۔

یہ حدیث معمر نے قتادہ، علاء، ابی ہریرہؓ سے موقوفاً روایت کی ہے اور یہ اضافہ کیا ہے اس کے درجات (گھر) یاقوت اور لولو کے ہونگے اس کی نہروں کے کنارے لولو کے اور اس کی مٹی زعفران کی ہوگی۔[3]

۲۲۳۲- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، ابو ربیع حسین بن ہیثم مہری، ہشام بن خالد، ابوخلید عتبہ بن حماد، (دمشق میں ان سے بڑھ کر کتاب اللہ کا بڑا حافظ اور کوئی نہیں تھا) سعید بن بشیر، قتادہ، علاء بن زیاد کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کونسا جہاد افضل ہے؟ جواب میں ارشاد فرمایا: تو محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اپنے نفس اور اپنی خواہش نفس سے جہاد کرے یہ افضل ترین جہاد ہے۔

اسی طرح قتادہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ سعید بن بشیر ان سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ جبکہ سود بن حجیر قتادہ سے مختلف طریق سے یوں روایت کرتے ہیں عن العلاء عن عبداللہ بن عمرو بن العاص۔

۲۲۳۳- ابونعیم اصفہانی، محمد بن طاہر بن یحیٰی بن قبیصہ فلثی، ابوہ طاہر بن یحیٰی بن قبیصہ، حجاج بن حجاج، سوید بن حجیر، علاء بن زیاد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عبداللہؓ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ کونسا مجاہد افضل ترین ہے؟ فرمایا جو مجاہد صرف اللہ کی ذات کی رضا جوئی کے لئے اپنے نفس سے جہاد کرے وہ افضل ترین مجاہد ہے۔ اس آدمی نے پلٹ کر پھر پوچھا یا عبداللہ بن عمرو! کیا یہ

---

[1] المستدرک ۴/ ۵۷۷. ومسند الامام احمد ۱/ ۴۰۷ والمصنف لعبد الرزاق ۱۹۵۱۹. والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/ ۵، ۶ ومجمع الزوائد ۱/ ۴۰۷. واتحاف السادة المتقين ۱۰/ ۵۶۷.

[2]،[3] مجمع الزوائد ۱۰/ ۳۹۶. واتحاف السادة المتقين ۱۰/ ۵۳۰. ۵۳۱. وكنز العمال.

آپ کا اپنا قول ہے یا پھر رسول اللہ ﷺ کا فرمان اقدس ہے؟ فرمایا: بلکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

(۱۸۶) ابوالسوار عدوی رحمہ اللہ[۱]

تابعین کرام میں سے ایک ابوسوار عدوی رحمہ اللہ بھی ہیں جو سوزِ قلب کے مالک، للّٰہیت سے سرشار، نفس کو مجاہدات سے مشقت میں رکھنے والے تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف وجد اور محبت میں ہیجان کا نام ہے۔

۲۲۳۴- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن احمد، جعفر بن محمد فریابی، عبیداللہ بن معاذ، ابوہ معاذ، بسطام بن مسلم، ابوتیاح کہتے ہیں کہ میں نے ابو سوار عدویؒ کو فرماتے سنا انہوں نے سورۃ اسراء کی آیت "وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ" اور ہم نے ہر انسان کے گلے میں اسکا پروانہ لازم کر دیا ہے، تلاوت کی اور پھر فرمایا: اے ابن آدم! جب تک تو زندہ ہے تیرا صحیفۂ اعمال کھلا پڑا ہے اس کے متعلق تجھے اختیار ہے جو چاہے عمل کرے جب تو مرجائے گا بند کر دیا جائے گا "اقرأ کتابک کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیباً" اے بندے! اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے، آج کے دن یہ تیرا احساب لینے والا کافی ہے۔ (اسراء ۱۴)

۲۲۳۵- **کوڑوں کی سزا میں امام احمد بن حنبل کے سرخیل و رہنما**...... ابونعیم اصفہانیؒ، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوجعفر محمد بن فرج، علی بن عاصم، بسطام بن مسلم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس امت کے ایک سرکش نے ابوسوار عدوی رحمہ اللہ کو اپنے پاس بلا کر دینی امور کے متعلق کچھ پوچھا: ابوسوار نے اپنے علم کے مطابق اسے مناسب جواب دیا اور کہا اگر ایسا کرو تو فبہا ورنہ تم دین اسلام سے بری الذمہ ہو۔ سن کر وہ غصہ میں آ گیا اور ابوسوار رحمہ اللہ کو چالیس کوڑے لگوائے۔

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: بخدا اس کے کوڑے ختم نہیں ہو گئے۔ ابوجعفر کہتے ہیں: جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر کوڑوں کی بارش برسائی گئی اور انہیں بے جا قید و بند میں رکھا گیا مجھے دلی طور پر سخت قلق و بے چینی ہوئی۔ چنانچہ ایک رات خواب میں مجھ سے کہا گیا: کیا تم راضی نہیں ہو کہ احمد بن حنبل اللہ تعالیٰ کے حضور ابوسوار عدوی کے مرتبے پر فائز ہوں؟ میں ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس آیا اور انہیں سارا واقعہ سنایا انہوں نے (انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔

۲۲۳۶- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن مصعب، مخلد بن حسین کہتے ہیں کہ ابوسوار عدوی رحمہ اللہ کو ایک آدمی نے سخت اذیت پہنچائی حتی کہ ابوسوار اپنے گھر کے قریب پہنچ گئے فرمایا تجھے اتنا کافی ہے؟ یا اگر کوئی کسر باقی رہتی ہو وہ بھی پوری کر لو تاکہ پھر میں گھر میں داخل ہو جاؤں۔

۲۲۳۷- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، محمد بن مثنیٰ، سالم بن نوح کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ یونس نے ایک مرتبہ جمعہ کے دن عوف کا حال پوچھا؟ عوف نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ ابوسوار عدوی رحمہ اللہ سے ان کا حال پوچھا گیا کہ کیا آپ کا حال درست ہے؟ جواب دیا! ممکن ہے دسواں حصہ درست ہو۔

۲۲۳۸- **ابوسوار کی معاذہ عابدہ کو مسجد آنے سے ممانعت**...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عمرو بن علی، ابوداؤد، ابوخلدہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابوسوار عدوی نے معاذہ عدویہ سے مسجد بنوعدی میں کہا: تم میں سے کوئی عورت

۱۔ تهذيب الكمال ۱۹ / ۷۴ (۳۳ / ۳۹۲) وطبقات ابن سعد ۷ / ۱۵۱. وسوالات الآجري ۳ / ت ۳۱۲. وتهذيب التهذيب ۱۲ / ۱۲۳.

مسجد میں آتی ہے اپنا سر نیچے رکھتی ہے اور سرین اوپر بلند کر لیتی ہے۔ کہنے لگی آپ کیوں دیکھتے ہیں؟ اپنی آنکھوں کو نیچے مٹی پر جمائے رکھا کرو اور نہ دیکھا کرو۔ فرمایا: میں حتی الوسع کوشش کے باوجود دیکھ ہی لیتا ہوں۔ پھر اس نے عذر بیان کیا اور کہنے لگی۔ اے ابوسوار! میں جب گھر میں ہوتی ہوں بچے مجھے کشش و پیچ میں مشغول رکھتے ہیں اور جب مسجد میں ہوتی ہوں اپنے اندر نشاط پاتی ہوں فرمایا: اسی نشاط کا مجھے تمہارے اوپر خوف ہے۔

مسانید ابوسوار عدوی

مصنف رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابوسوار عدوی نے عمرانؓ بن حصین اور بہت سے دیگر صحابۂ کرامؓ سے احادیث روایت کی ہیں تاہم چند ایک ذیل میں ہیں۔

۲۲۳۹- ابونعیم اصفہانی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن علی، حارث بن ابی اسامہ، روح بن عبادہ، ابونعامہ عدوی، ابوسوار عدوی کے سلسلۂ سند سے عمرانؓ بن حصین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حیاء سراپا خیر ہے۔[۱]

۲۲۴۰- ابونعیم اصفہانی، محمد بن اسحٰق بن ایوب، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، خالد بن ریاح قیسی، ابوسوار عدوی کے سلسلۂ سند سے عمرانؓ بن حصین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حیاء سراسر خیر ہی خیر ہے۔[۲]

۲۲۴۱- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، قتادہ، ابوسوار عدوی کے سلسلۂ سند سے عمرانؓ بن حصین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حیاء انجام کار بھلائی لاتی ہے۔[۳]

۲۲۴۲- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، حسین بن علی عمری، محمد بن بکار عیشی، محمد بن سوار، شعبہ، قتادہ، ابوسوار کے سلسلۂ سند سے عمرانؓ بن حصین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پردہ نشیں نوجوان لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ جب کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو آپ ﷺ کی ناپسندیدگی کا اظہار چہرۂ اقدس سے نمایاں ہوجاتا تھا۔

(۱۸۷) حمید بن ہلال عدوی رحمہ اللہ[۴]

تابعین کرام رحمہ اللہ میں سے ایک حمید بن ہلال عدوی رحمہ اللہ بھی ہیں...... فقیہ بے مثال، لوگوں سے کنارہ کش، علم کے طالب و مطلوب، علمی میدان میں نمایاں کردار کے مالک اور میدان تحقیق میں گہرائی رکھتے تھے۔

۲۲۴۳- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق ثقفی، عبداللہ بن سعید، حسن بن موسیٰ، ابوہلال، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ علماء و فقہاء میں حمید بن ہلال رحمہ اللہ کا ایک بلند مقام ہے، وہ مذاکرہ کرتے اور نہ ہی کسی سے سوال کرتے تھے لیکن ایک جگہ کنارہ کش ہو کر بیٹھے رہتے تھے۔

۲۲۴۴- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، ابوعباس سراج، عبیداللہ بن جریر بن جبلہ، موسیٰ بن اسماعیل، ابوہلال کے سلسلۂ سند سے

۱، ۲۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان ۶۱، وسنن ابی داؤد ۴۷۹۶، ومسند الامام احمد ۴/ ۴۲۶، ۴۳۶، ۴۴۰، ۴۴۲، ۴۴۵، ۴۴۶، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۸/ ۱۷۱، ۲۰۲، ۲۰۵، ۲۲۲. والصغیر ۱/ ۸۵ والترغیب والترہیب ۳/ ۳۹۸. وامالی الشجرۃ ۲/ ۱۹۶.

۳۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۸/ ۱۱۹. ومنحۃ المعبود ۳/ ۲۰۷. وکنز العمال ۵۷۸۴

۴۔ تہذیب الکمال ۱۵۴۲ (۷/ ۵۰۳) وطبقات ابن سعد ۷/ ۲۳۱. والتاریخ الکبیر ۲/ ت ۲۷۰۰. والجرح ۳/ ۱۰۱۱ والجمع ۱/ ۹۰. والکاشف ۱/ ۲۵۸. والمیزان ۱/ ت ۲۳۴۵. وتہذیب التہذیب ۳/ ۵۱ والخلاصۃ ۱/ ت ۱۶۶۳.

مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ کہتے تھے: مصریوں میں حمید بن ہلال سے بڑا عالم کوئی نہیں۔ چنانچہ قتادہ حسن اور محمد کو بھی مستثنیٰ نہیں کرتے تھے

۲۲۴۵-بازار میں اللہ کا ذکر کرنے والا...... ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن ابراہیم، محمد بن ایوب، سلیمان بن حرب، ابو ہلال خالد بن ایوب کی سند سے حمید بن ہلال کہتے ہیں بازار میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک سرسبز وشاداب درخت سوکھے ہوئے درختوں میں ہو۔

۲۲۴۶-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان بصری، عبداللہ بن احمد بن ابراہیم دورقی، محمد بن اسماعیل، سلیمان بن مغیرہ کے سلسلۂ سند سے حمید بن ہلال رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ جب کوئی نیک آدمی جنت میں داخل ہوتا ہے اسے اہل جنت کی سی صورت میں ڈھالا جاتا ہے، اسے اہل جنت کا لباس پہنایا جاتا ہے اور اسے اہل جنت کے زیورات سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ جنت میں اپنی ازواج، خدام اور اعلیٰ درجے کی رہائش گاہیں دیکھتا ہے۔ ایسے لمحے اسے بیش قیمت کنگن کی مسرت پکڑلیتی ہے۔ صرف اس کی فرحت ومسرت میں وہ مرنا چاہے تو مرسکتا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے: کیا آپ نے اپنی فرحت ومسرت دیکھ لی؟ یہ فرحت آمیز لحات تیرے لئے ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیں گے۔

۲۲۴۷-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد بن احمد بن ابراہیم، موسیٰ بن اسحٰق، محمد بن بکار، اسماعیل بن ابراہیم، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حمید بن ہلال رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک آدمی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو اس آیت پر پہنچے: "ویبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام" اور جلال وشرافت والے کی ذات باقی رہے گی، اور پھر وہ اس باقی رہنے والی ذات کریم سے سوال کرے۔

۲۲۴۸-اللہ کی کتاب میں تین عظیم چیزیں...... ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن مقری، سلیمان بن مغیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حمید بن ہلال رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کعبؓ نے فرمایا: تین چیزیں میں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بڑی عظمت کی حامل پاتا ہوں جس نے ان پر پابندی کی وہ اللہ کا سچا بندہ ہے اور جس نے انہیں ضائع کردیا وہ اللہ کا دشمن ہے وہ تین چیزیں نماز، روزہ، اور غسل جنابت ہیں۔

۲۲۴۹-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن مقری، سلیمان بن مغیرہ کے سلسلۂ سند سے حمید بن ہلال کہتے ہیں کچھ لوگوں نے کعبؓ کے ساتھ سفر کیا اور دن رات سفر میں مشغول رہے حتیٰ کہ نیند سے نڈھال ہوگئے اور انہوں نے کعبؓ سے مشقت آمیز سفر کی شکایت کی انہوں نے فرمایا: تم نے کسی جہنمی کے ٹھکانے کو نہیں پایا۔ (یعنی اس وقت کی شدت کو یاد کرو تو یہ شدت بھول جاؤ گے)

۲۲۵۰-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، سفیان، یونس، حمید بن ہلال رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ جہنم میں بہت سارے ایسے تنور ہوں گے جن کی تنگی نیزے کی شام کی سی ہوگی۔ جہنم لوگوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے تنگ ہوگی۔

مسانید حمید بن ہلال رحمہ اللہ

حمید بن ہلال نے کئی صحابۂ کرامؓ سے احادیث روایت کی ہیں خصوصاً عبداللہ بن مغفل، انس بن مالک، ہشام بن عامر اور ابو رفاعہ عدوی رضی اللہ عنہم اجمعین سے۔

۲۲۵۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابونصر، سلیمان بن مغیرہ، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے عبداللہؓ بن مغفل

ٔ کی روایت ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر مجھے چربی کے چمڑے کا تھیلا لٹکا ہوا ملا۔ میں اس کے ساتھ چمٹ گیا اور کہا کہ میں آج اس میں سے کسی کو کچھ بھی نہیں دوں گا۔ اسی کشمکش میں میں نے التفات کیا کہ اچانک میرے پاس رسول اللہ ﷺ کھڑے (میرے فعل پر) مسکرا رہے ہیں پس مجھے آپ ﷺ سے حیاء آ گئی۔

یہ حدیث یحییٰ بن سعید قطان نے سلیمان بن مغیرہ سے روایت کی ہے اور سفیان رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اہل بصرہ کے پاس اس حدیث سے بہتر سنداً حدیث کوئی نہیں شعبہ نے بھی حمید بن ہلال سے روایت کی ہے۔

۲۲۵۲- ابونعیم اصفہانی، ابواحمد بن محمد بن احمد جرجانی، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، نضر بن شمویل، شعبہ، حمید بن ہلال عدوی کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے اور مذکورہ بالا کے مثل حدیث ذکر کی۔

۲۲۵۳- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، فاروق خطابی، ابومسلم کشی، سلیمان بن حرب، حماد بن زید، ایوب، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے انس بن مالک کی روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جعفر، زید بن حارثہ اور ابن رواحہ کی شہادت کی خبر دی گئی جبکہ آپ ﷺ نے انہیں یہ خبر شہادت سے پہلے ہی دیدی تھی۔ آپ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی تھیں۔

۲۲۵۴- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن مقری، سلیمان بن مغیرہ، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے ہشام بن عامر کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ خلق آدم اور قیامت کے درمیان دجال کا بڑا فتنہ برپا ہوگا۔[۱]

یہ حدیث ایوب سختیانی نے حمید سے مثل مذکور بالا کے روایت کی ہے۔

(۱۸۸) اسود بن کلثوم رحمہ اللہ

تابعین کرام میں سے ایک اسود بن کلثوم بھی ہیں جو جہاد فی سبیل اللہ میں ڈھاٹا باندھے شہید ہوئے۔ زندگی کے ایام کم دیکھے مگر ان کی عظمت و کرامت بھرپور دیکھنے میں آئی۔

۲۲۵۵- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسماعیل بن ابراہیم بن علیہ، سلیمان بن مغیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حمید بن ہلال رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمارے درمیان ایک آدمی موجود ہوتے تھے جنہیں اسود بن کلثوم کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ جب رستے میں چلتے ان کی نظر قدموں سے آگے متجاوز نہیں ہوتی تھی، اسود عورتوں کے پاس سے گزرتے اس زمانے میں دیواریں نسبتاً کم بلند ہوتی تھیں، بسا اوقات کوئی عورت اپنے کپڑے یا چادر اتار دیتی تھی، جب عورتیں انہیں دیکھتیں وہ انہیں ڈراتے دھمکاتے۔ عورتیں کہتیں ہرگز نہیں، یہ تو اسود بن کلثوم ہیں۔

اسود کا شوقِ شہادت...... ایک مرتبہ غزوہ میں نکلے اور کہا: اے اللہ! میرا نفس نرمی، راحت و آرام میں تیری ملاقات کا خواہاں ہوتا ہے اگر یہ واقعہ سچا ہے تو اسے سچ مچ اپنی ملاقات نصیب فرما اور اگر یہ تیری ملاقات کو ناپسند کرے تو زبردستی اسے اپنی ملاقات پر مجبور کر دے اور پھر میرا گوشت پوست درندوں اور پرندوں کی خوراک بنا دے۔ چنانچہ وہ کچھ شہسواروں کے ہمراہ چل پڑے ایک باغ میں داخل ہوئے (جس میں دشمن موجود تھے) دشمنوں نے انہیں کافی ڈرایا دھمکایا۔ لیکن مسلمان باغ کی دیوار میں سوراخ کر کے داخل ہو گئے اسود اپنے گھوڑے سے نیچے اتر گئے اور زوردار حملہ کیا، پھر واپس آتے ہی وضو کیا اور نماز پڑھی، پھر کہنے لگے کہ عجمی کہتے ہیں: عرب جب کسی کو زیر کرنے پر آتے ہیں تو اس طرح زیر کرتے ہیں، پھر حملہ کرتے ہوئے آگے بڑھے حتیٰ کہ جام شہادت نوش کیا، پھر کچھ دیر کے بعد لشکر کا ایک بڑا حصہ باغ کے پاس سے گزرا، لوگوں نے اسود کے بھائی سے کہا اگر آپ اس دیوار سے اندر داخل ہو کر دیکھیں شاید آپ کے

۱- مسند الامام احمد ۴/ ۱۹. وصحیح مسلم، کتاب الفتن ۲۵. والمستدرک ۴/ ۵۲۸. وفتح الباری ۱۳/ ۹۲.

بھائی کا گوشت اور ہڈیاں کچھ باقی رہی ہیں کہ نہیں۔ چنانچہ اسود کے بھائی اندر گئے واپس آ کر بتایا کہ گوشت ہڈیوں میں سے کچھ باقی نہیں رہا اور میرے بھائی اسود رحمہ اللہ نے بہت ساری دعائیں کی تھیں میں نہیں چاہتا کہ انہیں ذکر کروں۔

(۱۸۹) شویس بن حیاش رحمہ اللہ[1]

شیوخ بنی عدی میں سے ایک ابوالرقاد شویس بن حیاش رحمہ اللہ بھی ہیں۔ آپ ہجرت کے سال پیدا ہوئے۔ نبی ﷺ کا عہد مبارک پایا اور عمرؓ سے عطیات پائے۔

۲۲۵۶- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، نصر بن علی، ابوہ علی، ابوخلدہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے ابوخلدہ کہتے ہیں کہ ابوعالیہ نے مجھ سے پوچھا کہ قبیلہ بنی عدی کے شیوخ میں سے کون باقی رہا ہے؟ میں نے جواب دیا ابوسوار، ابوعالیہ نے فرمایا وہ تو نوجوان ہیں میں نے کہا: ابوسوار کی داڑھی اور سر کے بال سفید ہیں۔ فرمایا نہیں بہرحال وہ نوجوان ہیں، میں تو تجھ سے شیوخ کا پوچھ رہا ہوں؟ میں نے کہا: اچھا شویس عدوی! فرمایا: ہاں یہ وہی ہیں جو عمرؓ کے عہد میں دو درہم لیتے تھے۔

۲۲۵۷- رحمت خداوندی...... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، اسحٰق بن ابراہیم، محمد بن عمرو بن عباس سعید عامر، حسر ابوجعفر، ابو مسعود جریری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ شویس عدوی دو درہم لینے والوں میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا: دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے پر امین ہے۔ جب آدمی کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے تو بائیں طرف والا فرشتہ لکھنا چاہتا ہے تو فوراً دائیں طرف والا فرشتہ اسے روک دیتا ہے کہ جلدی نہ کر شاید نیکی کرنے پہ اتر آئے اور گناہ کا ارادہ ترک کردے اور جب آدمی نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو دائیں طرف والا فرشتہ فوراً لکھ لیتا ہے حتی کہ دس گنا بڑھا کر اس کی نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ شیطان دیکھ کر کہتا ہے: ہائے میری ہلاکت! کون ہے جو ابن آدم کے دگنے ثواب کو پاسکے۔

۲۲۵۸- ابونعیم اصفہانی، عمرو بن محمد بن حاتم، (جدہ) محمد بن عبیداللہ بن مرزوق، عفان، سلیمان بن مغیرہ...... ثابت کہتے ہیں کہ میں نے قبیلہ بنی عدی کے ایسے مردوں کو پایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک نماز کو (پابندی اور جماعت کے ساتھ) پڑھتا ہے خواہ وہ اپنے بستر پر سرینوں کے بل گھسٹ کر پہنچے۔

مسانید شویس رحمہ اللہ

شویس رحمہ اللہ نے عتبہ بن غزوان سے حدیث روایت کی ہے۔

۲۲۵۹- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، ادریس بن جعفر، یزید بن ہارون، ابونعامہ عدوی، خالد بن عمیر و شویس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عتبہ بن غزوانؓ نے ہمیں خطاب کیا: خبردار! دنیا نے اپنے تعلق کی رسی کاٹنے کی اجازت دیدی ہے اور جلدی سے بھاگنا چاہتی ہے نیز دنیا صرف اتنی باقی رہی ہے جتنا برتن کی تلچھٹ باقی بچ جاتی ہے۔

تم ایسے گھر کے رہائشی ہو جس سے تم آخرت کے لئے منتقل ہو جاتا ہے۔ پس بھلائی کو لے کر منتقل ہو جاؤ۔ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں ساتواں نمبر پایا ہے ہمارے پاس کھانے کو طعام نہیں ہوتا تھا اور ہم صرف درختوں کے پتے کھاتے تھے جنہیں چبا چبا کر ہمارے جبڑے زخمی ہو چکے تھے۔

---

[1] طبقات ابن سعد ۷/ ۱۲۸. والتاریخ الکبیر ۴/ت ۲۷۵۲. والجرح ۴/ت ۱۷۰۱ وتھذیب التھذیب ۴/ ۳۷۲. والتقریب ۱/ ۳۵۶. والاصابۃ ۲/ ت ۳۹۸۸. والخلاصۃ ۱/ت ۳۰۰۷. وفی الاصول: شویس بن حیان

(۱۹۰) عبداللہ بن غالب رحمہ اللہ[۱]

تابعین کرام میں سے ایک ابو فراس عبداللہ بن غالب رحمہ اللہ بھی ہیں، ابو فراس عبادت گزار، دنیا سے کنارہ کش اور طلب آخرت کے سچے مشتاق تھے۔

کہا گیا ہے کہ دنیا سے بھاگنا اور عاقبت و آخرت کی طلب صادق رکھنا تصوف ہے۔

۲۲۶۰-**عبداللہ بن غالب کی کثرتِ عبادت**......ابونعیم اصفہانی، ابو حامد بن جبلہ، ابو عباس ثقفی، عبداللہ بن ابی زیاد، سیار، جعفر مالک بن دینار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبداللہ بن غالب کے دو گھر تھے ایک میں وہ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور دوسرے میں ان کے اہل وعیال رہتے تھے اور وہ دو طرح کے ورد پڑھتے تھے ایک دن کو اور دوسرا رات کو۔

۲۲۶۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، نصر بن علی، نوح بن قیس، عون بن ابی شداد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبداللہ بن غالب چاشت کے وقت سو رکعات نماز پڑھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اسی کے لئے ہمیں پیدا کیا گیا اور اس کا حکم دیا گیا ہے۔

۲۲۶۲-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، ابو عمر وازدی، نوح بن قیس، خالد بن قیس، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبداللہ بن غالب جامع مسجد میں وعظ کیا کرتے تھے۔ ایک دن حسن بصری رحمہ اللہ ان کے قریب سے گزرے تو کہنے لگے: تو نے اپنے مریدوں کو مشقت میں مبتلا کر دیا ہے۔ فرمایا: میں ان کی آنکھیں پھٹی ہوئی اور ان کی کمریں جھکی ہوئی دیکھ رہا ہوں......اے حسن! اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اسکا زیادہ سے زیادہ ذکر کریں اور آپ حکم دے رہے ہیں کہ ہم اللہ کا ذکر کم کریں۔ ہرگز نہیں! ایسے ہی شخص کے متعلق فرمان الٰہی ہے: اسکی اطاعت مت کرو سجدہ کرو اور اللہ کے قریب تر ہو جاؤ (سورۂ علق الآیۃ)۔ پھر عبداللہ بن غالب نے سجدہ کیا۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں بخدا! مجھے آج سمجھ میں نہیں آیا کہ میں سجدہ کروں یا نہ کروں؟۔

۲۲۶۳-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن عبدالوہاب، محمد بن اسحٰق سراج، عبداللہ بن ابی زیاد، محمد بن حارث، سیار......جعفر کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن غالب کو دعا کرتے ہوئے یوں سنا: اے اللہ ہم اپنی کم عقلی کا، عمل کی کمی کا، آجال (آخری وقتوں) کے قریب آنے کا اور بزرگوں کے دنیا سے رخصت ہونے کا شکوہ تجھی سے کرتے ہیں۔

۲۲۶۴-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، ابو عمر وازدی، مسلم بن ابراہیم، نوح بن قیس، نصر بن علی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن غالب صبح کرتے تو یوں کہتے: اللہ نے مجھے خیر بھری رات نصیب فرمائی میں نے اسقدر قرآن پڑھا اور اتنی رکعات نماز پڑھی، اتنا ذکر کیا اور فلاں نیک عمل کیا۔ ان سے کسی نے پوچھا: اے ابو فراس! آپ جیسے لوگ اسطرح اپنے عمل کو نہیں گنتے؟ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اما بنعمة ربک فحدث" اپنے رب کی نعمت کو بیان کیجئے۔ اور تم مجھے کہتے ہو کہ اللہ کی نعمت کو بیان نہ کرو۔

۲۲۶۵-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالصمد، غسان، سعید بن یزید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن غالب نے سجدہ کیا اور ان کے قریب سے ایک آدمی گزرا۔ وہ کہیں پل کے پاس سے چارہ خریدنے جا رہا تھا۔ چنانچہ وہ آدمی اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس آ گیا لیکن عبداللہ بن غالب برابر سجدے میں سر رکھے ہوئے تھے۔

۱۔ التاریخ الکبیر ۵/ت ۵۲۶۔ والجرح ۵/ت ۶۲۲۔ والکاشف ۲/ت ۲۹۳۵۔ وتھذیب التھذیب ۵/ ۳۵۴۔ والتقریب ۱/ ۴۴۰۔ والخلاصۃ ۲/ت ۳۷۲۱۔

۲۲۶۶-عبداللہ بن غالب کی شہادت کیلئے بے تابی ... ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس ثقفی، عبداللہ بن ابی زیاد و محمد بن الحارث، سیار، جعفر، مالک بن دینار کہتے ہیں: واقعہ زاویہ میں عبداللہ بن غالب کہنے لگے: میں یہ ایسا معاملہ دیکھ رہا ہوں جس پر مجھے صبر نہیں ہو رہا۔ ہمارے ساتھ جنت کی طرف چلو، سو انہوں نے تلوار کا نیام توڑ ڈالا آگے بڑھے زوردار حملہ کیا حتی کہ شہادت سے سرفراز ہو گئے اور ان کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی رہی۔

۲۲۶۷-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، عبیداللہ بن عمر قواریری، جعفر بن سلیمان، ابوعیسی کہتے ہیں واقعہ زاویہ میں میں نے عبداللہ بن غالب کو دیکھا کہ انہوں نے پانی مانگا اور اپنے سر پر انڈیل دیا آپ روزے کی حالت میں تھے اور سخت گرم دن تھا، ان کے ارد گرد ان کے تلامذہ اور مریدین تھے، پھر انہوں نے تلوار کا نیام توڑا اور کہا ہمارے ساتھ جنت کی طرف چلو۔

عبدالملک بن مہلب نے آواز دی کہ اے ابوفراس! تو صاحب ایمان ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے اسکی طرف چنداں توجہ نہ کی آگے بڑھے تلوار سے پے در پے وار کیے اور بالآخر شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ جب انہیں دفن کیا ان کی قبر سے خوشبو پھوٹ پڑی۔ لوگ مشک سمجھ کر اس مٹی کو اپنے کپڑوں پر لگاتے تھے۔

مسانید عبداللہ بن غالب رحمہ اللہ

عبداللہ بن غالب رحمہ اللہ نے ابوسعید خدریؓ سے روایات نقل کی ہیں۔

۲۲۶۸-ابونعیم اصفہانی، عبدالعزیز بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، ابوبکر محمد بن حسن، محمد بن غالب، مسلم بن ابراہیم، صدقہ بن موسی، مالک بن دینار، عبداللہ بن غالب حدانی کے سلسلہ سند سے ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دو خصلتیں بخل اور بد خلقی مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں۔[1]

(۱۹۱) زرارۃ بن اوفی رحمہ اللہ[2]

تابعین کرام میں سے ایک زرارہ بن اوفی رحمہ اللہ بھی ہیں۔ رقیق القلب، رحمدل، عبادت گزار، لوگوں اور دنیا سے کنارہ کش اور اللہ تعالی کے خوف سے دل و دماغ کو سرشار رکھنے والے تھے۔

۲۲۶۹-زرارہؒ کی خشیت ... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہدیہ بن خالد کے سلسلہ سند سے عون بن ذکوان کہتے ہیں کہ زرارہ بن اوفی نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور سورت مدثر نماز میں قرات کی جب "فاذا نقر فی الناقور" سو جب صور پھونکا جائے گا، پر پہنچے تو غش کھا کر نیچے گر پڑے اور روح پرواز کر گئی ان کو گھر اٹھا کر لانے والوں میں میں بھی شامل تھا۔

۲۲۷۰-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، روح بن عبدالمومن، غیاث بن مثنی قشیری، بہز بن حکیم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ زرارہ بن اوفی نے ہمارے ساتھ بنو قشیر کی مسجد میں نماز پڑھی، جب آیت فاذا نقر فی الناقور تلاوت کی تو غش کھا کر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی اور انہیں گھر اٹھا کر لایا گیا۔

۱۔ سنن الترمذی ۱۹۶۲، واتحاف السادة المتقین ۸/ ۱۸۳.

۲۔ طبقات ابن سعد ۷/ ۱۵۰. والتاریخ الکبیر ۳/ ت ۱۴۶۱. والجرح ۳/ ت وتهذیب الکمال ۱۹۷۷. (۹/ ۳۴۰) والخلاصة ۱/ ت ۲۱۳۱.

آپ اپنے گھر ہی میں حدیثیں بیان کرتے تھے۔حجاج جب بصرہ آیا، وہ اپنے گھر میں درس حدیث دے رہے تھے۔

(مسانید زرارہ بن اوفی رحمہ اللہ)

زرارہ بن اوفی رحمہ اللہ نے کئی صحابۂ کرامؓ سے احادیث روایت کی ہیں تاہم چند ایک درج ذیل ہیں۔

۲۲۷۱-**وساوس اور ناجائز عشق کب تک معاف ہیں؟** ابونعیم اصفہانی، ابوعبداللہ محمد بن احمد مخلد، حارث بن ابی اُسامہ، محمد بن احمد بن محمد، احمد بن عبدالرحمٰن، یزید بن ہارون، مسعر، قتادہ، زرارہ بن اوفی کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسے معاف کردیے ہیں جب تک ان پر عملی اقدام نہ کریں یا ان وساوس کو موضوع گفتگو نہ بنائیں۔[1]

یہ حدیث صحیح ثابت ہے۔قتادہ سے شعبہ، ہمام، ہشام، ابان، شیبان، ابوعوانہ، حماد بن سلمہ، عمران بن خالد، قاسم بن ولید اور مجاعہ بن زبیر روایت کرتے ہیں۔اور زرارہ عمرانؓ سے بھی یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

۲۲۷۲-ابونعیم اصفہانی، ابوعبداللہ، احمد بن محمد بن حسن بغدادی، مسیب، سفیان بن عیینہ، مسعر، قتادہ، زرارہ بن اوفی کے سلسلۂ سند سے ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عاشق کا عشق اسے معاف ہے جب تک اس کے تقاضے پر عمل نہ کرے یا موضوع گفتگو نہ بنائے۔

۲۲۷۳-ابونعیم اصفہانی، عمر بن محمد بن حاتم، ان کے دادا محمد بن عبیداللہ بن مرزوق، عبیداللہ، قتادہ، زرارہ بن اوفی کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑ دے اللہ کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔[2]

یہ حدیث ثابت ہے۔اس کو قتادہ سے شعبہ، مسعر اور سعید روایت کرتے ہیں۔

۲۲۷۴-**امت کا برا طبقہ** ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، ہشام، قتادہ، زرارہ بن اوفی کے سلسلۂ سند سے عمرانؓ بن حصین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جن میں مجھے مبعوث کیا گیا ہے پھر وہ جوان کے بعد آنے والے ہیں، پھر وہ جوان کے بعد آنے والے ہیں۔پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو نذریں مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے، خیانت کریں گے اور انہیں امانت کی پاسداری کا ذرا خیال نہ ہوگا، خود (جھوٹی) گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی دینے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا اور ان میں موٹاپا خوب پھیل جائے گا۔[3]

۲۲۷۵-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، ہشام، قتادہ، زرارہ بن اوفی کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی قرآن مجید پڑھتا ہے درآنحالیکہ وہ اس میں ماہر ہے وہ لکھنے والے نیک فرشتوں کی معیت میں ہوگا اور جو آدمی قرآن مجید پڑھتا ہو درآنحالیکہ اسے قرآن مجید پڑھنے میں مشقت ہوتی ہو اس کے لئے دو اجر ہیں۔

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔قتادہ سے پوری ایک جماعت یہ حدیث روایت کرتی ہے ان میں سے روح بن قاسم، سعید بن ابی عروبہ اور ابوعوانہ بھی ہیں۔[4]

۱۔ مشكاة المصابيح ٦٣. وشرح السنة ١/ ١٠٨. ٩/ ٢١٣. ومسند الحميدى ١١٧٣. والدر المصور ١/ ٣٧٦.

۲،۳۔ انظر الحديث فى المسند للامام احمد ٢/ ٣٤٨.

۴۔ صحيح البخارى ٦/ ٢٠٦. وصحيح مسلم ٢/ ١٩٥.

۲۲۷۶-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، معاذ بن مثنیٰ، ابراہیم بن ابی سوید، صالح بن مری، قتادہ، زرارہ بن اوفی کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ جواب میں ارشاد فرمایا: حال مرتحل، صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! حال مرتحل کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ صاحبِ قرآن جو اول سے پڑھتا ہوا آخر تک پہنچ جائے پھر آخر سے شروع کی طرف لوٹ آئے۔[1]

زرارہ کی یہ حدیث غریب ہے زرارہ سے صرف قتادہ نے روایت کی ہے۔

۲۲۷۷-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن جریر، سعید بن عثمان تنوخی، ابن ابی سری، عبدۃ بن سلیمان، ابن ابی عروبہ، قتادہ، زرارہ بن اوفی، سعد بن ہشام کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا اور مافیہا دونوں سے دور بھاگو۔[2]

یہ حدیث تنوخی نے اسی طرح ابن ابی سری سے روایت کی ہے اگر یہ حدیث محفوظ ہے تو غریب ہے اور درست حدیث وہ ہے جو سلیمان تیمی اور ابوعوانہ نے قتادہ سے اسکی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ ''فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں''۔

(۱۹۲) عقبہ بن عبدالغافر رحمہ اللہ[3]

عقبہ بن عبدالغافر رحمہ اللہ داعی، شاکر، غم اور خوشی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنے والے تھے۔

۲۲۷۸-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عفان، حماد، ثابت عقبہ بن عبدالغافر رحمہ اللہ نے فرمایا: خاموشی میں دعا کرنا ستر مرتبہ علانیہ دعا کرنے سے افضل ہے۔ جب کوئی بندہ علانیہ نیک عمل کرتا ہے اور پھر پوشیدگی میں بھی اسی جیسا عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرا سچا بندہ ہے۔

۲۲۷۹-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عفان، حماد، حمید، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عقبہ بن غافر کہتے ہیں: عشاء کی نماز باجماعت ایک حج کی طرح ہے اور فجر کی نماز باجماعت ایک عمرے کی طرح ہے۔

۲۲۸۰-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، ہناد بن سری، محمد بن عبید طنافسی وائل بن داؤد کہتے ہیں میں نے عقبہ بن غافر رحمہ اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے اس کے دونوں کناروں پر دو فرشتے آواز لگاتے ہیں اور ان کی آواز جن وانس کے علاوہ اہل زمین سب سنتے ہیں وہ کہتے ہیں: اے میرے اللہ خرچ کرنے والے کو اچھا بدلہ دے اور اپنے پاس دولت جمع کرنے والے کی دولت کو تلف کر دے۔

مسانید عقبہ بن عبدالغافر رحمہ اللہ

عقبہ بن عبدالغافر رحمہ اللہ نے ابوسعید خدریؓ سے مسنداً احادیث روایت کی ہیں اور انہی سے سماع حدیث بھی کیا۔

۲۲۸۱-خوفِ خدا کا ایک واقعہ ابونعیم اصفہانی، ابوالحسن سہل بن عبداللہ تستری، حسین بن اسحٰق تستری، عبیداللہ بن معاذ، معتمر بن

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲/ ۱۶۸. وسنن الدارمی ۲/ ۴۶۹. وکنزالعمال ۴۱۲۹

۲۔ کنزالعمال ۶۱۵۰.

۳۔ تہذیب الکمال ت/ ۱۲۰۸. وتہذیب التہذیب ۹/ ۲۱۴. والتقریب ۲/ ۱۲۹. والتاریخ الکبیر ۱/ ۹۰. والجرح والتعدیل ۷/ ۲۸۰. وطبقات ابن سعد ۷/ ۱۹۳.

سلیمان تیمی، ابوہ سلیمان تیمی، قتادہ، عقبہ بن عبدالغافر کے سلسلۂ سند سے ابوسعید خدریؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

پہلے زمانے میں ایک آدمی تھا جسے اللہ تعالیٰ نے خوب مال و دولت اور اولاد سے نوازا تھا۔ جب وہ مرنے لگا اپنے بیٹوں سے پوچھا: میں تمہارا کیسا باپ تھا؟ بیٹوں نے جواب دیا تو ہمارا اچھا باپ تھا۔ کہا میں نے اللہ کے ہاں کوئی نیکی ذخیرہ نہیں کر رکھی۔ اللہ چاہے تو مجھے عذاب دے گا۔ سو جب میں مرجاؤں، مجھے دھکتی آگ میں جلانا، جب میں راکھ بن جاؤں مجھے جمع کر لینا اور پھر جب تند و تیز ہوا چلے تو میری راکھ اس ہوا میں اڑا دینا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس نے اپنے بیٹوں سے ایسا کرنے پر پختہ عہد لیا چنانچہ جب وہ مرا تو بیٹوں نے حسب وصیت اس کی میت کے ساتھ ایسا ہی کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اسکی راکھ کو حکم دیا تو وہ جیتا جاگتا انسان بن گیا اللہ تعالیٰ نے اس سے ایسا کرنے کی وجہ پوچھی، جواب دیا: اے میرے رب! میں نے یہ وصیت اپنے بیٹوں کو محض تیرے خوف کی وجہ سے کی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے۔

یہ حدیث ثابت متفق علیہ ہے۔

۲۲۸۲- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، سلام بن ابی مطیع، قتادہ، عقبہ بن عبدالغافر کے سلسلۂ سند سے ابوسعیدؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں ان کا خیال پیدا ہوا۔[1]

قتادہ کی یہ حدیث غریب ہے ان سے صرف سلام ہی روایت کرتے ہیں۔

۲۲۸۳- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، احمد بن معلّی دمشقی، ہشام بن عمار، مدبہ بن عثمان، خلید بن دعلج، قتادہ، عقبہ بن عبدالغافر کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جہنم کی آگ سے ہر وہ آدمی نکال لیا جائے گا جس نے زندگی میں کبھی بھی " لاالٰہ الااللہ " پڑھا ہو اور اس کے دل میں ایک جَو کے برابر بھی ایمان موجود ہو۔ یونہی آگ سے ہر وہ آدمی نکال لیا جائے گا جس نے " لاالٰہ الااللہ " صدق دل سے پڑھا ہو اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ آگ میں کسی کو باقی نہیں چھوڑیں گے اگر اس میں کوئی خیر و بھلائی پائیں گے تو اسے نکال لیں گے۔[2]

قتادہ کی یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۹۳) ابن سیرین رحمہ اللہ[3]

تابعین کرام میں سے ایک ابوبکر محمد بن سیرین رحمہ اللہ بھی ہیں۔ پختہ عقل کے مالک، متقی پرہیزگار، ملاقاتیوں اور بھائیوں کو

۱۔ مسند الامام احمد ۲/ ۴۶۶. والمصنف لابن ابی شیبة ۱۳/ ۱۰۹ والمعجم الصغیر للطبرانی ۱/ ۲۶. ومشکاة المصابیح ۵۶۱۲. وفتح الباری ۸/ ۵۱۵. واتحاف السادة المتقین ۸/ ۵۶۸. ۱۰/ ۵۳۵. ومسند الحمیدی ۱۱۳۳.

۲۔ فتح الباری ۱۱/ ۴۴۰،۱۳/ ۳۹۳.

۳۔ طبقات ابن سعد ۷/ ۱۹۳. والتاریخ الکبیری ۱/ ۲۵۱. والجرح ۷/ت ۱۵۱۸. وتاریخ بغداد ۵/ ۳۳۱. والجمع ۲/ ۴۳۹. وسیر النبلاء ۴/ ۶۰۶. والکاشف ۳/ت ۴۹۷۱. وتاریخ الاسلام ۴/ ۱۹۲. وتهذیب التهذیب ۹/ ۲۱۴. والتقریب ۲/ ۱۶۹.

کوخوب کھانا کھلانے والے، گناہگاروں کی ڈھارس بندھانے والے، راتوں کو اٹھ کررونے والے اوروں کے وقت چہرے پر مسکراہٹ سجانے والے تھے۔ایک دن روزہ رکھتے دوسرے دن افطار کرتے تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف بھلائی میں خرچ کرنا دوسروں کو کھانا کھلانا اور انعام کرنا ہے۔

۲۲۸۴-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، محمد بن یونس، ازہر بن سعد، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے کہا گیا: اے ابوبکر! ایک آدمی نے آپ کی غیبت کی ہے اب اسکی غیبت کرنا آپ کے لئے حلال ہوگئی ہے۔فرمانے لگے: میں اس چیز کو حلال نہیں سمجھتا ہوں جسکو اللہ نے حرام کردیا ہے۔

۲۲۸۵-ابونعیم اصفہانی، احمد بن اسحٰق، ابوبکر بن ابی عاصم، ابوعمیر، ضمرہ، سری بن یحییٰ نے ابن سیرینؒ سے کہا میں نے آپکی غیبت کی ہے سو میرے لئے اب اس کو حلال سمجھیں۔(یعنی آپ بھی غیبت کرکے بدلہ لے لیں) فرمایا: میں مکروہ سمجھتا ہوں اس چیز کو حلال سمجھنا جسکو اللہ نے حرام کیا ہو۔

۲۲۸۶-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبیداللہ بن محمد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک عمر رسیدہ آدمی محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے بارے میں ذکر کررہا تھا کہ ایک مرتبہ ان سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا بہرحال انہوں نے اس کا بہتر جواب دیدیا۔سائل نے کہا اے ابوبکر بخدا! آپ نے بہت اچھا فتویٰ دیا ہے اور صحابہؓ کرام بھی اس سے زیادہ کسی کو اچھا فتویٰ نہیں دے سکتے تھے۔ابن سیرین رحمہ اللہ فرمانے لگے: اگر ہم صحابۂ کرامؓ کی فقہ کا ارادہ کرلیں، ہماری عقلیں اس کے ادراک سے قاصر ہوں گی۔

۲۲۸۷-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، روح، ہشام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ تجارت کے لئے سفر کرنے والے سے کہا کرتے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تقدیر میں جتنا حلال تمہارے لئے لکھ دیا گیا ہے بس اسی کو طلب کرو اور اگر تو نے حلال کے علاوہ کچھ اور طلب کیا تو تب بھی تیرے لئے اتنا ہی ہوگا جتنا تیرے مقدر میں لکھ دیا گیا۔

۲۲۸۸-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق ثقفی، علی بن مسلم، روح، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کسی چیز کے متعلق کچھ فرمارہے تھے میں نے اس میں مراجعت چاہی تو کہنے لگے: میں تجھ سے ایسی بات نہیں کہہ رہا جس میں کوئی حرج ہو۔میں تو تجھ سے وہ بات کرتا ہوں جس کے متعلق جانتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے۔

۲۲۸۹-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، عباس بن فضل اسقاطی، سلیمان بن حرب، حصن بن ابی بکرہ باہلی، سلیمان بن احمد، عثمان بن عمر ضبی، قاسم بن امیہ حذاء، حکم بن سنان یحییٰ بن عتیق کہتے ہیں میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ: لوگ جنازے کے ساتھ ثواب سمجھ کر نہیں جاتے بلکہ اس کے اہل وعیال سے حیاء کے مارے اس کے ساتھ ہولیتے ہیں کیا اس کیلئے اس میں اجر وثواب ہے؟ ابن سیرین رحمہ اللہ نے جواب دیا: ایک اجر نہیں بلکہ اس کے لئے دو اجر ہیں ایک نماز جنازہ کا دوسرا صلہ رحمی کا۔

۲۲۹۰-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسود بن عامر، حبیب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے دل میں ایک واعظ پیدا فرمادیتے ہیں جو اسے اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے۔

۲۲۹۱-فتویٰ دینے میں خوف خدا...ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، احمد بن فضل، محمد بن عبداللہ انصاری، اشعث کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن سیرین رحمہ اللہ سے جب فقہ کا کوئی مسئلہ حلال وحرام کے متعلق پوچھا جاتا تو ان کے چہرے کا

رنگ متغیر ہو جاتا یوں لگتا گویا خوش طبعی ان کے قریب ہی نہیں پھٹکتی۔

۲۲۹۲-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابن علیہ، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے مشقت میں پڑ کر اپنے بھائی کا اکرام نہ کر۔

۲۲۹۳-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، حسن بن عبدالعزیز، حمزہ، رجاء بن ابی سلمہ، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن ہبیرہ نے پیغام بھیج کر محمد بن سیرین رحمہ اللہ کو اپنے پاس بلوایا۔ ابن ہبیرہ نے پوچھا آپ نے اہل شہر کو کس حال میں چھوڑا ہے فرمایا: میں نے انہیں چھوڑا تو وہ ظلم وستم کی بھینٹ چڑھے ہوئے تھے۔

ابن عون کہتے ہیں! وہ سمجھتے تھے کہ یہ شہادت ہے لیکن اس کا چھپانا مکروہ سمجھا۔

۲۲۹۴-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، یعقوب بن اسحٰق مخرمی، مسلم بن ابراہیم، شبیب بن شیبہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ کلام ظریف الطبع آدمی کے جھوٹ بولنے سے وسیع تر ہے۔

۲۲۹۵-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، محمد بن یونس، سلیمان بن حرب، حماد بن زید، ابن عون کہتے ہیں میں نے محمد بن سیرین سے ایک آدمی کے بارے میں بات کی میں نے کہا اے ابوبکر! وہ آدمی اہل علم میں سے ہے۔ صبح کو میں ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس واپس لوٹا پوچھا کہ آپ نے اس آدمی کو کیسا پایا؟ فرمایا: جیسا تم پاتے تھے اس سے کوسوں دور ہے۔ اسکا خیال ہے کہ جتنا وہ جانتا ہے پس علم اتنا ہی ہے اور جو علم کی باتیں اس نے نہیں سنیں ان کے متعلق کہتا ہے: میں نے تو یہ بات نہیں سنی۔

۲۲۹۶-ابونعیم اصفہانی، محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن معدان، بکر بن بکار، ابوحرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ جو آدمی قرآن پڑھے اور پھر غش کھا کر گر پڑے اسکی کیا حقیقت ہے؟ جواب دیا میرا ایسے لوگوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ یہ لوگ کسی دیوار پر بیٹھیں اور پھر قرآن مجید شروع تا آخر ان کے روبرو پڑھا جائے اگر وہ گر جائیں تو سمجھ لو کہ انہوں نے سچ بولا۔

۲۲۹۷-ابونعیم اصفہانی، محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، ابوحرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ مکروہ سمجھتے تھے کہ حائضہ عورت کے لئے "طمِث" کا لفظ استعمال کیا جائے جبکہ حاضت کا لفظ بولنے کی ترغیب دیتے تھے۔

۲۲۹۸-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد محمد بن احمد، ابوخلیفہ... محمد بن سلام کہتے ہیں کہ سلم بن قتیبہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس برذون (ترکی گھوڑے) پر آیا کرتے تھے؟ پھر پیدل آنا شروع کیا، ابن سیرین نے پوچھا: تمہارے برذون کے ساتھ کیا ہوا؟ جواب دیا: میں نے اسے بیچ دیا ہے: پوچھا وہ کیوں؟ جواب دیا اس کا زیادہ خرچہ ہونے کی وجہ سے۔ فرمایا کیا تم اس کے رزق کے بعد اسے اپنے پاس دیکھے ہو؟

۲۲۹۹-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد محمد بن احمد، محمد بن جشم، ابوسعید اشج، عمر بن ہارون، قرہ بن خالد. ابن سیرینؒ ذیل کا شعر پڑھا کرتے تھے۔

انک ان کلفتنی مالم اطق.....ساء ک ماسرک منی من خلق

جس چیز کی میں طاقت نہیں رکھتا تو نے اگر اس کا مجھے مکلف بنایا تو میرا وہ اخلاق بُرا ہے جو تجھے خوش کرے۔

۲۳۰۰-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، احمد بن یحیٰ ثعلب، محمد بن سلام جمحی کہتے ہیں میں ایک مرتبہ ابن ابی عطارد سے ملا وہ اس وقت بوڑھے عمر رسیدہ ہو چکے تھے۔ میں نے ان سے کہا آپ نے ابن سیرین کے بارے میں اپنے باپ کی سند سے کیا کچھ یاد کر رکھا ہے؟ کہنے لگے: مجھے میرے والد نے بتایا ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ ایسی عورت سے شادی کرو جو تمہارے ہاتھ میں دیکھتی ہو ایسی عورت سے شادی نہ کرو جسکے ہاتھ میں تو دیکھتا ہو۔

۲۳۰۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حسن بن عبدالعزیز، ضمرہ، رجاء بن ابی سلمہ، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی وفات کا وقت ہوا اپنے بیٹے سے کہنے لگے: اے بیٹے: میری طرف سے میرا قرضہ ادا کر دینا اور میرے وعدے پورے کرنا، بیٹے نے جواب دیا اے اباجان! کیا میں آپکی طرف سے غلام آزاد کروں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ مجھے اور تجھے ہمارے عمل کا بہتر اجر عطا فرمائے۔

۲۳۰۲-ابونعیم اصفہانی، احمد بن اسحٰق، ابراہیم بن نائلہ، شیبان، ابوہلال، غالب، بکر بن عبداللہ مزنی کہا کرتے تھے: جو آدمی اس زمانے کے لوگوں میں سب سے زیادہ صاحب تقویٰ کو دیکھنا پسند کرتا ہو وہ محمد بن سیرین کو دیکھ لے۔ بخدا ہم نے ان سے بڑا متقی کسی کو نہیں دیکھا

۲۳۰۳-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، علی بن سہل، عفان، حماد بن زید، عاصم احول، مورق عجلی کہتے تھے میں نے کسی آدمی کو تقوی میں افقہ اور فقہ میں اورع کسی کو نہیں پایا سوائے محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے۔

۲۳۰۴-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، محمد بن عمر باہلی، سفیان بن عیینہ کہتے تھے ورع وتقویٰ میں ابن سیرین جیسا کوئی بصری ہے اور نہ کوئی کوفی۔

۲۳۰۵-ابن سیرینؒ کا تقوی ... ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن ابراہیم، احمد بن عبداللہ بن یونس، ابوشہاب، ہشام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے ایک بیع کی جس میں انہیں اسی ہزار درہم کا منافع ہوا لیکن اس کے متعلق ان کے دل میں کچھ سود کا خلجان سا پیدا ہو گیا انہوں نے اس بیع کو ترک کر دیا۔ ہشام کہتے ہیں کہ بیع میں سود کا شائبہ تک نہیں تھا۔

۲۳۰۶-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، احمد بن ابراہیم، ابواسحٰق طالقانی ضمرہ، سری بن یحییٰ کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے چالیس ہزار درہم کا نفع ایک بیع میں چھوڑ دیا تھا انہیں اسکے متعلق کچھ شبہ تھا، سلیمان تیمی کہتے ہیں انہیں ایسی چیز کا شبہ پیدا ہوا تھا جسکا علماء میں کچھ اختلاف نہیں۔

۲۳۰۷-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، موسیٰ بن ہلال، ہشام بن حسان کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین کو جب کسی ولیمہ کی دعوت دی جاتی تو وہ اپنے گھر میں داخل ہوتے اور اہل خانہ سے کہتے مجھے ایک آدھ گھونٹ ستو کی پلا دو گھر والے کہتے: آپ ولیمہ میں جار ہے ہیں اور ستو نوش فرما رہے ہیں؟ فرماتے: میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ اپنی بھوک لوگوں کے کھانے پر جا کر نکالوں۔

۲۳۰۸-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، ابراہیم بن حبیب بن شہید، ہشام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ انسؓ بن مالک نے وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد مجھے محمد بن سیرین رحمہ اللہ غسل دیں۔ اتفاق سے محمد بن سیرین ان دنوں قید خانے میں محبوس تھے جب انہیں وصیت کا کہا گیا تو کہنے لگے میں کیسے غسل دے سکتا ہوں میں تو محبوس ہوں؟ لوگوں نے کہا ہم امیر سے اجازت لے لیتے ہیں۔ چنانچہ لوگوں نے امیر سے اجازت لی، فرمانے لگے مجھے امیر نے محبوس نہیں کیا مجھے تو صاحب حق نے محبوس کیا ہے، چنانچہ صاحب حق نے اجازت دی وہ قید خانے سے باہر تشریف لائے اور غسل دیا۔ (انہیں قرضے کے سلسلے میں قید کر لیا گیا تھا۔ تنولی)

۲۳۰۹-ابونعیم اصفہانی، احمد بن اسحٰق، احمد بن یحییٰ بن نصر، عبیداللہ بن معاذ، ابوہ معاذ، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین کسی کے ہاں کھانا تناول نہیں فرماتے تھے انہیں جب ولیمہ وغیرہ کی دعوت دی جاتی دعوت قبول فرما لیتے لیکن کھانا تناول نہیں فرماتے تھے اور اپنے مال سے کھوٹے دراہم نکال دیا کرتے تھے۔

۲۳۱۰-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، احمد بن علی بن مثنیٰ، ابوربیع، حماد بن زید، ہشام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے

تھے: آجکل تو مسلمان درہم ودینار کا بندہ ہے۔

۲۳۱۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، ازہر...... ابن عون کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ موجودہ رائج الوقت دیناروں اور درہموں کے ساتھ بیع وشراء کرنا مکروہ سمجھتے تھے چونکہ ان پر اللہ کا نام لکھا ہوتا تھا۔ کہا کرتے: مسلمان درہم کا بندہ ہے۔

۲۳۱۲-ابونعیم اصفہانی، ابوخلید بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، علی بن سہل، عفان، حماد بن زید ...... ایوب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابوقلابہ کے پاس محمد بن سیرین کا ذکر کیا گیا کہنے لگے: ہم میں سے کون محمد بن سیرین کی سی طاقت رکھتا ہے محمد بن سیرین تیروں کی دھار پر سوار ہوتے ہیں

۲۳۱۳-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوبکر، سفیان بن عیینہ، عاصم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن سیرین رحمہ اللہ اپنے ساتھ کسی کو نہیں چلنے دیتے تھے۔ (جیسا کہ آج کل اس کے خلاف علماء کی عادت ہے کہ وہ لوگوں کے جلو میں چلتے ہیں۔ اصغر)

۲۳۱۴-**فتوی دینے میں ابن سیرینؒ کی احتیاط** ...ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد جرجانی، احمد بن موسیٰ بن عباس، اسماعیل بن سعید کسائی، نجم بن بشر، اسماعیل بن ذکریا، عاصم احول کہتے ہیں کہ میں محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے ہاں تھا ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے ابوبکر! فلاں مسئلہ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ جواب دیا: مجھے اس کے متعلق کچھ یاد نہیں۔ ہم نے ان سے کہا: آپ اپنی رائے سے کچھ جواب دے دیں۔ کہنے لگے: ابھی اپنی رائے سے کچھ کہہ لوں اور بعد میں رجوع کرتا رہوں بخدا! ایسا نہیں کروں گا۔

۲۳۱۵-**امیر ابن ہبیرہ کا چار بزرگوں کی دعوت کرنا**.....ابونعیم اصفہانی محمد بن علی، عبداللہ بن حسین بن معبد، عبداللہ بن سعد اشج، محاربی، جعفر بن مرزوق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن ہبیرہ نے محمد بن سیرین، حسن بصری اور امام شعبی رحمہ اللہ کو بلایا جب تینوں حضرات اس کے پاس تشریف لائے ابن سیرین رحمہ اللہ سے کہنے لگا: یا ابا بکر! جب سے آپ ہمارے دروازے کے قریب ہوئے آپ نے کیا محسوس کیا؟ فرمایا: میں نے بے انتہا ظلم وستم دیکھا ہے۔ ابن سیرین کے بھتیجے نے انکا کاندھا دبا کر انہیں چپ رہنے کی تلقین کی۔ ابن سیرین اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے سوال مجھ سے کیا گیا ہے تجھ سے تو نہیں۔

بعد میں ابن ہبیرہ نے حسن بصری رحمہ اللہ کو چار ہزار درہم، ابن سیرین کو تین ہزار اور امام شعبی رحمہ اللہ کو دو ہزار درہم بھجوائے ان دو حضرات نے تو قبول فرمالیے لیکن ابن سیرین رحمہ اللہ نے انکار کر دیا۔

۲۳۱۶-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، حسن بن عبدالعزیز جروی، ضمرہ...... حازم بن رجاء بن ابی سلمہ کہتے ہیں ایک مرتبہ یونس بن عبید حسن بصری رحمہ اللہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ کے اوصاف بیان کرنے لگے کہا: رہی بات ابن سیرین رحمہ اللہ کی انہیں جب بھی یک لخت دین کے معاملے میں دو امور پیش آئے ان میں سے جو زیادہ قابل اعتماد ہوتا آپ اسے اختیار کرتے تھے۔

۲۳۱۷-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسود بن عامر، جریر بن حازم کہتے ہیں میں نے ابن سیرین رحمہ اللہ کو فرماتے سنا وہ مجھ سے کہہ رہے تھے: کیا تم نے اس کالے آدمی کو دیکھا؟ پھر فوراً بولے: استغفر اللہ! میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ ہم نے اس آدمی کی غیبت کر دی۔

۲۳۱۸-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن احمد، ابراہیم بن محمد بن حسن، جعفر بن عامر بزار، احمد بن عبدالمجید، حماد بن زید، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن سیرین رحمہ اللہ کے بہت سارے رہائشی مکان تھے جو لوگوں کو رہائش کے لئے مفت دے رکھے تھے اور کرایہ صرف ذمیوں سے لیتے تھے۔ جب ان سے کرایہ نہ لینے کی وجہ پوچھی گئی تو جواب دیا کہ جب مہینہ ختم ہو جاتا ہے میں اس سے ڈرتا ہوں کہ

کسی مسلمان کو ڈراؤں۔

۲۳۱۹-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، محمد بن یونس، ازہر بن سعید، ابن عون کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس گیا ان کے سامنے شہد رکھا ہوا تھا کہنے لگے آؤ کھانا کھاؤ چونکہ کھانا اس لائق نہیں کہ اسکو تقسیم کیا جائے۔

۲۳۲۰-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، احمد بن منصور، مسلم بن ابراہیم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قرہ بن خالد کہتے ہیں ایک مرتبہ میں نے محمد بن سیرین کے گھر میں کھانا کھایا میں ابھی سیر نہیں ہوا تھا کہ ہاتھ روک لیا اور رومال اٹھالیا۔ ابن سیرین رحمہ اللہ مجھے مخاطب کر کے کہنے لگے: حسنؓ بن علیؓ نے فرمایا: کھانا تقسیم سے بالاتر ہے۔

۲۳۲۱-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، ابومسلم کشی، بکار، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے ابن عون کہتے ہیں: ہم جب بھی محمد بن سیرین کے پاس آئے انہوں نے ہمیں حلوہ اور فالودہ ضرور کھلایا۔

۲۳۲۲-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن یحییٰ بن مطرف، مسلم بن ابراہیم، ابوخلدہ کہتے ہیں میں، ابن عون اور سہم فرائض ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس گئے۔ کہنے لگے: میں نہیں جانتا کہ تمہیں تحفہ میں کیا کھلاؤں گوشت روٹی یا کچھ اور؟ لونڈی کو آواز دی اے کنیز! شہد لے آؤ چنانچہ لونڈی شہد لائی اور اپنے ہاتھ سے ڈالنے لگے ہم مزے سے کھاتے رہے۔

۲۳۲۴-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، عبداللہ بن وہب الغزی، محمد بن ابی سری، ضمرہ، رجاء بن ابی سلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن عون کہتے ہیں: ایک مرتبہ ابن سیرین کے اہل خانہ میں خوشی کا موقعہ آیا۔ انہیں مبارک باد دینے کیلئے ان کے ہاں فرقد سنجیؒ آئے اہل خانہ نے فرقد کو خبیص (حلوہ جو گھی، شہد اور روٹی سے بنتا ہے) پیش کیا لیکن فرقد نے کھانے سے انکار کر دیا، اہل خانہ نے گھی، شہد اور تازہ روٹی پیش کی۔ فرقدؒ نے کھانی شروع کر دی۔ انہیں دیکھ کر ابن سیرین کہنے لگے: جس چیز کا تم نے کھانے سے انکار کیا ابھی وہی کھا رہے ہو۔

۲۳۲۵-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، علی بن مسلم، ابراہیم بن حبیب بن شہید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حبیب بن شہید کہتے ہیں: میں ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس گیا۔ اس دن سخت گرمی تھی انہوں نے میرے چہرے میں کمزوری کے اثرات دیکھ کر کہا: اے جاریہ! حبیب کے لئے جلدی سے کھانا لیتی آؤ حتی کہ کئی بار کہا میں نے کہا مجھے کھانے کی ضرورت نہیں چنانچہ جب لونڈی نے کھانا پیش کیا میں نے پھر کہا مجھے ضرورت نہیں فرمایا: ایک لقمہ لے لو پھر تمہیں اختیار ہے جب میں نے ایک لقمہ لیا تو میرے اندر کھانے کا نشاط پیدا ہو گیا اور میں نے سیر ہو کر کھانا کھالیا۔

۲۳۲۶-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، احمد بن حنبل، ابراہیم بن حبیب ... ہشام کہتے ہیں کہ ابن سیرین رحمہ اللہ کے اہل خانہ کے پاس جب بھی کوئی آتا اسے ضرور کھانا پیش کرتے تھے حتی کہ جب کھانا ختم ہو جاتا اور کوئی آدمی آتا تو بازار سے کھجوریں خرید کر لاتے اور وہ پیش کرتے۔

۲۳۲۷-ابونعیم اصفہانی، عثمان بن محمد عثمان، ابوروق، عبداللہ بن فضل، اصمعی، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب ابن سیرین مقروض ہو جاتے کھانے کی مقدار میں تخفیف کر دیتے حتی کہ اس حالت میں میں ان کے پاس جاتا تو انکا سالن ایک چھوٹی سی مچھلی ہوتا تھا۔

۲۳۲۸-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن سلیمان احمد، احمد بن یحییٰ، محمد بن سلام، اصمعی کے سلسلۂ سند سے ابوہلال راسبی کہتے ہیں محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے ہمیں دوپہر کے کھانے میں شرکت کی دعوت دی۔ چنانچہ ان کا سالن ایک چھوٹی مچھلی تھا ہم میں سے صرف ابوعطارد کھانا کھانے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

۲۳۲۹-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عمرو بن زرارہ، ابومحمد بن حیان، ابراہیم بن حسن، یعقوب دورقی، ابن علیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن عون کہتے ہیں میں نے موحدین کے لئے امید بہار رکھنے والا ابن سیرین سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ چنانچہ وہ ذیل کی آیات تلاوت کرتے تھے:

انهم كانوا اذاقيل لهم لااله الاالله يستكبرون: (الصافات ۳۵)

جب ان سے توحید کے اقرار کی تلقین کی جاتی ہے وہ آگے سے انکار کرتے ہوئے تکبر کرتے ہیں۔

ماسلككم فى سقر قالوالم نک من المصلين (مدثر ۴۲)

تمہیں کیا چیز جہنم میں لے گئی وہ جواب دیں گے ہم دنیا میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔

لايصلاها الاالأشقى الذى كذب وتولى (الیل ۱۵،۱۶)

جہنم میں وہی آدمی پڑے گا جو سخت بد بخت ہوگا جس نے توحید کو جھٹلایا اور اس سے منہ موڑا۔

۲۳۳۰-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، احمد بن علی بن مثنیٰ، عبدالصمد بن یزید، فضیل بن عیاض کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ تو صرف اللہ کی اطاعت ہے یا آگ اور ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ تو صرف اللہ کی رحمت ہے یا آگ۔

۲۳۳۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، محمد بن یونس، ازہر بن سعد، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ (کفار) لوگ موقوف شئے کی امید رکھتے تھے حتی کہ ماں کے پیٹ میں پڑے حمل (کو بھی بیچ ڈالتے)۔

۲۳۳۲-ابونعیم اصفہانی، محمد بن اسحٰق، احمد بن یحییٰ بن نصر، عبیداللہ بن معاذ، معاذ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن عون کہتے ہیں ایک آدمی نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس آیت "لئن لم ينته المنافقون والذين فى قلوبهم مرض "تلاوت کی ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: منافقین کے لئے اس آیت سے بڑھ کر کوئی آیت امید ورجا نہیں سو آپ ﷺ تادم وفات منافقین کو ایمان پر اکساتے رہے۔

۲۳۳۳-ابونعیم اصفہانی، ابوعمرو عثمان بن محمد العثمانی، نعمان بن احمد، محمد بن عبدالملک، ہیثم بن عدی، سہیل کہتے ہیں کہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ حجاج کو گالیاں دے رہا تھا، اس سے کہا اے آدمی! رک جا اس لئے کہ دنیا میں تو نے جو صغیرہ گناہ کیا ہوگا وہ تجھے آخرت میں حجاج کے دنیا میں کئے ہوئے کبیرہ گناہ سے بھی بڑا لگے گا اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ حاکم عادل ہے اگر حجاج سے اس کے ظلم کا بدلہ لے گا تو حجاج پر جس نے ظلم کیا ہوگا اس کا بدلہ بھی اس کو دلوائے گا لہٰذا اپنے آپ کو کسی کو گالیاں دینے میں مشغول مت کرو۔

۲۳۳۴-**چالیس سال قبل کہے ایک الفاظ کی سزا**... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابراہیم بن حسن باہلی، حماد بن زید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب ابن سیرین رحمہ اللہ مقروض ہوجاتے تو سخت مغموم ہوجاتے اور کہا کرتے میں جانتا ہوں کہ یہ غم مجھے چالیس سال سے ایک گناہ کی وجہ سے ہورہا ہے...

۲۳۳۵-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، عمر بن بحر اسدی، احمد بن ابی الحواری، عبداللہ بن سری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا بے شک میں اس گناہ کو باخوبی جانتا ہوں جسکی وجہ سے مجھے قرضے کی پریشانی سے دوچار ہونا پڑتا ہے چنانچہ میں نے ایک آدمی کو چالیس سال قبل یا مفلس کہا تھا۔

۲۳۳۶-ابونعیم اصفہانی کہتے ہیں ابن سیرین نے یہ بات ابوسلیمان دارانی کو سنائی اور کہا حضرات تابعین کرام کے گناہ بہت قلیل ہوتے تھے لہٰذا وہ جانتے تھے کہ یہ کہاں سے سرزد ہوئے جبکہ آجکل لوگ کثرت سے گناہ کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ مصائب کہاں سے ہم

پر ٹوٹ رہے ہیں۔

۲۳۳۷-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، احمد بن محمد بن ابی نصر التمار، جدہ ابونصر، حماد بن سلمہ..... ثابت کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے کہا اے ابومحمد! مجھے تمہارے ساتھ مجالست سے صرف شہرت کے خوف نے باز رکھا ہے میں مسلسل آزمائشوں کا شکار رہتا ہوں حتیٰ کہ چبوترہ میں میں اقامت اختیار کرتا ہوں تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ محمد بن سیرین ہے لوگوں کے اموال کھاتا ہے۔ جبکہ ان پر لوگوں کا بہت قرضہ تھا۔

۲۳۳۸-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن ابراہیم، ابوعبداللہ، عبدالملک بن قریب، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب ابن سیرین رحمہ اللہ مقروض ہو گئے انہوں نے کھانے وغیرہ میں تخفیف کردی حتیٰ کہ ایک مرتبہ میں نے ہی انہیں اپنے ہاں ٹھہرایا اور ان کا سالن فقط ایک چھوٹی سی مچھلی ہوتا تھا۔

۲۳۳۹-ابن سیرین کا تقویٰ وعبادت ابونعیم اصفہانی، محمد بن جعفر، جعفر فریابی، قتیبہ بن سعید، حماد بن زید، انس بن سیرین کے سلسلۂ سند سے منقول ہے کہ ابن سیرین رحمہ اللہ کے سات وظیفے (ورد) ہوتے تھے جنہیں وہ دن دن میں پڑھتے تھے اگر کوئی وظیفہ فوت ہو جاتا تو رات کے وقت پڑھتے۔

۲۳۴۰-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، ابویعلیٰ موصلی، محمد بن حسن، ازہر، ابوعون، یوسف، عبداللہ بن حارث کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین عشاء کے بعد تھوڑا سو جاتے جب عشاء کا وقت گزر جاتا پھر نماز پڑھنے کھڑے ہو جاتے اور پوری رات عبادت میں گزار دیتے۔

۲۳۴۱-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حسن بن عبدالعزیز، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے جس دن افطار کرنا ہوتا صرف صبح کا کھانا تناول فرماتے شام کا نہیں، پھر سحری کھالیتے اور یوں صبح روزے کی حالت میں کرتے۔

۲۳۴۲-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، نصر بن علی، بشر بن عمر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہشام بن حسان کی بیوی ام عباد کہتی ہیں کہ ہم محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے گھر مہمان بن کر آتے رہتے تھے چنانچہ رات کے وقت ہم انہیں روتے ہوئے دیکھتے اور دن کو ہنستے ہوئے۔

۲۳۴۳-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، خلیفہ بن خیاط، سیدان، یزید بن زریع ابوعوانہ کہتے ہیں میں نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ کو ایک مرتبہ بازار میں چلتے دیکھا، جو بھی انہیں دیکھتا اسے اللہ یاد آجاتا تھا۔

۲۳۴۴-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، نصر بن علی موسیٰ بن مغیرہ کہتے ہیں میں نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ کو دوپہر کے وقت بازار میں آتے دیکھا چنانچہ وہ تکبیر وتسبیح اور ذکر اللہ میں مشغول تھے۔ ایک آدمی کہنے لگا اے ابوبکر! آپ اس وقت بازار میں تشریف لائے؟ فرمایا: یہ غفلت کی گھڑی تھی اسی میں بازار آنا مناسب سمجھا۔

۲۳۴۵-ابوعلی محمد بن احمد، بشر بن موسیٰ، عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، اسحٰق بن اسماعیل، سفیان بن عیینہ، زہیر اقطع کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ جب موت یاد کرتے تو ان کے جسم کا ہر عضو بے حس ہو جاتا تھا۔

۲۳۴۶-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحییٰ بن اسحٰق، مہدی بن میمون، جریر کہتے ہیں کہ ہم محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس تھے جب ہم اٹھنے لگے تو ہم نے کہا اے ابوبکر! ہمارے لئے دعا فرمادیجئے چنانچہ دعا کرنے لگے ''اے اللہ

ہمارے اچھے اعمال قبول فرما اور اہل جنت کے لئے جو صدق وسچائی کے وعدے کیے گئے ہیں ان پر ہمیں پورا اترنے کی توفیق عطا فرمایا۔

۲۳۴۷-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، ابویعلیٰ، شیبان، سلام بن مسکین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے تھے جب بندہ بیداری میں اللہ سے ڈرتا ہے تو نیند میں دیکھنے والا خواب اسے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

۲۳۴۸-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد بن اسحٰق، ابوبکر بن ابی عاصم، محمد بن یزید، وہب بن جریر، جریر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب کوئی آدمی محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے خواب کی تعبیر پوچھتا: فرماتے بیداری میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو نیند میں خواب تمہیں کچھ ضرر نہیں پہنچائے گا۔

۲۳۴۹-راہ سے تکلیف دہ شئی ہٹانے کا اجر......ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسن بن ہارون، عبداللہ بن محمد مکی، جعفر بن عبداللہ بن کردوس، عبداللہ بن کردوس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے مجھ سے اپنا خواب بیان کیا کہ نیند میں میں نے ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا کہ اسکی پنڈلیاں سونے کی ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ جواب دیا اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کردی، مجھے جنت میں داخل کیا اور مجھے گوشت پوست کی پنڈلیوں کی بجائے سونے کی دو پنڈلیاں عطا فرمائیں جن سے میں جنت میں جہاں چاہتا ہوں چلتا پھرتا ہوں۔ میں نے پوچھا تجھے یہ انعام کس چیز کے بدلے میں ملا؟ کہا: میں رستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیتا تھا۔

۲۳۵۰-ابونعیم اصفہانی، حبیب بن حسن، علی بن حسن قطان، محمد بن زیاد زیادی، حماد بن زیاد ہشام بن حسام کہتے ہیں مجھے ابن سیرین کے خاندان کے کسی فرد نے بتایا ہے کہ میں نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ کو دیکھا کہ جب بھی والدہ کے ساتھ بات کرتے تو نہایت عاجزی وانکساری سے بات کرتے۔

۲۳۵۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، اسماعیل، ابن عون کہتے ہیں ایک آدمی محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے ہاں آیا اور وہ اس وقت اپنی والدہ کے پاس موجود تھے۔ وہ آدمی (ان کی پریشانی دیکھ کر) بولا: محمد کا کیا حال ہے؟ کیا انہیں کسی تکلیف اور مرض وغیرہ کی شکایت تو نہیں؟ تلامذہ نے جواب دیا نہیں۔ لیکن وہ جب بھی اپنی والدہ کے پاس تشریف فرما ہوتے ہیں ان پر یہی (عاجزی وانکساری کی) کیفیت چھائی رہتی ہے۔

۲۳۵۲-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، محمد بن یونس، ازہر بن سعید، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: جنگل میں ایک درخت تھا جسکی لوگ عبادت کرتے تھے ایک آدمی نے کلہاڑا لیا اور درخت کاٹ دیا اس فعل پر اسکی مغفرت ہوگئی۔

۲۳۵۳-ابونعیم اصفہانی، محمد بن ابراہیم، احمد بن حسن بن عبدالجبار، شجاع بن مخلد، ازہر، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: صحابۂ کرامؓ دین میں مدد کرنے کو حسنِ خلق سمجھتے تھے۔

۲۳۵۴-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد بن احمد جرجانی، ذکریا ساجی، عباس الباکسائی، محمد بن یوسف فریابی، سفیان ثوری، شجاع بن مخلد، ازھر، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین نے فرمایا: صحابۂ کرامؓ شک وتہمت سے پاک عشق کرتے تھے۔

۲۳۵۵-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی بن حبیش، احمد بن قاسم بن مشاور، خالد بن خداش، مہدی بن میمون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین بعض اوقات اشعار بھی پڑھتے تھے، لطیفے بیان کرتے اور اس پر ہنستے بھی تھے حتی کہ جب سنتِ نبوی ﷺ کے متعلق کوئی حدیث شریف آتی تیوری چڑھ جاتی اور خود بھی سکڑ جاتے۔

۲۳۵۶-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حسن بن عبدالعزیز، ضمرہ، سری بن یحیٰ وابن شوذب کے سلسلۂ سند

سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین بسا اوقات اسقدر ہنستے کہ گدی کے بل چت لیٹ جاتے اور ایڑیاں رگڑنے لگتے۔

۲۳۵۷-ابن سیرین کی خوش دلی اور بذلہ سنجی ..... ابونعیم اصفہانی، عثمان بن محمد عثمان، حسین بن احمد بن بسطام، مقوم یحیٰ بن حکیم، قریش بن انس، حبیب بن شہید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ آزمائشوں سے پریشان نہیں ہوتے تھے بسا اوقات اسقدر ہنستے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے۔

۲۳۵۸-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عمرو بن رستہ، ابوسہل یوسف بن عطیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ زیادہ مزاح کرتے اور زیادہ ہنستے تھے۔

۲۳۵۹-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن مسلم، احمد بن علی ابار، ابن حیان، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ اپنے تلامذہ کے ساتھ ہنسی مزاح کیا کرتے تھے۔ اور کہتے مدر فشین کو خوش آمدید یعنی تم جنازوں کے پاس حاضری دیتے ہو اور مردوں کو اٹھاتے ہو۔

۲۳۶۰-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد محمد بن احمد، علی بن محمد بن حاتم، حامد بن محمد، محمد بن عباد، حسن بن اسحٰق بصری، سعید بن ابی عروبہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: انار پھلوں کے درمیان ایسی فضیلت کا حامل ہے جس طرح جبرئیل فرشتوں کے درمیان۔

۲۳۶۱-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، خلف بن عبیداللہ ضبی، نصر بن علی، اصمعی ..... جویریہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے کہا: میں نے ایک بڑے ہونٹوں والی لونڈی خریدی ہے۔ کہنے لگے پھر مزے سے اسکے بوسے لو۔

۲۳۶۲-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، علی بن سعید رازی، حسن بن علی حلوانی، ابوعاصم، قرہ بن خالد کہتے ہیں میں نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا صحابۂ کرامؓ بھی آپس میں مزاح کیا کرتے تھے؟ جواب دیا: وہ بھی تو ہم جیسے لوگ تھے (یعنی بشری تقاضوں سے منسلک) چنانچہ ابن عمرؓ مزاح کرتے اور ذیل کے اشعار پڑھتے تھے۔

یحب الخمر من کیس الندامی ..... ویکرہ ان تفارقه الفلوس

شراب کے ہم جلیسوں میں سے عقلمند آدمی شراب پسند کرتا ہے ..... لیکن روپیہ پیسا اپنی جیب سے نکلنا ناپسند کرتا ہے۔

۲۳۶۳-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر طلحی، احمد بن سفیان، عبدالقدوس بن محمد بن شعیب بن حبحاب، صالح بن عبدالکبیر، ابوبکر بن شعیب کہتے ہیں: میں محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا تھا نماز عصر سے تھوڑی دیر پہلے کی بات ہے کہ اچانک ایک آدمی آیا اور ان سے اس شعر کے متعلق کچھ پوچھنے لگا چنانچہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے ذیل کے اشعار پڑھے:

کان المدامة والزنجبیل ..... وریح الخزامی وذوب العسل

شراب اور کمزور جسم والا مرد .. گویا کہ خزامی بوٹی کے پھول کی خوشبو اور شہد کا پگھلنا

یعدل به بردانیابها ..... اذا النجم وسط السماء اعتدل

یہ چیزیں معشوقہ کے دانتوں کی ٹھنڈک کے برابر ہیں اس وقت جبکہ ستارہ آسمان کے وسط میں معتدل ہو۔

یہ اشعار پڑھنے کے بعد ابن سیرین رحمہ اللہ نے نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہہ لی۔

۲۳۶۴-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر طلحی، احمد بن حماد، ابراہیم جوہری، یحیٰ بن خلیف بن عقبہ ..... خلیف بن عقبہ کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا آدمی شعر پڑھ سکتا ہے اس طرح کہ اس کا وضو نہ ٹوٹے؟ ابن سیرین رحمہ اللہ نے جواب میں ذیل کے شعر

پڑھے:۔

نبئتُ ان فتاة كنت اخطبها...... رقوبها مثل شهر الصوم فى الطول

مجھے آگاہ کیا گیا ہے کہ بے شک ایک دوشیزہ جسے میں نکاح کا پیغام دیتا ہوں اسکی مصیبت طول میں روزوں کے مہینے کی سی ہے۔

اسنانها مائته اوزدن واحدة...... سائر الخلق منهابعد ممطول

اسکی عمر سو سال سے ایک آدھ سال اوپر ہوگئی ہے ساری مخلوق اس سے ٹال مٹول میں ہے۔

پھر ابن سیرین رحمہ اللہ نے تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کردی۔

۲۳۶۵-ابونعیم اصفہانی، احمد بن سندی، محمد بن عباس مؤدب، خالد بن خداش، حماد بن زید، ہشام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: اس آدمی کی مثال جو جوتے اتارے بغیر بیٹھ جائے اس سواری کی طرح ہے جس کے اوپر سے بوجھ اتار لیا جائے اور پالان جوں کا توں اس پر رہنے دیا جائے۔

۲۳۶۶-ابونعیم اصفہانی، جعفر بن محمد بن نصر، ابوعمرو عثمانی، ابوعباس بن مسروق، محمد بن سنان، عمر بن حبیب، ابن عون کہتے ہیں میں نے محمد بن سیرین کو فرماتے سنا ہے کہ تین چیزوں کے ساتھ کوئی اجنبیت نہیں ہوتی حسن ادب، تکلیف دہ چیز کا ہٹادینا اور شک وتہمت سے علیحدگی۔

۲۳۶۷-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، حسن بن سمیدع، موسیٰ بن ایوب، علی بن بکار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: دو آدمی آپس میں زمین کے معاملہ میں جھگڑنے لگے اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا جس سے وہ بول اٹھی کہ اے مسکینو! بدبختو! تم دونوں میرے متعلق جھگڑ رہے ہو حالانکہ صحیح لوگوں کو چھوڑ کر ایک ہزار اندھے میرے مالک بن چکے ہیں۔

۲۳۶۸-ابونعیم اصفہانی، عمر بن محمد بن حاتم، محمد بن عبید اللہ بن مرزوق، عفان، حماد بن زید ہشام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت حسینؓ بن علی کے قتل سے پہلے آسمان کے کناروں پر سرخی نہیں دیکھی گئی اور حضرت عثمانؓ کے قتل سے پہلے غزوات میں چتکبرے گھوڑے گم نہیں پائے گئے۔

۲۳۶۹-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، محمد بن علی بن حبیش، احمد بن قاسم بن مشاور، احمد بن محمد صفار...... مرحوم بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب کو فرماتے سنا ہے کہ جب یزید بن ملہب کا فتنہ برپا ہوا میں اور ایک اور آدمی ابن سیرین کے پاس گئے۔ ہم نے کہا آپ اس فتنہ کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں؟ فرمایا: لوگوں میں جو زیادہ سعادتمند ہوا اس کو دیکھو (یعنی حضرت عثمانؓ کا قتل)۔ پھر اسکی اقتداء کرو، ہم کہتے تھے کہ یہ ابن عمرؓ ہیں جنہوں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

۲۳۷۰-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن مسلم، احمد بن علی ابار، عبداللہ بن عون، ابویحییٰ حمانی، قطبہ بن عبدالعزیز، یوسف صباغ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے خواب میں اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

خوابوں کی تعبیر (از ابن سیرینؒ)

۲۳۷۱-ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، مروان بن سالم، مسعدہ بن یسع ...... خالد بن دینار کہتے ہیں میں ایک مرتبہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس تھا ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے ابوبکر! میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں ایک کوزے سے پانی پی رہا ہوں اور اس کی دو ٹونٹیاں ہیں۔ ایک ٹونٹی سے میٹھا پانی آرہا ہے جبکہ دوسری سے کھاری پانی، ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو، تیری اپنی بیوی موجود ہے جبکہ تو اسکی بہن کو اپنے دام میں پھنسانا چاہتا ہے۔

۲۳۷۲-ابونعیم اصفہانی، عمر بن محمد بن حاتم، محمد بن عبداللہ، عفان، حماد بن زید و وہب، ایوب، ابوقلابہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے خواب کی تعبیر پوچھی اور کہا: میں نے خواب دیکھا کہ پیشاب کے رستے مجھے خون نکل رہا ہے فرمایا: تم اپنی بیوی سے حائضہ ہونے کی حالت میں صحبت کرتے ہو، کہنے لگا جی ہاں، فرمایا: اللہ سے ڈرو اور آئندہ پھر نہیں کرنا۔

۲۳۷۳-ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، مروان بن سالم، مسعدہ، ابوجعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے خواب دیکھا گویا کہ اس کے حجرے میں ایک بچہ چیخ رہا ہے، اس آدمی نے اپنا خواب ابن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کیا، جواب دیا اللہ تعالیٰ سے ڈرو چھڑی کے ساتھ مت مارو۔

۲۳۷۴-ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، مروان، مسعدہ، سلیمان، حبیب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک عورت نے خواب دیکھا کہ وہ ایک سانپ کا دودھ دوھ رہی ہے اس نے ابن سیرین رحمہ اللہ سے خواب کی تعبیر پوچھی، جواب میں فرمایا: دودھ فطرت ہے اور سانپ دشمن ہے اسکا فطرت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں لہٰذا اس عورت کے پاس اہل بدعت نشست و برخاست رکھتے ہیں۔

۲۳۷۵-ابونعیم اصفہانی، احمد بن اسحٰق، احمد بن عمرو بن ضحاک، ابوہشام رفاعی، ابوبکر بن عیاش، مغیرہ بن حفص کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حجاج بن یوسف نے خواب دیکھا کہ دو حوریں اس کے پاس آئیں ایک اس نے پکڑ لی جبکہ دوسری اس کے ہاتھوں سے نکل گئی حجاج نے خواب عبدالملک کو لکھ بھیجا عبدالملک نے جواب لکھا کہ یہ مبارک خواب ہے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ جب ابن سیرین رحمہ اللہ کو پتہ چلا فرمانے لگے: بلکہ اس کی سرین گڑھے سے چوک گئی۔ یہ دو کنویں ہیں ایک کو اس نے پالیا جبکہ دوسرا اس کے ہاتھ سے نکل گیا چنانچہ اس نے ایک کنواں پایا اور دوسرا خطا ہو گیا۔

۲۳۷۶-ابونعیم اصفہانی، احمد بن اسحٰق، احمد بن عمرو، ہشام، ابوبکر، مغیرہ کہتے ہیں ابن سیرین رحمہ اللہ نے خواب دیکھا کہ جوزاء ستارہ ثریا سے آگے بڑھ گیا ہے اور ثریا اس کے نقشِ قدم پر چل پڑی ہے۔ فرمایا: حسن بصری رحمہ اللہ وفات پائیں گے اور ان کے بعد میری موت واقع ہو گی اور وہ مجھ سے افضل ہیں۔

۲۳۷۷-ابونعیم اصفہانی، احمد بن بندار، ابوبکر بن ابی عاصم، محمد بن یزید، یحییٰ بن یمان، حارث بن مشقف کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے خواب کی تعبیر پوچھی کہا: میں نے دیکھا گویا میں جوہر کے جام سے شہد چاٹ رہا ہوں، فرمایا اللہ سے ڈرو قرآن مجید کو دہرانے کی عادت بنالو تم نے قرآن مجید پڑھا اور پھر اسے بھلا دیا ہے۔

ایک آدمی نے پوچھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں زمین میں ہل چلا رہا ہوں لیکن اس سے کچھ اگتا نہیں فرمایا: تو اپنی بیوی سے عزل کرتا ہے۔ (یعنی دوران صحبت انزال بیوی کے رحم سے باہر کرتا ہے)۔

۲۳۷۸-ابونعیم اصفہانی، احمد بن بندار، ابوبکر بن ابی عاصم، محمد بن یزید، یحییٰ بن یمان، مبارک بن یزید بصری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے کہا میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں کپڑا دھو رہا ہوں لیکن وہ صاف نہیں ہونے پاتا؟ فرمایا: تو نے اپنے بھائی سے قطع تعلقی کر رکھی ہے۔ ایک آدمی نے کہا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں فضاء میں اڑ رہا ہوں؟ جواب دیا تو بے شمار آرزوئیں اور تمنائیں رکھتا ہے۔

۲۳۷۹-ایک خواب اور اس کی فوری تعبیر... ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان، ہشام بن حسان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس آیا میں وہاں ان کے پاس موجود تھا کہنے لگا: میں نے خواب

میں دیکھا کہ میرے سر پر سنہری تاج رکھا ہوا ہے۔ ابن سیرین رحمہ اللہ نے جواب دیا: اللہ سے ڈرو! تمہارا باپ وطن سے دور کہیں پردیس میں پڑا ہے اس کی آنکھوں کی بصارت ختم ہو چکی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ تو فوراً اس کے پاس جائے۔

ہشام کہتے ہیں آدمی نے ابھی تک ابن سیرین کو بات کا جواب بھی نہیں دیا تھا کہ اس نے ہاتھ تہبند کے حجزہ (نیفہ) میں ڈالا اور باپ کا خط نکالا۔ واقعۃً اس میں باپ کی بصارت ختم ہونے اور وطن سے دور پردیس میں بے یار و مددگار پڑے ہونے کا ذکر تھا نیز اسے اپنے پاس آنے کا حکم بھی لکھا تھا۔

۲۳۸۰- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن علی، حارث بن ابی اسامہ، عبدالوہاب بن عطاء، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ علم دین ہے لہٰذا خوب اچھی طرح سے غور کرلیا کرو کہ یہ دین تم کس سے حاصل کر رہے ہو۔

۲۳۸۱- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر بن اسحٰق موصلی، محمد بن احمد بن مثنیٰ، اسماعیل بن ذکریا، عاصم احول کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: صحابۂ کرامؓ سے استاد کے بارے میں نہیں پوچھا جاتا تھا چنانچہ جب فتنہ برپا ہوا (یعنی فتنہ اہل بدعت، خوارج اور معتزلہ وغیرہ) تو محدثین کہنے لگے کہ اپنے رجال کا ہمارے سامنے نام لو تاکہ ہم اہل سنت کی حدیثوں کو ہاتھوں ہاتھ لیں اور اہل بدعت کی حدیثوں کو رد کردیں۔

مسانید محمد بن سیرین رحمہ اللہ

محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے بہت سارے صحابۂ کرامؓ سے احادیث روایت کی ہیں خصوصاً ابوہریرہ، ابوسعید خدری، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عمران بن حصین، ابوبکرہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم اجمعین سے اکتساب حدیث کیا ہے۔ تاہم چند ایک احادیث ان کی سند سے مروی درج ذیل ہیں۔

۲۳۸۲- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، بشر بن موسیٰ، ہوذہ بن خلیفہ، عوف، محمد و خلاس کے سلسلۂ سند سے ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی ایک دن روزہ رکھے اور پھر بھول کر کچھ کھا پی لے اسے چاہیے کہ وہ اپنا روزہ مکمل کرے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔[1]

۲۳۸۳- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، یزید بن ہارون، ہشام بن حسان کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو روزہ دار بھول کر پانی پی لے اسے چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔[2]

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے تابعین کرام قتادہ، ایوب سختیانی، خالد حذاء اور حبیب بن شہید روایت کرتے ہیں۔

۲۳۸۴- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، سعید بن عامر بن بکار، ابن عون ...... محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ مسلمان بندہ نماز پڑھتے ہوئے اس کے موافق ہو جائے اور اللہ سے بھلائی مانگے، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرمائیں گے۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اس گھڑی کی

۱۔ مسند الامام احمد ۲/ ۲۹۵. والسنن الكبرى للبيهقي ۴/ ۲۲۹

۲۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام ۱۷۱. ومشكاة المصابيح ۲۰۰۳. ونصب الراية ۲/ ۴۴۵.

مقدار قلیل بتا رہے تھے۔[1]

۲۳۸۵-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، حجاج بن محمد، شعبہ، عبداللہ بن عون، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث نبی ﷺ سے مثل مذکور بالا کے مروی ہے۔ مذکورہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔

۲۳۸۶-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد، محمد بن احمد بن ابراہیم، ابراہیم بن زبیر، مکی بن ابراہیم، ہشام بن حسان، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سلیمان علیہ السلام نے ایک مرتبہ کہا کہ میں آج رات اپنی سو بیویوں کے پاس (ہمبستری) کرنے جاؤں گا ، تاکہ ہر عورت ایک ایک لڑکا جنم دے اور وہ جوان ہو کر میدان جہاد میں تلوار کے جوہر دکھلائیں چنانچہ سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہنا بھول گئے انہوں نے اپنی سو بیویوں پر رات کو چکر لگایا اور ہمبستری کی لیکن صرف ایک عورت نے انسانی جسم کا نصف حصہ جنم دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہہ دیتے ہر عورت ایک ایک لڑکا جنم دیتی جو اللہ کے راستے میں تلوار کے جوہر دکھاتا۔[2] یہ حدیث صحیح ثابت متفق علیہ ہے۔

۲۳۸۷-خرچ کرو، عرش والے سے کمی کا خوف نہ کرو .... ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن وفاروق خطابی، ابومسلم کشی، بکار سیرینی، عبداللہ بن عون، محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بلالؓ کے ہاں تشریف لائے اور بلالؓ کے پاس اس وقت کھجوروں کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔ پوچھا: اے بلال یہ کیا ہے؟ جواب دیا۔ کچھ کھجوریں میں نے جمع کر رکھی تھیں ارشاد فرمایا: اے بلال! تمہارا ناس ہو: کیا تم ڈرتے نہیں ہو کہ قیامت کے دن یہ دوزخ کی آگ کی بھانپ ہوں، اے بلال خرچ کرو اور عرش والے کی جانب سے کم ہونے سے نہ ڈرو۔[3]

یہ حدیث غریب ہے، ہشام بن حسان بھی محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں۔

۲۳۸۸-ابونعیم اصفہانی، محمد بن عمرو بن اسلم حافظ، جعفر بن محمد فریابی، بشیر بن سیحان، حرب بن میمون، ہشام بن حسان، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے بلال! خرچ کرو اور عرش والے سے کمی کا خوف اور ڈر نہ رکھو۔[4]

۲۳۸۹-ابونعیم اصفہانی، قاضی محمد بن اسحٰق بن ابراہیم اہوازی، محمد بن نعیم، ابوعاصم، ابن عون، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نومولود پر اسکی قبر کی مٹی میں سے کچھ مٹی چھڑکی جاتی ہے۔[5]

ابوعاصم کہتے ہیں: تم ابوبکرؓ وعمرؓ کی اس جیسی فضیلت نہیں پاؤ گے کہ ان دونوں کی قبر کی مٹی اور رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر کی مٹی ایک ہے۔

۱۔ صحیح مسلم : کتاب الجمعة ۱۴، ۱۵. وسنن النسائی ۳/ ۱۱۵، ۱۱۶، وسنن ابن ماجة ۱۱۳۷. ومسند الامام احمد ۲/ ۱۶۴، ۱۸۵، ۲۳۰، ۲۳۴، ۲۵۵، ۲۷۲، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۴، ۴۰۱، ۴۸۱، ۴۸۹، ۴۹۸، ۳/ ۶۵، ۵/ ۵۳ والسنن الکبریٰ للبیهقی ۳/ ۹ وصحیح ابن خزیمة ۱۷۳۷، ۱۷۴۰. ومشکاة المصابیح ۱۳۵۷. والمطالب العالیة ۵۸۳.

۲۔ صحیح مسلم ، کتاب الایمان ۲۳، ۲۵، وصحیح ابن البخاری ۴/ ۲۷، ۱۹۷، ۷/ ۵۰، ۸/ ۱۶۴، ۱۸۲.

۳۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۲۴.

۴۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱/ ۳۴۴. والزهد للامام احمد ۷، ۹، وامالی الشجری ۲/ ۲۰۷ ودلائل النبوة ۱/ ۲۵۸. والترغیب والترهیب ۲/ ۵۱ . وتحریج الاحیاء ۴/ ۲۷۰. وکشف الخفاء ۱/ ۲۴۴. واللآلی المصنوعة ۲/ ۱۶۸.

۵۔ تفسیر القرطبی ۱۱/ ۲۱۰. واللآلی المصنوعة ۱/ ۱۶۰.

ابن عون کی یہ حدیث غریب ہے یہ حدیث ہم نے صرف ابو عاصم نبیل کے واسطے سے لکھی ہے۔

۲۳۹۰-ابونعیم اصفہانی، محمد بن عمرو بن اسلم حافظ، محمد بن بکر، محمد بن جامع، معلیٰ بن میمون، حجاج اسود، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان "ومن یقتل مؤمناً متعمداً فجزاء ہ جھنم" جس نے جان بوجھ کر کسی مؤمن کو قتل کیا اسکا بدلہ جہنم ہے، کے بارے میں ارشاد فرمایا: اگر اسکو اللہ تعالیٰ بدلہ دے۔ (تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں پڑا سڑتا رہے گا۔)

یہ حدیث غریب ہے، ہم نے صرف اسی وجہ سے لکھی ہے (تاکہ عوام کے علم میں آجائے)۔

۲۳۹۱-ابونعیم اصفہانی، ابو اسحٰق بن محمد بن حمزہ، محمد بن خلف وکیع، محمد بن ابراہیم مربع، سعید بن اسد بن موسیٰ، ابوعوام قطان، قتادہ، مطر الوراق، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل یمن کا ایمان بہت اچھا ہے یہاں تک کہ قبیلہ لخم اور جذام کا بھی، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں قبیلہ جذام پر جو خوب بڑھ چڑھ کر اللہ کے راستے میں کفار کا قتل عام کرتے ہیں۔[1]

محمد بن سیرین کی یہ حدیث غریب ہے اس حدیث کو تابعی تابعی سے روایت کرتا ہے چونکہ قتادہ بھی تابعی مطر بھی تابعی ابن سیرین بھی تابعی ہیں اور ابوعوام متفرد ہیں۔

۲۳۹۲-ابونعیم اصفہانی، محمد بن محمد بن مکی، محمد بن عمرو بن ہشام، احمد بن یوسف، عمر بن عبداللہ بن رزین، محمد بن فضل تیمی، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں چار چیزوں سے سیر نہیں ہوتی ہیں۔ زمین بارش سے عورت مرد سے، آنکھ دیکھنے سے اور عالم علم سے۔[2]

محمد اور تیمی کی حدیث غریب ہے اور تیمی وہ سلیمان بن طرخان تیمی ہے جو محمد بن فضل سے متفرد ہے۔ اور محمد بن فضل محمد بن عطیہ ہے۔

۲۳۹۳-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، احمد بن علی خزاز، سعید بن سلیمان، سلام طویل، زید عمی، منصور بن زاذان، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ آسمان میں اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو بنی آدم کا بنی آدم کے ساتھ عمل دیکھتے ہیں پس یہ فرشتے جب بندے کو اللہ کی اطاعت میں عمل کرتا ہوا دیکھتے ہیں تو اسکا آپس میں ذکر کرتے ہیں اور اس کا نام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں آدمی آج رات کامیاب رہا اور جب کسی آدمی کو معصیت میں پڑا دیکھتے ہیں کہتے ہیں آج رات فلاں آدمی خسارے میں رہا اور ھلاک ہو گیا۔[3]

۱۔ مسند الامام احمد ۲/ ۲۲۶، ۴/ ۳۸۷. والسنن الکبریٰ للبیھقی ۱/ ۳۸۲. والمصنف لعبد الرزاق ۱۹۸۸۷. وصحیح ابن حبان ۲۲۹۹ (موارد) وفتح الباری ۱۳/ ۷۸، ومجمع الزوائد ۱۰/ ۴۱، ۵۵، ۵۶، والکنی للدولابی ۱/ ۱۶۳ وطبقات ابن سعد ۲/ ۲/ ۲. والدرالمنثور ۲/ ۳۰۸. والتاریخ الکبیر ۵/ ۸۷. وتفسیر ابن کثیر ۸/ ۵۳۰. ۵۳۲. والطبری ۲۷/ ۱۲۷. ۳۰/ ۲۱۵. ومیزان الاعتدال ۱۴۰۶

۲۔ اللالی المصنوعة ۱/ ۱۰۹ ومیزان الاعتدال ۲۰۲۷، ۵۰۵۴. ولسان المیزان ۲/ ۱۲۴۴. ۱۳۷۴/ والمجروحین ۱/ ۲۵۴ والفوائد المجموعة ۲۷۵. وتنزیه الشریعة ۲/ ۲۶۲. والاحادیث الضعیفة ۷۶۲. وکنزالعمال ۹۲، ۴۴، ومجمع الزوائد ۱/ ۱۳۵ وتذکرة الموضوعات ۲۱. والضعفاء للعقیلی ۲/ ۲۹۷ والموضوعات لابن الجوزی ۱/ ۲۳۵. والکامل لابن عدی ۵/ ۱۹۶۷.

۳۔ کنزالعمال ۱۰۵۵. واتحاف السادة المتقین ۹/ ۱۲۶. ۱۰/ ۲۱۷.

محمد کی یہ حدیث غریب ہے منصور بن زاذان متفرد ہیں اور یہ واسط قریہ کے تابعی ہیں۔

۲۳۹۴- **جھاڑ پھونک کی اصل** .....ابونعیم اصفہانی، محمد بن اسحٰق بن ایوب، ایوب، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، ابوحرہ، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ ایک سریہ کے ساتھ نکل گیا، لشکر کو سخت بھوک لگی چنانچہ مجاہدین نے ایک بستی میں پڑاؤ ڈالا ان کے پاس ایک لونڈی آئی اور کہنے لگی ہمارے مرد اختلاف کرتے ہیں حالآنکہ ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے کیا آپ میں کوئی دم درود کرنے والا ہے؟ چنانچہ میں بستی میں چلا گیا اور سورت فاتحہ پڑھ کر اسکو دم کیا حتی کہ وہ ٹھیک ہو گیا، بستی والوں نے ہمیں ایک بکری دی اور کھانا بھی کھلایا خیر ہم نے کھانا تو کھالیا لیکن بکری کھانے سے ہم ڈر گئے۔ جب نبی ﷺ کے پاس ہم واپس آئے انہیں واقعہ کی خبر دی فرمایا تمہیں کہاں سے پتہ چلا کہ سورۂ فاتحہ دم بھی ہے؟ جواب دیا: بخدا! مجھے کچھ پتہ نہیں صرف میں نے اسے اپنی طرف سے گھڑ لیا اور دم کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بکری لے لو اور مجھے بھی اس سے حصہ دو۔[1]

۲۳۹۵- ابونعیم اصفہانی، علی بن حمید واسطی، بشر بن موسیٰ، محمد بن مقاتل، محمد بن فضل، زید العمی، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے عمرانؓ بن حصین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مؤمن فقیر ہو اور سوال کرنے سے بچتا ہو اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں۔[2]

محمد بن سیرین کی یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۹۳) م۔ عبداللہ بن زید الجرمی (المعروف ابوقلابہ رحمہ اللہ)[3]

ابوقلابہ عبداللہ بن زید رحمہ اللہ بھی تابعین کرام میں سے ہیں، لبیب، ناصح، خطیب بے بدل، سخی دل اور خوف خدا کو ساری عمر اپنا اوڑھنا، بچھونا بنائے رکھنے والے تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف نصح فی الاشفاق (ڈرانے میں خیر خواہی) اور فسح فی الاخلاق (اخلاق میں کشادگی) کا نام ہے۔

۲۳۹۶- ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی حارث بن ابی اسامہ، سعید بن عامر، صالح بن رستم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اے ایوب! جب اللہ تعالیٰ نے تجھے علم کے لئے منتخب کیا ہے تو تجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرنی چاہیے اور عوام الناس کی پیدا کردہ فضولیات میں تجھے دلچسپی نہیں لینی چاہیے۔

۲۳۹۷- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن سالم، احمد بن علی ابار، قاسم بن عیسیٰ، حماد بن زید، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: لقمان علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں بڑا عالم کون ہے؟ جواب دیا: جو لوگوں کے علم سے اپنے علم میں اضافہ کرتا رہے۔

۲۳۹۸- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالوہاب، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: کوئی آدمی بھی ایسا نہیں جو خیر یا شر کا طالب ہو مگر وہ اپنے دل میں ایک آمر پاتا ہے اور ایک زاجر، آمر بھلائی کا حکم دیتا ہے اور زاجر اسے برائی سے باز رہنے کی تاکید کرتا ہے۔

۱۔ صحیح البخاری ۷/ ۱۷۰. وسنن الدارقطنی ۳/ ۶۴.

۲۔ فی المعجم الکبیر للطبرانی ۱۸/ ۲۸۶. وکنز العمال ۱۶۶۴۹. والجامع الکبیر ۵۲۶۶.

۳۔ تھذیب الکمال ۶۸۴. وتھذیب التھذیب ۵/ ۲۲۴. والتقریب ۱/ ۴۱۷. والتاریخ الکبیر ۵/ ۹۲. والجرح والتعدیل ۵/ ۵۷ وطبقات ابن سعد ۷/ ۱۸۳.

۲۳۹۹-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن سہل، عبداللہ بن عمر، عبدالوہاب بن عبدالمجید، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: علماء کرام کی مثال ان ستاروں جیسی ہے جن کے ذریعے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے یا ان نشانات کی سی ہے جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔ سو جب ستارے غائب ہوجاتے ہیں راہگیر حیران ہوجاتے ہیں اور جب ستاروں اور نشانات کا اعتبار چھوڑ دیں راستہ بھول جاتے ہیں۔

۲۴۰۰-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، عبدالوہاب، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: علماء کی تین قسمیں ہیں، ایک عالم وہ ہے جو اپنے علم کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے اور لوگ بھی اس کے علم کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ دوسرا وہ ہے کہ وہ خود اپنے علم کے مطابق تو زندگی گزارتا ہے لیکن لوگ اس کے علم کے مطابق زندگی نہیں گزارتے اور تیسرا وہ ہے کہ وہ خود اپنے علم کے مطابق زندگی گزارتا ہے اور نہ ہی لوگ اس کے علم کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔

۲۴۰۱-ابونعیم اصفہانی، علی بن ہارون، جعفر بن محمد فریابی، قتیبہ بن سعید، عبدالوہاب بن عبدالمجید، ایوب، کیسان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگوں اور ملکی فرمانروا کی مثال خیمے کی سی ہے کہ خیمہ بغیر ستون کے کھڑا نہیں رہ سکتا اور ستون بغیر کھونٹیوں کے کھڑا نہیں رہ سکتا۔ جب بھی کسی کھونٹی کو اکھاڑ لیا جائے ستون کی کمزوری میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۴۰۲-ابونعیم اصفہانی، حبیب بن الحسن، یوسف بن قاضی، ابوربیع، حماد بن زید، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس آدمی سے اجروثواب میں کون بڑھ سکتا ہے جو اپنے چھوٹے چھوٹے عیال پر خرچ کرتا ہے انہیں ہاتھ پھیلانے سے روک دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں نفع پہنچاتا ہے اور انہیں اس کی وجہ سے بے نیاز بنادیتا ہے۔

۲۴۰۳-رحمٰن اور شیطان کا مکالمہ ...ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبدالوہاب، ایوب کے سلسلۂ سند سے ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈالا اس نے اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی، سوتا قیامت اللہ تعالیٰ نے اسے مہلت دیدی۔ ابلیس لعین نے کہا: اے اللہ! مجھے تیری عزت کی قسم! جب تک ابن آدم میں روح باقی رہے گی تب تک میں اس کے دل سے باہر نہیں نکلوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ڈنکے کی چوٹ پر فرمایا: مجھے اپنی عزت کی قسم! جب تک ابن آدم میں روح باقی رہے گی اس وقت تک میں اس کے لئے توبہ کے دروازے چوپٹ کھلے رکھوں گا۔

۲۴۰۴-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبدالوہاب ثقفی، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ اپنی نمازوں میں یوں دعا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے حصول طیبات، ترک منکرات، مساکین سے محبت اور مجھ پر تیری عنایت کا سوال کرتا ہوں اور جب تو اپنے بندوں کو کسی فتنے میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے مجھے فتنہ میں مبتلا کئے بغیر موت دیدینا۔

۲۴۰۵-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد بن محمد بن احمد، حسن بن سفیان، عبیداللہ بن معاذ، معاذ، ابن عون، ابورجاء مولیٰ ابی قلابہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اسی اثناء میں قسامت کا تذکرہ چھڑ گیا میں نے انسؓ سے مروی قصۂ عرینیین بیان کیا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرمانے لگے: اے اہل شام! تم اس وقت تک خیرو بھلائی پر کاربند رہوگے جب تک یہ عظیم الشان شخصیت تمہارے درمیان موجود رہے گی۔

۲۴۰۶-ابونعیم اصفہانی، ابواسحٰق بن حمزہ، ابراہیم بن ہاشم، احمد بن حنبل، اسماعیل بن ابراہیم، حجاج بن ابی عثمان، ابورجاء مولیٰ ابی قلابہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عنبسہ بن سعید نے ابوقلابہ رحمہ اللہ کے متعلق کہا کہ یہ لشکر اس وقت تک خیر پر باقی رہے گا جب تک یہ شیخ ان کے درمیان زندہ ہے۔

۲۴۰۷-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحق، حاتم بن لیث، عارم، حماد بن زید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایوب کہتے ہیں: بخدا! ابوقلابہ عقلمند فقہاء میں سے تھے۔ نیز ایوب رحمہ اللہ نے مسلم بن یسار کا قول نقل کیا ہے کہ اگر ابوقلابہ عجمی ہوتے تو لامحالہ وہ عجمیوں کے قاضی القضاۃ ہوتے۔

۲۴۰۸-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحق، حاتم، عارم، ثابت بن یزید، عاصم احول کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جب انسان لوگوں کی بنسبت اپنے نفس سے باخوبی واقف ہے تو وہ نجات پانے کے زیادہ قریب ہے اور جب لوگ انسان کے نفس سے بنسبت خود اس کے زیادہ واقف ہوں تو وہ ہلاکت کے زیادہ قریب ہے۔

۲۴۰۹-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن عمر، حماد بن زید، ایوب رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں ابوقلابہ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھا اچانک ایک قصہ گو اور اس کے ساتھیوں کی آوازیں بلند ہوئیں ابوقلابہ رحمہ اللہ فرمانے لگے: بے شک صحابۂ کرامؓ سکون و آرام کی موت کو باعث عظمت سمجھتے تھے۔

۲۴۱۰-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، حمید طویل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تجھے تیرے بھائی کی طرف سے کوئی ایسی بات پہنچے جو تجھے تکلیف پہنچائے تو تو اپنی طرف سے اس کا کوئی عذر اور توجیہ تلاش کر! بالفرض اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تب بھی یوں کہہ کہ شاید میرے بھائی سے یہ بات سرزد ہوئی اس کو کوئی عذر ہوگا جو میں نہیں جانتا۔

۲۴۱۱-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن عبداللہ بن رستہ، محمد بن وعبید، حماد بن زید، ایوب..... حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! میں نے تجھے دو چیز عطا کیں لیکن ان دونوں میں سے ایک بھی تیرے لئے نہیں ہے۔ ایک تو یہ کہ تو اپنی ملکیت میں بخل سے کام لیتا ہے حتی کہ جب تیرا گلا گھونٹ کر تیری دار و گیری کی جاتی ہے وہ ملکیت تیرے غیر کے لئے ہو جاتی ہے اور تیرا اس میں ایک حصہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ دوسری یہ کہ موت کی وجہ سے تیرے عمل کے منقطع ہو جانے کے بعد میرے بندے تجھ پر نماز پڑھتے ہیں، سو اس میں تیرا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔

۲۴۱۲-ابوقلابہ کا عہدۂ جج سے فرار... ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، عمرو بن زرارۃ، اسماعیل بن علیۃ، ایوب عبدالرحمٰن بن اذنیہ کا انتقال ہوا تو ارباب اقتدار میں عہدۂ قضاء کا بوجھ ابوقلابہ کے سر ڈالنے کا تذکرہ چھڑ گیا چنانچہ جب ابوقلابہ رحمہ اللہ کو علم ہوا تو وہ بھاگ کر شام آگئے......

۲۴۱۳-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن عبداللہ بن رستہ، ابن حسان، حماد بن زید، ایوب رحمہ اللہ کہتے ہیں: عہدہ قضاء سے دور بھاگنے والا ابوقلابہ سے بڑھ کر میں نے کسی کو نہیں پایا حالانکہ اس شہر میں میں نے قضاء کا بڑا عالم ابوقلابہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔

۲۴۱۴-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، حاتم، عفان، وہیب، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ غیلان بن جریر کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے ابوقلابہ رحمہ اللہ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ فرمایا: اگر تمہارا تعلق خوارج کے ساتھ نہیں تو داخل ہو جاؤ۔

۲۴۱۵-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، ابوعبداللہ، عمر بن نبہان، یزید رشک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک منادی عرش کی جانب سے آواز لگائے گا: خوب کان کھول کر سن لو کہ اللہ کے اولیاء کو کوئی خوف ہے اور نہ ہی حزن۔ سو ہر آدمی اس آواز کی طرف متوجہ ہونے کے لئے اپنا سر اوپر اٹھائے گا، منادی کہے گا: اللہ کے اولیاء وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا، پس یہ سن کر منافق آدمی اپنا سر نیچے جھکا لے گا۔

۲۴۱۶-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالوہاب ثقفی، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ

نے فرمایا: اس آدمی سے حدیث نہ بیان کرو جسے تم نہیں جانتے ہو چونکہ جسے تم جانتے نہیں ہوا سے حدیث بجائے نفع کے الٹا ضرر پہنچائے گی۔

۲۴۱۷- ابونعیم اصفہانی، محمد بن ابی سہل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عمر، ابن مبارک، معمر، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: خیرالامور اوساطھا یعنی میانہ روی بہترین چیز ہے۔

۲۴۱۸- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن علی، حارث بن ابی اسامہ، سعید بن عامر، صالح بن رستم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے ایوب سختیانی سے فرمایا: اے ایوب! اپنے بازار کو (تجارت وغیرہ کیلئے) لازمی پکڑے رکھ چونکہ غنیٰ عافیت میں سے ہے۔

۲۴۱۹- ابونعیم اصفہانی، فاروق خطابی، ہشام بن علی سیرانی، سہل بن بکر، وہیب، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: تجھے دنیا کچھ ضرر نہیں پہنچائے گی جب اس پر تو اللہ کا شکر ادا کر لے۔

۲۴۲۰- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، ابویحییٰ رازی، ہناد بن سری، ابواسامہ، حارث بن عمیر، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وسعت رکھی ہے پس یہ دنیا تمہارے لئے نقصان دہ نہیں جب تم اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے رہو۔

۲۴۲۱- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، عبدالرحمٰن بن حسن، رجاء بن جارود، زکریا بن یحییٰ، مبارک، صہیب، خالد حذاء کہتے ہیں میں نے ابوقلابہ رحمہ اللہ سے نماز میں رفع یدین کے متعلق پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ تعظیم ہے۔

۲۴۲۲- سلیمان بن احمد، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابن علیہ...... ایوبؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں مجھے حضرت ابوقلابہ نے ردی کھجوریں خریدتے ہوئے دیکھ لیا تو فرمانے لگے میں تو سمجھتا تھا کہ ہمارے پاس بیٹھنے سے تم نے کوئی نفع اٹھایا ہے مگر لگتا نہیں ہے۔ کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ ہر گھٹیا چیز سے اللہ تعالیٰ نے برکت کو کھینچ لیا ہے۔

۲۴۲۳- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، ابراہیم بن شریک اسدی، شہاب بن عباد، حماد بن خالد حذاء کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: تم اصحاب اکسیہ سے بچو (یعنی چادروں والوں سے جو بڑائی کی خاطر چادر ڈالتے ہیں)

۲۴۲۴- ابونعیم اصفہانی، عمر بن محمد بن حاتم، حاتم، عفان، بشر بن فضل، خالد حذاء کہتے ہیں جب ابوقلابہ ہمیں تین حدیثیں سنا دیتے تو کہتے میں نے بہت سنا دیں۔

۲۴۲۵- ابونعیم اصفہانی، احمد بن اسحٰق، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، ابویزید خزاز، ابن علیہ، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: روح سے بڑھ کر زیادہ کوئی چیز بھی پاکیزہ نہیں چنانچہ جب کسی چیز سے روح نکال لی جاتی ہے وہ چیز بدبودار ہو جاتی ہے۔

۲۴۲۶- ابونعیم اصفہانی، حبیب بن حسن، محمد بن ابراہیم، زیاد بن یحییٰ، حاتم بن وردان، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: قصہ گویوں نے علم کو برباد کر دیا ہے۔ ایک آدمی کسی قصہ گو کے پاس سال بھر بیٹھا رہتا ہے۔ قصہ گو کے ساتھ اسے ذرہ برابر بھی تعلق پیدا نہیں ہوتا جبکہ ایک آدمی کسی ذی علم کے پاس لمحہ بھر کے لئے بیٹھتا ہے اٹھنے سے پہلے عالم کے ساتھ اسے گہرا تعلق ہو جاتا ہے۔

۲۴۲۷- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسود بن عامر، ابوبکر بن عیاش، عمرو بن میمون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس تشریف لائے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان سے کہا: اے ابوقلابہ! ہمیں کچھ حدیثیں سناؤ۔ ابوقلابہ کہنے لگے: بخدا! میں کثرتِ حدیث اور کثرتِ سکوت دونوں کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

۲۴۲۸) ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، حاتم بن لیث، شریح بن نعمان، مصعب بن حیان، مقاتل بن حیان کے سلسلۂ سند

سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جو آدمی کسی بھی بدعت کو ایجاد کرتا ہے وہ تلوار کو (اپنے لئے) حلال سمجھتا ہے۔

۲۴۲۹- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، سلیمان بن حرب، حماد بن زید، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اہل بدعت کے ساتھ بیٹھو اور نہ ہی ان کے ساتھ باتیں کرو چونکہ مجھے خوف ہے کہ کہیں تم ان کے رنگ میں نہ رنگے جاؤ اور وہ تمہیں التباس واشتباہ میں ڈال دیں گے۔

۲۴۳۰- ابونعیم اصفہانی، ابواحمد بن محمد بن احمد، احمد بن موسیٰ بن عباس، اسماعیل بن سعید، ابن علیہ، ایوب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اہل بدعت کی مثال منافقوں کی سی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کا ذکر کیا ہے کہ وہ کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں ان کے اس رویہ کا سارا دارومدار گمراہی پر ہے چونکہ اہل بدعات بدعات میں مختلف ہوتے ہیں اور تلوار پر مجتمع ہو جاتے ہیں۔

مسانید ابی قلابہ رحمہ اللہ

شیخ فرماتے ہیں کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے بہت سارے صحابۂ کرامؓ سے احادیث روایت کی ہیں تاہم چند ایک ذیل میں ہیں۔

۲۴۳۱- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن حسن بن بندار، محمد بن اسماعیل صائغ، یعلیٰ بن عبید، محمد بن اسحٰق، ایوب سختیانی، ابوقلابہ کے سلسلۂ سند سے انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کنواری عورت کے لئے سات دن اور ثیبہ کے لئے تین دن ہیں۔

ایوب سے ثوری، حماد بن زید، سفیان بن عیینہ، ابن علیہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ اور ابوقلابہ سے خالد حذاء اور قتادہ مثل مذکور کے نقل کرتے ہیں۔

۲۴۳۲- **تین چیزیں ایمان کی حلاوت پیدا کرتی ہیں**...... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالوہاب، ایوب، ابوقلابہ کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں جس میں ہوں وہ ان کی وجہ سے دل میں ایمان کی مٹھاس پاتا ہے۔ یہ کہ آدمی محض اللہ کی رضاجوئی کے لئے محبت کرے، یہ کہ اللہ اور اللہ کا رسول اسے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے نکالا ہو اب اسے کفر کی طرف دوبارہ لوٹنا ایسا ہی ناپسند ہو جیسا اسے ناپسند ہے کہ آگ جلا کر اس میں اسے ڈالا جائے۔[1]

یہ حدیث عبداللہ بن عمرو، عباد بن منصور، وہیب بن خالد نے بھی ایوب سے اسی طرح روایت کی ہے اور یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔

۲۴۳۳- ابونعیم اصفہانی، محمد بن المظفر، ابورافع اسامہ بن علی بن سعید، عبدالرحمٰن بن خالد بن نجیح، علی بن حسن، سفیان ثوری، ایوب بن ابی تمیمہ، ابوقلابہ کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عیدین کو تہلیل، تقدیس، تحمید اور تکبیر کے ساتھ مزین کرو۔[2]

ثوری، ایوب اور قلابہ کی حدیث غریب ہے۔ یہ سب اس کو علی بن حسن سے روایت کرتے ہیں، وہ شامی ہیں لیکن مصر کے مقیم ہیں اور ثوری سے کئی روایات میں متفرد ہیں۔

تہلیل لا الہ الا اللہ کہنا، تقدیس سبحان اللہ کہنا، تحمید الحمد للہ اور تکبیر اللہ اکبر کہنا۔ تنوّی

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان ۶۷. وصحیح البخاری ۱/ ۱۰، ۱۲، ۹/ ۲۵.

۲۔ کشف الخفاء ۱/ ۵۳۶. و کنز العمال ۹۵، ۲۴۰.

۲۴۳۴-ہم سب کیلئے سردار کی دعوت......ابونعیم اصفہانی، محمد بن محمد بن احمد ابوجعفر بغدادی، محمد بن عبداللہ حضرمی، عبدالرحمٰن بن سلام، ریحان بن سعید، عباد بن منصور، ایوب، ابوقلابہ، عطیہ کے سلسلۂ سند سے ربیعہ جرشیؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کو فرشتوں کی طرف سے کہا گیا: چاہیے کہ آپ کی آنکھیں سو جائیں، کان سنیں، اور دل بات سمجھے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری آنکھیں سوگئیں کانوں نے سنا اور دل نے بات سمجھی:

پس کہا گیا: ایک سردار نے گھر بنایا، اس میں وسیع دستر خوان لگایا اور ایک داعی (دعوت دینے والا) کو بھیجا (جو لوگوں کو عمومی دعوت دے رہا ہے) سو جس نے داعی کی دعوت کو قبول کیا، گھر میں داخل ہوا اور دستر خوان سے کچھ کھالیا۔ سردار اس سے راضی ہوگیا، جس آدمی نے داعی کی دعوت کو قبول نہ کیا، گھر میں داخل نہ ہوا اور دستر خوان سے کچھ نہ کھایا سردار اس سے ناراض ہوگا، پس اللہ تعالیٰ سردار ہے محمد داعی ہیں، گھر دین اسلام ہے اور چنا ہوا دستر خوان جنت ہے۔

ایوب کی یہ حدیث غریب ہے صرف ریحان بن سعید عن عباد بن منصور سے ہم نے روایت کی ہے۔

۲۴۳۵-قرب قیامت اور حضور ﷺ کی دعا......ابونعیم اصفہانی، فاروق بن عبدالکبیر خطابی، ابومسلم کشی، سلیمان بن حرب، حماد بن زید، ایوب، ابی قلابہ، ابواسماء کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لئے سمیٹ لیا سو میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو دیکھا اور میری امت کی ملکیت اس زمین میں اتنی ہوگی جتنی سمیٹ کر مجھے دکھلائی گی مجھے دو خزانے سرخ و سفید (سونا چاندی) دیے گئے میں نے اپنی امت کے لئے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ اللہ! انہیں عمومی قحط میں مبتلا کر کے ہلاک نہ کرے اور اللہ تعالیٰ ان پر کسی ایسے دشمن کو مسلط نہ کردے، جوان کے انڈے بچے کو مباح سمجھ کر انکا خاتمہ کردے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! جب میں کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں پھر وہ ٹلتا نہیں......اگر انکے خلاف زمین کے کناروں سے لوگ جمع ہو جائیں حتی کہ ایک دوسرے کو قید کریں، ایک دوسرے کو مملوک بنائیں اور ایک دوسرے کو جلاوطن کریں۔ مجھے اپنی امت پر گمراہ فرمان رواؤں کا خوف ہے جب تلوار ان میں واقع ہوگی پھر اٹھنے کا نام نہیں لے گی۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ میری امّت کا ایک قبیلہ مشرکین کے ساتھ نہ مل جائے اور میری امت کے قبائل بتوں کو پوجنا نہ شروع کردیں اور میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہے گی جو ان کی مدد نہیں کرے گا انہیں کچھ ضرر نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے۔[1]

ایوب کی یہ حدیث ابوقلابہ سے ثابت شدہ ہے۔ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صرف ثوبان نے نبی ﷺ سے روایت کی اور ان سے ابواسماء رحبی نے اور پھر انہی الفاظ کے ساتھ ان سے ابوقلابہ نے روایت کی ہے۔

(۱۹۴) مسلم بن یسار رحمہ اللہ[2] (م ۱۰۱ھ یا ۱۰۴ھ)

تابعین کرام میں سے ایک شاہد، صاحب بصیرت، مجاہد، عبادت گزار ابوعبداللہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ بھی ہیں۔

۱۔ صحیح مسلم: کتاب الفتن ۱۹. وسنن ابی داؤد ۴۲۵۲. وسنن الترمذی ۲۱۷۶. ومسند الامام احمد ۴/ ۱۲۳. ۵/ ۲۸۴. والسنن الکبریٰ للبیهقی ۹/ ۱۸۱ ومشکاۃ المصابیح ۵۷۵. والمصنف لابن ابی شیبۃ ۱۱/ ۴۵۸

۲۔ طبقات ابن سعد ۵/ ۳۰۳. والتاریخ الکبیر ۷/ت ۱۱۲۷. والجرح ۸/ ت ۸۷۴. وسیر النبلاء ۴/ ۵۱۴. والکاشف ۳/ت ۵۵۲۸. والمیزان ۴/ت ۸۵۰۹. وتهذیب التهذیب ۱۰/ ۱۴۱. والتقریب ۲/ ۲۴۸. والخلاصۃ ۳/ت ۶۹۹۲

کہا گیا ہے کہ تصوف حضورِ حق میں استغراق اور اس راہ کے خطرات سے نمٹنے کا نام ہے۔

۲۴۳۶-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، علی بن اسحٰق، حسین بن حسن، عبداللہ بن مبارک، جعفر بن حیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار سے نماز میں ان کی قلتِ التفات کا تذکرہ کیا گیا۔ فرمایا: تمہیں کیا پتہ میرا دل کہاں جاتا ہے؟

۲۴۳۷-ابومسلم کا استغراق فی الصلاۃ......ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، حوثرہ بن اشرف، حماد بن سلمہ، حبیب بن شہید کے سلسلۂ سند سے منقول ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ ہمیشہ نماز میں مشغول رہتے اتفاقاً ایک دن ان کے پڑوس میں آگ لگ گئی انہیں شور شرابے کا ذرا پتہ نہ چلا یہاں تک کہ آگ بجھا دی گئی۔

۲۴۳۸-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، معتمر، کہمس، عبداللہ بن مسلم بن یسار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ان کے والد مسلم بن یسار ایک دن نماز میں مشغول تھے کہ اچانک ایک شامی گھر میں داخل ہوا اور گھر والے گھبرا کر اس کے اردگرد جمع ہو گئے جب گھر والے شامی کے آس پاس سے ہٹ گئے ام عبداللہ ابوعبداللہ کو کہنے لگیں: یہ شامی گھر میں داخل ہوا ہم لوگ گھبرا کر اس کے آس پاس جمع ہو گئے آپ کے کان پر جوں تک نہ رینگی فرمانے لگے: مجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں چلا۔

معتمر کہتے ہیں ہمیں خبر پہنچی ہے کہ مسلم بن یسار اہل خانہ سے کہہ دیتے تھے: جب تمہیں کچھ ضرورت ہو تو آپس میں گفتگو کرتے رہو میں نماز پڑھتا ہوں۔

۲۴۳۹-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، محمد بن حسن، محمد بن ابی سری، معتمر، کہمس، عبداللہ بن مسلم بن یسار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد مسلم بن یسار رحمہ اللہ کو جب بھی نماز پڑھتے دیکھا تو انہیں مریض تصور کیا۔

۲۴۴۰-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، ہارون بن معروف، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ جب نماز میں مشغول ہونا چاہتے اہل خانہ سے کہتے: تم آپس میں باتیں کرتے رہو میں تمہاری باتیں نہیں سنتا۔

۲۴۴۱-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد محمد بن احمد جرجانی، عون بن موسیٰ کہتے ہیں ایک مرتبہ مسجد کی دیوار گر گئی اور مسلم بن یسار رحمہ اللہ مسجد میں کھڑے برابر نماز پڑھتے رہے انہیں پتہ تک نہ چلا۔

۲۴۴۲-ابونعیم اصفہانی، احمد بن اسحٰق، احمد بن یحییٰ بن نصر غسال، حسین بن حسن، ابن مبارک، مبارک بن فضالہ، میمون بن حیان کہتے ہیں میں نے مسلم بن یسار رحمہ اللہ کو نماز میں کبھی التفات کرتے نہیں دیکھا نہ کم نہ زیادہ۔ بخدا! ایک مرتبہ مسجد کی دیوار منہدم ہو گئی جس سے بازار والوں میں کھلبلی مچ گئی مگر مسلم بن یسار تھے کہ بے حال مسجد میں کھڑے نماز پڑھتے رہے انہیں کچھ پتہ نہ چلا۔

۲۴۴۳-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم دورقی، عبدالحمید بن عبداللہ بن مسلم بن یسار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ جب گھر میں داخل ہوتے تو گھر والے سب خاموش ہو جاتے اور جب وہ نماز میں مشغول ہو جاتے گھر والے باتوں میں مشغول ہو جاتے اور خوب ہنستے۔

۲۴۴۴-ابونعیم اصفہانی، محمد بن عمر بن محمد بن حاتم، محمد بن عبیداللہ، عفان، سلیمان بن مغیرہ، غیلان بن جریر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ جب نماز پڑھ رہے ہوتے یوں سمجھے جاتے گویا کہ وہ پڑا ہوا ایک بے حس وحرکت کپڑا ہے۔

۲۴۴۵-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوموسیٰ العنزی، ابن ابی عدی، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ کی نماز سے باہر بھی وہی کیفیت ہوتی جو نماز میں ہوتی تھی۔

۲۴۴۶-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن احمد بن جعفر، علی بن اسحٰق، حسین بن حسن، عبداللہ بن مبارک، سفیان، عن رجل... مذکورہ سلسلۂ سند

سے منقول ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے ایک طویل سجدہ کیا اور آپ رحمہ اللہ کے سامنے کے دو دانت گر پڑے۔ ابوایاس ان کے پاس آئے اور تعزیت کرنے لگے لیکن مسلم بن یسار رحمہ اللہ ان سے اللہ عزوجل کی بڑائی بیان کرتے رہے۔

۲۴۴۷- **مسلم بن یسار کے کثرت سجود کی وجہ سے دانت ٹوٹنا** ..... ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، ہارون بن معروف ضمرہ، خالد بن ابی یزید ...... معاویہ بن قرہ کہتے ہیں کہ میں مسلم رحمہ اللہ کے پاس آیا فرمانے لگے: آپ میرے پاس آئے حالانکہ میں اپنے جسم کا کچھ حصہ دفن کررہا ہوں، معاویہ کہتے ہیں: مسلم بن یسار طویل سجدے کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کے دانتوں میں پیپ پڑ گئی اور سامنے کے دو دانت گر گئے جنہیں انہوں نے دفن کیا۔

۲۴۴۸- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، معاذ بن معاذ ...... عون کہتے ہیں میں نے مسلم بن یسار رحمہ اللہ کو نماز پڑھتے دیکھا آپ یوں لگتے تھے جیسے وہ میخ ہوں۔ آپ قدموں پر مائل نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی ان کے کپڑے میں حرکت پیدا ہوتی تھی۔ معاذ کہتے ہیں: مسلم بن یسار رحمہ اللہ نماز میں ایک پاؤں پر سہارا نہیں لیتے تھے۔

۲۴۴۹- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوموسیٰ عنزی، موسیٰ بن اسماعیل، عبدالحمید بن عبداللہ بن مسلم بن یسار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے، عبداللہ بن مسلم بن یسار کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ اپنے والد صاحب کو حالت سجدہ میں دیکھا وہ یوں کہہ رہے تھے: میں تجھ سے کب ملاقات کروں گا؟ درآں حالانکہ تو مجھ سے راضی ہو اور مسلسل یوں دعا کئے جارہے تھے۔

۲۴۵۰- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبیداللہ، شیبان بن ابی، ابوہلال، قتادہ ...... مسلم بن یسار نے فرمایا: تو عام آدمی کی طرح عمل کر، چونکہ عمل ہی آدمی کو نجات دیتا ہے اور اللہ پر توکل کر چونکہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ ضرور مل کر رہتا ہے۔

۲۴۵۱- **ایمان کی کیفیت کا تقاضا** ...... ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، علی بن اسحٰق، حسین بن حسن، عبداللہ بن مبارک، سفیان، عن رجل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے فرمایا: جو آدمی کسی چیز کی امید رکھتا ہے اسکی طلب میں لگا رہتا ہے اور جو کسی کا خوف رکھتا ہے اس سے دور بھاگتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ آدمی کی امید کے موافق کیا ہے؟ کہ اسے کوئی بلاء و آزمائش پیش آجائے تو اس پر صبر نہیں کرتا بوجہ امید کرنے کے، اور میں نہیں جانتا کہ آدمی کے خوف کے موافق کیا ہے؟ کہ اسے کوئی نفسانی خواہش پیش آتی ہے اسے چھوڑتا نہیں خدا سے ڈر کے مارے۔

۲۴۵۲- ابونعیم اصفہانی، ابواحمد بن محمد بن احمد جرجانی، احمد بن موسیٰ، اسماعیل بن سعید، عفان، اسود بن عامر حماد، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ آدمی کا کیسا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے ناپسند کرتا ہے اسے وہ چھوڑتا نہیں۔

۲۴۵۳- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، ہارون بن معروف، ضمرہ، خالد ابی یزید، معاویہ بن قرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں مسلم بن یسار رحمہ اللہ کے پاس آیا میں نے ان سے کہا: میرے پاس کوئی بڑا عمل نہیں، صرف اللہ کی رحمت کی امید ہے اور اسکا خوف دامن گیر رہتا ہے۔ فرمایا: ماشاء اللہ جو کسی چیز کا خوف رکھتا ہے اس سے کوسوں دور بھاگتا ہے اور جو کسی چیز کی امید رکھتا ہے اسکی طلب میں سرگرم عمل رہتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ بندے کے خوف کے موافق یہ کیوں نہیں ہے کہ اسے کوئی نفسانی خواہش پیش آتی ہے پھر اسے وہ چھوڑتا نہیں اور اسے کسی آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے اور وہ امید کی خاطر اس پر صبر نہیں کرتا۔

۲۴۵۴- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہارون بن معروف، ضمرہ، علی بن جبلہ، ابن ابی ادریس عائذ اللہ نے اپنے والد سے کہا کہ کیا آپ کو ابوعبداللہ مسلم بن یسار کی طویل خاموشی تعجب میں نہیں ڈالتی؟ جواب دیا: اے بیٹے! بھلی بات کرنا خاموشی

سے بہتر ہے، مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے فرمایا: باطل سے خاموشی اختیار کرنا باطل کے متعلق گفتگو کرنے سے بہتر ہے۔

۲۴۵۵- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوموسیٰ، ابن ابی عدی، ابن عون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے فرمایا: جب میں تمہیں حدیث قدسی سنا رہا ہوں تو رک جایا کرو اور اس کے ماقبل اور مابعد کو اچھی طرح سے جان لیا کرو۔

۲۴۵۶- **اللہ کیلئے محبت بے بدل ہے**..... ابونعیم اصفہانی، عمر بن محمد حاتم، محمد بن عبید اللہ، عفان، حماد بن سلمہ، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے اپنے ہر عمل کے بارے میں خوف رہتا ہے کہ اسمیں کہیں ایسی چیز نہ مداخلت کردے جو اسے بگاڑ ڈالے، علاوہ حب فی اللہ کے سو میں صرف اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں۔

۲۴۵۷- ابونعیم اصفہانی، محمد بن ابراہیم، محمد بن ایوب، عمرو بن مرزوق، عمران، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں ایک مرض میں مبتلا ہو گیا میں اپنا کوئی ایسا عمل نہیں پاتا جس پر میں اعتماد کرسکوں صرف اس کے کہ ایک قوم سے محض اللہ عزوجل کے لئے محبت کرتا ہوں۔

۲۴۵۸- ابونعیم اصفہانی، عبید اللہ بن محمد، محمد بن عبداللہ بن رستہ، شیبان، مبارک بن فضالہ، عبداللہ بن مسلم بن یسار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے فرمایا: صدیق کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو اگر میں کسی چیز کو لعنت کرتا اسے میں اپنے گھر میں باقی نہ چھوڑتا۔

۲۴۵۹- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوموسیٰ عنزی، داؤد، مبارک، عبداللہ بن مسلم بن یسار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے مسلم بن یسار اپنے ذکر (شرم گاہ) کو چھونا قطعاً مکروہ سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: میں امید کرتا ہوں کہ اپنا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں پکڑوں گا۔

۲۴۶۰- **مسلم بن یسار کا مضبوط کردار**..... ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، ابوکریب ہمدانی، ابوبکر بن عیاش کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے حج کیا بخدا! وہ اپنے خیمہ میں بیٹھے کھانا پکا رہے تھے کہ اچانک ایک عورت آئی اور کچھ چیز مانگنے لگی چنانچہ انہوں نے اسے کچھ کھانا دیا۔ کہنے لگی میں آپ سے کھانا تو نہیں طلب کررہی ہوں میں تو آپ سے وہ کچھ طلب کرتی ہو جو عورت اپنے شوہر سے طلب کرتی ہے۔ مسلم بن یسار کے ہاتھ میں جو کچھ تھا اسے ایک طرف پھینکا اور باہر نکل کر بھاگ گئے۔ نکلتے وقت کہا یا اللہ! میں اس لئے تو یہاں نہیں آیا ہوں۔

۲۴۶۱- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ہاشم بن قاسم، مبارک بن فضالہ، عبداللہ بن مسلم بن یسار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تم کپڑا زیب تن کرو اور تمہیں خیال گزرے کہ تم ان کپڑوں میں دوسرے کپڑوں کی نسبت اچھے لگتے ہو تو سمجھ لو یہ کپڑا تمہارے لئے بہت برا ہے۔

۲۴۶۲- **مسلم بن یسار کی ایک گناہ سے توبہ کرنے میں الحاح وزاری**..... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابویحیی رازی، ہناد بن سری، ابواسامہ، ربیع بن صبیح کے سلسلۂ سند سے مکحول کہتے ہیں: اے اہل بصرہ! میں نے تمہارا ایک سردار دیکھا کہ وہ کعبہ میں داخل ہوا اور سامنے والے دوستونوں کے درمیان اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر وہ سجدے میں اسقدر رویا کہ اس کے آنسوؤں سے زمین تر ہوگئی چنانچہ میں نے اسے سنا وہ کہہ رہا تھا: اے اللہ! میرے گناہ معاف کردے اور جو برا عمل اس سے پہلے کرچکا ہوں وہ بھی مجھے معاف

فرما، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مسلم بن یسار تھے۔ مکحول کہتے ہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ جنگ دیرِ جماجم میں شریک ہوئے تھے (یعنی اس جنگ میں شرکت کو فتنہ میں شرکت سمجھتے تھے اس لئے استغفار کرتے تھے)۔

۲۴۶۳-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، شیبان، عون بن موسیٰ لیثی ابوروح، عبداللہ بن مسلم بن یسار کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب کا ایک غلام تھا وہ نماز نہیں پڑھتا تھا والد صاحب اس پر اسے مارتے نہیں تھے میں انہیں کہتا کہ آپ اسے نماز پڑھنے کی تاکید کیوں نہیں کرتے؟ جواب دیتے: میں نہیں جانتا کہ کیا کروں یہ مجھ پر غالب ہوگیا ہے۔

۲۴۶۴-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی بن حبیش، حسین بن الکمیت، معلیٰ بن مہدی، حماد بن زید، محمد بن واسع سے مروی ہے کہ حضرت مسلم بن یسار فرماتے تھے: تم بڑائی سے بچو! کیونکہ یہ ایسی گھڑی ہے جو عالم کو بھی پھسلا دیتی ہے اور اسی کے ساتھ شیطان آدمی کو پھسلاتا ہے۔

۲۴۶۵-ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، ابوالحسن بن ابان، ابوبکر بن عبید، محمد بن ادریس، محمد بن حواری، عمر بن ابی سلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ فرماتے تھے: لذت اٹھانے والوں کو خلوت میں اللہ عزوجل کی مناجات جیسی کوئی لذیذ چیز میسر نہیں۔

۲۴۶۶-ابونعیم اصفہانی، عمر بن محمد بن حاتم، محمد بن عبیداللہ، عفان، حماد بن سلمہ، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے فرمایا: جب کسی صحابی کو مرض سے خلاصی ملتی ان سے کہا جاتا آپ کو گناہوں سے خلاصی مبارک ہو۔

۲۴۶۷-**مسلم بن یسار کا موت کے بعد حال** ..... ابونعیم اصفہانی، فہد بن ابراہیم، محمد بن ذکریا الغلابی، ولادۃ بنت ابراہیم، عن امہا... مالک بن دینار کہتے ہیں مسلم بن یسار رحمہ اللہ کو ان کی وفات کے ایک سال بعد میں نے خواب میں دیکھا اور میں نے انہیں سلام کیا لیکن انہوں نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے ان سے سلام کا جواب نہ دینے کی وجہ پوچھی؟ جواب میں فرمایا: میں تو میت ہوں سوال کا جواب کیسے دوں۔ میں نے پوچھا موت کے دن آپ کو کیسے حالات کا سامنا کرنا پڑا؟ فرمایا: تمہیں ایک کریم ذات سے کیا توقعات وابستہ ہوسکتی ہیں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری نیکیاں قبول فرمالیں، برائیاں درگزر کیں اور ان کے بدلہ نیکیاں لکھ دیں۔

ولادۃ بنت ابراہیم کی والدہ کہتی تھیں: مالک بن دینار رحمہ اللہ اکثر یہ حدیث بیان کرتے اور بہت روتے تھے حتیٰ کہ سسکیاں لیتے لیتے بیہوش ہوجاتے کچھ ہی دنوں بعد وہ لاعلاج مرض میں مبتلا ہوگئے۔ پھر اسی مرض میں انکا انتقال ہوگیا۔ ہم یہی سمجھے کہ ان کا دل پھٹ گیا ہے۔

۲۴۶۸-**خدا کی بے پایاں رحمت** ... ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، احمد بن ابراہیم، ابراہیم بن حبیب بن الشہید، عبدالحمید بن عبداللہ بن مسلم بن یسار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ اسحٰق بن سوید کہتے ہیں: میں ایک مرتبہ مکہ کے سفر میں مسلم بن یسار کے ساتھ رہا میں نے ان کی زبان سے ایک بات بھی نہیں سنی جو انہوں نے کی ہو، حتیٰ کہ ہم ذات عرق تک پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے ہمیں ایک حدیث سنائی۔ فرمایا: مجھے حدیث پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک گناہ گار بندہ لاکر کھڑا کیا جائے گا اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اس کے نامۂ اعمال میں دیکھو! کیا اس کے پاس نیکیاں ہیں؟ چنانچہ نامہ اعمال بغور دیکھا جائے گا لیکن اس میں سے کوئی نیکی دستیاب نہیں ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم صادر فرمائیں گے کہ اسکی برائیاں دیکھو! چنانچہ اسکی برائیوں کا ایک طومار پایا جائے گا۔ حکم ہوگا کہ اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے چنانچہ اسے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ اسی اثناء میں وہ پیچھے مڑ کر دیکھے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اسے میرے پاس واپس لے آؤ۔ پوچھیں گے تو نے پیچھے مڑ کر کیوں دیکھا؟ بندہ کہے گا: یااللہ مجھے تو تیری رحمت سے یہ توقع نہیں تھی! اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے: تو نے سچ کہا: چنانچہ اسے جنت میں داخل کردیا جائے گا۔

۲۴۶۹-ایوب علیہ السلام کی مثل ایک عورت سے مسلم بن یسار کی ملاقات......ابونعیم اصفہانی، ابوعمرو بن محمد بن عثمان، ابن مکرم، منصور بن ابی مزاحم، عثمان بن عبدالحمید بن لاحق بصری، عبدالحمید بن لاحق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے فرمایا:

ایک مرتبہ میں تجارت کرنے بحرین اور یمامہ گیا وہاں لوگوں کو میں نے ایک گھر کی طرف آتے جاتے دیکھا۔ چنانچہ میں بھی اس طرف چل پڑا اچانک وہاں دیکھتا ہوں کہ ایک عورت اپنے مصلی پر بیٹھی ہوئی ہے اور اس نے موٹے دبیز کپڑے پہن رکھے ہیں۔ وہ غمگین، پریشان حال اور باتیں کم کرتی تھی۔ اس کے غلام نوکر چاکر بیٹے اور دیگر لوگ خریدنے بیچنے میں مشغول تھے۔ میں نے اپنی حاجت پوری کی اور اس عورت کے پاس آ گیا: کہنے لگی: ہمیں تجھ سے ایک کام ہے کہ جب تم ادھر کا دوبارا ارادہ کرو تو ہمارے ہاں قیام کرنا۔ میں واپس لوٹ آیا اور ایک عرصہ تک کہیں نہیں گیا۔

پھر اس کے شہر کی طرف جانے کا اتفاق ہوا۔ جب میں وہاں پہنچا تو اس عورت کے گھر کی طرف ارادہ کیا تا کہ جو کچھ شان وشوکت گزشتہ دیکھ چکا ہوں پھر اسے دیکھ لوں۔ چنانچہ میں نے اسکی وہ شان وشوکت نہ دیکھی۔ دروازے پر دستک دی اندر سے عورت کے ہنسنے کی آواز آئی اور کچھ بات کر کے دروازہ کھولا۔ میں اندر داخل ہوا دیکھا کہ وہ عورت گھر میں بیٹھی ہے اور اس نے باریک کپڑے پہن رکھے ہیں۔ میں پھر اس کے ہنسنے اور کلام کو سننے لگا مگر اس کے پاس گھر میں کچھ نہ تھا۔ میں نے اس پر تعجب کیا نیز میں نے کہا: میں نے تجھے دو حالوں میں دیکھا ہے دونوں حالوں میں مجھے سخت تعجب ہوا۔ ایک تیرا حال وہ تھا جو مجھے پہلی مرتبہ آنے پر دیکھنے میں آیا اور دوسرا حال آج دیکھ رہا ہوں کہنے لگی پہلی حالت جو تو نے دیکھی وہ ہماری شان وشوکت تھی۔ سو مجھے اولاد، نوکر چاکر، غلام اور تجارت میں کبھی خسارہ نہیں ہوا۔ حالانکہ میں پسند کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا امتحان لے..... چونکہ وہ امتحان نہ لے تو سمجھو وہ مجھ سے روٹھا ہوا ہے۔ میں امتحان کے لئے سخت غمگین رہتی تھی کہ اگر اللہ کے ہاں میرے لئے بہتری ہوتی تو مجھے اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈالتے۔ سو اس لئے یہ حالت اب تو دیکھ رہا ہے کہ مجھے اولاد، نوکر چاکر، غلام اور تجارت میں مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اب مجھے یقین ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بھلائی کرنے کا ارادہ فرمایا ہے سو تب مجھے آزمائش میں مبتلا کیا اور مجھے یاد کیا۔ اب میں خوش وخرم ہوں۔

مسلم بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں میں واپس لوٹ آیا اور عبداللہؓ بن عمرؓ سے میری ملاقات ہوئی میں نے یہ سارا واقعہ سنایا۔ فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے اسکی اور ایوب علیہ السلام کی آزمائش میں تھوڑا ہی فرق ہے۔

مسانید مسلم بن یسار رحمہ اللہ

مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے کافی صحابہؓ سے ملاقات کی ہے اور ان سے متصلا ومرسلا احادیث روایت کی ہیں۔ مسلم بن یسار رحمہ اللہ سے ابوقلابہ، محمد بن سیرین، قتادہ وغیرہم حضرات تابعین روایت کرتے ہیں۔

۲۴۷۰-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، حارث بن ابی اسامہ، عبدالوہاب بن عطاء، سعید بن ابی عروبہ، قتادہ، مسلم بن یسار، حمران بن ابان، عثمانؓ بن عفان، عمرؓ بن خطاب کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے کوئی بندہ صدق دل سے پڑھ لے تو اس پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے اور وہ کلمہ " لا الہ الا اللہ " ہے۔[1]

---

[1] المستدرک ۱/ ۷۲، ۳۵۱. ومسند الامام احمد ۱/ ۶۳. وصحیح ابن حبان ۱/ ۲ ومجمع الزوائد ۱/ ۱۵. والترغیب والترهیب ۲/ ۴۱۶. واتحاف السادة المتقین ۹/ ۱۸۰. والدر المنثور ۶/ ۶۲، ۸. وکنز العمال ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۴۱۵.

۲۴۷۱- ابونعیم اصفہانی، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن منہال، یزید بن زریع، سعید، قتادہ، مسلم بن یسار، حمران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے پانی منگوایا دونوں ہاتھ دھوئے، کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، تین مرتبہ چہرہ دھویا، بازو دھوئے اور سر اور پاؤں کا مسح کیا پھر ہنسنے لگے: فرمایا: مجھ سے پوچھتے نہیں ہو کہ میں ہنستا کیوں ہوں؟ حاضرین نے کہا: یاامیرالمؤمنین! آپ کیوں ہنسے؟ فرمایا: میں اس لئے ہنسا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی جگہ پانی منگوایا جس طرح میں نے وضو کیا اسی طرح آپ ﷺ نے بھی وضو کیا اور پھر ہنسے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم مجھ سے نہیں پوچھتے کہ میں کیوں ہنسا ہوں؟ ہم نے کہا یارسول اللہ ﷺ! آپ کیوں ہنستے ہیں؟۔ ارشاد فرمایا: مجھے اس بات نے ہنسایا ہے کہ بندہ جب اپنے چہرے کو دھوتا ہے اس کے سارے وہ گناہ جو اس کے چہرے سے صادر ہوئے ہوں اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ جب بازو دھوتا ہے تب بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور جب سر کا مسح کرتا ہے اور پاؤں دھوتا ہے تب بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

یہ حدیث صحیح اور متفق علیہ ہے۔ عمران سے راویوں کی کثیر تعداد روایت کرتی ہے۔ سعید بن بشر نے بھی قتادہ، ابوقلابہ، مسلم، حمران کے طریق سے روایت کی ہے۔

۲۴۷۲- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، حسن بن جریر صوری، محمد بن ہارون بن بکار، عباس بن ولید خلال، مروان بن محمد، سعید بن بشیر، قتادہ، ابوقلابہ، مسلم بن یسار، حمران، عثمانؓ کے سلسلۂ سند سے حدیث بالا بمثلہ مروی ہے۔

۲۴۷۳- ابونعیم اصفہانی، محمد بن معمر، یوسف بن یعقوب قاضی، سلیمان بن حرب، حماد بن زید، ایوب،...... ابوقلابہ کہتے ہیں میں شام میں ایک جماعت میں تھا جس میں مسلم بن یسار رحمہ اللہ بھی تھے۔ اتنے میں ابواشعث صنعانی آگئے اور لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: ابواشعث! ابواشعث! میں نے کہا اپنے بھائی کو عبادہؓ بن صامت کی حدیث سناؤ۔ کہنے لگے ہم حضرت معاویہؓ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے جس میں ہمیں کثیر مال غنیمت حاصل ہوا، مال غنیمت میں چاندی کے برتن بھی تھے۔ معاویہؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ چاندی کے برتن لوگوں کو ان کے عطیات کے حساب میں بیچ دیئے جائیں۔ حضرت عبادہؓ بن صامت کو اس کی خبر ہوگئی وہ اٹھے اور کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ وہ منع فرما رہے تھے کہ سونے کو سونے کے بدلے میں، چاندی کو چاندی کے بدلے، میں گندم کو گندم کے بدلے میں، جو کو جو کے بدلے میں، کھجوروں کو کھجوروں کے بدلے میں اور نمک کو نمک کے بدلے میں بیچا جائے مگر مثل مثل کے بدلے میں برابر سرابر ہو، جس نے زیادتی کی یا زیادتی کا مطالبہ کیا اس نے سود لیا۔ چنانچہ لوگوں نے جو کچھ لیا تھا فوراً واپس لوٹا دیا، ایک آدمی حضرت معاویہؓ کے پاس گیا اور انہیں ساری بات سنائی۔ حضرت معاویہؓ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا: کیا حال ہے لوگوں کا رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے حدیثیں سناتے ہیں حالانکہ ہم آپ ﷺ کی صحبت میں رہے اور انہیں دیکھا ہم نے آپ ﷺ سے یہ حدیث نہیں سنی۔ پس فوراً عبادہؓ بن صامت کھڑے ہوئے اور دوبارہ حدیث سنائی اور فرمایا: بخُدا! ہم وہی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے سنتے ہیں اگر چہ معاویہؓ کا کچھ اور گمان کیوں نہ ہو۔ بخُدا! مجھے پرواہ نہیں ہے کہ میں اپنی زندگی میں ایک کالی رات بھی معاویہ کی صحبت میں نہیں رہا ہوں۔

یہ حدیث صحیح ثابت ہے مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں قواریری کے واسطے سے روایت کی ہے۔

۲۴۷۴- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، قرہ بن حبیب قنوی، ہیثم بن قیس فایشی، عبداللہ بن مسلم بن یسار، مسلم بن یسار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے ان کے دادا یسارؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لئے

تین دن اور تین راتیں ہیں اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات ہے[1]
مسلم کی یہ حدیث غریب ہے، مرفوعاً روایت کرنے میں ہیثم بن قیس متفرد ہیں۔

(۱۹۴) معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ[2]

تابعین کرام میں سے ایک دن کو مسکرانے والے اور راتوں کو رونے والے ابوایاس معاویہ بن قرہ ہیں۔

۲۴۷۵-ابونعیم اصفہانی، عثمان بن محمد عثمان، محمد بن یونس عصفری، محمد بن معمر، روح، حجاج بن اسود کہتے ہیں کہ معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میری رہنمائی کون کرے گا راتوں کو رونے اور دن کو مسکرانے والے پر۔

۲۴۷۶-**تابعین کا زمانہ صحابہ کے زمانہ سے بدل چکا ہے** ..... ابونعیم اصفہانی، ابوعبداللہ، ابراہیم بن محمد بن محمد بن حسن، عیسیٰ بن خالد، ابویمان، اسماعیل بن عیاش، تمام بن نجیح کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے محمد عربی ﷺ کے ستر صحابۂ کرام ؓ کو پایا ہے۔ بالفرض اگر وہ تمہارے پاس دنیا میں واپس آجائیں تو تمہاری آذان کے سوا آج تمہاری کسی چیز کو بھی پہچان نہ سکیں گے جن پر تم عمل پیرا ہو۔

۲۴۷۷-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن سعید، یحییٰ بن مطرف، مسلم بن ابراہیم، شداد بن سعید ابوطلحہ راسبی کے سلسلۂ سند سے مذکور ہے کہ معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ایسے بیس صحابۂ کرام کو پایا ہے جنہوں نے نبی ﷺ کی معیت میں دوسروں کو نیزہ مارا یا خود نیزے کا زخم کھایا۔ یا تلوار دوسروں کو ماری یا خود تلوار کا گھاؤ کھایا۔

۲۴۷۸-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، شیبان بن ابی شیبہ، ابوہلال، معاویہ بن قرہ نے فرمایا: میرے والد صاحب اپنے بیٹوں سے کہا کرتے تھے: اے بیٹو! جب تم نماز عشاء پڑھ لو سو جاؤ تا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ رات کی بھلائی نصیب فرمائے۔

۲۴۷۹-ابونعیم اصفہانی، عمر بن احمد بن شاہین، عبداللہ بن محمد بغوی، عبیداللہ بن عمر، عون بن موسیٰ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے تھے اور آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے کہ کونسا عمل افضل ہے شرکا مجلس نے اتفاق کر لیا کہ قیام اللیل افضل عمل ہے۔ میں نے کہا: ترکِ محارم افضل عمل ہے، فرمایا: اس پر حسن بصری رحمہ اللہ کو تنبہ ہوا اور فرمایا! ہاں پھر درجہ بدرجہ فلاں چیز اور پھر فلاں چیز۔

۲۴۸۰-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابراہیم بن محمد بن حسن، ابوکریب، محاربی، عبداللہ بن میمون بصری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کو ایک دن میں مہینے بھر کا رزق عطا فرما دیتے ہیں بندہ اگر رزق کو درست استعمال کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ہاتھوں میں درستی پیدا کر دیتے ہیں وہ اور اس کا عیال پورا مہینہ خیریت سے گزارتا ہے۔

۲۴۸۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر طلحی، حسن بن جعفر قتات، عبداللہ بن ابی زیاد، سیار، جعفر، حجاج بن اسود کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اے اللہ! جس طرح تو نے صحابۂ کرام کو رزق عطا فرمایا اور تو ان سے راضی رہا ہمیں بھی اسی طرح رزق عطا فرما تا کہ ہم تیری طاعت میں عمل کر سکیں اور ہم سے راضی رہ۔

۲۴۸۲-ابونعیم اصفہانی، حسن بن علی الوراق، یزداد بن عبدالرحمٰن کاتب، محمد بن مثنیٰ، معتمر بن سلیمان، سلیمان، مسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک

۱۔ مجمع الزوائد ۱/ ۱۵۹، ۲۵۸، ۲۶۰
۲۔ تهذيب التهذيب ۱۰/ ۲۱۶، والتقريب ۲/ ۲۶۱، والتاريخ الكبير ۷/ ۳۳۰، والجرح ۸/ ۳۷۸، وطبقات ابن سعد ۷/ ۲۲۱.

مرتبہ معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ مجھے ملے میں مویشیوں کے لئے چارے کا بندوبست کر کے واپس آ رہا تھا، انہوں نے مجھ سے پوچھا: آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ میں اپنے اہل خانہ کے لئے فلاں فلاں چیز خریدنے گیا تھا۔ فرمایا: کیا یہ سب حلال طریقے سے حاصل کر کے لائے ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں، فرمایا: مجھے وہی دن زیادہ پسند ہے جسکی رات میں اللہ کی عبادت ہو اور دن کو روزہ رکھا ہو۔

۲۴۸۳-معاویہ بن قرہ کا خواب اور اس کی تصدیق میں آپ کی وفات......ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، عباس بن حمدان، اسحق بن ابراہیم شہید، قریش بن انس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ معاویہ بن قرہ سفر سے واپس تشریف لائے اور اپنے بیٹے ایاس بن معاویہ بن قرہ کے پاس گئے فرمایا: میرے لئے آج کے دن مناسب نہیں کہ میں زندہ رہوں چونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اور میرے والد صاحب ہم دونوں مقررہ نشان تک پہنچنے کے لئے دوڑ لگائے جا رہے ہیں تاہم مقررہ نشان تک ہم دونوں اکٹھے پہنچے، سو آج میں اپنے والد کی عمر کو پہنچ چکا ہوں، چنانچہ معاویہ بن قرہ کو اسی دن گھر سے میت کی حالت میں نکالا گیا۔

۲۴۸۴-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد، محمد بن احمد جرجانی، اسحٰق بن دیمہر، جوہری، یونس بن محمد، شیبب بن مہران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ نے فرمایا: قوم کے سرداروں کے ساتھ بیٹھا کرو چونکہ دوسروں کی بنسبت ان کی عقول پختہ اور کامل ہوتی ہیں۔

۲۴۸۵-چند روایات اور حکمت کی باتیں......ابونعیم اصفہانی، ابوعلی حسین بن محمد زجاجی فقیہ طبری، عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس، محمد بن وسیم، منہال بن بحیر، شیبب بن شیبہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے معاویہ رحمہ اللہ سے کہا: میں آپ سے محبت کرتا ہوں، جواب دیا: تو مجھ سے محبت کیوں نہیں کریگا میں تمہارا پڑوسی ہوں اور نہ ہی تمہارے ساتھ کوئی قرابت ہے۔ (یعنی نفرت قرابت یا پڑوس کی وجہ سے ہو جاتی ہے سو یہ دونوں چیزیں تمہارے لئے مجھ میں نہیں)۔

۲۴۸۶-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، محمد بن حسن بن طفیل، محمد بن ابی سری، رواد، ضمرہ بن ربیعہ، بقیہ بن ولید، خلید بن دعلج......معاویہ بن قرہ نے فرمایا: لوگ درس وتدریس کی مجالس کا انعقاد کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں جہاد کرتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں قیامت کے دن لوگوں کو ان کی عقلوں کے بقدر عطا ہوگا۔

۲۴۸۷-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، عباس بن احمد بن محمد البرتی، ابوبکر بن ابی شیبہ، ہشیم، عوام بن حوشب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ نے فرمایا: دین میں جھگڑے کھڑے کرنا اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔

۲۴۸۸-ابونعیم اصفہانی، محمد بن اسحٰق، محمد بن یحیٰی بن مندہ، محمد بن معمر، ہارون بن اسماعیل خزاز، علی بن مبارک کے سلسلۂ سند سے معاویہ بن قرہ فرماتے ہیں کہ حکمت میں لکھا ہے: اپنی عقلمندی کے ہوتے ہوئے بیوقوفوں کے ساتھ نہ بیٹھو اور اپنی بے وقوفی کے ہوتے ہوئے علماء کے ساتھ مت بیٹھو۔

۲۴۸۹-ابونعیم اصفہانی، ابوعبداللہ، محمد بن ابراہیم بن حکم، یعقوب بن ابراہیم دورقی، یوسف بن عرق، سوادہ بن حیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جو علم کو لکھتے نہیں ان کے علم کو علم نہیں شمار کیا جاتا۔

۲۴۹۰-ابونعیم اصفہانی، محمد بن ابراہیم، احمد بن علی بن مثنیٰ، عبدان بن بشار، ابوقتیبہ کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ بن قرہ کو فرماتے سنا ہے کہ ہم اس آدمی کو جو علم کو لکھے نہیں، عالم نہیں شمار کرتے تھے۔

۲۴۹۱-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، ابراہیم بن محمد بن حارث، عبیداللہ بن معاذ، معاذ، بسطام بن مسلم کے سلسلۂ سند سے معاویہ بن قرہ اپنے والد کا قول نقل کرتے ہیں، قرہؓ نے فرمایا کہ اے بیٹا! جب تم کسی خیر و بھلائی کی مجلس میں بیٹھے ہو اور تمہیں اس مجلس سے اٹھنے کی

ضرورت پیش آ جائے تو اٹھتے وقت السلام علیکم کہوتا کہ تو بھی اس مجلس کو ملنے والے ثواب میں شریک رہے۔

مسانید معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ

معاویہ بن قرہ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے احادیث روایت کی ہیں، ان کی صحاح روایتیں عموماً انسؓ بن مالک سے مروی ہیں اور یہ روایات متفق علیہ بھی ہیں جو ذیل میں ہیں:

۲۴۹۲- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابونضر، شعبہ، ابوایاس معاویہ بن قرہ کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! صرف آخرت کی زندگی اصل ہے، انصار اور مہاجرین کو اچھا اور نیک بنادے۔[۱]

۲۴۹۳- ابونعیم اصفہانی، فاروق خطابی، ابومسلم کشی، ابوعمر خوضی، سلام طویل، زید العمی، معاویہ بن قرہ کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں سلام پھیرتے جبینِ اقدس کو دائیں ہاتھ سے پونچھ لیتے اور یہ دعا پڑھتے:[۲]

بسم الله الذى لااله الاهو الرحمن الرحيم اللهم اذهب عنى الهم والحزن

اس اللہ کے نام سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ رحمٰن ورحیم ہے اے اللہ: مجھ سے میرے غم وحزن کو دور کردے۔

معاویہ کی یہ حدیث غریب ہے، معاویہ سے روایت کرنے میں زید العمی متفرد ہیں۔

۲۴۹۴- ابونعیم اصفہانی، ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزہ، ابراہیم بن ہاشم بغوی، علی بن جعد، علی بن فضل، یونس بن عبید، معاویہ بن قرہ اپنی اس سند سے اپنے والد کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا: یا رسول اللہ! جب میں کسی بکری کو لیکر ذبح کرتا ہوں مجھے اس پر رحم آ جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو بکری پر رحم کرے گا اللہ تجھ پر بھی رحم فرمائیں گے۔[۳]

معاویہ سے عبدالعزیز بن مختار، حجاج بن اسود اور زیاد بن مخراق بھی یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

۲۴۹۵- ابونعیم اصفہانی، علی بن احمد واسطی، اسلم بن سہل، احمد بن محمد بن ابی حنیفہ، محمد بن ابی حنیفہ، حجاج بن اسود، عبداللہ بن مختار، معاویہ بن قرہ، قرہؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! میں کسی بکری کو ذبح کرنے کے لئے لٹاتا ہوں مجھے اس پر رحم آ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بکری پر اگر تو نے رحم کیا اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر رحم فرمائیں گے۔[۴]

۲۴۹۶- ابونعیم اصفہانی، بشر بن علی بن علی العمی انطاکی، عبداللہ بن نصر انطاکی، اسحٰق بن عیسیٰ الطباع، مالک بن انس، زیاد بن مخراق، معاویہ بن قرہ، قرہؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے قرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں بکری ذبح کرتا ہوں مجھے اس پر رحم آ جاتا ہے: ارشاد فرمایا: اگر تم بکری پر رحم کرو گے اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر رحم کریگا۔[۵]

مالک کی یہ حدیث غریب ہے۔

۲۴۹۷- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، روح بن عبادہ، بسطام بن مسلم، معاویہ بن قرہ، قرہؓ کی روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مرتبہ عمرہ کیا ہمارے پاس کھانے کو صرف دو سیاہ چیزیں تھیں، پھر کہا: کیا تم جانتے ہو وہ دو سیاہ چیزیں

۱۔ صحيح البخارى ۱/ ۱۱۷، ۴/ ۶۱، ۵/ ۴۲، ۱۳۷، ۱۴۷، ۸/ ۱۰۹. وصحيح مسلم، كتاب الطهارة ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸. وفتح البارى ۷/ ۱۱۸، ۳۹۲، ۱۱/ ۲۲۹.

۲۔ كنزالعمال ۱۵ ۱۷۹

۳، ۴، ۵۔ مسند الامام احمد ۳/ ۴۳۶، ۵/ ۳۴. والمعجم الكبير للطبرانى ۱۹/ ۲۳، ۲۴. والترغيب والترهيب ۳/ ۲۰۴. وكنزالعمال ۱۵۶۱۳، ۳۵۲۳۳.

کیا ہیں؟ میں نے جواب دیا ہم نہیں جانتے، کہا کھجور اور پانی۔

آئمہ حدیث نے یہ حدیث روح سے روایت کی ہے۔

۲۴۹۸-ابونعیم اصفہانی، محمد بن محمد الحافظ، عمر بن عبداللہ زیادی، اسحٰق بن اسرائیل، جعفر بن سلیمان، بسطام بن مسلم، معاویہ بن قرہ مثل مذکورہ بالا کے اپنے والد قرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

۲۴۹۹-**بتوں کے پجاریوں کے ساتھ شیطان کا کھیل**.....ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن لیث، محمد بن جہضم، ازہر بن سنان، شبیب بن محمد واسع، معاویہ بن قرہ کے سلسلۂ سند سے قرۃؓ کی روایت ہے انہوں نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے محمد عربی ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا میں اسلام لانے کی نیت سے آیا۔ میں نے کہا شاید میں بھی اسلام میں دو یا تین آدمیوں کو داخل کرلوں۔ چنانچہ میں مدینہ میں "مجمع الماء" کی جگہ آگیا اچانک میں نے بستی کے چرواہے کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا: اے بستی والو: میں تمہاری بکریاں نہیں چراؤں گا چونکہ ہر رات بھیڑیا آتا ہے اور ایک بکری لے اڑتا ہے حالآنکہ تمہارا بت سامنے کھڑا دیکھ رہا ہوتا ہے، وہ ضرر پہنچاتا ہے اور نہ ہی نفع اور اس میں تغیر آتا ہے اور نہ ہی وہ انکار کرتا ہے۔ قرۃؓ کہتے ہیں بستی والے گڈریے کی باتیں سن کر واپس چلے گئے۔ جب صبح ہوئی گڈریا بھاگا بھاگا آیا اور کہہ رہا تھا: خوشخبری! خوشخبری! بھیڑیا تمہارے بت کے سامنے جکڑا پڑا ہے بغیر پھندے کے۔ بستی والے بھی وہاں پہنچ گئے اور میں بھی ان کے ساتھ چلا گیا چنانچہ انہوں نے بھیڑیا قتل کیا اور اپنے بت کو سجدہ کیا! اور کہنے لگے! اے ہمارے خدا! تو اسی طرح کرتا رہ۔ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور انہیں سارا واقعہ سنایا۔ ارشاد فرمایا: شیطان نے بستی والوں کے ساتھ ایک کھیل کھیلا ہے۔

یہ حدیث غریب ہے ہم نے یہ حدیث صرف شبیب بن محمد سے لکھی ہے ازہر متفرد ہیں۔

۲۵۰۰-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، عثمان بن عمر ضبی، حفص بن عمر حوضی، سلام، زید العمی، معاویہ بن قرہ کے سلسلۂ سند سے معقلؓ بن یسار کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا، میں بے نیازی سے تیرے دل کو بھر دوں گا اور تیرے ہاتھوں کو رزق سے بھر دوں گا۔ اے ابن آدم! مجھ سے دوری نہ اختیار کر ورنہ میں تیرے دل کو فقر سے اور تیرے ہاتھوں کو مشغولیت سے بھر دوں گا۔[1]

۲۵۰۱-ابونعیم اصفہانی، علی بن احمد بن غسان بصری، محمد بن خالد راسبی، محمد بن احمد بن حکم، حکم بن مروان، سلام بن سلیم، زید العمی، معاویہ بن قرہ کے سلسلۂ سند سے معقلؓ بن یسار کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو دن بھی ابن آدم پر آتا ہے اس میں اسے آواز لگائی جاتی ہے: اے ابن آدم! میں جدید مخلوق ہوں، تو جو بھی عمل کرے گا میں تجھ پر کل گواہ ہوں گا۔ لہٰذا مجھ میں تو عمل اچھا کرلے تاکہ کل میں تیرے حق میں گواہی دوں، اس لئے کہ جب میں گزر جاؤں گا پھر تو مجھے کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔ پھر رات بھی اسی طرح کا مکالمہ کہتی ہے۔[2]

معاویہ کی یہ حدیث غریب ہے ان سے روایت کرنے میں زید متفرد ہیں۔ مرفوع کا صرف یہی ایک طریق ہے۔

۲۵۰۲-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، احمد بن قاسم بن مساور جوہری، عصمہ بن سلیمان، سلام طویل، زید العمی، معاویہ بن قرہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے بندے کے حق میں نظر نہیں کرتا ہوں تاوقتیکہ میرا بندہ میرے حق میں نظر نہ کرے۔[3]

---

[1] العلل المتناهية لابن الجوزی ۲/ ۳۱۷. والكامل لابن عدی ۳/ ۱۱۴۷ وعلل الحديث لابن ابی حاتم ۱۸۷۶.

[2] تفسير القرطبی ۱۲/ ۳۵۳. وكنز العمال ۴۳۱۶۱.

[3] فی كنز العمال ۴۳۱۷۲. والمعجم الكبير للطبرانی ۱۲/ ۲۱۲.

معاویہ بن قرہ کی یہ حدیث غریب ہے اور زید روایت میں ان سے متفرد ہیں۔ ابن عباسؓ کی حدیث نبی ﷺ سے مرفوع صرف اسی طریقہ اسناد پر ہے۔

(۱۹۵) ابو رجاء عطاردیؒ[۱]

تابعین کرام میں سے ایک ابو رجاء عطاردی رحمہ اللہ بھی ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں کافی لمبی عمر سے نوازا تھا، قرآن و حدیث کے بے مثال عالم، نیکوکار اور عبادت گزار تھے، جب نبی ﷺ کی دعوت پہنچی اسے صدق دل سے قبول کیا اور اقبال و وصول کے ساتھ اس پر ثابت قدم رہے۔

(ابو رجاء العطاردی ان مسلمانوں میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا لیکن آپ ﷺ کو نہ پا سکے۔ اصغر)

کہا گیا ہے کہ تصوف وصول حق تک پہنچنے کے لئے قبول پیغام رسول کا نام ہے۔

۲۵۰۳- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، مسلم بن ابراہیم، عمارہ المعولی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابو رجاء عطاردی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

بعث النبی ﷺ وانا خماسی یدعوالی الجنۃ۔

نبی ﷺ مبعوث ہوئے اور میں پانچواں آدمی ہوں جو جنت کی طرف بلائے گا۔

۲۵۰۴- **آپ ﷺ کے ہاتھوں مسلمان ہونے والے جنوں میں سے کیا کوئی باقی ہے؟** ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ بن اسحق، محمد بن اسحق، قتیبہ بن سعید، کثیر بن عبداللہ ایلی ابو ہاشم کہتے ہیں ہم حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس تھے اور ابن سیرین رحمہ اللہ بھی وہاں موجود تھے۔ دو آدمی داخل ہوئے کہنے لگے: ہم اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ سے ایک شئے کے متعلق کچھ دریافت کریں! حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: پوچھ لو جو پوچھنا چاہتے ہو۔ کہنے لگے: کیا آپ کو ان جنات کے بارے میں علم ہے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، کیا ان میں سے کوئی باقی ہے؟۔ حسن بصری رحمہ اللہ مسکرانے لگے اور فرمایا: مجھے گمان نہیں تھا کہ کوئی مجھ سے یہ سوال کرے گا لیکن تم ابو رجاء عطاردی کے پاس جاؤ۔...

۲۵۰۵- ابونعیم اصفہانی، ابو حامد بن جبلہ، ابو عباس سراج، قتیبہ، کثیر بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: ہم ابو رجاء عطاردی کے پاس آئے ہم نے انہیں کہا: کیا آپ کو ان جنات کا علم ہے جنہوں نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، کیا ان میں سے کوئی باقی ہے؟ فرمایا: میں تمہیں اس بارے میں عجیب خبر دیتا ہوں:

ایک مرتبہ ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ ہم نے اپنے خیمے گاڑے اچانک ایک سانپ حالتِ اضطراب میں دیکھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ مر گیا اور میں نے اسے دفن کیا: اچانک میں نے بہت ساری آوازیں سنیں: السلام علیکم! السلام علیکم! جبکہ میں کسی کو نہیں دیکھ رہا تھا میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ جواب ملا ہم جنات ہیں۔ اللہ تمہیں ہماری طرف سے جزائے خیر دے تم نے ہمارا ہاتھ بٹایا۔ میں نے پوچھا وہ کیسے؟ جواب ملا وہ سانپ جسکو تم نے دفن کیا ہے یہ آخری جن باقی رہ گیا تھا جس نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پھر ابو رجاء رحمہ اللہ کہنے لگے: آج میری عمر ۱۳۵ سال ہے۔

۱۔ آپ کا نام عمران ملحان ہے۔ تہذیب التہذیب ۲/ ۱۴۰۔ والتقریب ۲/ ۸۵۔ والتاریخ الکبیر للطبرانی ۶/ ۴۱۰۔ والجرح ۶/ ۳۰۳۔ وطبقات ابن سعد ۷/ ۱۳۸۔

۲۵۰۶-قبل الاسلام مشرکین کی حالت کا اندازہ......ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن عبدالوہاب، ابوعباس سراج، فضل بن غسان، وہب بن جریر کے سلسلۂ سند سے جریر کہتے ہیں میں نے ابورجاء رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا۔ جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر پہنچی ہم اس وقت اپنے چشمے ''سند'' نامی پر جمع تھے۔ ہم اپنے اہل وعیال کو لے کر ایک قبیلہ کی طرف بھاگ گئے اس دوران میں لوگوں کے پیچھے پیچھے رہا۔ اچانک مجھے ہرن کے تازہ پائے ملے میں انہیں اٹھا کر بیوی کے پاس لایا اس سے پوچھا گیا تیرے پاس جو ہیں؟ کہنے لگی برتن میں کچھ باقی بچے ہوئے تھے، معلوم نہیں ابھی ہیں یا نہیں، دیکھے تو مٹھی بھر جو بچے ہوئے تھے۔ میں نے جو دو پتھروں پر پیس لئے، پھر وہ جو اور پائے ایک دیگچی میں ڈال دیے پھر میں ایک اونٹ کی طرف اٹھا اور اسکی رگ چاک کر کے اس سے خون نکالا پھر اسے بھی دیگچی میں ڈال کر اس کے نیچے آگ جلانا شروع کی اور ایک لکڑ سے میں نے اسے ہلایا اور پھر ہم نے کھالیا۔ ایک آدمی پوچھنے لگا اے ابورجاء! آپ نے خون کا ذائقہ کیسا پایا تھا؟ جواب دیا میٹھا۔

۲۵۰۷-ابونعیم، ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، محرز بن عون، یوسف بن عطیہ، عطیہ کہتے ہیں میرے والد صاحب ایک مرتبہ ابورجاء کے پاس گئے۔ ابورجاء نے ہمیں حدیث سنائی کہ:

نبی ﷺ کی بعثت کے زمانے میں ہم اپنے ایک چشمے پر تھے، ہمارا ایک گولائی میں تراشا ہوا بت تھا جسے ہم نے کجاوہ میں لاد لیا تھا۔ ہم اس چشمے سے ایک دوسری جگہ کی طرف منتقل ہونے لگے۔ ریتلی زمین سے گزرتے وقت پتھر کا بنا ہوا وہ بت کھسک کر ریت میں گر پڑا اور پھر ریت میں دھنس کر غائب ہو گیا۔ منزل مقصود پر پہنچ کر ہم نے بت کو گم پایا۔ سو ہم اسکی تلاش میں واپس نکل پڑے۔ چنانچہ ہم نے بت ریت میں دھنسا ہوا نکال لیا، یہی وہ پہلی بات تھی جو میرے اسلام قبول کرنے کا سبب بنی۔ میں نے کہا: یہ کیسا معبود ہے جو ریت سے اپنا دفاع نہیں کر سکتا حتی کہ ریت میں گم سم ہو گیا بخدا! یہ تو بہت برا معبود ہے، جبکہ ایک بکری اپنی حیاء (شرم گاہ) کا دفاع اپنی دُم سے کر لیتی ہے۔ بس یہی بات میرے اسلام لانے کا سبب بنی اور میں مدینہ کی طرف واپس لوٹ آیا لیکن جب تک رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے تھے۔

۲۵۰۸-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، احمد بن حسن خراش، مسلم بن ابراہیم، عمارہ معولی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابورجاء رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم ریت جمع کرتے اور پھر اس پر دودھ دوہتے اور اسکی عبادت کرنا شروع کر دیتے بسا اوقات کوئی سفید پتھر تلاش کر کے اس کی عبادت کرنے لگتے اور کچھ عرصہ کے بعد پھر اس کو پھینک دیتے۔ نیز ہم جاہلیت میں حرم شریف کی اتنی تعظیم کرتے تھے جتنی تم اب بھی نہیں کرتے۔

۲۵۰۹-ابونعیم اصفہانی، محمد بن جعفر، عبیداللہ بن احمد بن عتبہ، محمد بن عبدالملک، ابوعلی حنفی، سلم بن رزین کہتے ہیں کہ میں نے ابورجاء رحمہ اللہ کو فرماتے سنا کہ جاہلیت میں ہم مٹی جمع کرتے اور اس کے درمیان میں ایک گڑھا بناتے پھر اسمیں دودھ دوہتے اور اس کے اردگرد جمع ہو کر اسکی عبادت کرتے اور یوں کہتے: اے معبود! ہم تیرے دربار میں حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں سوائے خدا کے جبکہ تو اسکا مالک ہے وہ تیرا مالک نہیں۔

۲۵۱۰-ابونعیم اصفہانی، محمد بن اسحق، ابراہیم بن سعدان، بکیر بن بکار، قرہ بن خالد کہتے ہیں میں نے ابورجاء رحمہ اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو تیر مارا تھا حتی کہ مجھے سخت افسوس ہوا کہ اے کاش وہ تیر ان تک پہنچنے سے پہلے ہی ٹوٹ گیا ہوتا۔

۲۵۱۱-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ازہر، ابن عون کہتے ہیں میں نے ابورجاء کو کہتے سنا: میں اپنے بعد کسی چیز کی تمنا نہیں کرتا صرف ایک چیز کی کہ میں پانچ مرتبہ اپنے رب عزوجل کے لئے اپنے چہرے کو خاک آلود کر لوں۔

۲۵۱۲-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن عبداللہ رستہ، محمد بن عبید بن حساب، حماد بن زید، ایوب کہتے ہیں میں نے ابورجاء رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: بخدا مؤمن فی نفسہ اونٹ کے بیٹھنے سے بھی زیادہ عاجزی وانکساری کرنے والا ہوتا ہے۔

۲۵۱۳-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، عبدالصمد، ابواشہب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابورجاء رحمہ اللہ ہمارے ساتھ قیام رمضان میں ہر دس دنوں میں ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے۔

۲۵۱۴-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن محمد، محمد بن سہل، حمید بن مسعد، جعفر بن سلیمان، جعد ابوعثمان یشکری کہتے ہیں: میں نے ابورجاء عطاردی رحمہ اللہ سے کہا: اے ابورجاء! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرامؓ کو اس حالت میں پایا ہے کہ وہ اپنے اوپر نفاق کا خوف رکھتے ہوں؟ جواب دیا میں نے صحابۂ کرامؓ میں سے بہت اچھے حضرات کو پایا ہے۔ ابوعثمان کہتے ہیں کہ ابورجاء رحمہ اللہ نے عمرؓ بن خطاب کو پایا ہے اور کہا کرتے تھے کہ عمرؓ بہت اچھے شدت پسند تھے، بہت اچھے شدت پسند تھے۔

۲۵۱۵-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحیی بن معین، معتمر، شعیب بن درہم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابورجاء رحمہ اللہ نے فرمایا: ابن عباسؓ کے آنسو بہنے کی جگہ بوسیدہ تسمے کی طرح ہوگئی تھی۔

۲۵۱۶-ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، ہارون بن معروف، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے منقول ہے کہ میرے ایک پڑوسی نے کہا: میں ایک مرتبہ اپنے بیٹوں کے ساتھ ابورجاء عطاردی رحمہ اللہ کے پاس گیا اس سے پہلے میں نے اپنے بیٹوں کو اچھا لباس پہنایا اور انکی حالت کو بہتر بنایا۔ میں نے ابورجاء رحمہ اللہ سے کہا: اللہ سے میرے بیٹوں کے بارے میں برکت کی دعا کیجئے! چنانچہ دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! تو نے ان کی روئیدگی کو بہتر بنایا ان کی کٹائی کو بھی بہتر بنا۔

۲۵۱۷-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، محمد بن ایوب، محمد بن اسماعیل، جریر بن حازم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابورجاء رحمہ اللہ نے فرمایا: بخدا! مجھے آگاہ کیا گیا ہے کہ کچھ لوگ عوام الناس کو واہی تباہی قصے سناتے رہتے ہیں جس سے وہ انہیں کتاب اللہ کے بارے میں تھکاوٹ میں ڈال دیتے ہیں ایسا مت کرو بلکہ کتاب اللہ کی اتباع کرو اور پھر لوگوں کو آزاد چھوڑ دو چونکہ ان کو بھی ضروریات اور اہل خانہ سے نمٹنا ہوتا ہے۔

۲۵۱۸-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، محمد بن یحیی بن مندہ، عمرو بن علی، ابن ابی عدی...... عوف کہتے ہیں میں نے ابورجاء سے کہا: میں چپکے سے ایک چور کو جھانکتا رہا اور وہ میرے گھر میں نقب زنی کر رہا تھا میرے پاس ایک سل نما پتھر بھی تھا۔ ابورجاءؒ نے فرمایا: یہ سل اس پر گرا دیتے ناں۔ کہا: میں سمجھا کہ یہ مسلمان ہے: فرمایا: اسلام کہاں؟ اسلام تو وہ دیوار کے پیچھے چھوڑ آیا تھا۔

مسانید ابورجاء عطاردی رحمہ اللہ

ابورجاء رحمہ اللہ کی اکثر مسانید عمرؓ بن خطاب اور عبداللہؓ بن عباس سے مروی ہیں تاہم ابن عباسؓ سے منقول چند روایات درج ذیل ہیں:

۲۵۱۹-ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ، جعفر بن سلیمان، جعدی ابوعثمان، ابورجاء عطاردی کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا رب نہایت رحیم ذات ہے سو جس آدمی نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس نے نیکی کی نہ ہو اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ اگر وہ نیکی کرے تو اسے دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اور اگر کسی نے برائی کا ارادہ کیا اور اس کا ارتکاب نہیں کیا تب بھی اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اگر اس برائی کا ارتکاب کر بیٹھے تو اس کے کھاتہ میں صرف ایک برائی لکھی جاتی ہے یا مٹا دی جاتی ہے۔ اللہ کے ہاں تو وہی ہلاک ہوتا ہے جو واقعۃً ہلاک ہو۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اسے مسلم رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے امام احمد رحمہ اللہ نے یحیٰی بن سعید سے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔[۱]

۲۵۲۰- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، بشر بن موسیٰ، ہودہ بن خلیفہ، عوف، ابورجاء کے سلسلۂ سند سے عمرانؓ بن حصین کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے جنت دکھائی گئی پس میں کیا دیکھتا ہوں کہ اکثر اہل جنت فقراء لوگ ہیں۔[۲]

عوف نے ابورجاء سے اسی طرح یہ حدیث روایت کی ہے۔ قتادہ سے اس کا تابع بھی ثابت ہے جبکہ ایک جماعت یہ حدیث عمرانؓ بن حصین اور ابن عباسؓ سے روایت کرتی ہے۔

۲۵۲۱- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، اشہب، جریر بن حازم، مسلم بن زریر، حماد بن نجیح، صخر بن جویریہ، ابورجاء کے سلسلۂ سند سے عمرانؓ بن حصین اور ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے جنت دکھائی گئی اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ اکثر اہل جنت فقراء ہیں اور مجھے جہنم دکھلائی گئی جبکہ اہل جہنم کی اکثریت عورتیں ہیں۔[۳]

۲۵۲۲- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، محمد بن یعقوب بن سورۃ البغدادی، محمد بن ابراہیم بن بکیر طیالسی بصری، ابوولید طیالسی، سالم بن زریر، ابورجاء کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن صیاد سے پوچھا کہ میں نے تیرے لئے ایک چیز چھپا رکھی ہے بتلاوہ کیا ہے؟ ابن صیاد بولا: ''دخ (دھواں)''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دفع ہو جا۔[۴]

ابورجاء کی یہ حدیث صحیح عزیز ہے، سالم متفرد ہیں۔ بخاری نے بھی اسکی تخریج کی ہے۔

۲۵۲۳- ابونعیم اصفہانی، احمد بن سندی بن بحر، حسین بن محمد بن حاتم بن عبید عجلی حافظ، بشر بن ولید، زکریا بن حکیم حبطی، ابورجاء عطاردی کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم قوسِ قزح نہ کہا کرو چونکہ قزح شیطان ہے لیکن اللہ کی قوس کہا کرو سو وہ اہل زمین کے لئے امن کا پیغام ہے۔[۵]

ابورجاء کی یہ حدیث غریب ہے اور زکریا بن حکیم نے اسے صرف مرفوعاً روایت کیا ہے۔

(۱۹۶) ابوعمران عبدالملک بن حبیب جونی رحمہ اللہ

تابعین کرام میں سے ایک واعظ، بیدار مغز، اونگھتے ہوؤں کو بیدار کرنے والے، شیطان سے دور بھاگنے والے، ابوعمران جونی بھی ہیں۔

کہا گیا ہے کہ تصوف متنبہ اور بیدار رہنے اور اشتباہ وتوہم سے دوری اختیار کرنے کا نام ہے۔

۲۵۲۴- ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی بن حبیش، عبداللہ بن صقر، صلت بن مسعود، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ نے فرمایا: تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں طول مہلت اور حسن طلب دھوکے میں نہ ڈالے اگر چہ تمہیں سختیوں کا کیوں نہ

---

[۱] مسند الامام احمد ۱/ ۲۷۹. وسنن الدارمی ۲/ ۳۲۱. والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۲/ ۱۶۱. وتاریخ بغداد ۹/ ۴۱۵. وتفسیر ابن کثیر ۳/ ۳۷۳ وکنزالعمال ۱۰۳۱۵.

[۲] صحیح البخاری ۴/ ۱۴۲، ۸/ ۱۱۹، ۱۴۱. وصحیح مسلم، وکتاب الذکر والدعاء ۹۴.

[۳] مسند الامام احمد ۴/ ۴۳۷. والتخریج السابق.

[۴] صحیح البخاری ۸/ ۴۹، ۵. وسنن الترمذی ۲۲۴۹ ومسند الامام احمد ۱/ ۳۸۰ وفتح الباری ۱۰/ ۵۶۱. والدرالمنثور ۶/ ۲۵. وتفسیر ابن کثیر ۷/ ۲۳۱.

[۵] اللآلی المصنوعة ۱/ ۴۵. والموضوعات لابن الجوزی ۱/ ۱۴۴. والفوائد المجموعة ۴۶۲. وتنزیه الشریعة ۱/ ۱۹۱. وکشف الخفاء ۲/ ۴۹۹. والاذکار ۳۲۷. والاحادیث الضعیفة ۸۷۲. والدرالمنثور للسیوطی ۱۷۵.

سامنا کرنا پڑے۔

۲۵۲۵- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبیداللہ بن عمران قواریری، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ اکثر فرمایا کرتے تھے: احمقوں کی غفلت کو غنیمت سمجھو، اس جگہ چلے جاؤ جسے میں جانتا ہوں اور جن امور کو تم نہیں جانتے انہیں عالم الغیب کے سپرد کردو، اس سے پہلے کہ تمہیں موت کا سامنا کرنا پڑے اور بڑے بڑے امور سے نبرد آزما ہونا پڑے۔

۲۵۲۶- ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی بن حبیش، عبداللہ بن صقر، صلت بن مسعود، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ فرماتے تھے: اولیاء اللہ کب تک مٹی تلے رہیں گے اور بے شک وہ اپنی بقیہ عمروں کو حبس کئے ہوئے ہیں تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت وثواب نصیب فرمائے۔

۲۵۲۷- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابن الحباب و یسار، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران رحمہ اللہ نے اللہ عزوجل کے فرمان "سلام علیکم بماصبرتم فنعم عقبیٰ الدار" تمہارے اوپر سلام ہے بوجہ تمہارے صبر کرنے کے پس (جنت) بہت اچھا ٹھکانا ہے، کی تفسیر کے متعلق فرمایا: کہ تمہارے اوپر سلام ہو بوجہ اس کے جو تم نے اپنے دین پر صبر کیا اور دنیا کے بعد بہت اچھا ٹھکانا جنت تمہیں دیا۔

۲۵۲۸- **اپنا ایمان اللہ کے پاس امانت رکھوانا**...... ابونعیم اصفہانی، ابوحامد احمد بن محمد بن جبلہ، ابوعباس سراج، ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے دلوں میں اپنے ذکر کی بدولت محبت پیدا کرے نیز ہمارے اور تمہارے دلوں کو اس کے مناسب بنادے تاکہ اس کی طرف مائل ہوتے رہیں۔ ہمارے اور تمہارے اوپر مغفرت جاری کردے جس طرح ہمارے اور تمہارے اوپر گناہ جاری کئے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس جو چیز بھی بطور ودیعت رکھی گئی اللہ تعالیٰ نے اسکی ضرور حفاظت فرمائی اور میں اپنا دین تمہارا دین، اپنے اور تمہارے اعمال کا خاتمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ودیعت دیتا ہوں، جس طرح ام موسیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی ودیعت میں دے دیا تھا اور یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو اللہ کی ودیعت میں دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ودیعتیں آسمانوں اور زمینوں میں ضائع نہیں ہوتی ہیں بس تمہارے اوپر سلامتی ہو۔

۲۵۲۹- ابونعیم اصفہانی، احمد بن سندی، محمد بن عباس مؤدب، عبیداللہ بن عمر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران رحمہ اللہ نے آیت "ان لدینا انکالا و جحیما" ہمارے ہاں عبرتناک سزا اور بھڑکتی ہوئی جہنم ہے، کے بارے میں فرمایا کہ جہنم میں ایسی زنجیروں میں لوگ جکڑے ہوں گے جو بخدا! کبھی نہیں کھولی جائیں گی۔

۲۵۳۰- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر، ابوعمران جونی رحمہ اللہ فرماتے تھے: اگرچہ ہم نے لاپرواہی کا سامنا کیا جبکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ نیک بندے ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کو اپنی خواہشات پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہ دنیا سے آہستہ آہستہ چلے، گویا وہ نیزوں کی دھار پر چلے ہوں اور ان کے پیٹوں کی نازک آنتیں بھوک کی وجہ سے ان کے مونہوں میں آجاتی تھیں۔ وہ اپنی اس جانفشانی سے صرف آخرت کے متلاشی تھے۔

۲۵۳۱- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عفان، ہمام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہر آنے والی رات آواز لگاتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے بھلائی والے اعمال کرتے رہو میں پھر قیامت تک واپس لوٹ کر نہیں آؤں گی۔

۲۵۳۲- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ فرماتے تھے: جنت اور دوزخ کے درمیان راستے نہیں ہیں، نہ ہموار جگہ اور نہ پڑاؤ کی جگہیں ہیں، جو جنت سے چوک گیا وہ سیدھا جہنم میں جائے گا۔

۲۵۳۳- **قیامت کے دن انسانوں کو دیکھ کر جانوروں کی خوشی** ... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سیار، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے حدیث سنائی گئی ہے کہ چوپائے جب بنی آدم کو دیکھیں گے درآں حالانکہ بنی آدم اللہ تعالیٰ کے سامنے دوقسموں میں بٹے ہوئے ہوں گے ایک قسم اہل جنت کی ہوگی اور دوسری قسم اہل نار کی تو اسوقت چوپائے نداء لگائیں گے کہ اے بنی آدم! تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے آج کے دن ہمیں تمہاری مثل نہیں بنایا۔ ہم جنت کی توقع رکھتے ہیں اور نہ ہی کسی سزا کا ڈر رکھتے ہیں۔

۲۵۳۴- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، علی بن سعید، عبدالرحمٰن بن محمد بن منصور، محمد بن منصور، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران رحمہ اللہ نے آیت "یومئذ تعرضون لا تخفیٰ منکم خافیة" اس دن تم روبرو لائے جاؤ گے اور تم سے کوئی پوشیدہ بات چھپی نہ رہے گی، کے بارے میں فرمایا: جس طرح کہ پانی شیشے میں ہو، مگر اللہ تعالیٰ جس کا پردہ کردے وہ بات چھپی رہے گی۔

۲۵۳۵- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، عبیداللہ بن عمر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ نے آیت کریمہ: ولو تقول علینا بعض الاقاویل لأخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین (الحاقة ۴۴،۴۶) اور اگر باندھ لیں ہمارے اوپر کچھ باتیں تو البتہ پکڑ لیں ہم اسکا دایاں ہاتھ، پھر ہم اسکی رگِ جان کاٹ ڈالیں' پڑھی اور کہنے لگے الوتین بمعنی دل کی رگ۔ اور آیت "وجعلنا جهنم للکافرین حصیرا" (الاسراء ۸) اور جہنم کو ہم نے کافروں کے لئے ٹھکانا بنایا ہے، کے بارے میں فرمایا سجن یعنی قید خانہ بنایا ہے اور ایک تیسری آیت "اولی الایدی والابصار" (ص ۴۵) وہ انبیاء کرام علیہ السلام ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے' کے بارے میں تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: اَیدی سے مراد عبادت میں قوت اور ابصار سے مراد ہدایت میں بصارت کا حامل ہونا ہے۔

۲۵۳۶- ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی بن حبیش، محمد بن محمد، سوید بن سعید، معتمر بن سلیمان، سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ نے آیت کریمہ "ولتصنع علیٰ عینی" (طٰہٰ ۳۹) تا کہ میرے سامنے آپ کی پرورش کی جائے، کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں آپکی پرورش ہو۔

۲۵۳۷- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبیداللہ بن زیاد، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ نے فرمایا: بخدا! اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف اس قرآن مجید میں ایسے مضامین بیان کیے ہیں اگر وہ مضامین پہاڑوں کے لئے بیان کئے گئے ہوتے تو وہ چکنا چور ہو جاتے۔

۲۵۳۸- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، محمد بن عبداللہ بن رستہ، بشر بن ہلال، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ:

لا اعبد الارض لاحد بعدک ابداً

میں زمین پر آپ کے بعد کسی کی عبادت نہیں کروں گا۔

۲۵۳۹-ابونعیم اصفہانی ،ابوبکر بن مالک ،عبداللہ بن احمد بن حنبل ،وہب بن جریر،حماد بن زید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی نے فرمایا:نہیں رلایا کسی شئ نے آنکھوں کو اس قدر جتنا کہ علم نے رلایا۔

۲۵۴۰-ابونعیم اصفہانی ،محمد بن احمد بن ابراہیم ،محمد بن ایوب ،سلمہ التبوذکی ،سلام بن مسکین کے سلسلۂ سند سے ابوعمران جونی رحمہ اللہ نے فرمایا:آنکھوں کو پہلے کی لکھی تقدیر ہی رلاتی ہے۔

۲۵۴۱-ابونعیم اصفہانی ،احمد بن جعفر بن حمدان ،ابوعباس ثقفی ،عبداللہ عن ابیہ (احمد بن حنبل)،سیار ،جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ اپنی دعا میں یوں فرماتے تھے:اے اللہ اپنے علم کے بقدر ہماری مغفرت فرما!اس لئے کہ تو ہمارے بارے میں وہ کچھ جانتا ہے جو ہمارے بارے میں کوئی نہیں جانتا ،تیرا علم کافی ہے عقوبت کو مکمل کرنے کے اعتبار سے مگر جو تو معاف کردے اور رحمت فرمائے۔

۲۵۴۲-قیامت میں خدا کی آواز ......ابونعیم اصفہانی ،احمد بن محمد بن سنان ،ابوعباس ثقفی ،عبداللہ بن ابی زیاد ،ہارون بن عبداللہ ،سیار ،جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران فرماتے تھے:جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ حکم صادر فرمائیں گے کہ ہر ظالم وجابر ،ہر شیطان اور ہر وہ جسکے شر سے لوگ دنیا میں ڈرتے تھے کو زنجیروں میں جکڑ دیا جائے پھر انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور ان پر جہنم کے دروازے بند کردیئے جائیں گے بخدا!ان کے قدم کبھی قرار نہیں پکڑ سکتے :بخدا!آسمان کا چہرہ انہیں کبھی نظر نہیں آئے گا بخدا!ان کی آنکھیں سکون کے لئے لمحہ بھر کے لئے بند نہ ہوں گی بخدا!جہنم میں ٹھنڈے پانی کا گھونٹ انہیں چکھنے تک نہ ملے گا ،پھر اہل جنت سے کہا جائے گا آج دروازے کھول دو اور شیطان کا ڈر دل سے نکال دو اور اب کوئی ظالم یا جابر تمہیں نہیں دبائے گا۔آج کے دن مزے سے کھاؤ اور پیو اس کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں کیا۔ابوعمران کہنے لگے:اے میرے بھائیو!یہی تمہارے دن ہیں۔

۲۵۴۳-ابونعیم اصفہانی ،محمد بن علی ،محمد بن عمرو عسقلانی ،ابوعمرو ،ضمرہ ،ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ فرماتے تھے:اے کاش مجھے علم ہوتا کہ ہمارے رب عزوجل نے اہل خواہشات کی کونسی چیز دیکھ کر ان کے لئے جہنم واجب کردی ہے؟

۲۵۴۴-ابونعیم اصفہانی ،محمد بن احمد بن ابراہیم ،محمد بن ایوب ،محمد بن ابی بکر مقدمی ،بشر بن حازم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی نے کسی اللہ والے کا قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی موت کو اپنے دل کے قریب کرتا ہے وہ اپنے اعمال کی کثرت کا طالب ہوتا ہے۔

۲۵۴۵-ابونعیم اصفہانی ،احمد بن جعفر بن حمدان ،عبداللہ بن احمد بن حنبل ،علی بن مسلم ،سیار ،جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ نے فرمایا:جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس موت کو بھیجا گیا تو پریشان ہوگئے اور ارشاد فرمایا:میں موت کی وجہ سے پریشان نہیں ہوں لیکن میں اس لئے پریشان ہوں کہ موت کے وقت میری زبان ذکر اللہ سے روک دی جائے گی۔موسیٰ علیہ السلام کی تین بیٹیاں تھیں فرمایا:اے میری بیٹیو!میرے بعد بنی اسرائیل تمہارے اوپر دنیا کو پیش کریں گے تم دنیا کو قبول نہ کرنا ،یہ روئی مَل دل کے استعمال کرنا اور اسی سے گزارہ کرنا تم جنت میں پہنچ جاؤ گی۔

۲۵۴۶-ابونعیم اصفہانی ،حسین بن محمد ،احمد بن محمد حسین ،سلیمان بن داؤد قزاز ،سیار ،جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ نے فرمایا:کہ ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا:اے میرے معبود آج میں کیسے صبح کروں؟تیرا دشمن شیطان مجھے پیش آتا ہے اور کہتا ہے:اے داؤد!جب کوئی گناہ ہو جاتا ہے اس وقت آپکی رائے کہاں ہوتی ہے۔

۲۵۴۷-سلیمانؑ کا دنیا کی بادشاہت اور ایک تسبیح کا موازنہ فرمانا ......ابونعیم اصفہانی ،ابوبکر بن مالک ،عبداللہ بن احمد بن حنبل ،علی بن مسلم ،سیار ،جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ نے فرمایا:سلیمان بن داؤد علیہ السلام ایک مرتبہ اپنی فوج

کے ہمراہ چلے جارہے تھے اور پرندے ان پر سایہ کئے ہوئے تھے، جن وانس ان کے دائیں بائیں چل رہے تھے کہ اسی اثناء میں بنی اسرائیل کے ایک عابد کے پاس سے گزرے۔ وہ کہنے لگا: اے ابن داؤد! بخدا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم الشان بادشاہت عطا فرمائی ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے اسکی بات سنی اور ارشاد فرمایا: نامۂ اعمال میں ایک تسبیح کا ہونا افضل ہے ابن داؤد کی بادشاہت سے۔ چونکہ ابن داؤد کی بادشاہت ختم ہو جانے والی ہے جبکہ تسبیح باقی رہنے والی ہے۔

سلیمان علیہ السلام کوڑھیوں اور یتیموں کو صاف شفاف میدے کی روٹی کھلاتے تھے جبکہ خود جو کی روٹی تناول فرماتے تھے۔ جس دن ان کی وفات ہوئی دینار چھوڑا اور نہ ہی کوئی درہم۔

۲۵۴۸- نیت کا علم فرشتوں کو بھی نہیں...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، ہارون بن عبداللہ، علی بن مسلم، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی نے فرمایا: ملائکہ اعمال کو لے کر اوپر جاتے ہیں اور آسمان دنیا میں انہیں بیان کرتے ہیں، ایک فرشتہ نداء لگاتا ہے کہ یہ صحیفہ پھینک دے، یہ صحیفہ پھینک دے۔ ملائکہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! تیرے بندے نے نیک بات کی ہے اور اس پر ہم نے اس کی حفاظت بھی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس نے میری ذات کا ارادہ نہیں کیا۔ فرشتہ دوم مرتبہ آواز لگائے گا کہ فلاں کے لئے ایسا ایسا لکھ دے، پھر کہے گا: اے میرے رب اس نے یہ عمل تو نہیں کیا پھر کیوں نامہ اعمال میں لکھا جائے اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے اس نے اس عمل کی نیت کی ہے۔

۲۵۴۹- ابونعیم اصفہانی، احمد بن اسحٰق، محمد بن یحییٰ بن مندہ، حمید بن مسعدہ، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران رحمہ اللہ نے فرمایا: قیامت کے دن ہر طرح کا تعلق ختم ہو جائے گا صرف اللہ تعالیٰ کا تعلق باقی رہے گا۔

۲۵۵۰- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان ومحمد بن احمد، محمد بن سہل، حمید بن مسعدہ، جعفر بن سلیمان، ابوعمران جونی نے فرمایا: ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس ہدیہ بھیجا گیا اسمیں کچھ ڈبے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ڈبے کھلوائے ان میں سے ایک ڈبہ لیا اور اس میں سے چکھا۔ فرمانے لگے اسے واپس کروا دو ہم اسے نہیں چکھیں گے۔ قریش اسی پر تو ایک دوسرے کو ذبح کرتے رہے ہیں۔

۲۵۵۱- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن محمد بن عبداللہ بن محمد مفتولی مقری، حاجب بن ابی بکر، محمد بن مثنیٰ، مرحوم عطار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ نے فرمایا: زمین آگ بن جائے گی اس کے لئے تم نے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **"وان منکم الاوار دھا کان علی ربک حتماً مقضیاً، ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیاً"** (مریم ۷۱،۷۲) اور تم میں سے ہر ایک نے اس جہنم کے اوپر سے ہو کر گزرنا ہے، یہ فیصلہ تیرے رب پر لازم ہے، پھر پرہیز گاروں کو ہم نجات دیں گے اور ظالموں کو جہنم میں گرتا رہنے دیں گے۔

۲۵۵۲- ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن محمد بن جعفر، محمد بن عبداللہ بن رستہ، قطن بن نسیر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی انسان کی طرف نہیں دیکھتا، مگر اس پر رحم ضرور کرتا ہے۔ اور اگر اہل نار کی طرف نظر کرے لامحالہ ان پر ضرور رحم فرمائے لیکن اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ اہل نار کی طرف نہیں دیکھے گا۔

۲۵۵۳- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے چار نفوس قدسیہ کو پایا ہے اور میں نے جتنے حضرات کو پایا ہے وہ ان میں سے افضل ترین ہیں۔ چنانچہ وہ مکروہ سمجھتے تھے کہ یوں کہا جائے: اے اللہ! ہمیں آگ سے آزاد کر دے وہ فرماتے تھے: آگ سے وہ آزاد کیا جاتا ہے جو آگ میں داخل ہوا ہوتا ہم صحابۂ کرامؓ یوں فرمایا کرتے تھے: ہم آگ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

۲۵۵۴-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: " ان شجرۃ الزقوم " کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: ابن آدم زقوم کے درخت سے جب بھی کچھ کھائے گا تو آگے سے زقوم کا درخت اسے چھیلے گا۔

۲۵۵۵-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی بن حبیش، عبداللہ بن صقر، صلت بن مسعود، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابوعمران رحمہ اللہ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اپنی قوم بنی اسرائیل کو وعظ کیا جسے سن کر ایک آدمی نے اپنی قمیص پھاڑ ڈالی، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ صاحب قمیص سے کہہ دیجئے: وہ اپنی قمیص نہ پھاڑے تاکہ مجھے اپنا دل سامنے دکھاتا پھرے۔

مسانید ابوعمران جونی رحمہ اللہ

ابوعمران جونیؒ نے صحابۂ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت سے ملاقات کی اور خصوصاً انس بن مالک، جندب بن عبداللہ، عائذ بن عمرو اور ابو برزہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے احادیث روایت کی ہیں۔ تاہم ان کی سند سے مروی چند احادیث ذیل میں ہیں:

۲۵۵۶-ابونعیم اصفہانی، ابواسحٰق بن حمزہ، حامد بن شعیب، عبیداللہ بن عمر، خالد بن حارث، ابوعلی محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبہ، ابوعمران جونی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ انسؓ بن مالک نبی ﷺ کی حدیث شریف روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب سے کم تر عذاب والے سے پوچھیں گے کیا اگر تیرے پاس زمین بھر کے خزانے ہوں تو کیا تو وہ سب اس عذاب کے بدلہ دے کر خلاصی چاہے گا؟ وہ عرض کرے گا کیوں نہیں اے پروردگار! پروردگار فرمائے گا: میں نے تو تجھ سے اس سے بھی کم تر شی کا سوال کیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا جس کا تو نے آدم کی صلب میں بھی اقرار کیا تھا لیکن تو نہ مانا اور شرک کرنے پر ڈٹا رہا۔[1]

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے بخاری نے قیس بن حفص دارمی عن خالد بن الحارث سے اسکی تخریج کی ہے۔

۲۵۵۷-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، عفان، حسن بن محمد بن کیسان ومحمد بن محمد وعلی بن ہارون، موسیٰ بن ہارون، عبدالرحمٰن بن سلام جمحی، حماد بن سلمہ، ثابت وابوعمران جونی کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم سے (ثابت کی روایت کے مطابق دو آدمی اور ابوعمران کی روایت کے مطابق) چار آدمی نکالے جائیں گے انہیں رب عزوجل کے روبرو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ انہیں جہنم واصل کرنے کا حکم صادر فرمائیں گے۔ چنانچہ فرشتے انہیں جہنم کی طرف لے جائیں گے اچانک ان میں سے ایک آدمی پیچھے مڑ کر دیکھے گا اور کہے گا: پس اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے نجات دے دیں گے۔[2]

یہ حدیث صحیح ہے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اسکی تخریج کی ہے۔

۲۵۵۸-حضور ﷺ کی آسمانوں پر سیر حبیب بن حسن، خلف بن عمرو العکبری وسہل بن عبداللہ العستری، سعید بن منصور، ابو قدامۃ حارث بن ابی عبید کی سند سے مروی ہے کہ ابوعمران جونی انسؓ بن مالک سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور میرے کاندھوں کے درمیان ہاتھ مارا۔ میں ایک درخت کی طرف اٹھا

ا۔ صحیح البخاری ۴/ ۱۶۲۔

۲۔ صحیح مسلم : کتاب الایمان ۳۲۱، مسند الامام احمد ۳/ ۲۲۱۔

اسمیں پرندے کے گھونسلوں کی طرح دو جگہیں بنی ہوئی تھیں چنانچہ ایک جگہ میں میں بیٹھ گیا اور دوسری میں جبریل۔ میں بلند ہوتا گیا حتی کہ (مشرق ومغرب کی) دونوں جانبین بھر گئیں میں اپنی کروٹ بدلتا رہا اور اگر میں چاہتا تو آسمان کو چھو سکتا تھا، میں نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف توجہ کی وہ اپنی جگہ پر چمٹے ہوئے ہیں میں نے ان کا علمی فضل پہچانا۔ پس میرے لئے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور میں نے ایک عظیم الشان نور دیکھا، میرے ورے پردے ڈال دیے گئے جنہیں موتیوں اور یاقوت کے ساتھ مزین کیا گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف جو چاہا وحی کیا۔[1]

یہ روایت غریب ہے ہم نے اس کو صرف ابوعمران سے نقل کیا ہے۔

۲۵۵۹- ابونعیم اصفہانی، محمد بن ابراہیم بن محمد، محمد بن زکریا غلابی، حکم بن اسلم، معتمر بن سلیمان تیمی، سلیمان، ابوعمران جونی کے سلسلۂ سند سے جندب بن عبداللہ بجلی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی نے قسم اٹھا کر کہا: اللہ فلاں آدمی کی مغفرت نہیں فرمائے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ آدمی جس نے میرے متعلق قسم کھائی ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں کروں گا، میں نے فلاں آدمی کی مغفرت کر دی ہے اور قسم اٹھانے والے کی بات لغو کر دی ہے۔

یہ حدیث ثابت ہے یہ حدیث تابعی تابعی سے روایت کرتا ہے چونکہ سلیمان اور ابوعمران دونوں تابعی ہیں یہی حدیث حماد بن سلمہ نے ابوعمران سے موقوفاً روایت کی ہے گویا مرفوعاً روایت کرنے میں سلیمان متفرد ہیں۔

۲۵۶۰- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، حارث بن عبید ابوقدامہ، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، اسحق بن ابراہیم، عبدالعزیز بن عبدالصمد العمی، ابوعمران جونی، ابوبکر بن عبداللہ بن قیس کی سند سے...... ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو جنتیں چاندی کی بنی ہوئی ہیں ان دونوں کے برتن چاندی کے ہیں اور جو کچھ ان میں ہے وہ بھی چاندی کا بنا ہوا ہے اور دو جنتیں سونے کی ہیں اسکے برتن اور جو کچھ اس میں ہے سونے کا بنا ہوا ہے۔ جنت عدن میں جنتیوں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے درمیان دیکھنے کے لئے کبریائی کی چادر حائل ہوگی۔ حدیث کے الفاظ العمی کے ہیں اور حارث کی روایت میں ہے کہ جنات فردوس چار ہیں دو سونے کی جنتیں ہیں ان کی زیب وزینت، برتن اور جو کچھ ان میں ہے سب سونے کا ہے اور دو جنتیں چاندی کی ہیں ان کی زیب وزینت، برتن اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب چاندی کا ہے۔[2]

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ بخاری ومسلم دونوں نے اسے اپنی صحیحین میں ذکر کیا ہے۔

۲۵۶۱- نبی ﷺ کے فرمان پر یقین...... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابوغسان مالک بن اسماعیل نہدی جعفر بن محمد بن عمرو الخمسی، ابوحصین وادعی، یحیی بن عبدالحمید حمانی، جعفر بن سلیمان، ابوعمران جونی، ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری کے سلسلۂ سند سے...... ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ دشمنوں کے سامنے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔ لوگوں میں سے ایک آدمی پراگندہ حالت میں کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے ابوموسیٰ! کیا آپ نے خود یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں چنانچہ وہ آدمی واپس اپنے ساتھیوں میں واپس چلا گیا اور کہنے لگا میں تمہیں السلام علیکم کہتا ہوں، اس نے اپنی تلوار کا نیام توڑا اور پھر چل پڑا چنانچہ میدان کارزار میں تلوار کے جوہر دکھلائے حتی کہ دشمن نے انہیں شہید کر دیا۔[3]

۱۔ فتح الباری ۹/ ۸۲۰. ومجمع الزوائد ۱/ ۷۵. والحبائک للسیوطی ۱۵۹. وکشف الاستار ۵۸.

۲۔ صحیح البخاری ۶/ ۱۸۱، ۱۸۲، ۹/ ۱۶۲. وصحیح مسلم، کتاب الایمان ۲۹۶. وفتح الباری ۸/ ۶۲۴.

۳۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ ۱۴۶. وسنن الترمذی ۱۶۵۹. ومسند الامام احمد ۴/ ۳۹۶، ۴۱۰. والترغیب والترھیب ۲/ ۲۹۰. ومشکاۃ المصابیح ۳۸۵۲. وشرح السنۃ ۱۰/ ۳۵۳.

یہ حدیث ثابت ہے، امام مسلم رحمہ اللہ نے اسے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔

۲۵۶۲-قاتل ومقتول دونوں جنت میں اور آپس میں سب سے زیادہ محبت کرنے والے......ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، محمد بن حسین بن مکرم، احمد بن ابراہیم دورقی، عتاب بن زید، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمٰن بن عبیداللہ، ابوعمران جونی، ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری کے سلسلۂ سند سے ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک غزوہ پر تشریف لے گئے۔ میدان کارزار میں ایک مشرک نے ایک مسلمان کو مقابلہ کے لئے پکارا، چنانچہ مشرک نے مسلمان کو شہید کردیا پھر ایک دوسرا مسلمان مقابلے کے لئے نکلا اسے بھی مشرک نے شہید کردیا، پھر وہ نبی ﷺ کے روبرو آکر کھڑا ہوا اور کہا: تم کس وجہ سے قتال کررہے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم اپنے دین کی خاطر لوگوں سے قتال کررہے ہیں حتی کہ لوگ گواہی دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ تم اللہ کے حق کو پورا کرنے کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔ مشرک کہنے لگا: بخدا! یہ بہت اچھی بات ہے میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں پھر وہ مسلمانوں کی طرف پلٹ آیا اور مشرکین کے خلاف حملہ آور ہوا حتی کہ اللہ کے حضور شہادت سے سرفراز ہوا چنانچہ مسلمانوں نے اسے اٹھا کر پہلے والے دو شہیدوں کے پاس اسے رکھ دیا جنہیں اس نے شہید کیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ حضرات باہمی محبت کے اعتبار سے اہل جنت میں سے افضل ترین ہیں۔ [1]

یہ حدیث غریب ہے اس کے رواۃ بڑے بڑے اعلام اور ثقہ ہیں ابوعمران کی یہ حدیث ہم نے عبداللہ بن مبارک کے طریق سے روایت کی ہے۔

(۱۹۷) ثابت بنانی رحمہ اللہ [2]

تابعین کرام میں سے ثابت بن اسلم بنانی رحمہ اللہ بھی ہیں جنکی عبادت، ریاضت، سوزوگداز علم وعمل اور صوم وصلوٰۃ کی چہار دانگ عالم شہرت تھی۔

۲۵۶۳-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر احمد بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن عمر قواریری، حماد بن زید، زید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ انسؓ بن مالک ایک دن فرمانے لگے: خیر وبھلائی کی کنجیاں ہوتی ہیں اور ثابت بنانی بھلائی کی ایک کنجی ہیں۔

۲۵۶۴-ابونعیم اصفہانی، احمد بن اسحٰق، ابراہیم بن نائلہ، شیبان بن فروخ، ابوہلال، غالب قطان، بکر، عبداللہ، عبداللہ بن محمد واحمد بن حسین بن نصر حذاء، دورقی، موسیٰ بن اسماعیل، ابوہلال، غالب......مذکورہ اسنادوں سے مروی ہے کہ بکر بن عبداللہ فرمایا کرتے تھے:

جو اپنے زمانے کے سب سے بڑے عبادت گزار کو دیکھنا چاہتا ہو وہ ثابت بنانی رحمہ اللہ کو دیکھ لے ہم نے ان سے بڑا عبادت گزار کسی کو نہیں دیکھا۔ موسیٰ بن اسماعیل کی سند میں ہے کہ شدید گرمی والے دن ان پر قدرتی سائبان بنا رہتا تھا اور روزے کی حالت میں آپ ٹھنڈک محسوس کرتے تھے۔

۲۵۶۵-احمد بن محمد بن سنان، ابوعباس ثقفی، عباس بن ابی طالب، سعید بن سلیمان، سلیمان بن مغیرہ کہتے ہیں میں نے ثابت بن بنانی رحمہ اللہ کو فرماتے سنا: کوئی آدمی عبادت گزار نہیں کہلایا جاسکتا اگرچہ اس میں ہر طرح کی بھلائی کیوں نہ موجود ہو جب تک اس میں دو

۱۔ مجمع الزوائد ۲۹۶/۵.

۲۔ تهذيب الكمال ۸۱۱ (۳۴۲/۴) وطبقات ابن سعد ۲۳۲/۳/۷ والتاريخ الكبير ۱۵۹/۱/۲. والجرح والتعديل ۱/ ۱۴۴۹. والجمع ۶۵/۱ والكاشف ۱۷۰/۱ والميزان ۳۶۲/۱. وتهذيب التهذيب ۲/۲.

خوبیاں صوم وصلوٰۃ نہ پائی جاتی ہوں چونکہ نماز روزے کا اس کے گوشت پوست کے ساتھ تعلق ہے۔

۲۵۶۶-**نماز سے محبت کا عالم**......ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن فضل علی، ضمرہ بن ربیعہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ فرماتے تھے: اے اللہ! اگر تو کسی کو یہ فضیلت نصیب فرمائے کہ وہ اپنی قبر میں بھی نماز پڑھے تو یہ فضیلت مجھے ضرور عطا فرما۔

۲۵۶۷-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق سراج، عمران بن شبۃ، یوسف بن عطیہ کہتے ہیں میں نے ثابت بنانی رحمہ اللہ کو حمید رحمہ اللہ سے فرماتے ہوئے سنا ہے، ثابت "حمید" سے دریافت فرما رہے تھے: کیا کسی نے اپنی قبر میں نماز پڑھی ہے؟ حمید نے جواب دیا: نہیں۔ ثابت رحمہ اللہ فرمانے لگے: اے اللہ! اگر تو کسی بندے کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائے تو ثابت کو بھی اجازت عطا فرمانا کہ وہ بھی اپنی قبر میں نماز پڑھے۔ حمید طویل رحمہ اللہ کہتے ہیں: ثابت رحمہ اللہ کھڑے کھڑے نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ تھک کر گر جاتے، پھر بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے، حتیٰ کہ بسا اوقات حبوہ باندھ کر قرات کرتے اور جب سجدہ کرنا چاہتے بیٹھے بیٹھے حبوہ کھول کر سجدہ کر لیتے۔

(حبوہ باندھنا، اکڑوں بیٹھ کر اپنی کمر اور ٹانگوں کے گرد کپڑا باندھ لینا تا کہ اس کپڑے کے سہارے بیٹھا رہے اس طرح طویل وقت تک بیٹھنا ممکن ہو جاتا ہے۔ اصغر۔)

۲۵۶۸-**ثابت بنانیؒ کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا**......ابونعیم اصفہانی، عثمان بن محمد عثمانی، اسماعیل بن علی کرابیسی، محمد بن سلمان قزاز، شیبان بن جسر، جسر کہتے ہیں قسم اس ذات کی جس کے سوائی کوئی معبود نہیں! میں نے ثابت بنانی رحمہ اللہ کو ان کی قبر میں داخل کیا اور میرے ساتھ حمید طویل رحمہ اللہ بھی تھے، جب ہم نے ان کی اینٹیں درست کر کے رکھ دیں تو اتفاقاً ایک اینٹ قبر سے گر گئی۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں! میں نے اپنے ساتھ موجود حمید طویل رحمہ اللہ سے کہا: کیا تم ادھر نہیں دیکھتے ہو؟ وہ کہنے لگے خاموش ہو جاؤ، جب ہم انہیں دفن کر کے فارغ ہوئے تو ہم نے ان کی بیٹی سے آ کر کہا: تیرے والد صاحب یعنی ثابت رحمہ اللہ کا کیا عمل تھا: کہنے لگی آپ نے کیا دیکھا ہے؟ ہم نے اسے سارا واقعہ سنایا تو کہنے لگی! پچاس سال سے رات کو اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے اور جب سحری کا وقت ہوتا تو دعا میں یوں فرماتے: اے میرے اللہ! اگر تو اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنی قبر میں نماز پڑھنے کی فضیلت عطا فرمائے! تو مجھے ضرور عطا فرمانا، سو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔

۲۵۶۹-**کوڑھی کی دعا کی قبولیت**......ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن حسین حذاء، احمد بن ابراہیم، عبداللہ بن عیسیٰ، اپنے کسی شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی اندھا، اپاہج، کوڑھی غرض بہت ساری آزمائشوں میں مبتلا تھا، چنانچہ ایک دن حبیب، ثابت محمد بن واسع اور مالک کہنے لگے: چلو آج سب آزمائشوں میں مبتلا فلاں آدمی کے پاس چلتے ہیں۔ صالح مری بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے وہ اس وقت کم سن تھے۔ یہ حضرات نہر عبور کر کے اس آدمی کے پاس جا پہنچے، سلام کیا اور اس کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ ثابت رحمہ اللہ نے اس سے کچھ باتیں کیں! اس نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں ثابت بنانی ہوں۔ کہنے لگا آپ وہی ہیں جس کے بارے میں آج کل لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ لوگوں میں سب سے بڑے عبادت گزار ہیں۔ مجھے آپ سے ملاقات کا بہت اشتیاق تھا اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ مجھے آپ سے ملائے۔

۲۵۷۰-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر طلحی، حسن بن جعفر قطاط، عبداللہ بن ابی زیاد، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ

فرماتے تھے: زمین میں اللہ تعالیٰ کی صف ہے اگر اللہ تعالیٰ نماز سے افضل کسی چیز کو جانتے تو قرآن مجید میں یوں نہ فرماتے: "فنادتہ الملئکۃُ وھوقائم یصلی فی المحراب" آواز دی ان کو فرشتوں نے درآں حالیکہ وہ مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے" (آل عمران ۳۹)

۲۵۷۱-وہ لوگ جن کا دنیا میں جینے کا مقصد صرف عبادت ہے...... ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن نصر حذاء، دورقی، سعید بن سلیمان، مبارک بن فضالہ کہتے ہیں: میں ثابت بنانی رحمہ اللہ کے مرضِ وفات میں گیا اور وہ اس وقت اپنے گھر کی بالائی منزل میں تھے اور مسلسل اپنے شاگردوں کو یاد کر رہے تھے چنانچہ جب ہم ان کے پاس گئے فرمانے لگے: اے بھائیو! افسوس میں آج رات اس طرح نماز پڑھنے کی قدرت نہیں رکھتا جیسا کہ پہلے رکھتا تھا، گزشتہ دنوں کی طرح روزہ رکھنے کی قدرت بھی نہیں رکھتا، اور نہ ہی اس بات کی طاقت رکھتا ہوں کہ نیچے اپنے شاگردوں کے پاس اتروں تاکہ ان کے ساتھ مل کر اللہ عزوجل کا ذکر کروں جس طرح پہلے ان کے ساتھ مل کر کیا کرتا تھا۔ پھر فرمایا! اے میرے اللہ! اگر تو نے مجھے نماز روزہ اور اپنے ذکر سے روکنا ہے تو مجھے دنیا میں گھڑی بھر کے لئے بھی باقی نہ رکھ۔ چنانچہ اسی وقت اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

۲۵۷۲-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ نے ہمیں بتایا ایک عبادت گزار بندہ تھا وہ کہا کرتا تھا: جب میں سو جاتا ہوں پھر جاگتا ہوں اور دوبارہ سونے کی طرف لوٹوں تو اے اللہ! میری آنکھ کو نہ سلانا۔

جعفر کہتے ہیں کہ ثابت رحمہ اللہ نے یہ اپنا ہی واقعہ سنایا تھا۔

۲۵۷۳-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن ابراہیم، عمرو بن عاصم، سلیمان بن مغیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: بخدا! عبادت پیہم حملوں سے بھی زیادہ سخت ہے۔

۲۵۷۴-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم بن کثیر، ابن مالک مقبری، عمرو بن محمد بن ابی رزین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ نے فرمایا: بیس سال میں نے نفس پر مشقت کر کے نماز پڑھی اور بیس سال خوشی کے ساتھ پڑھی۔

۲۵۷۵-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، روح، شعبہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ ایک دن اور ایک رات میں پورا قرآن مجید پڑھتے تھے اور دائمی روزہ رکھتے تھے۔

۲۵۷۶-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، عثمان بن ابی شیبہ، یحییٰ بن یمان، منہال بن خلیفہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ نے فرمایا: کہا جاتا تھا کہ فقہ کوفی ہے اور عبادت بصری۔

۲۵۷۷-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سیار بن حاتم، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ فرماتے تھے: میں نے جامع مسجد میں کوئی ستون ایسا نہیں چھوڑا جس کے پاس بیٹھ کر قرآن ختم نہ کیا ہو اور رویا نہ ہوں۔

۲۵۷۸-ثابتؒ کا مسجد کی تعظیم کرنا-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق سراج، ابوہمام، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے بسا اوقات میں ثابت بنانی رحمہ اللہ کے ساتھ چہل قدمی کرتا آپ جس مسجد کے پاس سے بھی گزرتے تھے اس میں ضرور نماز پڑھتے تھے۔

۲۵۷۹-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن بنبلہ، محمد بن اسحٰق، ابوہمام، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ بسا اوقات ہم ثابت

رحمہ اللہ کے ساتھ کسی مریض کی عیادت کے لئے جاتے: چنانچہ ثابت رحمہ اللہ پہلے مریض کے گھر کی مسجد میں جا کے نماز پڑھتے اور پھر مریض کے پاس تشریف لاتے۔

۲۵۸۰-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عفان، حماد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حمید رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم انسؓ بن مالک کے پاس آتے تھے اور ہمارے ساتھ ثابت رحمہ اللہ بھی ہوتے تھے: چنانچہ ثابت رحمہ اللہ جب بھی کسی مسجد کے پاس سے گزرتے اس میں ضرور نماز پڑھتے۔ہم انسؓ کے پاس آتے تو وہ پوچھتے: ثابت کہاں ہے؟ میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔

۲۵۸۱-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبداللہ بن ولید، محمد بن یزید مستملی، سعید بن عامر، حزمی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی ثابت رحمہ اللہ کے ساتھ قاضی کے پاس کسی ضروری کام کے لئے گیا۔ ثابت رحمہ اللہ راستے میں جب مسجد کے پاس سے گزرتے اتر کر اس میں ضرور نماز پڑھتے یہاں تک کہ قاضی تک پہنچ گئے۔ قاضی سے آپ رحمہ اللہ نے اس آدمی کے ضروری کام کے متعلق بات کی۔ چنانچہ قاضی نے اس آدمی کی حاجت کو پورا کیا۔ اس کے بعد ثابت رحمہ اللہ اس آدمی کو مخاطب کر کے فرمانے لگے: شاید تمہیں آتے ہوئے مشقت کا سامنا کرنا پڑا ہو! کہنے لگا جی ہاں: ثابت رحمہ اللہ فرمانے لگے: میں نے راستے میں آتے ہوئے جو نماز بھی پڑھی اس میں اللہ تعالیٰ سے تیری حاجت کو ضرور طلب کیا۔

۲۵۸۲-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ نے دعا میں یوں فرمایا: اے باعث! اے وارث! مجھے اکیلا نہ چھوڑنا اور تو بہترین وارث ہے۔ بسا اوقات ثابت رحمہ اللہ ہمارے پاس تشریف لاتے اور ہم ان سے پہلے ہی قبلہ رو بیٹھ چکے ہوتے۔ فرماتے: اے نوجوانوں کی جماعت: تم میرے اور میرے رب کو سجدہ کرنے کے درمیان حائل ہو چکے ہو۔ آپؒ نماز کے بہت شوقین تھے۔

۲۵۸۳-ثابتؒ کی قبر سے قرآن کی آواز آنا...... ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم دورقی، محمد بن مالک عبری، محمد بن عبداللہ بن انصاری، ابراہیم بن صمیع مہلبی کہتے ہیں مجھے ان لوگوں نے فرمایا جو ثابت بنانی رحمہ اللہ کی قبر کے پاس سے سحری کے وقت گزرتے تھے کہ جب بھی ہم ثابت رحمہ اللہ کی قبر کے پاس سے گزرتے ہیں قرآن پڑھے جانے کی آواز سنتے ہیں۔

۲۵۸۴-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، عباس سراج، عبداللہ بن ابی زیاد و ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن ثابت بنانی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے اپنے والد صاحب ثابت بنانی رحمہ اللہ کو موت کے وقت کلمہ توحید کی تلقین کرنی شروع کی تو فرمایا: مجھے چھوڑ دے میں اپنے چھٹے ساتویں وظیفے میں مشغول ہوں۔

۲۵۸۵-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، احمد بن اسحٰق، محمد بن حارث، عبداللہ بن ابی زیاد، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم جنازہ کے ساتھ چلتے تھے اور ہر آدمی کو سر ڈھانپے ہوئے غمگین اور روتے ہوئے دیکھتے تھے۔

۲۵۸۶-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم دورقی، خالد بن خداش، حماد بن زید کہتے ہیں میں نے ثابت بنانی رحمہ اللہ کو روتے ہوئے دیکھا حتی کہ رونے سے ان کی پسلیاں دوہری ہو جاتی تھیں۔

۲۵۸۷-ثابتؒ کی آنکھیں کثرتِ گریہ کی وجہ سے خراب ہونا...... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن عمر بن ابان، ابوخالد احمر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ اتنا زیادہ روتے تھے، قریب تھا کہ ان کی آنکھیں چلی جاتیں۔ چنانچہ مریدین کسی معالج کو لائے۔ معالج نے کہا: میں علاج کروں گا بشرطیکہ آپ میری بات مانیں پوچھا کونسی

بات؟ کہا آپ روئیں گے نہیں، فرمایا: آنکھوں کی بھلائی صرف رونے ہی میں ہے چنانچہ علاج کرانے سے انکار کردیا۔

۲۵۸۸-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن سلام، احمد بن علی ابار، عبیداللہ بن محمد بن عائشہ، محمد بن عائشہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بن بنانی رحمہ اللہ سے کہا گیا: اگر آپ کثرت سے رونا بند کردیں آپکی آنکھوں کی تکلیف جاتی رہے گی، فرمایا: مجھے آنکھوں کی چنداں ضرورت نہیں۔

۲۵۸۹-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن نصر حذاء، احمد بن ابراہیم، ابوظفر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہوگئے۔ طبیب نے ان سے کہا: اگر آپ مجھے ایک بات کی ضمانت دیں آپکی آنکھیں درست ہوسکتی ہیں پوچھا وہ کونسی بات؟ کہا آپ روئیں گے نہیں، فرمانے لگے: اس آنکھ میں کچھ بھلائی نہیں جو روتی نہیں۔

۲۵۹۰-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل کہتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ انسؓ بن مالک نے ثابت سے فرمایا: تیری آنکھیں نبی ﷺ کی آنکھوں کے کتنی مشابہ ہیں۔ یہ سن کر ثابت رحمہ اللہ اتنے روئے کہ ان کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

۲۵۹۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن عمر، ابوخالد احمر، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ نے آیت کریمہ "تطلع علی الافئدة" جہنم کی آگ دلوں تک پہنچ جائے گی، کی تلاوت کی اور فرمایا: جہنم کی آگ جہنمی کو کھاتی جائے گی حتی کہ اس کے دل تک پہنچ جائے گی اور پھر بھی وہ زندہ رہے گا اور عذاب انتہا تک پہنچ جائے گا۔ چنانچہ ثابت رحمہ اللہ رونے لگے اور اپنے اردگرد بیٹھے ہوؤں کو بھی رُلا دیا۔

۲۵۹۲-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، عمرو بن عاصم، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے تم میں سے جو کوئی دن میں گھڑی بھر کے لئے اللہ کا ذکر کرے گا سمجھو اس کا وہ دن منافع والا ہوگا۔

۲۵۹۳-**ایک نیکی کا دس گنا ثواب**......ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن نصر، احمد بن ابراہیم بن کثیر، بشر بن مبشر، حماد بن سلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ نے فرمایا: صحابۂ کرامؓ ذکر اللہ کی مجالس قائم کرتے تھے اور کہتے تھے: کیا تم دیکھتے ہو کہ آج کے دن کا ہم دسواں حصہ بیٹھے؟ جب کہتے کہ جی ہاں اتنا بیٹھ چکے ہیں تب فرماتے الحمدللہ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آج کا پورا دن ہمیں (ثواب) عطا فرمائے گا۔

۲۵۹۴-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر و عبیداللہ بن یعقوب، اسحٰق بن ابراہیم، علی بن مسلم، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمیں حدیث پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کی طرف وحی کرتے ہیں کہ اے جبریل! فلاں بن فلاں آدمی کی عبادت کی حلاوت زائل کردے۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام اس آدمی کی عبادت کی حلاوت زائل کردیتے ہیں اور وہ آدمی پریشان، غمزدہ اور غمگین ہوکر رہ جاتا ہے اللہ تعالیٰ پھر جبرئیل کو وحی کرتے ہیں کہ اے جبرئیل امین! میں نے اس آدمی کو آزمالیا اور اسے بدرجہا بہتر پایا لہٰذا اسکی حلاوت اسے واپس لوٹا دے میں نے بندے کو آزمائش میں سچا پایا اور عنقریب میں اسے زیادہ حلاوت عطا کروں گا۔

۲۵۹۵-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن حسین، احمد دورقی، ابوظفر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمیں حدیث پہنچی ہے کہ مؤمن کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے اے بندے! کیا مشکلات میں تو نے مجھے پکارا؟ وہ اثبات میں جواب دیگا۔ پھر سوال ہوگا اے بندے! کیا تو نے میرا ذکر کیا؟ جواب دیگا جی ہاں۔ ارشاد ہوگا مجھے عزت وجلال کی قسم! جہاں بھی تو نے میرا ذکر کیا میں نے بھی وہاں تجھے یاد کیا، تو نے جب بھی مجھے پکارا میں نے تیری پکار کا تجھے جواب دیا۔ ثابت رحمہ اللہ کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بندۂ مسلمان کی دعا رد نہیں کی

جاتی یا تو دنیا ہی میں آناً فاناً قبول کر لی جاتی ہے یا آخرت کے لئے ذخیرہ کر لی جاتی ہے یا اس کی دعا کے بدلے میں اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

۲۵۹۶-دعا کی قبولیت کی نشانی......ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، بکر بن محمد، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک عبادت گزار نے اپنے بھائیوں سے کہا: میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کب یاد فرماتے ہیں، چنانچہ اس کے ساتھی اسکی بات سن کر پریشان ہو گئے اور کہنے لگے: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کس وقت تمہیں یاد کرتے ہیں؟ جواب دیا جی ہاں میں جانتا ہوں وہ پوچھنے لگے بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کس وقت تمہیں یاد کرتے ہیں؟ کہا: جس وقت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہوں وہ بھی مجھے یاد کرتے ہیں۔ پھر کہنے لگا میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کب میری دعا قبول فرماتے ہیں چنانچہ اس کے بھائی اسکی بات سن کر پھر تعجب میں ڈوب گئے اور کہنے لگے کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کب تیری دعا قبول فرماتے ہیں؟ کہنے لگا جی ہاں میں جانتا ہوں۔ پوچھا: بتاؤ وہ کیسے؟ کہنے لگا: جب میرا دل خوف محسوس کرے، میرے رونگٹے کھڑے ہو جائیں، میری آنکھیں آنسو بہانے لگیں اور میرے لئے دعا کے دروازے کھول دیئے جائیں اس وقت میں جان لیتا ہوں کہ میری دعا قبول کر لی گئی ہے چنانچہ اس کا جواب سن کر اس کے بھائی خاموش ہو گئے۔

۲۵۹۷-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ذکر اللہ کی مجالس قائم کرتے ہیں درآنحالیکہ وہ گناہوں کے پہاڑوں تلے دبے ہوتے ہیں چنانچہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے فارغ ہو کر اٹھتے ہیں گناہوں سے آزاد ہو چکے ہوتے ہیں اور کوئی گناہ ان کے ذمہ نہیں باقی رہتا ہے۔

۲۵۹۸-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن ابی زیاد، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک آدمی عامل تھا اس نے ایک جگہ اپنا بہت سارا مال جمع کیا، جب اسکی موت کا وقت قریب آیا سارا مال اس کے سامنے بکھیر دیا گیا وہ اسے دیکھ کر کہنے لگا: ہائے افسوس، کاش! یہ مال مینگنیاں ہوتا۔

۲۵۹۹-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن ابی زیاد، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ نے فرمایا: اس آدمی سے بڑھ کر کون صاحب عظمت ہو سکتا ہے جس کے پاس تنہا فرشتہ آتا ہے۔ تنہا اس کی قبر میں داخل ہوتا ہے اور تنہا اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جاتا ہے اس سب کچھ کے باوجود اس کے گناہوں کی کثرت ہوتی ہے لیکن اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بھی کثیر ہوتی ہیں۔

۲۶۰۰-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ نے فرمایا: جب بندہ مؤمن کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اسکے نیک اعمال اسے ڈھانپ لیتے ہیں۔

۲۶۰۱-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، حسین بن محمد، ابوزرعہ، عبدالسلام بن مطہر، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ سورت حٰم سجدہ تلاوت کی...... یہاں تک کہ اس آیت کریمہ پر پہنچے: ''ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائكة الا تخافوا و لاتحزنوا'' بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہی ہمارا رب ہے پھر انہوں نے اس پر استقامت دکھلائی ان پر (رحمت) کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں: تم خوف وحزن نہ رکھو۔ (فصلت ۳۰)، پھر رک کر کہنے لگے: ہمیں حدیث پہنچی ہے کہ جب بندۂ مؤمن کو قبر سے دوبارہ اٹھایا جائے گا وہ دو فرشتے جو دنیا میں اس کے ساتھ ہوتے تھے اس سے ملاقات کریں گے اور کہیں گے۔ خوف وحزن نہ رکھو تمہیں تو جنت کی خوشخبری ہے جسکا تم سے وعدہ کیا گیا تھا پس اللہ تعالیٰ بندۂ مؤمن کو خوف سے مامون

وسالم رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کی آنکھیں ٹھنڈی کریں گے۔ واہ! ایک طرف کس قدر مصیبت قیامت کے دن لوگوں کو ڈھانپے گی مگر مؤمن کو رحمت اور آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہوگی چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت دی اور اس نے دنیا میں نیک عمل کیا۔

۲۶۰۳- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، محمد بن عباس مؤدب، عفان، حماد بن سلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ فرماتے تھے: جو آدمی بھی کثرت کے ساتھ موت کو یاد کرتا ہے اسے اس کے نامہ اعمال میں یہ یاد کرنا دکھلا دیا جاتا ہے۔

۲۶۰۳- ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم حربی، عبیداللہ بن عائشہ، حماد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ نے فرمایا: خوشخبری ہے اس آدمی کے لئے جو گھڑی بھر کے لئے بھی موت کو یاد کرے۔ جو بندہ بھی کثرت کے ساتھ موت کو یاد کرتا ہے اسے اس کے نامۂ اعمال میں یہ یاد کرنا دکھلا دیا جاتا ہے۔

۲۶۰۴- **ہر جاندار نفس کے پاس ہر روز موت کا فرشتہ آنا**..... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن حسین بن علی بن بحر، عبدۃ الصفار، زید بن حباب، عبداللہ بن بجیر بن حمدان قیسی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ نے فرمایا: رات اور دن میں چوبیس گھنٹے ہیں اور کوئی گھنٹہ نہیں گزرتا جسمیں موت کا فرشتہ کسی جاندار شی پر کھڑا نہ ہوتا ہو اگر اس جاندار کی روح قبض کرنے کا حکم ہو تو قبض کر لیتا ہے ورنہ واپس چلا جاتا ہے۔

۲۶۰۵- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، حسن بن ہارون بن سلیمان، ہارون بن عبداللہ بن، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ فرماتے تھے: مؤمن کی نیت اس کے عمل سے زیادہ بلیغ (پہنچی ہوئی) ہے چونکہ مؤمن نیت کرتا ہے کہ وہ قیام اللیل کرے دن کو روزہ رکھے اور اپنے مال سے زکوٰۃ نکالے لیکن اسکا نفس اسکی اتباع نہیں کرتا پس معلوم ہوا مؤمن کی نیت اس کے عمل سے زیادہ پہنچ والی اور ابلغ ہے۔

۲۶۰۶- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، حسن بن ہارون، ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک نوجوان تھا جسمیں قدرے فخر وتکبر پایا جاتا تھا اسکی ماں اسے تنبیہ کرتی اور کہتی: اے بیٹے! تجھے ایک عظیم دن سے پالا پڑنے والا ہے لہذا اس دن کو یاد کر! جب بھی اس پر کوئی مصیبت نازل ہوتی اس کی ماں اس پر غمزدہ ہو کر جھک جاتی اور کہتی: میں تجھے اس مصیبت سے ڈراتی رہتی تھی اور تجھے ایک آنے والے دن کے یاد رکھنے کی تلقین کرتی رہتی تھی۔ وہ اپنی ماں سے کہتا: اے امی: میرا رب بہت مہربانیوں والا ہے میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ مجھے عذاب نہیں دے گا اگر وہ میری مغفرت نہیں فرمائے گا تب بھی وہ میرا اولی ہے۔
ثابت رحمہ اللہ فرماتے تھے: دیکھو! باوجود اس حالت کے اس نوجوان کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں حسن ظن ہے۔

۲۶۰۷- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، ابراہیم بن اسحٰق طالقانی، ضمرہ، سری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کر لیا ایک آدمی رات کو اپنے کاندھے پر ثابت رحمہ اللہ کو اٹھا کر منکوحہ کے پاس لے آیا۔ لوگ کہنے لگے: اگر معاملہ ثابت کے گوشت پوست کا ہوتا تو خود چلے جاتے لیکن یہ معاملہ ان کی ہڈیوں کا ہے۔

۲۶۰۸- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہارون بن معروف، ضمرہ، سری بن یحییٰ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ نے ایک عورت کے ساتھ شادی کر لی چنانچہ انہیں ایک آدمی اپنے کاندھے پر اٹھا لایا اور نئی منکوحہ کو ہدیہ کر دیا۔

۲۶۰۹- ابونعیم اصفہانی، حبیب بن حسن، ابومسلم کشی، محمد بن عبداللہ انصاری، عبداللہ، جمیلہ مولاۃ انس رضی اللہ عنہ (انس رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ باندی جمیلہ) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لاتے اور انس رضی اللہ عنہ کہتے اے جمیلہ! مجھے خوشبو لا کر دے تاکہ میں اپنے ہاتھوں کو لگاؤں چونکہ ثابت اس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک میرے ہاتھ نہ چوم لے اور کہتا ہے کہ ان ہاتھوں نے رسول اللہ ﷺ

کے ہاتھ مبارک کو چھوا ہے۔

۲۶۱۰-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل وعلی بن مسلم، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ نے فرمایا: داؤد علیہ السلام بہت طویل نماز پڑھتے پھر رکوع کرتے اور پھر سر اوپر اٹھالیتے اور فرماتے: اے آسمانوں کے بنانے والے! میں نے تیری طرف اپنا سر اٹھایا ہے، بندے اپنے معبودوں ہی کی طرف نظر کرتے ہیں اے آسمانوں کو سکون بخشنے والے!

۲۶۱۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ نے فرمایا: داؤد علیہ السلام نے دن رات کے گھنٹوں کو اپنی آل واولاد پر تقسیم کر رکھا تھا دن رات میں جو گھنٹہ بھی گزرتا مگر ان کی اولاد کا کوئی فرد ضرور نماز کے لئے کھڑا ہوتا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کو ذیل کی آیت کریمہ میں ذکر کیا ہے: "اعملوا آل داؤد وقلیل من عبادی الشکور" (سبا۱۳)۔ اے آل داؤد! عمل کرتے رہو اور میرے بندوں میں سے بہت کم لوگ شکر گزار ہیں۔

۲۶۱۲-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ فرماتے تھے: داؤد علیہ السلام بالوں کی بنی سات مینڈھی لیتے اور انہیں راکھ میں ملا کر رکھ لیتے پھر خدا کے ساتھ مناجات میں رونے لگتے حتی کہ آنسوؤں کی لڑی بہنے لگتی۔ پھر جب بھی پانی پینا چاہتے تو پانی کے ساتھ ساتھ گلاس میں ٹپکے آنسو بھی پینے پڑتے۔

۲۶۱۳-**فاجر کی دعا مؤمن کی نسبت جلد قبول ہوتی ہے**...ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم دورقی، موسیٰ بن اسماعیل، سلام بن مسکین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ نے فرمایا: مؤمن نے جب بھی کسی حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ کو پکارا اگر اللہ تعالیٰ نے اس کی حاجت براری کا کام جبریل کے سپرد کیا اور ساتھ میں جبریلؑ کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جلدی نہیں کرنا تاکہ میں اپنے بندے کی پکار دوبارہ سن لوں اور جب کوئی فاجر آدمی اپنی حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت جبریل علیہ السلام کے سپرد فرماتے ہیں اور ساتھ حکم دیتے ہیں کہ اس فاجر آدمی کی حاجت جلدی پوری کردو۔ حتی کہ میں فاجر آدمی کی پکار دوبارہ نہ سننے پاؤں۔

۲۶۱۴-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ جو لوگ بھی کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور جنت کا سوال کرنے اور دوزخ سے پناہ مانگنے سے پہلے اٹھ جاتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ مسکین لوگ دو عظیم الشان چیزوں سے غافل کر دیے گئے۔

۲۶۱۵-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابواسامہ، محمد بن سلیم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت رحمہ اللہ نے فرمایا: داؤد علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ذکر کرتے ان کے اعضاء پر کپکپی طاری ہوجاتی اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذکر کرتے ان کے اعضاء اپنی جگہ پر واپس لوٹ آتے۔

۲۶۱۶-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوعامر عدوی، حماد بن سلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں مصعبؓ بن زبیرؓ کے خیموں کی طرف ایک ایسی جگہ بیٹھا تھا جہاں سے چوپائے نہیں گزرتے تھے میں نے سورہ حم شروع کی: **حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب قابل التوب شدید العقاب** (حم ۳) حم۔ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے جو غالب اور علم والا ہے۔ گناہوں کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا اور سخت عذاب میں گرفتار کرنے والا ہے۔

پس جب میں نے "**غافر الذنب**" پڑھا، اچانک ایک آدمی نے کہا کہو اے گناہوں کے معاف کرنے والے! میرے گناہ معاف کر دے۔ میں نے کہا اے گناہوں کے معاف کرنے والے! میرے گناہ معاف فرما۔ جب میں نے "**قابل التوب**" پڑھا

کہنے لگا کہو: اے توبہ کے قبول کرنے والے! میری توبہ قبول فرما: اور جب میں نے آیت "شدید العقاب" پڑھی کہا: یوں کہو: اے شدید عقاب والے میری سزا معاف فرما! ثابت نے فرمایا: اس کے بعد میں نے دائیں بائیں دیکھا لیکن مجھے کوئی نظر نہ آیا۔

۲۶۱۷- **شکم سیری کے ذریعہ شیطان انبیاء پر بھی حملہ آور ہو جاتا ہے**......ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سیار، جعفر کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے حدیث پہنچی ہے کہ:

ایک مرتبہ شیطان یحیٰ بن ذکریا علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا۔ یحیٰ علیہ السلام نے اس کے پاس لوگوں کو پھنسانے کے لئے بہت ساری چالبازیاں دیکھیں، پوچھا اے ابلیس! یہ تمہارے پاس کیسی چالبازیاں ہیں، جنہیں تمہارے پاس دیکھ رہا ہوں جواب دیا: یہ شہوات ہیں جن کے ذریعے میں ابن آدم کو اپنے چکر میں گرفتار کر لیتا ہوں۔ یحیٰ علیہ السلام نے پوچھا! کیا میرے لئے بھی ان میں کوئی چکر ہے؟ جواب دیا: بسا اوقات آپ پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہیں جس سے ہم آپ کو نماز اور ذکر سے بوجھل بنا دیتے ہیں پوچھا: کیا اس کے علاوہ کوئی اور ٹوٹکا بھی ہے؟ جواب دیا: نہیں۔ یحیٰ علیہ السلام نے فرمایا: بخدا میں کبھی بھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھاؤں گا۔ شیطان کہنے لگا: بخدا میں کبھی بھی کسی مسلمان کو نصیحت نہیں کروں گا۔

مسانید ثابت بنانی رحمہ اللہ:

ثابت رحمہ اللہ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کثیر سے احادیث روایت کی ہیں تاہم خصوصاً ابن عمر، ابن زبیر، شداد اور انس رضی اللہ عنہم سے زیادہ اکتساب حدیث کیا اور ان میں بھی زیادہ تر روایات حضرت انسؓ سے مروی ہیں تابعین کرام کی بھی ایک بڑی جماعت نے ان سے احادیث روایت کی ہیں ان میں سے عطاء بن ابی رباح، قتادہ، ایوب، یونس بن عبید، سلیمان تیمی، حمید، داؤد بن ابی ہند، علی بن زید بن جدعان اور اعمش قابل ذکر ہیں۔ تاہم ثابت رحمہ اللہ کی سند سے مروی چند احادیث ذیل میں ہیں۔

۲۶۱۸- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، عبداللہ بن ابی بکر سہمی، حمید، ثابت کے سلسلہ سند سے انسؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک مسلمان کی تیمارداری کرنے تشریف لے گئے۔ وہ آدمی بیماری کی وجہ سے کمزور ہو کر چوزے کی طرح ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے مریض سے پوچھا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگی ہے؟ کہنے لگا میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ اے میرے اللہ! تو نے آخرت میں مجھے جو سزائیں دینی ہیں وہ مجھے دنیا میں دیدے۔ ارشاد فرمایا: سبحان اللہ! تو ان کی طاقت نہیں رکھتا تو نے یوں کیوں نہیں کہا: "اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار" اے اللہ! مجھے دنیا اور آخرت میں بھلائیاں نصیب فرما اور مجھے آگ کے عذاب سے بچا لے۔[1]

یہ حدیث صحیح ثابت ہے امام احمد بن حنبل نے یہ حدیث عاصم بن نضر اور خالد بن حارث دونوں سے روایت کی ہے نیز قتادہ بھی انسؓ سے روایت کرتے ہیں مگر ان کی روایت میں دعا ہے قصہ کا ذکر نہیں۔

۲۶۱۹- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن محمد، احمد بن عبدالرحمٰن، یزید بن ہارون، حمید، ثابت کے سلسلہ سند سے انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کے سہارے گھسٹتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے؟ اس کے بیٹوں نے جواب دیا: ہمارے باپ نے منت مانی ہے کہ بیت اللہ تک پیادہ پا چل کر جائے گا ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے اپنے آپ کو عذاب دینے سے بے نیاز ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے سوار ہونے کا حکم دیا اور وہ سوار ہو گیا۔

۱۔ صحیح مسلم: کتاب الذکر باب ۷: ومسند الامام احمد ۳/۱۰۷. ومشکاۃ المصابیح ۲۵۰۲. والادب المفرد للبخاری ۷۲۷، ۷۲۸،

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے اور امام احمد بن حنبل نے بھی اسے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے نیز بخاری رحمہ اللہ نے یحییٰ بن قطان اور مروان فزاری عن حمید کی سند سے ذکر کیا ہے جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے ہشیم عن حمید کی سند سے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔

۲۶۲۰-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن و فاروق خطابی، ابومسلم کشی، محمد بن عرعرہ، شعبہ، یونس بن عبید، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ انسؓ بن مالک نے فرمایا: میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا اور وہ میری خدمت کیا کرتے تھے حالانکہ جریر بن عبداللہ انسؓ سے عمر میں بڑے تھے۔ جریرؓ فرمایا کرتے تھے! میں نے انصارؓ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو کچھ کرتے دیکھا ہے اسکی مثال نہیں ملتی اس لئے میں نے جس انصاری کو دیکھا اس کا ضرور اکرام کیا۔

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے محمد بن عرعرہ شعبہ سے راویت کرنے میں متفرد ہیں۔ مسلم رحمہ اللہ نے یہ حدیث بندار و ابوموسیٰ ونصر بن علی عن محمد بن عرعرہ کی سند سے ذکر کی ہے۔

۲۶۲۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، عفان، عبدالعزیز بن مختار، ثابت کے سلسلۂ سند سے انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی خواب میں دیکھا اس لئے کہ شیطان میری شکل و صورت نہیں اختیار کرسکتا۔ ارشاد فرمایا: مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔[۱]

یہ حدیث صحیح ثابت ہے آئمہ حدیث سے اسے ذکر کیا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے معلی بن شداد، عبدالعزیز بن مختار کی سند سے ذکر کی ہے ابومسلم رحمہ اللہ نے شعبہ، ثابت، انسؓ کی سند سے ذکر کی ہے۔

۲۶۲۲-**مغرب سے قبل دو رکعات** ...ابونعیم اصفہانی، فاروق خطابی، عباس بن فضل اسفاطی، ابویعلی محمد بن صلت، ابوصفوان، ابن جریج، عطاء ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ انسؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مؤذن جب مغرب کی آذان دے کر فارغ ہوجاتا تو رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرامؓ جلدی جلدی مسجد کے ستونوں کی طرف بھاگتے اور (جماعت کھڑی ہونے سے پہلے پہلے) دو رکعت نماز پڑھ لیتے۔

ثابت سے عطاء کی یہ حدیث غریب ہے اور ابوصفوان روایت میں متفرد ہیں۔ وہ ابوصفوان اموی ہیں انکا نام عبداللہ بن سعید ہے وہ ثقہ اور مامون ہیں۔

۲۶۲۳-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، طلحہ بن عمرو، ثابت کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ بن مالک کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لاتے جبکہ مؤذن مغرب کی آذان دے چکا ہوتا ہم (جماعت کھڑے ہونے سے پہلے) دو رکعت نماز میں مشغول ہوتے چنانچہ آپ ﷺ ہمیں ان دو رکعتوں کا حکم دیتے اور نہ ہی ان سے منع فرماتے تھے۔

یہ حدیث معتمر بن سلیمان نے ابوداؤد سے مثل مذکور بالا کے روایت کی ہے۔

۲۶۲۴-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسین، ابراہیم بن ہاشم، سعید بن یعقوب، زید بن حباب، جعفر بن سلیمان، ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ انسؓ نے مجھے کہا: اے ثابت! مجھ سے علم حاصل کرلو مجھ سے بڑھ کر زیادہ قابل اعتماد کسی کو نہیں پاؤ گے چونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے علم حاصل کیا ہے انہوں نے جبرئیل علیہ السلام سے اور جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے۔

ثابت رحمہ اللہ کی یہ حدیث غریب ہے اور یہ حدیث ہم نے صرف زید بن حباب کے واسطے سے ذکر کی ہے، اور ان پر پھر اختلاف ہوا ہے۔ تاہم ابوکریب نے اس کو زید بن حباب عن میمون عن ثابت کی سند سے روایت کیا ہے۔

۱۔ صحیح البخاری ۱/ ۳۸، ۸/ ۵۴، ۹/ ۴۲، ۴۳، وصحیح مسلم، کتاب الرویا، ۷، ۱۳.

۲۶۲۵-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار بن حاتم، جعفر بن سلیمان، ثابت کے سلسلۂ سند سے انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (اَن پڑھ) امیوں کو اس قدر معاف فرمائے گا اتنا علماء کو معاف نہیں فرمائے گا۔[۱]

یہ حدیث غریب ہے سیار، جعفر سے روایت کرنے میں متفرد ہیں ہم نے صرف احمد بن حنبل کے واسطے سے یہ حدیث لکھی ہے

۲۶۲۶-ابونعیم اصفہانی، ابواحمد بن محمد بن احمد جرجانی، سلیمان بن حسن عطار، ابوفضل واسطی، یوسف بن عطیہ، ثابت کے سلسلۂ سند سے انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آخری زمانے میں جاہل عبادت گزار ہونگے اور فاسق قراء ہوں گے۔

ثابت رحمہ اللہ کی یہ حدیث غریب ہے ہم نے صرف یوسف بن عطیہ کی سند سے ذکر کی ہے اور یوسف بن عطیہ بصری قاضی ہیں اور ان کی حدیثیں منکر ہیں۔

۲۶۲۷-ابونعیم اصفہانی، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، سعید بن اشعث، حارث بن عبید، ثابت کے سلسلۂ سند سے انس کی روایت ہے کہ صحابۂ کرام نے کہا: یارسول اللہ! جب ہم آپ کی صحبت میں ہوتے ہیں ہماری عجیب کیفیت ہوتی ہے جب ہم آپ کی صحبت سے اٹھ جاتے ہیں ہماری وہ حالت باقی نہیں رہتی ہم ڈرتے ہیں کہیں نفاق تو ہمارے اندر سرایت نہیں کر گیا! فرمایا تمہارا رب کے ساتھ معاملہ کیسا ہوتا ہے؟ صحابہ نے جواب دیا: اللہ ظاہر و باطن میں ہمارا رب ہے۔ فرمایا: نبی کے بارے میں تمہارا کیا حال ہوتا ہے؟ صحابۂ کرام نے جواب دیا: آپ سراً و علانیۃً ہمارے نبی ہیں۔ ارشاد فرمایا یہ نفاق نہیں ہے۔[۲]

ثابت رحمہ اللہ کی اس حدیث میں حارث بن عبید ابوقدامہ متفرد ہیں۔ یہ حدیث حسن بن محمد بن صالح زعفرانی نے سعید بن منصور عن ثابت کی سند سے روایت کی ہے۔

۲۶۲۸-ایک عورت کی نبی ﷺ سے محبت کا عالم......ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد و عبداللہ بن محمد، محمد بن شعیب تاجر، عبدالرحمن بن سلمہ، ابوزہیر عبدالرحمن بن مغراء، منفضل بن فضالہ، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے انس بن مالک کی حدیث ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر مسلمانوں کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، لوگ کہنے لگے محمد قتل کیے جا چکے ہیں...... حتیٰ کہ مدینہ تک یہ افواہ پھیل گئی۔ اسی اثناء میں ایک انصاری عورت پریشانی کے عالم میں باہر نکلی اور اس نے اپنے باپ، بیٹے، بھائی اور شوہر کو شہید پایا۔ مجھے معلوم نہیں اس نے اول وہلہ میں کس کو دیکھا جب آخری آدمی کے پاس سے گزری کہنے لگی یہ کون ہیں؟ صحابۂ کرام نے جواب دیا: یہ تیرا باپ، بھائی، شوہر اور تیرے بیٹے ہیں سب شہید ہو چکے ہیں۔ پھر وہ کہنے لگی رسول اللہ ﷺ کا کیا بنا؟ صحابہ کرام نے جواب دیا: وہ تیرے سامنے سلامت ہیں: چنانچہ وہ عورت فوراً رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور رسول اللہ ﷺ کا کپڑا پکڑ کر کہنے لگی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، جب آپ کسی پریشانی سے سلامت ہیں تب مجھے کچھ پرواہ نہیں۔

ثابت کی یہ حدیث غریب ہے اور منفضل بن فضالہ، مبارک بن فضالہ کے بھائی ہیں اور وہ بصری ہیں۔ ابوزہیر عبدالرحمن بن مغراء متفرد ہیں۔

۲۶۲۹-اہل عرب سے محبت کا حکم......ابونعیم اصفہانی، فاروق خطابی، حبیب بن احمد، ابومسلم کشی معقل بن مالک، ہیثم بن جماز،

۱۔ العلل المتناهيه لابن الجوزی ۱/ ۱۳۳. واللآلی المصنوعة ۱/ ۱۱۷. وميزان الاعتدال ۱۵۰۵. والجامع الكبير للسيوطی ۵۲۶۸. وكنز العمال ۲۸۹۸۴.

۲۔ الدر المنثور ۴/ ۵۴. وتفسير ابن كثير ۸/ ۲۰۵.

ثابت کے سلسلۂ سند سے انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عربوں کے ساتھ محبت کرنا ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے سو جس نے عربوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے عربوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔[1]

ثابت کی یہ حدیث غریب ہے اور ہیثم بن جماز متفرد ہیں۔

۲۶۳۰-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، فضیل بن محمد، موسیٰ بن داؤد، ہیثم بن جماز، ثابت کے سلسلۂ سند سے انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن آدمی کے عمل کو لایا جائے گا اور ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا چنانچہ اسکا عمل پلڑے میں اس وقت تک بھاری نہیں ہوگا جب تک کہ صحیفہ اللہ کے ہاتھ سے مہر زدہ کر کے نہیں لایا جائے گا پس صحیفہ مہر زدہ کر کے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اور بھاری ہو جائے گا اور اس صحیفے میں کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" ہوگا۔[2]

ثابت کی یہ حدیث غریب ہے ہیثم بن حمران متفرد ہیں اور وہ ایک بصری قصہ گو ہیں۔

(۱۹۸) قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ[3]

ابوالخطاب قتادہ بن دعامہؒ بھی تابعین کرام میں سے ہیں۔ آپؒ حافظ، عالم، عامل، واعظ، خطیب، حافظِ حدیث اور خوف خدا سے سرشار تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف شرعی اقدار کی رعایت اور نصیحت قبول کرنے کا نام ہے۔

۲۶۳۱-ابونعیم اصفہانی، احمد بن اسحٰق، ابراہیم بن محمد بن حارث، شیبان، ابوہلال، غالب قطان، بکر بن عبداللہ مزنی کہا کرتے تھے، جو اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظِ قرآن اور حافظِ حدیث کو دیکھنا چاہے اسے چاہیے کہ قتادہ رحمہ اللہ کو دیکھ لے۔ ان سے بڑا حافظ ہم نے کوئی نہیں پایا۔

۲۶۳۲-قتادہ کا قوی حافظہ...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحٰق ثقفی، رجاء بن جارود، یحییٰ بن حماد، ابوعوانہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں چار دن مسلسل سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے پاس رہا اور وہ مجھے حدیثیں سناتے رہے ایک دن کہنے لگے: تم حدیثیں لکھتے نہیں ہو؟ کیا تمہارے پلے کچھ حدیثیں ہیں جو میں نے تمہیں سنائی ہیں؟ میں نے کہا: اگر آپ چاہیں میں آپ کی بیان کردہ حدیثیں جوں کی توں سنا دوں! پس میں نے وہ ساری سنی ہوئی احادیث انہیں ہو بہو اسی طرح سنا دیں اور سعید رحمہ اللہ میری طرف دیکھتے اور کہتے: تم اس کے اہل ہو کہ تمہیں حدیثیں سنائی جائیں، سوال کرتے جاؤ...... پس میں ان سے سوال کرنے لگا۔

(سعید بن المسیبؒ وہ بارعب شخصیت تھیں جن کے حلقۂ درس میں کسی کو بغیر اجازت سوال کرنے کی جرأت نہیں تھی لہذا حضرت سعیدؒ بن المسیب کا حضرت قتادہؒ کو کھلے عام ہمیشہ کیلئے سوال کرنے کی اجازت عطا فرمانا قتادہؒ کیلئے باعثِ فخر شیٔ ہے۔ اصغر)

۲۶۳۳-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابن اخیہ سعدان بن نصر، حسین بن مہدی، عبدالرزاق، معمر کے سلسلۂ سند سے مروی

۱۔ انظر الحدیث۔ المستدرک ۴/ ۸۷ و کشف الخفاء ۱/ ۴۱۳۔ والاسرار المرفوعة ۱۸۲۔ و کنز العمال ۳۳۹۲۴۔

۲۔ الکامل لابن عدی ۷/ ۲۵۶۱۔

۳۔ تھذیب التھذیب ۸/ ۳۵۱۔ والتقریب ۲/ ۱۲۳۔ والتاریخ الکبیر ۷/ ۱۸۵۔ والجرح والتعدیل ۷/ ۱۳۳۔ وطبقات ابن سعد ۷/ ۲۹۹۔

ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: میرے کانوں نے جو بات بھی سنی دل نے اسے ضرور محفوظ کیا ہے۔

۲۶۳۴- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابوبکر بن ابی عاصم، ہدبہ، ہمام.... قتادہؒ کہتے ہیں: سعید بن مسیب رحمہ اللہ مجھ سے کہنے لگے: میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو اس مسئلہ میں زیادہ سوال کرنے والا ہو جس میں تمہاری رائے اس سے مختلف ہو۔ قتادہؒ نے عرض کیا سوال وہ ہی کرے گا جو اس کو سمجھے گا۔

۲۶۳۵- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، محمد بن عبدالملک، عبدالرزاق، معمر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے پاس آٹھ دن اقامت کی۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ آٹھویں دن ان سے بطور محبت کہنے لگے: اے نابینا آدمی! کیا تم کوچ کررہے ہو، تم نے مجھے سرکش بنا دیا ہے۔

۲۶۳۶- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، محمد بن مسعود طرسوی، عبدالرزاق، معمر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: مجلس حدیث میں تکرار حدیث مجلس کی نورانیت کو ختم کر دیتا ہے۔ میں نے کبھی کسی کو نہیں کہا کہ مجھے حدیث دوبارہ دہراؤ۔

۲۶۳۷- **قتادہؒ کی فضیلت** .... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، ابراہیم بن محمد بن حارث، علی بن بشر، عبدالرزاق، معمر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے خواب میں ایک کبوتری دیکھی ہے جو موتی اٹھاتی ہے اور پھر پھینک دیتی ہے ابن سیرین رحمہ اللہ نے تعبیر دی اور فرمایا: وہ قتادہ ہیں۔ میں نے ان سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔

۲۶۳۸- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، ابوبکر بن یعقوب، محمد بن ہارون، موسیٰ بن اسماعیل، ابو ہلال، مطر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ علم کے شہسوار تھے۔

۲۶۳۹- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحٰق، محمد بن مسعود، عبدالرزاق، معمر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہؒ نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہا: قرآن مجید لیجئے اور مجھ سے سنئے! چنانچہ قتادہؒ نے سورت بقرہ پڑھی اور ایسی صاف صاف پڑھی کہ نہ واؤ چھوڑا اور نہ الف چھوڑ، اور نہ ہی کوئی اور حرف چھوڑا۔ سعیدؒ کہنے لگے: اے ابونضر! آپ نے تو خوب پختہ یاد کی ہے! قتادہؒ نے عرض کیا: ہاں میں نے پختہ یاد کی ہے۔ لیکن مجھے سورت بقرہ کی بنسبت صحیفۂ جابر زیادہ اچھی طرح حفظ ہے حالانکہ جابرؓ کے پاس میں نے صرف اس کو ایک دفعہ پڑھا ہے۔

۲۶۴۰- ابونعیم اصفہانی، احمد بن سنان، محمد بن اسحٰق، عرفہ بن ہیثم ابومحفوظ، ابن علیہ، روح بن قاسم، مطر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ جب کوئی حدیث سنتے اسے فوراً اچک لیتے اور جب حدیث سنتے گریہ وزاری کرنے لگتے اور حرکت میں آجاتے حتی کہ حدیث ازبر حفظ کر لیتے۔

۲۶۴۱- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن علی خزاعی، ہدبہ، حزم، .... عاصم احول کہتے ہیں میں قتادہؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اسی دوران آپ عمرو بن عبید کا تذکرہ کرنے لگے اور ان پر شدومد سے تنقید فرمانے لگے۔ میں نے کہا اے ابوخطاب! میں علماء کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک دوسرے کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ فرمانے لگے: اے حیلہ گر انساں! کیا تم نہیں جانتے ہو کہ جب کوئی آدمی بدعت ایجاد کرتا ہے تو مناسب ہے کہ اس کی ایجاد کردہ بدعت کا تذکرہ کیا جائے حتی کہ وہ اس بدعت کو ڈر کر چھوڑ دے۔

۲۶۴۲- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن یحیٰی مروزی، خالد بن خداش، عوانہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے! میں نے تیس سال سے رائے کے ساتھ فتویٰ نہیں دیا۔

۲۶۴۳-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحق، حاتم بن لیث، موسیٰ بن اسماعیل، ابوہلال، مطر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ علم کے بندے تھے وہ مرتے دم تک ایک متعلم کی حیثیت سے رہے۔

۲۶۴۴-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحق، محمد بن سہل بن عسکر، عبدالرزاق، معمر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: مستحب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارک کو طہارت کے ساتھ پڑھا جائے۔

۲۶۴۵-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، اسحق بن حسن حربی، حسین بن محمد، شیبان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے آیت کریمہ "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء 'اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں' کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: علم کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ دل میں اللہ کا خوف وخشیت ہو۔

۲۶۴۶-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، اسحق، حسین، شیبان، قتادہ رحمہ اللہ نے آیت کریمہ "والیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ" اور اسی کی طرف اچھے کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل کو اللہ تعالیٰ اوپر اٹھا لیتے ہیں۔ (فاطر۱۰) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کوئی قول عمل کے بغیر قابل قبول نہیں سو جس نے اچھا عمل کیا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔

۲۶۴۷-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر، حجاج اسود قسملی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اے ابن آدم! اگر تو چاہتا ہے کہ نیکی تب کرے گا جب تو اپنے اندر نشاط پائے گا تو تیرا نفس سستی اور اکتاہٹ کی طرف زیادہ مائل رہے گا لیکن بندہ مؤمن ہوشیار، سخت جان اور قوی ہوتا ہے اور مؤمنین اللہ تعالیٰ کے سامنے دن رات گڑگڑانے والے ہوتے ہیں اور مؤمنین ہمہ وقت سراً وعلانیۃً (پوشیدہ اور ظاہر) یا ربنا! یا ربنا! کہتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کی پکار سن لیتے ہیں۔

قتادہؒ کے خطابات

۲۶۴۸-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، اسحق حربی، حسین بن محمد مروزی، شیبان بن عبدالرحمٰن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اے ابن آدم! لوگوں کے مال واولاد پر اعتبار نہ کر! لیکن ان کے ایمان اور نیک عمل کا اعتبار کر۔

جب تم کسی نیک بندے کو اللہ کے حضور عمل کرتا دیکھو تو اس کی اتباع کرو اور اس سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو جہاں تک ہو سکے، جبکہ ساری قوت وطاقت اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ نیز فرمایا: صغیرہ گناہ تھوڑے تھوڑے جمع ہو کر اپنے کرنے والے کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ بخدا! ہم جانتے ہیں کہ چھوٹے گناہوں سے ڈرنے والا ہی بڑے گناہوں سے بچنے والا ہوتا ہے۔

قتادہ رحمہ اللہ نے آیت کریمہ "فمن الناس من یقول ربنا آتنا فی الدنیا وما لہ فی الآخرۃ من خلاق "ترجمہ لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں عطا فرما ان کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے۔ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا یہ بندہ دنیا کی نیت کرتا ہے۔ اسی کے لئے خرچ کرتا ہے۔ اسی کے لئے اس کی تگ ودو ہے۔ اس کا مقصد اور مطلب دنیا ہے۔ جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دنیا وآخرت میں اچھائیاں نصیب فرما، اس بندے نے آخرت کی نیت کی اس کے لئے اس نے خرچ کیا اور اس کی طلب ومقصد آخرت رہی۔ تحقیق اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ عنقریب پھسلنے والے پھسلیں گے سو اس کا اعلان اللہ نے پہلے کر دیا اور دھمکی بھی دے دی تاکہ مخلوق پر اللہ کی حجت قائم ہو جائے۔

۲۶۴۹-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، محمد بن یحییٰ، عمرو بن علی، یزید بن زریع، ہشام دستوائی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ گناہ سے روکتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بندہ اس گناہ میں پڑے گا لیکن یہ اللہ کی حجت ہے۔

۲۶۵۰-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسین، اسحٰق بن حسن، حسین بن محمد، شیبان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس معاہدہ کو توڑنے سے اجتناب کرو سو اللہ تعالیٰ نے اس معاہدے کا اعلان پہلے ہی کر دیا اور اس کی دھمکی دے دی اور قرآن مجید کی آیات میں جگہ جگہ بطور نصیحت اور حجت کے اس معاہدہ کو ذکر کر دیا۔ عقل، فہم اور علم والوں کے ہاں وہ امور عظمت والے ہیں جن کو اللہ نے عظمت دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے کسی گناہ کی شدت کو نقض عہد سے زیادہ شدید نہیں بتایا۔ بے شک مؤمن زندہ دل اور صاحب بصیرت ہوتا ہے کتاب اللہ کو سن کر اس سے نفع اٹھاتا ہے اسے یاد کرتا ہے حفظ کرتا ہے اور اللہ کے بیان کردہ مفہومات کو سمجھتا ہے...... جبکہ کافر گونگا، بہرہ، پتھر دل ہوتا ہے، بھلائی کی کوئی بات نہیں سنتا نہ یاد کرتا ہے نہ حفظ اور نہ ہی اسکا علم رکھتا ہے۔ الغرض وہ ضلالت وگمراہی میں سر تا پاؤں گھسا ہوتا ہے۔ ضلالت وگمراہی سے نکلنے کا کوئی رستہ نہیں پاتا۔ شیطان کا پیروکار ہوتا ہے اور اس کے چکروں میں مکمل گرفتار ہوتا ہے۔ پھر قتادہ رحمہ اللہ نے آیت کریمہ پڑھی: "وامرنا لنسلم لرب العالمین" (انعام ۱۷) اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم تمام جہانوں کے پروردگار کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی تعلیم محمد عربی ﷺ اور ان کے صحابۂ کرام کو دی ہے تا کہ اہل ضلالت کے ساتھ خصومت وحجت قائم کر سکیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں تعلیم دی اور بہت اچھی تعلیم دی تمہیں ادب سکھلایا اور کیا خوب اچھا ادب سکھلایا۔ پس آدمی اللہ کے سکھائے ہوئے کو اپناتا ہے اور اس میں پڑنے کا تکلف نہیں کرتا جس کا اسے علم نہیں ہوتا جس سے وہ اللہ کے دین سے نکل جائے۔ تم اپنے آپ کو تکلف، غلو اور تکبر سے بچاؤ۔ اللہ کے لئے تواضع کرو اللہ تمہیں رفعتیں عطا فرمائے گا۔ بخدا! ہم نے بہت سارے لوگوں کو فتنوں کی طرف پیش رفت کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ فتنوں میں وہ گھستے چلے گئے جبکہ کچھ دوسرے لوگ فتنوں سے سراسر دست کش رہے۔ ان کا مطمح نظر خوف اور خشیت رب تھی۔ چنانچہ جب فتنوں کا سد باب ہوا تو فتنوں سے دور رہنے والے طبعی طور پر خوش تھے۔ ان کے دل ٹھنڈے تھے، ان کی کمریں بوجھ سے بالکلیہ آزاد تھیں۔ جبکہ فتنوں میں حصہ لینے والے ان کے بالکل برعکس تھے، ان کے اعمال ان کے دلوں پر گھٹن بن کر رہ گئے، اللہ کی قسم! اگر لوگ فتنوں کو آتے ہوئے اچھی طرح دیکھ لیں جس طرح انہیں ختم ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو انہیں لوگوں کی بے عقلی سمجھ میں آتی۔ بخدا! جب بھی کوئی فتنہ پروان چڑھا شک وشبہ کی وجہ سے اٹھا۔ جبکہ میں صاحب دنیا کو اس سے کبھی خوش خوش، کبھی غمزدہ، کبھی راضی اور کبھی ناراض...... ہر حالت میں دیکھتا ہوں۔ بخدا! اگر دنیا کے گرداب میں اسکا گھناؤنا دل پڑتا تو انسان اسکا تلفظ کرتا اور اسکے لئے اسکا فیصلہ ہو جاتا۔

۲۶۵۱-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن، اسحٰق بن حسن، حسین بن محمد، شیبان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: تمہارے اوپر معاہدہ کو پورا کرنا واجب ہے۔ ان معاہدوں کو مت توڑو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے توڑنے سے منع فرمایا ہے، اور ان معاہدوں کو اللہ تعالیٰ نے پیشگی ذکر کر دیا ہے تقریباً بیس سے زیادہ آیات میں ان معاہدوں کو بطور نصیحت، مقدمہ اور حجت کے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "ولنسکننکم الارض من بعدھم" ہم تمہیں ضرور ان کے بعد زمین میں سکونت بخشیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے دنیا میں مدد اور آخرت میں جنت کا وعدہ کر دیا ہے، سو اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا ہے کہ کس کو زمین پر بسائے گا..... پس فرمان باری تعالیٰ ہے:" ولمن خاف مقامی وخاف وعید" (ابراہیم ۱۴) (یہ وعدہ) اس آدمی کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور میری وعید سے بھی ڈرا۔ ایک دوسرا فرمان ہے " ولمن خاف مقام ربہ جنتان" (الرحمٰن/۴۶)۔ جو اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ثابت ہے اور اہل ایمان اس مقام سے ڈرتے ہیں اور پھر اس کی تیاری میں دن رات جانفشانی سے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے رہتے ہیں۔ اسکا فرمان ہے "فلاتحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ" اللہ تعالیٰ کو اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلافی کرنے والا نہ گمان کرو۔ اللہ کے رسولوں نے خوف دل میں بٹھائے رکھا اور دن رات جانفشانی سے کام لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلال" "اس دن کے آنے سے پہلے،

جس میں نہ بیع ہوگی نہ دوستی (ابراہیم۳۱)۔دنیا میں گہری دوستی ہوتی ہے اور لوگ آپس میں دنیا دوستی کرتے ہیں۔آدمی کو چاہیے وہ دیکھے کہ کس کے ساتھ دوستی رکھتا ہے اور کس کو اپنا ساتھی بناتا ہے۔پس اگر اس کی دوستی اللہ کی رضا جوئی کے لئے ہو تو اسکو چاہیے کہ اس دوستی پر مداومت کرے اور اگر اسکی دوستی غیر اللہ کے لئے ہو تو پھر اسے جان لینا چاہیے کہ ہر دوستی قیامت کے دن عداوت میں بدل جائے گی صرف پرہیزگاروں کی دوستی باقی رہے گی۔

۲۶۵۲-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالصمد، ابراہیم ابواسماعیل قنات کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: نیکی نے نیند کو روک دیا ہے چنانچہ اسلام سے پہلے صحابۂ کرام سوتے تھے جب اسلام کا سورج طلوع ہوا انہوں نے اپنی نیند، اموال اور جسموں کو دن رات قربت خداوندی کا ذریعہ بنالیا۔

۲۶۵۳-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالوہاب، سعید، قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: صحابۂ کرامؓ کے زمانہ میں کہا جاتا تھا کہ منافق رات کو بہت کم جاگتا ہے۔

۲۶۵۴-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، حسن بن موسیٰ، عبدالوہاب، سلام بن مسکین ابوروح کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: کہا جاتا تھا کہ لوگ آگ کو نہیں روندتے صرف نشانات کو روندتے ہیں۔اور لوگ ردی باتیں کرتے ہیں۔نیک آدمی نیک کے نقشِ قدم پر چلتا ہے اسکا عمل نیک کے عمل کی طرح ہوتا ہے۔برا آدمی برے کے نقش قدم پر چلتا ہے اور اس کا عمل برے آدمی کے عمل کی طرح ہوتا ہے اور دونوں کا اجر اور سزا برابر ہوتی ہے۔برے کی سزا برے جیسی۔نیک کا اجر نیک جیسا۔اور نیک پرہیزگار آدمی اپنے فعل کے قریب ہوتا ہے اسی کو کرتا ہے۔اور فاسق فاجر بدبخت آدمی اپنے فعل کے پاس ہوتا ہے اور اسی پر اس کا کام ہے۔ہر ایک کا معاملہ اس کے گزشتہ عمل کے مطابق ہوگا اور وہ اپنے کیے ہوئے اعمال کا معاینہ کرے گا۔اگر عمل اچھا ہے تو اس کے ساتھ بھی اچھائی والا معاملہ ہوگا اور اگر اسکا عمل برا ہے تو اس کے ساتھ بھی برائی والا معاملہ ہوگا۔

۲۶۵۵-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، محمد بن ایوب، موسیٰ بن اسماعیل، سلام بن ابی مطیع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ ایک ہفتہ میں قرآن ختم کرتے جب رمضان آتا ہر تین دنوں میں ختم کرتے اور جب ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن آتے ہر دن ایک قرآن ختم کرتے۔

۲۶۵۶-ابونعیم اصفہانی، ابوعلی محمد بن احمد، اسحٰق بن حربی، حسین مروزی، شیبان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان " وتطمئن قلوبهم بذكر الله " (الرعد/۲۸) اور مؤمنین کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں، کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: مؤمنین کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف مائل اور مانوس ہوتے ہیں۔آیت کریمہ "فلولا انه كان من المسبحين" (الصافات/۱۴۳) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: یونس علیہ السلام کثرت سے نماز پڑھتے تھے لہٰذا اپنی مصیبت سے نجات پاگئے۔حکمت میں کہا جاتا تھا کہ جب عامل کو ٹھوکر لگتی ہے عمل صالح اس کو بلند کردیتا ہے اور جب پچھاڑ دیا جاتا ہے تو کوئی نہ کوئی سہارا پالیتا ہے۔اور قتادہ نے آیت کریمہ " والذين هم عن اللغو معرضون" (المؤمنون۳) اور اللہ کے بندے لغو باتوں سے اعراض کرجاتے ہیں، کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا! بخدا! اللہ تعالیٰ کا امر انہیں باطل سے پھیر دیتا ہے۔ہمیں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کی تخلیق شروع کی تو فرشتے کہنے لگے: اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق کی تخلیق نہیں کرے گا جو ہم سے زیادہ علم والی ہو اور ہم سے افضل واشرف ہو، سو فرشتے آدم علیہ السلام کی تخلیق کی آزمائش میں مبتلا کردیے گئے۔سو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جس آزمائش میں چاہے مبتلا کرتا ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ ظاہر کردے کہ کون اسکا فرمانبردار ہے اور کون نافرمان، جو دنیا اور آخرت میں غور وفکر کرتا ہے وہ ان دونوں میں سے ایک کی برتری دوسری پر جانتا ہے۔وہ جانتا ہے کہ دنیا دارِ بلا اور دارِ فنا ہے، آخرت دار بقاء اور دارِ جزاء ہے۔اگر تم طاقت رکھتے ہو تو ان لوگوں میں

سے ہو جاؤ جو دنیا کی حاجت کو آخرت کی حاجت کے لئے نظر انداز کر دیتے ہیں۔اور قوت وطاقت کا اصل سرچشمہ اللہ کی ذات ہے۔

۲۶۵۷-ابونعیم اصفہانی ،ابوہ عبداللہ،عبداللہ بن محمد بن عمران ،محمد بن ابی عمر عدنی ،سفیان،حسن جعفی ،ابن قاسم بن ولید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے اللہ عزوجل کے فرمان "والباقیات الصالحات" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: ہر وہ نیک عمل جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی مقصود ہو وہ باقیاتِ صالحات میں داخل ہے۔

۲۶۵۸-ابونعیم اصفہانی، ابوعبداللہ،عبداللہ بن محمد،ابن ابی عمر،سفیان،ابن ابی عروبہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: موت کی تمنا کسی نے بھی نہیں کی، نبی نے اور نہ ہی غیر نبی نے......صرف یوسف علیہ السلام ایسے تھے کہ جب اللہ کی نعمتیں ان پر کامل ہو گئیں اور ان کے کام سب پورے ہو گئے تو وہ اللہ کی ملاقات کے مشتاق ہو گئے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "رب قد اتیتنی من الملک وعلمتنی من تأویل الاحادیث" (یوسف ۱۰۱) اے میرے رب تو نے مجھے بادشاہت نصیب فرمائی اور خوابوں کی تعبیر سکھلائی۔

۲۶۵۹-ابونعیم اصفہانی،احمد بن جعفر بن سلمہ،احمد بن علی ابار،ابوعمار،فضل بن موسیٰ،حسن بن واقد،مطر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو جائیں اس کے ساتھ ایسی جماعت ہو جاتی ہے جو مغلوب نہیں ہوتی اس کے ساتھ ایسا چوکیدار ہوتا ہے جو سوتا نہیں اور ایسا رہنما ہوتا ہے جو راستہ گم نہیں کرتا۔

۲۶۶۰-ابونعیم اصفہانی،عبداللہ بن محمد بن جعفر،علی بن سعید،محمد بن یحییٰ ازدی عبدالوہاب،سعید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے آخرت میں اللہ کی کرامت اس کے لئے خاص ہو جاتی ہے۔

۲۶۶۱-ابونعیم اصفہانی،عبداللہ بن محمد،حسین بن محمد،نوح بن حبیب،عبدالرزاق،معمر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے قتادہ رحمہ اللہ کے بیٹے کو تھپڑ مارا۔ان کا بیٹا بلال بن ابی بردہ کے پاس اپنی فریاد لے گیا۔لیکن بلال نے ان کی طرف کوئی التفات نہ کیا۔پھر وہ شکایت قسری سے کی: قسری نے لکھا: تو نے ابوخطاب (قتادہ) کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔لہذا بلال نے دوبارہ اس آدمی کو بھی بلایا اور اہل بصرہ کے بڑے بڑے لوگوں کو بھی بلالیا۔وہ لوگ ہانی (جس نے تھپڑ مارا تھا اس) کے لئے سفارش کرنے لگے: لیکن قتادہ رحمہ اللہ نے سفارش قبول نہ کی اور کہنے لگے میرا بیٹا بھی اس آدمی کو تھپڑ مارے گا جس طرح اس نے اس کو مارا ہے۔قتادہ رحمہ اللہ اپنے بیٹے سے کہنے لگے: اے بیٹے! اپنی آستینیں اوپر چڑھالو اور اپنا ہاتھ بلند کر کے زور کا تھپڑ مارو چنانچہ اس نے اپنی آستینیں چڑھالیں اور اپنا ہاتھ اٹھا کر طمانچہ مارنے ہی کو تھا کہ قتادہ رحمہ اللہ نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑلیا۔اور کہنے لگے: ہم اسے طمانچے کا بدلہ محض اللہ کے لئے ہبہ کرتے ہیں چونکہ کہا جاتا ہے معافی کا اختیار بدلہ لینے پر قدرت رکھنے کے بعد ہوتا ہے۔

۲۶۶۲-ابونعیم اصفہانی ،ابوحامد بن احمد بن حسین ،محمد بن جعفر بن ملاس ،احمد بن ابراہیم بن ملاس ،زید بن یحییٰ ،سعید بن بشیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جنت میں ایک کھڑکی ہوگی جو جہنمیوں کی طرف کھلتی ہوگی پس اہل جنت اس کھڑکی سے جہنمیوں کی طرف جھانکیں گے اور کہیں گے! تم بدبختوں کا کیا حال ہے ہم تمہاری تادیبی کاروائیوں کی بدولت جنت میں داخل ہوئے۔ جہنمی جواب دیں گے ہم تمہیں دنیا میں حکم کرتے تھے اور خود فرمانبرداری نہیں کرتے تھے۔ تمہیں برائیوں سے روکتے تھے اور خود نہیں رکتے تھے۔

۲۶۶۳-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن حسن ،اسحق حربی، حسین بن محمد،شیبان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

اے ایمان والو! جو اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اس پر صبر کرو، اہل باطل کو مغلوب کرتے رہو چونکہ تم ہی حق پر ہو اور اہل باطل گمراہی پر ہیں، اللہ کے راستے میں سرحدوں کی حفاظت کرتے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

۲۶۶۴-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن روح شعرانی، ابواصبغ بن یزید، مریم بن عثمان، سلام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے آیت کریمہ "ومن یتق اللہ یجعل له مخرجاً ویرزقه من حیث لا یحتسب" جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسا راستہ نکال لیتے ہیں اور اسے اس جگہ سے رزق پہنچاتے ہیں جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتی، کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: دنیا کے شبہات اور موت کے وقت کی سختیوں سے نکلنے کے اسباب پیدا فرمادیتے ہیں اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جس جگہ کے بارے میں اسے امید ہوتی ہے اور ایسی جگہ سے بھی جس کے بارے میں اسے امید نہیں ہوتی۔

۲۶۶۵-ابونعیم اصفہانی، خیثمہ بن سلیمان، عمر بن احمد بن عثمان، عمر بن عمرو الحنفی، خلید بن دعلج کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے آیت کریمہ "یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه" جس دن آدمی اپنے بھائی، اپنے ماں باپ بیوی اور بیٹوں سے بھاگے گا، کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا! ہابیل قابیل سے بھاگے گا اور ہمارے نبی ﷺ اپنی ماں سے بھاگیں گے۔ اور ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے بھاگیں گے۔ لوط علیہ لسلام اپنی بیوی سے اور نوح علیہ السلام اپنے بیٹوں سے بھاگیں گے۔

(حضور ﷺ کے والدین کے متعلق خاموشی رکھنا بہتر ہے وہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں مبادا ہماری ان کے متعلق بحث و تمحیص سے سرکارِ دوعالم حضور ﷺ کو اذیت پہنچے۔ قیامت کے دن خدا جو فیصلہ فرمائے گا اس کا صحیح علم خدا ہی کو ہے۔ نیز مذکورہ آیت کی مشہور تفسیر جو جمہور مفسرین سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ ہر گناہ گار انسان اپنے متعلقین یعنی ماں باپ، بہن بھائیوں اور بیوی بچوں سے اس لئے بھاگے گا کہ کہیں وہ اپنے کسی حق کا مطالبہ نہ کردیں یا کسی نیکی کا سوال نہ کرنے لگ جائیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اصغر)

۲۶۶۶-**ایک باب علم کا حاصل کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے** ابونعیم اصفہانی، ابوالفرج احمد بن جعفر نسائی، محمد بن جریر، یونس بن عبدالاعلی، محمد بن عبدالعزیز، شہاب بن خراش کے سلسلۂ سند سے مروی ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جو آدمی اپنے نفس اور لوگوں کی اصلاح کی خاطر علم کا ایک باب حفظ کرے اس کا ایسا کرنا ایک کامل سال کی عبادت سے افضل ہے۔

۲۶۶۷-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن ایوب، روح، قرہ بن خالد کہتے ہیں قتادہ رحمہ اللہ کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی حدیث گزرتی تو یوں کہتے: الا الی اللہ تصیر الامور! تمام امور اللہ ہی کی طرف لوٹیں گے۔

۲۶۶۸-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، محمد بن عبداللہ بن رستہ، ابوکامل، ابوعوانہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: مؤمن صرف تین جگہوں میں پایا جاتا ہے: وہ گھر جس میں اپنا سر چھپائے، وہ مسجد جسے وہ آباد کرے اور روزی کیلئے دنیا کا کوئی کام، اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

۲۶۶۹-ابونعیم اصفہانی، محمد بن عبداللہ بن فضل، محمد بن حسین بن مکرم، یعقوب دورقی، وکیع، ابواشہب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: شر سے دور رہو جس طرح کہ شر تم سے دور رہتا ہے۔ چونکہ ایک شر دوسرے شر کو پیدا کردیتا ہے۔

مسانید قتادہ بن دعامہ

قتادہ رحمہ اللہ نے صحابۂ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت سے احادیث روایت کی ہیں۔ خصوصاً ان میں سے انس بن مالک ابوطفیل، عبداللہ بن سرجس اور حنظلہ رضی اللہ عنہم سے آپؒ نے اکتساب حدیث کیا۔ اور قتادہ سے تابعین کی بھی ایک بڑی جماعت

احادیث روایت کرتی ہے۔ ان میں سے سلیمان تیمی، حمید طویل، ایوب سختیانی، مطر الوراق، محمد بن جحادہ، اور منصور بن زاذان قابل ذکر ہیں، نیز قتادہ رحمہ اللہ سے بڑے بڑے آئمہ نے بھی احادیث روایت کی ہیں۔

تاہم قتادہ رحمہ اللہ کی سند سے مروی حضرت انسؓ کی چند احادیث درج ذیل ہیں۔

۲۶۷۰-ابونعیم اصفہانی، حسن بن محمد کسان قاضی یوسف، مسدد، یحیٰ بن سعید، شعبہ، ابواحمد محمد بن احمد، حسن بن سفیان، ہدبہ، ہمام بن یحیٰ قتادہ رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ کی روایت ہے انہوں نے فرمایا! میں تمہیں ایک ایسی حدیث سناتا ہوں جسے میرے بعد تمہیں کوئی نہیں سنائے گا اور میں نے وہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا جہل کا دور دورہ ہوگا، بلا تردد شراب پی جائے گی۔ عورتیں بکثرت ہوں گی اور مرد قلت میں ہوں گے یہاں تک کہ ایک مرد پچاس عورتوں کا نگہبان ہوگا۔[1]

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے یہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے ہشام اور شعبہ کی سند سے روایت کی ہے۔ یہ حدیث قتادہ رحمہ اللہ سے مطر الوراق، معمر، حماد بن سلمہ، ابوعوانہ، صعق بن حزن، خالد بن قیس، حکم بن عبدالملک، حبیب بن ابی حبیب، قرہ بن خالد، ابو مرزوق اور سعید بن بشیر روایت کرتے ہیں۔ بعض نے حدیث کو طول کے ساتھ بیان کیا ہے اور بعض نے اختصار کے ساتھ۔

۲۶۷۱-ابونعیم اصفہانی، حبیب بن حسن، احمد بن محمد بن یوسف، ابراہیم بن محمد بن حمزہ، قاضی یوسف، عمرو بن مرزوق، شعبہ، قتادہ کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں مشغول ہو تو جان لے کہ بے شک وہ اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے۔ وہ ہرگز اپنے سامنے اور اپنی دائیں طرف نہ تھوکے لیکن اپنی بائیں جانب یا پاؤں تلے تھوکے۔[2]

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی اپنی سندات سے اس کو ذکر کیا ہے۔

۲۶۷۲-ابونعیم اصفہانی، محمد بن جعفر بن ہیثم، جعفر بن محمد بن شاکر، حسین بن محمد مروزی، شیبان، قتادہ کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے پوچھا: کافر کو قیامت کے دن چہرے کے بل چلا کر میدان حشر میں کیسے لایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ ذات جو اس کو پاؤں کے بل چلانے کی قدرت رکھتی ہے وہی ذات اس کو چہرے کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔

۲۶۷۳-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحیٰ حلوانی، احمد بن یونس، ایوب، عتبہ، فضل بن بکر، قتادہ کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں اور تین چیزیں نجات دینے والی ہیں۔ بے دھڑک بخل، اتباع خواہشات، اور آدمی کا عجب میں مبتلا ہونا۔ (یہ تین چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں) پوشیدہ اور ظاہراً خوف خدا، فقر اور مالداری میں میانہ روی اور غضب و رضا میں عدل سے کام لینا۔ (یہ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں)[3]

قتادہ رحمہ اللہ کی یہ حدیث غریب ہے۔ اس حدیث کو عکرمہ بن ابراہیم نے ہشام، یحیٰ بن ابی کثیر، قتادہ رحمہ اللہ، انسؓ کے

۱۔ صحیح مسلم ۲۰۵۶. وصحیح البخاری ۹/۳۳۰.

۲۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد ۵۴. وصحیح البخاری ۲/۸۲.

۳۔ الکنی للدولابی ۱/۱۵۱. وکشف الخفا ۱/۳۸۶. واتحاف السادۃ المتقین ۸/۱۹۲. ۷۷، ۳۰۷، ۳۰۴. وتخریج الاحیاء ۱/۱۶. ومجمع الزوائد ۱/۹۰. ومشکاۃ المصابیح ۵۱۲۲ وامالی الشجری ۲/۲۱۸. وتفسیر القرطبی ۱۶/۱۶۷.

سلسلۂ سند سے روایت کیا ہے۔[۱]

۲۶۷۴-دنیا لا الہ الا اللہ کہنے والوں کے دم سے قائم ہے ...... ابونعیم اصفہانی، قاضی ابواحمد، محمد بن ابراہیم، احمد بن علی بن اسماعیل بن علی بن ابی بکر اسفدنی، عبداللہ بن عبید اللہ انصاری، بکر بن ظبیان، قتادہ کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو وحی کی کہ اے موسیٰ! اگر کلمۂ توحید "لاالٰہ الااللہ" کی گواہی دینے والا کوئی نہ ہوتا تو میں جہنم کو اہل دنیا پر مسلط کر دیتا۔ اے موسیٰ! اگر میری بندگی کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو میں نافرمانی کرنے والے کو پل جھپکنے کے برابر بھی مہلت نہ دیتا۔

اے موسیٰ! حقیقت یہ ہے کہ جو ایمان لایا وہ مخلوق میں افضل تر ہے۔ اے موسیٰ! نافرمان کی ایک بات (گناہ کے حساب سے) دنیا میں پائی جانے والی ریت کے سب ذرات کے برابر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے میرے رب! نافرمان کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: نافرمان وہ آدمی ہے جسے اس کے والدین پکاریں اور وہ ان کی پکار پر لبیک نہ کہے۔[۱]

قتادہ کی یہ حدیث غریب ہے۔ اور انصاری اس کو روایت کرنے میں متفرد ہیں۔

۲۶۷۵-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، ابونعیم عبدالرحمٰن بن ہانی نخعی، محمد بن عبید اللہ عرزمی، قتادہ کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات چیزیں ایسی ہیں جن کا اجر وثواب بندے کو مرنے کے بعد اس کی قبر میں بھی پہنچتا ہے۔ جس آدمی نے دوسروں کو علم سکھلایا، یا کوئی نہر جاری کی، یا کنواں کھودا، یا درخت لگایا، یا مسجد بنوائی، یا اپنے پیچھے قرآن وراثت میں چھوڑا، یا ایسی اولاد چھوڑی جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے استغفار کرتی رہے۔[۲]

قتادہؒ کی یہ حدیث غریب ہے۔ ابونعیم عرزمی قتادہ سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔

۲۶۷۶-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، حسن بن علویہ قطان، اسماعیل بن عیسیٰ، داؤد بن الزبرقان، مطر قتادہ کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال جاری نہر کی طرح ہے جس کا پانی میٹھا ہو اور وہ نہر تم میں سے کسی کے دروازے پر سے گزر رہی ہو اور وہ آدمی روزانہ اس میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل باقی رہے گا! یعنی گناہوں کی میل۔[۳]

انسؓ، قتادہ رحمہ اللہ اور مطر کی یہ حدیث غریب ہے۔ اور داؤد مطر سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔

۲۶۷۷-ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، حسن بن جریر، ابوالجماہر، سعید بن بشیر، قتادہ کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سوتے تو اپنا دایاں ہاتھ سر کے نیچے رکھتے پھر یہ دعا فرماتے:

اللھم قنی عذابک یوم تبعث عبادک

اے میرے رب! جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچانا۔[۴]

۱۔ کشف الخفا ۱/ ۳۸۸.

۲۔ اتحاف السادۃ المتقین ۱/ ۱۱۴. ۵/ ۵۹. والترغیب والترھیب ۱/ ۹۷. وتفسیر القرطبی ۱۹/ ۹۹. وکنز العمال ۴۳۶۷۱، ۴۳۶۷۲.

۳۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد ۲۸۴. ومسند الامام احمد ۲/ ۴۲۶، ۳/ ۳۰۵.

۴۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین رقم ۶۲. وسنن الترمذی ۳۳۸۹، ۳۳۹۹، ومسند الامام احمد ۴/ ۲۹۰، ۲۹۸، ۳۰۴، ۶/ ۲۸۷.

سعید بن بشیر قتادہ سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔

۲۶۷۸-چار عظیم عورتیں......ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، قتادہ کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں تمام جہانوں کی عورتوں میں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد ﷺ اور آسیہ زوجہ فرعون (ملعون، اقتداء کے لئے) کافی ہیں۔[۱]

قتادہ کی اس حدیث کو ان سے روایت کرنے میں معمر متفرد ہیں۔ یہ حدیث آئمہ حدیث نے عبدالرزاق، احمد، اسحٰق، ابو مسعود سے بھی روایت کی ہے۔

۲۶۷۹-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن مخلد، ابراہیم بن ہیثم بلوی، سلیمان بن حرب، ابو ہلال، قتادہ کے سلسلۂ سند سے انسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے ایک لاکھ آدمی جنت میں داخل ہوں گے ابوبکرؓ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! ہمارے لئے مزید اضافہ کیجئے؟ ارشاد فرمایا: اور اتنے ہی اور (سلیمان بن حرب نے اپنے کھلے ہاتھ سے اشارہ کیا) ابوبکرؓ نے دوبارہ عرض کیا: یارسول اللہ ہمارے لئے مزید اضافہ کیجئے۔ حضرت عمرؓ بولے: اللہ تعالیٰ قدرت رکھتے ہیں کہ سارے لوگوں کو ایک ہی لپ میں ڈال کر جنت میں داخل فرمادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمر نے سچ کہا۔[۲]

قتادہ رحمہ اللہ کی یہ حدیث غریب ہے، ابو ہلال اس حدیث کو روایت کرنے میں متفرد ہیں ابو ہلال کا نام محمد بن سلیم راسبی ہے وہ بصری ہیں اور ثقہ ہیں۔

(۱۹۹) محمد بن واسع رحمہ اللہ[۵]

ابوعبداللہ محمد بن واسع رحمہ اللہ بھی تابعین کرام میں سے ہیں۔ عامل، خشوع وخضوع کے متوالے اور عبادت گزار تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف خشوع وخضوع رقاعت وتذلل ہے۔

۲۶۸۰-ابونعیم اصفہانی، ابوعمرو عثمان بن محمد عثمانی، اسماعیل بن علی، ہارون بن حمید، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: کچھ قرآء حضرات دومنہ رکھتے ہیں: جب بادشاہوں سے ملتے ہیں بلا روک ٹوک کے ان کے اخلاق اختیار کرلیتے ہیں اور جب اہل آخرت سے ملتے ہیں تو ان جیسے بن جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے قاری بنو اور محمدؒ بن واسع بھی اللہ کے قاری ہیں۔

۲۶۸۱-ابونعیم اصفہانی، ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، ہارون، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: قراء تین قسم پر ہیں ایک قاری رحمٰن کے لئے ہے، ایک قاری دنیا کے لئے ہے اور ایک قاری بادشاہوں کے لئے ہے اے لوگو! محمدؒ بن واسع میرے نزدیک قرآء الرحمٰن میں سے ہیں۔

۲۶۸۲-ابونعیم اصفہانی، محمد بن جعفر، عبداللہ بن ناجیہ، نضر بن علی، سفیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: امراء کے قراء بھی ہوتے ہیں اور اغنیاء کے قاری بھی ہوتے ہیں اور محمد بن واسع رحمٰن کے قرآء میں سے ہیں۔

۲۶۸۳-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، الورکانی، ابوشہاب الحناط عبدربہ بن نافع، لیث بن ابی سلیم، محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا: جب بندہ اپنے دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مؤمنین کے دلوں کو اس کی طرف

۳۔ مسند الامام احمد ۳/ ۱۳۵. والمستدرک ۳/ ۱۵۷.

۴۔ مسند الامام احمد ۳/ ۱۹۳. وکنز العمال ۵۶۹۹، ۳۷۹۱۱.

۵۔ تهذيب التهذيب ۹/ ۴۹۹. التقريب ۲/ ۲۱۵. التاريخ الكبير ۱/ ۲۵۶. الجرح ۸/ ۱۱۳. وطبقات ابن سعد ۷/ ۲۴۱.

متوجہ کر دیتا ہے۔

۲۶۸۴-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، ابوعباس سراج، ابویحیٰ صاعقہ، عبداللہ بن محمد، سلام بن ابی مطیع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمدؒ بن واسع جب مغرب کی نماز پڑھتے اپنے مصلّٰی پر ہی چپک کر بیٹھ جاتے، ایک مرتبہ حیاط ان کے قریب بیٹھے ہوئے تھے وہ کہتے ہیں کہ محمدؒ بن واسع اپنی دعا میں یوں فرمارہے تھے: اے اللہ! میں ہر برے مقام، برے ٹھکانے، برے مدخل، برے مخرج، برے عمل، برے قول اور بری نیت سے تیری مغفرت طلب کرتا ہوں ...... میری مغفرت فرمادے۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں تو بھی میرے اوپر رجوع فرما اور میں تیری طرف اطاعت ڈالتا ہوں پکڑ سے پہلے پہلے۔

۲۶۸۵-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی، اصمعی، سلیمان تیمی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ صرف محمد بن واسع رحمہ اللہ کے صحیفے جیسا صحیفہ لیکر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری دوں۔

۲۶۸۶-محمدؒ بن واسع کی جانفشانی ...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، نصر بن علی، احمد بن کثیر شبانہ، ابوطیب موسیٰ بن بشار کہتے ہیں میں ایک مرتبہ محمد بن واسع رحمہ اللہ کی صحبت میں مکہ سے بصرہ تک گیا۔ چنانچہ محمدؒ بن واسع پوری پوری رات نماز پڑھتے رہتے، حتی کہ حدی خواں کو حکم دیتے وہ پیچھے ہو جاتا اور آپ رحمہ اللہ بلند آواز سے قرات کرتے، لیکن حدی خواں ان کی آواز کو نہیں سمجھ پاتا تھا۔ بعض دفعہ رات کے آخری حصہ میں کسی جگہ پڑاؤ کرتے اور محمدؒ بن واسع نماز میں مشغول ہو جاتے جب صبح کا وقت ہوتا ایک ایک کر کے ساتھیوں کو جگاتے اور کہتے نماز کا وقت ہو گیا ہے اٹھ جاؤ! اگر پانی دستیاب ہے تو وضو کر لو ورنہ تیمم کر کے نماز پڑھ لو اور جو تھوڑا بہت پانی ہے اسے پینے کے لئے رہنے دو۔

۲۶۸۷-ابونعیم اصفہانی، محمد بن عبدالرحمٰن بن فضل، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، اسحٰق بن ابراہیم، حماد بن زید، ہشام بن حسان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ سے کہا گیا: اے ابوعبداللہ! آپ نے صبح کس حال میں کی؟ جواب دیتے موت قریب تر ہے، امیدیں کوسوں دور ہیں اور اعمال بد کا بوجھ کاندھے پر لدا ہوا ہے۔

۲۶۸۸-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن حسین، احمد دورقی، ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن مہدی، نصر ،...... عبدالواحد بن زید کہتے ہیں: میں حوشب کے پاس حاضر ہوا اور وہ مالکؒ بن دینار کے پاس تشریف لائے اور کہا: اے ابویحیٰ: میں نے خواب میں ایک منادی کو دیکھا ہے جو آواز لگاتا ہے کہ اے لوگو! کوچ کرو! کوچ کرو! میں نے صرف محمد بن واسع رحمہ اللہ کو کوچ کرتے دیکھا ہے۔ چنانچہ مالکؒ بن دینار نے ایک زوردار چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑے۔ معتمر کہتے ہیں کہ حسن بصری رحمہ اللہ محمد بن واسع رحمہ اللہ کو زَیْنُ الْقرآء کا نام دیتے تھے۔

۲۶۸۹-ابونعیم اصفہانی، محمد بن عمر بن سالم، عبدالکبیر بن عبدالرحمٰن عدوی، ابن یزید اسفاطی، مسلم بن ابراہیم، اسماعیل بن مسلم عبدی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا: قرآن مجید بستان العارفین ہیں تم نے جہاں کہیں اترنا ہو تو اس بستان میں سیر و تفریح کے لئے اترو۔

۲۶۹۰-اللہ کیلئے کیا جانے والا عمل ...... ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، احمد بن ابان، ابوبکر بن عبید، محمد بن یحیٰی بن ابی حاتم، یحیٰی بن حریث، یوسف بن عطیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ایسے پاکباز مردوں کو پایا ہے کہ ان کا سر اور ان کی اہلیہ کا سر ایک تکیے پر ہوتا تھا اور ان کے آنسوؤں سے تکیہ بھیگ جاتا تھا جبکہ ان کے پاس لیٹی ہوئی ان کی بیوی کو شعور نہیں ہوتا تھا۔ میں نے ایسے مردوں کو بھی پایا ہے کہ دوران نماز صفوں میں کھڑے کھڑے آنسوؤں سے ان کی ڈاڑھیاں اور رخسار تر ہو جاتے تھے

جبکہ صفوں میں ساتھ کھڑے ہونے والے نمازی کو اسکا شعور تک نہ ہوتا تھا۔

۲۶۹۱-ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن ابراہیم، محمد بن عباس، محمد بن نعیم، عبدالعزیز بن ابان، عمران بن خالد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک اللہ والا بیس سال سے رو رہا تھا حالانکہ اسکی بیوی کو اس کے ایک آنسو بہانے کی بھی خبر نہیں ہوئی تھی۔

۲۶۹۲-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبیداللہ بن قواریری، حماد بن زید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم محمد بن واسع رحمہ اللہ کے پاس گئے تاکہ ان کی تیمارداری کر آئیں، وہ مرض وفات میں مبتلا تھے۔ اتنے میں یحیی بکاء (بکاء بمعنی زیادہ رونے والا) نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حاضرین کہنے لگے: اے ابوعبداللہ! دروازے پر آپ کے بھائی ابوسلمہ (یحیی) کھڑے ہیں اور اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ پوچھا: کون ابوسلمہ! حاضرین نے جواب دیا: یحیی! دوبارہ پوچھا: کون یحیی؟ حاضرین نے جواب دیا؟ یحیی بکاء۔ حماد کہتے ہیں: محمدؒ بن واسع کو پہلے سے معلوم تھا کہ وہ یحیی بکاء ہیں چنانچہ فرمانے لگے: تمہارے وہ دن بہت برے ہوں گے جب تمہیں رونے کی طرف منسوب کیا جائے گا۔

۲۶۹۳-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہارون بن معروف، ضمرہ، سیار، ابن شوذب کہتے ہیں: محمدؒ بن واسع ایک مرتبہ ایک مجلس میں حاضر ہوئے جس میں حاضرین مجلس اجتماعی طور پر رو رہے تھے: جب حاضرین مجلس رونے سے فارغ ہوئے تو کھانا حاضر کیا گیا، لیکن محمدؒ بن واسع مجلس سے اٹھ کر دور کونے جا بیٹھے۔ حاضرین نے انہیں کھانے کی دعوت دی، لیکن انہوں نے جواب دیا: کھانا وہی کھائے جس نے مجلس میں رونے کا فریضہ انجام دیا ہو۔ گویا کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ رونے کے بعد کھانا کھانے کو باعث عیب سمجھ رہے تھے۔

۲۶۹۴-ابونعیم اصفہانی، احمد بن سنان، محمد بن اسحاق، ہارون بن عبداللہ، سیار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے جعفر کہتے ہیں کہ جب میں اپنے دل کو پتھر دل سمجھتا تھا فوراً میں محمدؒ بن واسع کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا۔ جب میں ان کا چہرہ دیکھتا یوں لگتا گویا ان کا چہرہ اس عورت کے چہرے کی طرح ہے جس کا بیٹا مر چکا ہو۔

۲۶۹۵-ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحٰق، سعدان بن یزید عسکری، ہیثم بن جمیل، مخلد بن حسین، ہشام بن حسان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ سے جب کہا جاتا: اے ابوعبداللہ! آپ نے صبح کس حال میں کی؟ جواب دیتے: اس آدمی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو ہر روز آخرت کی طرف ایک ایک مرحلہ آگے بڑھ رہا ہو۔

۲۶۹۶-**امت کے ابدال** ......ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن ابراہیم بن شبیب، سلیمان بن داؤد شاذکونی، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ میں نے وہب بن منبہ کے ایک ہم مجلس کو کہتے سنا: میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا میں نے ان سے کہا: یارسول اللہ! آپ کی امت کے ابدال کہاں پائے جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے شام کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے پھر کہا: یارسول اللہ! کیا ان میں سے کوئی عراق میں بھی پایا جاتا ہے؟ ارشاد فرمایا ہاں! وہاں محمد بن واسع ہے۔

۲۶۹۷-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن حسین حذاء، احمد دورقی، ابوداؤد، عمارہ بن مہران معولی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا: اے عمارہ! مجھے تمہارا گھر بہت اچھا لگتا ہے۔ میں نے پوچھا: میرے گھر میں کونسی چیز آپ کو اچھی لگتی ہے حالانکہ وہ تو قبرستان کے پاس ہے۔ فرمایا: تمہیں کیا پریشانی ہے؟ مردوں سے کبھی تکلیف نہیں پہنچتی ہوگی جبکہ وہ تمہیں آخرت کی یاد ہر وقت دلاتے ہونگے۔

٢٦٩٨-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن نصر، احمد بن کثیر، سعید بن عامر، ابو عامر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب محمد بن واسع رحمہ اللہ بوجھل ہوگئے لوگ ان کی عیادت کرنے ان کے پاس آئے۔ کچھ لوگ کھڑے ہوگئے اور کچھ بیٹھ گئے۔ آپ فرمانے لگے: مجھے بتاؤ یہ لوگ مجھے کیا نفع پہنچا سکتے ہیں جب کل مجھے پیشانی اور قدموں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا؟ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی: "یعرف المجرمون بسیماھم فیؤخذ بالنواصی والاقدام" مجرم لوگ اپنی ظاہری علامتوں سے پہچان لئے جائیں گے اور وہ پیشانیوں اور قدموں سے پکڑ کر (جہنم برد کردیئے) جائیں گے۔ (الرحمٰن ۴۱)

٢٦٩٩-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، سعید بن عامر، حزم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا: اے میرے بھائیو! کیا تم جانتے ہو کہ مجھے کہاں دھکیلا جارہا ہے بخدا! مجھے یا جہنم کی طرف دھکیلا جارہا ہے یا اللہ چاہے تو مجھے معاف فرمادے۔

٢٧٠٠-اللہ کیلئے محبت کرنے والے سے اللہ بھی محبت کرتا ہے......ابونعیم اصفہانی، ابوبکر محمد بن عبداللہ متولی، حاجب بن ابی بکر، احمد بن ابراہیم، علی بن اسحٰق، ابن مبارک، سفیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمدؒ بن واسع سے کسی نے کہا: میں محض اللہ کی خاطر آپ سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا: جس ذات کے لئے تو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ ذات بھی تجھ سے محبت کرتی ہے۔ پھر فرمایا: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ مجھ سے محبت کی جائے حالانکہ تو مجھ سے بغض وعداوت رکھتا ہو۔

٢٧٠١-ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، ابراہیم بن محمد بن حسین، ابراہیم بن سعید جوہری، عبداللہ بن عیسیٰ، محمد بن عبداللہ روادابو یحیٰی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ جب نیند سے بیدار ہوتے تو اپنی سرینوں پر ہاتھ مارتے۔ ان سے اسکی وجہ پوچھی گئی جواب دیا: میں ڈرتا ہوں کہیں میری شکل وصورت مسخ کر کے مجھے بندر نہ بنادیا جائے۔

٢٧٠٢-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مالک بن دینار اور محمد بن واسع رحمہما اللہ دونوں اکٹھے ہوگئے۔ مالک رحمہ اللہ فرمانے لگے: مجھے اس آدمی پر رشک آتا ہے جس کے پاس دین ہی دین ہو اور دنیا نام کی اس کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور وہ اس حالت میں بھی اپنے رب سے راضی ہو۔ اتنے میں لوگ واپس لوٹنے لگے اور لوگوں کا خیال تھا (کہ مالک کی مراد محمد بن واسع ہیں اور یہ کہ تقویٰ میں ان سے) محمد بن واسع قوی ہیں۔

٢٧٠٣- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سفیان بن وکیع، ابن علیہ، یونس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ فرماتے تھے: اگر گناہوں کی بدبو ہوتی تم میرے گناہوں کی بدبو کی وجہ سے میرے قریب نہ ہو پاتے۔

٢٧٠٤-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، عبداللہ بن صندل، فضیل بن عیاض، مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: یا تو اللہ کی اطاعت ہے یا جہنم کی آگ۔ محمدؒ بن واسع نے فرمایا یا تو اللہ تعالیٰ کی معافی ہے یا جہنم کی آگ۔

٢٦٠٥-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوعمر وازدی، نصر بن علی، زیاد بن ربیع، ربیع کہتے ہیں میں نے محمد بن واسع رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ راستے سے گزرتے وقت اپنے ایک گدھے کو بیع کے لیے پیش کر رہے تھے۔ ایک آدمی کہنے لگا کیا اس گدھے کو میرے لئے پسند کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر میں اس سے راضی ہوتا کبھی نہ بیچتا۔

٢٧٠٦-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سعید بن عامر، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ محمدؒ بن واسع سے کہا گیا: اے ابوعبداللہ! اگر آپ کچھ بات کرتے؟ فرمایا: الحمد اللہ! یہ علانیہ نیکی ہے پھر آیت کریمہ "ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفورا" اگر تم نیک بن جاؤ سو اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو معاف فرماتا ہے۔ تلاوت کی

اور پھر خاموش ہو گئے۔

۲۷۰۷- اللہ کے بندے دنیا کی نظروں میں بیوقوف ہی ہوتے ہیں...... ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن حسین، احمد بن محمد، محمد بن احمد، مخلد بن حسین، ہشام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن منذر نے محمد بن واسع رحمہ اللہ کو بلایا اس زمانے میں مالک بن منذر کو پولیس کا نظام سپرد تھا۔ مالک نے محمد بن واسع رحمہ اللہ کو عہدۂ قضاء پیش کیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا، اصرار کیا مگر نہ مانے، مالک نے کہا: عہدہ قضا قبول کر لو ورنہ میں آپ کو تین سو کوڑے ماروں گا! محمدؒ نے فرمایا اگر تو ایسا کرے گا تو مسلط ہوگا اور سن لو! دنیا کی ذلت آخرت کی ذلت سے بدرجہا بہتر ہے۔ ہشام کہتے ہیں ایک امیر نے انہیں حکومتی عہدہ سپرد کرنا چاہا لیکن انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ امیر نے کہا: تو بڑا بیوقوف ہے، محمد بن واسع رحمہ اللہ کہنے لگے: مجھے یہ بات بچپن سے مسلسل کہی جاتی رہی ہے۔

۲۷۰۸- ابونعیم اصفہانی، ابومسعود عبداللہ بن محمد بن احمد، ابوعباس ہروی، ابوحاتم سجستانی، اصمعی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے ایک مرتبہ محمد بن واسع رحمہ اللہ کے ایک بیٹے نے کسی آدمی کو اذیت پہنچادی۔ محمد بن واسع رحمہ اللہ فرمانے لگے: تیری یہ مجال! کہ تو لوگوں کو اذیت پہنچا رہا ہے حالانکہ میں تیرا باپ ہوں اور تیری ماں کو ایک سو درہم میں خرید کر لایا تھا۔

۲۷۰۹- محمدؒ بن واسع کی عاجزی اور تربیت...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، ابوعباس سراج، عباس بن ابی طالب، عبداللہ بن عیسٰی طفاوی، محمد بن عبداللہ رداد ابویحیٰی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے اپنے ایک بیٹے کو دیکھا کہ وہ ہاتھ آگے پیچھے کرتے ہوئے چلا جا رہا تھا۔ اسے فرمانے لگے: تو بیٹا کس کا ہے؟ تیری ماں کو میں صرف دو سو درہموں میں خرید کر لایا ہوں اور تیرے باپ کا یہ حال ہے کہ اس جیسا اللہ کسی مسلمان کو نہ کرے۔

۲۷۱۰- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن ابان، احمد بن ابان، ابوبکر بن عبید، محمد بن حسین، زید بن حباب، محمد بن حوشب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ فرماتے تھے: طلب حلال جسموں کی زکوٰۃ ہے، سو اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو خود بھی حلال کھائے اور دوسروں کو بھی حلال کھلائے۔

۲۷۱۱- ابونعیم اصفہانی، ابومسعود، عبداللہ بن محمد، محمد بن احمد بن سلیمان، ابوحاتم سجستانی، اصمعی، الاسح، البتی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا: میں فاجر آدمی کے فجور کو اس کے چہرے میں پہچان لیتا ہوں۔

۲۷۱۲- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، عثمان بن عمر ضبی، عمرو بن مرزوق، عمارہ بن مہران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا: جو آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر اپنے نفس پر غصے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے غصے سے محفوظ فرماتے ہیں۔

۲۷۱۳- ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، ابوالحسن بن ابان، ابوبکر بن عبید، مرزوق بن بکیر عنبری، خزیمہ ابومحمد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے محمد بن واسع رحمہ اللہ کو کہا: مجھے کچھ نصیحت کیجیے! فرمایا: میں تمہیں ایک ایسی بات کی نصیحت کروں گا جس پر تو عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت میں فرشتہ بن جائے گا۔ اس آدمی نے پوچھا یہ بات میرے لئے کیسے ممکن ہو سکتی ہے؟ فرمایا: دنیا میں زہد اختیار کرو۔

۲۷۱۴- چار اشیاء دل کو مردہ کر دیتی ہیں...... ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، ابوالحسن بن ابان، عبداللہ بن محمد، محمد بن یحیٰی بن ابی حاتم، داؤد بن محبر، سلیمان بن حکم بن عوانہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا: چار چیزیں دل کو مردہ کر دیتی ہیں، گناہ پر گناہ کرنا، عورتوں کے ساتھ کثرت میل جول اور کثرت گفتگو، بے وقوف کے ساتھ جھگڑنا کہ تو اسے گالیاں دے وہ تجھے گالیاں دے اور

مرداروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔ کسی نے پوچھا مرداروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ہر مالدار، عیش پرست اور ظالم سلطان کے ساتھ مجالست کرنا۔

۲۷۱۵- ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، احمد بن محمد بن عمر، ابوبکر اموی، محمد بن بشیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے سعید بن عاصم کہتے ہیں: کہ ایک قصہ گو محمد بن واسع رحمہ اللہ کی مجلس کے قریب بیٹھا تھا: ایک دن اپنے جلساء کو ڈانٹتے ہوئے بولا: کیا بات ہے کہ میں دلوں میں خشوع آنکھوں کو آنسو بہاتے ہوئے اور جسموں پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہوئے نہیں دیکھ رہا ہوں؟ محمد بن واسع رحمہ اللہ فرمانے لگے: اے عبداللہ! کیا بات ہے میں لوگوں کو تیری طرف سے گناہوں کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھتا ہوں، یاد رکھ! جب اللہ کا ذکر دلوں سے نکل جاتا ہے دلوں پر آفت واقع ہو جاتی ہے۔

۲۷۱۶- **بھوک کے فوائد**...... ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، عن ابیہ، عبداللہ بن عبید، محمد بن حسین، خالد بن عمرو، خلید بن دعلج کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا: جو کھانے کی مقدار کم کر دیتا ہے بات خود بھی سمجھتا ہے، دوسروں کو سمجھاتا ہے، نفس کا تذکرہ کرتا ہے آہ وزاری سے سرشار ہوتا ہے۔ کثرت سے کھانا کھانا انسان کو مقاصد سے لاچار کر دیتا ہے۔

۲۷۱۷- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، عن ابیہ، عبداللہ بن عبید، محمد بن حسین، داؤد بن محبر، عبدالواحد بن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار کو (محمد بن واسع کی موجودگی میں) حوشب سے فرماتے ہوئے سنا: رات کو بھوک کی حالت میں گزارو اور کچھ بھوک بھی باقی ہو کھانا چھوڑ دو۔ حوشب نے فرمایا: یہ اہل دنیا کے اطباء کا وصف ہے۔ محمد بن واسع رحمہ اللہ کہنے لگے: جی ہاں، اطباء کا وصف آخرت کا راستہ ہے مالک بن دینار نے فرمایا: واہ! واہ! یہ تو دین ودنیا دونوں کے لئے بہترین وصف ہے۔

۲۷۱۸- ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، ابوالحسن بن ابان، ابوبکر بن عبید، محمد بن حسین، ابوعمر ضریر، محمد بن بہرام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ دائمی روزہ رکھتے تھے اور اپنے روزے کو ہمیشہ پوشیدہ رکھتے تھے۔

۲۷۱۹- **خدا کی شکر گزاری کا انداز**...... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن مصعب، یحییٰ بن سلیم، عبدالعزیز بن ابی رواد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے محمد بن واسع رحمہ اللہ کے ہاتھ میں ایک پھوڑا نکلا ہوا دیکھا، وہ مجھے چیں بہ جبیں دیکھ کر فرمانے لگے: کیا تم جانتے ہو کہ اس پھوڑے میں میرے اوپر کیا انعام ہوا؟ محمد بن واسع رحمہ اللہ پہلے قدرے خاموش ہو گئے پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ پھوڑا میری آنکھ کی سیاہی پر نہیں نکالا، میری زبان پر اور نہ میرے آلۂ تناسل پر نکالا، بلکہ اللہ نے یہ پھوڑا ہاتھ پر نکال کر اس کو میرے لئے ہلکا کر دیا۔

۲۷۲۰- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سیار، حارث بن نبہان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ فرماتے تھے: افسوس! میرے ساتھی ختم ہو چکے۔ حارث کہتے ہیں: میں نے کہا: اے ابوعبداللہ! اللہ آپ پر رحم فرمائے: (جو چلے گئے چلے گئے لیکن) کیا نوجوان دن کو روزہ نہیں رکھتے؟ رات کو نمازیں نہیں پڑھتے؟ اور اللہ کے راستے میں جہاد نہیں کرتے؟ تھکارتے ہوئے بولے: جی ہاں! لیکن میرے بھائی! انہیں عجب نے بگاڑ دیا ہے۔

۲۷۲۱- **سلطان کا قرب نقصان دہ ہے**...... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، جعفر بن محمد رسغنی، نفیلی، خلید بن دعلج کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا: بخدا! لکڑیاں چبانا اور خاک پھانکنا سلطان کے قریب ہونے سے بدرجہا بہتر ہے۔

۲۷۲۲-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، ہارون بن معروف، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

ایک مرتبہ محمدؒ بن واسع یزید بن مہلب کے ساتھ خراسان کے محاذ پر جہاد کر رہے تھے۔ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے یزید سے حج کرنے کی اجازت طلب کی۔ یزید نے انہیں اجازت دے دی یزید نے کہا: ہم آپ کے لئے کچھ زادِ راہ کا حکم دینا چاہتے ہیں؟ فرمایا: لشکر کے لئے انعام واکرام کا حکم کرو۔ جب یزید نے سخت اصرار کیا تو فرمانے لگے: ہمیں معاف کیجئے ہمیں اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

۲۷۲۳-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، غسان بن مفضل، سعید بن عامر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ محمدؒ بن واسع بلال بن ابی بردہ کے پاس تشریف لائے۔ بلال نے انہیں کھانے کے لئے بلایا۔ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے انکار کیا اور کچھ عذر بیان کیا۔ بلال کو اس پر غصہ آ گیا اور کہنے لگا میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ ہمارے کھانے کو ناپسند کر رہے ہیں! محمد رحمہ اللہ فرمانے لگے: اے امیر! ایسا نہ کہو! آپ لوگوں کی پسند فرمودہ چیزیں ہمیں اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

۲۷۲۴-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، ابواحمد مروزی، علی بن بکار، مخلد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ قتیبہ بن مسلم کے ہمراہ ایک لشکر میں شریک تھے۔ قتیبہ اس وقت خراسان کے علاقوں میں مصروفِ جہاد تھے۔ چنانچہ ترک ان کی طرف جنگ کرنے نکلا کرتے تھے۔ قتیبہ نے اپنا ایک ایلچی بھیجا کہ مسجد میں جا کر دیکھ آئے وہاں کون ہے؟ قتیبہ سے کہا گیا کہ مسجد میں صرف محمدؒ بن واسع ہیں اور انہوں نے اپنی انگلی اوپر کھڑی کی ہوئی ہے۔ قتیبہ بن مسلم کہنے لگے: ان کی یہ انگلی مجھے تیس ہزار اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔

۲۷۲۵-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن، حماد بن زید کہتے ہیں ہم محمد بن واسع رحمہ اللہ کے پاس بیٹھتے تھے اور وہ کہا کرتے تھے: اے اللہ! ہم ایسے رزق سے پناہ مانگتے ہیں جو تجھ سے دور کر دے، ہمیں ہر طرح کی گندگی سے پاک کر دے اور ہمارے اوپر ظالموں کو مسلط نہ کر دینا، پھر تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو جاتے اور پھر ازسرِ نو یہ دعائیہ کلمات دہرانا شروع کر دیتے۔

۲۷۲۶-ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، ابوالحسن احمد بن محمد بن ابان، ابوبکر بن عبید، عمر بن حارث، عن شیخ عقیلی، حیان بن یسار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے! اے اللہ! اگر میرے گناہوں نے میرے چہرے کو بگاڑ دیا ہے تو پھر مجھے اس کے سپرد کر دے جو تجھے مخلوق میں زیادہ محبوب ہے۔

۲۷۲۷-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہارون بن معروف، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: میں دیکھتا ہوں کہ دعا کے لئے معمولی تقویٰ بھی کافی ہے۔

۲۷۲۸-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، محمد بن بہرام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ فرماتے تھے: یہ مال صرف چار صورتوں میں حلال اور پاکیزہ ہوتا ہے حلال کی تجارت ہو، کتاب اللہ کے مطابق طریقۂ شرعیہ پر میراث کی صورت میں ملا ہو، کسی مسلمان بھائی کی جانب سے بطورِ عطیہ کے ملا ہو یا جماعت مسلمین کے ساتھ مل کر جہاد کے نتیجہ میں امام عادل نے حصہ دیا ہو۔

محمد بن واسع رحمہ اللہ کا بیٹا کہنے لگا ہر گھڑی ایک جیسی تو نہیں ہوتی وقت بدلتا رہتا ہے۔ چنانچہ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے روٹی اور نمک منگوا کر کھانا شروع کر دیا پھر فرمایا: تم مجھے دیکھ رہے ہو کہ میں نے اس معمولی کھانے پر قناعت کر لی ہے اور اس پر راضی بھی ہوں۔

۲۷۲۹-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سفیان بن وکیع، وکیع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ محمد بن

واسع رحمہ اللہ کو عہدہ قضاء پیش کیا گیا انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، اس پر ان کی بیوی ان سے ناراض ہوگئی اور کہنے لگی: آپ کا اہل وعیال ہے اور آپ کو اس عہدے کی ضرورت بھی ہے تاکہ اولاد کے اخراجات کا بندوبست ہو جائے، فرمانے لگے: کتنے عرصہ سے تو مجھے دیکھ رہی ہے کہ میں سرکے اور ساگ پر صبر کئے ہوئے ہوں پس اس کے بارے میں تو مجھ سے زیادہ اظہارِ طمع نہ کر۔

۲۷۳۰-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہارون بن معروف، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ بصرہ کے امیر نے قرآء حضرات میں انعامات واکرامات تقسیم کئے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ کو بھی انعام بھیجا انہوں نے قبول کر لیا لیکن محمد بن واسع رحمہ اللہ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمانے لگے! اے مالک! آپ نے سلطان کے انعامات قبول کر لیے؟ مالک رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ میرے ہم جلیسوں سے پوچھ لیجئے۔ چنانچہ مالک رحمہ اللہ کے ہم جلیس کہنے لگے: اے ابوبکر! مالک بن دینار نے ان انعامات کے بدلے میں غلام خرید کر آزاد کر دیا ہے۔ محمد بن واسع رحمہ اللہ مالک کو کہنے لگے: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں بتاؤ انعام ملنے سے پہلے تمہارا دل جس حالت پر تھا کیا اس کے بعد ایک گھڑی کیلئے بھی اس کیفیت پر آیا ہے؟ مالک فرمانے لگے: قطعاً نہیں۔ پھر مالک بن دینار اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے: مالک تو گدھا ہے اگر کسی کو اللہ کی عبادت کرنی ہو تو محمد سے سیکھے۔

۲۷۳۱-تقدیر کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا......ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی بن حبیش، عبداللہ بن صالح البخاری، سلیمان بن شیخ، عتبہ بن منہال بصری ازدی کہتے ہیں کہ بلال بن ابی بردہ نے محمد بن واسع رحمہ اللہ سے کہا: قضاء وقدر (مسئلۂ تقدیر) کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے جواب دیا اے امیر! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن قضاء وقدر کے بارے میں اپنے بندوں سے سوال نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ صرف ان کے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا۔

۲۷۳۲-ابونعیم اصفہانی، عثمان بن محمد بن عثمان، محمد بن عبدالعزیز جوہری، زکریا بن یحییٰ، اصمعی، حماد بن زید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ کسی آدمی کی حاجت کی خاطر ایک آدمی کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا: میں تمہارے پاس ایک ضروری کام کے لئے آیا ہوں اور تم سے پہلے اس کام کو اللہ سے بیان کر چکا ہوں اگر اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرنے کی اجازت مرحمت فرما دیں تو تم محمود یعنی قابل تعریف ہو گے اور اگر اللہ تعالیٰ اسکو پورا کرنے کی اجازت نہ عطا فرمائیں اور تو اسکو پورا نہ کر سکے تو تو معذور ہوگا۔

۲۷۳۳-ابونعیم اصفہانی، حسن بن علی الوراق، ہیثم بن خلف الدورقی، ابراہیم بن سعید، یونس بن محمد، ابوسعید مؤدب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا: اکتا دینے والے کا کوئی دوست نہیں ہوتا اور نہ ہی حاسد کے لئے غنی ہوتا ہے، تم اپنے آپ کو بچاؤ اپنی رائے پر عجب کرنے والے کی طرف اشارہ کرنے سے، اس لئے کہ وہ تمہاری رائے کو قطعاً قبول نہیں کرے گا۔

مسانید محمد بن واسع رحمہ اللہ

شیخ فرماتے ہیں: محمد بن واسع رحمہ اللہ صاحب یاداشت عالم تھے اگرچہ ان کا نقل وروایت کا سلسلہ اتنا زیادہ نہیں تھا، لیکن جو علم تھا اس پر ضرور عمل کیا، جس عمل کی نیت کی اسکو عملی جامہ ضرور پہنایا۔ قلیل الکلام اور قلیل الروایت تھے۔ ہمیشہ روزہ دار رہتے اور صاحب جستجو تھے۔ تاہم انس بن مالک، مطرف، حسن، ابن سیرین، سالم، عبداللہ بن صامت اور ابو بردہ سے احادیث روایت کی ہیں۔

محمد بن واسع رحمہ اللہ کی سند سے مروی چند احادیث درج ذیل ہیں۔

۲۷۳۴-ابونعیم اصفہانی، یوسف بن جعفر بن احمد، محمد بن سہل عطار، قاسم بن محمد، یحییٰ بن سلیمان جعفی، یحییٰ بن سلیم طائفی، عمران بن مسلم،

محمد بن واسع رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کے سکھلائے ہوئے علم کو (دوسروں سے) چھپایا قیامت کے دن اسے آگ کی لگام ڈال کر (میدان محشر میں) لایا جائے گا۔[1]

انسؓ سے مروی محمدؒ بن واسع کی یہ حدیث غریب ہے، جبکہ یہ حدیث نبی ﷺ سے متعدد مسانید کے ساتھ ثابت ہے۔

۲۷۳۵- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، مسلم بن ابراہیم، اسماعیل بن مسلم، محمدؒ بن واسع، مطرف بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے عمرانؓ بن حصین کی روایت ہے کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ دو مرتبہ حج تمتع کیا۔ پس کسی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

۲۷۳۶- **ایک لاکھ نیکیوں کا عمل** ...... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، یزید ہارون، ازہر بن سنان قرشی، محمدؒ بن واسع، سالم بن عبداللہ، عبداللہ بن عمرؓ کے سلسلۂ سند سے عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھی:

"لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد،

یحی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیء قدیر"

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسکا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کے لئے ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے جبکہ اسے موت نہیں آتی ہر طرح کی بھلائی اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں، ایک لاکھ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، ایک لاکھ درجات بڑھا دیے جاتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے عالیشان محل تعمیر کر دیا جاتا ہے۔[2]

محمد بن واسع رحمہ اللہ کہتے ہیں میں خراسان میں قتیبہ بن مسلم کے پاس آیا اور انہیں یہ حدیث سنائی، انہوں نے یہ حدیث دھرائی اور پھر واپس لوٹ گئے۔

یہ حدیث سعید بن سلمان نے ازہر سے اسی طرح روایت کی ہے لیکن ازہر متفرد ہیں۔

۲۷۳۷- ابونعیم اصفہانی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن مخلد، حارث بن ابی اسامہ، یزید بن ہارون، ازہر بن سنان قرشی،:... محمدؒ بن واسع کہتے ہیں میں بلال بن ابی بردہ کے پاس گیا، میں نے کہا: اے بلال! آپ کے والد نے آپ کے دادا سے مروی رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنائی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم کی ایک وادی ہے اور اسی وادی میں ایک کنواں ہے جسے ہب ہب کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسمیں ہر ظالم جابر کو ٹھہرائے لہذا تم اللہ تعالیٰ سے ڈور کہیں تم بھی ان میں سے نہ ہو جاؤ۔[3]

محمدؒ بن واسع سے اس حدیث کو روایت کرنے میں ازہر متفرد ہیں یہ حدیث احمد بن حنبل اور ابوخیثمہ نے بھی روایت کی ہے۔

۲۷۳۸- ابونعیم اصفہانی، محمد بن فتح حنبلی، عبداللہ بن سلیمان بن اشعث، جعفر بن محمد بن مرزبان، خلف بن یحیٰی، حماد الابح، محمدؒ بن واسع،

۱۔ ابن حبان ۹۵، ۹۶. العلل ۱/۹۲، ۹۶ الکامل ۴/ ۱۴۱۰. تاریخ بغداد ۵/۳۹، ۹/۹۲. کشف الخفاء ۲/ ۳۵۲. الحاف ۱/۱۰۹. المعجم الکبیر ۱۱/ ۵. المستدرک ۱/۱۰۲. مجمع ۱/۱۶۳

۲۔ الترمذی ۳۴۲۸، ۹. المستدرک ۱/ ۵۳۸. الدارمی ۲/ ۲۹۳. مشکاۃ ۲۴۳۱. الحاف ۵/ ۵۱۱. الترغیب ۲/ ۵۱۳. کشف الخفاء ۲/ ۳۴۲

۳۔ سنن الدارمی ۲/ ۳۳۱. ومجمع الزوائد ۱۰/ ۲۶۶. والمطالب العالیۃ ۳۲۱۶. والمصنف لابن ابی شیبۃ ۱۳/ ۱۶۵. واتحاف السادۃ المتقین ۱۰/ ۶۰.

محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگ حرام کر دی گئی ہے ہر اس آدمی پر جو فرماں بردار، نرم دل، نرم اخلاق اور قربت والا ہو۔[1]

یہ حدیث عیسیٰ بن موسیٰ غنجار نے عبداللہ بن کیسان عن محمدؒ بن واسع کی سند سے مثل بالا کے روایت کی ہے۔

۲۷۳۹- ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، احمد بن محمد بن حسن، صالح بن عدی نمیری بصری، عبدالرحمٰن بن عبدالمؤمن ازدی، محمدؒ بن واسع، حسن بصریؒ کے سلسلۂ سند سے جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ:

ایک دن رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں جنت کے بالا خانوں کے متعلق خبر نہ دوں؟ ہم نے جواب دیا: ہمارے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، یا رسول اللہ! ضرور خبر دیجیے! فرمایا: جنت کے بالا خانے جوہر کے رنگوں میں رنگے ہوئے ہیں۔ ان کا ظاہر باطن سے اور باطن ظاہر سے نظر آتا ہے۔ ان بالا خانوں میں ہر طرح کا سامان تعیش، اجر وثواب اور عزت وکرامت ہے، جن کے متعلق کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی آنکھ نے دیکھا۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان جائیں یہ کون لوگ ہونگے؟ فرمایا: وہ لوگ جنہوں نے سلام کو رواج دیا دنوں کو روزہ رکھا لوگوں کو کھانا کھلایا اس وقت نماز پڑھی جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان جائیں، ان سب کاموں کی طاقت کون رکھتا ہے؟ فرمایا: میری امت میں سے جو اسکی طاقت رکھتا ہے اس کے بارے میں تمہیں عنقریب خبر دوں گا، سو جو آدمی اپنے مسلمان بھائی سے ملا اور اس کو سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیا تو تحقیق اس نے سلام پھیلا دیا، جس نے اپنے اہل وعیال کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا گویا اس نے دوسروں کو کھانا کھلا دیا، جس نے رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے رکھے گویا اس نے بالدوام روزے رکھے اور جس نے عشاء اور فجر کی نمازیں باجماعت پڑھیں سو اس نے نماز پڑھی حالانکہ لوگ یعنی یہودی، نصرانی مجوسی سوئے ہوئے تھے۔

۲۷۴۰- ابونعیم اصفہانی، یوسف بن یعقوب نجیرمی، حسن بن مثنیٰ، عفان، سلام ابومنذر، محمدؒ بن واسع کے سلسلۂ سند سے عبداللہؓ بن صامت کی حدیث ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے۔ ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ:

میرے خلیل نبی ﷺ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کروں اور یہ کہ میں دنیاداری کے سلسلے میں اپنے سے کمتر کو دیکھوں نہ کہ برتر کو، نیز مجھے مسکینوں سے محبت کرنے اور ان سے قربت اختیار کرنے کی وصیت کی، مجھے وصیت کی کہ میں حق بات کہوں اگر چہ وہ کڑوی ہی کیوں نہ ہو، مجھے رشتہ داری جوڑنے کی وصیت کی اگر چہ رشتہ داری مجھ سے پیٹھ ہی کیوں نہ پھیر جائے، مجھے وصیت کی کہ میں لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگوں اور مجھے وصیت کی کہ میں "لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم" کثرت سے کہوں چونکہ یہ کلمات جنت کے پوشیدہ خزانوں میں سے ہیں۔

محمدؒ بن واسع کی یہ حدیث غریب ہے اور صرف سلام ابومنذر نے متصلاً روایت کی ہے۔

۲۷۴۱- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مدینی، سلیمان، صدقہ بن موسیٰ، محمدؒ بن واسع، سمیر بن نہار کے سلسلۂ سند سے ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو! کہا گیا: ایمان کی تجدید کس طرح کریں؟ فرمایا: لا الہ الا اللہ کا ورد کثرت کے ساتھ کیا کرو۔[2]

محمدؒ بن واسع کی یہ حدیث غریب ہے اور صدقہ بن موسیٰ متفرد ہیں، صدقہ المعروف بہ دقیقی بصری۔ سلیمان بن داؤد وہ ابوداؤد طیالسی ہیں۔

۱۔ الکامل لابن عدی ۳/ ۱۱۴۷. ومجمع الزوائد ۴/ ۷۵. والترغیب والترھیب ۳/ ۴۱۸. وعلل الحدیث للرازی ۱۸۵۱.

۲۔ مسند الامام احمد ۵/ ۲۳۹. والکامل لابن عدی ۴/ ۱۳۹۴. والترغیب والترھیب ۲/ ۴۱۵. والاحادیث الضعیفۃ ۸۹۶. ومجمع الزوائد ۱/ ۵۲. ۲/ ۲۱۱. ۱۰/ ۸۱.

(۲۰۰) مالک بن دینار رحمہ اللہ[1]

مالک بن دینار رحمہ اللہ بھی تابعین کرام میں سے ہیں۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ عبادت گزار، خاشع، خاضع اور خوف خدا کو دل میں جگہ دینے والے عارف باللہ تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف لوگوں کیلئے تذلل وافتخار (خودداری) اور خدا کیلئے تذلل وافتقار کا نام ہے۔

۲۷۴۲- اہل دنیا جس شیٔ سے محروم رہے.... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن محمد بن مصقلہ، ابراہیم بن جنید، ہارون بن حسن بن عبداللہ، سلیمان بن خواص کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: اہل دنیا دنیا سے تو چل بسے مگر دنیا میں رہتے ہوئے پاکیزہ ترین چیز نہ چکھ سکے: لوگوں نے پوچھا وہ کونسی چیز ہے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی معرفت۔

۲۷۴۳- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: عیش پرست اللہ تعالیٰ کے ذکر جیسی عیش کی چیز نہیں دیکھ سکتے۔

۲۷۴۴- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن فضل، ابوعباس سراج، ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک رحمہ اللہ فرماتے تھے: میں نے تورات میں لکھا ہوا پڑھا ہے: اے صدیقین! دنیا میں ذکر اللہ سے سرشار ہوتے رہو، سو ذکر اللہ دنیا میں تمہارے لئے نعمت ہے اور آخرت میں عظیم الشان اجر وثواب۔

۲۷۴۵- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر طلحی، حسین بن جعفر قتات، عبداللہ بن ابی زیاد، احمد بن محمد بن فضل، ابوعباس سراج، عبداللہ بن ابی زیاد، ہارون، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: صدیقین کے سامنے جب قرآن مجید پڑھا جاتا ہے ان کے دل آخرت کے لئے بے چین ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا قرآن سنو جو عرش والے سچے کا فرمان ہے۔

۲۷۴۶- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد، حسین بن محمد، ابوزرعہ، معانی بن سلیمان، جرول بن حنفل، سری بن یحی، کی سند سے مروی ہے مالک بن دینار فرماتے ہیں: بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اے صدیقو! رنجیدہ آواز کے ساتھ اللہ کی تسبیح کیا کرو۔

۲۷۴۷- ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، عبدالوہاب بن عیسیٰ بن ابی حیہ، اسحق بن اسرائیل، مرحوم بن عبدالعزیز کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم نے تمہارے آگے بین بجائی مگر تم رقص میں نہیں آئے۔ یعنی ہم نے تمہیں وعظ ونصیحت کی ہے مگر تمہارے اوپر کوئی اثر نہیں ہوا۔

۲۷۴۸- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار بن حاتم، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک رحمہ اللہ فرماتے تھے: اے حاملین قرآن! قرآن مجید نے تمہارے دلوں میں کیا کاشت کیا ہے؟ بے شک قرآن مجید مؤمن کی بہار ہے جیسے بادل زمین کیلئے بہار ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرماتے ہیں، پھر بارش خس وخاشاک کے ڈھیر کو بھی پہنچتی

۱- طبقات ابن سعد ۷/۲۴۳. والتاریخ الکبیر ۷/ت ۱۳۲۰. والجرح ۲/۱/۲۸. والکاشف ۳/ت والمیزان ۳/ت ۷۰۱۶. وتهذیب ابن حجر ۱۰/۱۴. والتقریب ۲/۲۲۴. والخلاصة ۳/ت ۶۷۰۷.

ہے چنانچہ اس جگہ میں پڑا ہوا دانہ اگ جاتا ہے اسے بڑھنے اور سرسبز ہونے سے کوئی چیز نہیں روکتی۔ اے حاملین قرآن! قرآن مجید نے تمہارے دلوں میں کیا بویا ہے؟ کہاں ہیں ایک سورت والے، کہاں ہیں دوسورتوں والے تم نے ان پر کتنا عمل کیا؟۔

۲۷۴۹-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق ثقفی علی بن مسلم، سیار، ریاح بن عمرو قیسی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: کوئی آدمی بھی صدیقین کے مرتبے کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ اپنی بیوی کو اس حال میں نہ چھوڑے گویا کہ وہ بانجھ ہے اور اس آدمی کا ٹھکانا کتوں کے گھومنے پھرنے کی جگہ نہ ہو۔

۲۷۵۰-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: اے صدیقین کی جماعت! آجاؤ میں تمہیں اللہ کی تعلیم دوں، جو بندہ بھی زندہ رہنا چاہتا ہو اور اعمال صالحہ دیکھنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ وہ برائی کو دیکھے اور نہ ہی زبان سے غلط بات نکالے، اللہ تعالیٰ کی آنکھ صدیقین پر جمی ہوئی ہے اور انہیں ہر وقت سنتا ہے

۲۷۵۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، ہارون بن عبداللہ وعلیٰ بن مسلم، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک رحمہ اللہ فرماتے تھے: میں نے تورات میں لکھا ہوا پڑھا ہے کہ اے ابن آدم! تو میرے سامنے نماز میں روتے ہوئے کھڑا ہونے سے عاجز نہ ہو، اس لئے کہ میں وہ اللہ ہوں جو تیرے دل کے قریب تر ہوں اور غیب سے تو میرے نور کا مشاہدہ کرے گا۔ مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: یعنی رقت قلب اور وہ انشراح صدر جسکے دروازے اللہ تعالیٰ کھول دیتے ہیں۔

۲۷۵۲-**صدق کی نشو ونما کمزور پودے کی مانند ہے**...... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: صدق وسچائی کی ابتداء دل میں کمزور ہوتی ہے جس طرح کھجور کے کمزور سے پودے کی ابتداء ہوتی ہے جب اسے کوئی بچہ اکھاڑ دیتا ہے اس کی جڑ ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر اسے کوئی بکری کھا جائے تب بھی اس کی جڑ ختم ہو جاتی ہے اگر کھجور کا کمزور سا پودا باقی رہ جائے پانی سے سیراب ہوتا رہے بالآخر نشو ونما پا کر پھل دینے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صدق وسچائی کی مثال ہے وہ بھی دلوں میں کمزور ہوتی ہے۔ اگر بندہ اس کی جستجو میں لگا رہے اللہ تعالیٰ اسے بڑھاتے ہیں، اس میں برکت ڈالتے ہیں...... حتی کہ اس بندے کا کلام خطا کاروں کے لئے دوائی کا کام کرتا ہے، پھر کہنے لگے کیا تم نے ان اصحاب کو دیکھا ہے؟ پھر بات کی نسبت اپنی طرف کرتے ہوئے فرمایا: ہاں ہم نے انہیں دیکھا ہے جیسے حسن بصری، سعید بن جبیر اور ان جیسے دیگر حضرات اولیاء کرام، حتی کہ ان میں سے ایک آدمی کے کلام سے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں لوگوں کے دلوں کو زندہ کیا۔

۲۷۵۳-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، وہب بن محمد، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک رحمہ اللہ فرماتے تھے: میں نے ہر گناہ کی بنیاد تلاش کی چنانچہ مجھے صرف حبِ مال ہی تمام گناہوں کی بنیاد ملی۔ سو جس نے حب مال کو اتار پھینکا تحقیق اس نے راحت پائی۔ مالک رحمہ اللہ فرماتے تھے: صدق اور کذب دونوں دل میں منڈلاتے اور لڑتے رہتے ہیں حتی کہ ان دونوں میں سے ایک نکل جاتا ہے اور ایک دل میں باقی رہ جاتا ہے۔

۲۷۵۴-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، محمد بن ابراہیم، محمد بن عبیداللہ عبدی، جعفر بن مالک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: بعض کتابوں میں لکھا ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: عالم جب دنیا سے محبت کرتا ہے تو اس کے دل سے میرے ذکر کی حلاوت نکالنا میرے لئے بہت معمولی کام ہے۔

۲۷۵۵-ابونعیم اصفہانی، احمد بن اسحٰق، ابراہیم بن نائلہ، عثمان بن طالوت، راشد بن نمیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار

رحمہ اللہ نے فرمایا: جب دل میں غم وخوف نہ ہو وہ ویران کھنڈر گھر کی طرح ہو جاتا ہے۔ جس طرح جس گھر میں کوئی رہائش نہ ہو وہ دن بدن خراب ہو جاتا ہے۔

۲۷۵۷-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: اے لوگو! کتے کی طرف جب سونا چاندی پھینکا جائے وہ ان کی کچھ قدر نہیں جانتا اور جب اس کی طرف ہڈی پھینکی جاتی ہے فوراً جھپٹ پڑتا ہے اسی طرح تمہارے بے وقوف حق کی کچھ معرفت نہیں رکھتے۔

۲۷۵۸-مالکؒ کی مالک الملک سے مناجات..... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ دعاء کرتے وقت فرمایا کرتے: اے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کر دے حتی کہ تجھے اچھی طرح پہچان لیں، حتی کہ تیرے عہد کی اچھی طرح سے رعایت کریں اور تیری وصیت کو اچھی طرح سے یاد رکھیں، اے اللہ: ہمیں نیک لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما، ہمیں تقویٰ وطہارت کا لباس پہنا دے، اے اللہ! ہم مرنے سے پہلے توبہ کرنا چاہتے ہیں اور اے اللہ ہماری دعا ہے کہ تجھ سے ہماری ملاقات ہو سلامتی کے ساتھ اور پکڑ سے پہلے پہلے۔ اے اللہ! ہمیں مہلت عطا فرماتا کہ ہم دنیا وآخرت کی ساری بھلائیاں سمیٹ لیں۔ مالک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ دنیا کی خیر وبھلائی کو دینار ودرہم سمجھتے ہیں جبکہ میں دنیا کی خیر وبھلائی سے عمل صالح مراد لیتا ہوں، اے اللہ! قیامت کے دن تجھ سے ہماری ملاقات ہو اس طرح کہ تو ہم سے راضی ہو۔ اے آسمان اور زمین کے معبود!..... پھر مالک رحمہ اللہ ہلکی آواز سے بہت روئے اور ہم بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔

۲۷۵۹-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبیداللہ بن عمر قواریری، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں اپنے لئے وصیت کر جاؤں گا کہ: جب میں مر جاؤں میرے گلے میں رسہ ڈال کر مجھے رب کی طرف لے جایا جائے جس طرح آقا کے سامنے بھاگے ہوئے غلام کو لایا جاتا ہے۔

۲۷۶۰-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، ہدبہ بن خالد،..... حزم قطیعی کہتے ہیں: ہم مالک بن دینار رحمہ اللہ کے پاس ان کے مرض وفات کے دوران گئے اور وہ اس وقت موت وحیات کی کشمکش میں تھے، انہوں نے آسمان کی طرف اپنا سر اٹھایا اور پھر فرمانے لگے: اے میرے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں دنیا میں کسی عورت یا پیٹ کی خاطر زندگی کا خواہاں نہیں ہوں۔

۲۷۶۱-ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، سعید بن یعقوب طالقانی، علاء بن عبدالجبار، حزم، مغیرہ بن حبیب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مالک بن دینار رحمہ اللہ کے پیٹ میں کچھ شکایت ہوگئی۔ ان سے کہا گیا: آپ کے لئے دوائی بنائی جائے جو آپ کے پیٹ کو شفا بخشے۔ فرمانے لگے: مجھے تم لوگ اپنی طب سے الگ رہنے دو۔ اے اللہ! تو بخوبی جانتا ہے کہ میں دنیا میں کسی عورت یا پیٹ کی خاطر باقی نہیں زندہ رہنا چاہتا۔ مجھے دنیا میں باقی نہ رکھو۔

۲۷۶۲-خوفِ خدا سے مبہوت شخص کی آخری دعا..... ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر، ابوصالح مغیرہ بن حبیب (مالک بن دینار کے داماد) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار وفات پا رہے تھے میں ان کے پاس ان کے گھر پر تھا اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ ان کا کیا عمل ہے؟ میں نے ان کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی پھر میں رات کو ایک لمبی چادر اوڑھ کر انہیں دیکھنے کے لئے چھپ کر بیٹھ گیا مالک رحمہ اللہ تشریف لائے کھانا ان کے آگے کر دیا گیا کھانا کھانے کے بعد وہ اپنی آخری نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور پھر اپنی ڈاڑھی پکڑ کر کہنا شروع کیا: اے اللہ! جب تو اولین وآخرین کو جمع کرے تو بوڑھے مالک بن دینار پر آگ

حرام کردینا حتی کہ انہیں یہی کہتے کہتے صبح ہوگئی میں نے اپنے آپ سے کہا: بخدا! اگر مالک بن دینار باہر نکل آئے اور مجھے دیکھ لیا پھر میرا ان کے نزدیک کوئی مقام ومرتبہ نہیں رہے گا۔ چنانچہ میں اپنے گھر کی طرف واپس لوٹ آیا اور انہیں اسی حالت پر چھوڑ آیا۔

۲۷۶۳ - ابونعیم اصفہانی، ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبید اللہ بن ابی زیاد، سیار، جعفر،...... مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمیں حدیث پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل اپنی کسی عبادت گاہ کی طرف نکلے، ان سے کہا گیا: تم مجھے اپنی زبانوں سے پکارتے ہو جبکہ تمہارے دل مجھ سے کوسوں دور ہیں جو تم جانتے ہو وہ بالکل باطل ہے۔

۲۷۶۴ - ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن محمد بن مصقلہ، ابراہیم بن جنید، ابراہیم بن بشار، سفیان بن عیینہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اپنی آنکھ کے ذریعے شاکر ہوں۔

۲۷۶۵ - ابونعیم اصفہانی، ابوبکر طلحی، حسین بن جعفر قتات، عبداللہ بن ابی زیاد، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: میں نے حکمت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر موٹے عالم سے بغض رکھتے ہیں۔

۲۷۶۶ - ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن محمد، محمد بن سہل بن صباح، احمد بن فرات، سیار ابوسلمہ، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: کیا تم جانتے ہو نیکی کیسے پیدا ہوتی ہے؟ جیسے کہ آدمی نے کوئی لکڑی گاڑ دی ہو اگر کوئی بچہ اس کے پاس سے گزرے اسے اکھاڑ پھینکتا ہے اور اسکی جڑ ہی ختم ہو جاتی ہے یا اگر اس کے پاس کوئی بکری گزری اسے کھا کر اس کی جڑ کو ختم کردیتی ہے۔ کیا بعید ہے کہ اسے پانی سے سیراب کیا جائے، اس کی نشو نما ہو اور یوں وہ ایک درخت بن جائے، اس کے سائے تلے بیٹھا جائے اور اس کا پھل کھایا جائے اسی طرح عالم کا کلام خطا کاروں کے لئے دوائی ہے۔

۲۷۶۷ - ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: کتنے آدمی ہیں جو چاہتے ہیں کہ وہ اپنے بھائی سے ملاقات کریں لیکن انہیں مشغولیت ملنے سے روک دیتی ہے یا کوئی کام اس کے آڑے آجاتا ہے، کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو ایسے گھر میں جمع کردیں جس میں فرقت باقی نہ رہے پھر مالک بن دینار رحمہ اللہ فرمانے لگے: میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ ہمیں طوبیٰ کے سائے تلے جمع فرمائے۔

۲۷۶۸ - ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، وہب بن محمد بنانی، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: نبی علیہ السلام کے ایک صحابی نے فرمایا: دیکھو! یہ میرا نفس ہے، اگر میں اسکا اکرام کروں، اسکو عیش وعشرت میں رکھوں اور اسے آرام فراہم کروں تو کل آنے والے دن کو اللہ تعالیٰ کے سامنے میری مذمت کریگا اور اگر میں نفس کو تھکاؤں، ڈراؤں اور مشقت میں مبتلا رکھوں تو کل آنے والے دن کو اللہ کے سامنے میری مدح کرے گا۔

ایک دن مالک رحمہ اللہ فرمانے لگے: جب صالحین کا ذکر ہونے لگتا ہے میں اپنے آپ کو تف کہتا ہوں ایک موقع پر مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ دل جو اللہ کی محبت سے سرشار ہوتا ہے وہ اللہ عزوجل کے لئے مصائب وتکالیف سے بھی محبت کرتا ہے۔

۲۷۶۹ - ابونعیم اصفہانی، محمد بن عبداللہ بن عبدالسلام، ابوعمیر عیسیٰ بن محمد، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم نے جب دنیا پر اتفاق کرلیا ہے تو افسوس! ہم ایک دوسرے کو حکم کرتے ہیں اور نہ ہی ایک دوسرے کو رد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر نہیں چھوڑے گا۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے اوپر کون سا عذاب نازل ہوگا؟۔

۲۷۷۰ - ابونعیم اصفہانی، ابواسحٰق بن حمزہ، احمد بن یحیٰی، یحیٰی بن معین، سعید بن عامر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگ جہاد کرتے ہیں حالانکہ مجھے اپنے نفس کے ساتھ مستقل جہاد کرنا ہے۔

۲۷۷۱ - ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن معبد، یحیٰی بن مطرف، ابوظفر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار

رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جب وہ قرآء کے ساتھ ملتے ہیں ان کے ساتھ بھی حصہ لیتے ہیں، اور جب دنیا دار ظالم جابر لوگوں کے ساتھ ملتے ہیں تو ان سے بھی حصہ لیتے ہیں۔ بس رحمٰن کے قرآء بنو اللہ تمہیں برکت دے۔

۲۷۷۲- ابونعیم اصفہانی، حسین بن محمد بن عباس ثقفی فقیہ ایلی، احمد بن دلال، ابو حاتم، ہدبہ، حزم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: تم ایک دشوار زمانے میں ہو اس زمانے کو صرف صاحب بصارت ہی دیکھ سکتا ہے، تم ایسے زمانے میں ہو جس میں باہمی فخر ومباحات اور دنیاوی دوڑ جاری ہے، اہل زمانہ کی زبانیں ان کے مونہوں میں پھول چکی ہیں۔ انہوں نے دنیا کو آخرت کے عمل سے طلب کیا ہے، ان سے اپنے آپ کو بچاتے رہو کہیں تمہیں بھی اپنے جالوں میں پھنسالیں۔

۲۷۷۳- حبِ دنیا کے ساتھ کوئی نصیحت کارگر نہیں...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن سنان، ابوعباس سراج، ہارون بن عبداللہ سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: جب بدن بیمار پڑ جاتا ہے تو کھانا، پینا، نیند اور راحت وآرام اس کے لئے نجات دہندہ ثابت نہیں ہوتے اسی طرح دل کے ساتھ جب حبِ دنیا متعلق ہو جاتی ہے تو دل کے لئے وعظ ونصیحت نجات دہندہ نہیں ہوتا۔

۲۷۷۴- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد، ابوعباس سراج، ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: اگر میں سمجھوں کہ میرے دل کی اصلاح کوڑے کے ڈھیر پر بیٹھنے سے ہوتی ہے میں وہاں بھی بیٹھ جاتا ہوں۔

۲۷۷۵- ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد، ابوعباس، ہارون، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک رحمہ اللہ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ کی کچھ عقوبتیں ہیں۔ تم اپنے دل اور بدن میں اپنے نفسوں کی پاسداری کرو، عبادت میں سستی اور رزق طلبی میں ناجائز امور سے بچ کر۔

۲۷۷۶- ابونعیم اصفہانی، ابواحمد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، علی بن مسلم، سیار، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: تم جادوگرنی سے بچو اس لئے کہ وہ علماء کے دلوں پر اپنا جادو چلا دیتی ہے۔ مالکؒ جادوگرنی سے دنیا مراد لیتے تھے۔

۲۷۷۷- خدا کو شکستہ دلوں کے پاس تلاش کرو...... ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، ہارون، سیار، جعفر بن سلیمان رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے: اے میرے رب! میں تجھے کہاں تلاش کروں؟ ارشاد ہوا: مجھے ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس تلاش کیا جا سکتا ہے۔

۲۷۷۸- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سیار، حارث بن نبہال جرمی کہتے ہیں ایک مرتبہ میں مکہ مکرمہ سے مالک بن دینار رحمہ اللہ کے پاس آیا اور انہیں ہدیہ میں ایک چھاگل پیش کی، جبکہ چھاگل ان کے پاس پہلے بھی موجود تھی۔ میں ایک دن آکر ان کی مجلس میں بیٹھا۔ مالک رحمہ اللہ فرمانے لگے: اے حارث! آؤ اور یہ چھاگل لے لو اس نے میرے دل کو مشغول کر دیا ہے۔ اے حارث! جب میں مسجد میں داخل ہوا مجھے شیطان نے گھیر لیا، اور کہنے لگا: اے مالک! چھاگل چوری ہو گئی، یوں میرا دل مشغول ہو گیا۔

۲۷۷۹- ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، عبیداللہ بن محمد بن ذکریا، علی بن قرین، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: جو دنیاوی زندگی کی رونقوں سے دور رہا وہ اپنی خواہشات پر قابو پا گیا۔ جو باطل کی مدح وتعریف کر کے خوش ہوا اس نے شیطان کو اپنے دل پر قبضہ پانے کی قدرت دے دی۔ اے قاری! تو قاری ہے اور قاری کے لئے مناسب ہے کہ اس پر صوف کا جبہ ہو اور اس کے ہاتھوں میں نگہبان عصا ہو جو اللہ کی طرف لے جاتا ہو اور بندوں کو ہانک کر اللہ تعالیٰ کے ہاں جمع کرتا ہو۔

۲۷۸۰- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوعبداللہ بن محمد بن کلیب، یوسف بن عطیہ کے سلسلۂ سند سے مروی

ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ایک پہاڑ پر راہب کو دیکھا، میں نے اسے آواز دی، اے راہب! مجھے کچھ نصیحت کر جو مجھے دنیا سے کنارہ کشی کے لئے سامان فراہم کرے، کہنے لگا کیا تم صاحب قرآن نہیں ہو؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! میں صاحب قرآن ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم بھی مجھے کچھ فائدہ پہنچانے کی خاطر کچھ نصیحت کرو جسے اپنا کر میں دنیا میں زاہد بنوں؟ تو وہ کہنے گا: اگر تم سے ہو سکے تو اپنے اور شہوات کے درمیان فولاد کی ایک دیوار حائل کرلو۔

۲۷۸۱-شیطان جس کے سائے سے بھی بھاگے...... احمد بن جعفر بن معبد، عبید بن الحسن، عبیداللہ بن سلیمان وابراہیم بن محمد بن الحارث، سلیمان بن داؤد، جعفر بن سلیمان کی سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار فرماتے ہیں جو آدمی دنیوی زندگی کی خواہش پر غلبہ پالے تو شیطان اس کے سائے سے بھی بھاگتا ہے۔

۲۷۸۲-ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم خیثم بن معاویہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ میرے ایک شیخ نے بتایا کہ بصرہ میں ایک مالدار آدمی رہتا تھا اسکی ایک خوبصورت حسین وجمیل بیٹی تھی۔ایک دن اس کے باپ نے اس سے کہا کہ بنوہاشم کے عربوں اور عجمیوں نے تجھے نکاح کا پیغام دیا مگر تو نے انکار کردیا، میں سمجھتا ہوں کہ تیری نظریں مالک بن دینار اور ان کے مریدوں پر جمی ہوئی ہیں؟ کہنے لگی بخدا! یہی میری غایت ومطلوب ہے۔باپ نے بیٹے سے کہا: مالک بن دینار کے پاس جاؤ اور انہیں میری بیٹی کے مرتبے، مقام اور اسکی خواہش وتمنا سے آگاہ کرو۔چنانچہ بیٹا مالک رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: فلاں آدمی آپ کو سلام کہتا ہے اور بعد سلام کہتا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں اس شہر کا مالدار آدمی ہوں اور میری جاگیر سب سے زیادہ ہے میری ایک حسین وجمیل بیٹی ہے جو آپ سے محبت رکھتی ہے لہٰذا اسے نکاح کے لئے قبول فرمالو۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے جواب دیا اے فلاں آدمی تیرے اوپر بڑا تعجب ہے کیا تم نہیں جانتے کہ میں دنیا کو تین طلاقیں دے چکا ہوں۔

۲۷۸۳-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، ابوعاصم عمران بن محمد انصاری، ابوقتیبہ، حسن بن ابی جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: آپ شادی کیوں نہیں کرتے؟ جواب دیا اگر میں طاقت رکھتا اپنے نفس کو طلاق دے دیتا۔

۲۷۸۴-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، ہدبہ، بسلام بن ابی مطیع کہتے ہیں، ایک مرتبہ رات کے وقت ہم مالک بن دینار رحمہ اللہ کے پاس گئے وہ ایک تاریک گھر میں بیٹھے دانتوں کے ساتھ روٹی کاٹ کاٹ کر کھارہے تھے۔ہم نے کہا: اے ابویحیٰ! کوئی چراغ نہیں ہے؟ کیا کوئی اتنی چیز بھی نہیں جس پر آپ روٹی رکھ لیں؟ فرمانے لگے: مجھے چھوڑو، بخدا! جو کچھ پہلے ہوا اس پر بھی نادم ہوں۔

۲۷۸۵-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، ابومعمر عن ابیہ عن جدہ کے سلسلۂ سند سے روایت ہے ابومعمر کے دادا نے کہا کہ میں مالک رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا انہوں نے اپنے بازو کا چمڑہ پکڑا اور فرمایا: اس سال میں نے رطب کھجور کھائی اور نہ ہی انگور کھائے اور نہ ہی خربوزہ کھایا۔اس طرح انھوں نے بہت ساری چیزوں کا نام لیا: تو مالک بن دینار کا باپ نہیں ہے۔

۲۷۸۶-حضور ﷺ کے نام لیوا اپنے نفوس کے دشمن..... ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سیار، عثمان بن ابراہیم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ اپنے ایک مرید سے کہا: میں میٹھے دودھ کے ساتھ نرم روٹی کی خواہش رکھتا ہوں: چنانچہ وہ مرید گیا اور روٹی لے آیا: مالک بن دینار رحمہ اللہ نے روٹی کو الٹنا پلٹنا شروع کیا اور حیرت سے اس کی طرف دیکھتے رہے، پھر فرمایا: مجھے چالیس سال سے تیری خواہش تھی اور میں تیرے اوپر غالب رہا، اب تو چاہتی ہے کہ میرے اوپر غالب آجائے، ایسا نہیں ہوگا چنانچہ روٹی کھانے سے انکار کردیا۔

۲۷۸۷-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن نصر، احمد دورقی، محمد بن عبید، حجاج بن نصر، منذر ابویحیٰ کہتے ہیں ایک مرتبہ میں نے

مالک بن دینار رحمہ اللہ کے پاس بکری کے پائے دیکھے، وہ انھیں بار بار سونگھتے آخر وہ راستے پر بیٹھے ہوئے مسکین شیخ کے پاس سے گزرے اور پائے انہیں صدقہ کردیے اور اپنے ہاتھ دیوار کے ساتھ پونچھ لئے اور اپنی چادر سر پر ڈالی اور چل پڑے۔ میں مالک بن دینار رحمہ اللہ کے ایک دوست سے ملا اور اسے سارا واقعہ سنا دیا وہ کہنے لگا مالک بن دینار رحمہ اللہ کو ایک زمانے سے بکریوں کے پائے کی خواہش تھی چنانچہ پائے خرید لائے لیکن ان کے کھانے سے راضی نہ ہوئے پس صدقہ کردیے۔

۲۷۸۸- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر محمد بن حسین بن کوثر فرماتے ہیں ہمیں بشر بن موسیٰ، عبدالصمد بن حسان، سری بن یحیٰی کے سلسلۂ سند سے روایت پہنچی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: میرے اوپر سال بھر گزر جاتا ہے مگر دورانِ سال میں گوشت نہیں کھاتا صرف عیدالاضحیٰ کے دن کھاتا ہوں چونکہ میں قربانی کرتا ہوں اس لئے اس میں سے کچھ کھالیتا ہوں۔

۲۷۸۹- ابونعیم اصفہانی، ابراہیم بن عبداللہ بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، نضر بن زرارہ، عن الثقۃ سے مروی ہے کہ...... مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ایک مرتبہ اپنے گھر والوں کے لئے ایک درہم کے بدلے میں ہرن خریدا، میں بیس سال سے اس کے متعلق اپنے نفس کا محاسبہ کررہا ہوں اور کوئی بھی نکلنے کی جگہ نہیں پاتا ہوں۔

۲۷۹۰- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس، ابویحیٰی، خالد بن خداش، معلّٰی الوراق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے اپنا آٹا راکھ کے ساتھ ملا دیا اور نماز کی ادائیگی میں ضعیف ہوگیا لیکن اگر میں نماز پر قوت رکھتا اس کے علاوہ کچھ نہ کھاتا۔

۲۷۹۱- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، عبداللہ بن ابی زیاد، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: بخدا! میں نے صبح کی تو میں دینار کا مالک تھا اور نہ ہی درہم کا اور نہ ہی کسی دانق کا...... اگر اللہ کے پاس میری بھلائی نہ ہوتی تو دنیا میرے لئے ہوتی اور نہ آخرت۔ (اب امید ہے کہ آخرت تو انشاء اللہ ہوگی۔)

۲۷۹۲- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سوید بن سعید، محمد بن عمر ابوکریب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ: مالک بن دینار رحمہ اللہ کے لئے صرف دو درہم کافی ہوتے تھے ایک درہم ورق کے لئے اور ایک درہم کھجور کے پتوں کے لئے۔

۲۷۹۳- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، علی بن مسلم، سیار، روح بن عمرو قیسی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک مرتبہ جابر بن یزید میرے پاس آئے میں اس وقت لکھ رہا تھا کہنے لگے: اے مالک! کیا آپ کا یہی کام ہے کہ آپ کتاب اللہ کو اوراق پر منتقل کرتے رہتے ہیں بخدا! یہ کسب حلال ہے۔

۲۷۹۴- ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، ابوعلی بن سعید، احمد بن عبدالرحمٰن، مسکین بن بکیر، شعبہ، ابی بلج کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ کا سالن دو پیسوں کا نمک ہوتا تھا جو ان کے لئے سال بھر کے لئے کافی ہوتا تھا۔

۲۷۹۵- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن کلیب، یوسف بن عطیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: جس آدمی نے میرے گھر میں داخل ہوکر کوئی چیز اٹھائی وہ اس کے لئے حلال ہے میں تالے اور چابی کا محتاج نہیں ہوں۔ مالک نے سجدے سے کنکریاں اٹھائیں اور فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ یہ دنیا میں میرے لئے کافی ہوتیں جب تک میں زندہ رہوں ان کو چوسنے سے زیادہ کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں چاہتا ہوں۔ مالک رحمہ اللہ کہا کرتے اگر میرے لئے درست ہوتا میں کوئی چادر لیتا اور اسے دو حصوں میں کاٹ لیتا ایک حصے کی تہبند باندھ لیتا اور ایک حصے کو چادر کے طور پر اوڑھ لیتا۔

۲۷۹۶- مالک بن دینارؒ کی پرمشقت زندگی ...... ابونعیم اصفہانی، محمد بن اسحٰق سراج، ہارون بن عبیداللہ، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند

سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: جب فتنہ واقع ہوا میں حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا: اے ابوسعید! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ انہوں نے مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ میں پھر ان کے پاس آیا اور کہا: اے ابوسعید تین دن سے میں آپ کے پاس مسلسل آ تا رہا ہوں آپ نے مجھے کچھ جواب نہیں دیا، حالانکہ آپ میرے معلم ہیں۔ بخدا! میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں زمین کو اپنے قدموں تلے روندوں گا اور نہروں کے دہانوں سے پانی پیوں گا اور جنگل و بیابان کی سبزی کھاؤں گا...... حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان کوئی فیصلہ کر دے۔

حسن بصری رحمہ اللہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے پھر فرمایا: اے مالک! جو طاقت تم رکھتے ہو وہ کون رکھ سکتا ہے۔ بخدا! ہم اسکی طاقت نہیں رکھتے۔

۲۷۹۷- ابونعیم اصفہانی، احمد بن سنان، محمد بن اسحٰق، ہارون بن عبداللہ، عبداللہ بن ابی زیاد، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جعفر کہتے ہیں میں مالک بن دینار رحمہ اللہ کے پاس تھا: اتنے میں ہشام بن حسان آ گئے اور پوچھا: کہاں ہیں ابویحیٰ؟ ہم نے کہا وہ سبزی فروش کے پاس ہیں کہنے لگے: ہمارے ساتھ چلو ان کے پاس چلتے ہیں۔ ہم پہنچے تو انہوں نے ہشام کی طرف ایک نظر ڈالی اور فرمایا: اے ہشام! میں اس سبزی فروش کو ہر مہینے میں ایک درہم اور دو دانق دے دیتا ہوں اور ہر مہینہ اس سے ساٹھ روٹیاں لے لیتا ہوں بایں طور کہ ہر رات دو روٹیاں لے لیتا ہوں۔ اور جب وہ گرم گرم مجھے ملتی ہیں تو یہی ان کا سالن بھی ہوتا ہے۔ اے ہشام! میں نے داؤد علیہ السلام کی زبور میں پڑھا ہے کہ اے میرے معبود! میں نے اپنا ارادہ دیکھا ہے اور تو بالاتر ہے۔ اے ہشام! خوب اچھی طرح دیکھ لو تمہارا مقصود و ارادہ کیا ہے۔

۲۷۹۸- **مالک بن دینار کا ذریعۂ معاش**...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن ابی زیاد، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ صوف کی تہبند باندھتے تھے اور خفیف قسم کا جبہ پہنتے تھے۔ جب سردی کا موسم ہوتا ان کے پاس ایک پوستین اور ایک جبہ ہوتا انھی سے سردی سے بچاؤ کا کام لیتے۔ آپ قرآن مجید کے نسخے لکھا کرتے تھے اس پر اجرت نہیں لیتے تھے ان کا اکثر کام یہی ہوتا تھا: قرآن مجید کا نسخہ لکھ کر سبزی فروش کے پاس چھوڑ دیتے اور اس کے پاس کھانا کھاتے۔ ایک نسخہ چار مہینے میں لکھتے تھے۔

۲۷۹۹- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، محمد بن عبیدہ، عبدالملک بن قریب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں ایک مرتبہ مالک بن دینار کے گھر میں آگ لگ گئی مالک رحمہ اللہ نے قرآن مجید کا ایک نسخہ اور ایک چادر گھر سے نکالی جب ان سے کہا گیا کہ آپ کا گھر جل رہا ہے، بچاؤ کی کچھ تدبیر آپ کیوں نہیں کرتے؟ جواب دیا: یہ کوئی کعبہ تو نہیں، ہمیں اس کے جلنے کی کوئی پرواہ نہیں۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں بصرہ میں ایک مرتبہ آگ لگ گئی۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے اپنی چادر کا آنچل پکڑا اور کھینچتے ہوئے گھر سے باہر نکل گئے اور کہنے لگے بوجھوں والے ہلاک ہو گئے۔

۲۸۰۰- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: اے لوگو! اگر تمہارے جہلاء لوگوں سے پالا نہ پڑتا تو میں ٹاٹ پہنتا۔ اے لوگو! مچھلی میں اس کے سر سے بڑھ کر کوئی چیز بری نہیں۔ بخدا! مچھلی کا شریر سر مجھے حرام کھانے سے اچھا لگتا ہے۔ اے لوگو! تمہارا پیٹ کتے کی مانند ہے، اس کتے کے سامنے روٹی کا ٹکڑا ڈال دیا کرو، یا مچھلی کا سر ڈال دیا کرو سکون میں آ جائے گا اپنے پیٹوں کو شیطان کا تھیلا نہ بناؤ کہ وہ اس میں جو چاہے بھرتا رہے۔

۲۸۰۱- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ

اللہ فرماتے تھے، اگر میں بیدار رہنے کی طاقت رکھتا تو کبھی نہ سوتا چونکہ مجھے خوف ہے کہ سوتے سوتے کہیں اللہ کا عذاب نہ نازل ہو جائے، اگر کچھ میرے مددگار ہوتے میں انہیں ساری دنیا میں بھیجتا جو آواز لگاتے کہ اے لوگو! اللہ کی جلائی ہوئی آگ سے بچو۔

۲۸۰۲-ابونعیم اصفہانی، ابومسلم عبدالرحمٰن بن محمد واعظ، محمد یوسف بناء[۱]، سلمہ بن شبیب، عبداللہ بن ابی بکر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: جب میں کھانا کھالیتا ہوں اور میرا جی خوش ہو جاتا ہے تب میری مثل محلے میں کوئی غلام نہیں ہوتا۔ مگر وہ غلام جو مجھ سے پہلے کھا کر سیر ہو جائے۔

۲۸۰۳-ابونعیم اصفہانی، محمد بن ابراہیم، عبیداللہ بن احمد بن عقبہ، حماد بن حسن، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک مرتبہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی خشیت اور جنتِ فردوس کی محبت نے دنیا کی رونق کو دور کر دیا ہے اور مشقت پر صبر کرنا ہمیں عطا کر دیا۔

۲۸۰۴-ابونعیم اصفہانی، حاجب بن ابی بکر، حماد بن حسن، سیار، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک نے فرمایا: ایک مرتبہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں برحق کہتا ہوں کہ جَو کھانا، کوڑا کرکٹ پر سو جانا اور قلتِ کلام جنت فردوس کی طلب میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔

۲۸۰۵-مالک بن دینار کا کل اثاثۂ بیت ...... عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، سالم بن ابراہیم، سلام بن مسکین کہتے ہیں کہ میں مالک بن دینار رحمہ اللہ کے پاس ان کے مرضِ وفات میں گیا۔ اچانک ان کے گھر میں دیکھتا ہوں! ایک معمولی سی چارپائی جھاؤ کے درخت کے نیچے رکھی ہوئی تھی اور اس پر معمولی سی چادر ڈالی ہوئی تھی اور مالک بن دینار رحمہ اللہ نے اپنے سر کے نیچے چادر کا ایک کونا دے رکھا تھا اور مکان کے ایک کونے میں ایک چھاگل اور ایک گلاس رکھا ہوا تھا۔ مالک رحمہ اللہ نے سر اٹھایا اور سر کے نیچے سے دو خشک روٹیاں نکالیں پھر اٹھ کر بیٹھے اور ان روٹیوں کو توڑ کر پانی میں بھگونے لگے: جب روٹیوں کو اچھی طرح پانی میں بھگو ڈالا: فرمایا: مجھے یہ چھاگل تھما دو وہاں ایک خشک چھاگل لٹکی ہوئی تھی، میں نے اسے اتار کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے اس میں سے ایک پوٹلی نکالی جس میں نمک باندھا ہوا تھا، انہوں نے مجھ سے کہا قریب ہو جاؤ۔ میں نے کہا: اے ابو یحییٰ! مجھے کھانے کی حاجت نہیں: مالک رحمہ اللہ فرمانے لگے: دور ہو جاؤ، تم تو ان لوگوں میں سے ہو جو میٹھے پانی میں رزق پاتے ہیں تم اب کہاں میرے ساتھ شوریدہ پانی میں کھانا کھاؤ گے۔

۲۸۰۶-عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، ابوداؤد طیالسی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ کے ایک پڑوسی نے کہا: میں ایک مرتبہ مالک رحمہ اللہ کے ساتھ شریک سفر ہو گیا۔ فرمانے لگے: میں ایک دعا کرتا ہوں تم اس پر آمین کہو۔ پھر یوں دعا کرنے لگے: اے اللہ! تو مالک بن دینار رحمہ اللہ کے گھر میں تھوڑی اور نہ ہی زیادہ دنیا داخل کر۔

۲۸۰۷-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی بن مسلم عقیلی، محمد بن یحییٰ بن منذر قزاز، سعید بن عامر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا رزق کسی کنکری میں رکھ دیں تاکہ میں اسے چوس کر اپنا گزارا کر لیا کروں اور مرنے تک مجھے کسی اور چیز کو تلاش نہ کرنا پڑے۔

۲۸۰۸-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، احمد بن نصر، احمد دورقی، عبداللہ بن عبیداللہ، مجالد بن عبیداللہ، موسیٰ بن سعید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک رحمہ اللہ نے فرمایا مجھے حدیث پہنچی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: تم اپنے نفسوں کو بھوکا، پیاسا،

۱؎ یہ مصنف ابونعیم کے دادا ہیں، اصغر

تنگا اور مشقت میں مبتلا رکھا کرو تا کہ تمہارے دلوں کو اللہ کی معرفت حاصل ہو جائے۔

نیز مجالد کہتے ہیں مالک بن دینارؒ کے بیٹے عمرؒ فرماتے تھے کہ والدؒ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو اس کی دنیا کم کر دیتے ہیں اس کا سامان زندگی تنگ کر دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں میرے سامنے سے نہ ہٹنا۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی خدمت کیلئے فارغ ہو جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض رکھتے ہیں تو اس پر دنیا کو مسلط فرما دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں میرے سامنے سے دور ہو جا میں تجھے اپنے سامنے نہ دیکھوں۔ پس اس کا دل زمین میں تجارت میں اور اس طرح کی مشغولیات میں پھنسا رہتا ہے۔

۲۸۰۹- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن معبد، یحییٰ بن مطرف، ابوظفر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: نیک لوگوں کے دل نیک اعمال سے ابھر رہے ہوتے ہیں اور فاجروں کے دل برے اعمال سے ابھر رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے ارادوں کو دیکھتا ہے لہٰذا تم اپنے ارادوں پر اچھی طرح سے نظر ڈال لیا کرو۔

۲۸۱۰- ابونعیم اصفہانی، محمد بن معمر، موسیٰ بن ہارون، ہدبہ بن خالد، حزم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ مجھے فخر کرنے والے قاری کا اعلانیہ گناہ کرنے والے فاجر سے زیادہ ڈر ہے۔ یہ دونوں باتیں ان دونوں کے لئے زیادہ مشکل اور پیچیدہ ہیں۔

۲۸۱۱- ابونعیم اصفہانی، حسن بن عبداللہ بن سعید، علی بن حسین بن اسماعیل، محمد بن عبداللہ بن بسطام، عبدالرحمٰن بن بحر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: کامل عقلمند وہ آدمی ہے جو فاجر جاہل آدمی کے ساتھ امن و صلح سے پیش آئے۔

۲۸۱۲- ابونعیم اصفہانی، عثمان بن محمد عثمانی، محمد بن احمد بغدادی، احمد بن محمد بن مسروق، حسین، جعفر بن جسر، حماد بن واقد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: ہم موت کے مرہون ہیں ہمیں موت کی قید میں رکھا گیا ہے۔ اور ہم سب لوگوں کو اکٹھا میدان محشر میں کیا جائے گا۔

۲۸۱۳- **حرام اور حلال کے صدقہ میں فرق**..... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، ابوکامل فضیل بن حسین الجحدری، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: اگر میں حلال کی ایک کھجور صدقہ کروں مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں حرام کا ایک لاکھ صدقہ کروں۔

۲۸۱۴- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبیداللہ بن عمر قواریری، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر میں اپنے چھ مددگار پاتا تو میں رات کو بصرہ کے مینارے پر چڑھ کر آواز لگاتا کہ اے لوگو! آگ سے بچو، اے لوگو! آگ سے بچو۔

۲۸۱۵- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، محمد بن حارث، یحییٰ بن ابی بکیر، عباد بن ولید قرشی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لوگ مجھے پاگل اور مجنون نہ کہتے تو میں ٹاٹ پہنتا اور اپنے سر میں مٹی ڈال کر لوگوں کو آواز لگاتا کہ جو مجھے دیکھتا ہے وہ اپنے رب کی نافرمانی نہ کرے۔

۲۸۱۶- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، علی بن مسلم، سیار، رباح بن عمرو قیسی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: ہر نیک عمل کے پیچھے ایک گھاٹی ہے۔ اگر آدمی صبر سے کام لے تو اسے عبور کر کے کشادگی تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اگر جزع و فزع کرے تو واپس لوٹ آتا ہے۔

۲۸۱۷-خدا کے دوستوں کو خدا کا حکم ...... ابونعیم اصفہانی، ابوعبداللہ، ابراہیم محمد بن حسن، ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہو کہ میرے دشمنوں کے گھروں میں داخل نہ ہوں، میرے دشمنوں کے کھانے نہ کھائیں، میرے دشمنوں کے لباس نہ پہنیں اور نہ ہی میرے دشمنوں کی سواریوں پر سوار ہوں۔ ورنہ تم بھی ان کی طرح میرے دشمن بن جاؤ گے۔

۲۸۱۸-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن معبد، ابوبکر بن نعمان، زید بن عون، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ عالم جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا وہ چکنے اور ٹھوس پتھر کی مانند ہے جس پر بارش برستی ہے اور پھسل کر بہہ جاتی ہے اور وہ پتھر بارش کو اپنے اندر جذب نہیں کر سکتا۔

۲۸۱۹-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، ابوبکر بن ابی عاصم، ہدبہ، حزم قطعیی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: ہر وہ ہم نشیں جس سے تم خیر و بھلائی کا فائدہ حاصل نہ کر سکو اس سے بچتے رہو۔

۲۸۲۰-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سیار، عثمان ابی ابراہیم جبری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: تورات میں لکھا ہے: بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آدمی کی ہڈیوں کو جمع کردے گا جو اس کے سامنے باتیں کریں گی۔

۲۸۲۱-اہل دنیا کی مدح وذم دونوں برابر ہیں ...... ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوربیع بن سلیمان، مسلم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: جب سے میں نے لوگوں کو پہچانا ہے اس وقت سے میں ان کی مدح پر خوش نہیں ہوا ہوں اور نہ ہی ان کی مذمت کو ناپسند سمجھتا ہوں، کسی نے پوچھا وہ کیوں؟ جواب دیا اس لئے کہ ان کی مدح کرنے والا بھی افراط سے کام لیتا ہے اور مذمت کرنے والا بھی۔

۲۸۲۲-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبیداللہ بن عمرو قواریری، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: جب کوئی بندہ عمل کی نیت سے علم حاصل کرتا ہے تو اس کا علم اس میں عاجزی لاتا ہے۔ اور جو بندہ عمل سے ہٹ کر کسی اور نیت سے علم حاصل کرتا ہے تو اس میں فخر بڑھتا جاتا ہے۔

۲۸۲۳-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، فیاض، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: بنی اسرائیل کے ایک عالم کے ہاں کثرت سے مرد اور عورتیں جمع ہو جاتیں وہ انہیں وعظ و نصیحت کرتا اور گزرے دنوں کی یاد دلاتا۔ اس نے ایک دن اپنے کسی بیٹے کو عورتوں کی طرف اشارہ کرتے دیکھ لیا۔ باپ نے بیٹے کو کہا: اے بیٹے رک جاؤ! لیکن صرف اس کی اس حرکت کی پاداش میں اچانک وہ چارپائی سے نیچے گرا اور اسکا دماغ پھٹ گیا اور اس کی بیوی کا حمل بھی گر گیا اور لشکر میں اس کے بیٹے بھی قتل کر دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کی طرف وحی بھیجی کہ فلاں عالم کو جا کر خبر دو کہ میں تمہاری اولاد میں سے کسی صدیق کو پیدا نہیں کرتا جب تک تیرا غصہ میرے لئے رہتا...... مگر یہ کہ تو نے کہہ لیا کہ اے بیٹے رک جا۔

۲۸۲۴-بنی اسرائیل کے ایک عابد کا قصہ ...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، علی بن مسلم، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک رحمہ اللہ فرماتے تھے: بنی اسرائیل کا ایک عابد ایک دوسرے عابد کے ہاں رہائش پذیر ہو گیا اس گھر میں اس کی بیٹی بھی رہا کرتی تھی عابد نے اپنی بیٹی سے کہا یہ میرا بھائی ہے اس کا اکرام کرو اور اس کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کرو۔ چنانچہ مہمان عابد

شیطان کے پھندے میں پھنس گیا اور میزبان عابد کی بیٹی سے بدکاری کر بیٹھا جس سے وہ حاملہ ہوگئی اور کچھ ہی عرصہ کے بعد اسے لڑکا پیدا ہوگیا۔ ڈر کے مارے اس لڑکے کو پھینک بھی نہ سکی۔ مہمان عابد اس عورت کے باپ عابد سے کہنے لگا اس کا لڑکا مجھے ہبہ کردو میں اسے نیک بناؤں گا۔ کہا ٹھیک ہے وہ تجھے مل گیا چنانچہ اس عابد نے اس لڑکے کو اپنے کاندھے پر اٹھایا اور بنی اسرائیل کے بازاروں کی مجلسوں میں چکر لگانے لگا اور کہتا اے میرے بھائیو! میں تمہیں اس گناہ سے ڈراتا ہوں جس کا نتیجہ میں اپنے کاندھے پر اٹھائے ہوئے پھرتا ہوں۔

۲۸۲۵- کسی کے ہاں جاؤ تو حسن ظن سے کام لو...... ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق سراج، ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے جب تم کسی عالم یا واعظ کے پاس آؤ اور اسے گھر میں نہ پاؤ ...... دریں اثناء اسکا گھر اسکے احوال کو تمہارے اوپر کھول کر بیان کردے تو تم نماز کے لئے ایک چٹائی، قرآن مجید کا نسخہ اور وضو کے لئے لوٹا وہاں دیکھو تو سمجھو گویا تم نے آخرت کی نشانیاں دیکھ لیں۔ مالک رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ فرمایا: اے لوگو! تمہارے چھوٹوں بڑوں میں فاجر و فاسق لوگوں کی کثرت ہوتی جارہی ہے سو اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس آدمی پر جو اچھی بات، عمل صالح اور اس پر ہمیشگی کو اپنے اوپر لازم کرلے۔ ایک مرتبہ فرمایا آدمی کو خائن ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ خیانت والوں کا امین ہو۔

۲۸۲۶- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جعفر کہتے ہیں ہم مالک بن دینار رحمہ اللہ کے ساتھ بکریوں کے باڑے سے نکلا کرتے اور مردوں کو کفن دفن دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ چھوٹے قد والے ایک گدھے کے اوپر سوار ہوئے، اس کی لگام کھجور کی چھال کی تھی اور اسی طرح کی ایک چادر مالک پر زیب تن تھی۔ جب ہم قبرستان کے قریب پہنچے تو مالک رحمہ اللہ ہمیں وعظ کرتے ہوئے ہماری طرف متوجہ ہوئے اور غمگین لہجہ میں یہ اشعار پڑھے:

أ لاحيّ القبور ومن بهنه...... وجوه في التراب احبهنه

اے قبرستان والو! .... اور مٹی میں ملے ہوئے چہرے والو! ..... میں ان سے محبت کرتا ہوں

فلو ان القبور اجبن حيا...... اذا الأجنبي اذ زرتهنه

اگر قبریں کسی زندہ آدمی کو جواب دیتیں، جب میں ان کی زیارت کو آیا ہوں تو وہ مجھے ضرور جواب دیتیں

ولكن القبور صمتن عني ..... فابت بحسرة من عندهنه

لیکن قبریں مجھے جواب دینے سے خاموش ہیں اور وہ اپنے یہاں حسرت کے ساتھ جواب دینے سے انکار کررہی ہیں۔

جب ہم نے ان کی آواز سنی ہم ان کے پاس آگئے اور وہ فرمارہے تھے بھلائی تو صرف نوجوانوں میں ہے۔ پھر آپ نے مردوں کو جمع کرایا اور ان پر نماز پڑھی۔

۲۸۲۷- ابونعیم اصفہانی، ابوعمرو بن عثمان بن محمد عثمان، اسماعیل بن علی، ہارون بن حمید، سیار، جعفر کہتے ہیں ہم نے مالک بن دینار رحمہ اللہ سے کہا: کیا ہم آپ کے لئے کسی قاری کو نہ بلائیں جو آپ کو قرآن پڑھ کر سنائے؟ جواب دیا: جس عورت کا بیٹا مرا ہو، وہ نوحہ کناں کی محتاج نہیں ہوتی۔ ہم نے کہا کیا آپ ہمارے لئے خدا سے بارش نہیں طلب کرتے؟ جواب دیا تم بارش کی انتظار میں ہو اور میں اوپر سے پتھر برسنے کی انتظار میں ہوں۔

۲۸۲۸- ٹیکس وصول کرنے والوں کے ساتھ مالک بن دینار کی بات چیت ..... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، حسین بن زیاد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک تاجر ٹیکس وصول کرنے والوں کے پاس سے گزرا۔ انہوں

نے تاجر کی کشتی روک لی۔تاجر مالک بن دینار رحمہ اللہ کے پاس آیا اور ان سے معاملہ کی شکایت کی اور سفارش کرنے کی درخواست بھی کی چنانچہ مالک رحمہ اللہ اٹھ کر تاجر کے ساتھ چل پڑے۔ٹیکس وصول کرنے والوں نے جب مالک رحمہ اللہ کو دیکھا کہنے لگے:اے ابویحیٰ! آپ اپنے کام کا صرف پیغام بھیج دیتے آپ نے کیوں تکلیف فرمائی؟ فرمایا:میرا کام یہ ہے کہ تم اس تاجر کی کشتی کو چھوڑ دو۔کہنے لگے: ٹھیک ہے ہم نے اس کی کشتی چھوڑ دی۔ٹیکس والوں نے ان سے کہا:اے ابویحیٰ:ہمارے لئے بھلائی کی دعا کیجئے! فرمایا: کوزے سے کہو وہ تمہارے لئے دعا کرے،میں تمہارے لئے کیسے دعا کروں......جبکہ ہزاروں لوگ تمہیں بددعائیں دے رہے ہیں۔کیا سمجھتے ہو کہ ایک آدمی کی دعا قبول ہو جائے گی اور ہزاروں آدمیوں کی بددعائیں قبول نہ ہوں گی؟ ان لوگوں کے پاس ایک کوزہ تھا جس میں ٹیکس کے وصول کئے ہوئے دراہم ودنانیز جمع کرتے رہتے تھے۔

۲۸۲۹-حرام سے صدقہ خیرات کرنے والوں کے ساتھ مالک کی ملاقات......ابونعیم اصفہانی،عبداللہ بن محمد،احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم،محمد بن عبیدہ،ابوربیع،مسلم ابوعبیداللہ کی سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مالک بن دینار رحمہ اللہ دارالخراج"(ٹیکس وصول کرنے کے دفتر) کے پاس سے گزرے اس میں ایک آدمی کو دیکھا جس نے اپنی ٹانگوں پر گرم کمبل ڈال رکھا تھا وہ آدمی دارالخراج کا منیجر تھا۔اسی دوران جب مالک رحمہ اللہ اس آدمی کو دیکھ رہے تھے وہ کھانے لے کر حاضر ہوا اور مالک رحمہ اللہ کے سامنے رکھ دیا۔مالک رحمہ اللہ کبھی اس آدمی کو دیکھتے اور کبھی اس کے کھانے کو دیکھ کر تعجب کرتے۔منیجر بولا:اے ابویحیٰ! آیئے کھانا تناول فرمایئے۔فرمایا: میں ڈرتا ہوں اگر یہ کھانا کھالیا تو مجھے بھی ٹانگوں پر کمبل لپیٹنا پڑے گا۔اتنے میں منیجر کا ایک رشتہ دار آگے بڑھا اور کہنے لگا اے ابویحیٰ، یہ میرا چچازاد بھائی ہے یہ میرے اوپر اور میرے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اللہ سے دعا کیجئے اللہ اسے نجات دے۔جواب میں مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے چچازاد کی مثال کیا ہے؟ اس کی مثال اس بکری جیسی ہے جس نے کسی قوم کا آٹا کھالیا ہو،زیادہ کھالینے سے اس کا پیٹ پھول گیا ہو اور وہ پھر وہ مرگئی ہو۔آٹے کا مالک آٹا کھانے والی بکری کے مالک کو بددعائیں دے رہا ہو اور بکری کا مالک بکری کو قتل کرنے والے کو بددعائیں دے رہا ہو۔مجھے بتلاؤ اللہ تعالیٰ ان دونوں میں سے کس کی بددعا کو جلدی قبول فرمائے گا۔

۲۸۳۰-ابونعیم اصفہانی،عبداللہ بن محمد،احمد بن حسین،احمد بن ابراہیم،موسیٰ بن اسماعیل،جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: دنیا میں قدم پھونک پھونک کر رکھو۔

۲۸۳۱-ابونعیم اصفہانی،عبداللہ،احمد بن حسین،احمد بن ابراہیم،محمد ابی عبداللہ بن قدامہ،حارث بن عبید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے اگر لوگوں کو خاموشی کا مکلف بنادیا جائے تو باتیں کرنا کم کردیں۔

۲۸۳۲-ابونعیم اصفہانی،ابوبکر بن حسین آجری،عبداللہ بن محمد عطشی،ابراہیم بن جنید،عیسیٰ بن عبدالعزیز العمی،عن ابیہ عبدالعزیز کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے حکمت میں لکھا پڑھا ہے تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں کہ تم علم حاصل کرتے جاؤ اور جو علم تمہارے پاس موجود ہے اس پر عمل نہ کرو۔اسکی مثال ایسی ہے جس طرح ایک آدمی لکڑیاں چننے لگ جائے پھر ان کا گٹھ باندھ کر جب اسے اٹھانے لگے اٹھا نہ سکے اور عاجز آجائے اب مزید اس پہلے گٹھ کے ساتھ اور لکڑیوں کا اضافہ کرنے لگے۔

۲۸۳۳-ابونعیم اصفہانی،ابوبکر آجری،عبداللہ بن محمد،ابراہیم بن جنید،حسن بن عرفلہ،مبارک بن سعید،عباد بن کثیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں کتابوں کا بہت گرویدہ تھا اور ان میں دیکھتا رہتا تھا۔ایک مرتبہ میں حاجیوں کی ایک جگہ گیا۔حجاج کرام نے اپنی کتابوں میں سے ایک کتاب نکال کر مجھے دی کیا دیکھتا ہوں کہ اسمیں لکھا ہے:اے ابن آدم! جس چیز کا تجھے علم نہیں،اس علم کی طلب میں کیوں لگا ہوا ہے جبکہ تجھے جتنا علم حاصل ہے اس پر عمل نہیں کرتا۔

۲۸۳۴-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر آجری، عبداللہ بن محمد، ابراہیم بن جنید، ابویعقوب صوفی، اسحٰق بن عمر بن سلیط، یحیٰی بن نعمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر تمہارے لئے بے وقوف لوگوں کی بات نہ ہوتی میں ایسا لباس پہنتا کہ غمگین آدمی مجھے نہ دیکھتا مگر رو پڑتا۔

۲۸۳۵-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، محمد بن ابراہیم بن شبیب، سلیمان بن ایوب، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے میں نے حکمت میں لکھا ہوا پڑھا ہے کہ قیامت کے دن ایک چرواہالایا جائے گا اس سے کہا جائے گا تو نے دودھ پیا اور گوشت کھایا جبکہ تو نے گمشدہ بکری کو تلاش نہیں کیا اور نہ ہی تو نے جس بکری کا کوئی عضو ٹوٹا اسکی مرہم پٹی کی گویا تو نے بکریاں چرانے کا حق ادا نہیں کیا۔لہٰذا آج تجھ سے انتقام لیا جائے گا۔

۲۸۳۶-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، ابویعلیٰ محمد بن حسین برجلانی، موسیٰ بن اسماعیل، حزم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میرے لئے ایک گٹھلی کے برابر بھی مال ہو پھر فرمایا: نہ ہی ایک مینگنی کے برابر۔پھر فرمایا مجھے یہ امر خوش نہیں کرے گا کہ میرے لئے خراسان تک گٹھلی کے بقدر ملکیت ہو اور نہ ہی ایک مینگنی کے بقدر۔بے شک اگر میں تمہارے سامنے اس کا ارادہ کروں تب میں بڑا بدبخت ہوں گا۔

۲۸۳۷-**علماء کے ساتھ شیطان کا کھیلنا**......ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، اسحٰق بن احمد، محمد بن ابراہیم بن جراح جرجانی، عبدالسلام بن مطہر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: بے شک شیطان قاریوں کے ساتھ اس طرح کھیلتا ہے جس طرح بچے اخروٹ کے ساتھ کھیلتے ہیں۔

۲۸۳۸-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن عبدالرحمٰن جوہری، علی بن احمد بن بسطام، سہل بن بحر، مسلم بن ابراہیم، حسین بن ابی جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: مؤمن اور منافق آپس میں رضامندی نہیں کرتے تاوقتیکہ بھیڑیا اور بکری کا بچہ آپس میں رضامندی نہ کرلیں۔

۲۸۳۹-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن مثنی، عبدالوہاب ثقفی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: مؤمن سے بدلے ہوئے رنگ (غمگین حالت) میں ملو اور منافق سے کھلے ہوئے چمکیلے چہرے کے ساتھ ملو۔

۲۸۴۰-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محرز بن عون بن ابی عون، مرحوم عطار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے زبور میں لکھا ہوا پڑھا ہے: منافق کا تکبر مسکین کو جلا دیتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ زبور میں فرماتے ہیں میں منافق کا منافق سے بدلہ لوں گا پھر تمام منافقین سے بدلہ لوں گا اسکی مثال یہ ہے: ''وکذلک نولی بعض الظالمین بعضاً بما کانوا یکسبون (انعام ۱۲۹)'' ہم اسی طرح ظالم کافروں کو ایک دوسرے کی طرف پھیر دیں گے بسبب اس کے جو انہوں نے اعمال کیے۔

۲۸۴۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن مسلم، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر منافقوں کی دمیں اگ جائیں مؤمنین زمین پر چلنے کے لئے تھوڑی سی جگہ بھی نہ پائیں۔

۲۸۴۲-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، عبیداللہ بن عمر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار

رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ایک مرتبہ اچانک ایک پہاڑ پر آواز سنی، کہنے والا یوں کہہ رہا تھا: شعر

لبیک علی الاسلام من کان باکیاً ...... فقد أوشکوا هلکی وما قدم العهد

جو آدمی رو رہا ہو اس کو اسلام پر لبیک ہے۔ لوگ ہلاکت اور گزشتہ عہد کے قریب ہو گئے ہیں

وادبرت الدنیا وادبر خیرها......وقد ملها من کان یوقن بالوعد

دنیا اور اسکی بھلائی ختم ہو چکی اور جس نے وعدہ کی پاسداری کی اس نے دنیا کو اکتاہٹ میں ڈال دیا۔

مالک فرماتے ہیں میں نے ادھر ادھر نظر گھمائی تو کوئی نظر نہیں آیا۔

۲۸۴۳- ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، سوید بن سعید، ابوعون حکم بن سنان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: تورات میں لکھا ہوا ہے: خوبصورت بدکار عورت کی مثال اس خنزیرنی کی طرح ہے جسکے سر پر تاج رکھا ہو اور اس کے گلے میں سنہری ہار پڑا ہو۔ جس کو دیکھ کر کہنے والا کہتا ہے: یہ زیورات کتنے خوبصورت ہیں اور یہ جانور کتنا برا اور بدصورت ہے۔

۲۸۴۴- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن ابی زیاد، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: مؤمن کی مثال اس بکری جیسی ہے جس نے سوئی کھالی ہو اور وہ مزید چارہ کھاتی جارہی ہو وہ اسے نفع نہیں بخشے گا چونکہ اسے سخت غم و حزن کا سامنا ہے۔

۲۸۴۵- ابونعیم اصفہانی، محمد بن عمرو بن مسلم، جعفر بن محمد، یحیٰ بن معین، سوار بن عمارہ، سری بن یحیٰ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: مؤمن کی مثال خوبصورت موتی جیسی ہے جہاں بھی وہ موتی پڑا ہو اسکی خوبصورتی اسکے ساتھ رہتی ہے۔

۲۸۴۶- ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، علی بن مسلم، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مالک بن دینار رحمہ اللہ ثابت بنانی رحمہ اللہ سے کہنے لگے: میں لوگوں میں زخم کر کے پیپ اور خون ان کے اندر سے نکالتا ہوں اور آپ انہیں تیل لگا کر مالش کرتے ہیں یعنی میں ان پر سختی کرتا ہوں اور آپ انہیں رخصتیں دیتے ہیں۔

۲۸۴۷- ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، ابوعباس عبدی، ابوبکر بن عبید، ابوجعفر کندی، سعید بن عاصم، مالک بن حمید عجیمی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: عمل کو وجود میں لانے سے اس کی عدم قبولیت کا خوف زیادہ ہوتا ہے۔

۲۸۴۸- ابونعیم اصفہانی، ابوہ عبداللہ، احمد بن محمد بن عمر، ابوبکر بن عبید، ابوعلی مدائنی، ابراہیم بن حسن، شیخ ابوجعفر قریشی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے بعض کتابوں میں لکھا ہوا پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ابن آدم! میری بھلائیاں تیرے اوپر نازل ہورہی ہیں اور تیری طرف سے برائیاں اوپر میری طرف چڑھی آرہی ہیں میں تیرے اوپر نعمتیں برسا کر تجھ سے محبت کرنا چاہتا ہوں اور تو معاصی کا ارتکاب کر کے مجھ سے بغض و عداوت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ پاکباز، شریف فرشتہ مسلسل میری طرف تیرا قبیح عمل لئے چڑھ رہا ہے۔

۲۸۴۹- ابونعیم اصفہانی، ابواسحٰق بن حمزہ، محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحیٰ حلوانی، سعید بن سلیمان، موسیٰ بن خلف کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے حکمت و دانائی کی کتابوں میں لکھا ہوا پڑھا ہے کہ: میں اللہ ہوں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں میرے بندوں کے دل میرے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ سو جس نے میری اطاعت کی اس پر میں اپنی رحمت نازل کرتا ہوں اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں اس سے اس کا انتقام لیتا ہوں۔ بادشاہوں کے امور میں مشغول نہ ہو جاؤ اور ان کی مہربانیوں سے توبہ کرو۔

۲۸۵۰- ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی مسلم واعظ، احمد بن روح، محمد بن مہاجر، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک مرتبہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ ایک ٹہنی پر بیٹھی ہوئی بلبل کے پاس سے گزرے

بلبل چہچہا رہی تھی اور اپنی دم ہلا رہی تھی۔ سلیمان علیہ السلام نے حاضرین سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو یہ بلبل کیا کہہ رہی ہے؟ کہنے لگے: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا: بلبل کہہ رہی ہے کہ میں نے آج دنیا میں آدھا پھل پایا ہے۔

۲۸۵۱- ابونعیم اصفہانی، ابواحمد حسین بن عبداللہ بن سعید، ابوجعفر بن زہیر، عباد بن ولید، منہال بن حماد سراج، حسن بن ابی جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: قاریوں کی گواہی ہر جگہ متقبول ہے صرف ان کی ایک دوسرے کے خلاف گواہی قابل قبول نہیں۔ چونکہ وہ ایک دوسرے پر باڑے میں رکھے ہوئے نر بکروں سے بھی زیادہ حسد کرتے ہیں۔

۲۸۵۲- ابونعیم اصفہانی، محمد بن محمد بن عبداللہ جرجانی، احمد بن عیسیٰ تنیسی، موئل بن اہاب، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے آیت کریمہ تلاوت کی:

لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرایته خاشعاً متصدعاًمن خشیة الله (حشر۲۱)

اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے آپ اسے اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیت سے ریزہ ریزہ ہو یا ہوا دیکھتے۔

پھر فرمایا: میں تمہارے لئے قسم اٹھاتا ہوں کہ جب کوئی بندہ اس قرآن پر ایمان لاتا ہے اسکا دل خوف خدا سے پھٹ جاتا ہے۔

۲۸۵۳- **مالک کا عالم سے سوال** ......ابونعیم اصفہانی، ابوبکر آجری، عبداللہ بن محمد بن عبدالحمید، زہیر بن محمد، ہدبہ، حزم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: اے عالم! تو ایسا عالم ہے کہ تو اپنے علم کی بدولت کھاتا ہے اور اپنے علم پر فخر کرتا ہے اگر تو نے یہ علم اللہ کی رضا جوئی کے لئے طلب کیا ہے پھر تو اس کا رنگ اپنے عمل میں کیوں نہیں دیکھتا۔

۲۸۵۴- ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، محمد بن سفیان مصیصی، یحییٰ بن آدم، محمد بن سماک، سفیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے عمل کرنے کے واسطے علم طلب کیا اللہ تعالیٰ اسے علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور جس نے عمل کے علاوہ کسی اور نیت سے علم طلب کیا اس کے علم پر فخر کرنے میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

۲۸۵۵- **سچے خطیب کی پہچان** .....ابونعیم اصفہانی، حسین بن محمد بن عباس زجاجی فقیہ ایلی، اسحٰق بن ابراہیم حدادی، احمد بن محمد دلال، ابوحاتم، عبیس بن مرحوم، مرحوم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: جو خطیب بھی تقریر کرتا ہے اسکی تقریر اسکے عمل پر پیش کی جاتی ہے اگر اسکا عمل اسکی تقریر کے موافق ہو وہ صادق اور سچا خطیب ہے اگر تقریر عمل کے موافق نہ ہو تو آگ کی بنی ہوئی قینچی کے ساتھ اس کے ہونٹ کاٹے جاتے ہیں۔ اور جب بھی کاٹے جاتے ہیں وہ از سر نو دوبارہ اگ جاتے ہیں۔

۲۸۵۶- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، سعید بن عامر، جویریہ بن اسماء و جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں تمہیں کچھ چیزوں کا حکم کرتا ہوں جن تک میرے عمل کو رسائی نہیں ہوتی لیکن جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں اور عملی اعتبار سے میں اسکی مخالفت کروں سمجھ لو میں اس دن جھوٹا کذاب ہوں۔

۲۸۵۷- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، سعید بن عامر، حزم، غالب قطان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے وہ کہتے ہیں ایک مرتبہ میں نے مالک بن دینار رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا، گویا کہ وہ اپنی مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں، دنیا میں بقید حیات ہیں، انہوں نے دو قبطی چادریں اوڑھ رکھی تھیں اور ساتھ میں کچھ اشارہ کر رہے ہیں۔ سعید کہتے ہیں کہ اس سے مالک رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے کہ دو قسم کے لوگوں کے پاس نہ بیٹھو ایک وہ بدعتی جو اپنی بدعت میں غلو کرتا ہو دوسرا وہ دنیا دار جو اپنی دنیا پر اتراتا ہو۔

۲۸۵۸- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، حسین بن جعفر بن سلیمان ضبعی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بصرہ آیا اس وقت مالک بن دینار زندہ تھے، مجھے ان سے ملاقات کی قدرت نہ ملی البتہ مجھے ان کا فرمان سنا دیا گیا کہ

مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قیامت کا دن متقین کی خوشی وشادی کا دن ہے۔

۲۸۵۹-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں بلال بن ابی بردہ کے پاس تھا اور بلال اس وقت اپنے چبوترے میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے کہا آج میں نے اسے تنہا پایا ہے کونسا قصہ اسے سناؤں؟ میں نے خیال کیا کہ لوگوں میں جو اس کے ہم مثل ہیں ان کا کوئی قصہ نہیں سنانا چاہیے، چونکہ یہ ان سے ملا ہوا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو یہ چبوترہ کس نے بنایا ہے۔؟ اس کو عبیداللہ بن زیاد نے بنایا ہے اور اس نے ایک مسجد بھی بنائی تھی۔ چنانچہ عبیداللہ کو امارت ملی پھر اسکا معاملہ یہاں تک پہنچا کہ اسے یہاں سے بھاگنا پڑا اور پھر اسے تلاش کر کے قتل کیا گیا پھر بصرہ کا والی بشر بن مروان کو بنایا گیا۔ لوگ کہنے لگے: بشر امیر المؤمنین کا بھائی ہے۔ بالآخر بصرہ میں وہ بھی مرگیا۔ لوگوں نے اسے اپنے کاندھوں پر اٹھایا اور اس کے جنازہ میں چاروں طرف سے لوگ جوق در جوق شریک ہوئے اسی دوران ایک حبشی مرگیا۔ حبشیوں نے اسے بانس کی چارپائی پر اٹھایا۔ بالآخر امیر المؤمنین کا بھائی بھی چل بسا لوگوں نے اسے بھی دفن کیا اور حبشی بھی چل بسا لوگوں نے اسے بھی دفن کیا۔ چنانچہ میں نے ایک ایک امیر کا قصہ اسکو سنایا حتی کہ اس کی باری آگئی..... میں نے خیال کیا کہ تو نے کوفہ میں ایک حویلی تعمیر کی ہے اور تو نے ابھی تک اسے دیکھا نہیں تھا کہ اسی اثناء میں تو گرفتار ہوگیا اور تجھے قید خانے میں سخت سزادی گئی حتی کہ تجھے اسی میں قتل کردیا گیا۔

۲۸۶۰-ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، علی بن مسلم، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے تم میں سے کوئی ایک جاتا ہے اور وہ دیباجۃ الحرم'' کے ساتھ شادی کرتا ہے۔ (مالک رحمہ اللہ کے زمانے میں کہا جاتا تھا کہ دیباجۃ الحرم اور روم کے بادشاہ کی بیٹی لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت ہیں) یا تم میں سے کوئی کسی لڑکی کے پاس جاتا ہے جسے اس کے باپ نے موٹا کیا ہوتا ہے اور لوگوں نے اس کی تعریف کی ہوتی ہے گویا کہ وہ مکھن کا ایک پیڑا ہے۔ وہ آدمی اس کے ساتھ شادی کرلیتا ہے اور اسے اپنے دل میں بسالیتا ہے پھر اس سے پوچھتا ہے تجھے کس چیز کی ضرورت ہے؟ وہ کہتی ہے مجھے فلاں فلاں چیز کی ضرورت ہے۔ مالک رحمہ اللہ فرمانے لگے بخدا! اس کے برخلاف قاری کو چاہیئے کہ وہ یتیم اور کمزور لڑکی کے ساتھ شادی کرے اور اس بچاری کو کپڑے پہنائے جس کا اسے اجر وثواب ملے اور اسے تیل لگائے تاکہ اسے اس کا ثواب ملے۔

۲۸۶۱-ابونعیم اصفہانی، ابوبحر محمد بن حسن، محمد بن یونس کدیمی، سعید بن عامر، عون بن مغیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا ایک آدمی کی عمر پانچ سو سال ہوگئی اس سے کہا گیا کہ تو موت کو پسند کرتا ہے؟ کہنے لگا ہائے افسوس کون ہے جو اس روح سے فرقت کو پسند کرے۔

۲۸۶۲-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، سوید بن سعید، حکم بن سنان ابوعون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ کی دعاء یہ ہوتی تھی: اے اللہ! تو ہی بندوں کو نیک بناتا ہے ہمیں نیک بنادے حتی کہ ہم نیک بن جائیں۔

۲۸۶۳-زبور کی نصیحت ...... ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، محمد بن حسن، محمد بن ابی سری، عبدالعزیز بن عبدالصمد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: زبور میں لکھا ہوا ہے: خوشخبری ہے اس آدمی کے لئے جو گنہگاروں کے راستہ پر نہ چلے۔ بیہودہ بکواسات بکنے والوں کے پاس نہ بیٹھے اور استہزاء کرنے والوں کے پاس اقامت نہ اختیار کرے۔ اللہ کے بندے کا مقصد تو صرف اور صرف اللہ کی حکمت ہوتا ہے اسی کی طلب میں رہتا ہے اور اسی کے متعلق گفتگو بھی کرتا ہے۔ اسکی مثال اس درخت جیسی ہے جو پانی کے درمیان میں کھڑا ہو اسکا کوئی پتا بھی نیچے نہیں گرتا اسکا ہر عمل تام ہوتا ہے، کچھ بھی اس کے عمل سے ضائع نہیں ہوتا۔

۲۸۶۴ - ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، عبداللہ بن حسین بن معبد، میمون بن اصبغ، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے صفائی کا راستہ اختیار کیا اس کے لئے صفائی کے اسباب مہیا کر دیے جاتے ہیں اور جس نے معاملہ خلط ملط کر دیا اس کا انجام بھی خلط ملط ہوگا۔

۲۸۶۵ - ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن محمد بن حسین آجری، عبداللہ بن عبدالحمید، ابراہیم بن جنید، عیسیٰ بن عبدالعزیز بن عبدالصمد العمی، عبدالعزیز بن عبدالصمد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے حکمت میں لکھا ہوا پڑھا ہے: جس طرح تند و تیز ہوا جب چلتی ہے درختوں کو ہلا کر رکھ دیتی ہے اسی طرح شیطان کو مسلط لیا گیا ہے تا کہ نوع بشر کو ہلاتا رہے۔

۲۸۶۶ - انس کی مالک وغیرہم سے محبت ...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن محمد بن فضل، محمد بن اسحٰق ثقفی، ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر، مالک بن دینار رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے مالک فرماتے ہیں ہم انس بن مالک کے پاس آئے، نیز میرے ساتھ ثابت بنانی، یزید رقاشی، زیاد نمیری اور ان جیسے دیگر حضرات بھی تھے۔ انس نے ہماری طرف دیکھ کر فرمایا: تم لوگ محمد عربی ﷺ کے صحابہ کے کتنے مشابہ ہو۔ پھر فرمایا بخدا! تم مجھے اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہو الا یہ کہ میرے بیٹے علم و فضل میں تم جیسے ہو جائیں یقیناً میں سحری کے اوقات میں تمہارے لئے دعائیں کروں گا۔

۲۸۶۷ - ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس، ابویحیٰی بن بزار، خالد بن خداش، معلی الوراق کہتے ہیں ایک دن ہم مالک بن دینار رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اسی اثناء میں ابوعبیدہ آئے اور ان کے پاس چھال کی بٹی ہوئی ایک رسی تھی جس کے دونوں طرفوں میں کاج کی مانند دو سر دان (سوراخ) بنے ہوئے تھے۔ ایک سر دان انہوں نے مالک بن دینار رحمہ اللہ کے گلے میں ڈالا اور دوسرا اپنے گلے میں۔ مالک رحمہ اللہ فرمانے لگے میں اور آپ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حال میں پڑے ہوئے ہیں تم کیا کہتے ہو؟ یوں مالک رحمہ اللہ بھی رو پڑے اور حاضرین کو بھی رُلا دیا۔

۲۸۶۸ - ابونعیم اصفہانی، ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، عبیداللہ بن زیاد، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ہم نے ہر طرح کے گناہ میں نظر کی ہمیں صرف حب مال ہر گناہ کی جڑ ملی جس نے حب مال کو دل سے نکال کر پھینک دیا اس نے راحت پائی۔

۲۸۶۹ - دنیا دو مرتبہ اوندھے منہ گر چکی ہے ..... ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن حسین حذاء، احمد بن ابراہیم دورقی، محمد بن منصور، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے ہمیں حدیث پہنچی ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا میں مبعوث کیا گیا دنیا اوندھے منہ ہو کر گر گئی ان کے بعد گری ہوئی دنیا کو لوگوں نے پھر اٹھایا۔ حتی کہ جب محمد ﷺ کو مبعوث کیا گیا دنیا پھر اوندھے منہ ہو کر گر پڑی آپ ﷺ کے بعد ہم نے پھر دنیا کو اٹھا لیا جبکہ ہمیں اسکی حقیقت پتہ چل چکی ہے۔

۲۸۷۰ - ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن محمد، احمد بن حسین، احمد بن ابراہیم، سلمہ بن عفان، ابوعیسیٰ، کہتے ہیں ہم مالک بن دینار رحمہ اللہ کے پاس ان کی وفات کے وقت گئے۔ مالک رحمہ اللہ ہماری طرف دیکھنے لگے اور فرمایا۔ آج کے دن کیلئے ابو یحیٰی تھکا کرتا تھا۔

۲۸۷۱ - اللہ کی عیسیٰ کو عجیب نصیحت . ابونعیم اصفہانی، حسین بن محمد بن علی، احمد بن محمد بن معاویہ، سلیمان بن داؤد قزاز، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ! اپنے نفس کو نصیحت کیجئے اگر آپ کا نفس نصیحت قبول کر لے تو لوگوں کو نصیحت کیجئے ورنہ مجھ سے حیاء کرتے رہیے۔

۲۸۷۲-علماء کا مسخ ہونا...... ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے: آخری زمانے میں تندوتیز ہوائیں چلیں گی اور چاروں طرف تاریکی پھیل جائے گی لوگ اپنے علماء کے پاس جائیں گے لیکن پھر انہیں مسخ شدہ پائیں گے۔

۲۸۷۳-دنیادار عابد..... ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، مہنا ابوعبداللہ شامی، ضمرہ، سعید بن شبل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے ایک نوجوان کو دیکھا جو ہمہ وقت مسجد میں بیٹھا رہتا تھا۔ مالک رحمہ اللہ اس کے پاس بیٹھے اور اس سے کہا: کیا میں تیرے بارے میں ٹیکس وصول کرنے والوں سے بات کروں تاکہ وہ تیرے لئے کچھ روزینہ مقرر کردیں اور تو ان کے ساتھ ہوجائے؟ نوجوان نے کہا: جی ہاں آپ ایسا کردیں۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے مٹھی بھر خاک اٹھائی اور اس کے سر میں ڈال دی۔ (مطلب یہ تھا کہ تم نے مسجد کو محض دنیا کی خاطر لازم پکڑ رکھا ہے جو کہ اچھا نہیں، من المترجم)۔

۲۸۷۴-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، سوید بن سعید، حکم بن سنان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مسجد بیت المقدس میں داخل ہوئے اور لوگ مسجد میں بیع وشراء کررہے تھے عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی چادر پکڑی اور اس سے لوگوں کو مارنے لگے پھر فرمایا: اے بنوحیات اور افاعی! تم نے اللہ کی مساجد کو بازار بنالیا ہے۔

۲۸۷۵-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، سوید بن سعید، حکم بن سنان ابوعون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا ایک مرتبہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اپنے حواریین کے ساتھ ایک مردہ کتے کے پاس سے گزرے جس سے بدبو پھیل رہی تھی۔ حواریین کہنے لگے۔ اس کتے سے کتنی سخت بدبو آرہی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اس مردہ کتے کے دانت کس قدر سفید ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو وعظ ونصیحت کی اور انہیں غیبت سے باز رہنے کی تاکید کی۔

۲۸۷۶-ایک پرمزاح اور دردانگیز قصہ ابونعیم اصفہانی، فاروق بن عبدالکبیر خطابی، ہشام بن علی سیرانی، فطر بن حماد بن واقد، حماد بن واقد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک نوجوان تھا جو اپنے آپ کو قاری ظاہر کرتا تھا اور میرے پاس آیا کرتا تھا اسے ایک پل پر عشر وصولی کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔ اسی دوران کہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا اچانک ایک کشتی ادھر سے گزری جس میں بطخیں تھیں۔ اس کے ساتھیوں نے کشتی والوں کو آواز دی کہ قریب آکر ایک بطخ ٹیکس میں دیتے جاؤ۔ یہ جو نماز پڑھ رہا تھا۔ قاری صاحب۔ اس نے (نماز کے دوران) آواز کے ساتھ دو مرتبہ سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہا۔ یعنی ایک نہیں دو بطخیں وصول کرو۔ راوی کہتے ہیں حضرت مالکؒ جب بھی یہ قصہ سناتے خود تو رو پڑتے لیکن حاضرین کو خوب ہنساتے۔

۲۸۷۷-ابونعیم اصفہانی، فاروق بن عبدالکبیر، ہشیم بن علی سیرانی، فطر بن حماد، حماد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا میں ایک مرتبہ ایک قبر کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ اس پر یہ شعر لکھا ہوا ہے:

یا ایھا الرکب سیروا ان غایتکم ...... ان تصبحوا ذات یوم لاتسیرونا

اے شاہسواروں کی جماعت سفر کرتے جاؤ بے شک تمہاری غایت اور مقصود یہ ہے کہ ایک دن صبح کرو اور پھر تم سفر نہ کرسکو گے

حثوا المطایا وارخوا من ازمتھا...... قبل الممات وقضوا ماتقضونا

تم سواریوں کو سرپٹ بھگاتے رہو اور ان کی لگاموں کو ڈھیلا بھی کرتے رہو مرنے سے پہلے پہلے اور جو تم نے اپنی حاجتیں پوری کرنی ہیں پوری کرلو

کنا اناسا کما کنتم فغیرنا..... دھر فسوف کما کنا تکونونا.

ہم بھی تمہاری طرح کے لوگ تھے ہمیں زمانے کے ہیر پھیر نے بدل دیا اور عنقریب تم بھی ہم جیسے ہو جاؤ گے۔

۲۸۷۸-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، علی مسیح بن حاتم عکلی، عبدالجبار، عبیداللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مالک بن دینار رحمہ اللہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے وہ آدمی کھجور کے پودے ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ کاشت کر رہا تھا مالک اس کے پاس سے گزر گئے اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے تو وہ آدمی کھانا کھا رہا تھا۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے پوچھا: یہ باغ کس نے لگایا تھا حاضرین نے جواب دیا فلاں آدمی نے جو مر چکا ہے۔

پھر مالک بن دینار رحمہ اللہ نے ذیل کے اشعار پڑھے شعر

مؤمل دنیا لتبقیٰ له　　　فمات المؤمل قبل الامل

دنیا کی امید رکھنے والے کی دنیا باقی رہ جاتی ہے امید کرنے والا امید پوری ہونے سے پہلے ہی مر جاتا ہے۔

یربی فسیلاً ویعنی به　　　فعاش الفسیل ومات الرجل

کھجوروں کی قلمیں (پودے) پروان چڑھتی رہتی ہیں حتیٰ کہ قلمیں اور پودے زندہ رہتے ہیں اور آدمی مر جاتا ہے۔

۲۸۷۹-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، محمد بن جعفر الوراق، ابواسحٰق حشاش، ابوبلال اشعری، فضیل بن عیاض کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے ایک آدمی کو بری طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یہ آدمی اپنے اہل وعیال پر رحم نہیں کر رہا کسی نے پوچھا: اے ابویحییٰ، بری طرح تو یہ اپنی نماز پڑھ رہا ہے اپنے عیال پر کیسے رحم نہیں کر رہا؟ جواب دیا یہ اپنے اہل وعیال کا سرپرست ہے اور اسکے اہل وعیال اس سے نماز وغیرہ سیکھتے ہیں۔

۲۸۸۰-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، ابراہیم بن محمد بن حسن، عمران بن بکار، ابوتقی، سلمہ بن کلثوم، ابراہیم بن ادہم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: تم آدمی سے ملتے ہو اور وہ آدمی ایک حرف بھی زبان سے نہیں نکالتا حالانکہ اسکا سارے کا سارا عمل باتیں ہوتا ہے (یعنی وہ زبان سے کچھ کام نہیں کرتا اسکا عمل کلام کرتا ہے)۔

۲۸۸۱-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، محمد بن عبداللہ بن رستہ، شاذکونی، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ جب مصلی پر کھڑے ہوتے کہتے: اے میرے رب! میں نے جنت کے ساکن کو بھی پہچان لیا اور جہنم کے ساکن کو بھی، دونوں ٹھکانوں میں سے کونسا ٹھکانا مالک بن دینار کے لئے ہوگا؟ پھر رونے لگے۔

۲۸۸۲-صدقہ کا فوری اثر......ابونعیم اصفہانی، محمد بن عمر بن سالم، عبداللہ بن بشر بن صالح، ابوعمیر، ایوب بن سوید، سری بن یحییٰ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک درندے نے ایک عورت کا بچہ اٹھا لیا عورت نے فوراً ایک لقمہ صدقہ کر دیا اور درندے نے بچہ پھینک دیا غیبی آواز آئی کہ لقمے کے بدلے میں لقمہ۔

۲۸۸۳-ابونعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن سالم، احمد بن علی ابار، محرز بن عون، مختار برادر محرز بن عون، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جعفر کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ مالک بن دینار رحمہ اللہ کے ساتھ ایک کتا دیکھا جوان کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا تھا میں نے کہا: آپ کے ساتھ یہ کیا ہے؟ جواب دیا: برے ہم نشیں سے کتا بہتر ہے۔

۲۸۸۴-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، احمد بن عبداللہ وکیل، ابراہیم بن جنید، عمار بن زربی، ......حماد بن واقد کہتے ہیں ایک دن میں مالک بن دینار رحمہ اللہ کے پاس آیا وہ تنہا بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس ایک جانب کتا بیٹھا ہوا تھا بایں طور کہ کتے نے اپنی تھوتھنی مالک رحمہ اللہ کے سامنے رکھی ہوئی تھی، میں اس کتے کو دور بھگانے لگا: مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: اے! چھوڑ یہ برے ہم نشیں سے بدرجہا بہتر ہے۔

یہ مجھے اذیت نہیں پہنچاتا ہے۔

۲۸۸۵-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، احمد بن عبید اللہ، ابراہیم بن جنید، سعید بن حماد انصاری، بکر بن محمد عابد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مالک بن دینار رحمہ اللہ بصرہ کے والی کے پاس تشریف لے گئے۔ والی کہنے لگا: میرے لئے دعا کیجئے۔ مالک رحمہ اللہ فرمانے لگے دروازے پر کتنے مظلوم کھڑے ہیں جو تمہارے لئے بد دعائیں کر رہے ہیں۔

۲۸۸۶-انسان کی صحیح پہچان...... ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن عباس، محمد بن یونس کدیمی، ہریم بن عثمان، سلام بن مسکین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ ایک مرتبہ راستے میں امیر بلال بن ابی بردہ سے ملے اور لوگ بلال کے ارد گرد جمع تھے۔ بلال مالک رحمہ اللہ سے کہنے لگا: آپ مجھے کیا جانیں؟ فرمایا جی ہاں میں تمہیں جانتا ہوں کہ تم اول وہلہ میں نطفہ کی شکل میں تھے، درمیان میں (یعنی اب) تم گوشت کی شکل اختیار کر گئے اور آخر کار تم (قبر کے) کیڑے بن جاؤ گے۔ لوگوں نے مالک بن دینار رحمہ اللہ کو مارنا چاہا۔ بلال فوراً بولا یہ مالک بن دینار رحمہ اللہ ہیں۔ چنانچہ مالک بن دینار رحمہ اللہ اسے وہیں چھوڑ کر آگے چل پڑے۔

۲۸۸۷-ابونعیم اصفہانی، علی بن الخطاب الوراق، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابراہیم بن عباس کاتب، اصمعی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مہلب بن ابی صفرہ متکبرانہ چال میں مالک بن دینار رحمہ اللہ کے پاس سے گزرا۔ مالک رحمہ اللہ نے اسے دیکھ کر فرمایا: یہ انداز اور چال جہاد کے علاوہ مکروہ ہے۔ مہلب نے ان سے کہا کیا آپ مجھے نہیں جانتے؟ فرمایا: میں تجھے اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ بولا: آپ مجھے کسی طرح جانتے ہیں؟ فرمایا: اول وہلہ میں تو نطفہ تھا اور آخر کار تو گندی لاش بن جائے گا اور ان کے درمیان تو نے پاخانہ پیٹ میں اٹھایا ہوا ہے۔ مہلب کہنے لگا: اب آپ نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا ہے۔

۲۸۸۸-ابونعیم اصفہانی، محمد بن فتح حنبلی، عبداللہ بن اسحٰق، ہارون بن عبداللہ، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مالک بن دینار رحمہ اللہ کا قرآن مجید چوری ہو گیا۔ مالک رحمہ اللہ حاضرین کو وعظ و نصیحت کرنے لگے۔ وعظ سن کر حاضرین رو پڑے۔ مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہم سب نے رونا شروع کر دیا بھلا پھر مصحف کس نے چرایا؟

۲۸۸۹-ابونعیم اصفہانی، عثمان بن محمد عثمانی، اسماعیل بن علی، ہارون بن حمید، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے بازاروں میں مال و دولت کی فراوانی ہوتی ہے اور دینداری کا خاتمہ ہوتا ہے۔

۲۸۹۰-ابونعیم اصفہانی، عثمان بن محمد عثمانی ..... سند مذکور سے یہ حدیث بعینہ اسی طرح مروی ہے۔

۲۸۹۱-ابونعیم اصفہانی، محمد بن علی، ابوعباس بن قتیبہ، احمد بن زید خزاز، ضمرہ، ابن شوذب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے مٹکے میں بنائی گئی نبیذ کے متعلق پوچھتے ہو جبکہ مجھ سے اسکی قیمت کے متعلق نہیں پوچھتے ہو نیز یہ کہ وہ کہاں سے آئی اور اسکی قیمت کہاں سے حاصل ہوئی؟

۲۸۹۲-ابونعیم اصفہانی، ابومحمد بن حیان، ابن ماہان رازی، عبدالرحمٰن بن یونس، مطرف بن مازن، معمر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مالک بن دینار رحمہ اللہ سے کسی نے کہا: آپ لوگوں کو ان کے لباس اور کھانے کے متعلق سختی کرتے ہیں؟ مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: حلال کماؤ اور جو چاہو پہنو۔

۲۸۹۳-ابونعیم اصفہانی، علی بن عبداللہ بن عمر، منتصر بن نصر، عمر بن مدرک، ابواسحٰق طالقانی، کنانہ بن جبلہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر تمہارے اعمال لکھنے والے دو فرشتے ہر دن تم سے صحیفوں کی ثمن (قیمت) کا مطالبہ کریں جن میں روزانہ وہ تمہارے اعمال لکھتے ہیں تو تم بہت سارے فضول کلام سے رک جاؤ۔ حالانکہ جب صحیفے تمہارے رب کے پاس پہنچتے ہیں

تو پھر تم فضول کلام اور کام سے کیوں نہیں رکتے؟۔

۲۸۹۴-**ندامت بھی نجات دیتی ہے**......ابو نعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن ابان، احمد بن ابان، ابو بکر بن عبید، ابو عبداللہ تیمی، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے گزشتہ زمانے کی بات ہے کہ ایک نوجوان سے گناہ سرزد ہو گیا وہ نہر پر آیا تا کہ اس میں غسل کرے۔ دریں اثناء اسے اپنے گناہ یاد آ گیا۔ اسے حیاء آ گئی اور غسل کرنے سے رک گیا جب واپس جانے لگا نہر نے اسے آواز دی اے گناہ گار آدمی! اگر تو میرے قریب بھی ہو جاتا تجھے اپنے اندر غرق کر دیتی۔

۲۸۹۵-ابو نعیم اصفہانی، ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہارون، سیار، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام جب کسی ایسے گھر کے پاس سے گزرتے جس کے رہائشی مر چکے ہوتے تو اس گھر کے پاس کھڑے ہو کر آواز لگاتے: ہلاکت ہے تیرے ان مالکان کیلئے جو تیرے وارث ٹھہرے ہیں۔ تو نے ان کے پہلے لوگوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا ہے اس سے یہ وارثین عبرت کیوں نہیں پکڑتے؟۔

مسانید مالک بن دینار رحمہ اللہ

مالک بن دینار رحمہ اللہ کی چند ایک احادیث حضرت انسؓ سے مروی ہیں۔ ان کی زیادہ تر مرویات اجلہ تابعین جیسے حسن بصری ابن سیرین، قاسم بن محمد، سالم بن عبیداللہ وغیرہم سے ہیں تاہم ان کی سند سے حضرت انسؓ سے مروی چند ایک احادیث ذیل میں ہیں۔

۲۸۹۶-**بے عمل خطیبوں کا حال**......ابو نعیم اصفہانی محمد بن احمد بن حسین، ابراہیم بن ہاشم، محمد منہال، یزید بن زریع، ہشام دستوائی، مغیرہ بن حبیب، مالک بن دینار کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: معراج والی رات مجھے آسمان پر لے جایا گیا اچانک میں کچھ مردوں کو دیکھتا ہوں کہ قینچیوں کے ساتھ انکی زبانیں اور ہونٹ کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ آپ کی امت کے خطباء ہیں۔

ہشام سے روایت کرنے میں یزید بن زریع متفرد ہیں اس حدیث کو ابو عتاب سہل بن حماد نے ہشام عن مغیرہ عن مالک عن ثمامہ عن انسؓ کی سند سے روایت کیا ہے۔

۲۸۹۷-ابو نعیم اصفہانی، صدقہ بن موسیٰ، مالک بن دینار، ثمامہ کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: معراج والی رات کچھ لوگوں پر میرا گزر ہوا آگ کی بنی ہوئی قینچیوں سے انکے ہونٹ کاٹے جا رہے تھے جب بھی وہ ہونٹ کٹتے فوراً ان کے ہونٹ جوں کے توں نئے سرے سے اگ جاتے۔ میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں انہوں نے جواب دیا یہ آپ کی امت کے خطباء ہیں جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں اور کتاب اللہ پڑھتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔[1]

۲۸۹۸-ابو نعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، محمد بن ابراہیم بغدادی، قاسم بن ہاشم سمسار، سعیدہ بنت حکامہ، عن امہا حکامہ بنت عثمان بن دینار، عن ابیہا عثمان بن دینار، عن اخیہ مالک بن دینار کی سند سے حضرت انسؓ بن مالک کی روایت منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی خشیت ہر قسم کی دانائی کی سردار ہے۔ تقویٰ عمل کا سردار ہے۔ سو جس آدمی میں تقویٰ اور ورع نہ ہو جو اسے اللہ تعالیٰ کی

---

[1] مسند الامام احمد ۳/۱۸۰. والمصنف لابن ابی شیبة ۱۴/۳۰۸. ومشكاة المصابيح ۴۸۰۱. وتفسير ابن كثير ۱/۱۲۲. والترغيب والترهيب ۱/۱۲۴. وتخريج الاحياء ۱/۶۲ وكنز العمال ۲۹۱۰۶. واتحاف السادة المتقين ۱/۳۶۹، ۷/۱۵، ۵۲۱.

نافرمانی سے روکے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کسی عمل کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔[1]

یہ حدیث ابو یعلیٰ منقری نے بھی روایت کی ہے۔

۲۸۹۹- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن احمد بن سندی، جعفر بن احمد بن محمد بن صباح، یحییٰ بن خذام بن منصور، محمد بن عبداللہ بن زیاد ابوسلمہ انصاری، مالک بن دینار کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے جبریل نے اللہ تعالیٰ کی حدیث سنائی کہ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میری عزت! میرے جلال! میری وحدانیت! میری مخلوق کے میرے محتاج ہونے! میرے عرش پر جلوہ افروز ہونے! اور میرے مرتبہ کے مرتفع ہونے کی قسم! میں اپنے بندے اور آپ کی امت سے حیاء محسوس کرتا ہوں کہ وہ دونوں اسلام میں رہتے ہوئے بوڑھے ہو جائیں اور پھر میں انہیں عذاب دوں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں اس موقع پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا میں اس آدمی پر رو رہا ہوں جس سے اللہ عزوجل کو حیاء آتی ہے مگر اسے اللہ عزوجل سے حیا نہیں آتی۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ سے صرف ابو مسلم انصاری نے یہ حدیث روایت کی ہے اور یحییٰ بن خذام متفرد ہیں۔

۲۹۰۰- ابونعیم اصفہانی، عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، موسیٰ بن اسماعیل، ابوحارث فراء، مالک بن دینار، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخدا اللہ تعالیٰ ضرور اس دین کی تائید ایسی قوم کے ذریعے سے فرمائیں گے جن کا دین میں کچھ حصہ نہیں ہے۔[2]

مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے کہا اے ابوسعید یہ حدیث کس سے بیان کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا انسؓ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے۔

ابوحارث فراء حارث بن نبہان ہیں نیز یہ حدیث ابن وہب نے حارث عن مالک کی سند سے بھی روایت کی ہے۔ یہ حدیث حسن بن ابی جعفر نے ابوخذیمہ عن مالک بن دینار سے مثل مذکور بالا کے روایت کی ہے۔

۲۹۰۱- ابونعیم اصفہانی، احمد بن ابراہیم بن یوسف، ابراہیم بن فہد، محمد بن اسحٰق اہوازی، محمد بن عثمان بن ابی سوید، حفص بن عمر حوضی، حارث بن وجیہ، مالک بن دینار، ابن سیرین کے سلسلۂ سند سے ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بال کے نیچے جنابت چھپی ہوتی ہے بالوں کو اچھی طرح دھویا کرو اور جلد کو اچھی طرح سے صاف کیا کرو۔[3]

یہ حدیث مالک بن دینار سے روایت کرنے میں حارث متفرد ہیں۔

۲۹۰۲- ابونعیم اصفہانی، احمد بن ابراہیم بن یوسف، ابراہیم بن فہد، حرمی بن حفص، ابان بن یزید عطار، مالک بن دینار، قاسم بن محمد کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے وہ کہتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ! لوگ (حج قران) حج و عمرہ کر کے واپس لوٹیں گے کیا

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۸/۴۴۸. و کنز العمال ۵۸۷۲. و کشف الخفاء ۱/۴۵۳، ۵۰۷. والدر المنثور ۲/۲۲۵. وتخریج الاحیاء ۴/۱۵۸. و کنز العمال ۵۸۷۳. ومسند الشہاب ۵۵.

۲۔ صحیح ابن حبان ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، والکنیٰ للدولابی ۱/۹۵. واتحاف السادۃ المتقین ۱/۳۰۳ و کنز العمال ۲۹۱۳۳. ۲۹۱۳۳.

۳۔ السنن الکبریٰ للبیہقی ۱/۱۷۵. والمصنف لعبدالرزاق ۱۰۰۲. ومشکاۃ المصابیح ۴۴۳. وتلخیص الحبیر ۱/۱۴۲. وشرح السنۃ ۲/۱۸. واتحاف السادۃ المتقین ۲/۳۸۰، ۳۸۱، ۴۰۸. و کشف الخفاء ۱/۳۵۳.

میں صرف حج افراد کر کے واپس لوٹوں گی؟ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو مقام تنعیم کی طرف بھیجا تا کہ حضرت عائشہؓ عمرہ بھی کرلیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو پالان میں سوار کردیا۔

یہ حدیث مالک بن دینار رحمہ اللہ کی اہم ترین احادیث میں سے ہے اور یہ ان کی صحیح حدیث ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی یہ حدیث اپنی صحیح میں ذکر کی ہے۔

۲۹۰۳- ابونعیم اصفہانی، اسحٰق بن احمد بن علی، ابراہیم بن خالد، حسن بن حسین الہسن جانی، زہدم بن حارث مکی، جعفر بن سلیمان، مالک بن دینار، سالم بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے عبداللہؓ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ عمرؓ بن خطاب نبی ﷺ کے ہمراہ ایک یہودی کے پاس سے گزرے اس وقت نبی ﷺ نے دو قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ یہودی دیکھ کر کہنے لگا: یا با القاسم! مجھے کپڑا پہنایئے، چنانچہ آپ ﷺ نے دونوں میں سے جو اچھی قمیص تھی وہ اتاری اور یہودی کو پہنادی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں، میں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر آپ اس کو دونوں میں سے گھٹیا قمیص پہنا دیتے؟ ارشاد فرمایا: اے عمر! تم نہیں جانتے ہمارے دین حنفی میں بخل نام کی کوئی چیز نہیں، میں نے اسے اچھی عمدہ قمیص پہنائی تا کہ اسے اسلام کی طرف زیادہ رغبت دلائے۔

مالک بن دینار کی یہ حدیث عزیز ہے اور غریب بھی، ابوحاتم رازی نے یہ حدیث محمد عاصم زہدم کے سلسلۂ سند سے روایت کی ہے۔

۲۹۰۴- ابونعیم اصفہانی، ابوبکر محمد بن حسن، محمد بن غالب بن حرب، مسلم بن ابراہیم، صدقہ بن موسیٰ، مالک بن دینار، عبداللہ بن غالب کے سلسلۂ سند سے ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو خصلتیں کسی مؤمن میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ یعنی بداخلاقی اور بخل۔[1]

مالک بن دینار رحمہ اللہ کی یہ حدیث غریب ہے اور صدقہ یہ حدیث مالک بن دینار سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ نیز اس حدیث کو آئمہ حدیث احمد بن حنبل ودیگر حضرات محدثین کرام نے ابوداؤد عن صدقہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

۲۹۰۵- ابونعیم اصفہانی، سلیمان بن احمد، مالک بن داؤد، علی بن معبد رقی، وہب بن راشد، مالک بن دینار، خلاص بن عمرو کے سلسلۂ سند سے حضرت ابودرداءؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، مالک الملک و مالک الملوک ہوں۔ بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ بندے جب میری اطاعت کرتے ہیں تو میں بادشاہوں کے دلوں کو بندوں کی طرف نرمی اور رحمت سے بھر کر پھیر دیتا ہوں۔ اور جب میرے بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو ان کے بادشاہ انہیں برے عذاب وسزا سے دوچار کردیتے ہیں۔ لہٰذا تم اپنے نفسوں کو بادشاہوں کے لئے بددعا کرنے میں مشغول نہ رکھو بلکہ تم اپنے نفسوں کو ذکر میں مشغول رکھو اور تم اپنی ہتھیلیوں کو اپنے بادشاہوں سے فارغ رکھو۔[2]

مالک بن دینار رحمہ اللہ کی یہ حدیث غریب ہے۔ علی بن معبد وہب بن راشد سے یہ حدیث روایت کرنے میں متفرد ہیں۔

۱۔ سنن الترمذی ۱۹۶۲. واتحاف السادة المتقین ۱۹۳/۸.

۲۔ مجمع الزوائد ۲۴۹/۵. ومشکاة المصابیح ۳۷۲۱. والعلل المتناهیة ۲۸۲/۲. والاحادیث الضعیفة ۶۰۲.

كلمات من المترجم

وقدتم ترجمةالجزء الثانى من حلية الاولياء وطبقات الاصفياء بعون الله وبتوفيقه فأسأل الله ان يتقبل ذالک الخدمة الحقيرة عند جنابه، وهذامن فضل ربى عزوجل ، ذالک فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم. وما انا باهل لهذاالفضل الاان الله سبحانه وتعالى وفقنى، وقد تم هذاالجزء الثانى بيوم السبت بعدالعشاء وقدمضت سبع ليال من شوال المكرم ١٤٢٥ فادعوالله تعالىٰ ان يرزقنا صلاحاً والاجتناب عن المعاصى وخصوصاً ادعولمكرمى الشيخ مولانا محمداصغر مدظله العالى لانه امرنى وكلفنى لترجمة هذالجزء وادعوالله سبحانه وتعالىٰ ان يسلكنا مسلک هؤلاء الاولياء الاصفياء التابعين الكرام الذين اتيت بترجمتهم واحوالهم فى الكتاب فالله مولانا ولارب غير وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين آمين ثم آمين .

من محمد يوسف التنولى ساكن كشمير

ختم شد

عربی زبان میں مشہور کلاسیکل کتاب ''حِلیۃ الاولیاء'' جس میں صحابۂ کرام، اصحاب صفہ، اہل بیت، تابعین، تبع تابعین، ائمہ کرام اور چوتھی صدی ہجری تک کے تقریباً ۸۰۰ مشہور اور غیر مشہور بزرگ ہستیوں کا ذکر خیر ہے۔

قدیم بزرگوں کے حالات پر جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں ان کا سب سے بڑا اور بنیادی ماخذ ''حِلیۃ الاولیاء'' ہے۔ یہ بزرگوں کے احوال، کرامات، نادر اقوال اور ان سے مروی احادیث کا بے مثال خزانہ ہے۔ اویس قرنیؒ، مالک بن دینارؒ، جنید بغدادیؒ، سری سقطیؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، بایزید بسطامیؒ، بشر حافیؒ، ذوالنون مصریؒ جیسے سینکڑوں باخدا اولیاء کے آخرت کی یاد دلانے والے عبرت انگیز واقعات نیز ان بزرگوں سے مروی احادیث رسول ﷺ کا خزانہ اور ان کے پُر اثر وعظ و نصائح اور نادر اقوال کا بے مثال مجموعہ ہے۔ اولیاء اللہ کی مستند سوانح حیات کا انسائیکلوپیڈیا جو اولیاء اللہ کے واقعات پر مشتمل بے شمار کتابوں سے بے نیاز کرتا ہے۔ ایک ہزار سال سے عربی زبان میں بار بار چھپنے والی کتاب، جس سے اردو زبان اب تک محرومی کا شکار تھی۔

بڑی محنت اور عرق ریزی کے بعد اب پہلی بار ''دارالاشاعت کراچی'' سے سلیس اردو زبان میں ترجمہ ہو کر یہ کتاب منظر عام پر آئی ہے۔ جس میں مذکور تمام احادیث کی تخریج اور ان کے حوالہ جات نقل کر کے کتاب کو مزید مستند کر دیا گیا ہے۔ عمدہ کاغذ و طباعت، حسین پائیدار جلد سے اس کی شان میں اضافہ ہو گیا۔

علماء، اساتذہ و طلباء جو اپنی زبان میں اس کا مطالعہ کرنا چاہتے تھے اس ایڈیشن کی دستیابی نے الحمدللہ ان کی بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔

www.darulishaat.com.pk

E-mail : sales@darulishaat.com.pk
ishaat@cyber.net.pk
ishaat@pk.netsolir.com